

بسم الله الرحمن الرحيم

شروع کرتا ہوں سائنہ نام اللہ بخش کر نیوالی مہربان کی

الحمد لله الذي رفع اقدار العلماء بمقدار معرفته كنا به المحكم ثم هدى المحدثين بمصابيح

سبب توفیق ہی اوس خدا کی لئی کہ بلند کین قدرین علماء کی موافق معرفت کتاب اپنی کی جو مضبوطی پہر ہدایت کیا محدثین کو ساتھ چراغوں

المصباح من شبه الظلم وجعل علم الكتب كالعلم لمن تقدم من اصحاب الائمة واصبح

روشن کی اپنی حدیثوں کی تاریک شبہات سے اور گردانا علم کتاب کو مانند نشان کی اوکی لئی کہ آگ کی گزری امتوں میں اور پہنچائی

عليهم بسوانع النعم يعرفانه بمصابيح السنة والعرفان المقدم واغزهم في الدارين

پوری نعمتیں اپنی معرفت کی سنت کی چراغوں اور عرفان پہلی گزری ہوئی ہی اور اولگو دین و دنیا میں عزت ۱۴۵

والكرم والاحترام على العلمين في سابق القدم بالقران الاحكم فقال الذين يجتنبون

الاعلام کیا اور حرمت بخشی تمام عالم پر ازل میں قرآن استوار سی اور ارشاد کیا جو لوگ بچیں ہیں

كبر الاشرار والفواحش الا الله ف سبحانه من يعلم المحكم فيمن اخر وقدم احده حمد عاجز

بڑی گناہوں اور فحاشیوں کی کاموں سے مگر کہیں نہ سوچا کہ ذات ہی جو سکھاتا ہی حکمتیں پہلے اور پچھلے کو میں اوسکی حمد کرتا ہوں عاجز کسی

شكروا اولاه من عظيم النعم واشهد ان لا اله الا الله وحده لا شريك له واشهد ان محمدا

رسولہ صلی اللہ علیہ وسلم اسکی کہ عنایت کین اوسکو بڑی نعمتیں اور گواہی دیتا ہوں کہ کوئی معبود نہیں سوائے اسکی وہ اکیلا ہی اوسکا کوئی شریک نہیں اور گواہی دیتا ہوں کہ محمد

عبده ورسوله الاكرم المبعوث الى جميع الامة نسل الله ان يختم لي كتاب العلم بها اذ ختمه صل

اوسکا بندہ ہی اور اوسکا بزرگ رسول ہی بھیجا ہوا تمام امتوں کی طرف ہم اسکی مانگتی کہ پوری کری ہماری عمل کی تمامہ دینی ہر ہم ختم کر رہے ہیں

الله تعالى وعلى اله وصحبه وسلم الذين هم اهل الفضل والحكم ما عبد الله احدا احترم هذا

نادل کری اللہ تعالیٰ اوسپر ادا وکی ال پر اور اوسکی بارون پر اور سلام کہ اہل فضل اور صاحب حکمت ہیں جب اللہ کی بندگی ہو جو محمودی اور عزت میں ہیں

المكتوب بالقلم شرح بعض اصحاب الحديث المعظم وبعض الحسان للفهم من الاما

کتاب لکھی ہوئی قلبی شرح چند صحیح حدیثوں بزرگ کی اور چند حسن حدیثوں بزرگ کی کتاب صلیت

الظلم دافع الهم والالم جمعت له بعض اخوان الاخرة مع صحبه ام

الظلم میں سی دور کر نیوالی ہم اور الم کی ہی سنی اسکو واسطی بعضی بہائیوں اخروی کی اور اور معصومین اور امین سنی ملا کر جن کیا

من التفسير والحديث والفقه والكلام وتصفو الخيرة وابتين ما فيه من الاعتقادات

تفسیر اور حدیث اور فقہ اور عقائد اور نیک لوگوں کی تصوف کی اور بیان کردوں گا اوسمیں صحیح اعتقادات

الاصحیح من الاخرة واحترم ما فيه من استمداد القبول وغیره من فعل الكفرة واهل

برعہ آخرت کی اور برائی بیان کروں گا اسمیں قبول سی مد مانگنی کی اور سوا اوسکی افعال کفار اور

لفظ اصحاب
الحديث فقط
معلوم می شود
شاید کہ لفظ صحاب
لحديث باشد
لاست می کند
بین لفظ احسن
لوگوں حال بخیر

نہیں مجلس سچ لازم ہوئی اتباع نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سچ اور سچنی کہ لای حضرت اور سچ تحقیق لکھی ای مجلس مہوین

۱۴
یعنی سید
پیشوین
جانی پوری سنه

۱۵
شاه قیصر
یعنی شریک
اسی جی جرم
میرزا علی میرزا

۱۶
یعنی امین
شیان بی ای
سنی کرکر
سنان پور
سی تانبه

۱۷
یعنی دکن
شریف و احمد
الاجیر

یعنی ہمیں یہ یاد رکھنا چاہیے کہ
اس کا کہ فرمان بردار
رسول کا داخل ہوگا
بہشت میں اور مخالف
ان کو تہنیں داخل ہوگا

فی بیان الفرق بین المؤمن والمسلم و بین المجاهد والمهاجر **المجلس الحادی عشر**

بیج بیان فرق کی درمیان مؤمن اور مسلم کی اور میان مجاہد اور مہاجر کی مجلس گیارہویں

فی بیان افضل الذکر وافضل الدعاء **المجلس الثانی عشر** فی بیان اسعد الناس بشفاۃ

بیج بیان افضل ذکر اور افضل دعا کی مجلس بارہویں

النبی صلی اللہ علیہ وسلم یوم القيمة **المجلس الثالث عشر** فی بیان اخلاص التوحید

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت سے ہی مجلس تیسرہویں

سبب لمحرمۃ النار **المجلس الرابع عشر** فی بیان ایمان المنحی لصاحبه یوم القيمة **المجلس**

سبب ہونی ہی حرم ہونی آگ جہنم کی مجلس چودھویں

المجلس الخامس عشر فی بیان ان کل مولود یولد علی فطرة الاسلام وفيه تفصیل **المجلس السادس عشر**

پندرہویں

فی تحقیق السعید والشقی و بیان اقسام الکفر وغیرہ **المجلس السابع عشر** فی بیان عدم جواز

بیج تحقیق نیکیخت اور بخت کی اور بیان اقسام کفر وغیرہ کی مجلس سترہویں

الصلوة عند القبور والاستعداد من اهلها واتخاذ السرج والشموع علیها **المجلس الثامن عشر**

نماز کی باس قبروں کی اور نہ جائز ہونی مدوائگی کی رودنسی اور نہ جائز ہونی چراغ اور شمع روشن کرنی قبروں پر مجلس اٹھارہویں

فی اقسام البدع واحکامها وغیرها من الامور المهمة **المجلس التاسع عشر** فی بیان بدعة

بیج قسموں بدعتوں کی اور احکام او کیکی اور سوال کی امور ضروریہ سی مجلس انیسویں

صلوة النوافل بالجماعة كالرغائب وغيرها **المجلس العشرون** فی بیان فضائل الملبور و بیان

نماز نفل کی جماعت سی مانند صلوۃ رغائب وغیرہ کی مجلس بیسویں

البدعة فيه **المجلس الحادی والعشرون** فی بیان فضائل الزکوة وغوائل ترکها **المجلس الثاني والعشرون**

بدعت کی حج میں مجلس اکیسویں

فی بیان فضائل الصوم مطلقا **المجلس الثالث والعشرون** فی بیان فضيلة صوم شعبان **المجلس**

بیج بیان فضائل صوم روز کی عہ مجلس تیسویں

المجلس الرابع والعشرون فی بیان فضيلة احياء ليلة البراءة على وجه السنة والاحتراز عن البدعة المذكورة

چودھویں

المجلس الخامس والعشرون فی لزوم طلب رؤية هلال رمضان و كراهة صوم يوم الشك

مجلس چھبیسویں

المجلس السادس والعشرون فی بیان فضيلة رمضان وعالية حقه وتعظيم شأنه **المجلس**

مجلس چھبیسویں

المجلس السابع والعشرون فی بیان كيفية النية وما يفسد الصوم وما لا يفسد وما يلزم به الكفارة

سنانیسویں

المجلس الثامن والعشرون فی بیان كيفية التراويح و فضيلتها **المجلس التاسع والعشرون**

اور چوبیسویں مسلم مجلس اٹھارہویں

بیج زیادہ مرتبہ
شفاۃ الناس
کون شخص سے

صا

صلوة غائب
رجب کی پہلی
تاریخ کی شب
میں بعضی پرستی
میں جماعت سی
وہ بدعت سی
۱۲
عہ خواہ
نفل ہو خواہ
فرض ہو

بیج
تیسویں
چوبیسویں
چوبیسویں
نہایت میں
دوسری اور
کا بیان ہی اس

فی بیان فضیلة تأخیر السجود و تعجیل الافطار و غیره المجلس الثالثون فی بیان غائلة من
 سج بیان فضیلت تأخیر سجود کی اور تعجیل کرنی افطار کی اور غیر اوسکی مجلس تیسویں
 افطریوما من رمضان فیما یجب فیہ الکفارة المجلس الحادی والثلاثون فی بیان سببة
 کرافطار کرنی کی اور رمضان من اوس حال میں اراجب ہوا و من کفارہ سہ مجلس اکیسویں
 الاعتکاف و طلب لیلۃ القدر فیہ و فضیلۃ المجلس الثانی والثلاثون فی بیان صدقۃ
 اعتکاف کی اور طلب کرنی شب قدر کی اور من اور فضیلت اوسکی مجلس بیسویں
 الفطر و احکام العیدین و بیان البدع فیہ المجلس الثالث والثلاثون فی بیان فضیلة
 فطر کی اور احکام عیدین کی اور بیان بدعتوں کی عیدین میں مجلس تینسویں
 صوم شوال و عدم جواز التشاؤم بہ المجلس الرابع والثلاثون فی بیان فضیلة
 روزوں شوال کی مثلاً اور یہ کہ شوال کو منحوس سمجھنا جائز نہیں ہی مجلس چونسویں
 ایام العشر الاول من ذی الحجۃ المجلس الخامس والثلاثون فی بیان فضیلة هرقة
 اول دہرہ بقرہ عید کی مجلس بیسویں
 دم القربان فی ایام النحر و نوعہ و کیفیۃ ذبحہ المجلس السادس والثلاثون فی بیان
 خون قربانی کی ایام قربانی میں اور بیان اقسام قربانی کی اور کیفیت ذبح کی مجلس چونسویں
 فضیلة شہر اللہ المحرم و صوم یوم عاشوراء المجلس السابع والثلاثون فی بیان فضیلة
 فضیلت مہینہ خدائی کہ محرم ہی اور بیان روزی روز عاشوراء کی مجلس سیتسویں
 یوم عاشوراء و بیان ما یفعل فیہ من البدع المکرہۃ المجلس الثامن والثلاثون
 روز عاشوراء کی اور بیان اول بدعات مکروہات کا جو اوس میں کیجاتی ہیں مجلس اہتیسویں
 فی بیان عدم سراریۃ المرض و عدم جواز الطیرة و عدم وجود العول المجلس التاسع والثلاثون
 بیج بیان نہ لگ جانی بیماری کیسیکی کیسکو اور نہ جائز ہونی شکوں بدکی اور نہ ہونی جنون کی مجلس انتالیسویں
 فی ذم الطیرة و الفال المذموم و افسائہا و مدح فال المسنون و الزواجر المجلس الاربعون
 سکون اور فال بدکی بیان میں اور اوسکی اقسام میں اور فال مسنون کی مدح اور اوسکی اقسام میں مجلس چالیسویں
 فی بیان استحسان التاتی فی عمل الدنیا دون عمل الاخرة المجلس الحادی والاربعون فی
 بیان میں خوبی درنگ کرنی کی دنیا کی کار بار میں سواء عمل آخرت کی اکن لہدین مجلس چالیسویں
 بیان سبب نزول البلیات و سبب دفعہا و امر التوبة و الدعوات المجلس الحادی والاربعون
 بیان میں سبب بلاؤں کی اور ترقی کا اور بیان میں سبب ایسکی دفع کی جودہ اور دعای پانسیسویں
 فی بیان دفع الدعاء البلاء حین نزول البلاء و بعد النزول المجلس الحادی والاربعون
 اس بیان میں کہ دعا روک دیجی ہی بلا کو اور ترقی وقت اور بعد اور ترقی کی بیسویں
 فی بیان مسنونۃ الصلوة عند ظهور الایۃ الخفیۃ و الاستغفار بالامور المذمومة المجلس
 اس بیان میں کہ مسنون ہی نماز جب کوئی امر خوفناک ظاہر ہو اور مشغول ہوا ایسی زمین حورہ کی بیسویں
 الرابع والاربعون فی بیان صلوۃ الکہف و خسوف و ظہور الایۃ الخفیۃ المجلس الخامس
 چوالیسویں مجلس بیان میں نماز سارچ کہیں چپکہیں کی اور مشغول ہوا خوف کر کے بیسویں

بیان فضیلت تأخیر سجود و تعجیل افطار و غیرہ
 در بیان فضیلت تأخیر سجود و تعجیل افطار و غیرہ
 در بیان فضیلت تأخیر سجود و تعجیل افطار و غیرہ

بیان فضیلت تأخیر سجود و تعجیل افطار و غیرہ

سہ
بین بعض اوقات
خطوات ہوتی
ہی اسکی اقسام
بیان کی ہیں

والاربعون فی بیان مسنونۃ صلوۃ الاستسقاء عند اساءۃ المطر المجلس السادس
بیان میں مسنون ہوتی نماز استسقاء کی جس میں نہر سی جہاں میں مجلس

والاربعون فی بیان وجوب تعلیم الفرائض والقران وتجزیہ ولحن الجلی والحقفی المجلس
اس بیان میں کہ واجب ہی سکھانا فرائض اور قرآن کا اور اسکی تجزیہ یعنی ادای حروف میں اور بیان میں خطا کی چیز اور ظاہر کی

السابع والاربعون فی بیان جواز التغنی فی القران وما لا یجوز فیہ وغیرہ المجلس الثامن
اس بیان میں کہ گھبراہٹ کی خوش آواز کی قرآن میں اور جو کہ جائز نہیں اور سواء اسکی اہتمام میں مجلس

والاربعون فی بیان فضیلة المؤذن وبیان سبب الاذان المجلس التاسع والاربعون
بیان میں فضیلت مؤذن کی اور بیان میں سبب نقر اذان کی انچاسویں مجلس

فی بیان فضیلة الجمعة وفی تفصیل یومها علی سائر الايام المجلس الخمسون فی بیان المصنعة
بیان میں فضیلت جمعہ کی اور فضیلت اوس دن کی تمام دنوں پر پچاسویں مجلس مصنفہ کی بیان میں

وبیان کیفیہا وفوائدها ویدعیہا فی غیر محلها المجلس الحادی والخمسون فی بیان
اور بیان اسکی کیفیت کا اور فوائد کا اور اسکی بدعت ہونیکا بی محل اکبا دن مجلس

فرضیة الصلوۃ بالکتاب والسنة واجماع الامة وفی الوعید فی حق ترکها المجلس الثانی والخمسون
فرضیت نماز کی قرآن اور حدیث اور اجماع امت سی اور نیز میں اسکی چھوڑ نیوالی کی حق میں باون مجلس

فی بیان فرضیة الصلوۃ المفروضة وامرکائها تفصیلا المجلس الثالث والخمسون
بیان میں فرضیت نماز فرض کی اور اسکی امکان کی تفصیل وار تری پن مجلس

فی بیان فضیلة الصلوات الخمس وکونها کفارة للذنوب المجلس الرابع والخمسون
بیان میں فضیلت پانچوں نماز کی اور اسکی کفارہ ہوتی میں گناہوں سی چارن مجلس

فی بیان فضیلة الجماعة وذكر الوعید فی ترکها المجلس الخامس والخمسون فی بیان صلوۃ
جماعت کی فضیلت کی بیان میں اور اسکی تارک کی باب میں جو وجوب صار ہوا پچپن مجلس نماز

الجنائزہ وکیفیہا المجلس السادس والخمسون فی بیان قوله علیه السلام من کان اخرک لا
جنازہ اور اسکی کیفیت کی بیان میں جہین مجلس بیان میں انحضرت علیہ السلام کی قول کی کہ جسکی آخر کلام

لا اله الا الله دخل الجنة المجلس السابع والخمسون فی بیان جواز زیارة القبور وعدم
لا اله الا الله ہودہ جنت میں داخل ہوگا ستاون مجلس زیارت قبور کی جواز اور عدم

جوازها المجلس الثامن والخمسون فی بیان فوائد ذکر الموت ولزوم الاستعداد له
جواز میں اٹھاون مجلس موت یاد کرنی کی فائدوں میں اور استعداد رہنا اسکی لی

المجلس التاسع والخمسون فی بیان ماهیة الطاعون وعدم التقدم علیہ وعدم
اوسہب مجلس طاعون کی حقیقت کی بیان میں کہ نہ اسکی مین جادی اور نہ

الفرار منه المجلس الستون فی بیان فضیلة الصبر فی موضع الطاعون وعدم جواز
دانشی بہاگی ساہوین صبر کی فضیلت کی بیان میں جہاں طاعون مازل ہوا ہو اور اسکی

الدعاء لرفعه المجلس الحادی والستون فی بیان فضیلة الصبر عند الیادیا والمصائب
دفع کی واسطی دعا کرنی میں اکٹھون مجلس فصیلت صبر کی بیان میں بروقت بلا اور مصیبتوں کی

دفعیہ

وفضيلة الاسترجاع عندها المجلس الثاني والستون في بيان تحقيق قوله عليه السلام
 اور فضيلت اناسد فانا اليه راجعون پڑھنے کی اور سورت باسٹھویں مجلس بیان میں تحقیق اس حدیث کی
 اغتنم خمساً قبل خمس الحديث وما يفرغ عليه المجلس الثالث والستون في بيان محاسبة
 غنیمت جانو پانچ کو پہلی پانچ سی آخر تک اور اسکی تعریضات تریسٹویں مجلس بیان میں حساب
 العبد يوم القيمة والمناقشة في الحساب المجلس الرابع والستون في بيان محاسبة العبد
 بندہ کی قیامت کی دن اور جو مناقشہ ہوگا حساب میں چوہترویں مجلس بیان میں حساب بندہ کی
 نفسه قبل ان يحاسب ويناقش في ذلك المجلس الخامس والستون في بيان حثالة
 اپنی ذات سی پہلی اس سی کدوسی حساب لیا جاوی اور مناقشہ ہو کہ ہاں کی جاوی پیشہویں مجلس میں بیان رغبت دلائی امر کی
 على التوبة ووجوبها على الفور وتحقيقها بالمعاني الثلاثة المجلس السادس والستون
 توبہ پر اور توبہ واجب ہونا توبہ کا اور تحقیق توبہ کی تینوں معانی کا چھاسٹویں مجلس میں
 في بيان قوله عليه الصلوة والسلام ان الله يقبل توبة العبد ما لم يغفر المجلس السابع والستون
 بیان قول علیہ السلام کہ اللہ توبہ بندہ کی قبول کرتا ہی جب تک نزع کو نہ پہنچی سترہویں مجلس میں
 الستون في بيان حال الكيس وحال الاحق المجلس الثامن والستون في بيان فضيلة
 بیان حال وانا اور احق اٹھسٹویں مجلس میں بیان
 لتقوى وحسن الخلق وحقبةما المجلس التاسع والستون في بيان لزوم طلب
 تقوی اور حسن خلق کی فضیلت کا اور ان دونوں کی حقیقت اونہترویں مجلس میں بیان اسکا کہ تلاش
 كسب الحلال والى اطيب من المكاسب واقم منها المجلس السبعون
 حلال پیشہ کی لازم ہی اور کونسا پیشہ اچھا ہی اور کونسا برا ہی ستروین مجلس
 في بيان حرمة الاحتكار وسائر ما يتعلق به من الاحكام الشرعية
 میں بیان احتکار کی حرمت کا اور جو احکام شرعی اس سے متعلق ہیں
 المجلس الحادى والسبعون في بيان ائى تاجر يحشر يوم
 اہترویں مجلس اس بیان میں کہ کونسا تاجر
 القيمة فاجدا والى صادق المجلس الثاني والسبعون
 قیامت کو جبر محشور ہوگا اور کونسا صادق بہترویں مجلس
 في تحريض التاجر على ملازمة الصدق والامانة في جميع اقواله
 مادہ کرنی تاجر کی ملازمت صدق وامانت پر اپنی جملہ اقوال
 وافعال المجلس الثالث والسبعون في بيان حقيقة الربوا
 وافعال میں مجلس تہترویں بیان میں سود کی حقیقت
 واحكامه ائله المجلس الرابع والسبعون في بيان حقيقة السلم واحكامه
 اور اسکی نقصان کی مجلس چہترویں بیان میں حقیقت بیع سلم اور اسکی احکام کی
 وخيرة من انشاء العقود المجلس الخامس والسبعون في بيان سوال المحرام والوعيد
 اور سوال اسکی انواع قور مجلس پچہترویں اس بیان میں کہ سوال حرام ہی اور وعید سزا موعود ہی

محکم دلائل سے مزین
 متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

فيه وفي اي موضع يجوز المجلس السادس والسبعون في بيان حقوق الميراث

على المولى وغيره من الاحكام المجلس السابع والسبعون في بيان حرمة اللواط

وعقوبتها وغيرها المجلس الثامن والسبعون في بيان حرمة الخمر وبيان عقوبتها

وسائر المنكرات المجلس التاسع والسبعون في بيان ستر الثملين ووجوب التقسية

بين الغائبين المجلس الثمانون في بيان ظهور الفتن وما يخالف الشرع وكيف يعمل حينئذ

المجلس الحادي والثمانون في بيان احكام القضاء واخذة بالاشقة وحكومة

بشهادة الزور المجلس الثاني والثمانون في بيان من يجوز له الودع للانس ومن لا يجوز

وطائفرع عليه المجلس الثالث والثمانون في بيان ان لا يرد على بيعت هذه الامة

على راس كل سنة من يجدد الدين المجلس الرابع والثمانون

في بيان كيفية السلام وافضلية من بداهة المجلس الخامس والثمانون

في بيان هجران اخيه المسلم فوق ثلثة ايام المجلس السادس والثمانون

في بيان التحذير من سوء الظن وهي التجسس المجلس السابع والثمانون

في بيان النهي عن المصاحبة والمواكلة مع الفاسق المجلس الثامن والثمانون

في بيان افضل الاعمال المحب في الله والبغض

المجلس التاسع والثمانون في بيان لزوم متابعة الرسول

الرسول عليه السلام في الامر والنهي ولا يجوز المخالفة

رسول عليه السلام في

في

في

عقوبة الخمر
في بيان
عقوبة الخمر

في بيان سبق رحمة الله وغلبيته على غضبه وماهيتهما المجلس الحادي والتسعون في بيان
 رحمت الہی کی سبقت اور غلبہ کی بیان میں غضب پر اور دلوں کی حقیقت مجلس اکابرین اس بیان میں

ان الشيطان يجري من الانسان مجرى الدم المجلس الثاني والتسعون في بيان عدم المواجهة
 کہ شیطان پھر تابی انسان میں سجای خون کی مجلس یانویں اس بیان میں کہ سوسہ کلاس لفظہ

بالوسوسة ما لم تعمل بها وتتكلم المجلس الثالث والتسعون في بيان ان للشيطان لملة
 نہیں جیتک اکبر علی نوری یا موند سی نکی مجلس تزانویں اس بیان میں کہ شیطان کو قرب ہوتا ہی

بابن ادم وللملك لملة له المجلس الرابع والتسعون في بيان ظهروا لاسلام غريبا وسيعوني
 بنی آدم کی ساتہ اور فرشتہ کو قرب ہوتا ہی مجلس چورانویں اس بیان میں کہ اسلام پیدا ہوا تھا غریب اور پھر ہوجا گیا

غريبا كما ظهر المجلس الخامس والتسعون في بيان نعمة الصحة والفرغ وبيان مغبونية
 غریب جیسا ظاہر ہوا تھا مجلس پچانویں بیان میں نعمت تندرستی اور فراغت کی اور غبن میں ہونی

صاحبها المجلس السادس والتسعون في بيان غي من اكل ما فيه رائحة كريهة من دخول المسجد
 صحیح وفاق کی مجلس چھیانویں اس بیان میں کہ جو شخص کھاوی ایسی چیز جس میں بدبو ہو تو مسجد میں نہ جاوی

المجلس السابع والتسعون في بيان لزوم ترك ما لا يعنيه من القول والفعل المجلس الثامن
 مجلس ستانویں اس بیان میں کہ لازم ہی ترک بیفائدہ قول اور فعل کا مجلس اٹھانویں

والتسعون في بيان الوصية في حق النساء حال المعاشرة بهن المجلس التاسع والتسعون
 بیع بیان وصیت کی عورتوں کی حق میں اور انکی ساتہ گزاران کی حالت مجلس ستانویں

في بيان تحقيق قوله عليه السلام استوصوا بالنساء خيرا الى اخره المجلس المائة في بيان لزوم
 حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قول کی تحقیق میں کہ استوصوا النہی اس بیان میں کہ لازم ہی

رعاية حق الزوج على زوجته وبيان الوعيد عند عدمها المجلس الاول في بيان تمثيل من
 حق شناسی اپنی خاوند کی بی بی کو اور بیان سزا کا جبکہ یہ نہ ہو ہی مجلس بیس مثال بیان کرنی اوس شخص کی

بين كرميه ومن لم يذكره بالحی والميت وفي بيان معرفة ذكر الله تعالى قال رسول
 کہ اپنی رب کی یاد کرتا ہی اور جو اوسکی یاد نہیں کرتا ساتہ زندہ اور مردہ کی اور بیان میں ذکر اللہ کی فرمایا رسول

الله صلى الله عليه وسلم مثل الذي يذكره بالحي والميت هذا الحديث
 خدا صلی اللہ علیہ وسلم فی حال اوس شخص کا کہ بی یاد کر رہی اور اوس شخص کا جوابی رب کی یاد نہیں کرتا جیسی زندہ اور مردہ یہ حدیث

من صحاح المصابيح رواه ابو موسى الاشعري فانه عليه السلام جعل فيه الذكر مثل الحي مع
 مصابیح کی صحاح میں ہی ابو موسی اشعری کی روایت سی سو بیخبر صلی اللہ علیہ وسلم اسمیں یاد کرنا ہی کو مانند زندہ کی شہر یا یاد کرنا

كونه حيا لان المراد بالحی من له حياة حقيقية ابدية وهي انما تحصل بذكر الله تعالى لان
 وہ زندہ ہی ہوتا ہی الہی کہ زندہ سی وہ مراد ہی جسکو حقیقی اور دائمی زندگی حاصل ہی اور ایسی زندگی بجز یاد الہی کی حاصل نہیں ہوتی کیونکہ

الذكر يحيي قلوب الذاكرين ويوجب لهم الاستعداد لمعرفة رب العالمين والوصول الى الحقيقة الا
 ذکر الکریم کا دلوں کو زندہ کردیتا ہی اور بالضرورة ادنی الی سامان رب العالمین کی معرفت کا تیار کرتا ہی اور بہشت کی حیات ابدی کی لائق بنا دیتا ہی

في دار النعيم ومن كان خاليا عن الذكر فهو بمنزلة الميت لكونه خاليا عما يحيي قلبه وعما يوجب
 اور جو شخص یاد الہی نہیں کرتا وہ مردہ کی مانند ہی کیونکہ وہ اوس بات سی ظنی ہی جس سی دل زندہ ہوتی اور خدا کی

له المعرفة والحیوة الابدیة لان شرف الانسان وفضيلته التي بها فاق جميع اصناف الخلق

معرفت اور دائمی زندگی پیدا ہو کیونکہ انسان کی شرافت اور فضیلت جسی تمام اقسام مخلوقات پر فائق ہو رہی

لیکن باستعداد معرفۃ الله تعالى وانما يستعد لمعرفة الله تعالى بقلبه لا بجارحه من

بجز استعداد معرفت الہی کی نہیں ہی اور استعداد معرفت الہی کی دل ہی سے علاقہ رکھتی ہی اتمہ بانو وغیرہ

جوارحه بل الجوارح له اتباع وخدم ليستخدمها استخدام المالك للرعايا وليستعملها استعمال

اعضائی کسی کچھ علاقہ نہیں بلکہ تمام اعضا دل کی تابع اور خدمت گزار ہیں ان اعضا کی اسطور کار لیتا ہی جیسی بادشاہ رعیت کی اور ایسی برتتا ہی

السيد للعبيد وهو انما يطمان بدن كرا لله تعالى كما قال الله تعالى الابن كرا لله تطمئن

جیسی مولی غلام کو اور دل کو طمانیت صرف یاد الہی سے ہوتی ہی چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہی یا دہی اسہ ہی کی یا دہی دل جین باقی ہیں

القلوب افضل الذكر على ما ورد في الحديث لا اله الا الله فلا بد للعبد المكلف ان يشتغل

اور سب سے بہتر ذکر موافق مضمون حدیث کی لا الہ الا اللہ ہی اب بندہ عاقل بالغ کو ضروری کہ اس ذکر میں

بهذا الذكر حتى يطمان قلبه ويستعد لمعرفة الله تعالى لكن قبل اشتغاله به يجب عليه

مشغول رہی تاکہ اس کا دل اطمینان پکڑی اور معرفت الہی کی استعداد حاصل کری لیکن اس شغل سے پہلے اوسپر واجب ہی

ان يحصل من علم الكلام ما يصح به اعتقاده على مذهب اهل السنة والجماعة وما يحترز

کہ اتنا علم عقاید سیکھی جس سے اس کا اعتقاد موافق اہل سنت و جماعت کی ہو سیکے ہو جاوی اور

به عن شبه المبتدعة لان القلب ما دام مكدرًا بظلمة البدعة الاعتقادية لا ينوار

اہل بدعات کی شبہات سے بچ جاوی کیونکہ جب تک دل اعتقادی بدعت کی تاریکی میں مگر رہتا ہی تو اوسمیں طاعت کی روشنی نہیں چمکتی

الظلمة ويجب عليه ايضا ان يحصل من علم الفقه ما يصح به اعماله على وفق الشريعة المطهرة

اور اوسپر بہرہ ہی واجب ہی کہ اتنا علم فقہ سیکھے جس سے اس کی اعمال موافق شریعت پاک کی ہو

والا فالتقدم لمعالي الامور قبل اتقان وصولها وضبط طرفها عجلة شيطانية وشبهة نفسانية

اور نہیں تو بڑی کام کر رہتا بغیر حکم کرنی اصول کی اور ٹھیک دریافت کرنی طریقوں کی شیطانی جھپٹ اور نفسانی شہوت میں

توجب لصاحبها الفضيحة في الدنيا والاخرة اذ قد يغتر صاحبها بالتخيلات النفسانية

داخل ہی جو ایسی شخص کو دنیا اور آخرت دونوں میں ذلیل کر چھوڑتی ہی اس کی کہ ایسا جاہل کہی فریب میں اگر نادانی سے خیالات نفسانی

والتلبيس الشيطانية ويظنها كرامات وهي في الحقيقة استدراج وزيادة له في انواع

اور شبہات شیطانی کو کرامت تصور کر لیتا ہی اور اصل میں وہ استدراج ہوتا ہی اور اس کی حق میں طرح طرح کی

الضلالات لان من اشتغل بالذكر والرياضة قبل ان يحصل من علم الكلام ما يصح به الاعتقاد

گمراہی زیادہ ہوتی ہی کیونکہ جو شخص مشغول ذکر اور ریاضت کا اختیار کرتا ہی بدون سیکھی علم عقاید کی کہ جتنی میں اس کا اعتقاد

على مذهب اهل السنة والجماعة وما يحترز به عن شبه المبتدعة ومن علم الفقه ما يصح

اہل سنت و جماعت کی مذہب پر صحیح ہو جاوی اور بدعتیوں کی شبہات سے بچ جاوی اور بدون سیکھی علم فقہ کی جتنی میں

به اعماله على وفق الشريعة المطهرة لا يبعد ان يقع له كشف حتى لبعض الاشياء او امر خارق

اس کی اعمال مطابق شریعت پاک صحیح اور درست ہو جاویں تو کیا بعد ہی کہ اس کو بعض عسلیات کا کشف ہونی لگی یا کوئی بات کرامت کی سی

من خوارق العادات بمقتضى الرياضة او امرأة الشيطان كما حكى كثير من ذلك عن بعض الكفرة

خوارق عادات میں سی ریاضت کی موافق یا شیطانی دیکھی سی ہو جاوی چنانچہ ایسی بہت کہانیاں بعضی کفار

الزنا صین فیظن انه ولاية وكرامة وهو في الحقيقة مكر واستدراج لاجل لاكرامة ولا ولاية
 ریاضت منش کی مشهور ہیں بہرہ نادان خیال کرتا ہی کہ یہہ ولایت اور کرامت ہی اور اصل میں وہ مکر اور استدراج ہوتا ہی نہ کرامت ہی اور نہ ولایت
 اذ قد يحصل الكشف والامر الخارق لبعض الرهبان وغيرهم ممن يعتنقون بزيادة الرياضات
 اسلٹی کہ کشف اور امر خارق کہی کہی بعضی ایسی راہب وغیرہ کی ہی ہو جاتی ہی جو بڑی ریاضت اختیار کرتی ہیں
 مع فساد العمل والاعتقاد ولا اعتداد به لانه تعالى قد جعل الرياضة سببا للتصفية
 باوجودیکہ اوکلی عمل اور اعتقاد فاسد ہوتی ہیں بہرہ اسکا کیا اعتبار ہی اسلٹی کہ اسدقیالی بیشک ریاضت ہی لون کولیا صاف کردیتی ہی
 القلوب بحيث يوصل بها الى الكشف ونحوه من الخوارق ولا يدل ذلك على رضائه تعالى
 کہ جس سی کشف اور کشف کی مانند اور خوارق ہوتی لگتی ہیں اور اس سی اسدقیالی کی یقینی رضامندی
 بذلك السبب البتة ومن المعلوم قطعا ان الخوارق ليست فحصة بالمجرة والكرامة
 اوس سبب پر معلوم نہیں ہوتی اور یہہ بات یقینی معلوم ہی کہ خوارق کو کچھ مجرہ اور کرامت ہی ہی خصوصیت نہیں ہی
 بل قد تكون استدراجا ايضا فمتى صدرت من فيه خلل على واعتقادي يحكم بكونها
 بلکہ بعضی وقت استدراج بھی ہوتا ہی بہرہ اگر بہرہ امر خارق ایسی شخص سی پیدا ہووی جسکا عمل یا اعتقاد باطل ہی تو وہ
 استدراج لاجل لاكرامة لان الكرامة ظهور امر خارق للعادة على يد عبد صالح ظاهر صلا
 استدراج ہی سمجھا جاوے گا کرامت نہیں ہوگی کیونکہ کرامت تو وہ ہی کرامت عادت کی خلاف ایسی صالح آدمی کی ہاتھ سی ہو جسکی نیک کردار ہی ہو
 وهذا القيد الاخير للاحتراز عن الاستدراج وهو ظهور امر خارق للعادة على يد الاشقياء
 اور یہہ پہلی قید استدراج سی احتراز کی لئی ہی کیونکہ استدراج وہ ہوتا ہی کہ امر خارق عادت اشقیاء کی ہاتھ پر پیدا ہو
 كالرجال وفرعون والجهلة الصالين المضلين فان الخوارق كما تظهر على يد الاتقياء تظهر
 جیسی رجال اور فرعون اور گمراہ جہال اور گمراہ کفریولی کیونکہ خوارق جیسی پرہیزگاروں کی ہاتھ پر ہوتی ہیں
 على يد الاشقياء ايضا فما يظهر من ذلك على يد من كان تحت سياسة الشرع يصير
 اشقیاء کی ہی ہاتھ پر ہوجاتی ہیں سو جو امر خارق ایسی شخص کی ہاتھ پر ظاہر ہو جو شرعی حکومت کا مطیع ہی تو
 سببا لمزيد مجاهدته في عبادته وما يظهر من ذلك على يد من لم يكن تحت سياسة الشرع
 اوسکی مجاہدہ عبادت کو زیادہ بڑا دے گا اور جو امر خارق ایسی شخص کی ہاتھ پر پیدا ہو جو شرعی حکومت کا مطیع نہیں
 يصير سببا لمزيد بعده وغروره ولا يزال الشيطان يغويه حتى يخلصه ربة الاسلام
 تو اوسکو اور ہی دوری اور غرور بڑھے گا اور شیطان ہمیشہ اوسکو بہکا تا رہی گا آخر کو اسلام کی رشتی اوسکی گردن میں سے نکال کر
 من عنقه بانكار الحدود والاحكام والحلال والحرام فعلى هذا يجب على العبد الناكر
 حدود اور احکام اور حلال اور حرام کا منکر ہونا ہی اسلٹی بندہ ڈاکر کو یہہ واجب ہی
 ان يجعل جميع اعماله موافقا لاحكام الشرع مادام حيا عاقلا ولا يجوز له ان يعمل عملا مخالفا
 کہ اپنی تمام اعمال جینک ہوش حواس میں ہی احکام شرعی کی موافق رکھی اور اوسکو یہہ جائز نہیں ہی کہ کہی ہی کسی وقت کوئی عمل
 للاحكام الشرع في وقت من الاوقات واحكام الشرع على قسمين قسم يتعلق بالظاهر وهو البدن
 احکام شرعی کی مخالفت عمل میں لاوی اور شرعی کی احکام دو قسم پر ہیں ایک وہ قسم جو ظاہر یعنی بدن ہی متعلق ہی
 وقسم يتعلق بالباطن وهو القلب وكل واحد من القسمين على نوعين احدهما يجب فيه الفعل
 اور ایک قسم وہ جو باطن یعنی دل ہی متعلق ہی کہی ہیں اور یہہ دونو قسمیں دو طرح کی ہیں ایک وہ جسکا کرنا واجب ہی

والاخر يجب فيه التزك فجملة احكام الشرع اربعة فمن النوع الذي يتعلق بالظاهر ويجب
 دوسری وہ جسکا ترک واجب ہی پس تمام احکام شرعی چار طرح کی ہوئی پہر وہ قسم جو بدن سی متعلق اور او سکا عمل میں لانا واجب ہی
 فيه الفعل التكلم بكلمتي الشهادة واقامة الصلوة وايتاء الزکوة وصوم رمضان وحج
 دونو کلمی شہادت کی پڑھنی اور نماز قائم رکعتی اور زکوٰۃ ادا کرنی اور رمضان کی روزی اور

البيت وجهاد الكفار والامر بالمعروف والنهي عن المنكر وغير ذلك من الفرائض والواجبات
 کعبہ کا حج اور کفار پر جہاد اور نیک بات بیان کرنی اور بدی سی روکنا اور سوا اسکی اور فرائض اور واجبات

ومن النوع الذي يتعلق بالظاهر ويجب التزك القتل والزنا واللواطه والسرقه ونشر الخمر
 اور وہ قسم جو بدنی متعلق اور او سکا ترک واجب ہی خون بہنا اور بیکاری اور اغلام اور چوری اور شراب خواری

والغيبه والغيبه والكذب والنظر الى ما حرم نظره واستماع ما حرم استماعه وغير ذلك من
 اور غیبت اور سخن چینی اور جو ٹھہرون اور دیکھنا ایسی چیز کا جسکا دیکھنا حرام ہی اور دیکھنی اور سنی جسکا سنا حرام ہی اور سوا اسکی

المحرمات والمكروهات ومن النوع الذي يتعلق بالباطن ويجب فيه الفعل التوبه والاخلاص
 اور محرمات اور مکروہات اور وہ قسم جو دل سی متعلق اور عمل کرنا واجب ہی توبہ اور اخلاص

والتوكل والصبر والشكر والخوف والرجاء وغير ذلك من الاخلاق الحميده والخصال الجميلة
 اور توکل اور صبر اور شکر اور خوف اور امید واری اور سوا اسکی اور نیک عادتیں اور پسندیدہ خصلتیں

ومن النوع الذي يتعلق بالباطن ويجب فيه التزك الكبر والعجب والرياء والحسد وغير ذلك
 اور وہ قسم جو دل سی متعلق اور ترک واجب ہی تکبر اور خود پسندی اور ریا یعنی دکھلاوا اور حسد اور سوا اسکی

من الاخلاق الذميمة والخصال القبيحة فمن خالف حكما واحدا من هذه الاحكام الاربعة
 اور بد خوئیان اور قبیح خصلتیں سو جو شخص خلاف حکم کا ان چاروں حکموں میں سی

عصى الله تعالى واستحق عذابه فلا يكون من اهل الولاية والكرامة وبعض الناس في هذا
 وہ خدا کا نافرمان ہی اور او سکی عذاب کا سزاوار وہ ولی اور کرامت والا کب ہو سکتا ہی اور بعض لوگ اس

الزمان يدخلون الخلوة ثلثة ايام واكثر ثم يخرجون منها واذا فعلوا ذلك مرة او مرتين
 زمانی میں تین دن کا یا زیادہ کا جلد کہیں کر پھر فارغ ہو جاتی ہیں اور جب ایک یا دو بار جلد کر چکی

يذهبون نيل الاحوال والوصول الى مقامات الرجال مع انهم يرتكبون ما يخالف الشرع الشريف
 تو دعوی کرتی گئی کہ ہم کو سب حالات کہیں گئی اور عمدہ لوگوں کا درجہ پایا باوجودیکہ شرع شریف کی مخالفت کئی جاتی ہیں

واذا انكر عليهم ما ارتكبوه يقولون حرمة ذلك في العلم الظاهر وانا اصحاب العلم الباطن وانه
 اور جب انہی انکی اعمال کی برائے بیان کرو تو کہتی گئی ہیں میان بہر علم ظاہر میں حرام ہی اور ہم تو باطنی علم والی ہیں سو ہمار

حلال فيه وان الوصول الى الله تعالى لا يكون الا برضا العلم الظاهر وانكم تخذون من
 اس علم میں حلال ہی اور قربت الہی بدون چھوڑنی علم ظاہری کی نہیں ملتی تم

الكتاب والسنة وانا بالخلوة وهمة الشيخ نضل الى الله تعالى فيكشف لنا العلوم فلا نحتاج
 قرآن اور حدیث سی فائدہ لیتی ہو اور ہم جلد اور پیر کی مدت سی خدا کی درگاہ میں جاتی ہیں بہر ہم سب علوم کہیں جاتی ہیں ہم کو

الى مطالعة الكتاب والقراءة على الاستاذ واذا صدر منا مكروه او حرام ننهي عنه في المنام
 کتابوں کی مطالعہ کی اور استاد سی پڑھنی کی کچھ حاجت نہیں ہی اور ہم سی جب کوئی مکروہ یا حرام عمل میں آتا ہی تو خواب میں ہم کو مانعت ہو جاتی

فنعرف الحلال والحرام وما قلتم انه حرام لم ننه عنه في المنام فعملنا انه ليس بحرام

سوہم حلال اور حرام کو سمجھ لیتی ہیں اس جیسو کہ حرام بتاتی ہو کہ مکواؤں سے خواب میں منع نہیں کیا سو ہم نے جان لیا کہ یہ حرام نہیں ہی

ونحو ذلك من الترهات التي كلها الحاد وضلال اذ فيه ازدراء للملة الحنيفية والشفعة

اور اس طرح کی خرافات باتیں جو سراسر الحاد اور گمراہی کی ہیں بکئی ہیں کیونکہ اسمیں ملت خفی اور شریعت نبوی

النبوية وعدم الاعتماد على الكتاب والسنة واجماع الامم فالواجب على كل من سمع

کی حقائق ہی اور بی اعتمادی قرآن وحدیث اور اجماع امت کی سو واجب ہی اوسپر جو ایسی باطل گفتگو سنی

امثال تلك الاقاويل الباطلة الانكار على قائله والجزم بطلان كلامه بلا شك ولا تردد

کہ بلا شک اور بی تردد اور بغیر توقف قائل کی اس کلام کو بیہودہ و اہمیت سمجھی

ولا توقف والا فهو يكون من جملة من ويحكم عليه بالزندقة فانهم لما كانوا في الاعتقاد

اور نہیں توقف ہی اوی گروہ میں داخل ہی اور اوسپر حکم کہہ کا ہو گا کیونکہ ان لوگوں کا اعتقاد جب

هذه المرتبة كان بينهم وبين الشيطان مناسبة فيهم في بعض الازمان اشياء

اس نوبت کو پہنچا تو انہیں اور شیطان میں ایک رابطہ پیدا ہو گیا پھر وہ شیطان اونکو بعض دفعہ کچھ تجلی وغیرہ دکھاتا

من الانوار وغيرها فيغترون بها ويظنون انهم محسنون وعند الله مكرمون ولا يعلمون

پس یہ قوم دھوکھا کھا کر یہ خیال کرتی ہیں کہ ہم کیا خوب عمل کرتی ہیں اور خدا کی نزدیک ہم عزت والی ہیں اور یہ نہیں

المن الشيطان لا يزال يحسن لاهل الخلوة واسر باب الرياضة ان يعملوا بجوارحهم ثم عزواهم

کہ شیطان ہمیشہ اہل خلوت اور ریاضت کی نظر دین یوں پکارتا ہی کہ اپنی قوت ہمت اور خولوں کی قوت

من غير تحكيم الشرع فيها فيقولون القلب اذا كان محفوظا مع الله تعالى يكون خاطرة

بدون موافقت شرع کی عمل کیا کریں پھر یہ کہتی ہیں کہ دل جب اللہ کی طرف سے محفوظ ہوتا ہی تو اوسکی سب خطرات خطاسی

معصومة عن الخطاء وهذا من اعظم كيد العدو فيهم لان الخواطر ثلاثة انواع رحمانية

بچی ہوئی ہوتی ہیں اور یہہ اونکی حق میں دشمن کا بڑا ہی دھوکھا ہی کیونکہ خطرات تین طرح کی ہوتی ہیں رحمانی

وشيطانية ونفسانية فلو بلغ الانسان ما بلغ من الرياضة والمجاهدة فبعضه شيطانه

اور شیطانی اور نفسانی اور انسان کیسی ہی ریاضت اور مجاہدہ کیا کری پر شیطان

ونفسه لا يفارقانه الى الموت والشيطان يجري منه مجرى الدم والعصمة ليست

اور نفس اونکی ساتھ ہی رہتی ہیں مرنی دم تک جدا نہیں ہوتی اور شیطان اوسمیں ایسی پھرتا ہی جیسی بدن میں خون اور عصمت صرف

الارسل الذين هم وسائط بين الله تعالى وبين خلقه في تبليغ امره ونهيه ووعدة

انبیاء صلوٰۃ اللہ علیہم کا خاصہ ہی جو کہ درمیان پاک پروردگار اور اوسکی خلقت کی واسطہ ہیں واسطی پہنچا دینی امر اور نہی اور جزا

ووعيده ومن عداهم ليس بمعصوم ومن ظن انه يستغنى عما جاء به الرسول بما يلقي

اور سزا اور سوار انبیاء کی کوئی معصوم نہیں ہی اب جو شخص یہ خیال کری کہ مجھکو احکام نبوی کی کچھ حاجت نہیں مجھکو وہ ہی کافی ہی

فی قلبه من الخواطر فهو من اعظم الناس كفرا لان ما يلقي في القلب يحتمل ان يكون من

جو دلیں خطرات آتی ہیں سو وہ بڑا ہی کافر ہی اسلی کہ دلیں جو خطرہ آتا ہی تو شاید کہ

القضاء النفس والشيطان فلا عبرة به ولا التفات اليه حتى يعرض على ما جاء به الرسول

وہ نفس یا شیطان کی طرف سے آیا ہو پھر اوسکا کیا اعتبار ہی اور نہ اوپر توجہ کہ احکام نبوی کی مقابل ہو سکی

ویشہدہ بالموافقة اذ ليس كل ما يراه الانسان في النوم واليقظة صحيحاً بل قد تكون بعضه

اور اوسکی نئی موافقت کا شاہد چاہی کیونکہ آدمی جو خواب یا بیداری میں معلوم کرتا ہی وہ سب درست نہیں ہو کرتا بلکہ بعضی

من الخواطر النفسانية وبعضه من الوسوس الشيطانية وبعضه من الله تعالى بالهام

خطرات نفسانی بعضی دوسوسہ شیطانی ہوتی ہیں اور بعضی اللہ کی طرف سے بواسطہ

ملك الرؤيا فلا بد من التميز بين هذه الثلاثة ليعلم ان ما يراه من اى نوع هو فاذا تعين

فرشتہ خواب کی ہی ہوتی ہیں پھر ان تینوں میں تمیز کرنی ضرور چاہی جس سے معلوم ہو کہ بہر خطہ کس قسم کا ہی جب یہ ثابت ہو جائے

انه من الله تعالى فلا بد من عالم يعلم المراد منه فان المراد منه ان كان ظاهراً لاحتاج

کہ اللہ کی طرف سے ہی تب ایسا عالم چاہی کہ اوتی مراد کو سمجھی کیونکہ آدمی مراد اگر ظاہری تو

الى التاويل بل انما يحتاج الى التنبيه وان كان غير ظاهر يحتاج الى التاويل فياويل بتاويل

تاویل کی کچھ حاجت نہیں بلکہ صرف تنبیہ کی حاجت ہی اور اگر مراد ظاہر نہیں ہی تو تاویل کی حاجت ہی پھر صحیح تاویل کرنی چاہی

صحيح كما ان الكتاب والسنة لا شبهة في كونهما من الله تعالى ورسوله لكن المراد منهما

چنانچہ قرآن اور حدیث بلاشبہ اللہ اور رسول کی کلام ہیں پر اوسکی مراد

قد يكون ظاهراً فلا يحتاج الى التاويل وقد يكون غير ظاهر فيحتاج الى التاويل وقد صرح

بعضی جگہ ایسی ظاہر ہوتی ہی کہ تاویل کی کچھ حاجت نہیں ہوتی اور بعضی جگہ مراد ظاہر نہیں ہوتی تو ان تاویل کی حاجت پڑتی ہی اور

العلماء بان الهام وكذلك الرؤيا في المنام ليس شيء منهما من اسباب المعرفة بالاحكام

علماء کا کہنا ہے کہ الہام اور ایسی ہی نید کی خواب ان دونوں سے معرفت احکام کی حاصل نہیں ہوتی

خصوصاً اذا خالف كل منهما كتاب الله وسنة رسوله عليه الصلوة والسلام فان عمر

علی الخصوص جبکہ بہرہ دونوں کتاب اللہ اور سنت رسول سے برخلاف ہوں حضرت عمر

بن الخطاب رضي الله عنه مع كونه سيد الملهدين والمحدثين كان اذا وقع في قلبه الخواطر يلتفت

بن الخطاب رضی اللہ عنہ باوجودیکہ اہل الہام اور محدثین کی پیشوا تھے تو بھی جب اوسکی دل پر کوئی خطرہ آتا تو اس پر توجہ

اليها ولا يحكم بها ولا يعمل بها حتى يعرضها على الكتاب والسنة فهو لاء الجهلة قد يرى

نکرتی اور نہ اس پر یقین کرتی اور نہ اوسکی موافق عمل کرتی جب تک اوسکو کتاب اور سنت کی مطابق نہ لگتی اور یہ جہال جب

احدهما ادنى شيء فيحكم فيه خواطره على الكتاب والسنة ولا يلتفت اليهما والمحقق من

کوئی ادنی بات معلوم کرتی ہیں تو اس سے اپنی خطرات کو پکارتی ہیں اور کتاب اور سنت کی طرف کچھ توجہ نہیں کرتی اور طریقت کی محقق

علماء الطريقة قد تمسكوا بالكتاب والسنة ووزنوا بهما افعالهم ومجاهداتهم ومكاشفاتهم

علماء کتاب اور سنت ہی سے سند لیتی تھے اور اپنی افعال اور مجاہدہ اور مکاشفات کو ان سے تول کر پورا کرتے تھے

فما وجدوه غير موزون بهذين الميزانين وغير ثابت بهذين الشاهدين لم يعتبروه ولم يلتفتوا

پھر جس عمل کو ان دونوں ترازو میں کتاب و سنت میں کم پایا اور ان دونوں شاہد عدل کی کوئی سی ثابت نہ ہوا تو اس کا اعتناء نہیں

اليه قال ابو سليمان الداراني ربما يقع في قلبه نكتة من نكتة القوم فلا قبلها الا شاهداً من الدين

ابو سليمان دارانی فرماتی ہیں ایک نکتہ اس قوم کی نکات میں سے اکثر میری دلیل آتا ہی سو میں اوسکو بدو کہ کوئی دو شاہد عدل

من الكتاب والسنة وقال ابو سعيد الخزاز كل باطن يخالفه الظاهر فهو باطل وقال ابو حفص

کتاب اور سنت کی نہیں ملتا اور ابو سعید خزاز کہتی ہیں جو الہام ظاہر شرع کی برخلاف ہو سو وہ باطل ہی اور ابو حفص کبیر فرماتی ہیں

کتاب اور سنت اور اس کی توجہ کرنی چاہی

الکبیر من لیزن افعاله واقواله واحواله بمیزانی الكتاب والسنة ولم یتهم بخواطره فادعده
 جوشخص اپنی افعال اور اقوال اور احوال کو کتاب اور سنت کی ترازو میں نہ تولی اور اپنی دلی خطوں کو بیجا نہ جانی تو اسکو
 فی دیوان الرجال وقال ابو یزید البسطامی لو نظرتم لی رجل اعطی انواعاً من الکرامات حتی ترجع
 مردوں میں شمار مت کرو اور ابو یزید بسطامی فرماتی ہیں اگر تم ایک شخص کی طرح طرح کی کرامتیں دیکھو استاذہ ادھر میں
 فی الهراء ومشی علی الماء فلا تغزوا به حتی تنظر واکیف تجدونه عند الامر والنهی وحفظ
 پالتیاری بیٹھا ہو یا پانی پر پہرے تار ہو تو ہی اسکی فریب میں نہ آؤ جیتک یہ نہ جانتھو کہ امر اور نہی اور حفظ
 الحدود واداء احکام الشریعة وقال الجنید البغدادی الطرق الی الله تعالی بعدد انفس
 حدود اور احکام شرعی میں کیسا ہی اور جنید بغدادی فرماتی ہیں اللہ کی ان کی رستی اتنی ہیں جتنی نفوس
 الخلائق وکلها مسدودة علی الخلق الاعلی من اقصی اثر الرسول وحکی انه اقی بقتل الخلائق
 خلقت کی اور وہ سب خلقت پر بند ہیں بجز اسکی جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کری اور کہتی ہیں کہ جنید فی
 لاجل ما صدر عنه من قوله انا الحق فانظر ایها العاقل الطالب للحق ان هؤلاء الکرام مع
 فتوی انا الحق کی کہنی پر دیا تھا اسباب ہوشیار حق کی طالب دیکھو تو کہ ان تمام بزرگوں کی با
 کونهم عظماء مشائخ الطريقة وکبراء ارباب الحقیقة قد تمسکوا بالشریعة ولم یخالفوها
 وجودیکہ طریقت کی بڑی بڑی مشائخ اور حقیقت کی بڑی بڑی بزرگ لوگ ہیں کیسا شریعت ہی تمسک کیا اور کسی بات میں
 فی شیء اصلاً فعلی هذا یجب علی العبد المشتغل بالذکر ان یتمسک بالشریعة فی جمیع اقواله
 اصلاً مخالفت نہیں کی باری لحاظ شخص ذکر شاغل پر واجب ہی کہ اپنی تمام اقوال اور افعال اور احوال میں شریعت ہی تمسک
 وافعاله واحواله ولا یخالفها فی شیء اصلاً لکن ینبغی ان یعلم ان الموتر النافع من الذکر هو الذکر
 کیا کریں اور شریعت کی اصلاً مخالفت نہ کیا کریں لیکن یہہ ہی سمجھ لینا چاہی کہ ذکر موثر اور مفید وہ ہی جو
 علی الدوام مع حضور القلب فاما الذکر مع ذہول القلب فهو قلیل الجدی لان للذکر
 ہمیشہ اور دائمی دلی توجہ ہی ہو اور جو ذکر دلی غفلت کی ساتھ ہوتا ہی وہ فائدہ خوب نہیں دیتا کیونکہ ذکر کا
 اولاً و آخراً اوله یوجب الانس والحب و آخره یوجبہ الانس والحب والمطلوب ذلک الانس
 ایک ابتدا ہی اور ایک انتہا ابتدا میں ذکر ہی محبت اور انس ہوتا ہی اور انتہا میں ذکر کو انس اور محبت پیدا ہوتی ہی اور مقصود یہہ ہی انس تھا
 والحب لان التذکر فی ابتداء امره یكون متکلفاً فی صرف قلبه عن الوسواس الی ذکر الله
 اور محبت ہوتی ہی کیونکہ ذکر اول حال میں تو اپنی دل کو بزرور تکلف وسوسوں کی شہاک ذکر کی طرف نکالتی
 فان وفق للمداومة انس به وانغرس فی قلبه حب المذکور وصار مضطراً الی کثرة ذکره
 پھر اگر اسکو مداومت کی توفیق ہوئی تو آدمی مانوس ہو جاتا ہی اور اسکی دل میں وہ محبت چڑھ جاتی ہی اور کثرت ذکر کی طرف بیقرار ہو جاتا ہی
 بحیث لا یصیر عنه لان من احب شیئاً اکثر ذکره ومن اکثر ذکر شیء ولو تکلفاً یقع فی
 ایسا کہ ذرہ صبر نہیں آتا کیونکہ جو شخص کسی شیء کو محبوب کہتا ہی تو اسکا ذکر بہت کیا کرتا ہی اور جو شخص کسی شیء کا ذکر بہت کرتا ہی اگرچہ تکلف ہی ہو
 قلبه حبه والحاصل ان اول الذکر یكون بالتکلف الی ان یترا الانس بالمذکور والحب له ثم
 اسکی دل میں محبوب ہو جاتی ہی حاصل یہہ ہی کہ ابتدا میں ذکر تکلف ہی ہوتا ہی آخر کو ایسا مانوس اور محبوب ہو جاتا ہی کہ
 یمتنع الصبر عنه فیصیر المرء محبوباً والقرمقرا ثم اذا حصل للتذکر الانس بذکر الله
 اس ہی صبر دشوار ہو جاتا ہی پھر تو بالعکس یعنی عاشق معشوق ہو جاتا ہی اور طالب مطلوب پھر جب ذکر کو یاد الہی ہی محبت ہو جاتی ہی

ينقطع عن غير الله ويجد كمال فائده بعد الموت لانه يفارق ماسوى الله تعالى عند الموت

تو غیر اللہ سے الگ ہو جاتا ہے اور اس کا کمال فائدہ موت کی بعد حاصل ہوتا ہے کیونکہ مرنے کے بعد تمام ماسوی اللہ سے الگ ہو جاتا ہے
ولا يبقى معه في القبر اهل ولا مال وانما يبقى معه فيه ذكر الله تعالى فان كان قد انس به

اور اس کے ساتھ گور میں نہ اہل ہوتا ہے اور نہ مال وہاں صرف وہ ذکر ہی باقی رہ جاتا ہے سو اگر یہہ ذکر اوتی مانوس تھا

يتمتع به ويتلذذ بانقطاع العوائق الصارفة عنه لان ضرورت الحاجات كانت تصدرة

تو فائدہ دیکھ سکا اور مزہ پا دیکھا کہ وہ تعلقات جو ذکر اللہ سے باز رکھتی تھیں جاتی رہیں کیونکہ ضروری کام بار بیک ذکر اللہ سے باز رکھتی تھیں

عن ذكر الله تعالى ولا يبقى بعد الموت عائق فكانه خلى بينه وبين محبوبه وتخلص من

اور موت کی بعد کوئی رکاوٹ نہ رہی باقی نہیں رہتا اب گو بیکر کو سکو محبوب کی سائنتہ خلوت ملی اور ایسی

السجن الذي كان فيه ممنوعا عما به انسه وبهذا الانس يتلذذ العبد بعد الموت الى ان

قید سے چھوٹ گیا جس میں اپنی محبوب سے روکا جاتا تھا اور اس انس سے موت کی بعد آدمی مزا و ٹھاکر آخر

ينزل في جوار الله تعالى ويترقى من الذكر الى اللقاء اذ لا مقصود له بقوله لا اله الا الله

جوار الہی میں جا پہنچتا ہے اور ذکر سے مرتبہ بڑھ کر نسبت دیدار کی مل جاتی ہے کیونکہ غرض تو اس کو لا الہ الا اللہ کی ذکر سے

سوى الله تعالى اذ كل مقصود معبود وكل معبود اله وبالملازمة على ذكر لا اله الا الله

سوائے اللہ تعالیٰ کی اور کچھ نہیں رہتی کیونکہ جو مقصود ہوتا ہے وہ معبود ہی اور جو معبود ہی وہ الہ ہی اور لا الہ الا اللہ کی دائمی ذکر سے

يفتفى جميع المعبودات الباطلة ولذلك فضل على سائر الاذكار وذكر المطلق في بعض

تمام باطل معبود جاتی رہتی ہیں اس ہی واسطے اس ذکر کو تمام اذکار پر فضیلت ہے اور بعضی روایت میں مطلق ذکر مذکور ہے

المواضع في بعضها مقيد بالصدق والاخلاص كما روى عن زيد بن ارقم انه عليه الصلوة و

اور بعضی روایت میں صدق اور اخلاص کی قید ہے چنانچہ زید بن ارقم سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ و

السلام قال من قال لا اله الا الله فخلص ادخل الجنة ومعنى الاخلاص مساعدة الحال

سلم نے فرمایا جس نے لا الہ الا اللہ کہے وہ بے شک جہنم میں داخل ہوا اور اخلاص کی معنی مطابق ہونا حال کا

للمقال فمن قال لا اله الا الله بلسانه ولم يسأع حاله لمقاله لا يكون فيه شيء من

قول سے پھر جس نے لا الہ الا اللہ زبان سے نہ کہا اور اس کا حال مطابق قول کی نہ ہوا تو اس میں نہ ہے

الاخلاص فيكون امره في مشيئة الله تعالى ولا يؤمن في حقه الخطر المجلس الثاني

اخلاص نہیں ہے اور اس کا معاملہ مثبت الہی میں ہے اندیشہ سے صاف ہے دوسری مجلس

في بيان فضيلة الذكر من كل اعمال البر وبيان اقسامه قال رسول

ذکر کی فضیلت میں تمام نیک اعمال سے اور اقسام کی بیان میں فرمایا رسول

الله صلى الله عليه وسلم لا انبئكم بخير اعمالكم وازكاها عند مليككم وارفعتها في درجاتكم

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا تو بتاؤں تم کو ایک بڑا نیک عمل اور مالک کی حضور میں بہت پاکیزہ اور تمہاری درجات کا بلند کرنے والا

وخير لكم من انفاق الذهب والورق وخير لكم من ان تلقوا عدوكم تضرخوا عناقهم

اور تمہاری حق میں بہتر سونا چاندی نہ ہائشی سے اور تمہاری حق میں بہتر جہاد سے کہ دشمن سے مقابلہ کر کے تم کو اپنی سرکھاؤ

ويضربوا اعناقكم قالوا بلى يا رسول الله قال ذكر الله هذا الحديث من حسان المصابيح

اور وہ تمہاری سرکھاؤ میں عرض کیا اے رسول اللہ فرمایا اللہ کا ذکر یہ حدیث مصابیح کی حسن حدیثوں میں ہے

رواه أبو الدرداء وأما كان ذكر الله تعالى من سائر العبادات أرفع وخير من انفاق الذهب
 أبو الدرداء في رواية سي ^{اور ذکر الله تمام عبادات سی بہتر}
 والفضة وملاقات العدو والمقاتلة معهم لان سائر العبادات وسيلة الى ذكر الله تعالى ^{اور سونا}
 وذاكر الله تعالى هو المطلوب الاعلى والمقصود الاقصى ^{اسلٹی ہی کہ تمام عبادات ذکر اللہ کا وسیلہ ہیں اور اصل میں}
 ذكر باللسان والاخذ ذكر بالجنان اما الذكر باللسان فهو ذكر مملووظ باللسان مسموع بالاذن ^{اعلیٰ مطلوب اور عمدہ مقصود ذکر اللہ ہی ہی لیکن سبکی و وقسم میں ایک تو}
 يحصل بالحرف والصوت واما الذكر بالجنان فهو غير مملووظ باللسان ولا مسموع بالاذن ^{حروف اور آواز سی مرکب ہوتی ہیں اور دلی ذکر}
 بل هو فكر وملاحظة القلب هو اعلى مراتب الذكر ولا يبعد ان يكون المراد بالذكر ههنا هذا ^{بلکہ وہ فکر اور دلی سوچہ ہی اور یہ ہی ذکر اعلیٰ مرتبہ کا ہی اور کیا بعید ہی کہ مراد ذکر سی اس حدیث میں یہ ہی}
 الذكر القلبي الفكري لانه هو الذي له هذه الفضيلة الزائدة على بذل المال والنفس لها ^{ال کا ذکر اور فکر ہو کیونکہ جان اور مال دین ہی یہ ہی ذکر فائق ہی}
 جاء في الخبر تفكر ساعة خير من عبادة سبعين سنة وهو لا يحصل الا بمداومة العبادة ^{کہ حدیث میں آیا ہی کہ ایک ساعت کا تفکر ستر برس کی عبادت سی بہتر ہی اور ذکر کا یہ رتبہ جب حاصل ہوتا ہی}
 على الذكر باللسان مع حضور القلب حتى يتمكن الذكر في قلبه ويستتوي عليه بحيث يحتاج ^{کہ ذاکر لسانی ذکر حضور دل سی بلا ناغہ کرتا رہی تاکہ ذکر اسکی دل میں جگہ بگڑ جاوی اور اوپر اتنا غالب ہو جاوی کہ ذکر کو دل سے}
 في صرفه عنه الى غيرة الى تكلف كما كان في ابتدائه يحتاج في قراره فيه الى تكلف لكن حضور ^{طرف پہرئی میں تکلف کرنا پڑی جیسا کہ ابتداء حال میں ذکر کی طرف دل لگانا کیواسطی تکلف کرنا پڑتا تھا لیکن ذکر دل میں}
 فيه بهذا الوجه موقوف على معرفة الله تعالى لان من لا يعرف الله تعالى كيف يمكن ^{ایسا قرار پکڑنا معرفت الہی پر موقوف ہی کیونکہ جو شخص اللہ ہی کو نہیں پہچانتا تو اس کا ذکر}
 ذكره بقلبه ولسانه وطريق معرفة الله تعالى من وجهين احدهما طريق اهل النظر ^{دل اور زبان سے کب کر بیگا اور طریق معرفت الہی کا دو وجہ پہر ہی ایک طریق مناظرہ}
 والاستدلال وثانيهما طريق اهل الرياضة والمجاهدة فالساكون طريق اهل النظر و ^{اور بران کا اور دوسرا طریق اہل ریاضت اور مجاہدہ کا پہر وہ مناظرہ اور}
 الاستدلال ان الترمواملة من طلل الانبياء فهم المتكلمون والافهم الحكماء المشاءون ^{بران والی اگر کسی دین کی سمادی دینوں میں سی معتقد ہیں تو وہ متکلم کہلاتی ہیں اور نہیں تو حکماء مثالی ہیں}
 وهم قوم من الفلاسفة اختاروا طريق ارسطو وطاله من البحث والبرهان ولم يكونوا ^{یہہ مشائی فلاسفہ میں سی ایک قوم ہی جنہوں نے ارسطو کی وضع پر بحث و بران اختیار کر رکھی ہی یہہ لوگ}
 من اهل الايمان والساكون طريق اهل الرياضة والمجاهدة ان وافقوا في رياضتهم ^{صاحب ایمان نہیں ہیں اور ریاضت اور مجاہدہ والی اگر موافق احکام شریعت کی ریاضت}

وحيث أنهم احكام الشريعة فهم الصوفية المتشرعون ولا فهم الحكماء الا شراقيون وهم
 اور مجاہدہ کرتے ہیں تودہ صوفی باشعہ ہیں نہیں تو حکماء اشراقی ہیں اشراقی ہی
 قوم من الفلاسفة اختاروا طريق افلاطون وماله من الكشف والعيان ولم يكونوا من
 ایک قوم فلاسفہ کی ہی جنہوں نے طریق افلاطون کشف اور عیان کا اختیار کیا ہی پہرہ لوگ ہی
 اهل الايمان فعلى هذا يكون لكل طريق طائفتان فيكون المؤمنون العارفون بالله قسمين
 صاحب ایمان نہیں ہیں اس بیان کی موافق ہر یک طریقہ میں دو طرح کی لوگ ہیں سو مؤمن عارف باللہ دو قسم کی ہوتی
 احدهما اهل الاستدلال والبرهان وثانيهما اهل المشاهدة والعيان لان عرفانهم به تعالى
 ایک استدلال اور برہان والی اور دوسری مشاہدہ اور عیان والی اسلئے کہ معرفت الہی
 ان كان بالاستدلال بالدلائل العقلية والنقلية فهم من اهل العلم الظاهر والبرهان
 اگر ان کا استدلال دلائل عقلی اور نقلی کی واسطہ سے حاصل کی ہی تودہ علم ظاہر اور برہان والی ہیں
 وان كان عرفانهم به تعالى بالمشاهدة بعين البصيرة فهم من اهل العلم الباطن والعيان
 اور اگر معرفت الہی چشم بصیرت کی مشاہدہ سے حاصل کی ہی تودہ علم باطنی اور عیان والی ہیں
 وحاصل الطريق الاول الاستكمال بالقوة النظرية والترفى في مراتبها وحصول الطريق الثاني الاستكمال بالقوة
 اور طریق اول کا فائدہ تو قوت نظری کی امداد سے حاصل کرنا اور اوسکی درجات میں ترقی کرنی اور ظاہر دوسری طریق کا قوت عمل کی زور سے حاصل ہونا
 العملية والترقى في درجاتها فهذه هي الكرامة الحقيقية التي تظهر من اولياء الله تعالى اذ غاية الكرامة
 اور اوسکی درجات میں ترقی کرنی اور کرامت حقیقی یہی ہوتی ہی جو اولیاء اللہ سے ظاہر ہوا کرتی ہی کیونکہ انجام کرامت کا تو
 حصول الاستقامة والوصول الى كمالها والله تعالى لو يعطى العبد من الكرامة مثل ان يعطيه
 یہی راستی کا حاصل ہونا اور کمال پورا کرتا ہی اور اللہ تعالیٰ نے کسی بندہ کو اس سے بہتر کرامت نہیں دی کہ تقویٰ
 على ما يحبه ويرضاه من التقوى والاستقامة واما الكرامة بمعنى ظهور امر خارق للعادة فلا عبرة
 اور استقامت پر اپنی مرضی اور خواہش کی موافق اعانت فرمادی اور یہی وہ کرامت کہ امور خلاف عادت ظاہر ہو جائیں کرین
 به عند المحققين من اولياء الله تعالى لظهوره من الكفرة المرتاضين وغيرهم من اهل الريا
 محقق اولیاء اللہ کی نزدیک اسکا کچھ اعتبار نہیں ہی کیونکہ ایسی صورتوں کا رفاہت کیش وغیرہ سے جو ریاضت کیا کرتی ہیں ہوجاتی ہیں جنکی عمل شکیبائی
 سم فساد العمل والاعتقاد وسبب ذلك على ما ذكره بعض المدققين انه تعالى قد وضع اسبابا وانا لجهلها
 نہ اعتقاد درست ہوتا ہی اور اسکا سبب موافق بیان بعض مدققین کی یہی کہ اللہ تعالیٰ اسباب پیدا کر کی اوکی سادہ
 مسبباتها واجرى عادته ان لا يتخلف مسبب عن سببه كالا حترق عند النار ومن جملة
 ات متعلق کردینی ہون اور عادت یوں جاری رکھی ہی کہ کوئی مسبب اپنی سبب سے جدا نہ ہو وی سادہ ہی رہی جیسی جلانا آگ کی سادہ ہی
 في الرياضة فانه تعالى جعلها سببا لتصفية القلوب وانا طهاها بالحيث يوصل بها الى
 ریاضت ایک سبب ہی کہ اوسکو اللہ تعالیٰ فی صفاء قلب کا سبب بنایا ہی اور اسی سے متعلق کردیا ہی
 من ونحوه من الخوارق ولا يدل ذلك على رضائه تعالى بذلك السبب الذي هو الرياضة
 وغیرہ خوارق پیدا ہو جائیں کرین پر اس کشف وغیرہ سے رضا مندی اللہ تعالیٰ کی اس ریاضت پر ثابت نہیں ہوتی
 معلوم قطعا ان الخوارق ليست مقتصرة على المعجزة والكرامة بل قد تكون استلزاما
 معلوم ہی کہ خوارق کو معجزہ اور کرامت سے کچھ خصوصیت نہیں ہی بلکہ بعضی اوقات استدراج ہی ہوتا ہی

ايضا فتى صلات من اخل في عمله واعتقاده يحكم بكونه استدراجا لان الكرامة ظهروا مخرار
 پھر اگر ایسی شخص سی پیدا ہوئی کہ جسکی عمل اور اعتقاد میں خلل ہی تو استدراج ہی کہلاوے گا کیونکہ کرامت تو ایسی مرد صالح کی ہوتی ہے
 للعادة على يد عبد صالح ظاهر صلاحه وهذا القيد لا يخرج الاستدراج لان ظهروا مخرار
 پیدا ہوتی ہی جسکا تقویٰ ظاہر ہوگا اور اس میں بھی قید سی استدراج الگ ہوگی کیونکہ استدراج وہ خارق
 للعادة على يد الاشقياء كالرجال وفرعون والجملة الضالين المضلين فان الخوارق كما تنفع من الانقياء
 عادت ہوتی ہی جواسقیا کی ہوتی ہے ہودی جیسی رجال اور فرعون اور گمراہ جمال اور گمراہ کرنیوالی بیشک خوارق جیسی القیاسی ہوتی ہیں نہ
 تنفع من الاشقياء فما يظهر من ذلك على يد من كان تحت سياسة الشرع يعتبر سببا لمزيد مجاهدة في عبادة
 اشقیا دسی ہی ہوتی ہیں پھر جو خوارق ایسی شخص سی ہوں جو شرع کا مطیع ہی تو باعث زیادت عبادت اور مجاہدہ کا ہوگا
 وما يظهر من ذلك على يد من لم يكن تحت سياسة الشرع يصير سببا لمزيد بعده
 اور جو خوارق ایسی شخص سی ہوں جو شرع کا مطیع نہیں ہی تو شرع سی اور دور ہوتا جاوے گا
 ولا يزال الشيطان يقويه حتى يخلع ربة الاسلام من عنقه بانكار الحدود والاحكام
 اور شیطان اوسکو بہکا تا رہیگا آخر اسلام کی رسی اوسکی گردن میں سی نکال کر حدود اور احکام
 والحلال والحرام ولهذا قال ابو يزيد البسطامي لو ان رجلا مشى على الماء او يربح في الهواء فلا
 اور حلال اور حرام کا منکر چھوٹے اور سہیلے ابو یزید بسطامی فرماتی ہیں اگر کوئی شخص پانی پر رستہ چلی یا اوہر میں چارواں ہو بیٹھی تو
 تعتروا به حتى تنظر كيف تجدونه في الامر والنهي وما عات الشريعة وقيل له فلان
 ہی اوسکی فریب میں نہ آؤ جیتا اوسکو امر و نہی اور رعایت شرعی میں نہ جانچو کسی اوسی عرض کیا ناں لی
 يمر في ليلة الى مكة فقال الشيطان يهر في لحظة من المشرق الى المغرب وهو في لعنة الله
 ایک رات میں مکہ چلا جاتا ہی آپ فی فرمایا شیطان لحظہ بہر میں مشرق سی مغرب تک چلا جاتا ہی پھر یہی وہ ملعون ہی
 فعلى هذا كل من يظهر فيه شيء من الخوارق لا يجوز ان يظن انه من اولياء الله تعالى لانه
 اس بیان کی موافق جس شخص سی کچھ خوارق ظاہر ہو اگرین تو اوسکو اولیاء اللہ میں سی تصور کر لینا نہیں چاہئی کیونکہ
 لما يجوز ان يكون من اولياء الله تعالى يجوز ان يكون من اعداء الله تعالى لاحتمال كون ظهورها
 خوارق تو جیسی اولیاء سی ہوتی ہیں دسی ہی کفار دشمنان خدا سی ہی ہوتی ہیں شاید کہ بہ
 فيه بمقتضى الرياضة او اراءة الشيطان فان الشيطان يخيل للانسان الامور بخلاف ما هي
 باعث ریاضت اور شیطانی دھوکے کی ہوا ہو کیونکہ شیطان امور غیر واقعی انسان کو دکھا دیتا ہی
 عليه ويؤريه الاشياء الباطلة في صورة الحق فمنهم من ياتهم بعض الاشخاص فتحا طهم
 اور امر باطل کو حق کی صورت میں بتا دیتا ہی بعضی ایسی شخص میں کہ اوسکی پاس انسان کی صورت بن کر باتیں کرتا ہی
 ويتمثل لهم ويظنونها ملائكة وهي اجن والشیاطین وكان اول من ظهر له من هؤلاء
 وہ اوسکو فرشتہ خیال کرتی ہیں اور حقیقت میں وہ جن یا شیطان ہوتی ہیں پہلی پہل اسلام میں ایسا شخص
 في الاسلام المختار ابن ابي عبد الله الثقفی الذي اخبر به النبي عليه الصلوة والسلام في الحديث
 مختار ابن عبد اللہ ثقفی ہوا ہی جسکی خبر نبی صلی اللہ علیہ وسلم سی صحیح حدیث میں
 الصحيح وقال سيكون في ثقيف كذاب وقيل لابن عمر وابن عباس ان المختار زعم
 ثابت ہوئی ہی آپ فی فرمایا ہی نزدیک ہی کہ ثقیف میں ایک جھوٹا پیدا ہوگا کسی فی ابن عمر اور ابن عباس سی عرض کیا کہ مختار یہ کہتا ہی

انه ينزل عليه فقال لا صدق قل الله تعالى ان الشياطين ليوحون الى اوليائهم ليجادوا لهم
 کہ مجاہد پر وحی آتی ہی جواب دیا جہڑا ہی اللہ تعالیٰ فرماتا ہی اور شیطان دین و اتالی میں اپنی دوستوں کی وحشی جہڑا کریں
 وقال الله تعالى هل نبئكم على من تنزل الشياطين تنزل على كل فالك انبياء وكثير من ينسب
 اور فرمایا اللہ تعالیٰ میں بتاؤں تمکو کس پر اور ترقی ہیں شیاطین اور ترقی ہیں ہر جہڑا گنہگار پر اور بہت لوگ
 الى الاسلام في الظاهر وهو برئ منه في الباطن يكون له نصيب من هذه الاحوال الشيطانية
 ظاہر کی مسلمان اور باطن میں اسلام سی بی بہرہ ہیں کہ اوکو ایسی ایسی شیطانی حالات میں سی
 بحسب مولاته للشيطان ومعاداته للرحمن ويصير فتنة بين الانام وبعضهم وان كانوا
 موافق اختلاط شیطانی اور عداوت رحمان کی حصہ دہی اور خلقت کو فتنة میں مبتلا کرتی ہیں اور بعض شخص اگر چہ
 صادقون في معاملتهم وكان لهم عبادة واجتهاد في العمل لكنهم لقلة عليهم بحقائق الايمان
 اپنی معاملہ میں سچی ہیں اور عبادت اور مجاہدہ علی ہی کرتی ہیں لیکن چونکہ حقائق ایمانی سی کم واقف ہیں
 وعدم تميزهم ما هو من احوال الشيطان وموالاتهم يبتليس عليهم ما امر ويقعون في شبهة
 اور حالات شیطانی اور امور رحمانی میں فرق نہیں کر سکتے لاچار اونپر وہ لطیف پوشیدہ رہ جاتا ہی اور شیطان کی حال میں بہرہ
 الشيطان ويدعون كشفنا قضا العقل والشرع ويقولون قد ثبت عندنا في الكشف
 ایسی کشف کا دعویٰ کرتی گئی ہیں جو نہ عقل میں آوی اور شرع کی برخلاف ہو اور کہتی ہیں کہ ہم کو کشف میں وہ امر ثابت ہوا ہی
 ماينا قضا صريح العقل والشرع وهم قوم لا يتعمدون الكذب لكن يحيل اليهم اشياء يتفق
 جو عقل اور شرع سی صاف مخالف ہی یہ وہ لوگ ہیں جو عمداً جھوٹ نہیں بولتی براونکی خیالات میں وہ جھڑپیں آتی ہیں
 وجودها في الخاسر ويظنونها من كرامات الصالحين ولا يعرفون انها من تلبيس الشياطين
 جو خارج میں نادر الوجود ہیں گا ہی گا ہی ہوتی ہیں اوکو صلی کی کرامات سمجھ لیتی ہیں اور یہ نہیں سمجھتی کہ یہ شیطانون کی دغا بازی ہیں
 فان كثيرا من الناس يظنون انهم من اولياء الله تعالى وهم ليسوا من اولياء الله تعالى بل هم
 بیشک اکثر لوگ یوں گمان کر لیتی ہیں کہ وہ اولیاء اللہ ہیں اور وہ اولیاء اللہ نہیں ہوتی بلکہ
 من اولياء الشيطان فان اولياء الله تعالى هم الذين وصفهم الله تعالى في كتابه وقال الا ان
 شیطان کی دوست ہوتی کیونکہ اولیاء اللہ تو وہ لوگ ہوتی ہیں جنکی اللہ تعالیٰ فی اپنی کتاب میں یہ تعریف کی ہی فرمایا ہی جو لوگ
 اولياء الله لا خوف عليهم ولا هم يحزنون الذين امنوا وكانوا يتقون وقال في آية اخرى ان
 اللہ کی دوست ہوتی ہیں نہ ڈر ہی اونپر نہ وہ غم کھا دیں جو لوگ ایمان لائی اور بہرہ گاری کرتی رہی اور ایک اور آیت میں فرمایا نہیں ہیں
 اولياء الا المتقون قبين سبحانه وتعالى في هاتين الايتين ان اولياءه هم المتقون وليس
 دوست اوکی سوای پرہیز گاروں کی سوا اللہ سبحانہ تعالیٰ فی ان دون آیتوں میں بیان فرمادیا کہ اوکی اولیاء پرہیز گار ہوتی ہیں اور
 لهم في الظاهر من الامور المباحة شيء يميزون به عن الناس فلا يميزون بلباس دون لباس
 ظاہر میں مباح چیزوں میں سی کوئی ایسا نشان نہیں ہی جس سی فرق کر کر اور لوگوں سی الگ پہچان دیں نہ کوئی ایسا خاص لباس ہی کی لباس
 اذا كان كل منهما مباحا بل يوجدون في جميع اصناف امة محمد اذالم يكونوا من اهل البدعة
 مباح ہووین بلکہ وہ لوگ یعنی اولیاء امت محمدی کی تمام اقسام میں ہوتی ہیں اگر بدعتی
 واهل الفجور وليس من شرط المولى ان يكون معصوما بحيث لا يغلط ولا يخطأ وهذا لا يجوز
 اور بدکار نہیں اور ولی کی شرط کچھ معصومیت نہیں ہی کہ اوکی کہیں نہ غلطی ہو نہ خطا اور اسلی ای اوکو ہر طرح نہیں

له ان يعتمد على ما يلقي اليه في قلبه ولا على ما يقع له مما يراه الها ما وخطابا من الحق بل يجب
 که جو اوسکی دل پر خطرہ گذری یا جو اوسکو بطور الہام کی معلوم ہو یا حق کی طرف سے خطاب ہو۔ و سیر عتہ ذکر کیا گیا
 عليه ان يعرض ذلك كله على ما جاء به النبي عليه الصلوة والسلام فان وافقه يقبله
 واجب ہی کہ اوس تمام کو احکام شرعی سے مطابق کرے یہ جو موافق نقلی اوسکو تسلیم کرے
 وان خالفه لا يقبله وان لم يعلم انه موافق او مخالف يتوقف فيه والناس في هذا الباب
 اور جو مخالف ہو اوسکو رد کرے اور اگر موافق اور مخالف کچھ معلوم نہ ہو تو اس میں توقف کرے اگر تا قبل اس باب میں اکثر لوگ علیٰ کمال ہستی ہیں
 يغلطون كثيرا ويظنون في شخص انه ولي ويعتقدون ان الولي يقبل منه كل ما يقول
 بعضی شخصکو ولی قرار دے کر یہ اعتقاد کر لیتی ہیں کہ ولی کا کہا سنا سب مقبول ہی اور کیا اگر ایسا سب
 يسلم اليه في كل ما يفعل وان خالف الكتاب والسنة ويوافقون ذلك الشخص في مخالفتهم
 مسلم ہی اگرچہ قرآن و حدیث سے مخالف ہو اگر کسی یہ اس شخص کو مطیع ہو جاتی ہیں اور
 بعث الله به رسوله الذي فرض على جميع الخلق تصديقه فيما اخبر وطاعته فيما امر فيجرحهم
 رسول کی ارشادات سے خلاف کرتے ہیں جسکی خبر کی تصدیق اور حکم کی اطاعت تمام عالم پر فرض ہو چکی ہی یہ اسکو
 مخالفتهم للرسول وموافقهم لذلك الشخص اولا الى البدعة والعصيان واخر الى الكفر والطغيان
 رسول کی مخالفت اور اس ولی موہوم کی موافقت پہلی تو بدعت اور نافرمانی کی طرف کیجے بھلائی ہی اور آخر کو نوبت کفر اور سرکشی کی پہنچے
 ويكونون من الذين قال الله تعالى فيهم ويوم بعض الظالم على يديه يقول ليتني اتخذت مع
 بہر دی لوگ ہو جاتی ہیں جسکی حق میں اللہ تعالیٰ یہ ارشاد فرماتا ہی اور جس کاٹ کاٹ کہا و کیا گنہگار رہی ہاتھ کیسے کسیر ح میں فی پکڑی ہوتی
 الرسول سبيلا يوبلتي ليتني لم اتخذ فلانا خليلا لقد اضلني عن الذكربعد اذ جاعني وكان
 رسول کی ساتھ راہ ای خرابی میری کہیں نہ پکڑی ہوتی میں فی فلانی کی دوستی بہکا دیا مجھکو نصیحت سے جب کہ مجھ تک آچکی اور ہی
 الشيطان للانسان خذ ولا يل يكونون مشا بهين للنصارى الذين قال الله تعالى فيهم اتخذوا
 شیطان آدمی کو دعا دینی والا بلکہ وہ لوگ نصاریٰ کی مثال ہیں جسکی حق میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہی
 احبارهم و رهبانهم امر يا با من دون الله قال عدی بن حاتم للنبي عليه الصلوة والسلام ما عبدت
 اپنی عالموں اور درویشوں کو خدا سوا اللہ کی عدی بن حاتم فی بنی صلی اللہ علیہ وسلم کفر عن کیا نصاریٰ عبادت تو نہیں کرتی
 فقال النبي عليه الصلوة والسلام اطاعوهم فمن اطاع احداهم فاطعني يا ذن به الله تعالى فقد عدا
 سو بنی صلی اللہ علیہ وسلم جواب میں فرمایا نصاریٰ انوکی اطاعت کی اور جس شخص نے برخلاف حکم الہی کی کسی کی اطاعت کی اوسنی اوسکی عبادت کی
 واتخذة ربا فاذا ن كل من خالف شيئا مما جاء به بطرسول مقلدا في ذلك لمن يظن انه ولي وان لو
 اور اوسکو اپنا رب بنایا سو اب جسنی شیخ کی کچھ بھی خلاف کیا کسی پیروی کی لحاظ سے ولی جان کر اس وہم سے کہ ولی کی کہی اور کہی کا
 لا يخالف في شيء مما يصدر عنه من الاقوال والافعال فهو ضال وعدة هؤلاء في ذلك انهم يرون
 خلاف نہیں ہو سکتا سبوتا اگر اہم ہی اور بڑا تعجب یہ ہی کہ یہ لوگ بعضی اوقات
 قد يقع من شخص مكاشفة في بعض الحالات او شيء من خوارق العادات مثل ان يطير في الهواء او مشي
 کسی شخص سے بعضی حالات مکاشفہ یا کوئی خارق عادت دیکھتی ہیں جیسی ہوا میں اوڑنا یا
 على الماء ويخبرهم بحال غائبهم او بما سرق لهم او غير ذلك وليست تدون بهذه الامور على ولايته
 پانی پر چلنا یا غیب کی خبر بتانی یا چور کا بتا دینا اور اور سوا اسکی اولیسی یا نوبیسی اوسکو ولی سمجھ کر

ولا يجوز ان مخالفته صعدت تلك الامور وامثالها قد توجد في شخص لا يظهر الطهارة الشرعية
او كفي مخالفت جازم نهين جاتج باوجوديكه اليسى باتين كهي اليسى شخص سى هو ياتي مين جسكو استخا كريكيا شعور نهين هوتا
ولا ينظف النظافة الدينية وقد روى انه عليه السلام قال ان الله نظيف يحب النظافة
اور نه موافق دين مذهب كى پاك هوتا هى اور حال به هى كه نبى صلى الله عليه وسلم سى به روايت هى كه اسد پاكيزه هى دوست ركشاي پاكيزه كى
وفى حديث اخر انه عليه الصلوة والسلام قال ان الله طيب لا يقبل الا طيبا وذلك الشخص
اور كه روايت مين هى كه نبى صلى الله عليه وسلم فى فرمايا اسد پاك هى سواى پاك كى قبول نهين كرتا اور وه شخص دى موهم
لا يغتسل ولا يتوضا ولا يصلى الصلوة المكتوبة بل يكون ملابسا اللباسات ومعاشر الكلاب
نه توهناى اور نه كهي منبه هوتا اور نه كهي فرض نماز ادا كرى بلكه نجاست مين لتهز هوا اور كتون مين ملا جلا
ويأوى المزابل والمواضع النجسة التى يحبها الجن والشياطين فكيف يكون وليا فان الولي على ما
اور كوتى وغيره نجس مكانات مين پڑا هوا جسى سواى جن اور شياطين كى كوتى پسند نه كرى بهلا وه شخص كيون كوتى هوتا هى دى موافق
ذكر فى الكتب الكلاصية هو العارف بالله وصفاته المواظب على الطاعات المجتنب عن المعاصى
مضمون كنه عفا شكى وه هى جو خدا كو اورا وسكى صفات كو جاني مدامى عبادت كرى اور كنه هون
والمحرمات المعرض عن الانهماك فى اللذات والشهوات لا الملايس للنجاسات ولا المعاصى الكلا
اور محرمات سى بچتا هى لذات اور شهوات سى نفرت كرى ذلى وه نهين هى جو نجاسات مين پڑا كتون مين ملا جلا هى
ولا التارك للصلوة وسائر العبادات ولا المجنون المعلوم العقل المكشوف العوة العاصى عن
اور نه سترى بهوش اور نه ستر ننگ و ننگ بدن بهوش
التياب وبسبب عدم التميز بين اولياء الله تعالى والمتشبهين بهم من اولياء الشيطان وقع
نه لثا اور چو نه اولياء اسد اور اولياء شيطان مين تميز اور فرق نهين كرتى اسلى ايك عالم
الناس فى البلاء فحسبوا كل خارق كرامة وولاية ولم يفرقوا بين كرامات الاولياء وما يشبهها من
اس ملا مين مبتلاى كه هر خارق كو كرامت اور ولايت سمجها هياى اور اولياء كى كرامت اورا وسكى مش
الاحوال الشيطانية ولا بد من فرق بينهما لئلا يقع الناس فى البلاء وهوان كرامات الاولياء
شيطانى احوال مين فرق نهين سمجها اور ان دولو مين امتياز اور فرق كرنا ضرورى تا كه خلق بلا مين نه آوى اور فرق به هى كى اولياء كى كرامت
سببها الايمان والتقوى على ما فهم من قوله تعالى الا ان اولياء الله لا خوف عليهم ولا هم يحزنون
ايمان اور بهر ستر كاريسى ظاهر هوتى هى چنا نچاس آيت سى معلوم هوتا هى ديكه جو لوگ اسد كى دوست مين نه در هى او پير اور نه وه نعم كه ادين
الذين امنوا وكانوا يتقون واما احوال الشيطانية فسببها ارتكاب ما نهى الله تعالى ورسوله
جو لوگ ايمان لائى اور بهر ستر كرتى هى اور شيطانى احوال بسبب اختيار كرتى خلاف خدا اور رسول كى هوتى مين
فان الخوارق اذا كانت لا تحصل الا بما يحبه الشيطان من امور التى فيها الشرك والظلم وفعل
كيونكه خوارق جب بدون عمل امور محبوبه شيطانى كى جسمين شرك اور ظلم اور
الفواحش فهى من احوال الشيطانية لا من الكرامات الرحمانية فان اولياء الله تعالى هم المؤمنون
فحش هوتا هى نهو سكى توده بهيشك حالات شيطانى مين كرامات رحمانى نهين هى اسلى كه اولياء توه مؤمن
المتقون العارفون بالله المقتدون برسوله فيفعلون ما امر وينتھون عما حذر ولهم كرامات و
متقى عارف اسد رسول مقبول كى امر كى تابع اور نهى سى بهر ستر هوتى مين ايمان هى كرامت هوتى هى اور

کراماتہم حجة فی الدین حیث یكون حصولها ببركة اتباع رسول رب العالمین وهی فی الحقیقة
 یہہ ہی کرامت دین کی حجت ہی کیونکہ رسول رب العالمین کی اتباع کی برکت سی حاصل ہوتی ہی
 اور یہہ ہی کرامت حقیقت
 یكون من معجزاته علیه الصلوة والسلام بخلاف احوال الشیطانیة فانها انما تحصل باتباع
 رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ ہی
 بخلاف شیطان فی حالات کی
 سو یہہ جن اور شیاطین کی اتباع سی
 الجن والشیاطین کا حصلت لکثیر من حکیت عنہم هذه الاحوال منهم عبد اللہ بن صباد
 جن ہون ہی
 چنانچہ یہہ حالات بہت شخصوں سی ظاہر ہوئی ہیں
 انہیں ہی ایک عبد اللہ بن صباد ہی
 الذی ظہر فی زمن النبی صلی اللہ علیہ وسلم وظن بعض الصحابة انه الدجال وتوقف النبی
 نبی صلی اللہ علیہ کی زمانہ میں تھا
 بعض صحابہ فی اوسکو
 دجال خیال کیا تھا اور نبی
 علیہ الصلوۃ والسلام فی امرہ حتی تبین لہ انه لیس الدجال وانما هو من جنس الکھان والکھان یكون
 صلی اللہ علیہ وسلم فی اوسکی حال میں توقف فرمایا آخر معلوم ہوا کہ دجال نہیں ہی
 کاہن ہی
 اور کاہنوں میں سی
 لاحد من قرین من الجن یخبرہ بکثیر من المغیبات مما یسترقہ من السمع مع خلط الصدق بالکذب
 کسی کا یا جن ہوتا ہی
 کثیر
 چوری چوری سنکر کچھ سچہ
 کچھ جھوٹ
 ملا کر غیبی خبریں بتاتا کرتا ہی
 ومنہم الاسود بن العنسی الذی ادعی النبوة وكان لہ من الجن من یخبرہ ببعض الامور الغائبة فلما
 اور ایک اسود بن العنسی
 جسنی نبوت کا دعوی کیا
 اوسکی پاس ہی ایک جن تھا بعضی خبریں غیبی کی اوسکو بتا دیتا تھا جب
 قابله المسلمون لیقتلوه خافوا من الشیاطین ان یخبروه بما یقولون فیہ حتی اعانت علیہ امراتہ
 مسلمان اوسکی قتل کی لئی مقابلہ لگئی تو شیاطین سی یہہ خوف ہوا کہ یہاں کی گفتگو سی اوسکو مطلع نہ کر دیں
 آخر اوسکی جورو کو
 حین تبین لہا کفرہ فقتلوه ومنہم مسیلة الکذاب الذی کان معہ من الجن من یخبرہ من
 جب معلوم ہوا کہ یہہ کافر ہی تو اوسنی مدت کی تب اوسکو قتل کیا اور ایک مسیلة الکذاب ہی اوسکی پاس ہی ایک جن تھا جو پوشیدہ باتیں اوسکو
 الخفیات ویعینہ علی بعض الحاجات ومنہم الحارث الدمشقی الذی خرج بالشام فی زمن عبد الملک
 جنات دیتا تھا اور اوسکی بعضی حاجات روا کر دیتا تھا اور ایک حارث و دمشقی جو شام کی ملک میں عبد الملک بن مروان کی عہد میں ظاہر ہو کر
 بن مروان وادعی النبوة وكان شیطانه یخرج رجله من القید ویبصر السلام ان ینفذ فیہ وکا
 نبوت کا دعوی کیا اسکا یا شیطان پانویں سی زنجیر الگ کر دیتا تھا اور کوئی ہتھیار اوسکی بدن پر اثر نہ کرتا تھا اور
 یری الناس اشخاصا رکبانا فی الهواء ویقول هی المملکة وانما هی الجن والشیاطین فلما امسکہ
 ہوا میں سوار دکھا کر کہتا یہہ فرشتی ہیں اور حقیقت میں وہ جن اور شیاطین ہوتی ہی جب اوسکو
 المسلمون لیقتلوه طعنه رجل بالرمح ولم ینفذ فیہ الرمح فقال لہ عبد الملک انک لم تسلم اللہ
 مسلمانوں کی قتل کی لئی گرفتار کیا تو ایک شخصی اوسکی برچی ماری ذرہ ہی اثر نہ کیا تب عبد الملک کی کہا تو ہی بسم اللہ پڑھ کر نہ ماری
 فسمی اللہ تعالی طعنه فقتله ومن غیر هؤلاء المذکورین من یحله شیطانہ عشیة عوفۃ الی
 پھر اوسنی بسم اللہ پڑھ کر ماری تو ایک کوچہ میں مار ڈالا اور ان طائفہ مذکور کی سوار ایک اور شخص تھا کہ شیطان اوسکو شب عوفۃ کو
 عرفات ولایحج الی الحج الذی امر اللہ ورسوله بہ حیث لا یحرم عند المیقات ولا یلبی فیہا
 عرفات پر پہنچا دیتا تھا یہہ وہ شخص موافق شرع کی جسٹور خدا اور رسول کا حکم اور انہیں کرتا تھا کیونکہ نہ تو میقات پر ہی احرام باندھتا اور نہ لبیک پکارتا
 ولا یقف لمرزقة ولا یطوف بالبيت ولا یسعی بین الصفا والمروة ولا یرمی الحجار بل یقف بثیابہ ثم
 اور نہ مرزلفہ پر دو قوف کرتا نہ بیت اللہ کا طواف کرتا اور نہ صفا ماردہ کی بیچ میں سعی کرتا اور نہ رمی جمار کرتا بلکہ تھوڑا سا توقف کر کر

یہاں سے من لیلۃ وہو یصدیر کن یحضر الجمعة ویصلی بلا وضوء ومنہم من یستغیث بالخلق
 اور سب میں ہنر والا تھا اور کمال ایسا تھا جیسی کوئی جمعہ میں تو جادوی برنامہ ہی وضو پر ہی اور بعضی وہ لوگ ہیں جو مخلوق سی
 سواء کان الخلق حیا او میتا او مسلما او غیر مسلم ویتصور الشیطان بصورۃ ویقضى
 زندہ ہو یا مردہ مسلمان ہو یا کافر مدد مانگتی ہیں پھر شیطان اسکی صورت بیکر متنبہ ہو گا پورا کر دیتا ہی
 حاجۃ من یستغیث بہ فیظن تلك المسلمین انہ من استغاث بہ ولبس کما ظن بل انما هو
 ابسماؤ نکو اس شبہ ہیں و اتنا ہی کہ یہ وہ شخص ہی جس سے میں نے حاجت چاہی تھی اور کمال یہ خیال باطل ہوتا ہی بلکہ وہ
 الشیطان اصل لما اشرك بالله فان الشیطان یضل بنی ادم بحسب قدرۃ فانہ اذا اعلم
 شیطان گمراہ کر دیتا ہی جب آدمی اسکا شریک پیدا کیا کیونکہ شیطان تو بنی آدم کو جہان تک بن آدمی راہ ہی بچھاتا ہی پھر شیطان جب آدمی
 علی مقاصدہم فہو یضربہم اضعاف ما ینفعہم فان من کان منتسبا الی الاسلام اذا استغاث
 مقصد پوری کرتا ہی تو اسکی زیادہ تر نقصان پہنچا دیتا ہی پھر جو شخص مسلمان ہو کر
 بمن یحسن بہ الظن من شیوخ المسلمین یحیی الیہ الشیطان فی صورة ذلك الشیخ فان الشیطان
 اپنی پیر ستم معتقد فہی سی فریاد کرتا ہی تو شیطان اس پیر کی صورت بدل کر اسکی پاس آتا ہی کیونکہ شیطان تو
 کثیرا ما یحیی علی صورة الصالحین ولا یقدر ان یقتل بصورة رسول رب العالمین ثم ان ذلك
 اکثر صلحاء کی صورت بدل لیتا ہی ان پیر یہ قدرت نہیں ہی کہ رسول رب العالمین کی صورت بدل سکی پھر وہ
 الشیخ المستغاث بہ ان کان منہ علم لا یخبرہ الشیطان باقوال اصحابہ المستغیثین
 پیر جسے فریاد کی تھی اگر صاحب علم ہوتا ہی تو شیطان اوسے مرید فریاد کر سیکے گا بل بیان نہیں کرتا
 وان کان منہ علم لا یخبرہ باقوالہ وینقل الیہم کلامہ فیظن اولئک الجہلۃ ان الشیخ سمع
 اور اگر بی علم ہوتا ہی تو اسکی حالتی حال کہہ دیتا ہی اور بعضینہ کلام نقل کر دیتا ہی وہ جہال مریدوں سمجھتی ہیں کہ ہماری پیر ہی اتنی دور سی
 اصواتہم واجابہم مع بعد المسافة ولبس کذلک بل انما ہو بتوسط الشیطان وقد روی عن
 ہماری بات سن کر جواب دیا اور حقیقت میں یہ سب غلط ہی بلکہ یہ بوسطہ شیطان کی ہی چنانچہ
 بعض المشائخ الذین قد جرى لہم مثل ذلك بصورة المكاشفة والمخاطبة انہ قال یری لی شیء کراہ
 بعضی مشائخ سی کہ انکو ایسا معاملہ مکاشفہ اور مخاطبہ کی صورت میں پیش آیا روایت ہی وہ کہتی ہیں کہ مجھ کو کئی چکنی چیز
 مثل الماء والنجاہ وینزل لی فیہ ما یطلب منی من الاخبار فاخبر الناس بہ ونہذ الوجہ
 جیسی پانی یا شیشہ نظر آتا ہی اسکی اندر جو چیز مجھے مطلوب ہوتی ہی منقش ہو جاتی ہی سو میں لوگوں کو بتا دیتا ہوں اور اسی طور
 یصل الی کلام من یستغیث بنی من اصحابی فاجیبہ فیصل الیہ جوالی وکثیر من ہذہ
 مرید مستغیث کی بات مجھ تک آ جاتی ہی اور میں جو جواب دیتا ہوں تو اس مرید کو معلوم ہو جاتا ہی ایسی ہی
 الخوارق یحصل کثیر من الشیوخ الذین لا یعلمون الکتاب السنۃ ولا یعملون بہا فان
 خوارق اکثر مشائخ کو جو کتاب سنت سی ناواقف ہوتے ہیں اور نہ ان پر عمل کرتے ہیں بل تو
 الشیطان کثیرا ما یلعب بالناس ویرہم الاشیاء الباطلۃ فی صورة الحق فمن کان بصیرا للحقا
 شیطان بنی آدم سی اکثر ایسی ہی کہلا بیان کرتا ہی اور باطل کو حق کی صورت میں بنا کر دکھا دیتا ہی ہر جو شخص حقانین ایمان سی
 الايمان وخیر البشر اعم الاسلام یعلم انہ من مکر الشیطان ولبس تعالی عنہ
 واقف اور اسلامی نگاہ ہوتا ہی وہ جانتا ہی کہ یہ سب شیطان کا مکر ہی اور اسی پناہ مانگتا ہی

ومن لم يكن من اهل المعرفة واليقين يغتر به ويكون من الهالكين واعظم ما يقرب به

اور جو شخص صاحب معرفت اور اہل یقین نہیں ہی تو بہک کر ہلاک ہوتا ہی اور جہالت ہی یہ شیطانی حالات مضبوط اور

الحوال الشیطانية سماع الغناء اذ هو سماع المشركين الذين قال الله تعالى في حقهم وما

راسخ ہو جاتی ہیں وہ غنا کا مشغلہ کیونکہ سماع اون مشرکین کا کام ہی جنکی حق میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہی

كان صلاتهم عند البيت الامكاء وتصدية قال ابن عباس وغيره من السلف التصديق

اونکی نماز کچھ نہ تھی کعبہ کی پاس مگر سینٹیان اور تالی بجانی ابن عباس وغیرہ متقدم فرماتی ہیں تصدیق کی معنی

التصديق بالبد والمكاء الصغير وكان هذا مما اتخذ المشركون عبادة فمن يؤثر سماع

تالی بجانی انتہی اور مکاء کی معنی سینٹی مشرکوں کی یہ عبادت مقرر کر رکھی تھی پس جیسی راگ سننا اختیار کیا

الغناء فهذا من علامة كونه من اولياء الشيطان لا من اولياء الرحمن اذ لم يجتمع النبي

- تو یہ نشانی اولیاء شیطان کی ہی اولیاء رحمان کی نہیں کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ

عليه السلام واصحابه على استماع الغناء قط بل جميع الصحابة والتابعين وسائر اكابر ائمة

وسلم کو اور صحابہ کو کبھی غنا سننے کا اتفاق نہیں ہوا بلکہ تمام صحابہ اور تابعین اور تمام اکابر ائمہ

الدين لم يجعلوا هذا طريقا الى الله تعالى ولم يعدوه من القرب والطاعة بل عدوه من

دین میں ہی کبھی غنا کو طریق اللہ کا نہیں ٹھہرایا اور اسکی قریب اور عبادت میں شمار نہیں کیا بلکہ

البدعة والمنكرات حتى قال ابن مسعود الغناء ينبت النفاق في القلب كما ينبت الماء البقل فمن

بدعت اور گناہوں میں داخل کیا ہی چنانچہ ابن مسعود فرمایا ہی کہ غنا نفاق کو دلکی اندر ایسا اگاتا ہی جیسی پانی ترکاری کو پھینچتا

كان من اهل المعرفة التي هي كمال الولاية يعرف ان للشيطان فيه نصيبا وافرا ومن كان من

اہل معرفت کامل دلا بیت والا ہی وہ جانتا ہی کہ اسمیں شیطان کا بڑا حصہ ہی اور جو شخص

المعرفة بعد يكون فيه نصيب الشيطان اكثر فانه بمنزلة الخمر يؤثر في النفوس اكثر من

معرفت ہی دور ہی اویں اور ہی بڑا حصہ ہی کیونکہ غنا بمنزلہ شراب کی ہی نفوس کی لہو شراب سی زیادہ

تاثير الخمر ولهذا اذا قوى سكر اهله ينزل اليهم الشيطان ويتكلم على السنة بعضهم ويحمل

تاثیر کرتا ہی اسپیدی غنا مسکر جہالت میں مست ہو جاتی ہیں تو دوسرے شیطان آکر بٹھاتا ہی بعضی کی زبانی بولتی لگتا ہی اور کہی

بعضهم في الهوى ويظن الجاهل ان هذا من كرامات الاولياء وليس كذلك بل انما هو من

ادھر میں اوٹھتا ہی پھر تا ہی جاہل سمجھتی ہیں کہ یہ اولیاء کی کرامت ہی یوں نہیں بلکہ شیطانی

الاحوال الشيطانية ولذلك اذا قرئ هناك ما يطرده الشيطان مثل آية الكرسي وغيرها

حالات ہیں اسپیدی اگر اسوقت وہاں وہ پڑھو جیسی شیطان بھاگ جاتا ہی جیسی آیت الکرسی وغیرہ

ينصرف عنه فيسقط كما جرى ذلك لغير واحد فان التوحيد يطرده الشيطان حتى حكي ان بعضهم

تو شیطان بھاگ جاتا ہی اور وہ شخص گر پڑتا ہی چنانچہ بہت لوگوں کو ایسا اتفاق ہوا ہی کیونکہ توحید شیطان کو بھکا دیتی ہی کہتی ہیں کہ ایک شخص کو

حمل في الهواء فقال لا اله الا الله فسقط فلما كان الخوارق كثيرا ما ينقص بها درجة الرجل كان

ادھر میں اوٹھا لیا اکی زبان سی لا الہ الا اللہ نکلا وہ ٹوٹ کر گر پڑا اور چونکہ ایسی خوارق سی کثرت سے آتی کا پست ہو جاتا ہی

كثير من الصالحين يفرقنها ويستغفر الله ويتوب اليه كما يستغفر من الذنوب ويتوب

تو اکثر صالحی اس سی گریز اور اللہ سی ایسی استغفار اور توبہ کرتی ہیں جیسی کوئی گناہوسی توبہ اور استغفار کرتا ہی

عنها وقد كان تعرض على بعضهم فيسأل زوالها والمشائخ كلهم كانوا ينقرون المريدون السالكين
 اور بعضوں کو جو ایسی حالت پیش آتی تو اسے دیکھ کر کہ یہ علم موقوف ہو جاوی اور تمام مشائخ اپنی مریدوں کو ان خوارق سے

غاية التنفير من الميل اليها فان السالك القاصد لروية الاشياء وحصول الخوارق واقع في
 کمال لغت دل فی رہی ہیں کیونکہ جو سالک ارادہ غیبی فی وغیرہ خوارق کا رکھتا ہے وہ

شبكة الشيطان فاللازم له ان يخلص نفسه من الميل اليها فلا طائل تحتها بل اذا وقعت
 شیطان کی جان میں پہنچتا ہے پس لازم ہے کہ اس کو از رو سی اپنی دیکھ بچاوی کیونکہ اس میں کوئی فائدہ نہیں ہے بلکہ اس کو اگر بہرہ

له بلا طلب منه يخاف عليه الاستدراج ولهذا قال بعض الكبار اذا دخل سالك في بستان
 بلا طلب پیش آوی تو استدراج کا اندیشہ ہے اور اسے دیکھ بعض بزرگوں کی فرمایا ہے جب کوئی سالک باغ میں جاوی

وقالت طيور اشجار ذلك البستان بالسنة فصيحة السلام عليك يا ولي الله فان لم يتفطن
 اور اس باغ کی درختوں پر سی جانور صاف زبان سے کہیں السلام عليك یا ولی اللہ یہ وہ اس کو مکر نہ سمجھی

انه مكر به فقد مكر وسيم يشعر وهذا التنفير من المشائخ عند ختم انوار الكرامات فكيف اذا تعين كونها
 تو ہی خبر غریب میں آگیا اور مشائخ کی یہ روک ٹوک نہ ہی کہ اس کو کرامات جانتی ہوں اور اگر یہ ثابت ہووی

الحسن والسيطين وكثير من الناس لا يعرفونها من الجن والشیاطین بل يظنون انها من كرامات الصالحين فيفتنون بها ويكفون
 کہ جن اور شیاطین کا خوف ہی ہر کوئی ہوگی اور بہت لوگ یہ نہیں جانتے کہ جن اور شیطان کی طرف سے ہی بلکہ اس کو صلی اللہ علیہ وسلم کی کرامت جان کر فتنہ میں پہنچتی ہیں اور

من الخاسرين ولا يعلمون الكرامة الحقيقية انما هو حصول الاستقامة والوصول الى كمالها
 وال او ہٹاتی ہیں اور حقیقی کرامت سی واقع نہیں ہوتی کہ وہ استقامت کا حاصل کرنا اور کمال کا پیدا کرنا ہی

ومرجعها الى امرين صحة الايمان بالله تعالى واتباع ما جاء به من رسول ظاهر او باطنا فالواجب
 اور اس کی بنا دو چیز پر ہی ایک تو صحت ایمان کی اللہ پر اور دوسری رسول کا اتباع ظاہر و باطن سے سو آدمی کو فائدہ ہے

على العبد ان لا يحرص الاعلانية ولا يكون له هم في الا في الوصول اليهما واما الكرامة بمعنى ظهورها
 کہ سوائے ان کے فوجی اور کچھ خواہش نہ کری اور اپنی ہمت صرف انہیں کی پیدا کرنا میں صرف کری رہی کرامت جتنی عرف عادت

خارق للعادة فلا عبرة لها بل هي حيز الرجال وليس من يحصل له شيء منها اقل مرتبة من يحصل له شيء
 سوا اس کا کچھ اعتبار نہیں ہے بلکہ وہ مردوں کا حیز سی اور جو کہ ذرہ بہرہ ہی امر خارق حاصل نہ ہو وہ نہ گزرتی من کم ہوں تو ہی کچھ

بل هو افضل واولى انه لا يحتاج اليها الا من كان ضعيف اليقين فانه اذا حصل له شيء منها يقوى يقينه واما من كان
 بلکہ وہ ہی شخص افضل و اولیٰ اس کے امور خارق کا وہ ہی شخص آرزو مند ہوتا ہی جو یقین کامل نہیں ہوتا تاکہ اس کو سی اس کا یقین قوی ہو جاوی اور جو شخص

كامل اليقين فلا يلتفت اليها الاستغناء عنها ولذلك كانت الخوارق في التابعين اكثر مما كانت
 کامل یقین والی ہیں اس کو اور ہر توجہ نہیں ہوتی اس کو کیا حاجت ہے اسی ہی طبقہ تابعین میں بہ نسبت صحابہ کی خوارق اکثر ہوتی تھیں

في الصحابة المجلس الثالث في فضيلة الايمان ومن امن مطلقا قال رسول الله
 فی صحابہ المجلس الثالث فی فضیلتہ ایمان اور مطلق مؤمن کی فضیلت میں فرمایا رسول اللہ

صلى الله عليه وسلم ان اهل الجنة يتراءون اهل الغرف من فوقهم كما تتراون الكوكب الدري
 صلی اللہ علیہ وسلم نے مشک اہل جنت کو نظر آدہ گی عروہ والی اوپر سی حسا جگہ ستارہ

الغابر في الافق من المشرق والمغرب ليتفاضلوا بينهم قالوا يا رسول الله تلك منازل الانبياء عليهم السلام
 انتہا کنارہ مشرق یا انتہا کنارہ مغرب میں تاکہ فضیلت معلوم ہوجا سکا جو انہیں ہی عرض کیا یا رسول اللہ یہ درجہ سوائے انبیاء کی اور کون کیسا

غیر ہم قابل بلی والذی نفسی بیدہ رجال امنوا باللہ وصدقوا المرسلین ^{فرمایا کہ ہوں نہیں قسم ہی اوس ذات کی جسکی قبضہ میں میری جان ہی وہ لوگ ہیں جو اللہ پر ایمان لائے اور رسولوں کی تصدیق کی یہ حدیث مصابیح کی صحیح} ^{حدیثوں میں ہی ابوسعید کی روایت ہے مراد یہ ہے کہ اہل جنت دیکھیں گی} ^{بلکہ مرتبہ والوں کو}
 المضایب رواہ ابوسعید وصعناہ ان اهل الجنة ينظرون الى اصحاب المنازل الرفیعة العالیة من ^{ادب سے جیسی تم دیکھتی ہو چمکتا ستارہ انتہا کنارہ مشرق یا مغرب میں جب صبح پہل پاتی ہے}
 فوقہم کما تنظرون انتم الى الکواکب المضحیة الباقی فی الافق من جهة المشرق او المغرب بعد انتشار ^{الصبر لترائکم درجاتہم علی غیرہم فانہ علیہ الصلوۃ والسلام لما بین مراتبہم بهذا الوجه قال بسبب بلندی مرتبہ کی غیروں پر جب رسول صلی اللہ علیہ وسلم فی اونکا ایسا مرتبہ بیان فرمایا}
 المحاضرون من الصحابة یا رسول اللہ تلك الغرف منازل الانبیاء لا یبلغها غیرہم فاجاب بان ^{توضیح یہ جو وہاں موجود تھی عرض کیا یا رسول اللہ یہ مراتب انبیاء کی ہوں گی جنکو اور کوئی نہیں پاسکتا سو جواب دیا}
 تلك المنازل یبلغها رجال امنوا باللہ وصدقوا المرسلین لان بلی لا یجاب النفی وانما قرت ^{یہ اون لوگوں کی مراتب ہیں جو اللہ پر ایمان لائے اور رسولوں کی تصدیق کی کیونکہ لفظ بلی نفی کو مثبت کر دیتا ہے اور قسم اس واسطی}
 بالقسم لاستبعاد السامعین وصول المؤمنین منازل الانبیاء وفيہ اشارۃ الى ان الواصلین ^{یاد فرمائی کہ وہ لوگ نہایت بعید جانتی تھی کہ مومنوں کو انبیاء کا مرتبہ سمجھو اور اس میں یہ اشارہ ہے کہ}
 الى منازل الانبیاء هم المؤمنون من هذه الامۃ لان تصدیق جمیع الرسل انما وقع منهم لا من ^{انبیاء کا درجہ وہ لوگ پاویں گے جو اس امت کی مومن ہیں کیونکہ تمام انبیاء کی تصدیق اس امت میں پائی جاتی ہے جو}
 الغنی قبلہم وطمع من هذان الایمان باللہ الذی اتصف بہ المؤمنون من هذه الامۃ مرکب من ^{پہلی لفظ گنی اوسے پہنچے اسی مولود ہوا کہ اللہ پر ایمان جو اس امت کی مومنین کی صفت ہے}
 جزین الاول الایمان باللہ تعالی والثانی الایمان بجمیع الرسل والمراد من الایمان باللہ تعالی العلم ^{دوسری ایمان تمام انبیاء پر اور اللہ پر ایمان لانی سی یہ مراد ہے کہ یقین کرے}
 لوجودہ وقدمہ وكونہ واحدا متصفا بالقدة والارادة والعلم والحیوة وسائر ما یلیق بہ من ^{اللہ پر اور قدیم اور واحد اور قدرت والا اور ارادہ والا اور علیم اور حی اور اور جو جو صفات اسکو}
 لصفات فان العلم بوجودہ تعالی وان کان ثابتاً فی فطرۃ بنی آدم من صبا خلقتم بعقضى قلیب ^{سنہ وار ہیں اور علم وجود الہی کا اگرچہ بنی آدم کی طبایع میں ابتداء پیدایش سے ثابت ہوتا ہے جیسی مضمون میں}
 فطرۃ اللہ التي فطر الناس علیہا لکنہ تعالی قد ارشدہم الى وجودہ بایات منها قوله تعالی ان فی خلق ^{یہ تراش اس کی جس پر تراشا لوگوں کو پر تو ہی اللہ تعالیٰ فی اپنی وجود کی طرف کئی آیتوں میں راہ بتائی ہے ایک یہ تحقیق}
 السموات والارض واختلاف الیل والنهار لا یت وقوله تعالی افرایتم ما تسمون عانتم تخلقونہ ام نحن ^{آسمانوں اور زمین کا بنانا اور آسمانوں کا بدلنے آنا اللہ نشانیاں ہیں اور ایک یہ پہلا دیکھو جو پانی ٹپکتا ہے اب تم اسکو مانتا ہو یا ہم}
 الخالقون وقوله تعالی افرایتم ما تخرثون عانتم تزرعونہ ام نحن الزارعون وقوله تعالی افرایتم ^{بنائے ہوئے ہیں اور یہ پہلا دیکھو جو بولتی ہو کیا تم اسکو کرتے ہو کہبتی یا ہم میں کہبتی کرتے ہو اور یہ پہلا دیکھو تو}
 الماء الذی تشربون عانتم انزلنہ من المزن ام نحن المنزلون وقوله تعالی افرایتم الماء الذی تنزلون عانتم انزلنہ من المزن ام نحن المنزلون ^{کیا تم اسکو بارش سے یا ہم میں اور انبیاء اور یہ پہلا دیکھو تو جو آگ سلگاتی ہے کیا تم اسکو آگ سے یا ہم میں}

شجرتها من نخ المنشون وغيرها من الايات التي تدل على وجوده تعالى فان من يتامل
 ادسكان تحت يافهم او شيا نيوالی اور سواہ انکی اور بہت آیتیں ہیں جو وجود الہی پر دلالت کرتی ہیں بیشک جو شخص ان آیات کی

مضمون هذه الايات ويدبر فكره فيما ذكر فيها من خلق السموت والارض فافهم من عجائب المخلوقات
 مضمون میں یعنی آسمان اور زمین کی پیدائش اور جو جو اسکی اندر عجیب عجیب مخلوقات ہیں خود اور تامل کری وہ خود بخود یقین کریگا

يضطر الى الحكم بان هذه الامور لا يستغنى شئ منها عن صانع يوجده ويدبره وعلى هذا الاعتقاد
 کہ یہ تمام اشیا صانع پیدا کر نیوالی اور مدبری بی پرواہ نہیں ہیں بلکہ محتاج ہیں کہ پیدا کرے اور شکر اور تمام ہی آدم کیا حکم کیا

جميع الناس كما يدل عليه قوله تعالى ولئن سألتم من خلق السموت والارض ليقولن الله وانما كفر
 یہ ہی اعتقاد رکھتی ہیں چنانچہ اس آیت سے ثابت ہی اور جو تو پوچھی اور کسی کسی بنائی آسمان اور زمین تو کہیں گے اللہ ہی ہر

من كفر بالاشراك ولد لك كان شان الانبياء دعوة الخلق الى التوحيد ليقولوا لا اله الا الله لا
 جو لوگ کافر ہو گئے ہیں وہ شریک کی شامت سے ہیں اس لیے تمام انبیاء علیہم السلام توحید کی طرف دعوت کرتے تھے تاکہ لاله الا اللہ کی قائل ہوں

الى ان يقول للعالم اله فاذن في فطرة الانسان ودلالة آيات القرآن ما يغني عن اقامة البرهان
 یہ نہیں سکھاتی تھی کہ یہ کہہ کر عالم کا معبود ہی اب طبیعت انسانی اور دلالت آیات قرآنی فی وجود الہی پر برہان قائم کرنے کی کچھ ضرورت نہیں رہی

على وجوده تعالى لكن العلماء بينوا اثبات وجوده تعالى دليلا عقليا وقالوا الدليل على وجوده تعالى
 لیکن علماء فی توحیدی واسطی اثبات وجود الہی کی عقلی دلیل بیان کی ہے کہبتی ہیں کہ دلیل وجود الہی کی یہ ہی

حدوث العالم في ان حدوثه انه اعيان واعراض والمراد بالاعيان الاجرام القائمة بذاتها
 حدوث عالم کا ہی یہہ حدوث ہون معلوم ہوا کہ عالم یا اعیان ہیں یا اعراض اعیان سے مراد اجسام ہیں جو بذات خود قائم ہیں

والمراد بالاعراض الصفات التي لا تقوم بذاتها بل تقوم بالاجرام وتلزمها ولا تنفك عنها وكل منهما
 اور اعراض سے مراد صفات ہیں جو اپنی ذات میں آپ قائم نہیں رہ سکتیں بلکہ اجسام کی سہارہ سے اور اجسام کو لازم ہیں کہیں الگ نہیں ہوتی اور یہ

حادث اما الاعراض فحدث بعضها يعلم بالمشاهدة كالحركة بعد السكون والصنوع بعد الظلمة
 حادث ہیں اعراض میں سے بعضی کا حدوث تو مشاہدہ سے معلوم ہوتا ہی جیسی حرکت بعد سکون کی اور احوالا بعد اندہیری کی

والسواد بعد البياض وحدث بعضها يعلم بالدليل وهو طريان العدم كما في اضداد ما ذكر واما الاجرام
 اور سیاہی بعد سفیدی کی اور بعضی کا حدوث دلیل سے معلوم ہوتا ہی یعنی عدم کا آجانا جیسی ان ضدوں کی ضدوں پر اور اجسام کی

فدليل حدوثها انها لا يخلو عن الحادث وكل ما لا يخلو عن الحادث فهو حادث اما عدم خلوها عن
 حدوث کی بہر دلیل ہی کہ اجسام حوادث سے کبھی خالی نہیں ہوتی اور جو شئی حوادث سے خالی نہ ہوتی وہ ہی حادث ہوتی ہی اور اجسام کُل حوادث سے خالی ہونا

الحادث فلا يخلو عن الحركة والسكون وهو ظاهر مدرك بالبدية والاضطرار فلا يحتاج فيه
 ہون نایت ہی کہ اجسام حرکت اور سکون سے خالی نہیں ہوتی اتنا تو ظاہر ہی خود بخود معلوم ہوتا ہی اور میں کچھ نکرار اور تامل کی حاجت نہیں

الى تامل واقفك ارفان من عقل جسم لا ساكنا ولا متحركا كان عن نفع العقل ناكبا ولمتن الجهل راكبا
 کہو کہ جو شخص کس جسم خالص کو کہ نہ متحرک ہو نہ ساکن تو وہ شخص عقل کی دست سے گمراہ ہی اور جہالت کی لبت برسوا

والحركة والسكون حادثان يدل على حدوثهما اتفاقهما وانقضاء كل منهما عند وجود الآخر وذلك
 اور حرکت اور سکون دونو حادث ہیں انکی حدوث پر انکی بھی پیدا ہونا دلالت کرتا ہی اور حسب ایک پیدا ہونا ہی تو دوسرا فنا ہو جاتا ہی

مستأهد في بعض الاجرام واما يشاهد فيه ذلك فاما ساكن الا والعقل يقتضي مجاز حركته واما
 یعنی حرکت سے سکون اور سکون سے حرکت فنا ہوتی ہی بہر حال بعضی اجسام میں تو مشاہدہ ہوتا ہی اور جہان نہیں ہی تو یہ کہہ سکتی ہیں کہ ہر ساکن باعتبار تجرید عقل کا متحرک ہو

متحرك الا والعقل يقتضی بجواز سکونه فالطاري منهما حادث بطریا کله والسابق حادث اذ لو کان
 اور متحرک باعتبار تجويز عقل کی ساکن ہو سکتا ہی اب نو پیدا تو حادث ہی کیونکہ اب پیدا ہوا اور موجود سابق ہی حادث ہی کیونکہ اگر
 قدیم ہوتا تو اس پر عدم ہرگز نہ آتا اور جوشی حادث سی خالی نہ ہو او کی حادث کی یہ دلیل ہی کہ اگر وہ حادث نہ ہوگا تو بیشک قدیم
 ثابتاً فی الانزل فیلزم ثبوت الحادث فی الانزل وهو محال اذ یلزم ان یکون قبل کل حادث حادث مرتبة
 اور انزل من ثابت ہوگا اس سی لازم آتا ہی کہ حادث یعنی حرکت اور سکون ازل میں ثابت ہو اور یہ محال ہی کیونکہ اس سی یہ لازم آتا ہی کہ ہر حادث سی پہلی ہی انتہا حادث
 لا اول لها کما یقول الفلاسفة فی حرکات الافلاک واشخاص الحیوانات وغیرها فانهم ومن تبعهم
 چکا ابتدا نہ پایا جادی موجود ہوں جیسی فلاسفہ حرکات فلک اور اشخاص حیوانات وغیرہ میں قائل ہوئی ہیں فلک اور جو نام کی ممان
 من ینسب نفسه الی الاسلام ولس له منه نصیب قالوا ان العالم العلوی قدیم بذاته وصفاته
 او کی تابع ہیں اور اسلام سی بی نصیب وہ کہتی ہیں کہ عالم سماوی اپنی ذات اور صفات میں
 الاحرکات فانها حادثۃ باشخاصها قدیمۃ بانواعها فلا حرکۃ الا و قبلها حرکۃ لا الی اول واما العالم
 سواء حرکات کی قدیم ہی حرکات جزئی البتہ حادث ہیں اور کل قدیم ہیں یعنی ہر حرکت سی پہلی حرکت ہی بی انتہا اور عالم
 السفلی الذی هو عالم الکون والفساد وهو ما تحت فلک القمر فقا لوان هیولاه قدیمۃ وکل ما فیہ من
 سفلی کہ عالم کون اور فساد کہتا ہی اور فلک قمر کی نیچی ہی سوا میں یہ کہتی ہیں کہ اسکا مادہ اور اصل قدیم ہی اور اسکی
 الصور ولا اعراض حادثۃ باشخاصها قدیمۃ بانواعها فلا ولد الا من ولد ولا بیضة الا من دجاجة
 صور اور اعراض جزئی سب حادث ہیں اور کل نوعی قدیم ہیں پس جو بیٹا ہی سو باپ سی ہی اور جو اندا ہی سو مرغی سی ہی
 ولا دجاجة الا من بیضة ولا نر من نار وکذا الی غیر النہایۃ فیلزم علی قولهم ان یوجد حادث
 اور جو مرغی ہی سوانڈی سی ہی اور جو نبات ہی سو بیج سی ہی ایسی ہی غیر نہایت نک اب او کی قول کی موافق یہ لازم آتا ہی کہ ایسی حوادث
 لا اول لها اذ ما من حادث علی قریب الا و قبله حادث لا الی اول و علی تقدیر وجود حادث لا اول لها
 چکا ابتدا نہ ہو کیونکہ اسکی موافق ہر حادث سی پہلی حادث ہوگا جسکا ابتدا نہ ملی اور جب حادث غیر متناہی ہوئی
 یلزم ان یکون قبل کل حادث من حرکات الافلاک واشخاص الحیوانات وغیرها حادث مرتبة
 تو ہر حرکت فلکی سی اور ہر حیوان وغیرہ سی پہلی حادث غیر متناہی ہی مرتبہ موجود ہوگی جسکا
 لا اول لها فمالو ینقض تلك الحوادث بجلتها لا تنتهی النوبة الی وجود الحادث الحاضر لان الحركة
 ابتدا نہیں پہرچہ تمام حوادث بالکل گزر چکیں گی نوبت حادث حاضر حال کی وجود کی نہیں آوگی اسواسطی کہ حرکت
 الیومیۃ وجودها مشروط بانقضاء ما قبلها وكذلك الحركة التي قبلها وجودها مشروط بمثل ذلك
 یومیۃ مثلاً آج کی جب ہو سکتی ہی کہ اس سی پہلی کی نام حرکتیں گزر لیں اور ایسی وہ حرکت جواس سی پہلی کی ہی یعنی کل کی جب ہو سکتی ہی کہ اس سی پہلی کی سب گزر لیں
 وهلم جرا وانقضاء ما لا اول له محال بانه انک اذا لاحظت الحادث الحاضر ثم انتقلت الی ما قبله
 اور طرح ہر حرکت اور تمام ہو چکا غیر متناہی کا محال ہی تفصیل یہ ہی جب تو حادث حاضر کو غور کری پہر اسکی ما قبل کو
 ولا حظته وهلم جرا علی الترتیب لا یفرض الی نہایۃ حتی تجد طریقاً الی وجود الحادث الحاضر فیلزم ان
 لحاظ کری اور اسی طرح اس سی پہلی کو ترتیب وار تو ایسی نہایت نہ بیگی کہ کوئی طور حادث حاضر کی وجود کا ہووی اس سی لازم آتا ہی
 یکون وجود الحادث الحاضر محال لکن وجود الحادث الحاضر ثابت فیصل وجود حوادث لا اول لها
 کہ حادث حاضر کا وجود محال ہی لیکن حادث حاضر کا وجود تو ثابت ہی پس وجود حوادث غیر متناہی کا باطل ہی

فأذا بطل وجود حوادث لا أول لها يبطل كون ما لا يتخلو عن الحوادث قد بيا ثابتا في الأنزل فاذا بطل كونه
 بهر جب وجود حوادث غیر متناهی کا باطل ہوا تو ان اشیا کا جو حوادث سے خالی نہیں ہیں قدیم اور ازلی ہونا بھی باطل ہی بہر جب ان اشیا کا
 قدیم اور ازلی ہونا باطل ہوا تو حادث ہونا ثابت ہوا بہر جب وہ حادث ہوئی تو یہ ثابت ہوا کہ عالم کی تمام اجزاء
 السموت وما فیہا ومن الأرض وما علیہا حادثا محتاجا الى محدث يخرجہ من العدم الى الوجود وذلك
 آسمان اور جو اوسکی اندر ہی اور زمین اور جو اوسکی اوپر ہی سب حادث اور پیدا کر نیوالی کی محتاج ہیں کہ نیست سے موجود کری اور وہ
 المحدث يلزم ان يكون قدیمًا واحدا متصفاً بالقدرة والارادة والعلم والحیوة لا یحتمل ان یکن قدیمًا
 پیدا کر نیوالا ضروری کہ قدیم واحد قدیر صاحب ارادہ علم والا حی ہو اس لئے کہ اگر قدیم ہو تو
 بل کان حادثا لکان محتاجا الى محدث فیلزم الدور والتسلسل الذی هو وجود حوادث لا أول لها
 بلکہ حادث ہو تو وہ اپنی محدث کا محتاج ہوگا بہر دور لازم آوے گا یا تسلسل کہ وہ وجود حوادث غیر متناہی کا ہی
 وكلاهما محالان ولولہم یکن واحدا بل کان اکثر من واحد لوقع بينهما التماثل المقتضى لعدم وجود العالم
 اور یہ دونو محال ہیں اور اگر واحد نہ ہو تو بلکہ ایک سے زیادہ کئی ہوں تو ان میں جہت اور روک ٹوک واقع ہوگی جس سے وجود عالم کا معدوم ہی
 ولولہم یکن متصفاً بالقدرة والارادة والعلم والحیوة لکان عاجزا عن ایجاد شئ من العالم لان
 اور اگر قدیر اور صاحب ارادہ اور علیم اور حی نہ ہو تو بیشک عالم کی پیدا کر نی میں عاجز ہو جائیگا کیونکہ
 الایجاد اثر القدرة وتأثیر القدرة فی شئ من الاشیاء یقتضى ارادة ذلك الشئ واردة ذلك الشئ یقتضى
 ایجاد قدرت کا اثر ہوتا ہی اور قدرت کا اثر کسی شئ میں جب ہوتا ہی تب اس کا ارادہ کری اور ارادہ اس شئ کا
 العلم به لان القصد الى ایجاد شئ مع عدم العلم به محال والا تصاف بهذه الصفات الثلاثة یقتضى
 اس کی علم پر موقوف ہو کہ چونکہ ایجاد کرنا کسی شئ کا بغیر جانی بوجہی محال ہی اور یہ تینوں صفات بدون حیات کی نہیں ہو سکتیں تقا
 الحیوة لكونها شرطاً فیہا فعلى هذا یكون وجود العالم بل وجود كل ذرة من ذراته دلیلاً قاطعاً علی وجودہ
 اس لئے کہ حیات انہیں شرط ہی اب اس بیان کی موافق عالم کا وجود بلکہ ہر ذرہ کا وجود یقینی دلیل ہی وجود الہی
 وكونه قدیمًا واحدا متصفاً بهذه الصفات الأربع ولهذا کان بعض اهل النظر یقولون استدل لا
 اور قدیم اور وحدت پر کہ ان چاروں صفات سے موصوف ہی اسپیلی بعضی اہل نظر اس سے ٹوٹ پر استدلال جاری کر کے
 بالاثر علی المؤثر ما راينا شئاً الا وراينا الله بعده فان كل ذرة من ذرات الكائنات من حیث حدوتها
 یہ کہتی ہیں کہ جہن جب کسی چیز کو دیکھا تو اس کی بعد اس کو دیکھا کیونکہ ہر ذرہ کائنات کا باعتبار وحدت کی
 وافقارها الى من یوجدها لا تزال تکلم بکلام لا حرف فیہ ولا صوت ان لها موجداً قدیمًا واحداً
 موجود کا محتاج ہو کر ہمیشہ زبان حال سے جسمین نہ حرف ہی اور نہ آواز یہ کہتے ہی کہ میرا موجود ہی قدیم واحد
 متصفاً بالقدرة والارادة والعلم والحیوة وسأثر ما یلیق به من الصفات یسمی کلہا السامعون
 قدرت والا ارادہ والا علیم حی تمام سناوار صفات والا یہ کلام سب سماعت والی سماعت ہیں
 ولا یسمعون الذین هم عن السمع لمعزولون والمراد من السمع الباطن الذی یسمی به کلام لیس بحرف ولا
 اور وہ نہیں سنتی جو سمجھ سے بیکار ہیں اور سماعت سے مراد باطنی سماعت ہی جس سے وہ کلام سنی جاتی ہی جس میں نہ حرف ہو اور نہ
 صوت ولا عربی ولا عجمی لا السمع الظاهر الذی لا یسمی غیر الاصوات وتتشارك فیہ الہام انسا
 آواز عربی ہو نہ عجمی ظاہری سماعت مراد نہیں ہی جس سے سوا آواز کی کچھ نہیں معلوم ہوتا اور اس میں ہام ہی انسان کی شریک ہیں

اذ لا قدر شیء تشاشرک فیہ البہائم الانسان والحاصل ان المكلف لا یعرف من صفاته تعالی بالعقل لا
 اسئلہ کہ اوس چیز کی کیا شریعتیں بہائم اور انسان یکساں ہوں حاصل یہ ہے کہ انسان بزور عقل صفات الہی میں سے وہ ہی دریافت کر سکتا ہے
 عادل علیہ افعالہ فما لم یزل علیہ افعالہ کالسمع والبصر والکلام فقد یستدل علی ثبوتہا لہ تعالی
 جبہ اس کے افعال دلالت کرتی ہیں اور جن صفات پر افعال دلالت نہیں کرتی جیسی سمع اور بصر اور کلام ایسی صفات
 تارة بالعقل وتارة بالنقل اما وجہ الاستدلال علی ثبوتہا لہ تعالی بالعقل فہو انہا صفات کمال ضد
 کہہ دلیل عقلی سے ثابت کرتی ہیں اور کہہ دلیل نقلی سے دلیل عقل اول صفات کی ثبوت کی تو یہ ہے کہ یہ بھی سمع اور بصر اور کلام کی صفتیں ہیں اور انکی
 صفات نقصان واتصافہ تعالی بصفات الکمال وعدم اتصافہ بصفات النقصان واجب فوجب
 نقصان کی صفتیں ہیں اور اسد تعالی کا صفات کمال سے موصوف ہوتا اور صفات نقصان سے بری ہونا واجب ہے پس
 اتصافہ تعالی بتلك الصفات واما وجہ الاستدلال علی ثبوتہا لہ تعالی بالنقل فہو ان الشرع قد
 اب موصوف ہونا اللہ کا ان صفات سے واجب ہوا اور استدلال نقلی انکی ثبوت جیسے ہے کہ شرع یعنی کتاب و سنت
 ورد بثبوتہا لہ تعالی فوجب القطع بثبوتہا لہ تعالی ودلیل النقل فی هذه المسئلة اولی من دلیل العقل
 انکی ثبوت پر ناطق ہے سو اب انکا ثابت ماننا واجب ہوا اور اس باب میں نقلی دلیل عقلی دلیل سے بہتر ہے
 لان تلك الصفات لا تتوقف علیہا افعالہ تعالی حتی یستدل بہا علی ثبوتہا لہ تعالی وذاتہ تعالی
 کیونکہ ان صفات پر افعال الہی موقوف نہیں ہیں تاکہ افعال سے ان صفات کی ثبوت پر استدلال کیا جاوی اور اس کی ذات
 لم یکن معلوما لا حد حتی یعلم انہا فی حقہ تعالی کمال یجب اتصافہ بها بحیث لو لم یتصف بہا یلزم
 کیونکہ معلوم نہیں ہے تاکہ یہ معلوم ہو دی کہ یہ صفات اسکی حق میں صفات کمال ہیں انکا ثبوت ضروری ہی نہیں تو
 ان یتصف باضدادہا وما ذکر من کونہا کمالا انما ہو بالنسبة الینا ولا یلزم من کون الشئ بالنسبة
 انکی ضدین لازم آویگی اور یہ جو کہتی ہیں کہ یہ صفات کمال ہیں تو کمال البتہ ہماری حق میں ہی اور ہماری حق میں کمال ہونی سے کیا ضرورت ہے کہ یہ
 الیسا کمالا ان یکون کمالا فی حقہ تعالی لا تری ان اللذۃ والالم مع کونہما کمالا بالنسبة الینا ممتنعان
 ذات الہی کی ہی کمال ہو کیا مجھ کو معلوم نہیں کہ لذت اور الم ہماری حق میں کمال ہیں اور اسد تعالی کا نسبت ممتنع ہیں
 علی اللہ تعالی لکونہما من عوارض الاجسام فعلی هذا یلزم فی اثبات تلك الصفات لہ تعالی التساو
 کیونکہ یہ اجسام کی اوصاف ہیں اس بیان کی موافق لازم ہے کہ ان صفات کی اثبات کی لئی دستاویز
 بالنقل عن الانبیاء الذین تثبت نبوة کل واحد منهم بالمعجزة القائمة مقام قوله تعالی صدق عبدي
 انبیاء علیہم السلام سے نقل کیا دی جنکی نبوت ایسی معجزہ سے ثابت ہے جو قائم مقام اس ارشاد الہی کی ہو کہ میرا بندہ
 فی کل ما یبلغ عنی سواء کان تبلیغہ بقولہ او فعلہ او سکوتہ لان المعجزة تصدیق فعلی من اللہ تعالی
 جو میری طرف سے احکام پہنچاتا ہی سب سے بہتر ہے بلکہ وہ تبلیغ قوی ہو یا فعلی ہو یا سکوت سے ہو کیونکہ معجزہ اللہ تعالی کی طرف سے
 لرسولہ لکونہا فعلا من افعالہ خارقا للعادة منزلا منزلة صدیق القول فی تصدیق رسولہ فی دعوی
 رسول کی حق میں فعلی تصدیق ہی اسکی کہ معجزہ کوئی فعل عادت کی خلاف ہوتا ہی گویا صاف اور صریح رسالت کی دعوی میں رسول کی
 الرسالة فانہ تعالی لما خلق امر خارقا للعادة علی یدہ عند ادعائه الرسالة صامرا کانہ قال صدق
 تصدیق کرتا ہی کیونکہ اللہ تعالی نے جب کوئی امر خارق رسول کی اہت پر بر وقت دعوی رسالت کی پیدا کیا تو یہ ایسا ہی کہ فرما دیا
 رسولی فی کل ما یبلغ عنی سواء کان تبلیغہ بقولہ او فعلہ او سکوتہ قال العلماء مثال ذلك ان رجلا
 میرا رسول سچا ہی میری طرف سے جو بیان کری برابر ہی کہ وہ تبلیغ قول ہی ہو یا فعل ہی ہو یا سکوت ہی ہو علماء فی اسکی یہ مثال بیان کی ہی جیسی کوئی شخص

اذا قام فی مجلس ملک بحضور جماعة وقال انا رسول هذا الملك بعثنی الیکم یکنان وکنان من الشکلیف بادشاہ کی دربار میں ایک جماعت کی سامنی یوں کہی کہ میں اس بادشاہ کا ایلی ہوں تمہاری حق میں فلاں فلاں حکم جاری کر نیکیو پہچانی

فطلبوا منه الحجۃ بدل علی صدقہ فقال ایتۃ صدقۃ انی اطلب من الملک ان یخالف عادتہ ویقوم بہ اس جماعت فی تصدیق کی لئی اوی حجت طلب کی اس شخص سے جواب دیا میری صدق کی یہ نشانی کہ میں بادشاہ ہی کہتا ہوں کہ اپنی خلافت عادت من مقامہ ویقعدت لت ہالت ففعل الملک ذلک بطلبہ فلا ریب ان ذلک الفعل من الملک اپنی جگہ سے یوں بار کھڑا ہو جا اور بیٹھ جا پھر بادشاہ نے اوسکی کہی سی وہ ہی کیا تو بیشک بادشاہ کی یہ حرکت ایسی ہی

فانہم مقام قولہ صدقۃ هذا الرجل فی کل ما یبلغ عنی وصفید للعلم الضروری بصدقہ لمن شاہد جیسی زبان سے کہتا کہ یہ شخص سچ کہتا ہی میری طرف سے جو جو حکم بیان کری اور بادشاہ سے جس سے یہ کام مشاہدہ کیا تو اوسکو ایسا یقینی علم

ذلک الفعل من الملک ومن لم یشاہدہ بل وصل الیہ خبرہ بالتواتر ولا شک ان هذا المثال مطابق حاصل ہو کہ جس میں دلیل کی کچھ حاجت نہیں ہی جسکو دیکھتی تعاقب نہیں ہو بلکہ اسی بہت آدمیوں ہی بالتواتر یہ حال سنا اوسکو ہی اور بیشک یہ مثال

لحال الرسل علیہم الصلوۃ والسلام فی افادۃ معجزۃ العلم الضروری بصدقہم لمن شاہدہا ومن انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام کی حال سے مطابق ہی کہ اوسکی معجزہ سے ہی دیکھتی والوں کو اور

لو یشاہدہا بل وصل الیہ خبرہا بالتواتر اذا عرفت هذا فاعلم ان کل من آمن بالله وصدق الرسل من تواتر سے سنی والوں کو علم یہی یقینی حاصل ہوتا ہی جیسو یہ سمجھ چکا تو یاد رکھ کہ جو شخص اللہ پر ایمان لا کر اور رسول کی تصدیق کرے

اذا اراد ان یكون من اهل الغرف لا بد لہ ان یشغل بالطاعات ویجتزئ عن السیات لان الایمان وحده بہ آرزو کرے کہ اہل غرف میں داخل ہو تو اوسکو ضروری کہ عبادت میں مشغول اور ممنوعات سے بچتا ہی اسلی کہ تراویح

وان کان یجیہ من العذاب الموبد لکن لا یکفیہ فی الفوز بالدرجات بل لا بد لہ من ضم العمل اگرچہ دائمی عذاب سے نجات دیکھ پر حصول درجات کی لئی کافی نہیں ہی بلکہ اوسکی ساتھ نیک اعمال ہی چاہئیں

الصالح الیہ کما یدل علیہ آیات القرآن من جملتها قوله تعالی وما اموالکم ولا اولادکم بالی تقرکم چنانچہ کئی آیات قرآنی سے معلوم ہوتا ہی منجملہ اوسکی ایک یہ آیت ہی اور تمہاری مال اور تمہاری اولاد ایسی نہیں کہ نزدیک کر دی

عندنا زلفی الامن من وعمل صالحا فاولئک لهم جزاء الضعف بما عملوا وهم فی الغرفات امنون فدللت لایۃ جاری پاس تمہارا وجہ پر جو کوئی یقین لایا اور پہل کا کیا سوا نگو ہی بدلا دونا اوسکی کہ پھر اور وہ جہر کوں میں بیٹھی ہیں خاطر جمع سے آیت سے معلوم ہو

علی العمل الصالح لکونہ اقبالا علی اللہ تعالی واشتغالا بطاعته یقرب العبد الی اللہ تعالی واما الاموال کہ عمل صالح کہ اللہ کی طرف متوجہ ہوتا اور اوسکی طاعت کا شغل ہی بندہ کو اللہ تعالی سے نزدیک کر دیتا ہی رہی مال

والاولاد فذلکون کل منہما یشغل الانسان عن اللہ تعالی لا یقرب احدا الی اللہ تعالی الا المؤمنین اور اولاد کہ انسان کو اللہ تعالی سے غافل کر دیتے ہیں کیونکہ خدا سے نزدیک نہیں کرتے بجز صالح و مؤمنین کی

الصالحین الذین ینفقون اموالہم فی سبیل اللہ ویعلمون اولادہم الخیر ویربونہم علی الصلاح فانہم جو اپنا مال خدا کی رحمت میں خرچ کرتے ہیں اور اپنی اولاد کو نیک عمل سکھاتی ہیں اور نیک اطوری پر پرورش کرتے ہیں ایسی اولاد کی

باتصافہم بما ذکر یرکون لهم جزاء الضعف بان یضاعف حسناتہم ویكون الواحدۃ عشر اضعافا فوقہا وھم فی غرفا جوان اور صاف سے موصوف ہیں اور ناثواب ہی اسطورہ کہ اوسکی حسنات برہمتی ہیں ایک سی دس گونہ ہوتی ہیں اوس سے ہی زیادہ دیکھ لوگ

الجنة امنون من جمیع المکارہ بما عملوا من الصالحات یسرنا اللہ تعالی بلطفہ وکرمہ المجلس الرابع اعمال صالح کی سبب غرات میں تمام مکروہات سے بچی رہینگے اہی اپنی لطف و کرم سے پھر آسان کر چوتھو مجلس

فی لزوم محبة النبی صلی اللہ علیہ وسلم من زیادة من والده وولده

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت زیادہ تر لازم کرتی ہیں

باب اول اولاد

والناس اجمعین قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یؤمن احدکم حتی اكون احب الیہ

اور تمام لوگوں سے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

من ولده والناس اجمعین هذا الحدیث من صحیح المصابیح رواہ انس ولبس المراد بالحب

اوسکی باپ اور اولاد اور تمام لوگوں سے یہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثوں میں ہی انس کی روایت سے اور محبت سے مراد اس کے

الحب الطبیعی التابع للشہوت النفسانیة لانه خارج عن حد الاختیار فلا یؤخذ به الانسان

محبت طبعی نہیں ہی جو شہوت نفسا کی تابع ہوا کرتی ہی کیونکہ یہ محبت اختیاری نہیں ہوتی سوائے اختیاری میں انسان کی کچھ نہیں

لقلولہ تعالی لا یكلف اللہ نفسا الا وسعها بل المراد به الحب العقلی الاختیاری الذی هو اثار یقتضی

خدا فرماتا ہی تکلیف نہیں دیتا اس کی کو مگر جتنا اس سے ہوگی بلکہ عقلی اختیاری محبت مراد ہی یعنی اختیار کرنا اوس امر کا جس کو

العقل یحجازه ولبستدعی اختیار وان کان علی خلاف الطبع الا ترى ان المریض یکره الدواء المر دینفر

عقل غالب سمجھی اور اوسکی اختیار کو پسند کرے اگرچہ طبیعت کی برخلاف ہو تو جانتا نہیں کہ بیمار کو کڑوی دوا سی نفرت ہوتی ہی

عنه طبعه ومع ذلك یمیل الیہ باختيار ویقصد تناوله بمقتضی عقله لعلہ وظنه ان حجتہ

اور اوسکی طبیعت ہی کو ملتی ہی بہر ہی با اختیار خود اپنی عقل سے یہ سمجھ کر کہ میری صحت اس سے میں ہی خواہش کر رہی ہوں

فیه وكذلك المؤمن اذا علم ان الرسول لا یافر ولا ینتھی الامنافیہ صلاحہ فی الدنیا والاخرۃ

ایسی ہی مؤمن مسلمان جب یہ جان لیتا ہی کہ رسول وہ ہی فرماتا ہی جس میں دین دنیا کی بہلائی ہی

یرجع جانب الرسول علی جمیع الناس فیمثل امرۃ ویجتنب نہیہ وهذا مما لا یحصل الا بان الایہ

بہر خواہ مخواہ تمام لوگوں پر رسول کی جانب غالب رہے کہ اوسکی امر کی اطاعت اور نہی سے نفرت کرتا ہی اور یہ تو اتنا امر ہی کہ جس بغیر ایمان ثابت نہیں ہوتا

لان الایمان وان کان فی اللغة بمعنی التصدیق مطلقا لکنہ فی الشرعۃ بمعنی التصدیق مقیداً

اس نئی کہ ایمان اگرچہ لغت میں مطلق تصدیق کو کہتی ہیں پر شریعت میں مطلق تصدیق نہیں ہی

بامر مخصوص وهو تصدیق الرسول فی جمیع ما علم ضرورۃ انه من دینہ علیہ الصلوۃ والسلام

بلکہ خاص تصدیق ہی یعنی رسول کی تصدیق تمام دینی ضروریات میں

والمعتد فی التصدیق الیقین والیقین لفظ مشترك یطلق علی العینین احدہما عدم الشک فکل عالم

اور تصدیق میں یقین معتبر ہی اور یقین مشترک لفظ ہی اسکی دو معنی ہیں ایک تو شک نہ ہونا سو جو علم

یکن فیه شک فهو یقین وعلی هذا المعنی لا یوصف الیقین بالقوۃ والضعف لعدم التفاوت

مشکو کو نہ ہو وہ یقینی ہوتا ہی اس اعتبار سے یقین قوی اور ضعیف نہیں ہوتا کیونکہ شک کی نفی میں کچھ تفاوت نہیں

فی نفی الشک فمن کان فی قلبہ مثقال ذرۃ من الشک فی شیء مما علم ضرورۃ انه من دینہ علیہ السلام

ہی بہر جس شخص کی دل میں ذرہ بہر ہی شک ہو دی بہ نسبت دینی ضروریات کی

لا یكون مؤمناً البتۃ بل لابد فیه من یقین هذا المعنی لیحصل لہ المحبۃ للنبی صلی اللہ علیہ وسلم

وہ ہرگز مؤمن نہیں بلکہ ان ضروریات کا یقین نہ ہونا ضرور چاہی تاکہ اوسکی محبت حاصل ہو دی

ویمثل امرۃ ویجتنب نہیہ لکن قد یجعل الظن الغالب الذی لا یخطر معہ احتمال النقیض

اور اوسکی امر کی اطاعت اور نہی سے نفرت کرے لیکن بعضی وقت ایسی ظن غالب کو بھی جسکی ساتھ احتمال نقیض کا دلیل نہ آدی

بالبال فی حکم الیقین فی کونه ایمانا حقیقیا فان ایمان اکثر العوام من هذا القلیل وتحقیقه علم
 قائم مقام یقین کا ہرگز اگر حقیقی ایمان کا حکم دیتی ہیں کیونکہ اکثر عوام کا ایمان ایسا ہی ہوتا ہے اور اس مقام کی تحقیق

ما ذکرہ الامام الغزالی فی الاحیاء ان میل النفس الی التصدیق لہ اربع مقامات الاول استواء
 موافق بیان امام غزالی کی احیاء میں یہ ہے کہ نفس کا میلان تصدیق میں چار درجہ پر ہوتا ہے اول یہ کہ

الطرفین عندک كما اذا سالت عن شخص مجهول الحال عندک هل یعاقب فی الآخرة ام لا
 تیری را میں دونو جانب برابر ہوں جیسے کسی شخص کا حال جسکو تو نہیں جانتا تجھسی پوچھیں بتاؤں گا آخرت میں عذاب ہوگا یا نہیں

فانک لا تمیل الی الحكم علیه بشئ من نفی او اثبات بل یستوی عندک امکان الامرین و یعد
 اب تو یقینے کچھ نہیں کہہ سکتا نہ انکار موجودہ اثبات بلکہ تیری عند یہ میں دونوں ممکن ہیں ایسی حالت کو

عندہ بالشک والثانی مرجحان الامرین عندک مع الشعور امکان نقیضہ امکان لا یمنع
 شک کہتی ہیں دوسرا درجہ یہ ہے کہ تیری را میں ایک جانب کا غلبہ ہو پراسکی سادہ دوسری جانب بھی ایسی ممکن معلوم نہیں سی جانب

تدریج الاول كما اذا سئلت عن شخص تعرفہ بالصلاح انه مات علی هذا الحال هل یعاقب
 اعلیٰ غلظت قوت ہو جاوی جیسی تجھسی ایسی شخص کا حال پوچھیں جسکو تو پرہیزگار جانتا ہے کہ اگر یہ شخص اسی حال پر ہوا تو بتاؤں گا آخرت میں عذاب ہوگا

فی الآخرة ام لا فانک تمیل الی انه لا یعاقب اکثر من میلک الی عقابه لظہور علامات صلاحہ
 یا نہیں اب تیری را میں ثواب کی طرف زیادہ ہوگی بہ نسبت عذاب کی کیونکہ تیری عند یہ میں صلاح کا نشانیاں ظاہر ہیں

عندک ومبر هذا يجوز اختفاء امر موجب للعقاب فی باطنہ وهذا التحویز غیر دافع لرجحانہ و
 تدریج یہ شبہ ہوتا ہے کہ کوئی بات اسکی دین ایسی پوشیدہ ہو جسکی عذاب ہو جاوی لیکن ہمیشہ اسکی غلبہ کو نہیں اوجھاتا

یسمی جانب المراجحة ظنا وجانب المرجح وهما والثالث میلک الی الحكم بشئ بحيث یغلب علیک
 ایسی وقت جانب غالب کو ظن کہتی ہیں اور جانب مغلوب کو وہم تیسرا یہ درجہ ہے کہ تجھ کو کسی شے کا ایسا یقین حاصل ہو کہ اسکی نقیض

ذلك الحكم ولا یخطر ببالک نقیضہ ولو خطر لنا بئ عن قبولہ لکن لیس ذلک الحكم عن معرفتہ
 تیری دین ہرگز نہ آوی اور اگر نقیض کا خیال آوی ہی تو اسکو تو نہ مانی لیکن یہ یقین معرفت حقیقی سی ہو

محقة بل عن مجرد السماع ویسمی هذا اعتقادا مقارنا للیقین وهو اعتقاد العوام فی الشرعیات
 بلکہ صرف سنی سنائی سی پیدا ہو اس طرح کی حالت اعتقاد مقارن للیقین کہلاتی ہے یعنی یقین سی ملا ہوا عوام کا اعتقاد تمام شرعیات میں

کلها اذا مر سنخ فی نفوسہم بمجرد السماع حتی ان کل حدیث بقیة مذهبہ واصابة امامہ ولو
 ایسا ہی ہوتا ہے جب کہ کسی سنتی او کلامی بیہرہ جاتا ہے چنانچہ ہر ایک شخص اپنی مذہب کی صحت اور اپنی امام کا صواب پر ہونا یقین جانتا ہے

ذکرہ امکان خطا امامہ یفر عن قبولہ لکنہ لو احسن التامل لا تشعت نفسہ الی قبولہ والرابع
 کوئی کہی کہ امام سی بھی غلطی ہو سکتی ہے تو انک بہاگ جاوی کہی نہ مانی لیکن اگر وہ خوب سوچ بچار کریں تو البتہ انکا دل قبول کر سکتا ہے چوتھا درجہ یہ ہے

میلک الی الحكم بشئ علی طریق الجزم الذی لا یوجد معه الشک ولا یتصور فیہ التشکیک فکل
 کہ تو کسی شے کا ایسا یقین بالجزم کری کہ اصلا اسکی سادہ شک باقی اور کسی شک دلائی کا بھی تصور نہ ہی بس جو

علم کان علی هذا الوجه یسمی یقینا لان شرط الحلاق اسم الیقین علی العلم عدم الشک فکل علم
 علم اس درجہ کا ہوتا ہے اسکو یقین کہتی ہیں کیونکہ یقینی کہنی کی یہی شرط ہے کہ شک اصلا باقی نہ ہو پس علم میں

انتفی عنه الشک فهو یقین سواء حصل بالحس کالعلم بوجود الاشیاء المحسوسہ استواء بغیرة العقل
 وہی یقین ہی برابر ہی کہ بواسطہ حس کی حاصل ہوا ہو جیسی علم اشیاء محسوسہ کی وجود کا یا بواسطہ طبیعت عقلی کی

کالعلم باستحالة حدوث حادث بلا سبب او بالتواتر کالعلم بوجوده مکة او بالتجربة کالعلم بکون جیسی علم محال ہونا وجود حادث کا بدون محدث کی

المطبوع مسہلا او بالذلیل کالعلم بوجود شئی قدیم کما اذا قيل لك هل فی الوجود شئی قدیم لا یمكنک مطبخ کی دست آور ہو نیکا یا دلیل ہی جیسی علم ایک ذات قدیم کا موجود ہو نیکا چنانچہ اگر تجھی پوچھیں کیا کوئی ذات قدیم موجود ہی تو تجھی فوراً حکم کر دینا

الحکم به بداهة لان القدیم لیس محسوسا کالشمس والقمر حتی یکن الحکم بوجوده بالحس ولا ضرور یا مثل کیونکہ قدیم آفتاب مہتاب کی طرح تو محسوس نہیں کہ اسکو دیکھ کر کہہ دیں وہ موجود ہی اور نہ الہی ہی جیسی

کون الواحد نصف لا شین حتی یکن الحکم بوجوده بالضرورة بل حق غریزة العقل ان یتوقف عن ایک کو دو کا آدم جانی ہیں تاکہ اس بدایت ہی اوسکی وجود کا حکم کیا جاوی بلکہ حق طبیعت عقلی کا یہ ہی ہے کہ

الحکم بوجوده بالبداهة ثم من الناس من یحکم بوجوده بالسماع حکما جزما ویستمر علیه وهذا از روی بدایت کی حکم کر نہیں توقف کری پھر بعضی شخص توصف سنگر یقین بالزمن کر لیتی ہیں اور اوس ہی پر قائم رہتی ہیں اور وہ کہتا

هو لا اعتقاد وهو حال جمیع العوام ومن الناس من یحکم بوجوده بالبرهان مثل ان یقول لولم ینکن اعتقاد کہنی ہیں اور تمام عوام کا تو حال اعتقاد میں ایسا ہی ہوتا ہی اور بعضی شخص برہان ہی اوسکی وجود کا یقین کرتی ہیں اسطور پر کہ اگر

فی الوجود قدیم بل کانت الموجودات کلها حادثا لثمة لکان حدوثها بلا سبب وهو محال والموردی الی موجودات میں کوئی ذات قدیم نہ ہو بلکہ تمام موجودات حادث ہوں تو وہ حادث بی سبب پیدا ہو گئی یہاں محال ہی اور جس بات ہی محال

المحال محال بیانہ ان الحادث لا یتصور وجوده بنفسه بل یتجاءر فی وجوده الی غیره وهو ظاهر لازم آتا ہی وہ ہی محال ہے غرض ہی اوسکی تفصیل یہ ہے کہ حادث غریب میں نہیں کہ خود بخود پیدا ہو جاتی بلکہ غیر کا محتاج ہوتا ہی اتنی بات تو ظاہر ہی

وکذا لا یتصور ایجادہ لغیره لانه فرع وجوده فلو انحصر الوجود فی الحادث یلزم ان لا یوجد شئی من اور ایسی ہی ایک طرحت کا دوسری حادث کو پیدا کرنا مقصود نہیں کیونکہ پہلے وہ آتی پیدا ہوئی پس موجود آگے سب حادث ہی ہوں تو لازم آتا ہی کہ اصلا موجودات پیدا نہ ہوں

الموجودات اصلا فبالضرورة یلزم ان یحکم العقل بوجود شئی قدیم موصوف بالقدرة والارادة و اب عقل صاف یقین کرتی ہی کہ ایک ذات قدیم ہی جو صاحب قدرت اور صاحب ارادہ اور

العلم والحیوة حتی یتاقی منه احداث المحدثات کلها لانه لولم ینکن فیہ تلك الصفات لکان علیم اور جی ہی تاکہ اوس تمام محدثات کا پیدا کرنا ہو سکی کیونکہ اوس میں اگر یہ صفات نہ ہونگی تو

عاجزا عن ایجاد شئی من الکائنات لان ایجاد اثر القدرة وتأثیر القدرة فی شئی من الاشیاء یتوقف کائنات میں سے ایک شئی ہی پیدا نہ کر سکیگا کیونکہ ایجاد تو قدرت کا اثر ہوتا ہی اور قدرت کا اثر کسی شئی میں

علی ارادة ذلك الشئی وارادة ذلك الشئی یتوقف علی العلم به لان القصد الی ایجاد شئی من غیر العلم به بدون ارادہ اوس شئی کی نہیں ہوتا اور ارادہ کسی شئی کا بدون علم اوس شئی کی نہیں ہوتا کیونکہ قصد کسی شئی کی پیدا کر نیکا بی جانی ہو جی

محال ولا تصاف بهذه الصفات الثلاث یتوقف علی الحیوة لکونها شرطاً فیہا فعلی هذا ینکون وجود العالم محال ہی اور یہ تینوں صفات بدون حیات کی نہیں ہو سکتیں کیونکہ حیات انہیں شرط ہی اب اس سبب تک موافق وجود عالم کا

من السموات وافیہا ومن الارض ومن علیہا دلیلا قطعیا علی وجود شئی قدیم موضوع لهذه الصفات ساری آسمان اور جو زمین ہی اور زمین یقینی دلیل ہی ایک ایسی ذات قدیم کی وجود پر جس میں یہ

الامر لیم وهو الله سبحانه تعالی ولہذا کان بعض اهل الیقین یقولون استدلالا بالاثار علی المورثات رابعا چارہ صفا پائی جاوین وہ ہی ہی اللہ سبحانہ تعالی اسی ہی بعضی اہل یقین اثر سے مؤثر پر استدلال جاری کرتی ہو گئی ہیں کہ ہم

نشیئاً الا سربنا الله بعده فان كل ذرة من ذرات العالم تكونها حادثة مفققة الى من يجدتها لا توال
 جبکہ کسی چیز کو دیکھا تو فوراً اُنکی بعد اسکو دیکھا کیونکہ عالم کا ہر ذرہ باعتبار حدوث کی اپنی موجودگی محتاج ہی ہمیشہ بان حال سی
 تنطق بكلام لا حرف فيه ولا صوت ان لها موجوداً قديماً واحداً متصفاً بالقدرة والارادة والعالم
 بہہ کلام جسین نہ صرف لفظ نہ آواز نہ لہائی کہ ہمارا موجود ہی قدیم یگانہ قدرت والا صاحب ارادہ عظیم
 الحیوة وسائر ما یلیق به من الصفات یسمع کلامها السامعون ولا یسمعه الذین ہم عن السمع معزولون
 حی اور تمام سزاوار صفات والا اور اُنکی بہہ کلام سمجھتی والی سب شیئی لگے نہیں سنتی جو سمجھتی ہیں بیکار ہیں
 والراد من السمع الباطن الذی یسمع به کلام لیس بحرف ولا صوت ولا عری ولا عجبی السمع الظاهر
 اور سماعت مراد باطنی سماعت ہی جس سی وہ کلام سنی جاتی ہی کہ نہ حرف ہو اور نہ آواز اور نہ عربی ہو نہ عجب سماعت ظاہری مراد نہیں ہی
 الذی لا یسمع به الا الاصوات وتشارك فيه البهائم الانسان اذ لا قدر لشيء تشارك فيه البهائم
 جسی سوا آواز کی کچھ نہیں معلوم ہوتا اور آدمین بہائم ہی شریک ہیں انسان کی کیونکہ اوچھڑ کی کیا عزت ہی جسین بہائم اور انسان برابر ہوں
 الانسان والحاصل ان العقل لا یعرف من صفاته تعالی الا ما یدل علیه افعاله واما ما لا یدل
 حاصل بہہ ہی کہ عقل صفات الہی میں سے وہ ہی دریافت کر سکتی ہی جسپر اُنکی افعال دلالت کرتی ہیں اور جس صفت پر
 علیه افعاله كالسمع والبصر والكلام فيستدل على ثبوتها له تعالی تارة بالعقل وتارة بالنقل وأوجه
 اُنکی افعال دلالت نہیں کرتی جیسی سمع اور بصر اور کلام ایسی صفات کہی تو عقلی دلیل سی ثابت کرتی ہیں اور کہی نقلی دلیل سی
 الاستدلال على ثبوتها له تعالی بالعقل فهو انما صفات کمال واضدادها صفات نقصان
 عقل دلیل اُنکی ثبوت پر تو بہہ ہی کہ سمع اور بصر اور کلام کمال کی صفتیں ہیں اور اُنکی ضدین نقصان کی صفتیں ہیں
 واتصافه تعالی بصفات الكمال وعدم اتصافه بصفات النقصان واجب فوجب اتصافه تعالی
 اور استدلال کا صفات کمال سی موصوف ہونا اور صفات نقصان سی بری ہونا واجب ہی اب استدلال کا
 بتلك الصفات واما وجه الاستدلال على ثبوتها له تعالی بالنقل فهو ان الشرع قد صرح بثبوتها
 ان صفات سی موصوف ہونا واجب ہوا اور نقلی دلیل اُنکی ثبوت پر بہہ ہی کہ شرع یعنی کتاب و سنت سی یہ صفات صراحتاً ثابت ہیں
 له تعالی فوجب القطع بثبوتها له تعالی ودلیل النقل في هذه المسئلة اولی من دلیل العقل لان تلك
 اب اُنکو ثابت ماننا واجب ہی اور اس باب میں نقلی دلیل عقلی دلیل سی بہتر ہی کیونکہ ان
 الصفات لا تتوقف علیها افعاله تعالی حتی يستدل بها علی ثبوتها له تعالی وذاته لم یکن معلوماً
 صفات پر افعال تو موقوف نہیں ہیں تاکہ افعال سی ان صفات کی ثبوت پر استدلال کیا جاوی اور ذات الہی کیونکہ معلوم نہیں ہی
 للبشر حتی یعلم انها فی حقه تعالی کمال یجب اتصافه بها بحیث لو لم یتصف بها یلزم ان یتصف
 تاکہ یہ معلوم ہووی کہ یہ صفات اُنکی حقین صفات کمال ہیں انکا ثبوت واجب ہی نہیں تو اُنکی ضدین لازم آوینگی
 باضدادها وما ذکر من كونها کمالاً انما هو بالاضافة الینا ولا یلزم من كون الشيء بالاضافة الینا
 اور یہ صفتاً ہماری حق میں البتہ کمال کی ہیں اور ہماری حق میں کمال ہونی سی لازم نہیں آتا
 کمالاً ان یمکن فی حقه تعالی کمالاً الا ترى ان اللذة والالم مع کونهما بالاضافة الینا کمالاً مستعذر
 کہ اندک کی واسطی ہی کمال کی ہوں کیا تجھکو معلوم نہیں کہ لذت اور الم باوجودیکہ ہماری حق میں کمال ہیں
 علی الله تعالی لکونهما من عوارض الاجسام فعلى هذا یلزم فی اثبات تلك الصفات له تعالی
 اندک تعالی کی نسبت مستغنی ہیں کیونکہ اجسام کی صفات ہیں اس بیان کی موافق ضروری کہ ان صفات کی ثبوت کی لئی

التمسك بقول الرسول الذي ثبت رسالته بالمعجزة القائمة مقام قوله تعالى صدق عبدك

دست آورده ایسی رسول کی قول سی یحیوی جسکی رسالت معجزہ سی ثابت ہوئی ہو جو قائم مقام اس ارشاد الہی کی ہو میرا بندہ

فی کل ما یبلغ عنی سواء کان تبلیغه بقوله او فعله او سکوته لان المعجزة تصدیق فعلی من الله

جو میری طرف سی احکام بناتا ہی سب سچہ ہیں برابر ہی کہ وہ بنانا قول سی ہو یا فعل سی یا چپ رہتی سی کیونکہ معجزہ الہی کی طرف سی رسول کی حق میں فعلی تصدیق

لرسوله لكونه فعلا من افعاله تعالى خارقا للعادة منزلة صريح القول فی تصدیق رسوله

ہوئی ہی اسلئے کہ معجزہ خدا کی طرف سی ایک فعل عادت کی خلاف ہوتا ہی گویا صاف و صریح رسالت کی دعوی میں رسول کی تصدیق کرتا ہی

فی دعوی الرسالة فانه تعالى لما خلو امر خارقا للعادة علی بیدرسوله عند ادعائه الرسالة

کہونکہ اسد تعالیٰ فی جب ایک امر خارق رسول کی انہ پر بروقت دعوی رسالت کی پیدا کیا

صار كانه قال صدق رسولی فی كل ما یبلغ عنی سواء کان تبلیغه بقوله او فعله او سکوته

تو یہیہ ایسا ہی کہ فرما دیا میرا رسول سچا ہی میری طرف سی جو بیان کری برابر ہی کہ وہ تبلیغ قول سی ہو یا فعل سی یا سکوت سی

قال العلماء مثال ذلك ان رجلا اذا قام فی مجلس یحضر جماعة وقال انا رسول هذا الملك یعثنی

علماء فی اسکی مثال یہ بیان کی ہی کہ کوئی شخص بادشاہ کی دربار میں ایک جماعت کی سامنی یہ بیان کری کہ میں اس بادشاہ کا ایلی ہوں تجھ کو

الیکم یكذا وكذا من التكاليف فطلبوا منه حجة تدل علی صدقه فقال اية صدقی انی اطلب

تتمہاری حق میں فلا فی ذل فی حکم جاری کرے کہ کوئی بھیجی ہی اس جماعت فی تصدیق کی فی اس سی حجت طلب کی اسنی جواب دیا میری صدق کی یہ نشانی ہی کہ میں

من الملك ان یخالف عادته ویقوم من مقامه ویقعد ثلث مرات ففعل الملك ذلك بطلبه

بادشاہ کو کہتا ہوں کہ اپنی عادت کی برخلاف اپنی مقام سی تین بار کھڑا ہو جا اور بیٹھ جا پھر بادشاہ لوہی کہتی سی اور بیٹھ جاتا

فلا ریب ان ذلك الفعل من الملك قائم مقام قوله صدق هذا الرجل فی كل ما یبلغ عنی وفیصد

اب بیشک بادشاہ کی یہ حرکت ایسی ہی جیسی زبان سی کہہ دیا کہ یہ شخص سچ کہتا ہی میری طرف سی جو جو حکم بیان کری اور بار بار

للعلم الضروري بصدقه لمن شاهد ذلك الفعل من الملك ولمن لم یشاهده بل وصل الی خبره

جسنی یہ حال مشاہدہ کیا او سکوا ایسا علم یقینی حاصل ہو کہ جسین حاجت لیل کی نہیں اور جسکو دیکھنی کا اتفاق نہیں ہوا بلکہ اوسنی متواتر بہت آدمیوں سی

بالتواتر ولا شک ان هذا المثال موافق لحال الرسول فی افادة معجزته العلم الضروري بصدقه لمن

سنا او کوہی اور بیشک یہ مثال رسول علیہ السلام کی حال سی مطابق ہی کہ اوکی معجزہ سی دیکھنی والوں کہ

شاهدها ولمن لم یشاهدها بل وصل الی خبره بالتواتر والمعنی الثاني للیقین ان لا یلتفت

اور تواتر سی سنی والوں کو علم بدیہی یقینی حاصل ہوتا ہی اور یقین کی دوسری معنی یہ ہین کہ شک کی نہوتی کا کچھ نہ ہین

الی عدم الشك بل الی استیلائے وغلبته علی القلب بحیث یصیر هو المتصرف فیہ بالتحریض والمنع

نہ کہ یقین کا غلبہ اور نصرت دل پر اتنا ہو کہ تمام دلی لگاؤ اور مخالفت میں او کی نظر ہو

علی هذا المعنی یوصف الیقین بالقوة والضعف حتی یقال لمن لا یستعد للموت فلان ضعیف

ان معنوں کی لحاظ سی یقین قوی اور ضعیف ہو سکتا ہی ایسا کہ جو شخص موت کی سامان میں غفلت کری تو اوکو موت کا ضعیف

الیقین بالموت مع عدم شکہ فیہ اذ کرب فی کون الناس سواء فی القطع بالموت وعدم الشك

الیقین کہتی ہین باوجودیکہ موت میں اصلا شک نہیں ہی کیونکہ موت کی یقینی اور بیشک ہوئی میں تمام بنی آدم ہوا ہین

فیہ لکن فیہم من لا یلتفت الیہ ولا یستعد له کانه لا یؤمن به ومنهم من یستولی خوفه

بر بعضی اوسکی طرف کچھ توجہ نہیں کرتی اور نہ اوسکا کچھ سامان کرتی ہین گویا وہ لوگ موت کا یقین نہیں کرتی اور بعضی ایسی ہین جسکی دل پر موت کا خوف

على قلبه ويستغرق همه بالاستعداد له ولا يغادر فيه متسعا لغيره كما هو شأن من يخاف عن
 ایسا غالب ہوتا ہی اور اسکی ہمت موت کی تیاری میں ایسی لگتی ہی کہ اسکی دل میں کسی چیز کی اصلاح یا غیاب نہیں رہتی یہ حال اون لوگوں کا ہی جو دوزخ ہی
 الناس ویرجوا الدخول فی دار القرار فعلى هذا يلزم للعاقل ان یصرف المعنایة الی تحصیل الیقین بالمعنیین
 ڈر فی بین اور بہشت میں جانی کی اگر ذکر کرتی ہیں اس بیان کی موافق ہر عاقل کو لازم ہی کہ ہمت اور ہر نگاہی کہ یقین یا اعتبار دوزخ و موت کی حاصل ہو
 وهما نفی الشک عن النفس ولا ثم تسلیط الیقین علیہا ثانیاً لکن ینبغي ان یعلم ان نفی الشک
 یعنی پہلی نفس میں ہی شک جاتا ہی بہر آخر کو یقین غالب آجادی لیکن سمجھنا چاہی کہ شک کا رفع ہونا
 وتسلیط الیقین لا یحصل الا بعد معرفة متعلقاتہ ومخاربه وهی المعلومات التي جاء بها النبو
 اور یقین کا غالب آنا بدون معرفت متعلقات اور ہیکلون کی نہیں ہوتا یعنی وہ معلومات جو نبی صلی اللہ
 علیه الصلوة والسلام من عند الله تعالى فمن صدق بها فهو مؤمن ومع هذا لا یمان ان انتفى
 علیہ وسلم خدا کی طرف سے لائی ہیں پہر جسکی ادنی تصدیق کی وہ مؤمن ہی اور باوجود اس ایمان کی اگر
 عن قلبه امکان الشک فهو موقن بالمعنی الاول وان غلب على قلبه فهو موقن بالمعنی الثاني وبه
 اسکی دل میں ہی احتمال شک ہی جاتا ہی تو وہ موقن ہی یعنی پہلی معنی یقین کی حاصل ہوئی اور اگر اسکی دل پر غلبہ ہو گیا تو موقن باعتبار دوسری معنوں کی ہوا
 یحصل الامتثال بالاوامر والاجتناب عن النواهی فان من غلب على قلبه ان من یعمل مثقال
 اطاعت اوامر کی اور منہیات ہی اجتناب اسہی ہی ہوتا ہی کیونکہ جسکی دل پر بدوہ اس آیت کا چھتا ہی سو جسکی ذرہ بہر
 ذرة خیر ابره ومن یعمل مثقال ذرة شر ابره وتیقن ان نسبة الطاعات الی الثواب كنسبة الطعام
 پہلائی کی وہ دیکھ لیگا اور جسکی ذرہ بہر برائی کی وہ دیکھ لیگا اور اسکو یہ مرتبہ یقین کا ملا کہ طاعات بہ نسبت ثواب کی ایسی ہیں جیسی کھانا
 الی الشبع لاشک انہ کا یحصر علی تحصیل الطعام للشبع ویحفظ قلیلہ وکثیرہ كذلك یحصر علی
 واسطی حکم سیر کی تو بیشک وہ جیسی طعام کی حرص کرتا ہی پیٹ بھر فی کی واسطی اور اسکا قلیل اور کثیر محفوظ رکھتا ہی ایسی ہی
 تحصیل الطاعات للثواب ویحفظ قلیلها وکثیرها ومن تحقق ان نسبة المعاصی الی العقاب
 طاعات کو واسطی ثواب کی حاصل کر لیگا اور قلیل اور کثیر کو نگاہ کر لیگا اور جسکو بہ نسبت ہوا کہ نافرمانی بہ نسبت عذاب کی ایسی ہی
 كنسبة السموم الی الهلاك لاشک انہ کا یجتنب عن قلیل السم وکثیرہ خوفا عن الهلاك کذلک
 جیسی زہر واسطی ہلاک کی تو بیشک وہ جیسی زہر کی قلیل اور کثیر سی موت کی ڈر کا مارا بچتا ہی ایسی ہی
 یجتنب عن قلیل الذنوب وکثیرها وکبیرها وصغیرها خوفا من العقاب فان سبب ارتکاب المعاصی
 نافرمانی کی قلیل اور کثیر سی اور صغیرہ اور کبیرہ سی عذاب کی ڈر کا مارا بچے گا کیونکہ باعث معاصی
 والفجور ليس الا بسبب فساد العلم فان من علم ما فی المعاصی من المضرة حقیقة العلم لا یؤثرها الاثری
 اور فجور کی اختیار کرتی ہی سوای فساد علم کی اور کچھ نہیں ہی اسلئی کہ معاصی کی مضرت جسکو حق یقین کی مرتبہ میں ثابت ہی وہ معاصی کو کبھی نہیں اختیار
 ان من علم من طعام لذین انه مسموم لا یقدم علی تناوله فیعلم من هذا ان الايمان الحقیقی هو
 کہانا کیسا ہی مزہ دار لذین ہو جب معلوم ہو کہ اس میں زہر ملا ہی تو کبھی نہیں کھائیگا اب معلوم ہوا کہ حقیقی ایمان وہ
 الايمان الذي یحمل صاحبہ علی فعل ما یقعہ فی الآخرة وعلی ترک ما یضر فیہا فاذا لم یفعل ما ینفعہ
 ہوتا ہی جو مؤمن کو اس کام کی رغبت دی جسکی آخرت میں نفع ہو اور اس کام سے روکی جہ آخرت میں ضرر دی بہر اگر ایسی نافرمانی کو عمل میں نہ لائی
 فیہا ولم یرک ما یضرہ فیہا لا یكون ايمانه حقیقی بل لسانیا لا قلبیا فان المؤمن بالنار حقیقة الايمان
 اور ایسی مضرت نہ چھوڑی تو وہ حقیقی مؤمن نہیں ہی بلکہ صرف زبانی ہی دلی نہیں ہی کیونکہ دوزخ کا ایسا حقیقی مؤمن

حتى كانه يتركها ليسلك طريقها الموصل اليها فنداع السعي في تحصيل دخولها وان المؤمن يتجنب حقيقة الايمان
گويا روز سامنی نظر آتای اوسکی رستہ بخود رخ میں گزادی کہیں نہیں چلیگا چہ جانی کہ اوسکی وصول میں کوشش کری البیسی ہی البیسا حقیقی مؤمن جتنا

حتى كانه يتركها لا يترك طلبها بل يسعى في تحصيل دخولها وهذا امر مجده الانسان في نفسه عند سعيه
گويا جنت سامنی نظر آتای اوسکی طلب میں کہیں قصور نہ کرے بلکہ اوسکی دخول کی کوشش کرے اور یہ بات ہر شخص اپنی دلیں جانتا ہی

في امور الدنيا في دفع ما يضره وجلب ما ينفعه يسرنا الله من الاعمال ما يوافق رضاه المجلس الخامس
جب امور دنیاوی میں مضرت کو کسی کیسا اجتناب اور مفید باتوں میں کسی کی کوشش کرتا ہی اللہ تعالیٰ ہم پر وہ کام آسان کرے جو اوسکی رضا کی موافق میں ہا پانچویں مجلس

في لزوم الايمان بما جاء به النبي صلى الله عليه وسلم ولا يجوز
ایمان کی لازم ہونی میں اول احکام پر جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم لای ہیں اور اوسکی مخالفت

المخالفة فيه قال رسول الله صلى الله عليه وسلم والذي نفس محمد بيده لا يسمع بي
جائز نہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قسم ہی اوس ذات کی جسکی قبضہ میں محمد کی جان ہی جو سینگامیری

احد من هذه الامة يهودى ولا نصراني ثم يموت ولم يؤمن بما ارسلت به الا كان من صفا
بنوت کو اس امت میں سی کوئی یہودی ہو یا نصرانی پھر وہ مری اس حال پر کہ ایمان نہ لایا ہو میری شریعت پر وہ روز خنی ہوگا

الناس هذا الحديث من صحاح المصابيح رواه ابوهريرة وليس المراد بالامة ههنا امة الاجابة بتدليل
یہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثوں میں ہی ابوہریرہ کی روایت سی اور امت سی مراد اسجکہ امت اجابت یعنی اہل اسلام نہیں ہی اسکی

كون اليهودى والنصارى مذكورا فيه بل المراد بها امة الدعوة فعلى هذا يدخل فيه جميع اهل المل
کہ اس حدیث میں یہودی اور نصرانی کا بھی ذکر ہی بلکہ مراد تمام امت دعوت ہی اس تقریر پر اس امت میں تمام اہل مذاہب والی ہی داخل ہیں

الباطلة وتخصيص اليهود والنصارى بالذكر ليعلم انهما مع كونهما اهلي كتاب وصاحبي شريعة
اور یہود اور نصرانی کا خاص جو نام لیا تو اسلئے کہ یہ دونوں اہل کتاب اور صاحب شریعت ہوکر

اذا كانا من اهل النار يترك الايمان بما جاء به النبي عليه الصلوة والسلام فغيرهما ممن لم يكن له كتاب
جب شریعت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان نہ لانی سی روز خنی ہوگی تو باقی جن کی پاس نہ کتاب ہی

ولا شريعة اولى بذلك فكانه عليه الصلوة والسلام قال اقسام بالله الذي نفسى بقدرته
اور نہ شریعت بطریق اولیٰ روز خنی ہوں گی تو گو یا نبی علیہ السلام ہی بہ فرمایا کہ قسم ہی اوسکی جسکی قبضہ میں میری جان ہی

ان كل من يسمع بنيوتى ولا يؤمن بما جئت به من عند الله تعالى حتى يموت يكون من اهل النار
کہ بیشک جو جو میری بنوت کو سینگا اور میری شریعت پر مرقی دم نہک ایمان نہ لایگا تو وہ روز خنی ہوگا

ويلعلم منه ان الايمان وان كان في اللغة بمعنى التصديق مطلقا لكنه في الشريعة تصديق الرسول
اور اس سی معلوم ہوتا ہی کہ ایمان اگرچہ لغت میں مطلق تصدیق کو کہتی ہیں پر شرع میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کو

في كل ما علم ضرورة انه جاء به من عند الله واشتهر كونه من دينه عليه الصلوة والسلام بحيث
اہل حق میں ہر ایک حکام میں جو صاف معلوم ہوتی ہیں کہ یہہ احکام خدا کی طرف سی لای ہیں اور دین نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں شہر چکی ہیں ایسا کہ

يعلم كل احد من غلبة افتقار في معرفته الى الاستدلال اصلا بدليل العقل ولا بدليل النقل وان كان
ہر شخص بدون استدلال کی سبب غایت ظہوری نہ عقلی دلیل کی حاجت ہونہ نقل دلیل کی اگرچہ

في نفسه يتوقف معرفته على الاستدلال عليه بدليل من دليل العقل والنقل كوجوب الامانة
نفس الامر میں اوسکی معرفت عقل یا نقلی دلیل پر موقوف ہو جیسی صانع کا وجود

وجوب الصلوة وحرمة الخمر واحوال الآخرة فان كل واحد منها وان كان في نفسه يتوقف
اور نماز کا وجوب اور شراب کی حرمت اور آخرت کی احوال کا مطالب کی معرفت اگرچہ نفس الامر میں

معرفته على الاستدلال عليه اما بدليل العقل كوجود الباري تعالى وصفاته او بدليل النقل
استدلال پر موقوف ہی یا تو عقلی دلیل پر جیسی باری تعالیٰ کا وجود اور اسکی صفات یا نقلی دلیل پر

كوجوب الصلوة وحرمة الخمر واحوال الآخرة لكن كونه من دينه عليه الصلوة والسلام
جیسی نماز کا وجوب اور شراب کی حرمت اور آخرت کی احوال لیکن ہر ایک کو صاف معلوم ہی کہ یہ دینی احکام نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی ہیں

معلوم بالضرورة لكل احد من غير احتياج في معرفته الى الاستدلال عليه بدليل ويكفي
اسکی معرفت میں اصلاً کسی دلیل کی حاجت نہیں ہی اور جو احکام

الاجمال فيما يلاحظ اجمالاً وليشترط التفصيل فيما يلاحظ تفصيلاً حتى ان من لم يصدق بوجوب
بجمل لحاظ کی جاتی ہیں وہ ان اجمال کفایت کرتا ہی اور جہاں ملاحظہ تفصیلی چاہی وہ ان تفصیل شرط ہی اتنا کہ سوال کی وقت جو شخص وجوب

الصلوة عند السؤال عنها ومجرمة الخمر عند السؤال عنها لا يكون مؤمناً بل يكون كافراً الكون
نماز اور حرمت شراب کی تصدیق نہ کری وہ مؤمن نہیں ہی بلکہ کافر ہو گیا کہونکہ

كل منهما مصادم لعلم بالتواتر انه من دينه عليه الصلوة والسلام والحاصل ان من اراد ان
یہہ دونو حکم تواتر سی معلوم ہو چکی ہیں کہ دین نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہیں اور حاصل یہہ ہی کہ جو شخص ایمان لایا چاہی

يكون مؤمناً وقال بلسانه لا اله الا الله محمد رسول الله وصدق معناه بقلبه يكون مؤمناً
اور اپنی زبان سی لا اله الا الله محمد رسول الله اور لسی اسکی معنوں کی تصدیق کری وہ مؤمن ہو جاتا ہی

وان لم يعرف الفرائض والمحرمات ثم اذا قبل الصلوات الخمس في كل يوم وليلة فرض عليك فان
اگرچہ اسکو فرائض اور محرمات معلوم نہوں بہر اگر اسی کہا جاوی کہ ہر رات دن میں پانچ نمازیں تجہہ پر فرض ہیں بہر اگر

صدقها وقبلها يكون ثابتاً على ايمانه وان انكرها ولم يقبلها يكون خارجاً عن الايمان كذلك
اوسنی او اسکی تصدیق کی اور ایمان لیا تو وہ اپنی ایمان پر ثابت رہا اور اگر انکار کیا اور نہ مانا تو ایمان سی خارج ہوا اور لسی ہی

مسائل الفرائض والمحرمات الثابتة بدليل قطعي من الكتاب والسنة واجماع الامة وان اشكل
اور تمام فرائض اور محرمات جو دلیل قطعی کتاب اور سنت اور اجماع امت سی ثابت ہو چکی ہیں اور اگر اشکالی

عليه مسئلة من مسائل الايمان يجب عليه في الحال ان يعتقد على الاجمال ما هو الصواب عند
کوئی مسئلہ ایمان کی مسائل میں سی اوسپر مشتبہ ہو جاوی تو اسپر بالفعل تو یہہ واجب ہی کہ مجمل بہر اعتقاد کری کہ جو اللہ کی نزدیک

بان يقول اعتقدت ما هو الصواب عند الله تعالى وهذا القدر يكفي الى ان يجد عالماً يعلم مسائل
حق ہی میں فی قبول کیا اور باسی ہی کہ جو اللہ کی نزدیک حق ہی وہ میں فی مانا جملہ اتنا اعتقاد تجلی کفایت کرتا ہی کہ کوئی عالم دینی مسائل کا سنی ہو

الايمان فيسأله عما اشكل عليه ولا يجوز له تاخير الطلب ليقوله تعالى فسلوا اهل الذكر ان كنتم لا تعلمون
اور سکا دی پیراوس ہی وہ مسئلہ مشتبہ ہو جہدی اور جاڑ نہیں کہ اسکی تلاش میں تاخیر کری کیونکہ اللہ تعالیٰ فرمایا ہو جہہ لو یا در کہنی واللہ ہی اگر تم نہیں جانتی ہو

ولا يكون معذراً بالتوقف فما اشكل عليه بل يكون كافراً بالتوقف ان كان ما اشكل عليه من ضروريا
اور اس مسئلہ مشتبہ میں توقف کی باب میں معذور نہیں ہوگا بلکہ اگر وہ مسئلہ ضروریات میں ہی تو عموماً توقف کرنی ہی کافر ہو جاوگا

الدين لان التوقف في المؤمن به يمنع التصديق فيكون كافراً من ان اشكل عليه وحدانية الله تعالى
الدين لان التوقف في المؤمن به يمنع التصديق فيكون كافراً من ان اشكل عليه وحدانية الله تعالى کیونکہ توقف کرنا ایمان کی بات میں تصدیق میں خلل پیدا کرتا ہی سو یہہ کفر ہی مثلاً کسی شخص کو اللہ کی وحدانیت میں

او قدرته علی شئی او علمه بكل شئی من الکلیات والجزئیات او حشر الاجساد او حدوث العالم
یا اوسکی قدرت میں کسی شئی پر یا اوسکی علم میں تمام کلیات
او خذ لك فقال اعتقدت ما هو الحق عند الله تعالى یشبہ ایمانه الاجالی لوجود التسلیم والقبول
یا ایسی ہی کسی اور بات میں شبہ واقع ہوا ہے یہہ قلیل ہوا جو خدا کی نزدیک حق ہی میں فی مانا تو اسکا اجالی ایمان ثابت رہی گا کیونکہ اجالی قبولیت اور تسلیم موجود ہی
اجمالا لکن ان لم یسل عما اشکل علیه من هذه المذكورات بل انه اخر الطلب او لم یطلب اصلا
لیکن اگر کوئی اس مسئلہ کو
لا یبقی مؤمنا بقوله اعتقدت ما هو الحق عند الله تعالى بل یكون کافرا بترك السؤال و
اجالی ہی کہ جو خدا کی نزدیک حق ہی وہ میں فی مانا مؤمن نہیں رہی گا
الطلب لان هذه المذكورات من ضروریات الدین یعلمها کل عاقل نشاہین المؤمنین فی الحال
تلاش کی کافر ہو چکا کیونکہ یہہ تمام مذکورات ضروریات دین ہی ہیں
ان من اشکل علیه کون الہ العالم واحدا او متعدد او لم یمل قلبه الی واحد منهما یشبہ علیہ
کہ جس شخص پر یہہ مسئلہ مشتبه ہو جاوی کہ پروردگار عالم کا ایک ہی یا کئی ہیں اور اوسکی دل میں کوئی ایک جانب راہ نہ ہو تو اس پر واجب ہی
ان یقول فی الحال اعتقدت ما هو الحق عند الله تعالى ثم یجب علیه الطلب والسؤال بلا توقف
کہ فوراً یہہ ہی میں فی مانا جو اللہ کی نزدیک حق ہی
ولا تاخیر حتی لو اخر الطلب او تركه ولم یعتقد کون الہ العالم واحدا لا یكون مؤمنا بل یكون
اننا کہ اگر اسنی اس بنا ش کو ڈال رکھا یا چھوڑ دیا اور پروردگار عالم کو واحد نہ جانا تو مؤمن نہ ہوگا بلکہ کافر ہوگا
کافرا وکذا من توقف فی يوم القیامة او فی الجنة او فی النار او فی المیزان او فی الحساب او فی الصراط
ایسی ہی جو شخص قیامت کی دن یا بہشت یا دوزخ یا میزان یا حساب یا صراط
او فی الصحائف التي کتب فیها اعمال العباد او فی شفاعۃ الشافعیین لا یكون مؤمنا بل یكون کافرا
یا نامہ اعمال جسیں ہندوں کی اعمال لکھی جاتی ہیں یا شفاعت شافعیین میں توقف کری مؤمن نہیں ہوتا بلکہ کافر ہوتا ہی
لان التوقف والتردد ینافی التصدیق المفسر بہ الايمان وتحقیقه ان الايمان فی اللغة التصدیق وهو
اسلئی کہ توقف اور سوچ بچار اس تصدیق کی برخلاف ہی جسکو ایمان کہتی ہیں اسکی تحقیق یہہ ہی کہ ایمان لغت میں تصدیق کو کہتی ہیں اور وہ
ذعان حکم المخبر وقبوله وجعله صادقا بعد العالم بصدقه ولم ینقل فی الشرع الی معنی اخر بل لیل
یقین کر کرمان لینا مخبر کی حکم کا اور اس مخبر کو سچا جان کر سچا ہونا اور شرع میں تصدیق کو اس معنی ہی اور معنی کی طرف نقل نہیں کیا دلیل ہی
نه علیه الصلوة والسلام خاطب العرب به وامتنل منهم من امتثل من غیر استفسار ولا
در رسول صلی اللہ علیہ وسلم فی عربی گفتگو میں تصدیق طلب کی اور جو انہیں سی مطیع ہوا تو اسنی تصدیق کی نہ معنی ہو ہی
فتقار الی بیان الاجسب المتعلق وهو ما یجب الايمان به فبینہ علیه الصلوة والسلام وفصله
یا ان متعلق کا فرق ہوتا ہی یعنی جیسے ایمان لانا جا ہی سور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اوسکو بیان فرمایا اور کچھ تفصیل کی
حض التفصیل جین جاءہ جبریل علیہ السلام علی صورة رجل غریب عن الايمان فقال یا محمد اخبر
جب کہ جبریل علیہ السلام فی ایک مرد مسافر کی صورت میں کہ ایمان کو دریافت کیا عرض کیا یا محمد بتاؤ
عن الايمان فقال علیه الصلوة والسلام الايمان ان تؤمن بالله وملكته وكتبه ورسله الی اخر الخ
ایمان یہہ ہی کہ تو یقین کری اللہ کا اور اوسکی فرشتوں کا اور کتابوں کا اور رسولوں کا آخر حدیث تک
یاں کیا ہی آپ فی فرمایا

فانه عليه الصلوة والسلام بين فيه معنى الايمان بهذا اللفظ تعويلا على ظاهره ومعناه عندهم
 رسول صلى الله عليه وسلم في ايمان كوا ان الفاظ سي بيان فرمايا
 اس بهر وى پر كه اسكى معنوى كوده خوب چاشنى بين

پھر آپ نے فرمایا یہ جبریل تھا۔ مگر وہیں سکھائی آیت تھا پس اگر ایمان کی معنی سوای تصدیق کی اور کچھ منقول ہوتی تو وہ مشہور ہوتی

کما تبين نقل الصلوة والزکوة ونحوهما والا لکان هذا خطا بالجمیع بالم فیهما ولما صرح ان یکون تعلیمهما لهم جمعی منقول معنی صلوة اور زکوة وغیرہ کی مشہور ہیں اور نہیں تو یہی ارشاد اوس امر کا ہوتا جس کو وہ نہیں سمجھتی اور یہ تعلیم کب ہوتی

ولما أحصوا أمثالهم من غير استفسار فظهور أن الإيمان لم يعتد فيه شرعاً إلا الخصوص باعتبار
 امره لوگ بغیر پوچھی کیونکہ مان لیتا اب ظاہر ہو گیا کہ ایمان میں باعتبار شرع کی لغوی معنوں میں یعنی تصدیق میں صرف خصوصیت

متعلقہ جملہ اُردو بہ التصدیق بالمعنی اللغوی وهو ما یعبر عنه فی الفارسیۃ بگرویدن وفی الترکیۃ متعلقات کی ہی معتبری
جکو فارسی میں گرویدن اور ترکی میں

بانا منق ثم التصديق من ضرورته المعرفة واليقين فعلى هذا لا يتحقق تصديق الرسول الا بعد بان منق كبتى بين بهر تصديق بين معرفت اور يقين ضرور چاهى اسكى موافق رسول كى تصديق ثابت نهوگى

اثبات رسالتہ بالمعجزة الدالة على صدقه ودلالة المعجزة على صدقه تتوقف على العلم بكون المعجزة
جنتک اوسکی رسالت معجزہ سمی جو اوسکی صداقت پر دلالت کرتا ہو ثابت نہوی اور معجزہ کی دلالت رسول کی صداقت پر اس علم پر موقوف ہی کہ معجزہ

فعلا من افعاله تعالى خارق للعادة اظهره على يد رسوله عند دعائه الرسالة تصديقاً له فانه تعالى
 ايك فعل هي افعال الهي عادات كي برخلاف كراوسكو الله تعالى رسول صلى الله عليه وسلم كانه يبر وقت دعوى رسالت كي تصديق كي وسطى ظاهر كراوسكو تعالى

بأظهار المعجزة على يده صار كأنه قال صدق رسول في كل ما يبلغني عنى سوءا كان تبليغه بقوله أو فعل
به معجزة رسول كالتنبؤ بظهور كركر

گو یا به فرماتای میرا رسول سچای تمام احکام میں جو میری طرف سے پہنچائی برابر ہی کہ وہ تبلیغِ حق سے ہو یا فعلی

اور سلو تہ وفد مثل العلماء بشخص فام فی مجلس ملک بحضور جماعتہ وقال انار رسولہا ملک بعسی
یا کونسی علماء فی اسکی بہ مثال بیان کی ہے مثلاً ایک شخص بادشاہ کی دربار میں ایک جماعت کی سامی کھڑا ہو کر کہی کہ میں اس بادشاہ کا ایچی ہوں جگو
الک کنا کنا فام الیکالہ فطالہام نہ حجة تل عاصد قہ فہتالار قہ فی اظلمن

الیکم بلدا ولدا من التکلیف فطلبوا منه حجه نزل علی صدوق فقال ایه صدقنی اخی اصب
 تمیای حتی من فوافوا نا حکم دیاری پیراؤں جماعت فی اوقی صداقت کی سند طلب کی اوسنی کہا میری صداقت کی یہہ نشانی ہی کہ میں بادشاہ کی سازش
 المالک ان الخالف عاداته رقبه مصره قباله رقبه ثالث مرات دفعها المالک ذلک رطله فادشاہ ان

ملک ان کا نام دے گا وہ یوم من مقامہ و یبعد لت مر ففعل ملک ادب بصبہ و لاسک ان
 کہ برخلاف اپنی عادت کی میری کہنی ہی تین بار اوٹھی اور بیٹھی پہر باوسا نہانی او کی کہنی سیا دہ ہی کیا تو بیشک
 ذلک الفعا مر الملک قائم مقامہ اصدقی هذا الشيخ في كماله عن وصفه للعالم الضرور

بادشاہ کی یہ حرکت ایسی ہی جیسی اوسنی پہ پہ کہا کہ یہ شخص جو میری طرف سے بیان کرتا ہی سب بیچ ہی اسی اسی صداقت کا یہ ہی علم حاصل ہوگا
صدقہ کہ شاہد ذلک الفعالم الملك وليد بن شاهزادہ باوصا الہ خدہ بالتاتو ولاہریان

اور جس شخص نے نہیں دیکھا اور کوئی سنتی سنتی حاصل ہوگا اور بیشک
 ہذا المثال مطابق الحال الرسول علیہ الصلوٰۃ والسلام فی افادۃ معنیہ العلمیۃ ضروری بصدرہ

بہشتی مشال رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حال ہی مطابق ہی کہ مجیزہ دیکھنی والوں کو صداقت کا یقینی علم حاصل ہوتا ہی

لمر بشاہدہا ولمر لم بشاہدہا یا وصل الیہ خیرھا بالتاتر وقد وصل الینا بالتواتر

اور جو نہ دیکھی گا آپکو تو ان ترسی سنکر حاصل ہوگا اور تمکو تو ان ترسی بہہ خبر آچکی ہی

انه عليه الصلوة والسلام ادعى النبوة واظهر المعجزة حتى جرى ذلك مجرى الشمس في الظهور فوجب
 ان يكون رسول الله صلى الله عليه وسلم في نبوته كادعوى كيا اور معجزة الایمان کما جاء به النبوة کی مانند روشن ہو
 علينا تصديقه في جميع ما جاء به من عند الله تعالى من الاحكام التكليفية التي هي وجوب الواجبات
 پھر وہی تصدیق تمام احکام تکلیفی میں جو جو خدا کی طرف سے کلائی ہیں واجب ہیں اور وہ احکام یہ ہیں واجباً کا ما جاء به
 ونذب المندوبات واباحه المباحات وحرمة المحرمات وكرهات المكروهات ومنه اموالاخرة التي اول
 اور مندوبات کا نذب اور مباحات کی اباحت اور محرمات کی حرمت اور مکروهات کی کراہیت اور بعضی امین امور آخری ہیں جنکی
 منزل من منازلها القبر واحياء الميت فيه وسؤال منكرو ونكير ثم كونه اماروضة من رياض الجنة
 منزل میں ہیں سی پہلی منزل قبری اور امین مردہ کا جینا اور منکر و نیکر کا سوال پھر وہ قبر یا چمن جنت کی باغ کا
 او حفرة من حفر النار ثم البعث منه يوم القيمة الى العرش ثم اعطاء الكتب التي كتب فيها اعمال
 یا گڑھا ہی دوزخ میں کا پھر وہ انسی قیامت کی دن محشر کی میدان میں جانا پھر نامہ اعمال کا دینا جس میں تمام عمل بندوں کی لکھی ہوئی
 العباد في وثي كتاب بعضهم بيمينه وكتاب بعضهم بشماله او من وراء ظهره ثم الحساب ثم نصب
 ہوگی پھر کسیک دہنی ماتہ میں دیا جائیگا اور کسیک بائیں ماتہ میں یا پس پشت سی پھر حساب کا ہونا پھر
 الميزان لوزن الاعمال فمن ثقلت حسناته وخفت سيئاته فهو في عيشة مراضية ومن خفت
 ترازو کھڑی کرنی اعمال تولی کی لئی پھر جسکی نیکیاں بہاری یعنی زیادہ اور گناہ ہلکی یعنی کمتر ہوگی وہ تو اچھی جین میں رہا اور جسکی نیکیاں کمتر
 حسناته وثقلت سيئاته فامه هاوية ثم وضع الصراط على متن جهنم لمرور الناس عليه فيمير بعضهم
 اور گناہ زیادہ ہوئی تو اوکا ٹھکانا گڑھا ہی پھر دوزخ کی اوپر صراط کا تان دینا اور میںوں کی جینی کی لئی پھر کوئی تو
 كالبرق الخاطف وبعضهم كالريح العاصف وبعضهم كالفرس الجواد وبعضهم يعد وعدا وبعضهم عيشي
 مثال چمکتی بجلی کی اور کوئی مانند تند ہوا کی اور کوئی مثل دوڑتی کہوڑی کی اور کوئی دوڑتا ہوا اور کوئی لپکتا ہوا تعالیٰ
 مشبها وبعضهم يجوب جوبا وبعضهم يسقط الى النار ويتلقونه الزبانية بالسلاسل والاغلال نسأل الله
 اور کوئی کہشتا ہوا جاد بگا اور کوئی دوزخ میں گر پڑیگا اور دوزخ کی موکل اور کوئی زنجیرون اور طوق میں قید کر بیگی الہی ہوکر
 ان يحفظنا من جميع هذه الاهوال وقد تبين جميع ما ذكر ان تصديق الرسول عليه الصلوة والسلام لم يتحقق
 ان تمام ہولوں سی محفوظ رہیں اس تمام تقریر سی ظاہر ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق
 الابعاد ثبات رسالته بالمعجزة الدالة على صدقه ودلالة المعجزة على صدقه تتوقف على العلم بكون تلك المعجزة
 بدون ثبوت رسالت کی معجزة سی جو اسکی صدق پر دلائل کرتا ہو متحقق نہیں ہوتی اور معجزة کی دلائل اسکی صدق پر اس علم پر متوقف ہیں کہ یہ معجزة
 فعلا من افعاله تعالى والعلم بكونها فعلا من افعاله تتوقف على العلم بوجوده تعالى وكونه قدما واحدا
 ایک فعل ہی افعال الہی سی اور معجزة کا فعل ہونا افعال الہی سی اس علم پر متوقف ہی کہ اللہ تعالیٰ موجود قدیم واحد
 متصفا بالقدرة والارادة والعلم والحياة لانها لكونها فعلا من افعاله تعالى يتوقف وجودها على وجود
 قدرت والا ارادہ والا علیم حی ہی کیونکہ معجزة جب فعل پڑا افعال الہی سی تو بیشک اسکا علی میں انا وجود الہی
 وكونه موصوفا بهذه الصفات والعلم بوجوده تعالى لا يمكن ان يحصل بالحس لانه تعالى ليس محسوسا كالشمس
 اور ان تمام صفات پر موقوف ہوگا اور علم وجود باری تعالیٰ کا حوسرکی وسیلہ سی حاصل ہونا ممکن نہیں ہی کیونکہ اللہ تعالیٰ آفتاب اور مہتاب کی طرح
 والقمر حتى يعلم وجوده بالحس وليس العلم بوجوده ضروريا كالعلم بكون الاثنين اكثر من الواحد حتى يعلم
 تو محسوس نہیں ہی جو اس کی وسیلہ معلوم ہو جاوے اور نہ علم وجود الہی کا البسا بدیہی ہی کیجیسا ہم دو کو ایک سی بڑھتی جاتی ہیں تاکہ بدایت سی

وجوده بالبداية بل انما يعلم وجوده بالاستدلال من المصنوع الى الصانع ومن الاشياء الى الموثق كما روى ان
 معلوم بوجودی - بجز استدلال کی - مصنوع می - صانع بر - اور اثری موثر بر کوئی طریق نہیں ہی چنانچہ تو

اعرابیاً سئل عن الدليل الدال على وجوده تعالى فقال البعرة تدل على البعير والروت على المحبر وثالث الاقدام
 کہ ایک عربی سی ایسی دلیل پوچھی جس سی وجود الہی ثابت ہو جاوی اور سنی جواب دیا کہ میٹگنی اونٹ پر - اور لید گدی پر - اور پاؤں کا نشان

على المسير فالتدل سماء ذات ابراج وامرض ذات فجيج وبجارات اصابع على الصانع القدير وروى ان ابا
 چلتی والی پر دلالت کرتا ہی ہر کیا ہر جون والا آسمان اور رستوں والی زمین اور موج مارتا دریا صانع قدیر پر دلالت نہیں کرتی اور روایت ہی کہ

حنيفة كان سيفاً حاداً على الدهرية وكانوا ينهضون الفرصة ليقتلوه فبينما هم قاعد في المسجد يوم
 امام ابو حنیفہ دہریوں کی حتی میں مثل تیر تلوار کی تھی اور دہریہ او کی قتل کی ہی فرصت کی تاک میں رہتی تھی ایک روز امام صاحب تنہا مسجد میں بیٹھے تھے

وحدة اذ هم عليه جماعة منهم يسوف مسلولة فها وبقتله فقال لهم اجيبروني عن مسئلة ثم افعلو
 تاکاہ دہریوں کا غول - تنگی تلوار میں کھینچ کر قتل کی لٹی چڑھایا - امام صاحب کی کہا میری ایک بات کا جواب دے دو ہر جو چاہو

ما شئتم فقالوا ما مسئلتك فقال لهم ماتقولون في رجل يقول اني رايت سفينة مشحونة بالاحمال
 سوکڑا - بولی وہ کیا بات ہی - امام کی کہا - کیا کہتی ہو ایسی شخص کو جو یہ کہتا ہی میں نے ایک کشتی مال اسباب کی بھری ہوئی دیکھی ہی تہ

ملوة بالاثقال قد احتوشتها في لجة البحر امواج متلاطمة ورياح مختلفة وهي من بينهما تجرى مستورة
 کہ دریا کی اندر - موجوں کا طباہچہ - اور مختلف ہواؤں کا صدمہ اور ہر طرف ہاتھ بڑھ کر کشتی

من غير صلاح يجريها ولا مدبر يدبر امرها هل يجوز هذا في العقل قالوا لا هذا شيء لا يقبله العقل فقال
 بدون صلاح کی جو تیر سیر ہی او کی خبر داری کہی برابر کی کھٹک چلی جاتی تھی آیا یہ بات عقل کی نزدیک ہو سکتی ہی وہ بولی اس بات کو عقل قبول نہیں کرتی ہر

الامام ابو حنيفة ياسبح ان الله ان سفينة اذالم يجوز في العقل ان تجرى مستوية من غير صلاح
 امام صاحب کی کہا - سبحان اللہ - جب ایک کشتی عقل کی نزدیک بدون صلاح کی

يدبر امرها في جريانها فكيف يجوز في العقل قيام هذه الدنيا على اختلاف احوالها وتقدير اعمالها
 جو تیر سیر ہی چلی برابر سیر ہی درست نہیں چل سکتی تو کیونکر عقل یہ قبول کرتی ہی کہ دنیا جسکی احوال مختلف اور اعمال متفرق

وسعة اطرافها وتباين اكنافها من غير صانع يدبر امرها وحافظ يحفظ حالها فلما سمعوا كلامه
 اطراف وسیع - کناری الگ الگ - بغیر صانع کی جو اسکی حال کو سنبھالی اور حفاظت کری قائم ہی یہہ کلام سنتی ہی

بكوا جميعاً فقالوا صدقت لتسوف فهم وتابوا واسلموا بين يديه وروى ان بعض الزنادقة انكر الصانع
 سبکی سب دوی اور بولی آپ سچ فرماتی ہیں اور اپنی تر واریں میان کر لیں اور توبہ کر کرادی سامنی مسلمان ہو گئی اور روایت ہی کہ کسی زندقہ کی

عند جعفر الصادق فقال له جعفر هل ركبتم البحر قال نعم قال هل رايت احواله قال نعم قال هاجت
 حضرت جعفر صادق کی آگي خدا کا انکار کیا حضرت جعفر فی فرمایا تو نے دریا کا سفر ہی کیا ہی بولا ان ہر فرمایا اس سفر کی سختیاں ہی بگتی ہیں بولا ان

يوم امر يركب هالكة فكسرت السفينة واعزقت الملاحين فتعلقت بلوح ثم ذهب عني ذلك
 ایک روز ایسی زندقہ کی چلی کہ کشتی ٹوٹ گئی اور ملاح ڈوب گئی میں ایک تختہ پر چڑھا گیا پھر وہ تختہ ہی چھوٹ گیا

اللوح وانما مدفع في تلاطم الامواج حتى وقعت الى الساحل فقال جعفر كان اعتمادك اولا على السفينة
 اور میں موجوں میں غوطہ کھاتا ہوا - کہارہ جا لگا - حضرت جعفر فی فرمایا تجھ کو پہلی تو کشتی

مع الملاح ثم على اللوح بانه ينجيك فلما ذهبت عنك تلك الاشياء هل اسلمت نفسك الى الهلاك
 اور ملاح پر ہر ہاتھ پیرا اس تختہ پر ہر وسیلہ یہہ بچا لینگا ہر جب تیر ہی انتہہ سی یہہ سب چیزیں چھوٹ گئیں تو بول کیا تو نے اپنی جان موت کی حوالہ کی تھی

ام كنت ترجو سلامة بعد قال بل رجوت السلامة قال فمن كنت ترجوها فسكت الرجل فقال لجمع
 يا بھو نجات کی امید باقی تھی بولا نجات کی امید باقی تھی فرمایا بھو امید کتنی تھی اب وہ زنیق چپ ہو رہا پر امام جعفر نے فرمایا
 ان الصائم هو الذي ترجوه في ذلك الوقت من غير شعورك به وهو الذي انجاك من الغرق فلما
 وہ ہی ہی خدا جستی تو اس وقت ہی نجات کی امید رکھتا تھا گو مجھ کو معلوم نہ تھا اور اوس ہی میں مجھ کو ڈوبتی سی بچایا جب
 سمع ذلك الرجل هذا الكلام منه قبل قلبه فاسلم بين يديه فقد علم من هذا ان طريق معرفة
 اوس شخص نے یہ بات سنی دل سے مان اٹھا اور اویسی سامنی مسلمان ہو گیا اس سے معلوم ہوا کہ معرفت الہی کا طریق
 الله تعالى بالاستدلال الذي هو النظر في الدليل فيكون النظر واجبا لانه تعالى امر به فقال
 استدلال ہی ہی یعنی دلیل میں غور کرنا سو نظر کرنا واجب ہی کیونکہ اللہ تعالیٰ کا یہ حکم ہی
 قل انظر لما ذا في السموات والارض فمن تركه يكون اثما لانه تعالى اعطى الانسان نعمة العقل
 تو کہہ نظر کرو کیا ہی آسمانوں میں اور زمین میں بھو جو شخص استدلال نہ کری وہ گنہگار ہوگا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو عقل کی نعمت اسی ہی دی ہی
 ليستدل به على وجوده تعالى وقدمه و وحدته وسائر صفاته التي تدل عليها افعاله وهي القدرة و
 کہ وجود الہی پر اور اس کی قدم اور وحدت اور تمام اوصاف پر جو افعال الہی سے ثابت ہوتی ہیں یعنی قدرت اور
 الارادة والعلم والحياة فاذا لم يستدل به لا يكون مؤدبا شكر نعمة العقل فيكون اثما فان لم يغض
 ارادہ اور علم اور حیات استدلال کیا کری بھو جب استدلال نہ کیا تو اس سے عقل کی نعمت کا شکر ادا نہ کیا سو یہ شخص گنہگار ہوگا اگر اوس کو اللہ تعالیٰ
 الله له فانه وان كان عاقبته الجنة لكن بعد ان يعذب بقدر ذنبه فعلى هذا يجب على كل مؤمن
 تو اختیار ہی یہ شخص اگرچہ اس کا انجام بہشت ہی پر گناہ کی موافق عذاب بہشت کر اس سے تقصیر کی موافق ہر مؤمن پر واجب ہی
 ان يعتنى في معرفة الله تعالى ومعرفة ما يجب عليه اعتقاده بالنظر والاستدلال حتى يخرج
 کہ معرفت الہی اور تمام اعتقادی امور میں نظر اور استدلال کیا کری تاکہ اہل تقلید سے
 من التقليد ويكون من اهل اليقين لان المقلد لا يفهم له اصلا لانه هو الذي لم يتفكر في خلق
 نکل کر اہل یقین میں داخل ہو جاوی کہنہ کو مقلد کو یقین کا مرتبہ کہیں حاصل نہیں ہوتا کیونکہ مقدر تو وہ ہوتا ہی جو
 السموات والارض واختلاف الليل والنهار حتى يعرف خالقه وسائر ما يجب عليه اعتقاده بل خبره
 آسمانوں اور زمین کی پیدائش اور رات دن کی اختلاف میں سزا اور فکر نہیں کرتا تاکہ اسے جانتی ہو اور تمام اعتقادی امور کو دریافت کری بلکہ اوس کو
 احدا بها وصدقه فيها ففي صحة ايمانه اختلاف بين العلماء واما الذين نشأوا في دار الاسلام وسمعوا
 کہیں کچھ بنیاد اوسنی تسلیم کر لیا سو ایسی شخص کی ایمان میں علماء اختلاف کرتی ہیں کہ صحیح ہی یا نہیں اور جو لوگ دار اسلام میں پیدا ہوئے ہیں اور
 معجزات النبي عليه الصلوة والسلام وتفكروا في خلق السموات والارض واختلاف الليل والنهار فلا خلا
 معجزات نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتی ہیں اور آسمانوں اور زمین کی پیدائش اور رات دن کی اختلاف میں فکر کرتی ہیں سو
 في صحة ايمانهم لكونهم من اهل النظر والاستدلال ولا يشترط الاقتران على التقدير والتحرير ومجادلة
 اہل ایمان میں اصلا اختلاف نہیں ہی کیونکہ وہ لوگ نظر اور استدلال والی ہیں اور تقریر اور تحریر اور
 المخصوص ودفع شبهاتهم المجلس السادس في بيان من رضى بالله ربا وبالاسلام
 بی دین کی سادہ مناظرہ کرتا اور اس کا شبہ رفع کرتا پھر شرط نہیں ہی چھٹی مجلس اس بیان میں کہ جو خوش ہو اللہ کو رب مان کر اور اسلام کو
 ديناً وبمحمد صلى الله عليه وسلم نبيا ذاق طعم الايمان قال رسول
 دین جان کر اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو نبی سمجھ کر اوسنی ایمان کا مزہ چکھا فرمایا رسول

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ذاق طعم الايمان من رضی باللہ رباً وبالاسلام ديناً ومحمد رسولاً هذا
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی ایمان کافراً او شخص فی شک یا جسٹ خوشی سی مان لیا اللہ کو پروردگار اور اسلام کو دین اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو رسول یہ
 الحديث من صحاح المصابيح رواه العباس بن عبد المطلب ومعناه ان من اطمان قلبه بكون
 حديث مصابيح کی صحیح حدیثوں میں ہی عباس بن عبد المطلب کی روایت سی اسکی معنی یہہ ہیں کہ جسکی دل میں طمانینت ہو گئی
 اللہ تعالیٰ ربہ ولم يطلب ربا غيره واكتفى بكون الاسلام دينه ولم يطلب ديناً غيره وقنع بكون محمد
 ربوبيت پر اور سوا او کسی دوسرے رب تلاش نہ کری اور اسلام کو دین کافی جان کر دوسرے دین تلاش نہ کری اور رسالت محمدی
 صلی اللہ علیہ وسلم رسولہ ولم يطلب رسولاً غيره يتحقق فيه الايمان ومن لم يرض بواحد منها لا
 صلی اللہ علیہ وسلم پر قناعت کر کر دوسرے رسول تلاش نہ کری ایسی شخص میں ایمان متحقق ہوتا ہی اور جو شخص ان امور میں سے کسی ایک پر ہی
 يوجد فيه الايمان لان الايمان في الشريعة هو التصديق بالمعنى اللغوي وهو اذعان حكم المخبر وقبوله
 راضی ہوگا اور میں ایمان کا پتہ نہیں کیونکہ شریعت میں ایمانی مراد تصدیق باعتبار معنی لغت کی ہی یعنی مخبر کی حکم کا یقین کرنا اور ان میں
 وجعله صادقا بعد العلم بصدقه لا مجرد العلم بصدقه اذ يلزم ان يكون كل عالم بصدق النبي عليه
 اور اسکو سچا جان کر صادق ہونا نرا علم صداقت کا مراد نہیں ہی نہیں تو جسکو علم صداقت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ہو اوری
 الصلوة والسلام مؤمناً وليس كذلك لان كثيرا من الكفار لم يؤمنوا به مع كونهم عالمين بصدقه
 وہ مؤمن ہو اوری اور یہ امر غلط ہی اسلی کہ اکثر کفار جیسی یہود ایمان نہیں لائی اور نبی کو سچا جانتی تھی
 كما يدل عليه قوله تعالى في حق بعض الكفرة والذين اتينهم الكتب يعرفونه كما يعرفون ابناءهم فذل
 چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد جو بعض کفار کی حق میں نازل ہوا ہی اس دعویٰ پر دلالت کرتا ہی جسکو دی ہوئی کتاب وہ جانتی ہیں اور جسکو جیسا جانتی ہیں اپنے پیغمبر
 النص على ان التصديق ليس مجرد العلم بل هو اذعان لما علم وقبوله له بترك المحذور والاعمال
 اس آیت سی صاف معلوم ہوتا ہی کہ تصدیق صرف علم نہیں ہی بلکہ تصدیق کیا ہی یقین کرنا احکام معلومہ کا اور مان لینا انکار اور مخالفت چھوڑ کر اور سچی پر عمل
 عليه وهذا امر نادر على العلم لا يحصل في الغالب الا بعد العلم والعلم هو الجزم المطابق لما في نفس الامر
 کی بنا ہی اور یہ امر علم سی جدا ہی اکثر اوقات یہہ امر بعد حصول علم کی ہوتا ہی اور علم کیا ہی یقین کرنا نفس الامر کی مطابق
 بشرط ان يحصل ذلك الجزم بسبب واما الجزم الحاصل بغير سبب فليس بعلم بل هو اعتقاد وتحقير
 بشمطیکہ وہ یقین کسی دلیل سی حاصل ہوا ہو اور جو یقین کی دلیل حاصل ہوتا ہی اسکو علم نہیں کہتی بلکہ وہ اعتقاد کہلاتا ہی اسکی تحقیق
 ذلك على ما ذكره الامام التنويسي ان الحكم الحادث ينشأ عن امر خمسة علم واعتقاد وظن وهم
 موافق تقریر امام تنویدی کی یہہ ہی کہ حکم یعنی کوئی چیز مبتدا کو ثابت کرنی یا خبر مبتدا سی نفی کرنی یا پنج طرح پر ہوتا ہی علم اور اعتقاد اور ظن اور ہم
 وشك لان الحاكم باهر على امر ثبتوا ونفيا اما ان يجد في نفسه جزمًا بذلك الحكم اولا والاو لا
 اور شک کیونکہ حکم کر نیوالا کسی خبر کا مبتدا پر باعتبار ثبوت کی ہو یا نفی کی یا تو اسکی دل میں اس حکم کا یقین جزی ہی یا نہیں ہی پہلی صورت میں
 هو وجود الجزم ان كان بسبب من ضرورة امر او برهان فهو علم وليسمى معرفة ويقيناً ايضاً وان كان بغير
 یعنی اگر یقین کامل ہو اگر وہ اقسام باہت سی حاصل ہوا ہی جیسی محسوسات کا یا دلیل سی حاصل ہوا تو ان دونوں صورت میں یہہ حکم علم ہی اور کو مشعر اور یقین ہی کہتی
 سبب بل بتقليد محض فهو اعتقاد والثاني لا فهو علم وجود الجزم ان كان راجحاً على مقابله فهو ظن
 دلیل سی حاصل نہیں ہو بلکہ صرف تقلید سی تو وہ اعتقاد کہلاتا ہی اور دوسری صورت میں یعنی اسکی دل میں یقین کامل نہیں تو وہ حکم ثبوت کا یا نفی کا اگر انہی مقابل ہوگا
 وان كان مرجوحاً فهو وهم وان كان مساوياً فهو شك فالإيمان ان حصل من الأقسام الثلاثة الأخيرة
 اور اگر مغلوب ہی تو وہم ہی اور اگر برابر ہی تو شک ہی اب ایمان اگر ان تین پہلی قسم سی حاصل ہوا ہی جو سوا یقین کامل کی ہی

تو وہ یقین کامل ہی

لغير الجرم وهي الظن والوهم والشك فالاجماع على بطلانه وان حصل من القسم الاول من قسمي الجرم
 یعنی ظن اور وہم اور شک تو یہ بالافتاق یا ظن ہی اور اگر پہلی قسم جرم کی دو تو قسم سی یعنی بہرہست یا بدلیل حاصل
 العلم والمعرفة فالاجماع على صحة القسم الثاني من القسمين الجرم وهو الاعتقاد فيقسم القسمين احدهما مطابق لما في نفس الامر ويسمى اعتقاداً صحيحاً والثاني
 علم اور معرفت ہی تو بالافتاق صحیح ہی اور جرم کی دوسری قسم جو اعتقادی ہو سکتی دو قسم میں ایک تو نفس الامر کی مطابق یہہو تو اعتقاد صحیح کہلاتا ہی جیسی
 عاقلون من المقلدين لائمة الدين والثاني غير مطابق لما في نفس الامر ويسمى اعتقاداً فاسداً وجهلاً مرکباً
 عام سماعتوں کا اعتقاد جو ائمہ دین کی مقلد ہیں اور دوسرا نفس الامر کی برخلاف اسکو اعتقاد فاسد اور جہل مرکب کہتے ہیں
 كاعتقاد كافة الكفرين المقلدين لائمة الكفر فالفاسد اجمعوا على كفر صاحبه وكونه مخلاً في النار
 جیسی تمام کفار کا اعتقاد جو کفر کی پیشوائوں کی مقلد ہیں پس فاسد اعتقاد والا بالافتاق کافر اور قدیم کو دوزخی ہی
 واختلفوا في الاعتقاد الصحيح الذي يحصل بحض التقليد والصحة ان صاحبه يكون مؤمناً لكنه يكون
 اور اختلاف ہی صحیح اعتقاد میں جو نری تقلید ہی اور صحیح مذہب یہہی کہ ایسی اعتقاد والا مؤمن ہوتا ہی پر وہ
 عاصياً بترك النظر والاستدلال فيبقى في مشية الله تعالى ان شاء يعقوب عنه ويدخله الجنة بلا عذاب
 نظر اور استدلال کی ترک کرتی ہی گنہگار ہوتا ہی پس یہہو اللہ تعالیٰ مشیت میں ہی چاہی معاف کرے بلا عذاب جنت میں داخل کری
 وان شاء يعذبه بقدر ذنبه ثم يدخله الجنة فعلى هذا يجب على كل مؤمن ان يتعلم كل مسألة من
 اور چاہی گناہ کی موافق عذاب دی بہر جنت میں داخل کری اس بیان کی موافق ہر مؤمن پر واجب ہی کہ اعتقادی ہر مسئلہ ایمان کا
 مسائل عقائد الايمان بدليل واحد حتى يكون في دينه على بصيرة لان العقائد الحاصلة بالتقليد
 ایک ہی دلیل سی سیکھی تاکہ اپنی دین میں صاحب بصیرت ہو کیونکہ جو عقاید تقلید ہی حاصل ہوتی ہیں
 يخشى على صاحبها الشك عند عرض الشبهات فان التصميم على العقائد من غير تحصيلها بالادلة
 اوسمیں یہہو خوف ہی تاکہ اگر کچھ شبہات پیش آویں تو مقلد کو شک پیدا نہ ہو جاوی کیونکہ تصمم عقائد کی بدون دلائل کی جب ذرہ بہر شبہ پیش آوی
 لا يامن صاحبها من زوالها عند عرض ادنى شبهة وعلى تقدير ان يقابل ذلك الشك والزوال
 تو یقین نہیں ہی کہ زوال سے بچتی اور یہہو مانا کہ شک اور زوال کی مقابلہ میں
 بالتصميم اللساني فاني يتقعه والقلب الذي هو محل الايمان متغير يقول لا ادري فيدخل في زهرة
 تصمم زبانے عمل میں آوی پر کیا فائدہ جس حال میں کہ دل جو ایمان کا گہری حیران ہو کر بہر کچھ میں کیا جانو بہر تو منافقین کی زمرہ میں داخل
 المنافقين الذين يقولون بافواههم ما ليس في قلوبهم ولذلك قيل النفاق نوعان احدهما نفاق يعرفه
 جو منہ سی ایسی باتیں بتایا کرتی ہیں جو انکی دلیں نہیں ہوتی اسہی لکھی ہیں کہ نفاق کی دو قسم ہیں ایک تو وہ نفاق جو منافق
 صاحبه من نفسه وهو نفاق الدين يظهر من الاسلام بين الناس ويضمرون الكفر في قلوبهم كنفاق الذين
 یہہو دین سمجھتا ہی بہہ نفاق اول شخصوں کا ہی جو ظاہر میں اسلام کی سامنے اسلام ظاہر کرتی ہیں اور دلیں کفر چھپا رکھتی ہیں جیسی نفاق اونکا
 كانوا في عهد النبي عليه الصلوة والسلام ومن في معناهم من الزنادقة والملاحدة والثاني نفاق لا يعرفه
 جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی عہد میں ہی اور زورزدیق اور محمد انکی مش دوسرا وہ نفاق ہی کہ اونکو
 صاحبه من نفسه وهو نفاق الذين يولدون بين المؤمنين فيسمعون منهم كلمة الايمان فيقولون
 منافق دلیں تیز نہیں کرتا یہہو اونکا نفاق ہی جو مسلمانوں میں پیدا ہوتی ہیں پر ادنیٰ ایمان کی باتیں سننا کہ جیسی سنی
 مثل ما سمعوا اتباعاً وتقليداً حتى انهم لو ولدوا بين اليهود والنصارى لقالوا مثل قولهم ولفعلوا مثل
 ویسی ہی تقلیداً بولتی لگی اتنا کہ اگر اتفاقاً یہودی نصاریٰ میں پیدا ہوتی تو انکی سی کہرتی او ویسا ہی کیا کرتی

فعلہم اتباعاً وتقليداً من غیر ان یلاحظوا من ای شیء خلقوا ولا شیء خلقوا ليعرفوا خلقهم وما امرهم به
 بہ لحاظ نہیں ہوئے کہ ہم کہاں سے پیدا ہوئے اور کس لٹی پیدا ہوئی تاکہ اپنی خالق کو جانے اور اسکی امر
 وما نهیہم عنه بانزال الکتاب وارسال الرسل فيکونون من الذين يقولون اذا ماتوا ووضعو فی القبر
 اور نہی کو جو بواسطہ انزال کتاب اور ارسال رسل پہنچی ہیں بچانی بہرہ اولن لوگوں میں ہیں کہ جب مگر قبر میں جاویں گی
 وسألهم منکر ونکیر لاندري سمعنا الناس يقولون قولا فقلناہ فانہم اذا اتاہم الملکان فی القبر ينطقون
 اور منکر نکیر اوسنی سوال کریں گی تو جواب دیں گی ہم کچھ نہیں جانتے ہم تو جو اور دوسری سنتی تھی وہ ہی ہم ہی کہتی تھی کیونکہ انکی پاس گور میں جب دوسری آویں گی
 بما عندہم من غیر زیادة ولا نقصان لان الانسان فی ذلك المحل لا یترک كما فی الدنيا ان یتکلم بما لیس فی
 تو ہی کہہ دے گا ست فہم بول او نہیں گی جو دہلین ہتا اسلئے کہ انسان گور میں ایسا سخت ہوگا جیسا دنیا میں ہتا کہ زبان پر کچھ اور اور دہلین کچھ
 قلبہ بل ان کان عالماً بالحق ینطق بہ وان کان شکاً فیہ غیر عالم بہ یقول لا ادري كما کان یقول بقلہ
 بلکہ اگر حق جانتا ہتا تو ویسا ہی کہیگا اور لو شک ہتا تو کیسے کہیں نہیں جانتا جیسی کہ جیتی جی دہلین کہتا ہتا
 فی حال حیوۃ لا ادري وقد روی انه علیہ السلام قال اذا کان یوم القيمة ینادی مناد من کان یعبد
 میں نہیں جانتا اور روایت ہی کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی قیامت کی دن منادی پکارے گا جو شخص جسکو پوجتا ہتا
 شیئاً فلیتبعہ فمن عبد الشمس اتبعہا ومن عبد الطواغیت اتبعہا فبقی فی هذه الامۃ
 اب اسکی ساتھ رہی پھر جو آفتاب کی پوجا کرتا ہتا اسکی ساتھ ہوگا اور جو گوروں کو پوجتا ہتا گوروں کی ساتھ ہوگا اور جو بتوں کی پوجا کرتا ہتا انکی ساتھ ہوگا پھر بہت مت
 وفیم منا فقہو والمراد بالمنا فقین فی هذا الحدیث لیس الذین عبدوا الاصنام فی منازلہم سیراً واظہراً والنا
 سہر اپنی منافقوں کی باقی رہ جاویں گی منافق سیراد اس حدیث میں وہ لوگ نہیں ہیں جو اپنی گوروں کی اندر پوشیدہ بت برستی کرتی تھی اور مسلمانوں کی
 الاسلام فانہم یتبعون الطواغیت بمن اتبعہا لانہم کانوا یعبدونہا فیدھبون فی جہنم معہا بل المراد بھم
 سامنی اسلام ظاہر کرتی تھی یہ لوگ نہ تو بتوں کی ساتھ ہوگی کیونکہ یہ تو بتوں کو پوجتے تھے سوا انکی ساتھ نہ دینے میں جاویں گی بلکہ منافق سیراد
 الذین کان الربیب فی قلوبہم وہم لا یعرفون ذلك اخلیۃ التقليد علیہم فان اکثر العوام بل اکثر من کان
 وہ لوگ ہیں جنکی دہلین تردد ہتا اور تقلید کی غلبہ سی اسکو سمجھیں بیشک اکثر عوام بلکہ اس زمانہ میں اکثر ایسی شخص
 فی شکل العلماء فی هذا الزمان لا یعرف حال نفسیہ فیطن انہ فی درجۃ المعرفة والیقین مع انہ لم تنقن اچانہ
 جو علماء کی صورت میں ہیں اپنی حال سے خبر دار نہیں ہیں وہ یہ سمجھتی ہیں کہ ہکو مرتبہ معرفت اریقین کا حاصل ہوا ہی اور اصل میں انہی
 ولوبد رجة التقليد بل بعض المقلدین ینطق بکلماتی الايمان من غیر ان یعرف معناہا ولا ان یمیز بین
 اگرچہ تقلید کی درجہ کا ہو بلکہ بعض مقلدوں کو کلی ایمان کی زبان سے تو پڑھتی ہیں پر انکی معنوں سے واقف نہیں ہیں اور نہ اللہ میں
 اللہ ورسولہ لان اکثر الناس فی هذا الزمان لیسوا فی درجۃ الاعتقاد التقليدی الصیح المطابق بل ہم
 اور اسکی رسول میں تمیز کرتے ہیں کیونکہ اس زمانہ کی اکثر لوگوں کو درجہ تقلیدی اعتقاد کا جو صحیح اور مطابق ہوئی حاصل نہیں ہی بلکہ انکو
 فی درجۃ الاعتقاد التقليدی الفاسد البغیر المطابق لما فی نفس الامر وما ذلک الا لان راس العلماء الراسخین
 تقلیدی فاسد اعتقاد کا درجہ برخلاف نفس الامر کی حاصل ہی اور یہ تمام خرابی اسکی ہی علما جنکی علم راسخ ہتا
 فی العالم وكثرة الضالین المضلین من الدجاجة الذین یغفلون الی التصوف لقطع طریق الدین علی المسلمین
 ہو چکی اور خود گمراہ اور گمراہ کرنے والی رجال صفت متصوف بن کر بہت پھیل گئی شیطانی چال چپا کر دین کی مسلمانوں پر
 بنصب حبائل الشیاطین لما روی عن ابی ہریرۃ انه علیہ السلام قال یكون فی آخر الزمان دجالون کذابون
 رہ نہی کریں ہیں چنانچہ ابو ہریرہ سے روایت ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی فرمایا کہ آخر زمانہ میں دجال کی مانند جہوٹی پیدا ہوں گی

یا تو نیکم من الاحادیث بما لم تسمعوا انتم ولا اباؤکم فایاکم وایامکم لا یصلونکم ولا یفتنونکم فانه
ایسی حدیثین روایت کریں گی کہ نہ تمہاری سنی اور نہ تمہاری باپ دادانی سو تم دور رہو اسی اور دور کرو انکو اپنی سی ایسا نہ ہو کہ تم کو گمراہ اور فتنہ میں لے لے

علیہ السلام بین فی هذا الحدیث ان جماعة من اهل المکر والتلیسین مخرجون فی اخر الزمان
اس حدیث میں رسول صلی اللہ علیہ وسلم فی یہ بیان فرمایا کہ آخر زمانہ میں جماعت مکارہ و فریب باز

بنی العلماء والمشائخ ویقولون للناس نحن علماء ومشاہد نعلمکم دینکم ونرشدکم الی
علماء اور مشائخ کی وضع پر پیدا ہوگی کہیں گی کہ ہم عالم اور شیخ وقت ہیں ہم تم کو دین سکھائی ہیں اور راہ حق بتائی ہیں

الحق وهم کذابون یحذرونکم بالاحادیث الکاذبة یعلمونکم اعتقادات فاسدة ویبتدعون
اور اصل میں جھوٹی ہوگی اور وضعی حدیثیں روایت کریں گی اور فاسد عقیدے تم کو سکھائیں گی اور نئی باطل

لکم احکام باطلة فاحذروا عنہم ولا تقربوا عنہم کیلا یضلونکم ولا یوقعونکم فی الفتنہ فعلمی
احکام تمہاری ای گمراہ دیکھی سو اسی بچو انکی پاس نہ جاؤ یہاں تم کو گمراہ کر دیں اور فتنہ میں نہ پہنچا دیں اس

هذا کل من لم یجاهد نفسه فی هذا الزمان لتعلم علم الایمان یموت علی انواع البدع والکفر
مضون کی موافق جو شخص اس زمانہ میں علم دین کی واسطی جان ہی کوشش نہ کرے گا تو وہ بھڑکھڑی برکت اور کفریات پر مرے گا

وهو لا یشرع بها ویكون من الذین یقولون یوم القیمة ما حکى الله تعالی عنہم بقوله یوم یقو
اور اس زمرہ میں داخل ہوگا جسکی قول کی قیامت کی دن اسد جل شانہ حکایت کرتا ہی جس کی کہیں

لننفقن والمنفق للذین آمنوا انظرونا نقتبس من نورکم فانہم یقولون ذلک لکونہم
منافق مرد اور عورتیں ایمان والوں کو شہرہم ہی بلیں تمہاری روشنی ہی سے ہم لوگ یہہ ہی کہیں گی کیونکہ یہہ

صنائة وکون المؤمنین علی رکاب تسرع بہم الی الجنة ونورہم بین ایدیہم وبایمانہم کما قال
بیادہ پاہون گی اور مؤمنین کہوڑوں پر سوار کردی جنت میں لی جاتی ہوگی اور انکی سامنی اور دہنی روشنی ہوگی چنانچہ اس

یوم نری المؤمنین والمؤمنات یسعی نورہم بین ایدیہم وبایمانہم واختلف فی ذلک النور فقیل
جسدن تو دیکھی ایمان والی مرد اور عورتوں کو دوڑی چلتی ہی انکی روشنی انکی آگی اور انکی دہنی اور اختلاف ہی اس نور میں کوئی کہتا ہی

المراد بہ الضیاء الذی یمتضیون بہ علی الصراط علی ما روی عن ابن مسعود رآہ قال یؤتون
نورسی مراد روشنی ہی جتنی صراط پر روشنی ہو جاوگی ابن مسعود ہی یہہ روایت ہی یہہ کہتی ہیں کہ انکو

نورہم علی قد اعمالہم فمنہم من یؤتی نورہم کالنخلۃ ومنہم من یؤتی نورہ کالرجل القائم وادہم
اعمال کی موافق روشنی ملی گی بعضوں کو برابر کجور کی درخت کی اور بعضوں کو بچھدار قد آدم اور کھم حکم

نوراً من یمکن نورہ علی اہام رجلہ ینطفی عتارۃ ویلمع اخری وقیل المراد بہ معرفة الله تعالی
نور میں وہ ہوگا کہ اوسکی پاؤں کی انکو بھی پر روشنی ہوگی کہیں چمکتی کہیں بھی ہوگی انکوئی کہتا ہی نورسی مراد اسد تعالی کی معرفت ہی

فمقادیر الانوار یوم القیمة علی حسب مقادیر المعارف الالہیۃ المكتسبۃ فی الدنیا فلا نور
بہر قیامت کی روشنی بلانڈہ معارف الہی کی ہوگی جس قدر دنیا میں حاصل کی ہوگی

فی عرصة القیمة الانور الایمان والطاعة التي کتسب فی الدنیا باستعمال الکالات البدنیۃ والقر
قیامت کی میدان میں سوار نور ایمان اور عبادت کی جو دنیا میں بوسیلہ اعضا بدن سے اور قوی

الجسمانیۃ من الحواس الظاہرة والباطنة لتحصیل المعارف الربانیۃ فکل احد یعطى من النور یوم
جسمانی یعنی حواس ظاہر و باطن کی معارف ربانی حاصل کئی ہوں گی کوئی اور نور نہیں ہوگا بہر ہر ایک کو قیامت کی دن اتنا نور دیا جاوگا

القيمة مقدار ما النسبة في الدنيا من المعارف اليقينية ومن لم يكتسب في الدنيا شيئاً من المعارف
حتى انتهى الدنيا من يقيني معارف حاصل هو كذا
ديني معارف من سى كچه حاصل كيا هو كذا

الدينية تبقى يوم القيمة في ظلة بلا نور على ماروى عن ابي امامة انه قال يغشى الناس يوم القيمة
نوره قياست كى دن اندر بيرى من في نوره جاد كيا

ظلمة تشديدية ثم يقسم النور بينهم فيعطى كل مؤمن نوره بقدر علمه بالله تعالى وعمله له ويترك
تاريك اندر دياب ليكا بهر دهن نور تقسيم هو كذا
بقدر معارف اليقيني نور ليكا اور جو الله كى علم من هو كذا

الكافر والمنافق في ظلة لا يعطيان شيئاً من النور بل يحال بينهما وبين المؤمنين بان يضرب بينهم
كافر اور منافق تاريك اندر بيرى من جاد كيا كچه نور نه ليكا
بل كذا كى اور مؤمنين كى بيج من

سور دون جسر جهنم وفي الآية السابقة إشارة الى ان المراد بالمنفقين المذكورين فيها هم الشاكرون
ايك ديوار جسر جهنم سى وري فاصل هو جاد كيا اور سبب آيت من يهاشاهه كى منافقين سى مراد وه لوگ من جو شك اور تردد من گرفتار

المرتابون الذين يصلون في المساجد ويدخلون مع اهل الايمان في مداخل الاسلام ولذلك قال الله
اور مسجدون من نماز ادا كرتى هتي اور ايمان والون كى كسا اسلامى مكانات من آتى جاتى هتي
اسى لى الله تعالى فرما تاي

ينادونهم اليك معكم قالوا بلى ولكنكم فتنم انفسكم وترتصم وارتبتم وغرتكم الاماني حتى جاء
بهر او كيو كيا ريكي كيا هم نه هتي تمهاري سائنه وه كيسي اليه پر تهي بچلا ديا آي كيو
اور راه ديكتي هتي اور هو كى من پڑى اور سبب اميدون پر آخر كيا

امر الله وغرتكم بالله الغرور فذلت الآية على انهم لم يعبدوا صنما بل كانوا مع المؤمنين لكن لم يكونوا
حكم الله كذا اور كيو بهكاديا الله كى نام سى غرورنى سور پريت دلات كرتى هتي كوه لوگ بت پرست نهين هتي بل كه مؤمنين كى همزه رهتى هتي پر انهون كى

عاسفين بما وجب عليهم معرفته حتى جاءهم امر الله الذي هو الموت فقال لهم يوم القيمة فاليوم
جو انبر واجب تهاده معرفت الهى حاصل كى آخر حكم الهى يبنى موت الله كى
او كيو قياست كى دن بهم كيو كيا سور آج

لا يؤخذ منكم فدية ولا من الذين كفروا وما ولكم النار هي مولكم وبئس المصير فاذا كان كذلك ينبغي
تمسى نهين قبول فدية اور نه كافر و نهى تمهاري كيا دوزخ هتي وهى تمهاري يقين هتي اور بيرى باز گشت پس جبر مراد بهه هوئى تو

للمؤمن المقلدان لا يفتروا ويستدل بقوة تصميمه وكثرة عبادته انه على الحق لتوجه التقض عليه
مقلد مؤمن كولاين هتي كهر كرسى كرى اور نه اپنى تصميم كى قوت اور كثر عبادت سى بهه استدلال كرى كى من حق پر هون كيو كه اسپر بهه اعراض كيا

بتصميم اليهود والنصارى على ابا طيهم تقليدا لا بائهم الضالين المضلين فان تصميم المقلد على كذا
كه يهود اور نصارى بهي جهوشى باتون پر اپنى باپ راد اصالين مضلين كى تقليد سى جم رهاين اس لى كيو مقلد كى تصميم كسى

شئ حقا وعدم رجوعه عنه ولو نشر بالمناسخ لا يدل على كونه في دينه على بصيرة لان جزاه
شئ كى حقيقت پر اور او هتي نه لينا اگر چه اتره سى پيرا جادى ديلات نهين كرتى كوه اپنى دين من بصيرت پر كيا كيو كه او كيا جزم

وتصميمه على كون شئ حقا ليس من حيث معرفته بكونه حقا بل من حيث نشأته بين قوم يدينون
او تصميم كسى شئ كى حقيقت كى باعتبار معرفت يقينه حقيقت كى نهين هتي بل كاس سبب سى كى كوه ايسى قوم من پيدا هيا كى كوه و شئ كى

به وللنشأة والمخالطة اثر عظيم في تصميم كون شئ حقا سواء كان حقا اولم يكن الا ترى ان مثل هذا
اور پيدائش اور طاب كيو اشيا كى حقيقت من بڑا اثر هوتا هتي برابر كى كوه حق هويا ناحق ديكتو ايسى ايسى

التصميم يوجد عامة من ذوى الجهل المركب كاليهود والنصارى ولهذا قال بعض العلماء من جزم في
تصميم تمام جهل مركبون من هوئى هتي جيسى يهود اور نصارى اسببى بعضى علماء كيتى من جو شخص

یہ ہیکون شئی حقا ولم یبدل ان لك الجرم سببا خاصا یرجع الیه فلیس له فی ذمہ بصیرة
بین کسی شئی کو حق یقین کری اور اس یقین کی الہی خاص دلیل معلوم ہو جس کی طرف رجوع کریں تو اسکو دین کی اندر بصیرت نہیں ہی

لا ملازمة بین الجرم الاعتقادی وكون ما جزم به حقا فاذ لم یکن بینہما ملازمة یجب علیہما ان
کیونکہ اس اعتقادی یقین میں اور اس شئی کی حقیقت میں کوئی علاقہ نہیں ہی جب اولی دونوں میں علاقہ نہ ہو تو دوسرا واجب ہی کہ

یاتی بما یکن به بینہما ملازمة لیتبر ما کان علیہ من الدین اھو حق اما حتی یکن فی ذمہ علی
اولی دون میں علاقہ پیدا کری تاکہ اسکو یہ تیز ہو کہ آسمان دین

بصیرة وانما یحصل ذلك بالنظر الصحیح بالبراهین لا بالضرورة اذ قد جرت عادة اللہ تعالیٰ
بصیرت پیدا ہو اور یہ تیز بجز نظر صحیح اور برہان کی

ان یحصل بالبرهان لا بالضرورة اذ لو کان حصولہ بالضرورة لادبرکہ جمیع العقلاء ویکفی فی
کہ دلائل سی ہو بدہت سی نہ ہو اگر یہ تیز بدہت سی حاصل ہو اگر فی تو تمام عقلاء حاصل کر لیا کرتی اور مکلف کو

خروج المكلف من التقليد الدلیل الجملی الذی یحصل له فی الجملة العلم والطمانینۃ بعقائد
تقلید سی پاک ہو لی میں عمل دلیل ہی کافی ہی جسی کچھ علم اور طمانیت عقائد ایمان میں حاصل ہو جاوی

الایمان بحیث لا یقول بقلبه لا ادری سمعت الناس یقولون قولا فقلته ولا یشرط القدرة علی
اتنا کہ اپنی دل میں یوں نہ کہی کہ میں نہیں جانتا تو کوئی جہات میں نہتا رہا وہ ہی میں ہی کہتا رہا اور یہ شرط نہیں ہی کہ اس دلیل کو

ترتیبه علی الوجه الذی یرتبہ العلماء ولا القدرة علی دفع المشبهة الواردة علیہ من جهة البتة
علماء کی طور پر موافق قواعد منطق کی مرتب کری اور یہ شرط ہی کہ بدعتیوں کی شبہات دفع کرینی استعداد ہو

ولا القدرة علی التعبير عنه بل اذا فهمہ بحیث یخرجہ عن التقليد فهو عارف وان لم یقدر ان
اور یہ شرط ہی کہ اسکو صاف بیان کری بلکہ اسکو اتنا سمجھ لیا کہ تقلید ہی پاک ہو جاوی تو یہ وہ عارف ہی اگرچہ اس مجمل دلیل کو

یعبّر عما فی ضمیرہ من ذلك الدلیل الجملی ولا ان یرد شبہة یردھا مبتدع علیہ لان کثیرا من
دل سی زبان پر نہ لاسکی اور نہ یہ شرط ہی کہ بدعتی جو شبہات وارد کریں رد کیا کری کیونکہ اکثر

العلماء یعجزون عن التعبير عما فی ضمائرہم من العلوم المحققة عندہم فکیف بالعامۃ والحاصل
علماء اپنی حقیقی علوم کو بیان کرتی سی عاجز ہوا کرتی ہیں مہر عوام کی تو کیا اصل ہی حاصل یہ ہی

ان من امر ان یعلم قدر نفسه من عقائد الایمان هل هو فی مرتبة المعرفة ام فی مرتبة التقليد
کہ جو شخص اپنا حال معلوم کیا چاہی کہ عقائد ایمانی میں آیا مجھکو مرتبہ معرفت کا ہی یا ابھی مرتبہ تقلید میں ہوں اور آیا میں اپنی عقائد میں

وہل هو مصیب فی عقائده ام غیر مصیب فیہا یلزمہ ان یسئل عن حقیقة المعرفة وعن حقیقة
صواب پر ہوں یا خطا پر تو اسکو لازم ہی کہ معرفت کی حقیقت اور تقلید کی حقیقت

التقلید لیتبر احدہما عن الآخر ویعلم ایہما حاصلہ فالمرکبة فی الجرم الموافق لما عند اللہ تعالیٰ
دریافت کری تاکہ ایک کو دوسری تیز کری اور جان لی کہ مجھکو دونوں میں سے کیا حاصل ہی سو معرفت تو یقین کرنا موافق حکم الہی کی

بشرط ان یحصل ذلك الجرم بدلیل واما الجرم الحاصل بغیر دلیل فلا یسمی معرفة بل یسمی اعتقادا
بشرطیکہ وہ یقین دلیل سی حاصل ہوا ہو اور جو یقین بی دلیل حاصل ہوا ہو تو اسکو معرفت نہیں کہتی بلکہ وہ اعتقاد کہلاتا ہی

سواء کان موافقا لما عند اللہ تعالیٰ اولم یکن والتقلید هو الجرم بقول الغیر من غیر دلیل سواء کان
برابر ہی کہ موافق علم الہی کی ہو یا نہ ہو اور تقلید یقین کرنا غیر کی کہنی سی بلکہ دلیل برابر ہی

حقاً و باطلاً لا مقدار لا معرفة عنده وإنما عنده الجزم بقول الغير خاصة سواء كان حقاً أو باطلاً
 کہ حق ہو یا باطل سو مقدار کو معرفت کہی نہیں ہوتی اور کو صرف یقین غیر کی کہنی کا ہوتا ہی برابر ہی کہ حق ہو یا باطل

فمن علم هاتين الحقيقتين ثم نظر الى ضميره ايها حاصل له فيه فانه يعرف طاهر الحاصل له منهما
 اب جو شخص ان دونو الحقیقت کو سمجھی بہر اپنی دلیل سوچی تو جان لیگا کہ او کو دونوں ہی کو سامت حاصل ہی

فان كان الحاصل له منهما هو التقليد لا المعرفة يجب عليه أولاً اقامة البرهان لتحصيل المعرفة
 پس اگر او کو مبنیہ تقلید کا ہی معرفت کا مرتبہ نہیں ہی تو او سپر وہ جہا ہی کہ پہلی دلیل قائم کری تاکہ معرفت پہنچے

في عقائد الايمان وثانياً البحث عن العقائد الصحيحة حتى يعلم هل كان مصيباً في عقائده ام
 عقائد کی حاصل ہو بہر صحیح صحیح عقاید کی بحث کری تاکہ معلوم ہو کہ اپنی عقاید میں حق یہ تھا یا نہیں

لو يكن فان وجد نفسه على الصواب فيها يشكر الله تعالى على هذه النعمة العظيمة التي لا يكا فيها
 لو اگر وہ اپنی آپ کو صواب پر پاوی تو اس نعمت عظیمہ پر جس کی برابر کوئی دنیا کی متاع نہیں ہی شکر اسد تعالیٰ کا ادا کری

من متاع الدنيا وان لم يجد لها على الصواب فيها يفترض عليه ان يسعى في تصحيح اعتقاده بالبرهان
 اور اگر صواب پر نہ پاوی تو او سپر فرض ہی کہ واسطی صحت عقاید کی دلائل میں کوشش کری

حتى يحصل له النجاة من عذاب النار والدخول في دار القرار ليسرنا الله تعالى بفضله المجلس السابع
 تاکہ او کو دوزخ کی عذاب سے نجات ملی اور بیشک میں جانا مسیر ہو الہی اپنی فضل سے ہمیر آسان کر سائنس مجلس

في بيان مؤمن به وبيان لزوم الايمان به اجمالاً على الاصح وتفصيلاً
 اور جو چیزوں کی بیان میں جن پر ایمان لانا چاہی اور ان پر ایمان مجمل لازم ہی موافق مذہب اصح کی اور تفصیلاً

عند البعض قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لجبريل عليه السلام حين جاءه على
 بعض کی نزدیک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب جبریل علیہ السلام کی روایت کی

صورة رجل غريب وسأله عن الايمان الايمان ان تؤمن بالله وملكته وكتبه ورسله واليوم
 ایک مرد مسافر کی صورت میں آیا اور پوچھا ایمان کیا ہی ایمان یہہ ہی کہ تو ایمان لاوی اللہ پر اور اس کی فرشتوں اور کتابوں اور رسولوں پر اور قیامت کی

الاخرو وتؤمن بالقدح خير وشره هذا الحديث من صحاح المصابيح رواه عمر بن الخطاب وهو
 دن پر اور تو یقین کری نیک اور بد کی تقدیر کا یہہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثوں میں ہی عمر بن الخطاب کی روایت سی اس حدیث میں

جامع الاصول وما يصح الاعتقاد عليه فان الاصل في الاعتقاد معرفة المبدأ والمعاد وانما
 تمام اصول دین کی اور جس جس پر اعتقاد کرنا چاہی سب مذکور ہیں ابتداء سے تمام اعتقادات میں مبدأ اور معاد کی معرفت ہی اور

ذكرت الملئكة وما عطف عليه ليتوصل الى معرفة المعاد لان معرفة المبدأ تقتضيها العقول
 ملائکہ کا جو مسموع معطوفات کی ذکر کری تو واسطی معرفت معاد کی ہی اسلئے کہ مبدأ کی معرفت کو تو معلوم عقولین پالیتی ہیں

السليلة تكونها ثابتة في فطرة بني آدم من مبدأ خلقهم بمقتضى قوله تعالى فطرة الله التي
 اسلئے کہ بنی آدم کی اصل فطرت میں ابتداء ہی ایش سی ثابت ہی موافق قول اللہ تعالیٰ کی نزائش اللہ کی جیسپر

فطر الناس عليها واما معرفة المعاد والاستعداد له فلا سبيل اليها الا بتوفيق من الله تعالى
 کہ تراشا آدمیوں کو اور ہی معرفت معاد کی اور اسکا سامان سوا کا کوئی راہ نہیں ہی بجز توفیق الہی کی

بواسطة الانبياء الذين وصل اليهم علم ذلك بارسال الرسل من الملئكة بانزال الكتب فلذلك
 بوسیلة انبیاء علیہم السلام کی جسکو اسکا علم بواسطہ فرشتوں کی اور بوسیلة ان کتابوں کے حاصل ہوا ہی اسلئے ہی یہہ

دخل جميع ذلك في مفهوم الايمان وذكر كله في هذه الحديث فلا بد لطالب معناه من الاستكشاف

بجانب ایمان کی مفهوم میں داخل ہیں اور اس حدیث میں سب مذکور ہیں سوچو اسکی معنی کا طالب ہو اور کو ضروری کہ حقیقت

عن حقيقة معنى الايمان بهذه الاشياء الستة المذكورة فيه ليكون في دينه على بصيرة

ایمان کی شہ کو ان چیزوں اشیاء مذکورہ کی تفصیل سی دریافت کری تاکہ دین میں بصیرت ہو

الاول صايجب الايمان به الايمان بالله تعالى والمراد من الايمان به تعالى العلم بوجوده وقدمه وكونه

اول ایمان اللہ پر واجب ہے اور اللہ پر ایمان لانی سی ہمہ راہی کہ اسکو موجود اور قدیم اور

واحد ومتصفا بالقدرة والارادة والعلم والحياة وسائر ما يليق به من الصفات لكن العلم

واحد اور صاحب قدرت اور صاحب ارادہ اور عظیم اور حی اور تمام صفات لائقہ سی موصوف جانی لیکن اسکی

بوجوده لا يمكن ان يحصل بالحس لانه تعالى ليس محسوسا كالشمس والقمر حتى يمكن العلم بوجوده

وجود کا علم حواس سی حاصل ہوتا ممکن نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ مانند آفتاب اور مہتاب کی نظر نہیں آتا تاکہ اسکا وجود حواس کی وسعتی

بالحس وليس العلم بوجوده ضروريا كالعلم بكون الاشئين اكثر من الواحد حتى يعلم بوجوده بالضرورة

معلوم ہو جاوی اور نہ علم اسکی وجود کا ایسا بدیہی جیسا دو کا عدد ایک سی زیادہ ہے تاکہ اسکا علم بالہدایت خود بخود آجائے

بل انما يعلم وجوده تعالى بالدليل وذلك الدليل وجود العالم فانه لكونه حادثا يحتاج الى محدث

بلکہ علم اسکی وجود کا دلیل سی حاصل ہوتا ہی اور وہ دلیل عالم کا وجود ہی کیونکہ عالم حادث ہونی کی سبب پیدا کر نیوالیگا محتاج ہو کر

يدل على ان له محدثا وذلك المحدث لا بد ان يكون قديما واحدا متصفا بالقدرة والارادة والعلم

دلالت کر رہی کہ اسکا کوئی پیدا کر نیوالیگا اور وہ پیدا کر نیوالا بالضرورت قدیم واحد قدرت والا ارادہ والا عظیم

والحياة لانه لو لم يكن قديما بل كان حادثا لكان محتاجا الى محدث فيلزم الدور والتسلسل وكلا

اور حی ہونا چاہی اسلئے کہ اگر قدیم نہ ہو تو حادث ہو گا تو یہ وہ خود محدث کا محتاج ہو و لگا آخر یا دور لازم آویگا یا تسلسل اور ہمہ دونوں

محال ولولم يكن واحدا بل كان اكثر من واحد لوقع بينهما التامم المقتضى لعدم وجود العالم

محال ہیں اور اگر واحد نہ ہووی بلکہ کئی ہوں تو آپس میں روک ٹوک واقع ہوگی جس سی عالم کا وجود نہ ہو سکی

ولولم يكن متصفا بالقدرة والارادة والحياة والعلم لكان عاجزا عن ايجاد شيء من العالم لان

اور اگر قدیم اور صاحب ارادہ اور حی اور عظیم نہ ہووی تو ایسا عاجز ہوگا کہ عالم میں سی کوئی شی ہی پیدا نہ کر سکی اسلئے

الايجاد اثر القدرة وتأثير القدرة في شيء من الاشياء يقتضى ارادة ذلك الشيء وارادة ذلك الشيء

کہ ایجاد قدرت کا اثر ہوتا ہی اور قدرت کی تاثیر کسی شی میں ہونا ارادہ اس شی کی نہیں ہو سکتی اور ارادہ اس شی کا

يقتضى العلم به لان الفصد الى ايجاد شيء مع عدم العلم به محال والاتصاف بهذه الصفات الثلاث

بدون علم کی نہیں ہو سکتا اسلئے کہ پیدا کرنا کسی شی کا بی جا ہی ہو جی محال ہے اور یہ تینوں صفات بدون

يقتضى الحياة لكونها شرط فيها فعلي هذا يكون وجود العالم بل وجود كل ذرة من ذراته دليلا قطعا

حیات کی نہیں ہو سکتی اسلئے کہ حیات تین شرط ہی اس بیان کی موافق عالم کا وجود بلکہ ہر ذرہ کا وجود

على وجوده تعالى وقدمه وكونه واحدا ومتصفا بهذه الصفات الاربعة اذ لا يعرف صفاته تعالى

اسکی وجود اور قدیم اور وحدت پر اور ان چاروں صفات سی موصوف ہونی پر اس لئی کہ اسکی صفات

بالعقل الا ما يتوقف عليه افعاله وما لا يتوقف عليه افعاله كالسمع والبصر والكلام فيجوز ان

عقل سی وہ ہی معلوم ہو سکتا ہیں جن پر اللہ کی افعال موقوف ہیں اور جن پر افعال موقوف نہیں جیسی سمیع اور بصر اور کلام سوچا بیڑی

یستدل علی ثبوتہا لہ تعالی تارة بالعقل وتارة بالنقل اما وجه الاستدلال علی ثبوتہا لہ تعالی
 کہ عقلی دلیل قائم کریں اور کہی نقلی دلیل عقلی ^{اکہ ثبوت کی توجیہ ہی}
 بالعقل فہو انہا صفات کمال واضدادھا صفات النقصان واتصافہ تعالی بصفات الکمال
 کہ یہ صفات کمال کی ہیں اور انکی ضدین صفتین نقصان کی ہیں اور اسد تعالی کا موصوف ہونا صفات کمال ہی
 وعدم اتصافہ بصفات النقصان واجب فوجب اتصافہ تعالی بتلك الصفات واما وجه
 اور یہی ہونا صفات نقصان ہی واجب ہی اس ہی لازم آیا کہ اسد تعالی ان صفات سی موصوف ہو اور
 الاستدلال علی ثبوتہا لہ تعالی بالنقل فہو ان الشرع قد ورد بثنوتہا لہ تعالی فوجب القطع بثنوتہا
 نقلی دلیل ^{اکہ ثبوت کی توجیہ ہی} کہ شرع سی ان صفات کا ثبوت ثابت ہی ^{سوا انکی ثبوت کا یقین کرنا واجب ہی}
 لہ تعالی ودلیل النقل فی هذه المسئلة اولی من دلیل العقل لان تلك الصفات لا يتوقف علیہا
 اور اس مسئلہ میں نقلی دلیل عقلی دلیل سی بہتری اس ہی کہ ان صفات پر افعال الہی موقوف نہیں ہیں
 افعالہ تعالی حتی یستدل بہا علی ثبوتہا لہ تعالی وذاتہ تعالی لم یکن معلوما لاحد حتی یعلم
 تاکہ ان افعال سی ان صفات کو ثابت کریں اور ذات الہی کسی کو معلوم نہیں ہی جس ہی یہ معلوم ہو
 انہا فی حقہ تعالی کمال یجب اتصافہ بہا بحیث لو لم یتصف بہا یلزم ان یتصف باضدادہا
 کہ یہ صفات بلنبت ذات الہی کی کمال کی ہیں اسد کا موصوف ہونا ضروری ایسا کہ اگر ان صفات سی موصوف نہوگا تو انکی اضداد پیدا ہوگی
 واذکر من کونہا کمالا انما هو بالنسبة الینا ولا یلزم من کون الشئ بالنسبة الینا کمالا ان یکون
 اور ان صفات کو کمال جو کہتی ہو توجیہ ہماری حق میں ہیں اور ہماری حق میں کمال ہونی سی لازم نہیں آتا کہ
 فی حقہ تعالی کمالا والثانی مما یجب الایمان بہ الایمان بالملئکة والمراد من الایمان بہا العلم
 اسد کی ذات میں کمال ہونا دوسری چیز ایمان لانا چاہی ملائکہ میں اور ملائکہ پر ایمان لانی سی یہ مراد ہی
 بوجودہا لکن لا سبیل الی اثبات وجودہا بدلیل العقل بل هو ما انعقد علیہ الاجماع ونطق بہ
 کہ ملائکہ کو موجود جانی پر انکا وجود عقلی دلیل سی کسی راہ ثابت نہیں ہوتا بلکہ انکی وجود پر اجماع ہو چکا ہی اور
 الکتاب والسنة فان ظاہر الکتاب والسنة يدل علی وجودہم وکونہم اجساما لطيفة نورانية
 کتاب اور سنت سی ثابت ہی بیشک ظاہر معنی کتاب اور سنت کی یہہ ہی دلالت کرتی ہیں کہ فرشتی موجود ہیں لطیف اور نورانی جسم
 کاملۃ فی العلم قادرة علی الافعال الشاقة وعلی التشکل بأشکال مختلفة ولا یوصفون بالذکورة
 علم میں کامل دشواری دشوار کار کر سکتی ہیں اور مختلف صورتیں بدل سکتی ہیں اور نہ مذکر ہیں
 والا نوثۃ شانہم الطاعات وصکنتہم السموات وهم رسل اللہ علی انبیائہ وأصناؤہ علی وحبہ
 اور نہ ملاہ شغل اور انکا عبادت اور مکان اور مکان آسمان اور وہ ہی اسد کی طرف سی انبیاء کی پاس بھیجی ہوئی آتی ہیں اور وحی پر امین ہیں
 فمن ثبت تعینہ باسمہ کجبریل ومیکائیل واسرافیل وعزرائیل یجب الایمان بہ تفصیلا ومن
 اور جن فرشتوں کی تعین نام سی ثابت ہی جبریل اور میکائیل اور اسرافیل اور عزرائیل ان پر تفصیلی ایمان واجب ہی اور
 لم یعرف اسمہ یجب الایمان بہ اجمالا والثالث مما یجب الایمان بہ الایمان بالکتاب والمراد من الایمان
 جنکا نام معلوم نہیں ان پر اجمالی ایمان واجب ہی اور تیسری شی چیز ایمان واجب ہی کتاب میں ہیں اور کتاب کو ایمان لانی سی یہ مراد ہی
 بہا العلم بکونہا کلام اللہ تعالی انزل علی انبیائہ وجملتہا مائة واربعۃ کتب انزل منها علی آدم علیہ السلام
 کہ یقین کری کہ خدا کا کلام ہی اپنی انبیاء پر نازل کیا ہی اور تمام کتابیں ایک سو چار ہیں ان میں سی حضرت آدم پر

عشر صحائف وعلى شيث عليه السلام خمسون صحيفة وعلى ادريش ثلثون صحيفة وعلى ابراهيم
 رس صحيفه نازل ہوئی اور حضرت شيث پر پچاس اور حضرت ادریش پر تیس اور حضرت ابراهيم پر

عليه السلام عشر صحائف وعلى موسى عليه السلام التوراة وعلى داود عليه السلام الزبور وعلى
 عليه السلام رس اور حضرت موسى عليه السلام پر توريت اور حضرت داود عليه السلام پر زبور اور

عيسى عليه السلام الانجيل وعلى محمد عليه الصلوة والسلام القرآن فما ثبت تعيينه باسمه يجب
 حضرت عيسى عليه السلام پر انجيل اور محمد صلي الله عليه وسلم پر قرآن اور جس كتاب كى تعيين نام سى ثابت ہى

الايمان به تفصيلا وما لم يعرف اسمه يجب الايمان به اجمالا والرابع ما يجب الايمان به الايمان
 لثوابه تفصيل ايمان واجب ہى اور جس كى تعيين نام سى نہیں ہى او سپر اجمالى ايمان واجب ہى اور چوتھى جسپر ايمان لانا واجب ہى

بالرسل والمراد من الايمان بهم العلم بكونهم صادقين فيما اخبروا به عن الله فانه تعالى بعثهم
 رسول ان اور مراد رسولون پرايمان لانى سى یہہ ہى كہ يقين كرى كہ وہ اپنى اپنى خبروات كى جو خدا كى طرف سى لانى من سچى ہى ہيك اوكو الله تعالى كى

الى عبادته ليلبغقوهم امره ونهيہ ووعيدہ ووايدہم بالمعجزات الدالة على صدقهم اولهم
 اپنى بدو كى پاس پہنچا تا كہ اوسكا امر اور نہى اور وعدہ اور وعيد پہنچاوين اور معجزات سى اوكى حقت كى جو اوكى صداقت پر دلالت كرى ہى ہى سب

ادم عليه السلام واخرهم محمد عليه الصلوة والسلام ولم يبين فى القرآن عددہم كہ ہم بل المذكور
 آدم عليه السلام ہى اور سب سى آخر محمد صلي الله عليه وسلم اور قرآن من اوكى گنتى نہیں ہى كتنى ہى بلكہ قرآن من

فيه منهم باسمه العلم على ما ذكره بعض المفسرين ثمانية وعشرون وهم ادم وادريس ونوح وهود
 نام معين ليكر بعض مفسرين كى قول كى موافق اٹھائیس كہ ذكرى وہ یہہ ہى آدم اور ادریس اور نوح اور ہود

وصالح وابراهيم واسماعيل واسحق ويعقوب ويوسف ولوط وموسى وهرون وشعيب ويزكريا
 اور صالح اور ابراهيم اور اسماعيل اور اسحاق اور يعقوب اور يوسف اور لوط اور موسى اور ہرون اور شعيب اور زكريا

ويحيى وعيسى وداود وسليمن والياس واليسع وذالكفل وايوب ويونس محمد وذو القرنين وعزير
 اور يحيى اور عيسى اور داود اور سليمان اور الياس اور اليسع اور ذالكفل اور ايوب اور يونس اور محمد اور ذو القرنين اور عزير

ولقمن على القول بنبوۃ هذه الثلاثة الاخيرة صلوات الله وسلامه عليهم اجمعين قال بعض
 اور لقمان بموجب قول ان تينوں كى نبوت كى جو آخرين ہى رحمت اللہ كى اور سلام ان سب پر بعضى

العلماء يجب على المؤمن ان يعلم صديقاته ونسائه وخدمه اسماء الانبياء الذين ذكرهم الله تعالى في
 علماء کہتے ہى كہ ہر مؤمن پر واجب ہى كہ اپنى بچوں اور عورتوں اور غلاموں كو ان انبياء كا نام جكنا ذكر الله تعالى كى

كتبه حتى يؤمنوا بهم ويصدقوا بجميعهم ولا يظنوا ان الواجب عليهم الايمان بمحمد عليه الصلوة والسلام
 اپنى كتاب من كيا ہى كہ ہاى تا كہ وہ ان سب پرايمان لاوين اور سب كى تصديق كرين اور یہہ خيال نہ كرين كہ ايمان صرف محمد صلي الله عليه وسلم كا واجب ہى

فقط لاخير فان الايمان بجميع الانبياء سواء ذكر اسمہ فى القرآن اولم يذكر واجب على المكلف فمن
 اور كا نہیں كيونكہ ايمان تمام انبياء پر لانا قرآن من اوكى كا نام مذكور ہو يا نہو مكلف پر واجب ہى ہر جس كى

ثبت تعيينه باسمه يجب الايمان به تفصيلا ومن لم يعرف اسمه يجب الايمان به اجمالا والخامس
 تعيين نام سى ہوگى ہى او سپر تفصيلى ايمان لانا چاہى اور جكا نام معلوم نہیں او سپر اجمالى ايمان لانا چاہى اور پانچون شى

ما يجب الايمان به الايمان باليوم الآخر والمراد من الايمان به العلم بما يكون فيه من احوال
 جسپر ايمان لانا واجب ہى قیامت كا دن ہى اور قیامت كى دن پرايمان لانى سى مراد ہى يقين كرى اول حالات

الآخرة التي أول منزل من منازلها القبر وأحياء الميت فيه وسؤال منكرو نكير وهما ملكان

اخروی کا جو اس روز گذرینگی جکی منزلوں میں سے پہلے منزل قبری اور اس میں زندہ کرنا مردہ کا اور سوال منکر نکر کا اور یہ دونوں فرشتے ہیں

مهييان يُقعدان العبد في قبره ويسألانه عن ربه وعن دينه وعن نبيه ويقولان له من

بیت ناک صورت قبر میں مردہ کو بٹھا کر اس کی پوچھتی ہیں پروردگار کو اور دین کو اور نبی کو اور اس سے کہیں گے کون سی

سربك وصاديتك ومن نبيك وسؤالهما أول فتنة بعد الموت فمن وفق إلى الجواب يكن قبره

تیرا رب اور کیا ہی تیرا دین اور کون ہی تیرا نبی اور اول کلام سوال موت کی بعد پہلا فتنہ ہے سو جو جواب کی توفیق ہوئی تو اس کی گور

مروضة من رياض الجنة ومن لم يوفق إلى الجواب يكون فبدره حفرة من حفر

ایک چمن ہی بہشت میں کا اور جس کو جواب کی توفیق نہ ہوئی تو اس کی گور ایک کڑی ہوگا دروزخ میں کا

الناس ثم اذا بعث الناس من قبورهم إلى الموقف قاموا فيه

پھر جب بنی آدم کو قبروں میں سے اٹھا کر موقف میں لجائیں گی اور وہ اس جگہ کھڑی رہیں گی

ما شاء الله حفاة عراة واذا جاء وقت الحساب يؤمّن بالكتب التي كتبها الكرام الكاتبون لان

جس قدر مرضی اس کی ہوگی تنگی پائو تنگی بدن اور جب وقت حساب کا ہوگا تو حکم ہوگا اعمال نامی دینی کا جو کرام کا تبین فی لکھہ رکھی ہیں اسلی

الناس اذا بعثوا من قبورهم لا يكونون خلكرين لا عملهم فيؤنّون كتبهم ليقفوا على اعمالهم فمنهم من

کہن بنی آدم جب اپنی بنی قبروں میں سے اٹھائے جائیں گے تو ان کو اپنی اعمال کچھ یاد نہ ہوں گی اس واسطے ان کا نام لکھنے والے دی جانے والے نیکو اعمال کی خبردار ہو جائیں

يؤتى كتابه بهيمينه وهو من السعداء لان الله لا يظلم شيئا ولا يهدي القوم الهدى

نامہ اعمال داہنی ہاتھ میں ملیں گے وہ تو سعد ہوں گے کیونکہ نامہ اعمال داہنی ہاتھ میں لینا بہشت میں جانے کی اور دوزخ میں جیتے کو

في النار ومنهم من يؤتى كتابه بشماله او من وراء ظهره وهو من النسياء فاذا وقف الناس

نہ بنی کا شافی اور بعض کو نامہ اعمال بائیں ہاتھ میں ملیں گے یا پس پشت کی طرف سے اور وہ نسیی ہوں گے جب بنی آدم اپنی اعمال کی خبردار

على اعمالهم يحاسبون بها فاذا انقضى الحساب ينصب الميزان لوزن الاعمال اذ بالحساب

ہو جائے گی تو پھر اسی حساب ہوگا پھر جب حساب ہو چکا ہوگا تو اعمال تولی کی واسطے ترازو قائم کی جاوے گی اسلی کہ حسابی

يعلم العبد ما هو المقبول من الاعمال الصالحة وما هو المردود منها وما هو المغفور من الاعمال

معلوم ہوگا بنی آدم کو کہ نیک عملوں میں سے کونسا مقبول ہے اور کونسا مردود ہے اور کونسا اعمال بد میں سے معاف ہوا

السيئة وما هو المأخذ بها وبالوزن يطلع على ما يتوجه اليه من الثواب والعقاب ويعلم مقدار

اور کونسی بر سزا ہوگی اور تولی سے معلوم ہوگا کس عمل پر ثواب ملیگا اور کس پر عذاب ہوگا اور معلوم ہوگا اندازہ

ثواب المقبول من الاعمال الصالحة ومقدار عقاب المأخذ من الاعمال السيئة ولذلك يكون

ثواب کا اعمال نیک میں سے مقبول کا اور اندازہ عذاب کا اعمال بد میں سے قابل داریہ کا اسلی

بعد الحساب نصب الميزان وقد ورد في الخبر ان احدى كفتيه من نور واخرى من ظلمة فالكفة

میزان بعد حساب کی قائم ہوگی اور حدیث میں مذکور ہے کہ ترازو کا ایک بڑا نور کا ہوگا اور دوسرا اندھیرا یعنی سیاہ پس

النيرة الحسنات والكفة المظلمة للسيئات والناس في الآخرة على ما قال علماءنا ثلثة اصناف

روشن بڑا واسطی نیکوں کی ہے اور سیاہ بڑا واسطی بدوں کی اور بنی آدم آخرت میں موافق قول ہماری علماء کی تین قسم ہوں گے

كفار وصنفون وفخلة لهم اما الكفار فيوضع كفرنهم في الكفة المظلمة فلا يوحدهم حسنة حتى

نہی کفار اور نری صنفی بر سزا ہوگا اور ملی جلی پھر کفار کا کفر سیاہ بڑی میں رکھا جائے گا اور کوی عمل نیک اور نیک ہوگا

توضع في الكفة الأخرى فبقى فارغة فترفع لفراغها وخلوها عن الخير فياخر الله تعالى بهم إلى
 النار وأما المتقون فهم الذين لا كبار لهم فتوضع حسناتهم في الكفة النيرة وصغارهم ان كانت
 لهم الصغار في الكفة الأخرى فلا يجعل الله تعالى لتلك الصغار وزنا وتثقل الكفة النيرة حتى
 لا تبرح من مكانه وترفع الكفة المظلمة لترفع الفراغ الخالي وأما المخاطون وهم الذين ارتكبوا
 الكبائر ولم يتوبوا عنها فتوضع حسناتهم في الكفة النيرة وسيئاتهم في الكفة المظلمة فيكون
 ثقلهم ثقل فمن كانت حسناته الثقل ولو بصوابة يدخل الجنة ومن كانت سيئاتهم الثقل ولو
 بصوابة يدخل النار لأن الله تعالى لا يذهب أهل الحق أن العباد إذا أتوا بطاعات
 كما مثال الجبال ثم كانت له مخالفة واحدة فهو في مشية الله تعالى أن شاء يعاقبه عليها ثم
 يعطيه ثواب طاعاته وإن شاء يغفرها له ولا يعاقبه عليها هذا إذا كانت الكبائر فيما بينه وبين
 الله تعالى وأما إذا كانت عليه تبعات وكانت له حسنات كثيرة فيقدر جزاء التبعات ينقص
 من ثواب حسناته فإذا لم يبق له حسنة لكثرة ما عليه من التبعات يحمل عليه من أوزار من ظلم
 ثم يعذب على الجميع أذيل لو كان لرجل ثواب سبعين نبيا وله خصم واحد ينصفه دنانق لا يدخل
 الجنة حتى يرضى خصمه وقيل يؤخذ بدنانق قسط سبعمائة صلوة مقبولة فتعطى للخصم ذكر القشير
 في التجب إذا تقر هذا فالصنفان الأولان هما المذكوران في القرآن لأنه تعالى لم يذكر في آيات الوزن
 إلا من ثقلت موازينه ومن خفت موازينه وقطع لمن ثقلت موازينه بكونه من المفلحين
 وفي العيشة الراضية ولمن خفت موازينه بخلوده في النار بعد أن وصفه بالكفر وبقي الذين
 أورام پسندیده بین ہی اور جکی وزن ہلکی ہوں کہ ہمیشہ کو دوزخی ہی بعد اسکی کہ بیان کیا اوسکا کفر اور باقی رہی وہ لوگ

بوضد دانت قسط سبعمائة صلوة مقبولة
 بوضد دانت قسط سبعمائة صلوة مقبولة
 بوضد دانت قسط سبعمائة صلوة مقبولة

خلطوا عملا صالحا واخر سيئا فينهم النبي عليه السلام حيثما ذكر انفا ثم ينصب الصراط على جهنم
 جنون فی اعمال نیک اور بد کو ملاسو او کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم فی بیان کیا ابھی ذکر آچکا پھر صراط کو دوزخ کی اوپر تان دیگی

قال بعض العلماء يكون طرفه الاول في ارض القيمة وطرفه الاخر في ارض الجنة وارض القيمة تكون
 بعضی علماء یہ کہتے ہیں کہ اوسکا پہلا سرا قیامت کی میدان میں ہوگا اور دوسرا سرا بہشت کی زمین میں ہوگا اور قیامت کا میدان

على النار ويكون اجتماع الخلائق باسرامهم عليها وتنفور النار حتى تغلو من جوانبها وتحيط باهل المحشر
 دوزخ کی اوپر ہوگا اور انبوه تمام خلقت کا اوسے جگہ ہوگا اور جوش میں آویگی آگ اتنا کہ اوپر جاویگی ہر طرف سے اور گہری لگی اہل عرش کو

حتى لا يبقى للجنة طريق الا الصراط فلا يكون الذهاب الى الجنة الا على الصراط وقد ورد في الحديث
 اتنا کہ جنت میں جائیگا کوئی راستہ نہ چھوگا سوائے صراط کی سو کوئی صورت جنت میں جائیگی نہوگی سوائے طریقیہ کو اور حدیث میں آیا ہے

انه ادق من الشعرة واحد من السيف ويجوز ان الناس بقدر اعمالهم يجوز بعضهم كالبرق الخاطف وبعضهم
 کہ صراط بال سے زیادہ باریک ہے اور تلوار سے زیادہ تیز اور سپر کو لوگ گزریگی اپنی اپنی اعمال کی موافق بعضی ایسی گزریگی جیسی چمک بجلی کی اور بعضی

كالريح العاصف وبعضهم كالفرس الجواد وبعضهم يعدو عدوا وبعضهم يمشي مشيا حتى يكون اخر
 مانند آندھ تندی اور بعضی مانند تیز رو کہوڑی کی اور بعضی خوب دوڑتی ہوگی اور بعضی چپٹی ہوئی ہوگی ہون گی ایسا کہ سب سے پچھلا

من يجوز ان يجوبوا فيقول يا رب ابطات بي فيقول الرب تعالى ابطت بك انما ابطى بك عملك وبعضهم
 جاویگا کہتا ہوا یہ عرض کریگا یا رب تو نے مجھ کو دیر لگادی پھر اللہ تعالیٰ فرما دیگا میں نے تجھ کو دیر نہیں لگائی مجھ کو تیری اعمال کی دیر لگائی اور بعضی

يجبر جلالة ويتعلق يداه وبعضهم ليسقط على وجهه الى جهة الناس ويتلقونه الزبانية بالسلاسل
 اپنی ہاتھ کھینچتی ہوں گی دونوں ہاتھوں سے پکڑی ہوئی اور بعضی منہ کی بل دوزخ کی اندر گر پڑیں گی اور دوزخ کی موکل اوسکو بخیر

والاخلال ويقولون له اما نهيت عن كسب الاوزار اما خلت ثرت من عذاب النار فتفكر يا مسكين اذا
 اور طرف میں جھکیں گی اوسے کہیں گی کیا تجھ کو کسب سے منع نہیں کیا تھا اعمال پر کسی کیا تجھ کو ڈرایا نہیں تھا دوزخ کی عذاب سے اب تصور کر لی اوسکین جب

نظرت الى جهنم وانت على الصراط مع ضعف حالك وثقل اوزارك على ظهرك والخلائق بين يديك
 تو نظر کریگا دوزخ کی طرف اور تو صراط کی اوپر ہوگا حالت تیری ناتوان اور بوجہ گناہوں کا تیری کمزوری اور تمام خلق تیری سامنے

كيف ينزلون وينكبون فتعلو رءسهم وتسفل رءسهم الى جهة النار وما يكون في اليوم الآخر من احوال الاخرة
 کیونکر اتریں گی اور گر بیگی پہر پاؤں اوپر کو ہوجاویگی اور سر نیچے کو دوزخ کی طرف اور منجمل حالات اخروی کی جو قیامت کی دن پیش آویگی

الشراب من الحوض فان لكل نبي حوضا يشرب منه مع امته وحوض نبينا عليه الصلوة والسلام أكبر
 حوض میں سے پانی پینا ہی ہر نبی کا ایک ایک حوض ہوگا اوس میں سے پانی پیوگی اپنی امت کی ساتھ اور ہماری نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا حوض سب سے بڑا

من غير متسم الجوانب والزوايا مقدار مسيرة شهر كما روى عن عبد الله عمرو بن العاص انه عليه
 ہوگا کہی ہوئی کناری اور کوئی بمقدار سفر ایک مہینے کی چنانچہ روایت ہے عبد اللہ بن عمرو بن العاص سے کہ فرمایا

الصلوة والسلام قال حوضي مسيرة شهر وزواياها سواء وماءه ابيض من اللبن واحلى من العسل و
 نبی صلی اللہ علیہ وسلم فی میرا حوض برابر سفر ایک مہینے کی ہی کوئی اوسکی برابر یعنی قائم میں اور اوسکا پانی دودھ سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ شیریں

ريحه اطيب من المسك وكيزانه كنجوم السماء من يشرب منه فلا يظما ابدا فقد دل هذا الحديث
 اور اسکی خوش بو مشک سے زیادہ پاکیزہ اور اسکی آجڑہ برابر گنتی آسمان کی ستاروں کی جتنی آجڑہیں سے پیا کہی پیا سا ہوگا یہ حدیث یہ حالات کرتی ہے

على ان من شرب منه لا يعذب بالعطش ابدا لكن يزداد عنه من بدل وغير لما روى عن سهل بن
 کہ جس نے اسے پیا اوسکو عذاب پیاس کا کبھی نہو دیگا لیکن ہر گز اسکی جگہ سے زیادہ اسکی حوض پر سے وہ لوگ جنہوں نے دین کو بدلا اور بدعت پیدا کی اسی کہ روایت ہے

بہرہ ہونے کی خبر

سعدانہ علیہ الصلوٰۃ والسلام قال انا فرطکم علی الحوض من مر علی یشرب ومن شرب لا یظما ابدا
 سعدی کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی میں تمہارا میر منزل ہوں حوض پر جو شخص میری تک اور کجا سو پوچھا اور جو شخص پوچھا کہ پیاسا نہ ہوگا
 لیرون علی اقوام اعرفہم وبعرفوننی ثم یحال بینی وبینہم فاقول انہم منی فیقال لا تدری ما احدثوا
 البتہ آویگی مجھ تک وہ قوم کہ میں انکو پہچانوں گا وہ مجھی پہچانیں گی بہر میری اور انکی پیچ میں ہوتا ہے کجا میں کہوں گا یہ تو میری ہی میں جواب آویگا آپ کو خبر نہیں
 بعدک فاقول سبحنا سبحنا لمن غیر بعدی فانہ علیہ السلام انما یعرف امتہ فی ذلک الیوم لیسر وہم
 بعد آپ کی پہر میں کہوں گا دور دور جسنی دین کو بدلا میری بعد پس نبی صلی اللہ علیہ وسلم اسی پہچانگی اپنی امت کو اوس روز کہ وہ آویگی پاس
 علیہ غرہمجلین من اثر الوضوء کما روی عن حذیفۃ انہ علیہ السلام قال حوضی لہوا شد بیاضا
 ہاتھ منہ چمکتی ہوئی وضوء کی اثر سی چنانچہ روایت ہی حذیفہ سی کہ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم فی میرا حوض البتہ بہت سفید ہی
 من التلم واحلی من العسل وانیتہ اکثر من عدد النجوم وانی لاصد الناس عنہ کما یصد الرجل ایل
 برف سی اور بہت شیرین ہی شہد سی اور اوسکی برتن یعنی کوزہ بہت زیادہ ہیں ستاروں کی گنتی سی اور میں البتہ روکوں گا خیر لوگوں کو جیسی دیکھائی کوئی شخص
 الناس عن حوضہ قالوا یا رسول اللہ انعرفنا یومئذ قال نعم لکم سیماء لیست لاحد من الادم
 غیر کی اونٹ کو اپنی حوض پر سی پوچھا یا رسول اللہ کیا تم پہچانو گی ہمکو اوس روز فرمایا ان تمہاری چہرہ ایسی ہوگی جو کسی کی تمام امتوں میں ہی ہوگی
 تردون علی غرہمجلین من اثر الوضوء فہذہ الاحادیث قد دلت علی کون الحوض یوم القیمۃ حقاً لکن
 تم میری پاس آؤ گی ہاتھ منہ چمکتی ہوئی وضوء کی اثر سی ان حدیثوں سی معلوم یہ ہوا کہ قیامت کی دن حوض حق ہی لیکن
 اختلف فیہ هل هو قبل الصراط او بعدہ وهل هو قبل المیزان او بعدہ فقال بعضهم انہ یکون بعد الصراط
 اختلاف میں ہی کہ آیا وہ صراط سی پہلی ہی یا صراط کی بعد اور آیا وہ میزان سی پہلی میں یا پہچی سو بعضی کہتی ہیں کہ حوض صراط کی بعد ہوگی
 اذ لو کان فی الموقف لما دخل النار من شرب منہ لانہ علیہ السلام قال من شرب منہ لا یظما ابدا وقد
 کیونکہ اگر وہ موقف میں ہو تو دوزخ میں نہ جاتا جو اوس میں سی فی لیتا اسلوسی کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا ہی جو اوس میں ہی پوچھا کہ پیاسا نہ ہوگا اور
 ثبت ان بعضا من عصاة المؤمنین یدخلون النار ثم یخرجون منها بسبب الیمان فمتی یکون
 بیشک یہ ثابت ہی کہ بعضی کفار مؤمن دوزخ میں ڈالی جاویں گی بہر اوس میں نکلیں گی بسبب ایمان کی بہر انکو کیا کب میر ہوگا
 شربہم منہ وھذا القول لیس بصحیح بل الصحیح انہ یکون فی الموقف قبل الصراط وقبل المیزان لان
 اور یہ قول صحیح نہیں ہی بلکہ صحیح یہ ہی ہی کہ حوض موقف میں ہوگا صراط سی پہلی اور میزان سی پہلی اسلی
 الناس یخرجون من قبرورہم عطاشا فذلک یقتضی ان یکون الحوض قبلہما وقد روی البخاری عن
 کہ نبی آدم قبروں میں سی پیاسی نکلیں گی اسی معلوم ہوتا ہی کہ حوض ان دونوں سی پہلی ہوگا اور بخاری فی روایت کی ہی
 ابی ہریرۃ انہ علیہ الصلوٰۃ والسلام قال بینا انا قائم علی الحوض اذ امرۃ حتی اذا عرفتمہم خرج رجل
 ابو ہریرہ سی کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی ایک وقت میں حوض پر کھڑا ہوگا چاکل ایک گروہ پیدا ہوگا ایسا کہ جب میں انکو پہچانوں گا تو
 من بینی وبینہم فقال لہم ہلم فقلت الی ابن قال الی النار واللہ قلت ما شانہم قال انہم ارتدوا بعد
 میری اور انکی پیچیں ایک شخص آویگا وہ شخص کہیں اوسنی چور میں پوچھو گا کہ ہر کو کجا دوزخ میں قسم خدا کی میں کہوں گا انکا کیا علی کہیں گے یہ لوگ پہر ہی ہی بعد آپ کی
 علی اذ بارہم فقہرۃ ثم اذ امرۃ حتی اذا عرفتمہم خرج رجل من بینی وبینہم فقال لہم ہلم فقلت
 پہر پشت اوچی پانوں پہر چاکل ایک گروہ پیدا ہوگا ایسا کہ جب میں انکو پہچانوں گا پیدا ہوگا ایک شخص پیچیں میری اور انکی وہ اوسنی کہیں چور میں پہچان
 الی ابن قال الی النار واللہ قلت ما شانہم قال انہم ارتدوا علی اذ بارہم فلا یرى یخلص منہم الامثل
 کہ ہر کو وہ جواب دیگا دوزخ میں قسم اللہ کی میں کہوں گا کیا حال ہی انکا وہ کہیں گے یہ پہر ہی ہی پس پشت اپنی معلوم نہیں ہوتا مجھی کہ پیچیں انوں میں ہی گر ماند

ہمل النعم یعنی ان من یجوز منہم قلیل قلۃ النعم الضالۃ علی ان اهل بفتح تین جمع ہامل وهو الضال
گمشتہ اونٹ کی مراد یہ ہے کہ جو بچیں گی اونہیں سی تہوڑی ہونگی جیسی اونٹ گمشتہ کہی کہ ہل ساتھ زبرا اور مہم کی ہل کی جمع ہی اور اوکی سنی ہوگا

من الابل قال القرطبی فی تذکرۃ نقلا عن شیخہ ہذا الحدیث مع صحۃ اذ دل دلیل علی کون
اونٹ قرطبی اپنی تذکرہ میں اپنی اسناد سی نقل کر کہتا ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے اور بڑی قوی دلیل ہے اسکی

لحوض فی الموقف قبل الصراط لان الصراط مدود علی جہنم یجاز علیہ فمن جازہ یشکر من النار فایکون
کہ حوض موقف میں صراط سی پہلی ہوگی اسکی کہ صراط دروزخ کی اور یہ بچایا ہوا ہوگا او سپر کو گذر کر جاویگی پھر جو شخص او سپر کی گذر گیا تو دروزخ سے نکلا

لہ رجوع الیہا ایدا فکیف یصح ان یدعی الیہا وکذا حیاض الانبیاء تکن فی الموقف لما روی عن ابن عباس
پہرہ کبہٹ کر آویگا حوض پر پہر کیونکر ہو سکتا ہے کہ او سک حوض پر بلا دین اور ایسی ہی حوضیں اور نبیوں کی موقف ہی میں ہوں گی اسکی کہ ابن عباس

انہ علیہ الصلوۃ والسلام سئل عن الوقوف بین یدی اللہ تعالیٰ هل فیہ ماء قال والذی نفسی بیدہ
روایت کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا حال وقوف کا سامنی اللہ تعالیٰ کی آیا او کبہ پانی ہی فرمایا قسم اوں ذات کی جسکی قبضہ میں

ان فیہ الماء وان اولیاء اللہ لیردون حیاض الانبیاء ویبعث اللہ تعالیٰ سبعین الف ملک بالیدیم
بیشک دہن پانی ہی اور بیشک دوست خدا کی نبیوں کی حوضوں پر پانی بیویں گی اور اللہ تعالیٰ ستر ہزار فرشتی بھیجیگا اوکی ہاتھوں میں

عصی من النار یددون الکفار عن حیاض الانبیاء وھذا الحدیث یدل علی کون حیاض الانبیاء فی
آگ کی لاشیان ہوگی کفار کو نبیوں کی حوضوں پر سی ہٹا ویگی اس حدیث سی معلوم ہوتا ہے کہ حوض تمام نبیوں کی

الموقف فیلزم منہ ان یکون حوض نبیاً فی الموقف ایضا واذکر من انہ لوکان فی الموقف لما دخل
موقف میں ہوگی اسی لازم آتا ہے کہ حوض ہماری صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی موقف میں ہو اور یہ جو کہتی ہیں کہ اگر حوض موقف میں ہوتا تو ہرگز

النار من شرب منہ فالجواب عنہ ان من شرب منہ من اهل الکبار ان دخل النار بمشیتۃ اللہ تعالیٰ
دوزخ میں جاتا جو شخص او میں سی پانی پی چکا تو اسکا جواب یہ ہے بیشک جو شخص اوں حوض میں سی پیوی گا اہل کبیرہ میں سی اگر وہ دوزخ میں داخل ہوگا مشیت الہی

لا یعدب بالعطش ولا یجرق النار جوفہ واما الذین بدلوا وغیرا واحد ثوا صالیس فی شریعتہ علی السلام
تو او کو پیاس کا عذاب نہیں ہوگا اور آگ اندر سی پیٹ کو نہ جلادے گی اور وہ لوگ جنہوں کی دین کو بدلے اور پٹ ڈالا اور بدعتیں پیدا کیں جو شریعت نبوی میں نہیں ہیں

فان کان تبدلہم فی الاعمال ولم یکن فی الاعتقاد فانہم قد یتعدون عن الحوض فی حال تشریشرون منہ
پس اگر وہ تبدیل صرف اعمال ہی میں ہی اور اعتقاد میں نہیں ہی تو ایسی لوگ روکی جاویگی حوض سی ایک وقت پہر بیویں گی اوں حوض سی

بعد المغفرۃ وان کان تبدلہم فی الاعتقاد اختلف فی خلودہم فی النار ومن المعلوم قطعاً ان المخلد فی
بعد بخشش کی اور اگر وہ تبدیل اوکی اعتقاد میں ہی تو اختلف ہی اوکی دائمی دوزخ میں ہوئیں اور یقینی معلوم ہی کہ دائمی دوزخ میں

النار لیس الا کافر وقد ثبت ان المطر ودين عن الحوض اصناف المنافقون الذین یظهرن الايمان ویضمرون
سوا کافر کی کوئی نہیں ہی اور بیشک یہ ثابت ہو چکا ہے کہ حوض پر سی نکالی ہوئی کئی قسم کی لوگ ہوں گی ایک تو منافق جو ظاہر میں ایمان جھلاتی تھی اور

الکفر واهل الکفر والبدع والاهواء والمعلنون بالکبار والمستخفون بالمعاصی والظلمۃ واعوانہم علی
کفر جہاں تھی اور ظاہر کافر اور بدعتی اور ہوا ہوس پرست اور گناہ کیونکر ظاہر کر بنوالی اور گناہ کو ہلکا جانتی والی اور ظلم پیشہ اور اوکی مددگار اسکی

روی عن کعب بن عجرۃ انہ علیہ الصلوۃ والسلام قال لہ یا کعب بن عجرۃ اعیدک باللہ من امر
کہ روایت ہی کعب بن عجرہ سے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکو فرمایا ای کعب بن عجرہ تجھ کو خدا کی بناء اول امیر دن سی

یکون من بعدی فمن غشی ابوابہم فصدقہم فی کذبہم واما انہم علی ظلمہم فلیس منی ولست منہ
جو میری بعد ہوگی پس جو شخص اوکی دروازہ ہر گیا اور اوکی جہوشی بانوں کو تصدیق کیا اور ظلم میں شامل ہو کر مددگار بنے نہ وہ میرا اور نہ میں او کا

ولا یرد علی الخوض ومن لم یغش ابوابہم ولم یصدقہم فی کذبہم ولم یغتم علی ظلمہم فهو منی وانما منہ
اور نہ وہ حوض پر آسکیگا اور جو شخص اوکی دروازہ پر نگلیا اور نہ اوکی چوٹی پر آوے تو کی تصدیق کی آونہ ظلم پر اوکی مدد کی پس وہ شخص میرا اور میں اوکی
ویرد علی الخوض لیسرنا اللہ تعالیٰ الورد علیہ والنجاة من النار والسادس مما یجب الایمان بہ الایمان
وہ ہی حوض پر آوے گا الہی آسان کر ہر حوض پر جانا اور نجات دی آگ سی اور چپٹی شی جسر ایمان لانا واجب ہی ایمان تقدیر کا ہی
بالقدر والمراد من الایمان بہ العلم بكون کل ما یجری فی العالم من الخیر والشر والنعم والضرو والاسلام
اور تقدیر پر ایمان لانی سی مراد یہ ہی کہ یقین کرنا تمام حالات کا جو عالم میں گذرتی ہیں نیک اور بد اور فائدہ اور نقصان اور اسلام
والکفر والطاعة والعصیان والربح والخسران والارادات والخطرات والحركات والسکونات بقضاء
اور کفر اور عبادت اور گناہ اور نفع اور ٹوٹا اور ارادہ اور خطرہ دل اور حرکت اور سکون یہ سب حکم
اللہ تعالیٰ وقدرہ فعلی هذا کان الظاہران یدکر الایمان بالقضاء ایضاً وانما لم یدکر لكون الایمان
الہی سی اور اوکی اندازہ سی ہیں اس تقریر کی موافق ایمان قضاء پر ہی ذکر کرنا مناسب تھا یہ جو ذکر نہیں کیا تو اس لئی کہ ایمان
بالقدر مستلزما للایمان بالقضاء اذ القضاء وجود الموجودات فی اللوح المحفوظ اجمالاً والقدر
تقدیر پر بعینہ ایمان قضاء پر ہی اسلئی کہ قضائے وجود ہی تمام موجودات کا لوح محفوظ میں مجمل اور قدر
تفصیل القضاء السابق بايجاد تلك الموجودات فی المواد الخارجية واحدا بعد واحد وقبل القضاء
تفصیل اسلئی قضاء کی ہی باعتبار پیدائش اوی موجودات کی مادہ خارجی میں ایک کی بعد ایک آگئی پیچھی اور بعضی کہتی ہیں قضاء نام
هو الارادة الانزلیة والعناية الالهية المقنضية لنظام الموجودات علی ترتیب خاص والقدر تعلق
ارادہ قدیم کا اور خواہش الہی کا جسی سلسلہ موجودات کا خاص ترتیب سی بنا ہوئی اور تقدیر منخلق ہونا
تلك الارادة بالاشیاء فی اوقاتها الخاصة بها قال الامام فخر الدین الرازی فی تفسیر سورة یوسف اعلم
اوسہی ارادہ کا تمام اشیا سی اوکی وقتوں پر جو اوکی لئی مقرر ہو چکی ہیں امام فخر الدین رازی سورہ یوسف کی تفسیر میں کہتی ہیں سبحانی
ان الانسان ما مولى ان یراعی الاسباب فی هذا العالم فانه ما مولى غالباً بان یکثر من الاشیاء المملوكة
کہ انسان کو حکم ہی کہ اسباب ظاہری کو اس عالم میں رعایت یعنی استعمال کیا کری کیونکہ او کو حکم ہی اکثر جا کہ پتا رہی ہنک چیزوں سی
والاخذیة المضرة بان یسعی فی تحصیل المنافع ودفع المضار یقدر الاکان ثم انه مع ذلك ینبغی له
اور ایسی غذا اول سی جو ضرر کریں اس طرح کہ اپنی مفدور کی موافق کوشش کر کر منفعت کی اشیا حاصل اور ضرر چیزوں کو دفع کری بہر تو ہی انسان کو لایق یہہ ہی
ان یکون جازماً بانہ لا یصل الیہ الا ما قدر الله له ولا یحصل له الا ما اراده الله له فقول یعقوب
کہ یہہ یقین کری کہ جھکو وہی ملیگا جو اللہ فی میری واسطی اندازہ کیا ہی اور جھکو کہی نہیں حاصل ہوگا سوا اوکی جو اللہ فی ارادہ کیا ہی اب قول حضرت یعقوب
النبی علیہ السلام لا تدخلوا من باب واحد وادخلوا من ابواب متفرقة اشارة الى رعاية
علیہ السلام کا جوابی بیٹوں سی فرمایا تھا تم سب ایک دروازہ میں نہ جانا اور الگ الگ دروازوں سی جانا اشارة ہی واسطی
الاسباب المعبرة فی هذا العالم وقوله وما اغنی عنکم من الله من شیء اشارة الى التوحید المحض
استعمال اسباب ظاہری کی جو اس عالم میں معتبر ہیں اور قول اولکا اور میں نہیں بچا سکتا تھو اللہ کی کسی چیز سی اشارة ہی طرف خالص توحید کی
وعدم الالتفات الى الاسباب وقد ذکر الامام الغزالی فی کتاب الشکر من الاحیاء سؤالا وهو ان الله
اور توجہ نہ کرنا اسباب پر اور امام غزالی فی احیاء کتاب الفکر میں یہہ اعتراض ذکر کیا ہی کہ اللہ تعالیٰ فی
قد امرنا ان نعمل له ولا فنحن من مومنین ومعاقبون علی العصیان مع كون الكل من الله تعالیٰ
بیشک جھکام فرمایا کہ اوکی اطاعت کریں اور نہیں توہم قابل سرزنش اور عذاب کی ہیں نافرمانی سی باوجودیکہ یہہ تمام اللہ کی حکم سی ہو سکتا ہی

ولیس الیناشئ فکیف نذم وکیف نعاقب ثم اجاب بان هذا الوعد من الله تعالى سبب لحصول
 ہماری اختیار میں کچھ بھی نہیں ہی ہوگا کہ وہ کو کیوں سرزنش ہی اور کیوں عذاب ہوتا ہی پھر اسی پر جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ کی اس دہکھی سی ہجو اعتقاد حاصل ہی
 الاعتقاد فینا وحصول الاعتقاد سبب لہیجان الخوف وھیجان الخوف سبب لتترك الشهوات وترك
 اور اعتقاد حاصل ہونی سی دل پر خوف الہی خوب طاری ہوتا ہی اور خوف کی جوش سی شہوات نفسانی چھوٹی ہی اور

الشهوات سبب للوصول الى جوار الله تعالى والله سبحانه وتعالى مسبب الاسباب ومرتبتها
 شہوات نفسانی کی چھوٹی سی قریب حاصل ہوگا اور اللہ تعالیٰ ہی تمام اسباب کا بانی والا اور راستہ کرنا والا ہی

فمن سبق له السعادة في الازل يتيسر له هذه الاسباب حتى يقوده سلسلتها الى الخير ومن لم يستبق
 پہر جو ازل میں سعادت فی جالیا اور کو پہر تمام اسباب میں آکر وہ سلسلہ اور کو خیر کی طرف پہنچ لیا تا ہی اور جو کو

له السعادة يكون بعيدا عن سماع الله تعالى وكلام رسوله وكلام العلماء واذا لم يسمع لا يعلم
 سعادت حاصل نہ ہوئی تو وہ کلام الہی سنی اور نہ کلام اور نہ رسول کی مافی اور نہ کلام علماء کی قبول کری اور جس کی کچھ نہ سنا تو ہی

واذا لم يعلم لا يخاف واذا لم يخف لا يترك الركون الى الدنيا وشهواتها واذا لم يترك الركون الى الدنيا
 اور جب ہی علم ہوا تو پہر کیا خوف ہوگا اور جب کچھ خوف ہی نہ ہوا تو دنیا کی رغبت اور اس کی ہوا ہوس کب چھوڑ لیا اور جب دنیا کی رغبت

وشهواتها يكون من حزب الشيطان وان جهنم لموعدهم اجمعين المجلس الثامن في بيان
 اور اس کی ہوا ہوس دین سی گتین تو شیطان کی کردہ میں داخل ہوا اور ہمیشہ دوزخ ان میں لپک لپکا تا ہی مجلس آٹھویں بیان میں

من يدخل الجنة ومن لا يدخلها من المطيع للرسول عليه السلام
 اور ان لوگوں کی جو بہشت میں جاویں گی اور جو شخص بہشت میں نہیں جاویں گی رسول علیہ السلام کی فرمان برداروں

والمخالفة له قال رسول الله صلى الله عليه وسلم كل امتي يدخلون الجنة الا من ابي قالوا
 اور مخالفتوں میں سی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی امتی تمام امت جنت میں داخل ہوگی سوائے اس شخص کی جو منکر ہوا

ومن ابي يا رسول الله قال من اطاعني دخل الجنة ومن عصاني فقد ابي هذا الحديث من صحاح
 منکر کوں ہی یا رسول اللہ فرمایا جس نے میرا کہا مانا وہ جنت میں داخل ہوگا اور جس نے میرا کہا مانا وہ ہمیشہ منکر ہوا یہ حدیث مصابیح کی

المصا بيم رواه ابوهريرة والمراد بالامة في هذه الدعوة فعلى هذا فالابي هو الكافر
 صحیح حدیثوں میں ہی ابو ہریرہ کی روایت سی اور مراد امت سی اس حدیث میں شاید کہ امت دعوت ہو اس تقدیر پر منکر کا فر ہی ہیں

فيكون المعنى ان كل من امن بما جئت به من عند الله تعالى يدخل الجنة اما قبل دخول النار
 پہر معنی حدیث کی یہ ہیں کہ جو شخص یقین کریگا احکام کا جو میں اللہ کی طرف سے لایا ہوگا وہ جنت میں داخل ہوگا یا تو بدولت داخل ہونی دوزخ کی

او بعد الخروج منها ومن ابي وامتنع عن الايمان بما جئت به من عند الله تعالى لا يدخل الجنة
 یا دوزخ سی نکل کر اور جو شخص منکر ہوا اور بازرگ ایمان سی اور احکام پر جو میں لایا ہوں اللہ کی طرف سے تو وہ جنت میں ہرگز نہیں جاویگا

اصلا بل يبقى في النار ابدا لا ياد ويحتل ان يكون المراد بالامة الاجابة فعلى هذا فالابي هو
 بلکہ ہمیشہ کو دوزخ ہی میں پڑا ہی گا اور شاید مراد اس امت سی امت اجابت یعنی اہل اسلام ہوں اس تقدیر پر منکر وہ ہیں جو

العاصي من امته عليه الصلوة والسلام فيكون المعنى من اطاعني بعد ما آمن بي وتمسك بسنتي
 گنہ میں مبتلا ہیں امت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اب معنی حدیث کی یہ ہیں جس نے میرا کہا مانا نہیں پر ایمان لا کر اور میری طریق مسنون پر عمل کیا

وعمل بشريعتي يدخل الجنة ولا يدخل النار اصلا ومن ابي بعد ما آمن بي وامتنع عن تمسك بسنتي
 اور میری شریعت کو پڑتا وہ جنت میں داخل ہوگا اور دوزخ میں ہرگز نہیں جاویگا اور جو منکر ہوا ایمان لا کر اور میری سنت کی عمل سی

والعمل بشریعتی واتبع هواه وضل عن سواء السبیل یبقی فی مشیئة الله تعالى ان شاء یعفو عنه

اور میری شریعت کی برتتی سی اور پیچی لگا اپنی ہوا ہوس کی اور بیکاسید ہی راہ سی تو وہ خدا کی مشیت میں ہی چاہی اور کو معاف کر کی

ویدخل الجنة بلا عذاب وان شاء یدخله النار ویعدن به فیها بقدر ذنبه ثم یمخرجه منها ویدخل

بلا عذاب جنت میں داخل کری اور چاہی اور کو روزخ میں داخل کری اور موافق گناہوں کی اور میں عذاب دیکر پہراوس میں سی نکال کر جنت میں داخل کری

الجنة والحاصل ان من اطاع مولاه وجاهد نفسه وهواه وخالف شیطانہ ودنیاه یمکن

اور حاصل یہ ہے کہ جس نے اپنی مولیٰ کی اطاعت کی اور مجاہدہ کیا اپنی جان سی اور ہوس سی اور مخالفت کی شیطان اور دنیا سی تو

الجنة منزله وما وده ومن تمادی فی غیہ وعصیانہ وارضی فی الدنیا زمام طغیانہ ووافق

جنت اور ہی کا گھر اور تمکنا ہی اور جو شخص کسپار اپنی کچی اور نا فرمانی میں اور تسبی و الدی دنیا میں باگ سرکشی کی اور پیروی کرنا

هواه فی لذاته وشهواته یمکن النار اولی به اذ قال الله تعالى فاما من طغی واثر الحیوة الدنیاء

اپنی خواہش کی لذت اور شہوات میں تو روزخ اسے ہی سنوار ہی اس کی کہ اللہ تعالیٰ فی خیر یا ہی سو جس نے شرارت کی اور بہتر سمجھا دنیا کا جینا سو

الحجیم ہی المادی واما من خاف مقام ربیه ونهى النفس عن الهوی فان الجنة هی المادی وروی عن

دورخ ہی ہی تمکنا اور جو کوئی ڈر اپنی رب کی پاس کھڑی ہونی سی اور روکا ہی کو چاروسی سو بہشت ہی تمکنا اور روایت ہی

ابی ہریرة انه علیه السلام قال لا یدخل النار الا شقی قبل ومن الشقی لا رسول الله قال من لم یح

ابو ہریرہ سی کہ رسول علیہ السلام فی فرمایا روزخ میں کوئی داخل ہوگا سوای شقی کی کہ جس نے پوچھا شقی کون ہوتا ہی یا رسول اللہ فرمایا جس نے

الله بطاعة الله ومن لم یترک له معصیته فهو شقی وروی عن بشاد بن اوس انه علیه السلام

خدا کی واسطی طاعت کی اور جس نے اس کی خوف سی گناہ کو چھوڑا وہ شقی ہی اور روایت ہی بشاد بن اوس سی کہ رسول علیہ السلام فی فرمایا چلا انا

قال الکیس من دان نفسه وعمل لما بعد الموت والعاجز من اتبع نفسه هواها وتمنی على الله فانه

وہ ہی جس نے خدا کی واسطی اپنی جان چھکادی اور آخرت کی واسطی عمل کیا اور عاجز نادان وہ ہی جو اپنی جان سی ہوا ہوس کی پیچی پڑا اور اس سی بجا آرزو کی

عليه الصلوة والسلام بین فی هذا الحديث ان العاقل من بذل نفسه وجعلها مطیعة لامر

رسول علیہ الصلوة والسلام فی اس حدیث میں بیان فرمایا کہ ہوشیار وہ شخص ہی جو خوار کری اپنی جان کو اور اپنی جان کو امر ہی کی تابع بنادی

الله تعالى ویحاسبها فی الدنیا قبل ان یحاسب فی الآخرة فان وجدها عملت خیرا یشکر الله تعالى

اور اس کا حساب دنیا میں سمجھ لی آخرت میں حساب ہونی سی پہلی پہر اگر معلوم ہو کہ اوسی اعمال خیر ہیں آی تو اس کا شکر بجا لادی

وان وجدها عملت شرارا یستغفر الله تعالى ویتوب الیه ویبأسف علی ما ضیع من عمره ویستعد

اور اگر یہ معلوم ہو کہ اعمال بد ہیں تو اللہ سی بخشش طلب کری اور اوس کی طرف رجوع کری اور اتنی عمر کی بربادی پر افسوس کری اور اپنی آخرت کی ہی سلاطین

لعاقبة امره بالتوجه الی صالح عمله والتصل من سالف زلله ولاشتغال بعبادة ربیه فی جمیع احواله

نیک عمل کی طرف متوجہ ہو اور گذری ہوئی لغزشوں سی بینار ہو اور اپنی برزخ کار کی عبادت کا ہر وقت مشغول رہی

فهذا هو الزاد لیوم المعاد والاحق من یقصر فی امر مولاه ویسعی فی تحصیل هواه وهو مع تقصیر

یہ ہی توشہ معاد کی دن کا اور احق وہ ہی جو اپنی مولیٰ کی کہا مانتی من قصور اور ہی خواہش حاصل کر نہیں کوشش کری اور وہ تپہر ہی کہ

فی طاعة ربیه واتباع شهوات نفسه یمتنی علی الله تعالى فهذا هو الغرور لانه تعالى امره وھی ثم

اپنی رب کی طاعت میں قاصر ہی اور اپنی نفس کی خواہش میں لگا چلا جاتا ہی اللہ سی آرزو میں مانگتا ہی پس غرور یہ ہی کہ چونکہ اللہ تعالیٰ فی امر ہی کیا اور غیبی ہی کی پہر

قال وان لیس للانسان الا ما سعی وروی عن ابی ہریرة انه علیه الصلوة والسلام قال ما من احد یحیی

فرمایا اور یہ کہ آدمی کو وہ ہی ملتا ہی جو اوس نے کیا اور روایت ہی ابو ہریرہ سی کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم فی

فرمایا ایسا کوئی نہیں جو کر

اور روایت ہی ابو ہریرہ سی کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم فی

الاندم قالوا وما ندمته يا رسول الله قال ان كان محسناً ندم ان لا يكون ازداوان كان
 بچتا وی نهین عرض کیا بچتا واکیا ہوگا یا رسول اللہ فرمایا اگر وہ شخص نیکو کاری تو بچتا دیکھا کہ مینی کیوں نہیں زیادہ عمل کیا اور اگر
 مسیئاً ندم ان لا يكون نزع فی ایهما العاقل لا تضیع عمرک فی الغفلة فاجتهد فی تحصیل امتعة
 بدکاری تو بچتا دیکھا کیوں نہیں باز رہا پس ای شخص ہوشیار غفلت میں اپنی عمر برباد مت کر سامان آخرت کی پیدا کر نی میں کوشش کر
 الاخرة قبل ان یجی یوم لا تقدر علی تحصیلها فی ذلك الیوم فانک عن قریب تعاین ذلك الیوم فتندم
 اس ای پہلی کہ وہ دن آج ہی کہ پہر چھکو اوس روز حاصل کر نی کی کچھ طاقت رہی تو ابھی نزدیک اوس دن کو دیکھ لیگا
 علی ما فات من عمرک ولا ینفعک الندم قال الامام الغزالی فی رسالته المسماة بابها الولد انی رأیت
 غفلت میں عمر برباد کئی ہوئی بچتا اور اس ندامت سے کچھ فائدہ ہوگا امام غزالی اپنی رسالہ میں ابہا الولد جسکا نام ہی کہتی ہیں مینی
 فی الانجیل ان المیت من ساعة ان یوضع علی الجنائزة الی ان یوضع الی شقی القبر یبطله تعالی
 انجیل میں دیکھا ہی کہ مردہ سی اتنی عرصہ میں کہ اوسکو جنازہ پر رکھ کر قبر کی کناری پہنچا کر کہیں اللہ تعالیٰ اپنی عظمت سے
 بعظمتہ اربعین سوا اولہ یقول عبدی طهرت منظر الخلق سنین وما طهرت منظر
 چالیس سوال پوچھتا ہی پہلی یہ ہی فرماتا ہی ای میری بندی پاکیزہ کیا تو فی اپنی تن بدن کو برسوں تک اور میری نظر گاہ کو
 ساعة فانه ینظر فی قلبک کل یوم ویقول ما تصنع بغیری وانت محفوف بخیری اما انت صم
 ایک دم پہنچ گیا کیونکہ اللہ تعالیٰ ہر روز تیری دلی طرف دیکھتا ہی اور فرماتا ہی تو کیا کیا کرتا ہی اور دن کی واسطی اور تو کہرا ہوا ہی میری انجام سے کیا تو بہرا ہی
 لا تسمع وقد قال ابوسلیمان الدارانی لولویک العاقل فیما بقی من عمره علی فرت ماضی منہ
 سنتا نہیں ابوسلیمان دارانی کہتی ہیں اگر عاقل افسوس سے نہ دوی اپنی بقیہ عمر میں بی عبادت غفلت میں گزری ہوئی عمر پر
 فی غیر الطاعة لکان خلیقا ان یحزنہ ذلك الی المات قال الامام الغزالی انداقل هذا لان
 نوا سکولایت ہی کہ مرتی دم تک اس ہی فہم میں رہی امام غزالی کہتی ہیں ابوسلیمان فی یہ بات اسلی کہی ہی کہ
 العاقل اذا ملک جوهره نفیسة وضاعت منہ فی غیر فائدة یمکی علیہا الاحالة فاذا ضاعت
 عاقل کو اگر کوئی نفیس جوہر آجائے اور پیرودہ اوسکی آئندہ سی بی فائدہ جاتا ہی تو بیشک اوسکی غم میں روتا ہی بہر اگر وہ جوہر
 منہ وصار ضیاعا سببا لہلاکہ یكون بکاؤہ اشد فکل ساعة من العمر بل کل نفس منہ
 بی فائدہ گم ہو کر باعث ہوا اوس شخص کی تباہی کا تو ابھی زیادہ تر و تار ہیگا بس ہر ساعت عمر کی بلکہ ہر دم عمر کا
 جوهره نفیسة لا خلف لها ولا بدل لها لانها صالحة لان یوصلک الی سعادة الابد ویبغذک
 ایک نفیس جوہری جسکا نہ کچھ عوض ہی اور نہ بدل کیونکہ وہ عمر اس قابل ہی کہ چھکو سعادت ابدی میں پہنچا دی اور
 من شقاوة السرد وای جوهر النفس من هذه الجوهره فاذا ضیعت فی الغفلة فقد خسرنا
 شقاوت وای سی بچاوی اور کونسا جوہر اس جوہری زیادہ نفیس ہوگا جب تو فی اسکو غفلت میں برباد کیا تو تو صراحتی ہی تو فی میں
 مبینا فاذا صرفنا الی المعصية فقد هلکت ہلاکا مبینا فان کنت لا تبکی علی هذه المعصية
 مبتلا ہوا ہر اگر تو فی اوسکو گناہوں میں صرف کیا یہ تو ہی بھگدو خوب نباہ ہوا پہر اگر تو اس خطا پر افسوس کر کی نہیں روتا
 فذلك لجهلک فنصیبتک لجهلک اعظم من کل مصیبة تکل لجهل مصیبة لا یعرف صاحبہ
 تو بہر تیری جہالت ہی تیری جہالت کی مصیبت تمام مصیبتوں سے بدتر ہی لیکن جہالت البی مصیبت ہوتی ہی کہ جاہل اوسکو
 کونہ مصیبة لان نوم الغفلة یحول ببنتہ وین معرفتہ والناس بینام فاذا ماتوا انذنبوا
 مصیبتا نہیں سمجھتا کیونکہ خواب غفلت جاہل ہو کر نہیں سمجھی رہی اور آدمی اب تو سوئی ہیں جب مریگی تو جاگیں گی

فخذ ذلك بيكشاف لكل مفلس افلاسه ولكل مصاب مصيبته فان الناس في الآخرة ينقسمون الى عدة

اقسام القسم الاول قسم الفائزين وهم الذين قال الله تعالى فيهم **فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّا أُخْفِيَ لَهُمْ**

مِنْ قَوْلِهِمْ جَزَاءُ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ قال النبي عليه السلام حكاية عن الله تعالى اني اعددت لعبادي

الصالحين ما لا عين رأت ولا اذن سمعت ولا خطر على قلب بشر والقسم الثاني قسم الهالكين وهم

الذين كنوا بالحق ولم يصدقوا به فان سعادة الآخرة لا تكون الا في القرب من الله تعالى والنظر اليه

وذلك لا يحصل الا بالمعرفة التي يعبر عنها بالايمان والتصديق وهم لما كنوا بالحق ولم يصدقوا به

كانوا بعيدا عنه وهم عن ربهم يومئذ لمحجوبون وكل محجوب عن ربه يكون هالكا معذبا بانا الفراق

وقاس سعادته دور هو في اوده ابنى ربى اوس روز البت اوط مين هوگی اور جو شخص اپنی ربی اوط مين رہا ہلاک ہووگا جدائی کی آگ مين

ونا رجهتم ابدالا باد والقسم الثالث فيه قسم المعدبين وهم الذين تخلوا باصل الايمان لكنهم قصر في العمل

بمقتضا فان اس لايمان التوحيد وهو نفى الشرك وهو اعتقاد العبدان الله تعالى واحد في ذاته و

افعاله وكل ما يظهر في العالم لا يظهر الا بعلمه وامراده وخلقه ولا يستحق العبادة الا هو فلي هذا

كل من يقول لا اله الا الله يصير كانه يقول اني اعتقدت انه تعالى واحد في ذاته وصفاته وافعاله

ولا يظهر في العالم شئ الا بعلمه وامراده وخلقه ولا يستحق العبادة الا هو وان التزمت عبادته

ولا اعبد الاياه وبعد هذا الاعتراف كل من اتبع هواه فقد اتخذ الهه هواه وهو موحد بلسانه

فقط والتوحيد لا يكمل الا بالاستقامة عليه ومن لم يستقم عليه ولو في امر يسير بل اتبع هواه

ولوني فعل قليل يكون خارجا عن سواء السبيل وذلك قادح في كمال التوحيد ولعدم خلوي بشر عن

ذلك في غالب الامر قال الله تعالى **وَلَنْ هُمْ كُفُورًا** وارادها فيكون ورود كل احد على النار متيقنا وانما

قائم نعيم ربي

اور عالم مين جو گزرتا ہی ہرگز نہیں پیدا ہو سکتا بدون اوسکی علم اور ارادہ اور پیدا کرنی کی اور پستش کی سوا کی اور کوئی نہیں ہی اس تقریر کی بوقت

جو شخص زبان سے کہتا ہی لا الہ الا اللہ گویا وہ کہتا ہی میں ہی یقین کیا کہ اللہ تعالیٰ ایک ہی اپنی ذات اور صفات اور افعال میں

اور عالم مين کوئی امر پیدا نہیں ہو سکتا بدون اوسکی علم اور ارادہ اور پیدا کرنی کی اور کوئی نہیں سزاوار پرستش کا سوا اوسکی اور میری ذمہ ہی اوسکی عبادت

اور میں کسی عبادت نہ کروں گا سوا اوسکی اور میرا قرار کر کہ جو شخص اپنی ہوا ہوس کی پیچی پڑی تو اوسنی بیشک اپنا معبود ہوا ہوس کو بلایا اب وہ شخص فقط زبان سے

فقط والتوحيد لا يكمل الا بالاستقامة عليه ومن لم يستقم عليه ولو في امر يسير بل اتبع هواه

توحيد کا قائل ہی اور توحيد بدون استقامت کی پوری نہیں ہوتی اور جو شخص توحيد پر قائم نہ رہی اگرچہ اسی کا میں بلکہ وہ اپنی ہوا ہوس کی پیچی

ولو في فعل قليل يكون خارجا عن سواء السبيل وذلك قادح في كمال التوحيد ولعدم خلوي بشر عن

اگرچہ چھوٹی سی کار میں وہ سید ہی رستہ سی میرا ہی اور اسی کال توحيد کو بلا لگتا ہی اور اسلئے کہ اکثر آدمی اکثر اوقات کمال توحيد پر

ذلك في غالب الامر قال الله تعالى **وَلَنْ هُمْ كُفُورًا** وارادها فيكون ورود كل احد على النار متيقنا وانما

قائم نعيم ربي

اللہ تعالیٰ فرماتا ہی ایسا کوئی نہیں جو اوسپر گذری پس یقیناً آگ سب کی گذرگاہ ہی

وادی جميع الفرائض واما من ارتكب بعضا من الكبائر وترك بعضا من الفرائض فانه ان تاب توبة
 اور کسی نے تمام فرائض ادا کیں اور کسی نے کچھ کچھ کیونہ گناہ ہی کئی اور کسی کوئی فرض ہی اور انکیا تو ایسی شخص فی اگر کامل توبہ کی
 نصوحا قبل قرب الاجل یتحقق من لم یرتکب ذنبا لان التائب من الذنب کمن لا ذنب له والثوب المغسول
 حالت نزع سے پہلے - توبہ اور توبہ شامل ہی جس کوئی گناہ نہیں کیا اس کی گناہ سے توبہ کرنا والا ایسا ہی جیسی فی گناہ اور وہو یا ہو اکثر ایسا ہی
 كالثوب الذي لم يتوسخ وان لم يتب بل مات قبل التوبة فامره محظ عند الموت اذ ربما يكون موته على
 جیسی پہلا نہیں ہوا اور اگر توبہ نہیں کی بلکہ توبہ سے پہلے مر گیا تو اس کی حق میں رقی دقت کا اندیشہ ہی اس واسطے اکثر اوقات ایسی موت
 الاصل بسبب الزوال ايمانه فيختم له بسوء الخاتمة ويبقى في جهنم ابدا لا يابدان لم يختم له بسوء الخاتمة
 اسرار پر باعث ایمان کی زوال کی ہو جاتی ہی پہر اس کا خاتمہ بد ہوگا اور ہمیشہ کو دوزخ میں رہا رہی گا اور اگر اس کا خاتمہ بد نہ ہوا
 بل مات على الايمان فان لم يعف الله تعالى يعذب عذابا يزيد على عذاب المناقشة في الحساب ويكون
 بلکہ ایمان سے ہوا پہر اگر اسے تعالیٰ فی معاف نکلیا تو اس کو ایسا عذاب ہوگا جو حساب میں سخت گیری کی عذاب سے زیادہ ہو اور
 كثرة العقاب من حيث المدة بحسب كثرة الاصرار ومن حيث الشدة بحسب شدة قيمه الكبائر ومن حيث
 افزائش عذاب کی درازی مدت سے باعتبار زیادتی اصرار کی ہوگی اور افزائش سختی میں باعتبار سختی گناہ کی ہوگی اور
 اختلاف النوع بحسب اختلاف انواع المعاصي وعند انقضاء مدة العقاب ينزل في درجات اصحاب
 تبدیل عذاب کی باعتبار تبدیل گناہ کی یعنی جیسا گناہ ویسا ہی عذاب ہوگا اور بعد گزرجانی مدت عذاب کی وہ شخص اور کی مرتبہ میں شامل ہووے گا جس کو
 اليمين وفي الخبر ان اخر من يخرج من النار يعطى مثل الدنيا كلها عشرة اضعاف ولا يخرج من النار الا موحدا
 ایمان نامہ میں آیت علیہ علیہ کی اور حدیث میں ہی کہ سب سے پہلے جو دوزخ سے باہر آوے گا اس کو تمام دنیا سی دس گونہ زیادہ عنایت ہوگا اور دوزخ میں ہی سوا اس کو جس کی
 وليس المراد من الموجد من يقول بلسانه لا اله الا الله فقط لان اللسان من هذا العالم الذي يعبر عنه
 کوئی خلاص نہ ہووے گا اور موصوفی ماردہ شخص نہیں ہی جو صرف زبان سے لا اله الا الله کہہ کر اس عالم کا ہی جس کو
 بعالم الملوك والشهادة فلا ينفع النطق به الا في هذا العالم حيث يدفع سيف المسلمين عن رقبتهم وايدى
 عالم ملک اور شہادت کہتی ہیں سوز پانی کلمہ پڑھنی سے صرف اس عالم میں فائدہ ہوگا اس واسطے کہ تلوار مسلمانوں کی اوکی گردن سے دور رہی کی اور آیت
 الغانمين عن ماله ومدة الرقبة والمال مدة الحيرة واذالم يبق الرقبة والمال لا ينفع النطق به وانما ينفع الصد
 غنیمت کرنا والوں کا اس کا ہی گناہ اور اول تو زندگی پہر ہی پہر جب گردن اور مال نہ رہیگا یعنی بعد موت کی وہ کلمہ پڑھنا کچھ کام نہ آوے گا
 في التوحيد وكما لا يستقامة على فعل المأمورات ونزك المنهيات ولا ياتي ذلك الا بغلبة اليقين
 توحید میں صرف تصدیق کام آوے گی اور کمال توحید کا مامورات کی عمل کرنی پر اور منہیات کی ترک کرنی پر قائم رہنی سے ہی اور یہ دونوں حاصل نہیں ہو
 على القلب بعد نفي المشك عنه فان من غلب على ظنه ان من يعمل مثقال ذرة خيرا يره ومن يعمل مثقال ذرة
 جس کے دل پر یقین غالب نہ ہو اور شک لہیں ہی بخا تا رہی کیونکہ جس کی گمان میں یہ بات جم گئی کہ جو ذرہ بہر بہا کی کو عمل میں لاوے گا وہ دیکھے گا اور جو ذرہ بہر
 شراره لا شك ان يحرص على تحصيل الطاعات ويحفظ قليلها وكثيرها ويترك الذنوب والمسيات
 سو دیکھے گا توبہ کے شخص جہان تک بنی عبارت کو حاصل کرے اور عبادت میں سے تمام چھوٹی اور بڑی بحفاظت کرے اور تمام گناہ اور برائیوں کو چھوڑے
 ويجتنب صغيرها وكبيرها وقليلها وكثيرها وهذا هو الايمان الحقيقي والتوحيد اليقيني والناس في هذا
 اور تمام صغیرہ اور کبیرہ سے اور تہوی اور بہت سے بچے گا اور یہ ہی حقیقی ایمان اور یقینی توحید ہی اور آدمی اس توحید کی اندر
 التوحيد متفان وتون فمنهم من له توحيد مثل الجبال ومنهم من له توحيد مثل دينار ومنهم من له توحيد
 مختلف درجہ کی ہیں بعضی وہ ہیں جس کی توحید برابر پہاڑ کی ہی اور بعضی ایسی ہیں جس کی توحید برابر دینار کی ہی اور بعضی ایسی ہیں جس کی توحید

مقدار خردلة و ذرة فمن في قلبه مثقال دینار من ایمان فهو اول من يخرج من النار و اخر من يخرج
برابر دانه را می آید و ذره که می آید هر چقدر دل میں ایمان برابر دینار کی ہی وہ سب سے پہلی روزخ کی اندر سی باہر آویگا اور سب سے پچھی روزخ کی
منها من في قلبه مقدار ذرة من ایمان و اکثر ما يدخل الموحدين النار مظالم العباد و قد جاء في الاثر
اندر سی وہ نکلیگا جسکی دل میں ایمان برابر ذره کی ہی اور جو حدادی اکثر روزخ میں بسبب حق العباد کی جاوے گی اور حدیث اثر میں آیا ہی
ان العبد لم يوقف بين يدي الله تعالى وله حسنات امثال الجبال لو سلمت له لكان من اهل الجنة فيقوم
کہ ایک شخص سامنی اللہ تعالیٰ کی کھڑا ہوگا اور اسکی حسنات پہاڑ کی برابر ہوں گی اگر وہ سب اسکی لئی پچی بہتین تو بیشک جنتی ہوتا پہراو کی
اصحاب المظالم فكان قد سب هذا وضرب هذا واستخدم هذا واخذ مال هذا فيقتص من حسناته
مدعی کثری ہوگی اوستی او کو گالی دی تھی اور اسکو مارا تھا ایک سی خدمت کی تھی کیسا مال چھین لیا تھا اب ان سبکا بدلہ اسکی حسنات میں سی
حتى لا يبقى له حسنة فيقول الملائكة يا ربنا قد فديت حسناته وبقى الطالبون كثير فيقول الله تعالى
آخر اسکی پاس کچھ ہی نہیں بچکا پہر فرشتی کہیں گی یا الہی اسکی حسنات تو ہو لئی اور مدعی بہت موجود ہیں اللہ تعالیٰ فرماوے گی
القوام سبیا تهم على سيئاته و صكوا له صكا الى النار و كما يهلك الظالم بسببته غير بطريق القصاص
او کی گناہ اسکی ذمہ پر رکھو اور اسکی لئی دروازہ روزخ کا کھول دو اور جیسی ظالم غیر دیکھی گناہ سی یعنی بدلہ میں مارا جاتا ہی
فكذلك يخرج المظلوم بحسنة الظالم اذ تنقل حسنة الى عوضا عما ظلم به و اذ انقضى هذا فالقائم
ایسی ہی مظلوم ظالم کی حسنتی سچ جاتا ہی جہ ظالم کی حسنت نظام کی بدلہ میں مظلوم کو ملتی ہیں جب یہ بات ٹہری تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
على كل مسلم البدار الى محاسبة نفسه كما روى عن عمر الخطاب انه قال حالسوا انفسكم قبل ان
کہ جلد اپنی ذات کا حساب سمجھ لی چنانچہ روایت ہی عمر بن الخطاب سی کہ فرماتی ہیں ایسا حساب سمجھ رکھو پہلی
تحاسبوا و زنوا انفسكم قبل ان تزنوا فانكم ان كنتم تحاسبون انفسكم اليوم و تزنونها للعرض الاكبر
حساب دینی سی اور اپنا کیا تول رکھو پہلی تول دینی سی کیونکہ اگر تم آج اپنا حساب سمجھ لو گے اور بری وقت کی واسطی تول رکھو گے
يكون الحساب عليكم خذ الهون و غرضون يومئذ ولا تخفى عليكم خافية و طريق المحاسبة ان
توکل کو حساب تم پر بہت آسان ہوگا اور دن سب سامنی ہوگا کوئی بات چھپی نہ رہے گی اور حساب سمجھنی کا بہرہ ڈھب ہی
ينظر المرء في حواله هل عليه شيء من حقوق الله تعالى و حقوق الناس ام لا فيقضي ما فاته من فرائض
کہ آدمی اپنی حال میں غور کری آیا مجھے کئی حق اللہ یا حق العباد باقی ہی یا نہیں پہر چاہی کہ ادا کری اگر کوئی فرض
الله تعالى يريد المظالم حبة حبة و يستحل كل من تعرض له بيدة و لسانه و قلبه بان اساء له الظن
الہی رہ گیا ہو اور حق العباد کا دانہ دانہ ہمیر دی اور معاف کر لی ہر ایک سی جسکو ستایا ہوا تھا سی اور زبان سی اور دل سی اسطرح کہ اسکی حق میں ہدگانی کا
و يطيب قلوبهم حتى يموت و لم يسق شيء عليه من حقوق الله تعالى و حقوق العباد و يدخل الجنة بغير
اور اولنگا دل خوش کردی آخر ایسی حال میں مرے کہ اسکی ذمہ پر کوئی حق اللہ اور حق العباد باقی نہ ہو اور بہشت میں فی
حساب يسرنا الله بفضل الله المجلس التاسع في لزوم الاتباع للنبي صلى الله عليه
حساب چلا جا الہی اپنی فضل سی ہمراہ آسان کردی نون مجلس ضروری ہونی میں اتباع نبوی صلی اللہ علیہ وسلم
وسلم فيما جاء به وفيه تحقيق قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا يؤمن احدكم
دسمل کی تمام احکام میں جو لای ہیں اور اس میں تحقیق ہی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی مؤمن نہیں ہوگی کوئی تم میں سی
حتى يكون هواه تبع لما جئت به هذا الحديث من صحاح المصابيح رواه عبد الله بن عمرو بن العاص و
جتنک ہو دی خواہش اسکی مطابق میری لائی ہوئی کی بہرہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثوں میں ہی عبد اللہ بن عمرو بن العاص کی روایت سی

معناه ان احلکم لا يبلغ درجته کمال الايمان حتى يخالف هواه ويتبع الحق ولا يسلط هواه على الحق
 اسكى معنى يهيه من كمال التوكل على الله تعالى من سبب من سبب ما يوجب درجته کمال الايمان کما يبين انك انما هو اهل حق
 بل يكون الحق الذي جعلت به مسلط على الهوى فان من يعمل بهوى نفسه لا يريد نفسه شيئا الا
 بلکه حق به جو من لا يهون خواهش پر غالب رہی کیونکہ جو شخص مطابق اپنی خواہش نفسانی کی عمل کیا کری تو پھر اسکا نفس جو خواہش
 یرتکبه ويخالف صولاه ويجعل هواه لها لنفسه كانه يعبدہ وهذا قال النبي عليه السلام ما عبيد تحت
 سوعمل کرکچ اور اپنی سولی کا مخالف ہو کر اپنی خواہش نفسانی کو اپنا معبود بنا دیکر گویا پیر و سکی پرستش کرتا ہی اسہیلی فرمایا ہی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پیچھے آسمان
 السماء له انفض الى الله تعالى من الهوى وفي رواية ان انفض اله عبدا في الارض عند الله تعالى
 تنی کوئی معبود جو بہتر ہو نہ دیکر اللہ تعالیٰ کی ہواسی اولیک روایت میں یہ یہی سیکر بہتر معبود جو پوجا جاتا ہی زمین پر نہ دیکر اللہ کی
 هو الهوى وفي الحقيقة ان من تأمل يعلم ان من يعبد الصنم لا يعبد الصنم وانما يعبد هواه لكون
 ہوا ہی اور حقیقت میں جو شخص غور کر دیکھی تو جان لی کہ جو آدمی بت کو پوجتا ہی وہ بت کو نہیں پوجتا اپنی ہوا کی پرستش کرتا ہی کیونکہ وہ بت
 نفسه مائلة الى دين ابلة فيتبع ذلك الميل الذي اوجبه عنه بالهوى اذ من عادة اهل الهوى ان يستحسن
 دل باپ دادوں کی دین پر جھکے ہی سو یہ شخص اسہی توجہ دلی کی پہنچی لگا ہوا ہی اسہی کو ہوا کہتی ہیں اسلی کہ اہل ہوا کی یہ عادت ہی کہ جو بت ادنیٰ خوشی
 كلما يوافق هواهم وان كان لكل شر و وبال وان يستقبحوا كل ما يخالف هواهم وان كان جالبا لكل خير
 موافق ہو او کو اچھا سمجھیں اگر چاہی تمام برائی اور وبال آپری اور جرات ادنیٰ خوشی کی خلاف ہو سکو برا سمجھیں اگرچہ اس میں تمام سہوئی
 ونوال فالسعيد من يخالف هواه ويتبع هواه والشقى من يتبع هواه ويخالف صولاه ويكون هالكا
 اور خوشی ہو لیس نیکجت وہ ہی ہی جو اپنی خواہش نفسانی کی خلاف اور سولی کی اطاعت کری اور بد نیکجت وہ ہی جو اپنی خواہش نفسانی کی پیروی ہی کا خلاف کر کرکچ
 لان من يتبع هواه يفعل ما يضره ويهلك حالا او مالا وهو لا يشعر ويشعر لکن خفة عقله يورج
 اسو سلی جو اپنی ہوا نفسانی کا تابع ہوگا تو وہ ہی عمل کرکچ جو اسکی حق میں مضر اور دنیا اور آخرت میں ہلاک کردی اور وہ خیال نہیں کرتا یا خیال تو کرتا ہی یہ سہوئی
 اللذة المحاضرة التي لا تتركها لها على العقوبات العظيمة التي لا نهاية لها ويظن لعى بصيرته وغاية حمايته
 حال کی لذت کو جسکو اصد قیام نہیں ہی اول بڑی بڑی عذابوں سی جکی کچھ انتہا نہیں ہی بہتر جانتا ہی اور یہیہ کا اندھا اپنی حماقت سی یہ گمان کرتا
 انه ظفر بشئ من اللذات ولا يعلم ذلك الا حق انه يخرج من الدنيا ويرى انه لم يظفر بشئ من اللذات
 کہ میں فی خوب عیش کوئی اور حق یہ نہیں سمجھتا کہ دنیا سی نکلتی ہی یعنی مرقی ہی دیکر لگیا کہ او کو کچھ ہی مزہ حاصل نہوا
 اصلا من لذات الدنيا ولا من لذات الآخرة بل اتبع هواه فيما ليس بشئ لان لذات الدنيا عنه تزول
 نہ تو دنیا ہی میں مزہ اوٹھایا اور نہ آخرت میں کچھ عیش پایا بلکہ بیکار نفسانی باتوں میں لگا رہا کیونکہ دنیا کا عیش تو جاتا رہیگا سر
 ولذات الآخرة ليس له اليه الوصول فيبقى في حسرة وندامة حين لا ينفعه الندم وقد قال ابن عباس
 اور آخرت کا عیش کہی میسر نہوگا ابہر حق اور ندامت میں مبتلا رہیگا سوا یہ ندامت ہی کیا ہوتا ہی ابن عباس کہتی ہیں
 ما ذكر الله الهوى في القرآن الا ذممه فانه تعالى قال بل اتبع الذين ظلموا اهلهم بغير علم وقال وان
 کہ اللہ تعالیٰ فی قرآن میں جہاں ہوا ہوس کا ذکر کیا ہی سب برائی سی کیا ہی اللہ تعالیٰ فی فرمایا ہی بلکہ چلی میں یہیہ فی انصاف اپنی چاؤ برین سمجھی اور کہا اور بہت لوگ
 كثير ليضلون باهواءهم بغير علم وقال ومن اصل من اتبع هواه بغير علم من الله فعلم من
 بہکا تی ہیں اپنی خیال پر بغير تحقیق اور کہا اور اوشی زیادہ بہکا کون جو چلی اپنی چاؤ برین راہ بتائی اللہ کی
 هذه الايات ان اتباع الهوى لا يكون في الاكثر الا بغير علم بالحق فلا بد للمؤمن ان يعرف الحق ويميزه عن
 ان آیات سی معلوم ہوا کہ ہوا ہوس میں مبتلا ہونا اکثر اوقات بتلواتنگی امر حق کی ہوتا ہی سو مرد مؤمن کو لازم ہی کہ امر حق کو دریافت کر کر باطل سی

دعا ہوا ہی

ما ذكر الله الهوى في القرآن الا ذممه

الباطل ويعمل بالحق ويختار على الباطل لان من لم يعرف الحق فهو ضال ومن عرفه واختار عليه
 او كى تميزه اصل كرى پر حق پر عمل كرى اور باطل پر اسكو پند كرى كيونكر جو شخص حق كو نهين پہچانتا وہ گمراہ ہوتا ہى اور جو شخص حق كو نہ پہچانی پر غم حق كو
 غیرہ فهو مغضوب عليه ومن عرفه واتبعه فهو منعم عليه وقد امرنا الله تعالى ان نسله في كل يوم
 پسند كرى تواسپر خدا كا غضب ہوتا ہى اور جو حق كو پہچان كر اسكو اطاعت كرى اسپر خدا كى رحمت ہى اور ہكو اسد كا حكم ہى كہ ہم اس سى ہر روز عالمات كا كرن
 وليلة مرات عديدة ان يهدينا صراط الذين انعم عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين وبتن في
 رات مین كہى كہى بار كہ دكہا ہكو رستہ اون لوگون كا جن پر توى رحمت كى نہ رستہ اون لوگون كا جن پر توى غضب فرمایا اور نہ گمراہ ہونكا اور
 ضمنہ ان اهل السعادة هم الذين عرفوا الحق واتبعوه وكانوا مهتدين وان اهل الشقاوة هم الذين
 اسى كى ضمن مین بیان كيا كہ سعادتمند وہ لوگ ہوتى ہيں جنہوں كى حق كو پہچان كر اطاعت كى اورادہ متبت پایا اور بدبخت وہ لوگ ہيں جنہوں كى
 لم يعرفوا الحق بل جہلوا وخرجوا منه وكانوا ضالين او عرفوه وخالفوه ولم يتبعوه بل اتبعوا غيرہ و
 حق كو نہ پہچانا اور جہالت كى ماری حق سى خارج ہوكر گمراہ ہو گئى یا حق كو پہچان كر اسكا خلاف كيا اور اطاعت كى بلكہ غیر حق كى اطاعت كى اور
 كانوا مغضوباً عليهم وقد ثبت في الحديث ان المغضوب عليهم اليهود وان الضالين النصارى وانما
 اسپر غضب نازل ہوا اور حدیث سى ثابت ہى كہ مغضوب علیہم سى مراد یہود ہيں اور ضالین كى مراد نصارى ہيں اور كيا وجہ ہى
 سمي اليهود بالمغضوب والنصارى بالضالين مع كون كل واحد منهما ضالاً ومغضوباً عليهم لكون
 كہ یہود مغضوب علیہم ہيں اور نصارى ضالین ہيں باوجود كہ ہر دونو گمراہ اور سزاوار غضب كى ہيں اس سبب وجہ كى
 كل واحد منهما فخصاً بما غلب عليه من الجهل والعناد فان اليهود كانوا امة عناد فخصوا بالغضب
 كہ دونو فرقوں كو خصوصیت ہى غلبہ جہل اور عناد سى سو یہودیوں مین تو عناد زیادہ تھا وہ تو سزاوار غضب كى ہيں
 والنصارى كانوا امة جهل فخصوا بالضلال ولهذا قال سفيان بن عيينة من قسدم من علمائنا
 اور نصارى مین جہالت زیادہ تھی وہ گمراہ سى مخصوص ہوى اس سبب سفيان بن عيينہ كہتے ہيں كہ ہم سب سى جو عالم ہوكر بڑا جوی
 ففیه شبه من اليهود لان اليهود عرفوا الحق ولم يتبعوه بل عدلوا عنه وكانوا مغضوباً عليهم
 تودہ یہودیوں سى ملتا ہى كيونكر یہودیوں كى حق كو پہچان كر اطاعت كى بلكہ حق سى الگ ہو گئى پھر قابل غضب الہى كى ہو گئى
 ومن قسدم من عبادنا ففیه شبه من النصارى لان النصارى لم يعرفوا الحق بل جہلوا وكانوا
 اور ہم مین سى جو عابد بڑا جوی تودہ نصاریوں سى ملتا ہى كيونكر نصاریوں كى حق كو نہ پہچانا بلكہ نادانستہ ہيں
 ضالين فانه تعالى جعل العبادۃ سبباً للثواب والمعصية سبباً للعقاب فمن يبرجوا للثواب ينجوا
 آخر گمراہ ہوى بیشك اس كى عبادت كو واسطہ ثواب كا بنایا ہى اور گمراہ كو واسطہ عذاب كا بنایا پھر جو شخص آرزو ثواب كى كرى اور
 العذاب لا بد له ان يعرف العبادۃ والمعصية ليستغل بالاولى ويصل الى الثواب ويحترز عن الثانية
 عذاب سى ڈرى تواسكو لازم ہى كہ عبادت اور معصیت كى حقیقت دریافت كرى تا كہ عبادت كى شغل سى ثواب پادى اور گمراہ سى ہر ہیز كر كر
 وينجو من العذاب لان من لم يعرفهما ولم يعرف بينهما يضر احد لهما مقام الاخرى فيكون من الخسرين
 عذاب سى بچى كيونكر جو شخص ان دونوں سى خوب واقف نہ ہوگا اور دونوں مین فرق نہ كر كيا كيا كيونكر دوسرى كى جگہ برت ليگا پھر اسكو بڑا ہی خسارہ ہوگا
 وذلك لان في قلب الانسان قوتين قوة العلم وقوة الارادة وهما لا يتعطلان ابداً ولا يحصل
 اور یہ دیت اسلى كہ انسان كى دل مین دو قوت ہيں قوت علم كى اور قوت ارادہ كى اور ہر دو قوت كہيں بیکار نہ ہيں ہوتى اور ان دونوں
 عمل الا بهما سوءا كان خيراً او شرّاً كان خيراً او شرّاً لا يفعل ما لم ير
 كوى عمل نہيں ہوكتن برابر ہى كہ نيك ہو یا بد ہو اسلى كہ جو شخص كچھ كا كر تا ہى برابر ہى كہ بھلا ہو یا برا ہو تودوں ارادہ كى نہيں كر سكتا

ولا يريد ما لم يعلمه فكمال الانسان وصلاحه باستعمال هاتين قوتين فيما ينفعه في الدارين
 اور ارادہ اوسکا بدون علم کی نہیں ہو سکتا سو تمام خوبی اور برائی آدمی کی ان دونوں قوتوں کو دارین کی منفعت میں استعمال کرنی ہی
 ولینہ فی نبیل الدولتین فلا بد له من استعمال قوة العلم في ادراك الحق وتنيزه عن الباطل
 اور دونوں دولتوں کی حصول میں مددگار بنانی سی سو آدمی کو چاہی کہ قوت علمی کو حق الامر کی دریافت کرنی میں استعمال کر کر حق کو باطل سے جدا کری
 واستعمال قوة الارادة في طلب الحق وابتثاره على الباطل لانه اذا لم يستعمل قوته العلمية في معرفة
 اور قوت ارادہ کو حق کی تلاش میں استعمال کر کر حق کو باطل پر اختیار کری کیونکہ جب یہ شخص اپنی قوت علمی کو حق کی پہچان میں استعمال نہ کریگا
 الحق وادراكه فلا جرم انه يستعملها في معرفة الباطل وما يليق به واذا لم يستعمل قوته الارادية
 تو بیشک اوسے قوت کو باطل کی پہچان میں اور جو اوسے متعلق ہیں استعمال کرے گا اور اگر اپنی قوت ارادہ کو
 في طلب الحق والعمل به فلا شك انه يستعملها في طلب الباطل والعمل به ثم ان الانسان مجبول
 طلب حق میں اور حق کی عمل میں نہیں صرف کرے گا تو بیشک اوسکو باطل کی طلب اور اسکی عمل میں صرف کرے گا پھر آدمی کی خلقی عادت ہی
 على معرفة صانعه ويقتضى طبعه عبادة خالقه والتقرب اليه بحكم الفطرة التي فطر الناس
 کہ اپنی پیدا کر نیوالی کو پہچانی اور اوسکی طبیعت کی خواہش ہی کہ اپنی خالق کی عبادت اور نزدیکی حاصل کری باعتبار اصل پیدایش کی جیسے آدمی کی پیدایش ہی
 عليها لكن لا عبرة بالمعرفة الجبلية والعبادة الطبيعية لانها تكون على مقتضى النفس متبا
 پر عادت کی موافق پہچان کا کچھ اعتبار نہیں ہی اور طبعی عبادت کی کچھ اصل نہیں کیونکہ ایسی عبادت بطور خواہش نفس اور متا لیت
 هواها فلا يخالو عن شوب الشرك وانما المعتبر بالمعرفة والعبادة على وفق الشرع لا على وفق الطبع
 ہوا ہوس کی ہوتی ہی سو اس میں ملوثی مشرک کی ضرور ہوتی ہی معرفت اور عبادت وہ ہی معتبر ہی جو شرع کی موافق ہو نہ جو کہ مطابق طبع کی ہو کر ہی
 الا ترى ان ابليس كان في طبعه السجود لربه حتى عبد الله تعالى فيما يروى ثمانين الف سنة
 کیا نیچو معلوم نہیں ہی کہ ابلیس بخواسط طبع رب کو سجدہ کرتا تھا ایسا کہ موافق ایک روایت کی اسی ہزار برس خدا کی عبادت کی
 وانتظم بكثرة عبادته في سلك الملائكة المقربين ثم لما تاب السجود على خلاف طبعه ابى واستكبر و
 اور اس عبادت کی برکت سی مقرب فرشتوں کی جماعت میں شامل ہو گیا تھا پھر جب اوسکو سجدہ کا حکم اوسکی خلاف طبع ہوا تو انکار کیا اور کبر کرنی لگا اور
 من الكافرين فان من يتبع طبعه وهو اه فانه لا يفعل شيئا من المعروفات الا ما يوافق هواه ولا يترك
 کافر ہو گیا پس جو شخص اپنی طبیعت اور ہوا نفسانی کا تابع ہوتا ہی تو وہ حسنت میں سی ہی وہ عمل کرتا ہی جو اوسکی خواہش کی موافق ہو اور
 شيئا من المنكرات الا ما يخالف هواه وقد قال بعض السلف من لم يعمل من الحق الا ما يوافق هواه
 منکرات میں سی ہی وہ ہی ترک کرتا ہی جو اوسکی خواہش کی خلاف ہو اور بعضی متقدمین کا قول ہی کہ جو شخص حق الامر میں سی وہ ہی عمل کری جو اوسکی حق کی مطابق
 ولم يترك من الباطل الا ما يخالف هواه لا يصلح اجرا على من الحق ولا يخجو من وزر ما ترك من الباطل
 اور باطل میں سی وہ ہی کام چھوڑی جو اوسکی مرضی کی مخالف ہو تو نہ اوسکو حق پر عمل کر نیکیا ثواب ملی اور نہ باطل کی ترک کرنی پر گناہ سی بھی
 بل يكون هذا سببا لسوء خاتمته وشوم عاقبته فان لسوء الخاتمة اسباب يجب على المؤمن
 بلکہ اوسکی یہ عادت باعث ہوگی خاتمہ برک اور انجام بد کا کیونکہ خاتمہ بد کی بہت اسباب ہوتی ہیں مؤمن آدمی پر واجب ہی
 ان يحترز عنها منها الفساد في الاعتقاد وان كان مع كمال الزهد والصلاح فان مريكان له فساد
 کہ اوسنی بچتا رہی اوس میں سی ایک اعتقاد کا فساد ہی اگرچہ اوسکی سادہ زہد اور صلاح ہی کامل ہو کر ہی کیونکہ جسکا اعتقاد فاسد ہوتا ہی
 في اعتقاده مع كونهم قاطعا متيقنا به له غير ظان انه اخطأ فيه قد ينكشف له في حال سكرات
 باوجودیکہ وہ قطعی اور اوسکو یقینی جانتا ہی اوسکو یہ گمان نہیں ہی کہ میں اسباب میں خطا پر ہوں پھر جب نزع کی وقت پھر ظاہر ہوگا

ولا في المحت على الطاعات فينتهي في الشهوات وارتياب السيئات فيبتزكم ظلمات الذنوب

اور نہ ظلمات کی رغبت پر پس صرف شہوات میں کہیا رہیگا اور معاصی کرتا رہیگا بہر دل پر تیرتہ سیاہی گناہوں کی

على القلب فلا تزال تطفئ ما فيه من نور الايمان مع ضعفه فاذا جاءت سكرات الموت

ہر ہر جی جادی کی پہر جس قدر نور میں نور ایمان کا ہوگا ضعیف ہو کر چھٹا چلا جاویگا بہر نزع کی وقت

يزداد حب الله تعالى ضعفا في قلبه لما يرى انه يفارق الدنيا وهي محبوبة له وجها غاليا عليه

حب الہی میں اور یہی زیادہ دل میں سستی پیدا ہوگی کیونکہ یہ شخص آپ جانتا ہی کہ دنیا مجھ سے چلی اور دنیا چونکہ اس کی پیاری اور اس کی محبت کو سپر غالب ہی

لا يريد تركها وبیتا لم من فراقها ويرى ذلك من الله تعالى فيخشي ان يحصل في باطنه بغضة

تو چھوڑی نہیں جاتی اور اس کی فراق سے بے خبر ہوتا ہی اور اس فراق کو خدا کی طرف سے جانتا ہی اب یہہ ڈر ہی کہ اس کی دل میں بجای حب الہی کی بغض نہ پیدا ہو جاوی

يدل المحب ينقلب ذلك الحب الضعيف بغضا فان خرج روحه في اللحظة التي خُطرت فيها هذه

اور وہ تہوڑی سی محبت جو ہی بغض ہو جاوی اگر وہ کسی حالت میں کہ جب یہہ خیالات پیش ہی نکل گئی

الخطر يَحْتَمِلُ له بالسوء ويهلك هلاكاً مؤبداً والسبب المفضي الى هذه الخاتمة حب الدنيا والركن

تو اس کا خاتمہ بہر ہی ہوگا اور ہمیشہ کو جاتا رہے اور باعث اس کا جسی یہہ خاتمہ ہوا دنیا کی محبت اور دنیا کی رغبت

اليها والفرح بها مع ضعف الايمان الموجب لضعف حب الله تعالى وهو الداء العضال قد علم

اور دنیا کی خوشی ہی تسپر سستی ایمان کی جسی محبت الہی میں سستی آگئی اور یہہ ہی بیماری سخت ہی جو

اكثر الخلق فان من يغلب على قلبه عند الموت امر من امور الدنيا ويقتل ذلك الامر في قلبه ويستقر

تمام خلق کو لگ ہی ہی کیونکہ جس کی دل پر مرتی دم کوئی بات دنیا کی چھا جاوی اور وہ ہی بات اس کی دل میں تصویر کی طرح صرت بکر کرنا کو لایسا

حتى لا يبقى لغيره من شئ فان خرج روحه في تلك الحالة يكون رأس قلبه منكوساً الى الدنيا ووجهه

کہ عیر کی لئی کچھ کچھ لیش نہ ہی بہر اگر ایسی حالت میں اس کی جان نکل گئی تو اس کا دل دنیا ہی کی طرف جھکا ہوا اور اس کا منہ دنیا ہی

مصروراً اليها ويحصل بينه وبين ربه حجاب لا يمكنه ان يكتسب بعد الموت صفة اخرى

کی طرف متوجہ رہی گا اور وہ میں اور اس کی ب میں پردہ حایل ہوگا اب یہہ طاقت نہیں کہ موت کی بعد ایسی صفت حاصل کری

نصار صفة الغلبة عليه ان لا تصرف في القلوب الا باعمال الجوارح وبالموت تبطل الجوارح واعمالها

جس وہ صفت جاتی رہی جو اوپر غالب ہی اس واسطی کہ دل پر تصرف بدون اعضا و جسام کی نہیں ہو سکتا اور ہی ہی اعضا و جسامت سب باطل اور اس کی اعمال

ولا مضم في الرجوع الى الدنيا حتى يمكن التدارك ويبقى في حسرة وندامة فمن اراد النجاة من هذه

اور اب یہہ ہی توقع نہیں کہ دنیا میں ہٹ کر آویگی تاکہ اس کا عوض ہو کی اب سوء حسرت اور ندامت کی کچھ نہیں ہی پس جو شخص اس ہلاکت سے بچا چاہی

الوسيلة فعليه بعد اخراج حب الدنيا من قلبه وحفظ جوارحه عن المعاصي وقلبه عن الفكر

تو اس کو لازم ہی کہ پہلی دنیا کی محبت دہن سے دور کری اور اپنی اعضا کو گناہوں سے

فيها والاحتراز عن مشاهدتها ومشاهدة اهلها لان ذلك ايضا يؤثر في قلبه ويصرفه فكم له

اور دنیا اور اہل دنیا کی نیکی سے ہی پرہیز کری کیونکہ یہہ ہی دہن اثر کر کہ اس کی فکر کو دنیا کی طرف لگا دیتا ہی

ان يواظب على الطاعات لكونها شرة محبة الله تعالى ولا يتصور محبة الله تعالى الا بعد معرفته

پہر عبادات پر مداومت کری کیونکہ محبت الہی کا یہہ ہی ثمرہ ہی اور محبت الہی بدون معرفت الہی کی نہیں ہو سکتی

اذ لا يحب الانسان ما لا يعرفه وانما يحب ما يعرفه فمن عرف الله تعالى وعرف ان جميع النعم الواصلة

اس لئی کہ آدمی نامعلوم چیز کو محبوب نہیں کہتا محبوب وہ ہی ہوتی ہی جو معلوم ہو بہر جسی اللہ کو پہچانا اور یقین کیا کہ تمام نعمتیں جو مجھ کو ملین

الیہ والی غیرہ لیس لامنہ تعالیٰ لاجرم یحبہ فاذا احبہ یشعی فی شخصیل مرضاتہ بالا حترار
یا اور دل کو عین سبب اللہ ہی کی عنایت ہی تو خواہ مخواہ او کو دوست رکھنا پھر جب او کو اپنا محبوب بنایا
عن الافعال القبیحة والاشتغال بالاعمال الحسنة فعلم من هذا ان المقصود من العلوم والاعمال
تو افعال بدیہی پر پھیر کر اور نیک اعمال میں مشغول ہو کر او کی رضا مندی حاصل کر لیا اسی معلوم ہوا کہ مقصود اصلی علوم اور اعمال سی
معرفۃ اللہ تعالیٰ حتی یقر المعرفة المحبة اذ لا ینبغی لاحد ان یفارق الدنیا الا بحب اللہ تعالیٰ و
اسد تعالیٰ کے معرفت ہی تاکہ معرفت سی محبت حاصل ہو کیونکہ بہتر یہ ہی ہے کہ جو کوئی دنیا سی جدا ہو تو خدا کی محبت میں دور
محبا للقاء فان من احب لقاء اللہ تعالیٰ احب اللہ لقاۃ ومن قدم علی محبۃ یعظم سرورہ
او کسی ملاقات کی شوق میں جدا ہو اسلی کہ جو شخص خدا کی ملاقات کا مشتاق ہوگا تو خدا او کی ملاقات کا مشتاق ہوگا اور جو شخص اپنی محبوبہ پاس جانا ہی
بقدر محبت لہ لا محبا للدنیا لانه یفارقہا ومن یفارق محبۃ یشترک المہ وعلیٰ ذلک فہما کان
تو او کی بقدر محبت کی عزت ہوتی ہی دنیا کی محبت میں جان ندی اسلی کہ دنیا سی تو جدا ہوتا ہی اور جو شخص اپنی محبوبہ سی جدا ہوتا ہی تو او کو ہر ایسی چیز ہوتا ہی جینک
الغالب علی القلب حب الولد والمال والمسنک والعقار فہذا رجل جمیع محابہ فی الدنیا والدنیا
دل پر محبت اولاد اور مال اور گھر باہر کی غالب ہوتی ہی تو یہ ایسا شخص ہی کہ اسکی تمام محبوبات دنیا میں ہیں اور دنیا ہی
جنتہ فموتہ خروج من الجنة وحیلولة بیتہ وین محبۃ ولا یخفی الہ من یحال بیتہ وین
اسکی لئی بہشت ہی پس موت اسکو جنت سی نکالتی ہی اور اسکو اسکی محبوبہ سی دور کرتی ہی اور ظاہر ہی جسکا محبوب چھوٹا ہی اسکو کیا بچ و لم ہوتا ہی
محبوبہ واما اذ لم یکن لہ محبوب سوى اللہ تعالیٰ فالدنیا سجنہ فموتہ خروج من السجن ولقی
اور وہ شخص جسکا محبوب سوا ذات الہی کی کوئی نہ ہو تو دنیا اسکی حق میں دوزخ ہی سوا اسکی موت کو یا دوزخ سی نکل کر اپنی محبوبہ سی
محبوبہ فہذا اول ما یلقاہ کل من یفارق الدنیا عقیب موتہ من الفرح والالہ فضلہ اعدہ
ملاقات ہی پس یہ پہلی خوشی اور الم ہی جو دنیا سی مرکز جانی والوں کو حاصل ہونیوالا ہی پھر اگلی کیا کہتا ہی جو
اللہ تعالیٰ من النعم المقیم لعبادہ الصالحین ومن العذاب الالیم للذین استحبوا الحیوة الدنیا و
اسد تعالیٰ فی صلوات کی واسطی عیش دائمی اور دنیا کی زندگی اور نجات کی پسند کرنا والوں کی واسطی جو
رضوا واکھ و لم یستعدوا للقاء اللہ تعالیٰ وحکی ان سلیمان بن عبد الملك لما دخل
اسد تعالیٰ کی ملاقات کا سامان کرتی ہی عذاب دردناک تیار کر رکھا ہی بیان کرتی ہیں کہ سلیمان بن عبد الملك حج کی ارادہ
المدينة حاجا قال هل ہا رجل ادرك عدة من الصحابة قالوا نعم ابو حازم فارسل الیہ فلما اتاہ
مدینہ شریف میں آیا تو پوچھا بیان کوئی ایسا مرد ہی جسنی کئی صحابہ کو پایا ہو جواب دیا ہا ابو حازم ہی آدمی بھیج کر او کو بلا یا جب وہ آئی
قال یا ابا حازم مالنا نکرہ الموت قال انکم عمرتہم الدنیا وخریتہم الآخرة فتکرمون الخروج من
تو کہا اے ابو حازم ہم کو موت کیوں ہی لگتی ہی جواب دیا تم ہی دنیا کو آباد کیا ہی اور آخرت کو اوجاڑا ہی سو تم آبادی وچاڑتین
العصران الی الخراب قال صدقت ثم قال لیت شعری مالنا عند اللہ تعالیٰ خدا قال عرض عماک
جانا برا سمجھتی ہو کہا تو ہی سچ کہا پھر پوچھا کاشکی ہم کو معلوم ہوتا کہ کل خدا کی ہاں ہمارا کیا حال ہونیوالا ہی جواب دیا اپنی اعمال کو
علی کتاب اللہ تعالیٰ قال فاین اجدہ قال فی قوله تعالیٰ ان الاکبر لفی تعیم وان الثغار لفی یحیم قال
قرآن کی مطابق کر کی معلوم کر لی پوچھا کس جا مقابلہ ہو سکتا ہی جواب دیا اس آیت میں بیشک نیک لوگ عیش میں ہیں اور بیشک گنہگار دوزخ میں ہیں پوچھا
فاین رحمت اللہ قال ان رحمت اللہ قریب من المحسنین قال لیت شعری کیف العرض علی اللہ تعالیٰ
پھر رحمت اللہ کی کہا ہوگی جواب دیا بیشک اسکی رحمت قریب ہی نیکی والوں سی پوچھا کاشکی معلوم ہوتا کہ کل کو کس طور اسد کی سامنی جانا ہوگا

خدا قال اما المحسن فكل الغائب الذي يقدم على اهله واما المسلم فكل ابلق يقدم على مولاه فبكي

سليم حتى صلاصفته واشتد بكاهه ثم قال اوصني قال اياك ان يراك الله حيث نهاك

ويفقدك حيث امرك المجلس العاشر في بيان الفرق بين المؤمن والمسلم

وبين المجاهد والمهاجر قال رسول الله صلى الله عليه وسلم المؤمن من امنه الناس

على دماءهم واموالهم والمسلم من سلم المسلمون من لسانه ويده والمجاهد من جاهد نفسه

في طاعة الله تعالى والمهاجر من ترك الخطايا والذنوب هذا الحديث من حسان المصاير رواه

فضالة بن عبيد ومعناه ان المؤمن ليس من يدعي الايمان فقط بل المؤمن الكامل في ايمانه

هو الذي ظهر امانته واستقامته بحيث يكون الناس منه امينا لا يخافونه على سفك دماهم

واخذن اموالهم ظلما والمسلم ليس من يتكلم بكلمتي الشهادة فقط بل المسلم الكامل في اسلامه

هو الذي لا يؤذي احدا من المسلمين لا بلسانه بالشتم والغيبة والنميمة والبهتان ولا بيده بالضرب

والقتل واخذناله بغير حق وانما خصل اليد واللسان بالذكر من بين سائر الاعضاء مع الايداء

كما يكون بهما يكون بغيرهما من الاعضاء كالعين والاذن والرجل اذا نظر الى بيت الغير واستمع

قولا لم لا يرضاه او دخل ملكه بغير اذنه لان اكثر الايداء يحصل بهما واما الجمع بينهما فلان

كف اليد يحتمل ان يكون بسبب الضعف وعدم القدرة واذا ضم اليه كف اللسان يتعين

ان كف اليد كان للاسلام والمجاهد ليس من يقاتل الكفار فقط بل المجاهد الكامل من يقاتل

نفسه ويحماها على طاعة الله تعالى ويمنعها عن معصيته تعالى لان نفس الانسان اشتد

الله تعالى في فرمان برداری بر نگاری او را الهی نافرمانی او سکون و سکون

اسی نفس انسانی انسان کا کفار کی نسبت زیادہ تر

معه من الکفار لکن الکفار فی بعد مکان منه لا یتفق تلا حقیق به وتقاتلهم معه الاحیان
 دشمن ہوتا ہی اسکی کہ کفار تو اس ہی دور صاف پر ہوتی ہیں اسی اتفاقاً کہی کہی مقابلہ اور مقاتلہ پیش آجاتا ہی
 بعد حین واما لنفسہ فانہا ایدان لا نرمہ وتقاتلہ وتمنعہ عن الخیرات والطاعات وتجلہ علی
 رہیم نفس بہ تو ہر وقت اسکی ساتھ لگا ہوا اور تارہتا ہی اور خیرات اور طاعات ہی نہ کی جاتا ہی اور
 المعاصی وانواع الفسادات ولا شک ان القتال مع العدو والملازم اہم من القتال مع العدو
 گناہ اور طرح طرح کا فساد پر رغبت دی جاتا ہی اور بیشک جنگ پاس کی دشمن کی دشواری ہی جنگ دور کی دشمن ہی
 البعید یشہد لہذا قولہ یا ایہا الذین امنوا قاتلوا الذین یلوونکم من الکفار فانہ تعالیٰ امر المؤمنین
 بہ قول اسکا شاہد ہی ای ایمان والو لڑتی جاؤ اپنی نزدیک کی کافروں ہی کیونکہ اللہ تعالیٰ مؤمنوں کو
 ان یمتدوا بقتال الکفار الذین کانوا اقرب منہم فاذا فرغوا من الاقرب فلیقاتلوا البعد واللم ہاجر
 بہ امر فرماتا ہی کہ پہلی قتال اون کفار ہی کریں جو اوس ہی پاس ہیں جب پاس کی کفار ہی فارغ ہو جاویں تو دور کی کفار ہی لڑیں اور مہاجر
 لیس من ہاجر من مکة الى المدينة قبل فتح مکة فقط حتی تنقطع علی الهجرة بعد فتح مکة بل الهجرة
 وہ ہی نہیں ہی جو مہاجر چھوڑ کر کسی مدینہ کو چلا گیا فتح مکہ ہی پہلی پہلی کد بعد فتح مکہ ہی ہجرت ہو چکی بلکہ ہجرت
 باقیۃ الی یوم القیمة لانہا انتقال من الکفر الی ایمان ومن دار الحرب الی دار الاسلام ومن
 قیامت تک ہوتی رہی گی اسلوسی کہ ہجرت تو بہ ہی کفر کو چھوڑ کر ایمان حاصل کرنا اور کافروں کی ملک ہی مسلمانوں کی ملک میں جانا اور
 السیات الی الحسنات وھذه الاشیاء باقیۃ ما دام التکلیف باقی فالمہاجر الکامل ھو الذی
 گناہوں کو چھوڑ کر حسنات پر عمل کرنا اور بہ امور تو باقی رہیں گی جب تک خطاب الہی باقی ہی پس کامل مہاجر وہ ہی جو
 یتزک جمیع ما فی اللہ تعالیٰ من المعاصی ولیشغل عما امر اللہ تعالیٰ من محاسن الاعمال کما جاء
 تمام ممنوعات شرعی کو ترک کری کوئی ہی گناہ ہو اور اللہ تعالیٰ کی امر بحالانی میں مشغول رہی کیسا ہی نیک عمل ہو چنانچہ
 فی حدیث اخر انہ علیہ الصلوٰۃ والسلام قال المہاجر من ہجر ما فی اللہ تعالیٰ عنہ فانہ علیہ الصلوٰۃ
 ایک اور حدیث میں آیا ہی کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا مہاجر وہ ہی جو ترک کری وہ کار جو منع کیا ہی اللہ تعالیٰ فی پس پیغمبر صلی اللہ علیہ
 والسلام یتزک فی ھذا الحدیث ان الهجرة الکاملۃ التامة ھی ہجران الفواحش والمنکرات والمجذبی
 وسلم فی اس حدیث میں بیان فرمایا کہ پوری اور کامل ہجرت فواحش اور منکرات کی چھوڑنی اور
 الطاعات والعبادات لکن ینبغی ان یعلم صحۃ الطاعات والعبادات موقوفۃ علی صحۃ الاعتقاد
 طاعت اور عبادت میں کوشش کرنی ہی لیکن بہ سمجھنا ضرور چاہی کہ طاعات اور عبادات کہی صحیح اور درست نہیں ہوتی جب تک اعتقاد درست نہ ہو
 لان ایمان اصل والعمل فرع والعبادۃ لا یعرف ما الايمان والهدایۃ لا یعرف ما الکفر والضلالۃ
 اسلوسی کہ ایمان جڑ ہی اور عمل شاخ اور آدمی کو جب بہ ہی خبر نہیں کہ ایمان اور ہدایت کیا ہوتا ہی تو وہ کیا جانی کہ کفر کیا اور گمراہی کیا ہی
 فتارة تجری علی لسانہ کلمۃ التوحید علی طریق الاعتیاد لا بالعلم والاعتقاد وتارة ینتلفظ
 بہر تو کہی اسکی زبان پر کلمہ توحید کا آجا دیکھا عادت کی موافق بدون علم اور اعتقاد کی اور کہی کلمہ
 بالفاظ الکفر ویدخل فی حیز الازہار وامن کان فی الاعتقاد بھذه المرتبۃ لویقی الف سنة
 کفر کا کب دیکھا جتنی مرتبہ ہو جاوی اور جسکا اعتقاد اس درجہ کا ہو تو اگر ہزار برس تک
 فی الصوم والصلوٰۃ لن ینفعہ ذلک الاعتقاد یوم العرض الا کبر ومصدیرہ الی النار ومن زعم انہ مسلم
 روزہ نماز کیا کر لیا تو ہرگز اگر بہ اعتقاد پیشی کی دن کچھ فائدہ نہ لگا آخر ایسی کا انجام آگ ہی اور جو یہ کہان کہی کہ وہ مسلم ہی

وتقاعب من تعلم قدر ما هو فرض عين عليه من عقائد الايمان لا يوجد فيه من الايمان الا

پہرستی کری سیکنی میں عقائد ایمان کی جس قدر اوسپر فرض عین ہی تو اوس میں ایمان کا صحت دعویٰ ہی دعویٰ پایا جاتا ہی

مجرد الدعوى وهذا النوع من الايمان انما يظهروا ثمرته في الدنيا حيث لا يؤخذ منه الجزية كما

ایسی ایمان کا فائدہ صرف دنیا ہی میں ہوتا ہی اسلیٰ کہ اسی خراج نہیں لیا جاتا لیکن

تؤخذ من الكفار لكن يتعدى له الوصول في العقبي الى درجة الايمان فان العبد بمجرد الايمان بكلية

اور کفار سے لیا جاتا ہی لیکن اسکو درجہ صلہ کا آخرت میں ملنا بہت دشواری کیونکہ آدمی صرف کلمہ شہادت کا پڑھ کر

الشهادة وتقرر الفاظ الايمان على طريق العادة وعلى نفسه من المؤمنين من غير فهم معناها

اور صحت کی موافق الفاظ ایمان کی بول کر اور اپنی آپ کو مؤمنین میں شمار کر کے بدون سمجھنی معنوں کی

لا يصير مؤمنا بينه وبين الله تعالى حتى يصدق بقلبه جميع شرائعه وينقاد في جميع احكامه

خدا کی علم میں مؤمن نہیں ہو سکتا یہاں تک کہ اپنی دل سے تمام احکام شرعی کی تصدیق کری اور تمام احکام کا مطیع ہو دی

ولا يبتشك ولا يتردد في شيء منها ولوجود هذا التصديق والانقياد في القلب علامات منها ان

اور کسی بات میں اصلاً شک اور تردد نہ آوے اور بہت نشانیاں ہیں کہ جس سے تصدیق اور انقیاد دل میں موجود معلوم ہو ایک یہی

لا يفرغ عن امر دينه بل يسعى في اصلاحه بتعليم من اهله والعمل به ومنها ان لا يشق على قلبه

کہ دین کی معاملہ سے نکال ہو کر نہ ہو بیٹھی بلکہ دین کی درستی میں کوشش کرتا ہی اپنی اہل کو سکھاوی اور عمل کرتا ہی اور ایک علامت یہی کہ اوسکی دل میں دشوار محسوس نہ

اذ الخبر عن شيء من امر دينه ولا يتهاون به ولا يتكبر عنه بل يقبله ويطيعه وان كان ذلك الامر

جس امور دینی میں سے کوئی سا حکم سختی اور اوسکو حقیر نہ سمجھی اور اوسکی گردن کشتی نکری بلکہ اوسکو مان لی اور اطاعت کری اگرچہ وہ حکم کبھی

في غاية الصعوبة والمخبر في غاية الحفاضة ومنها ان لا يكون له هواه امير والشرع تابع له بان

سخت دشوار ہو اور وہ حکم سنا ہو الا کیسا ہی ذلیل و خوار ہو اور ایک بہت نشانی ہی کہ اوسکی ہوا نفسانی حاکم نہ ہو جاوی اور شرع اوسکی تابع نہ بنی اسلئے

لا يأخذ من الشرع شيئا الا ما يوافق هواه بل يجب ان يكون له الشرع اميرا وهواه اسير له فاما

کہ شرعی احکام میں سے وہ بھی اختیار کیا کری جو اوسکی مرضی کی موافق ہو بلکہ واجب ہی کہ شرع ہی اوسکی حاکم اور اوسکی ہوا اس سے مفید نہ ہو بہر

من هواه ومرداه شيئا الا باذن الشرع وان كان فيه نقصان المال والمجاهد والعرض كما اخبر به النبي

اپنی خواہش میں سے بدون اجازت شرع کی کچھ اختیار نہ کر سکی اگرچہ اس میں مال اور مرتبہ کا نقصان ہو جا اور عزت بکڑ جاوی چنانچہ نبی صلی اللہ

عليه السلام وقال لا يؤمن احدكم حتى يكون هواه تبعا لما جئت به فاذا وجد في العبد تلك العلامات

علیہ وسلم فی خبری ہی فرمایا کہ کوئی تم میں سے مؤمن نہ ہو گا جب تک کہ اوسکی مرضی تابع میری احکام کی نہ ہو جاوی جب آدمی میں یہ علامت موجود ہو جاویں

كان مؤمنا حقا وهذا هو الايمان المنجي من العذاب الابدي لكن بشرط التحفظ من جميع ما يهدم هذا

نمودہ بیشک مؤمن حقیقی ہی اور یہی ایمان ہی جو عذاب ابدی سے نجات دیتا ہی لیکن بشرطیکہ بجا رکھی تمام ایسی حالات سے جو اس تصدیق کو

التصديق وينافيه مما يجري على قلبه ولسانه وسائر جوارحه مما يوجب الكفر فان الايمان لا يزول الا

بکافریں اور کفر دین وہ خطرات دلی اور زبانی اور تمام اعضا کی جن جن سے کفر لازم آتا ہی کیونکہ ایمان بدون کفر کی نہیں گہوتا

بالكفر والكفر ثلثة انواع النوع الاول كفر جهلي وسببه عدم الاصغاء وعدم الالتفات وعدم التامل

اور کفر تین قسم کا ہوتا ہی پہلی قسم کفر جہلی ہوتا ہی اوسکا سبب یہی نہ سنا اور نہ دیکھ کر فی اور غور اور فکر نہ کرنا

في الايات والدلائل مثل كفر العوام فان اكثرهم لا يعرفون ما وجب عليهم معرفته من عقائد الايمان

آیات میں اور دلائل میں جس سے کفر عام لوگوں کا کیونکہ اکثر عوام یہی نہیں جانتے کہ اوسپر کون کون سی عقائد ایمانی کا سمجھنا واجب ہی

بل بعضهم ينطق بكلمتي الشهادة لكن لا يعرف معناها ولا يميز بين الله تعالى ورسوله والنوع الثاني
 بله بعضي لوگ شہادت کی دونوں کلمی تو پڑھتی ہیں پر انکی معنی نہیں جانتی اور اس میں اور اسکی رسول میں تمیز نہیں کرتی دوسری قسم کفر
 کفر جھوٹی و سببہ اما الاستکبار مثل کفر فرعون و ملائکہ او خوف زوال الرئاسة وعدم الوصول
 انکاری ہوتا ہی اسکا سبب یا تو خود بینی اور تکبر جیسی کفر فرعون اور اسکی امراء کا یا خوف ریاست کی جاتی رہتی کا اور سرداری میں نہ ہونی کا
 الیہا مثل کفر هرقل او خوف الذم والتعیر مثل کفر ابی طالب والنوع الثالث کفر حکی وهو الذم
 جیسی کفر هرقل کا یا خوف بنامی کا اور شرم جیسی کفر ابو طالب کا اور تیسری قسم کفر حکم ہوتا ہی یہ وہ کفر ہی
 جعلہ الشرع من علامات التکذیب کشد الزنا و سجود الصنم او کان عن استخفاف ما یجب تعظیمہ
 جسکو شرع فی نشانی کذب کی مقرر کی ہی جیسی جنینو کا گلی میں ڈالنا اور بت کو سجدہ کرنا اور حقارت کرنی اول چیزوں کی جسکی شرح میں تعظیم
 کالقاء المصحف فی المزیلة واستهزاء العلم والعلماء و ما هو من امور الدین او عن استبدال طهر
 نفوذ باند جیسی مصحف کو لٹی میں ڈال دینا اور علم اور علماء اور اور امور دینی کا ٹھٹھا کرنا یا حرام لعینہ کو چکی
 لعینہ وثبت حرمتہ بدلیل قطعی کالزنا و شرب الخمر ومن فعل شیئا من ذلك یحبط جمیع اعمالہ بین
 حرمت دلیل یقینی سی ثابت ہو چکی ہو حلال سمجھنا جیسی نہ نا اور شراب کا پینا اور جیسی اس مذکورات میں سے کسی ساکیا اسکی تمام عمل سوخت ہو جاتی
 الدینیۃ فیلزم تجدید النکاح وتکرا رالحج ان کان قادرا بعد التوبة واما غیر تلك الذنوب صغيرة
 پہنچی سرسی کاح کرنا چاہی اور حج پہرا کرنا چاہی اگر بعد توبہ کی مقدور رکھتا ہو اور سوای ان مذکورات کی باقی کی گناہوں سی
 كانت او کبيرة فلا یخرج المؤمن بفعالها من الايمان بل یکون فاسقا لکن ینحاف علیہ امر عظیم
 صغیرہ ہوں یا کبیرہ قوم و مؤمن کسی گناہ کی شامت سی ایمان سی خارج نہیں ہوتا بلکہ فاسق ہو جاتا ہی لیکن او پہر مرتبہ بڑا الذریش ہی
 عند الزرع ان کان مصرا علیہا ولم یتب عنہا لما روی انه علیہ السلام قال المعاصی یزید الکفر
 اگر وہ شخص گناہ پر جم رہتا ہو اور توبہ نہیں کی ہی اسلی کہ روایت ہی کہ فرمایا رسول صلی اللہ علیہ وسلم فی گناہ کفر کی ایچی ہوتی ہیں
 فعلى هذا یجب علی کل مؤمن ان یتوب عن الذنوب کلها فی الحال لان التوبة عن الذنوب صغيرة
 اس حدیث کی موافق ہر مؤمن پر واجب ہی کہ تمام گناہوں سی ایچی فی الحال توبہ کری کیونکہ توبہ کرنا گناہوں سی صغیرہ ہوں
 او کبيرة واجبة علی الفور اما وجوبها فلقولہ تعالی وتوبوا الی اللہ جمیعاً آیۃ المؤمنون ولقولہ تعالی
 یا ایہا الذین امنوا توبوا الی اللہ توبۃ نصوحاً فانه تعالی قد امر فی ہاتین الآتین بالتوبة والامر بالمحبة
 ای ایمان والو توبہ کرو اللہ کی طرف صاف دکن توبہ بیشک اللہ تعالی ان دونو آیتوں میں توبہ کا حکم فرمایا اولیہ و اعلیٰ وجہ کی توبہ
 فیکون التوبة واجبة واما وجوبها علی الفور فلعلہ لا یلزم بالتاخير الا صراہ الحرم الذی یؤدی الی الهلاک
 سو توبہ واجب ہو گئی اور توبہ کا ترت واجب ہونا اسلی ہی تاکہ تاخیر کر نیسی اصرار حرام ہو جاوی جسکا انجام ہلاکت ہوتا ہی
 لما روی عن ابن عباس انه علیہ السلام قال هلك المستوفون والمسوفون من یقول سوف اتوب وفي حدیث
 اسلی کہ روایت ہی ابن عباس رضی اللہ عنہما کہ فرمایا پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم فی ہلاک ہوئی دیر اور تاخیر کر نیوالی اور مسوف او مسوف کہتی ہیں جو یہ کہہ کر ایچی بیکر لوگ اؤ
 اخرانه علیہ الصلوۃ والسلام قال کل بنی آدم خطاء وخیر الخطا ثین التوابون فلا بد للمؤمن
 کہ بنی صلی اللہ علیہ وسلم فی فرمایا تمام بنی آدم بڑی ہی خطا دار ہیں اور خطا داروں میں سے ایچی وہ ہیں جو بہت توبہ کرتی ہیں پس مؤمن کو
 ان یدل و علی التوبة لیكون من التوابین فانه تعالی دعا عباده المؤمنین بعد ما اذنبوا الی التوبة
 لازم ہی کہ ہمیشہ توبہ کرتا رہی تاکہ ثواب میں داخل ہو دی کیونکہ اللہ تعالی فی اپنی مؤمن بندوں کو بعد گناہ کرنی کی توبہ کی ہدایت کی ہی

توبہ واجب ہو گئی

وامرهم بها وسماهم المؤمنين ثم بين ما لهم من الكرامة والمغفرة فقال عسى ان يكفر عنكم

اور توبه کا حکم کیا ہی اور انکو مؤمن کہہ کر انکا ہی بہر بیان فرمایا جو اوکی لئی عزت اور بخشش ہوگی سو فرمایا شاید تمہارا رب او توبہ کی تمہاری

عسیا تکتہ ویذکرکم جنت تجری من تحتها الانہر وقال فی آیہ اخری والذین اذا فعلوا فاحشۃ

برائیان اور داخل کری تمکو باغوں میں جنکی نیچی بہتی نہریں اور فرمایا ایک اور آیت میں اور وہ لوگ جب کرتے ہیں کچھ کہلا گناہ

او ظلموا انفسہم فی کفر واللہ فاستغفروا الذنوبکم ومن یغفر الذنوب الا اللہ وکم یجروا علی ما

یاہر اکریں اپنی حق میں توبہ اور کریں اللہ کو اور بخشش لگی اپنی گناہوں کی اور کوئی ہی گناہ بخشا سو اسی اللہ کی اور نہ اوکا دین اپنی

فعلوا ولم یعلموا اولئک جراؤہم مغفرۃ من ربکم وجنت تجری من تحتها الانہر خلیلین

کئی پر جاننے ہوئے اوکی جزا ہی بخشش اوکی رب کی اور باغ جنکی نیچی بہتی نہریں وہ پڑی او تین

فیہا ونعم اجر العیالین ثم اخبرناہ یحبہم لتطہرہم بالتوبۃ عن اجناس الذنوب فقال ان اللہ یحب

اور خوب مزدوری ہی کام کر فیہ المول کی بہر یہ خبر دی کہ او کو پسند ہی کہ او کو پاک کری توبہ کرا کر گناہوں کی نجاست سی سو فرمایا بیگ اللہ کو خوش آتی

التوابین ویحب المتطہرین فاذا کان كذلك فکیف لا یشغل المؤمن بالتوبۃ وکیف ینفک عنہا لکن

توبہ کرنے والی اور خوش آتی میں سہرائی والی جب یہ پڑا تو مؤمن ہو کر توبہ کیونکر کرے گا

لہا اربعۃ شرط ان اختل شرط منہا لا یتحقق التوبۃ الا بالندم بالقلب علی فعل من الذنوب فی

توبہ کی چار شرط ہیں اگر ایک ہی شرط جاتی نہ ہی تو توبہ کا پتا نہیں پہلی دل سی شرمندہ ہونا گناہوں کی کرنی پر

الماضی والثانی ترک المعصیۃ فی الحال والثالث العزم علی ان لا یعود الی مثلها فی الاستقبال والرابع

زمانہ گذشتہ میں دوسری فوراً گناہ کو ترک کرنا تیسری عزم کرنا کہ آئندہ کو بہر کبھی ایسی حرکت نہ کرے گا چوتھی

ان یکون ذلك خوفا من اللہ تعالی لا ہر آخر فان من ندم علی شرب الخمر وتركه لما فیہ من الصداق

یہ کہ تینوں امر اللہ تعالیٰ کی خوف سی ہوں کسی اور سبب سی ہوں کیونکہ اگر کوئی شخص شراب پی کر نادم ہوا اور او کو ترک کیا اسلئے کہ اسی سرور ہوا

وزوال العقل والخلل بالمال والعرض لا یکون تأثبا شرعا ولا ینال الثواب الموعود للتائبین وكذلك

اور ہکتا ہی اور مال تلف ہوتا ہی اور عزت جاتی ہی تو شرعاً یہ شخص تائب نہیں ہی اور جو ثواب تائب کی واسطی مقر ہی یہ نہیں پاوے گا اور نہ ہی

من قال بلسانہ استغفر اللہ وقلیہ مصر علی المعصیۃ فاستغفارة ذلك یحتجہ الی استغفار مقار

جسنی زبان سی کہا استغفر اللہ اور دل او سکا گناہ پر اٹارے تو ایسی توبہ سی شرمندہ ہو کر توبہ کرنی چاہئی

بالندم لما روی ان علیا رای جلا قد فرغ من صلاتہ وقال سریعا اللہم انی استغفرك واتوب الیک

کیونکہ روایت ہی کہ حضرت علی فی ایکے دیکھا کہ اسی نماز سی فارغ ہوئی تہجد سی یہ کہا اے میں مجھ بخشا گناہوں اور تیری طرف رجوع کرنا ہوا

فقال علی یا ہذا ان سرعۃ اللسان بالاستغفار توبۃ الکن ادین وتوبتک تحتجہ الی توبۃ وعن الحسن

پس حضرت علی فی کہا ای شخص جلد ہی زبان توبہ پر چلا فی جہو ہوں کی توبہ ہوتی ہی تیری یہ توبہ قابل توبہ کی ہی اور حسن

البصر انہ قال استغفارا یحتجہ الی استغفار قال القرطبی ہذا قولہ فی زمانہ فکیف فی هذا الزمان

بصری سی روایت ہی کہ کہتی تھی ہماری توبہ قابل توبہ کرنی کی ہی قرطبی کہتی ہیں یہ قول حسن بصری کا اوکی زمانہ میں ہی لیس اس زمانہ کا تو کیا حال ہی

الذی یری الانسان فیہ مکبا علی الظلم حریصا علیہ ولا یقلع عنہ والسبحۃ فی یدہ یزعم انہ یستغفر

کہ ہم دیکھتی ہیں انسان کو کہ جس کا مارا ظلم پر دہکا چلا جاتا ہی اور ہرگز باز نہیں آتا اور تہجہ تہجہ میں ہی ہوتی ہی اس خیال پر کہ توبہ کرے گا

منہ وذلك استغفرا منه واستغفرا لما روی انہ علیہ السلام قال المستغفر باللسان المصر علی

اب یہ شہنا چل اور حقارت ہی چنانچہ روایت ہی کہ بغیر صلی اللہ علیہ وسلم فی فرمایا کہ زبان فی توبہ کرنا الا گناہ پر لگا ہوا

الذنب كالمستعزى لبريه وانما التوبة ان يستغفر بلسانه وينوى بقلبه ان لا يعود الى الذنب اصلا
 گویا اینی ربی چهل کرتا ہی اور توبہ یہہ ہوتی ہی کہ زبانی بخشش مانگی اور دل ہی بہ نیت کری کہ بہر کبھی ناقرانی نہ کرے گا
 فاذا فعل ذلك يغفر الله ذنبه وان كان ذنبه عظيما اذ ليس ذنبا اعظم من الكفر وقد قال الله تعالى
 جیسا ہی توبہ کرتا ہی تو اللہ تعالیٰ اوسکی خطائے بڑی ہی کیسا ہی گناہ ہو کیونکہ کفر ہی بڑا کوئی گناہ نہیں ہی اور اللہ کا قول کی حق میں
 في حق اهل الكفر قل الذين كفروا ان يكن لهم مؤلف يغفر لهم مما قد سلف فاظنكم فيما دونه من المعاصي
 یہہ فرماتا ہی تو کہہ دی کا فزون کو اگر باز آئیں تو معاف ہوا دیکھو جو ہو چکا بہر تو کیا سمجھتا ہی کفر ہی کمتر گناہوں کو
 وقد روى انه عليه السلام قال لو اخطأ أحدكم حتى يملأ ما بين السماء والارض ثم تاب تاب الله عليه
 اور روایت ہی کہ نبی علیہ السلام فی فرمایا اگر تم میں سے کوئی شخص اتنی گناہ کری کہ بہر جا وی میدان آسمان اور زمین کا بہر وہ توبہ کری تو اللہ اوپر رحمت کرتا
 وفي حديث اخر انه عليه الصلوة والسلام قال ان العبد اذا اعترف ثم تاب تاب الله عليه يعني انه اذا
 اور ایک اور حدیث میں ہی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم فی فرمایا کہ بندہ جب خطا کا اعتراف کرے توبہ کرے تو اللہ اوپر رحمت کرتا ہی مراد یہہ ہی
 اقرب بكونه من نبيائهم على ما فعل من الذنوب وعلى ما اكتسب من السيئات وعزم ان لا يعود الى مثله
 کہ اپنی تین خطا وار کہہ کر بہر گناہ کئی ہو ہی پر اور برائی گائی ہو ہی پر شرمندہ ہو دی اور اگر کسی کو یہ غم کری کہ بہر ایسی حرکت نہ کرے گا
 يقبل الله تعالى توبته ويتجاوز عن سيئاته لكن ينبغي ان يعلم ان الذنب على نوعين ذنب بينه و
 تو اللہ تعالیٰ اوسکی توبہ قبول کرتا ہی اور اوسکی خطا ہی درگزر فرماتا ہی لیکن یہہ سمجھنا چاہی کہ گناہ دو قسم کی ہوتی ہیں ایک تو صرف حقوق الہی
 بين الله تعالى وذنب بينه وبين العباد فالذنب الذي بينه وبين الله تعالى يكفي فيه الاستغفار
 دوسری حقوق العباد بہر گناہ صرف حقوق اللہ کی ہیں تو اوجہ کفایت کرتی ہی توبہ
 باللسان والندم بالقلب والعزم على ان لا يعود فاذا فعل ذلك لا يبرح من مكانه حتى يغفر له ذنبه
 زبانی اور ندامت دل سے اور یہہ عزم کرنا کہ بہر کبھی نہ کرے گا جب ایسی توبہ کر چکا تو فوراً اوسہی جگہ اوسکی خطا معاف ہو جاتی ہی
 الا ان يكون عليه شئ من فرائض الله تعالى فان الشرع لا يكتفي فيه بمجرد التوبة بل يضاف الى ذلك
 ہاں اگر اوسکی ذمہ کچھ فرائض الہی میں سے ہی ہو تو اس صورت میں شرع فی صرف توبہ پر اکتفا نہیں کیا بلکہ اس توبہ کی ساتھ
 في البعض قضاء كالصلوة والصوم وغيرها وفي البعض كفارة واما حقوق الادبيين فلا بد من ابطالها
 بعضی فرائض کا قضا چاہی جیسی نماز اور روزہ اور بعضی میں کفارہ چاہی رہی حق العباد اس میں ضروری کہ وہ حق مستحق کی پاس
 الى مستحقها فان لم يوجد يلزم تصدقها عنهم بنيه ان يكون ودية عند الله تعالى يوصلها
 پہنچا دی اور اگر وہ مستحق نہ ملے تو لازم ہی کہ اوسکو ادنیٰ طرف سے خیرات کردی اس نیت سے کہ اللہ تعالیٰ یہہ امانت قیامت کی دن
 الى اصحابها يوم القيمة فمن لم يجد سبيلا لخروجه عما عليه من التبعات لا عساره فعليه ان يكثر
 انکی مستحق کو پہنچا دی اور جو شخص ماری تنگدستی کی کوئی راہ نہ پاوی حقوق العباد کی ادائیگی تو اوسکو یہہ لازم ہی
 من الاعمال الصالحة وليستغفر لمن ظلمه من المؤمنين والمؤمنات في اكثر الاوقات فانه اذا فعل
 کہ اعمال صالح بہت کری اور اپنی مظلوموں میں سے مرد اور مؤمن عورتوں کی لئے اکثر اوقات بخشش کی دعا کیا کری جب بہر عمل کرے گا
 كذلك يرجي من الله تعالى ان يرخص خصماءه يوم القيمة بلطفه وكرمه المجلس الحادى عشر
 تو اللہ تعالیٰ کی فضل سے امید ہی کہ قیامت کی دن اوسکی مدعیوں کو اپنی لطف اور کرم سے راضی کر دی گیا رہوین مجلس
 في بيك افضل الذکر وافضل الدعاء قال رسول الله صلى الله عليه وسلم
 اور افضل دعا کی بیان میں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی افضل ذکر

عليه فعل شيء من الممكنات ولا تركه اذ لو وجب عليه شيء منهما لكان محتاجا الى ذلك الشيء
 کسی فعلی که ممکن است بکنند یا نه بکنند
 لیکن به اذ لا یجب له تعالی الا ما هو کمال واما اقتدار جمیع ما عدل الیه تعالی فیوجب له تعالی
 تا که او بی کمال بن جودی اسلوس که الله تعالی کو صفات کمال ہی واجب ہوتی ہیں اور تمام ممکنات ماسوی اس کی محتاج ہوتی ہی اس کی طرف واجب ہوا
 القدرة والارادة والعلوم والحیوة اذ لو لم یجب له تعالی هذه الصفات لکان عاجزا عن الیجاد
 الله تعالی کا قدرت اور صاحب ارادہ اور علیم اور حی ہونا اس لیے کہ یہ چاروں صفت اگر الله تعالی کو واجب نہ ہوں تو وہ تمام ممکنات کی پیدا کر ہی
 من الممكنات وکذا یوجب له الوحدا نية اذ لو لم یجب له تعالی الوحدا نية بل کان معه غیر فی
 عاجز ہوگا اور ایسی ہی وحدانیت ہی واجب ہوتی ہی اس لیے کہ اگر وحدانیت نہ ہو
 الالهية لم یفتقر الیه شيء من الممكنات للزوم عجزها ویؤخذ من اقتدار جمیع ما عدل الیه تعالی
 تو ہر کوئی شے ممکنات میں سے اس کی محتاج نہ ہوگی کیونکہ یہ بیک ترک کی دونوں عاجز ہو جائیں گی اور جب تمام ممکنات ماسوی اس کی
 حدوث العالم باسره اذ لو کان شيء منه قدیما لکان مستغنيا عنه تعالی غیر مفتقر الیه یؤخذ
 اس کی محتاج نہ ہوں تو اس لیے معلوم ہوا کہ عالم تمام حادث ہی اس لیے کہ عالم میں سے کچھ ہی اگر قدیم ہو تو وہ الله تعالی ہی پر واجب ہوگا اس کی طرف محتاج نہ ہوگا اور یہ بھی
 ایضاً ان لا یؤثر شيء من المخلوقات فی اثرها اذ لو کان في شيء من المخلوقات تأثير فی اثرها لکان ذلك لا اثر مستغنيا عنه تعالی غیر مفتقر
 معلوم ہوا کہ کسی چیز کو مخلوقات میں سے کسی امر میں کچھ اثر نہ ہو
 الیه فعلی هذا کل من یقول لا اله الا الله یصیر کانه یقول لا واجب الوجود الا الله تعالی ولا واجب
 بلکہ دنیا نہ ہو اس تقریر کی موافق جو شخص لا اله الا الله کہتا ہی گواہ کہ وہ یہ کہتا ہی کوئی واجب الوجود نہیں سوا الله تعالی کی اور نہ کوئی واجب
 التقدم والبقاء الا الله ولا قادر علی الیجاد الممكنات کلها الا الله ولا عالم بما لا یتناهی من المعلومات
 اور یہ اور باقی سوا الله تعالی کی اور نہ کوئی قدرت والا تمام ممکنات کی پیدائش پر سوا الله تعالی کی اور نہ کوئی دائرہ معلومات کی انتہا
 الا الله ولا منزه عن جمیع النقائص ولا عن الاغراض فی افعاله واحکامه الا الله ولا مؤثر فی شيء من
 سوا الله تعالی کی اور نہ کوئی بری تمام نقصانوں سے اور نہ غرض سے اپنی افعال اور احکام میں سوا الله تعالی کی اور نہ کوئی اثر کرنے والا کسی میں
 المخلوقات الا الله وعلى هذا القیاس کل ما واجب فی حقہ تعالی واستحال علیه وجاز له فقد
 مخلوقات میں سے سوا الله تعالی کی اسے ہی طرح جو جو صفات الله تعالی کو واجب ہیں اور جو اس کی حق میں محال ہیں اور جو جائز ہیں
 ظهر من هذا ان فهم معنی کلمة التوحید یتوقف علی معرفة الله تعالی ومعرفة الله تعالی
 اس سے ظاہر ہوا کہ کلمہ توحید کی معنی کو سمجھنا معرفت الہی پر موقوف ہی
 لیست ضرورة حتی یحصل بالبداهة معرفة کون الواحد نصف الاثنين بل انما تحصل
 یہی یعنی ظاہر نہیں ہی تاکہ خود بخود معلوم ہو جاوی جیسی ایک کو دو کا آدھا جانتی ہیں بلکہ استدلال سے
 بالاستدلال الذی هو النظر فی الدلیل فیکون النظر واجباً لانه تعالی امر به وقال انظر واما اذا
 معلوم ہو سکتا ہی جس کو نظر فی الدلیل کہتی ہیں پس استدلال کرنا واجب ہوا چنانچہ الله تعالی ہی ارشاد کیا ہی فرمایا دیکھو کیا کیا
 فی السموات والارض فمن تکره یکره انما لانه اعطى الانسان نعمة العقل فیتدل به علی وجوده
 موجود ہی آسمانوں اور زمین میں پھر جس نے استدلال کو ترک کیا وہ گنہگار ہوگا اس لیے کہ الله تعالی ہی آدمی کو عقل کی نعمت اسے واسطی عطا کی ہی کہ اس کی ذہنی بات کرے
 وقدمه ووحده وسائر صفاته التي تدل علیها افعاله وهي القدرة والارادة والعلوم والحیوة
 اس کا وجود اور قدم اور وحدانیت اور تمام وہ صفات جن پر اس کی افعال دلالت کرتی ہیں اور وہ صفات قدرت اور ارادہ اور علم اور حیات ہی

فاذا لم يستدل به لا يكون مؤدياً لشكر نعمة العقل فيكون اثماً فيبقى في مشية الله تعالى

پہر اگر سنی اوس عقل سی استدلال کیا تو اوسنی عقل کی نعمت کا شکر ادا کیا پس یہ گنہگار ہوگا پہر مشیت الہی میں رہی گا

ان شاء يعفر عنه ويدخله الجنة بلا عذاب وان شاء يعذب به بقدر ذنبه ثم يدخله الجنة

چاہی اسکو صاف کر کر جنت میں بلا عذاب داخل کری اور اگر چاہی اسکی خطا کی موافق اوسکو عذاب دیکر جنت میں داخل کری

فعلى هذا يجب على كل مؤمن ان يعتنى في معرفة الله تعالى حتى تيسر له فهم معنى كلمة التوحيد

اب ہر مؤمن پر واجب ہی کہ معرفت الہی میں کوشش کیا کری تاکہ اوسکو سمجھنا کلمہ توحید کی معنی کا سہل ہو جاوی

التي هي ثمن الجنة وسبب الخلاص من العذاب المؤبد وقد نص العلماء على لزوم فهم معناها

جو کہ جنت کی قیمت اور دائمی عذاب سی رستگاری کا باعث ہی اور علماء صاف کہہ گزری ہیں کہ سمجھنا معنوں کا لازم ہی

والا لا ينتفع بها متلقظها في الانقاذ من الخلود في النار اذ ليست فضيلتها بائزاء تحريك اللسان

اور نہیں تو دنیا ہی پر ہی سی اصل فائدہ نہیں ہی کہ دائمی آگ کی عذاب سی بچی اسواسطی کہ اسکی فضیلت زبان ہلا فی سی نہیں ہوتی ہی

بها من غير حصول معناها في القلب بل فضيلتها بائزاء حصول معناها في القلب بسبب

جینک کہ اسکی معنی دل میں نہ حاصل ہوں بلکہ اسکی فضیلت یہ ہی کہ اسکی معنی بسبب معرفت الہی کا دل میں متیقن ہوں

معرفه الله تعالى وليس المراد من معرفة الله تعالى معرفة ذاته لان ذاته تعالى ليست معلومة

اور معرفت الہی سی مراد یہ نہیں ہی کہ اسکی ذات کو دریافت کری اسلی کہ اسکی ذات تو بشر کو معلوم نہیں ہو سکتی

للشعر بل المراد بها معرفة ما يجب في حقه تعالى وما يستحيل عليه وما يجوز له ليعلم من

بلکہ معرفت سی یہ مراد ہی کہ یہہ دریافت کری کہ اللہ تعالیٰ کی حق میں کیا تو واجب ہی اور کیا محال ہی اور کیا جائز ہی تاکہ دریافت کری

ينطق بها ما نفى عن غيره تعالى وما اثبت له فانها مركبة من نفى واثبات فالمنفي كل فرد من

کلمہ پر نہیں والا کیا صفت نفی کیا چاہی غیر اللہ سی اور کیا ثابت کیا چاہی اللہ تعالیٰ کو کیونکہ کلمہ مرکب ہی نفی اور اثبات سی پس نفی کرنا تو ہر فرد

افراد حقيقة الاله سوى الله تعالى والمثبت فرد واحد من تلك الحقيقة وهو الله تعالى ومعنى

معبود حقیقی کا ہی سوای ذات الہی کی اور مثبت ایک فرد واحد ہی معبود حقیقی میں سی کہ وہ ذات الہی ہی اور معنی

الاله هو الواجب الوجود المستحق للعبادة وهذا المعنى كل يقبل بحسب مجرد ادراكه ان يصدق

اللہ کی یہہ ہی نہیں کہ واجب الوجود ہو سزاوار عبادت کا اور یہہ معنی کلی ہیں کہ صرف باعتبار ادراک کی ہو سکتا ہی کہ بہت افراد پر صادق

على كثيرين لكن الدليل القطعي يدل على استحالة التعدد فيه وكونه خاصاً بذات الله تعالى ذلك

آوی پر دلیل قطعی سی معلوم ہوا کہ تعدد اسمیں محال ہی اور یہہ صفت خاص ہی ذات الہی کو اور وہ

الدليل وجود العالم فانه لكونه حادثاً محتاجاً الى محدث يدل على ان له موجداً قديماً واحداً

دلیل عالم کا وجود ہی بیشک یہ عالم حادث محدث کا محتاج ہو کر دلالت کرتا ہی کہ اسکا ایک موجد ہی قدیم واحد

متصفاً بالقدرة والامادة والعلم لانه لو لم يكن قديماً بل كان حادثاً لكان محتاجاً الى

اور قدیر اور صاحب ارادہ اور حی اور علیم اسلی کہ اگر قدیم نہ ہو بلکہ حادث ہو تو ابست محدث کا محتاج ہوگا

محدث فيلزم الدور والتسلسل وكلاهما محال ولو لم يكن واحداً بل كان اكثر من واحد لوقع بينهما

پہر دور یا تسلسل لازم آویگا اور یہہ دو محال ہیں اور اگر واحد نہ ہو بلکہ ایک سی زیادہ کئی ہوں تو بیشک اسکی آپس میں

التماثل المقتضى لعدم وجود العالم ولو لم يكن متصفاً بالقدرة والامادة والعلم والحياة لكان

روک ٹوک واقع ہوگی جسی عالم موجود نہ ہوگی اور اگر قدرت والا اور صاحب ارادہ اور علیم اور حی نہ ہو تو بیشک

عاجز عن ايجاد شئ من العالم لان اليجاد اثر القدره وتأثير القدره في شئ من الاشياء
عالم بين سى هر ذره كى ايجاد شئ كى ايجاد كرا قدرت كا اثر هوتا هى اور تاثير قدرت كى كسى شئ مين اوس شئ كى اراده كرى پر

يتوقف على ارادة ذلك الشئ وارادة ذلك الشئ يتوقف على العلم به لان القصد الى ايجاد شئ
موقوف هى اور اراده اوس شئ كا بدون علم اوس شئ كى نهين هوسكتا اس لكى اراده كسى شئ كى ايجاد كا

مع عدم العلم به محال ولا تصاف بهذه الصفات الثلاثة يتوقف على الحيوة لكونها شرطاً فيها
بدون علم اوس شئ كى محال هى اور يه تينون صفتين كى هوسكتى هين بدون حيات كى كيونكه حيات شرط هى

فعلى هذا يكون وجود العالم بل وجود كل جزء من اجزائه دليلاً قطعياً على وجوده تعالى وكونه
اس بيان كى مطابق وجود تمام عالم كا بلكه وجود هر هر ذره كا او كى اجزاء مين سى يقينى دليل هى الله تعالى كى وجود پر كود

قدسياً واحداً متصفاً بهذه الصفات الاربع المذكورة وعلى استحالة اضدادها ولهذا كان
قديم اور واحد هى اور موصوف هى ان چارون صفات مذكوره سى اور دليل هى كى كان صفات كا خلاف محال پر اسپينى

بعض هل التوحيد يقولون استدلالاً بالاثار على المؤثر ما راينا شيئاً الا ما رايانا الله تعالى بعده فان
بعض اهل توحيد اثر سى مؤثر پر استدلال كرى به كسى هين كه هنى جب كسى شئ كو ديكا تو اسكى سائنه هى الله تعالى كو ديكا بيشك

كل جزء من اجزاء العالم لكونه حادثاً محتكجاً الى من يوجده ويمرّ به لا يزال يتكلم بكلام لا يرفع فيه
هر ذره عالم كى اجزاء كا چونكه حادث اور محتاج هى اپنى پيدا اور پر ورش كرى والى كا هيشه ايسى كلام سى جسين شرح هين

ولا صوت ان له موجداً قديماً واحداً متصفاً بالقدره والارادة والعلم والحيوة لسمع كلامه
اور نه آواز يه كهتا هى كه پيرا كرى لا قديم هى واحد صاحب قدرت صاحب اراده صاحب علم صاحب حيات تميز والى

السامعون ولا يسمعه الذين هم عن السمع لمعزولون والمراد من السمع السمع الباطن الذى يسمع
او كى كلام سنى هين اور بى تميز جنكى سمجه بيجارى نهين سنى اور سماعت سى مراد سماعت باطن هى جسى ده كلام سنى جاتى هى

به كلام ليس بحرف ولا صوت ولا عجب ولا عجبى ولا سمع الظاهر لانه لا يسمع غير الاصوات وتشارك
جسين حرف اور آواز نهين اور نه عجبى هور نه عجبى يه سماعت ظاهرى اور نهين هى جتى سوله آواز كى كچيه معلوم هو اور چو پايه

فيه البهايم الانسان انك قدر لشئ تشارك فيه البهايم الانسان والحاصل ان المكلف لا يعرف من
اور انسان اوسمين شريك هين كيونكه اوس شئ مين كيا خوبى هى جسين چو پايه اور انسان يكسان هون حاصل يه هى كه آدمى مكلف

صفاته تعالى بالعقل الا ما يتوقف عليه افعاله وما لو يتوقف عليه افعاله تعالى كالسمع
صفات الهى مين سى بزور عقل ده هى جان سكتا هى جن صفات پر افعال موقوف هين اور جن صفات پر افعال موقوف نهين جيسى سمع اور بصر

والكلام فقد يستدل على ثبوتها له تعالى تارة بالعقل وتارة بالنقل اما الاستدلال بالعقل فهو
اور كلام ان صفات كى ثبوت پر كچى تو استدلال عقلى كرتى هين اور كچى استدلال نقلى استدلال عقلى تو يه هى

انها صفات كمال واضدادها صفات نقصان واتصافه تعالى بصفات الكمال وعدم اتصافه
كه يه صفتين كمال كى هين اور او كى صفتين نقصان كى هين اور الله تعالى كا صفات كالى يه موصوف هونا اور صفات نقصان سى

بصفات النقصان واجب فوجب اتصافه بتلك الصفات واما الاستدلال بالنقل فهو ان
برى هونا واجب هى اس سى لازم آتا هى كه الله تعالى ان صفات سى موصوف هو اور استدلال نقلى يه هى كه

الشرع قد صرح بثبوتها له تعالى فوجب الجزم بثبوتها له تعالى ودليل النقل في هذه المسئلة
شرع سى ان صفات كا ثبوت صاف ظاهرى پس يقين كرنا انكى ثبوت كا واجب هو اور اس مسئله مين دليل نقلى

اولی من دلیل العقل لان تلك الصفات لا يتوقف عليها افعاله تعالى حتى يستدل بها على شئها
 بهتري عقلی دلیل سی اسلکی کہ ان صفات پر افعال الہی تو موقوف ہیں نہیں تاکہ ان افعال سی ان صفات کی ثبوت پر استدلال کیا جا
 له تعالى وذاته لم يكن معلوماً لاحد حتى يعلم انها في حقه تعالى كما يجب انصافه بها بحيث
 اور اسکی ذات کسیکو معلوم نہیں تاکہ یہ معلوم ہو کہ یہ صفات نسبت ذات الہی کی یہی کالیہ ہیں انکا ثبوت ہی چاہی ہو نا ایسا
 لو لم يتصف بها يلزم ان يتصف باضدادها واذكر من كونها كما لا انما هو بالنسبة اليها ولا يلزم
 کہ اگر یہ صفتیں موجود نہ ہوں گی تو انکی اضداد موجود ہوں گی اور ان صفات کا کالیہ ہونا جو مذکور ہوا تو وہ ہماری حق میں ہی اور یہ کہ یہ صفتیں نہیں
 من كون الشئ بالنسبة اليها كما لا ان يكون في حقه تعالى كما لا الا ترى ان اللذة والالم مع كونهما
 کہ جو صفت ہماری حق میں باعث کمال کا ہو تو یہ نسبت ذات الہی کی یہی کالیہ ہو کیا تجھکو معلوم نہیں ہی کہ لذت اور اہم باوجودیکہ
 بالنسبة اليها كما لا يمتنعان على الله تعالى لكونهما من عوارض الاجسام فعلى هذا يلزم في اثبات
 ہماری حق میں کمال میں اسد تعالیٰ پر ممتنع ہیں اس واسطی کہ جسموں کی عوارض سی ہیں اس بیان کی موافق لازم یہ ہے کہ
 تلك الصفات له تعالى القسك بالنقل عن الانبياء الذين ثبت صدق كل واحد منهم و
 ان صفات کی باب میں دست آویز نقلی بیان کی جادی انبیاء علیہم السلام سی کہ صدق ہر اک اور
 امانته ونبوته بالمجزة القائمة مقام قوله تعالى صدق رسولی في كل ما يبلغ عني سواء
 امانت اور نبوت ایسی مجزہ سی ثابت ہو چکی ہی جو قائم مقام ارشاد الہی کی ہی میرا رسول سچا ہی جو حکم میری طرف سی بیان کری برابر ہی م
 كان تبليغه بقوله او فعله او سكوته لان المجزة تصديق فعلي من الله تعالى لرسوله لكونها
 کہ تبلیغ بواسطہ قول کی ہو یا فعل کی یا سکتہ سی اسلکی کہ مجزہ اسد تعالیٰ کی طرف سی تصدیق فعلی ہی واسطی رسول کی کیونکہ مجزہ
 فعلا من افعاله تعالى خارقا للعادة قائما مقام صريح القول في تصديق رسوله في دعوة السائل
 ایک فعل ہی افعال الہی سی خلاف عادت کی قائم مقام صاف ارشاد الہی ہی رسول کی تصدیق کی لہذا رسالت کی دعویٰ میں
 فانه تعالى لما خلق امر خارقا للعادة على يده عند دعائه الرسالة تصد امر كانه قال صدق رسول
 کیونکہ اسد تعالیٰ فی جب ایک امر خلاف عادت رسول کی ہتہ پر رسالت کی دعویٰ کرنی کی وقت پیدا کیا تو گویا یہہ ارشاد کیا میرا رسول سچا ہی
 في كل ما يبلغ عني سواء كان تبليغه بقوله او فعله او سكوته قال العلماء مثال ذلك ان
 تمام احکام میں جو میری طرف سی اور اگر ہی برابر ہی کہ وہ تبلیغ رسول کی قوی ہو یا فعلی ہو یا چپ ہی ہو علماء فی اسکی بہ مثال بیان کی ہی
 رجلا اذا قام في مجلس ملك بحضور جماعة وقال انا رسول هذا الملك بعثني اليكم بكذا وكذا
 ایک شخص بادشاہ کی مجلس میں ایک جماعت کی روبرو کھڑا ہو کر کہی میں اس بادشاہ کا ایلی ہوں مجھکو تمہاری پاس فلا فلا نامہ دیکر بھیجا ہوا
 من التكليف وطلبوا منه حجة تدل على صدقه وقال اية صدقي اتي اطلب من الملك ان
 اور وہ جماعت اسی صداقت کی دلیل طلب کری تب وہ شخص کہی نشان میری صداقت کا یہہ ہی کہ میں بادشاہ ہی کہتا ہوں کہ
 يخالف عادته ويقوم من مقامه ويقعد ثلث مرات وفعل الملك ذلك بطلبه فلا شك
 اپنی خلاف عادت اپنی جگہ سی تین دفعہ کھڑا ہوا اور یہہ جادی بہرہ بادشاہ کھڑا ہو کر کہی تونیشک
 ان ذلك الفعل من الملك قائم مقام قوله صدق هذا الرجل في كل ما يبلغ عني ومفيد للعلم
 یہہ کار بادشاہ کا قائم مقام اس قول کی ہی یہہ شخص سچا ہی جو جو حکم میری طرف سی بیان کری اور اسی علم
 الضرورى بصدقه لمن شاهد ذلك الفعل من الملك ولمن لم يشاهده بل وصل اليه خبره
 یہی اسکی صداقت کا حاصل ہوگا جو کوئی یہہ حرکت بادشاہ کی دیکھیں اور جو شخص نہ دیکھیں بلکہ اسکو تو اتنی ہی یہہ خبر پہنچیگی

بالتواتر ولا ریب ان هذا المثال مطابق لحال الرسل علیہم الصلوٰۃ والسلام فی افادۃ معجزتهم العلم
 اور بیشک یہ مثال رسل علیہم السلام کی حال سے خوب مطابق ہے کہ انکی معجزہ سی ادنیٰ
 الضروری بصدقہم لمن شاهدها ولم یلم یشاہدہا بل وصل الیہ خبرہا بالتواتر فاذا ثبت
 صداقت کا علم یہی حاصل ہوتا ہی دیکھنی والوں کو اور جنہوں کی نہیں دیکھا تو اتنی سی سکر جب اونکا صدق ثابت ہو چکا
 صدقہم بدلالة المعجزة وجب تصدیقہم فی کل ما جاء وایہ من عند اللہ تعالیٰ وافضلہم
 معجزہ کی دلالت سے تو واجب ہوئی ادنیٰ تصدیق تمام احکام میں جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے لای ہیں اور تمام انبیاء میں افضل
 نبیاً ومولانا محمد صلی اللہ علیہ وسلم فانہ تعالیٰ قد بعثہ الی اہل الارض لیبلاغہم امرہ ونہیہ ووعدہ
 اور برتر نبی اور صاحب ہماری محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں بیشک اللہ تعالیٰ کی ادنیٰ تمام اہل رومی زمین کی طرف سے بھی اتنا دیکھو اسکا حکم اور طاقت اور جزا
 ووعیدہ وایدہ بمعجزات کثیرہ لا حصر لہا لیسدقہ فوج علیہم تصدیقہ فی کل ما اخبر
 اور سزا پہنچا دیں اور ادنیٰ تائید کی بہت معجزات سی چکا انتہا نہیں تاکہ ادنیٰ تصدیق کریں سو واجب ہی اول سب پر تصدیق ادنیٰ تمام خدوں میں
 وطاعته فی کل ما امر والا ینتہا عن کل ما زجر فمن لم یصدقہ فیما اخبر ولم یطعہ فیما امر ولم ینتہ
 اور واجب ہی طاعت ادنیٰ تمام حکموں میں اور باز رہنا جس چیز سے طاعت کریں اور طاعت نہ کریں ادنیٰ حکم کی اور باز نہ کرنا
 عما زجر یكون من الذین قال اللہ فیہم فی القرآن العظیم الذی ہو افضل معجزاتہ اولیٰک ان کا لفظ
 منع کی ہوئی تودہ اولوں کو گون میں ہی چکی حق میں اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں جو ادنیٰ سب سے بڑا معجزہ ہی فرماتا ہی وہ جیسی چو پائے
 بل ہُم اَظْلُ فانہ تعالیٰ شبتہم بالہا یعرفی کون مشاعرہم متوجہۃ الی اسباب الدنیا ومقصودۃ
 بلکہ اولیٰ زیادہ بیزارہ اللہ تعالیٰ فی انسان کو چو پائوں سے مشابہت دی اسباب میں کہ انکی عقلیں دنیا کی مال اسباب کی طرف متوجہ ہیں اور دنیا ہی پر
 علیہا وعدم التفكير فیما یفرج اذانہم من الایات القرانیۃ والا حاد یت النبویۃ وعدم الالتفات بہا
 ہر گز نہیں اور ہرگز تامل نہیں ہی اوس میں جو سختی ہیں آیات قرآنی اور احادیث نبویہ اور صل اللہ علیہ وسلم توجہ نہیں ہی
 بل جعلہم اَظْل منہا لانہا تدرك ما من شانہا ان تدرك من المنافع والمضار وتجتهد غایۃ جہدہا
 بلکہ اللہ تعالیٰ فی انسان کو چو پائے سے بیزارہ زیادہ کہا کیونکہ چو پائے تو اپنی حیثیت کی موافق نفع اور ضرر کو پہچان لیتی ہیں اور خوب کوشش کرتی ہیں
 فی جلب ما ینفعہا وسلب ما یضرہا وتنقاد لصاحبہا وتمیز من یحسن الیہا من بسئ الیہا وهو لا
 اپنی منفعت کی پیدا کر لی میں اور ضرر کی دفع کر لی میں اور اپنی مالک کی طاعت کرتی ہیں اور تمیز کرتی ہیں درمیان ادنیٰ جو ادنیٰ سائنہ حساسی اور زمینچائی
 لیسوا کذلک حیث لا یمیزون بین المنافع والمضار ویجتهدون غایۃ جہدہم فی جلب ما یضرہم
 ایسی نہیں ہیں اسلیٰ کہ اصلاً نفع اور ضرر میں فرق نہیں کرتی اور ضرر رسان چیز میں مرکب کر کوشش کرتی ہیں اور منفعت سی الگ سمجھتی ہیں
 وسلب ما ینفعہم ولا ینقادون لربہم وخالفہم ورازقہم ولا یعرفون احسانہ الیہم ویقدمون علی
 اور طاعت نہیں کرتی اپنی پروردگار اور پیدا کرنے والی اور روزی دینی والی کی اور نہیں سمجھتی کہ اون پر اسنی کیا کیا احسان کیا اور عذاب
 العذاب الالیم ولا یقدمون علی النعم المقیم ویكونون من الذین قال تعالیٰ فیہم یَعْلَمُونَ ظَاهِرًا
 دردناک کی طرف دوڑ کر جاتی ہیں اور دائمی عیش کی طرف نہیں جاتی پہرہ اور لوگوں میں میں چکی حق میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہی جانتی ہیں اور پورے
 مِنَ الْحَیْوةِ الدُّنْیَا وَهُمْ عَنْ الْآخِرَةِ هُمْ غَفْلُونَ یعنی انہم یعلمون ظاہر احقیرا خسیسا من الدنیا
 دنیا کا جینا اور وہ لوگ آخرت سے خبر نہیں رکھتی یعنی یہ لوگ یہہ ہی ظاہر کی نکی اور بیکار دنیا کو خوب جانتی ہیں
 وهو ما یشاہدہ من زخارفہا وملذذاتہا وسائر احوالہا الموافقة لشہواتہم الملائمۃ لاهوائہم
 اور یہہ جو کہ ادنیٰ نظر آتا ہی دنیا کی رونق اور لذت اور تمام احوال جو ادنیٰ شہوات کی موافق اور ادنیٰ ہواؤں کی مطابق ہیں

وهم غفلون عن الآخرة التي هي المطلب الاعلى والمقصد الاقصى ولا يخطر ببالهم ولا يتفكرون
 اور وہ آخرت سی جو کہ بڑا مطلب ہی اور عین مدعا ہی بالکل غافل ہیں اور انکی دلیل خطرہ نہیں آتا اور نہیں سوچتی
 من احوال الدنيا ما يؤدى الى معرفتها فان العلم بامور الآخرة موقوف على العلم بوجود الباري تعالى
 دنیا کی حالات کو اسطور کہ اوس ہی آخرت کی معرفت حاصل ہو کیونکہ علم امور آخرت کا علم وجود باری تعالیٰ
 وقدرته و ارادته وعلمه وحيوته وذلك العلم لا يحصل الا بالنظر الى المصنوعات والتفكر فيها
 اور اوسکی قدرت اور ارادہ اور علم اور حیات کی علم پر موقوف ہی اور یہ علم نہیں حاصل ہوتا بدون غور اور تامل کی مصنوعات میں
 والاستدلال بتغيراتها على حدودها واحتياجها الى موجد قديم واحد متصف بالقدرة و
 اور بدون استدلال کی کہ حالات دنیا متغیر ہوتی سی حادثہ میں اور محتاج ہیں طرف پیدا کرنے والی کی جو قدیم اور واحد صاحب قدرت اور
 الامرادة والعلم والحیوة وهم قصر والنظر على الظواهر المحسية كالبهاثم ولم يتفكروا في عجائب
 صاحب ارادہ اور علم اور حیات والا ہی اور بنی آدم فی اپنی نگاہ ظاہر دیکھتی پر چو پایہ کی طرح کوتاہ کی اور اوسکی عجیب صنعت کو
 صنعہ ليستدلوا بها على وجوده وقدرته و ارادته وعلمه وحيوته فيعلمون ان ما اخبر
 خیال نہ کیا تاکہ اوسی استدلال ہو اوسکی وجود اور قدیم اور قدرت اور ارادہ اور علم اور حیات پر پھر یہ جانتی کہ جو حدیث میں ہی
 من امور الآخرة امور ممكنة يلزم وقوعها وعند وقوعها يكون المكلف فيها بحكم صلاح الاعمال
 امور آخرت میں سی سب ممکن ہیں اور نکاح واقع ہونا ضروری اور جب وہ امور واقع ہونگی تو مکلف باعتبار اعمال نیک
 وفسادها فريقين فريق في الجنة وفريق في السعير نسأل الله تعالى ان يجعلنا من اهل الجنة مع
 اور اعمال نیک کی دو قسم ہونگی ایک قسم بہشت میں اور ایک قسم دوزخ میں ہم اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ ہم کو جنتی کری ہمراہ
 الابراہیم من اهل النار مع الاشرار المجلس الثاني عشر في بيان اسعد الناس بشفاعته
 صلحاء کی دوزخی نہ کری ہمراہ بدکاروں کی اس بیان میں کہ بڑا اسعاد و نعمت آدمی
 النبي صلى الله عليه وسلم قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اسعد الناس بشفاعته
 قیامت دن بسبب شفاعت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ہی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی بڑا اسعاد و نعمت آدمی میری شفاعت سی
 يوم القيمة من قال لا اله الا الله خالصا من قلبه هذا الحديث من صحاح المصابيح رواه ابوهريرة
 قیامت کی روز وہ ہی جنتی کہا لا الہ الا اللہ صاف دلی صلوۃ یہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثوں میں ہی ابوہریرہ کی روایت سی
 وقريب منه ما روى عن زيد بن ارقم انه عليه السلام قال من قال لا اله الا الله خالصا دخل الجنة فانه عليه
 اور ایسا ہی مضمون ہی جو زید بن ارقم فی روایت کی ہی کہ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم فی جنتی کہا لا الہ الا اللہ صاف دلی سمیہ داخل ہوا جنت میں بیشک
 الصلوة والسلام قد شرط لنيل ما وعد في هذين الحديثين ان يكون فيمن قال لا اله الا الله الخالص
 نبی صلی اللہ علیہ وسلم فی شرط کیا ہی واسطی حصول جنت کی جوان دونو حدیثوں میں وعدہ کیا ہی کہ لا الہ الا اللہ کہتی والی میں خلوص
 والاخلاص ومعنى الخلوص والاخلاص مساعدة الحال للمقال فمن قال لا اله الا الله ولم يساعده
 اور اخلاص ہو اور معنی خلوص اور اخلاص کی یہ ہیں کہ اوسکا حال مقال کی مطابق ہو یہ جنتی لا الہ الا اللہ تو کہا اور اسکا حال مطابق
 حاله لمقاله لا يكون فيه شيء من الخلوص والاخلاص وانما يكون فيه من الخلوص والاخلاص
 مقال سی ہوا تو اوسین اخلاص اور خلوص کچھ نہیں ہی اور خلوص اور اخلاص جب ہی ہوتا ہی
 اذا صنع هذا القول عن الذنوب وحمله على الطاعات وان لم يمنع من الذنوب ولم يحمله على
 کہ اوسکو یہ قول گناہوں سی باز رکھی اور طاعات کی صفت لائی اور اگر اوسکو گناہوں سی نہ روکا اور نہ طاعات پر رغبت دلائی

الطاعات لا يكون فيه الخلوص والاخلاص ويخاف ان يكون هذا القول فيه عارية يسترد منه

تو اوسمین خلوص و اخلاص کہاں ہی اور اندیشہ یہہ ہی کہ یہہ قول اوسمین بطور عاریت کی ہو یہہ چہن نہ جاوی

لان من لم يكن فيه الا اصل الايمان وهو مقصر في الاعمال ومصر على الذنوب قريب من ان

کیونکہ جس شخص میں سوای اصل ایمان کی کچھ نہیں ہی اور وہ نیک اعمال میں قصور کرتا رہے اور گناہوں پر اڑا رہا کیا بعید ہی کہ

ينقلع شجرة ايمانه اذا صدمته الرياح العاصفة التي هي الوسواس الشيطانية المحركة لها

درخت ایمان کا جڑ کسی اوکڑھا دی جب اوکو تند ہوا آئین صدمہ پہنچائیں کہ وہ وسوسہ شیطانی میں جوا و سکومت دیتی رہتی ہیں کیونکہ

كل ايمان لم يثبت في القلب اصله ولم ينتشر في الاعضاء فروعه ولم يظهر فيها ثمره لا تثبت

جس ایمان کی جڑ دل میں خوب نہیں بیٹھی اور اوکی ٹہنیان تمام اعضا میں نہیں پھیلے اور نہ اوکو کوئی کچھ نہ پھیل لگا ہی

عند ظهور ملك الموت ويخاف عليه الزوال وانما يثبت في القلب اصل الايمان وانما ينتشر

تو وہ جب ملک الموت آویگا قائم نہیں رہیگا اور اندیشہ زوال کا ہی دل کی اندر ایمان کی جڑ جب خوب بیٹھی ہی اور اوکی ٹہنیان

في الاعضاء وانما يظهر ثمره فيها اذا سقى بماء الطاعات على توالي الايام والساعات حتى يرسخ

اعضائے کی اندر جب پھیلتی ہیں اور پھل ایمان کا جب ہی لگتا ہی کہ طاعات کی پانی سی چشمہ ہر وقت رات دن سیراب کرتا رہی تاکہ اوکی جڑ محکم

ويثبت وينتشر فروعه ويظهر ثمره فهذا امر لا يظهر الا عند الخاتمة واصل ذلك على ما ثبت

اور ثابت ہو کر اوکی شاخیں پھیلنے اور اوکو پھل لگی یہہ حال درسی خاتمہ سی معلوم نہیں ہو سکتا اور اصل اسکی جیسی کہ

في العلوم العقلية ان تكرار الافعال سبب لحصول الملكة الراسخة في النفس فمن اصر على

علوم عقلی میں ثابت ہی یہہ ہی کہ ہر فعل بار بار کرتی کرتی نفس میں خوب کامل ہو جاتا ہی یہہ جو شخص گناہوں پر

الذنوب يحصل في قلبه الفها وجميع ما الفه الانسان في عمره يعود ذكره عند موته فان كان

اصرار کرتا ہی اوسکی دین محبت گناہوں کی پیدا ہو جاتی ہی اور انسان کی تمام محبوب چیزیں عمر بھر کی موت کی وقت یاد آتی ہیں یہہ اگر اس شخص کو

صبله الى الطاعات اكثر يكون اكثر ما يحضره عند الموت ذكر الطاعات وان كان ميله الى المعاصي

رغبت طاعات کی زیادہ تھی تو اکثر اسکو موت کی وقت طاعات یاد آویگی اور اگر اسکو رغبت گناہوں کی

اكثر يكون اكثر ما يحضره عند الموت ذكر المعاصي فربما يقبض روحه عند غلبة شهوة من الشهوات

زیادہ تھی تو پھر موت کی وقت گناہ ہی گناہ یاد آویگی پس بعضی وقت نزدیک غلبہ کسی شہوت کی شہوتوں میں سی

او معصية من المعاصي فيتقيد قلبه بها وتضير سببا لسوء خاتمة فاما الذي غلبت ذنوبه

یا کسی گناہ کی گناہوں میں سی اوکی جان نکل جاتی ہی اور اوکو دل اسمین گناہ ہوتا ہی یہہ ہی سبب اوکی خاتمہ بد کا ہو جاتا ہی اور جس شخص کی گناہ بہت

وكانت اكثر من طاعاته ولم يتب عنها بل كان مصرا عليها وقلبه فرجا بها فهذا الخطر في حقه

اور طاعات سی زیادہ ہوں اور توبہ کی نہ ہو بلکہ گناہوں پر اڑا رہے اور اوکو دل اسمی میں خوش رہے تو ایسی شخص کی حق میں اسکا

عظيم اذ قد يكون غلبة الالف سببا لان يمثّل صورة معصية في قلبه وتتميل اليها نفسه

بڑا اندیشہ ہی اسسبب ہی کہ بعضی وقت ماری غلبہ محبت کی صورت گناہ کی اوسکی دین پیدا ہو جاتی ہی اور اوکو دل اودہر کو مایل ہوتا ہی

ويقبض عليها روحه فذلك هو سوء الخاتمة واما الذي لم يرتكب ذنبا أصلا او ارتكب لكن

اور وہ میں جان نکل جاتی ہی سو خاتمہ بد ہی ہو اور جس شخص کی کوئی اگر گناہ نہیں کیا یا گناہ تو کیا پھر

تاب وهو بعيد عن هذا الخطر فعلى هذا يجب على كل مسلم بعد ما قال لا اله الا الله ادعاء ما يجب

توبہ کر لی سو وہ اندیشہ سی محفوظ ہی اس بیان کی موافق ہر مسلم پر جو لا اله الا اللہ کہتی ہیں واجب ہی کہ جو طاعات

عليه من الطاعات وحفظ لسانه وسائر اعضائه من السيئات لان كثيرا من الناس يقولون
 او كفى من يد واجب هي اذا كيا كرين اور اپنی زبان کو اور تمام اعضا کو گناہوں سے بچا دین اس واسطے کہ اکثر لوگ یہہ قول زیادتی کہتی ہیں
 هذا القول ثم يزرع عنهم في اخر اعمالهم بسبب اعمالهم الخبيثة ويخرجون من الدنيا بغير ايمان
 پہر انہی آخر عمر میں بسبب خبیث عملوں کی چھوٹ جاتا ہی اور دنیا ہی بی ایمان مرنے میں
 وای مصيبة اعظم من هذا ان يكون اسم الرجل في جميع عمرة في الدنيا من المؤمنين ثم يموت
 اب کوئی مصیبت اس سے بڑی ہوگی کہ ایک شخص کا نام دنیا میں تو عمر بہر مسلمانوں میں درج رہے
 ويكون اسمه في الآخرة من الكافرين ليس المحسرة على الذي يخرج من الكنيسة ويدخل في جهنم وانما
 تو آخرت میں اس کا نام کافروں میں درج ہوا افسوس کچھ اسکی حال پر نہیں ہی جو بجائے ہی نکل کر
 المحسرة على الذي يخرج من المسجد ويطرح في جهنم بسبب اعماله الخبيثة فان الناس في الايمان
 افسوس تو بڑا اسکی حال پر ہی جو مسجد میں ہی نکل کر بسبب خبیث اعمال کی جہنم میں جا دی بی آدم باعتبار ایمان کی
 على ضربين منهم من يكون له الايمان عارية لا يستر دمنه ومنهم من يكون له الايمان عطاء
 دو قسم کی ہیں بعض ایسی ہیں کہ ان کا ایمان عاریت کا ہی پہر چھین جاوے گا اور بعض ایسی ہیں کہ ایمان ان کو بخشا ہوا ہی
 لا يستر دمنه والعلاقة في ذلك ان الذي يمنعه الايمان من الذنوب ويحمله على الطاعات
 پہر ہرگز نہیں چھینی گا اور نشان اس میں یہ ہی کہ جس کو پاس ایمان کا گناہوں سے روکتا ہی اور طاعت کی رغبت دیتا ہی
 فالایمان له عطاء لا يستر دمنه والذي لا يمنعه الايمان من الذنوب ولا يحمله على الطاعات
 تو اس کا ایمان بخشا ہوا ہی اوتی پہر نہیں چھینا جاوے گا اور جس کو پاس ایمان کا گناہوں سے نہیں روکتا اور نہ طاعات پر رغبت دیتا ہی
 فالایمان له عارriage لا يستر دمنه لان ايمانه لو كان صحيحا خالصا لمتنعه من الذنوب ولحملة على
 تو اس کا ایمان عاریت کا ہی وہ چھین جاوے گا کیونکہ اگر اس کا ایمان صحیح اور خالص ہوتا تو بیشک اس کو گناہوں سے روکتا اور طاعت کی رغبت
 الطاعات فلما لم يمنعه من الذنوب ولم يحمله على الطاعات علم ان قلبه الذي هو محل الايمان
 دیتا پس جب اس کو گناہوں سے روکا اور نہ طاعت پر رغبت دی تو معلوم ہوا کہ اس کا دل جو ایمان کا گھر ہی
 مريض فان القلب قد يمرض ويشتم مرضه لكن لا يعرف صاحبه لغلبة الهوى عليه بل قد
 بیمار ہی بیشک دل کہی بیماری میں سخت مبتلا ہو جاتا لیکن اس شخص کو بسبب غلبہ ہواہوس کی معلوم نہیں ہوتا بلکہ بعض وقت
 يموت قلبه وهو لا يشعر بموته وعلامه ذلك ان لا يؤلمه جراحات الذنوب فان القلب اذا كان
 اس کا دل مر جاتا ہی اور اس کو موت کی خبر نہیں ہوتی اس کا نشان یہی کہ دل میں گناہ کی زخم سی الم نہیں ہوتا کیونکہ دل جب تک
 فيه حياة يناله بقدر حيوته من جراحات الذنوب وقد يشعر بمرضه صاحبه لكن لا يتحمل
 زندہ رہتا ہی تو اس کو جتنی اسبب حیات ہوتی ہی گناہوں کی زخموں کا الم پہنچتا ہوتا ہی اور کہی اس شخص کو دل کی بیماری کی خبر ہوتی ہی پر
 حرارة الداء ولا يصبر عليها فيؤثر ببقاء الداء على مشقة الدواء فان دواءه في مخالفة هواه وذلك
 بزرگی دوا کی بوشت نہیں کرتا اور اسے صبر کرتا ہی پہر وہ الم بہت ہی ہتی دوا کی مشقت میں شکر کرتا ہی کیونکہ اس کا علاج تو ہواہوس کی مخالفت ہی ہے
 اصعب شئ على النفس وليس لها شئ انفع من ذلك قال سهل بن عبد الله هواك داؤك فان خالفته
 نفس پر بڑا ہی دشوار ہی اور اسکی حق میں اس سے زیادہ کچھ مفید نہیں ہی سهل بن عبد اللہ کہتی ہیں تیری خواہش تیرا مرض ہی اگر تو ہی اس کا علاج
 فذلك دواءك وقال ايضا ترك الهوى مفتاح الجنة لقوله تعالى وأما من خاف مقام ربه
 تو یہ ہی تیرا علاج ہی اور یہی ہی کہا ہی ہواہوس کو ترک کرنا جنت کی کچی ہی واسطی ارشاد الہی کی اور جو کوئی ڈرا اپنی رب کی پس کھڑی ہوتی سی

وَكَيْفَ النَّفْسُ عَنِ الْهَوَىٰ فَإِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَأْوَىٰ فَالسَّعِيدُ مَنْ يَخَالَفْ هَوَاهُ وَيَطِيعَ مَوْلَاهُ وَالشَّقِيُّ

اور دکا جی کو چاؤسی سو بہشت ہی ہی ٹھکانا پس نیک بخت وہ ہی جو اپنی ہواہوس کی مخالفت کر کر اپنی صاحب کی اطاعت کرے اور

مَنْ يَتَّبِعْ هَوَاهُ وَيَخَالَفْ مَوْلَاهُ فَإِنَّ اتِّبَاعَ الْهَوَىٰ سَمٌّ قَاتِلٌ مِّنْ سُمُومِ الدِّينِ يَفْضِي إِلَى الْهَلَاكِ

وہ ہی کہ اپنی ہواہوس کی پیروی کرے اور اپنی صاحب کی مخالفت کرے بیشک اطاعت نفس کی زہر قاتل ہی دین کی زہر وں میں سے ہمیشہ کی واسطی مار ڈالتا ہی

الْأَبْدَىٰ يَوْمَ لَا يَنْفَعُ مَا لَكَ وَلَا بَنُونَ إِلَّا مَنْ أَتَى اللَّهَ بِقَلْبٍ سَلِيمٍ فَالْخَائِفُ مِنَ الْهَلَاكِ فِي هَذِهِ

جس دن نہ کام آوی کوئی مال نہ بیٹی نہ گھر نہ کوئی آیا اسد بس لیکر دل چنگا پس جو شخص ڈرنا ہی موت ہی اس

الدُّنْيَا الْفَانِيَةِ إِذَا كَانَ يَجِبُ عَلَيْهِ فِي كُلِّ حَالٍ الْإِحْتِرَازُ عَنِ السُّمُومِ وَمَا يُضِرُّهُ مِنَ الْمُهْلَكَاتِ فَالْخَائِفُ

دنیا فانی میں اوسپر واجب ہی کہ ہر وقت ہمیشہ زہروں سے اور تمام مہلکات سے بچتا ہی سو جو بکھو ہلاک

مِنَ الْهَلَاكِ الْآبِدِ أُولَىٰ أَنْ يَجِبَ عَلَيْهِ فِي كُلِّ حَالٍ الْإِحْتِرَازُ عَنِ الْمَعَاصِي الَّتِي هِيَ سُمُومُ الدِّينِ فَإِنَّ

ابدی کا خوف ہو تو اوسکو تو ضرور واجب ہی کہ ہر وقت گناہوں سے بچتا ہی کہ وہ دین کی حق دین زہر ہیں ان زہروں سے

الْخَوْفُ مِنْ هَذِهِ السُّمُومِ فَوَاتِ الْآخِرَةِ الْبَاقِيَةِ الَّتِي لَيْسَ ضَعْفُ أَعْمَارِ الدُّنْيَا عَشْرَ عَشِيرٍ مِّمَّا

بہر ہی اندیشہ ہی کہ آخرت فوت نہ ہو جاوی جو ہمیشہ کو باقی ہی اور کئی کئی بار دنیا کی عمریں اور کئی ستون حصہ کو نہیں مٹی

أَذْ لَيْسَ لِمَدَّتْهَا آخِرُ وَخَايَةٍ وَفِيهَا النِّعَمُ الْمُقِيمُ وَالْمَلِكُ الْعَظِيمُ وَفِي فَوَاتِهَا بَأْسٌ مَّجِيمٌ وَالْعَذَابُ الْكَالِيمُ

کیونکہ آخرت کی مدت کا انتہا اور آخر نہیں ہی اور اوس میں نعمتیں دائی اور ملک بڑا اور اوسکی فوت ہوتی میں دوزخ کی آگ ہی اور عذاب عظیم

فَالْبِدَارُ الْبِدَارُ إِلَى التَّوْبَةِ وَالْإِسْتِغْفَارِ قَبْلَ أَنْ يَجْعَلَ سُمُومُ الذَّنُوبِ فِي رُوحِ الْإِيمَانِ وَلَا يَنْفَعُ بَعْدَهُ

پس بدار روح بدی طرف توبہ اور استغفار کی پہلے اس ہی لگنا ہوں کہ زہر ایمان کی روح میں اثر کرے بہر نہ تو پھر میرے فائدہ نہ کیا

الْإِحْتِثَاءُ وَلَا مَدْرَجَ الْأَطْيَارِ وَلَا نَفْسَ الْبَاطِنِ وَلَا عِظَ الْوَاعِظِينَ وَيَحِقُّ عَلَيْهِ الْقَوْلُ أَنَّهُ مِّنْ

بہداشتی اور نہ درجہ طیران کا اور نہ نصیحت کنان صحوں کی اور نہ عطف و اعظوں کا اور اوسپر بہر ہی قول ثابت ہو جائیگا کہ یہ

الْكُفْرَيْنِ وَيَدْخُلُ تَحْتَهُ نَمُوسٌ قَوْلُهُ تَعَالَىٰ رَبَّنَا جَعَلْنَا فِيْ أَعْنَاقِهِمْ أَشْرَافًا فَهِيَ إِلَى الْأَذْقَانِ فَهُمْ مُّقْمَحُونَ

کافر ہی اور اس قول عام کی لی داخل ہو جائیگا سمجھاؤ لی میں اوسکی گردنوں میں طوق سو وہ میں ہونڈیوں تک پہنچاؤں کہ اقل ہی اب

وَلَا يَغْنَرُكَ لَفْظُ الْإِيمَانِ وَتَقُولُ الْمَرَادُ بِهِ الْكُفْرُونَ إِذَا قَدْ جَاءَ فِي الْحَدِيثِ أَنَّ الزَّانِيَ لَا يُزْنِي وَهُوَ مَوْءُومٌ

اور ایمان کی لفظ سے کہتے ہیں نہ آنا کہ تو کہنی لگی آیت میں مراد کافر میں اسطی کہ حدیث میں یہ آیا ہی نہیں کہ زانی زنا کرے اور مؤمن ہی ہو

فَإِنَّهُ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ مَرَّاسًا بِهِ نَفْيُ الْإِيمَانِ الَّذِي هُوَ الْعِلْمُ بِاللَّهِ وَمِلْكُتُهُ وَكِتَابُهُ وَرَسُولُهُ

کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ مراد نہیں ہی کہ وہ ایمان سے ہی اللہ تعالیٰ کا اور اوسکی فرستوں کا اور ہمیں کتابوں کا بڑا اوسکی رسولوں کا سلب ہو جاتا ہی

فَإِنَّ هَذَا الْإِيمَانَ لَا يَنَافِيهِ الزَّانِ وَسَائِرُ الذَّنُوبِ بَلْ مَرَادُ نَفْيِ الْإِيمَانِ الَّذِي هُوَ الْعِلْمُ بِكَوْنِ الزَّانِ

کیونکہ یہ ایمان تو نہ منافاتی زنا کا ہی اور نہ منافاتی تمام اور گناہوں کا بلکہ وہ یہ ہے کہ وہ ایمان کہ جسی جانتا تھا کہ زنا اور

سَائِرُ الذَّنُوبِ مَبْعَدًا عَنِ اللَّهِ تَعَالَىٰ وَمَوْجِبًا لِّمُقْتَدِهِ فَالْمَحْجُوبُ عَنْ هَذَا الْإِيمَانِ الَّذِي هُوَ فَرَعٌ

تمام گناہ اللہ تعالیٰ کی دگاہ سے دور کرتی ہیں اور باعث ہلاکی کا ہیں وہ جاتا رہتا ہی سو جو شخص اس فرع ایمان سے محجوب ہو

سَيُحْجَبُ فِي الْخَاتِمَةِ عَنِ الْإِيمَانِ الَّذِي هُوَ أَصْلُ حَقِّ قَالِ بَعْضُ الْعُلَمَاءِ قَوْلَ الْعَاصِي لِلْمُطِيعِ إِنَّا

تو کیا بعید ہی کلام کی وقت اصل ایمان سے ہی محجوب ہو جاوی بعضی علماء نے کہا ہی کہ عاصی کا یہ کہنا مطیع ہی کہ میں ہی

مُؤْمِنٌ كَمَا أَنْتَ مُؤْمِنٌ بِشَبِّهِ قَوْلِ شَجَرَةِ الْقَرْعِ لِشَجَرَةِ الصُّنْبُرِ إِنَّا شَجَرَةٌ كَمَا أَنْتَ شَجَرَةٌ وَهَذَا الْحَسَنُ

ولیس ہی مؤمن ہوں جیسا تو مؤمن ہے شجرہ قرقہ کی درخت ہی صنوبر ہی کہا میں ہی دلسا ہی درخت ہوں جیسا تو درخت ہی یہ ضرور

ما قالت شجرة الصنوبر لها في الجواب انك ستعرفين حالك اذا عصفت رياح الخريف و
 کیا ہی خوب جواب دیا تو آپ ہی اپنا حال دیکھ لیگا جب آندھیاں خزان کی چلیں گی اور
 انقلعت اصولک وانتشرت اوراقک فعند ذلك يتكشف غرورك بمجرد مشاركتك اياي في
 تیری جڑ اوکھڑ چلی گی اور تیری پتی جھڑ کر بکھر جاوے گی تب تیرا یہ کہنہ کھل جاوے گی کہ نام میں تو ہی میرا شریک ہی
 اسم الشجر مع الغفلة عن اسباب ثبات الاشجار فكذا العاصي سيعرف حاله اذا عصفت
 درخت کھلتا ہی یہ تجھ کو خبری نہیں کہ درخت کیونکر قائم رہتی ہیں سوائی ہی عاصی گنہگار جلد اپنی حال ہی واقف ہو گا جب موت کی
 رياح الاجل وظهرت سكرات الموت فعند ذلك يتكشف غروره بمجرد مشاركتك للطيمع في
 آندھ کی چلی گی اور موت کی سکرات پیدا ہوگی تب کھل جاوے گی تمام غرور کہ نام کو مطیع کی طرح
 اسم المؤمن مع الغفلة من اسباب ثبات الايمان وهذا امر يظهر عند الخاتمة حتى قال بعض
 مؤمن کھلتا ہی خبری میں کہ ایمان کی بات سی قائم اور ثابت رہتا ہی اور یہ حال خاتمہ کی وقت کھل جاتا ہی اتنا کہ بعضی
 العارفين اذا ظهروك الموت للعبد يعلم ذلك العبد انه لم يبق من عمره شيء فيدله حينئذ
 عارف کہتی ہیں جب موت کا فرشتہ آدمی کی پاس آتا ہی تو جب وہ آدمی خبردار ہوتا ہی کہ میری عمر کچھ باقی نہیں رہی اب اوکو اسقدر
 من الحسرة والندامة ما لو كانت له من الدنيا بجملة ما كان يبذل لها ليضم الى عمره ساعة حتى
 حسرت اور ندامت پیدا ہوتی کلکراؤسکی قبضہ میں تمام دنیا ہوتی تو بیشک خرچ کر دیتا تاکہ آدمی عمر میں ایک کھڑے زیادہ ہو جا
 يتدارك تقريظه ولا يجد الى ذلك سبيلا فيتجرع غصة الباس عن التدارك وحسرة الندامة
 کہ اپنی افراط تقریط کا عوض کر دی سواوسکا کوئی سبیل نہ ہو سکیگا سو خوف کی کہنوت گلہ مگرٹی ہوئی تدارک ہی لاچار ہو کر پیتا رہیگا
 على تضيق العمر في ما يضره ولا ينفعه فيجعل روحه يتفرغ غر فيغلق عنه باب التوبة فيبقى في
 عمر بیکار ہو کر ایسی کار بار میں جو ضرر پہنچا دین اور کچھ فائدہ نہ دین یہ روکی جان نکلتی کوگی میں آوارہ کر دی اور دروازی توبہ کی بند ہو جاوے گی بہر حال
 الحسرة والندامة وذلك قيل وليست التوبة للذين يعملون السيئات حتى اذا حضر احدهم
 حسرت اور ندامت ہی رہ جاوی گی اسہلٹی کہا گیا ہی اور آدمی توبہ نہیں جو کرتی جاتی ہیں بری کام جتنک سامنی ہی ایسی ہی کہی کہی
 الموت قال اني ثبت لاني ولما التوبة على الذين يعملون السيئات حتى اذا حضر احدهم
 موت کہتی لگا میں فی توبہ کی توبہ قبول کرنی اسکو ضرور سواوکی جو عمل کرتی ہیں بُرا نادانی سی بہر توبہ کرتی ہیں
 قَرِيبٍ والمراد بالقرب قرب العهد بالمعصية بان يندم عليها ويحذر اثرها بحسنه يرد فيها قبل
 شتاب سی اور مراد قرب سی نزدیک زمانہ گناہ کا ہی یعنی گناہ کرتی ہی او سیر شرمندہ ہو کر اسکا نشان مٹا دی نکوئی سی کہ اوکی ساتھ ہی عمل کری
 ان يتراكم ظلمتها على القلب فلا يقبل المحو ولذلك قال النبي عليه الصلوة والسلام اتبع السيئة
 اس سی پہلی کہ اوکی تاریکی دل پر پہنچا دے کہ یہ وہ تاریکی ہرگز نہ جاسی اسہلٹی فرمایا ہی فی علیہ الصلوۃ والسلام فی برای کی ساتھ
 الحسنة تحوها وقل لقمان لابنه يبنی لا توخر التوبة فان الموت تاتي بغتة فمن ترك المبادرة
 نکوئی کر کہ وہ نکوئی اوکو مٹاویگی اور لقمان فی اپنی بیٹی سی کہا ای بچہ توبہ میں دیر نہ کرنا کیونکہ موت چاچک آجاتی ہی سو جتنی جلد ہی توبہ کی
 الى التوبة بالتسوية قد يعاجله الموت فلا يجد مهلة للاشتغال بالمحو ولذلك ورد في الخبر
 اور دیر نہ کرنا کہی جلد ہی موت اوکو آتی ہی یہ اوکو اتنی فرصت نہیں ملتی کہ توبہ کری اسہلٹی حدیث میں آیا ہی
 عن ابن عباس انه عليه الصلوة والسلام قال هلك المسوفون والمسوف من يقول سوف اتوب
 ابن عباس کی روایت سی کہ فرمایا ہی علیہ الصلوۃ والسلام فی ہلاک ہوئی مسوف یعنی دیر کر نیوالی اور مسوف وہ ہوتا ہی جو یہ کہہ لے کہ میں اب توبہ کروں گا

وهو هالك لانه بنى الامر على البقاء الذي لم يفرض اليه ولعله لا يبقى وان بقى فانه كما لا يقدر على ترك
 اورده شخص بلاك ہوتا ہی کیونکہ وہ کام کی بنیاد بقاء پر رکھتا ہی جو کہ وہ کسی سپرد نہیں ہی اور شاید کہ وہ باقی نہ رہی اور باقی ہی رہا تو شاید چھوٹا گناہ اب نہیں چھوٹ سکتا

الذنب اليوم لا يقدر على تركه خذ الان عجزه عن الترك في الحال ليس الغلبة الشهوة عليه والشهوة لا تقا
 یعنی تو یہ نہیں کرتا کل ہی چھوٹ سکتی کیونکہ اب غلبہ شہوت کلاما را تو یہ نہیں کرتا تو شہوت تو اوس ہی عجز نہیں ہوگی

بل تصاعف وتتكاد بالاعتیاد فليست الشهوة التي اكدها الانسان بالاعتیاد كالشهوة التي لم يتركها
 بلکہ بڑھتی جاوے گی اور زیادہ عادت ہوتی جاگی سو وہ شہوت جسکی آدمی فی خوب عادت کر لی ہی ایسی نہیں ہوتی جسکی عادت نہیں کی

وعن هذا قيل هلك المستوفون فانهم يظنون ان بين المتماثلين فرقا ولا يدرون ان الايام متشابهة في
 اسہی ہی کہتی ہیں کہ دیر کرنے والی جاتی رہی کیونکہ یہ لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ دو نظیر دن میں فرق ہی اور یہ نہیں سمجھتی کہ دن تمام ایک ہی ہیں

كون ترك الشهوات شاقا فيها ابدأ على العاقل ان يبادر بالتوبة اذا صدر منه شيء من المنهيات
 شہوت ترک کرنا ہمیشہ دشواری ہو عاقل کو لازم ہی کہ جلد توبہ کری جب اوس ہی کوئی گناہ صادر ہو

لان من عصي الله تعالى في شيء منها ولم يتب عنه على الفور يكون من الظالمين لقوله تعالى
 کیونکہ جو شخص نافرمانی کرتا ہی اسد تعالیٰ کی کسی بات میں اور توبہ تو یہ نہیں کرتا تو وہ ظالم ہی واسطی ارشاد الہی کی نورج

لَمْ يَكُنْ فَاُولَئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ والتوبة عبارة عن معنى يحصل من امور ثلاثة علم وحال وقصد
 توبہ نہیں کرتا وہ ہی لوگ ہیں ظالم اور توبہ ایک کیفیت ہی جو پیدا ہوتی ہی تین چیزوں سی علم اور حال اور قصد

اما العلم فهو معرفة عظم ضرر الذنوب وكونه حجابا بينه وبين محبوبه واما الحال فهو الندم وهو
 علم تو یہ یقین کرنا کہ معصیت میں بڑا ہی ضرر ہی اور محبوب سی پردہ میں روک دیتا ہی اور حال ہی مراد شرمندگی ہی اور قصد

الندم تآلم القلب بحزنه عند شعوره بفغوات محبوبة واما القصد فهو ارادة التدارك وله تعلق
 شرمندگی کا یہ ہی کہ دل کو نہایت الم اور حزن پیدا ہو جب یہ سمجھی کہ میرا محبوب اب فوت ہوا اور قصد ارادہ کرنا عوض کا ہی اور توبہ متعلق

بالحال والاستقبال والمآضي اما تعلقه بالحال فهو ترك كل محذور هو ملا بس به واداء كل فر
 نہانہ حال اور استقبال اور ماضی سی پہر تو یہ محال تھی یہ نگاہ ہی کہ ترک کری ہر گناہ کو جس میں مبتلا ہی اور ادائیگری ہر فرض کو

هو متوجه عليه واما تعلقه بالاستقبال فهو رد ام فعل الطاعات وترك المنهيات الى اخر
 چلو سکی ذمہ پر ہی اور زمانہ استقبال سی یہ علاقہ ہی کہ آئینہ کو ہمیشہ تمام عہد طاعت میں مصروف ہی اور منہیات سی بچتا ہی

العبر واما تعلقه بالمآضي فهو تداركه ما فرط فيه وطريق التدارك ان ينظر الى الطاعات مما ترك
 اور زمانہ ماضی سی یہ علاقہ ہی کہ تمام قصور دن کا عوض کری جزانہ ماضی میں گزری ہیں اور طریقہ تدارک کا یہ ہی کہ طاعات میں غور کر کے دیکھی جائے

منها والى المعاصي فاعلم منها فان كان ترك شيئا من الطاعات يتداركه بالقضاء فاذ قضى عليه
 ہر گناہ میں اور معاصی میں تامل کری کہ کون کونسی غلطی ہیں پہر اگر کسی کوئی طاعت ترک کی ہی تو اسکا تدارک قصدا کر کر دی پہر جب تمام فرائض

من الفرائض والواجبات ينظر في معاصيه فاكان منها بينه وبين الله تعالى يكفي فيه الندم بالقلب
 اور واجبات اپنی ذمہ کی اوکھی تو اپنی معاصی میں غور کری معاصی میں جو جو صرف حق اللہ ہیں تو اوس میں فقط دسی ہی شرمندہ ہوتا

والاستغفار باللسان والعزم على ان لا يعود اليه ابدًا واما حقوق الخلق فاعلم ما سببه برده اليه
 اور زبان سی استغفار کر لی کافی ہی اس عزم سی کہ پہر کبھی ایسی حرکت بزرگ نہ کرے اور حقوق العباد میں سی چکا الگ معلوم ہو تو اسکا حق ادا کر دی

ان كان من الحقوق المالية وان كان من الحقوق الغير المالية ليستحل منه وان لم يجعل في حق
 اگر حق مالی ہو اور اگر وہ حق مالی نہیں تو اوس سی معاف کرادی اور اگر وہ غیر مالی ہو تو اسکا حق ادا کر دی

عليه مظلمته فعليه ان يحسن اليه وليسعي في مهماته حتى يستقيل به قلبه اليه ويجعله في

اب اسكويه لازم بي كد او سكي سانه پنهاني پيش آوي اور او سكي كاروبار مين كوشش كوي تا كد او سكي كل او سپر نرم هوجا اور معاف

حل فان الانسان عبيد الاحسان وقد روى عن ابن مسعود رضاه عليه الصلوة والسلام قال

كردى كيونكه انسان احسان كا بنده هوتا هي اور ابن مسعود بي روايت هي كد نبوي عليه الصلوة والسلام بي فرماي هي

جلبت القلوب على حب من احسن اليها وعلى بغض من اساء اليها فكل من نفر قلبه بسبب علة

عادت هي دلون كي كد اپني محسن كي دوست خير خواه هوتو هي اور اپني انزار رسال كي بد خواه هوتو هي پهر چسكا دل او سكي بدوي كي سببي ميزار هوكيا هي

يطيب قلبه بحسنة فاذا طاب قلبه بكثرة الاحسان اليه والسعي في مهماته يؤمل ان يجعله

قريبه اي خوش هوجا گا . پهر چسكا او سكي دل بسبب كثرت احسان كي اور اپني كاروبار مين ساعي ديكه خوش هوكا تو اسيد هي كد او سكو

في حل وان ابى الا اصرار يكون احسانه اليه وسعيه في مهماته من جملة حسناته التي يمكن

معاف كردي اور اگرده ثاني سوي بدلايني كي تو او سكي بهلائيان او سكي سانه اور او سكي كوشش او سكي كاروبار مين پهر هي ايبي حسنت مين كد ممكن هي

ان يجيرها جانيته يوم القيمة فينبغي ان يكون قد رسعبيه في فرجه وسر قلبه بالاحسان اليه

كد قياست كي دن او سكي خطا كا بدل هوجا دين اب لا پنهاني پهر هي كد او سكي خوشي اور دل راضه كرتي مين احسان سي

والسعي في مهماته كقدر سعيه في ابدائه حتى اذا قاوم احدهما الاخر اوزاد عليه ياخذ ذلك منه

اور كاروبار مين سعي كرتي سي آتني محنت او پنهاني كد جتنو اوسي تفهيف دي تبي بيان تك كد اگر دولو برابر كيجا دين تو او سكي محنت برابر نكلي يا زاده هوجا كد ده اپنا اوس سي

عوضا يوم القيمة وان غاب صاحب الحق او مات وعجز الظالم عن الاستحلال منه في المحقوق الغدير

قيامت كي دن بدله ليلي اور اگرده حق والا غايب هوجا مرگيا هو اور ظالم اوسي معاف نهين كد اسكتا حقوق غير ماليه كو

المالية او كان فقيرا غير قادر على التصديق بمقدار ما عليه من المحقوق المالية يجب عليه ان

يا ظالم انفس هو قدرت نهين بي كد جتنو او سكي ذمه پراسكا حق مالي هي او سكي بدل غيرات كرسكي قلوب اسپر پهر واجب هي

يكثرا فقدر عليه من الاعمال الصالحات وليستغفر لمن ظلمه من المؤمنين والمؤمنات في اكثر

كد نيك اعمال بهت كيا كوي اور هر وقت مظلوم كي حق مين دعا منفرت كي كيا كوي مؤمن مرد و مظلوم يا مؤمن عورت

الاورقات فانه اذا فعل كذلك يرجي من فضل الله تعالى وكرمه ان يرضي خصمه يوم القيمة لما روي

جسبا سر ظالم ني پهر عمل كيا تو خدا تعالى كي فضل اور كرم سي اسيد هي كد او سكي مدعي كو قياست كي دن راضه كردي كيونكه او سكي

عن ابى هريرة انه قال بينا رسول الله صلى الله عليه وسلم جالس اذ ضحك حتى بدت ثناياه

الوجه ربه رضى الله عنه سي كد ايك وقت رسول الله صلى الله عليه وسلم چيچي هوي تبي چاچك اتنا پنهاني كد دندان مبارك نظراني لگي

فقيل له مم تضحك يا رسول الله قال رجلا من امتي حشيا بين يدي سرب العزة فقال احدهما

كسي تبي چيچا كيون پنهاني هوي يا رسول الله فرماي دوشخص ميري امت كد سامني رب العزت كي آيتي ايك كي كيا

يا سرب خذني مظلمتي من هذا فقال الله تعالى اعط اخاك مظلمته فقال يا سرب لو تبقي من

يا الهي مير ابله اس سي دي الله تعالى ني فرماي كد اپني بهاني كا حق اورا كوي او سي عرض كيا يا آتني ميري حسنت مين سي

حسناتي شيء فقال الله تعالى ما تصنع بانحك لم تبقي من حسناته شيء فقال يا سرب فليجعل

تو كچه نهين بجا پهر الله تعالى فرماي اب تو كيا كد كيا اپني بهاني كي سانه كد او سكي حسنت مين سي كچه ني نهين با پهر عرض كيا يا الهي تو ميري گناه

عني من اوزاري ففاضت عينا رسول الله صلى الله عليه وسلم ثم قال ان ذلك اليوم ليوم

او سپر ربه دي پهر پهر پهرين دونو آهين رسول الله صلى الله عليه وسلم كي پهر فرماي بيچك پهر ده دن هي كد دن

یحتاج الناس فيه الى ان يحل عنهم وترادهم ثم قال فيقول الله تعالى للطالب حقه ارفع بصرك فانظر

الى الجنان فيرفع بصرك فيرى من الخير والنعمة ما يحبه فيقول لمن هذا يا رب فيقول لمن يعطى

فيقول من يملأه الله فيقول ما اذ يا رب فيقول بعفوك عن اخيك فيقول قد عفوت عنه يا رب

فيقول الله تعالى خذ بيد اخيك فادخله الجنة هذا الم يكن صاحب الحق كافرا واما اذا

كان كافرا يكون الامر مشكلا حلالا لانه لعدم استحقاقه لدخول الجنة لا يوجد طريق

لارصائه ولا اعطاء ثواب المؤمن اليه ولا التحميل اثم الكفر على المؤمن ولا يرجي منه العفو

فيكون خصومته اشد وكن اذا كان الحق لله بان ضربها بغير ذنب او ضرب وجهها

بذنوب او حملها فوق طاقتها او لم يتعاهد علفها وماءها تكون خصومتها يوم القيمة اشد

اذ لا ذنب لها فيعمل عنها ذنوبها وليست اهل الاخذ الحسنات فتعين العقاب المجلس

الثالث عشر في بيان اخلاص التوحيد سبب لحرمة النار قال رسول الله

صلى الله عليه وسلم ما من احد يشهد ان لا اله الا الله وان محمدا رسول الله صدق ما قل

الا حرمه الله على الناس هذا الحديث من صحيح المصايم رواه معاذ بن جبل وظاهره يقتض

ان لا يدخل النار كل من ياتي بكلمتي الشهادة وان لم يمتثل بالا واهر ولم يمتنع عن النواهي ليس

كذلك لان معناه ان كل من يشهد بوحدانية الله تعالى وبرسالته وبعده عن النواهي ليس

شهادته بامتنال الا واهر واجتناب النواهي حرمه الله تعالى على الناس يشهد الى هذا المعنى

قوله عليه الصلوة والسلام صدق ما قل لان الشهادة اذا كانت عن صميم القلب

اسمها من اس لفظي

كذلك لاني

كذلك لاني

كذلك لاني

كذلك لاني

كذلك لاني

كذلك لاني

كذلك لاني

یتوجه العبد الی طلب رضی مولاه باشتال الا و امر واجتناب النواهی و اذالم یتمثل بالامر ولم
 تو آدمی اپنی مولی کی رضا مندی تلاش کرتا ہی او کی حکم کو بجالا کر اور منع سے باز رہ کر اور اگر او کی نہ حکم پر عمل کیا تو نہ
 ینته عن النواهی یكون شهادته بعجز اللسان لا عن قلب واعتقاد لان اللسان ترجمان القلب
 روکتی سے رکھا تو او کی وہ گواہی صرف دہائی ہی دل اور اعتقادی نہیں ہی اس کی زبان دل کا اظہار کر نہوالی ہی
 والاعضاء شهود علی ما یدعیه الانسان باللسان فمن ادعی بلسانه الايمان اذ الاستعمل
 اور ہتہ بانو وغیرہ اعضا مکواہ میں انسان کی زبانی دعوی پر
 ارکانه علی ما یقتضیه الايمان یكون صادقا فی دعواه و ینتبت ما ادعاه و اذالم یتستعمل ارکانه
 ایمان کی مطابق برتا ہی تودہ شخص اپنی دعوی میں سچا ہی اور اسکا دعوی ثابت ہی اور اگر او اپنی ارکان ایمان کی
 علی ما یقتضیه الايمان لا یكون صادقا فی دعواه ولا ینتبت ما ادعاه و ظہر من هذا ان ما یجرى
 مطابق احتمال ممکن تودہ اپنی دعوی میں سچا نہیں ہی اور نہ اسکا دعوی ثابت ہی اس سے معلوم ہوا کہ جو زبان سے کہا کرتی ہیں
 علی اللسان قد لا یكون عن قلب واعتقاد وان كان صادقا فی الواقع کقول المنافقین لرسول الله
 بعضی وقت وہ بات دل اور اعتقادی نہیں ہوتی اگرچہ واقع میں سچی ہو جیسی قول منافقوں کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 صلی الله علیه وسلم تشهد انک لرسول الله فان قولهم هذا کان صدقا فی الواقع بدلیل قلبی
 صلی اللہ علیہ وسلم گواہی دیتی ہیں کہ بیشک تم اس کی رسول ہو تو یہ قول او کا واقع میں سچا ہی اس دلیل سے کہ انہی نے فرمایا
 والله یعلم انک لرسوله لکن لما لم یکن عن قلب واعتقاد کذبهم الله تعالی وتعالی لیس تشهد ان
 اللہ جانتا ہی کہ تو بیشک اس کا رسول ہی لیکن چونکہ وہ منافق اپنی دل اور اعتقادی نہیں کہتی تھے تو اللہ تعالیٰ ان کو جہنم با اور اسد گواہی دیتا ہی
 المنفقین لکن یؤن وسبب ذلك ان الشهادة علی ما ذکر فی الصحاح خبر قاطع و هذا شرط فی
 کہ منافق بیشک جہنمی ہیں اور اسکا سبب یہ ہی کہ شہادت موافق قول صاحب صحاح لغت کی خبر یقینی کو کہتی ہیں اس لیے گواہوں میں
 الشاهد ان یشهد بشئ ثابت عنده بیقین کما قال النبی علیہ الصلوٰۃ والسلام اذ علمت مثل
 یہ شہد ہی کہ گواہی تب و کار میں جبرہ شئی او کی عنده میں یقینی ثابت ہو چنانچہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام فی فرمایا ہی جب مجھ کو کتاب کی مثال
 الشمس فاشهد فمن شهد بشئ غیر ثابت عنده بیقین یكون کذبا وان کان صدقا فی الواقع
 ظاہر معلوم ہو تو گواہی وہ بہر جو شخص ایسی مقدمہ کی جرات کی نزدیک یقیناً ثابت نہیں ہی گواہی دی تودہ جہنمی ہوگی اگرچہ واقع میں سچی ہو
 ولذلك اعتبر فی الحديث كونه صدقا ناشیا عن مرکزہ ومنبعه الذی هو القلب لیتظہر
 اس لیے واسطی حدیث میں یہ اعتبار کیا ہی کہ وہ خبر سچی اپنی مرکز اور منبع ہی پیدا ہوئی ہو کہ وہ دل ہی تاکہ اسکا اثر
 اثره فی الاعضاء فعلى هذا کل من ينطق بکلماتی الشهادة یدعی حصول علم الیقین عنده
 اعضا میں آدمی اس تقریر کی موافق جو شخص کلی شہادت کی پڑھتا ہی تودہ دعوی کرتا ہی کہ مجھ کو انکی معنی یقیناً معلوم ہیں
 بمعناها و اذالم یکن عنده العلم بمعناها لا یكون صادقا فی دعواه ولا یتحقق ما ادعاه فکیف
 اور اگر او کو انکی معنی معلوم نہ ہوں تودہ اپنی دعوی میں سچا نہیں ہی اور نہ اسکا دعوی ثابت ہی بہر
 یكون مؤمنا فان النطق بهما من غیر فهم معناها لا یکن فی حصول حقيقة الايمان
 وہ مؤمن نہ ہوگا اس لیے کہ زبانی پڑھتی ہی بدون معلوم کرنی معنوں کی حقیقت ایمان کی کبھی حاصل نہیں ہوتی
 بل لابد من حصول حقيقة الايمان ان یكون النطق بهما مع فهم معناها لان جميع ما یجب
 بلکہ ضروری واسطی حاصل کرنی حقیقت ایمان کی کہ دونو کلی

على الكلف معرفته من عقائد الايمان و في حقه تعالى وحق رسوله متدرج فيها لان الكلمة الاولى
 که تکلف بر جوهر عقاید ایمانی بین سی - نسبت ذاتی نمی
 منها مركبة من نفی واثبات والذی نفی عن غیره تعالى واثبت له تعالى على طریق الحصر انما هو
 که سبب تکلف بر نفی واثبات سی اور جو چیز که غیر از سی سلب اور واسطی الله تعالی کی ثابت نگاشتی سی حصر کر که
 الالهية وهي تشتمل على معنيين احدهما استغناءه تعالى عن جميع ماسواه والثاني اقتضار جميع ما
 اور الوهیت بین دو معنی بین یکی تعالی نیازی تمام ماسوی سی اور دومی حاجت مند بودن تمام ماسوا که
 اليه تعالى فعلى هذا يكون معنى قولنا لا اله الا الله لا مستغنى عن جميع ماسواه ولا مفتقر اليه جميع
 الله تعالی کی طرف اس بیان کی مضاف معنی کلمه کی یہ بین ہیں سی کوئی بی نیاز تمام ماسوا سی اور نہ کوئی محتاج الیه تمام
 ما عداه الا الله تعالى اما استغناؤه تعالى عن جميع ماسواه فيوجب له تعالى الوجود والقدم و
 ماسوا که سوا الله تعالی کی بی نیازی الله تعالی کی تمام ماسوا سی واجب گردیتی سی واسطی الله تعالی کی وجود اور قدم اور
 البقاء اذ لو لم يجب له تعالى هذه الصفات لكان محتاجا الى محدث لان انتقاء شيء من هذه
 بقا کو اسلی کی اگر نہ واجب ہوں واسطی الله تعالی کی یہ صفتیں تو یہ وہ محتاج ہوگا کسی محدث کا اس واسطی کہ ہم ہوتا کسی ایک صفت کا ان
 الصفات يستلزم المحدث وكل حادث يحتاج الى محدث وكذا يوجب له تعالى التثنية على النقائص
 صفات میں سی لازم گردیتی سی حدوث اور حادث تمام محدث کی محتاج ہوتی ہیں اور ایسی ہی واجب ہوجاتی ہاں ہونا الله تعالی کا تمام نقصان
 ويدخل في التثنية عن النقائص جوب السمع البصر الكلام اذ لو لم يجب له تعالى هذه الصفات لكان متصفا بالنقائص
 اور نقصان سی پاک ہوتی میں یہ ہی داخل ہی کہ بالضرورة سمیع اور بصیر اور صاحب کلام ہوا اس واسطی کہ اگر یہ صفات نہ ہوں گی تو یہ اور نقصان پایا جاوے گا
 ومحتاجا الى من يدفع عنه تلك النقائص وكذا يوجب له تعالى التثنية عن الاغراض في افعاله وحكا
 اور حاجت مند ہوگا ایسی امر کا کہ جیسی وہ نقائص دفع ہوں اور ایسی ہی واجب ہوتا ہی واسطی الله تعالی کی بری ہونا الله تعالی کا غرض سی افعال اور احکام میں
 اذ لو لم يجب له تعالى التثنية عن الاغراض لكان محتاجا الى ما يحصل به غرضه وكذا يوجب له تعالى
 اس واسطی کہ اگر نہ واجب ہو واسطی الله تعالی کی بری ہونا غرضوں سی تو وہ حاجت مند ہوگا ایسی امر کا جیسی وہ غرض حاصل ہوا اور ایسی ہی واجب ہی واسطی الله تعالی کی
 ان لا يجب عليه فعل شيء من الممكنات ولا تركه اذ لو وجب عليه شيء منهما لكان محتاجا الى ذلك
 کہ کوئی ذمہ کوئی امر واجب نہ ہو کہ کسی امر ممکن کا یا نہ کرنا اور نہ اس واسطی کہ اگر واجب ہو دی الله تعالی پر کوئی کار تو وہ حاجت مند ہوگا اور اس کا کار کا
 الشيء ليتكلم به اذ لا يجب له تعالى الا ما هو كمال واما اقتضار جميع ما عداه اليه تعالى فيرجب له تعالى
 تاکہ کامل ہو جاوی اسلی کہ الله تعالی کو وہ صفات واجب ہوتی ہیں جو کمال کی ہیں اور جمیع ماسوا کی محتاج الیه ہونی سی واجب ہوجاتی ہی واسطی الله تعالی کی
 القدرة والامادة والعلم والحياة اذ لو لم يجب له تعالى هذه الصفات لكان عاجزا عن ايجاد شيء
 قدرت اور ارادہ اور علم اور حیات اس واسطی کہ اگر واجب نہ ہوں واسطی الله کی یہ صفتیں تو عاجز ہوگا کائنات میں سی ہر شئی کی
 من الكائنات وكذا يوجب له تعالى الوحدة اذ لو لم يجب له تعالى الوحدة لكان معه ثا
 پیدا کرنی سی اور ایسی ہی واجب ہی واسطی الله تعالی کی وحدانیت اسلی کہ اگر الله تعالی واحد نہ ہو
 في الالهية لم يفتقر اليه شيء من الكائنات للزوم عجزها وبوخذ من افتقار جميع ما عداه اليه تعالى
 الوهیت میں شریک ہو تو یہ تمام کائنات میں سی کوئی شئی کوئی محتاج نہ ہوگی اسلی کہ دو نوعا طر ہوجانگی اور ظاہر ہوتا ہی تمام ماسوا کی احتیاج سی طرف الله تعالی کی
 حدوث العالم باسره اذ لو كان شيء منه قدما لكان مستغنيا عنه تعالى غير محتاج اليه تعالى
 کہ تمام عالم حادث ہی کیونکہ اگر کوئی شئی عالم میں سی قدیم ہوتی تو وہ الله تعالی سی بی نیاز ہوتی حاجت مند الله کی نہ ہوتی

والعلم والحیوة لكان عاجزا عن ايجاد شئ من العالم لان لايجاد اثر القدرة وتأثير القدرة في شئ

اور علیم اور حی ہو تو سلسلہ عاجز ہوگا عالم میں سے کچھ پیدا کر سکیگا اسلی کہ ایجاد قدرت کا اثر ہو تا ہی اور اثر قدرت کا کسی شئ میں

من الاشياء يتوقف على ارادة ذلك الشئ واردة ذلك الشئ تتوقف على العلم به لان القصد الى

اشیاء میں بدول ارادہ اس شئ کی نہیں ہو سکتا اور ارادہ شئ کا بدول علم کی نہیں ہو سکتا اسلی کہ ارادہ کسی شئ کی

ايجاد شئ مع عدم العلم به محال ولا تصاف بهذه الصفات الثلاث يتوقف على الحيوة لكونها

پیدا کر سکیگا لی جانی ہو جی محال ہی اور یہ تینوں صفات کی نہیں ہو سکتیں کیونکہ حیات تین شرط ہی

شرطا فيها فعلى هذا يكون وجود العالم بل وجود كل ذرة من ذراته دليلا قطعيا على وجوده تعالى

اس بیان کی موافق وجود عالم کا بلکہ وجود ہر ذرۃ کا عالم کی ذلت میں سے یقینی دلیل ہی وجود اہی

وقدمه وكونه واحدا متصفا بهذه الصفات الاربع المذكورة وعلى استحالة اضدادها ولهذا

اور قدم پر کہ وہ واحد ہی موصوف ہی ان چاروں صفات مذکورہ سے اور ان صفات کی ضدین محال ہیں اسی لیے

كان بعض اهل التوحيد يقولون استدلالا بالاثار على المؤثر ما راينا شيئا الا راينا الله بعده فان

بعضی اہل توحید اثر سے مؤثر پر استدلال کر کے یہ کہتے ہیں ہم نے جب کسی شئ کو دیکھا بعد اسکی اللہ کو دیکھا بیشک

كل ذرة من ذرات العالم من حيث حدوثها واحتياجها الى من يوجد لها لا تزال تتكلم بكلام لا حرف

ہر ذرۃ عالم کی ذرات کا اس سبب سے کہ وہ حادث ہیں اور اپنی موجد کی محتاج ہمیشہ زبان حال میں یہ کلام کرتی ہیں جس میں نہ کوئی حرف

فيه ولا صوت ان لها موقدا قد بيا واحدا متصفا بالقدرة والارادة والعلم والحيوة ليسمع

اور نہ کچھ آواز کہ ہمارا موجد قدیم واحد صاحب قدرت صاحب ارادہ علیم حی ہی

كلامها السامعون ولا يسمعه الذين هم عن السمع معزولون والمراد من السمع السمع الباطن الذي

اونکی کلام کو سمجھ والی سبب سنتی ہیں اور وہ لوگ نہیں سنتی جسکی سماعت بیگاری اور سماعت سے مراد وہ سماعت باطنی ہی جتنی

يسمع به كلام ليس بحرف ولا صوت ولا عري ولا يحصى السمع الظاهر الذي لا يسمع به غير الاصوات

وہ کلام سنتی جاتی جس میں نہ کوئی حرف ہو نہ کچھ آواز اور نہ عربی ہو نہ عجمی ہو سماعت ظاہری مراد نہیں ہی جس سے صرف آواز سنتی جاوی

وتشارك فيه الالهائم الانسان اذ لا قدر لشيئ تشارك فيه الالهائم الانسان والحاصل ان الانسان

اور اس میں ہر ایم ہی انسان کی شریک ہوں کیونکہ اس چیز میں کچھ غریبی ہی جس میں آدمی اور جو یا یہ یکساں ہوں حاصل یہ ہی کہ انسان

لا يعرف من صفاته تعالى بالعقل الاما دل عليه افعاله تعالى فما لم يدل عليه افعاله تعالى

صفات اہی میں سے عقل کی زور سے وہ ہی جان سکتا ہی جن پر اہی کی افعال دلالت کرتی ہیں اور جن صفات پر افعال دلالت نہیں کرتی

كالسمع والبصر والكلام فقد يستدل على ثبوتها له تعالى تارة بالعقل وتارة بالنقل اقا وجه

جیسی سمع اور بصر اور کلام تو ان صفات کی ثبوت پر واسطی اللہ تعالیٰ کی کہیں استدلال عقلی کیا جاتا ہی اور کہیں نقلی

الاستدلال على ثبوتها له تعالى بالعقل فهو انها صفات كمال واضدادها صفات نقصان

استدلال عقلی ان صفات کی ثبوت پر واسطی اللہ تعالیٰ کی یہ ہی کہ یہ صفات کمال کی ہیں اور انکی ضدین صفات نقصان کی

واتصافه تعالى بصفات الكمال وعدم اتصافه بصفات النقصان واجب فوجب اتصافه تعالى

اور اللہ تعالیٰ کا موصوف ہونا صفات کمالیہ سے اور بری ہونا صفات نقصان سے واجب ہی پس واجب ہونا موصوف ہونا اللہ تعالیٰ کا

بتلك الصفات واما وجه الاستدلال على ثبوتها له تعالى بالنقل فهو ان الشرع قد صرح بثبوتها

ان صفات سے اور استدلال نقلی ان صفات کی ثبوت پر واسطی اللہ تعالیٰ کی یہ ہی کہ شرع سے ثبوت ان صفات کا صاف ظاہر ہی

له تعالى فوجب العلم بثبوتها له تعالى ودليل النقل في هذه المسئلة اولى من دليل العقل لان تلك

واسطی اللہ کی نہیں واجب ہوا یقین کرنا انکی ثبوت کا واسطی اللہ تعالیٰ کی اور اس مسئلہ میں دلیل نقلی بہتر ہی دلیل عقلی سی اسلئے

الصفات لا يتوقف عليها افعاله تعالى حتى يستدل بها على ثبوتها له تعالى وذاته تعالى لم يكن

کہ افعال الہی ان صفات پر موقوف نہیں ہیں تاکہ ان افعال ہی استدلال کیا جاوی اور یہ ثبوت ان صفات کی اللہ تعالیٰ کو اور ذات اللہ تعالیٰ کی ایک

معلوم الا حد حتى يعلم انها في حقه تعالى كمال يجب تصافه بها بحيث لو لم يتصف بها يلزم

معلوم نہیں تاکہ یہ معلوم ہو کہ یہ صفات اللہ تعالیٰ کی ہی صفات کا لیے ہیں ان صفات ہی موصوف ہونا ہی ضروری ایسا کہ اگر ان صفات ہی کو

ان يتصف باضدادها بل كونها كالا انما هو بالنسبة اليها ولا يلزم من كون الشيء بالنسبة

تو انکی ضدین پائی جاویگی بلکہ یہ صفات ہماری حق میں کالیہ ہیں اور ہماری حق میں کالیہ ہونی سی یہ لازم نہیں آتا

اليها كمالا ان يكون في حقه تعالى كالا الا ترى ان اللذة والالم مع كونهما كمالا بالنسبة اليها

کہ اللہ تعالیٰ کی واسطی بھی کالیہ ہوں کیا جبکہ معلوم نہیں کہ لذت اور الم باوجودیکہ ہماری حق میں کال ہیں اللہ تعالیٰ کی نسبت کہ کمال ہیں

في حقه تعالى لكونها من عوارض الاجسام فقد ظهر من هذا ان الكلمة الاولى من كلمتي الشاهد

کیونکہ یہ دونو صفات جسمانی ہیں اس سی معلوم ہوا کہ پہلی کلمہ میں دونو شہادت کی کلون میں سی

تضمنت الاقسام الثلاثة التي يجب على المكلف معرفتها في حقه تعالى وهي ما يجب في حقه تعالى

تینوں قسمیں مندرج ہیں جنکی معرفت واسطی اللہ تعالیٰ کی مکلف پر واجب ہی یعنی جو واجب ہی واسطی اللہ تعالیٰ کی

وما يستحيل عليه وما يجوز له والمراد بما يجب في حقه تعالى صفاته الثبوتية وبما يستحيل

اور جو اس پر محال ہی اور جو جائز ہی اور صفات واجبہ سی مراد صفات ثبوتیہ ہیں اور محال سی مراد

عليه صفاته السلبية وبما يجوز له صفاته الفعلية واما الكلمة الثانية فقد حكم فيها بكون

صفات سلبیہ ہیں اور جائز سی مراد صفات فعلیہ ہیں اور دوسری کلمہ میں یہ حکم ہی کہ

محمد صلى الله عليه وسلم رسولا من عند الله ولا بد في معرفة ذلك من دليل وذلك الدليل ظهور

محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کی بھیجی ہوئی ہیں اور اسکی معرفت کی واسطی کوئی دلیل ضروری ہے اور وہ دلیل ظاہر ہونا

المعجزة على يد دعائه الرسالة فان المعجزة تصديق فعلي من الله تعالى لرسوله لانها فعل

معجزہ کا رسول کی ہتھ پر بروقت دعوی رسالت کی کیونکہ معجزہ اللہ کی طرف سی فعلی تصدیق ہی واسطی اپنی رسول کی اسلئے کہ وہ معجزہ کے

من افعاله تعالى خارق للعادة قائم مقام صريح القول في تصديق رسوله في دعواه الرسالة فا

ہی اللہ تعالیٰ کی افعال میں سی خلاف عادت کی گو یا صاف ارشاد ہی واسطی تصدیق اپنی رسول کی رسالت کی دعوی میں کیونکہ اللہ تعالیٰ

لما خلق امر خارقا للعادة على يد رسوله حين ادعائه الرسالة صار كانه قال صدق رسول في كل

جائیکہ امر خلاف عادت اپنی رسول کی ہتھ پر رسالت کا دعوی کرتی وقت پیدا کیا تو گو یا یہ فرمایا کہ میرا رسول سچا ہی

ما يبلغم عنى سوء كان تبليغه بقوله او فعله او سكوته قال العلماء مثال ذلك ان رجلا اقام

جو جو حکم میری طرف سی بیان کری برابر ہی کہ وہ بیان قوی ہو یا فعلی ہو یا باعتبار خاموشی کی ہو علماء کہتے ہیں اسکی مثال یہ ہے کہ ایک شخص

في مجلس ملك بحضور جماعة وقال انا رسول هذا الملك بعثني اليكم بكذا وكذا من التكاليف فطلبوا

بادشاہ کی دربار میں ایک جماعت کی سامنے کھڑا ہو کر کہی کہ میں اس بادشاہ کا ایلی ہیں مجھ کو تمہاری پاس فلاں فلاں حکم دیکر بھیجا ہی اوس جماعت فی

منه حجة تدل على صدقه فقال اية صدق في اني اطلب من الملك ان يخالف عادته ويقوم من

اوس سی ایسی حجت طلب کی جس سی اسکا صدق معلوم ہو اوس شخص کی کہان نشان میری صدق کا یہ ہے کہ بادشاہ سی میں کہنا ہوں کہ اپنی عادت کی خلاف تین دفعہ کھڑا ہوگا

مقامه ویقعد ثلث مرات ففعل الملك ذلك بطلبه فان ذلك الفعل من الملك قائم مقام قوله

اور بیش جاوی بہر بادشاہ فی اوکی کہتی سی یہ ہی کیا پس تو بادشاہ کی یہ حرکت قائم مقام اس قول کی ہے

صدق هذا الرجل في كل ما يبلغ عني ويفيد للعلم الضروري بصدقه لمن شاهد ذلك الفعل من

یہ شخص سچ کہتا ہے جو جو میری طرف سے بیان کرتا ہے اس سے علم ضروری ہوگی اس کی صداقت کا حاصل ہوگا جو کوئی بادشاہ کی یہ حرکت دیکھتا

الملك ولم يشاهده بل وصل اليه خبره بالتواتر ولا شك ان هذا المثل مطابق لحال الرسول

اور اسکو جو نہیں دیکھتا بلکہ اسکو بطریق تواتر کی خبر پہنچتی اور بیشک یہ مثال مطابق ہی رسول علیہ السلام کی حال سے

عليه السلام في اعادة معجزته العلم الضروري بصدقه لمن شاهدها ولمن لم يشاهدها بل وصل

کو معجزہ ہی یہی علم صداقت کا حاصل ہوا کرتا ہے دیکھنے والی کو اور اسکو جو نہیں دیکھتا بلکہ

اليه خبرها بالتواتر ثم ان المعجزة لما كانت تصديقاً فعلياً من الله تعالى لرسولنا محمد صلى الله عليه

اور اسکو بطریق تواتر کی خبر ملتی ہے بہر جب معجزہ تصدیق فعل ثابت ہو اسد تعالیٰ کی طرف سے واسطی پہلوی رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی

سلم لزم ان يكون تصديقاً فعلياً منه تعالى لغيره من الانبياء لانهم في معناه فيجب في حق جميعهم

تو لازم ہی کہ تصدیق فعلی ہو اللہ کی طرف سے واسطی اور انبیاء کی ہے کیونکہ وہ ہی نبوت میں یکساں ہیں پس ہر ایک کی حق میں

الصدق والامانة وتبليغ ما امر واتبلغه للخلق وليستحيل في حقهم اضداد هذه الصفات وهي الكذب

محمد اور امانت اور تبلیغ تمام احکام کی واسطی خلق کی واجب ہے اور اوکی حق میں خلاف ان صفات کا حال ہی یعنی جھوٹ

والخيانة وكتمان شيء مما امر واتبلغه للخلق ويجوز في حقهم من الاعراض البشرية ما لا يؤدي الى نقص ثمراتهم

اور خیانت اور چھپا لینا کسی حکم تبلیغی کا واسطی خلق کی اور جائز ہی اوکی نسبت حالات بشری جس سے مرتبہ میں کچھ عیب نہ لگتا ہو

كالمرض ونحوه اما وجوب الصدق لهم واستحالة الكذب عليهم فلانه تعالى يصدقهم بالمعجزة القائمة

جیسی بیماری وغیرہ لیکن واجب ہونا صداقت کا اوکی ہی اور محال ہونا دروغ کا اور بیشک اس سے ہی کہ اللہ تعالیٰ اوکی تصدیق معجزہ ہی کرتا ہے جو قائم

مقام صريح القول فلولم يجب لهم الصدق بل جاز عليهم الكذب لجاز على الله تعالى لان تصديق

مقام صاف ارشاد کی ہے بہر اگر صدق واجب نہ ہو بلکہ اوپر کذب جائز ہو تو بہر اللہ تعالیٰ پر جائز ہوگا اس سے کہ

الكاذب كذب والكذب على الله تعالى اما وجوب الامانة لهم واستحالة الخيانة عليهم فلاهم

جھوٹی کی تصدیق ہی جھوٹ ہی ہوتی ہے اور کذب اللہ تعالیٰ پر محال ہی اور امانت کا واجب ہونا اوکی ہی اور خیانت کا محال ہونا اور بیشک اس واسطی ہی

لو كانوا يفعلون شيئاً مما هو محرم او مكروه لان قلب ذلك الفعل طاعة لانه تعالى امر الخلق بالاعتداء

کہ اگر وہ خیانت کریں کسی کار میں کہ وہ حرام ہو یا مکروہ تو البتہ وہ کار بدست طاعت ہو جاوی اس واسطی کہ اللہ تعالیٰ فی خلقت کو یہ حکم فرمایا ہے

بهم في افعالهم واقوالهم وسكوتهم والله تعالى لا يامر بياهم محرم او مكروه فلو علم منهم خيانة لما امر

کہ انبیاء کی افعال اور اقوال اور سکوت میں پیرہی کریں اور اللہ تعالیٰ حرام یا مکروہ کا حکم نہیں فرماتا سو اگر علم ان میں انبیاء سے خیانت سرزد ہوتی تو

الخلق بالاعتداء بهم فثبت بذلك انه تعالى عصمهم عن فعل شيء مما هو محرم او مكروه فلا يقع منهم

خلقت کو کہی اوکی اقتدا کا حکم ہوتا اس سے ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ فی انکو تمام محرمات اور مکروہات سے عصم کیلئے ہی اونی وہی

الاما هو واجب او مندوب او مباح هذا بالنظر الى نفس الفعل واما بالنظر اليهم فان حق ان افعالهم واثرة

کار عمل میں آتا ہے جو واجب ہے یا مستحب ہے یا مباح ہے یہ حال ہی بخلاف کیفیت اس کار عمل کی اور اگر خیال کیجئے انبیاء کی طرف تو حق یہ ہی کہ اوکی افعال محض

بين الوجوب والندب لا غير لان المباح لا يقع منهم كما يقع من غيرهم بمقتضى الشهوة بل انما يقع منهم

در میان فقط وجوب اور مستحب کی مباح ہی اونی عمل میں نہیں آتا جیسی اور عوام سے موافق شہوت کی عمل میں آتا ہے بلکہ اونی سوا

بنيّة صالحة يصير بها طاعة واكل ذلك قصد التعليم لغيرهم اذا ثبت هذا يجب على كل مؤمن
 نيت نيك كعمل بين يمينه انما كجس سي وه مباح طاعت هو طاعتنا بني اوك سي كم بارادة تعليم غيرك كي جب يه ثابت هو كجا تور مؤمن پر واجب اور لازم هي
 ان يكون على حد عظيم ووجل شديد على ايمانه ان يسلب منه بان يصغي باذنه او يلتفت
 كجست پر پير كرتا هي ايكي كان پر مبادا اوكا سلب هو جاوي اس سي كسي ايكي كالونسي اور توجه كري
 بعقله الى خرافات ينقلها في حقهم خذلة المورخين ويتبعهم في بعضها بعض الحملة من المفسرين
 ايكي عقل سي طرف بيورده نقولون كي جو بعضي مورخ نا بكار اوكي حال ميں بيان كرتي ميں اور اوكي سائته بعضي جايل مفسري هيونگي ميں
 فانهم لقلّة تحصيلهم وعدم تحقيقهم بما يفترون في ذلك بظواهر من الكتاب والسنة ولهذا
 يه لو كاسبب في علمي كي لي تحقيق بعضي وقت اس بات ميں مطابق ظاهر كتاب اور سنت كي اقر اكر بيهي ميں
 قيل التمسك في معرفة الله تعالى ومعرفة رسوله بجمد ظواهر الكتاب والسنة اصل من اصول
 اهي ميں كجست كرتي معرفت الهي اور معرفت رسول ميں صرف ظاهر كتاب اور سنت سي اصل كفر كي جڑ هي
 الكفر قال الامام السنوسي وكذلك تلقى هذا العلم من مجرد الكتب والمشائخ المصحفين والمتفقهين
 امام سنوسي كرتي ميں اور اسي هي اس علم كا حاصل كرنا صرف كتابون اور شيخ تصحيح كار اور فقهاء
 بلا تحقيق واما وجوب التبليغ لهم واستحالة الكتمان عليهم فلا هم لو كتموا شيئا مما امروا بتبليغه لكان الناس
 بي تحقيق سي كفر كي جڑ هي اور واجب هو نا تبليغ كا انبيا پر اور حال هو نا جيبا نا كسي امر كا اسلي هي كراگر انبيا كوئي مسئلة تبليغي جيبا ميں
 امورين بلا اقتداء بهم في كتمان بعض ما امروا بتبليغه من العلم النافع لمن اضطر اليه وكيف يتصور
 اوكي بيروي كي درباب جيبا ليبي بعضي مسائل تبليغي كي جيبا بهلي بات حاجت مند كي اور كيب خيال ميں اسكتا
 ذلك فان الكتمان حرام ملعون فاعلم بشهادة قوله تعالى ان الذين يكتمون ما اوتوا من
 كيبك جيبا نا حرام هي اور جيبا نيولا مردود موافق مضيق اس آيت كي جو لوگ جيبا تي ميں جو كچھ هي اوتارا
 البينة الهدي من بعد ما بينته للناس في الكتاب اولئك يلعنهم الله ويلعنهم اللعنون
 صاف حكم اور اده كي نشان بعد اسكي كه هم اوكو كبول چكل لوكون كي واسطى كتاب ميں اوكو لعنت ديتا هي اسد اور لعنت ديتي ميں مبعوث بني داني
 واما جواز الاعراض البشرية في حقهم فلا نهى الا تنص في رسالتهم وعلم منزلتهم بل هي مما تزيد في
 اور جايز هو نا حالات بشري كا انبيا كي حق ميں اسلي هي كرا سمين كچھ رسالت كا ضرر او بلند منزلت ميں كچھ خلل نسين هي بلكه سمين اور هي مرتبة بانه
 مراتبهم باعتبار تعظيم اجرهم من جهة ما يقارن بها من طاعة صبرهم فانه تعالى كان قادرا على
 اعتبار عظمت ثواب كي كه اوكو حاصل هو تا هي طاعت صبر پر البته الله تعالى كو قدرت هي
 ايصاله اليهم ذلك الثواب العظيم بلا مشقة تلحقهم لكن بعظيم حكمته اختار ان يوصل اليهم
 كه وه تمام ثواب عظيم اوكو بدون مشقة تلحق كي عنایت كرتي پر ايكي حكمت كامله سي يه هي پسند كيا كه اوكو
 ذلك الثواب مع تلك الاعراض وفقا بضعفاء العقول لا لا يعتقدوا فيهم الا لوهية وفيها ايضا عظم
 وه ثواب بعد عارض هو ني اول عوارض كي عنایت كرتي واسطى رحمت كي ضعيف عقول پر تاكه ضعيف الاعتقاد انبيا و ميں اعتقاد اوكا ذكر ليں اور سمين كا
 دليل على صدقهم وكوفهم مبعوثين من عند الله تعالى وكون ما ظهر على ايديهم من الخوارق مخلوقة
 اوكي صداقت پر اور مبعوث هو ني پر ظر كي طرف سي بطي دليل هي اور اسپر كه حو حو خوارق يعني امور صراف عارت معجزات اوكي اته پر پيدا هو تي ميں
 لله تعالى من غير ان يكون لهم قدرة على اختراعها اذ لو كان لهم قدرة على اختراعها لدفعوا عن انفسهم
 وه سرخدي بيدي كئي هو تي ميں انبيا كو كچھ اور سمين دخل نسين هي كه پيدا كر ليں اسلي كه اكر اوكو قدرت هو تي معجزه پيدا كرتي كي تو بيشك ايكي اور سي

ما هو ليس منها من المرض والجوع والعطش والمحر والبرد واذية الخلق ونحو ذلك وفيها ايضا فائدة
 آسان کار بهی دفع کردی بیماری بهیکه پیاس تخفیف گری سردی کی ایذا خلق کی اورمانداسکی اورسختی کی بهی بڑا فائدہ ہی

عظيمة وهي تشريع الاحكام للخلق المتعلقة بها كما عرف احكام السهو في الصلوة من سهو عليه السلام
 كه خلقت كي واسطى و احكام جو عوارض هي متعلق بين جائز هو قائل بين حسي غايبين سهو كذا كي مسائل متغير خدا كي سهو كذا كي هي معلوم هو كذا كي

اور کیفیت نماز پڑھنی کی بیماری اور خوف میں پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم ادا کرتی سی معلوم ہوئی اور طریق کھانا کھانا کھانا اور

شرب الماء ونحوه من اكله وشربه عليه الصلوة والسلام فقد ظهر من هذا ان كلمتي الشهادة
 يانی پیٹی کا اور مانند اسکی آپ کی کہانی بینی سی معلوم ہوا اس سی معلوم ہوا کہ دونو کلمی شہادت میں

مع اختصارها متضمنتان لجميع ما يجب على المكلف معرفته في حقه تعالى وحق رسله من عقائد
 باوجود اختصار کی جو جو مکلف پر در باب معرفت الہی اور معرفت رسل کی عقاید

الایمان و لذلك جعلهما الشرع دليلا على ما في القلب من عقائد الايمان حتى لا يقبل من احد
ايان من سبي واجب في سب داخل في اسبي واسطى شرع في انكودليل بترائي هي عقابه ايكاني پر جودلين هوتي بين بيان تک که ایمان کی کیا مقبول نہیں ہی

الایمان الایها فاعلی هذا ینبغی للعاقل ان لیستحضر معناها ثم یشغل بذكرها صلیا و مسبا و حتی
بدون ان کھنویں کا اسکی مرافق عاقل کو لازم ہی کہ انکی معنی یاد رکھی
پھر انکو رات دن پڑھا کری
پہان تک

یہ مترجما معنائہا بلحمہ ودمہ یسرنا اللہ المداومۃ علی ذکرہا مع ہم معنائہا ولا حول ولا قوۃ

لا بآله العلی العظیم المجلس الرابع عشر فی بیان ایمان المنحی لصاحبه يوم القيامة
 سولہ تعالیٰ برتر اور بزرگ کی جو دہویں مجلس بیان میں اوس ایمان کی جو قیامت کی دل نجات دہی اپنا ذکر

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ما من عبد قال لا اله الا الله ثم مات على ذلك
فرمايا رسول الله صلى الله عليه وسلم في جنة لا اله الا الله

لا تدخل الجنة هذا الحديث من صحيح المصايب رواه ابو ذر وظاهره يقتضي ان يدخل الجنة
داخل هو كما جنت بين يده حديث مصابيح صحيح حديثون بين يده ابو ذر روايت سى اسكى ظاهر معنى يده كفى بين كى

کل من یاتی بکلمۃ الاولی من کلمتی الایمان وان لم یات بالکلمۃ الثانیۃ منها ولیس کنک لانہ
جو شخص پہلا کلمہ دے تو کہوں ایمان میں کا پڑی وہ جنت میں داخل ہو اگرچہ دوسرا کلمہ نہ پڑی اور حقیقت میں ایمان نہیں ہو گا کہ نہ رسول

عليه السلام وان لم يذكر فيه احدى كلمتي الايمان لكننا مراده ان قول من يقول لا اله الا الله فيستلزم

دخول الجنة عالم يضم اليه قوله محمد رسول الله اذ لا يتم الايمان الا بهما ثم انه عليه الصلوة والسلام
 كجنت مدين داخل هو جنتك او كما سانه محمد رسول الله ملاوي اسوا سمي كذا ايمان بدون دونو كمال كي پورا انهنين هوتا پھر رسول عليه السلام في

اشد ابقوله ثموات على ذلك الى لزوم الثبات على الايمان الى الموت لان من لم يثبت على الايمان بل

ما على الكفر لا ينفعه ايمانه الذي كان قبل ذلك وانما ينفعه الايمان الذي يكون ثابتا الى الموت

حيث يكون سببا لدخول الجنة وان كان له ذنوب كثيرة لم يمتنع عنها فان من مات على الايمان
وهي سبب هوانا في واسطى دخول جنت کی اگر چه ده بڑا ہی گنہگار ہو اور توبہ ہی کی ہر کیونکہ جو شخص ایمان ہی اٹھاتا ہی
 مع كونه مصرا على الذنوب غير تائب عنها يكون في مشيئة الله تعالى ان شاء يعفو عنه ويبدله
اگر چه وہ شخص گناہوں پر چارم اور گناہوں سے توبہ ہی کی وہ خدا کی مرضی میں ہی اگر چاہی اللہ تعالیٰ اؤ کو معاف کرے
 الجنة بلا عذاب وان شاء يعذبه بقدر ذنوبه ثم يدخل الجنة ولو بعد حين لكن ينبغي ان يعلم
بلا عذاب جنت میں داخل کری اور چاہی گناہوں کے برابر سزا دیکر پھر جنت میں داخل کری اگرچہ دم بہر کی بعد اب لائق ہی یہ سمجھنا
 ان كلمتي الايمان لتضمنهما اثبات ذات الله وصفاته وافعاله واثبات رسالة الرسول لا بد ان
کہ دونوں کلمہ ایمان میں چونکہ اثبات ذات الہی کا ہی اطوار کی صفات کا اور افعال کا اور اثبات رسول کی رسالت کا اسلی ضرور ہوا
 يكون النطق بهما مع معرفة معناهما لان النطق بهما من غير معرفة معناهما لا يكفي في حصول
کران کلون کا پڑھنا انکی معانی سمجھ کر ہونا چاہی کیونکہ انکی پڑھنی ہی بدون سمجھنی معانی کی واسطی حصول ایمان حقیقی کی کافی نہیں ہی
 حقيقة الايمان لان الايمان مبناه على هذه الاسكان الاربعة فاذا لم يتحقق العلم بما تضمنته
اسواسطی کہ اصل ایمان کی ان چاروں رکمن پر قائم ہی پہا اگر اؤ کو علم ہی نہوا اور انکی مضمون کا
 لا يكون لها طائل ولا حصول اذ ليست فضيلة هاتين الكلمتين بانزاء تحريك اللسان من
بہر زبان پڑھنی سی کچھ فائدہ نہ حصول اسلی کہ ان کلون میں کچھ زبان ہلانے کی بزرگی نہیں ہی جب تک دل میں
 غير حصول معناهما في القلب بل فضيلتهما بانزاء هذه المعرفة التي هي حقيقة الايمان فاعلى هذا
انکی معنی نہ آوین بلکہ انکی بزرگی اسی معرفت سی ہوتی ہی کہ وہ ایمان کی حقیقت ہی اس بیان کی ہر فوق
 يجب على كل مؤمن ان يعتني بشانها في معرفة معناهما اذ هما ثمر الجنة وسبب الخلاص من الهالك
ہر مؤمن پر واجب ہی کہ جہاں تک بن آدمی انکی معنی دریافت کر لی اسواسطی کہ قیمت جنت کی اور سبب رستگاری کا
 في الدنيا والاخرة وقد نص العلماء على لزوم معرفة معناهما والا لا ينفع بهما متلفظهما في الانقاذ
دنیا اور آخرت کی آفات سی یہ ہی ہیں اور علماء اصاف کہہ چکی ہیں کہ سمجھنا انکی معنوں کا ہر ضروری نہیں تو انکا نہ انسی پڑھنا دائمی آگ سی
 من الخلود في النار فان كثيرا من الائمة قد سئلوا عن شخص ينطق بكلمتي الايمان ويصلي ويصوم
نجات دینی میں کچھ فائدہ نہ دیکے کیونکہ اکثر پیشوا دین سی پوچھا گیا ایسی شخصی حال سی جو دونوں کلمہ ایمان کی پڑھتا ہی اور نماز روزہ ادا کرتا ہی
 ويفعل انواعا من العبادات لكن بظقه وعبادته ليس على الاتيان بعجز صور الاقوال والافعال
اور اور عبادتین کرتا ہی پہا اور عبادت کرنی یہ ہی بحسب ظاہر ہی تمام قول اور فعل
 على حسب ما يرى الناس يفعلون ويقولون حتى انه ينطق بكلمتي الايمان لكن لا يفهم منهما معنى ولا
وہی ہی عمل میں لاتا ہی جیسی اور لوگوں کو کرتی اور بولتی دیکھتا ہی اتنا کہ دونوں کلمہ ایمان کی پڑھتا ہی پرا انکی معنی نہیں سمجھتا اور نہ
 يدري معنى كماله ولا معنى الرسول ولا مانفي ولا ما اثبت ودرما يتوهم ان الرسول نظير الاله وهل
معنی اللہ کی جانتا ہی اور نہ معنی رسول کی سمجھتا ہی اور نہ یہ جانتی کیا نفی کیا ہی اور کیا ثابت کیا کہی اؤ کو یہ دم ہوتا ہی کہ رسول مثل اللہ کی ہی آیا
 ينتفع هذا الشخص بآصاله من صور الاقوال والافعال وهل يصدق عليه حقيقة الايمان
فائدہ دیکے اس شخص کو جو جواہر ظاہر میں اقوال اور افعال عمل میں آتی ہیں اور آیا اؤ پر حقیقت ایمان کی صادق ہی
 فيما بينه وبين الله تعالى ام لا فاجابوا جميعا بان مثل هذا الشخص ليس له من الاسلام نصيب
خدا کی نزدیک نہ ہیں سوسب فی یہ ہی جواب دیا کہ ایسی شخص کو اسلام میں سی کچھ نصیب نہیں ہی

وان صدر عنه من صور احوال الايمان وفعالها ما ذكر قال الامام السنوسي هذا الذي ذكره
 اگر چه ادسی ظاہری قول او فعل مذکور ایمان کی سی عمل میں آتی ہیں امام سنوسی کہتی ہیں یہ جو اس شخص کی

فی حق ذلك الشخص ظاهري ظاهر جلی غاية الجلاء لا يمكن ان يختلف فيه احد من العلماء فعلى
 حق میں ذکر کیا ہی سبب ظاہری بہت روشن ہی کوئی عالم اس مسئلہ میں اختلاف نہیں کر سکتا

هذا يجب على كل من يريد النجاة من المؤبد والدخول في الجنة ان يسعى في معرفة معناها ثم ينطق
 اس جواب کی موافق جو شخص عذاب دائمی سے بچنا چاہتا اور جنت میں داخل ہونا چاہتا اور پھر واجب تھا کہ پہلی کوشش کرے کہ انکی معنی دریافت کرے کہ یہ معنی

بهما مع فهم معناها ليوجد فيه اقارب للسان وتصديق بالجنان ويحصل له حقيقة الايمان
 زبان کی پہلی تا کہ وہ سمجھ لے زبان اقارب اور دلی تصدیق پائے جاوی اور حقیقت ایمان کی او کو حاصل ہو

فالكلمة الاولى من هاتين الكلمتين مركبة من نفى واشبات فالمنفى كل فرد من افراد حقيقة الاله
 لیس پہلا کلمہ ان دونوں میں سے نفی اور اثبات سے مرکب ہے سو منفی تو ہر فرد مبعود حقیقت کا ہے

سوى الله تعالى والمثبت فرد واحد من تلك الحقيقة وهو الله تعالى ومعنى الاله هو الواجب الوجود
 سوا ذات الہی اور مثبت ایک فرد واحد ہی اس حقیقت میں سے یعنی اللہ تعالیٰ اور معنی اللہ واجب الوجود

المستحق للعبادة وهذا المعنى كل يقبل بحسب ادراكه ان يصدق على كثيرين لكن الدليل العقلي
 مستحق عبادت کا اور یہ معنی کلی ہیں باعتبار صرف تصور کی بہت افراد پر صادق آسکتی ہیں پر دلیل عقلی یقینہ

يدل على استحقاق التعدد فيه وكونه خاصا بذات الله تعالى وذلك الدليل وجود العالم فانه لكونه
 دلیل کرتی ہے کہ کئی اللہ محال ہیں اور صرف ذات الہی خاص ہی اور وہ دلیل عالم کا وجود ہے کیونکہ یہ عالم

حادثا محتاجا الى محدث يدل على ان له محدثا وذلك المحدث لا بد ان يكون واحدا قديما متصفا
 حادث اور موجود کا محتاج ہو کہ دلیل کرتا ہے کہ اسکا ایک پیدا کرنے والا ہی اور وہ محدث ضروری کہ واحد قدیم صاحب قدرت

بالقدرة والارادة والعلم والحياة لانه لو لم يكن واحدا بل كان اكثر من واحد لوقع بينهما التنازع المقتض
 اور صاحب ارادہ اور علم اور حیات ہو اسکی کہ اگر واحد نہ ہو بلکہ ایک سے زیادہ ہوں تو بیشک اوکی آپس میں رکن ٹکرائیں واقع ہوگی

لعدم وجود العالم ولو لم يكن قديما بل كان حادثا لكان مفتقرا الى محدث فيلزم الدور والتسلسل وكل
 جس سے وجود عالم کا پیدا نہ ہو کہ اور اگر قدیم نہ ہو بلکہ حادث ہو تو بیشک محدث کا محتاج ہوگا پھر دور لازم آئے گا بالتسلسل اور یہ دور

محال ولو لم يكن متصفا بالقدرة والارادة والعلم والحياة لكان عاجزا عن ايجاد شيء من العالم لان
 محال ہیں اور اگر صاحب قدرت اور صاحب ارادہ اور علم اور حیات نہ ہو تو یہ ایسا عاجز ہوگا کہ عالم میں سے کوئی شئی نہ پیدا کر سکی اسلی

الايجاد اثر القدرة وتاثير القدرة في شيء من الاشياء يقتضي ارادة ذلك وارادة ذلك الشيء تقتضي
 کہ پیدا کرنا قدرت کا اثر ہوتا ہے اور اثر قدرت کا کسی چیز میں جب ہوتا ہے کہ اسکا ارادہ کیا جاوی اور ارادہ اس شئی کا بلا جانی اور

العلم به لان القصد الى ايجاد شيء مع عدم العلم به محال ولا تصاف بهذه الصفات الثلاث ليقض
 نہیں ہو سکتا کیونکہ قصد الی پیدا کرنا شئی کی ایجاد کا کہ اسکو جانتا نہ ہو محال ہی اور موصوف ہونا ان تینوں صفات سے بدلت

الحياة لكونها شرطاً فيها فعلى هذا يكون وجود العالم بل وجود كل ذرة من ذراته دليلاً قاطعاً على وجوده
 حیات کی نہیں ہوتا کیونکہ حیات نہیں شرط ہی اس بیان کی موافق وجود عالم کا بلکہ وجود ہر ذرہ کا یقینہ دلیل ہی اللہ تعالیٰ کی وجہ

وكونه واحدا قديما متصفا بهذه الصفات الاربعة المذكورة ولهذا كان بعض اهل التوحيد يقولون
 اور اسکی وحدت اور قدیم پر اور موصوف ہونی پر ان چاروں صفات مذکورہ سے اسلی ہی بعض اہل توحید

وذلك الدليل ظهور المعجزة على يده عند ادعائه الرسالة فان المعجزة تصديق فعلی فمن الله تعالى الرسول
اور وہ دلیل معجزہ کا ظاہر ہوتا رسول کی ہاتھ پر بروقت دعوی رسالت کی ہی کیونکہ معجزہ تصدیق فعلی ہوتی ہی اللہ تعالیٰ کی طرف سے دہائی ہوگی
لانها فعل من افعاله تعالى خارقا للعادة نازل منزلة صريح القول في تصديق رسوله في دعواه
کیونکہ وہ معجزہ ایک فعل ہی افعال الہی ہی برخلاف عادت قائم مقام صاف ارشاد کی
الرسالة فانه تعالى لما خلق امر خارقا للعادة على يده حين ادعائه الرسالة صار كانه قال صدق
کیونکہ اللہ تعالیٰ نے جب ایک امر عادت کی خلاف رسول کی ہاتھ پر بروقت دعوی رسالت کی پیدا کیا تو گویا یہ فرمایا میرا رسول سچا ہی
رسولي في كل ما يبلم عني سواء كان تبليغه بقوله او فعله او سكوته مثال ذلك على ما ذكره العلماء ان
جو جو میری طرف سے بیان کری برابر ہی کدو کی تبلیغ قوی ہو یا فعلی ہو یا اعتبار سکوت کی ہو اسکی مثال موافق بیان علماء کی یہ ہی
رجلا اذا قام في مجلس ملك بحضور جماعة وقال انا رسول هذا الملك بعثني اليكم بكذا وكذا من التكاليف
کہ ایک شخص بادشاہ کی دربار میں کھڑا ہو کر ایک جماعت کی سامنے کہی کہ میں اس بادشاہ کا سفیر ہوں مجھ کو تمہاری پاس فلا فی حکم دیکر بھیجا ہی
فطلبوا منه حجة تدل على صدقه فقال اية صدقي اني اطلب من الملك ان يخالف عادته ويقوم
اس جماعت نے اسی سے استدلال کی جتنی صداقت معلوم ہو اس شخص نے جواب دیا کہ نشان میری صداقت کا یہ ہی کہ میں بادشاہ ہی عرض کرتا ہوں کہ اپنے عادی
من سريرة ويقعد ثلث مرات ففعل الملك ذلك بطلبه فلا شك ان ذلك الفعل من الملك قائم مقام
تین بار ہی تخت پر سی کھڑا ہوا اور بیٹھ جاتا وہی بادشاہ نے اسکی کہنی ہی دہی کیا تو بیشک بادشاہ کی یہ حرکت قائم مقام اس حکم کی ہی
قوله صدق هذا الرجل في كل ما يبلم عني ومفيد للعالم الضرري يصدق به لا فرق بين من شاهد ذلك
کہ یہ شخص سچ کہتا ہی جو جو حکم میری طرف سے کہتا ہی اور اس سے سلم یہی اسکی صداقت کا حاصل ہوگا اس میں کچھ فرق نہیں کہ کسی نے بادشاہ کا سر حرکت کو
الفعل من الملك ولو لم يشاهده بل بلغه خبره بالتواتر ولا ريب ان هذا المثال مطابق لحال رسولي الله
بچشم خود دیکھا اور کہنی نہ دیکھا مگر خبر متواتر سے سنا اور بیشک یہ مثال مطابق ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حال سے اس باب میں
عليه السلام في افادة معجزته العلم الضرري يصدق به لا فرق بين من شاهدها ومن لم يشاهدها
کہ معجزہ ہی علم یہ ہی صداقت کا حاصل ہوگا اس میں کچھ فرق نہیں ہی کہ کسی نے اس معجزہ کو چشم خود دیکھا اور کہنی نہ دیکھا
بل بلغه خبرها بالتواتر فعلمه من كل من يتكلم بكلمتي الايمان بعد معرفة معناها بما ذكر من الدلائل
کہ خبر متواتر سے سنا اس بیان کی موافق جو شخص دونوں کلامان کی دلائل مذکورہ سے معنی سمجھ کر بڑھتا ہی اور کو حقیقت ایمان کی
له حقيقة الايمان ويوجب عليه ان يحفظه مما يضره بامثال الاوامر واجتناب النواهي لان الايمان
حاصل ہوتا اور اس پر واجب ہی کہ ایمان کو مضرت سے بچاوی اور کم کو عمل میں لا کر اور نواہی سے پرہیز کر کے اس واسطی کہ ایمان
يشبه السراج وامثال الاوامر واجتناب النواهي يشبه المحافظة عليه كجعله في فانوس ووساوس
چراغ کی مانند ہی اور اوامر کی اطاعت کرنی اور نواہی سے بچنا یہ اسکی محافظت ہی جس کا چراغ کا فانوس میں رکھ دینا اور شیطانی
الشیطان تشبه الرياح العاصفة فمن اوقد سراج الايمان في قلبه ولم يحفظه ولم يجعله في فانوس
دوسری اور توہمات ایسی ہیں جیسی تند آندہ بیان پھر جسے ایمان کا چراغ اپنی دل میں روشن کر کے اسکی حفاظت نہ کی اور کو کوطاف کی فانوس میں نہ رکھا
الطاعة بالتیان الما مورات وترك المنهيات يحذف عليه انطفاء سراج ايمانه عند هبوب الرياح العاصفة
ما مورات پر عمل کر کے اور منہیات سے بچ کر تو اس پر اندیشہ یہی کہ اسکی ایمان کا چراغ بروقت چلتی آندی
التي هي الوسوس الشيطانية ولد ذلك قال بعض العلماء اياك والذنب فان الذنب كجرح يوضع على الخنثيق
وسوسہ شیطانی کی مجہ نجاتی بعضی علماء کہتی ہیں یا ربحتی رہنا گناہ سے بیشک گناہ ایسا ہی جیسی بہتر جو گویہ میں رکھ کر

فيضربه حائط الطاعة ويحصل فيه ثلثة ويدخل منه ريح الهوى وتطفى سراج الايمان فان
 طاعات كي ديوار مين ماري اور اوي ديوار مين سولخ پيدا هوجا اوس راسته سي هواوس كي باوندو چكر ايمان كا چراغ بجھائي بيشك
 زوال الايمان لا يكون الا لمن كان له فساد في قلبه واصرار على المعاصي يدل على ذلك قوله عليه السلام
 بيان ايسي هي شخص كجا تار ستاي چكي دليين كچر فساد هوتاي اور گنا هوتاي چار ستاي اس مدعا پر يہ حديث دولت كرتي
 المعاصي بريد الكفر فان الاصرار على الصغار يفضي الى الكبار ولا استمرار عليها يؤدي الى الكفر يثبیر الى هذا
 كه گناه كفر كي لچي هوتي هين كيونكه گناه صغيره پر اصرار تا كبر هوتاي اور كبره گناه پر اصرار دينا كفر تك پھنچا ديتاي اس آيت سي معلوم هوتاي
 قوله تعالى في حق اليهود وضربت عليهم الذلة والمسكنة وباءوا بغضب من الله ذلك بائعهم
 جو يهود كي حق مين داروي اور ظالي او پھر ذلت اور محتاجي اور كلالی غصه اس كا يہ او سپر كرتي
 كانوا يكفرون بايت الله ويقتلون النبيين بغير الحق ذلك بما عصوا وكانوا يعتدون فان
 تہ نہ مانتی حكم اس كي اور خون كرتي نبیوں كا ناحق يہ اس سي گناہ كي حكم تہ اور صبر و شہد تہ اسد تعالیٰ في
 تعالى بين في هذه الآية ان العصيان والعدوان جرهم الى الكفر وقتل الانبياء وحكاية مثل ذلك في
 اس آيت مين يہ بيان فرمايا كه گناہ اور سرکشى او كوكفر كي طرف اور قتل انبياء كي طرف كھنچ لائي اور ايسی حكايت بيان كرتي
 كتابه لطف منه بنبيه وامته ليعموا ويحترقوا عنه فانه عليه السلام لما كان خيرا لخلق افضل
 اپنی کتاب مين اسد كي مہرباني هي اپنی نبی پرا اور اسكي امت پرتا كه سكر الي چل سي بچتي رہين كيونكه نبی عليه السلام جو تمام نبی آدم سي بہتر اور افضل مين
 كان امته خيرا لامم وافضلهم فلا ينبغي لمن كان من خيرا لامم وانفسب الى خيرا لخلق ان يرضى لنفسه
 تو انكي امت يہ تمام امتوں سي بہتر اور افضل هي ہرگز لائق نہيں هي كه كوئي شخص افضل امت مين ہو كر اور بہترين خلق كي طرف منسوب ہو كر پھر وہ پسند كرا
 ان يكون من شر الناس بارتكاب المعاصي بل ينبغي له ان يسعى في اصلاح نفسه بالايمان والعمل
 كه تمام لوگوں مين بہتر ہو جاوي گناہ اختيار كر كر بلكل كوئو يہ لائق هي كه كوشش كر كر اپنی حال كو ايمان اور نيك عمل سي درست كرا
 الصالح حتى يكون من خير الناس كما قال الله تعالى ان الذين امنوا وعملوا الصالحات اولئك هم
 تا كه اچي لوگوں مين داخل رہوي چنانچہ اسد تعالیٰ فرماتا هي وہ لوگ جو يقين لائي اور كئي بهي كام وہ هي لوگ
 خير البرية وقال النبي عليه السلام خير الناس من طال عمره وحسن عمله وشر الناس من طال عمره
 بہتر سب خلق كي اور فرمايا نبی صلي اسد عليه وسلم في سب آدميوں سي اچا وہ شخص جس كي عمر دراز ہو اور اعمال او كي نيك ہوں اور تہ آدميوں سي ہي چكي عمر طوي ہو
 وساء عمله وفي حديث اخر انه عليه السلام قال خيركم من يرجى خيره ويؤمن بشرة وشركم من لا يرجو
 اور اعمال بہ ہوں اور ايك اور حديث مين هي كه پيغمبر صلي اسد عليه وسلم في فرمايا تم مين سي بہتر وہ هي جس سي بہلائي كي اميد ہو اور برائي كا انديشہ نہ ہو اور تم مين سي بدش
 خيره ولا يؤمن بشرة وفي حديث اخر انه عليه السلام قال شر الناس عند الله منزلة من تركه الناس
 جس سي بہلائي كي اميد نہ ہو اور برائي كا انديشہ ہو اور ايك اور حديث مين هي كه پيغمبر عليه السلام في فرمايا بدتر آدميوں مين اسد كي نزديك مرتبہ مين وہ هي جسكو چور و زين لوگ
 اتقاء شره وفي رواية اتقاء فحشه وروى ان اعمال الامم تعرض على نبيها في البرزخ فليست في العبدان
 بدئي بچي كو اور ايك روايت مين بدزياني سي بچي كو اور روايت هي كه ہر امت كي عمل او كي نبی پر عالم برزخ مين پيش هوتي هين سو شرم كرتي چاہي آدمي كو
 يعرض على نبيه من عمله ما نها عنه وقيل من اذنب ذنبا فجميع الخلائق من الانس والادواب والوحش
 كه او كي نبی كي سامني او سكا وہ عمل پيش ہو جس سي او كو منع كيا ہو اور كيتي هين جب كوئي شخص گناہ كرتا هي تو تمام خلقت انسان اور چوپايہ اور جنگل كي جانور
 والطيور والذخاوة يوم القيمة لانه تعالى يبينهم المطر بشوم المعصية فيتضررون لك اهل البر
 اور پھر وہ اور چھوٹيان قیامت كي روز او كي دشمن ہو گئي اس لي كه اسد تعالیٰ مينہ بند كر ديتا هي گناہ كي نحوست سي اس لي تمام خشكي اور

البحر جميعاً فعلى المؤمن ان يحترز عن جميع المعاصي ليسرنا الله الاحترار عنها المجلس الخامس عشر
 ان ترى والولن کو نقصان ہوتا ہی پس مؤمن کو لازم ہے کہ تمام گناہوں سے پرہیز کرے تاکہ الہی عجز اسان کرے گناہوں سے
 عشر فی بیان ان کل مولود یولد علی فطرة الاسلام قال رسول الله صلى الله عليه
 اس بیان میں کہ ہر بچہ پیدا ہوتا ہی اسلام کی طریقت پر
 وسلم ما من مولود الا یولد علی الفطرة فابواه یهودانه وی نصرانه وی مجسانه كما ینتج البهیمة
 وسلم فی جو بچہ ہی سو پیدا ہوتا ہی تو پر طریقہ اسلام کے ہم مایاپ اسکو یہودی کر دیتی ہیں اور نصرانی کر دیتی ہیں اور مجوسی کر دیتی ہیں جیسی چوپایہ پورا بچا
 بهیمة جمعاء هل تجدون فيها من جدعاء حتى تكونوا انتم تجدونهم قال فطرة الله التي فطر
 جنتا ہی ایسا میں کوئی کان ناک کتہ ہی ہوتا ہی آخر ہم اسکی کان ناک کاٹ دیجیے ہو بہر فرمایا وہ ہی تراش اسکی
 الناس علیها هذا الحديث من صحاح المصابیح رواه ابو هريرة ومعناه ان کل مولود من البشر لا یولد الا
 جیسے تراشا لاکڑیہ حدیث صحیح حدیث میں ہی ابو ہریرہ کی روایت سی اسکی معنی یہ ہیں کہ ہر ایک بچہ آدمی کا سویش نیک اور سیسیت پر
 علی الجبلة السلیمة والطیبة المستعدة لمعرفة الله تعالى والتمیز بین الحق والباطل ببارکب فیہ من
 پیدا ہوتا ہی کہ استفادہ معرفت الہی کی اور فرق کر سکی حق اور باطل میں رکھتا ہو یزور اس عقل
 العقل القویہ والوضع المستقیم ولولہ یعترضہ من الخارج افة من فساد النزہة وتقلید الابیون و
 درست اور وضع راست کی جواسمیں پیدا کی ہی اگر کو سکونہ پیش آتا اور سی پرورش کا فساد اور اطاعت مایاپ کی اور
 الا نهماء فی الشهوات ونحو ذلك من الافات لصف فطرته الی ما نصب لمعرفة الله تعالى من الدلائل
 کہیں جاتا ہوا ہوس میں اور آفتیں تو البتہ وہ اپنی اصلی طبیعت کو دلائل قائم کرنی میں واسطی معرفت الہی کی صرف کرتا
 واستدل بها علی وجودہ وقدمہ وكونه واحدا متصفا بالقذرة والارادة والعلم والحیوة وسائر ما
 اور استدلال کرتا اللہ تعالیٰ کی وجود اور قدم پر اور وحدت پر کہ موصوف ہی قدرت اور ارادہ اور علم اور حیات سی اور تمام اور صفات سی
 ینبثق به من الصفات لكن یصدر عن ذکر من الافات كما ان البهیمة تولد سوية الا طرف سلیمة من
 جوا اسکو سنہ اور ہمیں پرا کو روک دیتی ہیں یہاں آفات مذکورہ جیسی چوپایہ کا بچہ ہاتھ پاؤں سی سالم پیدا ہوتا ہی
 الجذع الذی هو قطع الانف والاذن والشقة فلولیم یتعرض الناس لها بالکی و قطع شئی مما ذکر لبقیت سلیمة
 اور بچا ہوا جذع سی کہ اسکی معنی کتر دینا ناک اور کان اور لب کا پس اگر آدمی اس بچہ کو داغ نہ دیتی اور بچہ ناک کان لب نہ کاٹتی تو اچھا بہلا چکا
 كما كانت فانه علیہ السلام شبه ولادة الطفل علی الفطرة السلیمة بولادة البهیمة سلیمة غیر المراد
 رہتا جیسا پیدا ہوتا ہوا پھر علیہ السلام فی آدمی کی بچہ کی پیدایش کو اور طبیعت درست کی مشابہ فرمایا ہی ساتھ پیدایش پوری بچہ چوپایہ کی اتنا ہی فرق ہے کہ اولاد
 بالسلامة فی البهیمة سلامتها عن العیوب الظاهرة و فی الطفل سلامة عن العیوب المعنویة المانعة عن
 سلامتی سی چوپایہ کی بچہ میں سلامتی ظاہری عیوب سی ہی اور آدمی کی بچہ میں سلامتی معنوی عیوب سی ہی جو معرفت الہی سی روک دین
 معرفة الله تعالى وقبول امره ونهیہ ثم انه علیہ السلام بعد ما بین ان الناس کلهم یولدون علی الفطرة
 اور امر اور نہی قبول کرنی سی باز رکھیں پھر پیغمبر خدا فی بعد اس بیان کی کہ آدمی تمام ساری درست طبیعت پر پیدا ہوتا ہی
 التي هی الاستعداد القابل لمعرفة الله تعالى والتمیز بین الحق والباطل ببارکب فیہم من العقل حتم
 کہ وہ استعداد قابل معرفت الہی کی اور تمیز کر مایان حق اور باطل کی ہی عقل کی زور سی جواوکی اندر رکھی گئی ہی اسکو بکری رغبت دیتی
 علیہا فقال علی طریق الا قتباس فطرة الله التي فطر الناس علیها فانه فی قوة ان یقال الزموا فطرة الله
 سو فرمایا بطور صفت اقتباس کی تراش اسکی جیسے تراشا آدمیوں کو پس یہہ قتل بمنزل اس قول کی ہی اپنی ذمہ لازم ہے کہ

التي هي الاستعداد القابل لمعرفة الله تعالى والتمييز بين الحق والباطل فعلى هذا كان الواجب على كل
 فطرت الله في استعدادي قابل معرفت الہی کی اور تیز کی در میان حق اور باطل کی اس تقریر کی موافق ہو
 مكلف ان لا يضيع تلك الفطرة بل ينبغي له ان يستعملها في تحصيل معرفة الله تعالى والتمييز بين الحق
 مكلف پر واجب ہے کہ اس فطرت کو ضائع نہ کرے بلکہ اس کو لاتی ہی کہ اس فطرت کو معرفت الہی میں اور تیز کرے کہ میں در میان حق
 والباطل وليس المراد بمعرفة الله تعالى ذاته تعالى لان ذاته تعالى ليست معلومة للبشر بل المراد
 اور باطل کے احتمال کری اور معرفت الہی ہی مراد معرفت ذات الہی کی نہیں ہے اسلیٰ کہ ذات الہی کسی بشر کو معلوم نہیں ہے بلکہ مراد
 بها معرفة صفاته وصفاته نوعان سلبية وثبوتية اما السلبية فتزويه تعالى عن جميع ما لا يليق
 معرفت صفات الہی کی ہے اور صفات الہی دو قسم پر ہیں سلبی یعنی نفی کرنی کی اور ثبوتی صفات سلبی تو اسد تعالیٰ کا بری ہونا تمام ایسی صفات سی جو ان کے لیے
 به ما يشعر بالاحتياج والنقصان واما الثبوتية فهي قسمان القسم الاول الصفات التي يتوقف عليها انفا
 لابق نہیں ہیں جن صفات کی نیاز مندی اور نقصان لازم آوی اور ثبوتی کی دو قسم میں پہلی قسم وہ صفات جن پر افعال الہی موقوف ہیں یعنی قدرت
 وهي القدرة والارادة والعلم والحياة والقسم الثاني الصفات التي لا يتوقف عليها افعاله وهي السمع والبصر
 اور ارادہ اور علم اور حیات اور دوسری قسم وہ صفات ہیں جن پر افعال الہی موقوف نہیں ہیں یعنی سمع اور بصر
 والكلام وتحقيق ذلك انه تعالى ليس محسوسا كالشمس والقمر حتى يعلم وجوده بالحس وليس العلم بوجوده
 اور کلام اور تحقیق اسکی یہ ہے کہ اسد تعالیٰ کی ذات محسوس نہیں ہے جیسی آفتاب اور مہتاب تاکہ اسکا وجود دیکھ کر معلوم کر لیں اور نہ اسکا وجود سنی ہی کا
 ضروريا كالعلم بكون الواحد نصف الاثنين حتى يعلم وجوده بالضرورة بل انما يعلم وجوده بالدليل
 جیسی ہم ایک عدد کو دو کا آدھ جانتی ہیں تاکہ اسکا وجود بدست سنی معلوم ہو بلکہ اسکی وجود کا علم دلیل ہی حاصل ہوتا ہے
 وذلك الدليل حدوث العالم وبيان حدوثه انه اعيان واعراض والمراد بالاعيان الاجرام القائمة
 اور وہ دلیل عالم کا حادث ہونا ہی عالم کی حدوث کی دلیل یہ ہے کہ عالم یا تو اعیان ہیں یا اعراض ہیں اعیان سی مراد اجسام ہیں جو اپنی آپ
 بذواتها والمراد بالاعراض الصفات التي لا تقوم بدواتها بل تقوم بالاجرام وتلقها ولا ينفك عنها وكل
 بی سہار کا فایم ہیں اور اعراض سی مراد وہ صفات ہیں جو اپنی ذات میں بی سہار کی فایم نہیں ہوتی بلکہ اجسام کی سہارہ قائم ہوتی ہیں اجسام کی سہارہ یہی ہیں
 منهما حادث اما الاعراض فحدث بعضها يعلم بالمشاهدة كالحركة بعد السكون والضوء بعد الظلمة
 یہ دونو حادث ہیں اعراض میں سی بعضوں کا حدوث تو مشاہدہ ہی معلوم ہوتا ہے جیسی حرکت بعد سکون کی اور روشنی بعد اندھیری کی
 والسود بعد البياض وحدث بعضها يعلم بالدليل وهو طريان العدم كما في اضراد ما ذكر واما
 اور سیاہی بعد عید کی اور بعضوں کا حدوث دلیل ہی معلوم ہوتا ہے اور وہ آجاتا عدم کا جیسی اونکی ضدوں میں اور
 الاجرام فدليل حدوثها انها لا تخلو عن الحوادث وكل ما يخلو عن الحوادث فهو حادث اما عدم
 اجسام کی حدوث کی دلیل یہ ہے کہ اجسام حوادث سی کہی خالی نہیں ہوتی اور جو چیز حوادث سی خالی نہ ہو سو وہ حادث ہوتی ہے
 خلوها عن الحوادث فلا تخلو عن الحركة والسكون وهو ظاهر مدرك بالبديهة والاضطرار
 اجسام کا حوادث سی خالی نہ ہونا تو اسلیٰ ہی کہ حرکت اور سکون سی خالی نہیں ہوتی اور یہ ظاہر بیدیہ بضرورت نظر آتا ہے
 فلا يحتاج فيه الى تأمل وافتكار والحركة والسكون حادثان يدل على حدوثهما تعاقبهما وانقضاء
 اس میں کچھ تامل اور فکر کی حاجت نہیں ہے اور حرکت اور سکون دونو حوادث ہیں انکا حدوث انکی آگے پیچھے پیدا ہونی سی ثابت ہے اور
 كل منهما عند وجود الآخر وذلك مشاهد في بعض الاجرام وما لم يشاهد فيه ذلك فما من ساكن الا
 ایک گز چما ہی جب دوسرا پیدا ہو ہی اور یہ حال بعض اجسام میں تو نظر آتا ہے اور جن اجسام میں یہ مشاہدہ نہیں ہوتا تو یہ دلیل ہی کہ جو ساکن ہے

والعقل یقضي بحراز حركته وما من متحرك الا والعقل یقضي بحراز سكونه فالطاری منها حادث
عقل او متحرك تجوز كرتی ہی اور جو متحرك ہی او سكون عقل ساكن تجوز كرتی ہی پس جو حركت اور سكون میں سی اب پیدا ہوگا وہ حادث ہی

بطریقہ والسابق حادث از لو كان قدیم الاستحالة عدمه وما كون ما لا یخلو عن الحادث حادث
کتاب پیدا ہوا اور پہلی ہی حادث ہوگا اس واسطے کہ اگر قدیم ہوتا تو اس کا عدم محال ہوتا کہی ہو سکتا اور جو چیز حوادث سے محال نہ ہو تو وہ اسطی حادث ہوتی ہی
فلانہ لو لم یکن حادثا لكان قدیم ثابتا فی الازل فیلزم ثبوت الحادث فی الازل وهو محال اذ یلزم
کہ اگر وہ حادث نہ ہو تو پہر بیشک قدیم اور ازل میں ثابت ہوگی اس سے لازم آتا ہی ثبوت حوادث کا ازل میں اور یہ محال ہی کیونکہ لازم آتا ہی
ان یكون قبل كل حادث حادث مرتبة لا اول لها كما یقول الفلاسفة فی حركات الافلاك واشخاص
کہ ہر حادث سے پہلی حادث مرتب موجود ہوں جسکا ابتداء نہ تھی جیسی فلاسفہ یونان حركات افلاك اور اشخاص

الحيوانات وغیرها فانهم ومن تبعهم ممن ینسب نفسه الى الاسلام وليس له منه نصیب قالوا ان العالم
حیوانات وغیرہ میں قائل ہیں تمام فلاسفہ اور جو انکی تابع ہی کہ اپنی تئیں اسلام کی طرف نسبت کرتا ہی اور انکو اسلام سے کچھ نصیب نہیں کہتی ہیں کہ عالم
العلوی قدیم بذاته وصفاته الا الحركات فانها حادثه باشخاص قدیمه بانواعها ولا حركه الا
علوی یعنی افلاك اپنی ذات اور صفات میں قدیم ہی مگر حركات فلكی جزئیات البتہ حادث ہیں اور انواع کلیہ قدیم ہیں پس جو حركت ہی
وقبلها حركه لا الى اول واما العالم السفلی الذی هو عالم الكون والفساد وهو مات تحت فلك القمر فقالوا
میں سی پہلی حركت ہی بی انتہا اور عالم سفلی یعنی ارضی جسکو عالم کون وفساد کہتی ہیں یعنی فلك قمر کی نیچی اسمیں یہ قول ہی

ان هیولاء قدیمه وكل ما فیہ من الصور والاعراض حادثه باشخاص قدیمه بانواعها فلا ولد الا
کہ اسکا مادہ تو قدیم ہی اور تمام صورتیں اور اعراض جو جو اسمیں موجود ہیں جزی جزی حادث ہیں اور باعتبار انی نوع کی قدیم ہیں یعنی جو کچھ ہی
من ولد ولا بیضه الا من دجاجة ولا دجاجة الا من بیضه ولا زرع الا من بزر وهكذا الى غیر النهایة
سواپ سی اور جو انڈا ہی سوم غی سی اور جو مرغی ہی سواند سی اور جو کہنی ہی سو بیج سی اسی طور غیر نہایت تک
فیلزم علی قولهم ان یوجد حادث لا اول لها اذ ما من حادث علی قولهم الا وقبله حادث لا الى اول
پس انکی قول سے لازم آتا ہی کہ اتنی حوادث موجود ہوں جسکا ابتداء نہ تھی اسطی کہ انکی قول پر جو حادث ہی اوسکی پہلی حادث ہی بی انتہا اور

علی تقدیر وجود الحادث لا اول لها یلزم ان یكون قبل كل حادث من حركات الافلاك واشخاص الحيوانات
اور پر تقدیر حوادث غیر متناہی کی لازم آتا ہی کہ پہلی ہر ہر حادث حركات فلكی اور اشخاص حیوانات وغیرہ کی
وغیرہا حوادث مرتبة لا اول لها فاما لم ینقض تلك الحوادث بحلتها لا تنتهی الترتیبالی وجود الحادث
حوادث غیر متناہی مرتب موجود ہوں اور جب تک وہ سب کی سب حوادث گزر چکیں گی تو ثبوت پیدا ہونی اس حادث کی جو حال میں موجود نہیں

الحاضر لان الحركة الیومیه وجودها مشروط بانقضاء ما قبلها وكذلك الحركة التي قبلها وجودها
آؤنگی اسطی کہ حرکت آج کی بدون گزر چکنی تمام پہلی حركات کی نہیں ہو سکتی اور ایسی ہی وہ حرکت جو اس سے پہلی ہی وہ ہی بدون گزر چکنی پہلی
مشروط بمثل ذلك وهلم جرا وانقضاء ما لا اول لها محال بیا نه انك اذا لاحظت الحادث الحاضر
حركات کی نہیں ہو سکتی اسی طور کہی جا اور تمام ہو جسکا غیر متناہی کا محال ہی اسکا بیان یہ ہی کہ جب تو خیال کریا حادث حاضر یعنی موجود کو
ثم انتقلت منه الى ما قبله ولا حظته وهلم جرا علی الترتیب لا تقضي الى نهایة حتی تجد طریقا
پھر تو خیال کریا اوس سے پہلی کو اور اسی طرح ترتیب سے تو کہی تو انتہا کو نہیں پہنچ سکتا تاکہ طریقہ پیدا یاش
الی وجود الحادث الحاضر فیلزم ان یكون وجود الحادث الحاضر محال لکن وجود الحادث الحاضر ثابت
اس حادث موجود کا انتہا آؤی اس سے لازم آتا ہی کہ پیدا یاش اس حادث موجود کی محال ہو لیکن وجود حادث موجود کا تو ظاہر ثابت ہی

فی بطل وجود حادث لا اول لها فاذا بطل وجود حادث لا اول لها یبطل كون ما لا یخلو عن الحوادث
 ليس باطل هو وجود حوادث غیر متناهی کا ہر جب وجود حوادث غیر متناہی کا باطل ہوا تو ان اجسام کا جو حوادث سے خالی نہیں ہیں
 قديماً ثابتاً فی الازل فاذا بطل كونه قديماً ثابتاً فی الازل یثبت كونه حادثاً فاذا ثبت كونه حادثاً
 قديم اور ازل میں ثابت ہو گا ہی باطل ہو گا ہر جسم اس کا قديم اور ازل میں ثابت ہوتا باطل ہوا تو اس کا حادث ہوتا ثابت ہوا جب اس کا حادث ہوتا ثابت ہوا
 لثبت كون العالم بجميع اجزائه من السموات وما فيها ومن الارض وما عليها حادثاً محتاجاً الى
 تو ہر حصہ ثابت ہوا کہ عالم سہ تمام اجزائی آسمان اور جو اس کی اندر ہے اور زمین اور جو اس کی اوپر ہے سب حادث اور محدث یعنی پیدا کرنا کی محتاج
 محدث یخرجه من العدم الى وجود وذلك المحدث یلزم ان یكون قديماً واحداً متصفاً بالقدرة
 کہ اس کو عدم سے پیدا کری اور وہ محدث ضروری کہ قديم اور واحد اور صاحب قدرت
 والارادة والعلم والحیوة لانه لو لم یکن قديماً بل كان حادثاً لكان محتاجاً الى محدث فیلزم الدور
 اور صاحب ارادہ اور علم اور حی ہو اسلی کہ اگر قديم نہیں ہوگا بلکہ حادث ہو تو بیشک محدث کا محتاج ہوگا بہرہ تو دور لازم آوے گا
 او التسلسل الذی هو وجود حادث لا اول لها وكلاهما محال ولولم یکن واحداً بل كان اكثر من واحد
 یا تسلسل جسمین وجود حادث غیر متناہی کا ہی اور بہرہ تو محال ہیں اور اگر واحد نہ ہو بلکہ ایک سے زیادہ ہو
 لوقم بدينهما التمانع الموجب لعدم وجود العالم ولولم یکن متصفاً بالقدرة والارادة والعلم والحیوة
 تو بیشک اول دونین روک ہو کہ واقع ہوگی جس سے وجود عالم کا پیدا نہ ہوگی اور اگر اوس قدرت
 لكان عاجزاً عن ایجاد شیء من العالم لان لا یجاد اثر القدرة وتاثير القدرة فی شیء من الاشياء
 تو ایسا عاجز ہوگا کہ عالم میں سے کچھ پیدا نہ کر سکے اسلی کہ ایجا و قدرت کا اثر ہوتا ہی اور قدرت کا اثر کسی شے میں
 یقتضی ارادة ذلك الشیء و ارادة ذلك الشیء یقتضی العلم به لان القصد الى ایجاد شیء مع عدم العلم
 بدون ارادہ اوس شے کی نہیں ہو سکتا اور ارادہ اوس شے کا بدون علم اوس شے کی نہیں ہو سکتا اسلی کہ قصد کسی شے کی ایجاد کا ہی سمجھی ہو چھی
 به محال والاتصاف بهذه الصفات الثلاث یقتضی الحیوة لكونها شرطاً فیها فعلى هذا یكون وجود
 نہیں ہو سکتا اور بہرہ تینوں صفتیں بدون حیات کی نہیں ہو سکتیں کیونکہ حیات انہیں شرط ہی اس بیان کی موافق وجود
 العالم بل وجود کل ذرة من ذراته دليلاً قطعياً على وجوده تعالى وكونه قديماً واحداً متصفاً
 عالم کا بلکہ وجود ہر ذرہ کا یقینی دلیل ہی باری تعالیٰ کی وجود پر اور اس کی قدامت اور وحدت
 بهذه الصفات الاربع ولهذا كان بعض اهل النظر یقولون استدلالاً بالاثار على المثر ما راينا شيئاً
 اور چاروں صفتوں کی اتصاف پر اسلی ہی بعضی صاحب نظر اثری مؤثر پر استدلال کر کے یہ کہتی ہیں کہ ہم کو کوئی شے دیکھی
 الا ربنا الله بعدة فان كل ذرة من ذرات العالم من حيث حدوثها واقترانها الى من یوجدھا
 اس کی سادہ ہی اسد کو دیکھا بیشک ہر ذرہ عالم میں سے باعتبار حدوث کی اپنی موجود کا محتاج ہو کر ہمیشہ زبان حال ہی
 لا تزال تتکلم بکلام لا حرف فیہ ولا صوت ان لها موجداً قديماً واحداً متصفاً بالقدرة والارادة
 یہ کلام کرتا ہی جس میں نہ کوئی حرف ہی اور نہ آواز کہ بہرہ موجد قديم واحد صاحب قدرت اور صاحب ارادہ ہی
 والعلم والحیوة وسائر ما یلیق به من الصفات یسمع کلامها السامعون ولا یسمعها الذین هم عن السمع
 اور علم اور حیات والا اور تمام صفات والا جو اس کی لائق ہیں اس کی کلام سننے والی سب سنتی ہیں وہ ہی نہیں سنتی جن کی سماعت بیکار ہی
 لمغزولون والمراد من السمع السمع الباطن الذی یسمع به کلام ليس بحرف ولا صوت ولا عرف ولا عجب
 اور مراد سماعت سے سماعت باطنی ہی جس سے وہ کلام سننے جاتی ہی جس میں نہ حرف ہو نہ آواز نہ عرف ہو نہ عجب

لا السمع الظاهر الذي لا يسمع غير الاصول وتشارك فيه البهائم الانسان اذ لا قدر لشئ تشترك فيها
 ظاهري مراد بهن هي جس سي سواد آواز کی کچھ نہیں معلوم ہوتا اور اس میں جانور اور انسان برابر ہیں اس لئے کہ اوس شئی میں کیا خوب ہے جس میں جانور
 الانسان والحاصل ان المكلف لا يعرف من صفاته تعالى بالعقل الاما دل عليه افعاله تعالى فاعماله
 اور انسان کیساک ہوں حاصل یہ ہے کہ آدمی صفات فہمی میں سے بزر و عقل وہ ہی معلوم کر سکتا ہے جس پر اس کی افعال دلالت کرتی ہیں اور جن صفات پر
 عليه افعاله كالسمع والبصر والكلام فقد يستدل على ثبوتها له تعالى تارة بالعقل وتارة بالنقل
 اس کی افعال دلالت نہیں کرتی جیسی سمع اور بصر اور کلام توان کی ثبوت پر کبھی استدلال عقلی کیا جاتا ہے اور کبھی نقلی
 اما وجه الاستدلال على ثبوتها له تعالى بالعقل فهو ان صفات كمال واضدادها صفات نقصا
 استدلال عقلی ان صفات کی ثبوت پر واسطی اللہ تعالیٰ کی یہ ہے کہ یہ صفات کمالیہ ہیں اور ان کی ضدین صفات نقصان ہیں
 واتصافه تعالى بصفات الكمال وعدم اتصافه بصفات النقصان واجب فوجب اتصافه تعالى
 اور موصوف ہونا اللہ تعالیٰ کا صفات کمالیہ سی اور بری ہونا صفات نقصان سے واجب ہے اس سے واجب ہوا موصوف ہونا نقصان سے
 بتلك الصفات واما وجه الاستدلال على ثبوتها له بالنقل فهو ان الشرع قد ورد بثبوتها له تعالى
 ان صفات سی اور استدلال نقلی ان صفات کی ثبوت پر واسطی اللہ تعالیٰ کی یہ ہے کہ شرع کا احکام وجود واسطی اللہ تعالیٰ کی ثابت ہے
 فوجب القطع بثبوتها له تعالى ودليل النقل في هذه المسئلة اقوى من دليل العقل لان تلك الصفات
 هو واجب ہوا یقین کرنا ان کی ثبوت کا واسطی اللہ تعالیٰ کی اور نقلی دلیل اس مسئلہ میں دلیل عقلی سی بہت بہتر ہے اسلیٰ کہ ان صفات پر
 لا يتوقف عليها افعاله تعالى حتى يستدل بها على ثبوتها له تعالى وذاته تعالى لم يكن معلوما لا احد
 افعال الہی موقوف نہیں ہیں تاکہ افعال ہی ان کی ثبوت پر استدلال کیا جاوی اور اس کی ذات کیسے معلوم نہیں ہے
 حتى يعلم انها في حقه تعالى كمال يجب اتصافه بها حتى لو لم يتصف بها يلزم ان يتصف باضدادها
 تاکہ معلوم ہو کہ یہ صفات اللہ تعالیٰ کی واسطی کمالیہ ہیں موصوف ہونا ضروری ہے اگر ان صفات سی موصوف نہ ہو گا توان کی اضداد ہی موصوف ہو گا
 وما ذكر من كونها كمالا انما هو بالنسبة اليها ولا يلزم من كون الشئ بالنسبة اليها كمالا ان يكون
 اور کمالیہ ہونا ان صفات کا البتہ ہماری حق میں ہی اور یہ کچھ لازم نہیں ہے کہ جو شئی ہماری حق میں کمالیہ ہو
 في حقه تعالى كمالا الا ترى ان اللذة والا لزم كونها كمالا بالنسبة اليها همتان على الله تعالى
 وہ نسبت ذات الہی کی ہی کمالیہ ہو کیا تجھی نظر نہیں آتا کہ لذت اور الم ہماری حق میں کمال ہیں ہر بہ نسبت اللہ تعالیٰ کی محال ہیں
 لكونها من عوارض الاجسام فعلى هذا يلزم في اثبات تلك الصفات له تعالى التمسك بالنقل
 اس واسطی کہ یہ کیفیت جسمانیہ ہیں اس بیان کی موافق ان صفات کی ثبوت کی واسطی تمسک نقلی دلیل کا چاہی ہے
 عن الانبياء الذين ثبتت نبوة كل واحد منهم بالمعجزة القائمة مقام قوله تعالى صدق عبدي في
 انبیاء وہی جنکی نبوت معجزہ سی ثابت ہے جو قائم مقام ارشاد الہی کا ہو کہ میرا صدق سچ کہنا ہے
 كل ما يبلغ عنى سواء كان تبليغه بقوله او فعله او سكوته لان المعجزة تصدق بغير فعل من الله تعالى
 جو جو میری طرف سے حکم بیان کرتا ہی برابر ہی کہ وہ تبلیغ قول ہی ہو یا فعل ہی ہو یا خاموشی ہی ہو اسلیٰ کہ معجزہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے فعلی تصدیق ہی ہے
 لرسوله لكونها فعلا من افعاله تعالى خارقا للعادة مذكرا منزلة صريح القول في تصديق رسوله
 اپنی رسول کی کیونکہ معجزہ ایک فعل ہی افعال الہی سی برخلاف عادت قائم مقام صاف ارشاد کی اپنی رسول کی تصدیق کی
 في دعوى الرسالة فانه تعالى لما خلق امر خارقا للعادة على يد احد ادعائه الرسالة صار مكانه
 واسطی رسالت کی دعوی میں بیشک اللہ تعالیٰ فی جب ایک امر خلاف عادت اپنی رسول کی ہاتھ پر رسالت کی دعویٰ کی وقت پیدا کیا تو گویا

قال صدق رسولی فی کل ما یبلغ عنی سواء کان تبلیغه بقوله او فعله او سکوته مثال ذلك علیما
 یہ ارشاد کیا میرا رسول سچ کہتا ہے جو جو حکم میری طرف سے پہنچتا ہے یا میری ہی کہ وہ تبلیغ کوئی ہو یا فعل ہی ہو یا خاموشی ہو اسکی مثال موافق
 ذکر العلماء ان رجلا اذا قام فی مجلس ملک بحضور جماعة وقال انا رسول هذا الملك بعثنی الیکم
 بیان علماء کی یہ ہے کہ جب ایک شخص بادشاہ کی دربار میں رو بہ و ایک جماعت کی کھڑا ہو کر یہ کہی کہ میں اس بادشاہ کا سفیر ہوں مجھ کو تمہاری پاس
 بکنا و کذا من التکالیف فطلبوا منه حجة یدل علی صدقه فقال ایه صدقی انی اطلب من
 فلا تا غلامنا حکم دیکر بھیجی اس جماعت فی اوس ہی سند طلب کی جس ہی اوسکی صداقت معلوم ہو اوس شخص کی میری صداقت کا نشان یہ ہے کہ میں بادشاہ
 الملك ان یخالف عادته ویقوم من مقامه ویقعد ثلث مرات ففعل الملك ذلك بطلبه فلا سرب
 کہتا ہوں کہ میری کہنی سنی اپنی عادت کی خلاف تین بار کھڑا ہو اور بیٹھ جاوی
 ان ذلك الفعل من الملك قائم مقام قوله صدق هذا الرجل فی کل ما یبلغ عنی ومفید للعلم بالصدق
 یہ حرکت بادشاہ کی قائم مقام اس بات کی ہے کہ یہ شخص سچ کہتا ہے جو جو حکم میری طرف سے بیان کرتا ہے اس سے علم ہدی
 یصدق لمن شاهد ذلك الفعل من الملك ولمن لم یشاهده بل وصل الیه خبره بالتواتر ولاشک
 اوسکی صداقت کا حاصل ہوگا جو جو یہ حرکت بادشاہ کی دیکھیں اور جو کو دیکھنا میر نہیں ہوگا بلکہ اوسکو متواتر خبر اسکی پہنچی گی اور اس میں شک
 ان هذا المثال مطابق لحال الرسل علیہم الصلوٰۃ والسلام فی افادة معجزتهم العلم بالصدق
 کہ یہ مثال رسل علیہم السلام کی حال سے خوب مطابق ہے اس باب میں کہ اوسکی معجزہ سے علم ہدی اوسکی صداقت کا حاصل ہوتا ہے جو جو کہ اوسکا معجزہ
 بصدق لمن شاهدھا ولمن لم یشاهدها بل وصل الیه خبرھا بالتواتر فاذا ثبت صدقهم
 دیکھتی ہیں اور جو نہیں دیکھتی بلکہ اوسکو متواتر خبر ملتی ہے جب انبیاء کا صدق ثابت ہوا
 یجب الایمان بهم ولا یحصل الایمان بهم الا بمعرفۃ ما یجب فی حقهم وما یشتمل علیہم وما یجوز
 تو انہر ایمان لانا واجب ہوا اور انہر ایمان لانا معتبر نہیں ہوتا بدون دریافت کرنی اول احوال کی جو اوسکی حق میں واجب ہیں اور انہر ایمان ہی اور جو ادنیٰ
 لم فنیما یجب فی حقهم الصدق والامانة وتبلیغ ما امروا بتبلیغه وما یشتمل علیہم اصداد هذه
 جائز ہی سو جو اوصاف اوسکی حق میں واجب ہیں صدق اور امانت اور تبلیغ امر معروف کی اور جو ادنیٰ حال ہی ضدین ان صفات کی
 الصفات وهی الکذب والخيانة وکتمان ما امروا بتبلیغه وما یجوز لهم الاعراض البشرية التي لا تؤد
 یعنی جھوٹ اور خیانت اور چھپانا امر معروف کا اور جو اوسکی حق میں جائز ہیں حالات بشری جس سے اوسکی بلند مرتبہ میں
 الی نقص فی مراتبهم کالمرض ونحوه اما وجوب الصدق فی حقهم واستحالة الکذب علیہم فلان معجزهم
 نقصان عاید نہیں جیسی بیماری اور مانند ہی اور واجب ہونا صدق کا اوسکی حق میں اور محال ہونا جھوٹ کا اسلی ہی کہ انکا معجزہ
 قد ثبت علی صدقهم فلو جاز لهم الکذب لادی الی ابطال دلالة المعجزة علی الصدق وهو محال واما
 اوسکی صداقت کی دلیل ہی پس اگر اوسکو جھوٹ بولنا ہی جائز ہی تو اس سے دلالت معجزہ کی جو صدق پر نہی باطل ہو جاوی اور یہ محال ہی اور
 وجود الامانة فی حقهم واستحالة الخيانة علیہم فلا نهم لو خانوا بفعل شئ مما هو حرام ومکروه
 اور واجب ہونا امانت کا اوسکی حق میں اور محال ہونا خیانت کا ادنیٰ اسو علی کہ انبیاء اگر خیانت کریں کوئی امر حرام یا مکروہ عمل میں لاکر
 لکننا مأمورین باتباعهم فیه لانه تعالیٰ امر الخلق باتباعهم فی افعالهم واقوالهم وسکوتهم فلو علم الله
 تو ہو کو ہی اوسکی اطاعت کا اوس باب میں حکم ہوتا اسلی کہ اللہ تعالیٰ فی تمام امت کو اوسکی اتباع کا حکم دیا افعال او اقوال اور سکوت میں پس اگر اللہ تعالیٰ ہی علم میں
 منهم خیانة لما امر الخلق باتباعهم فثبت بذلك انه تعالیٰ عصمهم عن فعل شئ مما هو حرام ومکروه
 اوسکی خیانت ہو سکتی تو ہرگز خلق کو اوسکی اتباع کا حکم نہ دیتا اس سے ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ فی اوسکو معصوم بنا یا ہی تمام فعل حرام اور مکروہ سے

فلا یقیم منهم الا ما هو واجب او مندوب او مباح هذا بالنظر الى نفس الفعل ما بالنظر اليهم فالحق
 سوائی وده عمل ہوتا ہی جو واجب ہی یا مستحب ہی یا مباح ہی یہ حال باعتبار ذات فعل کی ہی ورنہ بلحاظ ذات علیہم السلام کی حق یہ ہی
 ان افعالهم دائرة بين الوجوب والندب لا غير لان المباح لا یقیم منهم كما یقیم من غیرهم بقصد التعلیم
 کہ افعال او کل صرف واجب ہیں یا مستحب اور کچھ نہیں اسلئے کہ انبیاء ہی مباح ہی نہیں واقع ہوتا جیسی اور عوام ہی باعتبار شہوت نفس کی
 بل انما یقیم منهم بنية تصلحہ یصدین بعبادة وقل ذلك قصد التعلیم لغيرهم اذ ثبت هذا
 ہوتا ہی بلکہ اولی اگر ہوتا ہی تو نیک نیت ہی ہوتا ہی تاکر وہ عبادت ہو جاوے اور کم سی کم بارادہ تعلیم غیر کی واقع ہو جب یہ بات ثابت ہوئی
 فالواجب علی کل مؤمن ان یکون علی حد عظیم ووجیل شدید علی ایمانه ان یسلب منه بان
 تو ہر مؤمن پر واجب ہی کہ نہایت پرہیز کرتا ہی اور بہت خوف کرتا ہی اپنی ایمان پر مبادا سلب ہو جاوے اس سبب ہی
 یصغی باذنه ویلتفت بذهنه الی خرافت ینقلها فی حقم کذبہ المورخین ویتبعہم فی بعضہا بعض
 کہ سنی کان لگا کر اور متوجہ ہو اپنی فکر ہی اون خرافات کی طرف جو اونکی حقین جوئی مورخ بیان کرتی ہیں اور بعضی بات میں جاہل مفسر
 الجہلۃ من المفسرین فانه لقلۃ تخصیلم وعدم تحقیقہم ربما یفترون فی ذلك بظوہر من الکتاب
 ہی اونکی تابع ہو گئی ہیں یہ لوگ سبب کم علمی کی بی تحقیق اکثر اوقات اسباب میں کتاب اور سنت کی ظاہر معنی کی اعتبار ہی اتر کر بیٹھی ہیں
 والسنة ولهذا قيل التمسک فی عقائدہ الايمان بمجرد ظوہر الکتاب والسنة من غیر تفصیل
 اس ہی کہی ہی کہ سنہ کی عقائد ایمان میں صرف ظاہر معنی کتاب اور سنت کی ہی بدون تفصیل کی
 بین ما یستحیل ظاہرہ منہما و بین ما لا یستحیل فلا خفاء فی کونه اصلا من اصول الکفر
 در میان اول امور کی جو حقیقت میں وہ ظاہر معنی دونوں کی محال ہیں یا محال نہیں ہیں سو بیشک صاف کفر اور بدعت کی بھڑی
 والبدعة قال الامام السنوسی وکذا تلقی هذا العلم من مجرد الکتاب والمشائخ المصحفین والنفقین
 امام سنوسی کہتی ہیں اور ایسی ہی مان لینا اس علم کا صرف مشائخ غلط کاروں کی کتابوں ہی اور فقہاء ہی بی تحقیق
 بلا تحقیق واما وجوب التبلیغ فی حقم واستحالة الکتمان علیہم فلا یحکم لو کتموا شیئا مما امروا بتبلیغہ
 اور امر معروف کی تبلیغ اور محال ہونا چھپائی کا اسلئے واجب ہی کہ اگر انبیاء علیہم السلام چھپائی کی کچھ ہی امر معروف میں
 لکان الناس ما یرین باتباعہم فی کتمان ما امروا بتبلیغہ من العلم النافع لمن اضطر الیہ وکیف یصور
 تو امت کو اپنی اتباع کی لئی حکم ہوتا واسطی چھپائی کی بعضی امر معروف کی یعنی جو علم تغیر ہو حاجت مند کو اور کہ تصور میں نکلتا ہی
 ذلك والکتمان حرام ملعون فاعلم بشهادة قوله تعالى ان الذين یکتُمون ما اؤتوا من البینات
 حال یہ کہ چھپانا حرام ہی چھپانا ملعون ہی اس آیت کی گواہی ہی جو لوگ چھپاتی ہیں جو کچھ معنی اوتار صاف حکم
 والہدی من بعد ما بکنتہ للناس فی الکتاب اولیک یلعنہم اللہ ویلعنہم اللعنون واما جواز
 اور راہ کی نشان بعد اسکی کہ ہم اونکو کہوں چکی لوگوں کی واسطی کتاب میں اونکو لعنت دیتا ہی اللہ اور لعنت دیتی ہیں سب لعنت دینی دالی اور
 الاعراض البشریۃ فلم فلا تھالا تنصر فی رسالتہم وعلومہم بل ہی ما یزید فی مراتبہم باع یتعظیم
 حالات بشری اونکی لئی اسلئے جائز ہیں کہ اونکی رسالت اور علوم مرتبہ میں اصل مضرتیں ہیں بلکہ وہ حالات اونکا مرتبہ اور بڑائی میں باعتبار عظمت
 اجرہم من جهة ما یقارنہا من طاعة صبرہم فانه تعالیٰ کان قادرا علی ایصالہ الیہم ذلك الثواب
 ثواب کی جو اونکو صبر کی عبادت پر ملتا ہی بیشک اللہ تعالیٰ قادر ہی کہ اونکو بہ ثواب
 العظیم بلا مشقة یلحقہم لکن تعظیم حکمتہ اختار ان یوصل الیہم ذلك الثواب مع تلك الاعراض
 عظیم بی مشقت یہ پنچائی عنایت کرتا پر اپنی حکمت عظیمہ ہی یہ ہی پسند سا کہ اونکو بہ ثواب بعد اس مشقت کی عنایت ہو

فدخل الجنة فذلك قال النبي عليه السلام انما الاعمال بالخواتيم يعني ان اعمال العبد
 جنت من داخل هو كما اسهي لى فرماي نبي عليه السلام في ^{مراد بهي ك اعمال آدمي} ك اعمال خاتمه ^{معتبرين} معتبرين
 متعلقة في السعادة والشقاوة باخر العمر وفي حديث اخر انه عليه السلام قال اعمالوا فكل
 سعادته اور شقاوته من ^{آخر عمر سي متعلق بين} اور ايک اور حدیث میں ہی کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا عمل کیا کرو ہر ایک کو وہ ہی عمل
 ميسر لما خلق له اما من كان من اهل السعادة فسييسر له اهل السعادة واما من كان من اهل
 آسان ہوگا جسکی واسطی وہ شخص پیدا ہوا ہی یعنی جو شخص سعادتمند ہی ہوگا وہ اعمال سعادتمندوں کی سیسر ہوگی اور جو شخص
 الشقاوة فسييسر له اهل الشقاوة فانه عليه الصلوة والسلام بين في هذا الحديث ان كل احد
 بدجنت ہی ہوگا بدجنتوں کی سی عمل آسان ہوگی پس نبی علیہ السلام نے اس حدیث میں یہ بیان فرمایا کہ ہر ایک کا
 مهباء وموقف للذي خلق لاجله من الخير والشر فمن خلق وقد رآه من اهل الجنة يجري الله
 سامان اور تمکاناتیادی جسکی واسطی وہ پیدا کیا گیا ہی نیک اور بد پس جو پیدا ہوا ہی اس تقدیر پر کہ جنتی ہو تو اسد تعالیٰ
 على يديه اعمال اهل الجنة ويسرها عليه حتى يموت ويدخل الجنة ومن خلق وقد رآه من اهل النار
 او کی ہاتھ پر اعمال جنیدوں کی جاری کرے اور پھر آسان کر دیتا ہی آخر کر جنت میں چلا جاتا ہی اور جو شخص پیدا ہوا ہی اس تقدیر پر کہ وہ روزخی ہی
 يجري الله على يديه اعمال اهل النار ويسرها عليه حتى يموت ويدخل النار فالعمل دليل يغلب الظن
 تو اسد او کی ہاتھ پر روزخیوں سی عمل پیدا کرے آسان کر دیتا ہی آخر کر دوزخ میں چلا جاتا ہی پس عمل باعتبار ظن غالب کی ایکی دلیل ہی
 ان الشخص من اتي الصنفين يكون ومن هذا كان الواجب على ان لا يكون خاليا عن العمل الصالح
 کہ آدمی دو نو قسم میں سی کو نسای اس بیان سی واجب ہی کہ آدمی کبھی کسی وقت تمام عمر میں سی نیک عمل سی خالی نہ کرے
 في وقت من الاوقات لانه لا يدري متى ياتي الموت اذ ليس له سن ولا وقت معلوم ولا مرض مخطو
 کیونکہ کیا معلوم ہی کہ او کو کونسا آج او کبھی اسکی موت کا کوئی سال اور وقت معلوم نہیں ہی اور نہ کوئی بیماری مقرر ہوگی
 لمن رزقه الله تعالى الفهم واليقظة من نوم الغفلة والتفكر في امر الخاتمة واسأل الله ان يجعلنا
 شخص میں جسکو اسد تعالیٰ نے فہم اور بیداری عنایت کی ہی خواب غفلت سی اور سوچ دی ہی خاتمہ کی حال کی اور دعا مانگا ہو کہ تعالیٰ سی موت
 في خير مع البشارة فان المؤمن له بشارة من الله تعالى عند الموت كما قال الله تعالى ان الذين
 اچھی وقت بشارت کی ہاتھ دی بیشک مؤمن کو اسد کی طرف سی موت کی وقت بشارت ہوتی ہی چنانچہ اسد تعالیٰ فرماتا ہی تحقیق جنوں کی
 قَالُوا رَبَّنَا اللَّهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلَائِكَةُ أَلَّا تَخَافُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَبْشِرُوا بِالْجَنَّةِ الَّتِي كُنتُمْ
 کہا رب ہمارا اسد ہی پھر اسہی پر ہڑی ہی اول پر اور ترقی میں فرشتی کہ تم نہ ڈرو اور نہ غم کہاؤ اور خوشی سواؤں بہشت کی جسکا تمکو
 تَوَعَّدُونَ فَاتَّه تَعَالَى بَيْنَ فِي هَذِهِ آيَةِ أَنَّ الدِّينَ اقْرَأُوا بِوَيْتِهِ وَاعْتَرَفُوا بِوَحْدَانِيَّتِهِ ثُمَّ اسْتَقَامُوا
 وعدہ تھا اسد تعالیٰ نے اس آیت میں بیان فرمایا ہی کہ جس نے اوکی ربوبیت کا اقرار کیا اور وحدانیت کو مان لیا پھر وہ اسی اقرار
 على ذلك الاقرار ولا اعتراف الى الموت باتيان جميع الماصرات واجتتاب جميع المنهيات اذ لا يتحقق
 اور قبولیت پر موت تک قائم رہے اسطور کہ تمام احکام بجا لاتا رہے اور تمام منہیات سی برہیز کرتا رہے کیونکہ پوری
 الاستقامة بدون ذلك بل يحصل الا عوجا لم يترك شيء من الماصرات وارتكاب شيء من المنهيات
 استقامت بدون اسکی نہیں ہوتی بلکہ استقامت میں جنبش آجاتی ہی ماصرات کی ترک اور منہیات کی عمل سی
 تنزل عليهم الملائكة من جهته تعالى عند الموت بالبشارات التي هي قوتهم ان لا تخافوا ولا تحزنوا
 تو ایسی لوگوں پر اسد کی طرف سی موت کی وقت فرشتی یہ بشارت لیکر آتی ہیں کہ اب مت ڈرو اور نہ غم کرو

فانهم لما راوا ان عبادتهم للمولى العظيم على ما هم عليه من غاية الدناءة ونهاية الحقارة سوء
 انكى خيال من جب يهيه آيا كه بهاء عبادت كز مولد بزرگ كواس حال من كه بكوند نارت حاصل هي اور هم بڑی حقیر ہیں
 ادب عظیم یقربوا الیه بعبادة من هو اعلی منهم عنده كالمثلثة والشمس والقمر والنجوم و
 لی ادلی هي اسلی قرب الی کی واسطی پر جنا اولن چیزه نکاشد روح کیا جودش اوکی خیال من بهتر تھی جیسی فرشتی اور سورج اور چاند اور ستاره اور
 النار ونحوها ثم انهم لما راوا غيبة من اختاروا عبادته عنهم صنعوا الاصنام امثلة لما غاب
 اگ اور مانند اسکی پہرہوں کی جب دیکھا کہ جنکی ہم عبادت کرتے ہیں وہ ہماری سامنے ہی غیب ہو جاتی ہیں تو اوکی صورت کی بت بتائی حرکت کی اوکی محسوسات
 عنهم من معبوداتهم واشتغلوا بعبادتها ویتهم فی ذلك ان یتقربوا الی ما جعلوه مثالا له
 غایب ہو جاتا تو اولن بتوں کو پوجی لگتی اور غرض اوکی اس سی بہتھی کہ نزدیک ہو جاویں اوکی جیسا کہ بت بنایا ہی
 وقصدهم من جميع ذلك ان یتقربوا الی المولى العظيم لكن تلاعب الشيطان یعقوبهم وادفعهم
 اور اس سبب ہی بہ مراد تھی کہ مولی بزرگ سی قریب ہو جاویں پر شیطان فی اوکی عینوں کو کھلوا بنا کر
 فی الضلال والرابع من انواع الشرك تقلید وهو عبادة غیر الله تعالی تقلید الغیر کشرک
 گمراہ کر دیا اور چوتھی قسم شرک کی شرک تقلید ہی اور وہ پوجنا غیر اللہ کا اور اولن کو دیکھ کر جیسی شرک
 متأخری عبدة الاصنام فانهم لما وجدوا اباؤهم واجدادهم مشغولين بعبادتها قلدهم فيها
 پیچلی بت پرستوں کا انہوں فی اپنی باپ دادوں کو جو بت پوجتی دیکھا بت پرستی میں اوکی تابع ہو گئی
 وَقَالُوا إِنَّا وَجَدْنَا آبَاءَنَا عَلَىٰ مِثْلِ هَٰذَا عَلٰی اٰثَرِهِمْ مَّقْتَدُونَ و هم کاباشم فی ضلّی مبین والخامس
 اور کہیں لگی ہم نے اپنی باپ دادی ایک راہ پر اور ہم ادب ہی کی قدسوں پر چلتے ہیں اور وہ اپنی باپ دادوں کی مانند صریح گمراہی میں ہیں
 من انواع الشرك شرك الاسباب وهو اسناد التأثير للاسباب العادية كشرک الفلاسۃ الطبا
 پانچویں قسم شرک کی شرک سبب ہی اور وہ نسبت کرنا تاثیرات کا اسباب ہی موافق عادت کی جیسی شرک حکماء یونان اور طبیوں کا
 ومن تبعهم علی ذلك من جهة المؤمنین فانهم لما راوا ارتباط الشعب باكل الطعام وارتباط الزی
 اور جو اوکی ساتھی ہیں اس باب میں اسلامیل میں ہی انہوں کی جب دیکھا کہ رابطہ شکم سیری کا کھانا کھانی سی اور ربط سازگی کا
 بشرب الماء وارتباط ستر العورة بلبس الثياب وارتباط الضوء بالشمس ونحو ذلك مما لا ینحصر فہموا
 پانی پیتی سی اور ربط ستر پوشی کا کپڑا پہنی سی اور ربط روشنی کا سورج سی ہی اور مانند اسکی بی قیاس تو
 بجهلهم ان تلك الانشیاء هی المثرثة فیما یرتبط وجودہ معها اما بطبعها او بقوة وضمہا اللہ فیہا وهو
 اپنی جہالت کی وجہ سے کہ ہم ہی چیزیں مستقل تاثیر رکھتی ہیں اپنی اپنی سببیت میں یا تو اپنی طبع کی تاثیر سی یا بزور قوت کی کہ اللہ تعالیٰ فی او میں پیدا کی گئی
 غلط وسبب غلط ہم قیاس ہم ادراک الحس بادراک العقل فان الذی شاهدہ انما هو تاترشی
 سبب غلط ہی اور سبب غلط کا یہ ہوا کہ محسوسات پر معقولات کو قیاس کر لیا ہی کیونکہ جو یہ دیکھتی ہیں تو یہ ہی اثر لینا ایک چیز کا
 عندشی وهذا هو حظ الحس اما تاثیرہ فیہ فلا یدرک بالحس بل انما یدرک بالعقل والسادس من
 پاس کی چیز میں سی یہ ہی محسوس ہوتا ہی اور تاثیر اصل جو میں ہوتی ہی سو وہ صرف عقل سی دریا فت ہو سکتی ہی چوتھی قسم
 انواع الشرك شرك الاغراض وهو العمل لغير الله تعالی كشرک المراثین فانهم عند علمہم المأمور بہ
 شرک کی وہ شرک اغراض ہی اور وہ عمل کرنا واسطی غیر اللہ کی جیسی شرک ریا کاروں کا جب یہ ریا کار کوئی مامور بہ
 من واجب ومندوب وعند ترکہم المنہی عنہ من محرما ومکروہ لیس مقصودہم طلب رضا اللہ تعالیٰ
 واجب یا مستحب اور اگر فی میں ایک ہی منہی عنہ حرام یا مکروہ سی آخر ترک کرتے ہیں تو اوکو مقصود رضا مندی خدا تعالیٰ کی نہیں ہوتی

بل مقصودهم مجرد نيل مدح من بعض عبیده اوجب منه له او ریاسة من عندہ اظفر
 بلکہ انکی مراد صرف تعریف کرانی بعض بندگان الہی ہی ہوتی ہی یا محبت اپنی اونکی دلین یا بڑائی اونکی نزدیک یا اونکی کچھ مال حاصل کرنا
 من قبلہ او صرف لذتہ یا مخافہا منہ ومثلہ العمل مجرد الظفر بالبحر والقصور ونعيم الجنان
 یادور کرنا بدنامی کا جو اونکی طرف ہی خوف ہو اور ایسا ہی ہی عمل کرنا صرف واسطی حاصل کرنی حورون اور محبون اور نعمتون بہشت کی
 والسلامۃ من النيران والسبب الحامل لهم على ذلك نسيانهم توحیدہ تعالیٰ حتی توهموا امکا
 اور واسطی بچنی کی آگ ہی اور یہ سبب فساد نیت اسلٹی ہی کہ خدا کی توحید کو بھول جاتی ہیں یہاں تک کہ اونکو یہہہ وہم ہوا کہ
 حصول نفع او ضرر من غیرہ تعالیٰ وتوهموا كون الخلق قادرين على النفع والضرر حتی راعوهم
 اور ضرر سواء الله تعالیٰ کی اور ہی ہی ہو سکتا ہی اور یہہہ وہم ہوا کہ خلقت کو نفع اور ضرر کی قدرت ہی کیونکہ
 فی طاعتهم وتوهموا كون طاعتهم موثرۃ فی استجلاب نفع او دفع ضرر فی الدنیا والاخرۃ
 اپنی طاعت میں اونکی رعایت کرنی لگی اور یہہہ وہم ہوا کہ ہماری عبادت کو اثر ہی نفع پیدا کرنی میں اور ضرر دفع کرنی میں دنیا اور آخرت کی
 وليس كذلك بل لو انهم احضروا فی ذہنہم انفرادہ تعالیٰ بخلق جميع الكائنات بلا واسطۃ
 اور حقیقت میں یہہہ نہیں ہی بلکہ اگر یہہہ لوگ وحدانیت اللہ تعالیٰ کی اپنی ذہن میں قائم رکھتی کہ پیدا کرنی والا تمام موجودات کا بلا واسطہ وہی ہی
 وعدم تاثير لكل ما سواه فی اثره ومن جملة ذلك طاعتهم لكانوا لا يقصدون بطاعتهم
 اور کسی امر میں کسی کو اصل کچھ تاثر نہیں ہی اور ہی میں اونکی طاعت ہی داخل ہی تو کبھی اپنی طاعت ہی جسکی اونکو توفیق ہوئی ہی
 التي وقفوا لها الا مجرد الامتثال لامر الله تعالیٰ ثم لطبعوا عندها فيما وعد به الله تعالیٰ من
 سواء اطاعت امر الہی کی کچھ غرض نہ کہتی بہر بعد اطاعت کی خواہش کرتی جو اللہ تعالیٰ فی وعدہ فرمایا ہی
 الخیر معہا البعض فضله من غیر وجوب ولا استحقاق وحکم الاربعۃ الاولى التي هي شرك
 نعمت کا اونکی محض فضل ہی کہ نہ اوسپر واجب ہی نہ اسکا کچھ حق ہی اور حکم شرک کی پہلی چاروں قسم کا کہ وہ شرک
 استقلال وشرك تبعية وشرك تقریب وشرك تقليد الكفر بالاجماع وحکم السادس الذي هو
 استقلال ہی اور شرک تبعية ہی اور شرک تقریب ہی اور شرک تقليد ہی بالاتفاق کفر ہی اور حکم چھٹے قسم کا
 شرك الاغراض المعصية بالاجماع وحکم الخاص الذي هو شرك الاسباب بالتفصيل
 جو شرک اغراض ہی بالاتفاق معصیت کا ہی اور حکم پانچویں قسم کا جو شرک اسباب ہی اس تفصیل پر ہی
 وهوان اهل الشرك فی اعتقادهم التأثير لتلك الاسباب مختلفون فمنهم من يعتقد ان تلك
 کہ ایسی شرک اپنی اعتقاد میں تاثر ان اسباب کی اسباب میں کئی طرح پر جانتی ہیں بعضی یہہہ اعتقاد رکھتی ہیں کہ
 الاسباب تؤثر بطبعها وحقیقتها فی الاشیاء التي تقارنہا ولا خلاف فی کفر من يعتقد هذا ومنهم
 تاثر ان اسباب کی جن اشیا ہی یہہہ ملتی ہیں طبعی اور حقیقی ہی ایسی اعتقاد والوں کی کفر میں کسی کو خلاف نہیں ہی
 من يعتقد ان تلك الاسباب لا تؤثر بطبعها وحقیقتها بل بقوة اودعها الله فیہا ولونزعها عنہا
 یہہہ اعتقاد کرتی ہیں کہ یہہہ اسباب باعتبار طبیعت اور حقیقت کی اثر نہیں کرتی بلکہ بزور ایک قوت کی کہ اللہ تعالیٰ فی ان اسباب میں پیدا کی ہی اور اس قوت کو
 لا تؤثر قد تبعهم فی هذا الاعتقاد کثیر من عامة المؤمنين ولا خلاف فی بدعة من يعتقد هذا
 تاثر ان اسباب کی اس اعتقاد میں اکثر عوام مسلمان ہی اونکی شامل ہیں ایسی اعتقاد والوں کی جمعی ہوئی ہیں خلاف نہیں ہی
 وانما الخلاف فی کفرہ فمن كان فیہ شیء من هذه المذكورات ولم یستع فی انزالہ عن نفسه واصلاح
 خلاف ہی تو کفر میں ہی پس جس شخص میں کوئی سا اعتقاد ہو ان مذکورات میں ہی اور وہ اسکی دور کر فی میں سعی نہ کری اور اپنا اعتقاد درست نہ کری

شانہ بختہ بالسرور وان کان مع کمال الزهد والصلاح لان زہدہ وصلاحہ انما ینفعہ
 انوار کما خاتمہ بہ ہوگا اگر کمال نہ ہو اور صلاح رکھتا ہو اس واسطی کہ ذہب اور صلاح اس کو جب فائدہ دے گی
 اذا کان مع الاعتقاد الصحیح للمواقف لکتاب اللہ وسنة رسولہ واما اذ لم یکن مع الاعتقاد
 کہ تب ساتھ اعتقاد صحیح کی موافق کتاب اللہ اور سنت رسول کی ہو اور اگر ساتھ اعتقاد
 الصحیح للمواقف لہا بل کان مع الاعتقاد الفاسد المخالف لہا فلا ینفعہ واما الاصرار علی المعاصی
 صحیح کی نہ ہو کہ موافق کتاب اور سنت کی ہی بلکہ ساتھ اعتقاد فاسد کی کتاب اور سنت سی مخالف ہو کہ فائدہ نہ دے گی اور معاصی پر ایسی اثر کرنی
 فبان یحصل فی قلبہ الفہام فان جمیع ما الفہ الانسان فی عمرہ یعود ذکرہ عند موتہ فان کان
 کہ اول میں معاصی کی محبت پیدا ہو جاوے تو انسان اپنی زندگی بہر میں جو جو محبوب رکھتا ہی مرتی وقت وہ یاد آتی ہیں بہر اگر
 میلہ الی الطاعات اکثر یكون اکثر ما یحضرہ عند موتہ ذکر الطاعات وان کان میلہ الی
 اس کی رغبت طاعات کی طرف زیادہ ہوگی تو مرتی وقت اکثر طاعات یاد آوے گی اور اگر اس کی رغبت
 المعاصی اکثر یكون اکثر ما یحضرہ عند موتہ ذکر المعاصی فربما یغلب علیہ حین نزول الموت بہ
 معاصی کی طرف زیادہ ہوگی تو مرتی وقت معاصی یاد آوے گی پس بعضی وقت نزع کی حال میں
 قبل التوبة شهوة من الشهوات ومعصية من المعاصی فیتقید قلبہ بہا وتصیر حجابا بینہ و بین
 نوبہ سی پہلی کوئی شہوت تمام شہوتیں یا کوئی گناہ گناہوں میں کمال پر غالب آجاتا ہی بہر اور کمال اور ہی بین الجہاد بتا ہی آوردہ اور میں اور اس کی
 مرہ و سبب الشقاوتہ فی آخر حیاتہ لقولہ علیہ السلام المعاصی برید الکفر واما الذی لم یرتکب
 رب میں پردہ ہو کر آخر وقت میں شقی بنا دیتا ہی واسطی قول علیہ السلام کی کہ گناہ کفر ایچی ہوتی ہیں اور جہنمی اصلا کوئی گناہ
 ذنباً اصلاً او یرتکب لکن تاب فهو بعید عن هذا الخطر واما العدول عن الاستقامة
 نہیں کیا یا گناہ تو کیا پر توبہ کر لی سو وہ شخص ایسی اندیشہ سی پاک ہی اور استقامت سی مل جاتا
 فبان یظہر فیہ الاسعوج فجاء من کان مستقیماً فی ابتدائہ ثم تغیر عن حالہ وخرج عما کان
 اس طور پر کہ او میں کچی پیدا ہو جاوے اگر یہ شخص ابتدا میں مستقیم تھا بہر اپنی حال سی بدل گیا اور جن اور اف بہ
 علیہ فی ابتدائہ یكون سبب السوء خاتمته وشوم عاقبتہ کالبیس الذی کان فی ابتدائہ رئیس
 ابتدا میں تھا او سی الگ ہو گیا تو یہ سبب خاتمہ بد اور عاقبت مخوس کا ہی جیسی البیس کہ ابتدا میں فرشتوں کا سردار
 الملكة ومعلمهم واشدہم اجتهاداً فی العبادة حتی قیل لم یبق فی سیم سموت وسبع امرضین
 اور ان کا استاد اور عبادت میں بڑا سعی تھا یہاں تک کہ کہتی ہیں کہ ساتوں آسمان اور زمین میں
 موضع شبرا لا ہو قد سجد فیہ ثلث اعراب السجود لادم النبی علیہ السلام انی واستکبر وکان من
 کہیں بالشت بہر جگہ اس کی سجدہ سی خالی نہیں رہی تھی بہر جب اس کو آدم کی لئی سجدہ کا حکم ہوا تو غانا اور تکبر کیا آوردہ تھا
 الکفرین وکلبعا من باعور الذی اتاہ اللہ تعالیٰ آیاتہ فانسل منہا یخلوہ الی الدنیا واتباع ہواہ و
 منکرون میں کا اور جیسی بھام باعور کا بیٹا جس کو اللہ تعالیٰ فی اپنی نشانیاں عنایت کیں پردہ اس کی الگ ہو کر دائمی دنیا کی طرف متوجہ ہوا اور جیسی کہ
 کان من العزین وکبر صیصا العابد الذی قال لہ الشیطان کفر فلما کفر قال لہ انی بری منک انی اخا
 گراہ ہو گیا اور جیسی برصیصا علیہ جس کو شیطان فی کہا منکر ہو جا جب وہ منکر ہوا تو کہا میں تجھ سی الگ ہوں جس کو اندیشہ ہی
 اللہ رب العالمین فان الشیطان اغراه علی الکفر فلما کفر تبرا منہ مخافة ان یشارکہ فی العذاب
 اس کا جو پردہ دکھا ہی عالم کا بیشک شیطان فی اس کو پرانگیختہ کیا جب وہ کافر ہوا تو او سی الگ ہو گیا اس طرح کہ ان کے عذاب میں شریک نہ ہو جائے

۱۸
نہیں

ولم ينفعه ذلك كما قال الله تعالى فكان عاقبتهم اثمهما في النار خالد بن فيما وذلك جزاء

اور اس سے شیطان کو کچھ فائدہ نہ ہوا چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہی پہر آخر اول دنوں کا یہی کدہ دونوں میں آگ میں سدا رہیں اور یہی سزا

الظلمين واما الضعفاء الايمان فبان يكون حب الله تعالى في قلبه ضعيفا فان كان في

کلیکاروں کی اور ایمان کی سستی اسطور یہ کہ اللہ تعالیٰ کی محبت کی دلیں

ايمان به ضعف يستولى على قلبه حب الدنيا بحيث لا يبقى فيه لحب الله تعالى شيء الا من حيث

ایمان میں سستی ہوتی ہی تو اس کی دل پر دنیا کی محبت چھا جاتی ہی کہ اس میں محبت الہی کی کچھ گنجائش نہیں رہتی مگر یہی کچھ

حديث النفس على وجه لا يظهله اثر في مخالفة الهوى ولا يؤثر في الكف عن المعاصي ولا في الحث

جیسی وہی بات ہوا کہ ہوا کی مخالفت میں اس کا کچھ اثر ظاہر نہیں ہوتا اور نہ کچھ اثر معاصی سے روکنی میں ہو اور نہ کچھ اثر

على الطاعات فينبهك في الشهوات وارثك بالسيئات فيتركك ظلمات الذنوب على قلبه ولا تزال

عبادت کی رغبت میں ہو سو شہوات اور بدیوں کی کرہیں اور بدیہائی اور تاریکی کن پہنکی نہ برتے اور اس کی دل پر چھو جاتی ہی اور ہمیشہ

تظفي ما فيه من نور الايمان مع ضعفه فاذا جاء اليه سكرات الموت وعلم انه يفارق الدنيا وهو

نور ایمان کا جو اوس میں ہوتا ہی بچتا چلا جاتا ہی باوجودیکہ ضعف ہی جب اس کو نزع کی حالت آتی ہی اور جاننا ہی کاب دنیا سی جلد اور دنیا

محبوبة له وجهها غالب عليه حتى لا يريد تركها ويتألم من فراقها يرى ذلك من الله تعالى فيخشى

اس کی محبوبہ ہی اور اس کی محبت اس پر ایسی غالب ہتی کہ اس کا چہرہ نا نہیں چاہتا اور اس کی فراق سے رنج اور ٹھٹھا ہی سمجھتا ہی کہ یہ فراق اللہ تعالیٰ کی طرف ہی ہی رہتی

عليه ان يحصل في قلبه بغضه تعالى بدل حبه فان اتفق خرج روحه في تلك اللحظة

یہ ہی کہ اس کی دلیں خدا کی طرف ہی محبت کی جگہ کہیں پیدا ہو جاوی اگر اتفاقاً اوس ہی حالت میں جان نکل گئی

يختم له بالسوء ويهلك هلاكاً ابدياً والسبب المفضي الى هذه الورطة حب الدنيا والركون

تو اس کا خاتمہ بد ہو گا اور ہمیشہ کو گیا گذر ہوا اور سبب اس ہلاکا یہی دنیا کی محبت اور دنیا کی طرف توجہ

اليها والفرح بها مع ضعف الايمان الموجب لضعف حب الله تعالى وهو الداء العضال الذي

اور دنیا کی خوشی باوجود سستی ایمان کی جس سے محبت الہی سست ہو جاوی اور یہی بڑی سخت بیماری ہی حصین

عم اكثر الخلق فمن اراد النجاة من هذه الورطة فعليه بعد اخراج حب الدنيا من قلبه وتصحيم

اکثر خلقت مبتلا ہی سو جو شخص اس بلا سے بچا جاوی اور کو لازم ہی کہ اول دنیا کی محبت دل سے دور کری پہر اپنا عقیدہ

اعتقاده ان يحترز عن المعاصي عن مشاهدتها ومشاهدة اهلها وان يواظب على الطاعات

درست کر گناہوں سے برہیزد کری کہ نہ گناہوں کی طرف خیال کری اور نہ گناہگاروں کی طرف و طاعات دائمی اختیار کری

التي هي ثمرة محبة الله تعالى ولا يتصور محبة الله تعالى الا بعد معرفته اذ لا يحب الانسان الا يعرف

کہ وہ محبت الہی کا پہل ہی اور محبت الہی نہیں ہو سکتی بدون معرفت الہی کی اس واسطی کہ آدمی نادانستہ چیز کو محبوب نہیں کہتا

وانما يحب ما يعرفه فمن عرف الله بما يحب عليه معرفته وعرف ان جميع النعم الواصلة اليه والى

محبوب اوس کی کرہتا ہی جس کو جانتا ہی پس جو شخص خدا کو پہنچا نیگا اوں اوصاف سے جو اس کو وہب میں اور یہ سمجھی کہ حتی نعمتیں چھو اور اس کو حاصل ہیں

غيره ليس لامنه تعالى لاجرم محبه فاذا احبه يسعي في تحصيل رضائه ويحترز عن موجبات

سبب اس کی طرف سے ہیں تو بیشک اللہ کو دوست رکھیکہ ہر جب اس کو اپنا محبوب کیا تو اس کی رضا مندی میں کوشش کرے گا اور اس کی غصہ سے بچتا رہے گا

سخطه فيكون لا ثقا لوصول احسانه ودخول جنانه بمقتضى وعده ليسرنا الله تعالى

پہر تو یہاں اس کی احسان کی قابل اور جنت میں جانی کی لائق اس کی وعدہ کی موافق ہو دیکھا خدا ہمو آسان کیجو

المجلس السابع عشر في بيان عدم جواز الصلوة عند القبور والاستعداد

من اهلها واتخاذ السروج والشموع عليها قال رسول الله صلى الله عليه وسلم
 ستر دين مجلس اس بيان من قبرون بين نماز ادا کرنی جائز نہیں اور اہل قبور ہی سدا گئی

لعنة الله على اليهود والنصرى اتخذوا قبور انبيائهم مساجد هذا الحديث من صحيح المصايع
 اور قبرون پر روشنی کرنی اور چراغ جلائی جائز نہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی مسجد بن بنائین یہ حدیث مصلح کی صحیح حدیثوں میں ہی

رواه ام المؤمنين عائشة وسبب دعائه عليه والسلام على اليهود والنصرى باللعنة انهم كانوا
 ام المؤمنین عائشہ کی روایت سی اور سبب پیغمبر خدا کی لعنت کرنیکا یہود اور نصاریٰ پر یہ ہے کہ وہ سب

يصلون في المواضع التي دفن فيها انبياءهم اما نظرنا منهم بان السجود لقبورهم تعظيم لهم وهذا شرك
 نماز پڑھتی تھی ایسی مکانات میں جہاں انکی انبیاء دفن تھی یا تو اس لحاظ سی کہ قبرون کو سجدہ کرنا انبیاء کی تعظیم ہی اور کون ظاہر شرک ہی

جلي ولهذا قال النبي عليه السلام اللهم لا تجعل قبري وثنا يعبد او ظنا منهم بان التوجه الى قبورهم
 اسبیلٹی بنی علیہ السلام فی فرمایا کہ اے میری قبر کو بت نہ بنائی کہ اسکی پرستش ہو کرے یا اس خیال سی کہ وہ سمجھتی تھی کہ قبرون کو

حالة الصلوة اعظم وقعا عند الله تعالى لانشغاله على امر من عبادة له تعالى وتعظيم انبيائه
 منوجہ ہونا وقت اور نماز کی بڑا ثواب ہی کیونکہ اس میں دوات میں خدا کی بندگی اور انبیاء کی تعظیم اور

هذا شرك خفي ولهذا نهي النبي عليه السلام امتة عن الصلوة في المقابر احترازا عن مشابھتهم
 یہ شرک خفی یعنی پوشیدہ ہی اور اس ہی پیغمبر خدا کی اپنی امت کو قبرون میں نماز پڑھنے سی منع کیا تاکہ یہود اور نصاریٰ کی مشابہت سی نہ بنیں

بهم وان كان القصدان مختلفين وقال من كان قبله كانوا يتخذون القبور مساجد ولا يتخذوا
 اگرچہ نیت دونوں کی الگ الگ ہی اور غولیا جوامتین تھی پہلی تھیں وہ ایسی انبیاء کی قبرون کو مسجد بن بناتی تھیں تم قبرون کو

الصلحان داخله في هذا النهي لاسيما اذا كان الباعث عليها تعظيم هؤلاء علماء في ذلك من الشرك
 قبرین ہوں اسی نہیں کی علی داخل ہی خاصا ایسی وقت کہ اولی صلی کی تعظیم کی واسطی پڑھی اسلی کہ اس نماز میں شرک

الخفي فان مبتدأ عبادة الاصنام كان في قوم نوح النبي عليه السلام من جهة عكوفهم على القبور
 خفی ہو تا ہی کیونکہ ابتدا بت پرستی کا حضرت نوح کی امت میں ہی تھا کہ وہ لوگ قبرون پر بیٹھی رہتی تھی

كما اخبر الله تعالى في كتابه بقوله قال نوح ربي اقم عصوتي واتبعوا من لم يزد له ماله وذلك
 چنانچہ اللہ تعالیٰ اپنی کتاب میں خبر دیتا ہی کہ نوح فی ای رس پر ہی انہیں کی میرا کہ نہ مانا اور مانا ایسی کا جسکو اسکی مال اور اولاد سی

والا خسارا ومكروا مكر الكبار وقالوا لا تدركنا الهتك ولا تدركنا وداؤا ولا سواعا ولا يغوث ولا يعقوب
 اور بڑا ٹوٹا اور دوا کی ہی بڑا دوا اور بولی نہ چھوڑو اپنی ٹھاکروں کو اور نہ چھوڑو وڈو اور نہ سواع کو اور نہ يغوث کو اور نہ يعقوب کو

ونسرا قال ابن عباس وغيره من السلف كان هؤلاء قوما صالحين في قوم نوح النبي عليه السلام
 اور نہ نسروا ابن عباس وغیرہ متقدمین کہتی ہیں کہ یہ یعنی وہ وغیرہ نیک لوگ تھے حضرت نوح علیہ السلام کی امت میں

فلما ماتوا عكف الناس على قبورهم ثم صوروا تماثيلهم ثم طال عليهم الامل فعبدهم وهذا هو مبتدأ
 جب یہ مر گئے تو لوگ انکی قبرون پر بیٹھی بہر رفتہ رفتہ انکی صورتوں کی بت بنائی بہر مدت گذر گئی تو انہی کو پوجنے لگی اور یہ ہی ابتدا

عبادة الاصنام وقال ابن القيم في غائته نقلا عن شيخه ان هذه العلة التي لاجلها لم يشرك
 بت پرستی کی حارثی ہوئیگا اور ابن قیم اپنی کتاب اغاثن میں اپنی اسناد سی نقل کرتا ہی جس علت کی سبب سی شارع فی قبروں کو مسجد
 اتخاذ القبور تھی التي افقت كثيرا من الناس ما في الشرك الاكبر او في ادونه من الشرك فان الشرك
 بنائی سی منع فرمایا ہی اسلی بہت لوگوں کو یا تو بڑی شرک میں یا کچھ کمتر شرک میں مبتلا کیا بیشک شرک
 بقبر الرجل الذي يعتقد صلاحه اقرب الى النفوس من الشرك بشجر او حجر وهذا تجد كثيرا
 صالح مرد کی قبر کا دلوں میں بہت جلد آتا ہی بہ نسبت شرک کسی درخت یا پتھر کی اسلی سبب بہت
 من الناس عند القبور يتضرعون ويخشعون ويخضعون ويعبدون بقلوبهم عبادة لا يفعلون
 لوگوں کو دیکھتی ہیں کہ قبروں پر جا کر روتے ہیں اور گڑ گڑاتی ہیں اور سر جھکاتی ہیں اور لڑکی ایسی عبادت کرتی ہیں
 مثلها في بيوت الله تعالى ولا في وقت السحر ورجون من بركة الصلوة عندها والدعاء لديها ما
 کو ایسی مسجدوں میں کہی نہیں کرتی اور نہ صبح کی وقت کرتی ہیں اور قبروں کی پاس نماز پڑھ کر اور دعا مانگ کر
 لا يرجون في المساجد فحسم مادة هذه المفسدة في النبي عليه الصلوة والسلام عن الصلوة في
 اسیر کہتی ہیں کہ نہیں کہتی مسجدوں میں یہ یہاں فساد کا قطع کرینگے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی مطلقا قبروں میں نماز پڑھتی سی منع فرمایا
 المقبرة مطلقا وان لم يقصد المصلی بصلوته فيها بركة البقعة كما هي عن الصلوة وقت طلوع
 اگرچہ مصلی کو قبروں میں نماز پڑھتی سی بركت اور جگہ مقصود نہو جیسی منع فرمایا نمازی عین طلوع
 الشمس ووقت غروبها ووقت استوائها لانها اوقات يقصد المشركون الصلوة للشمس فيها فذهي
 آفتاب بر اور عین غروب اور برابر دوپہر کو کیونکہ یہ وہ وقت ہیں کہ مشرک سمین آفتاب کو پر جاتی ہیں سو غیر صلی اللہ علیہ وسلم
 امته عن الصلوة فيها وان لم يقصدوا ما قصد المشركون واذا قصد الرجل الصلوة عند المقبرة
 اپنی امت کو ان وقتوں میں نمازی منع کیا اگرچہ انکی غرض وہ نہیں ہوتی جو مشرکوں کی نیت ہوتی ہی اور جب آدمی مقبرہ میں نماز پڑھتی سی
 تو يدرك الصلوة في تلك البقعة فهذا غير المجادة لله تعالى ورسوله والمخالفة لدينه وابتداء
 بركته او جحبه كما جازي تو اسد اور انکی رسول کی عین مخالفت ہی اور انکی دین کی برخلاف دنیا دین
 دين لم ياذن به الله تعالى فان العبادات مبناها على الاستئذان والاتباع لا على الهوى والابتداء
 احداث کرنا جیسا کہ اللہ فی حکم نہیں فرمایا بیشک عبادت کی بنیاد طریق سنت اور اتباع پر ہی ہوا ہوس اور بدعت پر نہیں
 فان المسلمين اجمعوا على ما علموه من دين نبينهم ان الصلوة عند المقبرة منهى عنها لان فتنه
 بیشک مسلمانوں فی بالاتفاق اپنی نبی کی علم کی موافق یہہ اجماع کیا ہی کہ نماز قبروں کی پاس ممنوع ہی اسواسطی کفساد
 الشرك بالصلوة فيها ومشابهة عبادة الاصنام اعظم كثيرا من مفسدة الصلوة حين طلوع
 شرک کا سبب نماز کی قبروں میں اور مشابہت بت پرستیوں سی بہت زیادہ ہی فساد نماز کی سی جو وقت طلوع
 الشمس وحين غروبها وحين استوائها فانه عليه السلام لما هي عن تلك المفسدة سئل الذريعة
 آفتاب کی اور وقت غروب کی اور وقت برابری یعنی زوال پر کہیو کہ نبی علیہ السلام فی جب اس فساد کی بند کرینگے واسطی مشابہت کی وسیلہ سی منع فرمایا یہ
 التشبيه التي لا تكاد تخطر ببال المصلی فكيف بهذه الذريعة التي كثيرا ما تدعو صاحبها الى الشرك
 کہ جیسا کہ ظہور ہی مصر فی دین نہیں آتا تو اس وسیلہ کیونکر مانگت نہوگی جو اکثر اوقات اس علی والیکو شرک کی طرف پہنچا دیتی ہی
 يدعوا الى الشرك ويطلبون الحوائج منهم واعتقاد ان الصلوة عند قبورهم افضل من الصلوة في المسجد
 کیا دتکر رہتا ہی اور دینی حاجتیں طلب کری اور یہہ اعتقاد کری کہ نماز انکی قبروں کی پاس مسجدوں کی نماز سی بہتر ہی

وعزیز ذلك ما هو محادثة ظاهرة لله تعالى ورسوله قال ابن القيم في غائته من جمع بين سنة
 اور سوا اسکی اور عقاید کہ صاف مخالفت ہی اس کی اور اس کی رسول کی ابن قیم اپنی غائت میں کہتا ہے جو شخص جمع کرے کسی درمیان طریق
 رسول اللہ علیہ السلام فی القبور وما اهر به وما هي عنه وما كان عليه الصحابة والتابعون
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبروں کی بابت میں اور جو امر فرمایا اور جو طریق صحابہ اور تابعین کا تھا
 و بین ما كان اکثر الناس اليوم رأی أحدهما مضاداً للآخر ومناقضاً له بحيث لا يجتمعان أبداً فإنه
 اور درمیان اوس طریق کی جس پر اکثر لوگ آج کل چلتے ہیں تو ایک کو دوسرے کا برخلاف اور اولیٰ کو دوسرے کے جمع نہیں ہو سکتی کیونکہ ہر
 علیہ السلام هي عن الصلوة عندها وهم يخالفون ويصلون عندها وهي عن اتخاذ المساجد
 علیہ السلام فی قبروں کی بات ہی منع فرمایا اور یہ لوگ خلاف کر کے قبروں کی پاس نماز پڑھتی ہیں اور قبروں پر مسجد بناتی ہی منع فرمایا
 عليها وهم يخالفون ويصلون عليها مساجد ويسمون لها مشاهد وهي عن إيقاد السمر عليها وهم
 اور یہ برخلاف کر کے اول پر مسجد بناتی ہیں اور اول کا نام مشاہد رکھتی ہیں اور منع فرمایا قبر پر روشنی کرنی سی اور یہ
 يخالفون ويقدرون عليها القناديل والشموع بل يقفون لذلك أوقافاً وهي عن تخصيصها والبناء
 خلاف اس کی روشنی کی واسطی قندیلین اور شمعین جلاتی ہیں بلکہ اس کی واسطی وقفی خرچ مقرر کرتی ہیں اور منع فرمایا کچھ گیری کی اور عمارت بنانی
 عليها وهم يخالفون ويخصصونها ويعقدون عليها القباب وهي عن الكتابة عليها وهم
 اور یہ برخلاف کر کے قبروں پر چونہ کی عمارت بنا کر برج بناتی ہیں اور منع فرمایا قبروں کی اوپر کھیتی سی اور یہ
 يخالفون ويختدون عليها الألواح ويكتبون عليها القرآن وغيره وهي عن الزيادة عليها غير تراها
 اس کی برخلاف اوپر تختی لگا کر اوپر قرآن وغیرہ دعائیں شعر کہتی ہیں اور منع فرمایا کہ قبروں میں زیادہ اوپر کی مٹی مت بڑاؤ
 وهم يخالفون ويزيدونه عليها سوى التراب الأجر والأحجار والجص وهي عن اتخاذها عياداً
 اور یہ برخلاف کر کے سوا مٹی کی پتلی اینٹیں اور پتھر اور چونہ زیادہ کرتی ہیں اور منع فرمایا کہ قبروں کو عیدیت بناؤ
 هم يخالفون ويختدون منها عياداً ويجتمعون لها كما يجتمعون للعيد أو أكثر والحاصل انهم مناقضون
 اور یہ برخلاف کر کے اوکو عید بنا کر اسپر انبوه عرس کرتی ہیں جیسی عید میں جمع ہوتی ہیں یا اوس سی ہی زیادہ اور حاصل یہ ہے کہ یہ لوگ بالکل
 لما اهر به النبي عليه السلام وهي عنه ومحادون لما جاء به وقدال الامر هؤلاء الضالين المضلين
 بنی علیہ السلام کی حکم سی اور مخالفت سی بخلاف کرتی ہیں اس کی احکام سی اب یہ حال ہو گیا ہے اس طائفہ گمراہ اور گمراہ کرنے والی کا سبب
 الى ان شرعوا للقبور رجاء ووضعوا له مناسك حتى صنف بعض غلاتهم في ذلك كتاباً وسماه مناسك
 کہ قبروں کا حج کرنا شروع کیا ہے اور اس کی آداب اور طریق مقرر کئی ہیں بیان تک کہ بعضی کثوں فی اس باب میں کتاب تصنیف کر کے اس کا نام مناسک
 حج المشاهد تشيهاً منه للقبور بالبيت الحرام ولا يخفى ان هذا مفارقة لدين الاسلام ودخول
 حج المشاہد کہہ رہی اوسنی قبور کو بیت الحرام کی مشابہہ پڑایا ہے اور ظاہر ہے کہ یہ اعتقاد گویا دین اسلام سی الگ ہو کر بت پرستوں کی
 في دين عبادة الاصنام فانظر الى ما بين ما شرعه النبي عليه السلام في القبور من النهي عما تقدم ذكره
 دین میں داخل ہونا ہی اب دیکھ تو یہی کہ درمیان طریقہ بنی علیہ السلام کی قبور کی بابت میں کہ منع فرمایا ہے مذکورات بالا سی
 وبين ما شرعه هؤلاء وما قصده من التباين العظيم ولا ريب ان في ذلك من الفساد ما يعجز
 اور درمیان طریقہ اس گمراہ کی اور جو یہ ارادہ کرتی ہیں کتاب بظرافتی اور بلاشبہ اس میں اتنی فساد ہیں
 الانسان عن حصره منها تعظيمها الموقر في لاقتنان بها ومنها تفصيلها على المساجد التي هي
 کہ انسان گستاہا کہتا ہے ایک یہ کہ قبروں کی اتنی تعظیم کرنی جس سی اور لوگ فتنہ میں پڑیں ایک یہ کہ قبروں کی فضیلت مسجیوں پر نہ ہو

خبر البقاء واجها الى الله فانهم اذا قصدوا القبور يقصدونها مع التعظيم والاحترام والخضوع والشوق
تمام مكانة نبيهم واوراد تعالی کی محبوب ہیں کیونکہ یہ لوگ جب قبروں پر جاتی ہیں تو نہایت تعظیم اور حرمت اور انکار اور خوف
ورقة القلب وغیر ذلک مثلاً يفعلونه فی المساجد ولا یحصل لهم فیها نظیر ولا مثله ومنه اتجا
اور مری ولی کی کرتی ہیں اتنی کہ مسجدوں میں نہیں کرتی اور نہیں پیدا ہوتا اور انکو مساجد میں نظیر اور نہ مثل اور ایک یہ کہ قبروں پر
المساجد والسریر علیہا ومنہا العکوف عنہا وتعلیق الستور علیہا واتخاذ السدنة لها حتی
مسجد بن بناتی ہیں اور روشنی کرتی ہیں اور ایک یہ کہ قبروں پر چل کشتی کرتی ہیں اور قبروں پر خلاف چڑھتی ہیں اور مجاور رہتی ہیں یہاں تک
ان عبادہا یرجون المجاورة عندها علی المجاورة عند المسجد الحرام یرون سدانہا افضل من
کہ گور پرست قبروں کی مجاورت کو مسجد الحرام کی مجاورت سے بہتر سمجھتی ہیں وہ جانتی ہیں کہ قبروں پر بیٹھی رہنا مسجد کی
خدمة المساجد ومنہا النذللها ولسدنتها ومنہا زیادتها لأجل الصلوة عندها والطواف بها
خدمت کرتی ہیں بہتری اور ایک یہ کہ قبروں کی اور انکی مجاوروں کی منتیں مانتی ہیں اور ایک یہ کہ قبروں پر جانا واسطی نماز کی اور انکی گردہ پر کرتوان
وتقبیلہا واستلامہا وتعفیر الخرد علیہا واخذ ترابہا ودعاء اصحابہا والاستغاثۃ بهم
اور بوسہ دینا اور چومنا اور قبروں کی مٹی اوٹھا کر منہ پر ملنی اور ان مردوں کو پکارتا اور انکی مدد مانگتی
وسوالہم النصر والرزق والعاقبة والولد وقضاء الدیون وتفریح الکربات وغیر ذلک من
اور انکی نصرت اور روزی اور صحت اور اولاد اور قرضہ کا ادا کرنا اور مصیبتوں کی کشادگی اور سوائے اسکی
الحاجات التي کان عباد الاوثان یسئلونها من اوتانہم ولس شیئ منها مشروعاً باقائے ائمتہ
اور حاجتیں طلب کرتی ہیں جو کہ بت پرست اپنی بتوں سے مانگتی تھیں اور اسین ہی کوئی بات جائز نہیں نزدیک کسی امام
المسلمین اذ لم یفعل شیئاً من سول رب العالمین ولا احد من الصحابة والتابعین وسائر ائمة الذین
اہل اسلام کی اسکی کہ اسین ہی رسول رب العالمین کی کچھ نہیں کیا اور نہ کسی فی صحابہ اور تابعین میں سے اور نہ کسی امام دین کی
ومن المحال ان یکون شیئ منها مشروعاً وعلی اصلہا ویصرف عنہ القرون الثلاثة التي شہد
اور محال ہی کہ ان تمام مذکورات میں سے کوئی امر جائز اور عمل صالح ہو اور تینوں عہدوں سے کوئی خالی گزراوین جن عہدوں کی صدق
فیہم النبی علیہ السلام بالصدق والعدل ویظفر بہ الخلف الذین شہد فیہم النبی علیہ السلام
اور عدالت پر نبی علیہ السلام کی گواہی دی ہی اور اس امر کو متاخر لوگ عمل میں لاوین جسکی نبی علیہ السلام کی
بالکذب والفسق فمن کان فی شک من هذا فلینظر هل یمکن بشر علی وجه الارض ان یاتی
کذب اور فسق کی گواہی دی ہی جسکو اسین کچھ شک ہو تو وہ دیکھ لے آیا ہو سکتا ہی کہ کوئی آدمی نبی زمین پر ہی
عن احد منهم بنقل صحیح اضعیف انہم کانوا اذ ابذلہم حاجة قصدوا القبور فدعوا عندها ویمسحوا
کسی ایک کی زمین سے نقل صحیح اضعیف لا سکتا ہی کہ وہ لوگ ایسی ہی کہ جب انکو کوئی کام پیش آتا تو وہ قبروں پر جا کر دعائیں مانگتی اور قبروں کو چھوتی تھیں
بہا فضلاً ان یصلوا عندها او سئلوا حوائجہم منها کلا لا یمکنہم ذلک بل انما یمکنہم ان یأتوا بکثیر
چہ جای کہ قبروں پر وہ نماز پڑھیں یا انکی اپنی حاجتیں مانگیں اگر نہ یہ نہیں ہو سکتا بلکہ یہ ہو سکتا ہی کہ اکثر
من ذلک عن الخلف التي خلفت من بعدہم ثم کلماتا خیر الزمان وطال العهد کان ذلک اکثر حتی
ان امورات کی سند متاخرین سے لاسکین جو انکی پیچی پیدا ہوئی ہیں پھر جتنا زمانہ ٹیڑھا گیا اور مدت دراز ہوئی گئی وہ امور بھی ٹیڑھی گئی یہاں تک
زجرت من ذلک عدة مصنفات لیس فیہا عن النبی علیہ السلام ولا عن خلفائہ الراشدین ولا عن
نہ چند کتابیں ایسی ملین کہ جنہیں نہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سے اور نہ انکی خلفاء راشدین سے اور نہ

لصحابة والتابعين حرف واحد بل فيها من خلاف ذلك كثير من الأحاديث المرفوعة التي من جملتها

قوله عليه السلام كنت نهيتكم عن زيارة القبور فمراذ ان يزور فليرى فلا تقولوا هجرنا اي فحشا

واي فحش اعظم من الشرع عندنا فلو فعلوا ما الاثار من الصحابة فاكثر من ان يحاط بها فمن جملتها

ما في صحيح البخاري ان عمر بن الخطاب راي انس بن مالك يصلي عند قبر فقال القبر القبر قال ابن

القيم في غائته هذا يدل على انه كان من المستقر عندهم ما نهى عنه نبيهم من الصلوة عند

القبور وفعل الانس لا يدل على اعتقاده جوازها اذ يحتمل ان لم يره ولم يعلمه انه فتر اذ هزل عنه

فلما نبهه عمر تنبه ومنها اتخذها عيدا كما اتخذ المشركون من اهل الكتاب قبور انبيائهم

وصلحوا اعيادهم فانهم كانوا يجتمعون لزيارتها ويشتغلون باللغو والطرب فيها نهى النبي عليه

السلام امته عن ذلك كما روى عن ابي هريرة انه عليه السلام قال لا تجعلوا قبوري عيدافصل

علي فان صلوتكم تبلغني حيث كنتم فان قبره عليه السلام كونه سيد القبور وافضل قبر

علي وجه الارض اذ وقع النهي عن اتخاذ عيدافقبر غيره كائنا من كان اولى بالنهي ثم انه عليه

السلام اشار بقوله فصلوا على فان صلوتكم تبلغني حيث كنتم الى ان ما يناله من امته من

الصلوة والسلام عليه يحصل له مع قبرهم من قبرة وبعدهم عنه فلا حاجة لهم الى اتخاذ

عيد لان في اتخاذ القبور عيدا من الفساد ما لم يعلمه الا الله تعالى فان خلافة متخذيها

عيدا اذ اسروها من مكان يزلزلون عن دواهم ويكشفون رغوهم ويضعون جباههم على الارض

ويقبلون الارض ثم انهم اذ وصلوا اليها يصلون عندها ركعتين ثم ينتشرون حول القبر

او من جوار القبر كودوسي ديكيتي بين

او من جوار القبر كودوسي ديكيتي بين

او من جوار القبر كودوسي ديكيتي بين

او من جوار القبر كودوسي ديكيتي بين

او من جوار القبر كودوسي ديكيتي بين

طائفین به تشبیه باله بالبيت الحرام الذي جعله تعالى مباركا وهدى للانام ثم يخذون
 فتركوا بيت الله الذي جعله تعالى مباركا وهدى للانام ثم يخذون
 اور خلعت کی لٹی ہوتی بنایا ہی یہ

فی التقبیل والاستلام كما يفعل الحجج فی المسجد الحرام ثم یعفرون جباههم وخذوهم
 بوسہ دینا اور چونکہ شہر و مکرئی ہیں جیسی حاجی مسجد الحرام میں کرتے ہیں یہ وہاں کی سٹی اپنی چہروں اور گانوں کو لگاتی ہیں

ثم یکملون مناسک حج القبر بالخلق والتقصیر ثم یقربون لذلك الوثن القربین فلا یدعون
 یہ تمام ادب حج قبر کی سر منڈا کر اور لٹ کو لٹ کر پوری کرتے ہیں پھر اوس بت پرست پرانیان ذبح کرتے ہیں پس

صلاتهم ونسکهم وقربانهم وما یراق هناك من العبرات ویرفع من الاصوات ویطلبه من
 او لکی نمازیں اور ادب حج اور قربانیان اور اونکا آئینہ بانا اور چیخ کر رونا اور پکارنا اور حاجتیں

الحاجا ویسئل من تفریم الکریات واغناء ذوی الفاقات ومعافات اولی العاهات والبلیات
 مانگنی اور سوالات کشائش سختیوں کی اور غنی کرنا فاقہ کشوں کا اور درگزر کرنی صاحب مصیبت اور بلیات سی

لله تعالیٰ بل للشیطان فان الشیطان لبی آدم عدو مبین یصدھم بانواع مکائده عن
 واسطی ایہ نقاتی کی نہیں ہیں بلکہ واسطی شیطانی ہیں بیشک شیطانی بنی آدم کا کھلا دشمن ہی طرح طرح کی مکر و نسی بنی آدم کو

الطریق المستقیم ومن اعظم مکائده ما نصبه للناس من الانصاب التي هی رجس من عمل
 سید ہی راہ سی روکتا ہی اور اونکا بڑا مکر یہ ہی کہ واسطی بنی آدم کی بت مقرر کیا ہی جو نجس ہی کام

الشیطن وقد امر الله المؤمنین باجتنا بها وعلق فلا یدعون لذلك الاجتناب فقال یا ایہا
 شیطانی کہ اور اللہ تعالیٰ فی حکم کیا ہی مؤمنین کو اوس سی بجنی کا اور مردمانی اوس بجنی پر متعلق کی ہی فرمایا ای

الذین آمنوا اما الحمر والمیسر والانصاب والاکلام رجس من عمل الشیطن فاجتنبوه
 ایمان والو یہ جو ہی شراب اور جو اور بت اور پانسی گندی کام ہیں شیطانی کی سوانسی بجنی رہو

لعلکم تقبلون فالانصاب جمع نصب بضم نین وجمع نصب بالفتح والسکون وهو کل ما نصب
 شاید تمہارا قبول ہو انصاب نصب کی جمع ہی ساتھ پیش نول اور صاکی یا جمع نصب کی ساتھ زبر نول اور سکون صاکی او لکی معنی جو چیز کہ

وعبد من دون الله تعالیٰ من شجر او حجر او قبر او غیر ذلك والواجب هدم ذلك كله ومحو اثره
 واسطی عبادت کی سوا اللہ تعالیٰ کی مقرر کیا درخت ہو یا پتھر یا قبر یا سوا اکی اور ان سب کا مسہار کر دینا واجب ہی اور اونکا نشان مٹا دینا

كما ان عمر لما بلغه ان الناس یبتنا ولون الشجرة التي بویع تحتها بالنبی علیه السلام ارسل الیها
 جیسی حضرت عمر کی جہنا کہ لوگ ہر وقت آتی جاتی ہیں اوس درخت پر جسکی نیچی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تھی تو آدمی پہنچ کر

فقطعها فاذا کلن عمر فعل هذا بالشجر التي بايع الصحابة رسول الله عليه السلام تحتها و
 کھا ڈالا پس جب حضرت عمر کی یہ حال کیا اوس درخت کا جسکی نیچی صحابہ فی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سی بیت کی تھی اور

ذكر الله تعالى فی القرآن حيث قال لقد خشي الله عن المؤمنين اذ يبايعونك تحت الشجرة
 اللہ تعالیٰ او کو قرآن میں یاد کرتا ہی بیشک اللہ خوش ہوا ایمان والوں سی جب اہلہ ملائی لگی نجس اوس درخت کی نیچی

فما اذی یكون حکمه فیما عداها من هذه الانصاب التي قد عظمت الفتنة بها واشتدت البلیة
 پس کیا حکم سونا چاہی سوا اوس درخت کی ان انصاب کی بجنی بس سی کشا بڑا فتنہ اور کسی سخت بلا ہی

بسببها وابلغ من ذلك انه سئل هل یسجد المسلمون هدم مسجد الضرار فی هذا دلیل علی هدمها واهو اعظم
 اور اس سی ہی کہ یہ پتھر یا بت کی نیچی غیر اللہ تعالیٰ فی مسجد ضرار کو گودا دیا اس میں دلیل ہی واسطی گرا دینی سب کا بڑا فساد ہو

فساداً منه كالمسجد المبنية على القبور فان حكم الاسلام فيها ان ينهدم كلها حتى يساوى بالارض
 او كى حكايا فساد هوجبى مسجدین جو قبرون پر بنائی گئی ہیں بیشک حکم اسلام کا اسطابقین ہر ہی مکان بنکونہ ڈاکر
 فزین سی برابر کر دین
 وكذا القبل التي بنيت على القبور يجب هدمها لانها اسست على معصية الرسول ومخالفة وكل
 اور ایسی ہی کہنہ اور برج کہ قبرون پر بنائی گئی ہیں سبکا ڈا دینا واجب ہی اسواسطی کہ سبکی بنیاد رسول کی نافرمانی اور مخالفت ہر ہی اور جو
 بناء السس على معصية الرسول ومخالفة وهو بالهدم اول من مسجد الضلالة له عليه السلام في الدنيا
 عمارت کہ بنیاد سبکی جاوی رسول کی نافرمانی اور مخالفت پر اوسکا گرا دینا ہنتر ہی مسجد خزار کی اسواسطی کہ سبکی بنیاد رسول کی نافرمانی اور مخالفت پر اوسکا گرا دینا ہنتر ہی
 على القبور ولعن المتخذين عليها مساجد فيجب المبادرة والمسايرة الى هدمها في عتة رسول الله صلى الله
 منع فرمایا ہی اور لعنت کی ہی جو قبرون پر مسجدین بنائیں ہیں واجب ہوا جدی شتاب گرا دینا عمارت کا جس ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی منع فرمایا ہی
 ولعن فاعله وكذلك يجب ان لا تخل قديلا من سرهم وشتمهم او قدت على القبور لان فاعل ذلك ملعون ملعون
 اور اسی بنا نیوالی کو لعنت کی ہی اور ایسی ہی عمارت کو قذیل اور چراغ اور شمع کا جو قبرون پر روشن کیا دین اسواسطی کہ روشنی کو نبی الا ملعون ہی رسول اللہ
 الله عليه السلام فكل ما لعن في رسول الله عليه السلام فهو من الكبار وهذا في العلماء لا يجوز ان يند
 علیہ السلام کی لعنت سی اور جس امر پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی لعنت کی ہی وہ گناہ گیسو ہی اسہی واسطی علماء کہتی ہیں کہ منعت مانقی
 للقبور شتم لا ريت لا غير ذلك فانه نذر معصية لا يجوز الوفاء به بل يلزم الكفارة مثل كفارة اليمين
 قبرون پر روشنی کی اور تیل تکی کی اور نذر اسکی ہایز نہیں ہی کیونکہ یہ نذر گناہ کی ہی اسکا پورا کرنا جائز نہیں بلکہ کفارہ مثل کفارہ قسم کی لازم ہی
 ولا ان يوقف عليها شيء من ذلك فان هذا الوقف لا يصح ولا يحل اثباته وتقيد به وقال الامام ابو بكر الطرطوطي
 اور نہ وقف کجادی قبرون کی واسطی کچھ ایسے ہی بیشک ہر وقف صحیح نہیں اور نہ ثابت رکھنا حلال اور نہ جاری کرنا اور نام ابو بکر طرطوطی کہتی ہیں
 انظر وارحكم الله تعالى ايما وجدتم شجرة يقصدها الناس ويعظمونها ويرجون البرء والشفاء من
 جبال کرو تیر خدا کی رحمت ہو جسکجہ نکو ایسا درخت معلوم ہو کہ لوگ اوسپر تعظیم کر کی آتی ہیں اور صحت اور شفاء اوسکی وسیلہ سی امید کہتی ہیں
 قبلها ويضربون بها المساهير والخرق فهي ذات انواط فاقطعوها وذات انواط شجرة للمشركين كانوا
 اور اوسہیں مجھن گلاٹتی ہیں اور جلہ باندہتی ہیں پس وہ ذات انواط ہی اوسکو کاٹ ڈالو اور ذات انواط مشرکون کا درخت نہا
 يعلقون عليها اسلحتهم وامتعتهم ويعكفون حولها كما روى البخاري في صحيحه عن ابي واقل الليثي
 اوسپر اپنی ہتیار اور اسباب لشکر اوسکی گرد چل کٹی کرتی ہی چنانچہ بخاری صحت میں ہوا قدیسی ہی روایت کرتا ہی
 انه قال خرجنا مع رسول الله صلى الله وسلم قبل جنين ونحن حديث عهد بالاسلام والمشركين سدد
 کہ وہ کہتا ہی کہ ہم چارہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حسین کی طرف چلی اور ہم تنی تنی مسلمان تھی اور مشرکون کا ایک سخت ہیر کا تھا
 يعكفون حولها وينوطون بها اسلحتهم وامتعتهم يقال لها ذات انواط فمرنا بسدة فقلنا يا رسول الله
 اوسکی گرد چل کیا کرتی تھی اور اوسپر اپنی ہتیار اور اسباب لشکر اپنی تھی اوسکا نام ذات انواط تھا جب ہم اوس درخت پر گذری تو عرض کیا یا رسول اللہ
 اجعل لنا ذات انواط كاهم ذات انواط فقال النبي الله اكبر هذا كما قال بنو اسرائيل اجعل لنا الهام كاهم
 ہماری واسطی ہی ذات انواط مقرر کرو جسکی اوسکا ذات انواط ہی پس فرمایا ہی صلی اللہ علیہ وسلم فی اسد اکبر یہ ایسا قول ہی جسکی اسرار میں فی کہا تھا ہماری واسطی سبکی
 الهة ثم قال انكم قوم تجهلون لتزكن سنن من كان قبلكم فاذا كان اتخاذ هذه الشجرة لتعليق الاسلحة
 جیسکی ہی مہوہ ہیں ہر یہ کہانہ جاہل قوم ہو البتہ اختیار کرو گی تم کو ستر فتن جو پہلی مکزی تمس جب مقرر کرواؤ شجر کی اسکا الہام کی اگر چاہتے ہو تو عرض کرو گی اناس
 والعكوف حولها اتخاذ الله تعالى معانهم لا يعبدونها ولا يستلونها شيئا مما الظن بغيرها ما يقصده
 باوجودیکہ یہ ہمارا اوس درخت کو جو جنتی ہی اور نہ کچھ حاجت مانگتی ہی بہر تو ان کا کجی جلال کرتا ہی کا قصہ یہ کہتے تھے
 کی سائتہ اللہ تعالیٰ ک

من شجر او حجر او قبر و يعظمونه ويرجون منه الشفاء ويقولون ان هذا الشجر او هذا الحجر او هذا القبر
 درخت ہو یا پتھر یا قبر اور اسکی تعظیم کرتے ہیں اور امید شفا کی کرتے ہیں اور کہتی ہیں کہ یہ درخت یا یہ پتھر یا یہ قبر
 یقبل الذی هو عبادة وقربة ویقسمون بذلك النصب لیستلمونه ولقد انکر السلف القسم بحجر المقام الذی
 منین قبول کرتے ہیں کہ جو عبادت اور قربت میں اور اس بت پرستی پر تہ طے ہیں اور انکو اپنے ہاتھ سے چومتی ہیں اور منع کیا ہے کہ کسی نے اس مقام پر ہاتھ نہ لگائے
 امر الله تعالى ان یخذ منه مصلی كما ذكره الانر قی عن قتادة فی قوله تعالى واتخذوا من مقام ابن مریم
 کی پتھر پر جسکا اللہ تعالیٰ پر حکم کر رہا ہے کہ اسکو نماز کی جگہ بنائی جائے اور قی قنادہ سے روایت کرتا ہے تفسیر میں اس آیت کی اور پتھر کو مقام ابن مریم سے
 مصلی قال الناس امر ان یصلوا عنده ولم یؤمروا ان یمسکوه بل اتفق العلماء علی انه لا یستلم ولا یقبل الا
 نماز کی جگہ کہتے ہیں کہ لوگوں کو یہ حکم ہے کہ اسکی پاس نماز پڑھیں یہ حکم نہیں ہے کہ اسکو ہاتھ ملین بلکہ علماء کا اس پر اتفاق ہے کہ تہہ نہ ہو جو یا جاوی اور نہ بوسہ دیا جائے
 الحجر الاسود واما الرکن الیمانی فالصحیح انه یستلم ولا یقبل وهذا الشیطان فی کل حین و زمان ینصب لهم قبرا
 حجر اسود کی اور رکن یمانی میں صحیح یہ ہے کہ تہہ نہ ہو جو یا جاوی اور بوسہ نہ دیا جائے اور یہ شیطاں دمیہم اور انکی لئی کہ کسی بزرگ شخص کی قبر جسکی لوگ
 معظم یعظمه الناس ثم یجعلہ و بنا یعبد من دون الله تعالى ثم یوحی الی اولیائہ ان من نھی عن عبادة
 تعظیم کرتے ہیں ان کو نصب دینا ہی پھر رفتہ رفتہ اسکو بت بنا کر پرستش کراتا ہی سوائے اللہ تعالیٰ کی پھر گور پرستوں کی دلیں بہریدہ کر رہا ہی کہ جو شخص گور پرستی سے
 وعن اتخاذہ عیدا وعن جعلہ و بنا فقد تنقصه وهضم حقه فیسعی الجاهلون فی قتله وعقوبته و یفرون
 اور انکو کو عید بناتی ہی اور بت بناتی ہی منہ کری وہ بھی کرتا ہی اور حق تلف کرتا ہی پھر جاہل لوگ اور انکی قتل اور ایذا میں کوشش کرتے ہیں اور انکو کا قتل کرنے
 واذنبه الا انه امر به الله تعالى ورسوله وهی عما فی الله تعالى ورسوله عنه والذی اوقه عبادة القبور
 اور سوا اسکی انکی کیا خطا ہی کہ انہی وہ ہی حکم کیا جو اللہ اور اسکی رسول فی قولہ اور اس سے منع کیا جو اللہ اور اسکی رسول فی منع فرمایا اور گور پرستوں کی فتنہ میں
 الا فتان بها امور منها الجهل بحقیقة ما بعث الله تعالى به رسوله من تحقیق التوحید وقطع اسباب
 بڑائی کی کئی سبب ہیں ایک تو جهالت حقیقت بعثت کی کہ اللہ تعالیٰ فی اپنی رسول کو واسطی تحقیق توحید کی اور واسطی قطع کرنی اسباب
 الشریک فالذین قل نصیبهم من ذلك اذ ادعاهم الشیطان الی الفتنة بها ولم یکن لهم ما یبطل دعوتہ
 شرک کی سبب ہی پھر جو لوگ کہ نصیب ہیں جب انکو شیطاں اپکارتا ہی گوروں کی فتنہ کی طرف اور انکو نشانہ ہیں جس سے شیطانی رسومہ کو باطل کریں
 استجابوا له بحسب ما عندهم من الجهل فحسموا منه بقدر ما معهم من العلم ومنها احادیث مکذوبة
 تو انکو مان لیتی ہیں اپنی اپنی جهالت کی موافق اور صحیح جاتی ہیں اپنی اپنی علم کی موافق اور ایک پہلے ہی کہ جو وہی بہت حدیثیں
 وضمها علی رسول الله صلی الله علیه وسلم اشباه عباد الا صنم من المقابر وهی تناقض ما جاء به
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر بت پرستوں کی مانند گور پرستوں فی وضع کی ہیں اور انکا مضمون سراسر دین سے
 من دینہ کہ ریت اذ اتخیرتم فی الامور فاستعینوا من اهل القبور وحديث اذا عیتکم الامور فاعلیکم
 خلاف ہی جیسی بہر حدیث جب تم جہان ہو جاؤ کسی امر میں تو مدد چاہو اہل قبور سے اور یہ حدیث جب تنہک جاؤ تم کسی امر میں تو لازم پکڑو
 باصح القبور وحديث لو حسن احدکم ظنه بحجر نفعه وامثال هذا الاحادیث التي هی مناقضة
 اصحاب قبور کو اور یہ حدیث جو کوئی تم میں سے نیک اعتقاد کری بہتر کی ساتھ تو فائدہ دیوی اور ایسی ہی اور حدیثیں جو دین اسلام سے سراسر خلاف ہیں
 لدین الاسلام وضمها اشباه عباد الا صنم من المقابر وراحت علی الجهال والضلال والله تعا
 یہ سب گور پرستوں بت پرستوں کی مانند فی وضع کین ہیں اور جهال اہل ضلال کو تہہ انگین اور حال یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ فی
 انما بعث رسولہ لقتل من حسن ظنه بالاجار والاشجار فانه علیه السلام جنب امته من الفتنة بال
 اپنی رسول کو واسطی قتل ایسی لوگوں کی بھیجا ہی جو بہتر ہوں اور دھخون کو پوجا کریں کیونکہ علیہ السلام فی اپنی امت کو قبروں کی فتنہ سے ہر طرح سے بچایا ہی

بكل طريق ومنها احکایات حکیت عن اهل تلك القبور ان فلانا استغاث بالقبر الفلانی فی شدّة فخلص
 اور یہ سبب ہی کہ کہانیاں گور پرستوں کی مشہور ہیں کہ فلانی فی فلانی کی گور سی مدد مانگی سختی کی وقت سوا اس سختی سی نجات پائی
 منها و فلان نزل به خبر فاستدعى صاحب ذلك القبر فكشف ضرة و فلان دعاہ فی حاجة فقصید حاجتہ
 اور فلانی کو مصیبت پیش آئی تو اس مصیبت زدہ فی فلانی قبر والی سی استدعا کی سوا کسی مصیبت دفع کردی اور فلانی کو حاجت کی وقت بکار اسوا کی حاجت پائی
 وعند السند والمقاربة بشی من ذلك يطول ذكره وهم من اكد بخلق الله على الاحياء والاموات و
 اور عبادوں اور گور پرستوں کی پاس ہی بہت تھی میں جنکا ذکر لازمی اور تمام خلقت ہی میں بڑی جہوش میں زندوں پر ہی اور مردوں پر ہی
 النفوس مولعة بقضاء حوائجها و ازالة ضرورتها لا سيما من كان مضطرا اینشت بکل سبب وان کا
 طبایع النسانی واسطی ادای حاجتوں کی اور دفع مضرت کی حریص ہوتی ہیں خاص کر گہرا ہٹ میں تو ہر چیز کا سہارا پاتا ہی
 فیه کراهة ما فاذا سمع احدا من قبر فلان تر یا ق حرج یسئل الیہ فیذهب فیه ویدعوا عنه بخرة و زلة و
 کسیا ہی مکروہ ہو جب کوئی سنتا ہی کہ فلانی کی قبر آرمودہ تر یا ق ہی تو اسکی طرف متوجہ ہوگا پیر دہان جاویگا اور اوکو ذلت اور غوری اور
 انکسار فیجیب الله تعالى بدعوتہ لما قام بقلبه من الذلّة والانکسار لاجل القبر فانه لودعا كان في الجنة
 انکسار سی نہیں اند تالی اوکی دعا قبول کر لیتا ہی کیونکہ اوکی دین خورای اور انکسار پڑھتا ہی کچھ قبر کی جہت سی نہیں قبول کرتا کیونکہ اگر یہ شخص ہی طور مکان
 والحاجة والسؤال لاجابه فیظن الجاهل ان للقبر تاثیر فی اجابة تلك الدعوة ولا یعلم ان الله تعالى یجیب
 یا حام یا یازمین دعا کرتا تو ہی قبول کر لیتا ہی پس چاہے آدمی خیال کرتا ہی کہ قبر میں تاثیر ہی واسطی قبولیت اس دعا کی اور یہ نہیں سمجھتا کہ اللہ تعالیٰ ہر دعا کی
 المضطر ولو كان كافرا فلیس کل من اجاب الله تعالى دعاءه بكون راضيا عنه ولا محبّاله ولا راضيا لفعله
 قبول ہی کرتا ہی اگرچہ وہ کافر ہو یہ بات نہیں ہی کہ اللہ تعالیٰ جسکی دعا قبول کرتا ہی اس سی راضی ہی ہوتا ہی بلکہ نہ اوکا دوست ہوتا ہی اور نہ اوکی کام سی راضی ہوتا ہی
 فانه یجیب دعاء البر والفاجر والمؤمن والكافر یسرنا الله تعالى من الدعاء والعمل ما یكون موافقا لرضائه
 بیشک اللہ تعالیٰ دعا قبول کرتا ہی نیک اور بد کار کی اور مؤمن اور کافر کی خدا تعالیٰ ہر کام کی رضا کی موافق ہو
 بلطفه و کرمة المجلس الثامن عشر فی اقسام البدع واحکامها قال رسول الله صلى الله
 ابنی الحف اور کرم سی اظہار وین مجلس بدعتوں کی اقسام و اوکی احکام امین قرایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی
 اما بعد فان خیر الحدیث کتاب الله وخیر الهدی هدی محمد وشر الامور محدثاتہا وكل محدث بدعة
 یہ بعد محمد کی تحقیق تمام باتوں میں اچھی کتاب اللہ کی ہی اور اچھی ہدایت ہدایت محمدی اور کاموں میں بدترین پیدا تھی نکالی ہوئی یعنی بدعتیں اور ہر محدث بدعت
 وكل بدعة ضلالة هذا الحدیث من صحیح المصابیح رواه جابر وفي حديث اخر رواه عرابض بن سارية
 اور ہر بدعت گمراہی ہی یہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثوں میں ہی جابر کی روایت سی اور ایک اور حدیث میں عرابض بن ساریہ کی روایت سی ہی
 انه عليه السلام قال من بعث منكم بعدی فسیری اختلافا كثيرا فعليكم بسنتی وسنة الخلفاء
 کہ فرمایا پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم فی جو شخص جیتا ہی گامیری بعد سو قریب ہی کہ دیکھی گاہبست اختلاف سوا لازم پکڑو اپنی او پر میری سنت اور سنت خلفاء
 الراشدین المہدیین من بعده تمسکوا بها وعضوا علیها بالنواجذ ایاکم ومحدثات الامور فان كل محدث
 راشدین مہدیین کی ہتھکڑاؤں کی سند کرو اور دائرہ نشی مضبوط پکڑو اور بچاؤ اپنی تئیں تھی باتوں سی کیونکہ ہر محدث
 بدعة وكل بدعة ضلالة والمراد بالبدعة المذكورة فی هذين الحديثین البدعة السيئة التي ليس لها من
 بدعت ہی اور ہر بدعت گمراہی ہی اور مراد بدعت سی جو ان دونو حدیثوں میں مذکور ہی بدعت سیئہ ہی جسکی اصل
 الكتاب السنة اصل وسند ظاهر وخفی ملفوظ او مستنبط لا البدعة الغير السيئة التي يكون علی
 اور سند کتاب اور سنت ہی نہیں نکلتی نہ ظاہر نہ خفی نہ لفظوں سی یا مضبوطی صحیح ہادی بدعت حسنة اور نہیں ہی جسکی

أصل وسند ظاهر أو خفي فلما لا يكون ضلالة بل هي قد تكون مباحة كما استعمال الخمر واللوطية
أصل أو سند ظاهر لا يخفى على كل ذي عقل فليكن كذلك البديعة بدعت كسبي مباح هو في أي جسي استعمال جسي أي كالأمر بغير
على أكل لب الخنطة والشبعم وقد تكون مستحبة كبناء المنارة وتصنيف الكتب وقد تكون
رو في كيهون كى همیشه كمانی اور كيهي مستحب هو في جسي مناره كالتعمير كرا اور كتابين تصنيف كرا في اور كيهي واجب هو في أي

واجبة كنظم الدلائل لرد شبهة الملاحدة والفرق الضالة لأن البدعة لها معنيان أحدهما لغوي
جسي آراسته كرا دلائل كا واسطی دفع كرا شبهات محدون اور كراه فرقون كى اسلى كى بدعت كى دو معنى هين ايك تو معنى لغوي عام هين
عام وهو المحدث مطلقا سواء كان من العادات أو من العبادات والثاني شرعي خاص وهو الزيادة في
يعني محدث مطلق يراد به كى عادات هين هو ايعادات هين هو اور دوسرى معنى شرعي خاص هين يعنى دين مين كچه بڑھانا

الدين أو نقصان منه بعد الصحابة بغير إذن من الشارع لا قولا ولا فعلا لا صريحا ولا إشارة
يا هين مين سى كچه كشتا بعد عهد صحابه كى بدون اجازت شرعى كى كونه توقيلى هو اور نه فعل اور نه صريح اور نه اشاره العام
فانها في الحديثين وإن كانت عامة تشتمل جميع المحدثات لكن عمومها ليس بحسب معناها اللغوي
پس بدعت دون حدیثون مين اگر چه عام هى اور شامل تمام محدثات كو پر عموم اور شمول باعتبار لقوى معنوك كى مقصود هين هى

بل عمومها بحسب معناها الشرع الخاص فلا تتناول العادات أصلا بل تقتصر على بعض الاعتقادات
يكه عموم باعتبار معنوك شرعى خاص كى مراد هى بهر بيه عادات كو اكل شامل هين هى بلكا اسين بعضى اعتقادات
وبعض صور العبادات لانه عليه السلام لم يبعث لتعليم امر الدنيا وانما بعث لتعليم امر الدين يدل عليه
اور بعض صور تين عبادات كى داخل مين كيه كى نبى عليه السلام واسطی تعليم امر دنيا كى نهين آتى وه صرد واسطی تعليم امر دين كى آتى هين اس حدیث سى

قوله عليه السلام انتم اعلم بامور دنياكم اذا امرتكم بشئ من امر دينكم فخذوا به ثم البدعة في الاعتقاد
سمجها جاتى كى تم خوب جانتى بو ايتى دنيا كى كار بار جب مين تكودين كى مات بتا يا كرون نولسلى كرو هر بدعتين اعتقاد كى
بعضها كفر وبعضها ليس بكفر لكنها اكبر من كل كبيرة حتى القتل والزنا وليس فوقها الا الكفر والبدعة في
بعضى كفر هين اور بعضى كفر نهين هين مگر تمام كها برسى سخت هين يهان تك كى قتل اور زنا سى هى اور اوس سى زياده درجه كفر كهاى اور بدعت

العبادة وإن كانت دونها لكن فعلها عصيان وضلال لا سيما اذا صادمت سنة موكدة واما البدعة
عبادت مين اگر چه اوس سى كترى براوسكا عمل كرا نافرمانى اور كراهى هى خاص كى جب كى سنت موكده كى مقابل هو اور بدعت
في العادة وليس في فعلها عصيان وضلال بل ترك الاولى فتركها اولى اذا انقر هذا فالمنارة عون
عادات كى اسكى كرتين كيه نافرمانى اور كراهى نهين هى بلكه ترك اولى هى سواسكا هى ترك اولى هى جب بهر هر چكا تو مناره سى مد هو فى هى

لا اعلام وقت الصلوة وتصنيف الكتب عون للتعليم والتبليغ وظم الدلائل لرد شبهة الملاحدة
واسطی خرينى وقت نماز كى اور كتابون كا تصنيف كرا مدوكاهى واسطی تعليم اور تبليغ امر معروف كى اور آراسته كرا دلائل كا واسطی دفع شبهات محدون
والفرق الضالة فهي عن المنكر وذبح عن الدين فكل منها ما ذون فيه بل ما مود به لان البدعة الغير البشعة
اور كراه فرقون كى باز كهاى منكر سى اور دفع كراى شبهات كا دين سى سوهر كى تعين سى رخصت هى بلكه تعميل كا حكم سلى كى بدعة حسن

ما لم يحتج اليه الا واثل ثم الاحتج اليه الا و آخر رواه حسنا على سبيل الإجماع بلا خلاف ولا نزاع
وه هى كى متقدمين كو اوسكى حاجت نهى بهر متاخر اوسكى حاجت نهى اور سكو بلا خلاف و نزاع بسند آى وبعد
وعند الاستقرار لا توجد تلك البدعة الغير السيئة في العبادات البدنية المحضة كالصوم والصلوة
تقاس كى بدعت حسن عبادات بخالص بدعتين نهين پائى جاتى جيسى موزه اور نماز

وقراءة القرآن ووظائف كل منها بل لا تكون البدعة فيها الا سيئة لان عدم وقوع الفعل في الصدور لا
 اور تواتر قرآن کی اور وظیفہ کی تمام عبادتیں بدعتیں ہی ہوں بلکہ انہیں ہمیشہ بدعتیں ہی ہوتی ہیں اسلی کہ ہوتا کسی کا کما قن اول میں
 ليس الا لعدم الحاجة اليه او لوجود مانع منه او لعدم التنبيه له او للتكاسل عنه او لكرهه وعدم مشيئة
 یا تو بسبب ہونی حاجت کی یا بسبب موجود ہونی مانع کی یا بسبب بی خبری کی یا ہاری کا ہلی کی یا بسبب کورہ اور ناجائز ہونی کی ہی
 والا لان منتفیان في العبادات البدنية المحضة لان الحاجة الى التقرب الى الله تعالى بالعبادة لا
 دون پہلی سبب تو عبادات خالص بدنیہ میں نہیں ہو سکتی اسلی کہ حاجت قربت الہی کی عبادت ہی منتفع نہیں ہوتی
 وبعد ظهور الاسلام وغلبة اهلہ لم یکن منها مانع وكذا عدم التنبيه لها والتكاسل عنها منتف ايضا
 اور بعد ظاہر ہونی اسلام اور غلبہ اسلام کی اس سے کوئی مانع نہیں تھا اور ایسی ہی بی خبری اور کاہلی ہی نہیں ہو سکتی
 انذ لا يجوز ان يظن ذلك للنبي عليه السلام وجميع اصحابه فلم يبق الا كونها بدعة مكروهة غير مشرفة
 اس واسطی کہ کہاں جائز ہی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر اور ان کی تمام اصحاب پر ایسا خیال کیا جاوے کہ وہ بدعت مکروہہ اور ناجائز ہونی کی کوئی بدعت
 وهذا المعنى لمراد عبد الله بن مسعود لما اخبرنا بالحاجة التي كانوا يجلسون بعد المغرب وفيهم رجل
 اور یہ ہی غرض ہی عبد اللہ بن مسعود رضی کی جب او کو خبر ہوئی ایک جماعت کی جو بعد مغرب کی بیٹھا کرتی تھی اور ان میں ایک شخص
 يقول كبروا لله كذا وسبحوا لله كذا واحمدوا لله كذا فيفعلون فحضرهم فلما سمع
 ہوتا ہا نا اللہ اکبر کہو اتنی اتنی بار اور سبحان اللہ کہو اتنی اتنی بار اور الحمد لله کہو اتنی اتنی بار پس وہ لوگ کہتی جاتی سو عبد اللہ بن مسعود کی پاس آئی کہ
 ما يقولون قام فقال انا عبد الله بن مسعود فوالله الذي لا اله غيره لقد جئتم ببدعة ظلماء اول قد
 جو کہتی تھی کہڑی ہو کر کہا میں عبد اللہ بن مسعود ہوں پس تم ہی اللہ کی جو نہیں معبود سوا اس کی بیشک تم بدعت کرنی ہو نہایت سیباہ یا
 فقم على اصحاب محمد عليه السلام علمنا يعني ان ما جئتم به اما ان يكون بدعة ظلماء وانكم تداركتم
 تم فائق ہو گئی ہو محمد علیہ السلام کی اصحاب پر علم میں مراد ان کی یہ یہ ہی تم جو بدعت کرتی ہو یا تو یہ بدعت تاریک ہی یا تم ہی ایسی بات بدعتی
 على الصحابة ما فاتهم لعدم تنبيههم له اول تكاسلهم عنه فعلموا قهرا من حيث العلم بطريق العبادة
 جو صحابہ کی ہاتھ نہ آئی او انکی بی خبری ہی یا سستی ہی طریق عبادت کی علم میں تم واسی غالب ہو چکی
 والثاني منتف فتعين الاول وهو كونه بدعة ظلماء وهكذا يقال بكل من اتى في العبادة البدنية المحضة
 اور دوسری بات نہیں ہو سکتی تو پہلی ہی بات یعنی بدعت ہی مقرر ہی یہ ہی جاری ہو چکی ہی ہر ایک کی حق میں درباب عبادت خالص بدنیہ کی
 بصفة لم تكن في زمن الصحابة اذ لو كان وصف العبادة في الفعل المنتدع يقتضي كونه بدعة حسنة
 ایسی طور پر جو صحابہ کی وقت نہیں تھا اس واسطی کہ اگر عبارت کا وصف افعال محدثہ کو بدعت حسنہ بنا دیا کری
 لما وجد في العبادات ما هو بدعة مكروهة وقد وجد فيها البدعة المكروهة على ما صرح
 تو عبادات میں بدعت مکروہہ کہی نہوا کرتی اور حال یہ ہی کہ عبادات میں بدعت مکروہہ ہوتی ہی جتنی علماء فی
 في تصانيفهم مثل صلوة الرغائب والجماعة فيها ومثل التصلية والتزوية والتامين في أثناء الخطبة
 اپنی تصانیف میں صاف کہا ہی جیسا نماز رغائب کی اور اذان میں جماعت اور جیسی صلی اللہ کہیں اور رضی اللہ کہیں اور آمین کہیں خطبہ پڑھتی ہیں
 وانواع النغبات الواقعة فيها وفي الاذان وقراءة القرآن ومثل الجهر بالذكر امام الجماعة وقراءة القرآن
 اور اقام ترمیم جو خطبہ میں اور اذان میں اور تلاوت قرآن میں کرتی ہیں اور ذکر بجا کر جنازی کی آگے اور دہن کی آگے
 في الطرقات وغير ذلك من البدع المنكرة الواقعة في العبادات وليس لاحد ان يقول انها ليست من قبل
 راستہ میں اور سوا اسکی اور انکی بدعتیں جو عبادات میں ہوتی ہیں اور کیا طاقت ہی کسی کی کہ یہ امور بدعات سیدہ

البدعة السيئة المكروهة بل هي من قبيل البدعة الحسنة المشروعة بدليل كون بعض الاشياء المحذرة
اور كونه نهين بين ^{بل قد قسم بدعت حنة مشروع سي هي} اس دليل سي ك بعضي جيزن نواحدات

بعد الصحابة حسنا كبناء المدارس والربط والخانات ونحوها من انواع الخير التي لم تعهد في عهد الصحابة
بعد قرن صحابه كي حسن بين جيسي مدرسي يتاني ^{اور خافاه اور سري اور ماندا سي} انواع خيرات كي جو صحابه كي وقت مين او كي رسم نه تي

اذ يقال له ما ثبت حسنة بالدلة الشرعية الصحيحة فهو ما ان لا يكون بدعة فيبقى عموم العام في
اسواسطي ك جواب يهي جس كا حسن دلائل شرعية صحيح سي ثابت هو ^{پس وه يا تو اصلا بدعت نهين هي} اب عام كا عموم

الحديثين على حاله او يكون مخصوصا من هذه العام والعام الذي خص منه البعض دليل فيما عدا المخصوص
دو حدیثون مين اپني حال يراقي هي يا مخصوص هو كا ^{اس عام مين سي} اور جو عام ك اس سي بعض فرد خاص هو جاوي وه دليل هو تا هي بخير فرد مخصوص كي

فمن ادعى ثبوت حسن العبادة المحدثه وكونها مخصوصة من هذا العام يحتاج الى دليل يصلح ان يكون
ابو شخص عبادات نواحدات كي حسن كا دعوى كرى ^{اور او كو مخصوص يتاوي} اس عام مين سي ^{تو حاجت هو كي ايسي دليل كي جو قابل}

مخصصا لان عادة اكثر البلاد وقوله كثير من الزهاد والعباد ليس ها يصلح ان يكون معارضا
تخصيص كي هو دي اسواسطي ك چين اكثر شهر اول كا ^{اور اقوال زاهدون اور عابدون كي} اس قابل نهين بين ك رسول الله صلى الله عليه وسلم كي كلام سي معارض

لكلام الرسول عليه الصلوة والسلام وكذلك الدليل المخصص هو الدليل الشرعي من الكتاب
هو سيكين ^{اور ايسي هي دليل مخصص} وه دليل هو تي هي ^{جو موافق شرع كي اور اخذ كتاب اور}

السنة والاجماع الذي هو مختص باهل الاجتهاد ومن ليس من اهل الاجتهاد من الزهاد والعباد فهو في حكم
ست ^{اور اجماع سي هو جو خاص اجتهاد والاولن سي هو} اور جو زاهد اور عابد ك صاحب اجتهاد نهين بين ^{وه عوام كو كونهين}

العوام لا يعتد بكلامه الا ان يكون موافقا لاصول والكتب المعتمدة وهذه قاعدة دلت عليه السنة
داخل مين او كي بات كا اس باب مين ^{اعتبار نهين ان اگر او كي كلام اصول اور كتابون معتبر سي مطابق هو مو معتبر هي اور يهي وه قاعده هي ك سنت}

والاجماع مع ان في كتب الله تعالى ما يدل عليها ايضا وهو انه تعالى قال ^{ام هم شر كما شرعوا لهم من}
اور اجماع سي ثابت هي باوجود كي كتاب الله مين هي اسطر اشاره هي ^{وه يهي آيت هي} فرمايا كيا او كي اور شريك مين جو راه دالي تي او كي

الذين ما اذن به الله فمن حدث شيئا يقترب به الى الله تعالى من قول او فعل من غير ان يتشرع
او كي واسطي دين كي جسكا حكم نهين ديا الله كي پير جو كوي تي بات عبادت كي واسطي تقرب الهي كي پيدا كرى ^{قولي هو} يا فعلي يدون مفر كرى

الله تعالى فقد شرع في الدين ما لم ياذن به الله تعالى فمن تبعه فقد اتخذ شريكا ومعبودا كما قال
الله تعالى كي ^{تو ادنى دين مين} ايسا نيا طريق نكا لا ك جسكا الله تعالى كي حكم نهين ديا پير جو اسكانا بيع هوا ^{اوسني گوي شريك اور معبود پيدا كيا چانچي}

الله تعالى في حق اهل الكتاب اتخذوا احبارهم ورمهباهم اربابا من دون الله فقال عدي بن حاتم
الله تعالى كي ^{اهل كتاب كي حق مين كهاي} هراي بين اپني عالم ^{اور درویش} خدا ^{اسكو چور كر} پس عدي بن حاتم تي

لنبي عليه السلام ما عبدوهم فقال عليه السلام اطاعوهم فمن اطاع احدا في دين لم ياذن به الله تعالى
نبي عليه السلام سي عرض كيا او نهون كي عبادت تو نهين كي آپ تي فرمايا ^{او كي اطاعت كي} اور جو شخص كيكي اطاعت كرى ديني امر مين بدون حكم الله تعالى كي

فقد عبده واتخذ ربا فعلم من هذا ان كل بدعة في العبادات البدنية المحضة لا تكون الا سيئة و
تو ادنى گوي عبادت كي ^{درا و كو ابد ر مفر كيا} اس سي معلوم هوا ^{كل بدعتين عبادات بدنية خالص مين} سته هي هو تي هي ^{اور}

ربما لا يفرق كثير من الناس بين الحسنه والسيئة فيظنون ان كل ما استحسنته نفوسهم وما لى اليه
بعضي وقت اكثر لو ك بدعت حسنة ^{اور سبه مين} نيز نهين كرى ^{وه يهي سمجديت مين} ك جوابات دكو پسند آوي ^{اور طبيعت او كي طرف متوجه هو}

طباعهم بحسننا فيعدون السيئة من الحسنة فقد خبطوا خبط عشواء لا يفرق بين الواجب
 و ما يوصى به من سيرة كريمة حسن تصور كرتي من سووہ رستہ بجلی جیسی نہیں اور ٹیٹی کر ایسی چلتی من مہلک رستہ
 المہلکۃ والمجادۃ المنجیۃ فی مشیہا والضابط فی هذا ان یقال الناس لا یحدثون شیئا الا انہم یفعلون
 اور صاف رستہ بجانی والا نہیں بجانی اور قاعدہ اسکا یہہی کہ یوں کہیں کہ بنی آدم نئی بات نہیں کرتی جب تک او میں کچھ مصلحت
 مصلحتہ اذلو واعتقدوا فیہ مفسدۃ لم یحدثوہ فامارہ الناس مصلحتہ ینظر فی السبب فان کان
 نہیں دیکھتی کیونکہ اگر او میں کچھ برائی سمجھیں تو کیوں پیدا کریں یہ جس امر میں وہ لوگ مصلحت دیکھتی ہیں او سکی باعث میں شامل کرنا چاہتی ہیں اگر وہ
 السبب امر قد حدث بعد النبی صلی اللہ علیہ وسلم فر یجوز احداث ما تدعو الحاجة الیہ كنظم
 سبب ایسا امر ہی کہ بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدا ہوئی تو اب حاجت کی موافق او سکی اصلاح کی واسطی جو کئی جائز ہی جیسی قیام کرنا
 الدلائل فان السبب الداعی الیہ ظهور الفرق الضالۃ فانہم لما لم یظہروا فی عہدہ علیہ السلام
 دلائل کا بیشک سبب باعث ان دلائل کا ظاہر ہونا مگر وہ فرقوں کا ہی وہ گمراہ فرقہ جو نبی علیہ السلام کی زمانہ میں نہیں تھی
 لم یحتمل الیہ وان کان المقتضی لفعلہ موجودا فی عصرہ علیہ السلام لکن ترک لعارض خزال بموتہ
 تو دلائل کی بھی حاجت نہیں تھی اور اگر سبب مقتضی ان امر کو احداث کا نبی علیہ السلام کی عہد میں موجود تھا مگر کسی عارضہ کی باعث متروک تھا کہ وجہ عارضہ نہ تھی
 فذلک یجوز احداثہ کجسم القرآن فان المانع منہ فی حیاتہ علیہ السلام کون الوحی لا یزال ینزل
 تو یہی ایسی امر کا احداث کرنا جائز ہی جیسی قرآن کا جمع کرنا کیونکہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی ایام حیات میں بلا تاخیر وحی آتی رہتی تھی پھر اللہ تعالیٰ
 فیغیر اللہ تعالیٰ ما یشاء فزال ذلک المانع بموتہ علیہ السلام واما ما کان المقتضی لفعلہ فی عہدہ علیہ
 جو حاجت ہی تھا سو بدل دیتا تھا یہ سبب موت حضرت کی یہہ مانع جانا نام
 موجودا من غیر وجود المانع منہ ومع ذلک لم یفعلہ علیہ السلام فاحداثہ تغیر لدین اللہ تعالیٰ
 موجود تھا اور مانع او سکا نہیں تھا اور تو یہی پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی اوس امر کو نہیں کیا تو ایسی امر کا کرنا اللہ کی دین کو تغیر کرنا ہی
 اذلو کان فیہ مصلحتہ لفعلہ علیہ السلام وحت علیہ ولما لم یفعلہ علیہ السلام ولم یحدث
 اس واسطی کہ اگر ایسی امر میں کچھ خیر ہو تو بیشک اس کو نبی علیہ السلام کرتی یا اس پر رغبت دیتی اور چونکہ نہ تو اس کو کیا اور نہ اس پر رغبت دی
 علم انہ لیس فیہ مصلحتہ بل ہو بدعتہ قبیحۃ سیئۃ مثالہ الاذان فی العیدین فانہ لما احداثہ
 تو معلوم ہوا کہ اس میں کچھ خیر نہیں ہی بلکہ وہ سراسر بدعت قبیحہ جیسی عیدین میں اذان کا پڑھنا اس اذان کو جب
 بعض السلاطین انکرہ العلماء وحکمو ابکراہتہ فاولم یکن کونہ بدعتہ دلیلا علی کراہتہ لقیل
 بعضی سلاطین نے مقرر کی تو اوس سیر علماء نے انکار کر کے اعراض کیا اور مکرر پھر ایسا پھر اگر وہ ہی اذان بدعت ہو کر کراہت کی دلیل نہ ہو تو البتہ کوئی وجہ نہیں
 هذا ذکر اللہ تعالیٰ ودعاء الخلق الی عبادۃ اللہ تعالیٰ فیقاس علی اذان الجمعۃ او یدخل فی العمرا
 کہنا کہ صاحب یہ تو خدا کا ذکر ہی اور اس کی خلقت کو عبادت کی واسطی بتاتی ہیں یہ ایسی ہی جیسی جمعہ کی اذان یا داخل ہی تحت عام قاعدہ کی
 التی من جملۃ ما قولہ تعالیٰ واذکروا للہ ذکرا کثیرا وقولہ تعالیٰ ومن احسن قولہ قمن دعاء الی اللہ
 کہ ان میں سے یہ آیت ہی اور یاد کرو اللہ کی یاد بہت اور اوس سے بہتر کسی بات جتنی بتایا اللہ کی طرف
 لکن لم یقولوا اذک بل قالوا کما ان فعل ما فعل علیہ السلام کان سنۃ کذلک ترک ما ترکہ علیہ السلام
 لیکن یہ جواب کسینی نہیں دیا بلکہ ہی قایل ہوئی کہ جیسی عمل کرنا اوس کا کہ جو پیغمبر علیہ السلام نے کیا سنت ہی ایسی ہی ترک کرنا ہی اوس کا کہ جو پیغمبر صلی
 مع وجود المقتضی وعدم المانع منہ کان سنۃ ایضا فانہ علیہ السلام لما امر بالاذان فی الجمعۃ
 اللہ علیہ وسلم نے باوجود ہونی مقتضی اور نہ ہونی کسی مانع کی ترک کیا سنت ہی بیشک پیغمبر علیہ السلام نے جب جمعہ کو اذان کا امر فرمایا

حکایت علیہ السلام

الصحابة فقط ولا استغراق خصائص الجنس فيراد بالمسلمين اهل الاجتهاد الذين هم الكاملون في صفة

صحابه بن فقط بالام واسطى استغراق خصائص جنس كى بهر مراد مسلمين اجتهاد والى علماء بن جو صفت اسلام بن كامل بن

الاسلام صرفا للمطلق الى الكامل لان المطلق عند عدم القرينة ينصرف الى الفرد الكامل وهو المجتهد

واسطى صرف مطلق كى طرف كامل كى اسنى كى جب مطلق قرينة على هو تاى تو او كو فرد كامل كى طرف ليجائى بهن فرد كامل مجتهد بن

فيكون المعنى امرأة الصحابة او اهل الاجتهاد حسنا فهو عند الله حسن وامراه الصحابة او اهل الاجتهاد

اب بهر معنى هوئى جسات كو صحابه يا علماء مجتهد حسن جاني سوده السدى نزديك حسن بن اور جبريات كو صحابه يا علماء مجتهد

قيما فهو عند الله قبيح ويجوز ان يكون للاستغراق الحقيقي فيكون المعنى امرأة جميع المسلمين حسنا

قيح سجين سوده السدى نزديك قبيح بن اورده لام استغراق حقيقي كاي هو سكتاى اب بهر معنى هوئى جسات تمام سلمان حسن جاني

فهو عند الله حسن وامراه جميع المسلمين قبيحا فهو عند الله قبيح وما اختلف فيه فالعبرة بالقرن

سوده السدى نزديك حسن بن اور جبريات كو تمام سلمان قبيح جاني سوده السدى نزديك قبيح بن اور جبريات من اختلاف بنى بهر اعتبار قول شككا

المشهور لهم بالخيرة للقرن المشهور لهم بالكذب وعدم الاعتماد في قوله عليه السلام خير القرن قرن

جسكى حق من شهادت خي كى باقى قول كا اعتبار بهو كا جكي حق من شهادت كذب اور بن اعتبار كى كى اس حديث بن سب قرون بن بهر ميرا قرن بن

الذى بعثت فيهم ثم الذين يلونهم ثم الذين يلونهم ثم يفسئوا الكذب فلا تعتمدوا اقوالهم وافعالهم ولا ريب

جسين بن مبعوث بنون بهر جواسى متصل بن بهر جواسى متصل بن بهر انان كذب بهل جاويكا بهر نواكى اقوال كا اعتماد كذا فعال كا اور بن شك

ان الصحابة والتابعين والائمة المجتهدين كانوا يرون ما جاوز قدر الضرورة من البدع قبيحا فهو عند الله

صابه اور تابعين اور ائمة مجتهد بن جاني بنى كى جوبدعت قدر ضرورت سا برده جادى وه قبيح بن بس وه السدى نزديك بن

قبيح ومثل قوله عليه السلام لا يجتمع امتى على الضلالة فان المراد بالامة في هذا الحديث اهل الاجما

قبيح بن اور جيسى بهر حديث بنين مشفق بوئى ميرى امت كراى بهر بيشك مراد امت بنى اس حديث بن وه اهل اجتماع بن

الذى هو بكل مجتهد ليس فيه فسق ولا بدعة اصلا لان الفسق يورث التهمة وليسقط العدالة وخصا

حنين بهر ايك ايسا مجتهد ملا هو كى اصلا او مين نه فسق هو نه بدعت اسواسطى كى فسق بن تهت پيدا هوئى بن اور عدالت جاني بهن بن اور

البدعة يدعون الناس الى البدعة ولا يكون من الامة على الاطلاق لان المراد بالامة المطلقة اهل

بدعتى كو كى بدعت كى طرف بلا تاى اور مطلق امت مراد بنين بن اسواسطى كى امت مطلقة بن مراد اهل

السنة والجماعة وهم الذين طريقهم طريق النبي عليه السلام واصحابه دون اهل البدع والضلال

سنت والجماعت بن وه وه لو كى بن جكا طريقه بعينه طريقه بنى عليه السلام اور صحابه كاي اهل بدعت اور اهل ضلال مراد بنين بن

كما قال النبي عليه السلام امتى من استن بسنتى ويصم ان يراد بامتى جميع الامة بناء على ان لاضافة

چنانچہ بنى عليه السلام فرماتى بن ميرى امت وه بنى جو طريقه پكرى ميرى سنت كو اور بن سكتاى كى امت بنى تمام امت مراد هو اسواسطى كى اضافت

كالام قد تكون للاستغراق فيكون المعنى لا يجتمع جميع امتى في زمان من الازمنة على الضلالة كا

مانند لام كى كى واسطى استغراق كى هوئى بن اب بهر معنى هو جواويكى بنين مشفق بوئى ميرى تمام امت كى كى كسى زمانه بن كراى بهر جيسى

اذ اجتمع اليهود والنصارى بعد نبينهم على الضلالة فيكون هذا الحديث موافقا لقوله عليه السلام

يهود اور نصارى انچا بنى بنى كى بعد كراى بهر مشفق بوئى بن بس بهر حديث موافق هوئى اس حديث بن

لا يزال طائفة من امتى قائمين بامر الله لا يضرهم من خذلهم ولا من خالفهم حتى ياتي امر الله اذ انظر

هميش بهر كى ايك گروه ميرى امت كى قائم اور امر الله كى ضرر ديكا او كو جو قطع كرى او كو اور نه جواويكى مخالف هو بيمان كى كرا جارى كى قيام بهر كى

هذا فالواجب على كل مسلم في هذا الزمان ان يحذر من الاعتزال والميل الى شئ من البدع والمحدثات

تو اس زمانہ میں ہر مسلمان پر واجب ہے کہ ہر چیز کو تاریخی قریب میں آنے اور تو کسی طرف کسی بدعت اور محدثات کی

ويصون دينه عن العوائد التي استأنس بها وترى عليها فانها اسم قاتل قل من سلم من افاتها و

اور عواصم سے اپنی دین کو بچا دے جن سے انس رکھتا ہے اور انہیں پرورش پائی ہے کیونکہ یہ زہر قاتل ہے اسکی آفت سے آدمی کلم بچتا ہے اور

ظهر له الحق معها الا ترى ان قريش لا اجل العوائد التي افترافوسهم انكروا على النبي صلى الله عليه وسلم

اسن ان حق تم ظاہر ہوتا ہے کیا معلوم نہیں کہ قریش نے فواید کی ماری جھین انکی دل لگی ہوئی تھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی احکام سے انکار کیا

ما جاء به من الهدى والبيان وكان ذلك سببا لكفرهم وطغيانهم حتى قالوا في حقه عليه السلام

کہ جو سر اسر ہدایت اور بیان تھی اسی سبب سے وہ کافر ہوئے اور طغیانی ہوئے یہاں تک کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حق میں کہا سو کہا

ما قالوا بسبب ما تروا عليه وتشتوا فيه ولذلك كان ابن مسعود يقول اياكم وما يحدث من البدع

واسطی اس امر کی جھین پرورش پائی تھی اور جو ان ہوئی تھی اہل لئی ابن مسعود کہا کرتی تھی بچو نوا احداث بدعات سے

فان الدين لا يذهب من القلوب بمرّة ولكن الشيطان يحدث لكم بدعا حتى يذهب الايمان

کیونکہ دین دلوں کی اندر سے ایک ہی دفعہ نہیں جاتا نہ ہنگام لیکن شیطان تمہاری لئی بدعتیں پیدا کرے گا یہاں تک کہ ایمان

من قلوبكم فعلى هذا لا ينبغي للمؤمن ان لا يغتر ويستدل بقوة نصيبه على شئ وكثرة عبادته به انه

تمہاری دلوں سے نکلا اور اس پر یقین کی سوا حق مؤمن کو لازم ہے کہ ہرگز من : آدمی کہ استدلال کرتی لگی قوت نصیب سے کسی چیز پر براہ کثرت عبادت سے کہ

على الحق ان نصيبه عليه وعدم رجوعه عنه ولو نشر بالمانشير لا يدل على كونه على الحق في دينه

میں حق پر ہون کیونکہ اسکی نصیب اور مانہ آنا اس جزیر سے اگرچہ دفتر بکھ جاویں برکت کی حقیقت پر دانت نہیں کرتا

لان جزمه واقصمه عليه ليس من حيث كونه حقا بل من حيث انشائه بين قومين فوهم يبينون به و

اسلو سکی اسکا جزم اور قصم اس چیز پر حقیقت کی جہت سے نہیں ہے بلکہ اس جہت سے کہ وہ ایسی قوم میں پیدا ہوا ہے کہ انکو دین سے جانتی ہیں اور

للنشأة والمخاطبة از عظيم في تصميم شخ حفا كان ارباطا لا تری ان مثل هذا التصميم يوجد

سائنس اور صحت : کو اسناد کی حقیقت اور ابطال میں بڑا اثر ہوتا ہے کہا معلوم نہیں کہ ایسی تصمیم تمام

عامة من ذوى الجهل المركب كالیهود والنصارى ومن في معنهم فالخز الخز من هذا السهم القاتل

بہل ہر سوانہ میں پائے جاتی ہیں جیسے یہود اور نصاری اور جو لوگ انکی طہنی کی میں اس بچو بچو اس زہر قاتل سے

وكن جانرا الى الحق هدمتية قصا خد ص فجتك بالاتباع وترك الاستداع فان الاتباع افضل عمل يعمله

اور مساجد ہر حق فی د : دانہ صلاصی امینی جان کی اتباع کی فہر اور بدعت کی چھوڑنی سے بیشک اتباع منک آدمی کی واسطی

الموع في شدة التمسك بالحق على خلاف السنة منذ زمان طويل فلا بد لك ان تكون شديد التوق

اسر عا عین : نام انہاں سے بہتر اسلو سکی کہ نہ داری سے عمل بدعت پر خلاف سنت پہلے رہا ہے سو بچو بچو زہر قاتل سے بدعات اور محدثات امور سے بہت ہے

من ربه فان لم يزل ينفق تدريبه للجهم فلا يغرنك اتفاقهم على ما احدث بعد الصحابة بل ينبغي

بچنا ہر : اگرچہ اول بدعت بہت خفقت لی اتفاق کیا سو موافق اتفاق سے بدعات پر جو بعد صحابہ کی کئی میں قریب نہ کہا نا بلکہ شکو

الاجابة ان الله تعالى قد جعل في كل امر من احوالهم وعالمهم فان علم الناس اقربهم الى الله تعالى اشبههم بهم

بہ : لای تا کہ اوکی حالات اور محکم : تو اسو من رہی کہ سب میں : عالم و مشرق انکی وہ ہے جو اوسے پایہ مشابہت رکھتا ہے

بما جاء به من الهدى والبيان وكان ذلك سببا لكفرهم وطغيانهم حتى قالوا في حقه عليه السلام

کہ جو سر اسر ہدایت اور بیان تھی اسی سبب سے وہ کافر ہوئے اور طغیانی ہوئے یہاں تک کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حق میں کہا سو کہا

ما قالوا بسبب ما تروا عليه وتشتوا فيه ولذلك كان ابن مسعود يقول اياكم وما يحدث من البدع

واسطی اس امر کی جھین پرورش پائی تھی اور جو ان ہوئی تھی اہل لئی ابن مسعود کہا کرتی تھی بچو نوا احداث بدعات سے

فان الدين لا يذهب من القلوب بمرّة ولكن الشيطان يحدث لكم بدعا حتى يذهب الايمان

کیونکہ دین دلوں کی اندر سے ایک ہی دفعہ نہیں جاتا نہ ہنگام لیکن شیطان تمہاری لئی بدعتیں پیدا کرے گا یہاں تک کہ ایمان

من قلوبكم فعلى هذا لا ينبغي للمؤمن ان لا يغتر ويستدل بقوة نصيبه على شئ وكثرة عبادته به انه

تمہاری دلوں سے نکلا اور اس پر یقین کی سوا حق مؤمن کو لازم ہے کہ ہرگز من : آدمی کہ استدلال کرتی لگی قوت نصیب سے کسی چیز پر براہ کثرت عبادت سے کہ

على الحق ان نصيبه عليه وعدم رجوعه عنه ولو نشر بالمانشير لا يدل على كونه على الحق في دينه

میں حق پر ہون کیونکہ اسکی نصیب اور مانہ آنا اس جزیر سے اگرچہ دفتر بکھ جاویں برکت کی حقیقت پر دانت نہیں کرتا

لان جزمه واقصمه عليه ليس من حيث كونه حقا بل من حيث انشائه بين قومين فوهم يبينون به و

اسلو سکی اسکا جزم اور قصم اس چیز پر حقیقت کی جہت سے نہیں ہے بلکہ اس جہت سے کہ وہ ایسی قوم میں پیدا ہوا ہے کہ انکو دین سے جانتی ہیں اور

للنشأة والمخاطبة از عظيم في تصميم شخ حفا كان ارباطا لا تری ان مثل هذا التصميم يوجد

سائنس اور صحت : کو اسناد کی حقیقت اور ابطال میں بڑا اثر ہوتا ہے کہا معلوم نہیں کہ ایسی تصمیم تمام

اذا اختلف الناس فعليكم بالسواد الاعظم والمراد به لزوم الحق وتباعه وان كان للمفسك به قليلا ونحو
 كجب اوسيون من اختلاف طري تولد من كثرة البنية كثير وكذا اولاد سى مرد لازم كليلنا حق كا اور اتباع اوسكاي اگر چه متسك به قليل هو اور مخالف
 له كثير لان الحق ما كان عليه الجماعة الاولى وهم الصحابة ولا عبقة الى كثرة الباطل بعدهم وقد قال فضيل بن
 كثير بن اساطي كحق ده هي جسد بيلي جمعت يعني صحابه بن اور بعد صحابه كي ابنه باطل كا كجرا اعتبار نهين هي اور فضيل بن عياض في
 عياض ما معناه الزم طرق الهدى ولا يضرك قلة السالكين واياك وطرق الضلالة ولا تغتر بكثرة الهالكين في حق
 به مضمون بيان كيا هي اختيار كطريقه بديت كا اور كجرا كجرا نقصان نهين هي كليلنا سالكين هي اور بچتا ره كرا هي كي رسته هي اور فريب مين شاكاه كهم بنو الوالي كثر هي
 بعض السلف اذا وافقت الشريعة ولاحظت الحقيقة فلا تبال وان خالف رايك جميع الخليفة وقال ابن
 بعض مقدين في كيا هي اگر خوش نصرت كي موافق هي اور حقيقت كو وليك بچا تو بهر كچه يوا نهين هي اگر چه تيري راي كا تمام عالم مخالف هو اور ابن مسعودي
 مسعودي انتم في زمان خيركم المسارع في الامور وسياتي زمان بعدكم خيرهم فيه المثلث المتوقف لكثرة
 كيا هي تم ايي زمان مين هو كتم مين بهتره هي جود كراي كا مولدين اور تمهاري بعز زمان آتاي اوس زمان مين بهتر سب هي شامت رسته ولا توقف كراي ايي بسبب كثر
 التشبهات قال الامام الغزالي لقد صدق لان من اوعيت في هذا الزمان ووافق الجماهير فيها هم فيه وخاض
 شبهات كي امام غزالي كبتي بين البتة سچ كيا هي اسوا سچي كجرا س زمان مين قائم نه
 فيما خاضوا فيه يهلك كما هلكوا فان اصل الدين وعمدته وقوامه ليس بكثرة العبادة والتلاوة و
 باين بنائي لكنا نزل كهم كجسي ده هلاك هوئي كيونكه دين كي اصل اور خويي اور رسته عبادات اور تلاوت كي كثر هي اور
 المجاهدة بالجمع وغيره وانما هو باحرازه من الافات والعاهات التي تاتي عليه من البدع والميل
 بهو ك منشقت اور ثباتي سى نهين هي سكر دين كي خويي آفات اور صدمات سى بچاني مين هي جوا سپهر مد عتقين اور نئي نئي مقدمات كدر تي هي
 فانها اكثر ثباتا وشيوعا صارت كانهما من شعائر الدين او من الامور المفروضة علينا فالياتنا
 البتة بهر مد عتقين اس كثر هي پيلي بين كرا كرا دين كا لغنه اور نشان هو كين باليي كرا كرا يهاري او پر فرض بين كاهي هم
 كنا نأبشها على انها بدعة اذ لو كان كذلك لرجى من التوبة والاستغفار ولكن اخذناها طاعة
 بهر بدعات بدعت هي جان كر عمل مين لاقى اگر اييها هوئا تو البتة همي توبه اور استغفار كي اميد هوئي يرميني تو بدعات كو طاعت
 وعبادة وجعلناها ديننا مقتفين في ذلك اثار من سعي او غلط او غفل من بعض من تقدمنا
 اور عبادات اور اييها دين بنا نيا هي اسي سبب مين بهر دي مقدين مين سى اول لوكون كي كي هي جهون سهوكيا يا غلط كيا هي يا غفلت كي
 وجعلناه قدوة في ديننا فاذا جاء احد وانكر علينا ما ارتكبناه من تلك الامور فان كان ممن له توقير
 اور بهي اولكو ابني دين كا ميشوا مزلاليا اب اگر كوي اگر بهر ان بدعات كي كراي پر اعتراض كراي يار بابتا وي بهر اگر ده مقترض يياري كجكي بهر كرا دين
 في قلوبنا فنقول له هذا جائز ذهب الى جواز فلان وتذكر له بعض من تقدمنا من سعي او غلط
 عزت هي تو او كوي بهر جواب ديكي صاحب بهر توقير هي فو نا شخص اسكي جواز كا قائل هو اي اور او بهي كا نام ليه ينگي جو همي پيلي سهوكي بچاي يا غلط كيا هي
 او غفل وان كان ممن لا توقير له في قلوبنا ليسمع منا ما لا يظنه ولا يخطر بباله كل ذلك بسبب الجهل
 يا غفلت كي هي اور اگر ده مقترض يياري كهم كرا دين اسكي عزت نهين تو همي ده بهر كرا ستي كا كرا كرا اسكي كان مين تني نهدين خيال بنا بهر سبب بهاري جهل
 انركب مين لا نالو رايي اعلی انفسنا اعلی ما هي عليه من الجهل لقبلا جواب من ارشادنا الى الحق والحقنا
 مركب هوئي ليه هي اسوا سچي هم آرويني چس مركب هوئي كو جاني سوال بهر سم جواب اوس شخص كا جسي بكجرا ره حق بتلا با مان ليتي اولوس شخص كي ات كو
 من سعي او غلط او غفل حجة في ديننا اذ لا يجوز ان يقلد الانسان في دينه الامم معصوم وهو صاحب الشريعة
 جس في سهوكيا يا غلط كيا هي يا غفلت كي اي دين مين جوت فاهم اسوا سچي كرا جيز نهين كرا دي ابني دين مين مقلد هو سواي معصوم كي كرا ده صاحب شريعت كا بهر

او من شہدہ صاحب الشریعۃ بالخیر وہم القرون الثلاثۃ الذین اقتضت حکمة الشارع ان
 یحکم حق من صاحب شریعت فی شہادت خیر کی دی ہو اور وہ تینوں قرن میں جن میں سی موافق اقتضت حکمت شارع کی
 یختص کل قرن منهم بفضیلة فالقرن الاول خصہم اللہ بمنزلة لا سبیل لاحد ان یلحقہم فیہا فاذہ
 ہر قرن ایک ایک فضیلت سی مخصوص ہی پس قرن اول کو اللہ تعالیٰ فی خاص کیا ہی ایسی فضیلت سی کہ وہ میں کوئی اور کی برابری نہیں کر سکتا کیونکہ اللہ
 تعالیٰ خصہم لرؤية نبیہ وبمشاہدۃ نزول القرآن علیہ والہم حفظہ حتی لا یكون حرف واحد منہ
 بقالی فی انکو خاص کیا ہی صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سی اور نزول قرآن کی مشاہدہ سی اور انکو الہام کیا مرقن کی حفاظت کا بیان تک کہ وہ میں سی ایک حرف
 ضایعاً فجموعہ ویسترون لمن بعدہ فحفظوا احادیث نبیہم فی صدورہم واثبتوها علی ما ینبغی فحصل لہم
 ضایع نہیں ہوا اور اسکو جمع کر کے پھیل کر پر آسان کیا بہرہ کیا فرمودہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنی دلوں میں اور ثابت رکھا چنانکہ بامید و شاید سواد کی واسطی
 فی اقامة هذا الدين حظا كثيرا لا يمكن الا حاطة به ولا يصل احد اليه فجزاهم الله تعالى عن امة نبیہم
 اس میں کی قائم رکھنے میں بڑی ثواب حاصل ہوا کہ احاطہ سی باہر ہی اور کوئی اور کی مرتبہ کو نہیں پاسکتا اور اللہ تعالیٰ است نبی علیہ السلام کی طرف سی
 خیر جزاء ثم عقیم التابعون فجموعاً ما کان من الاحادیث ومسائل الدين متفرقا وانقلوا الاحکام
 اچھی جزا عطا کر دی بہرہ انکی بعد تابعین پیدا کی اور انہوں کی تمام حدیثیں اور دینی مسائل متفرقہ جمع کئی
 والتقسیر من الصحابة حتی کان احدهم یرتجل فی طلب الحديث الواحد والمسئلة الواحدة مسیرة
 اور تفسیر صحابہ سی روایت کی یہاں تک کہ بعضا واسطی تلاش ایک حدیث
 شہر او شہر میں وضبطوا امر الشریعة انہم ضبط فحصل لہم فی اقامة هذا الدين ایضا فضل کثیر ثم عقیم
 ایک ایک دورہ مہینی کا سفر کرتا تھا اور احکام شریعت کو خوب ہی ضبط کیا انکو ہی دین کی قائم کرنی میں بڑی فضیلت حاصل ہوئی بہرہ انکی بعد
 تابعوا التابعین الذین ظہر فیہم الفقہاء المرجوع الیہم فی التوازل فوجدوا القرآن مجموعاً میسل و
 تابعینوں کی تابع پیدا ہوئی جنہیں فقہاء ظاہر ہوئے جنکی سامنے حواضات پیش کئی جاوین اور کو فرآن جمع کر دیا آسانی سی آہنہ آیا اور
 وجدوا الاحادیث قد احرزت وضبطت فتفقہوا فی القرآن والاحادیث علی مقتضى قواعد
 احادیث جمع اور ضبط کی ہوئی پائین سواد انہوں فی احکام موافق اقتضاء قواعد شریعت کی قرآن اور احادیث سی
 الشریعة واستنبطوا منہما احکاماً علی مقتضى الاصول وعینوا وجوه الدلالات ولیسروہا علی الناس
 استنباط کئی اور اصول کی موافق بہت احکام نکالی اور دالات کی طریق مقرر کئی اور کو اور لوگوں پر آسان کر دیا
 وانتظم الحال واستقر دین الامۃ المحمدیۃ بسببہم فحصل لہم فی اقامة هذا الدين خصوصیت
 اور انکی سبب سی حال مستقر اور دین امت محمدی کا درست ہو گیا ان صاحبوں کو ہی اس میں کی قیامت سی ایک خصوصیت حاصل ہوئی
 ایضا فلما مضوا بسبیلہم اتی من بعدہم فلم یجدوا وظیفۃ یقوم بہا بل وجدوا امر علی اکل الحلات
 جب یہ لوگ ہم گئے ہی تو انکی بعد کی خلقت پیدا ہوئی تو انکو ایسا کوئی وظیفہ نہ ملا جنکی درستی میں لگیں بلکہ انکو وہی کامل تر حالات بہرہ ملا
 فلم یبق لہ الا ان یحفظ ما استنبطوہ ویدنوا ولا یحصل لہ خیر الا بالتباعہم وتقلیدہم وبقائہ فی
 انکاست ہی کاری کہ جو پہل لوگ جو احکام وغیرہ نکال گئے ہیں اور کو یاد اور محفوظ رکھیں انکی حق میں بہتر یہ ہی ہی کہ انکی رستہ پر چلیں اور انکی منقلد اور انکی
 میزبانہم فان ظہر لہم فقہ غیر فقہہم فہم مردود علیہ الا ان یکون مالہم یقیم بیانہ فی زمانہم لا بالفعول
 دھن یہ قائم رہیں اگر کوئی حکم انکی احکام کی مخالف ظاہر کریں تو سب مردود ہی ان اگر ایسی حادشہ کا ہو کہ جسکا بیان انکی زمانہ میں نہیں ہوا نہ فعل سی اور
 لا بالقول غیر ینبغی لہ ان ینظر فیہ علی مقتضى قواعدہم فی الاحکام الثابت عنہم فاذا کان علی مقتضى
 انقل سی اب یہ صحیح ہی کہ اس حکم میں انکی قواعد کی موافق جو احکام میں ثابت کر گئے ہیں غور اور تامل کریں بہرہ اگر وہ حکم انکی

اصولهم يقبل عنه ولا فلا لان كل من اتى بعدهم يقول في بدعة انما مستحبة تشياني على ذلك دليل
 قاعده اوراصل کی موافق ہونو مقبول اور مستحب ہی اور نہیں تو نہیں اسلئے جو انکی بعد پیدا ہو گیا ہی بدعت کو مستحسن کہتا رہی یہہر دو سپر ایک دوسرے اور انکی
 خارج عن اصولهم فذلك غير مقبول منه لان التقليد والاقتداء بالغیر بمجرّد حسن الظن انما يجوز
 اصول سی مخالف قائم کردیتا ہی سو یہ دلیل اوکی مقبول نہیں ہی اسلئے کہ تقلید اور پیروی غیر کی صفت یک گان سی
 من كان مجتهدا عدلا لم يكن مقلدا لكن لما انقطع الاجتهاد منذ زمن صوبن مخصر طريق
 مجتہد عادل ہی کی جائز ہی مقلد کی جائز نہیں ہی لیکن چونکہ اجتہاد ایک مدت درازی نہیں ہی تو طریقہ
 معرفة مذهب المجتهد في نقل كتاب معتبر متداول بين العلماء من كان قادرا على استخراج
 مجتہد کی مذهب دریافت کر لیکر بواسطہ نقل معتبر کتاب کی ہی جو علماء میں مستعمل ہوتی رہی ہو ایسی کی فی حواشی استخراج پر قادر ہو
 واخبار عدل موثوقا به في علمه وعمله لمن لم يكن قادرا على استخراج العلم بكل كتاب
 یا بواسطہ بیان عادل کی ہی حکمی علم اور عمل پر اعتماد ہو یہہر ایسی کی واسطی جو قدرت استخراج کی نہ کہت ہو سو کتاب پر عمل جائز نہیں ہی
 اذ ظهر في هذا الزمان كتب جمعها ضعفاء الرجال من غير معرفة بحقيقة الحال ولا بقول كل عالم
 اسلئے کہ اس زمانہ میں بہت کتابیں ایسی ہیں کہ جو ضعیف لوگوں کی بدولت دریافت حقیقت حال کی جمع کیں ہیں اور نہ ہر عالم کی گہنی پر عمل جائز ہی
 اذ غلب الفسق في الناس بعد القرون الثلاثة والمستور في حكم الفاسق فلا بد من العدالة المرجحة
 اسلئے کہ بعد قرون ثلاثہ کی لوگوں میں فسق غالب ہو گیا ہی پس مرد مستور الحال ہی فاسق کی مثال ہی پس ضروری کہ عدالت صدق کو غالب کرے
 لجانب الصدق ثم ههنا قاعدة مقررة لا بد من معرفتها وهي ان المسئلة الفقهية اذا نقلت
 موجود ہو یہہر بیان ایک قاعده ظہر ہو ای اور اسکی دریافت کرنا ضروری وہ یہہر کی کوئی مسئلہ فقہی اگر نقل کیا جاوی
 ينبغي ان ينظر فيها فان كان ماخذها معلوما مشهورا من الكتاب والسنة والاجماع فلا نزاع
 تو اوسمیں نظر کرنی چاہی یہہر اگر اوسکا اصل اور ماخذ معلوم اور مشہور ہو کتاب اور سنت اور اجماع سی تو اوسمیں کسیکو
 فيها لاحد وان لم يكن ماخذها معلوما بل كانت جهلادية فان كان ناقلها مجتهدا يلزم على من
 کچھ خلاف نہیں ہی اور اگر اوسکا ماخذ معلوم نہیں ہی بلکہ وہ مسئلہ اجتہادی ہو یہہر اگر اوسکا ناقل مجتہد ہی تو مقلد پر لازم ہی
 كان مقلدا ان يتبعه ولا يلزم عليه ان يطلب منه دليلا لان كلام المجتهد دليل له وان لم يكن
 کہ اوسکا اتباع کری اور دلیل طلب کرنی لازم نہیں ہی اس لئے کہ مجتہد کا قول ہی اوسکی دلیل ہی اور اگر
 ناقلها مجتهدا بل كان مقلدا فان نقلها من المجتهد فثبت نقلها منه يلزم الاتباع فيها ايضا
 اوسکا ناقل مجتہد نہیں بلکہ مقلد ہی یہہر اگر اوسکی کسی مجتہد سی نقل کیا ہی اور نقل ہی ثابت کردی تو اوسمیں یہی اتباع لازم ہی
 وان لم ينقلها من المجتهد بل نقلها من قبل نفسه او من مقلد اخر او اطلق فان بين فيها دليلا شرعا
 اور اگر مجتہد سی نقل نہیں کیا بلکہ اپنی طرف سی نقل کیا ہی یا اور مقلد سی نقل کیا ہی یا نام کسیکا نہیں لیا یہہر اگر اوسمیں کوئی دلیل شرعی
 فلا كلام فيها حينئذ وان لم يكن ينظر ان كان كلامه موافقا لاصول والكتب المعتمدة ولم يكن فيها خلاف
 بیان کی ہی تو اوسمیں اب یہی کچھ کلام نہیں ہی اور اگر دلیل نہیں بیان کی تو اوسمیں تامل کیا چاہی اگر اوسکی کلام اصول اور کتب معتبرہ سی مطابق ہی اور اوسمیں خلاف ہی نہیں ہی
 يجوز العمل بها لكن ينبغي للعامل بها ان لا يقف في مقام تقليد بل يطلب منه دليلا على ما نقل وان كان
 سو اسپر ہی عمل جائز ہی لیکن عمل کرنیوالی کو چاہی کہ صرف تقلید پر نہ جاوی بلکہ اوس منقول پر دس ہی دلیل طلب کری اور اگر
 كلامه مخالفا لاصول والكتب المعتمدة فلا يلتفت اليه اصلا اذ قد صرح العلماء بان ما لا يعلم
 اوسکی کلام اصول اور کتب معتبرہ سی مخالف ہو تو اوس طرف کچھ توجہ نہیں ہی اسلئے کہ علماء صاف کہہ چکی ہیں جس مسئلہ کی حجت معلوم نہ

صحته لا يصح اتباعه وأن لم يعلم بطلانه فضلا عما علم بطلانه المجلس التاسع عشر

بيان بدعية صلوة النوافل بالجماعة كالركائب وغيرها قال رسول الله صلى الله عليه وسلم

لا يصح له وبسلم في خطبة يوم النحر في حجة الوداع أن الزمان قد استدار كهيئته يوم خلق السموات والأرض السنة اثنا عشر شهرا منها أربعة حرم ثلاث متواليات ذو القعدة وذو الحجة والمحرم ورجب

مضر فرد الذي بين جادى وشعبان هذا الحديث من صحيح المصابيح رواه أبو بكر ومعه أن الزمان

الذي انقسم إلى الشهور والأعوام عاد إلى ما كان عليه ورجعت السنة إلى أصل الحساب الذي اختار

الله تعالى يوم خلق السموات والأرض عاد إلى ذي الحجة بعد ما كان أهل الجاهلية أزالوه من محله

بالنسي الذي أحدثوه وهو النسي الذي ذكره الله تعالى في كتابه وقال إنما النسي زيادة في التكفر

ومعناه تأخير تحريم شهر إلى شهر آخر فأنهم في الجاهلية كانوا يعظمون شهر الحرام وراثته من إبراهيم

واسماعيل عليهما السلام وكانوا يحرمون فيها القتال حتى أحدثوا النسي فغيروا التحريم لأنهم ليسبب كون

عامة معاشهم من الغارة كانوا أصحاب حروب وغارات فاذا جاء شهر حرام وسبب في حرب كان يشق عليهم

ترك الحرب فيحلون به ويحرمون مكانه شهر آخر حتى رخصوا خصوص الشهر واعتبروا مجرد العدد وربما

نزلوا في عدد شهور السنة وجعلوها ثلاثة عشر وأربعة عشر بنسبهم لهم الوقت ولذلك ورد التنصيص

على العدد في الحديث فأنه عليه السلام بين فيه أن السنة اثنا عشر شهرا وانها في شرعه مقدرة

بغير بيان كما

بغير القدر لا يسير اثنا عشر كما يفعله أهل الكتاب ومن هذه الأشهر القمرية أربعة حرم ثلاث منها متواليات

وهي ذو القعدة وذو الحجة والمحرم وواحده فرد وهو رجب وإنما أضيف إلى مضر في الحديث لأن قبيلة

بعض خلى

بعض خلى

بعض خلى

بعض خلى

كانت تزيد في تعظيمه واحترامه ولذلك نسب اليهم وقد كان فيه لاهل الجاهلية احكام منها
 اسهل تعظيم اورسرت بهت كرتاها اسهيدى او كى طرت منسوب هو كليا اس هين من اهل جاهليت كى بهت احكام تى ايك بهت حكمتا

انهم كانوا يحرمون فيه القتال على ما سبق وكان تحريمه جازيا في ابتداء الاسلام واختلف
 كراسمين جنگ وجدال كو حرام جانتى تى چنانچه او بر گزرا اور بهت تحريم ابتداء اسلام مين بهى جارى تى اور اسكى قايم بهى مين علما كو السلام

العلماء في بقاءه فذهب الجمهور الى نسخه واستدلوا عليه بان الصحابة اشتغلوا بعد النبي
 اختلاف هى جمهور كى نزديك منسوخ هى اس دليل سى كه صحابه رضى الله عنه بعد نبى عليه السلام كى فتح بلاد مين مشغول بهى

بفتح البلاد ومواصلة القتال والجهاد فلم ينقل عن احد منهم انه توقف على القتال في شيء من الاشهر
 اور قتال اور جدال برابر كرتى بهى كسى بهى بهت منقول نهين هوا كه اشهر حرام مين سى كسى بهى مين جنگ مين توقف كيا هو

الحرام وهذا يدل على اجماعهم على نسخه ومنها انهم كانوا في الجاهلية يذبحون فيه ذبيحة يسمى
 بهت دلالت كرتا هى كه بالا جماع تحريم منسوخ هوئى اور ايك بهت حكمتا كه كفار جاهليت مين اسمين قرآن كى ذبح كرتى تى اسكانام عنيره مكه چو كرتاها

عتيمة واختلف العلماء في حكمها بعد الاسلام فالأكثر على ان الاسلام ابطلها لما ثبت في
 او كى حكم مين بهى بعد اسلام كى علما كى اختلاف كيا هى اكثر علما كا بهت قول هى كه اسلام كى اسكو باطل كر ديا چنانچه

الصحيحين عن ابي هريرة انه عليه السلام قال لا فرع ولا عتيمة والفرع بفختين اول ولد تلده لثا
 صحيحين مين ابو هريره كى روايت سى ثابت هى كه آپ كى فرمايا نه فرع هى اور نه عتيمة اور فرع ساته ذير فاورا كى پہلا كچ جواد تى جنى

وكان اهل الجاهلية يذبحونه لاهتهم في الجاهلية ويتبركون به والعتيمة ذبيحة كانت تذبح
 اور اهل جاهليت اسكو اپنى بهون كى نام پر بركت كى واسطى جاهليت مين ذبح كيا كرتى تى اور عتيمة ايك قرآن كى تى

في العشر الاول من رجب وتسمى حبية وكان يتقرب بها اهل الجاهلية في الجاهلية واهل الاسلام
 جو رجب كى پہلى دى مين ذبح كرتى تى كسانام رجب بهت اهل جاهليت مين اسكو تواب جانتى تى اور اهل اسلام بهى

في صدر الاسلام ثم نسخت بحديث لا فرع ولا عتيمة وقد روى عن الحسن انه قال ليس في الاسلام
 ابتداء اسلام مين بهت اس حديث سى لا فرع ولا عتيمة منسوخ اور حسن سى روايت هى كه آپ كى فرمايا اسلام مين عتيمة نهين هى

عتيمة وانما كانت العتيمة في الجاهلية كان احدهم يصوم رجب ويعتريه وشبه الذبح فيه
 عتيمة جاهليت مين تها بعضا اونين سى رجب مين روزه ركننا اور عتيمة ذبح كرتا اور رجب مين ذبح كرتا كو تشبيه كرتا هى

باتخاذهم موسما وعيدا وروى عن طاؤس انه قال لا يتخذوا شهرا عيدا ولا يوما عيدا واصل هذا
 كه گو با موسم اور عييد بنایا هى اور طاؤس سى روايت هى كه آپ كى فرمايا مت بنا وكسى هيننه كو عييد اور نه كسى دن كو عييد اور اسكى اصل بهت هى

ان المسلمين لا يجوز لهم ان يتخذوا وقتا من الاوقات عيدا الا ما جاءت الشريعة باتخاذها عيدا
 كه مسلمانان كو جائز نهين هى كه كسى وقت كو وقتون مين سى عييد طرالن سوا او كى جو شريعت مين عييد طر چكا هى يعنى هر هفته مين

وهو في الاسبوع يوم الجمعة وفي العام يوم الفطر ويوم الاضحى وايام التشريق وامامنا اهل ذلك
 جمعه كادن اور هر سال مين دن عييد الفطر كا اور دن بقرة عييد كا اور ايام تشريق كى اور جوان دنون سى سوا مين

فانخذ عيدا وموسما بدعة لا اضله في الشريعة المحمدية بل من اعياد المشركين وقد كانت لهم
 سوا انكا عييد اور موسم طرانا بدعت هى شريعت محمد كى مين او كى كچه اصل نهين هى بلكه مشركون كى عييد هى اور مشركون كى

اعیاد منانية واعياد مكانية فلما جاء الاسلام ابطلها الله تعالى وعوض عن اعيادهم الزكاة
 بهت عييد مين نهين زمانى بهى اور عييد مين مكانى بهى هر رجب اسلام آيا توا الله تعالى كى سب باطل كر دى اور عوض مين او كى زمانى عييد كى

عید الفطر وعید الفروا یا م التشریق ومن اعیادهم المکانیة الکعبة و عرفات والنی والمزدلفة

عید الفطر اور بقدر عید اور ایام تشریق مقرر کردی اور اونکی مکانے عید کی بدلہ کعبہ اور عرفات اور منی اور مزدلفہ ٹھہرا دیا

ولیس من هذه المواسم موسم ولا من هذه الا ما کن مکان الا وفيه لله تعالی وظیفه من وظائف

اور ان موسموں میں سے نہ کوئی موسم اور نہ ان مکانوں میں کوئی ایسا مکان کہ جسیں وظیفہ الہی اور وظیفہ طاعت مقرر نہ ہو

طاعاته یتقرب بها الیہ وظیفه من لطائف نفحاته یصیب بها من یشاء من عباده بفضلہ و

کہ سبب ہو تقرب کا طرف اللہ تعالیٰ کی اور لطیفہ ہو لطائف خوشبو سی دیوی جسکو چاہی اپنی بندوں میں سے اپنی فضل اور

مرحمته فالسعيد من اغتم هذه المواسم والا ما کن وتقرب فیها الی مولاه باشرع فیها من وظائف

رحمت سی پس نیک بخت وہ شخص ہی جو غنیمت جانی ان موسموں اور مکانوں کو اور تقرب حاصل کری اپنی مولاسی بوسیلا ان وظیفوں

الطاعات حتی یصیبہ نفحة من تلك النفحات ویا من بها من عذاب النار وما فیها من النفحات

طاعات کی جو ان موسموں اور مکانوں میں مشروح ہوئی ہیں یہاں تک کہ ایک لپٹ اس خوشبو کی حاصل ہو اور اسکی سبب سی آگ کہ عذاب سی اور جو اسکی اندر صدمات ہیں بھی اور

اما الصوم فیه فقد ورد فیہ احادیث من جملتها ما رواه الیهی فی شعب الایمان عن انس انه علی السلام

رجب میں روزہ کہ بہت حدیثیں آئی ہیں اونہیں سی ایک حدیث ہی جو بیہقی فی شعب الایمان میں انس سی روایت کی ہے کہ آپ کی فرمایا

قال فی الجنة نهر یقال لہا رجب اشد بياضاً من اللبن واحلی من العسل من صام یوماً من رجب

جنت کی اندر ایک نہر ہی اوسکا نام رجب ہی دو دروازہ سپید اور شہد سی زیادہ شیریں جو شخص روزہ رجب میں کسی دن روزہ رکھتا ہے

یوماً من رجب اشد بياضاً من اللبن واحلی من العسل من صام یوماً من رجب

یومہ من رجب اشد بياضاً من اللبن واحلی من العسل من صام یوماً من رجب

یومہ من رجب اشد بياضاً من اللبن واحلی من العسل من صام یوماً من رجب

یومہ من رجب اشد بياضاً من اللبن واحلی من العسل من صام یوماً من رجب

یومہ من رجب اشد بياضاً من اللبن واحلی من العسل من صام یوماً من رجب

یومہ من رجب اشد بياضاً من اللبن واحلی من العسل من صام یوماً من رجب

یومہ من رجب اشد بياضاً من اللبن واحلی من العسل من صام یوماً من رجب

یومہ من رجب اشد بياضاً من اللبن واحلی من العسل من صام یوماً من رجب

یومہ من رجب اشد بياضاً من اللبن واحلی من العسل من صام یوماً من رجب

یومہ من رجب اشد بياضاً من اللبن واحلی من العسل من صام یوماً من رجب

یومہ من رجب اشد بياضاً من اللبن واحلی من العسل من صام یوماً من رجب

یومہ من رجب اشد بياضاً من اللبن واحلی من العسل من صام یوماً من رجب

یومہ من رجب اشد بياضاً من اللبن واحلی من العسل من صام یوماً من رجب

یومہ من رجب اشد بياضاً من اللبن واحلی من العسل من صام یوماً من رجب

یومہ من رجب اشد بياضاً من اللبن واحلی من العسل من صام یوماً من رجب

یومہ من رجب اشد بياضاً من اللبن واحلی من العسل من صام یوماً من رجب

یومہ من رجب اشد بياضاً من اللبن واحلی من العسل من صام یوماً من رجب

یومہ من رجب اشد بياضاً من اللبن واحلی من العسل من صام یوماً من رجب

یومہ من رجب اشد بياضاً من اللبن واحلی من العسل من صام یوماً من رجب

یومہ من رجب اشد بياضاً من اللبن واحلی من العسل من صام یوماً من رجب

یومہ من رجب اشد بياضاً من اللبن واحلی من العسل من صام یوماً من رجب

یومہ من رجب اشد بياضاً من اللبن واحلی من العسل من صام یوماً من رجب

یومہ من رجب اشد بياضاً من اللبن واحلی من العسل من صام یوماً من رجب

یومہ من رجب اشد بياضاً من اللبن واحلی من العسل من صام یوماً من رجب

یومہ من رجب اشد بياضاً من اللبن واحلی من العسل من صام یوماً من رجب

یومہ من رجب اشد بياضاً من اللبن واحلی من العسل من صام یوماً من رجب

المأزوی انه علیه الصلوة والسلام قال وایا کم ومحدثات الامور فان کل محدث بدعة وكل بدعة ضلالة

اسواسطی کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم فی فرمایا ہی پہنچتی رہو نئی نئی باتوں سی کیونکہ ہر محدث یعنی نو ایجاد بدعت ہی اور ہر بدعت گمراہی ہی

وفی حدیث اخر انه علیه السلام قال شر الامور محدثاتها وكل محدث بدعة وكل بدعة ضلالة

اور ایک اور حدیث میں ہی کہ آپ فی فرمایا سب کاموں میں بدتر نو ایجاد ہیں اور ہر محدث بدعت ہی اور ہر بدعت گمراہی ہی اب

من هذين الحديثين يدل على كون تلك الصلوة في هذه الليلة بدعة وضلالة لكونها من محدثات

یہ دونو حدیثین دلالت کرتی ہیں کہ یہ نماز اس رات میں بدعت اور گمراہی ہی اسواسطی کہ نو ایجاد ہی

الامور لعدم وقوعها في عصر الصحابة والتابعين ولا في عهد الامم المجتهدين بل حدثت بعد

نہ صحابہ کی عہد میں تھی اور نہ تابعین کی زمانہ میں اور نہ ائمہ مجتہدین کی وقت میں بلکہ بحیرت نبوی کا ن

المائة الرابعة من الهجرة النبوية ولذلك لم يعرفها المتقدمون ولم يتكلموا فيها وقد ذهبا العلماء من اعيا

جو تہ صدقہ کی بعد پیدا ہوئی ہی اسہی لی مقدم میں اسکو نہیں جانتی تھی اور نہ اسمیں کچھ کلام کی ہی اور عمدہ علماء

المتأخرين وصرحوا بانہ بدعة قبيحة مشقة على منكرات وقالوا الاحاديث الواردة فيها موضوعة

متاخرین فی اسکی برائی میزان کی اور صراحت کیا ہی کہ یہ نماز بدعت قبیحہ ہی اسمیں کئی منکرات ہیں اور کہا ہی کہ تمام حدیثیں اس باب کی وضعی ہیں

والمتم بوضعها انهم بعد هذا التصريح لا اعتداد بكونها مذکور في بعض الكتب والرسائل لاننا نعرف

اور انکا واضع ابن جهم کو کہتے ہیں اور جب علماء یہ تصریح کر چکی تو یہ اسکا کیا اعتبار ہی کہ بعضی کتابوں اور رسالوں میں مذکور ہی اسواسطی کہ ہمکو

الدين وحصول الثواب والعقاب من الشارح لعدم استقلال العقل فيه فتلك الصلوة في هذه الليلة

دین اور حصول ثواب اور عقاب کا شارح سی معلوم ہوا ہی کیونکہ عقل اسباب میں مستقل نہیں ہی پس یہ نماز اس رات میں

لم يصنعها النبي عليه السلام ولا احد من الصحابة ولم يثبت عليها فلا يحصل فيها الثواب بل يكون فعلها

نہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ کسی فی اصحاب میں ہی اور نہ کسی اور کو تعلیم کی پس اسمیں ثواب نہیں حاصل ہوگا بلکہ اسکا پڑھنا

عبثا يخشى منه العقاب كما قال صاحب مجمع البحرين في شرحه ان رجلا يوم العيد في الجبابة امراد

عبث ہوگا اسمیں اندیشہ عقاب کا ہی چنانچہ صاحب مجمع البحرين اپنی شرح میں کہتا ہی کہ ایک شخص فی عید کی دن عید گاہ میں

ان يصلي في الجبابة العبد فنهاه على فقال الرجل يا امير المؤمنين اني اعلم ان الله تعالى لا يعذب على الصلوة

دو گنا نہ عید الفطر سی پہلی نماز پڑھنے کا ارادہ کیا اسواسطی حضرت علی فی منع کیا اس شخص فی کہایا امیر المؤمنین میں خوب جانتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نماز پڑھنے پر عذاب

فقال علي واني اعلم ان الله تعالى لا يثيب على فعل حتى يفعل رسول الله صلى الله عليه وسلم او يحث عليه

پس علی فی کہتا میں یہ خوب جانتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کسی کام پر ثواب نہیں دیتا جب تک کہ اسکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عمل میں نہ لائیں یا اور کو تعلیم کریں

فيكون صلاته عبثا والعبث حرام فلعنه تعالى يعذبك به ويحلف لك لرسوله وقال ابن همام

اب تیری نماز عبث ہی اور عبث حرام ہی ایشایہ کہ اللہ تعالیٰ اس نماز پر تجھکو عذاب دی اور تیری اس مخالفت پر ای رسول ہی ابن الہمام کہتا ہے جو عبادت

تردد من العبادات بين الواجب والبدعة ياتي به احتياط وا تردد بين السنة والبدعة يتركه لان

مشکوہ ہو درمیان واجب اور بدعت کی تواضع واسطی احتیاط کی ادائیگی اور جو عبادت مشکوک ہو درمیان سنت اور بدعت کی تواضع کو ترک کرنا مشکوک

البدعة لانهم وادله السنة غير لازم فتلك الصلوة مما تردد بين ما دون السنة والبدعة فتعين تركها ولا

بدعت کا توہر ہی اور اداسنت کا ہرگز نہیں ہی اب یہ نماز یعنی صلوة الرغائب ایسی ہی جو مشکوک ہی درمیان بین کفر کی سنت نہ اور بدعت نہ اسواسطی کہ

يجل احد فعلها لا منفردا ولا جماعة لان الجماعة فيها بدعة ايضا اذ ادنى مرتبة الجماعة

چاہی کیو اسکا پڑھنا کلا نہیں ہی نہ ایک ہی اور نہ جماعت سی اسواسطی کہ اسمیں جماعت ہی بدعت ہی اسلی کہ اتحاد فی رتبہ یہ ہی کہ نقل ہو اور کتب معتبرہ میں

فی الكتب المتبعة كالکافی وغیره ان الفقهاء اتفقوا علی کراهة الجماعة فی النوافل عند التراويح والکسوف والخسوف
 جیسی کافی وغیره صاف مذکور ہی کہ فقہاء بالاتفاق قائل ہیں کہ سوای تراویح اور صلوة کسوف اور خسوف
 والاستسقاء اذا کان سبب الامام اربعة وقالوا ان التطوع بالجماعة انما یکرة اذا کان علی سبیل التداخی بان
 اور استسقاء کی غفلت کی غرض سے ہی اگر سوای امام کی چار آدمی ہوجاویں اور کہتی ہیں کہ نوافل جماعت ہی جب مکروہ ہیں کہ وہ جماعت بطور اجتماع کی ہو ایسا
 یجتمہ جماعت فوق الثلثة ویقتدر ابواحد واما الواقدی واحد واثنتان بواحد لیکرة وفي الثلثة اختلاف
 کہ تین ہی زیادہ جمع ہو کر ایک امام کر لیں اور اگر ایک مقتدی ایک امام ہو یا دو مقتدی ایک امام ہو تو مکروہ نہیں ہی اور تین مقتدی ہو تو تیسین اختلاف ہی
 فی اربعة یکره اتفاقا وقد ثبت فی الاصول ان لاداء بالجماعة فیما شرعت فیہ الجماعة کالمکتوبات والجمعة و
 اور چار مقتدی ہوں تو بالاتفاق مکروہ ہی اور اصول میں ثابت ہو چکا ہی کہ اگر کرتا نماز کا جماعت ہی جن نمازوں میں جماعت جائز ہی جیسی نماز یسبغکمانہ اور نماز
 العیدین والتراویح والوتر فی رمضان اداء کامل و فی غیرہا عیب نقصان بمنزلة الاصبغ الزائدة وتلك الصلوة
 اور عیدین اور تراویح اور رمضان میں وتر یہہ اداء کامل ہی اور انسی سوا اور نمازین جماعت ہی حیدر اور ناقص ہیں جیسی چہٹی اونگی اور یہہ نماز
 لیست منها فتكون الجماعة فیہا عیثا ونقصانا ولو بعد المند لان التنفل بالجماعة مکروہ ومعصیة والنذر
 اول نمازوں میں داخل نہیں ہی پس جماعت اس نماز کی عیب اور نقصان ہی اگرچہ منتهی مافی ہو اسلئے کہ نقیلین جماعت ہی مکروہ اور گناہ ہی اور منت کرنی
 بالمعصیة لا یجوز ولا یلزم الوفاء به لما ثبت فی صحیح البخاری عن عائشة انه علیه السلام قال من نذر
 گناہ کی جائز نہیں ہی اور اسکا پورا کرنا ہی لازم نہیں ہی اسلئے کہ صحیح بخاری میں حضرت عائشہ سی روایت ہی کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم فیما جسی طاعت
 ان یطیع الله وامن نذر ان یعصی الله فلا یعصه فهدی الحديث يدل علی ان النذر انما یجب الوفاء به اذا
 الہی کی منت مافی ہو لازم ہی کہ پوری کری اور جسی معصیت کی منت مافی معصیت اگر پوری نہ کری تو یہ حدیث اس پر دلالت کرتی ہی کہ نذر جب ہی پوری کرنی واجب ہوتا ہی کہ
 کان فی طاعة الله تعالى ولم یرد بطاعة الله ههنا فالیس بواجب ولا معصیة لان النذر مفہوم الشرعی یجب
 طاعت الہی کی جو اور مرد طاعت سی اسباب میں وہ ہی جو واجب نہ ہو اور نہ معصیت ہو اسلئے کہ شرع میں نذر کی معنی واجب کر لینا
 المباح فلا یبغ فی الواجب ولا فی المعصیة بل ان وقع فی المعصیة یجزم الوفاء به ویلزم الکفارة كما فی الیمین
 مباح کہ پس امر واجب اور گناہ میں نذر ذمہ پر نہیں آتی بلکہ اگر معصیت کی نذر مافی تو اسکا پورا کرنا حرام ہی اور کفارہ لازم ہوجاتا ہی جیسی قسم میں
 لان حکمہ حکم الیمین عند کثیر من العلماء منهم ابو حنیفة واصحابہ وحجتہم ما روی عن عائشة انه
 اسلئے کہ نذر او قسم کا اکثر علماء کی نزدیک ایک حکم ہی امام ابو حنیفہ اور انکی پیاروں کا یہی مذہب ہی اور دلیل انکی وہ ہی حدیث ہی عائشہ کی روایت سی
 علیه السلام قال لا نذر فی معصیة وکفارتہ کفارة یمین وفي حدیث اخر رواہ ابن عباس انه علیه السلام
 کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم فیما یانہیں ہی نذر معصیت میں اور اسکا کفارہ مانند کفارہ قسم کی ہی اور ایک اور حدیث میں ابن عباس کی روایت سی ہی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم
 قامن نذر نذر فی معصیة فکفارتہ کفارة یمین فان قيل صلوة التسمیة اصلها ثابت عن النبی علیہ
 جسی کہ کوئی منت مافی تو اسکا کفارہ کفارہ قسم کا سا ہی اگر کوئی پوجی صلوة التسمیہ کی اصل کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہی ثابت ہی
 فهل یجوز اذائها بالجماعة بعد المند فی هذه الليلة قال الجواب بان الجماعة فی النوافل لما كانت مکروہہ کراهة تحریم
 پس اسکا ہی جماعت ہی ادا کرنا منت کی بعد اسی رات میں جائز ہی یا نہیں اسکا جواب یہہ ہی جب غفلت میں جماعت مکروہ تحریمی ٹہری
 لکنها بدیعیۃ کان التذبیہا مکروہا ایضا فلا یجوز ارتکابہ لاسیما مع وجود تخصیص الوقت بل تجب علی الخلق
 سبب بدعت ہونی کی تو اسکی نذر ہی مکروہ ہی تو اب اسطور پر ادا کرنا جائز نہیں ہی خاص الی حال میں کہ وقت ہی خاص کر رہا ہو بلکہ خلق کی ذمہ
 اتباع الحق وان لم یدر کوما فیہ من المصالح والاحترار عن البدع والمحدثات وان لم یفہموا ما فیہا من المفاسد
 اتباع حق کا وجوب اگرچہ اسکی خوبولسی واقف نہ ہوں اور بدعت اور محدثات سی احتراز کرنا واجب ہی اگرچہ اسکی مفاسد کو نہ سمجھتی ہوں

فان مفاسدها كثيرة من جملة ما أحدث من الاعمال في يوم من الايام وفي ليلة من الليالي
 کیونکہ اسکی مفاسد بہت ہیں چنانچہ انہیں میں سے ایک یہ ہے کہ ہر بدعت عملی شخص کسی دن میں تمام ایام میں سے ایک کسی رات میں تمام راتوں میں سے
 لا بد ان یکن من یعمل بہ معتقد ان ذلك اليوم افضل من سائر الايام والعمل فيه افضل من العمل في سائر
 ضرورتوں کی عمل کرنا ایسا کہ یہ عقیدہ ہوگا کہ یہ دن تمام دنوں میں افضل ہے اور اس دن میں عمل تمام اعمال میں جو اور دنوں میں ہوا افضل ہے

الا یام وان تلك الليلة افضل من سائر الليالي والعمل فيها افضل من العمل في سائر الايام والاعتقاد في قلبه لها اقدم تخصيص
 اور یہ بات تمام راتوں میں افضل ہے اور اس رات میں عمل اور راتوں کی اعمال میں افضل ہے اسلئے کہ اگر یہ عقیدہ ہو کہ ایک دن ہوتا تو کوئی روزہ اور ایک خاص
 ذلك اليوم بصيام وتلك الليلة بقيام لان النبي صلى الله عليه وسلم في ذلك لم يكن على وجه التخصيص
 کرتا اور کیوں اور رات کا جانا خاص کرنا اسلئے کہ منہ کیا ہی نہیں صلی اللہ علیہ وسلم نے خاص کر لینا بعض وقت کا واسطی نماز کی باروزہ کی اور گزشتہ اور نماز کی خصوصیت کی ساتھ

كما رى عن ابي هريرة انه عليه الصلوة والسجدة قال لا تخصو ليلة الجمعة بقيام من بين الليالي ولا تخصو
 اسلئے کہ روایت ہے ابو ہریرہ سے کہ فرمایا نبی علیہ السلام فی
 يوم الجمعة من بين الايام الا ان يكون في صوم يصومه احدكم فعلم من هذا ان الفساد انما نشأ من تخصيص
 روز جمعہ کو واسطی روزہ کی تمام دنوں میں سے کسی مت خاص کرنا جو کہ اگر نماز ہو اس میں معلوم ہوا کہ یہ فساد اس میں پیدا ہوا کہ خاص کیا

ما لا اختصاص له في الشرع وهذا المعنى موجود فيما نحن فيه لان الناس انما يخصون تلك الليلة بما
 ایسی وقت کو جسکی شرع میں کچھ خصوصیت نہیں ہے اور یہی ہی خصوصیت جس کا زمین ہم بحث کرتے ہیں موجود ہے یعنی رغبہ اسلئے کہ اس شب کو اس نماز کی واسطی
 يفعلونه فيها لا لاعتقاده ان فيها افضل فصيلة نرائدة على ما يفعل في غيرها فلما لم يكن فيه فضل جعلوا
 اس میں اعتقاد ہی خاص کرتے ہیں کہ جو عبادت یا نماز اس رات میں ادا ہوگی او کو بڑی فضیلت ہے اور عبادت یا نماز اور راتوں میں ادا ہوا اور اس میں کچھ خصوصیت
 عن التخصيص اذ لا يثبت التخصيص الا عن اعتقاد الاختصاص فمن قال اعتقادي ان الصلوة في تلك
 تو خصوصیت سے منع کر دیا اسلئے کہ خصوصیت خصوصیت کی اعتقاد سے پیدا ہوتی ہے اب جو شخص کہی کہ میری اعتقاد میں اس رات میں نماز

الليلة والصوم في ذلك اليوم كما في غيرها ومع ذلك اني اخصها بالصوم والصلوة فلا بد ان يكون باعثة
 اور اس دین روزہ ایسا ہی جیسی اور رات دنوں میں پہر ہی مینی اون دنوں کو واسطی روزہ اور نماز کی خاص کر کہا ہی ہے ضروری اسکا باعث
 اما موافقة اهل الدنيا لحاجته عندهم وخوف اللوم واتباع العادة او تحذرك وفساد الكل ظاهر لان كل
 یا اہل دنیا کی موافقت ہوگی اور کسی کا برائی کی لٹی یا اندیشہ طعنہ زنی کا یا پیروی عادت کی یا ایسا ہی کوئی اور امر ہوگا اور ان سب باتوں کا فساد ظاہر ہے
 رياء والرياء بالعبادة حرام مع ان من يعمل بها هو بدعة مع اعتقاده انه غير مشروع في الدين يكون فاسقا
 ریاہ کی باتیں ہیں اور عبادت میں ریا کرنا ہی اور یہی ہے کہ بدعت کا عمل کرنا لا اس اعتقاد سے کہ یہ عبادت دین کی اندر جائز نہیں ہے فاسق

غير مبتدع وان عمل به مع اعتقاده انه مشروع في الدين يكون فاسقا ومبتدعا فكثير من اهل الزمان جعلوا
 غیر مبتدع ہوتا ہی اور اگر عمل کریں اس اعتقاد سے کہ یہ دین کی اندر جائز ہے تو فاسق اور بدعتی ہوتا ہی پس اس زمانہ کی اکثر آدمی یہ نماز

تلك الصلوة في هذه الليلة بحجم كثير مع اعتقادهم انها مشروعة في الدين فيلزم ان يكونوا يفعلون هذا فاسقا
 اس شب میں بڑی بڑی جماعت سے ادا کرتے ہیں اس اعتقاد سے کہ دین کی اندر جائز ہے اب لازم آتا ہی کہ وہ لوگ اس نماز پر بھی ہی فاسق

مبتدع عن اصولهم البدعة مع اعتقادهم انها عبادات مشروعة في الدين وقد كان من عاداتهم اذا انكروا عليهم
 اور بدعتی ہوتا اس بدعت کی عمل کرنے پر اس اعتقاد سے کہ یہ عبادت دین کی اندر جائز ہے اور ان کی یہ عادت بڑی ہوئی ہے کہ جب او کو منع کریں

ان يقولوا هذا خير من الاشتغال بالمعاصي في مثل هذه الليلة فان هؤلاء المساكين لو تاملوا ما اصابوا لافساد
 تو کہیں کہیں ہیں یہ عبادت ایسی رات میں گناہ کرنے سے تو بہتر نہیں بیشک یہ مساکین اگر تامل کر کر انصاف کرتے

نوافل عبادت ہی

نعم

اس اعتبار سے

لوجود هذا العمل اشد ضررا من فعل المعاصي لان من يفعل المعاصي يعلم حرمته ما فعل فمن يستغفر عنه
تجاني كما يسهل على معاصي ضررين تحت نزع السواطلي كما جوتخص كناه كرتاي توجا تناي كه مجبسي كناه واقع هو نو اكثر اس سي توبه كر كر مغفرت انگنا هي
ويعدم عليه ويحصل له الذلة والاكسار بخلاف هؤلاء فانهم باعترافهم انها قربة وعبادة مشروعة
اورا سبب شرمند هوتاي اورا سكو ذلت اورا اكسار حاصل هوتاي برخلاف اس گروه كي يسه گروه اس اعتقاد كي سبب كه يسه ثواب اورا عبادت مشروعه هي
في الدين لا يستغفرون منها ولا يندمون عليها بل يحصل لهم المباهاة والافتخار وهذا ما يذكر عن ابليس
دين من نه تو استغفار كر كي دين اورنه اسبب شرمند هوتي دين بلكو او نكو اورناز اورا افتخار حاصل هوتاي يسه هي جو ابليس كي كاهيت كر كي دين
انه قال قصمت ظهور بني ادم بالمعاصي ولا وراز وقصموا ظهري بالتوبة والاستغفار فاحشيت لهم
كه كهتاي ميني بني آدم كي يست معاصي اور كناه كي بوجهي تو طري اور بني آدم في ميري بيشت توبه اورا استغفاري تو طري ميني او كي لئ
ذنوبا لا يستغفرون منها ولا يتوبون عنها وهي البدعة في صورة العباداة ولذلك قيل البدعة شر من الفسق
اي كناه بخير كر كي دين كه ترا وني استغفار كر دين اورنه او نسي نو سكر دين بعني بدعتين ظاهر من عبادت اسهي لئ كهتي دين كه بدعت فسق سي بدتر هي
فان من يفعل البدعة يزعم انه في طاعة وعبادة فيكون شاقا لله تعالى ولرسوله لا يستحسنه ما كرهه
كيونكه بدعتي ابني تيس طاعت اور عبادت من مصروف جانتاي سويبه الله تعالى پر اورا سكي رسول پر دشوار گذرتاي كيونكه يهنيك سمجنتاي چكو
الشرع ولفظي به هو الاحداث في الدين فانه تعالى قد شرع لعبادة من العبادات ما فيه كفاية طهراكل
شرع في يرا جانا وشرع به بدعت دين كي باب دين بيتك الله تعالى مقرر كر چكا هي ايبي بدون كي لئ اتني عبادات جنهن انكو كفايت هي اورا كل كر چكا
دينهم وانهم عليهم نعمته كما حبره في كتابه اليوم اكملت لكم دينكم وانكملت عليكم نعمتي فالزبيدة
او نكل دين اورا بدوي كر چكا هي او شرع نعت جانتاي كتاب دين اسكي خبر دي هي آج كامل كيا ميني واسطي تنهاي دين عبادا اورا بدوي كر چكا ايبي نعمت پس كامل پر
على الكمال نقصان واختلال وليس لاحد ان يقول تلك الصلوة وان كانت بدعة الا ان فيها الاذكار وقراءة
كچه زياده كرنا نقصان هوتاي اور عيب اور نهين هوتا كر كي يسه هي عازا كر چه بدعتي براس مازين الله كا ذكر هي اور قرآن كي
القرآن فيرجي الثواب في مقابلة تلك الاذكار والقراءة اذ يقال ان تلك الصلوة لما كانت بدعة وضلا كما الاذكار والقراءة
تلاوت هي پس اسيد هي كاس ذكر اور تلاوت قرآن كا تو ثواب هو اسو سطلي كه جواب يسه هي به غرضه بدعت اورا كر هي شري تو تمام ذكر اور تلاوت جو
الوقفة فيها من فعل خلط الطاعة بالمعصية فهو معصية اخرى اشد استقباحا من اولي في الجحيزا عنها وكذا اليك احلان يقول الله من تلك
او س غرضه دين هي ايبي كي طاعات دين معصية ملا جلا دي اب بهر يك اور نصيحتي هي يسه هي بدتر سواس ميني احتراسي كرنا جاسي ايبي هي نهين هوتا جو كوي يسه هي
الصلوة لقوله تعالى انزعيت الذي ينهي عبدا اذا صلى ولا ان يستدل على خيريتها بما روي انه عليه السلام
اس غرضه بنا براس آيت كي مانت هي دين نو في كيهاده جومنع كرتاي بدوي كوجب نماز يسه هي اورنه يسه مجال كه كوي استدلال كر اسكي خوبي براسيوت سي كر ان في
قال الصلوة خير موضوع اذ يقال له ما قلت انما هو في صلوة لا يخالف الشرع بوجه من الوجوه وذلك
قرايا نماز خوب هي وضع كي هو اسو سطلي كه يسه جواب هي كه به حديث ايبي نماز كي حق دين هي جو كسي وجهي شرع كي خلاف نهو
الصلوة مخالف للشرع من وجوه على ما ذكره العلماء في تصانيفهم منها الاعتقاد على الحديث الموضوع
نماز شرع كي خلاف كيا وجهي هي خاتمه علماء في ايبي ايبي تصانيف مين ذكر كيا هي ايك يسه كه وضع حديث بر اعتقاد كيا
فانه اذ ثبت كونه موضوعا يخرج من المشروعية ويكون مسنوعة من خدام الشيطان ومنها فعلها
كيونكه جسد اسكو وضع هوتا ثابت هو نو مشروعية سي خارج هوتي اب اسبب عمل كر نوالا شيطان كا حاد م هي اورا يك يسه كه
بالجماعة ان الجماعة في النوافل مكرهة فكيف فيها ومنها تخصيصها بليلة الجمعة وقدر النهي عن تخصيص
بها مشرو او كرنا رجحانت مطلق نقول من مكره هي انهن يكون نهو اورا يك يسه كه خصوصيت شب جمعه كي اورا حال يسه كه نهي اسكي خاص كرني

لیلۃ الجمعة بقیام ویومها بصیام ومنها السراج المسمر الكثيرة لأجلها وذلك لا يجوز أن تكون مستبينة
 شب جمعة سى واسطی جاگئی کی اور خاص کر فی دن جمعہ کی سى واسطی روکھا اور ایک یہ کہ اسکی لئی روشنی خوب کرتی ہیں اور یہ جائز نہیں ہی کہ اس طرف ہی
 والتبدیر حرام بنص القرآن ومنها اعتقاد العامة انها سنة بل كثير من العوام يعتقدون فرضاً
 اور اس طرف حرام ہی نص قرآن سى ثابت اور ایک یہ کہ عوام اسکو سنون سمجھتی ہیں بلکہ اکثر عوام فرض جانتی ہیں
 حتی انهم یترکون الفرائض فلا یترکونها بل یجدونها رأس جميع الصلوة المفروضة بسبب فعلها وحضورها
 یہاں تک کہ وہ لوگ فرض کو تو ترک کر دیں اور اس نماز کو نہ چھوڑ دیں بلکہ اسکو تمام فرض نماز سى افضل شمار کرتی ہیں کیونکہ اسکو پڑھتی ہیں اور اس میں
 بعض من لا کابر من لا یحضر الجماعة فی المكتوبات ومنها اتخاذها وظیفۃ وظائف الدین وشعيرة من
 وہ عمدہ لوگ حاضر ہوتی ہیں جو فرائض کی جامعیت میں حاضر نہیں ہوتی اور ایک یہ کہ اسکو ایک وظیفہ دین کی وظیفوں میں سى اور ایک نشان
 شعائر المسلمین حتی ان المحکام ینتہون الائمة والمؤذنین ان لا یغفلوا عنها فی هذه الليلة بل یظهرون النذر
 مسلمان کی نشانیں میں سى مقرر کیا ہی یہاں تک کہ حکم وقت امام اور مؤذن کو خبردار کر دیتی ہیں کہ ایسا نہ ہو غفلت سى اس وقت میں تھا یہاں تک کہ نداؤ کرتی ہیں
 بان من لا یصلیها یضرب ضرباً شديداً ویعزلون الامام الذین یختلف عنها کما جرى کل ذلك فی بعض
 کہ جو شخص اس نماز کو نہیں پڑھتا تو خوب پٹی گا اور امام کو موقوف کر دیتی ہیں جو اتفاقاً نہ پڑھی جناحہ بہ تمام حال بعضی وقتوں میں
 الاوقات فی بعض البلاد فی البتہم فعلوا مثل ذلك فی الفرائض والواجبات وهذه هي الفتنۃ التي قال فیها
 بعضی شہر دن میں گزرا ہی پس کاسکی ایسی تاکید فرائض اور واجبات میں کرتی اور یہ وہ ہی فتنہ ہی جسکی باب میں
 ابن مسعود کیف انتم اذ البستکم فتنۃ یهزم فیها الکبیر وینشأ فیها الصغیر یجری علی الناس یتخذونها سنة
 ابن مسعود کی کہای تمہارا کیا حال ہوگا جب تمکو فتنہ گہیر کی کہ بڑا ہو جاوے اور عین کبیر اور جوان ہو جاوے اور عین صغیر عادت ہی لوگوں کی کہ اسکو سنت پڑھتی ہیں
 اذا غیرت قیل غیرت السنة او هذا منکرو کان یقول ایضاً ایاکم وما یحدث من البدع فان الدین لا یردھ
 جب توئی بدلائو کہیں توئی سنت کو تبدیل کیا یا یہ بیجا ہی اور ابن مسعود یہہ ہی کہتی تھی بچتی رہو نواحد احدث بدعتوں سى کیونکہ دین ایک بار ہی
 من القلوب بجمرة ولكن الشیطان یحدث لکم بدعاً حتی ینزہب الایمان من قلوبکم فعلى هذا یجب علی
 دلوں میں سى نہیں لکھا ویکھا لیکن شیطان تمہاری لئی بدعتیں پیدا کرے گا یہاں تک کہ ایمان تمہاری دلوں میں ہی نکل جاوے گا اس بیان کی موافق ہر مسلمان پر
 کل مسلم ان یحذر من الاغترار والمیل الی شیء من البدع والمحدثات ونصون دینہ عن العوائد التي استأذرت
 واجب ہی کہ بچتی رہی فریقگی اور غفلت اور توجہ سى طرف تمام بدعات اور محدثات کی اور اپنی دین کو عادت سى بجاوے جس میں الفت پڑی
 بها وتربی علیها فانها سم قاتل قل من سلم من افاته وظهر له الحق معها لان لها حلاوة فی قلوب اهلها
 اور پرورش پائی بیشک یہ نہ فانی ہی اسکی آفات سى کم بچتی ہیں اور اسکی ساتھ ہی کہیں نہیں ظاہر ہوتا اسکی کہ اسکا نہ بدعتوں کی دل میں ایسا آیا ہی
 یستحسنها طباعمہم فلا یتروکونها ولذلك کان هشام بن عروة یقول لا تسئل الناس عما احدثوه فانہم قلد
 کہ اسکی دل اسکو پسند کرتی ہیں سو کہیں نہ چھوڑ دیں گی اسی لئی ہشام بن عروہ کہتی تھی کہ لوگوں سے کیا پوچھتی ہو بدعات کو اسکا تو انہوں کی
 اعدوا له جوابا لکن اسئلوہم عن السنة فانہم لا یعرفونها ایسرنا الله الیوم العمل بالسنة والاحترار عن بدعہ
 جواب تیار کر رکھا ہی لیکن دوسری یہ پوچھو سنت کیا ہی یہہ سنت کو نہیں جانتی اللہ تعالیٰ ہمکو آج سنت پر عمل آسان کری اور بدعت سى بجاوے
 المجلس العشرون فی بیان فضائل حج المبرور و بیان البدع التي قال رسول الله صلى الله عليه
 بیسویں مجلس بیان فضائل حج مبرور کی اور بیان حج کی بدعتوں کا فرما یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 وسلم من حج لله فلم یرفث ولم یفسق مرجع کیوم ولدته امه هذا الحديث من صحاح المصنوعین رواہ ابو
 وسلم فی جنتی حج کیا واسطی اسکی یہ نہ بخش کہا سامع عورتوں کی اور نہ بدکاری کی ایسا کہ ہوا وگیا جیسا اسکا وہی ما (یہ حدیث صحیح ہے نہ نہیں ہی صحیح نہیں ہی)

من سبعين حجة فيكون كمن ضيع الفدينار في طلب درهم واحد فاذا كان كذلك فعلى الحجاج ان يلزم
 نهين مونتاً بهر يهه شخص اسبابی که ایک درهم کی واسطی هزار دینار خراب کنی جب حال یہی تو صاحبوں کو ضروری کہ غانین
 الصلوة في وقتها بالجماعة عند التيسير وبلا نفراد عند التعسر مع الاحتياط عن التيمم حال كفاية
 وقت پراسانی میں جماعت سی اورنگی کو وقت تنہا ادا کیا کریں برتیم سی احتیاط کریں اگر پانی غلبہ ظن میں

الماء للوضوء والشرب له ولرفيقه باعتبار غلبة الظن وعن الوضوء بقاء نجس وعن الصلوة قبل وقتها
 واسطی وضوء اور پینٹی سکی اور اسکی رفیق کی کافی ہو اور احتیاط وضوء کی نایک پانی سی اور احتیاط غازی وقت کا پہلی سی

ومع الاجتهاد في امر القبلة في موضع الاشتباه ومن منكرات الحکم تزین المجل بالحل من الذهب
 اور کوش کریں سمت قبلہ میں اشتباہ کی مقام میں اور حایوں کی بدعت میں سی ہی اونٹ کا سونی اور چاندی کی گسی سی

الفضة والقلائد والاساور والباس الحرير وتزین المشاعل بذلك ايضا يفعلون ذلك عند خروجهم
 اور قلادہ اور لنگن سی اور حریر پہنا کر سنگا کرنا اور لسی ہی زیب و زینتوں سی مشعلیں روشن کرنی ہی اور بہ سانگ جب اپنی شہر سی رخصت

من بلدهم ورجوعهم اليه وعند دخولهم مكة والمدينة وهم اثنون في جميع ذلك ويشاركهم في الاثم
 ہوتی ہیں اور جب بشکر پہر اپنی شہر میں داخل ہوتی ہیں اور جب مکہ اور مدینہ میں داخل ہوتی ہیں تو کیا کرتی ہیں اور وہ سب ان بدعت کی کرتی ہیں پر بیکار ہوتی

من يتناول لروية ذلك وليست حسنة وليسكت عنه ومن منكراتهم ايضا خروج النساء عند هاجم
 جو بیکنی کو جاتی ہیں اور اوکو نیک سمجھتی ہیں یا جب ہو کر منع نہیں کرتی اور حایوں کی بدعت میں سی بہہ ہی کہ عورتیں اونکی جاتی وقت

وعند هجبتهم فان الواجب على المرأة قعودها في بيتها وعدم خروجها من منزلها وعلى الزوج منعها عن
 اوقاتی وقت ساندہ لکھتی ہیں کیونکہ عورتوں پر اپنی گھر میں بیٹھی رہنا اور اپنی گھر کی مقام سی باہر نجانا واجب ہی اور شوہر پر اونکار کو نہا کھلی سی

الخروج ولو اذن لها وخرجت كانا عاصيين والاذن قد يكون بالسكوت فهو كالقول لان النهي عن
 واجب ہی اور خداوند فی اگر اوکو اجازت دی اور وہ نکلی تو دونوں گنہگار ہونگی اور اجازت کہی چپ رہنی سی ہی ہوتی ہی وہ ایسی ہی جیسی کسی کہ اسطی کہ بازنہا

الممنكر فرض وان خرجت بغير اذن زوجها يلغى كل ملك في السماء وكل شئ يبر عليه الا الانسان والجن وقد
 رید سی فرض ہی اور اگر وہ بغير اجازت خاوند کی نکلی تو اوپر تمام فرشتی آسمان کی اور جس جس چیز پر کو گذرتی ہی بجز انسان اور جن کی سب لعنت کرتی ہیں اور

جاء في الحديث انه عليه السلام قال ما تركت بعدى فتنة اضر من النساء فخرج النساء في هذا الزمان
 حدیث میں آیا ہی کہ نبی علیہ السلام فی فرمایا کہ میری کوئی فتنہ اپنی بعد بدتر عورتوں سی نہیں چھوڑا سو نکلتا عورتوں کا اپنی گھر دن میں سی

من يوتهن من اكثر الفتن لا سيما الخروج المحرم كخروجهن خلف الجنازة ولزبارة القبور وعند خروج الحج
 اس زمانہ میں بڑا ہی فتنہ ہی جبہ حرام وجہی نکلتا بدتر ہی جیسا جانا عورتوں کا جنازہ کی پیچی اور قبروں کی زیارت کو اور حایوں کی رخصت کی وقت

ومحبتهم والخيرهن قعودهن في بيوتهن وعدم خروجهن عن منزلهن لا ترى انه تعالى امر خير لساء الدنيا و
 وراونکی آتی وقت اونکی حق میں گہروں کی اندر بیٹھی رہنا ہی اور اپنی منزل سی باہر نہونا ہی بہتر ہی کیا نہیں جانتا کہ اسد تعالی دنیا میں سی بہترین عورتوں کو

هن ازواج النبي عليه السلام بعد الخروج من بيوتهن فقال وقول في بيوتكن وهذا النظم الكريه وان نزل فيهن
 کہ وداروات مطہرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ہیں گہروں میں سی نکلتی سی منع کرتا ہی فرمایا اور قرار پکڑو اپنی گہروں میں اور یہ آیت بزرگ اگر جہ ازواج مطہرات کی حق

لان حكمه يعم الجميع لما تقران خطابات القران تعم الموجودين وقت نزوله ومن سيوجد الى يوم القيمة
 لان حکمہ یعم الجميع لما تقران خطابات القران تعم الموجودين وقت نزوله ومن سيوجد الى يوم القيمة

پراسکا حکم سب کی حق میں عام ہی کیونکہ اصول میں ہر جگہ ہی کہ احکام خطابی قرآن شریف کی تمام موجودین کو وقت نزول کی اور اونکو جو فیامت تک سبائیہ
 ومن منكراتهم ايضا ان بعض لا يجب عليهم الحج من الفقراء يخرجون معهم بلائزاد ويقولون نحن متوكلون
 اور حایوں کی منکرات میں سی یہ بھی ہی کہ جن بی مقدوروں برج فرض نہیں ہی وہ ہی اونکی ساندہ ہوجاتی ہیں بی توشہ خالی ہند او کہتی ہیں کہ ہم توکل ہوتے ہیں

فکون کل علی الناس وثقل علیہم غیر منفقین عن ابرہم بالسؤل والسہام وہم یرتکبون
 اور وہ لوگوں پر بھاری پڑتی ہیں اور دشمنوں ہوتی ہیں اور انکی ہسک مانگنی بہین جھوٹ تی اور حال یہ ہے کہ مانگن حرام ہی اور وہ اس حرام کو امر و ابھکان
 ذلک الحرام لاداء ما یجب علیہم بل یتکون کثیرا من الصلوات الخمس ویقعون فی انواع المعاصی فیکون
 اور انکی لمی اختیار کرتی ہیں بلکہ اکثر اوقات نمازین پنجگانہ میں ہی ترک کرتی ہیں اور قسم قسم کی معاصی میں گرفتار ہوتی ہیں پھر وہ ہی
 سبب کما لہم و زیادتہم سببا لنقصانہم و خسارہم وقد نکل بعض المفسرین یاتی علی الناس ان یخرج اغنیاءہم
 سبب جو انکی خویہ اور زیادت کا ہی باعث اور انکی نقصان اور خسارہ کا ہو جاتا ہی اور بعض مفسرین کی کہانی لوگوں پر ایسا زمانہ آو گیا جس میں دولت مند تو
 لذتہ و اوساطہم للتجارة و قراءہم للرباء و السمعة و فقرہم للمسئلة ولا یبعد ان یقال و ستر اقم للفقراء
 حج کرینگے واسطی عیش تن آسانی کی اور درمیانہ لوگ تجارت کی واسطی اور قاری واسطی اور کمزوری کی اور فقراء واسطی تنگ کہانی کی اور بے حد نہیں کہ یہ ہی کہیں اور ہی
 والحاصل ان الی قد صار فی هذا الزمان فتنة و محنة کثیر من الناس حیث لا ینظرون فیما اوجبه الله
 اور حاصل یہ ہے کہ حج اس زمانہ میں بہت لوگوں کی حق میں فتنة اور محنة ہو گیا ہی واسطی کہ وہ ہی نگاہ نہیں کرتی کہ اللہ تعالیٰ اور نبی کیا کیا
 علیہم فیہ من حقوق و حقوق عبادہ فانه تعالیٰ اوجب علیہم الحج بشرط الاستطاعة وھی تقتضی
 اپنی حق اور اپنی بندوں کی حق واجب کئی ہیں بیشک اللہ تعالیٰ نے اوپر حج اس شرط ہی فرض کیا ہی کہ استطاعت ہو یعنی اتنی
 القدرة علی ما یکنی الانسان ما یحتلج الیہ مدة ذهابہ و مجیئہ من ماکول و مشرب و مرکوب
 قدرت ہو کہ انسان کو حاجات کی لمی جانی اور آئی کی مدت میں کفایت کر جاوے کہہانی کو اور پانی کو اور سواری کا کو
 فمن الناس من یخرج الی الحج بلا زاد و مراحلة لفقرہ فربما یهلك فی الطريق عند حاجتہ الی الاکل والشرب
 پھر بعضی لوگ جو حج کی واسطی ناداریگی خالی ہتہ لی توشہ اور سواری روانہ ہو جاتی ہیں تو اکثر راستہ کی اندر کہانی اور پانی
 والركوب فیموت عاصیا لان الله تعالیٰ نہاہ عن السفر علی تلك الحالة و من خرج الی الحج من غیر ان
 اور سواری کی محتاج ہو کر تباہ ہوتی ہیں پھر گناہگار ہو کر مرنے میں واسطی کہ اللہ تعالیٰ نے ایسی حالت میں سفر ہی منع کیا ہی اور جو شخص حج کو جاوے بیوں
 بيمالك ما یکفیه و قصد فی خروجه ان یسئل الناس ما یحتلج الیہ فی وقت ضرورتہ من اکل و شرب و رکوب
 اتنی مقدور کی کہ اوسکی واسطی کافی ہو اور ارادہ کری کہ یہاں ہی نکلتی ہی لوگوں ہی حاجت کی چیز کہانا پینا سواری ضرورت کی وقت تنگ نہیں کی
 فقد لسااء اکبر اساءة لان الغالب من حال الحج ان یتزود کل واحد منهم قدر کفایتہ لمشقة الحمل وبعد
 تو اتنی بہت ہی بڑا کیا اس واسطی کہ اکثر حاجیوں کا حال یہ ہی ہی کہ توشہ موافق کفایت اپنی بار برداری اور درازی راہ کی نیکو جاتی ہیں
 الطريق فمن سافر معہم بلا زاد فانه یضائعهم فی زادہم فیکون سفرہ هذا ذی لنفسہ ولغیرہ و اکثر من
 پھر جو خالی ہتہ او انکی ساتھ ہو جاوے تو اتنی توشہ میں مہانی مانگی کا پھر اسکا پیہ سفر وبال ہو گا اوسکو ہی اور اور و نکو ہی اور اکثر ایسا کام
 یفعل هذاہم الذین لا یعرفون شرائط الدین واحکام الاسلام ولا یقصدون طاعة الله تعالیٰ طاعة
 وہ ہی کرتی ہیں جو شرعیط دین کی اور احکام اسلام کی نہیں جانتی اور نہ انکو طاعت الہی اور اتباع رسول ہی کچھ غرض ہوتی ہی
 رسولہ بل یقصدون قضاء ما نشتهیہ نفوسہم من روية الا ما کن البعیدة الغریبة و روية مكة
 بلکہ اپنی دل کی ارمان نکالتی ہیں دیکھنا عجیب و غریب دور کی شہر دن کا اور دیکھنا مکہ
 والمدینة والتفرج علی الناس فی مجامعہم اذ یأتون من کل فج عمیق وان یقال لہ الحاج لاهمة لہ الا
 اور مدینہ کا اور سیر کرنا لوگوں کی مجلسوں کا واسطی کہ وہ ان دور دور کی لوگ آتی ہیں اور حاجی کہنا میں اسکی اتنی ہی ہمت تھی
 ذلک ومنہم من یرین لہ الشیطان صحبة الרכب ولا مقصود لہ الا اخذ اموال الناس من سرقة
 اور بعضوں کی دلین شیطان و الدینا ہی انکا مقصود صرف یہ ہی ہوتا ہی کہ لوگوں کا مال چور کرے

جو حج کی واسطی جو حج کی

او غصب بکفیک ممکن فان الشیطان یجتهد دائماً فی ايقاع بنی ادم فی الشر فیفتح له باباً من الخیر لیرفعه
 باجمین کر یا جسطرح بنی یجعی کیو کہ شیطان ہمیشہ بہہ کوشش کرتا رہتا ہے کہ نئی آدم کو برائی میں مبتلا کرے پھر اسی نئی حالت میں دروازہ خیر کا کھول کر

فی انواع المعاصی و المحرمات فی السرو من منکر اثم ایضاً انہم فی اکثر الاحوال یضیعون حقوق میتہم اذ قد
 درپردہ قسم قسم کی معاصی اور حرام اور برائی میں مبتلا کر دیتا ہے اور حاجیوں کی منکرات میں سے بہت سی ایسی ہیں کہ وہ اکثر حال میں اپنی مرہ کا حق تلف کر دیتی ہیں

یوت واحد من رفقائہم حین کو تم نازلین فلا یفسلونہ ولا یقفونہ ولا یصلون علیہ بل یرتحلون
 جب کوئی اونکا رفیق منزل میں اترتی ہوئی مرجاتا ہے پھر اوسکو نہ تو نہلا دین اور نہ کفن دین اور نہ اوپر غار جنازہ کی پڑ میں بلکہ وہ انکی کوچ کرتی ہیں

ویترکونہا کذا یصلون فی الاثم لان کل واحد من ہذا الامور من فروض الکفاۃ لئلا
 اور وہ کو اسی جگہ ہی دفن ڈال جاتی ہیں اور گنہ میں پیوستی ہیں کیونکہ یہ سب باتیں فرض کفایہ ہیں اگر کوئی ایک ہی

اذا ترک واحد منها یا اثم کل وقد یت حین کو تم ذاہبین فی الطريق فیرصونہ فی مکان قفر بلاد فربما کلہ
 متروک ہو تو سب گنہگار ہوں اور بعض وقت رستہ میں چلتی ہوئی مرجاتا ہے تو پھر اوسکو پڑ میں جگہ پڑ میں ہی دفن کئی پھینک جاتی ہیں اوسکو گنہ

السباع وسبب ارتکابہم امثال ہذا الجرائم خو فہم ان یأخذ البیت المال مالہ ویختارون متاع
 بہرے کی بجائے ہیں اور ایسی ہی بہت سی تمام گناہ صرف اس خوف کی ماری کرتی ہیں کہ مبادا اوسکا مال بیت المال میں داخل ہو جاوے یہ لوگ دنیا کی ہونے کو

الدنیا علی الاخرۃ ویضیعون امثال ہذا الفروض ویقعون فی الاثم فکیف یكون حجتہم مبروراً والحال
 آخرت کی مقابلہ میں پسند کرتی ہیں اور ایسی ہی فرض یا نول کو ضائع کر کر گنہ میں مبتلا ہوتی ہیں اب کیونکہ اونکا حج مبرور ہو گا حاصل یہ ہے

ان من یرید ان یرکب حجہ مبروراً یلزمہ ان یحج باقاصۃ ارکانہ و واجباتہ و سننہ و یحجز فی الاحرام
 جو شخص چاہی کہ اوسکا حج مبرور ہو وہی تو اوسکو لازم ہے کہ حج میں تمام ارکان اور واجبات اور سنن اور احرام کی مدت میں تمام

عن محظورات الاحرام وعن سائر المعاصی کلہا کبائرہا وصغائرہا ویتوب قبل الاحرام عن الذنوب کلہا
 منہیات سے جو احرام میں ہیں اور تمام اور معاصی کبار اور صغائر سے احتراز کری اور احرام سے پہلے تمام گناہوں سے توبہ کرے

بأداء الفروض والواجبات وارضاء الخصوم فی حقوق العباد ویکون طعامہ وشرابہ ولباسہ و مرکبہ من
 فرض اور واجبات اور احرام اور حقوق العباد میں مدعیوں کو راضی کری اور ادبیا کبار اور پدینا اور بہرہ اور وارث

الحلال لا من الحرم اذ قد اختلف الفقہاء فیمن یحج بمارہم ہل یصح حجہ ام لا عند الامام احمد لا یصح
 حلال مال میں سے ہو حرام میں سے ہو اس واسطی کہ فقہاء فی اختلاف کیا ہے کہ ہر شخص حج یا حج کرے تو ابا و اسکا حج اور اسکا حج یا نہیں امام احمد کی نزدیک

علیہ ان یحج ثانیاً بمال حلال وعند الثلثۃ یصح حجہ ولیقطع عنہ الفرض ولا یجب علیہ الاعادۃ لیکن
 اسکا حج صحیح نہیں ہوتا اوپر وجہ ہے کہ حج دوبارہ مال حلال سے کری اور نیز ان اماموں کی نزدیک اسکا حج تو صحیح ہی اور اوسکی ذمہ سے فرض ادا ہو گیا اور اوپر حج دوبارہ ہی واجب

لا یرکب حجہ مبروراً لان الشرط فی کون الحج مبروراً الاجتناب عن کل ما نفی اللہ عنہ مع اداء الحج بشرطہ
 اوسکا حج مبرور نہیں اس واسطی کہ حج مبرور کی لٹی یہ شرط ہے کہ اللہ کی تمام منہیات سے اجتناب کری اور حج کو تمام شرائط

وارکانہ و واجباتہ و سننہ و ادابہ فشرائطہ نوعان شرائط الاداء و شرائط الوجوب اما شرائط الاداء
 اور ارکان اور واجبات اور سنن اور اداب کی سب سب اور اگر کسی ہر اوسکی شرطیں دو قسم کی ہیں ایک شرط ادا کی ہے اور ایک شرط واجب ہونی کی ہے شرط ادا کی

فہی الزمان والمکان والاحرام و شرائط الوجوب فہی التقوی ولبس الخریۃ والاستطاعۃ وسلامۃ
 تو وقت ہی اور مکان ہی اور احرام ہی اور شرط وجوب کی عقل اور جوانی اور آزادی اور قدرت مالی اور صحت

البدن وامن الطريق فذکر من شرائط الوجوب اختلف العلماء فی وجوب الحج فی ہذا الزمان
 بدنی اور امن رستہ کا پھر امن رستہ کا جو شرط وجوب کی ہے اسلانی علماء کو اختلاف پیدا ہوا کہ اس زمانہ میں حج فرض ہی یا نہیں

۱۔ تفاع الامن بظهور القرامطہ وغیرہم من الفساق والفساق فقال ابو القاسم صفاری لا شک
 کیونکہ من رستہ کا جاتا رہا بسبب غلبہ قرامطہ وغیرہ فساق اور چور ٹوں کی
 ابو القاسم صفاری کہتے ہیں عورتوں کی ذمہ سی
 فی سقوط الحج عن النساء فی هذا الزمان وانما اشک فی سقوطہ عن الرجال وقال ایضاً لا اری الحج فرضاً منذ عشرين
 حج کی ساقط ہونی میں اس زمانہ کی اندر کچھ شک نہیں ہی شک اس میں ہی کہ مردوں کی ذمہ سی ہی ساقط ہی یا نہیں اور یہ ہی کہ ہا ہی کہ میں حج کو فرض نہیں جانتا
 سنۃ منذ خرجت القرامطہ والبادیۃ عندی دار الحرب وقال ابو بکر الاسکاف ولا اقول الحج فريضة
 میں جس کی مدت سی جب سی قرامطہ پیدا ہوئی ہیں اور بادید میری نزدیک دار الحرب ہی اور ابو بکر اسکاف کہتے ہیں میں نہیں قایل ہوں کہ
 فی زماننا قالہ فی سنۃ ست وعشرين وثلاثۃ وافق ابو بکر الرازی ان الحج قد سقط عن اهل بغداد
 اب ہمارے وقت میں حج فرض ہی یہہ گفتگو سنہ تین سو چھیس کی ہی اور ابو بکر رازی فی یہہ فتویٰ دیا ہی کہ حج اس زمانہ میں اہل بغداد کی ذمہ سی
 فی هذا الزمان وبہ قال جماعة من المتأخرين قيل وانما قالوا ذلك لان الحاج لا يتوصل الى الحج الا بالرشوة
 بیشک ساقط ہو گیا اور ایسی ہی اور متاخرین کہتے ہیں اور کہتے ہیں کہ عدم فرضیت کی اسلوسی قائل ہوئی ہیں کہ حاجی قرامطہ وغیرہ کو رشوت دینی بغیر
 الى القرامطۃ وغيرهم فيكون الطاعة سبباً للمعصية فمتى صارت الطاعة سبباً للمعصية يرتفع
 ہرگز حج نہیں کر سکتی اب طاعت سی معصیت ذمہ آئی جب طاعت معصیت کا سبب بنی تو یہ طاعت نہیں رہتی
 الطاعة لكن ذكر في الفتية ان من قدر على الحج يجب عليه الحج وان علم انه يؤخذ منه المكس اذ لو سقط
 لیکن فتیہ میں یہہ مذکور ہی کہ جسکو حج کی طاقت ہو تو اس پر حج فرض ہی اگرچہ یہہ جانتا ہو کہ اس سی خراج لیا جاوے گا اسلوسی کہ اگر اتنی خوف
 الحج به فمتى يعمل بقوله تعالى ولله على الناس حج البيت وسئل ابو الحسن الكرخي عن لا يخرج الى الحج خوفاً
 حج ساقط ہو جاوے تو یہ اس بیت پر کب عمل ہووے گا اور واسطی اس کی ہی لوگوں یرجج بیت انکہ ابو الحسن کرخی سی پوچھا حال اسکا جو ماری خوف
 من القرامطۃ فقال ما سلمت البادية عن الافات يعني ان البادية لا تخلو عن الافات لقلّة الماء وشدة
 قرامطہ کی حج کو نہیں جاتا اور سی جواب دیا بادید آفات سی سالم نہیں ہی یعنی بادید آفات سی کہی خالی نہیں ہی سبب کوتاہی بانی اور شدت
 الحر وهيجان الريح السموم وقال المفقيه ابو الليث ان كان الغالب في الطريق السلامة يجب وان كان
 گرمی اور تیزی ہوا لوں کی اور فقہیہ ابو اللیث کہتے ہیں اگر راستہ میں احتمال غالب سلامتی کا ہی تو حج فرض ہی اور اگر احتمال
 الغالب خلاف ذلك لا يجب وعليه الاعتماد وفرائض الاحرام والوقوف بعرفة وطواف الزيارة فان فات
 غالب تلف کا ہی تو واجب نہیں ہی اسی قول پر اعتماد ہی اور فرائض حج کی یہہ ہیں احرام اور عرفات پر ٹہرنا اور طواف الزیارة اگر ان تینوں میں سی
 واحد منها يبطل حجه ويجب قضائه في العام القابل وراجباته السعي بين الصفا والمروة والوقوف
 ایک ہی فوت ہوگا تو حج باطل ہوگا ویکسا یہہ سال آئندہ میں اسکی قضا واجب ہوگی اور راجبات حج کی یہہ ہیں صفا اور مروه کی بیچ میں دوڑنا اور
 بالمرزلفة ورعى الجمار والحلق والتقصير وطواف الصلوة للافاقي فان ترك شيئاً منها يجوز حجه و
 مرزلفہ میں ٹہرنا اور جمرات میں کنگر مار فی اور سر منڈانا یا بال کٹوانی اور طواف الصلوة سوا ذکر والوں کی پس اگر کوئی راجبات میں سی ترک کیا تو حج تو جائز
 عليه الدم وما عدا ذلك سنن واداب ووقته شوال وذو القعدة وعشرين ذي الحجة ويكره الاحرام للحج
 ہوگا پرا سپر زج لازم ہی اور سوا ان فرائض اور راجبات کی سنن اور اداب میں اور حج کا وقت ماہ شوال اور ماہ ذیقعدہ طے ہی الحج کی میں اس مدت سی پہلی احرام حج کا باندنا
 قبل ذلك لان الاحرام يطول فربما يقع في الحرام ولا يكون حجه مبروراً فان من احرم للحج والعمره واركتب
 مذکورہ ہی اسلوسی کہ مدت احرام کی دراز ہو جاوے گی سو اکثر احرام میں واقع ہو جاتا ہی بہہ اسکا حج مبرور ہوگا کیونکہ جسنی احرام حج کا باندنا بہہ کوئی قسم کی
 شيئاً من محظورات الاحرام بلا عذر يخرج حجه عن ان يكون مبروراً وان تاب الى الفور لان التوبة ترتفع
 ممنوعات میں سی بی عذر عمل کیا تو اسکا حج مبرور نہیں رہتا اگرچہ فی الفور توبہ کرے اسلوسی کہ توبہ سی گناہ مٹا جاتا ہی

جہا الیہ مکبرا محمد لاحمد اللہ تعالیٰ ومصلیا علی النبی علیہ السلام ویطوف للقدوم ورواء الحطیم
 طرف حجر کی اسد اکبر کہتا ہوا لا الہ الا اللہ پڑھتا ہوا اسد کی حمد کرتا ہوا نبی علیہ السلام پر درود پڑھتا ہوا یہ طواف القدوم کری حطیم کو طواف کی سند لیکر
 اخذ عن یمنینہ ہمایلی الباب جا علار داءہ تخت البیضاء الیمنی ملقی اطرافہ علی کتفہ الیمنی
 داہنی طرف سے شروع کر کر جعفر باب سے متصل تھا چاند کو دہنی بغل تلے لیکر اور اسکی کوئی بائیں موندھی پر ڈال کر
 سبعة اشواط یرمل فی الثلثة الاول فقط من الحجر الی الحجر وکلما ہربا الحجر یفعل بہ ما ذکر من الاستلام
 سات گردشیں کر کر صرف پہلی تین گردشوں میں حجر سے تبرک اور جب حجر کی پاس پہنچی وہ ہی استلام کری موافق مذکور ہوا لکی
 ویستلم الرکن الیانی وهو حسن ولا یستلم غیرہا ویختم الطواف بالاستلام الحجر ثم یصلی رکعتین
 اور استلام کری رکن یانی کو یہ بہتر ہی اور سوادان درود لکی اور کو استلام نہ کری اور طواف کو حجر کی استلام پر ختم کر دی یہ مقام کی پاس دو رکعت نظر
 عند المقام او غیرہ من المسجد ان منعه الزحام وهذه الصلوة واجبة بعد کل اسبوع ثم
 ادا کری یا مسجد میں اور جگہ اگر انہوہ کی سبب مقام میں میسر نہ آوی اور یہ نماز واجب ہی بعد ہر ایک پوری طواف یعنی سات گردش کی
 یعود ویستلم الحجر ویخرج من المسجد ویصعد الصفا ویستقبل البیت ویکبر ویہل ویصلی
 ہٹ کر حجر کا استلام کری اور مسجد سے باہر آکر صفا پر چڑھ جاوی اور بیت کا طرف منہ کر اسد اکبر کی اور لا الہ الا اللہ پڑھی اور نبی علیہ السلام پر
 علی النبی علیہ السلام ویرفع یدہ ویدعو ما شاء ثم یمشی نحو المروة علی ہیئۃ حتی یصل بطن الوادی
 درود پڑھی اور اہتہ اوٹھا کر جو چاہی دعا مانگی ہر مودہ کی طرف چلی اپنی چال میں یعنی فی تکلف بیان تک کے نطن وادی پر پہنچی
 ثم یسعی بین المیلین الا خضرین فاذا جاوز بطن الوادی یمشی علی ہیئۃ حتی یاتی المروة فاذا انتہا
 بہ درمیان میلین خضرین کی درمیان چلی جب بطن وادی سے نکل جاوی تو اپنی چال پر سلسلی لگی یہاں تک کہ مودہ پر جا پہنچی دہانہ جا کر
 یصعد علیہا ویبکی ۱۰ یافعل علی الصفا ثم ینزل عنہا ویسوی علی الصفا یفعل ہکذا سبعاً یبد
 اسکی پر چڑھی وان جا کر وہی سوار کری حوصفا پر کیا تھا ہر مودہ سے اٹھ کر صفا کی طرف بجاوی اسی طرح سات دفعہ کری صفا سے شروع کر
 بالصفا ویختم بالمروة ثم یسکن بمکۃ فحرمہا ویطوف بالبیت نفلاً ما شاء فاذا صلی بمکۃ فجر ثامن
 مودہ پر ختم کر دی یہ مکہ میں احرام باندھی ہوئی رہتی لگی اور بیت کا طواف نفل کیا کر جعفر جاوی جب مکہ میں یوم ترویج یعنی اشون تارخ
 الثمیر یخرج الی منی یمکت بہا الی فجر عرفة ثم یروح الی عرفات وکلما موقف الا بطن عرفۃ فبعد
 ذاکم کو صبح کی نماز پڑھ چکی منی کو جاوی وان جا کر نوین تاریخ کی فیک ہزار ہی ہر عرفات میں جاوی وہ تمام ہر نیکی جگہ ہی سواء بطن عرفہ کی جب
 ماصلی الظهر والعصر فی وقت الظہر ینہب الی الموقف بعسل سن وبعد الغروب یاتی الی المزدلفۃ
 نماز ظہر اور عصر کی جمع کر کر ظہر کی وقت میں پڑھ چکی تو عسل سنوں کر موقف کو جاوی اور دن چھپی مزدلفہ کو چلا جاوی
 وکلما موقف الا وادی محسور ینزل عند جبل قریح ویصلی العشاءین ہہنا باذان واقامة فاذا اطلعت
 وہ تمام ہر نی کی جگہ ہی سواء وادی محسور کی اور جبل قریح کی پاس اونتری یہاں مغرب اور عشاء ملا کر ایکسا دان اور تکبیر سی ادا کری جب صبح صادق
 الفجر یصلی الفجر بغسل وهو ظلمۃ فی آخر اللیل ثم یقف ویکبر ویہل ویلبی ویصلی علی النبی علیہ السلام
 کھل جاوی تو فجر کی نماز ادا ہری میں پڑھی غسل نہ ہیرا ہوتا ہی آخر لیل میں ہر ہر اسد اکبر کی اور لا الہ الا اللہ پڑھی اور تلبیہ پڑھی اور نبی علیہ السلام پر درود دینی جاوی
 ویدعو اذا اسفر یاتی منی ویرمی جمرۃ العقبة من بطن الوادی من اسفلہ الی اعلاہ سبع حصی
 اور دعا مانگی جب خوب روشنی ہو جائے منی میں اگر جمرۃ العقبہ کو رمی کری بطن وادی کی جانب اسفل سے اعلیٰ کی طرف سات کنکریں اونٹنی اور گوسفند
 خذفا ویکبر بکل منہا فیقول بسم اللہ واللہ اکبر رجما للشیطان وحزبه اللہم اجعل حجی مبروراً وسعی
 اور ہر کنکر پر اسد اکبر کہتا جا اسطور بسم اللہ واللہ اکبر واسطی خاک آلودگی شیطان اور اسکی گروہ کی آہی تہ چیچ میرا مبرور اور کو شش مبرور

مشکورا و ذنبی مغفورا و یقطع التلبیة باولها ثم ینزل بحراشاً ثم یقصر و الحلق افضل و یحل له کل شیء
 مشکور اور گناہ مہری معاف کر اور اول رمی پر تلبیہ موقوف کری بہر تقرانی کری اگر چاہی بہر حال کر وادی اور سر منڈانا افضل ہی اور اسکو منوعات احرامین
 من محظورات الاحرام الا النساء ثم یطوف للزیارة یوماً من ایام النحر سبعة اشواط بلا رمل ولا سعی
 سوائی چلنے کی سب شی حلال ہو جاتی ہیں بہر طواف زیارت کسی دن الام بخمین سی سات گردشیں بدون اگر اور سعی کی کری

ان فعل الرمی والسعی قبل ولا فیہا وان اخره عن ایام النحر یکره و یحب الدم ثم یاتی صنی و یرمی الجمار
 اگر رمل اور سعی پہلی کر چکا ہی اور نہین نواب کری اور اگر طواف زیارت کو ایام نحر سی ٹکادی تو مکروہ ہی اور نہ کرا واجب ہو جاتا ہی بہر شہین آدمی اور
 الثالث بعد ذوال ثانی النحر یداً بیداً یلی مسجد الخیف ثم یألیہ ثم بالعقبۃ سبعة سبعة و یکبر کل
 تینون جوں کو بعد دن و ثانی دوسری دن نحر کی ٹکوماری شروع اؤں جہو ہی کری جو مسجد خیف سی نزدیک ہی بہر جواؤں سی پاس ہی بہر حجرۃ العقبة کو سٹا ہر ٹکر

حصاة و یقف بعد رمی بعد رمی و یدعو ولا یقف بعد الثالثة ولا بعد رمی یوم النحر ثم خذ اذکذا
 کی ساتہ نکسیر کتا جادی اور پھر جادوس ہی کی کہ پیچی او سکی رمی ہو اور دعا مانگی اور بعد تیسری کی نہ پڑی اور نہ بعد رمی یوم نحر کی پھر اگلی دن اسطور
 و بعد خذکذا ان مکث و بکره ان لا یبیت بمنی لیا الی الرمی و اذا اراد الرجوع الی وطنه یطوف للصد
 اور بعد او سکی اگلی ہی اگر پڑی اور اگر رمی کی شہین مین منی مین شب کو نہ رہی تو مکروہ ہی اور اگر ارادہ مراجعت کا اپنی وطن کو کری تو طواف البصر

سبعة اشواط بلا رمل ولا سعی ثم یصلی رکعتین ثم یشرب من زمزم ثم یاتی البیت و یقبل العقبۃ
 سات گردشیں بدون رمل اور سعی کی کری پھر دو رکعت نماز ادا کری پھر آب زمزم نوش کری پھر بیت کی پاس آدمی اور آستانہ بوسی کری
 و یضع صدره و وجهه علی الملتزم و هو ما بین الحجر و الباب و یتثبت بالاستنار ساعة و یدعو مجتهداً
 اور اپنا سینہ اور چہرہ ملتزم پر رکھی اور ملتزم حجر اور باب کی بیچ بیچ مین ہی اور ایک ساعت بہر پردہ کعبہ کا پکڑی رہی اور خوب تضرع سنی مانگی

و یسکی علی فراق الکعبۃ و یرجم قهقري حتی یمخر من المسجد والمرأة کالرجل الا انها تلبس الخیط ولا
 اور کعبہ کی جدائی پر روئی اور پس پشت پٹی یہاں تک کہ مسجد مین سی نکل آدمی اور عورت کا حال ہی مرد کا سی اتا فرق ہی کہ عورت سٹا پڑا بہنی
 نکشف لاسہا بل نکشف وجهها ولو اسدلت علیہ شاة و جافته عنه یصحر ولا یرفع صوتاً بالتلبیة
 اور اپنا سر نہ کھولی بلکہ منہ کھولی رکھی اور اگر کسی کچڑیسی کہ پکٹہ رکھی اور منہ سی کچڑی کو الگ رکھی تو ہی صحیح ہی اور تلبیہ مین بجا کر اور نہ کری

ولا تقرب الحجر الا عند کونه خالیاً ولا ترمل فی الطواف ولا تسعی بین المیلین بل یشی علی ہیئتہا ولا
 اور حجر کی پاس انہو مین نہ جادی اگر چای خالی ہو جادی اور طواف مین نہ کری اور میلین کی بیچ نہ دوڑی بلکہ اپنی طرح پر چلی جادی اور سر
 یحلق بل تقصر وان حاضت عند الاحرام تغسل و یكون هذا الغسل للاحرام لا للصلوة و یغید النظا
 نہ مونڈادی بلکہ لٹ کتر و االی اور اگر احرام باندہ ہی وقت حاض ہو جادی تو نہادی اور بہر غسل احرام کی لٹی ہی نماز کی واسطی نہیں اس سی سوا طواف کی طہارت

لغیر الطواف و هو بعد الرکنین اللذین هما الوقف بعرفۃ و طواف الزیارة یسقط طواف الصدر ولا یجوز علیہا شاة
 کا فائدہ ہوگا اور حیض بعد دو رکن کی کدوہ و قوف عرفات اور طواف الزیارة ہی طواف الصدر کو ساقط کر دیتا ہی اور اسکی ترک سی او سپر کچہ لازم
 بترکہ ولا بتاخر طواف الزیارة عن ایام النحر بسبب حیض ثم ینبغي ان یعلم ان المرأة مشاہة کانت و عجزاً
 نہیں آتا اور نہ طواف الزیارت کی تاخیر سی جوا یا م نحر سی بسبب حیض کی ہو چا کچہ لازم آدمی بہر جائی بات ہی کہ عورت جوان ہو یا بوڑھی

اذا کان بینہا و بین مکة مسیریة سفر لا یثبت لها الاستطاعة الا بحرم و هو الزوج و من لا یجوز نکاحا
 جب اوہین اور مکہ مین مسافت سفر کی ہو تو اس عورت کو استطاعت حاصل نہیں جسی حج فرض ہوتا ہی بدون محرم کی اور وہ خاوند ہوتا ہی یا وہ جس سی

علی التابید بنسب او صہریة وان لم یکن لها محرم لا یجب علیہا ان تزوج لیجہا و ذکر فی التخصیر
 کہی کسی حال مین نکاح جائز نہیں ہی بسبب کی یا دودہ کی یا سمدانی کی اور اگر اس عورت کی ساتہ محرم نہیں تو او سپر بہر واجب نہیں کہ حج کی واسطی خاوند کری اور نہ تینون کو

ان محرماً ان كان فاسقاً او مجنوناً او صبيّاً لا يجب عليه الحج والحج عليه السفر معه ولا يشترط لها
 كذا كذا او سكا محم قاسمى هو يا بچه نابالغ ہو تو اس پر حج واجب نہیں ہے اور ایسی محرم کی سائہ سفر حرام ہے اور عورت کی واسطی
 ان تكون خالياً عن العدة عند خروجها الى الحج حتى لو كانت في العدة لا يخرج الى الحج وكذا لو وجب
 یہ ہے یہی شرط ہے کہ چھ چھ کو چلی تو عدت سے پاک ہو یہاں تک کہ اگر عدت میں ہو تو حج کو نہ جاوی اور ایسی ہی اگر اس پر

لها العدة في الطريق في مصر من الامصار وبين مكة مسيرة سفر لا يخرج ذلك المصرا لم تنقض
 عدت رستہ میں کسی شہر میں واجب ہو جاوی کہ اوہ میں اور مکہ کی بیچ میں مسافت سفر کی ہو تو اس شہر میں سے عدت کی گزری بغیر جاوی
 عدها يسرا الله تعالى اعمالها مطابق بين ابني احسان اور فضل سی اکیسویں مجلس

في بيان فضائل الزكاة وغوائل تزكها قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ما من
 زکوٰۃ دینی کی فضائل اور نہ دینی کی سختیوں میں فرمایا رسول اللہ علیہ وسلم فی نہیں کوئی
 صاحب ذهب ولا فضة لا يؤدي منها حقها الا اذا كان يوم القيمة صفائح من نار
 سو فی چاندی والا کہ اوہ میں سے اس کا حق یعنی زکوٰۃ نہ ادا کرتا ہو مگر جب دن قیامت کا ہوگا تو اس کی لٹی تختی آگ کی بنائی جاوے گی

فاحس عليها في نار جهنم فتكوى بها جنبية وجبينه وظهره وكلما بردت اعيدت له في يوم
 پہر او تو کو دوزخ کی آگ میں گرم کر کر اس کی دونوں کروٹیں اور پیشانی اور پشت داغ دی جاوے گی اور جب ٹھنڈی ہوگی پہر گرم کی جاوے گی اور اس روز
 كان مقداره خمسين الف سنة حتى يقضى بين العباد فيرى سبيله اما الى الجنة واما الى النار
 کہ برابر پچاس ہزار برس کی ہوگا یہاں تک کہ تمام خلق کا فیصلہ ہو چکی پہر دیکھی اس کا راہ یا جنت کی طرف ہو اور یا دوزخ کی طرف

هذا الحديث من صحيح المصابيح رواه ابو هريرة فانه عليه السلام ذكر فيه جنسين من المال وهما
 یہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثوں میں ہے ابو ہریرہ کی روایت سے اس میں نبی علیہ السلام کی مال کی دو جنس بیان فرمائی ہیں
 الذهب والفضة ثم افرد الضمير الزمير اليهما فقال لا يؤدي منها حقها نظر الى المعنى دون اللفظ
 سونا اور چاندی بہر ضمیر جو ان کی طرف پہر تھی ہی وہ مفرد بیان کی فرمایا کہ نہ ادا کری اوہ میں سے حق اس کا تو لحاظ معنی کی لفظ کا لحاظ نہیں کیا

لان المراد بهما دنانير ودراهم وقيل يحتمل ان يراد بهما الاموال لان الحكم عام وتخصيصهما بالذكر لفضلها
 اس واسطی کہ مراد ان دونوں سے دنانیر اور دراهم ہیں اور کوئی کہتا ہے کہ شاید سونی چاندی سے مراد ہر قسم کی مال ہوں اس واسطی کہ حکم تو عام ہے اور خصوصیت چاندی سونی کی
 على ما اثر الاموال من حيث انها اصل التمول وثمر الاشياء وبمثل ورد قوله تعالى والذين يكنزون
 ذکر میں واسطی فضیلت کی تمام مالوں پہر ہی اس کی اصل مالیت اور قیمت تمام اشیاء کی یہ ہے دونوں میں اور ایسی ہی قرآن میں وارد ہوا ہے اور جو لوگ گار کر رہتے ہیں

الذهب والفضة ولا ينفقونها في سبيل الله فبشرهم بعد اب اليهم يوم يحسب عليها في نار جهنم
 سونا اور روپہ اور خرچ نہیں کرتی اللہ کی راہ میں سوا ان کو خوشخبری سنا دے والی مال کی جس دن آگ دہکاوے گی اس پر دوزخ کی
 فتكوى بها جنباهم وظهرهم هذا ما كنزتم لا أنفسكم فذوقوا ما كنتم تكنزون
 پس داغیں گی اور اس سے ان کی ہاتھی اور کروٹیں اور پیشین پہر ہی جو تم گار تے تھے اپنی واسطی اب چکھو مزہ اپنی گارٹیک

والمراد بعدم ادائها حقها وبعدها انفاقها في سبيل الله عدم ادائها زكوتها فان الذين يجمعون الاموال
 اور حق نہ دینی سے اور راہ الہی میں خرچ نہ کرتی سے غنیمت زکوٰۃ کا مراد ہے پس جو لوگ مال جمع کرتے ہیں
 ويخرجونها ولا يعطون زكوتها يعدون يوم القيمة بانواع من العذاب فمن جملتها ما ذكر في هذه الآية
 اور اس کو ذخیرہ کر رہتے ہیں اور اس کی زکوٰۃ ادا نہیں کرتے قیامت کی دن طرح کی عذاب دی جاوے گی ایک تو یہ جو اس آیت میں

وهذا الحديث روجه تخصيص هذه الاعضاء بذلك العذاب ان صاحب المال اذا لم يعط نفسه
اور اس حدیث میں مذکور ہے اور وجہ خصوصیت ان اعضا کی ساتھ اس عذاب کی یہ ہے کہ مال والی آدمی کو جب زکوٰۃ دینی کی عادت نہیں ہوتی
اعطاء الزکوٰۃ بعد وجوبها یعنی وقتاً فہو اذ اصاب الفقير الطالب للزکوٰۃ یعبس وجہہ واذ اسالہ یغیر
اگرچہ زکوٰۃ واجب ہو اور وقت بھی آجینگی پس وہ شخص جب فقیر زکوٰۃ کا طالب کو دیکھتا ہے تو ٹیڑھی چڑھتا ہے اور وہ اگر مالگتا ہے تو دوس ہی ہے
عنه ویولی الیہ جنبہ واذ ابا لم فی السوال یقوم من مقامہ ویولی الیہ ظہرہ وینہب کلاعیطیہ
پہر کرکٹ مڑیٹا ہے پھر اگر فقیر فی سوال میں زیادتی کی تو اپنی جگہ سے اڑھ کر اس کی طرف پشت کر کے چلا جاتا ہے اور زکوٰۃ میں ہی جو
شیئاً من حقہ الذی هو الزکوٰۃ فتادی الفقیر بكل واحد من هذه الافعال فیعذب بہ اللہ تعالیٰ
اوسکا حق ہی کچھ نہیں دیتا پس فقیر کو اس کی ہر حرکت سے ایذا ہوتی ہے سوئی اللہ تعالیٰ اوسکو

بجعل اموالہ التي هي الدنانیر والدرہم الواحاً من نار تکوی بها تلك الاعضاء التي اذی بها الفقیر
یہ عذاب دیتا ہے کہ اوسکی تمام مال کو جو دنانیر اور درہم میں آگ کی تختی بنا کر ان اعضا کو داغ دیکھا جن سے اپنی فقیر کو ایذا دی تھی
وروی عن ابن مسعود انه قال لا یوضع دینار علی دینار ولا درہم علی درہم ولكن یوسع جلدہ حتی
اور ابن مسعود سے روایت ہے کہ وہ کہتی ہیں کہ دینار پر دینار اور درہم پر درہم نہیں رکھا جاوے گا لیکن اوسکی کھال کو فراخ کر کے
یوضع کل دینار ودرہم موضعاً علی حدة کلماتہ ووصل کبھا من اولھا الی اخرھا اعید ذلك الکی
ہر دینار اور درہم الگ الگ جگہ رکھی جاوے گی جب پوری ہو کر داغ اول کا آخر سے مل جاوے گا پھر وہ ہی داغ اول سے آخر تک دوہرا کرینگے
اولھا حتی یصل الی اخرھا ہکذا یستقر هذا النوع من العذاب یوم القیمة حتی یحکم بین العباد
اسی طرح اس قسم کا عذاب قیامت کی روز ہوگی چلا جاگا یہاں تک کہ تمام خلق کا فیصلہ ہو جائے

فیری سبیل اما الی الجنة ان لم یکن لہ ذنب سواہ او کان لکن اللہ تعالیٰ عفی عنہ واما الی النار ان کان
پھر دیکھا جائے گی کہ اوسکا راہ جنت کی طرف ہے اگر اوسکا کوئی اور گناہ نہیں ہے یا گناہ تو ہے پر اللہ تعالیٰ فی معاف کر دیا گیا تو دوزخ کی طرف ہے اگر اس کا
علی خلاف ذلك وفي حدیث اخر انه علیہ السلام قال من اتاہ اللہ مالاً فلم یؤد زکوٰۃ مثلاً لہ مالہ
کی خلاف ہو اور ایک اور حدیث میں ہے کہ پیغمبر علیہ السلام فی فرمایا جس کو اللہ تعالیٰ فی مال دیا اور اوسنی زکوٰۃ نہ ادا کی تو قیامت کی دن

یوم القیمة شجاعاً قرع لہ زبیرتان بطوقہ ثم یاخذ بلہزم متبہ فیقول انا مالک انا کنزک تم بتلا
اوسکا مال گنجا سانپ جسکی دو داغ ہوں بن کر اوسکی گلیں جو گھر اوسکی دونو جڑی پڑ کر کھینکا میں تیرا مال ہوں میں تیرا خزانہ ہوں پہلوپ فی پرست
ولا یحسبن الذین یخولون بما انتمم اللہ من فضلہ ہو خیر لہم بل ہو شر لہم سببطون مابخلوا
بڑی اور نہ سمجھیں جو لوگ بخل کرتے ہیں کہ اللہ فی انکو دی ہے اپنی فضل سے کہ میرے بہتر ہے اونکی حق میں بلکہ یہ برا ہے اونکی واسطی آگے طوق پڑ گیا اونکی غنیمت
یہ یوم القیمة فانہ علیہ السلام بین فی هذا الحدیث ان من اعطاه اللہ تعالیٰ مالاً ولم یؤد زکوٰۃ مالہ
دن قیامت کی سو پیغمبر علیہ السلام فی اس حدیث میں یہ بیان فرمایا کہ جس کو اللہ تعالیٰ فی مال عنایت کیا اور اوسنی اپنی مال کی کوۃ نہ ادا کی تو اللہ تعالیٰ

یجعل مالہ یوم القیمة فی صورة الحیة التي الخسر شعرا سہا من کثرة سمھا وطول عمرھا ولھا فوق
قیامت کی دن ایسی سانپ کی صورت بنا دے گی جسکی سر کی بال ماری زہر کی بسبب درازی عمر کی جہر گئی ہوں اور اوسکی

عینہا نکتنان سوداوان وهي اوحش ما یكون من الحیات وتجعل فی عنقہ كالطوق ثم یاخذ بشد قیہ
دونو انگڑوں کی اوپر دو داغ سیاہ ہوں یہ قسم تمام سانپوں میں بدتر ہوتی ہے اور اوسکی گردن میں طوق کی مثال ڈالا جاوے گا پھر وہ اوسکی دونو گلی پڑ کر

وتذرعہ وتقول لہ انا مالک الذی جمعتہ ولم یؤد زکوٰۃ فلما کان فی منہ الزکوٰۃ مثل هذا التشدد بد
کا کھینکا اور کھینکا میں تیرا وہ ہی مال ہوں کہ جمع کر کے زکوٰۃ نہیں دی تھی چونکہ زکوٰۃ کی ندی میں اتنی بڑی سختی ہے

الشديد لزم بيان وجه الحكمة في إيجابها وهو الامتنان لان التلفظ بكلمة الشهادة التزام للشيء
تولزم هو بيان كذا ان اسكى فرض كفى من كذا حكمت هي ادوية امتحان هي واسطى كذا شهادت كذا زياتى پڑھنا توحید کا ذمہ پر لینا ہی
وشهادة بانفراد المعبود وادعاء المحبة فان من يقول اشهد ان لا اله الا الله يصير كانه قال انى
اور گواہی ہی معبود کی یگانہ ہونی کی اور محبت کا دعویٰ ہی اسلئے کہ جو شخص کہتا ہی میں گواہی دیتا ہوں کہ سوائے اللہ کی کوئی معبود نہیں ہی گواہیہ پتہ ہی
رايت بقلبي وعلمت بعقلي ان لا معبود ولا محبوب الا الله فالتمت عبادته ومحبته ولا اعبد الا
میں فی دل سی دریافت کیا اور عقل سی جاننا کہ نہ کوئی معبود نہ کوئی محبوب سوا اللہ کی سوئے کوئی عبادت اور اسکی محبت اپنی ذمہ فی زمین پر پیش کرنا
احببنا اياه فيلزم الوفاء بما ادعاه من التوحيد في المحبة وتتمام الوفاء ان لا يبقى للموحد محبوب
اور نہ دوست رکھوں سوا اسکی اب اس دعویٰ توحید کا پورا کرنا چاہی یعنی محبت ایک کی اور انجام وفا کا یہی کہ سوا اللہ کی واسطی کوئی محبوب
سوى الفرح الواحد لان المحبة لا تقبل الشركة والتوحيد باللسان قليل المنعم ونما يظهر درجة
سوا ایک ڈاکی باقی تاسلئے کہ محبت میں شرکت نہیں ہوتی اور زبانی توحید فی فائدہ ہوتی ہی اور درجہ محبت کا جب ہی کہلاتا ہی
المحبة بمفارقة المحبوبات والا موال محبوب للخلق لكونها آله لتعظيمهم وقضاء حاجاتهم في الدنيا
تب تمام محبوبات چھوڑ جاوین اور مال و دولت خلق کو اسلئے محبوب ہی کہ اس میں دنیا میں اونکی لئی عیش عشرت اور کارروائی ہوتی ہی
وليس بها يأسون بهذا العالم وينفرون من الموت مع ان فيه لقاء المحبوب فاستغنوا في صدق
اور اسکی کسب سی اس عالم کی الفت پکڑ کر موت سی نفرت کرتی ہیں باوجودیکہ موت سی محبوب کی ملاقات ہوگی سواس مال کی خرچ کرتی ہی کہ
دعواهم في المحبة بذي المال الذي هو معشوقهم وهم في بذل له ثلثة اقسام القسمة اولها هم الذين
اونکا معشوق ہی یہ امتحان لیا گیا کہ محبت کا دعویٰ راست ہی یا نہیں اور وہ لوگ مال خرچ کرتی ہیں تین قسم پر ہیں پہلی قسم وہ تیر ہیں
صدقوا في التوحيد وادعاء المحبة ويدلوا بحميم صوالهم ولم يدخروا لانفسهم هم بشيئا من ثمنه ابوبكر الصديق
جو توحید میں اور محبت کی دعویٰ میں خوب سچی ہیں اور اپنا تمام مال خرچ کر ڈالا اور اپنی واسطی کچھ نہ بچا یا چنانچہ ابوبکر صدیق نے یہ ہی کیا
حيث جاء جماله كله الى رسول الله عليه السلام لينفقه في سبيل الله تعالى وقال له رسول الله صلى
اسلئے کہ اپنا تمام مال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پاس لی آئی تاکہ خدا کی رستہ میں خرچ کر دین اور جب اولیٰ رسول اللہ صلی
الله عليه وسلم فماذا بقيت لنفسك فقال الله ورسوله فانه وفي بتمام الصدق فلم يبق عنده شيء
اللہ علیہ وسلم فی پوچھا اپنی واسطی کتنا رکھا تو یہ عرض کیا اللہ اور اسکا رسول سوا ابوبکر ہی اپنا صدق پورا کیا سوا انکی پاس سوا
محبوبه الذي هو الله تعالى ورسوله وهذا اجازة لمن كان توكله على الله تعالى تاما كاملا ولهذا لما
محبوب کی جو اللہ ہی اور اسکا رسول کچھ نہیں تھا یہہ بدل اونکی لئی جائز ہی جسکا توکل اللہ تعالیٰ پر پورا اور کامل ہو اور اسکی لئی جب
سئل رسول الله عليه السلام عن افضل الصدقة قال جهد المقل فانه عليه السلام بين في هذا
کسی فی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سی پوچھا کہ بہتر صدقہ کونسا ہی تو آپ فی فرمایا کوشش بغل کی بیشک نبی صلی اللہ علیہ وسلم فی اس حدیث
الحديث ان افضل الصدقة ما يتصدق به الفقير مع احتياجه اليه واما من لم يكن توكله تاما كاملا
میں بیان فرمایا کہ بہتر صدقہ وہ ہی جو فقیر اپنی حاجت روک کر دیتا ہی اور البتہ جسکا توکل پورا اور کامل نہ ہو
فلا بد له ان يترك قوت نفسه وعياله ثم يتصدق ما فضل من ذلك لما روى عن ابي هريرة انه عليه
توضوہ ہی کہ اپنا اور اپنی عیال کا کھانا رکھ لیا کری پھر جو اس سی بچتا رہی وہ خیرات کردی کیونکہ روایت ہی ابو ہریرہ سی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم فی
قال خير الصدقة ما كان عن ظهر غنى ولا مخالفة بين هذا الحديث والحديث السابق لان الغنى قسمان
فرمایا اچھا صدقہ وہ ہی جو تو انکی سائتہ ہو دی اور اس حدیث میں اور اوپر کی حدیث میں کچھ مخالفت نہیں ہی اسلئے کہ تو انکی دھوکہ کی ہوتی

المجلس الثاني والعشرون

غنى المال وغنى النفس خير الصدقة ما كان عن أحد المعنيين إما عن غنى النفس وعن غنى المال لذ
 توکری مال کی اور توکری دل کی اور اچھا صدقہ وہ ہی جو کسی ایک توکری ہو یا دل کی توکری ہی یا مال کی توکری ہی اس واسطی
 لا بد للمتصدق فيما يبذل ان ليست تغنى عنه اما بسخاوة نفسه وقوة غريمته ثقة بالله تعالى كما
 کہ ضروری ہے کہ خیرات کرنیوالا جو دنیا ہی اوسی ہی نیاز ہو یا تو اپنی دل کی سخاوت اور قوت غریمت ہی حد اعلیٰ پر پہنچا کر جیسا
 فعله ابوبکر الصديق او يماله الذي بقى في يده بعد البذل اذ لا يجوز لاحد ان يصرف قوت عياله
 ابوبکر صدیق کی کیا یا اپنی مال کی سبب جو خرچ کر کے اس کی پاس بچا ہی اس واسطی کہ کچھ تو جائز نہیں ہی کہ اپنی عیال کا کھانا ہی فقرا کو
 الى الفقراء ويتركهم جيا عا الا اذا سر ضوا به واذا نواله فيه بل لا يجوز له ان يعطى احدا الا بما يفضل
 بانٹ دی اور لوگوں کو ہوکا ماری ہاں اگر وہ راضی ہوں اور اس کو اجازت دیدین بلکہ اس کو یہ جائز نہیں کہ سوا بچتی ہوئی کسی
 عن نفسه وعياله كما جاء في حديث اخر انه عليه السلام قال خير الصدقة ما بلغت غنى يعني ان
 اپنی اور اپنی عیال کی خرچ سی کی کو دیوی چنانچہ ایک اور حدیث میں آیا ہی کہ پیغمبر علیہ السلام فی قربا بہتر صدقہ وہ ہی جو دینی پر ہی غنا باقی رہی یعنی
 المتصدق لا يذله فيما يبذل عن احد الا من ان ليست تغنى عنه بماله او ليست تغنى عنه بماله وهذا
 خیرات کرنیوالا کو چاہی کہ جو خرچ کر تا ہی دو لمین سی ایک پر ہو یا تو اپنی مال کی باعث سی صدقہ دیکر ہی نیاز رہی یا اپنی دل سی استغنی ہو ان دونو
 افضل اليسار لما روى في الحديث الصحيح انه عم قال ليس الغنى عن كثرة المال انما الغنى عن النفس فان الفقير اذا
 استغنى من سي يده افضل سي اسطوي کہ حدیث صحیح میں روایت ہی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم فی قربا کہ توکری مال کی ہتھنات سی نہیں ہوتی توکری وہ ہی ہجور سی ہو چک
 تصدق ما قدر عليه من قوت يومه وصبر على الجوع يكون صدقته افضل اذ لا شك في كون
 خیرات کردی کجا و کو قوت ایک روز کا میسر آتا ہی اور آپ بھوک پر صبر کری تو اس کا صدقہ بہت اچھا ہی اس واسطی کہ بیشک
 الصدقة بالشئ مع الحاجة اليه افضل اذ لم يضرب ذلك بدينه من ضعفه عن القيام في الصلوة و
 صدقہ ایسی چیز کا جسکی حاجت رکھتا ہو افضل ہی اگر یہ صدقہ اسکی دین میں نقصان نہ کری جیسی نماز پڑھنی سی ضعیف ہو جاوی
 كشف العورة وقد مدح الله تعالى الانصار على ذلك وقال وَيُؤْتُونَ عَلَى أَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصٌ
 یا ننگارہ جاوی اور اللہ تعالیٰ فی اس پر انصار کی تعریف کی ہی اور فرمایا اور دل رکھتی ہیں ان کو اپنی جان سی اور اگر چہ ہوا اپنی اوپر بھوک
 القسم الثاني هم الذين لا يقدرّون على هذه المرتبة بل هم مسكون اصولهم لمواقيت الحاجة ومواسم الخيرات
 دوسری قسم وہ لوگ ہیں جو اس مرتبہ تک نہیں پہنچتی بلکہ اپنی مالوں کو واسطی اوقات حاجت اور مواقع خیرات کی روک رکھتی ہیں
 وليس قصدهم في الامساك التمتع والتلذذ بل قصدهم فيه الانفاق بقدر الحاجة ثم صرف الفائض الى
 اور اس روکھتی سی انکی عرض عیش و عشرت اور حلو لذت نہیں ہوتی تو انکی پیہم مراد ہوتی ہی کہ بقدر حاجت خرچ کر کر پھر بچتی کو انقسام
 وجوه الخيرات فمما ظهرت القسم الثالث هم الذين يقتصدون على ادعاء ما وجب عليهم فلا يزيدون عليه
 خیرات میں جب پیش آویں تو لگا دین تیسری قسم وہ لوگ ہیں کہ جو اوپر واجب ہوتا ہی سوا اور اگر دینی میں نہ اوس سی بڑی دین
 ولا ينقصون عنه وهذه المرتبة اقل المراتب وعلى هذه المرتبة اقتصد اكثر الناس لبعثهم بالمال وصيلاهم
 نہ اوس سی کچھ کم دین اور پیہم مرتبہ سب سی کم بچل ہی اور اس ہی مرتبہ پر اکثر لوگ ماری بچل اور مال کی محبت کی
 اليه وضعف جههم للآخرة وليس بعد هذه المرتبة شئ من المحبة بل من ينزل من هذه المرتبة ينزل في
 اور کمتر مونی محبت آخرت کی اتکا کرتی ہیں اور اس مرتبہ کی بعد اصلا دی محبت نہیں ہی بلکہ جو شخص اس مرتبہ سی اوتر کر ہوتا ہی
 الكذب في ادعاء المحبة ويظهر من نفسه ان ادعاءه من المحبة كان من لقلقة اللسان فعلى هذا يجب
 تو اس کا دعویٰ جو ہوا ہی گواہ وہ بہ ظاہر کئی دینا ہی کہ میرا دعویٰ محبت کا صرف تیز زبانی سی ہی اس میں کی موافق و حسب ہی

علی من لا یقدر علی المرتبة الاولى والثانية ان لا یزول من المرتبة الثالثة بل ینبغی لمان یشع فی اداء
 کما جود اول یشانی مرتبة پر قدرت نہیں کہتی تو تیسری مرتبہ ہی تو گر جاوے

ہذا وجب علیہ علی الفور اظہار الرغبة فی امتثال الامر وایصال السرور الی قلوب الفقراء واحتراما
 واجب کو ترتیب کیا کریں تاکہ رغبت فی امتثال امر ہو اور فقیروں کی دلون کو خوشی پہنچی اور محبت کی

عن شبهة الخلاف اذ عند بعض العلماء وجوبها فوری حتی یاتم بالتأخیر وبرد شہادته وهي انما تجب اذا
 شبہہ ہی بچ جاوے واسطی کہ بعض علماء کی نزدیک وجوب نہ کہ فوری ہی یعنی ترتیب چاہیے تاکہ دیر کی سی گھبراہٹ نہ ہو اور ان کی شہادت کو رد نہ ہو

تم الحول علی النصاب فکل احد حول یخصه بحسب وقت کونه فالکا للنصاب فاذا تم حوله یجب علیہ اخراجه
 واجب ہوتا ہی کہ نہایت پر برس لے اور اگر حادی پر ہر گز سال جدا جدا ہوتا ہی جس وقت سی وہ نصاب تک پہنچتا ہی چاہے پورا ہوا ہی تو اس پر زکوۃ نکالنی واجب ہے

زکوۃ فی ای شہر کان وان عجل زکوۃ قبل حوال الحول یجوز عند جمہور العلماء سوا کان تعجیلہ لدخول
 کوئی سامینہ ہو اور اگر جلدی کر کر اپنی زکوۃ برس مدنگدنی ہی پہلی ادا کر دی تو سب علماء کی نزدیک جائز ہی برابر ہی کہ ادا کی جلدی واسطی آجانی

الاشرف من الاوقات التي لا یوجد مثلها عند تمام الحول کشہر رمضان وما قبلہ من شہر رجب شعبان
 اچھی وقت کی ہو اور وقتوں سی کہ ایسا وقت برس کی تمام پر نہ ملے جیسی رمضان کا مہینہ دروس سی پہلا مہینہ روزہ کا اور شب بارات کا مہینہ

او لوجود الافضل من المصارف بان یکون من الانقیاء المتجرین لتجارة الاخرة فانهم لیستعینون بما أعطی
 ادا کی جلدی واسطی موجود ہوتا ہی اچھی مصرف کی ہو کہ کوئی متقی پر ہیزگار دنیا سی الگ تاجر آخرت کا موجود ہو کیونکہ ایسی مرد جو انکو اتنے آسانی سی امداد

علی الطاعة فیکون المنعطی شریکاً لہم فی طاعتہم باعانتہ ایاہم فیہا او بان یکون من العلماء او فون لا عطا
 طاعت کی حاصل کرتی ہر پس دینی والا ہی اور انکی عبادت میں شریک ہو جاتا ہی کیونکہ عبادت میں انکا مدد گاہی یا کوئی عالم موجود ہو کیونکہ علماء کی خدمت

مع اونة لهم علی العلم والعلم انفس العبادات حتی کان بعض السلف لا یصرف زکوۃ الا الی اہل العلم ویقولون لا یصرف
 کرنی علم کی امداد ہوتی اور علم سب عبادت میں اشرف ہی ہاں تک بعضی اگلی بزرگ اپنی زکوۃ صرف علماء ہی کو دیتی تھی اور کہتی تھی کہ

بعدہ قاطب النبوة افضل من مقام العلماء ولم یرد من اہل العلم ہم الذین یطلبون العلم لا جل الاخرة لا اجل الدنیا فان الذین
 میں بعد مرتبہ نبوت کی کوئی مرتبہ علماء کی مرتبہ ہی نہیں جانتا اور علماء ہی امداد عالم ہیں کہ علم آخرت کی واسطی پڑھتی ہیں دنیا کی واسطی نہیں پڑھتی اور جو لوگ

یطلبون العلم لا جل الدنیا لا ینبغی للمتصدق ان یعاونہم بصدقہ علی عصیانہم حتی لا یکون شریکاً
 علم کو دنیا کی واسطی پڑھتی ہیں تو زکوۃ دینی والی کو نہیں چاہی کہ اپنی زکوۃ سی دینی گناہ کا مدد گاہی تاکہ استحقاق عذاب میں

لہم فی استحقاق العذاب ومن افضل المصارف ان یکون ذاعیال او مدبرون او مرابطون او قریباً فان لا عطاء
 انکا شریک نہ ہو جادی اور بہترین مصارف وہی جو کنبہ والا ہو یا قرضہ دار ہو یا بیار ہو یا ناتی دار ہو کیونکہ ناتی دار کو

الی القریب یکون صدقة وصلة ولا یخفی علی احد ما فی صلة الرحم من الثواب والصدقاء والاخرون
 دینا صدقہ اور صلہ دونو ہوتی ہیں اور سب کو معلوم ہی کہ صلہ رحمہ کا کتنا بڑا ثواب ہی اور دوست اور دینی بائی

فی الدین یقدمون علی المصارف کما یقدم الاقارب علی الاجانب لکن ینبغی ان یعم ان المتصدق
 اور مصارف پر مقدم ہوتا ہیں جیسی ناتی دار غیروں پر مقدم ہوتا ہیں لیکن یہ یہ ہی سمجھنا چاہی کہ زکوۃ دینی والی کو

لا بد لہ ان یحترز عن ابطال صدقہ بالمن والادی اذ قال اللہ تعالی لا یبطلوا صدقتکم ولا
 لازم ہی کہ اپنی صدقہ کو احسان جتا کر اور تکلیف دی کر باطل نہ کر دی واسطی کہ اندھا لال فرماتا ہی مت ضائع کرو دینی خیرات احسان نہ

والادی وحقیقة المن ان یری نفسه محسناً الی الفقیر فہو رای نفسه محسناً لہ ففقرت عنہ
 اور ستا کر اور حقیقت میں احسان کرنا ہوتا ہی کہ اپنی تین تین فقیر کا محسن سمجھی بہر جب اوسنی اپنی تین تین محسن جانا تو بہر اس سی نظر ہر وہی حرکات

الی ظاہرہ افعال ماحیۃ للشواہب مثل التحدیث به و اظهاره و طلب المكافاة منه بالدعاء والثناء

الی ظاہرہ صاف ماحیہ للثواب جس سے ثواب جاتا رہی جیسی کہتی بہرہ اور ظاہر کرنا اور فقیر سے عوض کا طالب بہرہ رعاسی اور شریف سی صادر ہوگی جس سے ثواب جاتا رہی جیسی کہتی بہرہ اور ظاہر کرنا اور فقیر سے عوض کا طالب بہرہ رعاسی اور شریف سی

والخدمۃ والمرتقیر والتعظیم وكان من حقه ان یری الفقیر محسن الیہ اذ جعل کفہ نائبا عن
 اس اسد ہر کہ اس سے اس اسد واسطہ فقیر حق اس کی

اور خدمت سی اور توقیر اور تعظیم سی اور حق بہہ تھا کہ فقیر کو اپنا عمن جانتا
 (اس واسطے کہ اس نے اپنا پہلو واسطے بیض حق سدا
 اللہ فی قبضہ حقہ الذی بہ نجاتہ من النار اذ روی عن ابن عباس انہ علیہ السلام قال الصدا
 (اس واسطے کہ اس نے اپنا پہلو واسطے بیض حق سدا

تقعر بید الله تعالى قبل ان تقعر بید السائل فلیتحقق انه مسلم الى الله تعالى حقه والفقیہ اخذ من

اللہ تعالیٰ مرزقہ واما الاذی فظہرم التوبیج والتعبیر والتخشین فی الکلام ونقطیب الوجہ وھتک السائر
اسکی آئینہ میں اس کی پہلی بینہ تھی کہ سال کی آئینہ میں پہنچے سو حقیقت میں میرات اللہ تعالیٰ کی اویسی تھی کہ میرات میں پہنچے
اور نہ مانا اور بد زبانی کہنگو میں اور تیرہوی چڑانی اور چٹا کر لی آبروی کرتی

اور ہنسانا سوغا ہر مین بد مزاجی اور کربا اور پیر کی سوغا
بالاظهار و فنون الاستخفاف و باطنہ الذی ہو صنیعہ امر ان احدهما کراہیۃ اخراج المال عن یدہ و
اور طرح طرح کی استخفاف اور باطن میں جس سی بہ حالت پیدا ہوتی ہی دو باتیں ہیں ایک تو
اپنی قبضہ میں سی مال نکالنی کا کمال اور دل پر

شدّة ذلك على نفسه والثاني رويته ان خيرا من الفقير وان الفقير يسبب حاجته اخس منه مرتبة
 اسكى دشواری دوسری یہ سمجھا کہ میں فقیر ہی بہتر ہوں اور فقیر ان بسببکہ حاجت مند ہی مجسمی رتبہ میں بہت کثرت ہے

ومنشأ كل منها الجهل اما كون كراهية تسليم المال جهلا فلان من كره بئذ درهم في مقابله ما يسد
اول من منشأ دونها جهات هي بهر دولت مال برنجي کی اسلحي جهالت کی بات هي کہ جس شخص کو ایک روپیہ خرچ کرنا ہزار روپیہ کی فاسطی دستور گندی

الفافو شديد الحماقة لانه يبذل المال بطل في ساء الله تعالى والثواب في الدار الآخرة وهو جبريل
اسم سي زاده احمق جاهل كون هي اسو اسطى كره ذكوة واسطى ضامنرى الله تعالى كى دى جاقى هي اور آخرت مين جواد وكما ثواب حاصل هو كاوه تمام دنياى

وفاقیہا واما کون رویہ نفسہ حیلہ امنہ جملہ افلاک و اوسر فصل فقیری کسی سرور
اور جو دنیا میں ہی سب سے بہتری اور سچی تین فقری بہتر سمجھا اس واسطی کہ حالت کی بات ہے کہ اگر یہ شخص جانتا کہ فقیر کو غنی پر کتنی فضیلت ہے اور جانتا کہ غنی کو کون
والاخذہ لما استحقہ بل یتبرک بہ وتمنی درجہ لان صلیا و الاغنیاء یدخلون الجنة بعد الفقراء

فی الاخرة لما استحقه بل بغير حساب وکسی در جہنم حساب ندارد و کسی که در جہنم است و کسی که در جنت است
آفت میں کیا کیا خوف و خطر ہی خوف و خطر اگر حقیرہ جہانم کو اس ہی رکعت لینا اور اس کی درجہ کی آرزو کرتا اسلٹی کو تو کر
عام و کیف يستحقه وقد جعل الله تعالى خادما له اذ يكتب المال بجهده ويستكثره منه ويجهده في

وَقَدْ كَلَّفَ الْإِسْلَامُ إِلَى الْفَقِيرِ قَدْرَ حَاجَتِهِ وَبِكَيْفٍ عَنِ الْغَاضِلِ الَّتِي بَصُرَهُ لَوْ سَلَّمَ إِلَيْهِ فَالْغَنَى مُسْتَحَقٌّ

پہلو کو بزرگ حکم ہی کہ فقیر کو اسکی حاجت کی موافق حوالہ دے دی اور مافیہ بھیتی کو جسکی دینی سی فقیر کا ضرر ہو تو ہی پاس محفوظ رہی پس ہی نہ کہ نہ ہی

للمسحی فی رزق الفقیر وصتمیز عنه بالترام مشاق الاسفار فی البدری والجماد وحراسة الفضلات من الد

اور بھیتی درہم

والدینا رالی ان بیوت ویا کلها الا غیار مع بقاء ما الکشبہ فی تخصیلا علیہ من الاوزار بسیرنا الی

اور دنیا کی عمر ہم نگاہی نگاہ میں گزرتھا تاہم یہاں تک کہ بارگاہِ نبویؐ میں پہنچے اور وہیں بیٹے کا جنازہ ادا کیا گیا۔

اعمال موافقا لرضائے بلطف و کرمہ وصتہ المجلس الثانی والعشرون فی بیاض فضائل الص
وہ اعمال جو تیری مرضی کے موافق شوخیاں لطیف اور کرم اور احسان سی مائیسویں مجلس مطبق رورہ کی فصلت سن

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم احصوا هلال شعبان لرمضان هذا الحديث من حسن الصحاح
 رسول الله صلى الله عليه وسلم في فرما يا كتنى ربهو شعبان كى مهينه كو رمضان كى واسطى به حديث مصابيح كى حسن حديثون بين هى
 رواه ابوهريرة فان صوم رمضان لما كان دكنا من اركان الدين وقرضاً لا نزاعاً على المسلمين ولم يعلم بحديثه
 ابوهريرة كى روايت سى كيونك روزه رمضان كا چونك دين كى ركنون بين سى ايك ركن اور مسلمانون پر فرض لازم هى اور اوسكا اتا بغير ضبط كرنى
 الا بضبط هلال شعبان امر النبي عليه السلام بضبطه فصار كانه قال اطلبوا هلال شعبان وعدوا اليامه
 مهينه شعبان كى معلوم نهيون هوتا بنى عليه السلام فى واسطى ضبط شعبان كى امرضما انجام يهه هوا كوا بقرما يا تانس كوشعبان كى جائدكو اور اوسكى دن كتنى رهو
 لتعلموا دخول رمضان ثم ان شعبان لما كان كالمقدمة لرمضان استحب التأهب له فيه بالصوم وقراءة
 تاكم رمضان كا اتا معلوم هو بهرمه شعبان جب رمضان كا مقدمه هرا توشعبان بين رمضان كى تبارى مستحب هى روزى كهنى اور قرآن پهنى
 القرآن حتى تراخى النفس بذلك على طاعة الله تعالى قبل دخول رمضان فانه عليه السلام كان يصوم
 تاكم نفس كو طاعت الهى كى عادت رمضان كى آنى سى بهلى هوا وى كيونك نبي عليه السلام شعبان بين اننى روزى كهنى هى
 فى شعبان ملا يصومه فى غيره من الشهور على ما روى عن عائشة انها قالت ما رايت رسول الله عليه
 كى وتنى اور كسى مهينه بين نهين كهنى هى موافق روايت عائشة كى كوه كهنى بين نهين ديكها ميني رسول الله صلى الله عليه
 السلام استكمل صيام شهر رمضان وما رايته فى شهر اكثر منه صياماً الا شعبان وفى رواية
 وسلم كو كى بهى يورى كى هون ر. ن. كسى بهنى كى سواد رمضان كى اور نهين ديكها ميني او كوكسى مهينه بين زياده روزى كهنى هوى سواد شعبان كى اور نهين
 كان يصوم شعبان كله وهذه الرواية موافقة لما روى عن ام سلمة انها قالت ما رايت النبي عليه السلام
 بين بهى كى روزى كهنى هى توشعبان كى اور بهى روايت ام سلمه كى عادت سى موافق هى كوه كهنى بين نهين ديكها ميني رسول الله صلى الله عليه وسلم
 يصوم شهرين صنتاً لله عز وجل او رمضان وهذه الرواية اخذ الفقهاء حتى قبل قاضيان فى
 كى روزى كهنى هون دومهينى كى كى درجى سواد شعبان اور رمضان كى اور فقهاء نى اسى روايت كو اخذ كيا هى يهاى نك كى قاضيان فى
 فتاواه من صام شعبان ووصل رمضان فهو حسن وذلك لان الصوم قديماً كذا استحباه
 ابى مناوى بين بهى جو شخص شعبان كى روزى كهنى كوا وكون رمضان كى ملاوى تويهم بهتر هى اور بهى سلى كى روزى كهنى استحباب بين
 فى بعض الاوقات الفاضلة من الشهر واولا ايام ويكون بابالعبادة كما روى عن ابى الدرداء انهم
 بعضى نيك اوقات بين باعتبار مهينون اور دنون كى زياده شرفاين اور دروازه عبادت كا بهوتا هى چنانچى ابوهريرة سى روايت هى كى بغير عليه السلام
 قال لكل شى باب وباب للعبادة الصوم ثم انه رجع الايمان بقفتضى جاء فى الحديثين اللذين روى احد
 فرما يا هر شى كى دروازه هوتا هى اور دروازه عبادت كا روزه هى بهر روزه ايمان كى چوتهاى هوتا هى موافق مضمون اون دو حديثون كى جوابك السلام
 عن ابى هريرة وهو قوله عليه السلام الصوم نصف الصبر وروى الآخر عن ابن مسعود وهو قوله عليه
 ابوهريرة سى روايت كى كى قول عليه السلام كا روزها دم صبرى اور دوسرى ابن مسعود سى روايت هى يعنى قول عليه السلام كا
 الصبر نصف الايمان فلما كان الصوم نصف الصبر كان ثوابه متجاوزاً عن قانون التقدير والحساب
 صبر آدم ايمان هى بهر جب روزه آدم صبر هوا تواوسكا ثواب بهى اندازه اور حساب كى قاعده هى زياده هوا
 لقوله تعالى اِنَّمَا يُوَفَّى الصَّابِرُونَ أَجْرَهُمْ بِغَيْرِ حِسَابٍ ثم انه متميز من سائر العبادات بخاصية نسبته
 واسطى ساد الهى كى بهر تيوالون هى كوا لتا هى نيك اونكا ان كينت بهر روزه كو تمام عبادات يربسب خصوصيت نسبت كى
 الى الله تعالى اذ قال الله تعالى فيما اخبر عنه نبيه بقوله كل حسنة بعشر امثالها الى سبع مائة ضعف
 هون الله تعالى كى ايك طرح كى شرافت هى اسواسطى كى الله تعالى فرما تا سى چنانچى اوسكا هى اوسكى خبر يتا سى اس قول بين هر يكى دس كونه موفى هى سات سوكونه كى روزه

فانه لي وانا اجري به والكريم اذا اخبر انه يتولى الجزاء بنفسه ولا يكله الى غيره يكون ذلك الجزاء
سويب روزه ميراثي هي اورمين هي اكل جزاء ونگا اورند كرم جب به خبر دي كه مين آب اوكل جزا كا زمنا رهن اوركي حواله نهو كا تو اس جزا كا

في غاية العظمة ونهاية الكثرة بحيث لا يكون له حد ولا عدد وقد روى عن ابي سعيد الخدري
كيا انتباهي نهايت عظيم اور بهت كثير هوگي ايسا كه شاوكل كچه حدي اورنه كچه گنتي اور روايت هي ابو سعيد خدري سي

انه عليه السلام قال من صام يوما في سبيل الله يقبل الله وجهه عن النار سبعين خريفا
كه نبي عليه السلام في فرمايا جسني ايك دن واسطى اسكي روزه ركبا تو اسد تقالي اوكل منبه كو اگ سي ستورس دور ركبي كا اور ايك

وفي حديث اخر رواه ابو امامة الباهلي انه عليه السلام قال من صام يوما في سبيل الله جعل
اور حديث مين هي ابو امامة باهلي كي روايت سي كه نبي عليه السلام في فرمايا جسني ايك دن روزه واسطى اسد تقالي كي كهاتو

الله بينه وبين النار خندقا كما بين السماء والارض يعني ان من صام يوما لوجه الله ورضائه
اسد اوكل اور دوح كي سچ مين ايسي خندق بناو كجا جيسي فرق درميان آسمان اور زمين كي هي معني بيشك جسني ايك دن كا روزه واسطى وجه اسد كي اور واسطى كي

ينجيه الله من النار عتد عن التجبة بطريق القسيل ليكون ابلغ لان من كان بعيدا عن شيء بهذا
رضامند كي كي كهاتو اسد تقالي اوكلو اگ سي نجات ديكا اس نجات كو بطور تشييل كي بيان فرمايا تاكه مبالغه زياده تر هو واسطى كه جو شخص ايك شي سي

المقدار لا يصل اليه البتة وروى عن ابي هريرة انه قال عليه السلام للصائم فرحان فرحة
اتني دور بهر هو توده شي بيشك اس نك نهين بهنجي كي اور ابو هريره سي روايت هي كه نبي عليه السلام في فرمايا روزه دار كو دو خوشيان هوتي مين ايك خوشي

عند فطره وفرحة عند لقاء ربه فانه عليه السلام بين في هذا الحديث ان للصائم سرور مرتين
جب روزه كهوتاي اور ايك خوشي جب اپني رب سي ميگا بيشك نبي عليه السلام في اس حديث مين بيان فرمايا كه روزه دار كو خوشي دو مرتبه هوتي هي

احدهما عند افطره والاخرى عند موته ولقاء ربه اما سروره عند افطره فيما يتناول له من
ايك تو روزه كهوتاي هوتي اور دوسري موت كي وقت اپني رب كي ملاقات پر مير روزه دار كا سر روزه افطار كرتي وقت تو بهر هي كه اوكلو كهاتو

الطعام والشراب والجماع لان النفس مجبولة على الميل الى ما يلائمها من المطعم والمشرب والمنكح فاذا
بينما جماع ميسر آيا كيوكه طبعيت انسان كي عادت هي كه اپني مرغوب چيز پر جكتي هي كهاتو يا بينا هو يا جماع هو اور جب

صنعت من ذلك في وقت ثم اذن لها في وقت اخر تفطر بذلك طبعها خصوصا عند اشتداد الحاجة
او سكوان امور سي ايك وقت مانعت هو ي بهر اسكو دوسري وقت اجازت ملي تو اس سي خود بخود خوش هوتاي خاص كر ايسي وقت كه ماري هو كه

اليه لتاثير الجوع والعطش فيها وتقاضيهما باحد حاجتها يبين هذا المعنى وروى عن ابن عمر انه عم
ويي سي نهيت حاجتمند هو كر اپني خواست كا طلب كار سويبر مصفون ابن عمر كي روايت سي معلوم هوتاي كي نبي عليه السلام

كان اذا افطر قال ذهب الضم واستلت العروق ونبت الاجران شاء الله تعالى مع ان له عند افطره
جب روزه افطار كرتي توفروني بهان حكي اور رگين تر و تازه سو بهر اورا جر ثابت هو چكا ن شاء اسد تقالي يا و جو كه روزه دار كي افطار كي وقت

دعوة مستجابة كما جاء في الحديث ان للصائم عند افطره دعوة مستجابة بل يكون نومه عبا
دعا مقبول هوتي سي چنه حديث مين آياي وزه دار كي فطار كي وقت دعا مقبول هوتي هي بلكه روزه دار كا سونا هي عبادت هي

كما جاء في الحديث يوم الصائم عبادة قال ابو العالية الصائم في العبادة مالم يغترب وان كان
چنه حديث مين آياي نيند روزه دار كي عبادت سي ابو العالء لتي روزه دار بهر وقت عبادت مين هوتاي چنكه عيت نكري اگر چه روزه

نائما على فراشه فعلى هذا يكون في ليله ونهاره على عبادة واما سروره وفرحه عند موته ولقاء
ايي بستر هوتاي سي سكي موافق تمام رات اور دن عبادت هي مين رمنايي اور روزه دار كا سرور اور خوشي مله وقت اپني رب كي ملاقات پر

فیما یجده مذكر عند الله تعالى من ثواب صومه فان من ترك الطعام وشربه وشهوته یعوضه
 بهی که اسکی بیان اینی روزه کا ثواب جمع کیا سو ایک بار پاویگا کیونکہ جس فی واسطی خدا کی اپنا کہا نا اور پینا اور شهوت موقوف تو اسکا کو
 الله تعالى خیرا من ذلك كما قال الله تعالى وما أتقوا من أنفسكم من خیر تجدوه عند الله هو خیرا
 عرض اسکا اوس سہیت اچھا عنایت کر یگا چنانچہ اسد تعالی فرماتا ہی اور جو آگے پہچوگی اپنی واسطی کوئی نیکی اسکو پاویگی اسکی پس بہتر
 وأعظم أجرا وجاء في الخبر انه عليه السلام قال لرجل انك لن تدع شيئا اتقاء الله تعالى الا اشك الله
 اور ثواب میں زیادہ اور حدیث میں آیا ہی کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم فی ایک شخص کو فرمایا بیشک تو کہی نہیں ترک کر یگا کوئی چیز اللہ تعالی کی خوف ہی مگر مجھ کو اللہ تعالی
 خیرا منه وروی ان الصائمین یوضع لهم یوم القیمة صائدة تحت العرش یا کلون علیها والناس فی الحساب
 بہتر اوس ہی دیکھا اور روایت ہی کہ روزه داروں کی واسطی قیامت کی دن عرش کی تلی دسترخوان چنا جائیگا اور سپر تناول کر یگی اور اور خلقت ابھی حساب تھا مبتلا
 فیقول الناس ما هؤلاء یا کلون ونحن فی الحساب فیقال لهم انهم كانوا یصومون وانتم تغفرون فی الصبح
 بہر کہیگی بہر کہیگی لوگ ہیں کہ بیٹھی کہا تی ہیں اور ہم حساب میں مبتلا ہیں کوئی انکو جواب دیکھا یہ لوگ روزه رکھتی تھی اور تم روزه خور تھی اور صبح بخاک آؤگا
 انه عليه السلام قال ان فی الجنة بابا یقال له ربان لا یدخل منه الا الصائمون والمراد بالصائمین
 ہی کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم فی فرمایا جنت کی ایک دروازہ کا نام ربان ہی اوس دروازہ میں ہی صرف روزه دار داخل ہوگی اور روزه داروں ہی مراد یہی
 هم الذین یكثرون الصوم فانهم لما تحملوا تعب العطش خصوصاً باب فیہ الی والا مان من العطش قبل تمکثهم
 کہ جو لوگ اکثر روزه رکھتی تھی کیونکہ ان لوگوں فی جو بہوک اور پیاس کی برداشت کی تو ایسی دروازہ ہی مخصوص ہوئی جس میں تازگی اور پیاس کا بچاؤ
 من الجنة هذا کله اذا کان صومهم مع الاحتراز عن کل ما یحرم علیهم والا فهم یكونون من الذین
 جنت کی اندر جانی ہی پہنچے تھے تمام باتیں جب میں کہ انکا روزه تمام ایسی اعمال سی جو اونپر حرام ہیں محفوظ ہو اور نہیں تو وہ روزه دار ایسی ہیں جنکی حق میں
 قال فہم رسول الله علیه السلام فی حدیث رواه ابو ہریرہ کہ من صائم لیس له من صیامہ الا الجوع
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک حدیث میں جو ابو ہریرہ سے روایت ہی فرماتی ہیں بہت روزه دار ایسی ہیں کہ انکی لئی روزه میں ہی سوای بہوک
 والعطش فی حدیث اخر رواه ابو ہریرہ کہ من صائم لیس له من صیامہ الا الظما وکم من قائم لیس
 اور پیاس کی کچھ نہیں ہی اور ایک حدیث میں ہی ابو ہریرہ کی روایت سی بہت روزه دار ایسی ہیں کہ انکی لئی روزه میں سوار پیاس کی کچھ نہیں بہت رات کی عبادت ایسی ہیں
 من صیامہ الا السهر فان التقرب الی الله تعالی بترك المباح لا یتیم الا بعد التقرب الیہ بترك المحرم
 کہ انکی لئی رات کی عبادت میں ہی سوار بیداری کی کچھ نہیں کیونکہ قرب الہی مباح چیزوں کی چھوٹی سی پورا نہیں ہوتا جب تک محرمات کو چھوڑ کر قرب الہی نہیں کری
 كما روى عن ابی ہریرہ انما قال من لم یترك الکذب والعلی بمقتضاہ فلیس لله حجة فی ان یدع طعامه
 چنانچہ ابو ہریرہ سے روایت ہگا کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم فی فرمایا جو شخص کہ جوہٹہ کو اور چھوٹہ کی مناسب کار بار کو نہیں ترک کرنا تو اسکو کوئی کچھ پروہ نہیں ہی کہ اپنا کہا
 وشربه فانه عليه السلام بین فی هذا الحديث ان من لا یترك الکذب والعلی بمقتضاہ لا یقبل الله صومہ
 بیان بند کری بیشک نبی علیہ السلام فی اس حدیث میں یہہ بیان فرمایا کہ جو شخص جوہٹہ کو اور چھوٹہ کی لائق اعمال کو نہیں چھوڑتا تو اسد تعالی اوسکا روزه
 ولا ی نظر الیہ لانه امسک عما یمسک ولم یمسک عما حرم علیہ والمقصود من الصوم لیس بنفس الجوع و
 قبول نہیں کر یگا اور نہ اوپر شفقت کر یگا اسلوسی کہ وہ شخص مباحات سی نہ بچا اور روزه سی غرض صرف بہوک اور پیاس کا مارنا نہیں ہی
 العطش فقط بل المقصود منه کسرة الشهوة وقهر النفس لا ماسة بالسوء فاذا لم یحصل شیء من ذلك
 بلکہ روزه سی عرض شہوت کا توڑنا اور نفس اتارہ کا حورائی کی طرف لیجاتا ہی مغلوب کرنا ہی جب یہ غرض کچھ نہ حاصل ہوئی
 فای فائدة فی ترك الطعام والشراب فعلى هذا المراد العبد ان یزال الثواب والفضائل التي ذکرها
 تو بہر کہا نا پینا بند کرنی ہی کیا فائدہ اسکی موافق جب کوئی شخص یہہ چاہی کہ مجھ کو وہ ثواب اور فضیلت حاصل ہو جسکا نبی صلی اللہ علیہ وسلم لی

النبی علیہ السلام ینبغی له ان یعرف حرمة الوقت وشرفه ویحفظ فیہ بطنه عن الحرام ولسانه عن ذکر فرمایا ہی تواضع وکولاً لازم ہی کہ وقت کی حرمت کو پہچانی اور وقت کی خوبی کو دریافت کری اور اوس میں اپنی بیٹ کو حرام کہا فی سہی اور اپنی زبان کو الکذب والغیبة وقبح الکلام وجوارحه عن الخطایا ولا تائم وقلبه عن العجب والکبر وعلاقه جہولہ اور غیبت اور بیہودہ کلام سہی اور اپنی باقی اعضا کو خطا اور گناہوں سے اور اپنی دل کو خود بینی اور کبری اور خلقت کی دشمنی سے الا نام ثم انه اذا فعل ذلك ینبغی له ان یکون خائفاً من الله تعالى هل یقبل منه ام لا یقبل ویدعو بجای ہی پھر وہ شخص جب یہ سب کرچکا تو اب اوسکو اللہ ہی کہ اسد تعالیٰ ہی یہ خوف کرتا ہی کہ آیا میل بہ روزہ قبول کرتا ہی یا نہیں قبول کرتا اور دعا کری ان یقبل المجلس الثالث والعشرون فی بیان فضیلة صوم شعبان کان رسول الله کقبول کری تیسویں مجلس فضیلت روزہ ماہ شعبان کی بیان میں نبی رسول الله

صلی الله علیہ وسلم یصوم شعبان کلہ الا قلیلاً فی روایة بل کان یصوم شعبان کلہ هذا الحد صلی الله علیہ وسلم کہ تمام شعبان کی روزی رکھا کرتی تھی مگر کچھ تھوڑا سا انظار کرتی اور ایک روایت میں ہی بلکہ تمام شعبان کی روزی رکھتی تھی من صحیح المصابیح روزہ ام المؤمنین عائشة وهذه الروایة الاخيرة موافقة لما روی عن ام سلمة یہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثوں میں ہی حضرت عائشہ ام المؤمنین کی روایت کا یہ پہلی روایت اوس روایت کی موافق ہی جو ام سلمہ ہی روایت ہی انها قالت ما رايت النبی علیہ السلام یصوم شهرین متتابعین الا شعبان ورمضان فان قیل یلزم کہ وہ کہتی تھیں نہیں دیکھا میں نبی علیہ السلام کو کہ دو مہینے پوری ہی روزی رکھی ہوں سوائے شعبان اور رمضان کی اگر کوئی کہی علی هذه الروایة ان یکون افضل الصیام بعد صوم رمضان صوم شعبان مع انه علیہ السلام کہ اس روایت سے لازم آتا ہی کہ بعد روزہ رمضان کی شعبان کی روزی افضل ہوں اور حال یہ ہی کہ نبی علیہ السلام فی

قال افضل الصیام بعد شهر رمضان شهر الله المحرم فالجواب ان جماعة من الناس ان اعتقدوا ان فرمایا ہی اچھی روزی بعد ماہ رمضان کی ماہ النبی عزم کی میں صیام المحرم والا شهر المحرم افضل من صیام شعبان لیکن الا ظہر خلاف ذلك فان صیام شعبان کہ محرم اور اشہر المحرم کی روزی شعبان کی روزی بہتر ہیں لیکن اسکی خلاف ظاہر تری بیشک شعبان کی روزی افضل من صیام الا شهر المحرم یدل علی ذلك ما روی عن انس انه علیہ السلام سئل ای الصیام افضل اشہر المحرم کی روزی بہتر ہیں دلیل اسکی وہ ہی جو انس ہی روایت ہی کہ پیغمبر صلی الله علیہ وسلم کسی فی پوچھا رمضان کی بعد کونسی بعد رمضان فقال شعبان تعظیماً لرمضان وروی عن اسماء انه کان یصوم اشهر المحرم فقال روزی افضل ہیں آپ فی فرمایا شعبان کی رمضان کی تعظیماً کی تھی اور اسماء ہی روایت ہی کہ اسماء اشہر المحرم کی روزی رکھا کرتی تھی سو

له رسول الله علیہ السلام صوم شوال فترك صوم اشهر المحرم فقال کان یصوم شوال حتی مات فها انصر انکو رسول الله صلی الله علیہ وسلم فی فرمایا شوال میں روزی رکھا کہ اسماء فی اشہر المحرم کی روزی پھر شوال میں روزی رکھا کہ انکی آخر عمر گنی سو بہ روایت فی تفضیل صیام شوال علی صیام اشهر المحرم فاذا کان صوم شوال افضل من صوم الا شهر المحرم شوال کی روزی کی فضیلت پر نص ہی اشہر المحرم کی روزی بہتر ہوگی یا روزی اشہر المحرم کی روزی بہتر ہوگی فكون صوم شعبان افضل من صیام الا شهر المحرم فی صیام النبی خنیہ السلام له دور اشہر المحرم نو شعبان کی روزی اشہر المحرم کی روزی زیادہ تر افضل ہوگی کہ نبی علیہ السلام روزی شعبان میں رکھتی تھی شوال میں نہیں کرتی وانما کان كذلك لانهم ابلیان من بعدة ومن قبلہ انهم من هذا ان افضل التطوع من الصیام کی ایہ بہ اس تھی ہی کہ یہ دو تو مسیتی یعنی شعبان اور شوال منہ مل میں رہ جاتا ہی بعد از رمضان ہی پہلی سترہ معوم ہو کہ نفل روزوں میں وہ ہی افضل ہیں

قریبا من رمضان قبله وبعده فیکون منزلته من الصیام بمنزلة السنن الرواتب مع الفرائض

رمضان سی قریب ہون پہلی اور پچھی پہر ایسی روزوں کا درجہ ایسا ہی جیسی تہ سنتوں رواتب یعنی موکدہ کا فریضہ نمازی

قبلہا وبعدها فان السنن الرواتب کما یلحق بالفرائض فی الفضل وتکون تکملة لنقص الفرائض فکذاک

فریضہ سی پہلی اور پچھی بیشک سنن رواتب یعنی موکدہ جیسی فضیلت میں فرائض کی ساتھ ہیں اور فرائض کی نقصان کو پورا کرتی ہیں ایسی ہی

صیام ما قبل رمضان وما بعده فانه ملحق فی الفضل بصیام رمضان لقربه منه ویكون قوله عم

نقل روزی رمضان سی پہلی اور پچھی یہ صیام ہی فضیلت میں رمضان کی روزوں کی ساتھ شامل ہیں کیونکہ رمضان سی متصل ہیں اب معنی اس حدیث کی

افضل الصیام بعد رمضان شهر الله المحرم محمول علی التطوع المطلق واما ما کان قبل رمضان وبعده

فانه ملحق به فی الفضل کما ان قوله علیه السلام فی تمام الحديث وافضل الصلوة بعد المكتوبة

وہ تو فضیلت میں رمضان کی شامل ہیں جیسی یہ قول علیہ السلام کا تتمہ حدیث میں اور بہتر نماز بعد فرائض کی

قیام اللیل لئلا یؤدیه نقصیل قیام اللیل علی التطوع المطلق دون السنن الرواتب عند جمهور العلماء

رات کی نماز ہی اس سی ہی تمام علماء کی نزدیک فضیلت قیام لیل کی مطلق نوافل پر مراد ہی سنن موکدات پر نہیں ہی

وقد ذکر فی صیام النبی علیه السلام لشعبان دون غیره من الشهور معنی حسنا وهو ما روی عن اسامة

اور در باب روزہ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شعبان میں سوا اور مہینوں کی خوب معنی ذکر کی ہیں اور وہ یہ ہیں کہ اسامہ سی روایت ہی

انه علیه السلام قال ذلک شهر یغفل الناس عنه بین رجب اور رمضان کی بیچیں پس نبی علیہ السلام فی یہ اشارہ کیا

انہ لما اکتشفه شهر ان عظیم الشہر الحرام وشہر الصیام اعرض الناس عنه بالاشتغال بما فضا

کہ شعبان کو دو بڑی عظمت کی مہینوں کی کہیں رکھا ہی ماہ محرم اور ماہ صیام فی تو شعبان سی نوگ پھر کراون و نو میں مشغول ہو گئی ہیں سو یہ مہینہ

مغفول عنه حتی ظن کثیر من الناس ان صیام رجب افضل من صیام شعبان لانه شهر حرام ولیس

بہ ولا یسہر ہو گیا بیان نک کہ اکثر لوگ یہ کان کرتی ہیں کہ رجب کی روزی شعبان کی روزوں سی افضل ہیں اسنی کہ رجب ماہ حرام ہی اور

لذلک لما روی عن عائشة انها قالت ذکر لرسول الله علیه السلام قوم یصومون رجباً فقال واین هم

صلوة العشاء قال ما ينتظرها احد من اهل الارض غيركم وفي هذا اشارة الى فضيلة التفرغ بذكر الله
توقفاً لما اسماه نكاسواء تهاوى روى زمين پر کوئی منتظر نہیں ہے اس میں اشارہ ہے کہ تنہا ذکر الہی میں مشغول رہنا

في وقت من الاوقات لا يوجد فيها ذكر ولد لك فضل القيام في وسط الليل لشمول الغفلة عن الذكورية
تمام وقتوں میں سے ایسی وقت کہ کوئی اور وقت نہ کرے کہ تہا بہت افضل ہے اس میں آدھی رات کی وقت جاگنا بہت افضل ہے اس واسطے کہ اس وقت اکثر لوگ نالغی
لاكثر الناس في احياء الوقت المغفول عنه بالطاعة فوائدها انه يكون اخفى واخفاء النوافل و
غافل ہوتا ہے اور غفلت کی وقت عبادت کرنی میں بہت فائدہ ہے ایک یہ کہ یہ وقت پوشیدہ ہے اور نوافل جیسا اور

اسرارها افضل لاسيما الصيام فانه سر بين العبد وربه لا يطلع عليه غيره تعالى ولهذا قيل لا يكون
پوشیدہ رکھنا افضل ہوتا ہے خاص نفل روزی کیونکہ روزہ درمیان بندہ اور پروردگار کی باز ہوتا ہے اس پر سوائے اللہ تعالیٰ کی کسی کو اطلاع نہیں ہوتی اس لیے وہی
فيه رياء ومنها انه يكون اشتق على النفوس وافضل الاعمال اشتقا على النفوس وسبب ذلك ان النفوس
کہتی ہیں کہ روزہ میں ریا نہیں ہوتی اور ایک یہ کہ روزہ طبیعتوں پر دشوار ہوتا ہے اور اعمال میں افضل وہ ہے ہوتا ہے جو طبیعتوں پر دشوار ہو اور سب سے کم طبیعت

تناسي بما شاهد من احوال ابناء الجنس فاكثر يقظة الناس وطاعتهم بكثر اهل الطاعة لكثرة
بجھتی حالات میں سے جو دیکھتی ہیں وہ ہے عبادت اختیار کر لیتی ہیں پس اگر لوگوں کی بیداری اور ان کی عبادت کثرت سے ہوتی لگی تو ان کی طاعت بھی زیادہ ہوتی
المقتدين بهم فتسهل الطاعة عليهم واذا كثرت الغفلة واهلها يتاسي بهم عموم الناس فيشتق على
کیونکہ دیکھا وہی بہت پیرو ہو جاتی ہیں اور ان پر عبادت آسان ہو جاتی اور اگر غفلت اور غفلت والی زیادہ ہوتی تو عام لوگوں کی ویسی ہی عادت ہو جاتی اب جاگنی والوں پر

نفوس المتقنين طاعتهم لقلّة من يقتدون بهم فيها ولهذا قال النبي عليه السلام للعامل منهم اجر
عبادت کرنی دشوار ہوگی اس واسطے کہ اس وقت میں ہماری کثرت ہیں اس لیے نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ ان میں سے ایک عمل کرنے والی کو اجر
خمسین منكم انكم تجدون على الخير اعواناً ولا يجدون وقال عليه السلام العباداة في الشهر كالحجرة
پچاس آدمیوں کا تم میں سے ہی کیونکہ تم کو نیکو خیر پر بہت مددگار میسر آتی ہیں اور ان کو نہیں ملتی اور فرمایا علیہ السلام فی فساد کی وقت عبادت کرنی کی جیسی

الى فانه عليه السلام بين في هذا الحديث ان ثواب العباداة في وقت الفتنة واختلاف امور الناس
میری طرف ہجرت کی بیشک پیغمبر علیہ السلام نے اس حدیث میں یہ بیان فرمایا کہ ثواب عبادت کا بردقت آشوب اور ابتری چلن آدمیوں کی اتنا ہی
كثواب الهجرة من مكة الى المدينة في زمانه عليه السلام قبل فتح مكة وسبب ذلك ان الناس في وقت
گویا کہ کسی مدینہ کی طرف پیغمبر علیہ السلام کی عہد میں فتح مکہ سے پہلی ہجرت کی اور اس کا سبب یہ ہے کہ آدمی فتنہ اور آشوب کی وقت

يتبعون اهواءهم ولا يتقيدون بدینهم فيكون حالهم شبيها بحال اهل الجاهلية فاذا انفرد من بينهم من
اپنی ہوا سے کسی کی تابع ہو جاتی ہیں اور اپنی دین کی قید میں نہیں رہتے پہر ان کا حال اہل جاہلیت کا سا ہو جاتا ہے پہر اگر ان میں سے ایک شخص الگ ہو جاوے
يقسك بدينه ويعبد ربه ويتبع امره ويجتنب نهيه يكون كمن هاجر من بين اهل الجاهلية الى رسول الله
کہ اپنی دین کو اتنے ہی ہندی اور اپنی رب کی عبادت کری اور اس کی امر کا تابع اور اس کی نہی سے بچتا ہے تو وہ ایسا ہے کہ اہل جاہلیت میں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف

مؤمن مستعلا وامره مجتنب النواهي وقال عليه السلام بدأ الاسلام غربياً وسيعود غربياً كما بدء
مؤمن اور امر کا تابع اور منہیات سے مجتنب ہو کر ہجرت کر گیا اور فرمایا علیہ السلام فی شروع ہوا ہی اسلام غریب ہو کر اور پر غریب ہو جاوے گا جیسی شروع ہوا تھا
فطوبى للغرباء يعني ان الاسلام في ابتداء ظهوره كان غربياً لم يوجد الا في احاد من الناس وقلة منهم
سو خوشی ہی غریبوں کو مراد یہ ہے کہ اسلام ابتداً ظہور میں غربت تھا نہیں پایا جاتا تھا مگر کسی کسی آدمی میں بہت کثر

ثم انتشر وشاع قوياً وبعد ذلك سيلحقه نقص اختلال حتى لا يبقى الا في احاد من الناس وقلة منهم وهم
پہر پھیل گیا اور بہت قوی ہو کر منتشر ہو گیا اور بعد اس کی قریب ہی اس میں نقصان اور خلل آ جاوے یہاں تک کہ باقی نہیں رہے مگر کسی کسی آدمی میں بہت کثر

الغریاء فطوبی لهم وقد جاء تفسیرهم فی حدیث اخر انهم للتراحم من القبائل یعنی انهم لثین كانوا قلید غریابین سواد ککو خوشی ہی اور غریابی تفسیر ایک اور حدیث میں آتی ہے کہ وہ قبائل میں کوئی کوئی ہیں یعنی غریب اور وہ ہیں جو تہوڑی ہوں

فلا یوجد فی کل قبيلة منهم الا الواحد الاثنان بل لا یوجد واحد منهم فی القبائل والبلدان کما کان كذلك فی ہر قبیلہ میں ایک ایک دو دو چھ ہوا ہونگی بلکہ قبیلوں اور شہروں میں کوئی نہ ملے گا جیسے کہ ابتداء ظهور اسلام میں

ابتداء ظهور اسلام وفي حدیث اخر انهم الذين يصلحون اذا فسد الناس یعنی انہم قوم صالحون عاملون بہہ ہی حال تھا اور ایک اور حدیث میں ہی کہ غریب وہ ہیں جو اصلاح پر عمل کرتی ہیں اگر آدمی کو فساد پیدا ہو اور وہ ہی کہ غریب قوم صالح ہی

بالسنۃ فی زمان فساد الناس منها ان المنفر بالطاعة بین اهل الغفلة والمعاصی یدفع بہ البلاء فساد کی زمانہ میں سنت پر عمل کرنا ہی اور ایک فائدہ یہ ہے کہ جو تنہا عبادت کرنیوالا ہی غفلت اور معاصی والوں میں اس کی سبب ہی لوگوں کی بلا دفع ہوتی ہی

عن الناس فکانہ یحییہم یدفع عنهم ولا تار فی هذا المعنی کثیرہ جدا وقد ذکر لصومہ علیہ السلام لشعبان کو یہ وہ شخص اور کما حمایتی ہی اس کی سبب کو دفع کرتا ہی اس باب میں آئمہ بہت آتی ہیں اور واسطی روزی رکعتی پیغمبر علیہ السلام کی ماہ شعبان میں

معنی اخر دھوانہ علیہ السلام کان یصوم من کل شہر ثلثۃ ايام وربما اخر ذلك لیقضیہ بصوم شعبان ایک اور وجہ یہی بیان کرتی ہیں وجہ یہی کہ پیغمبر علیہ السلام ہر مہینے میں تین تین روزی رکعتی تھے اور بعضی وقت تاخیر فرمادی تھے تاکہ اسکا عوض شعبان کی روزی ہو

یعنی ان صوم علیہ السلام بہا کان لا یبلغ ثلثۃ ايام فی بعض الشہور فیکمل ما فاتہ من ذلك فی شعبان اذا کر دین مراد یہ ہے ہی کہ روزی پیغمبر علیہ السلام کی بعض دفعہ بعض مہینوں میں تین تین روزی نہیں ہوتی تھی سو جب قدر روزی فوت ہو جاتی تھی وہ شعبان میں پوری کرتے تھے

کان اعمالہ علیہ السلام دائمة فکان اذا دخل علیہ شعبان وکان علیہ بقیۃ من صیام تطوع لم یجمہ نہی جن روزی کا رکنا دایمی ہوتا تھا سو آپ کا طریقہ یوں تھا جب اونکو ماہ شعبان شروع ہوتا اور اوپر کچھ نوافل روزی باقی ہوتی کہ نہ رکھی ہوں

یقضیہ فی شعبان حتی یکمل نوافلہ بالصوم قبل دخول رمضان کما کان یقضی ما فاتہ من سنن الصلوۃ تودہ روزی شعبان میں قضا کرتی تھی تاکہ تمام نوافل روزی رمضان کی آتی ہی پہلی پوری ہو جائیں جیسا کہ نماز سنوں کو جو رہ جاتی تھی قضا کرتی تھی

وکما کان یقضی بالنہار ما فاتہ من قیام اللیل وقالت عائشۃ ربما اردت ان اصوم فلم اطق حتی اور جیسا کہ قیام لیل میں سہی جو رہ جاتا تھا وہ نہین پورا کرتی تھی اور عائشہ کہتی ہیں بعضی وقت میں روزہ رکھتی کا ارادہ کرتی سو نہین سکتا

اذا صام النبی علیہ السلام فی شعبان صمت معہ فانہا کانت حرقتم فتقضى ما علیہا من بیان تک جب نبی علیہ السلام ماہ شعبان میں روزی رکعتی تو میں ہی اونکی ساتھ روزی رکعتی پر عایشہ اس وقت کو غنیمت جان کر جو اونکی ذمہ ہے

صوم رمضان لفطرہا فیہ بالحیض وکان فی غیرہ من الشہور مشغلة بالنبی علیہ السلام رمضان کی روزی ہوتی تھی بسبب عارضہ حیض کی سبب اور اگر دیتی تھیں اور اور باقی کی مہینوں میں نبی علیہ السلام کی خدمت میں مشغول رہتی تھیں

فان المرأة لا تصوم وبعلاہا مشاہدہ لا باذ نہ فمن دخل علیہا شعبان وقد بقی علیہ شیء من کیونکہ عورت اپنی خاوند کی سامنے بی اجازت روزہ نہیں رکھ سکتی پس جس شخص کو ماہ شعبان آجاوی اور اوپر کچھ نوافل روزی باقی ہوں

نوافل صیامہ لیستحب لہ قضاء فیہ حتی یکمل نوافل صیامہ باین رمضان ومن کان علیہ شیء تو اسکو مستحب ہی کہ شعبان میں ادا کر دی تاکہ اسکی نوافل روزی دو روز رمضان کی تکمیل میں ادا ہو جاوین اور جیسے کچھ

من قضاء رمضان یجب علیہ قضاء قبل رمضان اخر مع القدۃ علیہ ولا یجوز لہ تاخیر قضاء رمضان کی باقی ہو تو اوپر واجب ہی کہ دوسری رمضان سے پہلی اگر قریب رکھتا ہو تو قضا کر دی اور لو کچھ پیچھے جا رہے ہیں ہی

الی ما بعد رمضان اخر لغیر ضرورة وان کان تاخیرہ لعدۃ مستقر باین الرضا باین کان علیہ قضا کہ بی ضرورت دوسری رمضان کی تکمیل تاخیر کرے اور اگر بہت تاخیر بسبب ایسی عدہ کی ہے وہ روزہ رمضان میں سبب چلا آتا ہی ہوتی ہو تو اوپر

الليالي ايضا لما روى انه عليه السلام قال ينزل ربنا تبارك وتعالى كل ليلة الى السماء الدنيا حين يبقى ثلث الليل الاخير يقول من يدعوني فاستجب له من يستغفرني فاغفر له من يسئلي فاعطيه الا ان تنهاى رات باقى راتى هي فرماتا هي كوى هي دعا كرنوا لا كمن اوسى دعا قبول كوى هي مغفرت ما كنى والا كمن اوسى بخشرون كوى هي سائل كمن اوسى عطا كرون في النزول في سائر الليالي مقيد بوقوعه حين يبقى من كل ليلة ثلثها الاخير وفي ليلة البراءة ليس هذا اثنا فرقى هي كظهر اورثام راتون من اس قيدي هي كجب يجهل تهاى رات باقى رهي اورثب رات من يه قيد نهين هي التقيد بل المقصود تخصيص هذه الليلة بمزيد الشرف والفضل لكونها ليلة شريفة عظيمة بل كمن مقصود يه هي كاس رات من خصوصيت شرافت اور فضيلت كى زياده هي كبرون كمن يه شب هت هي شريف هي كما روى عن عطاء بن يسار انه قال ما من ليلة بعد ليلة القدر افضل من ليلة نصف شعبان چنانچه روايت هي عطاء بن يسار هي ككبتى تهي بو شب قدر كى كوى رات شب برات بته نهين هي وقد ورد في فضلها احاديث اخر متعددة وكان التابعون من اهل الشام كخالد بن معدان ومكحول اور اس شب كى فضيلت من اور يه چند حديثين آتى بهن اور اهل شام من سى تابعي جيبى خالد بن معدان اور مكحول ولقمان بن عامر وغيرهم يعظمونها ويحتجرون بالعبادة فيها ولما اشتهر ذلك عنهم في البلد اور لقمان بن عامر وغيره اس شب كى بهت نعظيم كرى تهي اور اس شب من عبادت من مباغذ كرى تهي جب اونكا يه حال ملكون من مشهور بهوا اختلاف الناس في ذلك فمنهم من قبله منهم وواقفهم على تعظيمها لكن اكثر العلماء من اهل الحجاز توكولون من اختلاف يه ابو بعضون في اس امر كومان ليا اور اونكى موافق هو كمن تعظيم كرى تهي ليكن اكثر علماء اهل حجاز انكروا ذلك وقالوا كل ذلك بدعة والحق ان المؤمن اذا اشتغل في تلك الليلة الخاصة بنفسه بانواع اسكا الكار كرى تهي اور كبتى بهن يه سب بدعت هي اور حق يه هي كمن من تنها الا كمن شب من عبادت من مشغول هو كمن رط هي العبادات من الصلوة والنزلة والدعاء يجوز ولا يكره واما الاجتماع فيها في المساجد والجوامع يا نكروا وت كرى اور كد كاتام لى اور دعا مانكى تو جاز يه كره نهين اور اس شب من مسجد محله يا مسجد جامع من للصلوة النافلة بالجماعة الكثيرة كما هو المعتاد في تعاننا فيكرة وهذا قول الاوزاعي امام اهل الشام وجمع بهونا اور نغليين يه منى جماعتى ادا كرى جيبى جازى زمانه من عادت هو كوى هي سوب كروه هي يه قول اوزاعي كارى جوا بل شام كاي ميشوا اور عالمهم وفقههم وكذا اسراج السراج الكثيرة في المساجد وايقاد القناديل الكثيرة في الجوامع في تلك عالم اور فقيه هي اور يه هي مسجدون من روشنى كرى اور قنديل متعدد جامع مسجد من روشن كرى اس شب من الليلة لا يجوز لما ذكر في القنية ان اسراج السراج الكثيرة ليلة البراءة في السكك والاسواق بدعة وكذا جاز نهين هي اسواطى كقنيه من يه مذكور هي كبهت سى چرخ روشن كرى شب برات كو كوچون اور بازارون من بدعت هي اور يه هي في المساجد ويضمن القيم بل لو ذكره الواقف وشروطه لا يعتد بذلك الشرط شرعا وان لم يكن من مال الوقف مسجدون من اور مهتم ضامن هو تهاى بل كمن وقف كرنوا الا كمن صرح كمن شرط كرى تهي شرعا وه شرط معتبر نهين هي اور اكل وقفى نهين هي بل تبرع به يكون ذلك تبذيرا وازاعة المال والتبذير حرام بنص القرآن وقد هي النبي عليه السلام عن كمن تبرع يه تبرع خرج اسراف من داخل هي اور مال كضايك كراى اور اسراف حرام هي نص قرآن سى اور يه كمن بنى على ماله كمن كرى تهي اضاءة المال واعتقاد ان ذلك قرينة من اعظم البدع واقبح السيئات وكذا التنقل في تلك الليلة بالجماعة منع فرماتا هي اور يه اعتقاد كراى كمن يه ثواب هي بدعت اور سخت برائى هي اور يه هي اس رات كو يه شتى غلين يه نهين

الكثيرة بدعة قبيحة يجب الاجتناب عنها لان الفقهاء قد اتفقوا على كراهة الجماعة في النوافل ما عدا التراويح

بشيء بدعتي بل اس بدعتي سيجنا جائي اسلطي كه فقهاء سبب متفق بين كنفون كى جماعت سواى تراويح

والاستسقاء والكسفى اذا كان سعى الامام اربعة والصلوة التى تصلى فى تلك الليلة بالجماعة الكثيرة و

اور صلوة استسقاء اور صلوة كسفى كى اگر سوار امام كى چار آدى جمع هون تو كروه هى اورده نماز سواى رات كو بڑى جماعت سبب بدعتي هون

تسمى صلوة البراءة بدعة ايضا لعدم وقوعها فى عصر الصحابة والتابعين بل لما ظهرت بعد المائة

صلوة البرات اور سكا نام كه به چوڑا هى وه بهى بدعت هى اسلطي كه صحابه اور تابعين كى عهد مين نهين تھى بلكه هجرت نبوى سى چار سو برس كى بعد

الرابعة من الهجرة النبوية فانها حدثت فى المسجد الاقصا سنة ثمان واربعين واربعمائة واصلها على ما

پیدا ہوئی هى كيونكه بيه نماز مسجد اقصا مين سنه چار سو اشتهائيس مين شروع ہوئی هى اور اسكى اصل موافق بيان

ذكره الامام الطرطوسي ان رجلا تابلسيا قدم بيت المقدس فقام يصلى ليلة النصف من شعبان فى المسجد

امام طرطوسى كى بيه هى كيك شخص تابلسيا بيت المقدس آيا اور مسجد اقصا كى اندر شب برات كو نماز نفل پڑھنى شروع كى

فاخر خلفه واحد ثم ثان ثم ثالث ثم رابع فها خفها الامم جمع كثير ثم جاء فى العام الثانى فصلى معه خلق

بهره اسكى بچھى كيك مقتدى هوگيا بهر دوسرا بهر تير بهر چوڑا بهى ابى نماز پوري كى نه كرنى پايان تا كه برى جماعت هوگى بهر وه شخص اكلى برس مين آيات او كى تا

كثير ثم شاعت فى المساجد وانتشرت فى البلاد واستقرت سنة بين العباد وقد ذمها العلماء من

بهت خلق كى نماز پڑھى بهر اور مسجد مين مشهور هوگى اور ملكون مين بهر كى اور خلقت كى طريق سنون بھرا ليا اور اسكى برائى عده علماء متاخرين كى

اعيان المتأخرين وصرحوا بانها بدعة قبيحة مشتملة على منكرات فعلى هذا ينبغي للعاجز عن تغيير تلك

بيان كى هى اور صحت كها بهى كه بيه نماز بڑى بدعت هى اس مين بهت منكرات هين اس بيان كى موافق لائق هى كه جو شخص ان منكرات كو دور

المنكرات ان لا يحضر الجماعة فى تلك الليلة بل يصلى فى بيته ان لم يجد مسجدا سالما من هذه البدع

نهين كسكتا تو اوس شب مين اس نماز مين شامل بهى نهو بلكه تنها اپنى كهر مين نماز پڑھ لى اگر كوشى مسجد ان بدعات سى خالى نه مسير آوى

لان الصلوة فى المسجد بالجماعة سنة وتكثير سواد اهل البدع منه عنده وتلك المنع والوجوب فضل الواجب متعين

اسلطي كه مسجد مين جماعت كى نماز تو سنت هى اور بدعتيون كا انبه بڑا نا ممنوع هى اور امر ممنوع كا ترك كرنه واجب هى اور وجوب پر عمل كرنا مستحب هى

لا سيما لمن كان مشهورا بين الناس بالعلم والزهد فان الواجب عليه ان لا يحضر فى مسجد يشاهد فيه

خاص ليسى شخصو جسكى علم اور زهد كى دنيا مين شهرت هو ايسى شخص پر بيه هى واجب هى كه جس مسجد مين بيه بدعات منكر كيهى تو وہ ان نجواى

هذه المنكرات لان حضوره مع عدم الانكار يوههم للعامة ان هذه الافعال مباحة او مندوب

اسلطي كه اوسكا جانا بخوشى خاطر عام لوكون كو اس دهم مين مبتلا كر ليگا كه بيه افعال مباح هين يا مستحب هين

اليها فيكون حضوره شبهة عظيمة فى ظن العوام ان تلك الافعال مستحسنة شرعا فاذا ترك

اوسكا جانا هى ايسى مقام مين عام لوكون كى كان مين بڑا شبهه بڑا ليگا كه بيه افعال از روى شرع مستحسن هين جب وه شخص

عادته ولم يجمع فى المسجد تلك الليلة وانكر بقلبه لعجزه عن تغييره بيده ولسانه يسلم من الانتم

اپنى بيه عادت چوڑا ليگا اور اوس شب كو مسجد مين نهين آويگا اور اپنى دلسى انكار كر ليگا اگر اتمه اور زبانى نهين رو ك سكتا تو ايك گناه هى بچھى كيك

ولا يغتر به غيره بل يتشعر بعض الناس من عدم حضوره ان هذه الافعال غير مرضية عند

اور دوسرى كو دهم نهين هوگا بلكه اسكى شامل نهو كى سى بعض لوگ بيه سمجھين گى كه بيه افعال خدا تعالى كو پسند نهين هين

بل هى بدعة لا ينسوغها الشرع ولا يرضاها اهل الدين فرما يمتنع بعض الناس عن ذلك فيحصل له الشك

بلكه بدعت هين نه شرع انكو جائز كر كتنى هى اور نه اهل دين پسند كر كتنى هين پس كيا عجب هى كه بعضى لوگ اس سى باز آوين بهر اسكو ثواب حاصل هو

بفعل ما يقدر عليه من الإنكار بالقلب لا امتناع عن الحضور والحاصل أن تلك الليلة وإن ورد في
 كجواد سي سوسكتا اتنا بقى الكلى قلبى اور شامل نهونا سوكر چكا خلا صديده هي كراس رات كي فضيلت مين اگر چكئ حدين

فضلها أحاديث متعددة لكن ليس لأحد أن يعظمها بأزمه الشرع وفي عنه مع أن بعض العلماء
 آئى بين هر كس كوا اختيار نهين كه او كي تعظيم ايسى امور مين كرى جسكو شرع برا كفتى هي اور اوس مى مانعت كرتى هي باوجود كيه بعض علماء

قالوا لم يثبت في قيامها شيء عن النبي عليه السلام ولا عن أصحابه فعلى هذا يجب على كل مسلم في هذا
 بهر كفتى بين كراس رات كي مانده كي باب مين كچه ثابت نهين هي نهو بيغمر عديده مى اونه او كي اصحاب سى اس بيان كي موافق اس زمانه مين هر رسم يروا جب كي نفس

الزائمان يحد من الاعتزاز والميل إلى شيء من البدع والمحدثات ويصون دينه من العوائد التي استأ
 كه بدعات كي ريجه سى اور محدثات كي توجه سى پر بهر كرى اور اپنى دين كو اون اشغال سى جسمين الس بكثر كهاى

بها وتربي عليها فإنها اسم فائق من سلم من أفتا وظهر له الحق معها لأن البدعة لها حلاوة في
 اور پرورش بائى هي سالم بچاوى بيشك بهر اشغال زهر قائل مين اسكى افات سى آدمي كم بچتا هي اور او سكي سانه حق كتر ظاهر نهو هي اسلوسطى كه بدعت كا فزه

قلوبها لأنها يستحسنها طبايعهم فلا يتركونها وقد روى عن عكرمة وغيره من المفسرين أن الليلة
 بهر عتيون كي دليلين ايسا بهر چتا هي كه طبيعت او سكو ديك جانتى هي سو بگر نهين جهو دى اور عكرمه وغيره مفسرين سى روايت هي كه ده مبارك رات

المبركة الواقعة في سورة الدخان قد فسرت بليلة نصف شعبان كما ذهب اليه الأكثرون فإنها ليلة
 جسكا ذكر سورة دخان مين هي ده شب برات هي چنانچه اكثر مفسرين بهر هي كفتى بين

يقدر فيها كل امر يكون في تلك السنة لقوله تعالى فيها يفرق كل أمر حكيم قال عطاء بن يسار
 كيهو كده بهر سى رات هي

إذا كان ليلة النصف من شعبان يرفع الملك صحيفة فيقال له اقض روح من في هذه الصحيفة
 كه بچاوى مين نهو نيلا هي سب اوس رات كو اندازه كيا جاتا هي اس رات كي ديس سى اوس مين جدا هوتا هي كام جانتا هو عطاء بن يسار كفتا هي

فكم من شخص يبيت الدور ويشد القصور ويغرس الأشجار ويجفر الأنهار ويتزوج النسمان ويتوغل في
 سو بهتيرى شخص كهر بتاى بين اور محلون كي كج كرى كفتى بين اور باغ لگاتى بين اور نهين كهو دى بين اور عورونلى نكاح كرتى بين اور عمارت مين كيتى

البنسيان وقد كتب عليه الموت ودفعت نسخته إلى ملك الموت وهو في هواه ولا يعلم منتهاه فيا مفرق
 اور او كي موت كهي هو سى كفتى هي اور ده كا غنك الموت كول بكتا هي اور ده ايتى هو اوس مين بهول راى اور انجم كي خبر نهين سواى

بطول الأمل ويا مسرور بسره العين كن من الموت على الرجل فلا تدرى متى ما ألجم عليك الأجل فكم
 اميدون كي ديوانه اور اى اعمال بسكى متوالى موت سى در تاره نو كيا جاتى كه موت نهجكو سوقت كغيرى كى

من مستقل يوم لا يستكمل به من موطن غدا لا يدركه يسر الله تعالى التدارك الموت قبل هجومه
 او كى سمجنى الى كلك كي او سكو پر نهين كرتى اور بهت اميدوار كجى ان كي كوا سكونهين باقى ايتى كهو موت كا تدارك او سكى آفتى سى پيلى آسان كر

المجلس الخامس والعشرون في لزوم طلب روية هلال رمضان قال رسول الله صلى
 پيجيسوب محمد س مين تاش رمضان كي چاند كي ضرورت

الله عليه وسلم لا تقصروا حتى تروا الهلال ولا تقصروا حتى تروا الهلال فان غم عليكم فاقدروا له
 اسد عليه وسلم في فرياد روزه ست ربهو بدون كيهنى هلال كي اور افطار كرو بدون ديكهى هلال كي اور اگر كسا هو جادى نوا سكون اندازه كرو

الله وفي رواية فأكملوا العدة فلتشين هذا الحديث من صحاح المصايم رواه ابن عمر معناه أن السماء
 اور اولك روايت مين هي نو كفتى تيرون بهر كرو بهر حديث مصابيح كي صحيح حديثون مين هي ابن عمر كي روايت سى اسكى معنى بهر مين

المجلس الخامس والعشرون في لزوم طلب روية هلال رمضان قال رسول الله صلى
 رسول الله صلى

الله عليه وسلم لا تقصروا حتى تروا الهلال ولا تقصروا حتى تروا الهلال فان غم عليكم فاقدروا له
 اسد عليه وسلم في فرياد روزه ست ربهو بدون كيهنى هلال كي اور افطار كرو بدون ديكهى هلال كي اور اگر كسا هو جادى نوا سكون اندازه كرو

الله وفي رواية فأكملوا العدة فلتشين هذا الحديث من صحاح المصايم رواه ابن عمر معناه أن السماء
 اور اولك روايت مين هي نو كفتى تيرون بهر كرو بهر حديث مصابيح كي صحيح حديثون مين هي ابن عمر كي روايت سى اسكى معنى بهر مين

اذا كانت مصحبة ولم يكن فيها علة فلا تقصوموا صوم رمضان حتى تروا هلال رمضان ولا تقطروا

يوم الفطر حتى تروا هلال الفطر فان غم عليكم الهلال ولم تروه فقد راعى الشهر الذي كنتم فيه

بدون دیکہنی ہلال شوال کی افطار کرو پس اگر ہلال ابرہین آجادی اور تمہاری نظر نہ آوی تو مہینہ حال کی گنتی جس میں تم موجود ہو

ثلاثين يوما ثم صوموا ان كان الشهر المقدار شعبان وافطروا ان كان الشهر المقدار رمضان وذلك

تیس دن کرلو پھر روزہ دیکھو اگر وہ ماہ حال جس کا اندازہ کیا ہی شعبان ہو اور افطار کرو اگر وہ ماہ حال جس کا اندازہ کیا ہی ماہ رمضان ہو اور پھر

لان الاصل في كل ثابت بقاءه الى ان يوجد دليل على عدم بقاءه والشهر كان ثابتا بيقين فوقه الشك

اسلمی کہ قاعدہ یوں ہی کہ ہر شئی ثابت باقی رہی رہتی ہی جب تک کوئی دلیل اوسکی عدم کی نہ ملے اور ماہ حال تو یقینی ثابت ہی پس شک اس میں ہی

في خروجه فلا يخرج الا بروية الهلال واكمال العدة ولم يوجد واحد منهما فيكون باقيا نظرا

کہ تمام ہو چکا یا نہیں تو اوسکا تمام ہونا بدون دیکہنی چاند یا پوری کرنی گنتی کی نہیں ہو سکتا اور دونوں میں سے کچھ نہ ہو تو وہ ہی مہینہ باقی رہی گا موافق

الى ما روي انه عليه السلام اشار باصابع يديه مكشوفة وقال الشهر هكذا وهكذا وعقد يدها

اس روایت کی کہ پیغمبر علیہ السلام فی اپنی دونوں ہتھ کی دو انگلیاں کھول کر اشارہ کیا فرمایا کہ مہینہ اتنا اور اتنا اور اتنا تین بار اور تیسری دفعہ

في الثالث ثم قال الشهر هكذا وهكذا من غير عقد ابهامه فعلم منه ان الشهر قد يكون

تسعة وعشرين يوما وقد يكون ثلاثين فيقع الشك في دخول رمضان وخروجه وعلى تقدير عدم

انتیس دن کا ہونا ہی اور کبھی تیس دن کا اب شبہ رہتا ہی رمضان کی آئی میں اور تمام ہونی میں اور جس صورت میں کہ رمضان

خروجه يحرم الفطر وعلى تقدير عدم دخوله يكره الصوم على قصده صوم رمضان اذ يلزم

تمام نہوا ہو تو افطار کرنا حرام ہی اور جس صورت میں کہ رمضان نہ آیا ہو تو روزہ رمضان کی نیت سی کردہ ہی کیونکہ لازم آتا ہی

ان يؤدى قبل اوانه فهو حرام ولهذا قال عمار بن عمار بن ياسر من صام يوم الشك فقد عصى ابا القاسم و

کہ وقت سی پہلی ادا ہو جا سو یہ حرام ہی اس ہی واسطی عمار بن یاسر کہتے ہیں جو شخص شک کی دن روزہ رکھی وہ ابو القاسم صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کرتا ہی

الشك فيه ان ليسوى طرفا العلم والمجهول ان يقع الغيم في التاسع والعشرين من شعبان ولا يدرك

شک اس میں یہ ہوتا ہی کہ دونوں جانب علم اور جہل کی برابر ہوں اس طور کہ شعبان کی انیسویں تاریخ میں ابرہ ہو جاوی اور یہ نہ معلوم ہو

ان الغد من شعبان او من رمضان فعلى هذا ينبغي للناس ان يطلبوا هلال رمضان في التاسع

کہ کل کا دن شعبان ہی کا ہی یا رمضان کا ہی اس صورت میں لائق بہ ہی کہ لوگ رمضان کا ہلال انیسویں شعبان کو تلاش کریں

والعشرين من شعبان فان راوه صاموا وان لم يروه اكملوا عدد شعبان ثلاثين يوما ثم صاموا

پھر اگر دیکھیں تو صبح کو روزہ رکھیں اور نہ دیکھیں تو گنتی میں شعبان کی تیس دن پورا کر دیں پھر روزہ رکھیں

لقوله عليه السلام صوموا لرويته وافطروا لرويته فان غم عليكم الهلال فاكملوا عدد شعبان ثلاثين

موافق قول علیہ السلام کی روزہ رکھو چاند دیکھ کر اور افطار کرو چاند نہ دیکھ کر پس اگر تمہاری نظر سی ہلال ابرہین ہو تو گنتی میں شعبان کی تیس دن پوری کرو

واما اليوم الذي يشك فيه انه من شعبان او من رمضان فالصحيح ان الصوم فيه غير مكروه

اور وہ دن جس میں شبہ شک ہی کہ شعبان کا ہی یا رمضان کا ہی صحیح روایت یہ ہے کہ اوس دن کا روزہ مکروہ نہیں

اذا كان تطورا لكونه مستثنى من النهي بقوله عليه السلام لا يصام اليوم الذي يشك فيه انه

اگر تفرق ہو اسلمی کہ نہی میں سے اس کو جدا کر دیا ہی اس حدیث میں کہ شک کی دن میں جس میں شبہ شک ہو

من رمضان الا تطوعا والمراد بالنهي عن الصوم فيه الصوم بنية صوم رمضان لانه يلزم ان يؤدي
 که رمضان کا ہی یا نہیں یعنی انیسویں شعبان کی کوئی روزہ نہ کی مگر نفل اور ماہ روزہ کی مخالفت سے روزہ ہی جو رمضان کی نیت سے رکھیں اس واسطے کہ یہ لازم آتا ہی
 قبل مجيء وقته وقد مر انه حرام لحديث عمار بن ياسر مع ما فيه من التشبيه باهل الكتاب في زيادتهم
 کہ اپنی وقت سے پہلے ادا ہو جاوے اور اگر حکم ہی کہ موافق حدیث عمار بن یاسر کی حرام ہی باوجودیکہ اسمین اہل کتاب سے تشبیہ لازم آتی ہی کہ وہ دستاویزی روزہ کی زیادہ کر لیا کرتی ہیں
 في مدة صومهم فعلى هذا ينبغي للمؤمن ان يصوم في ذلك اليوم منتظرا غير مفطرو ولا عازما على الصوم
 اسکی موافق مؤمن کو یوں چاہی کہ اوس دن کی صبح کو منتظر ہی نہ تو کچھ کھاوی اور نہ روزہ کی نیت کری
 فان ثبت قبل الضحى الكبرى انه من رمضان يعزم على الصوم لان النية الى الضحى الكبرى جائزة
 پہر اگر پہر بہر دن چتر ہی پہلی ثابت ہو کہ یہ دن رمضان کا ہی تو اب نیت روزہ کی کرنی اسلئے کہ نیت پہر بہر دن چتر ہی ہے رمضان کی روزہ میں
 في صيام رمضان وفي صيام النفل ايضا وان لم يثبت ان نشاء صام تطوعا وان شاك فاطر ولكن ان
 اور نوافل روزوں میں بھی جائز ہی اور اگر نہ ثابت ہو تو پہر اختیار ہی چاہی نفل روزہ رکھی اور چاہی افطار کری لیکن اگر
 وافق يوما كان يصومه بان كان يوم الاثنين والخميس والجمعة فوافق يوم الشك فالصوم افضل
 وہ دن شک کا وہ ہی دن ہو جس میں یہ شخص روزہ رکھا کرتا تھا اسطور کہ ہمیشہ روزہ کا اور جمعہ اور جمعہ کا رکھا کرتا تھا سو نہیں ایک دن وہ شک کا دن پر اتواس
 لقوله عليه السلام لا يتقدم احدكم رمضان بصوم يوم ولا بصوم يومين الا ان يوافق صوما كان
 اس حدیث کی موافق رمضان سے پہلے کوئی ہرگز روزہ نہ رکھی نہ ایک دن نہ دو دن مگر اس صورت میں کہ موافق ہو جاوی یوم شک اوس
 يصومه وكذا ان كان يصوم شعبان كله او نصفه الا خيرا وثلثة ايام من اخر كل شهر وان لم يوافق
 دن ہی کہ روزہ رکھا کرتا تھا اور ایسا ہی جائز ہی اگر یہ شخص تمام شعبان کی روزہ رکھا کرتا ہی یا اخیر کی آدی شعبان کی یا ہر مہینہ کی آخر میں تین دن کی اور اگر موافق نہ ہو
 يوما كان يصومه فقد قيل الفطر افضل احترازا عن ظاهر النهي وقيل الصوم افضل اقتداء بعائشة
 اوسلئے جو یہ روزہ رکھا کرتا تھا تو بعضی کہتی ہیں افطار افضل ہی واسطی احتراز کی ظاہر نہی سے اور بعضی کہتی ہیں روزہ افضل ہی واسطی متابعت عائشہ
 وعلى فانهما كانا يصومان ويقولان لان نصوم يوما من شعبان احب اليانا من ان يفطر يوما من رمضان
 اور علی کی یہ دونوں روزہ رکھا کرتی تھیں اور یہ کہتی تھیں شعبان کی ایک دن کا روزہ بہکویت محبوب ہی رمضان میں ایک دن افطار کرنی سے
 والمختار ان يصوم الخاص كالمفتي والقاضي تطوعا لانهم يعرفون كيفية النية ولا يخالطون الكراهة فكان
 اور بات پسند یہ یہ ہی کہ خاص لوگ جیسی مفتی اور قاضی نفل روزہ رکھا کریں کیونکہ ان لوگوں کو نیت کی کیفیت معلوم ہی ہے لوگ کراہت کو نہ مٹنی دینگی
 للابن بيه ان يصوموا بانفسهم وبأهل العامة بالانتظار الى وقت الزوال ثم بالافطار ان لم يثبت الهلال
 ان لوگوں کو لایق ہی کہ آپ تو روزہ رکھا کریں اور عوام کو حکم زوال تک انتظار کا دیا کریں پہر زوال کی بعد اگر ہلال ثابت نہ ہو تو افطار کا حکم دیا کریں
 وكل من يعرف كيفية النية فهو من الخاص وكيفيتها ان ينوي التطوع ولا يخطر بباله صوم رمضان او
 اور جو شخص نیت کی کیفیت سے واقف ہو وہ خاص ہیں اور نیت کی کیفیت یہ ہے کہ نفل کی نیت کری اور وہ کی دلیل رمضان کی روزہ کا یا
 صوم واجب اخر ولا يتردد فيها فان النية معرفة بقلبه انه يصوم وهي في ذلك اليوم على وجه اهلها
 کسی اور واجب کا خطر نہ آوے اور اوس میں کچھ تردد نہ واقع ہو کیونکہ نیت یہ ہے کہ دل سے جانی کہ میں روزہ رکھتا ہوں اور نیت اس دن کی اندر کی طرح پر ہی ایک ہے
 ان ينوي صوم رمضان وهو مكره لما مر من حديث عمار بن ياسر مع ما فيه من التشبيه باهل الكتاب ثم
 کہ رمضان کی روزہ کی نیت کری یہ تو مکروہ ہی چنانچہ عمار بن یاسر کی حدیث میں گذرے ہی باوجودیکہ اسمین اہل کتاب سے تشبیہ ہی پہر
 ان ظهرا نه من رمضان يجوز انه لا نوى ان يكون صومه عن رمضان وكان ذلك اليوم من رمضان
 اگر معلوم ہو جاوے کہ وہ دن رمضان ہی کا ہی تو یہ ہی روزہ کا ہی ہی اس واسطے کہ نیت کر چکا تھا کہ میرا روزہ رمضان کا ہی اور وہ دن ہی رمضان ہی کا تھا

صورت میں روزہ رکھنا افضل ہے

عليه اما في الاول فلانه كالمظنون واما في الثاني فلعدم وجود الالتزام من كل وجه والرايع ان ينوي التطوع
 نہیں ہی پہلی صورت میں تو اسلئے کہ مظنون ہی اور دوسری صورت میں اسلئے کہ ہر طرح سے التزام نہیں ہی
 وقد مر انه يصح بنية النفل من غير كراهة في الصحيح ثم ان ظهرا نه من رمضان يقيم عنه لما مر انه يصح
 اور اگر چہ کچھ ہی کہ نفل کی نیت موافق صحیح روایت کی ہی کراہت صحیح ہی ہے
 بنية النفل وان ظهرا نه من شعبان يكون تطوعا وان افطر يلزمه القضاء لانه شرع ملتا بآخلاف
 نفل کی نیت سی ہی درست ہو جائی ہی اور اگر معلوم ہو کہ وہ دن شعبان کا ہی تو نفل ہو گا اور اگر افطار کر لیا تو قضاء لازم آئی کی اسلئے کہ اپنی ذمہ پر بیک شریعت کیا تھا
 مسألة المظنون ثم ينبغي ان يعلم ان روية الهلال وان كان سببا لوجوب الصوم والفطر لقوله عليه السلام
 بخلاف سنده مظنون کی ہے سمجھنا چاہی کہ ہلال کا دیکھنا اگرچہ روزہ کی وجوب اور افطار و نفل کا سبب ہی موافق اس حدیث کی
 صوم الرويته وافطر الرويته لكن العمل به لا يلزم الا بقضاء القاضي لهذا يلزم المراجعة اليه ثم انه اذا
 کہ روزہ رکھو ہلال دیکھ کر اور افطار کرو ہلال دیکھ کر ہر اس حدیث پر بدون حکم کا یعنی کی عمل نہیں ہو سکتا اسلئے واسطی قاضی کی سامتی پیش کرنا چاہی ہے اگر
 كان في السماء علة سواء كانت عينا او دخانا او غبارا او بخارا او نحو ذلك يقبل في هلال رمضان خبر
 آسمان میں کچھ علت ہو برابر ہی کہ کھٹا ہو باد ہوا ہو یا غبار ہو یا بخار ہو یا آبی ہو یا سجہ اور ہو نور رمضان کی چاند میں خبر ایک عادل
 مسلم عاقل بالغ حر كان او عبدا ذكر كان او انثى لانه فخير بامر ديني وهو وجوب الصوم على الناس فيقبل
 مسلمان کی کہ عاقل اور جوان ہو آزاد ہو یا غلام مرد ہو یا عورت مقبول ہی اسلئے کہ امر دینی کی خبر دیتا ہی یعنی لوگوں پر روزہ واجب ہی سوا کسی خبر مقبول ہو
 خبره لكن بشرط ان يفسر ويقول رايته خارج البلد او بين خلال السحاب ما بدون التفسير فلا يقبل لمكان
 لیکن بشرطیکہ تفصیل بیان کری کہ مینی چاند شہر سی باہر ابر کی اندر دیکھا ہی اور بدون تفصیل کی معتبر نہ ہو گی کیونکہ
 التهمة والفاسق اذا بص هلال رمضان ينبغي ان يشهد عند القاضي حقال قبول شهادته لكن
 شب کی گجہ ہی اور اگر فاسق ہلال رمضان کا دیکھ لی تو اسکو چاہی کہ قاضی کی روبرو جا کر گواہی دی شاید کہ اسکی گواہی مقبول ہو جاوی
 القاضي يرد شهادته لان خبر الفاسق في الديانات مردود غير مقبول ويشترط العدالة وقال الطحاوي لا يشترط
 قاضی اسکی شہادت کو رد کر دی کیونکہ فاسق کی خبر دیانات میں مردود ہوتی ہی مقبول نہیں ہوتی عدالت بشرط ہی اور طحاوی کی گواہی کی عدالت
 العدالة ومن المشائخ من قال راد به المستور ولا يشترط الدعوى ولا لفظ الشهادة ويقبل في هلال رمضان
 شرط نہیں ہی اور بعضی مشائخ کہتی ہیں کہ اس سی مرد مستور الحال ہی اور دعوی ہی شرط نہیں ہی اور نہ لفظ شہادت کچھ ضروری ہی اور رمضان کی ہلال میں
 الواحد على شهادة الواحد ومن راي هلال رمضان في الرستاق ولم يكن هناك وال ولا قاض فان كان
 ایک شخص کی گواہی ایک شخص کی گواہی پر مقبول ہی اور جسنی رمضان کا ہلال البسی کا نوگوں میں دیکھا جہاں نہ امیر ہو اور نہ قاضی تو اگر وہ
 الرأى ثقة بصوم الناس بقوله ثم اذا قبل القاضي شهادة الواحد في هلال رمضان وصام الناس ثلثين
 دیکھنی والا ثقہ ہی تو نسب لوگ اسکی کہتی سی روزہ رکھیں ہر اگر قاضی فی ایک آدمی کی گواہی رمضان کی ہلال کی قبول کر لی اور اسکی موافق تیس روزہ
 يوما ولم يروا هلال الفطر لا يفطرون فيما روى عن ابي حنيفة وابي يوسف لان الفطر لا يثبت بشهادة الواحد
 در ہی ہو گی تو ہی عید کا چاند نظر نہیں آیا تو ہی افطار کرین موافق روایت ابو حنیفہ اور ابو یوسف کی اسلئے کہ افطار ایک آدمی کی گواہی سی ثابت نہیں ہوتا
 وعن محمد بنهم يفطرون ويثبت الفطر في ضمن ثبوت الرضائية بشهادة الواحد وان كان لا يثبت ابتداء
 اور محمد سی روایت ہی کہ افطار کرین کیونکہ افطار ثبوت رمضان کی ضمن میں ایک ہی آدمی کی گواہی سی ثابت ہو جائی اگرچہ ابتداء ثابت نہیں ہوتا
 فان في هلال الفطر اذا كان في السماء علة لا يقبل الا بشهادة حرين او حرو حرتين لتعلق حتى العباد به لانهم
 بیشک شوال کی چاند دیکھنی میں اگر آسمان میں ابر یا گرد غبار ہو تو مقبول نہیں مدوں گواہی دو آزاد مردوں یا ایک آزاد مرد و آزاد عورت کی اسلئے کہ اس میں حتی عباد

نہیں ہی پہلی صورت میں تو اسلئے کہ مظنون ہی اور دوسری صورت میں اسلئے کہ ہر طرح سے التزام نہیں ہی

نہیں ہی پہلی صورت میں تو اسلئے کہ مظنون ہی اور دوسری صورت میں اسلئے کہ ہر طرح سے التزام نہیں ہی

یثبت فعمومات به فیثبت بما یثبت به سائر حقوقهم بخلاف هلال رمضان فان المتعلق به حق الشرع
اسی فائده مند ہوتی ہیں سوا اسی طرز ثابت ہوگا جس طور اہل تمام حقوق ثابت ہوتی ہیں بخلاف ہلال رمضان کی کیونکہ اوس ہی صرف حق شرع کا متعلق
وہو الصوم فیکتفی بخبر الواحد لما اذ لم یکن فی السماء علة فلا یقبل شهادة الواحد فی هلال رمضان
یعنی روزہ سوا ایک آدمی کی گواہی کفایت کرتی ہی اور اگر آسمان صاف ہو تو بہر ایک آدمی کی گواہی رمضان کی ہلال میں مقبول نہیں ہوگی
ولا شهادة الاثنین فی هلال الفطر وانما یقبل شهادة جمع کثیر یقع العلم بخبرهم واختلفوا فی مقدار
اور نہ دو کی گواہی عید الفطر کی ہلال میں بہر تواتر ہی جماعت چاہی جتنی خبری یقین حاصل ہو جاوی اور اس جماعت کی مقدار میں اختلاف
ذلك فقیل لا بد من اهل محلة وقيل لا بد من خمسين رجلا وعن محمد لا بد ان يتواتر الخبر من كل جانب
بعضی کہتی ہیں ایک محلہ کی آدمی چاہیں اور بعضی کہتی ہیں پچاس آدمی ہوں اور امام محمدی روایت ہی ہر طرف سی ہی رہی خبر کا آنا چاہی
والصحيح انه مفضو الى رای الحاكم لان المراد بالعالم المحاصل بخبرهم هو العالم الشرعی الموجب للعمل وهو غلبة
اور صحیح یہ ہے کہ حاکم کی رائی پر حوالہ ہی اس واسطی کہ مراد علم سی جو ان کی خبری حاصل ہو وہ علم شرعی ہی جس سی عمل کرنا واجب ہو جائی یعنی ظن غالب
الظن لا العلم بمعنى التيقن وان جاء واحد من خارج المصر فشهادة بروية الهلال شبهة ففي ظاهر الرواية
علم بمعنی یقین نہیں ہی اور اگر ایک شخص شہر کی باہر ہی اگر گواہی دی کہ وہ ان چاند دیکھا ہی ظاہر روایت میں اوس کی گواہی مقبول نہیں ہوگی
لا یقبل شهادته لقيام التهمة وذكر الطحاوی ان شهادته مقبولة لقلة المانع فی خارج المصر وكذا لو شهد
کیونکہ شبہہ کا مقام ہی اور طحاوی فی ذکر کیا ہی کہ اوس کی شہادت مقبول ہی اس واسطی شہر ہی باہر رکاوٹ کم ہوتی ہی اور ایسی ہی اگر چاند
بروية الهلال فی المصر علی مکان مرتفع ومن رای هلال رمضان وحده وشهد ولو یقبل شهادته کان علیه
دیکھنی کی شہر کی اندر اونچی مقام پر ہی گواہی دی اور جسنی رمضان کا چاند تن نہا دیکھا اور گواہی دی تو مقبول نہوئی
ان بصوم لقوله عليه السلام صوم الروية فانه قد لاه فيلزمه الصوم وان افتر كان عليه القضاء
کہ روزہ رکھی اس حدیث کی موافق روزہ رکھو چاند دیکھ کر کیونکہ اسنی چاند دیکھا ہی سوا سکو روزہ رکھنا لازم ہی اور اگر افطار کر لیا تو اوپر قضاء لازم ہوگی
الكفارة وان افتر قبل ان ترد شهادته اختلفوا فيه والصحيح ان لا یجب علیه الكفارة والحاکم اذا رای هلا
کفارہ نہیں آویگا اور اگر شہادت رد ہوئی سی پہلی افطار کر ڈالا تو اس صورت میں اختلاف ہی صحیح یہ ہے کہ کفارہ واجب نہیں اور اگر حاکم تن نہا رمضان کا
رمضان وحده يصوم ولا یامر الناس بالصوم ولوان الناس غم عليهم هلال رمضان واكملوا شعبان
چاند دیکھنی تو وہ آپ روزہ رکھی اور دن کو روزہ کا حکم دی اور اگر لوگوں کو رمضان کا چاند سبب برکی نظر نہ آیا اور انہوں نے شعبان میں
ثلاثین یوما ثم صاموا رمضان ثمانية وعشرين یوما ثم راوا هلال شوال فانهم ان كانوا عذرا وشعبان
انیس دن پوری کر کی رمضان کی روزی اٹھائیس دن رکھی ہتی بہر شوال کا چاند نظر آگیا اب اگر انہوں نے کتنی شعبان کی
عن غیر روية قضا یومین وان کان عدوه عن روية قضا یوما واحدا فیکون شهر رمضان فی تلك
فی چاند دیکھنی پوری کی ہتی تو دو روزی قضا کریں اور اگر چاند دیکھ کر کتنی پوری کی ہتی تو ایک روزہ قضا کریں اب ماہ رمضان اوس سال میں
السنة تسعة وعشرين یوما حتی انهم لو كانوا راوا هلال شوال بعد ما صاموا رمضان تسعة وعشرين
انیس دن کا ہوا یہاں تک کہ انہوں نے اگر عید کا چاند رمضان کی انیس روزی رکھ کر دیکھا
یوما لا یلزمهم شیء ولوان اهل بلدة راوا هلال رمضان فصاموا تسعة وعشرين یوما فشهد جماعة
تو اوپر کچھ لازم نہیں آتا اور اگر ایک شہر والوں نے رمضان کا چاند دیکھ کر انیس روزی رکھی بہر ایک جماعت فی قاضی کی پاس
عند القاضي فی الیوم التاسع والعشرين ان اهل بلدة کذا راوا هلال رمضان فی ليلة کذا فیلزمهم یوم
کہ فلاں شہر والوں نے رمضان کا چاند فلاں رات میں تیسری ایک دن پہلی دیکھ کر روزی

وصاموا هذا اليوم يوم الثلثين من رمضان وأهل هذه البلدة لم يروا الهلال في تلك الليلة
 روى ابن أبي عمير أن رجلا من بني تميم أتى أبا عبد الله عليه السلام في شهر رمضان في يوم
 والسماء مضيئة لا يباح لهم الفطر عدا ولا يترك التراومح في تلك الليلة لأن هذه الجماعة يشهد
 أو آسمان صاف تها نواذلكوا في دن افطار كذا جائز نہیں ہی اور نہ اس وقت میں تراویح ترک کرنی جائز اس واسطی کہ اس جماعت نے چاند دیکھ لیا
 بالروية ولا على شهادة غيرهم وإنما حكا رواية غيرهم وأما لو كانوا شهدوا عند القاضي أن قاضي بلدة
 نہیں دی اور نہ غیر کی گواہی پر گواہی دی ہی نہیں ہوئی اور نہ کی دیکھنی کی خبر یہ ان کی ہی اور اگر وہ جماعت قاضی کی سامنے یہ گواہی دیتی کہ فدائی شہر کے قاضی
 كذا شهد عند شاهدان بروية الهلال في ليلة كذا وقضى ذلك القاضي بشهادتهما جاز هذا القاضی
 سامنے دو گواہوں نے فلا فی رات میں چاند دیکھنی کی گواہی دی تھی اور اس قاضی نے ان کی گواہی کی موافق حکم دیا ہی تو اب اس قاضی کو جائز ہوتا
 ان يقضى بشهادتهما لان قضاء القاضي لاول حجة وهذا على قول من قال لا عبرة باختلاف المطالع
 کہ ان کی گواہی کی موافق حکم دیتا اس واسطی کہ حکم پہلی قاضی کا محبت ہی اور یہ حکم اس کی قول کی موافق ہی جو اختلاف مطالع کا اعتبار نہیں کرتا
 حتى اذا صام أهل بلدة ثلثين يوما للروية وأهل بلدة أخرى تسعة وعشرين يوما للروية أيضا
 بہان تک کہ اگر ایک شہر والوں نے چاند دیکھ کر نیس روزی رکھی اور ایک اور شہر والوں نے چاند ہی دیکھ کر انیس روزی رکھی
 فعلى هذا على من صام تسعة وعشرين يوما قضاء يومه ولا شبه على ما ذكره الزبيعي ان يعتبر لان
 تراویح صورت میں جنہوں نے انیس روزی رکھی ان پر ایک روزی کی قضا ہی اور موافق بہان زبیری کی بہتر یہ ہی کہ اختلاف مطالع معتبر ہے اس واسطی
 كل قوم يحتاجون بما عندهم والدليل على اعتبار ما روي عن كريب انه قال قدمت الشام واستهل
 کہ ہر قوم کو وہی حکم ہی جو ان کی پاس ہی اور یہ دلیل اختلاف مطالع کی اعتبار کی کربیب کی روایت ہی کہ وہ کہتا ہی کہ میں شام میں وارد ہوا اور مجھ کو
 في شهر رمضان فرأيت الهلال ليلة الجمعة ثم قدمت المدينة في آخر الشهر فسئلني عبد الله بن عباس
 ماہ رمضان کا چاند آگیا سو میں نے شب جمعہ کو چاند دیکھا مہر میں آمدینہ شریف میں آخر مہینہ میں آیا تو مجھ سے عبد اللہ بن عباس نے پوچھا
 فقال متى رأيت الهلال فقلت رأيت ليلة الجمعة فقال نحن رأينا ليلة السبت فلا نزال نصوم حتى
 تنمی رمضان کا چاند کب دیکھا تھا میں نے کہا ہم نے چاند شب جمعہ کو دیکھا تھا عبد اللہ بن عباس نے کہا معنی ہفت کی شے کہہ
 نكمل ثلثين أو نراه فقلت له أفلا تنكتفي بروية معاوية وصيامه فقال لا هكذا أمرنا رسول الله عليه
 کہ نیس دن پوری ہو جاویں یا چاند نظر جاویں پھر میں نے کہا معاویہ کی دیکھنی اور روزہ رکھنی کیوں نہیں کرتا کرتی پھر کہا نہیں حکم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ حکم دیا ہی
 وذلك لان انفصال الهلال عن شعاع الشمس يختلف باختلاف الاقطار كما ان دخول الوقت وخرجه
 اور یہ اسلئے ہی کہ الگ الگ اقطار کا آفتاب کی شعاع سے سب اختلاف مسافت کی مختلف ہو جاتا ہی جیسی ایک وقت کا آنا اور نکلنا
 يختلف باختلاف الاقطار فان الشمس اذا زالت في المشرق لا يلزم منه ان تزول في المغرب بل كلما تحركت
 اختلاف مستثنی مختلف ہو جاتا ہی کیونکہ آفتاب کو اگر مشرق میں زوال ہو دی تو لازم نہیں آتا کہ مغرب میں ہی زوال ہو جا بلکہ آفتاب جب کوئی درجہ
 درجة فذلك طلوع لقوم وغروب لآخرين ونصف ليل لبعض وطلوع فجر لغيرهم وروي ان ابا موسى
 قطع كركيأ توده ابيك كى لى طلوع ہی اور دوسری کی واسطی غروب ہی اور کسی کو آوی رات ہی اور کسی کو طلوع فجر ہی اور روایت ہی کہ ابو موسیٰ
 الضرب الفقيه قدم الاسكندرية فسئل عن بعد المراقبة فرأى الشمس بعد غروبها في البلدة بزمان طويل
 نابینا فقیہ اسکندریہ میں آئی اونی کسی نے حال ایسی شخص کا پوچھا کہ اونی اونچی مینار پر چڑھ کر آفتاب کو دیکھا اور شہر میں بہت دیر پہلے غروب ہو چکا
 ليحل له الافطار فقال لا يحل له الافطار ويحل لأهل البلدة لان كل أحد مخاطب بما عنده ومن رأى هذا
 یا اس کو فطار کرنا درست ہی فقیہ نے جواب دیا اس کو فطار صلا نہیں ہی اور شہر والوں کو درست ہی اسلئے کہ ہر ایک کو وہی حکم ہی جو اس کی پاس ہی اور جیسی ہلال

الفطر وقت العصر فظن انقضاء مدة الصوم والفطر قال في المحيط اختلافوا في وجوب الكفارة والاكثر
فطره عصر كوقت ديكها پهر اس خیال ہی کہ مدت روزی کی گذرگئی افطار کردگلا محیط میں کہا ہی کہ علماء کو درباب وجوب کفارہ کی اختلاف ہی اکثرین کا
على الوجوب وقد ظن بعض الناس ان النهي عن الصوم قبل رمضان بيوم او يومين يرا ديه اغتنام
بہر ہی کہ کفارہ واجب ہی اور بعضی لوگوں کو یہ گمان ہی کہ روزی کی ممانعت رمضان سی ایک یا دو دن پہلی اس لئی ہی کہ

الاكل والشرب واخذ النفوس شهواتها قبل ان تتم منها بالصيام وهذا كله خطأ وجهل اذ قد ذكر
کہانا پھنا اور نفوس کو اپنی شہوت سی ملندہ ہوتا اس سی پہلی کہ روزوں کی سبب ممانعت ہو جاوی اغنیعت ہی یہ تمام خیالات خطا اور جهالت ہی اس لئی کہ
اصل ذلك متلقى من النصارى فانهم عند قرب صومهم يفعلون كذلك فيلزم التشبيه بهم وقد كان
کرتی ہیں کہ یہ اصل من نصاری سی لیا ہی کیونکہ نصاری کی جب روزی نزدیک آتی تھی تو ایسا ہی کیا کرتی تھی یہ نصاری سی تشبیہ لازم آتی ہی اور

النهي عن الصوم في ذلك الوقت لمنع التشبه بالكافرين لئلا يمانه بد وهو من صوم شرعا لقوله عليه السلام
نہ روزہ کی اوس وقت میں صرف کفار کی مشابہت کی سبب سی تھی جس جگہ کہ عسی مشابہت رفع ہو سکتی ہی اور تشبیہ شرعاً نہ صوم ہی واسطی بنادر رسولیہ السلام
من تشبه قوماً فهو منهم وربما لا يقتصر بعضهم على الشهوات المباحة بل يتعدى الى المحرمات فمن
جو شخص مشابہ ہو کسی قوم سی پھر وہ ان ہی میں سی ہی اور کبھی کبھی بعضا شخص شہوات مباح یر حصر نہیں کرتا بلکہ محرمات میں داخل ہوتا ہی جسکا

كان هذا حاله فالبهاثم اعقل منه وله نصيب واقر من قوله تعالى ولقد ذرانا لجهنم كثيرًا من
ایسا حال ہو تو اس سی ڈنگر ہوشیار ہیں اوسکا اس آیت میں بڑا حصہ ہی اور عینی پہلا رکھی ہیں دوزخ کی واسطی بہت
الجن والانس لهم قلوب لا يفقهون بها وهم آعین لا یصرون بها وهم اذان لا یسمعون بها اولئك
جن اور آدمی جنکو دل میں اوس سی سمجھتی نہیں اور انکلیں ہیں اوسی دیکھتی نہیں اور کان ہیں اوسی سنتی نہیں وہ لوگ

كالانعام بل هم اضل وبعضهم لا یحذب کبائر الذنوب الا فی رمضان فیطول علیه وبیکرة صيامه ویشو
جیسی چوپائی بلکہ اوسنی زیادہ بیزارہ ہیں اور بعضی شخص گناہ کبیرہ سی سوار رمضان کی کہی نہیں باز آتی سواد کو رمضان دوہر ہو جاتا ہی اور روزہ کی بکریہ وعلو
على نفسه مفارقتها كالوفاتها فيعد الايام والليالي ليعود الى المعاصي وبعضهم لا یصلی الا فی رمضان فیتقل
اور اوکی دل پر مفارقت کبائر کی دنوار ہو تی ہی جیسی موت ہو گئی پھر دن رات رات گنتا ہی تاکہ معاصی بہر حاصل کری اور بعضی ہوا رمضان کی نماز میں پڑھتی پھر

رمضان لاستثقال العبادات المشروعة فيه من الصلوة والصيام وبعضهم لا یصبر علی المعاصی فی واقعها
رمضان اول پر بہاری پڑ جاتا ہی بسبب گرانی عبادات کی جو رمضان میں ہوتی ہیں نیز روزی اور بعضوں کو گناہوں سی صبر نہیں ہوتا پھر وہ رمضان میں
فی رمضان وهذا هو الخسران المبين المجلس السادس والعشرون فی بیان فضيلة رمضان
بہی مبتدئ ہوتا ہی اور بہرہ ظاہر ہو طم او پھانا ہی چہ بیسون مجلس رمضان کی فضیلت میں

ورعاية حقه قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا دخل رمضان فتحت ابواب السماء وفي
اور اوکی حق کی رعایت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تی فرمایا جب رمضان آتا ہی تو آسمان کی دروازی کھل جاتی ہیں اور ایک
رواية ابواب الجنة وغلقت ابواب جهنم وصفدت للشياطين هذا الحديث من صحيح المصالح
روایت میں جنت کی دروازی اور دوزخ کی دروازی بند کئی جاتی ہیں اور سب شیاطین قید ہو جاتی ہیں یہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثوں میں سی ہی

ابوهريرة وهو ان حمل على معناه الظاهر لا يفيد زيادة فائدة لان الانسان ما دام في الدنيا لا يتيسر له الصلوة
ابو ہریرہ کی روایت سی اس حدیث کی اگر ظاہر معنی مراد لیوین تو کچھ خوب بڑا فائدہ نہیں ہی اس لئی کہ انسان جب تک دنیا میں ہی تو اسکو آسمان پر جہنم میں
الى السماء ولا الدخول في إحدى الدارين فاي فائدة في فتح الابواب واعلاقها الا ان يقال من مات من
ہو سکتا اور نہ بہشت اور دوزخ میں داخل ہو سکتا ہی پھر دروازوں کی کھلتی اور بند ہونے کی فائدہ ہوا مگر یوں کہیں کہ جو شخص صالح ایمان والوں میں

صلحاء اهل الايمان اذا فتحت ابواب الجنة ياتونهم من روحها ونسيمها فوق ما كان ياتونهم قبل الفتح و
مرجاتها هي توجب دروازي جنت کی کھلی آتی ہیں تو انکو جنت کی ہوا اور خوشبو زیادہ تر آتی ہے بہ نسبت اوکی کہ دروازی کھلتی سی پہلی آتی تھی اور
من مات من عصاة ثم اذا خلقت ابواب جهنم لا يصيبهم من حرها وسمومها كما كان يصيبهم من حرها
جو گنہگار مر جاتا ہے تو اگر دروازی دوزخ کی بند ہوتی ہیں تو اوکو اوکی گرمی اور لہٹ اوتنی نہیں آتی جتنی گرمی
وسمومها قبل التغليب وهو بعيد لانه انما ذكر لترغيب الناس فيما امر وابه من صوم شهر رمضان فتوصم
اور لہٹ بند ہوتی سی پہلی آتی تھی اور یہ معنی بعید ہے اس واسطی کہ یہ مضمون صرف واسطی آدمیوں کی ترغیب کی ہے جو اوکو حکم ہوا ہی ماہ رمضان کی روزوں کا
عليه حتى يستعد له وتصير ابواب الجنان كأنها فتحت لهم وابواب النيران كأنها اغلقت عليهم فيلزم
تاکہ روزی کی واسطی تیار ہو جاویں اور گویا جنت کی دروازی اوکی لٹی کھلی گئی اور دوزخ کی دروازی گویا اوکی اوپر بند ہو گئی اب کوئی تاویل
الرجوع الى التاويل بان يقال فتح ابواب السماء كناية عن تواتر نزول الرحمة وتوالي صعود الطاعة لان الباب اذا
کرنی لازم ہے کہ یوں کہیں کہ کھلنا آسمان کی دروازیوں کا اشارہ ہے بی در پی رحمت کی آئینا اور بی در پی عبادت کی چڑھنی کا واسطی کہ جب دروازہ
فتح يخرج ما في داخله متتابعاً ويدخل ما في خارجه متوالياً ويؤيد هذا التاويل ما جاء في رواية اخرى فتحت
کھلی تاتی جو اوکی اندر ہی فوراً نکل آتی اور جو باہر ہوتا ہے وہ فوراً داخل ہو جاتا ہے اور اس تاویل کی تائید وہی ہے جو ایک اور روایت میں آیا ہے کھلی تاتی ہیں
ابواب الرحمة وفتح ابواب الجنة كناية عن حصول ما يؤدي الى دخولها من انواع العبادات وتغليب
دروازی رحمت کی اور جنت کی دروازیوں کا کھلنا اشارہ ہی ان دن امور کی حاصل ہونیکا جو جنت کی اندر پہنچاویں یعنی ہر قسم کی عبادتیں اور بند ہونا
ابواب جهنم كناية عن انتفاء ما يؤدي الى دخولها من انواع السيئات لان الصائم ينتزه عن الكبائر
دوزخ کی دروازیوں کا اشارہ ہی دور ہونی اول امور کا جو دوزخ میں داخل کر دیتی ہیں یعنی ہر قسم کی گناہ اس واسطی کہ روزہ دار ایسی کبائر گناہوں سی بچتا ہے
التي من جللتها الا صرار على الصغائر فيغفر له بركة الصوم سائر الذنوب كما جاء في الحديث الصلوات الخمس
جنکی اندر اگر کئی صغیر گناہوں کی ہی داخل ہی سوروزہ کی برکت سی اوکی تمام گناہ معاف ہو جاتی ہیں چنانچہ حدیث میں آیا ہے کہ پانچ نمازیں
والجمعة الى الجمعة ورمضان الى رمضان مكفرات لما بينهن ان اجتنبت الكبائر وتصفيد الشياطين
اور جمعہ الکی جمعہ اور رمضان الکی رمضان تک سچ کی گناہوں کو مٹا دیتی ہیں اگر کبیرہ گناہوں سی بہتر کچل جا اور قید ہونا شیاطین کا
يحتمل ان يكون المراد به ما هو الظاهر من كون الشياطين عقيدة تعظيماً للشهر وعلامة ذلك ان اكثر المنكرين
احتمال یہ ہے کہ اس سے مراد وہ ہی معنی ظاہر ہی ہوں کہ شیاطین واسطی تعظیم اس مہینہ کی قید ہو جاتی ہیں اسکی نشانی یہ ہے کہ اکثر لوگ گناہوں میں کہی آتے
في الطغيان يجتنبون المعاصي ولا يزال بعد حرصهم عليها ويشرعون في قامة الصلوة بعد ما كانوا
گناہوں اور بدی سی بچتی لگتی ہیں باوجودیکہ گناہوں کی بڑی عریض ہوتی ہیں اور غارت پر ہستی شروع کر دیتی ہیں باوجودیکہ نمازیں
يتهاونون بها ويقبلون على استماع النصيحة وتلاوة القرآن واما ما يرى من بعض الفسقة انهم لا يستمعون
کال سستی کرتی تھی اور وعظ نصیحت سنی پر اور قرآن کی تلاوت پر متوجہ ہو جاتی ہیں اور یہ جو فاسق معلوم ہوتی ہیں کہ اپنی فسق ہی ذرہ باز
عن فسقهم بل ان تركوا نوعاً منه ياتون نوعاً اخر قد ذلك من انما بقي في نفوسهم الخبيثة من تسويلات
نہیں آتی بلکہ اگر ایک قسم کرتی ہیں تو دوسری قسم کرتی شروع کر دیتی ہیں سو یہ اثر اس خباثت کا ہی جو اوکی دلوں میں دوسرے شیطانی باقی ہیں
الشياطين وقال بعض العلماء لفظ الشياطين وان كان عاماً الا ان المراد به رؤسائهم يؤيده ما جاء في بعض
اور بعضی علماء کہتی ہیں لفظ شیاطین کا اگر جامع ہی پر مراد اس شیطانوں کی گرو کہنشاں ہیں اسکی تائید بھی جو اس حدیث کی بعضی
طرق هذا الحديث وسيلست مرحلة الشياطين فيقع الفساد بتسويلات غيرهم من شياطين الكفار والجن
روایت میں واقع ہوا ہے کہ اور قید ہو جاتی ہیں سرکش شیطان پر فساد اور ان کی وسوسہ سی جو شیاطین جن اور انسان کی ہیں واقع ہوتے ہیں

وقیل ہونہا عن امتناع نفوس الصائمین عن قبول وساوسہم وذلك لان رمضان اذا دخل يشتغل الناس بالصوم
 اور کہتی ہیں کہ یہ مجاہزی اصل روزہ داروں کی دل شیطانی وسوسہ قبول کرنی سی باز رہتی ہیں اسلئے کہ جب رمضان آتا ہی تو آدمی روزہ میں مشغول ہوتا ہے
 فتکسر قوتہم المحیونۃ التي هي مبدأ الشهوة والغضب المتداعيين الى انواع الفسق والفجور وتنبت قوتهم
 سواک قوت جبرانی ضعیف ہو جاتی ہی جو باعث شہوت اور غصہ کی ہو کہ ہر قسم کی فسق اور فجور کی طرف بجاتی ہی
 العقلية داعية الى الطلقات ناهية عن المنکرات فتجعلهم مقبلين على وظائف العبادات معرضين عن
 پیدا ہو کر طاعات کی طرف بلاتی ہی اور منکرات سے منع کرتی ہی بہرہ اور کم روزمرہ کی مقرری عبادات پر متوجہ اور ہر قسم کی منکرات سے
 اصناف المنکرات فيصرون كأنهم فتح لهم ابواب الجنان وغلقت عليهم ابواب النيران ولم يبق
 بیزار کر دیتی ہی بہرہ ایسی ہو جاتی ہیں کہ وہ اونکی ہی بہشت کی دروازی کھل گئی اور دوزخ کی دروازی اول پر بند ہو گئی اور
 عليهم الشيطان سلطان وروى عن ابی هريرة انه عليه السلام قال اذا كان اول ليلة من شهر رمضان
 اون پر شیطاں کا اصلا تسلط غلب باقی نرا اور ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جبہ رمضان کی پہلی رات ہو تی ہی
 صفدت الشياطين ومردة الجن وغلقت ابواب جهنم فلم يفتح منها باب وفتحت ابواب الجنة فلم
 تو شیاطین اور سرکش جن قید ہو جاتی ہیں اور دوزخ کی دروازی بند ہو کر کوئی دروازہ کھل نہیں رہتا اور روزی بہشت کی کھل جاتی ہیں سو
 يخلق منها باب فينادي مناد يا باغي الخير اقبل ويا باغي الشر اقص و الله فيه عتقاء من النار وذلك
 او نہیں ہی کوئی دروازہ بند نہیں رہتا پھر منادی بکارتا ہی ای طالب خیر کی ادھر آؤ اور ای حدیسی بڑھتی ہی ان شریک پس کر اور رمضان میں اسکی ازاد کنی آگ سی بہت ہیں
 في كل ليلة ومعنى هذا الحديث علم من تاويل الحديث السابق لكن هنا زيادة لا بد من بيان معنى تلك
 ہر شب میں ہوتی ہی اول حدیث کی معنی پہلی حدیث کی تاویل سی معلوم ہو گئی لیکن اس میں کچھ لفظ زیادہ ہیں اونکی معنوں کا بیان کرنا ہی ضرور چاہی
 الزيادة وهو ان مناديا ينادي في ليالي رمضان ويقول يا طالب الخير اقبل اطلب الثواب فانك تعطى
 وہ یہ ہیں کہ منادی رمضان کی راتوں میں بکارتا ہی یہ کہتا ہی ای شریک طالب یہاں آؤ ثواب لی یہہ ایسا وقت شریف ہی
 ثوابا كثيرا بعل قليل لشر الوقت ويا طالب الشر اترك الشرفان عذاب المعصية فيه اكثر وتب الى الله تعالى
 کہ تھوڑی سی کاہر بہت ہی بڑا ثواب عطا ہو گا اور ای شریک طالب بدھ سی باز آ کیونکہ رمضان میں معصیت کا عذاب بڑا سخت ہی اور اللہ تعالیٰ کی طرف
 فانه تعالى يعتق كثيرا من عبادة الصائمین من النار ويعفرد نوبهم الماضية لحرة الشهر كما جاء في
 رجوع کر کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنی بہت بندہ روزہ دار آگ سی ازاد کرتا ہی اور اونکی پچھلی گناہ اس بہت کی برکت سی معاف کرتا ہی چنانچہ ایک اور حدیث میں آیا ہے
 حديث اخر من صام رمضان ايمانا واحتسابا غفر له ما تقدم من ذنبه يعني ان من صامه مصدق
 جسٹی رمضان کی روزہ واسطی ایمان اور ثواب کی رکھی تو اسکی تمام پچھلی گناہ معاف ہوئی مراد یہہ ہی کہ جسٹی رمضان کی روزہ اسکی حقیقت
 بحقيقته وفرضيته وطالب الرضاء الله تعالى وثوابه لا خوف من الناس واستحياء منهم يغفر له ذنوبه
 اور فرضیت تصدیق کر اسکی مرضی اور ثواب حاصل کر نیو کہی نہ کسی شخص کی خوف سی اور نہ کسی کی حیالاج سی تو اسکی تمام پچھلی گناہ
 المتقدمة وذلك النداء يكون في كل ليلة من ليالي رمضان وروى عن ابی امامة الباهلي انه عليه السلام
 معاف ہو گئی اور یہہ نذر رمضان کی راتوں میں سی ہر رات کہ ہوتی ہی اور ابو امامہ باہلی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
 قال من صام يوما في سبيل الله جعل الله بينه وبين النار خندقا كما بين السماء والارض وفي حديث اخر
 جسٹی ایک روز واسطی خدائی روزہ رکھا تو اللہ تعالیٰ دوزخ اور اس شخص کی بیچ میں ایسی چوڑی خندق کر دیکھا جیسی بیچ آسمان اور زمین کا اور ایک حدیث میں
 رواه ابو سعيد الخدري انه عليه السلام قال من صام يوما في سبيل الله بعد الله تعالى وجهه من النار
 ابو سعید خدری سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جسٹی روزہ ایک دن کا واسطی اللہ کی کہتا تو اللہ اسکی جہہ کہ آگ سی ستر پس کی کہ ہر دور کر دیکھا

سبعین خریفا یعنی ان من صام یوما فی سبیل اللہ و رضائه ینجیہ اللہ تعالیٰ من النار عمر عن النبیة
مراد یہ ہے کہ جس نے ایک دن کا روزہ واسطیٰ اس کی ایک رضا مندی کی لئی رکھا اور اللہ تعالیٰ اگر سی نجات بخشے گا دوری کو بھرتیوں کی

بطریق التمثیل لیکن ابلغ لان من کان بعیدا عن شئ یمد المقدار لا یصل الیہ البتہ والمراد بالخریف
بیان فرمایا تاکہ ابلغ ہو وی اسطیٰ کہ جو شخص ایک چیز سی اس قدر در مسافت پہنچو تو وہ چیز اس تک پہنچ نہیں سکتی اور خریف سی مراد

السنة ذکر الجزء و اربید الكل و انما عبر عنها یہ دون غیرہ من الفصول لكونه وقت بلوغ الثمار و حصول
سال ہی جزو کو ذکر کیا اور کل مراد لیا اور فصول وغیرہ کو جو کر خریف کی مانند اسطیٰ بیان کیا کہ اس وقت میں پہل پہنچتے ہیں اور عیش

سعة العیش و روی عن ابی ہریرۃ انه علیہ السلام قال کل ابن آدم یضاعف الحسنۃ بعشر امثالها لو
فراخ ہوتا ہی اور ابو ہریرہ سی روایت ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی فرمایا تمام بنی آدم کی حسنات دس گونہ بڑھتی ہیں اور دس سی

سبع مائة ضعف قال اللہ تعالیٰ الا الصوم فانه لی وانا اجزی بہ یدع شہوتہ و طعامہ و شرابہ من اجل
سات سو گونہ تک اللہ تعالیٰ فرماتا ہی روزہ کی سوار کیونکہ روزہ میری واسطیٰ ہی میں ہی اور کما بدلہ لہو کیونکہ اپنی شہوت کھانا پینا میری لئی ترک کرتا ہی

یعنی ان کل طاعة و خیر اذا لم یکن مریاء و نفاقا ف اقل ما یعطی لصاحبہ من الاجر عشرة لقولہ تعالیٰ من
مراد یہ ہے کہ ہر ایک عبادت اور خیر اگر بدون ریا اور نفاق کی ہو تو کم سی کم اس کا اجر عابد کو دس گونہ عطا ہوگا اس آیت کی سند سی جو

جاء یا الحسنۃ قلہ عشر امثالها و قد بڑا الی سبع مائة و اکثر لقولہ تعالیٰ مثل الذین ینفقون اموالہم
لاوی بہائے اور کی واسطیٰ ہی اوس سی دس گونہ اور کبھی سات سو تک یا زیادہ تک نوبت پڑھ جاتی ہی اس سند سی مثال اور کی جو خرچ کرتے ہیں اپنی مال

فی سبیل اللہ کمثل حبۃ آتبت سبع سنابل فی کل سنبلۃ مائة حبة واللہ یضعف لمن یشاء
اللہ کی راہ میں جیسی ایک دانہ اوس سی آٹھین سات خوشہ ہر خوشہ میں سو سودانی اور اسد بڑھاتا ہی جسکی واسطیٰ چاہی

واما الصوم فتوا بہ بغیر حسنة لانه لا یتادی الا بالصبر و قد قال اللہ تعالیٰ انما یؤتی الصابرین اجرہم
اور روزہ کی ثواب کا تو کچھ حساب ہی نہیں کیونکہ روزہ بدون صبر کی پورا نہیں ہوتا اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہی صبر کر نیوالوں کو ملتا ہی اور انکا اجر

یغیر حساب ثم الصبر وان کان یوجد فی غیر الصوم من العبادات لکن وجودہ فیہ لیس کو وجودہ فی غیرہ
کی گنت پھر صبر اگر جیسو روزہ کی اور عبادات میں ہی ہوتا ہی لیکن صبر روزہ کا ایسا نہیں ہی جو اور عبادات میں ہوتا ہی

لانه ثلثة انواع صبر علی طاعة اللہ تعالیٰ و صبر علی محارم اللہ تعالیٰ و صبر علی الالام والشدائد و کلما
کیونکہ صبر تین طرح پہنچ ایک تو صبر اللہ تعالیٰ کی طاعت پر دوسرا صبر اللہ تعالیٰ کی محارم پر تیسرا صبر تکالیف اور سختیوں پر اور روزہ میں

یوجد فی الصوم اذ فیہ صبر علی الصائم من الطاعت و صبر علی محارم علیہ من الشہوت
ہیئت قسم کا صبر موجود ہی اسطیٰ کہ دوری میں صبر ہی اوس طاعت پر جو روزہ دار پر واجب ہیں اور اوس شہوت پر صبر ہی جو اس پر حرام ہیں

و صبر علی ما یصیبہ من الالم الجوع و حرارة العطش و ضعف البدن لان الصائم تعرض بدنہ النحر للفقص
اور اوس الہم پر صبر ہی جو بھوک کتھتی ہی اور پیاس کی گرمی ہوتی ہی اور بدن نا توان ہوتا ہی کیونکہ روزہ دار کا بدن دہلا اور کم زور ہو جاتا ہی

والمفضی الی الہلاك طلبا للرضاء اللہ تعالیٰ اشیر الیہ حیث یتبدع شہوتہ و طعامہ و شرابہ من اجل
اور واسطیٰ طلب گاری مرضی الہی کی ہلاکت میں چڑتا ہی اس کی طرف اشارہ ہی جو مذکور ہی کہ اپنی شہوت اور کھانا پینا میری خاطر چھوڑ دیتا ہی

وایضا ان الصائم بسبب منع نفسه عن الاکل والشرب و الجماع یصیر متخلقا باخلاق اللہ تعالیٰ لكونہ تعالیٰ
اور یہ بھی ہی کہ روزہ دار اپنی جان کو کھانا اور پینا اور جماع سی روک کر خود گیر صفات الہی کا ہو جاتا ہی کیونکہ اللہ تعالیٰ

منزہا عن ہذہ الاشیاء فلما کان فی الصوم ہذہ المعانی خصہ اللہ تعالیٰ بذاتہ و تولى جزاؤہ بنفسہ
ان سب امور سی پاک و صاف ہی اور چونکہ روزہ میں یہہ خوبیاں ہوتی ہیں تو اللہ تعالیٰ فی روزہ کو اپنی ذات پاک سی خاص کیا اور روزہ کی ثواب کا پانی

ولم یكله الى غیره فاعطى الصائم من عنده اجر البسر له حد ولا حد وقيل ان الصوم ستر بينه وبين العبد
فمنه داره هو كما هو سر حواله نكيا بهر روزه دار کو اینی درگاه سی اتنا اجر عطا کیا کہ جسکی کہنتا اور شمار نہیں اور بعضی یہ کہتی ہیں کہ روزہ ایک نازیہ اللہ اور بندہ کی
یفعله خالصا لوجهه وطالب الرضائه لا یطعم علیه غیره لكونه نية وامساكا حتى قبل ان الحفظة
یخرج من کما یسکو خالص واسطی اسکی اور واسطی او سکی رضا مند کی ادا کرتا ہی اسی کو سوا کر یکو معلوم نہیں ہوتا کیونکہ روزہ نام نیت اور امساک کا ہی یہاں تک کہ کہتی ہیں
لا یطعم علیه ولا تکتبه بخلا سائر الطاعات فانها مما یطعم علیه غیره تعالی فلما كان هو العالم به دون
کرام کاتبین کو بھی معلوم نہیں ہوتا اور نہ وہ اسکو کہتی ہیں بخلاف اور عبادت کی کیونکہ اور عبادت کو اور بھی سوار اللہ تعالیٰ کی جان جاتی ہیں اور چونکہ روزہ کی خبر
غیرہ خصہ بذاتہ وتولی جزاءه بنفسه ولم یؤکله الى غیره کانه تعالی قال الصوم لی ولا یطعم علیه
سواي اللہ تعالیٰ کی اور کو نہیں ہوتی تو اسکو اللہ تعالیٰ ہی اپنی ذات سی خاص کر کر آپ ہی اسکی ثواب کا ذمہ دار ہوا اور پر حوالہ نکیا گیا اللہ تعالیٰ ہی یہ شاد فرمایا روزہ
غیری وسمانا التولی الجزاء علیه ولا آکله الى غیره والکریب اذا اخبر انه یتولی الجزاء بنفسه یقتضی ان یکون
ثواب میں ہی اسکی ثواب کا ذمہ دار ہوں اور پر حوالہ نہیں کرتا اور سخی جب یہ کہتی ہیں کہ میں آپ اسکی عوض کا ذمہ دار ہوں تو لازم ہی کہ وہ
ذلك الجزاء فی غایة العظمة ونهاية الکثرة بحيث لا یكون له احصاء ولا حساب وروی عن ابی هريرة انه
عوض نهایت عظیم اور نہایت کثیر ہو ایسا کہ نہ گنتی میں آوی اور نہ حساب میں اور ابو ہریرہ سی روایت ہی
قال للصائم فرحتان فرحة عند فطرة وفرحة عند لقاء ربه یعنی ان الصائم له سرور مرتین علی الفرح
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی فرمایا روزہ دار کو دو خوشیاں ہوتی ہیں ایک خوشی روزہ کہوتی ہوئی اور ایک خوشی خدا کی دیدار کی وقت مراد یہ ہے کہ روزہ دار کو دو
مرة من الفرح وهو السرور واماسورة عند لقاء ربه فیما یجده من ثواب الصوم مدخرا عند الله تعالی
فرح سی شوق ہوئی اور سرور کو کہتی ہیں اور سرور و سرور کا کہی ملاقات یا سبب کا ہی کہ ثواب روزہ کا دفعہ جمع کیا ہوا اللہ تعالیٰ تعالیٰ پاس یا ویکجا
فان من ترک طعامه وشربه وشهوته لله تعالی یعوضه الله تعالی خیرا من ذلك كما قال الله تعالی
اس لیے کہ جسکی اپنا کھانا پینا اور شہوت خدا کی واسطی چھوڑی تو خدا تعالیٰ اسکو عوض اوس سی بہتر عطا کرے گی جتنا چاہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہی
وَمَا تَقْلَدُ مَوَلاَ نَفْسِکُمْ مِّنْ خَیْرٍ مُّجْدُوهُ عِنْدَ اللّٰهِ هُوَ خَیْرٌ اَوْ اَعْظَمُ اَجْرًا وَقَالَ النبی علیہ السلام لوط
اور حوالہ ہی جو گئی اپنی واسطی کوئی نیکی اسکو یا وگی اللہ کی پاس بہتر اور ثواب میں زیادہ اور فرمایا نبی علیہ السلام فی ایک شخص کو
انک لمن تدع شیئا انتقاء لله الا انک الله خیرا منه وروی ان الصائمین یوضع لهم یوم القیمة مائدة
تو ہرگز نہیں ترک کرے گا کوئی کناہ خدا کی خوف سی مگر عطا کرے گا جو اللہ تعالیٰ بہتر اوس سی اور روایت ہی کہ روزہ داروں کی واسطی قیامت کی دن دسترخوان
تحت العرش یتکون علیها والناس فی الحساب فیقول الناس ما لھذا بکلون ونحن فی الحساب فیقال انھم كانوا
عرش کی تلی چنا جا ویکجا او سپر بیٹھی کہا ویکجا اور اور لوگ ابھی حساب میں مبتلا ہو گئی وہ لوگ دیکھ کر یہ کہیں گی یہ کون لوگ ہیں کہ کھانا کھاتی ہیں اور ہم حساب میں
یصومون وانتم تفطرون وفي الصحيحین انه علیہ السلام قال ان فی الجنة بابا یقال له رب ان لا یدخل منہ
روزی کہنتی تہی اور نہ روزہ خور تہی اور صحیح بخاری اور مسلم میں ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی فرمایا جنت کی ایک دروازہ کا نام ربیان ہی اوس دروازہ سی
الا الصائمین والمراد بالصائمین هم الذین یکثرون الصوم فانهم تملوا تعب العطش خصبایاب فیہ الی واما ان
ہر روزہ دار ہی داخل ہوگی اور روزہ دار و نسو مراد وہ لوگ ہیں جو روزہ بہت کہتی ہیں کیونکہ انہوں فی جو بہت پیاس کی شدت اور شہائی تو لے لے گا ہر روزہ خاص ہوئی
من العطش قبل تمکنهم من الجنة واماسورة عند فطارة فیما یتناولہ من الطعام والشراب والجماع لان النفس
کہ جسین تازگی اور پیاس کا بچاؤ جنت میں داخل ہوتی ہی اور فطاری کی دفت سرور اسلی ہوتا ہی کہ کھانا پینا جماع سبب حاصل ہوتا ہی کیونکہ آدمی کا بھی
مجبولة علی البیال الی ما یلائمھا من المظم والمشراب والمتکلم فاذا صنعت من ذلك فی وقت من الاوقات ثم اذن
بطور عادت کی اپنی مناسبات کھانی پینی جماع وغیرہ کی طرف متوجہ رہتا ہی جب اسکو ان باتوں کی کسی وقت میں روک ہو کر بہر دوسری وقت میں

یہی فی آدمی سرور ہوتا کی آدمی اور صراط میں ہوتا

خبر ہی ہوئی میں ثواب میں کھانا

لها فی وقت آخر یخرج بذلك طبعاً خصوصاً عند اشتداد الحاجة اليه لتأثير الجوع والعطش فيها وتقارب
 نزول غود بخود خوش ہوتا ہی خاص کر جب اوسکو اور بہت حاجت ہو دی کیونکہ بھوک لگی ہوتی ہی پیاس کا زور ہوتا ہی بلکہ
 باخذ حاجتها یشرع بهذا ما روى عن ابن عمر انه عليه السلام كان اذا افطر یقول ذهب الظما وأبنت
 اینی حاجت کا تقاضا ہوتا ہی ابن عمر کی روایت سی یہ معلوم ہوتا ہی کہ نبی علیہ السلام افطار کی وقت فرمایا کرتی تھی پیاس بجگتی اور گین تازہ ہوتی
 العروق وثبت لاجران شاء الله تعالى فان الله تعالى وان حرم على الصائم في نهار صيامه ان يتناول هذه
 اور ثواب ثابت ہو گیا ان شاء اللہ تعالیٰ کیونکہ اللہ تعالیٰ فی اگرچہ روزہ دار پر روزہ کی دن میں بہہ حرام کر دیا ہی کہ ان شہوت کو عمل میں لاوی
 الشهوات لكن اذن له ان يتناولها في الليل بل احسنه تعجیل الفطر فی اول اللیل وتأخیر السور الى اخر اللیل
 لیکن اوسکو اجازت ہی کہ رات کی وقت عمل میں لاوی بلکہ رات کی آتی ہی جلد ہی افطار کرنا اور پھر تاخیر کر کر آخر شب میں کہانی مستحب ہی
 لما روى عن أبي ذر انه عليه السلام قال لا تزال امتی بخیر ما اخبروا المسحور وعجلوا الفطر وروى ان الله تعالى
 ابو ذر کی روایت سی کہ نبی علیہ السلام فی فرمایا میری امت ہمیشہ بہا ہی پر ہی گی جب تک مسحور کہانی میں تاخیر اور افطار کرنی میں جلدی کریں اور روایت ہی کہ اللہ تعالیٰ
 وصلتك یصلون علی المتسیرین وان احب عبادة اليه اعجلهم فطرا والحاصل ان الصائم یتزک شہواتہ
 اور اوسکی فرشتہ مسحور کہانی والوں پر رحمت بھیجتی ہیں اور بڑی محبوب بندہ اللہ کی وہ ہیں جو جلدی افطار کرتی ہیں حاصل یہ ہی کہ روزہ دار اپنی شہوت
 بالنهار تقربا الى الله تعالى طاعة له ويتناولها في اللیل تقربا الى الله تعالى وطاعة له فلا یتزک لها الا بامر الله
 دن کی وقت اللہ تعالیٰ کی طاعت اور قربت کی لہی تزک کرنا ہی اور رات کی وقت اپنی شہوت کو واسطی قربت اور طاعت الہی کی عمل میں لانا ہی سوائے اللہ تعالیٰ کی حکم ہی
 الا بامر الله وطبع في الخالین فان المؤمن الصائم لما علم ان رضی مولاه في تزک شہواتہ قدم رضی مولاه علی ہواہ فذلک تفرق شہواتہ
 تزک کرنا ہی اور اوس ہی کی حکم سی اختیار کرنا ہی پس وہ دونوں حال میں اللہ تعالیٰ کا قرب برادری کیونکہ مؤمن روزہ دار سی جب دیکھا کہ خوشنودی میری حسب کی شہوت
 اعظم من لذته في تناولها بل یكون کراہتہ تناولها عندہ فی خلوتہ اشد من کراہتہ لالم الضرب لعلہ
 تکلفین ہی خوشنودی اپنی صاحب کی اپنی ہواؤں پر مقدم کہی تو اوسکو واسطی خلک شہوت تک کرنی میں زیادہ لذت ہی بہ نسبت لذت شہوت برتنی کی بلکہ اوسکو شہوت
 بکراہتہ لافطر فیكون لذته فيما رضی مولاه وان کان مخالفاً لها ویكون لذته فيما یکرہہ مولاه وان کان
 کہ روزہ کھانا میری صاحب کو نا پسند ہی پھر اوسکو لذت اس بات میں ہوگی جس میں اوسکا حسب خوش ہو اگرچہ وہ بات اوسکی خواہش کی برخلاف ہو اور اوسکو کج و تکلیف ہی
 موافقاً لها فاذا کان هذا فیما حرم لعرض الصوم من الطعام والشراب والکجا یرید ہی ان یتکذلک فیما
 بات میں ہوگی جسکو دسکا مولیٰ نا پسند کری اگرچہ وہ بات اوسکی مطلب کی ہو جب مؤمن کا یہ حال اظن حرمت میں ہی جو روزہ کی سبب سی ممنوع میں ہی کھانا پینا اور جماع
 حرم علی الاطلاق کا الزنا وشراب الخمر واخذ اموال الناس بغیر حق وکسر عراضہم فان کل ذلك مما یسخط
 تو لایق ہی کہ یہ حالت نیارہ تر ہو دی اولن مؤمن جو مطلقاً حرام میں جیسی نسا اور شراب خوری اور کسی کمال ناحق لینا اوسکی کی ہی آبروی کرنی کیونکہ یہ تمام اعمال ایسی ہیں کہ
 الله تعالى فی کل حین ومکان فاذا کان ایمان المرء کامل لا یدکر ذلك کلہ اشد من کراہتہ لالم الضرب ثم ان
 اللہ تعالیٰ انسی ہر وقت اور ہر جگہ سبزیار ہوتا ہی جب آدمی کا ایمان کامل ہوتا ہی تو ان سبکو جو شہوت کہانی کی تکلیف سی بدتر جانتا ہی پھر
 المؤمن فی حال صومہ لما علم ان له رباً یطعم علیہ فی خلوتہ وقد حرم علیہ ان يتناول شہواتہ التي جیل
 مؤمن روزہ دار عین روزہ میں چونکہ یہ حال جانتا ہی کہ میرا رب میری حال سی خلوت میں ہی خبر داری اور میری اوپر تمام شہوت کا عمل کرنا جسکی طرف دل کو رغبت ہی
 علی المسیل الیها اطاع ربہ وامتنل امرہ واجتنب نهيہ خوفاً من عقابہ ومیلہ الی ثوابہ ولهذا کان نهيہ
 حرام کر دیا ہی تو یہ سبب ہی رب کی فرمان برداری کرتا ہی اور اوسکی عذاب کی خوف سی اور ثواب کی رغبت سی جسکی عمل کرتا ہی اور شہوت کہانی سی اسکی ہی روزہ دار کا سونا ہی
 عبادة كما جاء فی الحدیث نوم الصائم عبادة قال ابو العالیة الصائم فی العبادة ما لم یغتب وان کان نائماً
 عبادت ہو ہی چنانچہ حدیث میں آیا ہی کہ روزہ دار کا سونا ہی عبارت ہی ابو العالیہ کہتا ہی روزہ دار جب تک کسی غیبت نکرے عبادت میں ہی اگرچہ نائمی چھوٹی ہی

مما لا یجوز ان یتناولها الا بامر الله تعالیٰ

علی فرانشہ فعلی ہذا کیوں فی لیلہ ونہارہ علی عبادۃ وروی عن ابی ہریرۃ انہ علیہ السلام قال الخلف
 سوتا ہو اس قول کی موافق بعضہ دار رات دن عبادت ہی میں ہوتا ہی اور ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا البتہ

فهم الصائم اطيب عند الله تعالى من ريح المسك يعني ان الخلوف وهو بطن الخاء راحة حاصلة في
 مروزه وادكى منهكاً لا اسد تعالى في نوزيك مشك كي خوشبوسى پسنديد تر هي مراد بيه هي كه خلوف خاكى پيش سي اوس بو كو كفتي بين جو
 فهم الصائم من تصاعداً لا يخرجه لخلو المعدة من الطعام والشراب وان كانت عند الناس مستكرهة
 روزه وار كي منه مين معدن مين سى بخارات چره كر پيدا هو جاتي هي جب معده كهاني پيشي سى خالي هوتاي اگر چه ده بو آد ميول كو ناپسند هو
 لكنها عند الله احب من ريح المسك حيث كانت ناشئة عن طاعة الله تعالى فلذلك ذهب الشافعي الى
 پس اسد تعالى كو مشك كي خوشبوسى زياده تر پسنديد هي كيونكه اسد تعالى كي عبادت سى پيدا هوتي هي
 اسبهر اسطفي امام شافعي كي مذهب مين

استحب استدامتها وكرامة ازالتها بالسواك بخلاف الخوف الذي يحدث من غير الصوم حيث يلزم
 ان يتركها في ركنها استحب اي اورسوك سي اوسكا دور كرنا كروه سي برخلاف اوس بوكي جوفاقه مين بدون روزه كي پيدا هو جاوي اسواسي كر اوسكا
 ازالته بالسواك فان من عبد الله تعالى واطاعه وطلب ضاه فندش من ذلك العمل اثار مستكرهه للفقر
 دور كرنا مسوك سي لازم هوتا هي بيشك چو شخص استعالي كي عبادت كرا اور اطاعت كمالاوي اور اوسكي رضا مندي طلب كرا اسمين اگر كچھ اثار آدميون كي خلاف طبع
 فتلك الاثار غير مستكرهه عند الله تعالى بل هي محبوبه طيبة عنده ويجعلها في الاخرة اطيبة
 ناپسند پيدا هو جاوين توده اثار الله تعالى كو ناپسند نهين هين بلكه وه الله تعالى كي ان محبوب اور باكيه مين اور الله تعالى اول اثار كو آخرت مين مشاكلي زياده تر
 سري المساك فان الصوم لكونه سكر اين العبد وربيه في الدنيا يظهر الله تعالى في الاخرة ويكون علانية
 باكيه كر ديكا كيونكر روزه جو درميان بنده اور پروردگار كي دنيا مين بيهديتا تواسد تعالى آخرت مين ظاهر كر ديكا پهر سب پر ظاهر هو جاويگا اور

وليشته ر اهل الصيام بذلك بين الناس لما روي عن قوم عا ان الصائمين يخرجون من قبورهم يعرفون بريح
 روزه و اراس هي تمام خلقت في مشهور و جا و يكي چنانچه انس سي مرقوعا روايت هي كه روزه و ارجب اپني قبرن مين سي ادمين كي تو منهي خوشبوي چنانچه
 افواههم فان ريح افواههم اطيب من ريح المسك و الحاصل انه عليه السلام لما اراد ان يبين فضل الصيام
 كيونكه و يكي منهي كي بوشك سي زياده تر خوشبوي گي خلاصه همي كي بغير صلي الله عليه وسلم ني جو اراده كيا كه روزه كي فضيلت

و درجه الصائم شبهه ما يستكره منه في الطباع البشرية من الرائحة باطبيب ما يرام ويطلب ويستشق من
اور روزه دارك مرتبه بيان فرمايدن توجيز آدميون كى طبيعت كونا پسندى يعنى منبه كى بدلو اوسكو اوس پا كيزه تر خوشبو مى شود و حققت او رطوب هوتى هى اور
الروائح والمقصود من هذا التشبيه الشاء على الصائم ونظييب قلبه لئلا يمتنع عن المواظبة على الصوم
سوكبى طاقى هى اور غرض اس تشبيهى روزه دار كى نشا اور اوسكار دل خوش كرنا هى تاكه روزه كى عداوت سى جس سى منبه مين بو پيدا هوتى هى بيته نرسى
الجالب للخلوف وحيث فضل ما يستكره منه على الطبيب يستلذ من جنس الجيب ليقاس عليه ما فوقه من الاثا
اور جب ايك ناپسند چيز كو پا كيزه تر خوشبو پر فضيلت هوى جس سى لغت حاصل هوتى هى ثواب عمد انا كو اوس پر قياس كر لين با وجوديك افطار كى وقت
مع ان له عند الافطار دعوة مستجابة كما جاء في الحديث ان للصائم عند افطاره دعوة مستجابة
روژه دار كى دعا قبول هوتى هى چنانچہ حديث مين آيا هى كه افطار كى وقت روزه دار كى دعا مقبول هى

روژه دار کی دعا قبول ہوتی ہے چنانچہ حدیث میں آیا ہے کہ افطار کی وقت روزہ دار کی دعا مقبول ہے۔
 لیکن بشرط ان یکون افطارہ علی حلال فان من صام عما احلہ اللہ تعالیٰ و افطر علی ما حرّمہ اللہ تعالیٰ لا
 پر اس شرط سے کہ افطار حلال چیز سے ہو کیونکہ جو شخص حلال چیز دہی بند ہو کر روزہ رکھے اور حرام چیز سے افطار کری تو اس کی دعا قبول نہیں ہوتی
 دعا وہ لا یقبل صومہ لما ردی عن ابی ہریرۃ انہ علیہ السلام قال من لم یدع قول الزور والعلم بہ فلیس فی اللہ
 اور نہ روزہ قبول ہوتا ہے اس واسطے کہ البہرہ سے روایت ہے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص جو کچھ بولے اور اس پر عمل کرنا ترک نہ کری تو اللہ تعالیٰ

ذلك بقلبه بان يتفكر في كونه صائما ليرتد عن نفسه عن سبي القول ويفقو على كظم الغيظ ولا يكافيه

كرايتي دنگي اسطورہ کے خیال کری کہ میں روزہ دار ہوں تاکہ اسکا نفس سخن پہنچوہی باز رہی اور شخصہ کو بی جاوی اور گالی کی بدلی گالی نہ دی

على شتمه ايلا يجبط ثواب صومه ويكون من الذين قال النبي عليه السلام فيهم كم من صائم ليس من صيامه

تاکہ روزہ کا ثواب سوخت نہ جاوی پہر اولی گون میں ہو جاوگا جنگی حق میں نبی علیہ السلام فی فرمایا ہی بہت لوگ ایسی روزہ دار ہیں کہ روزہ روزہ میں نکا

الا الظماؤ كم من قائم ليس من قيامه الا السهر فان التقرب الى الله تعالى بترك المباح لا يتم الا بعد التقرب

صوف بیاس ہی بہت رات کی ایسی نمازی ہیں کہ انکو رات کی نماز میں کھڑے بیدار ہی ہی کیونکہ خدا کی قربت مباحات کی ترک ہی پوری نہیں ہوتی

اليه بترك المحرمات فان من امتثل امره تعالى في ترك الطعام والشراب في نهار صيامه فله مثل امره فيها

جب تک محرمات کو جوہر کر قربت نہ حاصل کری کیونکہ جو شخص روزہ کی دن کھانا پینا چھوڑ کر خدا کا حکم بجا لایا تو اسکو چاہی کہ محرمات میں بھی

يحرم عليه في كل وقت ولا يحل له بحال من الاحوال فمن تعجل فيمليحرم عليه قبل وفاته يعاقب في الآخرة

جو اوپر دایہی حرام ہیں اور کسی حالت میں حلال نہیں ہیں اسکا حکم بانی سوجو کوئی جلدی کر محرمات کو نہ گن میں برتی گا تو آخرت میں یہ عقاب ہوگا کہ اس شی سے

يجرماته وفاته وشاهد هذا قوله عليه السلام من شرب الخمر في الدنيا لم يشر بها في الآخرة ومن لبس

مخوم پہی گا اس دعوی کا شاہد یہ حدیث ہی جس فی دنیا میں شرب پی آخرت میں نہیں ہوگا اور جس فی دنیا میں

الخمر في الدنيا لم يلبسه في الآخرة فاتقوا الله يا عباد الله في قامة حدود الله اذ كثير من الناس في هذا

حریر پہنا آخرت میں نہیں پہنیکا سو آئی بندگان اہی اسدی ڈرو اسکی حدود کو قائم رکھو کیونکہ اکثر بنی آدم اس زمانہ میں

الزمان يمشي على العوائد الشائعة بين الامم لا نام لا على ما يقتضيه الايمان المجلس السابع والعشرون

اوس راہ و رسم پر چلتی ہیں جو خلقت میں مشہور اور مستعمل ہیں اور سب نہیں جیتی جو ایمان کی لائق ہی ستائیسویں مجلس میں

في بيان كيفية التوبة يستدعيه الاسلام قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من

بیان نیت کی کیفیت کا مطابق اسلام کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی فرمایا جسی

صام رمضان ايمانا واحتسابا غفر له ما تقدم من ذنبه ومن قام رمضان ايمانا واحتسابا غفر له ما

رمضان کی روزی واسطی ایمان اور ثواب کی رکھی اسکی خطائیں معاف ہوگی گزری ہوئیں اور جسی رمضان میں واسطی ایمان اور ثواب کی شب بیدار کا اسکی خطا

تقدم من ذنبه هذا الحديث من صحيح المصايم رواه ابوهريرة وقد ذكر فيه نوعان من العبادة اختصر

گزری ہوئیں معاف ہوگی یہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثوں میں ہی ابو ہریرہ کی روایت سی اس حدیث میں دو قسم کی عبادت کا ذکر ہی کہ

كل منهما بشهر رمضان احدهما صيام النهار والاخر قيام الليالي فادب من معرفتهما اما الصوم فهو في

دو لوگوں ہر رمضان سی خصوصیت ہی ایک دن کی روزی اور دوسری راتوں کا جاگنا اب ان دونوں کی معرفت ضروری پس صوم نیت میں

اللغة الامساك مطلقا وفي الشرع الامساك عن المفطرات المعهودة التي هي الاكل والشراب والجاء عن

مطلق الامساك یعنی روک کو کہتی ہیں اور شرع میں کہتی ہیں امساك کو مفطرات مقرر سی یعنی کھانی اور پینی اور جماع سی

الصبح الى غروب الشمس مع النية وهولثة اقسام فرض واجب ونقل ما الفرض فصوم رمضان اداء وقضاء

غیر کھانی کر آفتاب کی ڈھ بنی تک نیت کی ساتھ اور روزہ کی تیرہ قسم ہیں فرض و واجب اور نقل حسین فرض تو رمضان کی روزہ ہیں اور ہون یا قضا

وصوم الكفارة واما الواجب فالندم معيكا كان او مطلقا واما النقل فما عداها ومن شرع فيه قصد

اور روزہ کفارہ کی اور واجب نذر کی ہوتی ہیں نذر معین ہو یا مطلق نذر ہو اور نقل ان دونوں کی سوار اور جسی قصد روزہ کہنا یا

ولا یُطْلَقُ اَعْمَالُكُمْ وَالضَّيَافَةُ عَزَّ فِي حَقِّ الضَّيْفِ وَالضَّيْفِ وَمَنْ ظَنَّ التَّحْلِيلَ صَحَّحَ الْقَضَاءَ

اور نہ باطل کرو تم اپنی اعمال کو اور نہ جانے بھی یہاں اور مہمان کی حق میں ایک عذر ہوتا ہے اور جس نے یہ خیال کیا کہ میں نے روزہ میں ہر اس خیال سے

ثم علم عدمه فاكل لا يلزمه شيء لانه ظان والمظنون لا يقضى لان القضاء منوط بالا لزام

روزہ رکھنا پھر معلوم ہوا کہ نہیں ہی پس کہا لیا اور سپر کچہ نہیں آتا اسوسطی کہ اسکو یقین نہیں تھا اور شبہ کی بدلی قضائے نہیں آتی اسوسطی کہ قضایا تو لازم کرنا ہی نہیں بلکہ

ولم يوجد واحد منهما واشترط لفرضية صوم رمضان لاسلام والعقل والبلوغ وفرضية اداؤه

سوان دونوں میں سے کچہ نہیں ہی اور رمضان کی روزوں کی فرض ہونے کی شرط اسلام یعنی کافر نہیں اور عقل یعنی دیوانہ نہیں اور بلوغ یعنی بچہ نہیں اور اگر کسی

الصحة والاقامة فان المريض والمسافر يجوز لهما الافطار ثم القضاء لكن صوم المسافر افضل وصحة

شرط صحت یعنی بیمار ہو اور اقامت یعنی مسافر نہ ہو کیونکہ بیمار اور مسافر کی لٹی جائز ہے کہ افطار کر کے پھر قضا کریں لیکن مسافر کو روزہ رکھنا افضل ہے اور اسطیحت

ادائه الطهارة عن الحيض والنفساء لا الطهارة عن الجنابة اذ يجوز صوم من اصابه جنبا وانما واحتمل

اداء کی شرط ہی پاک ہونا حیض اور نفاس ہی فقط جنابت ہی پاک ہونا شرط نہیں ہی اسوسطی کہ اگر جنابت میں صبح ہو جاوی یا دن کو سو گیا اور احتلام ہو گیا

واما الحائض والنفساء فلا يجوز صومها بل يلزمها الافطار ثم القضاء لكن الحائض تفطر سهرا لاجل وكذا كل

تو روزہ جائز ہی اور حیض اور نفاس والی عورت کا روزہ جائز نہیں ہی بلکہ اگر چاہے کہ افطار کر کے قضا کریں لیکن حیض والی عورت چھپی ہوئی افطار کر کے ظاہر کرنا

من ابي له الافطار لانه اذا اكل ولم يكن العذر ظاهرا يكون متهم عند الناس بالفسق الذي هو اكل مضيا

جس جس کو افطار کرنا مباح ہی اسوسطی کہ اگر کوئی شخص کہاوی اور دسکا عذر ظاہر نہ ہو تو اور لوگوں کی عندیہ میں فسق میں بدنام ہو گا یعنی رمضان میں دن کو کھانا

والاحترار عن موضع التهم ولجب لما روي انه عليه السلام قال من كان يؤمن بالله واليوم الآخر فلا يقف

اور تمت کی جگہ سے پرہیز کرنا وجب ہی اسوسطی کہ روایت ہی کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اسد پر اور قیامت کی دن پر ایمان لاوی تو تمت کی

مواقف التهم وقد ذكر في البرازية ان من اكل في شهر رمضان شهيق عيانا متعمدا يوم يقتله لان صنعه

مقام پر ہرگز نہ کھڑا ہوا اور برازیہ میں مذکور ہی کہ جو شخص ماہ رمضان میں تمام مہینے پر بلا قصد کھانا کھائی تو اسکو قتل کریں اسوسطی کہ اسکا یہ عمل

دليلا لاستحلاله ويصح ادائه بنية من الليل الى الصخرة الكبرى وبنية مطلقة وبنية النفل وبنية واجبة

دلیل حلال سمجھنے کی ہی اور رمضان کی روزہ کرات سے چاشت کی وقت تک نیت کر کے ادا کرنا صحیح ہی اور مطلق نیت سے اور نفل کی نیت سے اور دوسری واجبہ

ثم عندنا لا بد من النية لكل يوم ولا فضل للتبیت وهو النية من الليل ليقم اول جزء من الصوم مع النية

نیت سے ہی صحیح ہی ہر ہمارے نزدیک ہر دن کی لٹی علیحدہ نیت ضروری اور تبیئت افضل ہی یعنی رات سے نیت کرنی تاکہ پہلے ضرور روزہ کا ہی نیت سے واقع ہو

والنية ان يعرف بقلبه انه يصوم ولا عبرة بالنية بالمستقدمة على الغروب وانما الاعتبار بالنية المتأخرة

اور نیت یہ ہے کہ دلین قصد کرے کہ میں روزہ رکھوں گا اور اس نیت کا اعتبار نہیں ہی جو غروب آفتاب سے پہلے ہو اعتبار اسی نیت کا ہی جو آفتاب کی ڈوبنے ہی

عن الغروب حتى لو نوى قبل ان تغيب الشمس ان يكون صائما عدا ثم عطف الى الزوال من العدا يجوز صومه

چھپی ہو یہاں تک کہ اگر آفتاب کی ڈوبنے سے پہلے یہ نیت کی کہ میں کل روزہ رکھوں گا پھر اگر دن دوپہر تک پہنچ گیا تو اسکا روزہ جائز نہیں ہی

ولو نوى بعد غروب الشمس يجوز والنذر المطلق لا يصح الا بالنية من الليل وانما النذر المعين والنفل فكل

اور اگر آفتاب کی ڈوبنے کی بعد یہ نیت کی تو روزہ جائز ہی اور نذر مطلق رات سے نیت کی بغیر جائز نہیں ہی اور نذر معین اور نفل دونوں

منهما كما اذا صوم رمضان يجوز بالنية من الليل الى الصخرة الكبرى لكن النية من الليل افضل كما مر

مانند اور روزہ رمضان کی رات سے لیکر دوپہر سے پہلے پہلی نیت کرنی ہی جائز ہو جاتی ہیں پر رات سے نیت کرنی افضل ہی چنانچہ گذر چکا

فكل صوم لا يتأدى الا بالنية من الليل اذ انواه مع طلوع الفجر يجوز لان الواجب ان النية بالصوم لا تقتضي

یہ جو روزہ بدول رات کی نیت کی ادا نہیں ہونا اگر صحیح صادق کی ساتھ ہی نیت کرنی تو ہی جائز ہو جاتا ہی اسوسطی کہ نیت کا روزہ کی ساتھ ہونا واجب ہی نیت کا روزہ

علیه ولو نوى بعد طلوع الفجر عن القضاء لا يقيم عن القضاء بل يكون تطوعا حتى لو افطر يلزمه القضاء
 پہلی نماز ورنہیں ہی اور اگر بعد طلوع صبح صادق کی نیت کری تو قضا کا روزہ نہیں ہوتا بلکہ نفل ہو جاتا ہی اگر آپ افطار کر لیا تو اسکی قضا آئنگی
 واذا وجب علی احد قضاء یومین من رمضان واحد و اراد ان یقضیہما ینبغی لہ ان ینوی اول یوم
 اور اگر کسی شخص پر ایک رمضان کی دو روزہ کی ذمہ پڑھوں اور وہ شخص اونکو قضا کرنا چاہی تو اسکو چاہی کہ پہلی نیت پہلی دن کی کری جو اس پر اس وقت تک نہیں ہی
 وجب علیہ من هذا الرمضان وان لم یعین الاول یجوز وکذا لو کان من رمضانین ینبغی لہ ان ینوی
 واجب ہو ہی اور اگر اول روز کو نہیں معین کر لیا تو ہی جائز ہی اور اگر دو روزہ دو رمضان کی ہوں تو اسکو چاہی کہ اول نیت
 قضاء یوم الرمضان الاول وان لم یعین اختلاف فیہ والمختار انہ یجوز ومن افطر عدا فی یوم من رمضا
 قضا پہلی رمضان کی روزہ کی کری اور اگر یوم معین نہ کری تو اس میں اختلاف ہی اس اختلاف میں ہی مختار یہ ہی کہ جائز ہی اور جس نے عدا رمضان کا ایک روزہ
 حتی وجب علیہ الکفارة وهو فطر وصام احدی وستین یوما عن القضاء والکفارة ولم یعین
 کہا لیا پہلے دن کو اس پر کفارہ واجب ہو گیا اور مفسر تہا اور اسنی اسطہ روزہ کا بابت قضا اور کفارہ کی رہی اور قضا کا روزہ کوئی سامعین نکلیا
 یوم القضاء یجوز ویصیر کانه نوى القضاء فی الیوم الاول وستین یوما بعدة عن الکفارة وتقدير
 تو جائز ہو جاتی ہیں اور یوں ہو جاتا ہی گویا اسنی پہلی دن قضا کا روزہ رکھا اور پھر بعد اسکی ساٹھ روزہ کی کفارہ کی گئی اور کفارہ کا مقدم کرنا
 الکفارة علی القضاء هل یجوز ام لا قال القاضی الامام یجوز والکفارة انما یجب بافساد اداء رمضان
 قضا پر آیا جائز ہی یا نہیں قاضی امام کہتی ہیں جائز ہی اور کفارہ ادا رمضان کی فاسد کرنی ہی واجب ہو جاتی
 لا بافساد قضا کانه ولا بافساد اداء غیرہ او قضا کانه وهی اعتاق رقبۃ وان عجز عنه فصیام شہرین
 قضا کی فاسد کرنی ہی اسکو اور کفارہ کی فاسد کرنی ہی اعتاق رقبہ اور کفارہ یہ ہی اول غلام آزاد کرنا اگر یہ نہ ہو تو روزہ دو مہینہ کی
 متتابعین وان عجز عنه فاطعام ستین مسکینا بان یعطی لكل واحد منهم نصف صاع من
 بی در پی بی نخل اور اگر یہ ہی نہ ہو سکی سو ساٹھ مسکینوں کو کھانا دینا اسطور کہ ہر کو اوٹھیں سی آدھا آدھا صاع
 برا و صلا من شعیر اذا تقرر هذا فلا بد من معرفة ما یفسد الصوم وما لا یفسدہ وما یوجب الکفارة
 گھول کا یا پورا پورا صاع جو کہ دیوی جب یہ بیان ہو چکا تو جان لینا چاہی کہ روزہ کیونکر فاسد ہو جاتا ہی اور کیونکر فاسد نہیں ہوتا اور کس صورت میں کفارہ واجب
 ولا یوجبها فاعلم ان من جامع او جمع فی احد السبیلین فی نهار رمضان عدا یلزمہ القضاء والکفارة
 ہو جاتا ہی اور کس صورت میں واجب نہیں ہوتا واضح ہو کہ جسنی جامع کیا یا جمع کیا گیا دنوں میں کسی رستہ میں رمضان میں دن کو قصد تو او شہر قضا اور کفارہ دونوں میں ہیں
 ولا یشترط الا نزال فی الجانبین اذا تواترت المحشفة وكذا لو اکل او شرب غدا او دواء عدا یلزمہ القضاء
 دونوں کی حقیقتیں نزال کا ہونا شرط نہیں ہی اگر سر کر غائب ہو جاوی اور ایسی ہی اگر کھاوی یا پیوی غذا یا دوا قصد تو قضا اور کفارہ دونوں لازم ہیں
 والکفارة اما لو اکل او شرب او جامع ناسیا لا یفسد صومہ سواء کان فرضا او نفلا ولو ظن ان صومہ
 ہاں اگر کھاوی یا پیوی یا جمع کری بہوں کر تو روزہ فاسد نہیں ہوتا برابر ہی کہ روزہ فرض ہو یا نفل اور اگر انھی میں گمان کیا کہ روزہ
 فسد فاکل عدا فی رمضان یلزمہ القضاء دون الکفارة وكذا لو افطر فخطا بان کان ذاکر الصوم
 جاتا ہی پھر اسنی قصد رمضان میں کھا لیا تو اب قضا لازم ہوگی کفارہ نہیں آتا اور ایسی ہی اگر خطا ہی بی اختیار افطار ہو گیا اسطور کہ روزہ نواہی تھا
 وتنقص فوصل الماء فی جوفہ یفسد صومہ ویلزمہ القضاء دون الکفارة ولو ابتلع البزاق الذی
 برغراہ کرتی ہوئی پانی حلق میں اتر گیا تو روزہ جاتا رہیگا اور قضا لازم آویگی کفارہ نہیں آتا اور اگر تھوک جو اٹکی منہ میں
 اجتمع فیہ لا یفسد صومہ بل یکرہ وكذا لو ابتلع المخاط الذی ینزل من راسہ الی الفم لا یفسد صومہ
 جمع ہو رہا تھا نکل گیا تو روزہ نہیں جاتا برکوزہ ہی اور ایسی ہی اگر بگم کو جو سر کی طرف سے منہ میں آتا ہی نکل جاوی تو روزہ نہیں جاتا

الماء الى بالحنه فيفسد صومه فان من بالغ في الاستنجاء حتى يبلغ موضع المحقنة يفسد صومه
منه جلا جادى به روزه جاتاري گا کيونه جو استنجائين مباغذ کری بيان تک کہ حقن کی جگہ پہنچ جاوی تو روزه جاتاري گا

لكن لا يلزم الكفارة هذا حكم الصوم المجلس الثامن والعشرون في بيان كيفية التزويج
پرفكاره نهين آتا بهمين روزه کی احکام اہمائیوسین مجلس تزويج کی کیفیت

وفضيلتها واما القيام في ليالي رمضان فالمراد به احياء ليلاليه واحياء بعض من كل ليلة
اور فضيلت کی بيان مين اور قيام بهنار رمضان کی راتون مين اس سى تمام تمام راتون کو جاگنا یا ہر یک رات مين سى تہوڑا تہوڑا جاگنا

باداء التزويج فانه عليه السلام كان يرغب الناس في قيام رمضان من غير ان يامرهم فيه بفرض
واسطی ادار تزويج کی گہری نبی صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کو واسطی قیام رمضان کی رغبت دلائی تھی لیکن حکم غریبت کا نہیں فرمائی تھی

فيقول من قام رمضان ايمانا واحتسابا غفر له ما تقدم من ذنبه يعني ان من قام الى الصلوة في
یون ارشاد کرتی جو شخص رمضان مين واسطی ایمان اور ثواب کی جاگنا رہی تو اس کی تمام گناہ گوری ہوئی مثلاً ہوگی مراد یہہی جو شخص رمضان کی راتون مين

ليالي رمضان تصديقاً بحقيقته وسنيته وطلب الرضاء الله تعالى وثوابه لا خوفاً من مذمة الناس
او سكو حق اور مسنون سمجھ کر واسطی رضا مندی اللہ تعالیٰ کی اور ثواب کی نماز پڑھنا ہی کچھ خوف لوگوں کی برا کہنی کا

واستحياء منه يغفر له ذنوبه المتقدمة وهذا ان الشرطان لا ينفك عنهما عمل سواء كان فرضاً او
اور لوگوں کی شرم نہو تو اس کی تمام گناہ معاف ہوگی اور یہہہ دونو شرطین تمام اعمال مين معتبر مين کوئی عمل ظالی نہیں بل ہر ہی کہ فرض ہو یا

نفل اذ هما شرطان لقبول كل عمل والله تعالى لا يقبل عملاً الا بهما وبعد هما شرط اخر لا بد منه وهوان
نفل ہو واسطی کہ ہر عمل کی مقبول ہونی کی یہہی شرط ہی اور اللہ تعالیٰ کوئی عمل قبول ان شرطون کی قبول نہیں کرتا اور بعد انکی ایک اور یہی شرط ضروری ہی یعنی عتہ

يكون العمل موافقاً للسنة لان العمل متى كان على خلاف السنة لا يقبله الله تعالى والسنة فيها الجماع
عمل سنت کی مطابق ہو واسطی کہ عمل اگر سنت کی برخلاف ہوگا تو اس کو اللہ تعالیٰ قبول نہیں فرماتا اور تزويج مسجد مين جماعت سى

في المسجد لكن على طريق الكفاية حتى لو تركها اهل مسجد اساءوا وكانوا تاركين للسنة ولو اقامها
ادا کرتی مسنون ہی لیکن بطور فرض کفایہ کی ہی یہاں تک کہ اگر کسی مسجد والی تمام جماعت ترک کریں تو سب گنہگار اور تارک سنت ہوگی اور اگر بعضون کی

البعض في المسجد بالجماعة وتختلف البعض وصلاتها في بيته فالتخلف يكون تاسراً للفضيلة ولا يكره
مسجد مين جماعت سى ادا کی اور بعض جو نہ شامل ہوئی اپنی کہر مين پڑھین سو جو جماعت مين شامل نہوا وہ فضيلت سى محروم رہا گنہگار

مسبباً ولا تأسر السنة لان بعض الصحابة قد روى عنهم التخلف وعن ابي يوسف ان من قدس
اور سنت کا تارک نہیں ہوگا اسلی کہ بعضی اصحاب سى رعایت ہی کہ جماعت مين شریک نہیں ہوتی تھی اور ابو یوسف ہی روایت ہی کہ جو شخص

على اداها بالجماعة في بيته مع مراعاة السنة فالصلوة في بيته افضل والصحيح ان الجماعة
تزويج کو جماعت سى اپنی کہر مين ادا کر سکتا ہی سنت کی رعایت کر کر تو اس کو کہر مين پڑھنا افضل ہی اور صحیح یہہی کہ کہر کی اللہ

في بيته فضيلة وللجماعة في المسجد فضيلة اخرى فهو حاز احدى الفضيلتين وترك الفضيلة
جماعت کرتی مين ایک فضيلت ہی اور مسجد مين جماعت کرتی مين اور ہی فضيلت ہی سوا سنی دونو فضيلت مين سى ایک حاصل کی اور فضيلت زائدہ

الزائدة لترك الجماعة في المسجد وقال صاحب الخلاصة وهكذا الجواب في المكتوبات واما نفس التزويج
اسلمی نہ تلی کہ مسجد کی جماعت ترک کی اور خلاصہ والا کہتا ہی یہہی جواب فرائض مين ہی اور لیکن صرف تزويج لعم

فهو سنة مؤكدة على الاعيان للرجال والنساء توارثها الخلف عن السلف من لدن تاريخ رسول الله
ہر ہر مرد اور عورت پر سنت موکدہ ہین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عہد سى آج تک پچھلی پہلون سى سنتی چلی آئی ہین

الی یومنا هذا فلا ينبغي تركها ^{اور لیلاً} علی هذا ما روی ان النبی علیه السلام اتخذ فی المسجد حجرة

من حصیر یصلی فیها السنن وكان یخرج من الحجرة ویصلی التزاوریم للناس بالجماعة فعل هكذا ثلاث

لیال فلما كانت الليلة الرابعة اجتمع ناس كثير حتی عجز المسجد من اهلها فلما رای بغیة الناس دخل الحجرة

اتفاقوا حب جوتی رات کئی ترخفت بہت جمع ہو گئی کہ مسجد میں تنگی سی بکھر گئی جب آئنی یہہ انہو دیکھا تو فرض پڑھتی ہی حجرہ میں تشریف لیگی

بعد ما صلی الفریضة ولم یخرج الیہم فزالوا ینتظرون خروجه وظنوا انہ فجعل بعضهم یتنحنون لیم

وبعضهم یقول الصلوة فخرج الیہم فقال ما نزل بکم الذی رايت من صلیعکم حتی خشتیت ان یکتب

اور کوئی کہتا تھا نماز تیار ہی پھر آپ باہر تشریف لائی فرمائی کہ میں تمہارا یہ مشوق ہمیشہ دیکھی جاتا ہوں یہاں تک کہ مجھ کو یہ خوف ہو کہ تمہارے فرض ہو جاویں

علیکم ولو کتب علیکم ما قمت بہ فصلوا الیہا الناس فی بیوتکم فان افضل صلوة المرء فی بیتہ الا

اور اگر تمہارے فرض ہو جاویں گی تو ادا نہ کرو گی سو تم اپنی صاحبو اپنی اپنی کہیں پڑھ لو کیونکہ آدمی کی نماز سوا فرض ایض کی کہ میں افضل ہوتی ہی

الصلوة المكتوبة فتوفی رسول اللہ علیہ السلام والامر علی ذلك ثم کان الامر علی ذلك فی خلافة

ابی بکر وصدرا من خلافة عمر ثم ان عمر فی ایام خلافتہ رای الناس یصلون التزاوریم فی المسجد

منفردين فامرهم ان یصلوها جماعة وامر ابی بن کعب وتیمم الداری لیصلیانا بالناس امامة فصلیا

بالجماعة والصحابہ سر متوافرون منهم عثمان وعلی وابن مسعود والعباس وابنہ وطیحة والزبیر ومعاذ

جماعت کرائی اور اصحاب اس وقت بہت موجود تھے یعنی عثمان اور علی اور ابن مسعود اور عباس اور عبد اللہ بن عباس اور طلحہ اور زبیر اور معاذ

وغیرہم من المهاجرین والانصار ومارد علیہ واحد منهم بل بساعة روة ووافقة وامرہ بذلك

اور سوا انکی اور بہت مہاجر اور انصار موجود تھے سوائے ان کی کہ سبھی کچھ اعراض نکلیا بلکہ انکی مددگار اور شریک ہوئی اور اسکی صلاح دی

وواظبوا علیہا حتی ان علیاً اثنی علیہ ودعاه بالخیر وقال نور اللہ مضجع عمر کما نور مساحدنا

اور آپ پڑھتی ہی یہاں تک کہ حضرت علی نے عمر کی تعریف کی اور نیک دعا دی اور دعا میں فرمایا اللہ عمر کی گور روشن کری جیسی اپنی ہمارے سجدین روشن کرے

وقد قال النبی علیہ السلام علیکم بسنتی وسنة خلفاء الراشدین من بعدی وهی عشرون رکعة

اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری سنت اپنی ذمہ میرا لازم کر لو اور میری بعد خلفاء راشدین کی سنت اور تزاویج بیس رکعت ہیں

یسعی کل اربع رکعات منها تزویجة فجاءہا فی اخرها من التزویجة التي هی اسم للجلسة وانما سعی بہا

ہر چار رکعت کا نام مجاہد تزویجہ کیونکہ اسکا آخر میں تزویجہ ہوتا ہی یعنی آرام کی لٹی پڑ جاتی ہیں تزویجہ نام جلسہ کا ہی اور جلسہ کو تزویجہ ن

بین کل التزوین قد ترویجوا واحدة وکذا بین الخامسة والوتر لانه المتواتر من زمن الصحابة
 بعد رايك ترويحك في بيتي ركنين اور لیسى ہی باجھون ترويحہ اور ورتوں کی بیچیں کیونکہ صحابہ کی وقت سی آج تک یہی ہی حال آتا ہی
 الى يومنا هذا وهم في انتظار فخيرون ان شاء واستحووا ان شاء واهلوا وان شاء واستحووا الى
 اور وصلیوں کو استراحت کی وقت میں اختیار ہی چاہیں سبحان اللہ پڑھیں اور چاہیں لا الہ الا اللہ پڑھیں اور چاہیں جبکی بیٹی زمین
 ذلك فعلموا فهو حسن لقوله عليه السلام المنتظر للصلوة كانه في الصلوة واهل مكة كانوا يطوفون
 جو کربن سو ہی بہتر ہی واسطی قول علیہ السلام کی نماز کا منتظر گویا نمازیں ہی اور مکہ والی ہر دو ترویح کی
 بالبيت بين كل تزويحين اسبوعا ويصلون ركعتين للطواف واهل المدينة كانوا يصلون
 بیچیں بیت اللہ کا طواف سات سات بار کرتی تھی اور دو رکعت طواف کی پڑھتی تھی اور مدینہ والی دو سو وقت میں
 في ذلك اسبوع ركعات ثم لا فضل فيها استيعاب اكثر الليل بالصلوة والاستراحة ويستحب
 چار رکعت پڑھ کر تھی پھر افضل تراویح میں یہی کہ آدی سی زیادہ رات استراحت اور نمازیں صرف کری اور نماز کی تاخیر
 تاخيرها الى انتهاء ثلث الليل ثم الاصح ان وقتها بعد العشاء الى اخر الليل قبل التزويج وبعده لانها
 نہائی رات کی تمامی تک مستحب ہی پھر صحیح یہی کہ وقت تراویح کا عشاء کی بعد ہی آخر رات تک وتر سی پڑھی اور بیچیں کیونکہ تراویح
 نوافل سنة بعد العشاء وهل يجتنب في كل شفع ان ينوي التزويج قال بعضهم يجتنب لان كل شفع
 نوافل بعد عشا کی سنت ہیں اور آیا یہ حاجت کہ تراویح کی ہر ہر شفع میں جدا جدا نیت کری بعضی کہتی ہیں ان حاجت ہی کیونکہ ہر شفع
 صلوة على حدة ولا يصح ان لا يجتنب لان الكل بمنزلة صلوة واحدة فان فاتت لا تقضى اصلا
 جدا گانہ نماز ہی اور صحیح یہی کہ حاجت نہیں ہی اسو سطلی کہ سب کی سب گویا ایک نماز ہی اگر فوت ہو جائیں تو اصلا قصا نہیں ہی
 لا بالجماعة ولا بدونها لان القضاء من خواص الفرض ومن صلى العشاء وحده فله ان يصلي
 نہ جماعت سی اور نہ بدو نہ جماعت کی اسو سطلی قصا کرنا خاصہ فرض ہی کا ہی اور جسنی عشا کی نماز علیحدہ پڑھی تو اوکو جائز ہی کہ تراویح
 التزويج بالامام ولو تركوا الجماعة في الفرض لم يصلوا التزويج بالجماعة ومن لم يصل التزويج بالامام
 جماعت سی پڑھ لی اور اگر سب فی فرض کی جماعت ترک کی تو ہر تراویح کی لئی جماعت نہ کریں اور جس فی تراویح جماعت سی نہیں پڑھیں
 يجوز له ان يصلي التزويج ولو اقاموا التزويج بامامين فصلى كل امام تسليمه قال بعضهم يجوز
 تو اوکو جائز ہی کہ وتر جماعت سی پڑھی اور اگر تراویح میں ہر ہر امام کی ہر ہر امام فی ایک ایک شفع پڑھایا تو بعضی کہتی ہیں کہ جائز ہی
 والصحيح انه لا يستحب والمستحب ان يصلي كل امام تزويجة فاذا اقام التزويج بامامين
 اور صحیح یہی کہ مستحب نہیں مستحب یہی کہ ہر ہر امام ایک ایک ترویح پڑھی اور جب کہ تراویح کا پڑھنا دو اماموں کی ساتھ
 على هذا الوجه يجوز ان يصلي احدهما الفرض والاخر التزويج ويكره للامام في هذا الزمان التطويل
 اسطورہ ہر جائز ہوا تو جائز ہی کہ امام فرض پڑھادی اور دوسرا امام تراویح اور امام کو اس زمانہ میں قرار ت کو
 التزويج عن حد اقل السنة في القراءة ولا ذكر على وجه يحصل للجماعة صل لان ذلك سبب للتفريق
 اور فی حد سنت سی زیادہ دراز کرنا اور ذکر اس طور پر کرنا جس سی جماعت کو طلال پیدا ہو کر ہی کیونکہ اس میں لوگ جماعت سی بہانگی
 عن الجماعة والتفريق عن الجماعة مكروه ولكن لا ينبغي له ان ينقص عن حد اقل السنة في القراءة و
 اور جماعت سی بہگانا مکروہ ہی لیکن یہی نہ چاہی کہ سنت کا دانی مقدار سی قرار ت اور
 التسبيح تمللهم لانهم غير معذرين فيه وادنى ما يحصل به السنة في تسبيحات الركوع السجود
 تسبیحات میں اونکی ملالت کی خوف سی کوتاہی کری کیونکہ اونکو اس میں کچھ عذر نہیں ہی اور کم سی کم جس میں سنت تسبیحات رکوع اور سجود کی حاصل ہو جائی

ثَلَاثَ لِقَولِهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ إِذَا رَكِعَ أَحَدُكُمْ فَلْيَقُلْ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيمِ وَذَلِكَ أَدْنَاهُ وَ
 تَيْنَ بَارِئِينَ وَاسْطَى ارشاد عليه السلام کی جس وقت رکوع کرے کوئی غبار توجہ ہے کہ سجارہ العظیم تین بار کہی اور یہی ادنیٰ عدد ہی اور
 إِذَا سَجَدَ فَلْيَقُلْ سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلَى ثَلَاثَ مَرَّاتٍ وَذَلِكَ أَدْنَاهُ وَالْمُرَادُ بِهِ أَدْنَى مَا يَحْصُلُ بِهِ السَّنَةُ
 جِسْمِ سَجْدَةٍ كَرَى تَوَاجُہِی كَسَبْحَانِ رَبِّي الْأَعْلَى تین بار کہی اور یہی ادنیٰ عدد ہی اور مراد اس سے ادنیٰ مرتبہ ہی جس میں سنت حاصل ہو جاوے
 وَلِذَلِكَ يَكْرَهُ النِّقْصَ عَنْ الثَّلَاثِ وَكَذَا يَكْرَهُ لِلْإِمَامِ التَّجِيلَ عَلَى وَجْهِ يَجُزِّ الْجَمَاعَةُ عَنْ كَمَالِ أَقْلٍ
 اسے لئی تین بار کہی کہ نہ کم کرے اور ایسی ہی امام کو اتنی جلدی مکروہ ہے کہ جماعت کی لوگ کم سے کم عدد سنوں کی پورا کرے ہی رکوع
 السَّنَةِ فِي تَسْبِيحَاتِ الرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ وَعَنْ كَمَالِ قِرَاءَةِ التَّشْهِيدِ بِلِيزِيدِ الْإِمَامِ عَلَى التَّشْهِيدِ وَيَأْتِي
 اور سجود کی تسبیحات میں اور قراءت تشہید کی پورا کرے ہی عاجز ہو جاوے بلکہ امام تشہید پر کچھ زیادہ کرے اور
 بِالصَّلَاةِ عَلَى النَّبِيِّ عَلَيْهِ السَّلَامُ أَنْ عِلْمَ أَنْهَا لَا تَنْتَقِلُ عَلَى الْجَمَاعَةِ وَأَنْ عِلْمَ أَنَّهَا تَنْتَقِلُ عَلَيْهِمْ لَا يَأْتِي بِهَا
 نبی علیہ السلام پر درود پڑھے اگر جانی کہ جماعت کی لوگوں پر اتنی دیر دشوار نہیں ہے اور اگر یہ جانی کہ یہ اوپر دشوار ہی تو نہ پڑھے
 بَلْ يَتْرُكُهَا لَكِنْ لَا جَمِيعُهَا بَلْ يَقْتَضِرُ فِيهَا عَلَى قَوْلِهِ اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ لَأَنْهَا وَأَنْ كَانَتْ
 ترک کر دی لیکن بنامہ ترک نہ کرے بلکہ اسمیں اختصار کر کے اتنا پڑھے اللہم صل علی محمد وعلی آل محمد اس واسطی کہ درود اگرچہ
 سَنَةً عِنْدَنَا إِلَّا أَنْهَا فَرَضَ عِنْدَ الشَّافِعِيِّ وَبِهَذَا الْقَدْرَ يَتَأْتِي الْقَوْلَانِ وَيَكْرَهُ لِلْمُقْتَدِرِ أَنْ يَقْعُدَ
 ہماری مذہب میں سنت ہی پر شافعی کی نزدیک فرض ہے اور اتنی کلمات میں دو نوقل ادا ہو جاتی ہیں اور مقتدی کو مکروہ ہے کہ تزویج کی وقت بیٹھا
 فِي التَّزْوِيجِ حَتَّى إِذَا ارْتَدَّ الْإِمَامُ أَنْ يَرَكِعَ يَقُومُ وَيَقْتَدِرُ لَأَنْ فِيهِ إِظْهَارُ التَّكَاثُلِ فِي الصَّلَاةِ وَالتَّشْبِہِ
 یہاں تک کہ جب امام رکوع میں جاوے تو کھڑا ہو کر نیت کرے کیونکہ اسمیں نماز کی سستی ظاہر ہوتی ہے اور منافقوں سے
 بِالْمُنَافِقِينَ الَّذِينَ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى فِيهِمْ وَإِذَا قَامُوا إِلَى الصَّلَاةِ قَامُوا كَسَالَى يُرَاءُونَ النَّاسَ وَكَذَا إِذَا
 مشابہت آتی ہے جکی حق میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اور جب کھڑے ہوں نماز کو تو کھڑے ہوں حتیٰ ہاری کہانی کو لوگوں کی ایسی ہی اگر
 غَلَبَ النَّوْمُ بِكَرْهٍ لَهُ أَنْ يَصِلَ بِالنَّوْمِ بَلْ يَبْتَغِي لَهُ أَنْ يَنْصَرِفَ وَيَنَامُ وَلَا يَصِلُ حَتَّى يَسْتَقِظَ لَأَنْ
 نیند غالب ہو جاوے تو مکروہ ہے کہ اونگھتا ہوا نماز پڑھے بلکہ اونکولوں چاہے کہ جا کر سو رہے اور نماز نہ پڑھے جب تک ہوشیار نہ ہو کہونکہ
 فِي الصَّلَاةِ مَعَ النَّوْمِ تَهَاوُنًا وَغَفْلَةً وَتَرَكَ التَّدْبِيرَ ثُمَّ إِنَّهُ أَنْ نَامَ فِي الْقَعْدَةِ كُلِّهَا فَإِنَّهُ إِذَا انْتَبَهَ يَفْضُرُ
 اونگھتی ہوئی نماز پڑھتی ہیں اہانت اور غفلت اور ترک تدبیر ہی پھر اگر مصلی تمام قعدہ میں سوتا رہے توجب ہوشیار ہوا پھر فرض ہے
 عَلَيْهِ أَنْ يَقْعُدَ قَدْرَ التَّشْهِيدِ وَأَنْ لَمْ يَقْعُدْ تَفْسُدْ صَلَاتُهُ لَأَنْ مَا حَصَلَ مِنْ أَعْمَالِ الصَّلَاةِ حَالَةً
 کہ تشہید کی مقدار بیٹھا رہے اور اگر اتنی قدر قعود نہیں کر لیا تو اسکی نماز فاسد ہو جائیگی اس واسطی کہ جتنی ارکان نماز کی نیت کی حالت میں
 النَّوْمُ لَا تَعْتَبِرُ لَصَدْرِهَا بَدَاخْتِيَارٍ فَيَكُونُ وَجُودُهَا كَعَدَمِهَا وَهَذِهِ الْمَسْئَلَةُ يَكْثُرُ وَقُوعُهَا لِأَسْبَابٍ
 ہوتی ہیں اولیٰ کچھ اعتبار نہیں ہے کیونکہ اختیاری عمل میں آئی ہیں تو اولیٰ کا ہونا نہ ہونا برابر ہی اور یہ مسئلہ اکثر واقع ہوتا ہے خاص کہ
 فِي لَيَالِي الصَّيْفِ وَالنَّاسُ عَنْهَا غَافِلُونَ ثُمَّ اخْتَلَفَ الْمُشَافِعُ فِي مَقْدَارِ الْقِرَاءَةِ فَقَالَ بَعْضُهُمْ يَقْرَأُ
 گرمی کی راتوں میں اور لوگ اس مسئلہ سے غافل ہیں پھر مشائخ میں اختلاف ہے مقدار قراءت میں سبب سے بہت ہی
 فِي كُلِّ شَفْعٍ مَقْدَارًا يَقْرَأُ فِي الْمَغْرِبِ يَعْنِي أَنَّهُ يَقْرَأُ مِنْ قِصَارِ الْمَفْصَلِ وَهِيَ مِنْ سُورَةِ لَمْ يَكُنِ الَّذِينَ كَفَرُوا
 کہ ہر شفع میں اتنا پڑھے جتنا مغرب کی نماز میں پڑھتی ہیں مراد یہ ہے کہ قصار مفصل میں سے اور وہ سورہ کہ میں سے
 إِلَى آخِرِ الْقُرْآنِ لَأَنَّ الطَّوْعَ أَخَفُ مِنَ الْمَكْتُوبَةِ فَيَعْتَبَرُ بِأَخْفِ الْمَكْتُوباتِ وَهِيَ الْمَغْرِبُ وَهَذَا الْقَوْلُ
 آخر قرآن تک ہی اس واسطی کہ نفل فرائض کی نسبت خفیف ہوتی ہیں سو اب فرائض میں سے خفیف کا اعتبار ہو گا سوئی مغرب ہی اور یہ قول

لیس بصحیح لان هذا القدر لا يحصل الختم والختم فيها مرة واحدة سنة ولا يترك بكسل الجماعة
 صحیح نہیں ہی اس کی کہ اتنی قرات ہی ختم قرآن نہیں ہو سکتا اور ایک دفعہ ختم کرنا سنوں ہی جماعت والوں کی کسالت کی ماری تڑکے کرے
 حتی لو قرء الامام بعض القرآن في سائر الصلوات لثلايل الجماعة من طول القراءة في التراويح يكون
 یہاں تک کہ اگر امام نے کچھ کچھ قرآن تمام نمازوں میں اسلئے پڑھا کہ جماعت والی تراویح کی اندر طول قرات ہی طول نہیں
 له ثواب الصلوة ولا يكون لهم ثواب الختم وقبله افضل زماننا ان يقرء الامام على حسب
 تو انکو نماز کا ثواب ہوگا ختم کا ثواب نہیں ہوگا اور کہتی ہیں کہ ہماری زمانہ میں یہ افضل ہی کہ امام جماعت کی
 حال الجماعة من الرغبة والنفرة فيقرء قدر ما لا يوجب التقدير عن الجماعة لان تكثير الجماعة
 حال کی موافق رغبت اور نفرت کی لحاظ سے پڑھ کرے سو اس قدر پڑھے جس میں جماعت سے نفرت نہ کریں اس واسطے کہ جماعت کا زیادہ ہونا
 افضل من تطويل القراءة لكن لا يقتصر بعد الفاتحة على اية قصيرة او ايتين قصيرتين
 تطویل قرات ہی بہتر ہی بہر ہی بعد فاتحہ کی ایک یا دو آیتوں چھوٹی چھوٹی پر اقتصار نہ کری
 لان قراءة ثلاث ايات او اية طويلة مع الفاتحة واجبة وذكر في التجنيس ان بعض الناس اعتادوا
 اس واسطے کہ تین آیت چھوٹی یا ایک آیت دراز ہمراہ فاتحہ کی پڑھنی واجب ہی اور تجنيس میں مذکور ہی کہ بعض لوگوں کی عادت ہی
 قراءة سورة الفيل الى اخر القرآن مرتين وهو احسن في هذا الزمان اذ روى عن بعض المشائخ
 کہ سورۃ فیل سے آخر قرآن تک دوبار پڑھتی ہیں اس زمانہ میں یہ بہت خوب ہی اس واسطے کہ بعضی مشائخ سے روایت ہی
 على ما ذكر في فتاوى قاضيخان ان لم يكن عارفا باهل زمانه فهو جاهل لان اكثر الناس في هذا الزمان
 چنانچہ فتاویٰ قاضیخان میں مذکور ہی کہ جو شخص اپنی عہد کی لوگوں کا حال نہ پہچانی تو وہ جاہل ہی اسلئے کہ اس زمانہ کی اکثر لوگوں کی
 طمايعهم جامدة صعبة الانقياد ان يروا سبيل الرشيد لا يخذلوه سيد لا وان يروا سبيل الفتي يتخذ
 طبیعتیں ایسی بستہ ہیں کہ مطیع ہونا دشوار ہی اگر دیکھیں راہ ہدایت کی تو وہ نہ ٹھہرا دیں راہ الٹی ٹھہرا دیں اور اگر دیکھیں راہ
 سيد لا فانهم قد جعلوا التراويح عادة لا عبادة يتقرب بها الى الله تعالى على ما شرطه رسول الله
 راہ سوان لوگوں نے تراویح کو عادت کر لی ہی عبادت نہیں جانتی جس میں قرب الہی ہو جیسی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
 فيها من القراءة وغيرها فيتخذون صلواتها خلف امام لا يتم الركوع والسجود والقنوت والجلسة
 تراویح میں قرات وغیرہ کی شرط کی ہی سو ایسی امام کی پیچی غماز شروع کرتی ہیں جو نہ رکوع پورا کرے اور نہ سجدہ پورا کرے اور نہ قنوت اور نہ جلسہ
 ولا يترك القرآن كما امر الله به بل هو من غاية السرعة يقع في اللحن الجلي يترك بعض حروف الكلمة او
 اور نہ جیسی حکم الہی سے قرآن ترتیل کی ساتھ پڑھے بلکہ وہ جلدی کا مارا صاف راگنی میں پڑھتی لگتا ہی بعضی کلمات کی حروف یا حرکات رہ جاتی ہیں
 حرکاتہا وقد ذكر في البرازية ان اللحن حرام بلا خلاف وذكر في الفتاوى ان الامام اذا كان تحتها لا باس
 اور ہنڈیہ میں مذکور ہی کہ راگنی میں قرآن کا پڑھنا بالاتفاق حرام ہی اور فتاویٰ میں مذکور ہی کہ امام اگر راگنی میں پڑھتا ہو تو اگر کوئی شخص
 للرجل ان يترك سجدة ويجول الى مسجد اخر فانه لا ياثم بذلك لانه قصد الصلوة خلف تنقي
 اس مسجد کو چھوڑ کر اور مسجد میں جانی لگی تو کچھ مضائقہ نہیں اس سے کہ گنہگار نہیں ہوتا اس واسطے کہ یہ شخص پر ہر گز اس کی پیچی نہ پڑھا ہوتا
 وقد قل النبي عليه السلام من صلى خلف عالم تنقي فكانما صلى خلف نبي من الانبياء وفيه اشارة
 اور نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ جس نے نماز عالم پر پیچ کر گار کی پیچی پڑھی تو گویا نبیوں میں سے کسی کی پیچی پڑھی اس میں یہ اشارہ ہی
 الى انه لو ترك سجدة بلا عذر يكون اثما فكيف يكون حال الذين يتركون مسجدهم بلا عذر
 کہ اگر کوئی بلا عذر اپنی مسجد میں جانا چھوڑ دی تو گنہگار ہوتا ہی اب ادھکا کیا حال ہوگا جو اپنی مسجد کو بلا عذر چھوڑ دیتی ہیں اور جلدی ہی

بل یقیم التکبیر بعد السجدة والسنة ان یقیم سمع الله لمن خدع حین رفع الرأس من الركوع والتکبیر حین الانخفاض وکن
 بکونه اکثر بعد سجدة کی کہنی من آویجک او طریق سنون یہی کہ سمع الله من خدع رکوع ہی سرور ہائی ہوئی ہی اور اسدہ البرہہ کی کہنی ہوئی ہی اور اس ہی
 اذا ترک المجلسة او الطمانينة فیہا یقیم بعض التکبیر الاول حین الانخفاض بل یقیم بعض التکبیر الثانی بعد السجود والسنة ان
 اگر جلسہ کو ترک کری یا جلسہ میں طمانیت کو ترک کری تو کچھ لفظ یہی کہنی ہوئی کہنی میں آویجک ہو کچھ لفظ دوسری تکبیر کی ہی کہنی ہوئی کہنی میں آویجک ہو کچھ لفظ دوسری تکبیر کی ہی کہنی ہوئی کہنی میں آویجک ہو
 التکبیر الاول حین الرفع والثانی حین الانخفاض فیصیر عدد المکررات فی جمیع الركعات ثانیین فیلزم منه ترک ثمانین سنة فاذا
 کہ یہی تکبیر سجده ہی او ہستی ہوئی کہنی دوسری تکبیر کہنی ہوئی سو اب مکررات کی گنتی تمام رکعتوں میں اسی ہو جائیگی اور اس ہی اسی سنین جہت جاتی ہیں اور جان مکررات میں
 الى ذلك اظهار كل منهما فان اظهر المکررة مکررة ایضا یصیر المجموع مائتین مکررات واثنتین ترک سنة وھن بعد من العقاب
 اظہار میں شامل کریں کیونکہ مکررات کا ظاہر کرنا ہی مکرر ہی تو تمام مکررات ہی ایک سو ساٹھ ہو جائیگی اور ایک سو ساٹھ سنین ترک ہوگی یہ کہنا شخص خاص کی جائیگا
 یفعل فی لیلہ طویلاً مضاً فی ادعاء الترویج مائتین مکررات واثنتین ترک سنة فان فی ترک کل
 جو رمضان کی راتوں میں کئی ہفتہ کو صرف تراویح کی ادا کرتی ہوئی ایک سو ساٹھ کرے اور ایک سو ساٹھ مکرر کرے کیونکہ ہر ہفتہ کی ترک
 سنة عتابة وحرمان الشفاعة فهل یرضی العاقل ان یجعل نفسه محروماً من شفاعة رسول رب
 کہ نہیں عتاب ہوتا ہی اور شفاعت ہی محروم ہو جائے کہ اپنے تین رسول رب العالمین کی شفاعت ہی محروم کری

المعالین التي یروجها ویطلبها کل الخلائق حتی الانبیاء والاولیاء والحقان نسال الله تعالى ان لا

جسکی تمام خلق اللہ امید اور تلاش رکھتی ہی یہاں تک نہ انبیا اور اولیاء اور صلحاء
 ہم اللہ ہی چاہتی ہیں کہ ہم کو
 یجعلنا من المحرمین المجلس التاسع والعشرون فی بیان فضیلة تأخیر السجود وتجهیل
 محروم نہ کری
 اذینسون مجبوس حین بیان تحرمائی میں تأخیر اور فطرت میں تہجیل کی فضیلت کا

الا فطار قال رسول الله صلى الله عليه وسلم تسعروا فان في السجود بركة هذا الحديث من صحاح
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سحر کہا یا کرو کیونکہ سحر میں برکت ہی یہ حدیث مصابیح کی صحیح
 المصابیر رواه انس والمحفوظ فيه عند أصحاب الحديث فتمت السین في السجود وهو اسم لما يه كل في وقت
 حدیثوں میں ہی انس کی روایت ہی اور اس حدیث میں محدثین کی نزدیک سحر کی لفظ میں سین کا نہ بخوشی اور طعام کا نام ہی جو سحر کی وقت کہانی ہیں
 السجود الذي هو آخر الليل اي سدرهم الاخير فيحتاج الى مضاف محذوف تقديره ان في كل سجدة بركة
 اور سحر آخر شب یعنی چٹا حصہ پچھلا سوا طعام میں ایک مضاف محذوف ہی واقع میں یوں ہی کہ سحر کہانی میں برکت ہی
 لان البركة ليست فيما يؤكل من الطعام بل في استعمال السنة ويجوز فيه ضم السين فعلى هذا يكون مصداقاً
 کیونکہ برکت طعام میں جو کہا جائے ہی نہیں ہی بلکہ سنت کی استقامت میں ہی اور اس لفظ میں سین کا پیش ہی جائز ہی اسکی موافق سحر صیغہ مصدر کا ہی
 فلا يحتاج الى تقدير المضاف والمعنى ان في كل وقت السجدة بركة والمراد بالبركة ههنا زيادة القوة على
 اب مضاف پیدا کرنی کی کچھ حاجت نہیں اور معنی یہ ہیں کہ سحر کی وقت کہا کہانی میں برکت ہی اور یہ بیان برکت ہی مراد زیادتی قوت روزہ دہنی کی
 اداء الصوم بدليل قوله عليه السلام استعينوا بقائلة النهار على قيام الليل وبأكل السجود على قيام
 اس دلیل ہی کہ حدیث میں آیا ہی دن کی سوئی ہی نماز کی رات کی جائیگی یہود و لیلو اور کج کہانی ہی دن کی روزہ
 النهار ويجوز ان يراد بها زيادة الثواب في الآخرة وقوله عليه السلام تسعروا امر اقل مراتبة الاستحباب
 اور یہ ہی جائز ہی کہ برکت ہی مراد آخرت میں زیادتی ثواب کی ہو اور حدیث کا لفظ تسعروا امر کا صیغہ ہی اور کسی کم مرتبہ سین استحباب کا ہو
 فيكون السجود هو الاكل في وقت السحر مستحباً وقد روى عن عمرو بن العاص انه عليه السلام في فصل ما بين
 اب سحر یعنی سحر کی وقت طعام کہانا مستحب ہوگا اور روایت ہی عمرو بن عاص ہی کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تماری روزہ میں

صيامنا وصيام اهل الكتاب اكلة السحر اكلة بالضممة اللقمة والمعنى ان اللقمة التي تؤكل في وقت
 اور اہل کتاب کی روزہ میں فرق سحر کہانی کا ہی اور اکلہ ہرہ کی پیش سی لغتہ کو کہتی ہیں اور منہ حدیث کی بہہ ہیں وہ لغتہ سحر کی وقت کہا جاتا ہی
 السحر هو الفارق بين صيامنا وصيام اهل الكتاب لان الله تعالى اباح لنا في ليلة الصيام ما حرم عليهم
 بہہ ہی فرق ہی ہماری روزی میں اور اہل کتاب کی روزہ میں کیونکہ اللہ تعالیٰ فی ہماری لئی رمضان کی راتوں میں مباح کر دیا ہی جو جو اور نہر حرام کر دیا تھا
 فان بنی اسرائیل قبل تغیر دینہم وتبدیل شریعتہم كانوا لیلۃ صیامہم اذا ناموا کان الطعام والشراب
 کیونکہ بنی اسرائیل اپنی دین کی تغیر اور اپنی شریعت کی تبدیلی ہی پہلی اگر روزوں کی راتوں میں سو جاتی تو اوپر کہا نا پینا
 والجماع حراما علیہم كما کان الحکم كذلك فی ابتداء الاسلام ثم نسخ ذلك الحکم وخص لنا فی هذه الاشیاء
 جماع سہرام ہو جاتا تھا چنانچہ ابتداء اسلام میں ہی بہہ ہی حکم تھا بہہ حکم منسوخ ہو گیا اور جب تک صبح صادق نہواں اشیا کی ہکو اجازت ہوئی
 صالم یطعم الفجور کان سبب ذلك امر ان احدهما ماروی عن عمر رضی اللہ عنہ انہ جامع امراتہ بعد النوم ثم ندم علی
 اور اسکا سبب دو چیز ہوئیں ایک تو بہہ جو عمر رضی اللہ عنہ روایت ہی کہ انہوں فی اپنی بی بی سی سوئی کی بعد جماع کیا بہہ اس حرکت سی ناہم ہو کر
 ما فعل واتی النبی علیہ السلام واعتذرا لیلہ فقولہ احل لكم لیلۃ الصیام الرقت الی نسائکم وصارت
 بنی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئی اور عذر کیا بہہ بہہ آیت نازل ہوئی حلال ہوا تمکو روزہ کی رات میں لی پرد ہونا اپنی عورتوں سی اور انکی لغزش
 نلتہ رحمة فی حق جمیع الامم والثانی ماروی عن قیس بن حرمة انہ صام ولم یجد وقت الافطار شیئا
 تمام امت کی حق میں رحمت ہو گئی اور دوسری وہ جو قیس بن حرمة سی روایت ہی کہ اسی روزہ رکھا بہہ افطار کی وقت کچھ ایسا نہ ملا جس سی روزہ افطار
 یفطر بہ فلذہبت امراتہ فی طلب شیء فغلب علیہ النوم فنام وجاءت امراتہ بطعام بعد ما کان الطعام
 کرک بہہ او کی بی بی کچھ کہانی کی تلاش میں گئی اس عرصہ میں انہر نیند کا غلبہ جو ہوا تو سو گئی اور انکی بی بی کہا نا اوقت لائی کہ
 علیہ حراما فاننبہ بعد ما مضی وقت الاکل ولم یاکل شیئا فلما کان نصف النہار من الغد غشی علیہ
 او نہر حرام ہو چکا تھا بہہ لیس وقت جاگی کہ کہانی کا وقت گذر چکا تھا سو اسی کچھ نہ کہا جب اکل دل کا دو بہہ ہوا تو اوکو غش آ گیا
 فقال للنبی علیہ السلام طالع فقص علیہ القصة فنزل قولہ تعالیٰ وکلوا واشربوا حتی یکون لکم الخیط
 بنی علیہ السلام فی پوچھا تیر کیا حال ہی اسی تمام قصہ بیان کیا بہہ بہہ آیت اونزی اور کہا و اور پیو جب تک کہ ص نظر آوی تمکو
 الا بیض من الخیط الاسود من الفجر فانه تعالیٰ لما احل لنا فی لیلۃ الصیام هذه الاشیاء بعد النوم رغب
 سفید جدی داری سیاہ سی فجر کی کس اللہ تعالیٰ فی جب بہہ چیزیں رمضان کی راتوں میں سوئی کی بعد حلال کر دیں تو بنی علیہ السلام کو
 فی اکل السحور قال تسحروا فان فی السحور بركة و بین انہ فصل بین صیامنا وصیام اهل الكتاب ولهذا
 سحر کی کہانی میں رغبت ہوئی فرمایا سحر کیا کرو کیونکہ سحر بركة ہی اور بیان کیا کہ ہماری روزہ میں اور اہل کتاب کی روزہ میں سحر کا فرق ہی اور اسی لئی
 یکان جمیع مستحبنا ومن کان غیر محتاج الیہ لیستحب لہ ان یاکل شیئا لیسیرا ولو ثمرة او تینۃ او شرۃ ماء
 مستحب ہو گئی اور جو سحر کہانی کی حاجت نہ ہو تو اسکو بہی مستحب ہی کہ کچھ تھوڑا سا کھا لیا کری اگرچہ ایک چہوارہ ہو یا ایک ٹخیر یا ایک کہوٹ یا بی
 ہلا اللہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واغتناما لبرکۃ السحور ویستحب تأخیرہ ایضا لما روی انہ
 تاکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر عمل ہو اور سحر کی بركة غنیمت ہو اور تاخیر سحر کی مستحب ہی کیونکہ روایت ہی کہ بنی علیہ السلام فی
 قال ثلث من اخلاق المرسلین تعجیل الافطار وتاخیر السحور والسواک فان قبل کیف یکون تأخیر السحور
 فرمایا کہ تین امر مرسلین کی عادات میں سی ہیں افطار میں تعجیل اور سحر میں تاخیر اور مسواک اگر کوئی کہی تاخیر سحر میں سیدیں کی
 صین احادیث میں مرسلین وهو مخصوص باهل عیلتنا فالجواب ان المراد بہ الاكلة الثانية فانها كانت تجری
 اخلاق میں سی کیونکہ پہنچتی ہی حال بہہ ہی کہ سحر صرف اسی امت کی واسطی ہی تو جواب بہہ ہی کہ سحر سی مراد دوبارہ کہا نا ہی کیونکہ بہہ او کی حق میں قائم

يجري الشحور في حقهم وفي حديث آخر انه عليه السلام قال لا يزال امتي بخير ما اذروا الشحور وعجلوا
 مقام شحور كى يتا اورا كيه حدیث میں ہے کہ آپ نے فرمایا کہ میری امت ہمیشہ بہلائی پر رہے گی جب تک شحور میں تاخیر اور افطار میں
 الفطر لکن ينبغي ان لا يؤخر على وجه يقع الشك في طلوع الفجر فان من شك في طلوع الفجر فلا فضله
 جلدی کرتی رہے گی لیکن لایق یہ ہے کہ اتنی تاخیر نہ کری کہ صبح صادق کی کہنی میں شک پیدا ہو جاوی کیونکہ جسک صبح صادق میں شک ہو تو اوکو یہ ہی فضیلت
 ان يترك الاكل لحرا عن الوقوع في الحرام ولو اكل فصوره تام لان الاصل بقاء الليل ولا يخرج بالشك وروي
 کہ نہ کھاوی ایسا نہ کہ حرام میں واقع ہو جاوی اور اگر اس حل میں کہا لیا تو روزہ پورا ہی اسوٹی کہ اصل تورات کا باقی رہنا ہی شک ہی خارج نہیں ہو
 عن أبي خيفة انه لو كان في موضع يتبين له الفجر لا يلتفت الى الشك ولو كان في موضع لا يتبين فيه
 اور ابو خیفہ سے روایت ہے کہ اگر کھانا لگا کر یہی مقام میں پہنچے متکشف ہو جاتی ہی تو شک کا کچھ اعتبار نہیں اور اگر ایسی مقام میں ہی جہاں فطر ظاہر
 الفجر او كانت الليلة مقمرة او متغية او كان يبصره علة تكون مسيئة في الاكل مع الشك لقوله عم
 نہیں ہوتی یا وہ رات چاندنی ہو یا کہتا ہو یا یہ شخص کم سوجہ ہو تو اب حالت شک میں کھانا اچھا نہیں واسطی رشاد نبی صلی اللہ علیہ وسلم
 دعاء يربك الى ملا يربك وان كان اكبر رائه انه اكل والفجر طالع فلا احتياط فيه ان يقضى ذلك
 جھوٹا تو کو جس میں شک ہی طرف اسکی جس میں شک نہیں اور اگر اسکی رائے میں احتمال غالب یہ ہو کہ کھانا کھانی ہو صبح صادق ہوگی تو احتیاط نہیں یہ ہے
 اليوم عملا بغالب الراي لان اكبر الراي كاليقين فيما يبنى على الاحتياط وعلى ظاهر الرواية لا قضاء عليه
 غالب احتمال پر عمل کرتی کو واسطی کہ احتمال غالب یقین کی مانند ہوتا ہی جہاں احتیاط کرنی ہوتی ہی اور ظاہر روایت پر اس پر قضا نہیں ہی
 لان اليقين لا يزول الا بمثله ولا اصل بقاء الليل ولو ظهران الفجر قد كان طالعا يلزمه القضاء
 اسوٹی کہ یقین بدون یقین کی نہیں جاتا اور اصل یہ ہے کہ رات باقی ہو اور اگر یہ معلوم ہو جاوی کہ فجر بیشک ہوگی تہی تو اس پر قضا لازم ہی
 ولا كفارة عليه لانه يبنى الامر على الاصل الذي هو بقاء الليل هذا كله حكم التمسك واما الافطار
 اور کفارہ نہیں ہی اسوٹی کہ بناء اوسے اصل پر ہی کہ رات باقی تہی یہ سب احکام شحور کی تہی
 فليست تجب تعجيله قبل طلوع النجوم لما روي عن سهل بن سعد انه عليه السلام قال لا يزال الناس
 سو اوکی تعجیل مستحب ہی ایسا کہ ستاری نکلنے نہ پاوین اسوٹی کہ سهل بن سعد سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہمیشہ خلقت
 بخير ما عجلوا الفطر يعني ان الناس ما داموا يحفظون هذه المحصلة يكونون على خير واذا تركوها
 بہلائی پر ہی گئی جب تک افطار میں تعجیل کریں گے مراد یہ ہے کہ خلقت جب تک اس طریقہ کو نگہ رکھیں گے تو بہلائی پر رہیں گے اور جب اسکو چھوڑ دیں گے
 ينقص خيرهم فان الستة ان يجعل الصائم الافطار قبل الصلوة اذا تحقق غروب الشمس لان اهل الكتا
 تو اوکی بہلائی میں نقصان آوے گا کیونکہ طریق سنون یہ ہے کہ روزہ دار افطار میں جلدی کری نماز سے پہلے جبکہ آفتاب کا ڈوبنا معلوم ہو چکی اسوٹی کہ اہل کتا
 كانوا يؤخرون الافطار الى اشتباك النجوم ثم صار في ملتنا شعرا لاهل البدعة وسمة لهم وندب
 افطار میں اتنی دیر کیا کرتی تہی کہ ستاری خوب روشن ہو جاوین پھر یہ ہے ہماری امت میں بدعتیوں کی عادت ہو گئی اور طریق بہر گیا اور افطار میں تعجیل
 تعجيله مخالفة لهم وقد روي عن ابي هريرة انه عليه السلام قال قال الله تعالى احب عبادي الى اعلم
 اوکی مخالفت کی لئی مستحب ہی اور ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہی مجھ کو محبوب تر وہ بندہ ہی جو افطار میں
 لم افان من كان اكثر تعجلا في الافطار فهو احب الى الله تعالى لكونه متمسكا بشريعة نبيه ومعه
 ہی کرتی میں موجود شخص افطار میں جلدی کرے گا وہ ہی اللہ تعالیٰ کا زیادہ محبوب ہوگا کیونکہ اوسکی نبی کی مشرعت کو خوب پکڑا اور شریعت کی مخالفت
 ايخالفها مع انه اذا فطر قبل الصلوة يودي الصلوة عن حضور القلب وطمانينة النفس فمن كان
 زجہ کی اور یہ ہے ہی کہ اگر نماز سے پہلے افطار کر لیا تو پھر نماز خوب دلی حضور اور طبیعت کی قرار سی ادا ہوگی پھر ایسا شخص

اور اس کا روزہ بھی کھری

هذه الصفة فهو صاحب الى الله تعالى فمن لم يكن كذلك ويسمى ان يفطر على شئ او ما يقوم مقامه
 الله تعالى كما يحب ان يكون من بين هؤلاء
 في الحلاوة كالنتين والزبيب وان لم يجد فعلى ماء لما روى عن انس انه عليه السلام كان يفطر قبل
 مقام هو جيسى بن حجر يامونين اور اگر نہ میسر آوی تو یا فی اس واسطی کہ انس سی روایت ہی کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نمازی پہلی
 الصلوة على طيبات وان لم يكن فتميرات فان لم يكن حسا حسوا من الماء وقال عليه السلام اذا
 تازہ چہواری سی افطار کرتی اگر نہ پاتا تو خشک چہواری اگر یہ ہی ہوتا تو کئی کھونٹ پانی اور فرمایا صلی اللہ علیہ وسلم جب
 افطار احدثکم فليفطر على تمر فانه بركة فان لم يجد فليفطر على ماء فانه طهور ويدعو عند الافطار
 کوئی افطار کری تو تمر سی افطار کری کیونکہ یہ بركت ہی اگر نہ پاوی تو پانی سی افطار کری کیونکہ نہایت پاک ہی اور افطار کی وقت
 باہم مہماتہ فانه من مظان الاجابة كما جاء في الحديث ان للصائم عند افطاره دعوة مستجابة
 اپنی بڑی سی بڑی طلب کی دعا مانگی کیونکہ اس وقت ظن قبولیت کا ہی چنانچہ حدیث میں آیا ہی کہ روزہ داسی لی افطار کی وقت دعا مقبول ہی
 وروى عن ابن عباس انه عليه السلام كان اذا فطر قال اللهم لك صمت وبك امنت وعلى رزقك
 اور عبد بن عباس سی روایت ہی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم افطار کرتی ہوئی یہ فرماتی اللهم لك صمت الى آخره الی تیری واسطی میں فی روزہ کیا اور تیری اور تیری لایا
 افطرت ووقت الافطار ما روى عن عمر بن الخطاب انه عليه السلام قال اذا قبل الليل من ههنا
 مینی روزہ کہو اور وقت افطار کا وہ ہی وقت ہی جو عمر بن الخطاب سی روایت ہی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم فی فرمایا جب یہاں سی رات سامنی آوی
 وادبر النهار من ههنا وغربت الشمس فقد افطر الصائم فانه عليه السلام اتى باسم الاشارة ههنا في
 اور یہاں دن جلاوی اور آفتاب ڈوب جاوی تو روزہ دار نزلت افطار کری اس حدیث میں دونوں جگہ لفظ ہهنا اسم اشارہ کا بیان فرمایا ہی
 الموضوعين والشارع الاول الى جانب المشرق لان ظلمة الليل تظهر اولاً من ذلك الجانب والليل عبارة
 اول مقام من اشارہ مشرق کی طرف ہی اس واسطی کہ رات کی تاریکی پہلی
 عن ظهور ظلمة الليل من جانب المشرق وشارع الثاني الى جانب المغرب لان ضوء النهار حاصل
 تاریکی کا نام ہی جو مشرق کی طرف سے پیدا ہوتی ہی اور دوسری مقام میں مغرب کی طرف اشارہ فرمایا اسلی کہ دن کی روشنی جو
 من الشمس يذهب الى ذلك الجانب والنهار عبارة عن بقاء الشمس واغربت يذهب النهار وعلو
 آفتاب سے ہوتی ہی اوس ہی طرف کو جاتی ہی اور آفتاب کی باقی رہتی کو دن کہتی ہیں جب آفتاب ڈوب جاتا ہی تو دن جاتا رہتا ہی
 هذا يكون غروب الشمس معلوماً من قوله وادبر النهار لان الادبار بمعنى الذهاب والحاجة الى قوله
 اس حال کی موافق آفتاب کا چھب جانا تو لفظ ادبر النهار سی معلوم ہو چکا تھا اس واسطی کہ ادبار چلی جاتی کو کہتی ہیں اب اس لفظ کو
 وغربت الشمس لكن اتى به لبيان كمال الغروب حتى لا يظن ان بغروب بعض الشمس يجوز الافطار
 وغربت الشمس کیا حاجت تھی لیکن یہ ہی یہ لفظ واسطی بیان کمال غروب کی فرمایا کوئی یہ خیال نہ کری کہ آفتاب کی ادھی تہائی ڈوبی یہ ہی افطار جائز ہی
 والمعنى ان غروب الشمس اذا تم وكمل فقد دخل الصائم في وقت الافطار فيجوز له الافطار بل يستحب
 مراد یہ ہی کہ آفتاب کا غروب جب ہو چکی تو روزہ دار کو وقت افطار کا آگیا پہراہ کو افطار جائز ہی بلکہ تجلیل مستحب ہی
 تجليله لكن في يوم الغيم لا يستحب تجليله ولا يفطر حتى يغلب على ظنه غروب الشمس وان اذن
 لیکن اگر دن تجلیل مستحب نہیں ہی اور افطار بہرگز نہ کری جب تک کہ اسی گمان غالب میں آفتاب غروب نہ ہو اگرچہ مغرب کی
 للمغرب وان شك في غروب الشمس لا يحل له الافطار لان الاصل بقاء النهار ولو افطر فعليه القضاء
 اذان ہو چکی اور اگر آفتاب کی غروب میں شک ہو تو افطار حلال نہیں ہی اس واسطی کہ اصل دن کا باقی رہتا ہی اور اگر افطار کر لیا تو اس پر قضاء ہی

لا سيما اذا افطر والكبرايه انه افطر قبل الغروب يجب عليه القضاء على الاصل الذي هو بقاء
 خاص ايبي وقت كذا افطار كرى اورا وكي راي مين احتمال غالب هو كذا غروب هي پهل افطار كيا نوا سپر قضا واجب هي تاكلا اصل پر ہو جاوی كره دن كا
 النهار بخلافه فأتقدم في اكل السجود لان الاصل فيه بقاء الليل ولونتين ان الشمس لم تغرب ينبغي ان
 باقى رہنا ہی بخلاف گزشتہ کی جو سحر کی حال میں گذرا کیونکہ وہاں اصل رات کا باقی رہنا ہی اور اگر ظاہر ہو جاوی کہ آفتاب نہیں چھٹا تو لایق ہی کہ
 يجب الكفارة نظر الى الاصل الذي هو بقاء النهار وكل من افطر خطأ أو بنى على ظن يقصد صومه
 بلحاظ اوس اصل کی جو کچھ باقی رہنا ہی کفارہ واجب ہوئی اور جس نے روزہ چوک کر یا گان سی افطار کیا تو روزہ فاسد ہو جاتا ہی
 ويلزمه امساك بقية يومه ويجب عليه القضاء ولا يجب عليه الكفارة ولا ياتم افساد صومه
 اور باقی دن بہر امساك لازم ہوتا ہی اور قضا او سپر کفارہ نہیں آتا اور نہ گنہگار ہوتا ہی روزہ تو اسلی فاسد
 فلا تتفاءل ركنه بغلط يمكن الاحتراز عنه واما لزوم امساك بقية يومه فلقضاء حق الوقت بالقدر
 کہ غلطی سی اور سکا رکن فوت ہو جس سی احتراز ہو سکتا تھا اور امساك باقی دن کا اسلی لازم ہی کہ وقت کا حق جتنا ہو سکی ادا کرنا چاہی
 الممكن ولنفي التهمة عن نفسه لانه اذا اكل ولا عذريه يصير متصفا عند الناس بالفسق والخرق
 اور تا کہ ذمہ پر تہمت نہ رہی اسلی کہ اگر بی عذر کھاوی پیو گیا تو خلقت کی نزدیک فسق کی تہمت لگی گی اور تہمت کی جگہ سی
 عن مواضع التهم واجب لقوله عليه السلام من كان يؤمن بالله واليوم الآخر فلا يقفن مواقف التهم
 بجہتی رہنا واجب ہی واسطی ارشاد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی جو شخص اسد پر اور قیامت کی دن پر ایمان لایا ہو تو تہمت کی جگہ پر گزرنہ چاہی
 واما وجوب القضاء فلانه حق مضمون بالمثل شرعا فاذافات يجب قضاءه واما وجوب الكفارة
 اور قضا اسواسطی واجب ہی کہ روزہ ایک حق ہی شرع میں اور سکا بدلہ ویسا ہی چاہی اگر وہ فوت ہوا تو قضا واجب ہی اور کفارہ اسواسطی واجب نہیں ہی
 فلكون الجنابة قاصرة غير كاملة لعدم القصد واذا لم يوجد القصد ينتفي لانهم ايضا لما روي عن
 کہ خطا کتری پوری نہیں کیونکہ بلا قصد صادر ہو گئی ہی اور جب قصد نہیں ہوتا تو گناہ بھی نہیں ہوتا اسواسطی کہ روایت ہی
 عمرانه كان جالساً مع اصحابه في رحبة مسجد الكوفة عند غروب الشمس في رمضان فأتى كاس
 عمری كره اپنی بارون کی ہمراہ مسجد کوفہ کی صحن میں رمضان میں شام کی وقت بیٹھی تھی سو کوئی شخص
 من اللبن فشرب وهو واصحابه فامر المؤذن ان يؤذن فلما صعد المؤذن المئذنة رأى الشمس فقال
 پیالہ دودہ کالایا بہر عمری اور اوکی اصحاب فی پیالہ ہر مؤذن کو اذان کا حکم دیا جب مؤذن مئذنہ پر چڑھا تو دیکھتا کیا ہی کہ آفتاب موجود ہی بولا
 الشمس يا امير المؤمنين فقال له عمر بعثناك داعياً لارعيها ما تجانفنا لانهم نقضى يوماً مكا
 یا امیر المؤمنین آفتاب ہی عمری جواب دیا تجھ کو اذان پر بھیج ہی یا آفتاب دیکھنی کو ہمنی گناہ کی طرف رغبت نہیں کی ایک دن اسکی بدلی
 فقضاء يوم علينا يسير فان هذا الحديث يدل على لزوم القضاء وعدم لزوم الكفارة والاثم
 قضا کر دیگی ہمیر ایک دن کی قضا آسان ہی بیشک اس حدیث سی معلوم ہوتا ہی کہ قضا لازم ہی کفارہ اور گناہ کچھ نہیں ہی
 لان قوله ما تجانفنا لانهم معنا لم نعمل الى الاثم واتعدنا في ذلك ارتكاب المعصية وكذا كل من
 اسواسطی کہ او کھا قول ما تجانفنا لانهم معنا لایق اسکی معنی یہ ہیں کہ ہمنی گناہ کی رغبت نہیں کی اور ہمنی اس افطار میں عزم معصیت کا نہیں کیا اور ایسی ہی جو شخص
 كان أهلاً للصوم في ثناء النهار ولم يكن في أوله ذلك يلزم امساك بقية يومه كما اذا سلم الكافر
 آخر روزہ میں روزہ کہ اہل ہو اور اول روزہ میں روزہ کا اہل نہ ہو تو اسکو امساك باقی دن کا لازم ہی جیسی کہ آخر روزہ میں کافر مسلمان
 ويلزم العصى وفاق المجنون وقدم المسافر وبرئ المريض وظهرت الحائض والنفساء فان كل واحد منهم
 یا بچہ بالغ یا دلہانہ ہوشیار یا مسافر مقیم یا بیمار چمکا یا حیض نفاس والی عورت پاک ہو جاوی تو ہر ایک کو انہیں سی

یلزمه امساك بقية يومه تشبها بالصائمين ولا صل في هذا ان من كان في اثناء النهار على صفة
 باقی روز کا امساك روزہ داروں کی طرح لازم ہی اور قاعدہ اسپین پر ہی کہ جو شخص درمیانہ روز ایسی حال پر ہو
 لو كان عليها في اوله يلزمه الصوم فعليه الامساك ومن لم يكن كذلك لا يجب عليه الامساك
 کہ اگر روز میں ایسا ہوتا تو اس پر روزہ واجب ہوتا تو ایسی شخص پر امساك لازم ہی اور جو ایسا نہ ہو تو اس پر امساك واجب نہیں ہی
 لمن كان مريضاً أو مسافراً أو حائضاً أو نفساً فان الامساك لا يجب عليهم لتحقق المانع عنه وهو قيام
 جیسی کوئی بیمار ہو یا مسافر ہو یا عورت حیض یا نفاس والی ہو ان لوگوں پر امساك واجب نہیں ہی اسلوسی کہ روزہ کا مانع موجود ہی یعنی
 هذه الاعذار فيهم فانها كما تمنع عن الصوم تمنع عن التشبه اما في الحائض والنفساء فلا الصوم عليهما
 اور نہیں یہ عذرات باقی ہیں ان لوگوں پر جیسی روزہ نہیں ہی ایسا ہی روزہ داروں کی مشابہت ہی نہیں حائضہ اور نفاس والی عورت کو تو اسلوسی کہ اس پر روزہ
 حرام والتشبه بالحرام حرام واما المريض والمسافر فلان الرخصة في حقهما باعتبار الحرج ولو الرضاها
 حرام ہی اور حرام کی سادہ مشابہت ہی حرام ہی اور مریض اور مسافر کو اسلوسی کہ انکی حقین باعتبار حرج کی اجازت ہی اور اگر ان پر مشابہت کریں
 التشبه عاد الحرج ثم الحائض تاكل سراً جهراً وكذا كل من ايجله الافطار سراً جهراً الا ان يكون
 تو وہ ہی حرج کا حرج موجود ہی پھر حائضہ عورت پوشیدہ کہاوی ظاہر نگہاوی اور ایسی ہی جس جس کو افطار کرنا مباح ہی پوشیدہ کہاوی ظاہر نگہاوی ان جسکا
 العذر ظاهر كالمريض والسفر والنفسا لانه اذا اكل ولم يكن العذر ظاهراً يصير عند الناس متهماً بالفسق
 عذر ظاہر معلوم ہو وہ ظاہر کہاوی جیسی بیماری اور سفر اور نفاس اسلوسی کہ اگر یہہ کہاوی لگا اور عذر ظاہر نہیں ہوگا تو غفلت کی نزدیک فسق کی تہمت
 الذي هو كل رمضان ولا حترار عن مواضع التهم واجب كما مر ثم ينبغي ان يعلم ان المريض نوعان نوع
 لگی کی یعنی رمضان میں دن کو کہا تا ہی اور تہمت کی جگہ سی احتراز کرنا واجب ہی چنانچہ گزر چکا ہے جاننی کی بات ہی کہ بیمار دو طرح کا ہوتا ہی ایک تو ایسا
 لا يضر الصوم بل ينفعه ونوع يضره الصوم وهذا هو الذي يبيح الافطار لان الرخصة لا تتعلق بنفس
 جسکو روزہ ضرر نہیں کرتا بلکہ فائدہ کرتا ہی اور ایک ایسا کہ روزہ ضرر کرتا ہی ایسی بیمار کو روزہ افطار کرنا مباح ہی اسلوسی کہ اجازت افطار کی مطلق نفس
 المرض بل بوجود المشقة فلا بد من معرفته وطريق معرفته قد يكون باجتهاد المريض بان يعلم بنفسه
 مرض سی نہیں ہی بلکہ مشقت کا ہونا چاہی اب مشقت کو سمجھنا چاہی اور طریقہ اسکی پہچان کا بعضی فقہ بیمار کی سمجھ پر ہی کہ وہ اپنی آپ تجربہ ہی
 بالتجربة انه ان صام يزداد المله ووجعه بالصوم وقد يكون باخبار طبيب حاذق مسلم عدل
 جان لی کہ اگر میں روزہ رکھوں گا تو روزہ رکھنی میرا دکھ اور مرض بڑھ جاویگا اور بعضی فقہ طبیب کی کہنی پر موقوف ہی لیکن طبیب وانا مسلماً عادل ہو
 لا واسق لان خبر الفاسق في الديانات مردود غير مقبول بخلاف السفر فان الرخصة تتعلق بنفسه
 فاسق نہوا اسلوسی کہ فاسق کی خبر دیانات میں مقبول نہیں ہی مردودی بخلاف سفر کی کیونکہ سفر میں اجازت صرف سفر ہی متعلق ہی
 لانه لا يجر عن المشقة فاقم مقامها وادير الحكم عليه المجلس الثلاثون في بيان غائلة من افطر
 کیونکہ سفر مشقت سی کہی ظالی نہیں ہوتا سفر کو قایم مقام مشقت کی ہر اگر حکم لگا دیا تیسویں مجلس شرکی بیان میں اس شخص کی جو ایک دن رمضان کی
 يوماً من رمضان فيما يجب فيه الكفارة قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من افطر
 روزہ توڑ دی جسمین کفارہ واجب ہوتا ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی فرمایا جس نے رمضان کا ایک روزہ
 يوماً من رمضان من غير خصة ولا مرض لم يقض عنه صوم الدهر كله هذا الحديث من جسا
 بی اجازت شہری اور یہ دن بیمار کی توڑ ڈالا تو اسکا عوض تمام عمر کی روزی نہیں ہو سکتی یہ حدیث مصابیح کحسن حدیثوں میں
 المصابيح رواه ابو هريرة وهو وارد على طريق الانذار والتحذير بما يلحقه من الاثم ويفوته من الاجر
 ہی ابو ہریرہ کی روایت سی اور یہ حدیث برسیل ڈرانی اور خوف دلائی کی وارد ہوئی ہی کہ روزہ توڑ فی میں کتنا گناہ ہی اور کتنا ثواب جاتا رہتا

فانه لايجز فضيلة الصوم المفروض بصوم الدهر كله نافلة وليس معناها انه لو صام الدهر كله بنيت قضاء
 كيونكه فضيلة فرض روزه کی ساری عمر کی نقل روزہ نہی نہیں حاصل ہوتی اور یہ مراد نہیں ہے کہ اگر تمام عمر رمضان کی ایک روزہ کی بدلہ

یوم من رمضان لا یسقط قضاء ذلك فان الاجماع علی انه یجزیه قضاء یوم مكانه اصامع الکفارة
 قضاء کی نیت سی روزہ کا کیا کرے تو اسکی ذمہ سی قضاء اوسدن کی ساقط نہیں ہوتی کیونکہ یکا اتفاق ہو چکا ہے کہ اوسکی بدلہ ایک کی قضا کا فی ہی یا تو براہ
 ان کان افطاره بما یوجب الکفارة بما هو غداء ودواء وبغیر الکفارة ان کان افطاره بما لا یوجب الکفارة
 کفارہ کی اگر کوئی افطاری چیز سی کیا جس میں کفارہ واجب ہوتا ہے جیسی غذا اور دوا یا بغیر کفارہ کی اگر ایسی چیز سی افطاری جیسی کفارہ واجب نہیں ہوتا
 مما یس غداء ودواء من المفسدات للصوم فعلى هذا فالرخان الذى ظهر فى هذا الزمان من قبل الکفرة
 جیسی نہ خدا ہو اور نہ دوا روزہ فاسد کرنے والی چیز نہیں سی اس بیان پر دہوان یعنی حقہ جو اس زمانہ میں کفارہ کی طرف سی

العدرة لاهل الايمان وابتلى به كافق الانام من الخواص والعوام هل یفسد الصوم ام لا فالجواب فیہ ان قول
 جواب اہل ایمان کی دشمن ہیں پیدا ہوا ہے اور اس میں تمام خلقت خاص و عام مبتلا ہو رہی ہیں آیا روزہ فاسد کرتا ہے یا نہیں سوا اسکا جواب یہ ہے کہ
 الفقهاء فی عامہ کتاب الکتب وان کان نصاب علی ان مطلق الدخان اذا دخل الحلق لا یفسد لکنہم قالوا فی تعلیلہ
 فقہاء کا صریح قول عام کتابوں میں اگرچہ یہ ہے کہ مطلق دہوان اگر حلق میں داخل ہو جاوی تو روزہ نہیں ٹوٹتا لیکن اوسکی علت یہ بیان کی ہے
 لانه لا يمكن الاحتراز عنه فان الصائم لا یجد بدا من فتح فمه عند التكلم فیدخل الدخان حلقه والقیاس
 کہ روزہ اسوطلی فاسد نہیں ہوتا کہ دہوان میں سی بچا نہیں ہو سکتا کیونکہ روزہ دار کو اسکی کیا علاج کہ بات کرنی میں منہ کھولی اور دہوان حلق میں چلا جاوی تو کیا

ان یفسد صومه لوصل المفطر الى جوفه بفعله وكونه لا یتغذى لا ینا فی الفساد كالتراب المحصاة وهذا
 میں یہ آتا ہے کہ روزہ جاتا ہے اسوطلی کہ مفطر پیٹ میں اوسکی اختیاری گیا اور غذا نہ ہونا فساد کی منافی نہیں ہے جیسی مٹی اور کنکر سی روزہ فاسد ہوتا ہے
 التعلیل یقتضی ان یكون ذلك الدخان مفسد للصوم لانه یصل الى جوفه بفعله ویدل علیه ما قال قاضیا
 تعلیل جاہتی ہے کہ حقہ کا دہوان روزہ ٹوٹنے والا ہو کیونکہ یہ دہوان اختیاری پیٹ میں جاتا ہے اور قول قاضی خان کا فتویٰ میں اس پر دلالت کرتا ہے
 فی فتاواه وان صب الماء فی اذنه اختلوفیه والصحیر انه هو الفساد لانه وصل الى جوفه بفعله فانظر
 اور اگر اوسکی کان میں پانی ڈالیں تو اس میں اختلاف ہے صحیح یہ ہے کہ روزہ جاتا رہتا ہے اسوطلی کہ اسکی اختیاری اندر جاتا ہے اب دیکھتو

کیف اعتبر الوصول الى جوفه بفعله فی فساد صومه فانه لو اغتسل فدخل الماء فی اذنه لا یفسد صومه فعلم
 اختیاری اندر جانی کا روزہ ٹوٹتی میں کیسی اعتبار کیا ہے کیونکہ اگر نہانی ہوئی پانی کان میں چلا جاوی تو روزہ نہیں ٹوٹتا اس سی معلوم ہوا
 من هذا ان لفعله دخلا فی فساد صومه بل لو نظر الى ادعاء مستعمله من انه دواء یلزم ان یجب الکفارة
 کہ روزہ ٹوٹتی نہیں اختیاری کو دخل ہے بلکہ اگر حقہ نوشونکی دعویٰ کو خیال کرو کہ حقہ دوا ہے تو لازم آتا ہے کہ کفارہ ہی واجب ہو
 لان الاصل فی وجوبها وصول الغذاء والدواء الى الجوف من المسالك المعتاد فی نهار رمضان علی وجه العمل
 اسوطلی کہ قاعدہ کفارہ واجب ہونیکا یہ ہے کہ غذا یا دوا اندر کی طرف عادت کی راہ سی رمضان میں دن کو قصہ داخل ہو

وهذا المعنی علی نقد یرصد قد عولم یكون موجودا فیہ ثم انه فی غیر حال الصوم حل استعماله ام لا قد کثر
 اور یہ امر اگر انکا دعویٰ سچا ہے تو حقہ میں موجود ہے یہ یہ بات کہ حقہ خالی دنوں میں فی روزہ آیا جیسا حال ہے یا نہیں تو
 فیہ الاقایل والحق الذی علیہ التعویل ان الفعل الاختیاری الصادر عن المكلف ان لم یترتب علیه فائدة
 اس میں بہت گفتگو اور حق بات جہر اعتماد ہے یہ ہے کہ اختیاری کار جو مکلف کی قصد سی صادر ہو تو اگر اس میں کوئی فائدہ دین کا
 دینیة اودنیویہ فهو دایر بین العبد واللہ ولم یفرق بین هذه الثلاثة فی کتب اللغة ولا بد من الفرق
 یاد کیا کا نہ تو وہ کلمہ یا عبث یا لعب اور لہو ہوتا ہے اور لغت کی کتابوں کی اندر اس میں کچھ فرق نہیں لکھا اور فرق ضرور چاہی

لغطف بعضها علی بعض فی القرآن وهو علی ما ذکره بعض الفحول وكان حقیقا بالقبول ان العیث الفعل الذکر
اسو اسطی کہ قرآن میں ایک کو ایک پر عطف کیا ہی اور وہ فرق موافق بیان بعض علماء کی جو لایق قبول کرتی ہی یہی کہ عیث وہ کار ہوتا ہی

لیس فیہ لذت ولا فائدة واما الذی فیہ لذت بلا فائدة فهو لعب ومثله اللہو لان فیہ زیادة حظ النفس
جس میں نہ کچھ لذت اور نہ کوئی فائدہ اور جس کا زمین لذت ہو یہ بیفائدہ وہ لعب ہوتا ہی اور ایسی ہی ہو ہی پرہو میں حظ نفس زیادہ ہوتا ہی

بحیث یشغل بہ عما یتہا والکل حرام لانہا لم تذکر فی القرآن الا علی طریق الذم فلما علم حرمة اللعب اللہو
اسفند کہ اوکی شغل میں اور ضرورت کو بھول جاتا ہی اور یہ سب حرام ہیں اسو اسطی کہ قرآن میں جہاں انکار کری سو جو کی طور پر ہی جب لعب اور ہو

والعیث علم حرمة استعمال ذلك الدخان لدخوله اما فی اللعب واللہو والعیث بل هو بالعیث انشوب
اور عیث کی حرمت معلوم ہوئی تو حرمت حقہ تھی ہی معلوم ہوئی کیونکہ حقہ یا تو لعب ہوگا یا ہوگا یا عیث ہوگا بلکہ حقہ کو عیث ہی زیادہ مناسب ہی

لخلوة عن اللذة التي فی اللعب واللہو اللهم الا ان یستلذذ نفوس بعض المستعملین له بتسویل شیطان فی خیل
کیونکہ لذت خالی ہی جو لعب اور ہو میں معتبر ہی ان شاید بعضی حقہ نوشون کو شیطان آراستگی ہی لذت حاصل ہوگی سو ہی باب

فی اللعب واللہو لکن لا یكون فیہ شئ من الفائدة اصلا من الفائدة الدینیة وهو ظاهر ولا من الفائدة
لعب اور ہو میں داخل ہوگا لیکن حقہ میں کوئی فائدہ ہرگز نہیں ہی نہ تو دین کا یہ تو ظاہر ہی اور نہ کوئی فائدہ

الدنیویة لانه لا یصل شئ من الغذاء والدواء اصلا بل هو مضر لطباق الاطباء علی ان مطلق الدخان
دخان کا کیونکہ داسمین مرکز امکاں غذا کا ہی نہ دوا کا بلکہ وہ ضرر رسان ہی کیونکہ تمام طبیب اسپر مستفق ہیں کہ مطلق دھواں

مضر قال ابن سینا لولا الدخان والقتل لعاش بن آدم الف عام وقال جالینوس اجتنبوا ثلثة وعلیکم باربعة
ضرر کرتا ہی شیخ ابن سینا کہتے ہی اگر دھواں اور غبار ہوتا تو ابن آدم ہزار برس جیا کرتا اور جالینوس کہتے ہی تین چیز سی بچنا چاہی اور چار چیز کا استعمال چاہی

ولا حاجة لکم الی الطیب اجتنبوا الدخان والغبار والنتن وعلیکم بالدرسم والحلی والطیب والحمام
یہ طبیب کی کچھ صحت نہیں بچتی رہو دھوئیں اور غبار اور بد بو اور استعمال کیا کرو جگہ ہی اور مٹھائی اور خوشبو اور حمام

وذکر فی القاتون ان جمیع اصناف الدخان محقق بجوہر الارض و فیہ نارئة یسیرة قال بعض الفضلاء
اور قاتون میں نہ لور ہی کہ دھوئیں کی تمام قسمیں باعتبار این جوہر ارضی کی محقق ہیں اور اس میں کچھ ناریت ہوتی ہی بعضی فاضل کہتے ہیں

فاذا کان محققا یكون محققا للروطیة البدنیة فیؤدی الی حصول امراض كثيرة فلا یجوز استعماله لوجوب
جب دھواں محقق ہوا تو بدن کی رطوبت کو خشک کرکے پھر اس سی بہت سی بیماریاں پیدا ہوگی تو اسکا برتنا جائز نہیں ہی اسو اسطی کہ

صيانة النفس عن الحق الضرر وقد ذکر فی نصاب الاحتساب ان استعمال المضر حرام فان قبل بعض الاطباء
ضرر ہی جان کا بچانا واجب ہی اور نصاب الاحتساب میں مذکور ہی کہ مضر استعمال کرنا حرام ہی اگر کوئی اعراض کری کہ بعض دفعہ

قد یعالجون بعض الامراض ببعض اصناف الدخان ویشاہد نفعه فکیف یجوز المنع عن استعمال جمیع اصنافه
طیب بعضی بیماریوں کا علاج بعضی قسم کی دھوئیں ہی کرتی ہیں پھر اسکا فائدہ ظاہر معلوم ہوتا ہی تمام قسم کی دھوئیں ہی مانعت کرتی کیونکہ صحیح ہی

فالجواب انہم یعالجون بہ لحظۃ بسیرة لاعلی الدوام حتی یحصل ما ذکر من التخفیف فالنقیل ما ذکر من التخفیف
تو جواب یہ ہی کہ طبیب دھوئیں سی تھوڑی دیر کی واسطی علاج کرتی ہیں ہمیشہ کی واسطی نہیں کرتی تاکہ خشکی پیدا ہو پھر اگر کوئی بہت اعراض کری کہ خشکی جو

لا یضر فی البالغی لکثرة رطوباتہ وانتفاعہ بتخفیفہ انما ووجه المنع فالجواب ان حد الانتفاع بہ ہجوع یل فلا ی
کہتی سو سوبلغی مراج کو ضرر نہیں کرتی کیونکہ بلغم من رطوبات بہت ہوتی ہیں اور خشکی سی بلغم کو فائدہ ہوتا ہی پھر کچھ کہتے ہی تو جزا یہ یہی کہ دھوئیں سے فائدہ لینا ہی جائز ہی

فی صغرہ ذلك من حسیب احد ذق انما یشرع بہ ہجوع یل فلا یضر فی البالغی لکثرة رطوباتہ وانتفاعہ بتخفیفہ انما ووجه المنع فالجواب ان حد الانتفاع بہ ہجوع یل فلا ی
ب اسکا دریافت کی واسطی بطریق طبیب چاہیہ جو آدمی کی مزاجوں سی واقف ہو اور اس مقدار کو جانے جس میں نفع ہوتا ہو اور نہ تو عمل کرے اگر کچھ بیماریاں

وجدوا في استعماله دواء لمرضهم لان ذلك من تلبس ابليس عليهم وتزنيهم لهم حتى يتولد من تكاثفه في
 بهن الاكوي كرايني بياربوني شفا باني اسوسطى كه او نبيهم شيطاني وهو كما اورا بليس كى انى شفى دى هوئى هى ناكه دهوان جتى جتى آخركو
 عاقبة امره داء لادواء فان تكرار كى يسود ما يقابل في يتولد منه الحرارة فيكون في عاقبة امره داء لادواء شفا باني
 ايسى بياربى پيدا هو جسكى كچه دوا نبيهم هى كيونكه حقه كابر بار بيا سامنى كى جكه كوسياه كرويتا هى بهراوس سى كرى پيدا هوئى هى بهراوس كوا لى سامرض هو جاتا هى
 على دعوتهم ان يكون الناس كلهم مرضى ان يكون مرضهم في جميع الفصول الاربعة من نوع واحد وان يكون
 جسكى دوا نبيهم هى بهراونى دعوى كى موافق بهراونى لادى كى تمام آوى بياربوت اورا كى بياربى تمام سال چارون فصلون مين ايكى هى قسم كى هو اور
 معالجتهم فيها بشئ واحد على كيفية واحدة وبطلانه غير خفى على احد من العقلاء ثم فيه اضاءة المال
 اولك علاج هى ايكى هى دوا سى ايكى هى طريقة بهراونى اسكا بطران هر يك عاقل بهراونى بهراونى مال كاتلف كراى
 لانه يشترى بشئ خال فيدخل في الاسراف المحرم مع نزن رجه واذيته بشامة الذين لا يستعملونه وقد
 كيونكه مهنكى دام سى خريدتا هى اب اسراف مين جو حرام هى داخل هوا اورا وسين بدو كى اولن لوكون كى دماغ كو جوين پيتى مين بهت تكليف ديتى هى اور
 روى انه عليه السلام قال كل مؤذ في النار قال الكناسى الرائحة المنتنة تحرق الخياشيم وتصل الى الدماغ
 روايت هى كه بغير صلى الله عليه وسلم فى فرما يذا ديتى والى سب دورخى مين اورا كى سى كهتا هى بهراونى كى نشتون كو جلاتى هى اور دماغ مين جاكر
 وتؤذى الانسان ولذلك قال النبى صلى الله عليه وسلم من كل من هذه الشجرة فلا يقرب مسجدنا يؤذى بريحه والمراد من هذه
 آوى كوا يذا ديتى هى اسى واسطى نبى صلى الله عليه وسلم فى فرما يذا جس فى اس درخت مين سى كهتا هى بهراونى كى ياس نه آوى كه كهوا كى بوى ايزا دوى اور
 الشجرة كل مال كربة تاذى منها الانسان بدليل تعليل عليه السلام والمعنى ان من كل شئ ما له
 علت بيان فرما سى ثابت هى كه مرلاس درخت سى وهى جسين ايسى بدو موجود هو كه اوس هى انسان كو تكليف هو اورا ديهم هى كه جو شخص ايسى چهر كهادى
 رائحة كربة تاذى منها الانسان فلا يقرب مسجدنا لانه يؤذى برائحة الكربة وقد ثبت فى صحيح مسلم
 جسين بدو هو كه انسان كوا دى سى ايزا هوئى هوئى بهراونى كى ياس نه آوى اسلى كه كهوا بدو سى ايزا دىگا اور صحيح مسلم مين ثابت هو چكا هى
 انه عليه السلام كان اذا وجد من رجل في المسجد ربح البصل والثوم امر به فاخرج الى البقيع ولهذا قال الفقهاء
 كه نبى صلى الله عليه وسلم اگر كسى شخص مين مسجد كى اندر بوى پيار يا هسن كى باقى توليع كى طرف نكلوا ديتى اسى واسطى فقها كهتى مين
 كل من وجد فيه رائحة كربة تاذى بها الانسان يلزم اخراجه من المسجد ولو بخرجه من يده ورجله دون
 جسين ايسى بدو آوى هو كه اوسى انسان كو تكليف هو دى تواد اسكا مسجد سى نكال دينا لازم هى اگر چه اشته سى اورا نوسى كهتچكر
 لحيته وشعر راسه فعلى هذا يلزم اخراجه كثير من الائمة والمؤذنين من المسجد فى هذا الزمان لوجود رائحة
 دى اسى اور سكرى بال كچه كرهين اس روايت كى موافق اس زمانه مين اكثر امامون اور مؤذنون كا مسجد مين سى نكال دينا لازم آتا هى كيونكه او مين بهر سى
 الكربة فيه لم يسبب مداومتهم على استعمال الدخان الكربة الرائحة بل هم قد يستعملونه فى داخل المسجد الجا
 بدو موجود هوئى هى كيونكه بهت حقد بدو ديتى جاتى مين
 فيكون الكربة فى حقم اشد واكثر وقد كتب بعض المالكية فى الديار الحجازية جوابا عن سؤال يتعلق بالدخان
 انكى حق مين كرا هت بهت سخت اور ريدت هى اور بعض علماء مالكنى نه سب فى ملك حجاز مين ايكى سوال كا جو حقه كى باب مين تها به جواب نكها هى
 وهون استعمال الدخان حرام كاصله لان اصله الخشب والنار لكونه اجزاء من الخشب من روجه باجزاء
 كه دهون كى استعمال كرا حرام هى جيكلى اصل اسوسطى كه اوسى اصل لكطرى هى اورا كى كيونكه دهوان لكطرى كا خبر هوئى كچه كى مى هوئى سود دهوان
 من النار فهو من حيث اجزائه النارية التى فيه يحرم استعماله لقوله تعالى ان الذين ياكلون اموال اليتامى
 اسلى كه او سمين كچه كى هوئى هى استعمال كرا حرام هى واسطى قول الله تعالى كى جو لو كى كهتا هى مين مال يتيمون كى

الا فتياد ماثلة دائماً الى ما لا يعينهم ان يصحوا لم يقبلوا وان علموا لم يتعلموا وان فهموا لم يتفهموا

هميشه بيغافده امور كى طرف حكى ربهى مين اگر نصيحت كرو تو نهين ماننى اگر سكاؤ تو نهين سكيهتى اگر سمجهاؤ نهين سمجھتى

وان فهموا تركوا ما فهموا وهم من الذين ان يروا سيدى الرشيد لا يتخذون سيدى لا وان يروا سيدى الرشيد

اور اگر سمجھين تو سمجھ كر ترك كرين اور ده ايي لوگ مين كراگر ديكھين راه سنوار كى توتہ ہزاروين راہ اور اگر ديكھين راہ اولى

يتخذون و سيدى لا نسل الله تعالى ان يوفقنا سبيل الرشيد ويعدنا عن سبيل النقي المجلس الحادى والثلاثون

اوسكو ہزاروين راہ ہم اسلعالى سى سوال كرتى مين كہ ہكوتيك رستہ كى توفيق دى اور ہكوتيكى كى راہ سى دور كھى اكنيسونين مجلس

في بيان سنة الاعتكاف وطلب ليلة القدر فيه وفضيلته قال رسول الله صلى الله عليه وسلم

بيان مين سنت ہونى اعتكاف كى اور ليلة القدر كى تلاش اور اوسكى فضيلت مين رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم كى فرمايا

انى اعتكفت العشر الاول بطلب هذه الليلة ثم اعتكفت العشر الاوسط ثم اتيت ففعلت في التمسى في العشر

مين نى رمضان كى پہلى دہ مين ليلة القدر كى تلاش مين اعتكاف كيا پھر بعد اوسكى پنج كى دہ مين اعتكاف كيا پھر مين تيار ہوا كى توجھ كى كى ليلة القدر كى تلاش

الاخر ففعلت عتكتف معى فليعتكف في العشر الاخر فقد اريت هذه الليلة ثم انسى هذا الحديث من صحيح

مين تلاش سوجھنى سرى ساتھ اعتكاف كيا ہو تو وہ پچھى عشرہ مين پھر اعتكاف كرا مين نى ليلة القدر كى تلاش كيا پھر ميرى لسى پہلا دى يہ حديث مصابيح

للمصابيح رواه ابو سعيد الخدرى واصله على ما فى الصحيحين انه عليه السلام اعتكف العشر الاول من

صحيح حديثون مين ابو سعيد خدرى كى روايت سى اور اصل اس حديث كى جيسى كى صحيح بخارى اور مسلم مين ہى يون ہى كى پيغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نى رمضان كى پہلى عشرہ مين

رمضان ثم اعتكف العشر الاوسط في قبة تركية ثم اطعم راسه فقال انى اعتكفت العشر الاول لطلب

اعتكاف كيا پھر پنج كى دہ مين تر كى خيمہ كى اندر اعتكاف كيا پھر سر مبارك باہر كال كر فرمايا كہ مين نى پہلى دہ مين اس شب كى تلاش مين اعتكاف كيا

هذه الليلة الى اخر الحديث وفيه دليل على ان المقصود من شرعية الاعتكاف لطلب ليلة القدر فانها

آخر حديث تك اور اس مين يہ دليل ہى كہ مقصود اعتكاف كى مشروع ہونى سى شب قدر كى تلاش ہى كيو نكہ يہ شب موافق مضروب نص

لكونها خير من الف شهر بالنص يلزم احياءها باشراف الاعمال اذ فيه تفرغ القلب عن امور الدنيا وتسليم

كى ہزار مہينونسى بہتر ہى نواوس شب مين نيك اعمال كى شغل مين جاگتى رہنا لازم ہى كيو نكہ اس مين امور دنيا سى دل كا خالى كيا جاوے

النفس الى المولى والتحصن بحصن حصين ولازمة بيت رب العالمين فيكون كمن احتج الى عظيم

مولى كو جان كا حوالہ كرنا اور پناہ لينى قلعة مضبوط سى اور ملازمت پروردگار عالم كى كمر كى ہى پھر يہ عيسا ہى جيسى كوئى ايك تو انكو محتاج ہوكر ديكھى

فلازمه حتى قضى ما ربه فالقيل اذا كان شرعية الاعتكاف لطلب ليلة القدر فلم يخصص بالليل فالحق

دروازى پر بيان تك پڑا رھى كہ اوسكا مطلب كروى اگر كوئى اعتراض كرا جيتہ دعيت اعتكاف كى واسطى تلاش ليلة القدر كى ہى تو پھر اعتكاف صرف نى كى كى

ان الشافعى قد نص على كون الاجتهاد في يومها كالاجتهاد في ليلتها في الاستحباب ذكره النووي في الاذكار

كرام شافعى نى صاف كہا ہى كہ سى دن كى اندر ايي سى مستحب ہى جيسى بات كو مستحب ہى يہ نہوى نى انكار مين بيان كيا ہى

وهذا الحديث يقتضيه ايضا لانه عليه السلام اعتكف العشر الاول من رمضان لطلب تلك الليلة

اور اس حديث سى يہ يہ لازم آتا ہى اسلطفى كى پيغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نى رمضان كى پہلى عشرہ مين ليلة القدر كى تلاش كى لنى اعتكاف كيا

ثم اعتكف العشر الاوسط فلما اتى ات من الملائكة فقال انها في العشر الاخر لا في العشر الاول ولا في

پھر پنج كى عشرہ مين اعتكاف كيا پھر جب كيو نكہ رھى كى كى فرشتہ نى اكر كيا كى ليلة القدر پچھى عشرہ مين ہى تو پہلى عشرہ مين ہى اور نہ

فى ليلة القدر كى تلاش كيا

یعتکف العشر الاواخر من رمضان حتى يتوفاه الله تعالى ثم اعتكف ازواجه من بعده قال الزهری
 رمضان کی پہلی عشرہ میں ہمیشہ اعتکاف کرتے رہیں یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ فی او کو وفات دی پھر انکی اہل زوجہ مطہرات کرتے رہیں زہری کہتا ہے
 عجبا من الناس کیف یترکون الاعتکاف و رسول اللہ علیہ السلام کان یفعل الشئ و یترکہ ولم یترک الا فی
 لوگوں کی تعجب آتا ہے کہ اعتکاف کیسا چھوڑ رکھا ہے اور حال یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کوئی کار ہو کرتے بھی اور چھوڑ بھی دیتی اور اعتکاف
 حتی قبض ثم الاعتکاف فی اللغة الاقامة علی الشئ و حبس النفس علیہ و فی الشریعۃ الاقامة فی المسجد و اللبث
 آخر دم تک نہیں چھوڑا پھر اعتکاف کی معنی لغت میں ایک شئی پر قیام رہنا اور اوس شئی پر نفس کو رکنا اور شریعت میں نیت کی ساتھی مسی میں دیکھ کر

افیه مع النیۃ اما اللبث فترکہ و اما المسجد و النیۃ فشرطہ و المعنی اللغوی موجود فیہ مع زیادۃ وصف
 رہنا در تک کرتے یعنی پھر رہنا تو اعتکاف کا رکن ہے اور مسجد اور نیت اعتکاف کی شرط ہیں اور لغوی معنی بھی شرعی معنوں میں زیادتی وصف کی ساتھی

و هو سنة مؤكدة فی العشر الاخير من رمضان لانه علیه السلام و اخطب علیه بعد ما قدم المدينة الى
 پائی جاتی ہیں اور اعتکاف سنت مؤکدہ ہے رمضان کی پہلی عشرہ میں اسوہ مطہرہ صلی اللہ علیہ وسلم جب مدینہ منورہ تشریف لائے تو اعتکاف ہیث کرتے رہے
 ان توفاه الله تعالى فان قيل المواظبة من غير ترك دليل الوجوب فلم لم يجب الاعتکاف فالجواب انه علیه
 یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ وفات دے اگر کوئی اعتراض کریں کہ ایک عمل کی بدون ترک کی وجوب کی دلیل ہوتی ہے پھر اعتکاف واجب کیوں نہیں ہوا تو جواب ہے

کان فی حق الواجب بعد المواظبة علیه بتركه ولم يتركه على من ترك الاعتکاف فعلم انه ليس بواجب
 کہ نبی علیہ السلام عمل واجب کی باب میں بعد مواظبت کی اوس عمل کی تارک کو برا جانتی تھی اور اعتکاف کی تارک پر کہی انکار نہیں کیا اس سے معلوم ہوا کہ اعتکاف
 بل هو سنة مؤكدة على طريق الكفاية فی العشر الاخير من رمضان وفي غيره من الايام فلهذا نقل وانما يجب
 واجب نہیں بلکہ سنت مؤکدہ رمضان کی پہلی عشرہ میں بطور کفایہ کی ہے اور رمضان کی پہلی عشرہ کی سوا اور وقتوں میں نقل ہے اور واجب تب ہوتا ہے

بالنذر والتعلیق بالشرط و اما ما كان بالشرع فهو قاطع ثم ان اقل الواجب يوم حتى لو نذر اعتکاف يوم
 کہ نذر مانو یا شرط سے متعلق کرو لیکن جو اعتکاف شرع کرتے ہی لازم بنتا ہے سو وہ قطع ہے پھر کسی کم مدت اعتکاف واجب کی ایک دن ہی یہاں تک کہ اگر اعتکاف
 يدخل المسجد قبل طلوع الفجر ولا يخرج الا بعد غروب الشمس فان قطعه قبل ذلك و افسده يقضيه
 ایک دن کا نذر مانا تو مسجد میں صبح صادق سے پہلے داخل ہوا اور بعد غروب آفتاب کی مسجد سے نکلی سو اگر غروب آفتاب سے پہلے اعتکاف کو قطع کیا یا فاسد کر دیا تو اس کو

ولو نذر اعتکاف يومين او اكثر يدخل المسجد في ابتداء شروعه قبل غروب الشمس
 اور اگر دو دن یا کئی دن کی اعتکاف کی نذر کریں تو اعتکاف شروع کریں مسجد میں غروب آفتاب سے پہلے داخل ہو
 ولا يخرج عند تمامه الا بعد غروبها ولو مات قبل ان يعتکف يلزمه ان يوصي بان يطعم
 اور پورا ہونے کی بعد مسجد سے بعد غروب آفتاب کی نکلی اور اگر اعتکاف کرتے ہی پہلے مر جاویں تو لازم ہے کہ وصیت کر دی

عنه لكل يوم نصف صاع من الحنطة ولا يصح ما وجب من الاعتکاف الا بالصوم
 کہ ہر ہر دن کی بد لہ آدم آدم صاع گہوں کا مساکین کو دیدین اور اعتکاف واجب بدون روزہ کی اور انہیں ہوتا
 حتى لو نذر اعتکاف يوم قد اكل فيه لا يصح نذره ولا يلزمه شئ وكذا
 یہاں تک کہ اگر کسی نے اعتکاف کا نذر مانا کہ اوس میں کھا چکا تھا تو اسکی نذر صحیح نہیں ہے اور اسکی ذمہ کچھ لازم نہیں ہے اور ایسی ہی

لو نذر اعتکاف ليلة لا يصح لان الليل ليس محلا للصوم و اما النفل فالصوم
 اگر رات کی اعتکاف کی نذر کی تو صحیح نہیں ہے اسلی کہ رات کو روزہ نہیں ہوتا اور اعتکاف نفی میں ظاہر روایت کی موافق روزہ
 ليس شرطاً فيه في ظاهر الرواية وهو قولهما ايضا فعلى هذه الرواية ليس لقله تقدیر حتى ان من
 شرطہ میں ہے اور صاحبین کا بھی یہی قول ہے اب اس روایت کی موافق کم سے کم مدت اعتکاف کی مقرر نہیں ہے یہاں تک کہ جو شخص

دخل المسجد ونوى الاعتكاف الى ان يخرج يكون معتكفا ما دام فيه ويحصل له ثواب المعتكفين فاذا خرج
 مسجداً من آوى او تكلفى تك في وقت من اعتكاف كى تيت كرى تو معتكف هو جوا وكي جيتك مسجداً من مري كى او راو كو اعتكاف لول كسا ثواب ليكا اور جيت
 منه ينتهي اعتكافه وروى الحسن عن ابي حنيفة ان الصوم شرط الصحة فعلى هذه الرواية اقله يوم ثم الاعتكاف
 مسجداً من تكلفك او راو كو اعتكاف هو جوا وكي جيتك مسجداً من مري كى او راو كو اعتكاف لول كسا ثواب ليكا اور جيت
 لا يصح الا في مسجد الجماعة امام ومؤذن يصلي فيه الصلوات الخمس بالجماعة لانه عبادة انتظار الصلوة
 سوا مسجد جماعت كى جسا امام اور مؤذن معين هو اور او يمين يا نجن نمازين جماعت سى هو تى هولن درست نهين هو راو اسلو سى كى نماز كى انتظارى سى
 فيختص به مكان يصلي فيه ذلك والمرأة تعتكف في مسجد بيتها اى في موضع صلواتها في بيتها ولا يخرج منه
 سوا سى جگه هو نا چا سى جهان ده نمازين هو تى هولن اور عورت ابني كهر كى مسجداً من اعتكاف كرى يعنى جس جگه ابني كهر من نماز پڑھتى سى پھر او س جگه سى
 اذا اعتكفت فيه وليس لها ان تعتكف في غير موضع صلواتها في بيتها وان لم يكن في بيتها موضع الصلوة
 اگر اعتكاف كيا تو نه تلى اور عورت كو جائز نهين سى كى ابني كهر من سوا نماز كى جگه كى اور كهر من اعتكاف كرى اور اگر او سى كى كهر من نماز كى جگه كى معين هو
 لا يجوز لها الاعتكاف فيه ولا يخرج المعتكف من المسجد الحاجة شرعية كالجمعة او طيبة كالبول و
 تو راو سكو كهر من اعتكاف كى كى جائز نهين سى اور معتكف مسجداً من بدون حاجت شرعى كى باهر نه تكلى جيسى نماز جمعه يا بدون حاجت طبيعى كى جيسى پيشاب اور
 الغائط واذا خرج لبول او غائط لا يمكث في منزله بعد الفراغ من الطهور ويخرج الى الجمعة حين تروى الشمس
 يا خانه اور اگر واسطى پيشاب يا پا خانه كى مسجداً من سى باهر كى تو طهارت سى فارغ هو كر كهر من دير نه لگاوى اور نماز جمعه كى واسطى آفتاب دهنى كى وقت روانه
 ان كان معتكفاً قريبا من الجامع بحيث لو انتظر زوال الشمس لا يفوته الخطبة وان كان تفوته الخطبة
 اگر مسجداً من نزديك معتكف هو ايسا كى اگر آفتاب دهنى كا انتظار كرى تو خطبه نه فوت هو جاوى اور اگر جاني كى خطبه هو جگه كا
 لا ينتظر زوال الشمس بل يخرج في وقت يمكثه ان ياتي للجامع ويصلي اربع ركعات قبل الاذان الذى بين يدي
 تو آفتاب دهنى كا انتظار كرى بلكه ايسى وقت روانه هو كى مسجداً من جامع من جاك چار ركعتين نماز كى اول نماز سى پہلى پڑھتى سى جو منبر كى سامنى هو تى سى
 المنبر وفي رواية ست ركعات نحية المسجد واربع سنة وبعد الجمعة يمكث بقدر ما يصلي اربع
 اور ايك روايت سى كى چہ ركعتين پڑھتى رو ركعت تحية المسجد اور چار سنتين اور بعد نماز جمعه كى اتنا شہرى كى چار ركعتين
 ركعات اوست ركعات على حسب اختلاف الاخبار الواردة في النافلة بعد الجمعة ولا يمكث اكثر من ذلك
 يا چہ ركعتين پڑھتى موافق اختلاف حديثون كى كى جمعه كى بعد كى نفلون من وارد هو تى نهين اور اسقدر سى زياده دير نه لگاوى
 وان مكث لا يضره ولو يوما وليلة لكن لا يستحب له ذلك ولا يخرج لعيادة المريض ولا الصلوة الجنازة ولا
 اور اگر دير لگاوى تو كچر نقصان نهين سى اگر چہ ايك دن رات تك ليكن سبب خلاص مستحق كا اور بيمار سى كى واسطى نه جاوى اور نه واسطى نماز جنازة كى جاوى اور نه
 لاداء الشهادة وهذا كله قول ابي حنيفة لان الخروج من المسجد بلا عذر ولو ساعة يفسد الاعتكاف فعند
 گواہى دينى جاوى سبب تمام قول امام ابو حنيفة كا سى اسواسطى كى مسجداً من سى بلا عذر تكلنا اگر چہ ايك ساعت كى لئى هو او كى نزديك اعتكاف كى فاسد كر ديتا سى
 وهو الاقيس لان الخروج بينا في اللبث وما بينا في الشئ يستوفى فيه القليل والكثير كالاكل في الصوم والحديث
 اور سبب سى قابل قياس كى سى اسواسطى كى باهر تكلنا الله شہرى كى خلاف سى اور جوشى كسى شى كى خلاف هو تى سى اسمين تہو را بہت سبب برابرى جيسى فہ ميں كہانا
 في الطهارة وكذا اذا خرج ساعة بعد المرض يبطل لان الخروج بعد المرض من حيث انه لا يغلب وقوعه لم يكن
 اور وضو من حدث اور ايسى سى اگر ايك ساعت كى واسطى بيمارى كى عذر سى تكلنى باطل هو جاتا سى اسواسطى كى بيمارى كى عذر سى تكلنا باين اعتقاد كى راو روقوع سى
 مستثنى عن الايجاب فصار كانه خرج من غير عذر لانه لا ياثم بالخروج بعد المرض وكذا اذا خرج بغير عذر
 كسى كہى هو تى سى ايجاب سى مستثنى نهين هو سى سوا گواہى بلا عذر يا بائ اسما سى كى بيمارى كى عذر سى تكلنى ميں كہنا نهين هو نا اور ايسى سى اگر بلا عذر

فى الاعتكاف

لا یجوز بل ولفظ الشائع اذا دار بین المعنی الشرعی والمعنی اللغوی یتعین حمله علی المعنی الشرعی ما لم یکن لا یتعین
 معنی بین اور شائع کی کلام اگر دو معانی معنوں شرعی اور معنوں لغوی کی دایر ہوئی ہی تو وہ معنی جہاں تک ہو سکے شرعی معنوں پر حمل کئی جاتی ہیں اس واسطے
 الغالب من حال النبی علیہ السلام تعریف الاحکام دون اللغات فعلی هذا یكون المعنی ان وجوب صدقة الفطر
 کہ اکثر اوقات نبی صلی اللہ علیہ وسلم احکام شرعی کو بیان فرماتی تھی لغات نہیں بیان کرتی تھی اس تقریر کی موافق معنی حدیث کی یہ ہے ہوئی کہ صدقة فطر کا
 علی الانسان لفائدتين احداهما كونها كفارة لخطاياہ وتطهير له ما صد عنه في حال الصوم من اللہ والہو واللغو
 انسان پر دو فائدہ کی واسطی واجب ہوا ہی ایک تو کفارہ ہی او کسی خطاؤں کا اور او کی پاکیزگی ہی اوس پر عمل ہی جو روزہ کی حالت میں ہوا ہو اور لغو
 الذین ليس في واحد منهما فائدة دينية او دنيوية ومن الرث الذي هو الكلام القيم وما يضاهيه من الفا الجاعم
 جنہیں کوئی فائدہ نہیں ہے نہ دینی نہ دنیا کا اور نہ فائدہ دین کا اور طہارت ہی دقت سی یعنی کلام بد اور جو اس کی مانند ہی الفا جاعم کی
 لان الحسنات يذبحهن الشياطين والثانية كونها اقوت للمساكين حتى يكون الفقير في هذا اليوم كالغني في
 البیت نیکیاں روک کر دین برائیوں کو اور دوسرے فائدہ مساکین کی روزی ہی جہاں تک کہ فقیر اوس روز قوت حاصل کرے غنی کی مانند ہو جائے
 وجدك القوة وعدم الاحتياج الى السؤال لانه عليه السلام قال اغنهم عن المسئلة في مثل هذا اليوم واشأ
 اور حاجت سوال کی نہیں رہتی اس واسطی کہ نبی علیہ السلام فرمایا انکو سوال کرنی سی آج کی روز غنی کرو اور یہہ اشارہ ہو
 الى ان هذا اليوم انما يكون عيد للفقراء اذا استغفروا فيه عن السؤال بوصول صدقة الاغنياء اليهم
 کہ یہ دن فقیروں کی حق میں عید ہے کہ تو انکو روزہ سے صدقہ لیکر سوال کرنی کی حاجت نہ رہی
 لان الاغنياء مكلفون بانفاق المال في سبيل الخير وسير ذلك التكليف ان المال محبوب الخلق وهم مأمورون
 اس واسطی کہ تو انکو روزہ کو حکم ہی کہ راہ خیر میں مال خرچ کریں اس حکم میں بہید یہ ہے کہ مال تمام خلقت کو محبوب ہوا ہی اور او کو محبت الہی کا حکم ہی
 بحسب الله تعالى وقد ادعوا ذلك بنفس الايمان لان قولهم لا اله الا الله معناه انا قد علمنا واعتقدنا ان
 اور وہ ہی صرف ایمان کی راہ سے محبت کا دعویٰ کرتی ہیں اسلی کہ او کا قول لا اله الا الله اسکی یہ معنی ہیں ہم ہی جان لیا اور اعتقاد کیا کہ
 لا معبود ولا محبوب الا الله فالترصنا لعبادته ومحبتة ولا نعبد ولا نحب الا اياه فجعل بذل المال ماعيا
 نہ کوئی محبوب ہی اور نہ کوئی محبوب ہی سوا اللہ کی ہو معنی او کی عبادت اور محبت اپنی ذمہ پر لی نہ ہم اسکی سوا کسی عبادت کریں نہ کسی کو محبوب رکھیں سوا اللہ کا خرچ کرنا
 لخيرهم ومصدق الصدقة من حيث ان جميع المحبوب يتبدل في سبيل المحبوب الذي غلب حبه في قلبه
 او کسی محبت کا نشان مقرر ہو ہی اور او کی بھی دعویٰ کی تصدیق ہی اس لحاظ سے کہ تمام محبوب چیزیں ایسی محبوب کی واسطی کہ او کی محبت دل میں زیادہ تر ہو غریب و نزدیک
 فمن يذل وهو من الذين صدقوا ما عهذوا بالله عليه ومن له يذل يكون من الذين يقولون يا فلان كره
 سو جس نے مال خرچ کیا وہ لوگ ہیں کہ انہی جو عہد کیا تھا وہ سچ کر دیکھا یا اور جس نے مال خرچ کیا وہ اول لوگوں میں ہی جو زیادتی وہ بائین بناتی ہیں
 ما ليس في قلوبهم بل من اتبع هواه وجعله اله النفسه حتى كانه يعبد فان من جعل هواه نفسه لا
 جو او کی دل میں نہیں ہیں بلکہ وہ نہیں ہیں جو اپنی ہوا کی تابع ہیں اور ہوا کو اپنا معبود بناتا ہی گویا اوس کی عبادت ہی کیونکہ جو ہوا نفسانی پر عمل کرتا ہی
 يهوى نفسه شيئا لا يرتكبه ويخالف مولا وهذا قال النبي عليه السلام بغض الله عبدا في الارض عند
 تو یہ ہوا اسکا نفس جو تمنا کرتا ہی سو ہی کرتا ہی اور مولا کی مخالفت کرتا ہی اس واسطی نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا بدتر معبود کو نہ کہ او پر جو گناہی
 الله تعالى هو الهى فعلى هذا يجب على المكلف ان لا يترك
 خدا کی نزدیک ہوا ہو اس ہی اسکی موافق مکلف پر اس سے کہ عند میں نہ نکالے
 وان كان تركها لا
 بعض الا زمان الزم واجب لقوله تعالى ان عد
 اور واجب ہوتا ہی اس دلیل سے یہیوں کی گئی

حتى يكونوا من اهل السعادة والرضوان لا من اهل الشقاوة والخذلان وقد حكى عن بعض العرفين انه

انما سادات مله اهلین و عظمیاء کانی ہوں بد بخت اور ٹوٹی والوں میں نہ ہوں اور بعضی عارفوں سی حکایت کرتی ہیں کہ وہ

ہر یوم العیدین یوم السعدون ویصحیكون فقال ان کان قد تقبل من هؤلاء منهم ان یشکروا وایشوا

عید کی دن ایک قسم بہ پہنچی کہ کہیں ہی تھی اور ہستی تھی فرمایا اگر ان لوگوں کی عید مقبول ہوئی ہی تو ان کو لازم ہی کہ شکر کریں اور یہ شکر گزاروں کی

فعل الشاکرین وان کان لم تقبل منهم لزمهم ان یخافوا وایس هذا فعل الخائفین ثم یتبغی ان یعلم ان بعض

کام نہیں ہیں اور اگر مقبول نہیں ہوئی تو لازم ہی کہ خدا کا خوف کریں اور یہ فریب والوں کی کام نہیں ہیں پھر سمجھنی کی بات ہی کہ بعض لوگ

الناس قد زعموا ان ضوب الدف والغناء یوم العید جائز لما روی عن عائشة ان ابابکر قد دخل علیہا یوم

کبھی ہیں کہ دف دائرہ بجانا اور گانا عید کی دن جائز ہی اسکی کہ روایت ہی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ انکی یہاں عید کا

العید و عندها جاريتان تغنیان بالدف و رسول الله علیه السلام متغیش بثوبه فزجرهما ابوبکر فكشف الثوب

دن آئی اسوقت انکی پاس دو لڑکیاں گاتی تھیں اور دف بجاتی تھیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پھر اوڑھی ہوئی تھی اولیٰ لو کہیں کو ابوبکر کی منع کیا تو نبی صلی اللہ

وجهه فقال دعهما یا ابابکر فان لكل قوم عیداً فہذا عیدنا فان هذا الحدیث وان کان یدل علی ان عمر

و علم ان ہر قوم کی عید ہوتی ہے یہ حدیث اگرچہ اوکی قول پر جو جائز بتاتی ہیں دلالت کرتی ہی

لکن لیس ان عمر اذا قد ذکر فی نصاب الاحساب من مذکور ہی کہ یہ حدیث متروک ہی اس حدیث پر عمل نہیں ہی واسطی اس آیت کی ایک لوگ ہیں

من کثیر من کثیر الحدیث فان المراد من لہو الحدیث علی ما ذکر فی معالم التنزیل عن ابن مسعود وابن عباس

کہ خبر یہ ہیں کہ کثیر کی باتوں کی کیونکہ مراد لہو الحدیث سی جرات میں ہی موافق بیان معالم التنزیل کی ابن مسعود اور ابن عباس

وعکوفہ وسعید بن جبیر الغناء وافی معناه من المعازف والمزایر والمراد من اشتراہ اختیارة والمعنی ان بعضا

اور عکوفہ اور سعید بن جبیر سی غنائی اور جو اسکی مثل ہی گانا اور مزمار بجاتی اور اشتراہ سی مراد ہی پسند کرنا یعنی بعضی ایسی لوگ ہیں

من الناس یختار الغناء وافی معناه من المعازف والمزایر لیضلل عن سبیل اللہ یغیر علمہ ویتخذ ہا ہوا

جو غنا کو پسند کرتی ہیں اور اسکی مثل کو سرور اور مزمار تا بچلا دین اللہ کی راہ سی بن سمجھی اور پھر وہ اسکو ہستی

اولیک لم عن اب مہین فقلت لایة علی تحریر الغناء وافی معناه من الملاحی ویدل علی هذا ایضاً ان عائشة

وہ جو ہیں انکو دلالت کی ماری یہ آیت غنا کی حرمت پر دلالت کرتی ہی اور جو اسکی مثل ہوگی چیزیں ہیں اور حرمت اس سی ہی معلوم ہوتی ہی کہ

بعد بلوغها لم یتقل عنها الا ذم الغناء والمعازف والثانی مما یجب علی المكلف فی هذا العید صدقة الفطر

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بالغ ہو کر غنا اور معازف کی سوای برائی کی کچھ منقول نہیں ہی اور دوسری جو اس عید میں انسان مکلف ہی صدقة الفطر ہی

فانہا تجب علی کل مسلم حر غنی والغنی الذی ہو شرط لوجوبها ان یمتک نصراً او مالکون قیمتہ نصاً یا فاضلاً

صدقۃ الفطر ہر مسلم آزاد ہو اگرچہ پروا جب ہی اور فقیر و درجہ واسطی وجوب صدقة فطر کی چاہی اتنی ہی ہی کہ نصیب مالک ہو یا ایسی شی کا مالک کہ اسکی قیمت نصاً کی

عن حاجتہ الاصلیة ولا یعتبر فیہ وصف الغناء فمن کانت لہ دار لا یشکم فیہا جرحا ولا یوجرها لتعتبر قیمتہا

برابر ہو حاجت اصلی سی زیادہ ہو اور نای ہونا یعنی برہنی والی چیز ہونا کچھ ضرور نہیں یہ زکوۃ میں معتبر ہی سو جسکی پاس ایک کھر ہو کہ جسمیں انہیں کرا پر کرایہ دیتا ہو

فی الغنی وکذا اذا سکنہا وفضل عن سکنہا شیء یعتبر قیمتہ الفاضل فی الغنی لان ما کان من حاجتہ الاصلیة

اسکی قیمت معتبر ہوگی اور ایسی ہی اگر وہیں رہتا ہو اور رہتی ہی کوئی طبقہ فاضل ہو تو اب اس فاضل کی قیمت اس غنا میں معتبر ہوگی کیونکہ جتنا اسکی حاجت میں ہی

لا بد ان یمکن مشغولہا لایا سبب محتاج الیہ اذا من مال الا وقد یقع الحاجة الیہ فی وقت من الاوقات حتی

چاہی کہ اب اسکی برتاؤ میں ہو وہ نہیں ہی جسکی الکی کو حاجت پیدا ہوگی اسواسطی کہ جو مال ہوتا ہی سو اسکی حاجت کہی نہ کہی ہی لگتی ہی یہاں تک

يحرم عليه السؤل واخذ الصدقة ويجب عليه صدقة الفطر والاضحية دون الزكوة وهو من
 اليسار هو الذي يسكن سوال کرنا اور صدقة لبنا حرام ہوتا ہی اور صدقة فطر اور قربانی واجب ہوتی ہی اور زکوة واجب نہیں ہوتی وہ الیسا شخص ہی
 یمک ما قیمتہ نصاب من غیر ان یکون فیہ نساء وغنی یحرم علیہ السؤل لا اخذ الصدقة ولا یجب
 جسکی پاس ایسی چیز ہو جسکی قیمت نصاب کی برابر ہو پر وہ چیز نامی نہ ہو اور ایک ایسا غنی ہوتا ہی جسکو سوال کرنا حرام اور صدقة لبنا جائز اور
 علیہ شئ ما ذکر من صدقة الفطر والاضحية والزکوة وهو من یمک قوت یومہ والیسائر عورتہ ثم
 اوپر جو اور دید کر ہوا کچھ واجب نہیں ہوتا نہ تو صدقة فطر اور نہ قربانی اور نہ زکوة وہ الیسا شخص ہوتا ہی جسکی پاس ایک کاکا یا کاکا ہو اور بیک کاکا ہو
 الواجب عندنا نصف صاع من بر او صاع من تمر او شعیر والصاع ما یسع فیہ الف واربعون درهما
 پھر تار کی نزدیک کیوں کا آدھ صاع واجب ہوتا ہی اور پورے صاع چوڑی اور جو کا اور صاع وہ ہوتا ہی جسین ایک ہزار روپے درہم آجودین
 وهو صاع عشر وکان قد فقد واخرجه المحکم ولذلك سمي حجاجیا والظاهر انه صاع رسول اللہ صلی
 پھر صاع حضرت عمر والا ہی پھر یہ گم ہو گیا تھا اور حجاج فی نکالا اسی صاع حجاجی کہلاتا ہی اور ظاہر ہوتا ہی کہ یہ صاع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 اذ کان عمر لا یخالف فی شئ هذا اذا اعطی صدقة الفطر بالصاع ولو اعطاها بالوزن یجوز ایضا
 اسکی کہ حضرت عمر کسی باب میں اصلا تھا لغت نہیں کرتی تھی پھر صاع جب چاہی کہ صدقة فطر صاع ہی ناپ کر ادا کری اور اگر صدقة فطر نزل کر دی تھی چاہی ہی
 لان تقریر الصاع لما کان بالوزن جازا لا عطاء بالوزن والزبيب عندنا بی حنیفة کالبر وعندہما کالغیر
 اسکی کہ اندازہ کرنا صاع کا جب وزن سی جائز ہوا تو ادا کرنا ہی وزن سی جائز ہی اور مولانا ابو حنیفہ کی نزدیک کیوں میں داخل ہیں یعنی آدھ صاع دینا چاہی ہی
 وقد کرفی الجامع الصغیر ان دقیق البر وسویفہ کالبر الا ان العلماء قالوا الا ولی ان یراعی فیہما القدر والقیمۃ
 اور جامع صغیر میں مذکور ہی کہ کیوں کا آٹھا اور کیوں کا ستون کیوں کی مثال ہی یعنی آدھ صاع دینا چاہی ہی پر علماء بون کہتی ہیں کہ ہر پیرہ ہی کہ آٹھ اور ستون اعتبار
 احتیاطا للضعف لا ثار الواردة فیہما والمعتبر فی الخبز القیمۃ ولا یراعی فیہ القدر اذ لم یرد فیہ اثر والا اصل
 دونوں کا لحاظ کرنا چاہی ہی کیونکہ جو آثار انکی باب میں آئی ہیں ضعیف ہیں اور روئی میں قیمت ہی کا اعتبار ہی اسین اندازہ کی رعایت نہیں ہی اسلوسی کہ اسین کوئی اثر نہیں ہی اور
 فی هذا الباب انما هو منصوص علیہ لا یعتبر فیہ القیمۃ وانما یعتبر فیہ القدر حتی لو ادی مکان نصف
 صدقة فطر میں وہ ہی جو منصوص علیہ ہی یعنی جسکا صاع ذکر ہی اسین قیمت کا اصلا اعتبار نہیں ہی اسین صرف اندازہ ہی کا اعتبار ہی بیان تاکہ اگر کسی نے کیوں کی آدھ
 صاع من بر نصف صاع من تمر لا یجوز ان کان قیمۃ التمر اکثر من قیمۃ البر واما مالین منصوص علیہ فانما
 صاع کی جگہ آدھ صاع چھوڑا کی کا ادا کرنا تو جائز نہیں ہی اگرچہ چھوڑا دن کی قیمت کیوں ہی بہت زیادہ ہی اور جو انج صاف مذکور نہیں ہیں تو وہ
 یلحق بالمنصوص علیہ باعتبار القیمۃ لا بالقدر وعن ابی یوسف ان الدقیق اولی من البر لکونہ اقرب الی
 اسین جسکا ذکر آیا ہی قیمت کر کر ملا دیتی ہیں اندازہ کی روسی نہیں ملائی اور ابو یوسف سی روایت ہی کہ آٹھ کیوں سی بہتری کیوں کہ کہا ہی میں جلد آگیا ہی
 المقصود والدراہم اولی من الكل لکونہا اذ دفع للحاجة علی المكلف الغنی ان یودی ما ذکر من القدر والقیمۃ
 اور نقد سب ہی بہتری کیوں کہ نقد سی بہت خوب حاجتین پوری ہوتی ہیں اور مکلف غنی پر لازم ہی کہ فطرہ باعتبار اندازہ یا قیمت کی
 عن نفسه وعن ولده الصغیر ذکر اکان وانثی ان لم یکن للصغیر مال حتی لو کان للصغیر مال یودی
 اپنی طرف سی اور اپنی اولاد نابالغ کی طرف سی رکھا ہو یا رکھی جس صورت میں نابالغ کی ملک میں مال نہ ہو ادا کری یہاں تک کہ اگر صغیر نابالغ کی پاس مال ہو تو ادا کرنا
 عنه ابوه او وصیہ من ماله ولا یجب علیہ صدقة ولده الکبیر وان کان فی عیالہ ولا صدقة زوجۃ
 آپ یا کسی مال میں سی ادا کر دی اور اولاد نابالغ کی طرف سی صدقة فطر آپ پر واجب نہیں ہوتا اگرچہ اسکی عیال میں داخل ہی اور نہ صدقة جو رکھا واجب ہی
 ولو ادی عنہا بغیر امرہا یجوز استحسانا لانه ما ذون فیہ عادة ویعطی عن ملوکہ للخدمة ولومدبرا
 اور اگر اسکی طرف سی اسکی ہی ادا کر دی تو استحسانا چاہی ہی کیونکہ عادت کی موافق اسین اجازت ہوتی ہی اور اپنی غلام کی طرف سی ہی ادا کر دی جو خدمت کی واسطی

یصلی فی البصر بالضعفاء والمرضى بناء علی ان صلاوة العید فی الموضعین جائزۃ بالاتفاق بخلاف
جو شهر کی اندر نا توان اور بیادوں کو غار پڑاوی کیونکہ عید کی غار ایک شهر میں ہے

الجمعة فانها جامعة للجاعات والتفرق بناقیه ويستحب التكبير فی طریق المصلی لکن عند البغیض لا یجوز
جموع کی جہود و جگہ جائز نہیں ہی کیونکہ جمعہ جامعہ کو جمع کر دینا ہی اور تفرقہ اسکی خلاف ہی اور عید گاہ کی رستہ میں تکبیر پڑھنی ہوئی جانا مستحب ہی یعنی اللہ کے بارگاہ

فی هذا العید وعندہما یجہر بہ وهو رواية عنه ایضا وعن ابی جعفر انه قال لا ینبغی ان یستمع
عید الفطر میں آہستہ آہستہ پڑھی اور صاحبین کی نزدیک لپکار کر پڑھی ابو جعفر سی روایت ہی اور ابو جعفر سی روایت ہی کہ عام کو تکبیر ہی منع کرنا

العامۃ عن ذلك لقلة رغبتهم فی الخیر فعلی هذا کان الاولی ان یکبر والکن علی ہیئۃ
اچھا نہیں ہی کیونکہ خیرات کی طرف پہلی ہی او کو توجہ کمتر ہی اس روایت کی موافق یہ ہی بہتری کی تکبیر پڑا کرین پر سب کو ملکہ

الاجماع ولا اتفاق فی الصوت ومراعات الانعام فان ذلك کله حرام بل یکبر کل واحد بنفسه و اذا
اور ایک آواز بنا کر راگنی کی تال سم پر نہیں چاہی کیونکہ یہ تمام طریق حرام ہیں بلکہ ہر ایک جدا جدا تکبیر پڑھی اور جب

بلغ المصلی قطع التكبير وروی عن ابی موسی الرضا انه یکبر فی کل عشر خطوات مرة حتی یبلغ الجبانۃ
عید گاہ میں چاہی تو تکبیر موقوف کرے اور ابو موسی رضا سی روایت ہی کہ دس دس قدم کی فاصلہ پر ایک بار تکبیر پڑھنی ہوئی عید گاہ تک پہنچ جاتی تھی

ولو توجه الرستاقی الی المصلی لیل من فرسۃ ونحوه یبدأ بالتکبیر اذا طلع الفجر ثم اذا دخل وقت الصلوة
اور اگر کوئی گردنواح کا رستہ والارات کو عید گاہ میں کوس بہر یا کم زیادہ فاصلہ سی آجادی تو صبح صادق ہوئی ہی تکبیر پڑھنی شروع کرے ہر جگہ کا وقت

وخری وقت الکراهۃ بارتقاء الشمس یصلی الامام بالناس رکعتین بلا اذان ولا اقامة یکبر اوله للافتتاح
آجادی اور وقت مکروہ آفتاب بلند ہونی سی گزرا دی تو امام لوگوں کی ساتھ دو رکعت بدون اذان اور تکبیر کی پڑھی پہلی تکبیر تحریمہ کی

ثم یضع یدیه تحت سترته ثم ینثی ثم یکبر ثلاث تکبیرات یفصل بین کل تکبیرۃ بقدر ثلث تسبیحات
پھر دونوں ہاتھ ناف کی نیچی باندھ لی پھر سجائے اللہ پڑھی پھر تین دفعہ تکبیر کی ہر تکبیر کی بیچ میں بقدر تین تین تسبیح کی فرق کی

لانها تقام بجمع عظیم وبالموا لة یشتبہ علی من کان بعیدا ویرفع یدیه عند کل واحدة من ثلاث
اسو اسطی کہ پڑھی ابنہ میں اتفاق ہوتا ہی بی دربی بی فاصلہ کہنی میں دور کی آدمیوں کو شاید سنائی نہ دی اور اپنی دونوں ہاتھ ہر تکبیر کی ساتھ

التکبیرات الثلاث ویرسلہما فی اثناہن ثم یضعہما تحت سترته بعد الثالثة ویتعوذ ویسئ ثم یقرأ
تینوں دفعہ کان تکبیرا دی اور بیچ میں دونوں ہاتھ چوٹی لپکی پھر بعد تین بار کی ناف کی تلی دستور کی موافق باندھ لی اور غیبا اللہ تعالیٰ اور اللہ پڑھ کر

الفاتحۃ وسورۃ شہیکبر ویرکع فاذا قام الی الركعة الثانية یبدأ بالقراءة ثم یکبر بعدہا ثلاثا یفصل
سورہ فاتحہ اور ایک کوئی سورہ پڑھی پھر اللہ کے کہہ کر رکوع کرے پھر جب دوسری رکعت کی واسطی پڑھو تو قرأت قرآن کی شروع کرے کہ یہ بعد قرأت کی تین تکبیر

بینہن بقدر فاذا کرا فافترق یدیه ویرسلہما عند کل تکبیرۃ و لیس هنا وضع ثم یکبر ویرکع فیکون
اونکی بیچ میں اسبق قدر فاصلہ کی جواب ذکر کیا ہی اور دونوں ہاتھ اوٹھا دی اور ہر تکبیر پڑھو تو رکعت کی اسوقت میں ہاتھ کا باندھنا ثابت نہیں ہی ہر تکبیر کے رکوع

الركعتین تسعاً ثلاث منها اصلیتا تکبیرۃ الا فتلم وتکبیرتان للركوع وستۃ منها زوائد ثلاث فی الركعة
اب تکبیرین دونوں رکعت کی نو تکبیریں ہیں تاوین ہی اصلی ہیں یعنی تکبیر تحریر اور دو تکبیرین دونوں رکوع کی اور ان میں سے چھ تکبیرین زیادہ ہیں تین پہلی رکعت میں

الاولی قبل القراءة الثانية بعد القراءة ولونسی التکبیر فی الركعة الاولی حتی قرأ بعض
قرأت کا پہلی اور تین دوسرے میں والین قرأت کی بیچی اور اگر پہلی رکعت میں تکبیر کہنی ہو گیا اسکا کہ تہوڑی سی

الفاتحۃ او کلها ثم تذکر یکبر و یجید الفاتحۃ وان تذکر بعد قراءة الفاتحۃ والسورۃ یکبر ولا یجید
یا ساری سورہ فاتحہ پڑھ لی پھر تیسرا دی تو اب تکبیر کہہ کر فاتحہ کو دوبارہ پڑھی اور فاتحہ اور دوسری سورہ پڑھ کر یا دانی تو صرف تکبیر ہی کہی قرأت کو دوبارہ

والا لیس والکرا لیس والکرا لیس

تکبیر

لا تقرأ

لا تقرأ

لانها تمت وبعد التمام لا يقبل التقص بالاعادة بخلاف الاول والثاني فانها لم تمت فيها فصارت كما لم تشرع
 اسوا سطر في قنارت پور ای سوگلی اور پوری ہونی کی وجہ سے کسی تقص نہیں ہو سکتا برخلاف پہلی صورت اور دوسری صورت کی کیونکہ قنارت دونوں صورت میں پوری نہیں
 فيها فيعيد هارعاية للترتيب ثم يخطب بعد الصلوة خطبتين يبدأ فيهما بالتكبير ويفصل بينهما
 شروع نہیں کی صورت قنارت کو ترتیب کی واسطی پڑھادی پھر امام نماز کی بعد دو خطبہ پڑھی دونوں خطبہ تکبیر سے شروع کری اور دونوں خطبوں میں انتہی دہر
 بجلاسة خفيفة مقدارها ان يستقر كل عضو منه في موضعه وليس فيها ما ليس في خطبة الجمعة
 جلسہ خفیف کری کہ جو رتھ بدن کی اپنی اپنی جگہ درست ہو جاوین اور اس خطبہ میں وہ ہی امر سنو کہ جو جمعہ کی خطبہ میں سنو ہی
 ويكره فيها ما يكره فيها وفي هذه العید يعلم فيها احكام صدقة الفطر ومن لم يدرك صلوة العید مع الإمام
 اور وہ ہی امر مکروہ ہی جو جمعہ کی خطبہ میں مکروہ ہی اور اس عید یعنی عید الفطر میں خطبہ کی اندر فطرہ کی احکام لوگوں کو سنا دی اور جو عید کی نماز امام کی
 لا يقضيها ومن ادرك الامام في الركوع كبر للافتتاح قائما لان تكبيرة الافتتاح شرع في القيام المحض
 ہنہ نہ آوی تو اس پر قضا نہیں ہی اور جس نے امام کو رکوع میں پایا تو اہل حالت قیام میں تکبیر تحریمہ کی واسطی کہ تکبیر تحریمہ صرف حالت قیام ہی میں جائز ہے نہ
 للعید ان ظن انه يدرك الامام في الركوع لان المحل الاصل لتكبيرات العید القيام المحض وان خاف فوت
 پھر عید کی تکبیر ہی کہ اگر یہ معلوم ہو کہ تکبیر عید کی کہ رکوع میں امام کی ساتھ شامل ہو جاوے اسلی کہ اصل جگہ عید کی تکبیر ہی صرف قیام ہی ہی اور اگر
 الركوع مع الامام يكبر للركوع ويكره ثم يكبر تكبيرات العید في الركوع لانها واجبة ولا اشتغال بها اولى
 تکبیر ہی کہ امام کی ساتھ رکوع انتہ نہیں آئیگا تو یہ تکبیر تحریمہ کی تکبیر رکوع کی کہ رکوع میں چلا جاوی پھر رکوع میں جا کر تکبیر عید کی ادا کری اسلی کہ عید کی
 ويترك لتسبيل الركوع لكونها سنة ولا يرفع يديه في الركوع لان الرفع سنة ووضع الكف على الركبة سنة
 اور تہیجات رکوع کی ترک کردی اسوا سطر کہ سنت ہیں اور رکوع میں رفع یدین ہی موقوف رہی اسوا سطر کہ رفع یدین سنت ہی اور اہل ان کا کہنوں پر رکنا ہی سنت
 ايضا ولا وجه لاشتغال سنة فيه ترك سنة اخرى واذا رفع الامام راسه فيسقط عنه ما بقي من التكبير
 ہی اسکی کوئی وجہ نہیں کہ ایک سنت کو اپنی موقع سے چھوڑ کر دوسری سنت ادا کری اور جب امام کھڑا ہو جاوی تو پھر او کی ذمہ سے جو تکبیر عید کی رہ گئی ہو سوا سطر
 فلا يقيم في الركوع ولا في القومة بل يسارع في متابعة الامام لانها فرض فلا يترك للواجب ولو ادرك الامام
 اب اس تکبیر کو نہ تو رکوع میں پوری کری اور نہ قومہ میں بلکہ امام کی متابعت کی لئی جلد رکوع سے کھڑا ہو جاوی کیونکہ متابعت فرض ہی واجبی واسطی ترک نہیں ہو سکتی اور اگر
 في القومة لا يكبر فيها لانه بقضى تلك الركعة مع التكبيرات ومن فاتته ركعة اذا قام الى قضاء ما سبق بيده
 امام کو قومہ میں پایا تو قنارت تکبیر عید کی نہ کی کیونکہ اس رکعت کو مع تکبیرات قضا کر لیا اور جسکی ایک رکعت فوت ہو جاوی تو جب فائتہ کو قضا کرے کہ کھڑا ہو تو اہل قنارت
 بالقراءة ثم يكبر بعد هاتكبيرات العید ويكره ولو ادرك الامام في التشهد وبعد السلام في سجدة السهو فانه يقوم
 شروع کری پھر بعد قنارت کی تکبیر عید کی ادا کری پھر رکوع میں جاوی اور اگر امام کو التحیات میں پایا یا سلام کی بعد سہو کی سجدہ میں پایا تو اب یہ کھڑا ہو کر
 ويصلي بآتيان التكبير في محلها ويستحب تأخير الصلوة في هذا العید وتخيّلها في عید الاضحى في
 نماز پڑھی اور تکبیر عید کی اپنی جگہ کی سرکھی اور اس عید کی مانند میں کچھ تاخیر کرنی مستحب ہی اور عید الاضحی میں شتابی کرنی مستحب ہی اور
 التقنية تقدم صلوة العید على صلوة الجنائزة اذا اجتمعوا و صلوة الجنائزة على الخطبة وفي البرازية اذا اجتمع
 قنہ میں ہی کہ جنازہ اور عید کی نماز اگر جمع ہو جاوین تو عید کی نماز پہلی پڑھیں پھر جنازہ کی پڑھیں پھر خطبہ عید کا پڑھیں اور برزازیہ میں ہی اگر عید
 العید والكسوف يقدم العید لانه واجب كما يقدم على الجنائزة لكونه وجوبه عينا ووجوب الجنائزة كفاية
 اور نماز کسوف جمع ہو جاوین تو عید کی نماز پہلی پڑھیں کیونکہ عید کی نماز واجب ہی چنانچہ جنازہ کی نماز پر مقدم ہی اسوا سطر کہ عید کی نماز واجب ہی اور جنازہ کی نماز
 ويكره التنفل في المصلى قبل صلوة العید وبعد هالامام وغيره وان غم هلال الفطر وشهد الشهود بعد الزوال
 واجبی ہی اور عید گاہ میں جا کر عید کی نمازی پہلی نفلین پڑھنی مکروہ ہیں اور بعد نماز عید کی امام وغیرہ خاص کو مکروہ ہیں اور اگر اتیسویں کو کھڑا ہو جاوی اور گواہ اگر

قنہ
 البدع
 ہندی

تکبیر عید کی تکبیرات امام کی

تکبیر عید کی تکبیرات امام کی

عند الامام بروية الهلال فانه يصلي بالناس صلوة العید من الغد لان هذا تاخير بعد وقد روى
 امامكم پاس چاندگی گواهی دین ثواب امام عید کی غایت کو کون کو اکمل دن یعنی دوسری تاریخ پڑاوی کیونکہ لاچارگی میں تاخیر ہوئی اور درایت ہی
 ان قوماً شهدوا عند رسول الله صلى الله عليه وسلم بعد الزوال بروية الهلال فامر النبي عليه السلام
 کہ ایک قوم نے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آکر دو پہر پڑی چاند کی گواہی دی تھی تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم فرمایا تھا
 بالخروج الى المصلى من الغد واما التأخير فغير عذر فلا يجوز ان حدث عذر يمنع من الصلوة بعد
 کہ کل یعنی دوسری تاریخ عید گاہ میں چلین اور بی عذر تاخیر کرنی جائز نہیں ہے اور اگر ایسا عذر پیش آوی کہ جس میں اکمل دن ہی غائب ہو سکے
 الغد لا يصلي بعده لان الاصل فيها ان لا يصلي في اليوم الثاني ايضا لكون يوم الفطر واحداً لکن قد ورد
 تو پہر غائب نہیں ہے کیونکہ اصل اس میں یہ ہے کہ اکمل روزہ ہی نماز پڑھیں کیونکہ یوم فطر ایک ہی ہے لیکن حدیث شریف میں
 الحديث بالتأخير الى اليوم الثاني عند العذر فبقی ما وراءه على قضية القياس ثم ينبغي ان يعلم
 اکمل دن تک تاخیر عذر کی حالت میں آگئی ہے سوا دسکی بعد قیاس کی مطابق ممنوع ہے بہرہ سمجھنی کی بات ہے
 ان روية الهلال وان كان سبباً لوجوب الصوم والفطر لقوله عليه السلام صوموا لرؤيته وافطروا
 کہ چاند کی دیکھنی سے اگرچہ روزہ رکھنا ہی اور روزہ افطار کرنا ہی واجب ہو جاتا ہے کیونکہ نبی علیہ السلام نے فرمایا ہی روزہ رکھو چاند دیکھ کر اور افطار
 لرؤيته لکن العمل به لا يلزم لا بعد قضاء القاضی ولهذا يلزم المراجعة اليه ثم انه اذا كان في السماء
 کہ چاند دیکھ کر ہر عمل اس حدیث کی موافق ہر دن حکم قاضی کی نہیں ہوتا اس لیے اسطی قاضی کی پاس مراجعت کرنی چاہی بہرہ اگر آسمان میں کچھ
 علة سواء كان غيماً او دخاناً او غباراً او نحو ذلك لا يقبل في هلال الفطر الا شهادة رجلين
 رکاوٹ ہو برابر ہی کہ ابر ہو یا دھواں ہو یا بخار ہو یا گرد غبار ہو یا مانند اسکی تو ہلال فطر میں گواہی مقبول نہیں ہوگی ہر دن دو مردوں
 او رجلين وكما يشترط فيه العدد يشترط الحرية والعدالة ولفظ الشهادة لتعلق حق العباد به لا لهم
 یا ایک مرد اور دو عورتوں کی اور جیسی بہرہ عدد و شرط ہی ایسی ہی بہرہ شرط ہی کہ گواہ آزاد عادل ہوں اور لفظ شہادت کا ہو کیونکہ اس سے حق العباد متعلق ہیں
 ينتفعون به فيثبت بها يثبت به سائر حقوقهم بخلاف هلال رمضان فانه المتعلق به حق الشرع وهو
 اسلی کہ اوکا اس میں نفع ہی سو عید کا چاند اس لیے پڑتا ہے کہ جو کس طور پر بھی تمام حقوق ثابت ہوتے ہیں برخلاف چاند رمضان کی کیونکہ اس چاند سے صرف حق شرع متعلق ہے
 الصوم فيكتفي فيه بخبر الواحد العدل حر كان او عبداً ذكر كان او انثى واما اذا لم يكن في السماء علة فلا
 یعنی روزہ سوا اس میں ایک شخص عادل کی خبر ہی کافی ہی آزاد ہو یا غلام مرد ہو یا عورت ان اگر آسمان صاف ہو کچھ رک نہ ہو ثواب
 شهادة الواحد لرمضان ولا شهادة الاثنين في هلال الفطر واما تقبل شهادة جمع كثير فيعلم بخبرهم
 گواہی ایک شخص کا رمضان کی چاند میں اور گواہی دو شخصوں کی عید الفطر کی چاند میں مقبول نہیں ہوگی لب گواہی بہت انبوی کی وصول ہوگی جسکی خبر سے یقین آجائے
 واختلفوا في مقدار ذلك فقل لا بد من اهل محلة وقيل لا بد من خمسين رجلاً وعن محمد لا بد ان يتواتر
 اور اس انبوی کی مقدار میں اختلاف ہی بعضی کہتی ہیں ایک محلہ والی چاہیں اور بعضی کہتی ہیں پچاس مرد چاہیں اور امام محمد سے روایت ہے کہ ہر طرف سے
 الخبر من كل جانب والصحيح انه مفضول الى رأى الحاكم لان المراد بالعلم الحاصل بخبرهم العلم الشرعي الموجب
 خبر کا ہر دربی آنا چاہی اور صحیح مذہب یہ ہے کہ حاکم کی رائی پر حوالہ ہی اس واسطی کہ جو علم اونکی خبر سے حاصل ہوتا ہی تو اس سے علم شرعی مراد ہی جس سے عمل
 للعمل وهو غلبة الظن لا العلم بمعنى التيقن ومن رأى هلال الفطر وحده وشهد عند القاضي ولم يقبل
 کرنا واجب ہو جاوی یعنی ظن غالب ہو جاوی علم یقین کی درجہ کامرا نہیں ہے اور اگر کسی نے عید کا چاند اکیلے ہی دیکھا اور قاضی کی روبرو جا کر گواہی دی پراونکی گواہی
 شهادته فانه يصوم ولا يفطر وان افطر يقضى ولا كفارة عليه ولوراء الامام هلال الفطر وحده لا
 مقبول نہیں ہے تو اسکو چاہی کہ روزہ رکھنی افطار نہ کری اور اگر افطار کیا تو قصاکری اور اس پر کفارہ نہیں ہے اور اکیلے امام نے اگر عید کا چاند دیکھا تو افطار نہ کری

ولا يخرج صلوة العيد من راي هلال الفطر وقت العصر فظن انقضاء مدة الصوم وافطر قال في المحيط مختصر
 اور عبد کی نماز کو بھی بخاوی اور اگر کسی نے عید کا چاند عمر کی وقت دیکھ کر اس خیال سے کہ مدت روزوں کی تمام ہوئی ماضی افطار کر ڈالا محیط میں ہوتا ہے
 في وجوب الكفارة ولاكثر على الوجوب ولوان اهل بلدة واو اهل رمضان صاموا تسعة وعشرين
 کہ باہت وجوب کفارہ کی اختلاف ہی اکثر فقہ کفارہ واجب بتا قی میں اور اگر ایک شہر والوں نے رمضان کا چاند دیکھ کر انیس روزی رکھی تھی
 يوما فشهد جماعة عند القاضي في اليوم التاسع والعشرين ان اهل بلدة كذا راوا هلال رمضان في
 کہ اس میں ایک گروہ نے قاضی کی پاس انیسویں تاریخ اگر گواہی دی کہ فلاں شہر والوں نے رمضان کا چاند فلاں شب میں تیسری ایک دن پہلی
 ليلة كذا قبلكم بيوم فصاموا وهذا اليوم يوم الثلثين من رمضان واهل هذه البلدة لم يروا الهلال
 دیکھ کر روزی رکھی ہیں اور آج رمضان کی تیسویں تاریخ ہی فقط اور حال یہ ہے کہ اس شہر والوں کو اس شب میں چاند نہیں نظر آیا تھا
 في تلك الليلة والسماء مصحبة لا يباح لهم الفطر خدا ولا يترك التراخي لان هذه الجماعة لم يشهدوا بروية
 باوجودیکہ آسمان صاف تھا تو اب ان لوگوں کو انکی دن افطار کرنا مباح نہیں اور نہ تراخی ترک کرنی اسلئے کہ اس گروہ نے نہ چاند دیکھنی کی گواہی دی ہے
 ولا على شهادة غيرهم وانما حكموا بروية غيرهم واما لو كان شهدا عند القاضي ان قاضي بلدة كذا
 اور نہ اور دیکھنی گواہی پر گواہی دی ہی صرف اور دن کی رویت کا حال بیان کیا ہی ان اگر قاضی کی سامنی یہ گواہی دی تھی کہ فلاں شہر کی قاضی کی سامنی
 شهد عنده شاهدان بروية الهلال في ليلة كذا وقضى ذلك القاضي بشا دتهما جاز هذا القاضي ان
 دو گواہوں نے فلاں شب میں چاند دیکھنی کی گواہی دی تھی اور اس قاضی نے انکی گواہی کی موافق حکم جاری کیا تو اب اس قاضی کو بھی جائز ہوتا کہ انکی گواہی کی موافق
 يقضى بشهادتهما لان قضاء القاضي الاول حجة فيجوز العمل به ليسنا الله تعالى عملا موافقا لرضاءه بلطفه
 حکم کر دیتا اس واسطے کہ پہلی قاضی کا حکم حجت ہی اور عمل کرنا جائز ہی اتنی جہر آسان کر اعمال اپنی موافق رضا کی اپنی لطف اور
 وكره امين يامعين المجلس الثالث والثلاثون في بيان فضيلة صوم شوال قال رسول الله
 کرم سے قبول کر یا مدوکار تینتیسویں مجلس میں بیان روزہ ماہ شوال کی فضیلت کا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
 من صام رمضان ثم اتبعه ستا من شوال كان كصيام الدهر هذا الحديث من صحيح المصابيح رواه
 جس نے رمضان کی روزہ رکھی پھر اسکی پیچی چہ روزہ شوال کی رکھی تو ایسا ہی جیسی تمام سال کی روزی یہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثوں میں ہی ابو ہریرہ اور
 ابوهريرة وابو ايوب الانصاري واما كان ذلك كصيام الدهر لان الحسنة تضاعف بعشر امثالها
 ابویوب انصاری کی روایت سے اور یہ روزی مانند روزوں سال کی اسلئے کہ حسنات دس گونہ زیادہ ہوتی ہیں
 فمن صام رمضان يصير كانه صام عشرة اشهر ثم اذا صام بعدة سنة ايام من شوال يصير
 پھر جس نے رمضان کی روزی رکھی تو گویا دس مہینے کی روزی رکھی پھر اگر بعد اسکی شوال میں چہ روزی رکھی تو
 كانه صام شهرين فيكون المجموع كاثني عشر شهرا فان قيل يفهم من هذا الكلام ان المراد من الدهر
 گویا دو مہینے کی روزی رکھی پھر سب ملکر گویا بارہ مہینے کی روزی ہوئی اگر اعتراض کریں کہ اس کلام سے یہ سمجھا جاتا ہے کہ دہری مراد
 السنة لكن استعمال الدهر بمعنى السنة غير متعارف في كلامهم بل هو عند اهل اللغة يطلق على الابد
 ایک سال ہی پر دہر کا استعمال سال کی معنوں میں عرب کی کلام میں بایا نہیں جاتا بلکہ دہر کی لفظ کو لغت والی زمانہ بدی پر بولتی ہیں
 وقد اتفق ابو حنيفة وصاحباہ على ان الدهر المعروف باللام يكون للمعروف بالظاهر ان يحمل على مدة الدهر
 اور امام ابو حنیفہ اور صاحبین اس بات پر متفق ہیں کہ دہر کا لفظ الف لام کی سائنہ یعنی الدہر تمام عمر کی معنوں میں ہی تو اب ظاہر یوں معلوم ہوتا ہے کہ تمام عمر
 ولا وجه لحمله على السنة فالجواب ان الحمل على السنة هو الحمل على مدة العمر لان المكلف لا بد له ان يصوم
 معنی میں ایک سال کی معنوں کی کوئی وجہ نہیں ہے تو جواب یہ ہے کہ سال کی معنی یعنی بہشتی مدت عمر کی میں اس واسطے کہ مکلف آدمی کو ضرور ہی کہ رمضان کی روزی

رمضان ثم اذا اعتاد ان يصوم بعد ستة ايام من شوال يكون لمن صام مدة عمره فان قيل
 رکھی پھر جب یہ حالت ہوئی کہ بعد اوسکی شوال میں چھ روزی رکھا کری تو ایسا ہی کہ اپنی تمام عمر روزی رکھی اگر کوئی اعتراض کری
 من صام شهرًا كاملاً ای شہر کا نثر صام بعدہ ستہ ايام يكون كصيام سنة بمقتضى قوله تعالى
 جب کوئی کسی ایک پوری مہینہ کی روزی رکھی پھر اوسکی بعد چھ روزی اور رکھی تو یہ بھی برابر ایک سال کی ہونگی موافق مضمون اس آیت کی
 مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ عَشْرُ مَثَرَاتِهَا فاما وجه تخصيص رمضان وشوال بالذكر فالجواب ان شهر
 جو کوئی لایا نیکی اوسکو ہی اسی دس گونہ پھر خاص رمضان اور شوال کی ذکر کرنی کی کیا وجہ ہی تو جواب یہ ہے کہ رمضان کا
 رمضان متعین للصوم وشهر شوال لوقوعه عقیبہ کان صیلاً کصیامہ فی الفضل ولحقاقہ فی الشرف
 مہینہ روزوں کی لئے متعین چلا آتا ہی اور شوال کا مہینہ چونکہ اوسکی بعد اوس ہی متصل ہی تو شوال کی روزی ہی فضیلت میں رمضان کی مانند ہیں اور شرف میں
 حتی قيل صيام سنة ايام من شوال يلحق بصيام رمضان ويكون لمن صامها مع رمضان كصيام
 اوسکی سا تہ ہی ہونگی میں یہاں تک کہ کہی ہیں چھ روزی عید کی چاند کی رمضان کی روزوں میں داخل ہیں اور جو کوئی شوال کی چھ روزی ہمراہ رمضان کی ادا کری اوسکو ایسا تو
 الدهر فرضاً فلذلك خص ايها بالذكر من بين سائر الشهور ثم لا فضل ان يكون صومها بعد يوم الفطر
 ہی گویا تمام سال کی فرض روزی ادا کی اس لئے خاص ان دونو مہینوں کا تمام مہینوں میں ہی ذکر کیا پھر افضل یہ ہے کہ روزی شوال میں بعد عید الفطر کی
 متواليه وحكى عن بعض العلماء كراهة صومها متصلا به حذا عن التشبيه باهل الكتاب في زيادتهم
 فی در ہی ہوتا اور بعضی علماء ہی مذکور ہی کہ متصل روزی مکروہ ہیں تاکہ اہل کتاب کی مشابہت نہ ہو
 على الفرض لكن كراهة فيه في المختار لان الكراهة انما تكون فيما لا يؤمن ان بعد ذلك من رمضان
 لیکن مختار مذہب میں کچھ کراہت نہیں ہی کیونکہ کراہت تنبی ہی کہ یہ خوف ہو کہ یہ روزی رمضان میں شمار کی جائیگی
 ويكون تشبيها بالنصارى في زيادتهم على الفرض فذكرنا في هذا المعنى لا تنفقاء الاتصال بفصل يوم
 اور مشابہت نصاری کی فرض چھ روزی میں ہر چنانگی اور یہ بات کہ ان ہی جب کہ عید کا روز بچیں آجانی ہی اتصال جاتا رہے
 الفطر مع ان كلامهم يشير الى ان الكراهة في حق العوام لا في حق اهل العلم وروى عن ابي حنيفة انه
 باوجودیکہ فقہاء کی کلام میں یہ اشارہ ہی کہ عوام کی حق میں مکروہ ہی اہل علم کی حق میں مکروہ نہیں ہی اور روایت ہی ابو حنیفہ ہی کہ
 كرهه متتابعاً ومتفرقاً والمتأخرون من علماء مذهب لم يروا به باساً لكنهم اختلفوا في ان لا فضل
 مکروہ جانی ہی ہی در ہی گوا اور جدا جدا کو اور متاخر علماء مذهب حنفی مذہب اس میں کچھ باک نہیں جانتی پر اس میں اختلاف کرتی ہیں کہ آیا افضل یا در ہی ہیں
 التابع والتفرق فان فرقها واخرها عن اوائل الشهر يحصل له فضيلة الاتباع ويكون البعد من شهرته
 یا جدا جدا اگر جدا جدا رکھی یا اول ماہ ہی گذر کر آخر مہینہ میں رکھی تو اوسکو فضیلت اتباع کی ملجائی ہی اور اختلاف کی شبہ ہی الگ ہوتا ہی
 الاختلاف اما ما قيل هذا شيء وضعه الجهال وكل حديث يروى فيه فهو موضوع فلا ينبغي ان يسمى هذا
 اور یہ جو کہتی ہیں کہ یہ بات جاہلون کی گھڑت ہی اور جو حدیث اس باب میں مروی ہی وہ سب موضوع ہیں تو یہ طعن سنن ہی الہی
 الطعن لان هذا الحديث ثابت في صحيح مسلم وكل حديث ثبت في احدي الصحيحين لا يسمى طعن الوضع فيه
 نہیں ہی کیونکہ یہ حدیث صحیح مسلم میں موجود ہی اور جو حدیث صحیح مسلم یا صحیح بخاری میں موجود ہو وہ اس میں عجیب وضعی ہونی کا مستحق نہیں ہی
 ثم ينبغي ان يعلم ان بعض الناس كانوا لا يرون يميناً في التزوج في شوال ويتطيرون به وهذا من امر الجاهلية
 پھر سمجھنی کی بات ہی کہ بعضی آدمی شوال میں نکاح کر نیکو مبارک نہیں جانتی اس میں مدفالی لیتی ہیں سو یہ بات جاہلیت کی ہی
 فانهم كانوا يبتشرون بشوال من النكاح فيه وسبب ذلك على ما قيل ان طاعونا وقع في شوال في سنة
 جاہلیت والی شوال میں نکاح کر نیکو خسر جانتی تھی اسکا سبب یہ کہتی ہیں کہ ایک سال میں ماہ شوال کی اندر وبا طاعون پیدا ہوئی تھی

من السنین ومات فیہ کثیر من العرالیس فتشام به اهل الجاهلیة وقد ورد فی الشرع باطلاله
اور سن بہت نئی دہشیں مرگئی تھیں سوال جاہلیت کی اسکو بخش ہوا گیا اور شرع میں اسکا ابطال ظاہر موجود ہی

کہا روی عن عائشة انہا قالت تزوجنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی شوال وبنی بنی فی شوال فانی
چنانچہ عائشہ سی روایت ہی کہ وہ کہتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی مجبسی ماہ شوال میں نکاح کیا اور ماہ شوال میں مجبسی ماہ محبت کی پہلو کی
نساء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان احظی عنده منی قال للنووی انہا قصدت بہذا رجا ما کان علیہ
بی بی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مجبسی زیادہ بہرہ مند تھی نووی کہتا ہے کہ عائشہ مقصود اس بیان ہی سے رو کرنا اعتقاد

اہل الجاہلیة من تطیر التزوج فی شوال فانہم کانوا تتشامون بشہر شوال فی النکاح فخاصة کما کانوا یشمون
اہل جاہلیت کا ہی یعنی ماہ شوال میں نکاح کرنے کی بدشکونی کیونکہ اہل جاہلیت وہ شوال میں صرف نکاح کر نیکو بخش جانے لگی تھی جیسی ماہ صفر کو

بشہر صفر مطلقا ویقولون انہ شہر مششوم وکثیر من الناس فی ہذا الزمان یوافقونہم ویبتشامون
مطلق سب باب میں منحوس جانے لگی تھی اور کہتی تھی کہ یہ مہینہ منحوس ہی اور بہت لوگ اس زمانہ میں ہی ادنیٰ ساقی بنکر ماہ صفر کو منحوس سمجھتی ہیں

بشہر صفر ویبتنعون فیہ عن السفر والتزوج وغیرہا فان تخصیص الشوم بزمان دون زمان کبشہر شوال
اور اس مہینے میں سفر اور نکاح وغیرہ نہیں کرتی بیشخص مہینہ منحوس کی کہ کسی وقت ہو اور کسی وقت نہ ہو جیسی ماہ شوال

وغیرہ غیر صحیح فان الزمان کلہ من خلق اللہ تعالیٰ ویقع فیہ افعال العباد فکل زمان شغلہ العبد بطاعة
وغیرہ میں صحیح نہیں ہی کیونکہ تمام زمانہ اللہ تعالیٰ کا پیدا کیا ہوا ہی جس میں تمام عباد اللہ کا بار کرتی ہیں سو جس زمانہ کو آدمی عبادت میں صرف کری

فہو زمان مبارک علیہ وکل زمان شغلہ العبد بمعصیة فہو زمان مششوم علیہ والشوم والیمن
وہ زمانہ اوسپر مبارک ہی اور جس زمانہ کو آدمی معصیت میں صرف کری وہ زمانہ اوسکی حق میں بخش ہی اور بخش اور مبارک

فی الحقیقة هو المعصیة والطاعة کما قال عدی بن حاتم یمین المرء وشومہ بین لمحیہ یعنی لسان
حقیقت میں معصیت اور طاعت ہی چنانچہ عدی بن حاتم کہتا ہے آدمی کی برکت اور نحوست دونوں جڑوں میں ہی اور زبان ہی

وقال ابن مسعود ان کان الشوم فی الشئ ففیما بین اللحیین یعنی اللسان واشئ اوجب الی طول السجین
اور ابن مسعود کہتی ہیں اگر کسی چیز میں نحوست ہو کر تی تو اس میں ہوتی جو دونوں گلوں میں ہی یعنی زبان اور کوئی چیز سوا زبان کی ایسی نہیں جو قید کی زیادہ کا

من اللسان وروی عن عائشة انہ علیہ السلام قال الشوم سوء الخلق فلا شوم فی الحقیقة الا المعاصی و
ہو اور حضرت عائشہ سی روایت ہی کہ پیغمبر علیہ السلام فی فرمایا نحوست بدخلق ہی ہوتی ہی سوا حقیقت میں نحوست سوا معاصی اور

الذنوب فانہ یشیخظ اللہ تعالیٰ فانہ تعالیٰ اذا شیخظ علی عبد یشیخظ علیہ فذلک شقی فی الدنیا والاخرة واذا
گناہوں کی کوئی چیز نہیں ہی کیونکہ گناہ ہی اللہ تعالیٰ بیزار ہوتا ہی اور اللہ تعالیٰ اگر کسی بندہ سی بیزار ہو تو وہ بندہ دنیا اور آخرت میں بدبخت ہی اور اگر

رضی عن عبد یشیخظ علیہ فذلک العبد سعید فی الدنیا والاخرة وبعض الصالحین قد شکى الیہ عن
کسی بندہ سی راضی ہو تو وہ بندہ دنیا اور آخرت میں نیکبخت ہی اور بعضی صالحی کی پاس عام مصیبت کی جس میں

بلاء وقع الناس فیہ فقال ما اری ما انتم فیہ من البلاء الا بشوم الذنوب فعلى هذا یشیخظ
تمام خلق گرفتار تھی شکایت کی جواب دیا جس بلای میں تم گرفتار ہو چکے سوا نحوست گناہوں کی معلوم نہیں ہوتی اس حکایت کی موافق

المعاصی مششوم علی نفسه وعلی غیرہ فانہ لا یؤمن ان ینزل علیہ عذاب فیمع الناس
نافران بندہ آپ اپنی جان پر اور سب پر منحوس ہی کیا بعد ہی کہ اوسپر عذاب نازل ہو پھر سبکو پکڑ لی

خصوصاً من لم ینکر عملہ فالبعد عنہ لانہم وکذلک الا ما کن التی یفعل فیہا المعاصی
خاص اوں لوگوں کو جو اوسکی عمل سی انکار نہیں کرتی سوا اس ہی دور رہنا لازم ہی ایسی ہی اوں کماؤں سی جہاں معاصی عمل میں آتی ہیں

يلزم البعد عنها والهرب منها خشية نزول العذاب على من كان فيها كما قال النبي صلى الله عليه وسلم لا صحاب
 دور بينهما اور ہاگنا چاہی اس خوف کی مارکی کہ سہارا جو جو اس مکان میں ہیں سب پر عذاب نازل ہو چنانچہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی یادوں کو
 حین ہر علی دیار نشو و نما بالبحر لا تدخلوا ما کن ہوا المعتدین الا ان تكونوا باکین خشية ان يصيبكم اصابا
 منع فرمایا جب وہ حجر میں دیار قوم شود پر گزری کہ ان کو گون حدیسی پڑی ہو وہ کی تکالیف میں داخل نہ ہوتا مگر وہ فی ہوی اس خوف کی مارکی مبادا پھر بھی وہ عذاب
 فان هجران اهل العصيان من جملة الهجرة لما موربنا التي سبب المغفرة الذنوب والخطايا الا ترى ان الذر
 جو انہر آیتا آجادی بیٹک ابن عصیان سی ملاپ ترک کرنا ہجرت میں داخل ہی جسکا حکم ہی اور باعث بخشش ذنوب اور خطا کا ہی کیا تجھ کو معلوم نہیں کہ جنتی
 قتل ماہ نفس من بنی اسرائیل سئل علما من علماء ہم هل له توبة فقال له العالم نعم واهم ان ينتقل من
 سو آدمی بنی اسرائیل کی قتل کر کے بنی عالمون میں سی ایک سی پوچھا آیا میری کوئی توبہ ہی عالم فی اوکو جواب دیا ان اور اوکو بتایا کہ مفسد
 قربة الفساد الى قربة الصلاح وادركه الموت بينهما واختصم فيه ملثمة الرحمة وملثمة العذاب وادرك
 گاؤں میں سی صالح گاؤں میں چلا جا پھر وہ دونوں گاؤں کی پیچیدگی جاتا ہوا اگر کیا اب رحمت اور عذاب کی فرشتوں میں جھگڑا ہوا کہ دونوں میں سی اسکو کون
 الله اليهم ان قيسوا بينهما والى انهما كان اقرب المحقوقة بها فوجدوا الى القربة الصالحة اقرب برؤية البحر
 اور اللہ تعالیٰ نے ان کو دو جہتی پوچھی کہ ان میں سے کونسا کو کونسا جودہر نزدیک ہو اور ہر ملا دو پھر اسکو صالح گاؤں کی طرف اتار دیک پایا جتنا دیکھا پستکی ہیں
 بها برحمة الله تعالى و مغفرته المجلس الرابع والثلاثون في بيان فضيلة العشرة اول من ذي
 سوائے کی رحمت اور مغفرت سی ادھر ہی ملا دیا چونتیسویں مجلس ماہ ذی الحجہ کی پہلی عشرہ کی فضیلت کی بیان میں
 الحجۃ قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ما من ايام العمل الصالح فيمن احب الى الله تعالى من هذه الايام
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی دن ایسی نہیں ہیں جہیں عبادت اللہ تعالیٰ کو محبوب تر ہو نہ نسبت ان دنوں کی
 هذا الحديث من صحيح المصاير رواه ابن عباس والمراد من هذه الايام العشرة اول من ذي الحجۃ بدليل قوله
 یہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثوں میں ہی ابن عباس کی روایت سی اور ماہ ذی الحجہ کی پہلی دہائی اسواسطی کہ اور حدیث میں ارشاد ہی
 في حديث اخر ما من ايام احب الى الله تعالى ان يتعبده فيها من عشر ذي الحجۃ يعدل صيام كل يوم منها
 کوئی دن نہیں ہیں کہ اللہ تعالیٰ کو اپنی عبادت اور عبادت محبوب تر ہو نہ نسبت عشرہ ذی الحجہ کی کہ اس میں سی ہر روز کا روزہ برس دن کی روزوں کی برابر
 بصيام سنة وقيام كل ليلة منها بقيام ليلة القدر واما كان العمل الصالح في هذه الايام افضل لانها ايام
 اور ہر شب کا قیام قیام لیلۃ القدر کی برابر ہوتا ہی اور ان دنوں میں عمل صالح اسلٹی افضل ہی کہ یہ دن بیت اللہ
 زيارة بيت الله تعالى والمسجد الحرام والبلد الحرام والوقت اذا كان افضل يكون العمل الصالح فيه افضل
 اور مسجد حرام اور مکہ کی زیارت کی ہیں اور وقت جب افضل ہوتا ہی تو اس میں عمل صالح ہی افضل ہوتا ہی
 وروى عن ابي الدرداء انه قال عليكم بصوم ايام العشر واكثر الدعاء والاستغفار والصدقة فيما فاني
 اور ابو درداسی روایت ہی کہ کہتی تھی اپنی اوپر روزی ان دس دن کی اور بہت دعا اور استغفار اور خیرات لازم کرلو
 سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم الويل لمن حرم خير ايام العشر عليكم بصوم اليوم التاسع خاصة فان فيه
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سی سہاری افسوس ہی اوس شخص پر جو ان دس دن کی خوبی سی محروم رہا اور اپنی اوپر خاص کر نوین تاریخ کا روزہ لازم کر لیا کہ اس میں
 من الخيرات اكثر من ان يحصيها العادون وروى انه عليه السلام قال يوم عرفة احتسب على الله تعالى ان يكفر السنة
 اس قدر خوبی ہی کہ شمار کرنے والوں کی اندازہ سی پڑھتی ہی اور روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا میں ایسا گان کرنا ہوں کہ عرفہ کا دن ایک سال گزشتہ
 التي قبلها والسنة التي بعدها يعني ان من صام يوم عرفة ارجو من الله تعالى ان يغفر ذنوبه الصغائر
 اور ایک سال آئندہ کا کفارہ ہو جاوی مراد یہ ہے کہ جس نے عرفة کی خوبی کو روزہ کر لیا تو اسے مبدی اللہ تعالیٰ سی کہ اس کی تمام صغیر گناہ

لواقعة فی السنة الماضية ٢٢٢٢ فی حفظ الله تعالى وكشفه من اقتران الذنوب فی السنة بیان فضیلة
جوسال گذشتہ میں ہوئی ہیں معارف ہو جاویں اور سال آئندہ میں اللہ تعالیٰ کی حفاظت میں رہی کہ گناہ اوس سے تمام ہوں

فی فتاویٰ من کہتای عرفہ کی روزہ میں کچھ مضائقہ نہیں ہی برابر ہی مقیم ہو یا مسافر ہو اگر روزہ رکھنے کی طاقت رکھتا ہی اور عرفات میں عرفہ کی دن کا
یوم الترویہ لانہ یجوز عن اداء افعال الحج فاذا اراد العبد ان یزال الثواب والفضائل الی ذکرها النبی علیہ السلام
نیکو کی آیتوں تاریخ کا روزہ اسلامی کہ اسکا حج کی ادا کر فی سنی تہک ہی کا اگر آدمی ہر روزہ رکھ کر وہ نواس اور فضیلت جو سبغہ صلی علیہ وسلم فی ذکر فرمائی ہی ہر روزہ
یلتزم لہ ان یعرف حرمة الوقت وشرفه ویحفظ فیہ لسانہ عن الکذب والغیبة وقیم الکلام ویرا حاکم عن الخ
قرین چاہی کہ وقت عزت اور شرافت کا لحاظ رکھی اوس میں ایسی زلال کو جھوٹے اور غیبت اور یہودہ ظالم سی بند رکھی اور ان ہی اعضا انکھ اہل وغیرہ خطائی بجاوی

والاثام وقلیہ عن العجبی الکبر وعلو الانام هذا ما بینہ النبی علیہ السلام من العبادة فی یوم عرفہ واما الاجتناب
وراجی دل کو غرور اور کبر اور خلعت کی دشمنی سے نگاہ رکھی عرفہ کی دن میں ہر عبادت ہی جو نبی علیہ السلام فی فرمائی ہی اور اوس دن میں جمع ہو کر

فی ذلك الیوم فی الجامع او فی مکان خارج المصر تشبیه بالواقفین فلیس بشی لان الوقوف عبادة فخصوصة بعرفات
مسجد جامع میں یا جنگل میں کسی مکان کی اندرونہ کرائعقات والوں کی مشابہت کی ہی صرف ہی اصل ہی السوطی کہ وقوف بعرفات عبادت مخصوصہ عرفات برہی

فلایکون عبادة فی غیرها کسائر الناس حتی ان احدا طاف حول المسجد سوی الکعبة یخشی علیہ الکفر وروی عن
سورہ اور کسی جگہ عبادت نہیں ہو سکتی جیسی حج کی اور احکام یہاں تک اگر کوئی شخص کسی مسجد کی گردطوف کرے سوای کعبہ کی تو کفر کا خوف ہی اور ام سہمی

ام سہمی لانہ علیہ السلام قال اذا دخل المذبح ولم یضی فی المذبح من شعرة وبشرته شبثا و فی رواية من رای هلا
روایت ہی کہ سبغہ علیہ السلام فی فرمایا جب عیشہ زئی الحج کا شروع ہوئی اور ہمالی کریمکا ارادہ ہو تو ایسی مال اور دن کو کچھ نہ جھوٹی اور ایک روایت میں یوں ہی خشی ہی ہو چکا ہو

ذی الحجۃ واران یضی فلا یأخذ من شعرة وظفارة قال فی شرح السنة اختلف العلماء فی العمل بظاهر هذا الحد
اور قرانی کریمکا ارادہ ہوا نزال اور ناخن نہ تراشی شرح السنہ میں مذکور ہی علماء اس حدیث کی ظاہر پر عمل کرتے ہیں اختلاف کرتے ہیں

فذهب قوم الی من یبید النضجۃ لایجوز لہ بعد دخول العشر ان یأخذ من شعرة وظفارة عالم بدینہ وقالوا النہی
سوا ایک گروہ کا یہ مذہب ہی کہ جو عصر قریمکا ارادہ کری اگر اسکو ماہ ذی الحجہ شروع ہونے کی بعد فرمایا ویج کر فی سہی سہلی ای مال یا ناخن تراشی جائز نہیں ہیں اور کہتے ہیں کہ معاملت

فیہ للتحریم وكان ابو حنیفة ومالك والشافعی یرون ان الذنب والاستحباب قال فی شرح المنیۃ یندب لمن
واسطی حرمت کی ہی اور امام ابو حنیفہ اور امام مالک اور امام شافعی اسکو مندوب اور مستحب سمجھتی تھی منیٰ کی شرح میں کہتا ہی قرآن کریم بولی کو مستحب ہی

اراد ان یضی تاخیر تقليم الاظفار وحلق الراس الی ان یضی ولا یجیب ان استلزم تاخیر الکراہۃ لا یؤخر وھو ما
کہ قرانی ویج کر فی تک ناخن تراشی اور سر مونڈانی میں تاخیر کری اور واجب ہیں ہی اور اتنی تاخیر کرنی من اگر کراہت لازم آتی ہو تو تاخیر کری اور کراہت ہی

زاد علی الاربعین ان قد خرفی لقنیۃ ان افضل للعبدان یقلم اظفاره ویقص شاربه ویحلق عانته وینظف بدنہ
کریمکے پس دن ہی زیادہ ہو جاوے اسلامی کہ قنبر میں مذکور ہی کہ آدمی کو افضل یہ ہی کہ ہر ہفتہ میں ناخن تراشی اور پس کر توادی اور ہی انہائی موددی اور بہا ہو کر ملن کو

بالاغتسال فی کل اسبوع فان لم یفعل ففی کل خمسۃ عشر یوما ولا عذر فی ترکہ وراۃ الاربعین فالاسبوع ھو افضل
یا کہ صا کری ہر اگر ہر ہفتہ میں نہ ہو سکی تو ہر بندہ دن کی بعد اور جا لیس دن کی بعد دیر کرتی ہیں کوئی عذر نہیں ہی اس ہفتہ تو افضل مدت ہی

والخمسۃ عشرۃ ووسط الاربعین لا بعد ولا عذر لہ فیما وراۃ الاربعین ویستحب الوعد بشان النہی لیس للتشبیہ
اور بندہ دن مدت درمیان ہی اور جا لیس دن انتہا کی مدت ہی ہر جا لیس دن کی بعد کوئی عذر نہیں ہی ہر سزاوار وعید کا ہی ہر یہ معاملت بال مؤثر کی اس ہی نہیں ہی

بالحجۃ المحرمین کما ذهب الیہ بعض العلماء اذ لو کان للتشبیہ شاع فی سائر محظورات الاحرام ولم یختص بما یؤخذ من اجزاء
کہ حج احرام والوں ہی مشابہت ہو چکا ہی بعض علماء کا یہ مذہب ہی کہ چونکہ اگر ماہت مشابہت کی ہی ہوتی تو احرام کی تمام ممنوعات میں ہی جاری ہوتی جیسی کفار قتل حیاں وغیرہ

فی بیان فضیلة العشرة الاولى من ذی الحجة

البدن بل حلة النہی علی ما ذکرہ التورہ یشتی ان المضحی یجعل ضحیتہ فذیہ یفتدی بها نفسه من عذاب

یوم القيامة ویزداد بها قربہ الی اللہ تعالیٰ فکان بما اکسب من السیئات وما اتی بہ فی حقوق اللہ تعالیٰ من

غیرات ساری نفسه مستوجبة لا عظم العقوبة وهو لقتل غیرانہ اجماع عن الاقدام علیہ لانه لم یأذ

نہ فیہ فیجعل قربانہ فداء لنفسہ فصار کل جزء من قربانہ فداء لکل جزء من بدنتہ فعمت بركة القربان

بجمیع اجزاء البدن فلم یخل منها ذرة ولم یجزم منها شعرة فلما كانت هذه الفضیلة ملحقة بالاجزاء المتصلة

بالمضحی دون المنفصلة عنه رای النبی علیہ السلام ان لا ییس شیا من شعرہ وبشرته لئلا یفقد من ذلك

شیء ما عند نزول الرحمة وفیضان النور الالہی فیتمم له الفضائل ویزرع عنه النقا ص فعلی هذا ینبغی

لنناس ان یطابوا هلال ذی الحجة وبعده والیامہ لیعلموا وقت ذبح الاضحية ویستعدوا لہا لکن ثبوت

روية الهلال لما توقف علی حکم القاضی انہ اذا کان فی السماء علة لسواء کان غیباً

او دخاناً او بخاراً او غباراً او خوذک لا یقبل الا شهادة رجلین اورجل وامرأتین فی ظاہر الروایة وهو الاصح

لتعلق حق العباد بہ بالتوسعة بالحکم الاضحی وینتہ بما ینتہ بہ سائر حقوقہم وکما یشترط فیہ العدد

یشترط الحریة والعدالة ولفظ الشهادة وان لم یکن فی السماء علة لا یقبل الا شهادة جمع کثیر یقع العلم بخبرہم

وختلفوا فی مقدار ذلك فقیل لابد من اهل محلة وقیل لابد من خمسین رجلاً وعن محمد لابد ان یتواتر الخبر

من کل جانب الصحیح انه مفوض الی رای الحاكم لان المراد بالعلم الحاصل بخبرہم العلم الشرعی الموجب للعمل وهو غلبة

الظن لا العلم بمعنی التیقن ولو وقع الشک ان هذا الیوم کان من عاشر ذی الحجة او تاسع ذی الحجة فالاحوط

ان یضحی فی الغد بعد الزوال ولا یؤخر الذبح بعدہ الی یوم الثالث لاحتمال ان یقع فی غیر وقتہ وان احرکان

کقرانی الکی بعد ذبح من ینسری وان تک تأخیر نہ کری کیونکہ ناید کہ بی وقت ذبح ہوجاوی اور اگر تیسری دن تک تأخیر نہ کری

اور اوس انہو کی مقدار میں اختلاف ہے بعض کہتے ہیں ایک محراب کا حصہ اور بعض کہتے ہیں پچاس مرد چاہیں اور عام محمدی روایت ہے کہ بی ہر طرف سی

من کل جانب الصحیح انہ مفوض الی رای الحاكم لان المراد بالعلم الحاصل بخبرہم العلم الشرعی الموجب للعمل وهو غلبة

الظن لا العلم بمعنی التیقن ولو وقع الشک ان هذا الیوم کان من عاشر ذی الحجة او تاسع ذی الحجة فالاحوط

ان یضحی فی الغد بعد الزوال ولا یؤخر الذبح بعدہ الی یوم الثالث لاحتمال ان یقع فی غیر وقتہ وان احرکان

کقرانی الکی بعد ذبح من ینسری وان تک تأخیر نہ کری کیونکہ ناید کہ بی وقت ذبح ہوجاوی اور اگر تیسری دن تک تأخیر نہ کری

اور اوس انہو کی مقدار میں اختلاف ہے بعض کہتے ہیں ایک محراب کا حصہ اور بعض کہتے ہیں پچاس مرد چاہیں اور عام محمدی روایت ہے کہ بی ہر طرف سی

من کل جانب الصحیح انہ مفوض الی رای الحاكم لان المراد بالعلم الحاصل بخبرہم العلم الشرعی الموجب للعمل وهو غلبة

الظن لا العلم بمعنی التیقن ولو وقع الشک ان هذا الیوم کان من عاشر ذی الحجة او تاسع ذی الحجة فالاحوط

ان یضحی فی الغد بعد الزوال ولا یؤخر الذبح بعدہ الی یوم الثالث لاحتمال ان یقع فی غیر وقتہ وان احرکان

کقرانی الکی بعد ذبح من ینسری وان تک تأخیر نہ کری کیونکہ ناید کہ بی وقت ذبح ہوجاوی اور اگر تیسری دن تک تأخیر نہ کری

اور اوس انہو کی مقدار میں اختلاف ہے بعض کہتے ہیں ایک محراب کا حصہ اور بعض کہتے ہیں پچاس مرد چاہیں اور عام محمدی روایت ہے کہ بی ہر طرف سی

من کل جانب الصحیح انہ مفوض الی رای الحاكم لان المراد بالعلم الحاصل بخبرہم العلم الشرعی الموجب للعمل وهو غلبة

الظن لا العلم بمعنی التیقن ولو وقع الشک ان هذا الیوم کان من عاشر ذی الحجة او تاسع ذی الحجة فالاحوط

ان یضحی فی الغد بعد الزوال ولا یؤخر الذبح بعدہ الی یوم الثالث لاحتمال ان یقع فی غیر وقتہ وان احرکان

المستحب ان يتصدق بجميع لحمه ولا ياكل منه المجلس الخامس والثلاثون فی بیان فضیلة هراقة دم القربان فی ایام الخروجه وکیفیتہ

هراقة دم القربان فی ایام الخروجه وکیفیتہ قال رسول الله صلى الله عليه وسلم على

ابن آدم من عمل يوم النحر احب الى الله تعالى من هراقة الدم وانه لياتي يوم القيمة بقرونها والشعائر واطلافيها

روقه ام المؤمنين عائشة رضي الله عنها ان افضل العبادات يوم النحر اراقة دم القربان وانصلياني يوم القيمة

كما كان في الدنيا من غير ان ينقص منه شيء ليكون لكل عضو منه اجر ويصير مركبه على الصراط وكل وقت يجتصر

بعياده وهذا اليوم اختص لعبادة فعلها ابراهيم النبي عليه السلام ولو كان شيء افضل منه لما فدى به اسمعيل

ولهذا قال صاحب خلاصة شرائع الاصفية بعشره ذبحها افضل من التصديق بالفلان القرية التي تحصل

بأراقة الدم لا تحصل بالصدقة لكن ينبغي ان يعلم ان اراقة الدم في هذا اليوم وان كانت افضل العبادات

الا ان قوله تعالى ان ياكل الله لحومها ولا دمها واما ولكن يتأله المتقوى منكم فيشير الى ان المعتبر ليس هو اراقة

الدم واطعام اللحوم بل المعتبر تحصيل التقوى التي هي شرط لقبول الطاعات كلها كما قال الله تعالى انما يتقبل الله

من المتقين والتقوى لا تحصل الا بالاجتناب عن جميع المنهيات والامتنان بجميع الامورات واذالم يحصل ذلك لا يغني

عنهم اراقة الدم والتصدق باللحم وان كثرتهم ذلك فعلى هذا يجب على المكلف في هذا العيد عدة اشياء الاول

ترك المعاصي فان المعصية وان كانت فيجبة في جميع الازمنة الا انها في بعض الازمان يكون اكثر رجحا واكثر جرم

لشر الزمان فيكون تركها الزم ووجب لقوله تعالى ان علة الشهور عند الله انشاء عشر شهر ربي في كتب الله يوم

خلق السموات والارض منها اربعة حرم ذلك الدين القيم ولا تظلموا فيه من انفسكم يعني ان عدد الشهور القمرية

التي عليها يدور كثير من الاحكام الشرعية في حكمه تعالى اثنا عشر شهرا في الورع المحفوظ منذ خلق السموات

من پر اکثر شرعی احکام کا مدار ہی حکم الہی میں بارہ مہینے ہیں اور محفوظ میں غایت جب ہی اللہ تعالیٰ نے آسمان

والارض من ذلك الشهر الاثني عشر اربعة حرم هي ذوالقعدة وذوالحجة والمحرم ورجب وكون هذه الاشهر

اور زمین میں سیدھے اُن بارہ مہینے میں چار اداہ اور عزت کی ہیں ذیقعد اور ذی الحجہ اور محرم اور رجب یعنی خالی بقرو عید درمیں روزہ اور ان چاروں

الاربعة المعينة حرما هو الدين المستقيم دين ابراهيم النبي عليه السلام فلا تقبلوا دينهم ولا تعبدوا ما تعبدوا

معیّن کا ادب عزت والاہوتا بہہ ہی دین درست دین ابراہیم علیہ السلام کا سوائے تم اپنی جانوں پر ان اوقات کی عزت کہو کہ

حرمها وامرکاب المعاصی فیہا فان العمل الصالح كما انه اعظم اجرا فیہن كذلك المعصیة فیہن اعظم من

اور ان میں معاصی اختیار کر کر ظلم مت اوتارو کیونکہ نیک عمل کا ان مہینوں میں جیسی ثواب زیادہ ہوتا ہی ایسی ہی معصیت

المعصیة فی غیرہن وكذلك المعصیة فی شہر رمضان ویوم الجمعة ویوم عرفة ولیالیہا وليلة القدر

اور وقت کی معصیت سی بدتر ہی اور ایسی ہی معصیت ماہ رمضان میں اور جمعہ کی دن اور عرفہ کی روز اور انکی راتوں میں اور شب قدر میں

وايام العیدین ولیالیہا اکثر وزیرا لانه تعالی فضل هذه الازمنة بما خصها من العبادات التي تفعل

اور دو نوع عید کی دن اور انکی راتوں میں سزا میں زیادہ نہ ہی اسلی کہ اللہ تعالیٰ نے ان اوقات کو خاص خاص عبادات میں جو ان اوقات میں عمل کی جاتی ہیں فضیلت دی ہی

فیہا وجعل ثواب العبادات ونزول الرحمة ووصول المغفرة فیہا اکثر من غیرہا رحمة لهذه الامة

اور عبادات کا ثواب اور رحمت کا نازل فرمانا اور مغفرت کرنی ان اوقات میں بہ نسبت اور اوقات کی مقدار کہ ہمارے ہر واسطی رحمت کی

المرحومة فمن لم یعرف النعمة التي كانت علیہ فیہا بل هتک حرمتها بارتکاب النواہی الذنوب فیہا فقد

موجود ہر ایک شخص اس نعمت کی قدر جو اس وقت میں اس پر مبتدل ہوتی ہی بخانی کھو اس وقت کی حرمت اور ہمارے ہی طرح کی گناہ عمل کر کر تو بیشک

استحق ان یکون عذابه اشد وعقابه اعظم فعلى المسلم ان یعرف النعمة التي كانت علیہ ويعظم ما

یہ شخص سزاوار ہی کہ اس کو سخت عذاب اور بڑا ہی عقاب ہو سو مسلمان کو لازم ہی کہ اس نعمت کی قدر جو اس پر مبتدل ہی سمجھی اور جو اللہ کی

عظمه الله حتى یکون عند الله تعالى عظیما وتعظیم هذه الازمنة انما یکون بزيادة الاعمال الصالحة

عظمت دی ہی اسکی تعظیم کری تاکہ اللہ کی نزدیکی عزت باوی اور تعظیم ان اوقات کی یہ ہی صالح اعمال کی کثرت ہی ہوتی ہی

فیہا فمن عجز عن ذلك فاقبل احواله فی التعظیم ان یجتنب عما یحرم علیہ ویکره له فیزک البدع والمنکرات

یہ جو شخص اعمال صالح ہی عاجز ہو تو کم ہی کم اسکی تعظیم یہ ہی کہ ان اوقات میں تمام محرمات اور مکورات سے گناہ کرے یہ تمام بدعات اور منکرات

وما لا ینبغی له فیہا من المنہیات وکثیر من الناس فی بعض هذه الازمنة قد ارتکبوا ضد هذا المعنی حیث

اور جو جو یہ بدعہ کار اور ممنوع میں ترک کری اور بعض لوگ کہی کہی ان اوقات میں اسکی خلاف کر بیٹھی ہیں چنانچہ ایک

كانوا یسارعون فی ايام العیدین ولیالیہما الی اللہ واللعب وغیرہا من انواع السیات بعضهم بالمباشرة وبعضهم

عید میں میں شب و روز ہر دو لعب وغیرہ اقسام منہیات میں مصروف رہتی ہیں بعض خود عمل کرتی ہیں اور بعض

بالمشاهدة مع ان للسیئة الواحدة عشرة من الضرر علی ما ذکرہ الفقہ ابوالمیث فی تنبیہ الغافلین الاول استغناء

تماشا دیکھتی ہیں باوجودیکہ ایک گناہ میں موافق بیان فضیلت ابوالمیث کی کتاب تنبیہ الغافلین میں دس ضرر مرقوم ہیں اولیٰ غفلت

خالقه علیہ بخالفه امره والثانی فقرہم البلیس الذی هو عدوہ وعدوہ اللہ تعالیٰ والثالث بعدہ من الجنة و

اپنی طہ پر اسکی حکم کی مخالفت کر کر آرزو کرنا دوسری البلیس کا خوش کرنا کہ وہ اسکا اور اللہ کا بھی دشمن ہی تیسری جنت سی دوری چوتھی

قربه من جہنم والخامس جفاء من هو احب الیہ وهو نفسه والسادس تجیس نفسه التي قد خلقها اللہ تعالیٰ

دور سے نزدیکی پانچمین اپنی جان سے جفا کرنا جو سب سے زیادہ محبوب ہی چھٹی اپنی جان کو ناپاک کرنا جو اللہ تعالیٰ نے پاکیزہ پیدا کیا ہی

ظاهر

فَعَالَ دَعْمَهَا يَا بَكْرُ فَإِنَّ كُلَّ قَوْمٍ عِيدٌ فَهَذَا عِيدُنَا فَإِنَّ هَذَا الْحَدِيثَ وَأَنَّ كَانَ يَدُلُّ عَلَى مَا زَعَمُوا لَكِنْ لَيْسَ كَمَا زَعَمُوا
فَرَأَى الْبَكْرُ مَا جَاءَ فِي هَذَا الْقَوْمِ كَيْفَ عِيدٌ هُوَ لَا هِيَ سَوِيَّةٌ هِيَ هِيَ عِيدٌ هِيَ كَيْفَ نَكُنْ بِهَذَا حَدِيثٍ أَوْ كَيْفَ مَطْلَبٌ بِرَدِّهَا لَكِنْ هِيَ لَيْسَ بِهِيَ جَوْدٌ وَكَيْفَ هِيَ

افقر ذکر فی نصاب الاحتساب لہ ان ہذا الخبیث متروک غیر معمول بہ لقولہ تعالیٰ وَمَنْ التَّائِبُ مِنَ الذَّنْبِ فَمَا يَصْنَعُ
اسلام علی کہ نصاب الاحتساب میں مذکور ہے کہ یہ حدیث متروک العین ہے اس پر عمل نہیں کرتی اس آیت کی موافق اور ایک لوگ ہیں کہ خریدار میں کہیں کی

الحديث فان المراد من هو الحديث على ما ذكر في معالم التنزيل عن ابن مسعود وابن عباس وعكرمة وسعيد بن
 كبريت كما هو في بيان معالم التنزيل في ابن مسعود وابن عباس وعكرمة وسعيد بن

اور مرزا میر وغیرہ مراد ہی اور اشتراک اسی مراد اختیار اور پسند کرنا اور معنی آیت کی یہ ہیں کہ بعض لوگ

الغناء وما في معناه من المعارف والزمائر المفضل عن سبيل الله بغير علم ويأخذها هؤلاء أولئك هم عذاب الذين
غناكوا بسنة كرى أو رجوا سكرى مثل هي معارف اور زمائر وغیرہ تمام لوگوں اس کی راہ سہی اور شراب اور اسکو منسی وہ جو میں انکو ذلت کی ماری

فدلت الایة علی تحریم الغناء و عافی معناه من الملاهی و یدل علی هذا ایضاً ان عائشة بعد بلوغها لم یقل عنها الا
سوء بآیت غنائی اما اوکی مثل ملاهی و غیره کی حرمت پر دلالت کرتی ہی اور حرمت اسکی اس ہی سے ثابت ہوئی کہ حضرت عائشہ ہی بعد بلوغ کی غناء

ذم الغناء والمعازف والثانی ما یجب علی المكلف فی هذا العید الاضحیة فانها تجب علی مسلم حر مقیم موسر
اور معازف میں سوا برائی کی اور کچھ منقول نہیں ہے دوسرا امر جو اس عید میں مکلف پر واجب ہے قربانی ہی سو قربانی مسلم آزاد مقیم تو اگر پروا جب ہی

والیسار فیہ ان یملاک نصابا او لیکون قیمتہ نصابا فاضلا عن حاجتہ الاصلیہ ولا یعتبر فیہ وصف الخلفین
اسمین مقدور انتخابی چاہی کہ نصاب کا مالک ہو یا ایچے کا کہ اس کی قیمت حاجت اصلی سی طریق برابری نصاب کی ہو اس میں نامی جو تا کچھ ضرورت میں ہی جسکی ملکیت

كانت له دار لا يسكنها فبوجرها يعتبر قيمتها في الغنى وكذا اذا سكنها وفضل عن سكنها شيء يعتبر بقيمة الفاضل
 ايك كهر هو جسمين رشتا نهين كرايه ديتايي تو مقدر كي لئي او كي قيمت كا اعتبار كي جاويگا اصل سي بي اگر وسين بهي لي ليكن او كي بهي سي كچه باقي رجاوي تو باقي كي قيمت

في الغنى لان ما كان من حاجته الاصلية لا بد ان يكون مشغولا به لا يستطيع ان يلهي نفسه بالاولى ويقوم بالحاجة
 مقدم على ما بين يده او على ما في جوفه او على ما في كفاه او على ما في رغبته او على ما في هواه او على ما في
 ما في كفاه او على ما في رغبته او على ما في هواه او على ما في كفاه او على ما في رغبته او على ما في هواه

اليه في وقت من الاوقات حتى لو كان في دار بكراء فالشترى قطعة ارض بمائتي درهم فبني فيها دارا يسكنها فهو عتيق

لا نهافاضلة عن حاجته الى الحياة وانما يحتاج اليها فيما سيحیی ومن كان له دار فيها بينان حبيبی ویت متولی بیکو
بیکو! الفعل وسکاجت ہی فاضل ی اگر حاجت ہوگی تو بہرہی ہوگی اور جسکی پاس ایک مکان ہوا سکی اندر رو کھر گری اور جاڑی کی سول توغنی

غنیان کان فیہا ثلث بیوت یعتبر قیمۃ الثالث فی الغنی وصاحب الثیاب لا یغنون عنہا ثلثۃ دسحیات
میں ہی اور اگر اس کاغین تیسرا گھر ہو تو اس میں سے ایک گھر کی قیمت غنا کی ہی جادگی۔ اور کپڑوں کا مالک تین جوڑی کپڑی سی غنی نہیں ہوتا۔

حدثنا البديلة والثانية للدهنة والثالثة للجمعة والأعياد ولذا بالقرشيين وانما زاد على الدرهميات الثلاث
 دوسر اكارى كى دنتىكا تيسر جسد كى دل اور جمیعہ كى رنن كا اوزى پى دو پچھوڑ سى غنى پھين ہوتا اور جعفر تین جوڑى كپڑى
 الشار وعل الفاشد بعتہ قیمتہ فی الغنہ والغزای لكون غنایفسد وان كان له ثلثه اوافہ بھنہ

من الثنایا علی ائمہ اثنین یعدو بہ اہمت فی اعلیٰ والاعزای بہ یون عیبا بقرسین دان کا نلہ نشہ اقراس افسر
 وود و جبہ نونسی زیادہ ہوگا تو غنی ہونی کے لیے اسکی قیمت حساب میں لیا و کا کیا۔ غنم سا بجا بہ و کبھڑ و نسی غنی زمین ہوتا ارگین کبھڑی ہوگی تو ایک
 اہمیت احمہا فی الغنہ و اعزہا درہا الماعیل ۲۳۔ اندراب اند۔ اہمیت درہا کا نلہ و حارہ اللہ و حقان و غنہ و علی الخادم

و کرامت غنی و سوسن حیات کجا و گی ازیب بند قلب چه بایستی زباده سبز ... زنده و از سر من بایس کپور او با گداز من گداز و کجا و کجا این خادم سی زباده

الواحد یعتبر قیمته فی الغنی وكذا کتب التفسیر والحديث لاهله ما اراد علی نسخة واحدة من روايته وحقة
هو توغنی هو یقول فی اوکی قیمت حسابین لیاوکی اورایسی ہی تفسیر حدیث فقہ کی کتابین علماء کی لئی جو ایک ایک نسخہ سی زیادہ ہوگی ایک روایت سی
یعتبر قیمته فی الغنی وكذا ما اراد علی الواحد من المصاحف من یحسن القراءة یعتبر قیمته فی الغنی والزراعه لکون
غنا کی بابت اوکی قیمت حسابین لیاوکی اورایسی ہی جو ایک قرآن سی زیادہ قاری کی پاس تو غنا کی باب میں اوکی قیمت معتبر ہوگی اور کسان دو بیون
غنیاً بشورین والة الحرائین وان کان له ثلث ثیران یعتبر قیمته احدھما فی الغنی والبقرة الواحدة یعتبر قیمتها فی
اور کبھی کی راچہ ہل پاتھی سی غنی نہیں ہوتا اور اگر تین بیل ہوگی تو ایک بیل کی قیمت غنا میں معتبر ہوگی اور ایک ہی بیل ہو تو غنا میں اوکی قیمت لیاوکی
الغنی ومن کان له قوت سنة یستأنصا بفقیہ کلام والظاهر انه لا یعد من الغنی ذکره قاضیان فی فتاویہ
اور یکی پاس ایک سال کا کھانا برابر قیمت نصاب کی ہوتا وہیں اختلاف ہی اور ظاہر یہ ہے کہ وہ غنی نہیں ہی یہ قول قاضیان فی اپنی فتاوی میں ذکر کیا ہی
والمرغاة ان كانت له جواهر ولا یتلبس بالاعیاد وتزین للزوج یعتبر قیمتها فی الغنی وكذا اذا کان لها دار تسکن فیها
اور جس عورت کی پاس جواہر اور موتی ہوں کہ عید کا روز پہنتی ہو اور خاوند کی واسطی سنگار کرتی ہو تو غنا کی بابت اوکی قیمت معتبر ہوگی اور ایسی ہی اگر عورت کی ملک میں
مع زوجھا یعتبر قیمتها فی الغنی اذا کان الزوج قادراً علی الاسکان ویتعلق بهذا النصب حرمة اخذ الزکوة وجو
کہر ہوسمین خاوند کی ساتھ رہتی ہی تو اس کہر کی قیمت غنا کی لئی معتبر ہوگی پاس شرط یہ کہ اسکا خاوند کھر دینی کی مقدور نہ ہو اور ایسی نصیب کی زکوۃ لینے حرام ہوتی ہی اور
صدقة الفطر والاضحیة لان الغنی علی ثلث مراتب غنی یحرم علیه السوال واخذ الصدقة ویجب علیه
صدقة فطر اور قربانی واجب ہوجاتی ہی اسوسطی کہ غنا کی تین درجہ ہیں ایک وہ غنی ہی جسکو سوال کرنا اور صدقة لینا حرام ہوتا ہی اور او سپر صدقة
صدقة الفطر والاضحیة والزکوة وهو من یمک نصاباً کاملانامیاً وغنی یحرم علیه السوال واخذ الصدقة
فطر اور قربانی اور زکوۃ واجب ہو تی ہی یہ وہ غنی ہی جسکی ملک میں نصاب کامل نامی ہو رہتا ہو اور اوکی ایسا غنی ہوتا ہی جسکو سول کرنا اور صدقة لینا
ویجب علیه صدقة الفطر والاضحیة دون الزکوة وهو من یمک ما قیمته نصاب من غیر ان یکون فیہ نماء
اور او سپر صدقة فطر اور قربانی واجب ہو تی ہی اور زکوۃ واجب نہیں ہوتی وہ ایسا شخص ہی جسکی ملک میں ایسی شئی ہو کہ اوکی قیمت نصاب کی برابر ہو وہ چیز
وغنی یحرم علیه السوال لا اخذ الصدقة ولا یجب علیه شئ مما ذکر من صدقة الفطر والاضحیة والزکوة
اور ایک غنی ایسا ہوتا ہی جسکو سول کرنا حرام اور صدقة لینا جائز اور او سپر جواد ہر مذکور ہو کہ واجب نہیں ہوتا نہ صدقة فطر نہ قربانی نہ زکوۃ
وهو من یمک قوت یومہ وما یستزعر زینہ ثم المعتبر فی الفقر والغنی آخر ایام الغر فاذا جاء یوم النحر ولا مال له
وہ ایسا شخص ہوتا ہی جسکی پاس ایک دن کا کھانا ہو اور بدن دکھنی کو کھڑا ہو پھر مفلسی اور زوالگری میں آخر ایام غریب یعنی بارہویں تاریخ کا اعتبار ہی جب ایام غریب میں ہیں
ثم استفاد قدر النصاب قبل مضی ایام النحر ولا ین علیہ تجب علیه الاضحیة وان جاء یوم النحر وهو غنی فھذا
ہی پھر سکوبصا کی برابر فائدہ ہو گیا اور ہی ایام غریب میں ہوتی اور اوکی ذمہ کیجہ قرض ہی نہیں ہی تو اب سپر قربانی واجب ہی اور اگر ایام غریب کی حالت میں آگئی پھر اسکا
مالہ ونقص من النصاب قبل مضی ایام النحر لا تجب علیه الاضحیة ومن کان له علی الناس دیون مؤجلة زلمیکر
مال بالکل جاتا ہی نصاب سی کتنی رہ گیا اور ایام غریب باقی میں تو اب سپر قربانی واجب نہیں ہی اور جسکا قرض لوگوں پر کبھی کی وعدہ پر آتا ہو اور
فی بدیہ ایام الاضحیة فایشتتری به الاضحیة لا یجب علیه الاضحیة وكذا لو کان له دین علی مفلس مقرر لا یجب
ایام غریب میں اوکی آئندہ میں اتنا ہو کہ قربانی خرید لی تو اب سپر قربانی واجب نہیں ہی اور ایسی ہی اگر اسکا قرض کسی مفلس پر آتا ہو آئندہ وہ نہ قربانی
علیه الاضحیة والم یصل الیہ الدین وكذا لو کان ایدین علی مقرر ولیس فی بدیہ ما یمکنه شری الاضحیة فلا یلزمه
واجب نہیں ہی جب تک قرض وصول نہ ہو جاوی اور ایسی ہی اگر اسکا قرض ہوتا کہ بر ماہر کہ قرض ہی کر ہی اور اسکی دہ میں اتنا ہیں کہ ان خبر لی تو اسکو ضرور نہیں
ان یستقرض فیضحی ولا قیمتها اذا ودا لایبہ الدین لکن یلزمه ان یستقرض سنہ ثم یخرج ما یضرب علیہ من النصاب
کہ قرض لیکر قربانی کری اور نہ قیمت قربانی کی

درام قریبی

درام قریبی
درام قریبی
درام قریبی

يعطيه ولو كان له مال كثير غائب في يد شريكه او مضارب به ومعه ما يشتري به الاضحية من الحج
 ديد يگا اور اگر بهت سامال اسکی قبضه سی با هر هوشربک بمضارب کی قبضه من اصله کی قبضه من
 او متاع البيت يلزمه الاضحية وال وقتها بعد طلوع الفجر من يوم النحر لكن يشترط تقديم صلوة
 بکرمه اسباب ہی تو ایسی حال میں قربانی واجب ہی اور ای وقت قربانیکا دسویں تاریخ جسکو یوم تحر کہتی ہیں بعد طلوع فجر کی ہی لیکن شہر کی رہتی والوں کی حق میں
 العید علیہا فی حق اهل الامصار حتی یجوز الذبح لمن كان في المصر لا بعد فراغ الامام من الصلوة ولو
 عید کا لو کہیں بیان تک کہ شہر میں رہتی والی کو قربانی ذبح کی جائز نہیں ہی جب تک امام دو گنا نہ سی فارغ نہ ہوئی اور اگر امام کی غازی پہلی ذبح کر دی تو درست نہیں
 ضحی قبل صلوة الامام لا یصح ولو خرج الامام بطائفة الى الجبابة واهل رجلوان یصلی بالضعفاء فی
 یعنی قربانے اوسکی ذمہ رہتی ہی اور اگر امام پہنچے جماعت کی عید گاہ کی طرف روانہ ہوا اور کسی شخص کو نایب کیا کہنا تو ان کو شہر میں غازی ہوا
 المصر وضحی البعض بعد اقصی احد القرینین یجوز استحسانا وان كانت بلدة لا یصلی فیها صلوة
 اور بعضی جملہ راولی فی قربانی ذبح کر دی بعد فراغت غازی ایک شخص امام یا نائب کی تو استحسانا جائز ہی اور اگر ایسا شہر ہی کہ اوس میں عید کی غازی نہیں ہوتی
 العید ما لعمد الامام او لعلبة اهل السنة یجوز التضحية فی اليوم الاول بعد الزوال وفي اليوم الثاني و
 تو ایسی کہ امام نہیں ہی یا اہل فتنہ کی غلبہ سی تو قربانی پہلی دن یعنی دسویں تاریخ دوپہر قبل جائز ہی اور گیارہویں اور
 الثالث یجوز قبل الزوال وبعده وقال بعضهم فی ذلك المكان یجوز التضحية فی أي وقت كان لوقوع الیاس
 بارہویں میں دوپہر قبل سی پہلی ہی اور بعد دوپہر کی ہی جائز ہی اور بعض کہتی ہیں کہ ایسی جگہ قربانی جسوت کر دی ہر وقت جائز ہی بکوئی نماز کی توقع تو نہیں
 عن الصلوة وان اخر الامام الصلوة یوم العید ینفی الناس ان یخرجوا للتضحية الى وقت الزوال ولو خرج
 اور اگر امام عید کی روز نمازین دیر لگاوی تو لوگوں کو ہی جائز ہی کہ قربانی من دوپہر قبل تک تاخیر کریں اور اگر امام نماز کی
 الامام الى الصلوة فی الغدا وبعد الغد قد ضحی بعض الناس قبل ان یصلی الامام یجوز لانه فات وقت الصلوة
 اگل دن یا اگل سی اگل دن روانہ ہوا اور بعضی لوگوں کی امام کی غازی پہلی قربانی ذبح کر دی تو جائز ہی الوسطی کہ مسنون وقت نماز کا
 علی وجه السنة ثم لاعتبر مکان المذبح ولا مکان الذابک حتی لو كانت الاضحية فی المصر وصاحبها فی السواد
 تو جائز تا بہر جواز ذبح میں قربانی کی مکان کا اعتبار ہی مالک کی مکان کا اعتبار نہیں ہی یہاں تک اگر قربانی شہر میں ہو اور مالک شہر ہی دور ہو
 فامر رجل بالذبح فذبح الوکیل قبل الصلوة لا یجوز ولو كانت الاضحية فی السواد وصاحبها فی المصر وافر
 بہر اوس مالک کسی شخص کو کہی کہ میری قربانی ذبح کر دینا اوس شخص غازی پہلی ذبح کر دی تو جائز نہ ہوگی اور اگر قربانی شہر ہی دور ہو اور مالک شہر میں ہو اور وہی
 اهل بالذبح فذبح اهل قبل الصلوة یجوز وكذا لو كان رجل فی مصر واهله فی مصر اخر وكتب اليهم ان یذبحوا
 یعنی اہل کو کہی کہ ذبح کر دینا اوسکی اہل کی غازی پہلی ذبح کر دی تو جائز ہی اور ایسی ہی اگر ایک شخص ایک شہر میں ہو اور اوسکی اہل اور شہر میں ہوں اور اوس شخص اپنی اہل کو کہی
 يلزمهم ان یذبحوا عنه بعد صلوة الامام فی البلد الذی هم فیہ اعتبار المكان الذی بیعة ومن اراد ان یتعجل
 تو انکی ذمہ پر لازم ہی کہ اوسکی طرف سی دانی امام کی نماز کی بعد بیعت وہ آپ رہتی ہیں ذبح کریں کیونکہ اعتبار قربانی کی مکان کا ہی اور جس جگہ بیعت گوشت کھانا جا
 له اللحم واخرج اضحية من المصر وذبحها قبل الصلوة قالوا ان اخرجها مقدرا ما یباح للمساقر قبل الصلوة
 اور قربانی کو شہر ہی باہر لیا کر غازی پہلی ذبح کر دی تو علماء کہتی ہیں اگر اوسی قربانی کو اتنی دور لیا کر ذبح کی جس مسافت پر مسافر کو قضا جائز
 فیہ یجوز ولا فلا هذا كله فی حق اهل الامصار واما اهل السواد والقری فیجوز نهم الذبح بعد الفجر الثاني من
 تو جائز ہی ہاں میں تو جائز نہیں ہی یہ سب بیان شہر والوں کا تھا اور اگر دنوں احکاگوں کو گون کو دسویں تاریخ ذبح کر صبح صادق کی بعد
 اليوم والعاشر من ذی الحجة واما اهل البوادی ومم لا یذبحون الا بعد صلوة اقرب الائمة الیهم ولخرجتها
 اور جگہ کی رہتی والی بدون فراغت نماز اپنی سی نزدیک سی نزدیک امام کی ذبح نہ کریں اور آخر وقت قربانی کا

تو ایسی کہ امام نہیں ہی

تو ایسی کہ امام نہیں ہی

تو ایسی کہ امام نہیں ہی

في حق الكل قبيل غروب الشمس من اليوم الثالث من أيام النحر وأفضل أوقات التضحية اليوم الأول من أيامها
 سبب من آفتاب دوی سی کچھ پہلے تک تیسری دن ایام نحر یعنی یاروں کی اخیر عصر تک ہی اور قربان کا اخص وقت پہلا روز ہی یعنی دسویں تاریخ اور کثرت
 اليوم الآخر وبكره الذی یولد ان جاز لا حتم الغلط في ظلة الليل ولو وقع الشك ان هذا اليوم كان من
 سبب سی پہلا دن اور رات کو نہ بچ کر ناکروہ ہی اگرچہ جائز ہی شاید کہ رات کی اندھیری میں ٹھیک بجہ نہ بچ نہو اگر بہ شبہ آہری کہ آج نہ بچ کی
 عاشد ذی الحجۃ وناسمع ذی الحجۃ فالاحوط ان یضحی فی الغد بعد الزوال قال قاضی خان فی فتاویہ وفتاویہ وفتاویہ
 دسویں تاریخ ہی یا نہ بچ کی تو بہ احتیاط یوں ہی کہ اگلے دن دو پہر ڈیڑھ بج کر ہی قاضی خان اپنی فتاویٰ کی کتاب الصوم میں کہتا ہی
 الصوم شهر رمضان اذا جاء يوم الخميس ويوم عرفة جاء يوم الخميس ايضا كان ذلك اليوم يوم عرفة لا
 کہ ماہ رمضان کا چاند اگر جمعرات کی دن ہو ہی پھر عرفہ ہی جمعرات کی روز کا آہری تو وہ روز بیشک عرفہ کا ہی يوم النحر یعنی دسویں تاریخ
 يوم النحر حتى لا يجوز التضحية في هذا اليوم اعتمادا على قول على رضي يوم محرم يوم صومكم لان ذلك محتمل
 نہیں ہی اوس دن قربانی نہ بچ کر فی جائز نہیں ہی کیونکہ قول حضرت علی کا اسمین معتدی دسویں نہ بچ کر پہلی رمضان کی اپنی اسلوسی احیاء کر ہی
 یحتمل انه اراد به ذلك العام دون الاندثم الاضحية انما تجوز من اربعة اصناف من الحيوان الابل والبقر
 کہ اس قول میں بہ ہی احتمال ہی کہ آہی اسی سال کا حال ارشاد کیا ہو سبب کی ہی قاعدہ فقہا یہاں ہو بہ قربانی چار قسم کی حیوان کی جائز ہی اونٹ اور گای
 والغنم والمعز ذكورها واناثها الا انثى من الابل والبقر افضل والذکر من الغنم والمعز افضل ثم المعتبر من
 اور بکری اور دنبہ نر اور مادہ دونوں پر اتنا ہی کہ اونٹنی اور گائی مادہ افضل ہی اور بکری اور دنبہ سی نر افضل ہی پھر معتبر
 هذه الاصناف الاربعة الشئ وهو من الغنم والمعز ماتت له سنة وطعن في الثانية ومن البقر ماتت له سنتا
 ان چار دن قسم میں شنیہ ہی یعنی نوجوان اور نوجوان بکری اور دنبہ میں وہ ہی جسکو ایک سال پورا ہو کر دوسرا سال شروع ہوا ہو اور گای میں وہ ہی جسکو دو برس
 وطعن في الثالثة ومن الابل ماتت له خمس سنين وطعن في السادسة ولا يجوز ما دون ذلك من هذه الاصناف
 پوری ہو کر تیسرا سال شروع ہوا ہو اور اونٹ میں وہ ہی جسکو پانچ برس پوری ہو کر چھٹا شروع ہوا ہو اور اس عمر سی چھوٹا ان قسموں میں سی کوئی جائز نہیں ہی
 الا الجذع من الضأن اذا كان عظيم بحيث لو اختلط بالثنيات لم يتميز من بعيد وهو ما كان له الية واتى
 مگر جذع سینڈ ہی کا اگر کھان راس ہو ایسا کہ اگر ایک برس کی عمر والوں میں ملجادی تو دوسری پہچان نہ جاوی اور جزدعدہ ہوتا ہی کہ جسکی کچھ ظاہر ہو
 عليه سنة اشهر وشئ من الشهر السابع وذكر في الخلاصة ان التضحية بالديك والدجاجة في أيام النحر من
 چہ ہستی پوری ہو کر پچھرن ساتویں ہسبہ کی گزری ہوں اور خدا صہ میں مذکور ہی کہ مرغ اور مرغی کی ایام نحر میں قربانی کرنی جکو
 الاضحية عليه بعساره تشبه بالمضحيين مكره لانه من رسوم المجوس ولواشترى فقير رسالة الاضحية
 افلاس کی سبب سی قربانی واجب نہیں ہی قربانی کرینا والوں کی مناسبت حاصل کر نیو مکر وہ ہی اسلوسی کہ یہ مجوسیوں کی رسم ہی اور اگر کسی فقیر نے قربانی کی واسطی بکری
 ولم یضحه حتى مضت ايام النحر كان عليه ان يتصدق بتلك المشاة حية او بقيمتها ولو انه ذبحها بعد ايام
 بہ نہ بچ گئی یہاں تک کہ ایام نحر نکل گئی اب اوسپر لازم ہی کہ وہ بکری جیتی خیرت کردی یا اوسکی قیمت دیدی اور اگر بعد ایام نحر کی نہ بچ کر
 النحر وتصدق بلحمها یجوز لکن ان كان قيمتها حية اكثر يلزمه ان يتصدق بالفضل فان اكل منها يغرم
 گوشت خیرت کر دیا تو بہی جائز ہی لیکن اگر جیتی کی قیمت گوشت سی زیادہ ہو تو تہی بڑھتی قیمت ہی خیرت کردی اور اگر اوسمیں ہی آپ کھالی
 قيمته وان لم يفعل شيئا من ذلك حتى جاء يوم النحر من القابل فضحي بها عن العام الاول لا يجوز لان كون
 تو اوسنی کی قیمت ارادہ کر دی اور اگر اوسنی ان امور میں سی کچھ ہی نگہا یہاں تک کہ اگلے سال کا یوم نحر آگیا اب اوسنی پہلی سال کی قصا کی نیت سی نہ بچ کی تو جائز نہیں ہی
 الدم قربية عرف اداء القضاء ويجوز الابل والبقر من احد السبعة اذا اراد كلهم القرية اتفقت جهة القرية او
 جو عبادت ہی لواد یعنی اپنی وقت پر عبادت ہی بطور فضا نہیں ہی اور اونٹ اور گای ایک ہی لیکر سات آدمیوں تک جائز ہی اگر ان سبکا ارادہ قربت کا ہو ایک ہی طرح
 کی عبادت ہو یا

اختلفت كالأضحية والقران والمتعة والعقيقة والتقدير بالسبعة يسمن الزيادة لا النقصان حتى
 كئي طرح كي هو جیسی قربانے اور قران اور متعه اور عقیقه اور سات تنگ کی حد پانچویں سی زیادہ کی مانت ہوگی ہی مکتی کی مانت نہیں ہی بیان
 عن ستة وخمسة وأربعة وثلاثة واثنين ان لم يكن لاحد من السبع كما اذا مات رجل وترك ابنا وامراة
 کہ چہ یا پانچ یا چار یا تین یا دو آدمیوں کی طرف سے ہی جائز ہی اگر کسی کا حصہ ساتویں حصہ سے کمتر ہو جیسی ایک شخص ہو اور دوسری ایک بیٹا اور بیوہ
 وبقرة وضحاياها لا يجوز وكذا الواشترى ثلثة نفر ودفع احدهم اربعة دنابر والاخر ثلثة دنابر وثلثا
 اور ایک گائی کر مین چھوڑی اور نہوں کی وہ گائی قربانی کی تو جائز نہیں اور ایسی ہی اگر تین آدمیوں کی ملک قربانی خریدی ایک کی چار دینار دی اور دوسری کی تین دینار اور تیسری کی
 دینارا واشترى بقره على ان يكون البقرة بينهم بقدر اموالهم وضحاياها لا يجوز ولو اشترى سبعة في بقره
 ایک یا دو یا تین گائی مولی اس طور پر کہ دیناروں کی حساب پر شرکت ہی اور بیچ کی تو قربانی جائز نہیں ہی اور اگر سات آدمی ایک گائی مین شریک ہوئی
 ونوى بعض الشركاء التطوع وبعضهم الاضحية لهذه السنة وبعضهم قضاء عن السنة الماضية يجوز
 اور کسی کی نیت نفل کی اور کسی کی قربانی کی نیت کی اور کسی کی چھٹی سال کی قربانی کی نیت کی تو سب جائز ہی
 الكل لكن يكون تطوعا عن نوى القضاء عن السنة الماضية فلا يقع عن قضاء بل يلزمه ان يتصدق
 لیکن جیسی چھٹی سال کی قربانی کی نیت کی ہی اوکی نفل ہو جائی کی اوکی قضا ذمہ سی ساقط ہوگی بلکہ اوکو لازم ہی کہ قیمت درمیانہ
 بقیته شاة وسطا مضى لو مات احد السبعة وقال ورثته اذبحوها عنه وعنكم يجوز استئحسانا
 بکری کی بعض سال گذشتہ کی نیت کردی اور اگر ساتون شریک مین سی ایک مر گیا اور اوکی وارثوں کی کہا کہ اوکی طرف سے ہی ذبح کر لو تو استحسانا جائز ہی
 ولو اشترى سبعة وضحاياها لا يجوز واقتسموا اللحم وزنا يجوز ولو اقتسموا جزا لا يجوز الا ان يضم الى اللحم شيء
 اور اگر سات آدمیوں کی ملک گائی قربانی کی اور گوشت تول کر بانٹا تو جائز ہی اور اگر انکلی سی بانٹا تو جائز نہیں ہی ان اگر گوشت کی ساتھ کچھ کچھ
 من الكارع والجلد سواء كان في كل جانب شيء من اللحم وشئ من الكارع او كان في كل جانب شيء من اللحم
 پائے یا چھڑا ملا لیں تو جائز ہی برابر ہی کہ ہر حصہ پر کچھ گوشت اور کچھ پائے یا ہر حصہ پر کچھ گوشت اور کچھ پائے
 شيء من الجلد او كان في جانب لحم والكارع وفي اخر لحم وجلد وانما يجوز جزا الفجلس الى خلاف الجنس ولو
 کچھ چھڑا یا ایک حصہ پر گوشت اور پائے اور دوسری حصہ پر گوشت اور چھڑا اس صورت مین انکل کی تقسیم اسلی جائز ہی کہ ہر جنس کا خلاف جنس ہی
 لم يضموا الى اللحم شيئا وحل كل واحد منهم لصاحبه الفضل لا يجوز لان تحليل الفضل هبة وهبة المشاء
 شے کی ساتھ بیوں کی پائے یا چھڑی کی تقسیم کر کی ہر ایک شخص دوسری کو کئی بڑھتی کی اجازت دی کہ حل کر دی تو جائز نہیں اسلی کہ بڑھتی کا حل کرنا ہبہ ہوتا ہی اور ہبہ شاع
 فيما يحتمل القسمة لا يجوز وان اقتسموا اللحم وزنا وتصدقوا بالجلد على فقير او هبوا الغني يجوز ولو جعلوا
 تقسیم ہونیوالی چیز مین جائز نہیں ہی اور اگر گوشت تول کر بانٹ لیا اور چھڑا سب کی ملک ایک فقیر کو دیدیا یا کسی غنی کو بخش دیا تو جائز ہی اور اگر
 اللحم والشحم سبعة اسهم وقسموه بينهم جزا لا يجوز ويجوز الخصي والجماء التي لا قرن لها والثؤلاء التي لا
 گوشت اور چھڑی کی سات حصہ یعنی ہر ایک کو ایک حصہ تقسیم کر لیا تو جائز ہی اور بدہیا اور منڈا جسکی سیکنگہ پیدایشی نہوں اور باولی جائز ہی
 ولا يجوز العمياء التي ليس لها عينان ولا العمياء التي ليس لها عين واحد ولا العجفاء التي لا فم في عظمها
 امانہ ہی جسکی دونوں آنکھیں نہوں اور کانے جسکی ایک آنکھ نہوں اور ایسی دہلی جسکی بڑی کی اندر مغز باقی نہوں
 ولا يهرجاء التي تمشي بثلاث قوائم ويجاف الرابعة عن الارض وان كانت تضع الرابعة على الارض وضعا
 اور رنگڑی جو تین پاؤں پر چلتی ہو اور چوٹی پاؤں کو زمین پر نہ لگاتی ہو جائز نہیں ہی اور اگر چوہتا پاؤں ہی زمین پر ہو لی ہی کہہ کر
 خفيفا وتستعين بها الا انها تتأيل عند المشي تجوز ولا يجوز ما ذهب اكثر من ثلث اذنها واليتها وعينها
 ہر اتنا ہی کہ چلتی وقت جبکتی ہی تو جائز ہی اور جسکا تہائی سی زیادہ کان یا خضیہ یا آنکھ جاتی رہی ہو تو جائز نہیں ہی

وطريق معرفة ذهاب الثلث من العين ان يشد عينا المفقوعة بعد كونها جايعة فيقرب اليها العلف

اور طريقه رباقت نهائي آه جاني كايه هي كه اول بهوي بهوي انگه بند كركر هفتت بهوك كي حالت مين او سكو كها سوكها وين

فينظر من اي مكان نري العلف ثم يشد عينا الصحيحة ويقرب اليها العلف فينظر من اي مكان نري العلف

بهر خيال ركبين كتنى دورى كهر س ديكه ليتي هي بهر اچي انگه بند كركها سوكها وين اب بهر خيال كرن كه كتنى دورى كها سوكها ليتي هي

ثم ينظر تفاوت ما بين المكابين فان كان نصف فالذاهب نصف وان كان ثلثا فالذاهب ثلث وهكذا

اب دونو مكان بين فرق ديكين كتنى اب اگر آهول آده كا فرق هي تو آهي انگه بنين هي اور اگر نهائي هي تو نهائي انگه بنين هي اور ايسی هي عاب بهر

و شق لادن والكي لا يمنع جواز الاضحية وكذا كسر القرن الا اذا بلغ الخ ولو ذهب عينا او كسر رجلها في

اور چري بهوي كان اور دغا ر بهوي سي قربا نه منع بنين بهوي اور ايسی هي سينگ كو شي سي ان اگر مغربك جا بهنجي تو جايز بنين اور اگر فوج كرنكي لي بجيا و تي بهوي انگه

معالجة الذبح فانه ان لم يرسلها ينجح وان ارسلها وضحى بها في وقت اخر في ذلك اليوم او في يوم اخر

اگر او سكونه چو ر اكو بر وقت ذبح كرويا لجايزي اور اگر او وقت چو ر ديا اور او وقت اسهي دن مين

من ايام النحر اختلفوا فيه وعن ابي يوسف انه يجوز وبه اخذ الزعفراني ولو ولدت الاضحية كان

ذبح كيا تو اسمين اختلاف هي امام ابو يوسف كي نزديك جايزي اور بهر هي مذهب زعفراني كاي اور اگر قربا ني بيا پڑي تو

عليه ان يذبح الولد ايضا وان لم يذبحه حتى مضت ايام النحر فعليه ان يتصدق به حيا ولا فضلات

لازم هي كه بچه كوي ذبح كروي اور اگر بچه كو ذبح كيا اور ايام نحر كزگني تو لازم هي كه وه بچه جيتا خيرات كروي اور افضل بهر هي

يذبح اضحيته بيده ان قد لانه عبادة فالاولى ان يفعلها بنفسه وان لم يقدر يامر غيره ولا يامر

كه اپني قربا ني اگر بهوسكي تو اپني آبه سي ذبح كوي كيونكه ذبح كرها عبادت هي تو اولي بهر هي كي اپني ذات سي ادا كوي اور اگر بنين بهوسكا تو او كو كهدى اور

الكتابي لانه قربة وهو ليس من اهلها ولو امره فذبح بجوز لانه من اهل الذكوة والقربة يحصل بانأيت هو

كتابي شخص كو نه كي اسلوا عبادت هي اور وه اس كام كا بنين هي اور اگر كشي هي كهدى اور او سني ذبح كروي تو جايزي اسلوا كذبح كيا تي كا درست هي تو عبادت

نيت له لكن بكرة ويستحب احد شفرته قبل الاضجاع ويكره بعدة لما روى انه عليه السلام مر على رجل

هو جانيگ پر كروه هي اور چري كا تيره كرنا بچيا و تي بچيا مستحب هي اور بعد بچيا و تي كي كروه هي اسلوا كه رهايت هي كه بغير علف سلام ايگ شخص كي پاس جا بهنجي

اضجع شاته وهو يحد شفرته وهي تلخظ اليه ببصرها فقال اتر يدان قيمتها صوتات هلا احدث

كه وه بكري بچيا و كر چري تيره كوتا اور بكري اپني انگه سي اور هر ديكيتي تي سوآپ تي فرما يا تو چايتا بچيا سوكي موت سي ماري بچيا و تي سي بهلي چري تير

شفرته قبل ان تضجها ويكره جرها برجلها الى المذبح وترك التوجه الى القبلة ويكره النخع وهو الذبح

كيون شكر لي اور قربا ني كو تاگ پر كزنج كهنچي بهوي لي جانا اور قبل كي طرف منه نكرنا كروه هي اور نخع بهي كروه هي يعني ايسا سخت ذبح كرنا

الشديد حتى يبلغ النخاع ويكره السلخ قبل ان يسكن عن الاضطرار ويستحب ان يحضر الانسان اضحيته

كه نخاع نك نوبت جا بهنجي اور چر اچيلدا هندی بهوي سي بهلي كروه هي اور سخب بهي كه آدي اپني قربا ني كي ذبح بهوي بهوي

فان كان الذبح في وقت الفجر

فان كان الذبح في وقت الظهر

فان كان الذبح في وقت العصر

ذکر مع اسم الله تعالی غیره ان کان بالعطف مثل ان یقول بسم الله و محمد رسول الله یحرم وان کان بغير
 الله تعالی کی نام کی ساتھ اور کچھ ہی کہہ یا اگر عطف کی ساتھ کہہا اسطور کہہا کہ بسم الله و محمد رسول الله تو ذبح مجھ داری اور اگر بغير

العطف لا یحرم بل بیکره و بیکره ایضا ان یدعو بشیء بعد التسمیة قبل الذبح مثل ان یقول بسم الله اللهم
 عطف کی کہہا تو حرام نہیں ہی بلکہ مکروہ ہی اور یہ مکروہ ہی کہ تسمیہ کے بعد ذبح سے پہلے کچھ اور بات زبان پر لاوی مثلاً یون کہی کہ بسم الله الہی

تقبل منی او من فلان و اما بعد الذبح فلا بأس به لما روی انه علیه السلام قال بعد الذبح اللهم تقبل هذه
 مجوسی اور فلانی سے قبول کر لی پہر ذبح کر لی ان ذبح کی بعد اسکا کچھ مضائقہ نہیں کیونکہ روایت ہے کہ پیغمبر علیہ السلام نے بعد ذبح کی فرمایا الہی یہ قربانی قبلہ کی

عن امة محمد من شهدک بالواحدانية ولی بالبلاغ و ما تداولته الا لسن عند الذبح بسم الله والله اکبر
 محمد کی تمام امت کی طرف سے جو تیری وحدانیت کی اور میری تبلیغ کی گواہی دیتی ہیں اور ذبح کرتے ہوئے جو زبانوں پر حسب راج آتا ہی بسم الله و الله اکبر

لکن ذکر فی القنیة ان المستحب ان یقول بسم الله الله اکبر بدلت الواو ومع الواو بیکره ولو ذبح رجل اخصیة
 قنیہ میں مذکور ہی کہ مستحب یہ ہے کہ بسم الله الله اکبر بدون واو کی کہی اور واو کی ساتھ مکروہ ہی اور اگر کسی شخص نے غیر کی قربانی

غیره بغير اذنه یجوز استحسانا ولو کان بین الاثنین شاتان فذبحهما عن نسکهما یجوز و یاکل من لهما
 بی اجازت ذبح کر دی تو استحساناً ناجائز ہی اور اگر دو آدمیوں میں دو بکریاں مشترک ہوں پہر دونوں فی بلا تعین اپنی اپنی طرف سے ذبح کر دین تو جائز ہی اور بکری

و یوکل غیره من الاغنیاء و الفقراء و یهب لمن یشاء و لا یعطی اجر الجزار منها و ندب التصدق بثلاثہا و ندب ترک
 اور اگر کوئی آدمی غنی ہو یا فقیر اور جو کچھ چاہی عطا کرے اور ضروری میں قصائی کو اوس میں سے نہ دے اور تھانی کا خیرات کر دینا مستحب ہی اور

التصدق ایضا الذی عیال توسعة علیہم و یجوز الاستغفار بجلدها بان یتخذه جراباً او غراباً او یساطاً او
 صاحب عیال کہنے والی کو خیرات نکرنا ہی مستحب ہی تاکہ عیال پر فراغت ہو جاوے اور اسکی چڑ بیسی فائدہ او ٹھانا جائز ہی کہ تھلا یا توڑہ یا ڈول یا بچھونا

غیرہا و له ان یدلہ بما ینتفع به مع بقاء عینہ کالخف و نحوه لا بما ینتفع به الا باستہلاک عینہ کالخل
 وغیرہ بنائی اور اسکو جائز ہی کہ اسکی بدلہ میں ایسی چیز لے لی جس سے نفع ہو دی پر ذرات باقی رہی جیسی ہوزہ او مانند اسکی ایسی چیز بدل میں نہ دیو جسی بدلہ میں ہلاک نہ کرے

و نحوه و لا بأس ببعه بالدرهم یتصدق بها علی الفقراء و لیس له ان یدبعه بالدرهم لیتنقم بها علی نفسه و عیالہ
 وغیرہ اور اسکا درہمیں کہ چھوٹے بچہ کو خیرات دیدی اور یہ جائز نہیں کہ چھوٹے درہم کی کچھ کر اپنی او پر اپنی عیال پر خرچ کرے

وان فعل ذلك یتصدق بثمنه ولو امر اذ ان یدبعه لیتصدق بثمنه لیس له فی اللحم الا کل و الاطعام و
 اور اگر ایسا کیا تو اسکا ثمن خیرات کر دی اور اگر چاہی کہ گوشت کچھ کر اسکا ثمن خیرات کر دی تو اسکو گوشت میں اتنا پیچھے ہی کہ کھانی اور کچھ کو دیدی

لیس علی الرجل ان یضحي عن ولده الصغیر فی ظاہر الروایة وان کان للصغیر مال قال بعض مشائخنا یضحي عنه
 اور ظاہر روایت میں کہ بیکہا یہ مذہب نہیں ہی کہ نابالغ اولاد کی طرف سے قربانی کرے اگرچہ نابالغ اولاد مالدار ہو ہاری بعض علماء صدقہ فطر پر قیاس کر کہتی ہیں

ابوہ او وصیہ من مال الصغیر عندا یحقیقة قیاساً علی صدقة الفطر و قال الامام السرخسی نعم بعض المشائخ
 کہ بچہ کا باپ یا وصی صغیر کی مال میں سے امام ابو حنیفہ کی نزدیک قربانی کرے امام ابو حنیفہ کی کہتی ہیں کہ بعضی مشائخ یہ کہتی ہیں

ان علی الاب والوصی ان یضحي من مال الصغیر عندا ی حنیفة علی قیاس صدقة الفطر و الا صح انہ لیس له
 کہ باپ یا وصی کا ذمہ ہی کہ صغیر کی مال میں سے امام ابو حنیفہ کی نزدیک قربانی کرے جیسی صدقہ فطر کا حال ہی اور صحیح مذہب یہ ہے کہ اسکو

ان یفعل ذلك وان فعل اخذ بقول بعض المشائخ لا یتصدق بشیء منه بل یاکل منه الصغیر و ما بقی یدل
 قربانی کر نیکا اختیار نہیں ہی اور اگر موافق قول بعضی مشائخ کی قربانی کر دی تو اوس میں سے کچھ خیرات کرے بلکہ اوس میں سے وہ چیز کھاوے اور بچہ کی بدلہ میں

بما ینتفع به الصغیر مع بقاء عینہ کالثوب و نحوه لا بما ینتفع به الصغیر الا باستہلاک عینہ کالخبز
 صغیر کی واسطی ایسی چیز نفع رسان لیدی کہ جسکی ذات باقی رہی جیسی کپڑا وغیرہ ایسی چیز بدلہ میں نہ دیو جسی صغیر کو بدلہ میں ہلاک ذات کی فائدہ حاصل نہ ہو جیسی روٹی

تسمیہ کی گواہی

تسمیہ کی گواہی

ودخوه وذلك لان الواجب هراقة الدم واما التصديق فتبرع واما للصبي لا يحتمل التبرع واما جاز التبدل قياسا
 وغيره اسلمني ان واجب تومر ذبح كذا هي باختيار كذا سوره احسان هي وصغير كمال قابل احسان كي هين ي اور تديل اسلمني جاز يري كد حظه كو آخر تبدل كذا
 على الجدل فان الجدل يجوز ان ينتفع به وان يبدل بما ينتفع به مع بقاء عينه لان البدل س يكون في حكم المبدل فيكم
 كيونكه حري س فائده ليناهي جاز يري اور يديل لينافع رسا ن حيز كا هي جاز يري پراوسكي ذات باقي رهي كيونكه بدله كيير لوس اصل سبدل كي حكم مين هي اليسا هي
 كالانتفاع بعينه فلما كان الحكم في الجدل هذا قاسوا عليه اللحم اذا كان للصبي ضرورة والثالث ما يجب على الكلف

گو یا اصل ہی سی نفع پایا چرہ کا جو یہ حکم تھا اسہی پر کوشش کو قیاس کر لیا ہی اگر صغیر کو کچھ ضرورت ہو اور تیسری شی جو مکلف پر
 في هذا العيد تكبير التشریق فانه عند أبي حنيفة يجب على الأحرار المقيمين في الأماصار عقيب كل فريضة اذا
 اس عید مين واجب ہی ده تكبيرات تشریق مين سوبه تكبير مين امام ابو حنیفه كي نزدیک ازادون شهر مين موجود هو نواولن پري نفع جو مسافر مين چي پرفرض نماز كي جو
 يجاعة فلا يجب على اهل القرى ولا على المسافر ولا على العبد ولا على المنفرد ولا على المرأة الا اذا اقتدى هؤلاء بمن يجب

جماعت سی ادا هو واجب مين گانوكون والون پرا واجب مين اور نه مسافر پرا اور نه غلام پر اور نه منفرد پر جو اکیلا نماز پري اور نه عورت پرا ان اگر یہ لوگوں کی خدمت پر
 عليه التكبير في يكررون معه تبعاله الا ان المرأة لا ترفع صوتها لان صوتها عورة وغيرها يجهر من به لان
 تكبير مين واجب مين پري تكبير مين هو جاز مين جب مين واجب مين ذاب او كي سائره تكبير مين لمام كي تبعیت مين مگر عورت پکا کر نه پري او سکو اوز کا هي چي نا چا هي اور اوز کا
 السنة فيه الجهر ولا مانع ولا يجب عقيب صلوة العيد ولا عقيب الوتر ولا عقيب النوافل لان تلك الصلوات ليست بفريضة ويجب

اكر سمين اوز کا بدنه كرنا منو هي اور كوي مانع هي مين اور عید كي نماز كي چي واجب مين هي اور نه چي وتر كي اور نه چي نفلون كي كيول كي به سب نمازين فرض مين مين اور نماز
 عقيب صلوة الجمعة لانها فريضة وعندها يجب على كل من يصلي المكتوبة ولو كان قرويا او مسافرا او عبدا او منفر
 جمعه كي چي واجب هي كيونكه جمعه كي نماز فرض هي هو جاز مين كي نزدیک هر شخص پرجو نماز فرض اذكري واجب هي اگر چه گانو مين هو یا مسافر هو یا غلام هو یا اکیلا پري مين هو

وامرأة ولبتداؤه من فجر يوم عرفة الى عصر يوم النحر عند أبي حنيفة فيكون التكبير عقيب ثمان صلوات
 يا عورت هو اور لمام ابو حنیفه كي نزدیک شروع تكبير نون تاميچ كي فرضي هي دسون كي عصر تنك سوتام تكبير مين آمه نمازون كي بعد هو مين
 وعندها الى عصر آخر أيام التشریق وهو الثالث عشر من ذي الحجة فيكون التكبير عقيب ثلثة وعشرين
 اور صا جين كي نزدیک آخر ايام تشریق كي عصر تنك واجب مين يعني ذي الحجة كي تيروين تاميچ تنك تكبير مين تينيس نمازون كي بعد هو مين

صلوة والعمل في هذا الزمان على قولهما احتياطا في ثلث العبادات وبكيفية ان يقول مرة واحدة بعد السلام
 اس زمانه مين واسطی احتیاط كي باب عبادات مين صاحبين كي قول پر عمل هي اور او كي بكيفية يه هي كد ايك دفعه سلام كي بعد
 قبل الكلام الله اكبر الله اكبر لا اله الا الله والله اكبر والله اكبر والله اكبر واصله ان ابراهيم النبي عليه السلام
 بولني سي پہلي كي اور اھل يون هي كد ابراهيم نبی علیہ السلام في

لما اصبح ولده اسمعيل عليه السلام للذي امر الله تعالى جبريل عليه السلام ان يذهب بالفداء فلما جاء
 جب اسماعيل نبی علیہ السلام كو واسطی ذبح كر كي لثيا تو الله تعالى في جبريل عليه السلام كو حكم فرمايا كد فدية ليجا جب جبريل عليه السلام
 جبريل عليه السلام بالقرآن خاف ان يجعل ابراهيم عليه السلام فقال لله اكبر الله اكبر فلما سمع ابراهيم عليه السلام
 قرآني ليكر آئي تو خوف كيا ايسا نهو كد ابراهيم عليه السلام ذبح مين جلدی كر مينين تو جبريل في الله اكبر الله اكبر كيا جب ابراهيم عليه السلام في

صوت جبريل عليه السلام وقع في قلبه انه ياتيه بالبشارة فهل وذكر الله تعالى بالوحدانية والكبرياء فقام
 جبريل كي آواز سنني تو اونكي دمين يه خيال آيا كد جبريل كوي خوشخبري لاتي مين سوانهون في لا اله الا الله پرا اور الله كو وحدانيت اور پرا سي ياكيا يه
 لا اله الا الله والله اكبر فلما سمع اسمعيل النبي عليه السلام كلامها اذ فطن بالفداء فحمد لله تعالى وشكره فقال
 كلامات كي لا اله الا الله والله اكبر جب اسماعيل عليه السلام في دونون كي كلام مي نو سمجھي گئي كد فدية آيا سوانه تعالى الحمد كي اور شكر بجالا اور كيا

تكملة

الله اکبر ولله الحمد فصا ذلك منهم ميراثا لنا في هذه الايام وان شئى الامام التكبير وقام وذخبت في المخرج
 الله اکبر وسد الجواب تکبیر کوئی میراث ہماری واسطی آج تک جلی آتی ہے اور اگر امام تکبیر کوئی بھول کر پڑا ہو کر وائے ہو تو جنت تک سجدتیں سی باہر نہیں نکلا
 من المسجد يعود ويكبر وان خرب لا يعود ولا يكبر بل يكبر القوم وحدهم ومن ترك صلوة في هذه الايام قضيا
 توہٹ کر تکبیر کی اور اگر مسجد سی باہر ہو گیا تو نہ ہٹی اور نہ تکبیر کی بلکہ مقتدی تنہا کہلین اور اگر کوئی شخص ان دنوں میں نماز ترک کر کے ہر اہلین دنوں میں
 فيها يكبر ولو تركها في غيرها وقضها في غيرها لا يكبر وكذا لو تركها فيها وقضها فيها في
 تو تکبیر کی اور اگر کسی کی نماز سی ہوئی ان دنوں میں قضا کر دی یا ان دنوں کی نماز سی ہوئی اور دنوں میں قضا کر دی تو تکبیر نہ کی اور ایسی ہی اگر ان دنوں کی نماز سی ہوئی اگلی سال کی
 عام اخر لا يكبر ومن احدث عمدا يسقط عنه التكبير ومن سبقه المحدث يكبر بلا وضوء ولو اجتمع سجود
 ایام تشریق میں قضا کر دی تو تکبیر نہ کی اور جسنی قصد وضوء تو وضوء یا تو تکبیر اور سپرین رہتی اور جسکا وضوء یا اختیار ٹوٹ گیا تو وہ وضوء تکبیر کی اور اگر سجدہ سہو کا
 السهو والتكبير والتلبية يبدأ بسجود السهو ولا نه يودی في تحريمه الصلوة ثم بالتكبير لانه يودی بعد الصلوة
 اور تکبیر تشریق اور تلبیہ جمع ہو جائے تو پہلی سجدہ سہو کا ادا کر دی کیونکہ سجدہ سہو نماز کی اندر ادا ہوتا ہے پھر تکبیر کی کیونکہ تکبیر نماز کی بعد مقتضی ادا ہوتی ہے
 متصلا بها ثم بالتلبية لانها يودی خارج الصلوة من كل وجه ولو قدم التكبير يسجد لانه لا يينا في الصلوة ولو
 پھر تلبیہ کی کیونکہ تلبیہ ہر صورت نماز سی باہر ادا ہوتا ہے اور اگر کسی تکبیر پہلی ادا کر دی تو سجدہ کر لی کیونکہ تکبیر نماز کی منافی نہیں ہے اور اگر
 قدم التلبية يسقط التكبير والسجود لانها كلام فيقطع الوصل والمسبوق يكبر عقيب قضاء ما فات له لامع الامام
 تلبیہ مقدم کیا تو تکبیر اور سجدہ دونوں ساقط ہو جائے ہیں کیونکہ تلبیہ کلام ہی نماز تمام ہو جائے ہی وصل کو قطع کر دیتا ہے اور سبق اپنی نماز فوت کی ہوئی پوری کر کے تکبیر کی امام کی نماز
 فانه وان كان يتابع الامام في سجود السهو لانه لا يتابعه في التكبير والمتطوع اذا اقتدى بالمفترض في ايام
 کیونکہ متطوع اگر سجدہ سہو میں امام کا تابع ہے پھر تکبیر میں امام کا تابع نہیں ہے اور تفہیم پڑھتی والا اگر تکبیر کی دنوں میں فرض پڑھتی والی کا مقتدی ہو جائے
 التكبير يكبر معه تبعاله والرابع ما يجب على المكلف في هذا العيد الصلوة وقبل الصلوة يستحب للرجل السوء
 تمام کا تابع ہو کر تکبیر کی چوتھی جوام اس عید میں مکلف پر واجب ہے وہ نماز دو گنا نہ ہے اور نماز سی پہلی مرکب مستحب ہی مسکون کرنے ل
 والاغتسال والتطيب وليس حسن الثياب المباحة بان يكون جديدا او غسلا لا حرجا فانه حرام على الج
 نہانا خوشبو لگانی اچھی کپڑی مباح ہے نئی ہون یا بد ہوئی ہوئی ہون حرج نہ ہو کیونکہ حرج مردوں کو بنکار
 حتى الصبيان الا ان اشتهى من البسمة وصلوة الغداة في مسجد حيه والتكبير وهو سرعة الانتباه والا
 بچوں تک حرام ہے پرگناہ او سکون ہوتا ہے جو بچوں کو حرجیر پہناوی اور اشرق کی نماز محل کی مسجد میں اور تکبیر یعنی صبح میں جلد تیار ہو جانا اور معنی ابتکاس کی
 وهو المسارعة الى المصلى والتوجه اليه ماشيا والرجوع من طريق اخر ثم الخروج الى المصلى سنة وان وسعهم
 جلد سی عید گاہ کی طرف متوجہ ہو کر پیادہ پا جانا اور دوسری راستہ سی چلنا یا پھر عید گاہ میں جانا مسنون ہے اگرچہ جامع مسجد میں
 الجوامع لكن الامام يستخلف من يصلي في المصرب الضعفاء والمرضى بناء على ان صلوة العيد في الموضعين جائزة
 اتنی گنجائش ہو لیکن امام کیسکو اپنا خلیفہ کر دی جو شہر کی اندر نا توانوں اور بیماروں کو نماز پڑاوی اسلئے کہ عید کی نماز دو گنا بالاتفاق جائز ہے
 بالاتفاق بخلاف الجمعة فانها جامعة للجماعات والتفرق بينها فيه ويستحب في هذا العيد تاخير الاكل حتى
 برخلاف جمعہ کی کیونکہ جمعہ جماعت کو جمع کرتا ہے اور تفریق اسکی منافی ہے اور اس عید میں کھانی میں اتنی تاخیر کر لی کہ عید کی نماز پڑھ لیں
 يصلي صلوة العيد قبل هذا في حق من يضيح ليأكل من اضحيته ولا لان السنة ان يأكل من كبدها اولاً واما
 مقتضی بعض کہنی میں یہ تاخیر قربانی کرنا والی کی ہے تاکہ پہلی اپنی قربانی میں ہی کھا دی کیونکہ مسنون ہے کہ پہلی قربانی کی کھلی کھا دی اور دوسری کی
 في حق غيره فلا والاول اصح لما روى ان الصحابة كانوا يمنعون صبيانهم عن الاكل واطفالهم عن الرضاع الى ان
 حق میں نہیں ہا اول روایت صحیح ہے کیونکہ روایت ہے کہ صحابہ اپنی بچوں کو کھانی سی منع کیا کرتی تھی اور چھوٹی بچوں کو نماز ادا کرتی تھ دودھ پینی ہی دیتی تھی

ولیسحب فی هذا العید ایضا التکبیر جمہا فی طریق المصلی بالاتفاق لاعلی هیئۃ الاجتماع والاتفاق فی الصلوۃ
 اور اس عید میں یہ بھی بالاتفاق مستحب ہے کہ عید گاہ کی سترے میں تکبیر بلند آواز سے کہتا جاویں ^{پرسکو ملکر} اور ایک آواز بنا کر آگنی کی
 ومراعاة الانعام فان ذلك كله حرام بل یکبر کل احد بنفسه واذ ابلغ الی المصلی یقطع التکبیر وروی عن ابی
 تال سمہ بہ نہیں چاہی کیونکہ یہ سب حرام ہی بلکہ ہر ایک جدا جدا تکبیر پڑھی اور جب عید گاہ میں جا پہنچی تو تکبیر موقوف کری اور ابو موسیٰ
 موسی الرضا انہ کان یکبر فی کل عشر خطوات مرة حتی یملغ الجبابة ولو توجه الرستاقی الی المصلی لیلأ
 رضاسی روایت ہے کہ وہ دس دس قدم کی فاصلہ پر ایک بار تکبیر پڑھتی ہوئی عید گاہ تک چلی جاتی تھی اور اگر کوئی گردنواں کارہی ولارات کو
 من فرسوخ ونحوہ یبدأ بالتکبیر اذا طلع الفجر ثم اذا دخل وقت الصلوة وخرج وقت الکراهة بالرفع فقام الشمس
 کوس بہر کی فاصلہ سے عید گاہ میں آ جاویں تو صبح ہوئی ہی تکبیر پڑھتی شروع کری بہر جب نماز کا وقت آ جاویں اور آفتاب بلند ہوئی سی وقت مکروہ گرجاویں
 یصلی الامام بالناس رکعتین بلا اذان ولا اقامة یکبر اولاً ولا فتمت ثم یضع یدیه تحت سترته ویثنی ثم یکبر
 تو امام لوگوں کیساتھ دو رکعت پڑھتے اذان اور اقامت کی پڑھی پہلی تکبیر تحریمہ کی بہر دونوں تہنات کی پچی باندھ لی بہر جانک اللهم پڑھی بہر تین بار
 ثلث تکبیرات یفصل بین کل تکبیرتین بقدر ثلث تسبیحات لانها تقام بحجم عظیم بالمؤلة یشتبہ علی من کا
 تکبیر کی ہر ہر تکبیر کا پچیس بقدر تین تین تسبیح کی فرق لکھی اسطرحی کہ پڑی ابنوہ میں اتفاق ہوتا ہی درہی بی فاصلہ کہی میں دور کی آدمیوں کو شاید سنائی
 بعیداً ویرفع یدیه عند کل واحدة من تلك التکبیرات الثلاث یرسلهما فی اثنا ثلثین ثم یضعهما تحت سترته
 ندی اور اپنی دونوں ہاتھ ہر ہر تکبیر کیساتھ تینون دفعہ کان تک اٹھاویں اور پچیس دونوں ہاتھ چوڑی رکھی بہر دونوں ہاتھ بعد تین بائیں کی پچی
 بعد الثالثة ویتعوذ ویسمی ثم یقرأ الفاتحة وسورة ثم یکبر ویرکع واذ اقام الی الركعة الثانية یبدأ بالقراءة ثم
 اور اعوذ باند پڑھی اور بسم اللہ پڑھے کہ سورہ فاتحہ اور ایک اند کوئی سورہ پڑھی بہر اند کہ کہہ کر رکوع کری بہر جب دوسری رکعت کی واسطی کہہ کر ہو تو قرات قرآن
 یکبر بعد ثالثاً یفصل بینہن بقدر ما ذکر انفا ویرفع یدیه ویرسلهما عند کل تکبیرة ولسن هناك وضع ثم
 بعد قرات کی تین بار تکبیر کی اور انکی پچیس اسہی قدر فاصلہ رکھی جواب ذکر کیا ہی اور دونوں ہاتھ اٹھاویں اور بہر تکبیر چوڑی رکھی اسوقت آتہ کا باندھنا ثابت نہیں ہے
 یکبر ویرکع فیکون تکبیرات الركعتین تسعاً ثلث منها اصلیک تکبیرة الافتتاح والتکبیرتان للركوع وست
 تکبیر کہہ کر رکوع کری اب تکبیرین دونوں رکعت کی نو ہو گئیں تین نو اربعین سی اصل میں یعنی تکبیر تحریمہ اور دونوں تکبیرین دونوں رکوع کی اور چہرہ تکبیرین ناید میں
 نزائد ثلث فی الركعة الاولى قبل القراءة وثلث فی الركعة الثانية بعد القراءة ولو نسبت التکبیر فی الركعة
 تین پہلی رکعت میں قرات سی پہلی اور تین دوسری رکعت میں قرات کی پچی اور اگر پہلی رکعت میں تکبیر کہی بھول گیا اتنا کہ
 الاولى حتی قرأ بعض الفاتحة او کلها ثم یکبر ویعید الفاتحة وان تذکر بعد قراءة الفاتحة والسورة
 تہوڑی سی یا تمام سورہ فاتحہ پڑھے تو اب تکبیر کہہ کر سورہ فاتحہ کو دوبارہ پڑھی اور سورہ فاتحہ اور دوسری سورہ پڑھے کہ یاد آوی تو صرف تکبیر کی
 یکبر ولا یعید القراءة لانها تمت وبعد التمام لا تقبل النقص بالاعادة بخلاف الوجه الاول والثانی فانها لم تتم
 قرات کو نہ پڑھاویں اسطرحی کہ قرات پوری ہو گئی اور پوری ہونی کی بعد پڑھائی سی نقص نہیں ہو سکتا برخلاف پہلی صورت اور دوسری صورت کی کیونکہ قرات
 فیہا فصلا رکعہ لم یشعر فیہا فیعیدھا رعاية للترتیب ثم یخطب بعد الصلوة خطبتین یبدأ فیہما بالتکبیر یفصل
 سو یہ ایسا ہی گویا قرات ابھی شروع نہیں ہوئی اب واسطی رعایت ترتیب کی قرات کو پڑھاویں پھر امام نماز کی بعد دو خطبہ پڑھی دونوں خطبہ تکبیر سی شروع کری اور دونوں
 بینہما بجلسة خفيفة مقدارها ان یستقر کل عضو منه فی موضعه والخطبة فی العیدین سنة ولین
 خطبہ میں اتنی درجہ خفیف کر کہ کام جوڑ توڑ بدن کی اپنی اپنی جگہ درست ہو جاویں اور خطبہ دونوں عیدوں میں سنت ہی اور اس خطبہ میں
 فیہا ما یسن فی خطبة الجمعة ویکرہ فیہا ما یکرہ فیہا ویعلم فی هذا العید احکام الاضحية وتکبیر التشریق ومن
 وہ ہی ام سنون ہی جو جمعہ کی خطبہ میں سنون ہی اور اس میں وہ ہی ام مکروہ ہی جو جمعہ کی خطبہ میں مکروہ ہی اس عید میں احکام اور مسائل قربانی اور تکبیرات تشریق کی

دوسری رکعت میں

کی طرح

دوسری رکعت میں قرات سی پہلی

تکبیر کی

لا بد لك صلاة العيد مع الامام لا يقضيها ومن ادرك الامام الركوع يكبر للافتتاح قائما لان تكبيرة الافتتاح

عيد في نماز امام کی سائتہ انتہہ نہ آوی تو وہ سیر قضا نہیں ہی اور جب ہی امام کو رکوع میں پایا تو اول کبڑی ہوئی تکبیر تحریر کی اسو سلی کہ تکبیر تحریر

شرع فی القيام المحض ثم للعيد ان ظن انه يدرك الامام في الركوع لان المحل الاصلی لتكبيرات العيد القيام

صرف حالت قیام میں جائز ہی ہر عید کی تکبیر میں کہی اگر سبہ معلوم ہو تا ہو کہ تکبیر میں عید کی کہہ کو امام کو رکوع میں جالوں گا اسلی کہ اصل جگہ عید کی تکبیر میں کہی

المحض وان خاف فوت الركوع يكبر للركوع ويركع ثم يكبر تكبيرات العيد في الركوع لانها واجبة ولا اشتغا

قيام ہی ہی اور اگر سبہ خوف ہو کہ تکبیر میں کہی میں رکوع امام کی سائتہ فوت ہو گا تو بعد تکبیر تحریر کی تکبیر رکوع کی کہہ کر رکوع میں چلا جاوی ہر رکوع میں تکبیر میں عید کی کہی

بها اولی ويترك تسبيحات الركوع لكونها سنة ولا يرفع يديه في الركوع لان الرفع سنة ووضع الكف على الركبة

اولی ہی اور تسبیحات رکوع کی ترک کردی اسو اسلی کہ سنت میں اور رکوع میں رفع یدین ہی موقوف رکھی اسو اسلی کہ رفع یدین سنت ہی اور اتھوں کا اکٹھوں پر رکھنا ہی

سنة ايضا ولا وجه لاثبات سنة فيه ترك سنة اخرى واذا رفع الامام راسه يسقط ما بقى من التكبيرات

سنت ہی اسکی کوئی وجہ نہیں کہ ایک سنت کو اپنی موقع سے چھوڑ کر دوسری سنت ادا کری اور جب امام رکوع ہی سر اوٹھنا وی تو پھر اسکی ذمہ ہی جو تکبیر عید کی باقی ہو ساقط

فلا يتهأ في الركوع ولا في القعدة بل يسارع في متابعة الامام لانها فرض فلا يترك الواجب ولو ادرك الامام

اگر اس کی تکبیر کو رکوع میں پوری کری اور نہ قوم میں بلکہ امام کی متابعت میں جلد رکوع ہی کھڑا ہو جاوی کیونکہ متابعت فرض ہی سو واجب کی واسطی ترک نہیں ہو سکتی اور امام کو

في القعدة لا يكبر فيها لانه يقضى تلك الركعة مع التكبيرات ومن فاته ركعة واحدة اذا قام الى قضاء

قومہ میں پایا تو قوم میں تکبیر عید کی نہ کی کیونکہ رکعت معہ تکبیرات قضا کرنی ذمہ ہی اور جب ایک رکعت فوت ہو جاوی تو جب فائتہ کو قضا کرنی کھڑا ہو

ما سبق يبدأ بالقراءة ثم يكبر بعدها تكبيرات العيد ويركع ولو ادرك الامام في التشهد وبعد السلام في

تو اول قراوت شروع کری پھر بعد قراوت کی تکبیر میں عید کی ادا کری پھر رکوع کری اور اگر امام کو التحیات میں پایا یا سلام کی بعد

سجود السهو فانه يقوم ويصلي ويأتي بالتكبيرات في محلها ويستحب تعجيل الصلاة في هذا العيد وتأخير

سہو کی سجدہ میں پایا تو اب سبہ کھڑا ہو کر نماز پستور پڑھی اور تکبیر میں عید کی اپنی جگہ کی سر کی اور اس عید میں نماز کی تعجل اور عید الفطر میں تاخیر مستحب ہی

في عيد الفطر وفي القنية تقدم صلاة العيد على صلاة الجنازة اذا جمعتا وصلاة الجنازة على الخطبة

اور قنیہ میں ہی کہ عید کی نماز جنازہ کی نمازی پہلی ادا کریں اگر دو تو جمع ہو جاویں اور نماز جنازہ خطبہ ہی پہلی ادا کریں

وفي البرزانية ان اجتمع العيد والكسوف يقدم العيد لانه واجب كما تقدم على الجنازة لكون وجوبه

اور برزانیہ میں ہی اگر نماز عید اور نماز کسوف جمع ہو جاویں تو عید کی نماز پہلی پڑھیں کیونکہ واجب ہی جیسی نماز جنازہ پر مقدم ہی اسو سلی کہ عید کی نماز واجب

عينا ووجوب الجنازة كفاية ويكره التنفل في المصلي قبل صلاة العيد وبعدها للامام وغيره وان رفع

عینہ ہی اور جنازہ کی نماز واجب کفایہ ہی اور عید گاہ میں جا کر عید کی نمازی پہلی تعیل پڑھیں مکروہ ہیں اور بعد نماز عید کی امام وغیرہ خواص کو مکروہ ہی اور اگر

في هذا العيد عذر يمنعه من صلاة العيد فصل من الغد وبعد الغد لا تصلي بعد ذلك لانها موقفة

اس عید میں کوئی عذر عید کی نمازی روک دی تو اگلی دن گیا ہو میں کو پڑھیں اور اس نسی اگلی دن بار ہو میں کو پھر بار ہو میں کی بعد نہ پڑھیں کیونکہ اسکا وقت

بوقت الاضحية فتجوز مادام وقتها باقيا ولا تجوز بعد خروج وقتها ثم العذر هم نسي الجواز بل لنفي الكراهة

وہ ہی اضحیہ کا تھا سو جب تک ہی جائز ہی کہ قربانی کا وقت باقی ہو پھر قربانیکا وقت نکلی چھی جائز نہیں پھر اس عید میں عذر کا ہونا واسطی نفی جواز کی نہیں ہی بلکہ واسطی

حتى لو كان تاخيرها الى الغد وبعد الغد بخير عذر يجوز الصلاة لكن يلزم الاساءة بخلاف الفطر فان العذر

یہاں تک اگر تاخیر اگلی دن تک اور اگلی ہی دن تک ہی عذر ہو تو ہی جائز ہی لیکن برائی لازم آتی ہی بضرمانہ عید الفطر کی کیونکہ اس میں عذر

فيه لنفي الجواز حتى لو كان تاخيرها الى الغد بخير عذر لا يصح ليس بنا الله تعالى علاما موافقا لرضائه باطفاه و

واسطی نفی جواز کی ہی یہاں تک کہ اگر اس نماز میں تاخیر اگلی دن تک نہ ہو تو برائی لازم نہیں آتی کیونکہ اس میں اعمال موافق اپنی رنما کی اپنی لطف اور

وكرمه المجلس السادس والثلاثون فی بیان فضیلة شهر الله المحرم وصوم یوم عاشوراء

اور كرم سی چہتیسویں مجلس
 قال رسول الله صلى الله عليه وسلم افضل الصيام بعد رمضان شهر الله المحرم هذا الحديث من صحاح المصنف
 رسول الله صلى الله عليه وسلم فی فرمایا افضل روزی بعد ماہ رمضان کی ماہ الہی محرم کی ہیں یہ حدیث مصنف کی صحیح میں ہے
 رواه ابوهريرة وضا الشهر الى الله تعالى لتعظيم شان الشهر والمصنف قد ذكره ان افضل الصيام بعد صيام رمضان
 ابوهريرة کی روایت سی اور شہر کی اصافۃ اللہ کی طرف واسطی تعظیم مرتبہ مہینی کی ہی اور رمضان مخدوف ہی اصل میں عبارت یوں ہی افضل روزی بعد رمضان
 شهر الله المحرم وهو صريح في ان افضل ما تطوع به من الصيام بعد رمضان شهر الله المحرم لكن يحتل ان يراد به انه افضل
 کی روزی ماہ الہی محرم کی ہیں اس عبارت سی صایہ معلوم ہوتا ہی کہ افضل نوافل روزی بعد رمضان کی ماہ الہی محرم کی ہیں لیکن یہ بھی احمال ہی کہ اس سی یہم اور افضل
 شهر تطوع بصيامه كما لا بعد رمضان واما التطوع ببعض الشهر فقد يكون غير افضل منه كصيام يوم عرفة او عشر
 مہینہ جسکی پوری روزی رکھی جاوین بعد رمضان کی محرم ہی اور نفل روزی تہوڑی تہوڑی بعضی اور مہینی کی محرم سی افضل ہونی میں جیسی روزہ روزہ کا یا دن دن کا اللہ
 ذي الحجة او سنة شوال او نحو ذلك ويشهد لهذا ما روى عن علي بن ابي رباح ان النبي صلى الله عليه وسلم فقا يا ايها
 ذی الحجہ کی یا چہ روزی شوال کی اور مانند اسکی اور اسکی سند وہ روایت علی رضی سی ہی کہ ایک شخص فی نبی علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو کر پوچھا یا رسول اللہ
 اخبرني بشهر صومه بعد رمضان فقال له النبي عليه السلام ان كنت صائما لشهر بعد رمضان فصم المحرم فانه
 بتھا ہی بعد رمضان کی کس مہینہ میں روزی رکھوں آپ فی فرمایا
 شهر الله وفيه يوم تابل الله فيه على قوم ويتوب على اخرين لكن قد كان النبي عليه السلام يصوم شهر شعبان
 مہینہ اللہ کا ہی اور اس مہینی میں ایک سال پہلے ہی اللہ تعالیٰ نے ایک صوم کی خطا معاف کی اور اور کی خطا معاف کر لیا لیکن نبی صلی اللہ علیہ وسلم ماہ شعبان میں روزی رکھتی تھی
 ولم ينقل عنه انه كان يصوم المحرم وانما كان يصوم منه يوم عاشوراء وقوله عليه السلام في حديث ابن عباس
 اور یہ کہ سیفی بیان نہیں کیا کہ محرم میں روزی رکھتی تھی محرم میں صرف یوم عاشوراء کا روزہ رکھتی تھی اہل آپ کا ارشاد ابن عباس کی حدیث میں
 ان يعقبت الى قابل لا صوم التاسع يدل على انه عليه السلام كان لا يصوم التاسع لكن روى انه عليه السلام امر
 اگر تعقیب مہینی کی روزی کا چاہتا ہی تو محرم میں رکھ کر رکھ کر
 عمر بن الخطاب انك جيتارم قاله لثوبان تاريخ روزه كه لو كانا اسى يثبت ثابت كما كوزين تاريخ من روزه مہینہ رکھتی تھی لیکن روایت ہی کہ آپ نے ایک شخص کو فرمایا
 رجلا ان يصوم الا شهر الحرم وافضل صيام شهر الله المحرم وافضل شهر الله المحرم عشرة الاول
 کہ اشہر محرم میں روزی رکھی اور اشہر محرم میں افضل روزی ماہ الہی محرم کی ہیں اور ماہ الہی محرم میں سی افضل روزی پہلی رہی کی ہیں
 فاما كان هذا الشهر من بين الشهور مضافا الى الله تعالى فانسب ان يختص بعمل مضاف الى الله تعالى وهو الصوم
 اور یہ مہینہ تمام مہینوں میں سی جو اللہ کی طرف مضاف ہی تو مناسب ہوں ہی کہ اس مہینہ میں عمل ہی ایسا ہو جو اللہ کی طرف مضاف ہو سو وہ عمل روزہ ہی
 فان الصوم سترين العبد وربه يفعل خالص الوجه طالبا للرضاء ولا يطلع عليه غيره لكونه نية وامساكا
 کیونکہ روزہ بندگی میں اور اللہ کی قربت میں مہینہ ہوتا ہی کہ صرف واسطی خدا کی اسکی رضا مندی کی ہی رکھتا ہی اور سوا اللہ تعالیٰ کی کوئی اور سی خبر نہیں ہوتا کیونکہ روزہ نیت
 حتى قيل ان الحفظة لا يطلع عليه ولا تكتبه بخلاف سائر العبادات فانها ما يطلع عليها غيره تعالى فذلك انه هو العالم به
 یہاں تک کہ کہتی ہیں کہ کرام کا تبیین کو خبر نہیں ہوتی اور نہ وہ کہتی ہیں برخلاف تمام اور عبادات کی کہ وہ سوا اللہ تعالیٰ اور اللہ کو ہی معلوم ہوتی ہیں اور سوائے اللہ کا روزہ کا اللہ
 دون غيره خصه بذاته وتولى جزاءه بنفسه ولم يجعله الى غيره كما روى عن ابي هريرة انه عليه السلام قال لكل من ابن
 اور کو نہیں ہوتا تو اللہ تعالیٰ ہی اسکی اپنی ذات سی خاص کیا اور نہ اسکی نواب بذات خود ہوا اور پر جو انکیا چنانچہ ابو ہریرہ سی روایت ہی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم فی فرمایا کہ ان اللہ
 لوم ايضا عفا حسنة بعشر امثالها الى سبعمائة ضعف قال الله تعالى الا الصوم فانه لي وانا اجزي به
 اللہ تعالیٰ فرماتا ہی سوا روزہ کی کہ روزہ میری ہی میں ہی اسکی جزا دو گنا
 بريك عمل کا ثواب دس گونہ بر ہوتا ہی سات سو گونہ تک

یدع شهوته وطعامه وشرابه من اجل المعنی ان کل طاعة وخیر الذم یکن رباء فاقبل ما یعطى لصاحبه من اجر

میری لئی اپنی شہوت کھانا پینا سب چھوڑ دیتا ہی یعنی بر طاعت اور نیک عمل جس میں ربا نہ ہو تو کم سی کہ عابد کو اس کا ثواب دس گونہ ہی

عشرة لقوله تعالى من جاء بالحسنة فله عشر مثا لها وقد نزل الى سبعة عشر واكثر لقوله تعالى مثل الذین

واسطی قرانی اللہ تعالیٰ کی جو کوئی لایا نیکی اس کو ہی اس کی دس برابر اور کبھی سات سو گونہ اور اس سی زیادہ ہو جاتا ہی واسطی قول اللہ تعالیٰ کی مثال

یَنْفِقُونَ اَمْوَالَهُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ اَنْبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلٍ فِي كُلِّ سَنَابِلَةٍ عِشْرَةُ حَبَّةٍ وَاللَّهُ يُضَعِفُ

جو خرچ کرتی ہیں اپنی مال اللہ کی راہ میں جیسی ایک دانہ اس سی او گھن سات بالین ہر مال میں

لَمَنْ لَبِثَ اَوْ اَمَّا الصَّوْمُ فَثَوَابُهُ بِغَيْرِ حَسَابٍ لانه لا یتانی الا بالصبر وقد قال الله تعالى اِمَّا يَوْفَى الصَّابِرُونَ اَجْرَهُمْ

جکی واسطی چاہی اور روزہ کا ثواب تو بی حساب ہی کیونکہ بدلے صبر کی اتنا نہیں ہو سکتا اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہی صبر کرنا واللہ ہی کو ملتا ہی اور لکھا نیکی

بِغَيْرِ حِسَابٍ ثم الصبر وان كان یوجد فی غیر الصوم من العبادات لکن وجودہ فی غیرہ لیس کو وجودہ فیہ لانه ثلثہ

ان گنت پھر صبر اگرچہ سوا روزہ کی تمام عبادات میں ہی ہوتا ہی پھر صبر اور عبادات میں اتنا نہیں ہوتا جتنا روزہ میں ہوتا ہی

انواع صبر علی طاعة الله تعالى وصبر عن محارم الله تعالى وصبر علی الالام والشدائد وكلما یوجد فی الصوم

قسم پھر ہوتا ہی صبر طاعت الہی پھر اور صبر اللہ تعالیٰ کی محبت سی اور صبر رنج اور سختیوں پر اور یہ تینوں صبر روزہ میں موجود ہوتی ہیں

فیہ صبر علی وجب علی الصائم من الطاعات وصبر عما حرّم علیہ من الشهوات وصبر عما یصیبہ من المآوج

کیونکہ روزہ میں طاعت پھر صبر ہی جو روزہ دار پر واجب ہوتی ہی اور شہوات سی صبر ہی جو روزہ دار پر حرام ہو گئی ہیں اور ہر ایک کی تکلیف پھر

وحارة العطش ضعف البدن فانه یعرض بدنه النحول والنقصان الذی یفرض الی الهلاك طلب الرضاة ثم

اور پیاس کی گرمی پھر صبر ہی اور بدن کی سستی پھر کیونکہ روزہ دار کی بدین لاغری اور نقصان ایسا آجاتا ہی کہ جس میں ہلاک ہو جاوی پھر سب اللہ تعالیٰ کی رضامندی کی

اشیر الیہ حیث قبل یدع شهوته وطعامه وشرابه لاجلی بخلاف سائر الطاعات ثم انه بسبب منع نفسه عن

اسی بات اشارت ہی یہ کہ روزہ دار اپنی شہوت کھانا پینا میری لئی چھوڑ دیتا ہی برخلاف اور طاعت کی پھر روزہ دار اپنی نفس کو کھانی

الاکل والشرب والحام یصیر متخلفا باخلاق الله تعالى لکونه منزها عن هذه الاشياء فلما کان فی الصوم

اور یعنی اور جماع سی بند کر کر گویا صفات الہی پیدا کر لیتا ہی کیونکہ اللہ تعالیٰ ہی ان تمام صفات سی پاک و صاف ہی یہ ہی وضاحت روزہ میں ہوتی

هذه المعانی خصه الله تعالى بذاته وتولی جزاءه بنفسه ولم یکله الی غیرہ والکرم اذا خبر انه یتولی الجزاء

اسی نظر سی اللہ تعالیٰ فی روزہ دار کو اپنی ذات پاک سی خاص کیا اور روزہ دار اس کی ثواب کا آپ ہو اور حوالہ نہیں کیا اور ذات کریم جو یہ خبر دی کہ میں آپ اس کی عوض کا

بنفسه یقتضی ان یکون ذلک الجزاء فی غایة العظمة ونهاية الکثرة بحیث یکون له حد ولا عد قدر وی

توضو رہی کہ وہ عوض بہت ہی بڑا ہو راتنی کثرت سی ہو کہ اس کی نہ کچھ حد ہو اور نہ کچھ شمار اور

عن ابی امامة الباهلی انه علیه السلام قال من صام یوما فی سبیل الله جعل الله بینه وبين النار خندقا کابین

ابو امامہ باہلی سی روایت ہی کہ پیغمبر علیہ السلام فی فرمایا جسنی ایک روزہ روزہ واسطی اللہ کی رکھا تو اللہ تعالیٰ درمیان اس کی اور دوزخ کی ایک خندق اسراف صلاہ پڑا

والارض فی حدیث اخر رواه ابو سعید الخدری انه علیه السلام قال من صام یوما فی سبیل الله بعد الله وجهه

اور زمین کی ہی اور ایک اور حدیث میں ہی ابو سعید خدری کی روایت ہی کہ پیغمبر علیہ السلام فی فرمایا جسنی ایک روزہ روزہ واسطی اللہ کی رکھا تو اللہ تعالیٰ او کا منہ

عن النار سبعین خریفا ومعنی الحدیث ان من صام یوما لوجهه ورضائه ینجیه الله تعالیٰ من النار عبر عن النجیة

دوزخ سی ستر خریف درر کہیگا اور معنی حدیث کی یہہ ہیں کہ جسنی ایک روزہ صرف واسطی رضامندی الہی کی روزہ رکھا تو اللہ تعالیٰ او کو دوزخ سی نجات دیکھا نجات کو

بطریق التمثیل لیکون البعید ان من کان بعیدا عن شیء یهدا المقدال یرسل الیہ البتة والمراد بالخریف السنة

بطور تمثیل واسطی ہا لہ کی اس عبارت میں بیان کیا واسطی کہ جو شخص کسی شی لائی دور ہو جاوی تو وہ شی اس تک ہرگز نہ پہنچی گی اور خریف سی مراد سال ہی

۱۰
۱۱
۱۲
۱۳
۱۴
۱۵
۱۶
۱۷
۱۸
۱۹
۲۰
۲۱
۲۲
۲۳
۲۴
۲۵
۲۶
۲۷
۲۸
۲۹
۳۰
۳۱
۳۲
۳۳
۳۴
۳۵
۳۶
۳۷
۳۸
۳۹
۴۰
۴۱
۴۲
۴۳
۴۴
۴۵
۴۶
۴۷
۴۸
۴۹
۵۰
۵۱
۵۲
۵۳
۵۴
۵۵
۵۶
۵۷
۵۸
۵۹
۶۰
۶۱
۶۲
۶۳
۶۴
۶۵
۶۶
۶۷
۶۸
۶۹
۷۰
۷۱
۷۲
۷۳
۷۴
۷۵
۷۶
۷۷
۷۸
۷۹
۸۰
۸۱
۸۲
۸۳
۸۴
۸۵
۸۶
۸۷
۸۸
۸۹
۹۰
۹۱
۹۲
۹۳
۹۴
۹۵
۹۶
۹۷
۹۸
۹۹
۱۰۰

ذكر الجزء وارید الكل وانما جریه عنہا دون غیرہ من تفصیل لكونه وقت بلوغ الثمار وسعة العیش وروی عن

جزء ذکر کر کے کل مراد لیا ہے اور خریف خاص کر کے بدون اور تفصیل کی اس واسطی کہ اگر کسی نے یہ وقت میوؤں کی پختگی اور عیش کی فراخی کا ہی اور بوجہ

بہ ہویہ انہ علیہ السلام قل للصائم فرحتان فرحة عند فطره وخرجة عند لقاء ربه ومعنی هذا الحديث

سی روایت ہے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا روزہ دانکو دو خوشیاں ہوتی ہیں ایک خوشی روزہ افطار کر کے ہوتی اور ایک خوشی رب کی ملاقات کی وقت اور اس حدیث کی معنی

ان للصائم سرور امرین علی ان الفرحة مرة من الفرح وهو السرور بالمسرة عند لقاء ربه فیما یجرہ من ثواب الصوم

کہ روزہ دار کو دو بار سرور ہوتا ہے اس واسطی کہ فرح کا لفظ مرت کی واسطی فرح سے مشتق ہوا ہے اور فرح کی معنی سرور کی ہیں یہ سرور روزہ دار کا رب کی ملاقات پر ہوتا ہے

مدخر عند الله تعالى فان من ترك الله تعالى طعامه وشربه وشهوته ليعرضه الله تعالى خيرا من ذلك كما قال الله

المدخر فی ان یکبار ذخیرہ کیا ہوا ہوگا کیونکہ جو شخص اللہ کی واسطی اپنا کھانا پینا شہت بند کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کو عوض دے گا بہتر عطا فرما دے گا چنانچہ تعالیٰ

والتقوا من الا نفسكم من خير تجدوه عند الله هو خيرا واعظم اجرا وقال النبي عليه السلام لرجل انك

اور جو آگے بھیجی اپنے واسطی کوئی نیکی اس کو بڑی نیکی اور نواب میں زیادہ اور نبی علیہ السلام نے کسی شخص سے فرمایا

لن تدع شيئا التقاء لله تعالى الا انك الله خيرا منه وروی ان الصائم ينو صومه يوم القيمة فائدة تحت العرش

تو جب کسی منکر کو خدا کی خوف کا مارا ترک کرے گا تب بھی اللہ تعالیٰ تجھ کو اس سے بہتر عطا کرے گا اور روایت ہے کہ روزہ داروں کی واسطی قیامت کی روز عرش کی

یاكلون عليها والناس في حسرة فيقول الناس لعل هؤلاء ياكلون ونحن في الحسرة فيقال لهم انهم كانوا صوموا وانتم نظفوا

اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لوگ ابھی حساب میں ہونگے سو وہ لوگ کہیں گے یہ کون لوگ ہیں کہ بیٹھے کھاتی ہیں اور ہم حساب میں ہیں سو جواب ملیگا یہ لوگ روزہ کرتے تھے اور تم روزہ

وفي الصحيحين انه عليه السلام قال ان في الجنة بابا يقال له ربان لا يدخل منه الا الصائمون والمراد بالصائم

اور صحیح بخاری اور مسلم میں ہے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جنت کا ایک دروازہ ہے اس کو ربان کہتے ہیں اس میں صرف روزہ داروں کا داخل ہونگے اور مراد بالصائم

هم الذين يكثرلون الصوم فانهم لما تم لهم العيش خصوا باب فيه الري والامان من العطش قبل تكلمهم من الجنة

وہ لوگ ہیں جو اکثر روزہ دار رہتی ہیں کیونکہ ان لوگوں کی جو پیاس کی شدت اور ٹھانی توانگی نبی الیسا دروازہ خاص کیا گیا جس میں جنت میں جاتی ہیں پہلی سیرلی اور بیکار کیا

واما سروره عند افطاره فيما يتناول من الطعام والشراب لان النفس تجبرلة على الميل الى ما يلائمها من المطعم والمشرب

اور روزہ کی کہوتی وقت اس واسطی خوشی ہوتی ہے کہ کھانا اور پینے کا احتیاج تھا اب اس واسطی نفس کی عادت ہے کہ اپنی لالچ بستیا کھاتی اور پیتی

والمعنى فاذا صنعت من ذلك في وقت من الاوقات ثم اذن لها في وقت اخر ففرح بذلك طبعاً خصوصاً عند اشتداد

اور نیک کی طرف متوجہ ہوتا ہے نفس کو اگر کسی وقت ممانعت ہووی یہ اس کو اور وقت میں اجازت سوا دیکھو بخیر و خوش ہوتا ہے خاص یہ وقت کہ وہ سرگرمی ہو

الحاجة اليه لتأثير الجوع والعطش فيها ونفاضها باخذ حاجتها يشعر هذا ما روى عن ابن عمر انه عليه السلام

اور پیاس کی نہایت حاجت مند ہو اور اپنی حاجت کا تقاضا لگ ۲۰ ہوا ابن عمر کی روایت سے یہ مضمون ثابت ہوتا ہے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم

كان اذا فطر يقول ذهب الظما وابتلت العروق وثبت الاجران شاء الله تعالى مع ان له عند افطاره دعوة

افطار کی وقت ہے فرمایا کرتے تھے جھنگ پیاس اور تر ہوس دگین اور ثابت ہو گیا ثواب ان شاء اللہ تعالیٰ یہ بھی ہے کہ افطار کی وقت دعا

مستجابة كما جاء في الحديث ان للصائم عند افطاره دعوة مستجابة بل يكون نومه عبادة قال ابو العالية

مقبول ہوتی ہے چنانچہ حدیث میں آیا ہے کہ روزہ دار کی یہی افطار کی وقت دعا مقبول ہوتی ہے بلکہ اس کی خواب بھی عبادت ہے ابو العالية کہتے ہیں

الصائم في العبادة ما لم يغترب وان كان نائماً على فراشه فعلى هذا يكون في ميله ونهاره على العبادة ثم في صوم المحرم

کہ روزہ دار ہر وقت عبادت میں ہے جب تک غیبت نہ کری اگرچہ اپنی بستر پر سوتا ہے اس وقت کی موافق روزہ دار شب و روز عبادت میں ہے یہ ماہ محرم کی روزہ میں

معنى اخر وهو ان الاشهر الحرم ما كانت افضل الشهور بعد رمضان وكان صوم كل لها صند وبالله امر النبي عليه السلام

ایک اور بات ہے یعنی اشہر الحرم چونکہ بعد رمضان کی تمام مہینوں میں افضل ہیں اور ان سب مہینوں کی روزی مستحب ہیں موافق ارشاد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی

به وكان بعضها ختام السنة الهلالية وبعضها مفتاحها الزم ان يكون من صام ذي الحجة سوى ليام الحرم فيها
اوراوين بي بعضا مينا قري سال كاتماي بي . اور بعضا مينا قري سال كاتماي بي . اور بعضا مينا قري سال كاتماي بي . اور بعضا مينا قري سال كاتماي بي .
الصيام وصام الحرم قد ختم السنة بالطاعة ففتحها بالطاعة فيرجى ان يكتب سنة كلها طاعة وعبادة ليس الله
روزي كمي بهرم كمي روزي كمي تو اوسي سال عبادت بي مين تمام كيا اور عبادت بي مين شروع كيا الهاميد بهي كه سارا سال كاسال عبادت اور طاعت مين كيا طوي اليه
عمله بلطفه وكرمه المجلس السابع والثلاثون في بيان فضيلة يوم عاشوراء وبيان ما يفعل فيه

الحال بنى لطفا وكرم سي اسان كرى سينتيسون مجلس يوم عاشوراء كي فضيلت مين اور اس روز كيا كيا عمل مين آوي
قال رسول الله صلى الله عليه وسلم صيام يوم عاشوراء احتساب على الله تعالى ان يكفر السنة التي قبلها هذا الحديث
رسول الله صلى الله عليه وسلم في فرمايا يوم عاشوراء كي روزي كان غالب بي كه الله تعالى ايك سال كذشته كا كفاره كردي بهر حديث مصابيح كي

صالح المصابي رواه ابو قتادة وصعناه ان من صام يوم عاشوراء ارجو من الله تعالى ان يعقر ذنوبه التي وقعت في
صحيح حديث مين بي ابو قتاده كي روايت سي اور معني اس حديث كي بهر مين جسي يوم عاشوراء مين روزه كر كا تو مين الله تعالى سي اميد كرنا هولن كه اكي كناه جو كه

السنة الماضية والمراد من الذنوب الصغائر لان الكبيرة لا يكفرها الا التوبة وفي حديث اخر رواه ابو هريرة انه
سال كذشته مين هو بي هولن معاف كردي اور كنه هولن سي مراد صغيره كناه مين اسوسط كي كناه كبيره بدولن توبه كي معاف مين هوتي اور ايكاه حديث مين ابو هريرة كي روايت سي

قال افضل الصيام بعد رمضان شهر الله المحرم يعني ان افضل الصيام بعد رمضان صيام شهر الله المحرم وهو
كه شهر صلي الله عليه وسلم في فرمايا افضل روزي بعد ماه رمضان كي ماه النبي محرم كي مين مراد بهي كي افضل روزي بعد رمضان كي روزي ماه النبي محرم كي مين اور بهر حديث

ان كان ظاهر في فضيلة شهر الله المحرم بعد صيام رمضان لكن قبل المراد به صيام يوم عاشوراء وانما كان صيام
اگر چه بظاهر تمام ماه النبي محرم كي روزون كي فضيلت مين بي بعد روزون ماه رمضان كي ليكن كمي مين كه مراد اس سي روزه يوم عاشوراء كمي اور اسون كار روزه

ذلك اليوم افضل لكونه فضا في اوائل الاسلام ثم نسخت فرضيته بوجوب صوم رمضان والعبادة التي نسخت
اسلي افضل بي كه اوائل اسلام مين فرض هتا بهر جيب رمضان كي روزي فرض هوتي تو وسكي فرضيت منسوخ هوگي اور جسي عبادت كي فرضيت منسوخ

فرضيتها افضل من العبادة التي لم تكن فرضا اصلا فان قيل قد ذكر في الاصول ان الجواز يزيل بنسخ الوجوب فكيف
هو جاتي بي نوره البسي عبادت سي حوكمي فرض نه هوتي هو افضل هوتي بي اكر كوي كمي كه اصول مين منكره بي كه وجوب كي نسخ سي جواز بي زائل هو جاتا بي بهر

يكون الصيام فيه افضل فالجواب ان ذلك اليوم لما نسخت وجوب الصيام فيه صار كسائر الايام في جواز الصيام فيه
به روزي افضل كيون كه هر سكي مين سو جواب بهي كه اس وكلي اندر وجوب صام جب منسوخ هو تو نوره روزي كي واسط ايسا هوگي جسي اوساري دن مين

فيكون افضل قال ابن عباس ما رايك رسول الله صلى الله عليه وسلم يثري صيام يوم فضله على غيره الا هذا
سو افضل بي هوگا ابن عباس كمي مين ميني رسول الله صلى الله عليه وسلم كو نهن ديكبا كه تلاش كرقي هولن روزه كسي روز كا جكو او بهر فضيلت زي هو سوا اس

اليوم يعني عاشوراء فانه عليه الصلوة والسلام كان يباليه في تفضيل صومه هالم يباليه في تفضيل صوم غيره وقال ابن
دن يعني يوم عاشوراء كي كيوكه بهر عيب عليه السلام يوم عاشوراء كي نصبت مين تنا مالف فرماي تبي جوارر روزي كي فضيلت مين نهن فرماي تبي اور ابن

عباس ايضا حين صام رسول الله عليه السلام يوم عاشوراء وهر يصيفه قانا يا رسول الله اني يوم عظيم اليهود والنصارى
عباس بهر بي كمي تبي كوي رسول الله صلى الله عليه وسلم في يوم عاشوراء كا روزه كر كا اور او صحا به كو دس روزه كا ارشاد كيا تو عرض كيا يا رسول الله بهر دن بي كه اسكي يهود و نصارى

فقال النبي عليه السلام ان بقيت الي قابل لا صوم من التاسعة قبل انما اردان يضم اليها يوما اخر ليكون هديه فخا
سوي صلي الله عليه وسلم في فرمايا اگر مين اكل سال كنه جيتا تو بالصوره روزون تاريخ كا بهي روزه كر كا كمي مين عاشوراء كي ساهت ايكه روزن كي ملا في كا اسلي ملا ديكبا تها كه

لهدي اهل الكتاب فمات العام القابل لا توفي رسول الله عليه السلام فعلم من هذه الاخبار ان يوم عاشوراء
اهل كتاب كنه طهر سي الله بهر روزه آي نيا يا رسول الله صلى الله عليه وسلم كي وفات هوگي ابان حديثي نسي معلوم هو كه يوم عاشوراء

يوم مبارك ينبغي المؤمن ان يصومه لكن المستحب ان يصوم معه التاسع والحادى عشر مخالفاً ليهود والنصارى
 روز مبارك ہى مؤمن كچا ہئى كدوس روزہ ركبا كرى پستجب ہىہى كہ اوسكى ساتہى ہود و نصارى كى مخالفت كى لئى نون تاريخ يا گیارہون تاريخ كہ ہى روزہ ركہى ہى
 ويتصدق على الفقراء بما قدر واما الصلوة في هذا اليوم لارضاء الخصوم على ما وقع في بعض الكتب فقد ذكر في البرزخ
 اور ہئى مقدور كى موافق فقہاء كونيہ كدوس اور اوس روز كى غارہ مدعيون كى پر جاني كى لئى جو بعضى كتابون مين آئى ہى
 انہا لا تقبل ان خصمه ان كان عافياً فهو لا يؤخذ بما عليه يوم القيمة فما الفائدة سر وان كان لم يعف يلخذ من
 كداس غار كچہ فائدہ نہيں ہى اسواسطى كہ مدعى اگر معاف كر چكا ہى تو اوس سى قیامت كى دن كچہ مواخذہ كر لگا پھر اب كيا فائدہ ہوا اور اگر معاف نہيں كيا
 حسناته يوم القيمة ان كان له حسنات وان لم يكن له حسنات يؤخذ من سيئات خصمه ويحل عليه ثم يطاع
 توفى امت كى دن اوسكى حست ليدىگا اگر اوسكى پاس حسنات ہونكى اور اگر اوسكى پاس حسنات نہونكى تو اوس مدعى كى گناہ ليكر اوسكى سر ركہدينگى پھر اگ مين پسينك دينگى
 في النار كما جاء في حديث رواه ابوهريرة انه عليه السلام قال اتدرون من المفلس قالوا المفلس فينا من لادرهم معه
 چنانچہ حديث مين ابوہريرہ كہ روایت سى آيا ہى كہ پیغمبر عليہ السلام نى پوچھا تم كوئن ہوتا ہى عرض كيا ہم مين مفلس ہى چكى پاس نہ درہم ہو
 ولا متاع قال المفلس من امتى من ياتي يوم القيمة بصلوة وزكاة وصيام ويأتى قد شتم هذا وقذف هذا وضرب
 اور نہ كچہ سبب ہوآپ نى فرمايا مفلس مېرى امت مين وہى جو قیامت كى دن موعناز اور زكوة اور روزون كى كو لگا اور لگا كہ اوسكو لگاى ہئى اور اسكو تھمت لگاى ہئى اور اسكو مار تھتا
 هذا واكل مال هذا فيعطى هذا من حسناته وهذا من حسناته فان ثبت حسناته قبل ان يقضى عليه
 اور اسكا مال كہا ليا تھتا پھر اوسكى كچہ حسنات اسكو دى جاويں گى اور كچہ حسنات اسكو دى جاويں گى پھر اگر اوسكى حسنات اس سى پہلى كہ حقوق اور اہل ہون چكى تو اوسكى گناہ ليكر
 اخذ من خطاياهم فطرح عليه ثم طرح في النار في حديث اخر رواه ابوهريرة ايضاً انه عليه السلام قال من
 اسكى ذمہ ركہ كر اگ مين ڈالا جاو لگا اور ليك اور حديث مين ہى ابوہريرہ لگى روایت سى ہى كہ پیغمبر صلى اللہ عليہ وسلم نى فرمايا چكى
 كانت عنده مظلة لآخيه من عرض ارمال فليقتل منه اليوم قبل ان يوحده يوم لا دينار فيه ولا درهم ان
 ذمہ كوئى حق كسى بندہ كا ہو آبرو كا يامال كا تو آج اوس سى معاف كر لئى اس سى پہلى كہ وہ ايسى روز مواخذہ كرى كہ وہ دن نہ دينار ہوگا اور نہ درہم اگر
 كان له عمل صالح اخذ منه بقدر مظلتہ وان لم يكن له حسنات يؤخذ من سيئات صاحبة فحق عليه قيل خذ
 اسكى پاس عمل صالح ہوگا تو اوس حق كى موافق ليدىا جاو لگا اور اگر حسنات كچہ نہونكى تو اوس مدعى كى گناہ اسكى ذمہ ركہي جاويں گى
 بقدر دائق وهو سد من درهم سبعة صلوة مقبولة اديت بحجاة فيعطى للنصم وأما خطا الجواثم في هذا اليوم فقد
 كہ ليك دائق كى بدلہ كہ چھٹا حصہ درہم كہ ہوتا ہى سات سو غار زين مقبول جو حاجت سى ادا كين ہئو ليكر مدعى كو ديندينگى اور كرنا سختيون كا يعنى غمكين ہوناس دينين
 ذكر في القنية انه لم ير دفيه اثر قري لكن لا بأس به بل ربما يثار عليه وكان الاحتال فيه سنة لكن لما صار صلالة
 سوقيہ مين مذكور كى كداس باب مين كوى روایت وارد نہيں ہى پر اسكا كچہ مضائقہ نہيں بلکہ كہى سپر ثواب ہوتا ہى اور سرمد لگانا اس دن مين سنت تھالين جب سى پيہ نيشانى
 لمبغضى اهل البيت وجب تركه وكره فعله حتى قيل لبعض السلف اهو سنة من غير ذلك يوم عاشوراء فقال انه
 دشمنان اہل بيت كى ہر گز ہى تو اسكا ترك كر جب ہى اور اسكا كرنا مكروہ ہى پھان تھك كسين اہل سفلى پوچھا كيا سرمدگانا بغير لغض اہل بيت كى روز عاشورا مين سنت ہى
 سنة الخشنيين واما اتخاذ ما تم الاجل قتل الحسين بن علي رضي كما يفعله الروافض فهو من عمل الذين صل سعيهم
 ہى سنت زمانون كى ہى اور اس دن مين ما تم كرنا واسطى شہادت امام حسين بن علي حى كى جيسى فضى كرتى مين سو پھاون كوگون كا عمل ہى چكى جاتى رہى كائى
 في الحيرة الدنيا ومم يحسبون أنهم يحسنون صنعا اذ لم يامر الله ولا رسوله باتخاذ ايام مصائب الانبياء ومم
 دنيا كى زندگى مين اور وہ سمجھتى مين كہ خوب بناتى مين كام اسواسطى كہ نہ اللہ نى امر كيا اور نہ اوسكى رسول نى كہ انبيا عليهم السلام كى ايام مصيبت اور ايام موت كو
 ماتم فكيف بادونهم والغاص الذى يدكر الناس قصة القتل يوم عاشوراء ويخرق ثوبه ويكشف لاسه ويأمرهم
 ماتم كيا كر پھر جو انبيا دى كتر ہى او كا تو ماتم كہان اور قصہ خوان جو لوگون كى سامنى قصہ شہادت كا يوم عاشورا مين سناتى مين اور اپنى پٹرى پہاڻى مين اور لنگى سر پہاڻى مين

بہار

اور اسكى سر پہاڻى مين

بالقیام والتسبیح تأسفا علی المصیبة یجب علی ولات الدین ان یمنعوا هم والمستمعون لا یعدون فی الاستماع
کثیرا کرر تاسع کی حالت میں مصیبت پر کلمات یہودہ بکثرت ہیں دین کی ہا کون پر واجب ہی کہ انکو منع کر دین اور سنی والی ہی معذور نہیں ہیں کہ سا کرین

قال الامام الغزالی وغیره یحرم علی الواعظ وغیره رواية مقتل حسین وحکایة ماجری بین الصحابیین
امام غزالی وغیرہ فرماتی ہیں کہ واعظوں پر حرام ہی بیان کرنا امام حسین کی شہادت کا

التشاجر والتخاصم فانه مهمل علی بغض الصحابة والطعن فیهم وهم اعلام الدین تنقی ائمة الدین عنهم من تلقینا
جبکہ اور خصوصیت واقع ہو ہیں کیونکہ ایسی کہا بنو سنی صحابہ کا بغض پیدا ہوتا ہی اولوں پر طعن ہونی گناہی اور حال یہ ہی کہ صحابہ کی پیشوا ہیں بزرگان دین فی

من الائمة والطاعن فیہ طاعن فی نفسه و دینہ وقال الشافعی وغیره من السلف تلك دعاء طهر الله تعالی عنہا
افن بزرگوا سنی سیکھا سو جو او کی عیب جوئی کری وہ ہی تہیہ اور ہی میں کھت گناہی اور امام شافعی اور سواد او کی اور بزرگ سلف کی بھی ہیں کہ اس خبر سنی امام غزالی فی ہا یاتہ کہ سنی

ایدینا فلنظہر عنہا السنن او قد روی عن عبد الله بن مغفل انه علیه السلام قال الله اصحابی لا تتخذونهم خصما
نوحا ہی کہ ہمیں سنی ہی کی کہیں اور عبد اللہ بن مغفل سے روایت ہی کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم فی فرمایا خدا ہی ڈرو میری یادوں کی کئی میں میری بعد او

من بعدی ومن احبهم فحببی احبهم ومن ابغضهم فبغضی ابغضهم ومن اذہم فقد اذنی ومن اذانی فقد اذی
نظا نہ نہیں تاؤ اور جو شخص او کو محبوب رکھے گا سو میری محبت ہی محبوب رکھے گا اور جو کو دشمن رکھے گا سو میری بغض کا مارا دشمن رکھے گا اور جسکی او کو ستایا تو وہی مجھ کو ستایا اور جسکی

الله فمن اذی الله تعالی فیوشک ان یاخذہ و فی حدیث اخر رواه ابو سعید الخدری انه علیه السلام قال لا تشبہوا
نہ کو ستایا اور جسکی او کو ستایا تو قریب ہی کہ اللہ او کو پکڑے اور کیونکہ حدیث میں آیا ہی ابو سعید خدری کی روایت ہی کہ آپ فی فرمایا میری یادوں کو بڑا مت ہو کہ

اصحابی فلان احدکم لو انفق مثل احدہما ما بلغ مد احدہم ولا نصیفہ فعلی هذا یجب علی المؤمن تعظیمہم ذکر
کوہ تم میں ہی کوہ احد کی برابر سونا خرچ کری تو صحابہ میں ہی کیسی مد کی برابر ہوگا اور نہ آدمی کی برابر اب موافق اس حدیث کی ہر مومن پر او کی تعظیم اور خوف کا

بالخیر وکف اللسان عن الطعن فیہم اذ یسبب قتل عثمان و قتل حسین جرأت فتن کبیرة و اکاذیب کثیرة و ظہرت
یا کرنا اور اولوں پر طعن و طعن سنی بیان نہ کر کہنا واجب ہی الوسط کی بسبب شہادت عقلمان اور شہادت امام حسین کی کڑی بڑی فتنہ کڑی ہو گئی اور بہت جہول تین مشہور ہیں

اهواء و بدع و قم فیہا طوائف من المتقدمین والمتأخرین وصارت اکاذیب و اہواء و البدع لا ترال نرذاد حتی
اور بہت فراہ سہا طوائف اور بدعتیں پیدا ہو گئیں جنہیں بہتری مقدم اور بہتری متاخر مبتلا ہو گئی اور صد جہول قبی اور باطل مذہب اور بدعتیں بڑی ہی چلی جاتی ہیں یہاں تک

حدثت امور بطول شرحها فمن جملتها ما ابتدع مکثیر من الناس یوم عاشوراء فجعلوه ماتما ینظہرون فیہ النیاحۃ
کہ ایسی امور پیدا ہو گئی ہیں جنکا بیان در از ہی چنانچہ او میں ہی ایک یہ بہت ہی جو بہت لوگوں فی یوم عاشوراء کو ماتم بڑا کہا ہی اس روز نوہ کو کھینے

و الجرم و تعدیہ النفوس و سب من مات من اولیاء الله تعالی و الکذب علی اهل البیت و غیر ذلک من المنکرات المنہو
اور رونائیکنا اور تکلیف او ٹھانی اور اولیاء اللہ کو جوہر چکی ہیں برا کہنا اور اہل بیت پر جوٹ بولنا اور سواد اسکی بہت منکرات جو موافق

بکتاب الله و سنتہ رسولہ و اتفاق المسلمین فان الحسین قد اکرمہ الله تعالی بالشہادة فی ذلک الیوم و هو اخو الحسن
کہا اللہ اور سنت رسول کی منسوخ اور اتفاق مسلمانوں کی ما جائزین بیشک حضرت امام حسین کو اس روز اللہ تعالیٰ فی شہادت ہی مشرف فرمایا وہ اور او کی بڑا حسن

شبان اهل الجنة و قتلہا وان کانت مصیبة عظيمة لانه تعالی شرع للمسلمین عند المصیبة الاسترجاع
جوان بہت کی ہیں اور او کا قتل اگرچہ بڑی مصیبت ہی بر اللہ تعالیٰ فی سبیل اللہ کی ہی مصیبت کہ وقت اناسہ انامید را جعون کہنا مشہور ہی

بقوله تم و تبتیر الظاہرین الذین اذا اصابہم مصیبة قالوا ایا الله و الکبر رجعون اولئک علیہم صلوات من ربہم
اور حشری سنا ثابت رہتی وہاں کو کہ جب او کو پہنچی کچھ مصیبت کہیں ہم اللہ کا مال ہیں رہو او کی طرف پہر جانا ایسی کوک نہیں ظاہر سنا ہی سبکی

و رحمۃ و اولئک ہم المقتدون و روی عن سعید بن جبیر انه قال بطل الاسترجاع لا من لای الالہ الا لہ و لواء علی الاعلی
اور سعید بن جبیر روایت ہی کہ کہتی ہیں کہ استرجاع نام امتوں میں ہی سواد اس امت کی سیکھنا نہیں موافق اگر عطا سوتا

و بیان فضیلة یوم عاشوراء

نظا نہ نہیں تاؤ

یخبر هذه الامراض فيما لا احتمال فيه للسراية كما الشيراليه فيما روى عن ابی هريرة ان اعرابيا قال للنبي عليه السلام
 به بياريان اليسى حكيم پيدا هو جاتی بین جهان اصلا احتمال سرایت کا نہیں ہی چنانچہ ابی ہریرہ کی روایت میں یہ ہی اشارہ ہی کہ ایک اعرابی نے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت
 میں آکر کہا کہ میں نے اپنے دو بھائیوں کو اپنے بھائی کے ساتھ لے کر اپنے گھر لایا تھا اور ان کو اپنے بھائی کے ساتھ لے کر اپنے گھر لایا تھا اور ان کو اپنے بھائی کے ساتھ لے کر اپنے گھر لایا تھا
 کیا حال ہی اونٹ کا کہ دوڑتا ہی جیسی ہرگز پھر اوس ہی خارشتی اونٹ لٹا ہی اوسکو ہی خارشتی کر دیتا ہی نبی علیہ السلام نے فرمایا پہلی اونٹ کو کسی خارشتی کر دیا پس نبی علیہ السلام
 القول الى ان الحرب في البعير الاول ان حصل من بعير اخر جرب يلزم التسلسل الى لا نهاية له وهو محال وان لم
 فرما یا کہ اگر پہلی اونٹ میں ہی خارش ہوئی دوسری خارشتی اونٹ سے ہی ہوئی ہی تو تسلسل لازم آوے گا جو کہ بین جاکر نہ توئی بہتہ تو حال ہی اور اگر نہ توئی
 يحصل عنه بل بسبب اخر فالذي اوصله الى البعير الاول هو الذي يوصل الى غيره من الاصحاء وهو الله الخ
 دوسری خارشتی اونٹ سے نہیں ہوئی بلکہ کسی اور سبب سے ہی تو یہ جرحی پہلی اونٹ میں پیدا کر دی ہی وہ ہی پہلی چنگی اچھی اچھی اونٹوں میں پیدا کر سکتا ہی وہ اللہ ہر شئی کا پیکر کر سکتا
 لكل شئ القادر على كل شئ وذهب بعضهم الى ان المنعني ليس نفس السراية لما روى انه عليه السلام قال لا يورده مرض
 اور تمام شیا پر قدرت رکھتی والا ہی اور بعضوں کا یہ مذہب ہی کہ منعی عین سرایت نہیں ہی کیونکہ روایت یہی کہ پیغمبر علیہ السلام نے فرمایا بیا را اونٹوں والا اپنی اونٹ اچھی اچھی
 على وجهه والمرض صاحب الابل المريضة والمصح صاحب الابل الصحيحة والمراد الذي عن ايراد الابل المريضة على الصحيح
 اونٹوں میں نہ ہوسکتا ہی اور مرض کہتی ہیں بیا را اونٹوں والی کو اور مصح کہتی ہیں پہلی چنگی اونٹوں والی کو اور مضطرب بیا را اونٹوں کو اچھی اچھی اونٹوں میں طانی سے منع کرنا ہی
 وفي حديث اخر انه عليه السلام قال فمن المجزوم فرارك عن الاسد فعلم من هذين الحديثين ان المنعني ليس نفس
 اور ایک اور حدیث میں ہی کہ پیغمبر علیہ السلام فرمایا بہاگ مجزوم سے جیسی نوشیر سے بہاگتا ہی اب ان دونوں حدیثوں سے معلوم ہوا کہ منعی عین سرایت نہیں ہی
 السراية بل المنعني اضافتها الى العلة وهذا القول الثاني اولى لما فيه من التوفيق بين الاحاديث الواردة فيه مع ما فيه
 بلکہ منعی سرایت بہ نسبت بیماری کی ہی اور یہ دوسرا مذہب یہی ہی کیونکہ اسمین تمام حدیثیں جو اسباب میں وارد ہیں موافق ہوجاتی ہیں
 من صيانة الاصول الطبية عن التعطيل بخلاف القول الاول فانه يفضي الى تعطيلها ولم يرد الشرع بتعطيلها بل ورد
 اور طبی قاعدہ ہی بیکار ہونی سے ہی چجاتی ہیں برخلاف پہلی مذہب کی کہ اسمین قاعدہ طبی بیکار ہونی جاتی ہیں اور شرع فی طب کو بیکار نہیں ہر ایا بلکہ
 بانثاتها واعتبارها على وجه لا يناقض اصول التوحيد فانه عليه السلام امر ابطال ما كان اهل الجاهلية يعتقدون
 قواعد طبی کو ایسی طرح پر ثابت کر کے اعتنا کیا ہی کہ اصول توحید کی برخلاف نہ ہو سو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی غرض اہل جاہلیت کی عقاید کا بطل کرنا ہی وہ بول جاتی تھیں
 من ان العلة تسرى بطعمها فقال لا صدى وبين بقوله هذا ان الامر ليس كما نزعوا بل العلة تحصل بقضاء الله نعم
 کہ بیماری خود بخود اثر کر جاتی ہی سو آپ نے فرمایا کہ عددی نہیں ہی اور شرح کر رہی کہ یوں نہیں ہی جیسی اہل جاہلیت کہتی ہیں بلکہ جاری حکم الہی ہی اور اسکی تقدیری ہی ہوتی ہی
 وقدرة لكن قد تكون المدانة من الاستسباب المقدرة لحصول العلة بالنسبة الى بعض الاشخاص ولذلك غلب النعم
 ہر کہی نزدیک ہونا یعنی حیا نا ہی بیا را ہی ہونی کی ہی بعضی شخصوں میں سبب تقدیری ہوجاتا ہی اور اس ہی نبی علیہ السلام نے
 عن ايراد مرض على وجه واحد بالفراغ عن المجزوم فان ذلك من باب الاجتناب عن الاستسباب التي خلقها الله تعالى و
 ما اونٹوں کو اچھی اونٹوں میں طانی سے منع کر دیا اور مجزوم سے دور رہی کو امر فرمایا کیونکہ اسمین اولی اسباب سے جو کہ اللہ تعالیٰ نے پیدا کر سبب بلا کا مقرر کیا ہی بکوی اور
 جعلها اسبابا للبلايا والعبد لما صور بالاجتناب عن اسباب البلايا اذا كان في عافية منها فانه كما يؤمر بعدم
 بندہ کو حکم ہی کہ بلا کی اسباب سے جب کہ وہ بندہ اوس بلا سے ارام میں ہی بچا کر ہی
 القاء نفسه في الماء او في النار وبعد دخوله تحت اهدم ونحوه من هو من اسباب الهلاك كذلك يومر
 کہ ڈوب کر نہ مرو یا آگ میں مت جلو یا کرتی ہوئی مکان تنہی مت کہسو اور ایسی اور امر جو موت کا سبب ہو سکی ایسی ہی حکم ہی
 بالاجتناب عن مقاربة الاجرب والمجذوم ونحوهما هو من العلل المتعدية باذن الله تعالى فان هذه الاستسباب
 کہ خارشتی اور مجزوم سے اور مانند اسکی اور بیماریوں سے جو اللہ تعالیٰ کی حکم سے دوسری میں اثر کر جاتی ہیں انکے ہو
 کیونکہ یہ امور

ذلك لا عارض عنه ولا اشتغال بما يدفع البلاء من الدعاء والذكر والصدقة والتوكل على الله تعالى ولا إيمان
 اور نہ اور ہر توجہ کری اور وہ شغل اختیار کری جسمین بیا دفع ہو یعنی دعا اور یاد الہی اور خیرات اور خدا تعالیٰ پر بہرہ و سہ اور قضا
 بقضائہ و قدرہ فانہ علیہ السلام عند ظہور السبب العقوبۃ السماویۃ المخوفۃ کالکسفی و الخسوف کان یاہر و
 اور قدر کو تسلیم کرنا کیونکہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم بروقت ظاہر ہوئی سلمان خوفناک عذاب آسمانی کی جیسی سورج گہن اور چاند گہن اور دن کو بھی حکم فرماتی
 یشغل بأعمال البر من الصلوة والدعاء حتی ینکشف ذلک عن الناس وهذا کلہ ما یدل علی ان اسباب العذاب باطل
 اور کچھ نیک اعمال میں مصروف ہوئی جیسی نماز نفل اور دعا یہاں تک کہ وہ سامان کو گول پر سی دور ہو جاتا ان تمام روایات سی یہ معلوم ہوتا ہی کہ جب عذاب کی سامان
 ظہرت فالشروع لا اشتغال بما یرجی ان یدفع بہ العذاب المخوف من اعمال البر والتقوی فان هذه الاشیاء
 ظاہر ہوں تو موافق شرع کی ای عبادت میں مشغول ہو جسمین امید ہی کہ عذاب خوفناک مح قوت ہو جاوی یعنی اعمال نیک اور پرہیز گاری بیشک یہ تمام اشیاء
 کلہا من اعظم ما یرفع بہ البلاء فانہ تعالیٰ یخلق اسبابا للعذاب واسبابا للرحمة اما اسباب العذاب فیخوف
 بہ کی دفع کرنی میں بڑی ہی تاثیر رکھتی ہیں بیشک اسد تعالیٰ سلطان عذاب کا اور رحمت کا دونوں یہ کرتا ہی عذاب کی سامان ہی تو اسد تعالیٰ اپنی بندوں کو ڈراتا ہی
 اللہ تعالیٰ بہا عباده لیتوبوا الیہ و یتضرعوا الیہ کالریح الشدیدۃ فان الریح من روح اللہ تعالیٰ تاتی بالرحمة
 تاکہ اسکی طرف رجوع لاویں اور خواہ ہو کر رودین جیسی تند اندر بیان بیشک ہوا اسد تعالیٰ کا فیض ہی کبھی رحمت لاتی ہی
 وتاتی بالعذاب وعند اشتدادہا امر النبی علیہ السلام ان یسل اللہ تعالیٰ خیرھا و خیرھا ارسلت بہ و لیستعیہ
 اور کبھی عذاب اور تندگی کی وقت نبی علیہ السلام کا حکم ہی کہ اسد تعالیٰ سی خیر کی دعا کریں اور جواو سی آوی اسکی خیر مانگیں اصلوں کی
 بہ تعالیٰ من شرھا و شرھا ارسلت بہ فانہ علیہ السلام قد کان اذا رای یحیا او غمما تغیر وجہہ و اقبل و ادبر فاذا
 شری اصلوں کی شری جو وہ لاتی ہی پہنچا لگین پس پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم جب آندی یا ابریکبھی تو چہرہ کی حالت بدل جاتی اور کسی آتی اور کبھی جاتی ہر گز
 امطر من عنہ ویقول قد عذب قوم بالریح و رای قوم السحابة فقالوا هذا عارضٌ مُطرٌ نازل منہ العذاب اما السبب
 مینہ برس جاتا تو خوش ہو جاتی اور فرماتی کہ ایک قوم کو عذاب آندی ہی ہوا تھا اور ایک قوم کو دیکھ کر کہنی لگی یہاں یہی ہمیر ہی کا سوا وہیں ہی عذاب نازل ہوا اور رحمت کی
 الرحمة فیرجی اللہ تعالیٰ بہا عباده کالریح الطیبۃ والمطر المعتاد عند الحاجة الیہ ولهذا یقال عند نزولہ اللهم
 سلطان سی اسد تعالیٰ اپنی بندوں کو امید رکھتا ہی جیسی ہوا زم ہشتی اور مینہ عادت کی موافق حاجت کی وقت اور اسہی واسطی مینہ برتی وقت دعا کرتی ہیں اہی
 سقی رحمۃ لا سقی عذاب و اما من اتقی عن اسباب الضرر بعد ظہورہا بالاسباب المنھی عنہا فلا ینفعہ بل
 پلانا رحمت کا نہ پلانا عذاب کا اور جو شخص اسباب غریبی بعد ظاہر ہوئی کہ بطور منع کی بچا جاتی تو اسکو کچھ فائدہ نہیں بلکہ
 کثیرا ما یقع فیما یخاف منها و اما قوله علیہ السلام لا صفر فقد اختلف فی تفسیرہ والقول لا شبهہ ان المراد بہ شہر
 اکثر اوقات خوفناک یا مین آجائا ہی اور یہ شادی صلی اللہ علیہ وسلم کا کہ صفر نہیں ہی سوا اسکی تفصیل میں اختلاف ہی ظاہر حق یوں معلوم ہوتا ہی کہ مراد ماہ صفر ہی
 صفر فان اهل الجاہلیۃ کانوا یتشاءمون ویقولون انه شر مشعوم فابطل النبی علیہ السلام ذلك وكثير من الناس
 کیونکہ الیم جاہلیت میں اسکو منحوس جانتی ہی اور یوں کہا کرتی ہی کہ صفر برا منحوس ہی سو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکو باطل کر دیا اور بہتری لوگ
 فی هذا الزمان یتشاءمون بہ و ربما یمتنعون فیہ من السفر والتزوج وغیرھا والتشاءم بہ من جنس الطیفة المنھی عنہا و لكن
 اب ہی اسکو منحوس بتاتی ہیں اور بعض دفعہ اس مینہ میں سفر نہیں کرتی اور نہ بیاہ کریں اور نہ اور کوئی کام اسکی نحوست تانی ہی بد شگونی کی قسم ہی جسکی ممانعت ہوگی ہی
 التشاءم بہ من الایام فان تخصیص الشوم بزمان دون زمان کثیر صفر وغیرہ غیر صحیح لان الزمان عبارة عن مدة
 نحوست کسی اور دن کی تمام ایام میں ہی بد شگونی ہی کیونکہ نحوست کی خصوصیت کسی وقت کی جیسی ماہ صفر وغیرہ کی جائز نہیں ہی اسواسطی کہ زمانہ تو ایک مدت دراز کا نام ہی
 ممتدة یعرف مقدارها بحركة الافلاك والكواكب وهو فی ذاته امر واحد متشابه الاجزاء لا یحصل الا بخلق الله تعالیٰ
 جسکا اندازہ افلاک کی حرکت اور ستاروں سی معلوم ہوتا ہی اور وہ اپنی ذات میں ایک متصل چیز ہی اسکی سبب اخر الکب ہی میں صرف خدا تعالیٰ کی پیدا ریش ہی

من نفی الشیء نفی وجوده لکن قال بعض العلماء لیس المراد به نفی وجوده بل المراد به نفی ما کان یعتقدہ اهل الجاهلیة
کسی که نفی می نماید چیزی را نفی وجودش نیست بلیکن بعضی علماء می گویند که نفی آنکه چیزی را نفی می نماید نفی آنکه آن را می پندارند که هستی دارد می باشد

من التشكيل بأشكال مختلفة ولا ضلعاً عن الطريق ولا هذا الخ فيكون المعنى أنه لا يستطیع ان یصل احد عن الطريق
 كدوره طرق طرقاً فی شكل بناتین اور رستہ سی پہنچا تین اور طاک کر دیتا ہین اب حدیث کی یہ معنی ہوئی کہ عزل کی سیکورٹی کسی زمین پہ پاسکتی

ولا ان يفهم شيئا مما ذكره هذا الوجه اولى الوجهين لورود اخبار تدل على جوده من جملتها ما روى انه عليه السلام
ورنه كعبه اور لولن المذكور ان شيئا كرسكي تين پيرہ معنی روئی اولی ہین کہو کہ ایسی حدیثین ہی آئی ہین جو غول کی وجود پر دلالت کرتی ہین اور میں ہی ایک پیرہ وایت ہکا کہی ہوئے

قال اذا تغلبت الغلبة فبادروا بالاذان فانه عليه السلام بين ان شرها يدفع بذكر الله تعالى فعمل المؤمن ان يشتغل
بها حتى يظفر عزاءه من كل من يظفره من اهل البيت عليه السلام في بيان كرمها كرمها في دفعه هو جاني هي سؤوسه كولايم هي كرمه تعالى في عبادته من سؤوسه

الحلۃ "لله تعالیٰ ویتوکل علیہ ویتوکل کل ما شاع بین الاقوام ہما کان مخالف الدین الاسلام وھو عنہ النبی علیہ السلام اور اسی پر بہرہ و سار کرا اور جو خلقت میں خلاف شرع ہر اسی سبب ترک کرا یعنی جو دین کی مخالف ہو اور نبی علیہ السلام فی منع فرما ہو

سر بالہ تعالیٰ عملاً موافقاً رضائہ بطفہ وکرمہ المجلس التاسع والثلاثون في ذم الطيرة والفا
 حقہ ہیر آسان کر عمل اپنی رضا کی موافق اپنی لطف اور کرم سی انتالیسویں مجلس شگون بد اور فال بد کی برائی میں

اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص اس حدیث کو سیکھ لے گا وہ میری جگہ پر ہے اور میں اس کی جگہ پر ہوں۔

فقال قالوا وما قال يا رسول الله قال الكلمة الصالحة يسمعها أحدكم هذا الحديث من صحيح المصايف
 في يومها يا رسول الله قال كما هو في
 فرما يا
 ابي بات جوكي سني
 به حديث مصايف كي صحيح حديثون بيني
 ما انا في يومها يا رسول الله قال كما هو في
 فرما يا
 ابي بات جوكي سني
 به حديث مصايف كي صحيح حديثون بيني

معها احديكم وليس معناه ان في الطه قحدا. واما الخدمه فالاخذ في الطه قحدا. واما الخدمه فالاخذ في الطه قحدا. واما الخدمه فالاخذ في الطه قحدا.

اور یہ معنی نہیں ہیں کبہ شگون میں جبری برفال اس سے بہتری اسلوب کی کہ شگون میں اصلاح نہیں ہی اور طبرہ مصدر ہے

شیاء من بیرونها می باشد و میامندک الی میامندک اذ کان من عادتہم اذا خرجوا لحاجة فان راوا الطیر

و ح کونخوس سبھی تہی یعنی جو کہ دامن آہنہ کی طرف سی بائیں طرف چلا جاوی کہو کہ عرب کی سہ عادت تہی جب کسی کار کو نکلتی ہر اگر کسی پرندہ
و حشر پر یہ عینہ بیت برکون یہ وین ہبون فی حاجتہم وان لاوا الطیر او الوحش پیرسیرہ بیت شامون یہ و در حین

یونہی کہہ کر وہی طرف کو گیا تو اسی مبارک جل کر اپنی کار کو چل جاتی اور اگر وہ کہنی کر پینہ یا وحشی جانور یا نین طرف کو گیا تو مخوس جانکر وہ میں سے اپنی کہہ ہٹ آتی

اور بعض دفعہ پرندہ کو اور ڈاکر اور وحشی کو بدکار کہہ دیکھتی کہ کدھر کو جاتا ہے اگر وہ داہنی طرف لوگیا تو مبارک جان کہ سفر کار بار کو چلی جاتی

حکمہ روان اخذت ذات الشمال بيشاء من بها ويرجعون عن سفرهم وحاجتهم والحاصل انهم كانوا لغير كون

اور اگر اوصیٰ دہنی طرف لی نواؤ کو مخصوص سمجھ کر ایسی سہمی اور کاربانی کئی ہٹ آتی خاص یہی کہ سواغ کو

لو غم ویتشاء من بالبورح والساغ ما یسر من الطیار والوحش بین یدیک من جهة یسارک الی یمینک العز

کستہ الا جاننی اور بولاریہ کو مخوس سمجھتی سلخ وده پرنده جانور یا وحشی ہونا ہی جو سامنی سی یا بین طرف سی اداسی طرف کو جلا جاوی عرب کی لوگ

کانونی یقینوں پہ لا کھان سرمدیہ و صیدہ من غیر لا خوف و الباسرح طایر من الطیر والوحش من جهة یمینہ
اسکو مبارک جانی تھا کیونکہ اسکو تیارا اور شکار کرنا بدون گروش کی سہل ہوتا ہی اور بارح وہ پرندہ جانور یا وحشی ہوتا ہی کہ داینبی طرف سی

الی یسارک والعرب کانوا یتشاءمن به لعدم امکان رصیده من غیر الخراف ففنی النبی علیه السلام
 این طرف چلا جاوی عرب کی لوگ اوکو مخوس جانتی ہیں کیونکہ اسکا تیر مارنا اور شکار کرنا بدون گردش کئی ممکن نہیں ہوتا سوئی صلی اللہ علیہ وسلم کی اسکو منع کیا
 وابطوا و اخبرانه لیس لہ تا نہ ہستفہ ولا نہ فی نامہ قتا

وَابْطَلُوا خَبْرَهُ لَيْسَ لَهُ تَأْثِيرٌ يَنْفَعُ وَلَا ضَرُّ فَذَا مَعْنَى قَوْلِهِ لَا طِيرَةَ فَإِنَّ الطَّيْرَةَ عَلَى هَذَا مَصْدَرٌ بِمَعْنَى الظَّيْرِ بِإِصْلَافِ
 دُرْدُودَا بِأَوَّلِ خَبْرِهِ سَنَاءٌ كَمَا سَمِعْنَا نَحْوَ كَيْفَ تَكُونُ تَأْثِيرُهَا فَذَلِكَ مَعْنَى قَوْلِهِ لَا طِيرَةَ لِأَنَّ الطَّيْرَةَ بِإِصْلَافِ
 الطَّيْرِ بِمَعْنَى الظَّيْرِ بِإِصْلَافِ دُرْدُودَا بِأَوَّلِ خَبْرِهِ سَنَاءٌ كَمَا سَمِعْنَا نَحْوَ كَيْفَ تَكُونُ تَأْثِيرُهَا فَذَلِكَ مَعْنَى قَوْلِهِ لَا طِيرَةَ لِأَنَّ الطَّيْرَةَ بِإِصْلَافِ

تطير طيرى فالىنى كوتى پين پير كى ستمال هر يکى من جو سنجو بهوگى برابرى كطير سى هو يا سوا اسكى اور كچه بو اور و ايتى هى كه حضرت صلى الله عليه و آله
قال الطيرة من الشر يعنى انها من اعمال الشر والكفر احكام الله عز وجل فاما من كمل

[illegible]

رسولان اور انکی ساتھیوں کو منحوس غارتی تھی اور انکی منحوس سجیسی کا سبب یہ تھا کہ رسول جو انکو یا دین خلاف طبع سہلانی تھی تو انکو عجیب و غریب جاتی تھی
 و فرقت عنہم طباعہم اذ من عادة الجملة ان یتیموا بکل ما یوافق هواہم وان کان حالہا لکما بشرو و دالین بشتاہا

روانی کفار کو بالطبع نفرت تھی کیونکہ یہ کلمات ہی کہ جو ان کی دل گت بات مرضی کی موافق ہوا و سکو مبارک سمجھیں اگرچہ زمین تمام خرابیاں موجود ہیں اور جرات
ایک مخالف ہوا ہم وان کان جاذبا بکل خیر و نوال و من عادتہم ایضا التشاءم ببعض الايام والنشر کثیر صفحہ ۱۰۸

من الناس في هذا الزمان يشاءون به وربما يمتنعون فيه من السفر والتزويج ونحوهما والتشاؤم به من جنس الطيرة

و اگر اس زمانه کی ہی اوسکو منحوس گنتی ہیں اکثر اوقات اس مہینہ میں سفر اور بیاہ وغیرہ نہیں کرتی یہ بد رگونی ہی ایسی ہی منع ہی جیسی طرہ

نہی عنہا فان تخصیص المشوم بزمان دون زمان غیر صحیح لان الزمان عبارة عن مدة متدرة یعرف مقدارها

و کہ نحوست کی خصوصیت بعضی بعض وقت ہی ہر گز نہ ہو سکتی اس لئے کہ زمانہ متدثر ہے

وہود و سکت کی خصوصیت بعضی بعضی وقت سی ہرگز نہیں ہو سکتی اسکی مگر نواتہ ایک ت منصل دراز کو کہتی ہیں جسکی مقدار افلاک
کے الافلاک والنجوم و ہونے ذات عام و احد متشابہ الاجزاء یحصل بخلق اللہ تعالیٰ و یقیم فیہ افعال العباد فلا یکن
مستادوں کی حرکت سی معلوم ہوتی اور نواتہ اصل میں ایک چیز اور اسکی طرح کا اجزاء ہوا کہ اسکی مقدار افلاک و نجوم کی مقدار سے زیادہ ہو

عین ولا شعوم الا باعتبار افعال العباد فكل زمان شغله العبد بالعبادة فهو زمان طبرک علیه وكل زمان

ملک العبد بالمعصية فهو زمان مشوم عليه وفي الحقيقة الیمن هو الطاعة والشوم هو المعصية كما قال علی
 یت بین صرف هواه زمان او کی حق بین مخوس ہی اور حقیقت بین برکت عبادت میں ہی اور سخت گناہ میں جہانگیر علی

عالم میں امر و نہی کے لیے جس نے اللہ کی راہ میں جان و مال کی قربانی کی ہے، اسے اللہ تعالیٰ نے جنت میں ایک عمارت عیادت میں ہی اور کھیت میں ایک گناہ میں اور کھست گناہ میں چنانچہ عری

ان وروی عن عائشة رضي الله عنها قال الشوم سوء الخلق فعلى هذا ليس الشوم الا معا ص

در تعالی کو غصه رفاق ہیں کیونکہ جبرائیل تعالیٰ
کسی بندہ پر غصہ کیا کہ ہوا نودہ شخص

اور اصل میں

مہینہ

مثنیاً فی الدنیا والاخرۃ واذا رضی عن عبد یشکون ذلک العبد سعیداً فی الدنیا والاخرۃ وبعض الصالحین دنیا اور آخرت میں مثنیٰ بد بخت ہوا اور جس بندہ سی اللہ تعالیٰ راضی ہوا تو وہ شخص دنیا اور آخرت میں نیک بخت ہوا کسی نیک بخت کی پاس قدشکی الیہ عن بلاء وقم فیہ الناس فقال ما لری ما انتم فیہ من البلاء الا بشوم الذنوب والمعاصی فالعاصی مشوم لوگون فی ایک بلا میں مبتلا ہو کر شکایت کی اونہوں نے جواب دیا کہ مجھ کو یہ ہی معلوم ہوتا ہی کہ تم پر یہ بلا صرف گناہ اور معاصی کی نوبت ہی نازل ہوئی ہی ہوگا علی نفسہ وعلی غیرہ اذ لا یؤمن ان ینزل علیہ العذاب فیعم الناس خصوصاً من لم ینکر عملہ فالبعید عنہ لا تہم و او سپر اور غیروں پر بھی ہوتی ہی اس واسطی کہ کہاں پہنچا ہی کہ اوس گنہگار پر عذاب نازل ہو پر سب خلق پر پھیل جاوی خاص اہل لوگون پر جو اوس کی عمل کو برا نہ سمجھتے کذا ما کن الی یفعل فیہا المعاصی یلزم البعد عنہا والهرب منها خشیۃ نزول العذاب علی من یوجد فیہا فان البیسی ہی اہل مکانات سی اللہ در رہنا ضروری جہاں معاصی عمل میں آتی ہوں اس طرح سی کہ مبادا عذاب اہل سب پر نازل ہو جو جو وہاں موجود ہوں کیونکہ ہجران اہل العصیان واما کنہم من جملة الهجرة المأمور بہا ومن عادتہم ایضاً البیحت عن اسباب الشر بالوہل وضرب ترک کرنا نافرمانوں کا اور اہل مکانات کا ہجرت میں داخل ہی جسکا حکم ہی اور اہل کی عادت میں یہ ہی ہی کہ بوسیدہ رمل اور المحصى والشعیر والنظر فی العجوم وغیر ذلک وذلك کله من قبیل الطیرة المذمومة المنہی عنہا ومن قبیل الاستقسام بالانزلام کنکر لیل اور دانہ جو کی اور ستاروں میں نظر کر کی اور سوار اسکی غیب کی حالات میں بحث کر تی ہیں یہ تمام بد شکوئی میں داخل ہی جسکی مخالفت ہوئی ہی اور استقسام بالانزلام ومعنی الاستقسام طلب معرفة ما قسم مالم یقسم والانزلام القداس الی کان اہل الجاہلیۃ یتکبن علیہا الامر اور معنی استقسام کی یہ یہ ہیں کہ طلب کرنا علم شدنی اور ناشدنی کا اور انزلام تیردن کو کہتی ہیں جن پر اہل جاہلیت امر اور نہی یعنی ان یا نہیں کہتی تھی والذہی یتکبن علی بعضها افعال وامر فی ربی وعلی بعضها لا تفعل او نہی فی ربی ویضعونہا فی وعاء فاذا امر احدہم امر ا بعضی پر افعال یعنی کر یا امر فی ربی یعنی اسکا حکم الہی کہتی تھی اور بعضی پر لا تفعل یعنی مت کر یا نہی فی ربی یعنی اسکا حکم نہیں کہتی پیر او کنوا یک باسن میں رکھتی پیر چینی ادخل یدہ فی ذلک الوعاء واخرہم قد حان خیرہ فابہ الامر مضی لما قصده وان خیرہ ما فیہ الذہی کف عما قصده وقا تو اوس برتن میں ہاتھ ڈال کر ایک تیر نکال لیتا اگر ایسا تیر نکلا جس میں حکم تھا تو وہ اپنی کار کو چلا جاتا اور اگر ایسا تیر نکلتا کہ جس میں مخالفت تھی تو اپنا کار موقوف کرتا اور سعید بن جبیر کان لاهل الجاہلیۃ حصبت قدام اصنامہم اذا امر احدہم امر من السفر وغیرہ استقسمہم امای سعید بن جبیر کہتی ہیں کہ اہل جاہلیت بتوں کی سامنی کنکر کہتی تھی جب کوئی سفر وغیرہ کا اندک کرنا و انصاف کرنا ہی علم دنی کا حاصل کرتا کہ یہ کار کون طلب علم ما قسم لہ من الاقدام والاحجام وقال ابو اسحق الزجاج وغیرہ الاستقسام بالانزلام حرام لانہ دخول فی یانہ کروں اور ابو اسحاق زجاج وغیرہ کہتی ہیں استقسام بالانزلام حرام ہی اسلی کہ یہ علم الہی میں علمہ تعالیٰ وهو غیب عنا ویدخل فیہ ما یفعل فی زماننا ویسمونہ قال القرآن وقال دانیال ونحوہا فانہا لیست من ما خلقت ہوتی ہی حالہ کہ وہ ہمسی پوشیدہ ہی اور اسہی میں داخل ہی جو اس زمانہ میں کرتی ہیں اور اسکا نام قرآن کی قال اور دانیال کی قال اور اندک کی کہہ چوڑا ہی کیونکہ الغال المحمود فی الشرع بل ہی من قبیل الاستقسام بالانزلام فلا یجوز استعمالہا ولا اعتقادہا حق لان فیہا الخبر عن طریقہ وہ ظاہر نہیں ہی جو شرع میں محمود ہو بلکہ یہ ہی استقسام بالانزلام کی جس سی ہی سوا کا عمل کرنا اور حق اعتقاد کرنا جائز نہیں ہی کیونکہ اس میں غیب کا خبر الغیب والظہیر بالقران العظیم واما الغال المحمود فی الشرع التیمن والتبرک بالکلمۃ الموافقة للبرکۃ والارشاد والنجی علی اور قرآن کی ساتھ تفسیر ہی اور غال جو شرع میں محمود ہی وہ یہ ہی کہ میں اور برکت کسی کلمہ سی اپنی جو خدا کی موافق ہو جیسی ارشاد یعنی راہ یا سبہ اور نجی روی عن انس انہ علیہ السلام کان یحجہ اذا خرج للحاجۃ ان یسعم یا ارشاد یا نجیہ فی حدیث اخر انہ علیہ السلام جنانجہ انس کا روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو خوش آتا تھا کسی کار کو جاتی ہوئی کہ سن پاویں یا ارشاد یا یا نجیہ اور ایک اور حدیث میں ہی کہ یوسف صلی اللہ علیہ وسلم کان یتقول ولا یظہر فی حدیث اخر انہ علیہ السلام کان یجب الغال ویکرہ الطیرة قال العلماء انما کان النبی علیہ السلام قال یلکرتی تہی اور تفسیر نہیں کیا کرتی تھی اور ایک حدیث میں ہی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم قال کو محبوب رکھتی تھی اور تفسیر کو کر وہ جانتی تھی علماء کہتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم

مستعمل

سواں سی اللہ تعالیٰ کی اور

اور اس کی

اور اس کی

میں سے

یجب لتناول ویکره الطیر لان الطیرة فیها الحکم علی الغیب وسوء الظن بالله تعالی وتوقع البلاء واما الفاعل فلیس فی الحکم
 فال کو محبوب اور نظیر کو مکروه الخجالتی تھی کہ نظیر میں غیب کی خبر اور اسد تعالیٰ کی جناب میں بدگمانی اور توقع بلاء کی ہوتی ہی یہی قال سوا من غیب
 علی الغیب بل فیہ مجرد طلب الخیر وحسن الظن بالله تعالی ورجاء حصول المرافعات لا نسلان عند ظمہر سبب اذا سرجی
 خبر نہیں ہوتی بلکہ او میں خیر کی طلب اور اسد تعالیٰ کی جناب میں نیک گمانی اور امیدواری حصول مراد کی ہی بیشک انسان ہر وقت ہر لمحہ سبب قوی الضعیف کی اگر کسی امید
 اصل من الله تعالی خیر انفعہ عند سبب قوی وضعیف فهو خیر لہ و اذا قطع رجاءہ واملہ من الله تعالی فهو شر لہ لقولہ نعم
 خیر کی اور آرزو نعمت کی کری تو اس کی حق میں بہتری اور اگر اسد تعالیٰ ہی اپنی امید منقطع کری تو اس کی حق میں بدہی کیونکہ اسد تعالیٰ فرماتا ہی
 ان لا یأیس من نفع الله الا القوم الکفرون وقد ذکر فی نصاب الاحساب ان الرجل اذا خرج الی السفر فصل العقیق
 نا امید نہیں ہوتا اسد کی فیض ہی مگر قوم منکر اور لصاح الاحساب میں مذکور ہی کہ آدمی جب سفر کی لئی روانہ ہو اور کو بول بڑکا
 ورجع من سفره یکفر عند بعض المشائخ و ذکر فی المحيط ان الھامة اذا صلحت فقال رجل یسوت المریض یکفر القائل
 اور یہ شخص سفر موقوف رہی تو بعضی مشائخ کی نزدیک کافر ہوجاتا ہی اور محیط میں مذکور ہی کہ چند کی آواز پر اگر کوئی شخص کی بیمار ہوا ہی کا تو وہ شخص
 عند بعض المشائخ ومثال التناول ان یتکون لہ حاجة فیسمع من یقول یا واجد فیقع فی قلبہ رجاء الوجود ان یتکون
 بعضی مشائخ کی نزدیک کافر ہوجاتا ہی اور قال کی یہ مثال ہی کہ کسی شخص کو کچھ مطلب پیش آوی وہ یہ سن کر کہ کوئی کہتا ہی یا واجد یعنی ہی یا بانی ہر کسی دین توقع اس کی طلب
 لہ مرض فیسمع من یقول یا سالم فیقع فی قلبہ رجاء السلامة والفرق بین الفاعل والطیرة مع کون کل واحد منھما
 شخص کچھ بیمار ہوا ہی کہ کوئی کہتا ہی یا سالم یعنی ہی سلامت رہنی والی اب اس کی دین امید سلامتی کی پیدا ہوا اور فرق قال اور طیرہ میں باوجودیکہ دونوں میں
 استدلال بالعلامة علی عاقبة الامر واما لہ ان الکلمة الحسنیة التي تجری علی لسان الانسان لذلک لہا علی المعنی الملو
 کار کی انجام اور بال پر نشانی ہی استدلال کرتی ہیں یہ ہی کہ نیک کلمہ جو انسان کی زبان پر گزرتا ہی اس کی مراد کی موافق معنوں پر دلالت کرتا ہی ناسخا مراد پر
 للمراد یمکن الاستدلال بہا علی المراد بخلاف طیران الطیر وحركات الھائم واصواتھا فانھا لعدم دلالتھا علی معنی لا یمکن
 استدلال کرنا ہوتا ہی یہ بات جانور کی پرواز میں اور وحشیوں کی حرکات اور آواز میں نہیں ہی وہ کسی معنی پر دلالت نہیں کرتی تو اس ہی
 الاستدلال بہا علی شئ وان کان اھل الجاہلیة جعلوا العبرة فیھا تارة بحركاتھا وتارة باصواتھا وتارة بالولھا وتارة
 کسی بات پر استدلال نہیں ہو سکتا اگر یہ اہل جاہلیت فی اوس میں ہی اعتبار طرائی ہیں کہی او کی حرکات ہی اور کہی آوازیں ہی اور کہی رنگوں ہی اور کہی
 باسماہم ویتشاورون ببعضھا یمینون ببعضھا فافھم کانوا بدشاورون بالعقاب علی العقوبة وبالغراب علی الغربة ویتیمنون بالھدھد علی لھدی وذلک کانوا یتیمنون
 ناموسی اور بعضی کو نحوس یعنی ہیں اور بعضی کو بکرت سمجھتی ہیں اہل جاہلیت عقاب ہی عقوبت یعنی عذاب کی خواست یعنی تھی اور غراب غریب یعنی مساوی کی اور ہدھد ہی ہدایت کی بکرت یعنی تھی تو
 بالسائح ویتشاورون بالبارح السائح ما یمین من الطیر والوحش من جهة یسارک الی جهة یمینک والعرب کانوا یتیمنون بہ لاکان رمیہ وصیدہ
 اور بارح ہی خواست یعنی تھی اور سائح وہ پرندہ یا وحشی ہی کہ بائیں طرف ہی دہشتی طرف ہی بائیں طرف چلا جاوی عرب کی لوگ اسی جانور کو مبارک سمجھتی تھی کیونکہ اس کی تیر ماراوشکار کرنا
 من غیر الخوف والبارح ما یمین من الطیر والوحش من جهة یمینک الی جهة یسارک والعرب کانوا یتشاء من عدم
 بدون گردش کی ممکن ہی اور بارح وہ پرندہ یا وحشی ہوتا ہی جو دائیں طرف ہی بائیں طرف چلا جاوی عرب کی لوگ اس کو شخص جانتی تھی
 امکان رمیہ وصیدہ من غیر الخوف اذ کان من عاداتھم انھم اذا خرجوا الحاجة وراوا الطیر والوحش یمینون
 کیونکہ اس کو تیر مارنا یا شکار کرنا بدون گردش کی نہیں ہو سکتا قدیم عرب کی یہ عادت تھی کہ جب کسی کار کی لپی باہر نکلتی اور کسی پرندہ یا وحشی کو دیکھتی کہ وہ اپنی طرف کو
 یتبرکون بہ ویدھبون فی حاجتھم وان راوا الطیر والوحش یمینون یمینا وھون بہ ویرجعون الی یمین تھم ویرجعون
 چلا گیا تو اس کو مبارک جان کر اپنی کام کو چلی جاتی اور اگر کسی پرندہ یا وحشی کو دیکھتی کہ بائیں طرف چلا گیا تو اس کو نحوس جان کر اپنی ہر سیاتی اور بعضی وقت میں
 یمینون الطیر والوحش فینظرون انھا ان اخذت ذات الیمین یتبرکون بہا ویدھبون فی حاجتھم وان اخذت ذات
 پرندہ کو اوڑھ کر اور وحشی کو بدکار دیکھتی رہتی کہ اگر وہ دائیں طرف چلا گیا تو اس کو مبارک سمجھتی اپنی کار و بار کو چلی جاتی اور اگر بائیں طرف چلا گیا

اور یہ شخص سفر موقوف رہی تو بعضی مشائخ کی نزدیک کافر ہوجاتا ہی

کسی بات پر استدلال نہیں ہو سکتا اگر یہ اہل جاہلیت فی اوس میں ہی اعتبار طرائی ہیں کہی او کی حرکات ہی اور کہی آوازیں ہی اور کہی رنگوں ہی اور کہی باسماہم ویتشاورون ببعضھا یمینون ببعضھا فافھم کانوا بدشاورون بالعقاب علی العقوبة وبالغراب علی الغربة ویتیمنون بالھدھد علی لھدی وذلک کانوا یتیمنون

يُنْتَشَرُونَ بِهَا وَيَرْجِعُونَ عَنْ حَاجَتِهِمْ فَنَهَى النَّبِيُّ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَنْ ذَلِكَ بِقَوْلِهِ أَقْرُوا الطَّيْرَ عَلَى وَكُنَّاهُهَا
تَوْخُوسَ جَانِكُمْ كَمَا رَوَى رِيسِي نَكَمِي نَهْشَانِي
سُونَجِي صَلِّيَ اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي أَسْوَءِ عِلْدَتِ سَيِّدِ رُكْدِيَا
فَرَمَا يَا جَانِزْ رُكُو كُونُ فِي نَهْشَانِي رِيسِي دُو

یعنی ان فلک شئی بوجود فی النفوس من قبل الطنون التي تقر بكم بحكم البشرية من غير ان يكون له ما تأثير فی شئی
مراویہ ہے کہ یہ ایسی بات جو دلوں میں آتی ہی تو وہی بشریت کی حیثیت سے پیدا ہوتی ہی صرف لی تا شئی اس میں نہ کہے

من النعم والضرف لا يصدقكم عما توجهون اليه من مقاصدكم وقد جاء في حديث آخر انه عليه السلام قال

من ذنبه الطير عن حاجة فقد اشرع ففيل وما كفارته يا رسول الله فقال ان يقول اللهم لا طير الا طيرك

جس کو کہہ دے گا کہ وہ مشرک ہے کسی نے پوچھا یا رسول اللہ اس کا کفارہ کیا ہے آپ نے فرمایا یہ کہہ جا سہی اللہم الی آخرہ میں کوئی فلاں مجھ پر

[illegible]

اور برکت اور محبت پیش آتی ہی بدون تئیر کا قصداً اور تقدیر اور تئیر حکم اور مرضی کی بہن ہی اور ایک اور حدیث میں ابن مسعود کی روایت میں ہی کہ نبی علیہ السلام الطیر وشرک الطیر وشرک قال ثلثا وامننا الاول کما یذہبہ بالتوکل وقیل قول ما امننا الا لیس من کلام النبی

[illegible]

لكنه يهبط كله ابن مسعود كما لم يهبط اسمعيل واسطى اخمصه كحذف هو اى اسكنى يهبط معنى من كذا اذ يهبط من جوى سوادى دلين او وقت كچه شيكجه من فسك حبال اجابا
به العادة لكن لا يستقر فيه بل يحسن اعتقاده بان لا موثر الا الله فبما له الخير يستعيد به من الشر ويصطفى

مقصودہ متوکلا علیہ یسرا اللہ تعالیٰ علامہ وفقہ الرضائے بلطفہ و فضلہ و کرمہ المجلس الامربعون فی

بیان استحسان التانی فی عمل الدنیا دون الآخرة قال رسول الله صلی الله علیه وسلم التوبة

دینا کی کار بار میں سوائے اعمال آخرت کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی فرما دینا
 کل شیء الا فی عمل الآخرة هذا الحدیث من حسان المصابیر رواه مصعب بن سعد عن ابیہ ومیعنا ان

شیخ مرقیہ نے مگر آخرت کی عمل میں یہ حدیث مصابیح کی حسن حدیثوں میں ہی مصعب بن سعد اپنی پاپ سی روایت کرتا ہی اور اس کی معنی یہ ہیں کہ

المستحسن فيه المسارعة اليه بقوله **وَسَارِعُوا إِلَى مَغْفِرَةٍ مِّن رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمُوتُ وَالْأَرْضُ أُعِدَّتْ**

اسمیں جلدی خوب ہوتی ہی اس آیت سی اور درود و بخشش پر اپنی رب کی اور جنت یرجسکا پہلا دوی آسمان اور زمین طیار ہو گیا

ثَقِیْنَ وَاُمُوْرَ الدُّنْیَا فَلَیَعْلَمَنَّ اِنْهَا خَیْرِ فَعِیْلٍ بِهَا اَوْ شَرِّ فَمِنْ تَرْغِبِهَا فَلَذٰلِكَ تُشْرَعُ الْمَسَارِعَةُ فِیْهَا فَاَنْ هَکِیْمٌ

مطالعہ پر نیز گارون کی اور رہی دنیا کی کاروبار سونہ یہ معلوم نہیں ہوتا کہ نیک ہی کیا چاہی یا برا ہی اس سی بچا چاہی سو اسنی اوسمین جلدی مشرور ہوئی بہرہ اگر کھانی

لیستحب له ان یشاروفیه لما روی انه علیه السلام یشاور اصحابه فی جمیع الامور حتی حوائج بیتہ وروحی
تومض بہ کہ او من مشورہ کرمی باعتبار اس روایت کی کہ نبی علیہ السلام انہی اصحاب ہی تمام کار و بار میں مشورہ کیا کرتے

صلی اللہ علیہ وسلم قال اهلک امر عن المشاورة وقیل لوشاور ادم علیه السلام الملئکة فی اکلہ من الشجرة المنہیة لما وقع فیما
روایت ہے کہ آپ نے فرمایا مشورہ کرنی کسی کوئی خراب نہیں ہوا اور کہتی ہیں کہ اگر آدم علیہ السلام فرشتوں سے مشورہ کر لیتی کیوں کہانی میں

وقع وقیل افراد الانسان ثلاثة اقسام رجل ونصف رجل ولا شئ فالرجل من له رای صائب یشاور ونصف الرجل
جو آدمی اور کہتی ہیں بنی آدم میں تین قسم کے ہیں پورا آدم اور نصف آدم اور نصف آدم اور خود دانہ ہو بہر مشورہ کی اور آدم مرد وہ ہے

من له رای صائب لکن لا یشاور و یشاور لکن لیس له رای صائب ولا شئ مثلہ برای صائب ولا یشاور و فی الجمل
جو آدمی خود دانہ ہو بہر مشورہ نہ کرے یا مشورہ تو کرے پر خود دانہ ہو اور نہ وہی جو خود دانہ ہو اور نہ مشورہ کی پس دونوں بات کی

الامرین الرجل تام وبانتصافهما نصف وبانتفاهما لا شئ ولا حدیث الصحیحة الواردة فی المشاورة کثیرة
جمع ہوتی ہی مرد پورا ہوتا ہی اور ایک بات سے آدم ہوتا ہی اور جب دونوں بات کم ہوں تو نہ کہی اور صحیح حدیث میں جو مشورہ کی باب میں آئی ہیں بہت ہیں اور سبکی

ویغنی عن جمیعہا و یشاورہم فی الامر فانہ علیہ السلام مع کونہ اکمل الخلق ولم یکن احدا فطن منہ امر
بدلی یہ آیت کافی ہے اور مشورہ کی اولی سونے علیہ السلام کو باوجود کہ سب سے زیادہ کامل اور انکی سربراہی میں ہے جب مشورہ کرنی کا حکم ہے

بالمشاورة فی هذه الاية فالظن لغیرہ لکن من یرید المشاورة لا یرى استحبابه ان یشاور فیہ جماعة من اهل
اس آیت میں ہر آدمی پر نصیر کیا خیال ہے لیکن جو شخص کسی کا رہن مشورہ کا ارادہ کرے تو اسکو مستحب ہے کہ مشورہ ایک جماعت اہل بصیرت و اناسی کرے

البصيرة یکن اقلہم عشرة ویعلم من حالہم النصیحة والشفقة ویثق بدينہم وصدقہم وورعہم وعلمہم
کم کسی کم دس تو ہوں اور انکی حال عدت سے خبر خواہی اور شفقت معلوم ہوتی ہو اور انکی دین اور راستی اور پرہیزگاری اور علم پر اعتقاد ہو

ویرفہم مقصودہ من ذلك الامر و یرین لهم فایہ من المصلحة والمفسدة ان علم شیئ من ذلك وان
اور اس کام میں سے اپنا مقصود اور کو چلا دی اور جو جو آئین خوبی اور برائی ہو اگر کچھ جانتا ہو تو سب انکی سامنے بیان کر دی اور اگر

لہ یجد منہم الا واحد یشاور ذلک الواحد عشر مرۃ وان لم یجد واحدا یرجع الی امراتہ والی امرۃ اخری یجوز
سوا ایک شخص کی کہ جس سے مشورہ کرے کوئی نہ ملے تو اس ایک شخص سے دس مرتبہ مشورہ کرے اور اگر ایک ہی نہ سمیر ہو تو اپنی بی بی سے رجوع کرے یا کسی اور عورت سے

مکالمته و یشاورہا وبعد المشاورة یخالفہا و فی مخالفتہا خیر و مرۃ وقد روی انه علیہ السلام قال
جس سے بات چیت کرنی جائز ہو اور بعد مشورہ کی اسکا خلاف کرے اسکی خلاف میں خیر اور برکت ہوتی ہے اور روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا

شاور هن وخالفهن وحکی ان واحدا من اهل الشام شاور امراتہ فی ایام فتنة یرید ان یطرح نفسه من
کہ عورتوں سے مشورہ کر اور خلاف کر اور حکایت ہے کہ اہل شام میں سے کسی نے اپنی بی بی سے جن دنوں بربک کا فتنہ برپا تھا بہ مشورہ کیا کہ میں چہت پرسی نیچی کر ڈروں

السطح فقالت لا تطرح فخالفتها وطرح نفسه من السطح فانکسر رجلہ فلما اصبح جاء اعراب بزیل لیرسلو
سوی بی کہا مت گرنا پر وہ شخص اسکا خلاف کر کہ چہت پرسی نیچی کر ڈرے اور اسکی ٹانگ ٹوٹ گئی جب صبح ہوئی تو بزیل کی نزل چلا کر آئی تاکہ اسکو

الی محاربة الحسین فلما راوا حالہ ترکوه فنجی من شقاوة الدنیا والاخرة بیکرۃ عملہ بالیہ ربیع لان من امرہ
حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مقابلہ پر روانہ کریں جب اسکا یہ حال دیکھا تو معاف کیا سو وہ شخص دنیا اور دین کی بد بختی سے بچ گیا اس حرکت سے کہ حدیث سے معلوم کیا تھا کہ کیونکہ جس پر

بقتل او قطع عضو علی قتل مسلم لا یجوز لہ ان یقتلہ بل یلزمہ ان یصبر حتی یقتل فان قتله یکن اثما ان
قتل کی با قطع اعضا کی زبردستی کیجادی واسطے قتل مسلم کی اور کو جائز نہیں کہ مسلم کو قتل کرے بلکہ اسکو سزا ہے کہ صبر کرے ورنہ اسکی جان دی اور اگر اس مسلم کو قتل کرے تو گناہ ہے

لا یرى علی المسلم بضرۃ قاتلہ یجب علی المستشا ان یعمل لا یکن فی النصیحة وتترك الخیر انما فی
اچھی دین میں ہی قتل مسلم کا مباح نہیں ہے یس مشورہ دینی و دنی پر واجب ہے یا بھدہ کو سزا پر خبر خواہی کا فکر کرے اور مشورہ میں ہر کج بات نہ کرے

للمستشار لما روی عن ابی هريرة انه عليه السلام قال المستشار مؤمن وفي حديث اخر انه عليه السلام
 کیونکہ امام محمد بن ابی حنیفہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مشورہ دینی والا عین ہوتا ہے اور ایک اور حدیث میں ہے

قال لا یجوز ان یجوز لک حتی یجوز لک لایحی لنفسه وفي حديث اخر قال من اشار الى اخيه بما يعلم ان
 کتاب فی غریباً مؤمن نہیں ہوتا کوئی تم میں سے جب تک کہ نہ ہر سبھی اپنی بہائی کی اپنی جو بہتر جانتا ہے اپنی اپنی اور ایک اور حدیث میں ہے کہ فرمایا جس نے کسی بہتے کو ایک کلمہ بتایا
 الرشید فی غیرہ فقد خانہ فانه علی السلام بین فی هذا الحديث ان من استشار اخاه المسلم في امر فقال المستشار
 یہ بیان کر چکے دوسری کار میں سے سو کوئی اور کیا خیانت کی پس نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حدیث میں صاف فرمایا کہ جس نے کسی بہائی سے کسی کام میں مشورہ کیا اور مشورہ دینے والی
 ان المصلحة في فعله وهو يعلم او يظن ان المصلحة في عدم فعله فقد خانہ واذا اشار وظاهر كونه مصلحة
 کہ ایک عمل بہتر ہے دوسرے جانتا ہے یا گمان غالب کرتا ہے کہ خیر ہے اس کی نہ کرتی ہے تو اس نے خیانت کی اور جب اس نے مشورہ کیا اور اس کی خیر معلوم ہوئی

يلزمه ان يقبل ذلك المستشار لكن بعد ان يستخير الله تعالى في ذلك بالاستخارة التي رواه البخاري في صحيحه
 تو لازم ہے کہ مشورہ دینی والی کا مشورہ مان لی ہر اول اس باب میں اللہ تعالیٰ استخارہ کری جو کہ امام بخاری نے اپنی صحیح میں

عن جابر انه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم يعلمنا الاستخارة في الامور كلها كما يعلمنا السورة من القرآن فيقول
 جابر سے روایت کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہر کوئی عام امور میں استخارہ سکھاتی تھی جیسی قرآن کی سورت سکھاتی تھی فرقہ ہندی

اذا هم احدكم بالامر فليركم ركعتين من غير الفريضة ثم ليقل اتي استخيرك بعلمك واستقدر بك بقدرتك و
 کہ جب کوئی کسی کام کا ارادہ کری تو دو رکعت نفل پڑھے پھر یہ دعا پڑھے اے نبی میں تجھ سے غریب طلب کرتا ہوں موافق تیری علم کی اور قدرت طلب کرتا ہوں تیری قدرت سے

اسألک من فضلك العظيم فانک تقدر ولا اقدر وتعلم ولا اعلم وانت علام الغیوب اللهم ان کنت
 تجھ سے انگٹا ہوں تیرا فضل بڑا کیونکہ تو قدرت والا ہے اور میں ناتوان ہوں اور تو جانتا ہے اور میں بھڑ ہوں اور تو تمام غیب سے آگاہ ہے اے اللہ اگر

تعلم ان هذا الامر خیر لی فی دینی ومعاشی وعاقبة امری واجله فاقدره لی وتيسره لی ثم
 تیری علم میں یہ کام میری حق میں بہتر ہے میری دین میں اور دنیا میں اور انجام کار میں اب ہی اور اگر کو تو اس کا کوئی میری نئی بنادی اور آسان کر دی پھر

بالمعصية وان کنت تعلم ان هذا الامر شر لی فی دینی ومعاشی وعاقبة امری واجله فاصرفه
 او میں تجھ سے بڑھتی ہوں اور اگر تو جانتا ہے کہ یہ کام میری حق میں بد ہے میری دین میں اور دنیا میں اور انجام کار میں اب ہی اور اگر کو تو پھر بدی

عنی واصرفنی عنه واقدر لی الخیر حیث کان ثم ارضني به قال العلماء يستحب الاستخارة بالصلوة
 اور جو مجھ سے اور جو مجھ کو اس سے اور میری ہر جہاں ہو اور اس پر مجھ کو راضی کر دی علامہ کہتے ہیں کہ استخارہ نماز

والدعاء المذكور فی جميع الامور كما صرح به فی الحديث المذكور ويكون الصلوة ركعتين من النافلة والظاهر انها
 اور دعا مذکور ہے تمام امور میں مستحب ہے چنانچہ حدیث مذکور میں تصریح ہے اور نماز نفل کی دو رکعت ہیں اور ظاہر ہوں ہے

تحتصل برکعتين من السنن الرواتب تحية المسجد وغيرها من النوافل ولو تعدت الصلوة يستخير بالدعاء المذكور
 کہ سفت روايت کی دو رکعت اور تحیۃ المسجد وغیرہ نوافل میں سے ہی کافی ہیں اور اگر نماز متذہب تو صرف دعا مذکور سے استخارہ کری

واذا استخار يستخير سبع مرات ثم يبضی بعدها لما يشرح له صدره لما روی عن انس انه عليه السلام قال له
 اور اگر استخارہ کری تو سات مرتبہ کری پھر بعد اس کی وہ ہی عمل میں لاوی جو اس کی دل کو پسند آوی کیونکہ انس سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انس سے فرمایا

يا انس اذا هممت بما فرأيت فيك فيه سبع مرات ثم انظر الى الذي سبق الى قلبك فانه الخیر فيه هكذا یکن فعل
 اے انس جب تو کسی کام کا قصد کری تو اس میں اپنی رب سے سات مرتبہ استخارہ کر پھر خیال کر جو تیری دل میں بہتر ہے اس کو تو میں خیر ہے

عباد الله المؤمنین اذا عرض لهم امر من امور الدین والدنیا فی کون الاستخارة فی امور الدین کالجہ والجهاد وسائر
 اللہ کی مؤمن ہندوں کی عمل جہاد کو کوئی کار دین یا دنیا کا پیش آتا ہے تو یہی ہوتا ہے سو سحرہ امور دینی میں سے سب سے اور جہاد اور تمام

الخيارات على تعيين الوقت لا على نفس الفعل وفي امور الدنيا على نفس الفعل واما الجهالة والفسقة فالتين
 خبرات واسطى ثرائي وقتي هو تايهس فعل كاي تهيمن هو تا اور امور دنياي مين صرف فعل پڑھتا ہی بیچ کر دن یا کر دن اور وقت کا ٹھکانا الگ اور جیسا اور فاسق
 ضلوا عن طريق الحق وخرجوا عن سواء السبيل اذا غرم احدہم علی امرین ھب الی صاحب الرل والحصى الشعیر
 جوارہ حق سی پہلی ہیں اور سید ہی دہ سی خارج ہیں جب وہ کسی کار بار کا غم کرتی ہیں تو مال اور کنکریوں والہ اور جوارہ
 والبا قلاء فیلعین بعقلہ ویزداد بسواہم جھلا وخسارۃ بصدقہم فیما یقولون لہ ویعظیم علی ذلک اجرۃ
 اور باقلا والد پاس جاتا ہی سو وہ لوگ اسکو باؤلا پناہی ہیں اور اوستی بوجہ کر اور ہی جہل اور خسارت زیادہ ہو جاتی ہی کیونکہ اونکی قول کی تصدیق کرتا ہی اور او سپر اسکو موز دور کیا ہی
 ولا یعلم ذلک المسکین انہ بذلک یتھدم دینہ ودنیاہ لما ذکر فی شرح العقائد ان تصدیق الکاهن بما یخبرہ
 اور بیچارہ کو بہہ خبری نہیں کہ اسین دین اور دنیا سب تباہ ہوئی اسلی کہ شرح عقاید میں مذکور ہی کہ غیب کی خبروں میں کاهن کو سچا سمجھنا کفر ہی
 عن الغیب کفر لقولہ علیہ السلام من اتی کاهنا فصدقہ بما یقول فقد کفر بما انزل علی محمد والکاهن ھو الخیر
 کیونکہ حدیث میں آیا ہی کہ جو شخص کاهن کی پاس آکر اسکی قول کو سچا مانی بیشک کافر ہوا دن آیات ہی جو محمد پر نازل ہوئی ہیں اور کاهن وہ ہی ہوتا ہی جو غیب کی
 عن الغیب سواء کان بالرل والحصى والشعیر او غیر ذلک لکن حرام لکونہ من قبیل الطیرۃ المنھی عنہا ومن قبیل
 خبر پڑھتا ہی برابر ہی کہ رمل سی ہو یا کنکریوں سی یا جوی یا سوار اسکی اور سی یہ سب حرام ہی کیونکہ یہ طیر کی طرح کای جسکی ہی ہوگی ہی اور
 الاستقسام بالانزلام والطیرۃ مصدر عنی التطیر واصل التطیر التناول بالطیر ثم استعمل فی کل ما یتناول بہ ویعد
 استقسام بالانزلام کی مانند ہی اور طیرہ مصدر ہی تطیر کی معنوں میں اصل میں تطیر کی معنی ہیں طیر سی فال یعنی بہر ایک قال میں جو نخوس ہوتی ہو مستعمل ہو گیا
 شوا سواء کان طیرا وغیرہ وقد روی انہ علیہ السلام قال الطیرۃ شر یعنی انہا من اعمال الشرک کا حکما
 برابر ہی کہ طیر ہو یا کچھ اور ہو اور روایت ہی کہ نبی علیہ السلام فی فرمایا طیرہ شرک ہی مراد یہ ہی کہ طیرہ شرک کی اعمال میں داخل ہی چنانچہ اسد تعالیٰ
 اللہ تعالیٰ عنہم فی مواضع من کتابہ فانہم کانوا یتشاؤمون بالانبیاء واتباعہم وسبب تشاؤمہم بہم ان لا تنبیاء
 اونکی طرف سی اپنی کتاب میں لکھی حکم حکایت کرتا ہی وہ لوگ انبیاء علیہم السلام اور اونکی اتباع کو منحوس سمجھتی ہی اور سبب منحوس سمجھتی ہی کہ انبیاء اور انکی
 لما دعوا الی دین غیرہم الوفاء واستغریۃ واستقبضہ ونفرت عنہ طبا عہم اذ من عادۃ الجملۃ والفسقۃ
 میا دین سکھا ہی تھی تو اسکو غریب دیکھ کر قبیح جانتی تھی اور اونکی طبیعت اس سی نفرت کرتی تھی کہ کوئی کجا ہون اور فاسقوں کی یہ عادت ہوتی ہی کہ جو اونکی خواہش کی
 ان یتیمون ابکل ما یوافق ہوامہ وان کان جالبا للکل شر ووبال وان یتشاءموا بکل ما یخالف ہوامہ وان کان
 موافق ہو اسکو مبارک جانتی ہیں اگر چہ سراسر بد اور وبال ہو اور جو اونکی خواہش کی خلاف ہو اسکو منحوس سمجھتی ہیں اگر چہ
 جاذبا للکل خیر نوال والاستقسام طلب معرفۃ ما قسّم عالم یقسم ولا نزلام القدر التی کان اھل الجاہلیۃ
 سراسر خیر برکت ہو اور استقسام کی معنی طلب گاری معدوم کرنی مقسوم کی غیر مقسوم میں سی اور ازلام قار کی تیر ہوتی ہیں جن پر جاہلیت کی لوگ
 یکتبون علیہا الامور والنھی او یکتبون علی بعضہا فاعل وافر ربی وعلی بعضہا لا تفعل وینہانی ربی ویضعونی فی وعا
 امر اور نبی لکھ دیتی تھی اور کسی پر افعیل یعنی کر یا امر ربی یعنی یہ حکم رب کای اور کسی پر لا تفعل یعنی مت کر یا نہانی ربی یعنی حکم رب کاهنیں لکھتی تھی
 فاذا اراد احدہم امر الدخل یدہ فی ذلک الوعاء واخرج قد حان خرب حافیہ الامر مضی لما قصد ان خرج حافیہ
 اور لکھنے اور لکھنے میں کبھی تھی کہ جب کوئی کچھ کام کر نکو ہوتا تو اس برتن میں آتہ ڈالکر ایک تیر نکالتا اگر ایسا تیر نکلتا جیسے اجازت تھی تو پنا کار شروع کرتا اور اگر ایسا نکلتا
 النھی کف عما قصده وقال سعید بن جبیر کان لاهل الجاہلیۃ حصۃ قدام اصنامہم اذ اراد احدہم امر السفر
 جہین مانعت تھی تو اپنی کا سی بندہ سنا اور سعید بن جبیر ہی ہیں اہل جاہلیت بتوں کی سامنی کنکریں رکھا کرتی تھی جب کوئی شخص سفر وغیرہ کسی کار کا ارادہ کرتا
 وغیرہ استقسام بہا ہی طلب ہما علم ما قسّم لہ من الاقدام والاحجام وقال ابو اسحق الزجلی وغیرہ الاستقسام
 تو استقسام کرتا یعنی اوس ہی اپنی قسمت لکھا اور شر اور کار کی کرنی اور کرنی میں ممانعت کرتا اور ابو اسحق زجاج وغیرہ کہتے ہیں کہ ازلام سی

وتأثره بالسما واليتشاء من بعضها ويتيمن ببعضها فانهم كانوا يتشامون بالغراب على الغربة وبالعقاب

کبھی ناموں سے اور بعض کو منجوس جانتی ہیں اور بعض کو مبارک سمجھتی ہیں جاہلیت والی غریب سے غریب کی نحوست مانتی تھی اور عقاب سے

على العقوبة ويتيمنون بالهدد على الهدى وكذلك كانوا يتبركون بالسائم ويتشاءمون بالسائم

عقوبت کی نحوست سمجھتی تھی اور ہمد سے ہدایت کی برکت کی قائل تھی اور ایسی ہی سائج کو مبارک اور سائج کو منجوس جانتی تھی اور سائج

مايسر من الطير والوحش من جهة يسارك الى جهة يمينك والعرب كانوا يتيمنون به لا مكان رحبه

وہ پرندہ جانور یا وحشی ہوتا ہی جو تیری بائیں طرف سے داینی طرف کو چلا جاوی اور عرب اسکو بہت مبارک مانتی تھی کیونکہ اسکا شکار

وصيده من غير انحراف والسائم مايسر من الطير والوحش من جهة يمينك الى جهة يسارك والعرب كانوا يتشاءمون

تیری بغیر گردش کی ہو سکتی ہے اور سائج و جانور اور وحشی سوائے جو تیری داینی طرف سے بائیں طرف کو چلا جاوی اور عرب ایسی کو منجوس شمار کرتی تھی

به لعدم امكان رحبه وصيده من غير انحراف اذ كان من عادتهم انهم كانوا اذا خرجوا الى اجرة والطيور

کیونکہ اسکا شکار تیری سے ہون گردش کی ممکن نہیں ہے کیونکہ اسکو بھی یہ عادت تھی کہ جب وہ کسی کا کوٹھلی اور دیکھتی کہ پرندہ

اولو وحش يتر يمينه يتبركون به ويدن هبون في حاجتهم وان لا والطير والوحش يبرسيرة يتشاءمون به فيرجعون

یا جو باید دینی طرف کو جاتا ہی تو اسکو مبارک جانتی اور اپنی کام کو چلی جاتی اور اگر دیکھتی کہ پرندہ یا وحشی بائیں طرف کو جاتا ہی تو اسکو منجوس مانتی اور اپنی

الى بيوتهم وربما كانوا ينقرن الطيور والوحش فينظرون انها ان اخذت ذات اليمين فيتركون بها ويدن هبون في

رہلی آتی اور بعضی وقت جانوروں کو اور اگر اور چار پائی کو جاکر دیکھتی کہ وہ اگر داینی طرف کو چلا تو اسکو مبارک سمجھ کر اپنی کار بار کو لگتی

حاجتهم وان اخذت ذات الشمال يتشامون بها ويرجعون عن حاجتهم فنهى النبي عليه السلام عن ذلك بقوله

اور اگر وہ بائیں طرف کو روانہ ہوا تو منجوس مانتی اگر اپنی کار سے الٹی چلی آتی سو نبی علیہ السلام نے اس سے منع فرمایا

اقربا الطير وكناؤها وروى عن معاوية بن حكم انه قال قلت يا رسول الله كنا تطير قال ذلك شيء يجده احدكم

کہ جانوروں کو کونہ سے میں پہنچا رہی دو اور معاویہ بن حکم سے روایت ہے کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم تطیر کیا کرتی تھی آپ نے فرمایا بے شک بات ہے جو تمہاری

في نفسه فلا يصدركم يعني ان ذلك شيء يوجد في النفوس من قبل الظنون التي تقر بكم بحكم البشرية من غير

در میں پیدا ہوتی ہے سو وہ تمکو کاسی اہل تہذیب و تمدن کے یہ وہی بات ہے دلیل پیدا ہوتی ہے جیسی خیالات بشریت کی جہت سے آجانی ہیں کسی باب میں

ان يكون له تأثير في شيء من النفع والضرر فلا يصدركم عما توجهون اليه من مقاصدكم وقد جاء في حديث

نفع ضرر کی اس میں اصل تاثیر نہیں ہے سو اس خیال کی مادی اپنی مقصود کی توجہ سے بند نہو تا چاہی اور ایک اور حدیث میں آیا ہے

اخرانه عليه السلام قال من رذته الطيرة عن حاجته فقد اشرك فقبل ما كفارته يا رسول الله قل ان يقول اللهم

کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا جو شخص طیرہ کو مان کر اپنی کار باری باز ہی سو وہ مشرک ہے کسی نے عرض کیا یا رسول اللہ اسکا کھارہ کیا ہے فرمایا یہ دعا الہی

لا طير الا طير ولا خير الا خير ولا اله غيرك شيبني الى حاجته يعني ان كان ما يصيب الانسان من الخير

ہیں کوئی خیر بجز تیری طیر کی اور نہیں کچھ خیر سوائے تیری خیر کی و نہیں کوئی معبود سوائے تیری یہ بڑھ کر اپنی کار چلا جاوی مراد یہ ہے کہ انسان کو جو عیش آتا ہے خیر اور

الشر والنفع والضرر واليمن والشوم لا يصيبه الا بقضائك وتقديرك وحكمك ومشيتك وفي حديث

شر اور نفع اور نقصان اور برکت اور نحوست وہ بدون تیری رضا اور تیری تقدیر اور تیری حکم اور تیری مرضی کی نہیں اٹھ سکتا اور تیری

اخره ابن مسعود انه عليه السلام قال الطيرة شرك الطيرة شرك قاله ثلثا وامنا الا ولكن الله

میں ابن مسعود کی روایت سے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا طیرہ مشرک ہے طیرہ مشرک ہے اسکو تین بار فرمایا اور ہم میں کوئی ایسا نہیں جو خیال نہ کرے یہ سنا

ينهبه بالتوكل وقيل قوله عامنا الا ليس من كلام النبي صلى الله عليه وسلم بل هو من كلام ابن مسعود في

اسکو توکل سے دفع کرتی ہے تھی میں کہ یہ لفظ عامنا الہدیت میں کانٹا ہے بلکہ یہ کلام ابن مسعود کا ہے اس میں

حذف واخترنا ومعناه ليس منا الا من يقيم في قلبه عند ذلك شيء من ذلك على ما جرت به العادة

کچھ محذوف اور مختصر ہی اسکی بہ معنی میں کہیں چلی آیا کوئی نہیں کہ اسوقت اسکی دلیں کچھ وہم و خطر نہ تھی کیونکہ یہ ہی عادت پڑی ہوئی ہی

فلا يستغفره بل بحسن اعتقاده بان لا موثر الا الله فيسأل الخير ويستعيد بضمن الشر ويحضر

پدره دین تہیں ٹہرتا بلکہ اعتقاد درست ہو جاتا ہی کہ سوائے اہل حقانی کی کوئی کچھ اثر نہیں کرتا پھر وہ سب خدا ہی خیر یا گناہی اور برائی ہی بنیاد

على مقصودة متوكلا عليه يسرنا الله تعالى عملا صوفيا الرضائه بلطفه وكروهه وفضله الجالس

اور رضا پر بہر و سار کر اچنی کار لگنا ہی آئی عمل اپنی مرضی کی موافق اپنی لطف و کرم اور فضل سی ہمارا سان کڑی

الحادی والاربعون فی سبب نزول البلیات وسبب دفعها من التوبة والدعاء

اگر کسی نے یہ سچا سچا کہہ دیا تو اس کا کیا حال ہوگا؟

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا فعلت امتي خمس عشرة خصلة حل بها بلاد هذا الحديث

رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فی فرما یا
حب میری امت پندره عاقلین اختیار کر لیگی
تو انہر بلانا زلی سوگی

من صحاح المصابيح وا على بن ابي طالب وعده هذه الخصال وقال اذا اتخذ الفخمدولا والامانة مغنما

مصابیح کی صحیح حدیثوں میں سے ہیں اور وہ عادیقین گنہگار اور فراموشانہ حبیبی زمین غنیمت کو دولت سمجھتے ہیں اور امانت کو کوٹ

الزكاة مغرمًا وإطاع الرجل امرأته وعوقبته وبتصديقه وجفا أباه وظاهر الأصوات في المسجد وساد

بسم الله الرحمن الرحيم
الحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام على سيدنا محمد وآله الطيبين الطاهرين

اور در جبر و کفران و تبار ہو جوی اور اسی سرستی لری اور دست سما حسا لریا اور باپ پر جعلا لریا اور مسجدین پکارا بولیں اور قوم کا سر

فصل فی القیوم ازلہم و اکرم الرجل فحافۃ شہ و ظہرت المغنیات و المعانف و

فصل في بيان ما يجب من العلم والادب في كل فن من الفنون

اور رئیس قوم کالمین کا دسل کر ہو اور مرد کی عزت اوسکی بدی کی خوف سی کریں اور گالی والمان اور تال مہو وہ عمر و طاہر ہو

فأمر رئيس خورزغن بهذه المرأة وألحقها فعند ذلك يقول الناس مستحقين

فصل پنجم میں لکھیں اور پھر یہ بیان شروع کریں اور پھر بھی امت پہلی امت پر لعنت کر لی گئی تو اب یہ لوگ سزاوار ہوں گے کہ ان پر بلا نازل ہو دی
 داناتہ حہ عاقہ ممر۔ الملاء فليس ذلك الهاء الا لسر ذنوبهم كما قالوا لا اله الا الله وما اصابكم من مصيبة

لذلك وجه على قوم من ابناء قليسك البلاء الا بسبب توبهم قال الله تعالى وما اصابكم من مصيبة

۱۰۰

مَا كَسِبَتْ أَيْدِيكُمْ فِي آيَةِ أُخْرَى إِنَّهُ تَعَالَى قَالُوا كُنَّا مُهْلِكِي الْقُرَىٰ وَأَهْلُهَا غُلَامٌ مِّنْ يَدَيْهِمْ إِنْ يُتْرَكُوا مَرَّةً

اور سکا جو کایا خدا کا ہونے کی ایک آیت من ہی کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اور ہم نہیں کہنا توئی بستیوں کو مگر جبکہ وہ ان کی لوگ مہنگے ہوں اب ان کو لازم ہی کہ جو گناہ اختیار کریں

تَكْبِيرُهُ مِنَ الْاَوْزَارِ وَيَسْتَغْلُوا بِالتَّوْبَةِ وَالْاِسْتِغْفَارِ لِيَرْفَعَهُ عَنْهُمْ حَاتِجُهُ مِنْ الْمِبْلَاءِ الْمَارُؤِيَّاتِ

اور توبہ اور استغفار میں مشغول رہنا تاکہ او کی سرسی وہ ملا حوالہ نہ موصو ہو ہی ہی رفع جو حادی اصلی کہ عبد اللہ

ع: اذها السلامي من الاستغفار الحمد الامم كاضية فخر امم كما هو فحواوتهم:

عن ابن عباس رضي الله عنهما قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من لم يستغفر الله لم يمت حتى يذنب ذنبا كبيرا

یہی روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ جو شخص استغفار کو اپنا خاصہ بنالی تو اللہ اسکی واسطی ہر نیکی سی جیسا کہ اور ہر غم سی کشالیت سیدہ اگر دیکھا اور اسکو

بل يلزمهم ان يقصروا الى الصلوة في الاوقات الاسحار التي هي اوقات استجابة الدعاء لما روى انه عليه السلام

اسی طرح کہ روایت ہے کہ کنہ عدالہ میں کہ

سنی گان نہو ملکہ او نکو بہ لازم ہی کہ ہر صبح او پتہ کر نماز پڑا کر ن کہ وہ وقت دعا کی قبولت کا ہی
اس لہی کہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام کو

ن اذ احزنه امر فرغ الى الصلوة ثم اشتغل بالدعاء لما روى عن عبد الله بن عمر انه عليه السلام قال

البلاء النازل ویدفع البلاء الذی فی صدق التزول فداوموا یا عباد الله بالدعاء فلا تتركوه فان البلاء یزول فلیق
 حوالی ہر کجی اور اوس بلا کو دفع کرتی ہی جو نازل ہوتی کو ہی سوای بند و اس کی ہمیشہ دعا کرتی رہو دعا کو ہرگز چھوڑو کیونکہ بلا جب نازل ہوتی ہی تو بلا
 الدعاء فی غلیظ الی یوم القیامۃ کما جاء فی الحدیث ان الدعاء والبلاء یتقیان بین السماء والارض فیعتلجان الی یوم
 دعا ملتی ہی یہ قیامت تک تو فرشتے جاتی ہیں چنانچہ حدیث میں آیا ہی کہ دعا اور بلا زمین اور آسمان کی وسط میں ملتی ہیں یہ قیامت تک تو فرشتے جاتی ہیں
 القیامۃ وفی حدیث آخر وہ سلمان الفارسی انہ یقول لا یمرد القضاء الا الدعاء فان القضاء وان کان لامر له وکن
 اور ایک اور حدیث میں سلمان فارسی کی روایت سی آیا ہی کہ قضاء کو سوا دعا کی کوئی نہیں رد کر سکتا بیشک قضا کا اگر جبر
 من جملة القضاء رد البلاء بالدعاء فکل بلاء قد لان یندفع بالدعاء یمکن الدعاء سبب الرد ذلك البلاء کالتزول
 حکم قضا کا ہی کہ دعائی بلا رد ہو جاتی ہی بہر جو بلا بالغرض دعائی دفع ہو سکتی ہی تو دعا اوس بلا کی رد ہو سکتا سبب ہی جیسی ڈال کہ
 یمکن سبب الرد السهم فکما ان الترس یدفع السهم کذلک الدعاء یدفع البلاء وکن الصدقة تدفع البلاء لما روی عن
 واسطی کہ جانی نیر کی سبب ہوتی ہی یہ جیسی ڈال نیر کو روک دیتی ہی اس طرح دعا بلا کو دفع کر دیتی ہی اور البیہی ہی خیرات کرنا بلا کو دفع کرتا ہی واسطی کہ
 علی انه علیہ السلام قال باکروا بالصدقة فان البلاء لا یخطاها وفی حدیث اخر انه علیہ السلام قال کل یوم یخسر
 علی صلی اللہ علیہ وسلم روایت ہی کہ ہر صلی اللہ علیہ وسلم فی فرمایا صبح ہوتی ہی صدقہ دو لیس بلا اوس سی آگے قدم نہیں بڑاتی اور ایک اور حدیث میں ہی کہ نبی علیہ السلام فی فرمایا ہر دن میں سوخت ہوتی ہی
 فادفعوا نخس ذلك الیوم بالصدقة فان الصدقة تمنع وقوع البلاء بعد انفعاد اسبابه وکن التسبیح یمنع وقوع البلاء
 سو سوخت اوس دن کی صدقہ سی دور کر دینے تک صدقہ آتی بلا کو بعد تیار ہونے ہی اسباب کی روک دیتا ہی اور البیہی ہی تسبیح بلا کو بند کر دیتی ہی
 لما روی عن کعب انه قال سبحان الله یمنع العذاب ویل علیہ قوله تعالی فی حق یوشع النبی علیہ السلام فلو ک
 اسلمی کہ کعب ہی روایت ہی کہ با سبحان اللہ عذاب کو روک دیتا ہی اور قول اللہ تعالی کا یوشع نبی علیہ السلام کی حق میں بہ ہی دلالت کرتا ہی بہر اگر نہ
 انہ کان من المستنجین لکثرت فی بطنہ وکان تسبیحہ ما حکاه الله تعالی بقوله فتادی فی الظلمات ان لا اله الا
 بہر تار کہ وہ تھا بارگاہ پاک ذات کو تو رہتا اوکی ہیٹ میں جس دن تک مردی جو یون اور تسبیح یوشع کی بہ ہی جسکو اللہ تعالی بیان فرماتا ہی اس آیت میں بہر یکا اولیہ بہر وہ میں کہ کوئی نہ
 انت سبحانک انی کنت من الظالمین ثم انه تعالی عقبتک قال فاستجبنا له ونجینا من الغم وکنک لک
 سو تیری تو ہی عیب ہی میں تھا گہگہاروں میں سی بہر اللہ تعالی فی اوسکی بعد یہ فرمایا بہر من ہی یعنی اوسکی یکا اور بچا دیا اوکی کہشی سی اور یون ہی ہم
 ننجی المؤمنین وروی انه علیہ السلام قال ما من مکر وب یدعوا بہن الدعاء الا استجب لہ وفی روایۃ اخرى انه
 بچا دیتی ہیں ایمان والوں کو اور روایت ہی کہ نبی علیہ السلام فی فرمایا جو مصیبت زدہ یہ یہ پردہ کر دعا مانگی تو قبول ہی ہوتی ہی اور ایک اور روایت میں ہی کہ نبی علیہ السلام
 قال لا اخبرکم بشئ اذا نزل باحدکم کرب او بلاء فدعاه فترج الله عنه قیل بلی یا رسول الله قال دعاء ذی النون
 فرمایا کہ مکر کہ دعا بتاروں اگر کسی پر تم میں کچھ سختی یا بلا نازل ہو وی بہر اوسکی وسیلہ سی دعا مانگی تو اوسکو اللہ دفع کرے عرض کیا جان یا رسول اللہ نبی فی فرمایا وہ دعا ذی النون
 لا اله الا انت سبحانک انی کنت من الظالمین وذكر عن بعض الصالحین ان من اعظم الاشیاء الدافعة للبلاء الخیرۃ
 کی ہی نہیں کوئی حکم سوا نیری نوری عیب ہی میں تھا گہگہاروں میں سی اور بعضی صلی ذکر کرتی ہیں کہ تمام اشیا میں سی ملا کی بڑی دفع کر نیوالی درود کی کثرت ہی
 الصلوۃ علی النبی علیہ السلام فان کثرة الصلوۃ علی النبی علیہ السلام من الوسائل للامتن من الخوف والغور با علی الدرجات یدل علی ذلك حدیث انی
 ہی علیہ الصلوۃ والسلام بہر بیشک درود کی کثرت نبی علیہ السلام پر واسطی امن کی خوفناک چیزوں سی اور واسطی ترقی بلند درجوں کی ایک بڑا وسیلہ ہی اس صلیب حدیث ہی
 بن کعب ان مرطو التزم ان یجعل صلوۃ علی النبی علیہ السلام علقۃ فی عنقه لیس علیہ السلام انکفی ہک ویغفر ذنوبک والحق اصل البلاء
 بن کعب کی دلالت کرتی ہی کہ ایک شخصی عنہ کیا تھا کہ ای تمام وطنی ہر نف ہی علیہ سلام درود بہر ذکر ہی سو ہی علیہ سلام فی اوسکو فرمایا بہر تیری اللہ وہ کمال ہی نور تیری گناہ مٹا جو وہ اس میں
 اذا توجه فامشروع الاستغفار بالتوبة والاستغفار وما یرجی ان یزول البلاء من اعمال البر والتقوی وغیرہ اعانی
 کہ جب کوئی بلا سامنی آوی تو مشروع یہ یہ ہی کہ توبہ اور استغفار میں مستغفر ہو اور اوس اعمال میں سے ہی کہ بلا دفع بہ جانی ہی یعنی بحال توبہ اور یہ بھی واسطی اشارت الیہ

سعادة الآخرة لا تكون الا فی القرب من الله تعالى والنظر الى وجهه الكريم وذلك لا يحصل الا بالمعرفة التي يعبر عنها آخرت کی سعادت بدون قرب الہی اور مشاہدہ وجہ کریم کی کہی نہیں ہوتی اور یہ قرب اور مشاہدہ بدون معرفت کی حاصل نہیں ہوتا

بالایمان والتصديق وهم لما کنوا باحق ولم یصدقوا به كانوا بعیدا عنه وولم یؤمنوا عن انهم یؤمنون وکل محبوب جسکا نام ایمان اور تصدیق ہی اور لا تو گونہ جو حق کی تکذیب کی اور اسکو کچھ نہ مانا تو اوٹھی دور ہو گئی وہ اپنی رب سی اوسدن رو کی جا دی گئی اور جو شخص اپنی

عن ربه یمکن هالکا محترقا بئرا الفراق ونازعهم ابد الابد والقسم الثالث قسم المعدبین وهم الذین تخلوا باصل ربی محبوب ہوا وہ ہلک ہوا فراق اور دوزخ کی آگ میں قدیم کو جلتا رہیگا اور قیسری قسم عذاب کی لوگ ہیں جو لوگ میں جنہیں اصل الہی تو موجود ہی

الایمان لکنهم قصروا فی العمل بمقتضاه فان راس الایمان هو التوحید والتوحید نفي الشریک باعتقاد العبد ان الله براہون فی مطابق ایمان کی اعمال میں قصور کیا کیونکہ اصل ایمان تو توحید ہی اور توحید دور کرنا شریک کا ہی جب آدمی یہہ اعتقاد کرے کہ اللہ تعالیٰ

واحد فی ذاته وصفاته وافعاله فما یظهر شیء فی العالم الا بعلمه وامراده ولا یستحق العبادة الا هو ایک ہی اپنی ذات اور صفات اور افعال میں اور کوئی شیء عالم کی اندر بدون اسکی علم اور ارادہ اور پیدایش کی پیدا نہیں ہو سکتی اور نہ کوئی سزا و عبادت کا ہی

فعلی هذا کل من یقول لا اله الا الله یمسیر کانه یقول انی اعتقد ان الله تعالیٰ واحد فی ذاته وصفاته وافعاله سو اسکی اس اعتقاد کی موافق جو شخص یہہ اقرار کرتا ہی کہ نہیں کوئی محبوب سوا اللہ کی تو ایسا ہی کیوں کہتا ہی جھوٹے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ایک ہی اپنی ذات اور صفات اور افعال

ولا یظهر فی العالم شیء الا بعلمه وامراده ولا یستحق العبادة الا هو فان التزم عبادته ولا عبد الا اياه اور عالم میں کوئی شیء بدون اسکی علم اور ارادہ اور پیدایش کی پیدا نہیں ہو سکتی اور نہ کوئی سزا و عبادت کا ہی اور نہ کوئی سزا و عبادت کا ہی

وبعد هذا الاعتراف کل من اتبع هدیہ فقد اتخذ الله هویہ فهو موحّد بلسانه فقط والتوحید لا یکل الا بالاستقنا کیسے عبادت نہ کرو گنا اور نہ اس اقرار کی جو شخص اپنی ہوا ہوس کا تابع ہوا تو اسی اپنی ہوا ہوس کو معبود بنا لیا پس ہر شخص صرف اپنی مودہ ہی اور توحید پر چکے ہوئے نہیں ہوتی

علیه ومن لم یستقم علیہ ولو فی امر یسیر بل اتبع هویہ ولو فی فعل قلیل یکن خارجا عن سواء السبیل وذلك قد امر او جو شخص توحید پر قائم نہ رہا اگرچہ ادنی بات میں بلکہ اپنی ہوس کا تابع ہوا اگرچہ چھوٹی سی کار میں تو وہ سید ہی راہ سی الگ ہی اور اس کی کال توحید میں

فی کمال التوحید ولعدم خلل البشر عن ذلك قال الله تعالیٰ وَلَئِنْ مَنَّ عَلَیْکُمْ اَنَا وَارِدُهَا فیکون الورد علی النار لکل احد نقصان آتا ہی اور چونکہ اس کی کوئی بشر خالی نہیں ہی ترسمہ فی اللہ تعالیٰ فرماتا ہی اور کوئی نہیں جو میں جو نہ ہو جیسا کہ اوچس ہر کوئی کہہ دیتا ہی کہ ہر کوئی

صتیقنا واتما الشک فیمین یسیر ہمنہا و فی ای وقت یخرج ہمنہا تو قدر حاء فی بعض الاخبار ما یدل علی ان اخر من یخرج بعد شکا وہی میں ہی جو اس سی نجات پاویگی اور کس وقت اوس میں ہی باہر آویگی اور بیشک بعض احادیث کی مضبوطی معلوم ہوتی ہی کہ سب سے پہلے سات ہزار برس کی

سبعة الاف سنة وبعضهم یحور عنہا کبرق خاطف ولا یوجدہ فیہ البث نزول الله تعالیٰ ان یجعلنا منهم بلطفہ تکلیف اور بعضی اوسپر سی چکنی چکی کا طرح چہرہ جاویگی اور کوئی ای اوس میں ذرا رنگ نہ ہوگی جھکو اسید ہی کہ اللہ تعالیٰ اپنی لطف اور فضل

وفضله وکرمه المجلس الثانی فی بیان دفع الدعاء البلاء حین نزول البلاء اور کرم ہی جھکو اس ہی گروہ میں داخل کری بیالیسویں مجلس اس بیان میں کہ دعا اور ترقی بلا کہ اور ترقی ہوتی ہی بلا کہ دفع کر دیتی ہی

وبعد النزول قال رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم ان الدعاء ینزل وما ینزل وما ینزل فاعلمکم عباد الله بالدعاء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی فرمایا بیشک دفع کرتی ہی ہوا اس کو جو اور نہ چکی اور جو نہ پیدایا سوزی سوزی اور نہ پیدایا سوزی سوزی اسکی دعا کو لازم نہ کرو

ہذا الحدیث من حدیث ان المصابیح رواہ عبد الله بن عمر ومعهنا ان الدعاء یدفع البلاء النازل ویدفع البلاء الذی بہرہ حدیث مصابیح کی حسن حدیث میں ہی عبد اللہ بن عمر کی روایت سی اسکی معنی یہہ ہیں کہ دعا آئی ہوئی بلا کو دفع کر دیتی ہی اور اس بلا کو ہی

کائن فی فناء النزول فدا وصور لہ ان الله بالدعاء وانما تکرر فی ذلک البلاء ینزل فیہ دعا الدعاء فی جنتی ان فیہم البقیة عذابہ تیار ہو دفع کر دیتی ہی سو تم ہی بندو کی جہنہ دعا کرتے رہا کرو اسکو چھوڑنا اسکی بیشک بلا آئی ہی اور دعاؤں ہی ہی قیامت روز لڑنے ہی ہیں

كما جاء في الحديث ان الدعاء والبلاء يلتقيان بين السماء والارض فيعتلجان الى يوم القيمة وقد روى عن سلمان قال
هنا نختص حديثين آياي كدعاء اورين كن من متى بين بهر قهامت نيك شري جاتي بين اور سلمان فارسي بي روايت بي
 انه عليه السلام قال لا يرد القضاء الا الدعاء فان القضاء وان كان ملامر ذله لكن من جملة القضاء رد البلاء
كردني عليه السلام في فوايا قضا كودعاي سواد كوي نهين رد كرنا كيكو قضا كا اگر چه كوي هشتا في والا نهين بر سر بهر بي حكم قضا كا بي كدعاسي ملارد هو جادوي
 بالدعاء فكل بلاء قد ان يدفع بالدعاء يكون الدعاء سببا لذلك البلاء كالترس الذي يكون سببا لرد السم فكما
تودعا واسفي وقع هو بي اوس ملا كي سبب هو ويكي مانند ذال كي سببي ذال بهر هو ملا بالفرض دعاسي دفع هو جادوي
 ان الترس يدفع السم كذلك الدعاء يدفع البلاء وقد روى عن ابن مسعود انه عليه السلام قال سلوا الله رفع فضله
تيركو ردك يتي بي ايسي بي دعا بلا كودفع كرد يتي بي اياي ابن مسعود بي روايت بي كدعاسي دفع السم في فرمايا السدي اسد كا فضل مانكا كرو
 فان الله يحب ان يسأل يعني ان الله تعالى كريم قادر على قضاء الحوائج يجب ان يطلب منه قضاء الحوائج فاطلبوا
كيو كد الله تعالى سوال كرنيكو مجوب سكتا بي مراد بهر بي كد الله تعالى كريم بي اودعايات رد كرني پر قادر بي بهر مجوب سكتا بي كد مجب حاجت طلب كيا كرني سواي ايان والو
 منه قضاء حوائجكم ايها المؤمنون وفي حديث اخر رواه ابو هريرة انه عليه السلام قال من لم يسأل الله يغضبه
اوس بي ايني ايني حاجتين طلب كرو اودا كد حديث مين بي اوي هر يكي روايت سي كدعاسي دفع السم في فرمايا جو شخص اسدي سوال نهين كرنا تودا وسو بهر غصه كرنا بي
 لان من لم يطلب منه حاجة يكون في صورة الاستغناء عنه تعالى ولا يجوز للعبد ان لا يعرض حاجة على الله تعالى
اسدي كد جو اسد تعالى سي حاجت طلب نهين كرنا توده ظاهر مين اسد تعالى سي بي نياز هوتا بي اور بنده كوي بهر حاجت نهين بي كد الله تعالى سي كوي حاجت پيش كرني بلكي ايتي بي ايني تمام حاجتين
 ليكون هذا اعترافا بعبوديته وفقره وعجزه واحتياجه الى الله تعالى في قضاء حوائجه فان احب العباد الى الله تعالى
تاكيد بهر بي ايني عبوديت كا اور فقر كا اور عجز كا اور اسد تعالى في طرف حاجتمندي كا تمام حاجات كي رد كرني مين اقرار هو جادوي كيكو مجوب تر بنده اسد تعالى كا
 من يسأله واغض العباد اليه من يستغنى عنه واحب العباد الى الناس من يستغنى عنهم ولا يسأله شيئا والبغض
وه بي بي جواس سي مانگت بهر اور تر بنده اسد كا وه بي جواس سي بي پروا يكي اور مجوب يعني بسند بهر كوي السمين وه هوتا بي جواسي بي پروا بهر اور اوسني كچه مانگي اورنا كاره
 العباد اليهم من يسأله وقد روى عن ابى هريرة انه عليه السلام قال ليس شيء اكرم على الله تعالى من الدعاء يعني ان اكرم
كوي السمين وه بي جواسي سوال كيا كوي اودا ابو هريرة سي روايت بي كدعاسي دفع السم في فرمايا كوي شي اسد تعالى پر دعاسي زياده تر كرم نهين مراد بهر بي
 العباد اعلى الله تعالى الدعاء بل جاء في حديث اخر انه عليه السلام قال الدعاء هو العبادة ثم قرأ قوله تعالى ادعوني
كعبادته مين بزي موزر اسد تعالى پر دعاسي بلكي ايك اور حديث مين آياي كدعاسي دفع السم في فرمايا دعا بي عبادت بي بيزريت بي بكي بكي كاد
 استجب لكم فانه عليه السلام لما حكم في هذا الحديث ان الدعاء هو العبادة استدلل عليه بالآية لان في الآية
كبينهون تجاوي بكار سوني عليه السلام في جب اس حديث مين بهر ارشاد كيا كدعاسي عبادت بي تودا سب اس آيت بي استدلال كيا اسدي كد آيت مين دعا كرنيكا
 امر بالدعاء واشتغال الامر عبادة يحصل للداعي في مقابلتها ثواب وان لم يحصل مرادة لكن ظاهر عبارة انه عليه السلام
امر هو بي اور فلان پروا بي امر كي عبادت هو بي اسكي مقابل مين دعا كرني والي كو ثواب قضا بي اگر چه اسكا مطلب نه ملي ليكن حديث كي ظاهر عبارت سي بهر
 يدل على ان لا عبادة الا الدعاء وليس كذلك بل معنى الحديث ان الدعاء معظم العبادة لان في الدعاء اظهار العجز والافتقار
معلوم هوتا بي كسواي دعاي اور كچه عبادت بي نهين اودا وقع مين دن نهين بي بلكي حديث كي سمي بهر مين كدعا حده عبارت بي اسدي كدعاسي عجز كا اظهار اور فقر كا اقرار هوتا بي
 بالافتقار والاقبال على الله تعالى والرجاء منه والاعراض عما سواه وهذه الاشياء عن العبادة ويقرب من هذا المعنى
اور اسد تعالى في معرفت توجه اور اسدي سي اميد واري اور اسوسا سي بيزاري هوتي بي اور بهر سب بايقن عبادت كي بين اور اسدي مضمون سي ملتا هو بي

بني العباد الى الله تعالى

قال من سئره ان يستجيب الله دعاءه عند الشدائد فليكثر الدعاء عند الرخاء فعلى هذا ينبغي للعبد ان يواظب على
 فرمايا جسدك بهيات پسند ہو کہ اللہ تعالیٰ او کی دعا سختی مصیبت میں قبول کری تو چاہی کہ عیش و آسائی میں خوش ہو گیا کری اس بیان کی موافق بندہ ملائق ہی کہ ہمیشہ بلا توفیق
 الدعاء ویکثره فی حالة النعمة والرخاء لینال النجاة فی حال الضیق والبلاء فان من یدأوم علی الدعاء فی الرخاء یصیر
 اور نعمت اور عیش کی حالت میں زیادہ تر دعا کیا کری تاکہ تنگی اور بلا کی وقت شخصی حاصل ہو بیشک جو شخص عیش میں دعا کی دعا مست کر گیا تو وہ
 من حر به الله تعالی ومن عاده العظما ان ینصرفوا حزم عند الشدائد ثم انه اذا دعی ینبغي له ان یکون موقفا
 اللہ والوں میں داخل ہو جائیگا اور عظماء کی عادت ہی کہ سختی میں اپنی وابستہوں کی مدد کرتے ہیں پھر جب یہ دعا مانگی تو اسکو ملائق ہی کہ قبولیت کا یقین کری اسلوبی
 بالاجابة لانه تعالی وعد بالاجابة قال اذ غوی استجب لکم وروی عن ابی هريرة رضاه علیه السلام قال ادعوا لله وانه یتم
 کہ اللہ تعالیٰ قبول کرتی کا وعدہ کر چکا ہی فرمایا تجھ کو کچھ رو کہ پہنچوں تمہاری بیکار اور ابو ہریرہ سی روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ سی قبولیت کا یقین کر کی
 موقفون بالاجابة فان الداعی اذا لم یکن موقفا بالاجابة لایکون مستحقا فی الرجاء فلا یکن رجاءه صادقا ولا دعاؤه
 دعا مانگو اسلئے کہ دعا مانگنی والا اگر قبولیت کا یقین نہیں کرتا تو مستحق امید براری کا نہیں ہوتا پھر او کی امید صادق نہیں ہوتی اور نہ او کی دعا
 خالص لان الرجاء هو الباعث علی الطلب فاذا لم یتحقق الرجاء لا یتحقق الطلب فالتفیل کیف یمکن للداعی ان یکون موقفا
 خالص ہوتی ہی اسلوبی کہ امید واری ہی طلب کی باعث ہوتی ہی پھر جب امید واری ہی نہیں تو طلب ہی نہیں ہوگی اگر کوئی ایسا عرض کری کیونکر ہو سکتا ہی کہ دعا مانگنی والا اپنی
 باجابة دعائه مع وقوع التخلف فی الاجابة حیث یرى ان بعض الدعاء یرستجا وبعضه لا یرستجا فالجواب الداعی
 دعا کی قبولیت کا یقین کر لی باوجودیکہ قبولیت میں خلاف واقع ہوتا ہی اسلئے کہ یہ دیکھتا ہی کہ کوئی دعا قبول ہو جاتی ہی او کوئی دعا قبول نہیں ہوتی تو اسکا یہ جواب کہ دعا مانگنی والا
 لایکون محروما عن الاجابة البتة فان الاجابة المطلقة حاصلة له حیث ورد الوعد الصادق لکن امرها الی الله
 مانگنی والا اگر نہ قبولیت سی محروم نہیں رہتا مطلق اجابت او کی ہی بیشک حاصل ہوتی ہی اسواسلئے کہ سچا وعدہ ہو چکا ہی لیکن اسکا حال قبضہ الہی میں ہی
 ان یجعلها ما یشاء فی ای وقت شاء فان حاسل الداعی ان کان حصوله مقدرا فی الحال یحصل فی الحال وان کان
 او کو جو چاہی اور جو وقت چاہی کر دی کیونکہ سوال دعا مانگنی والی کا اگر تقدیر میں ایسی ہو نیوالا ہی تو نزلت ہو جاتی ہی اور اگر اس سوال کا ہونا
 حصوله مقدرا فی وقت اخر یحصل فی ذلك وان لم یکن مقدرا لیدفع عنه من البلاء مثل اسالہ عن عضاء اسال او
 اور وقت پر منحصر ہی تو اسوقت ہو دیگا اور اگر مقدر یعنی ہو نیوالا ہی نہیں تو اسپر کوئی بلا او کی بلکہ میں سوال کی برابر دفع ہو جاتی ہی یا کو آخرت میں اس سوال کا ہونا
 یحصل له فی الآخرة من الثواب عوضا لاسال لان الدعاء عبادة والعبادة لایکون فاعلها محروما من الثواب وقد
 ثواب ملی گا اسلئے کہ دعا تو عبادت ہی اور عبادت کر نیوالا یعنی عابد ثواب سی محروم نہیں ہوتا
 روى عن یزید الرقاشی انه قال اذا کان یوم القيمة عرض الله تعالی للعبد دعوات دعی بها فی الدنیا ولم یستجب له فیقول
 اور یزید رقاشی سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا جب قیامت کا دن ہوگا تو اللہ تعالیٰ بندہ کو او کی دعائیں دنیا میں مانگی ہوئی جو قبول نہیں ہوئی تھی دیکھو کہ فرمایا
 عبثا دعوتی یوم کذا وکذا فامسکت علیک دعاءک فخذ مکان دعائک وما ادخرت لک من الثواب فلا یرزق العبد
 ای بندہ تو نبی مجھے فلا فی دن یہ دعا مانگی تھی سو میں تیری لئی وہ دعائیں جمع کر کے میں اب تو ابی دعا کا عوض یہ لئی جو میں تیری لئی ثواب جمع کر رہا ہی پھر
 یعطی من الثواب حتی یقنی لیتہ تعالیٰ لم یقبض له حاجة فظہ فاذا کان كذلك یلزم للداعی ان یکون موقفا فی اجابة ما
 او کو ثواب ملی جائیگا آخر کو یہ آرزو کر گیا گا شک اللہ تعالیٰ میری کوئی حاجت کہی نہ روا کرتا جب دعا کا یہ حال ہی تو دعا مانگنی والی کو لازم ہی کہ بعینہ دعا کی قبولیت کا یقین کری
 ادعی به او بعوضه ما فی الدنیا او فی الآخرة فمادری انه علیه السلام قال ما من مسلم یدعو بدعوة لیس فیها اثم ولا
 یا او کی بدلہ کا یا دنیا میں یا آخرت میں کیونکہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا نہیں کوئی مسلم جو ایسی دعائیں مانگی جس میں نہ کچھ گناہ ہو اور نہ
 قطیعة لحم الا اعطاه الله بها احدی ثلث اما ان یجعل له دعوة اما ان یؤخرها فی الآخرة واما ان یصرف عنه من
 قطع رحم مگر عطا فرمایا او کو اللہ تعالیٰ ایک بات میں سے یا تو او کی دعا بعینہ قبول ہوگی یا او کو پیر پر رکھیں آخرت میں اور یا اس کی کوئی مصیبت او کی پر دفع کر دیگا

بها عبادة فقوموا الى الصلوة فعلى هذا اذا ظهر علامة من العلامات المخوفة كالسوف والخسوف والزلزال والظهور
 انی عندہ کو ڈراتا ہی تو تم نماز میں مصروف ہو جاؤ اس مضمون کی موافق جب کوئی علامت خوفناک پیدا ہو وی جیسی سورج کھن اور چاند کھن اور بیونچال اور بجلی کا کرنا
 ولا مطار الدائمة والريلم الشديدة والظلمة الماثلة بالنهار والضوء الهائل بالليل وعموم الامراض والخوف الغالب
 اور متصل بادش اور سخت اندھیمان اور عین اندھیرا ہولناک اور رات کو روشنی ہولناک اور دباؤ بجاریان اور دشمن کا قوی
 من العدد ونحو ذلك من الاهوال والا فزاعربنغي للناس ان يقوموا الى الصلوة ويصلون ان شاء واركتين
 خوف اور غمناک اور ہول اور خوف تو لوگوں کو یہ چاہی کہ نماز میں مشغول ہو جائیں اور چاہیں تو دو رکعت پڑھیں
 وان شاء والاربعلان كل ذلك من الايات المخوفة التي يخوف الله تعالى به عباده كما قال تعالى وقارسل
 اور چاہیں چار رکعت پڑھیں کیونکہ یہ تمام نشان خوفناک ہیں جن سے اللہ تعالیٰ اپنی بندوں کو ڈراتا ہی چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہی اور نشانیاں جو ہم
 بالآيت لا تخوفنا وقد روى انه عليه السلام قال اذا رايتم شيئا من هذه الافراع فافزعوا الى الصلوة فانه
 پہنچتی ہیں سو ڈراتا ہی کو اور روایت ہی کہ نبی علیہ السلام فی فریضہ جب تم عین سے کوئی شے خوفناک کی دیکھو تو نماز پڑھیں گے اسلمی کہ
 عليه السلام كان اذا حزبه امر فزع الى الصلوة وعند ظهور علامة من علامات العقوبات كان ياهر
 نبی علیہ السلام کو جب کسی باب میں حزن پیدا ہوتا تو نماز شروع کر دیتی اور بروقت پیدا ہونی کسی نشان کی عذاب کی نشانیاں میں سے نماز پڑھنی
 بالصلوة والدعاء والاستغفار ويشغل بها حتى ينكشف ذلك عن الناس لانه تعالى قد يرسل علامة من علامات
 اور دعا مانگنی اور توبہ کر لیا کہ فرماتی اور آپ ہی اطمین مشغول رہتی یہاں تک کہ لوگوں کی سرسری وہ نشان مل جاتا اسلوسی کہ اللہ تعالیٰ بعضی دفعہ علامت عذاب میں ہی
 العذاب يخوف بها عباده ليتوبوا اليه ويتضرعوا اليه وعلم من هذا كله ان علامة من علامات العذاب اذا
 کوئی نشان پیدا کرتا ہی اور اپنی بندوں کو اس سے ڈراتا ہی تاکہ اسکی طرف رجوع کر کے توبہ کریں اس تمام بیان سے معلوم ہوا کہ علامات عذاب میں سے جب کوئی علامت پیدا ہوئی
 ظهرت فالمشروع الاشتغال بالتوبة والاستغفار وبما يرجي ان يرفع به العذاب المخوف من اعمال البر والتقوى
 توبہ اور استغفار میں اور ان اعمال میں مشغول ہونا مشروع ہی جبین تو قی عذاب ہولناک کی دفع ہو چکی ہو یعنی اعمال نیک اور پرہیزگاری
 فان كل ذلك من اعظم ما يستدفع به البلاء واما الاشتغال بالمعاصي والملاهي فلا يمنع زوال البلاء بل
 بیشک یہ تمام واسطی دفع کرنی ہلاکی بڑا ہی علاج ہی اور اشتغال بمعاصی اور ہلو لعب کا سواس سے بلا گنہیں ملتی بلکہ ہلاکی
 يقوى وقوة كما يدل عليه قوله تعالى وما اصابكم من مصيبة فيمأكسبت ايلايكم وقد روى ان بعض
 آدمی اور زور پکڑتی ہی چنانچہ اس آیت سے ثابت ہی اور جو بڑی تپیر کوئی مصیبت سوبدہ اسکا جو کایا تمہاری آہوں کی توبہ روایت ہی کہ ایک
 الصالحين قد شكى اليه عن بلاء وقع فيه الناس فقال ما رى ما انتم فيه من البلاء الا بشوم المعاصي فالعاصي
 صالح مرد کی پاس عام ہلاکی شکایت گذری جبین تمام خلقت مبتلا ہی سواس صالح مرد فی فرمایا میں اس ہلاکی کو بجز نخست تمہاری گناہوں کی نہیں جانتا پس اگر تمہاری
 مشوم على نفسه وعلى غيره اذ لا يؤمن ان ينزل عليه العذاب فيعلم الناس خصوصا من لم ينكر عمله لان النهي
 مشغوس ہو تا ہی اپنی جان پر اور غمزن پر اسلمی کہ یہ بچاؤ کہاں ہی کہ اوسیر عذاب نازل ہو کر سب خلقت پر پہل جاری خاص اول لوگوں پر جو اسکی عمل کو ناپسند نہیں کرتی
 عن المنكر واجب فاذا تركه الناس يكون جميعهم مستحقين للعذاب كما روى عن جرير بن عبد الله رضي الله عنه عليه
 اسلمی کہ بدایات کی مخالفت واجب ہی جب اس وجوب کو لوگوں نے ترک کیا تو سب ہی مستحق عذاب کی ہو گئی چنانچہ جریر بن عبد اللہ سے روایت ہی کہ نبی علیہ السلام فی
 قال ما من رجل يكون في قوم يعمل فيهم بالمعاصي وهم يقدرون على ان يغيروا عليه ولا يغيرون الا اصابهم
 فرمایا نہیں کوئی شخص کہ ایک قوم میں مکر معاصی کیا کری اور حال یہ ہی کہ اوکو یہ قدرت ہی کہ منع کر دین پر منع نہیں کرتی مگر ان سب پر
 منه بعقاب قبل ان يموتوا وفي حديث اخر انه عليه السلام قال ان الله تعالى لا يعذب العامة بين نوب الخاصة
 جیتی جی عذاب آویگا اور ایک اور حدیث میں ہی کہ نبی علیہ السلام فی فرمایا بیشک اللہ تعالیٰ بعض بعض کی گناہوں سے تمام خلقت کو عذاب نہیں کرتا

أنا ليس صالحي قال بلى قلت كيف يصنع أولئك قال يصيرونهم ماصط الناس ثم يصيدون إلى

حق نیکی و کار نیکی گاه فریادان میجو و حق کیا و نکا که مثل جو گاه فریادان و نیزه ای مصیبت هر گاه حسب اگر کسی میرا یا ما را بداند و بداند که من

معقره الله ورحمته قاطعاً هه من هه الحديت ان المؤمن اذا التزم بقدر الله في عباده و...

المنكرين والعقاب في الدنيا دون الآخرة ويدل أيضا ما روى عن عائشة رضي الله عنها قالت يا رسول الله

ان الله تعالى اذا ذل سوطه باها انصره فمصابيح ان اولئك من رسله كما فقال يا عائشة ان

اسدقائى جيب اپا قهر زمين كى باشندون پر ورتا تايى
قواوين نيكو كار بهى برتوى زين كياوه پى لو كى سانه لوك برتوى زين فرمايے عايشه

اللَّهُ تَعَالَى إِذَا نَزَلَ سَاطُورٌ بِأَهْلِ نَفَقَةٍ وَفِيهِمْ صَالِحُونَ فَصَيَّرْنَا مِنْهُمْ جَنَّةً يَنْفَعُونَ عَلَى أَنْفُسِهِمْ وَالْمَرْءِ

اسمائی جب انہا پر عذاب والا پیکر نازل کر رہا تھا اور وہ زمین صلیبی ہوئی تین روزہ ہی اونکی حالت یہ تھی کہ وہ اپنی اپنی بیویوں سے مل رہے تھے اور وہی ایسی بیویوں سے تھے جن سے ان کی اولاد کی لایہ صلی الا اذا انکم بمقدار وسعہ وامامہ۔ واھ۔ ولم ینکحکم استطاعتہ فانه نصرہ من العاصفہ

صالح واجب ہی ہوتا ہے کہ اپنی مقدور ملک برای ہی نیز ادر ہی اور جسبی سستی کی اور باوجود طاقت کی بندگی توفہ فاسقوں میں داخل ہوتا ہی

لا من الصالحين وقد ضرب رسول الله صلى الله عليه وسلم للمهاجرين في جرد الله والواقع فيها مشلا

فقال عليه السلام مثل المداهن في حدود الله تعالى والواقع فيها مثل قوم استمروا سفينة فصار بعضهم

مشال حدود اہمیں سستی کرنیوالے اور جو حدود میں مبتلا ہی ایسی ہی گویا ایک قوم کی کشتی جسے دہلوی پہرہ کی تو

فی مسقطہ اوجہ بعضهم فی علاہا فکان الذی فی سفلیہا یمیر بالماء علی الذین فی علاہا فتأذوا بہ فاخذت فلسہ
 نیچہ کہ درجہ چین آتا اور کہیں آلوں کی درجہ میں آتا اور جو کہ نیچہ کہ درجہ میں تھا وہاں اور والہا کہ یہاں نیچے ہی تو آتا تھا ان کو کہہ سوچو انہا میں سے اب اویس کہہ کر دیکھو

فجعل ينقر السقينة فاتوه فقالوا ما لك فقال تاذيتهم بي ولا بد من الماء فان اخذوا على يديه انجوه وانجوا النعم

مختصی میں چسپہ کرنا شروع کیا، انہیں اپنی اس کی پاس آکر پوچھا تو کیا کرتا ہے؟ کہا کہ جو مجھے اپنے حقوق ہی کو لڑنے کی ضرورت ہے اب اگر وہ نہیں لے گا تو سب کچھ لیانے کو مجھے اور آپ کے

وان بیرونه اهل کوه و اهل دلو انقسم هم و از صعلیه السلام و از درجی بمستیداه هدا جمله من القوائد منها ان الذي
 حاضر بی بجای او اگر او سکو کوفتی دریا تو او سکو داد او بی مری بیشک نبی صلی الله علیه و آله و سلم من بیست قلندی صریح کنی من
 یکی پیروی که دین

كالسفينه فان السفينه كما تكون سبب النجاه في الدنيا كذلك الدين يكون سبب النجاه في الآخرة ومنها ان

شربت جہان کی سوجھ جھپٹ دینا میں بھی تیار ہوں
ایسی ہی دین میں تیار ہوں
اور ایک یہ ہے
سکتا تھا البتہ غم پر ہمارے ہونے کو کہہ کر ہمارے ہونے کو کہہ کر

کشتی والوں کا چپ رہنا، اوسکی حال ہی جو کشتی میں چھید کیا جا رہا ہے جیسی نیل میں اونکی ہلاکت کا سبب ہی ایسی ہی چپ رہنا مسلمانوں کا فاسق گلاں ہی

وعدم الإنكار عليه يكون سبب هلاكهم في الدنيا والآخرة ومنها أن قول الناقد إنما انصرف ما يختص في كماله

اور ایک پیسہ کی سواخ کو فری کا یہ کہتا کہ میں تو ابھی حصہ میں چھید کر رہا ہوں
 میں کان فی السفینۃ ص ۱۰۰ اور کان فی السفینۃ ص ۱۰۰ اور کان فی السفینۃ ص ۱۰۰

اور ان کو جو کشتی میں بیٹھ کر تھے، اسی ہی اور مومنین کو گنہگار رکھ دیا۔ کہنا گئے اور عقوبت سی نہیں بچا تا کہ میرے پیار کے گناہ نہ کرنا اور جنت کی نعمتیں حاصل کرنے کا موقع ملے۔

دینکم علیکم انفسکم ما تریدون منی لی عملی ولکم علیکم کل شاة تعلق بعرقها ونحو هذه الكلمات التي تجری

کرامت انبی سید عالمین بحسب کرامت عرض میری فی میرا کیا اعتمادی ای تمہارا کیا ہر یک بکری اپنی پاؤں سے ہستی ہی اور یہی ایسی اور میں جو عوام

على السنة العوام الذين لا يعلمون أن شوم فعله وسوء عاقبته خساسة يشغل الجميع ومنها أن قيام أهل السفينة
 كى زبان پر گذرتی ہیں جو یہ نہیں جانتی کہ غصہ اور کئی عمل کی انجام بدو کوئی فساد کا سبب بن سکتا ہے اور ایک یہ ہے کہ اہل سفینہ کا کثرت ہو کر
 ومنع من يريد خرقها كما يكون سببا لنجاة جميع أهل السفينة من الغرق كذلك قيام أهل الدين ومنع المنكر
 کشتی توڑنیوالی کو منع کرنا جیسا تمام اہل سفینہ کو ڈوبنے سے بچاتا ہے ایسی ہی دینداروں کا منع ہو کر کبر و ہونا اور منکر سے روکتا
 يكون سببا لنجاة جميع المسلمين من الائم والعقوبة ومنها أن خرق السفينة كما لا يقدم عليه الا من هو احمق
 گنہ اور عقوبت سے تمام مسلمانوں کی نجات کا سبب بنی اور ایک یہ ہے کہ کشتی کا توڑنا جیسی وہی شخص اختیار کرتا ہے جو اتنا احمق ہو
 يستحسن ما هو قديم في الحقيقة ولا يعلم هلاكه كذلك لا يقدم على المعصية الا من يستحسنها ولا يعلم ما فيها
 کہ اصحا بد امور کو نیک سمجھی اور ڈوبنے سے واقف نہ ہو ایسی ہی معصیت کو وہی شخص اختیار کرتا ہے جو اس کو نیک سمجھی اور یہ نجاتی کہ اس میں
 من عظيم الائم واليم العقاب اذ لو علم يقيناً أنه بمعصيته يفعل في دينه من الضرر ما يفعل خارق السفينة لما
 کتاب بڑا گنہ اور کیسا سخت عذاب ہی کیونکہ اگر یقیناً یہ جانتا کہ معصیت میری دین کو ایسا نقصان کرتی ہے جیسی کشتی کا توڑنیوالا کرتا ہے تو معصیت کو کیسی
 اقدم عليها ابداً ومنها أن واحداً من أهل السفينة اذا نكر على الذي يريد خرقها واعترض عليه واحد منهم
 اختیار نہ کرتا اور ایک یہ ہے کہ کوئی اہل سفینہ میں سے جب اس کشتی توڑنیوالے کو تنبیہ کرے اب اگر کوئی اور شخص ان میں سے اس پر یہ اعتراض کرے کہ تجھی کیا کام
 فان ذلك المعارض كما ينسب الى الحق وقلة العقل وعدم العلم بعاقبة هذا الفعل من جهة كون المانع من
 تو بیشک یہ اعتراض کرنا جیسی احمق اور بیوقوف اور اس حرکت کی انجام سے نادان کہلاوے گا اس واسطے کہ روکتی والا
 الخرق ساعياً في نجاة المعترض وغيره من الهلاك كذلك من يعترض على من يغير المنكر لا يعترض عليه الا
 کشتی کی توڑنی سے معترض وغیرہ کو ہلاک ہونی سے بچاتا ہے ایسی ہی جو شخص اس پر اعتراض کرے جو منکرات سے منع کرتا ہے تو وہ اعتراض
 من عظيم حمقه وقلة عقله وعدم علمه بعاقبة المعصية ونشوهها فان من يغير المنكر يكون قائماً باسقاط القر
 بڑی حماقت اور بی وقوف اور معصیت کی انجام اور غصہ کی نادانی سے ہی بیشک جو شخص منکرات کو روکتا ہے تو وہ واسطے ادا کرتی فرض کی
 المتوجه على المعارض وغيره وساعياً في نجاتهم من الائم وخلصهم من العقوبة ومنها أن أهل السفينة اذا سكتوا
 جو معترض وغیرہ پر آتی کو ہی کوشش کرتا ہے اور انکو خطا سے بچاتی اور عقاب سے چھوڑانی میں سے کرتا ہے اور ایک یہ ہے کہ کشتی والی اگر توڑنیوالی سے
 عمن يريد خرقها ولم يمنعهم فانهم كما يكونون سوا في الهلاك معه ولا يميز الخارق من غيره ولا الصالح من الطالح كن
 چشم پوشی کریگی اور اسکو منع نہ کریگی تو یہ سبب جس حال میں ہونگی اسکی ساتھ ڈوبنے میں برابر ہونگی اور یہ نہ معلوم ہوگا انہیں توڑنیوالا کونسا ہے اور نہ یہ کہ کونسا
 أهل الاسلام اذا سكتوا عن تغيير المنكر بعدهم العذاب ولا يميز بين مرتكبه الائم وغيره ولا بين الصالح منهم وغيره
 ہی اور بدکار کونسا ایسی ہی اہل اسلام جب منکرات کی روکتی میں چشم پوشی کریگی تو سب پر عذاب آوے گا یہ سچاں ہوگی منکر کا عمل کرنا کونسا ہے اور صاف کونسا ہے اور نہ
 ولذلك قال النبي عليه السلام لا تزال الاله الا الله يبق من قالها وترد عنهم العذاب والنفقة ما لم يستحقوا بحقها
 بچا نیکو کار اور بدکار کی اسپی واسطے ہی علیہ السلام فی فرمایا کہ لا الہ الا اللہ جو اسی بڑی بیگناہی سے فائدہ دیتا رہی گا اور اوپر سے عذاب اور قہر کو ہٹاتا رہی گا جب تک اسکی حق کو ضعیف
 قالوا يا رسول الله وما الاستخفاف بحقها قال يظهر العمل بمعاصي الله تعالى فلا ينكر ولا يغير فانه عليه الصلوة والسلام
 عرض کیا یا رسول اللہ اسکا حق کیونکر ضعیف ہوتا ہے فرمایا جب اعمال بد ظاہر ہوں گے نہیں بدعت کوئی اور نہ کوئی بدعت کری بیشک نبی علیہ السلام فی
 اخبر في هذا الحديث ان ترك الانكار والتغيير يكون استخفافاً بكلمة التوحيد فلا يرد العذاب عن الناطقين بها
 اس حدیث میں ارشاد فرمایا کہ انکار اور تغیر کی ترک کر فی میں کلمہ توحید کی خفت ہو تی ہے سو کلمہ پڑھنی والوں پر سے عذاب کو دفع نہیں کرے گا
 لكن ينبغي ان يعلم ان الفعل الذي يجب انكاره يشترط ان يكون منكراً اسوأ كان من الصغائر او من الكبار ان وجوب
 پر یہ بھی یاد رکھنا چاہی کہ جس کا شئی انکار کرنا واجب ہے تو اس میں شرط یہ ہے کہ وہ مذموم ہو پھر برابر ہی صغیر ہو یا کبیر اس واسطے کہ وجوب

واذا اهل فعلی کل مسلم ان یاهر بالمعروف ویخفی عن المنکر بمقدار طاقته ثم ان کان الوالی واضیاءه فیها وان لم
 اور جب وہ سستی کری تو پھر ہر ایک مسلمان کو لازم ہے کہ امر بالمعروف اور منکر سے ممانعت اپنی مقدور موافق کیا کری بہر اگر حکم اسپر خوش ہو تو کیا بات ہی اور اگر
 یکن راضیا بل کان ساخطا فسخطه منکر یجب الانکار علیہ لان العلماء قد فہموا من العمومات الواردة فی الامر
 راضی نہ ہو بلکہ ناخوش ہو تو اسکی ناخوشی ہی منکر ہی اس سے ہی انکار چاہی اسلئے کہ علماء اولیٰ عموماً ہی جو در باب امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی وارد ہیں
 بالمعروف والنہی عن المنکر دخول الامراء والسلطانین تحت تلك العمومات فكیف یجتنبون الی اذنہم فی الانکار علیہم
 یہی سمجھتے ہیں کہ امراء اور سلطانین ان عموماً ہی داخل ہیں بہر اذنی اجازت او کی عمل کر نہیں کیا حاجت ہی اور سلف کا عادت ہیں
 وقد کان من عادات السلف الانکار علی الامراء والسلطانین كما روى ان المامون بن ہارون الرشید بلغہ ان رجلاً

تنبیہ کرنا امراء اور سلطانین کا مقررتھا چنانچہ روایت ہے کہ مامون بن ہارون رشید فی یہ سنہ کہ ایک شخص

یمشی فی الناس یاهرہم بالمعروف ویبہم عن المنکر ولم یکن ماموراً بذلك من عنده فامر ان یدخل علیہ فلما قام بین
 اگر کوں بین امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتا پھر تہا ہی اور مامون کی طرف سے ہی اسکو یہ حکم تھا مامون فی اسکو طلب کیا جب وہ سامنے آکر کھڑا ہوا
 یدریہ قال بلغنی انک مریت نفسك اھلاً للامر بالمعروف والنہی عن المنکر وكان المامون جالساً علی کرسیہ ینظر
 تو مامون فی کہا مینی سنائی تو ابینی تین لایق امر بالمعروف اور نہی عن المنکر سمجھتا ہی اور مامون کرسی پر بیٹھا ہوا کتاب کا مطالعہ کرتا تھا
 فی کتاب ففعل فوقہ منہ الكتاب فصارت تحت قدمہ من حیث لا یشعر فقال لہ الرجل ارفع قدمک عن اسماء اللہ ثم
 سو ایسا بھوس ہوا کہ کتاب اسکی ہاتھ سے گر کر پاؤں کی تلی آگئی ایسا کہ مطلق اسکو خبر نہ ہوئی تو اس شخص نے کہا اللہ کی نام پر ہی اپنا پاؤں اٹھائی پھر

قل ما شئت ولم یفہم المامون مرارہ فقال ماذا تقول حتی اعادة ثلثا ولم یفہم فقال هل ترفع ام تاذن لی حتی ارفع
 حوچا ہی ہو کہنا مامون اسکی مراد کو نہ سمجھا کہ تو کیا کہتا ہی آخر اس شخص فی تین بار یہ ہی کہا پر وہ نہ سمجھا پھر اس شخص نے کہا کہ تو اذنتا ہی یا مجھی اجازت دیتا ہی کہ میں
 فقال ذبت فلما توجه الرجل الی الرفع نظر المامون فرأى الكتاب تحت قدمہ واخذہ وقبلہ ثم عاد وقال لم تاهر بالمعروف
 اذنتا دول مامون فی کہا مینی اجازت دی جب وہ شخص اذنتا ہی کو جگا تو مامون فی کیا کہ کتاب پاؤں کی تلی آگئی ہی بہر اذنی او ہا کہ چوم لی پھر وہ ہی کہتی تھا تو کیوں امر بالمعروف
 ونہی عن المنکر وقد جعل اللہ ذلک الینا ونحن من الذین قال اللہ تعالیٰ فیہم الذین ان مکملہم فی الارض قاموا الصلوة
 اور نہی عن المنکر کرتا ہی یہ کہ تو اللہ تعالیٰ فی ہم کو دیا ہی اور ہم لوگ ہم جنکی حق میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہی وہ کہ اگر ہم اسکو مقدورین ملک میں کہی کریں نماز

واؤتوا الزکوة وامروا بالمرء بالمعروف ونہی عن المنکر فقال رجل صدقت یا امیرانت کا وصفت نفسك من السلطان والتمکن
 اور دین زکوۃ اور حکم کریں پہل کام کا اور منع کریں بری سے تب اس شخص فی کہا امیر المؤمنین تو سچا ہی جیسا اپنا وصف بیان کرنا صاحب سلطنت اور صاحب مکتب پر
 خبرنا اعوانک واولیاءک فیہ لا ینکر ذلک الا من لا یعرف کتاب اللہ تعالیٰ وسنة رسولہ اما الكتاب فقوله تعالیٰ
 ہم تمہاری اس باب میں مددگار اور ساتھی ہیں اس امر کا وہ ہی انکار کرتا ہی جو اللہ تعالیٰ کی کتاب اور اسکی رسول کی حدیث کو نہیں جانتا قرآن میں یہ آیت ہی
 وَالْمُؤْمِنُونَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بَعْضُهُمْ اَوْلِیَاءُ بَعْضُهُمْ يَآہُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ واما السنة فقوله علیہ السلام

اور ایمان والی مرد اور عورتیں ایک دوسری کی مددگار ہیں سکھائی ہیں نیکیات اور منع کرتی ہیں بری کا
 المؤمنین کا البینان یشد بعضہ بعضاً وهذا کتاب اللہ وسنة رسولہ فان انقدت لہما اشکرت لمن اعانک فجز منہما
 مسلمان ملکر مثال عی علی کتاب سری میں گئی ہوئی ہیں یہی کتاب اللہ کی اور حدیث اللہ کی رسول کی پس اگر تو ان دونوں کا مطیع ہی تو اپنی مددگار شکر گزار ہو گا ان میں سے جو
 وان لم تنقد لہما الزمک منہما فان الذی اللہ امرک وبیدہ عزک قد شرط ان لا یضیع اجر من احسن عملاً فقل لان ما
 اور اگر تو ان دونوں کا مطیع نہیں ہی تو ان دونوں کا وبال تیری سر پہ بیشک کی طرف تیرا مال ہی اور کی ہاتھ میں تیری عزت ہی اونی شرط کی ہی کہ شکر گزار کا اجر بنا بیج نہیں کرتا بیج
 فتنت فتعجب المامون من کلامہ وسر بہ وقال مثاک یلیق ان یاهر بالمعروف ویبہم عن المنکر فامض علی ما کنت علیہ

جاہر ہو کہو بہر مامون کو اسکی کلام ہی تعجب آیا اور اس کی خوش ہو کر کہا تعجب شخص کو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر لایق ہی جاہلنا و ہر
 کام کئی جا

فاستمر الرجل علی ذلك وقد جرى كثير من ذلك الجماعة من السلف قالوا ليس من مقتضى رحمة اهل المعاصي ترك
سوءه شخص او شيء حال پر اور ایسی بہت لوگ سلف میں گذری ہیں وہ یہ کہتی ہیں گنہگاروں پر رحمت کا مقتضى یہ نہیں کہ انکو منع نہ کری
الانکار علیہم وعدم التعرض لهم بل من کمال الرحمة ظم الانکار علیہم وردہم الی منهم القویم والصلح المستقیم فان المؤمن
اور انکی حال ہی متعرض نہ ہو بلکہ انکی حال پر بڑی رحمت بیگی ہی کہ انکو منع نہ کرنا ہی اور انکو روک کر شاہ راہ استوار اور طریق راست پر لا دی کیونکہ ایمان والا
اذا سمع بالسير من اسائر المسلمين فی ارض العدو یرجہ ویدل حاله ودفنہ فی تخلیصہ فکیف لا یجتہد فی تخلیص
جب ہمتا ہی کہ کوئی شخص مسلمان دشمن کی ملک میں قید ہو گیا ہی تو اوپر رحمت کرتا ہی اور اپنا مال و جان اسکی چھڑائی میں نکالتا ہی پہر اپنی ہمتا ہی مسلمان کی چھڑائی اور چھائی میں
اخیه المسلم وناقذہ اذا مرہ اسیر نفسہ وشیطانہ وھما اعدی عدوہ فان اعرض عنہ وترك اسیرطہما
کیونکہ کسی نہ کر گیا جب اسکو نفس اور شیطان کا قیدی دیکھتا ہی اور یہ دونوں سب ہی بڑی دشمن ہیں اب جو اس ہی پر دوائی کری اور سب کو نفس اور شیطان کی قیدی
فذلك من جملہ فان المؤمن بانقاذ اسیر من یدعدوہ الا صغر یكون ثوابہ ما ذکرہ اللہ تعالیٰ فی کتابہ بقولہ
قید ہنی دی یہ اوکی جہالت ہی کیونکہ مؤمن کو چھوٹی سی دشمن کی اتہنی قیدی کی چھڑائی میں توبہ ثواب ہوتا ہی جسکا اللہ تعالیٰ اپنی کتاب میں یہ ذکر کرتا ہی
وَمَنْ أَحْيَاهَا فَكَأَنَّمَا أَحْيَا النَّاسَ جَمِيعًا فانک بمن انقاذ اسیر المعاصی من یدعدوہ الا کبر وقد اقام العلماء
اور جہنی جلالت ایک جان تو گویا جلالت سب لوگوں کو یہ تیرا خیال کہ ہر ہی اوکی حق تلف جو معاصی کی قیدی کو بڑی دشمن کی یہ تہی خلاصی دی اور بیشک علامتی
الامر بالمعروف والنہی عن المنکر مقام جہاد لان منع المسلمين من المعاصی التي تقضى الی دخول النار افضل
امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کو قائم مقام جہاد کا ٹھہرایا ہی مساوی کہ مسلمانوں کا معاصی ہی روکن جو دوزخ میں کہیں لجا دی کفار کی قتالی ہی
من قتال الکفار فکما لا یجوز فی الجہاد ان یفر واحد من اثنين کذلک فی الامر بالمعروف والنہی عن المنکر من رای
بہت بہتر ہی اب جیسی جہاد میں یہ جایز نہیں کہ ایک شخص دو کی مقابلہ ہی پہاگ جاوی ایسی ہی امر بالمعروف اور نہی عن المنکر میں جو کوئی دو شخصوں کو
رجلین علی منکر لا یجوز لہ ان یتربھا علی منکر بل یجب علیہ ان یامر بہنہی وان کانوا اکثر وخاف علی نفسہ
کسی کو منکر پر دیکھی تو اسکو جایز نہیں کہ انکو منکر پر متوجہ نہی دی بلکہ اسکو حاسب ہی کہ مواخذہ کری اور اگر زیادہ ہوں اور یہ اپنی جان کا خوف کری
فہو فی سعة من ترکہم لکن الانکار اولی وافضل اذ قد قیل من قدر علی انکار المعاصی مع الخوف علی نفسہ کان
تو اسکو گنجائش ہی کہ چپ ہو ہی پر منع کرنا تو ہی اولی اور افضل ہی اسو سلی کہ کہتی ہیں جسکو معاصی کی ہند کر سکی طاقت ہو پہچان کا خوف ہو
انکارھا مندوب الیہ وھو حق علیہ لان الخاطرة بالنفوس فی اعزال الدین ما موبھا کما فی قتل الکفار والبغاة
تو اسکی طاقت ہی محبوب ہی اور نہایت مرغوب کیونکہ وسطی عزت دین کی جان کو خطرہ میں ڈالنے ہی فظان برداری ہی جیسی کفار اور باغیوں کی قتل میں
وقدر وی ان رجلا سال النبی علیہ السلام ائی الجہاد افضل فقال کلمة حق عند سلطان جابر فانه علی السلام
اور روایت ہی کہ کسی شخص نے علیہ السلام ہی پوچھا کہ کونسا جہاد افضل ہی فرمایا حق بات زبردست حاکم کی سامنی بیشک نبی علیہ السلام ہی
جعل کلمة حق عند سلطان جابر افضل الجہاد لان قائلھا یجود نفسہ لا اعلام کلمة الحق ونصرة الدین مع کف
حق بات کو زبردست حاکم کی سامنی جہاد ہی افضل ٹھہرایا اسو سلی کہ حق بیان کرنا اور واسطی ہند کا کل حق اور اماد دین کی اپنی جان تک وگزر نہیں کرتا باوجودیکہ اسکا
یدہ عنہ بخلاف من یلاق عدوہ فی القتال فانه یبسط یدہ الیہ ویرجوان یغلبہ ویقتلہ فلا یكون بذلہ
بند ہی برخلاف اسکی جو صف جنگ میں دشمن کا مقابلہ کرتا ہی کیونکہ یہ تو دشمن پر اتہنہ چلاتا ہی اور اسید کرتا ہی کہ غالب ہو کر اسکو مار ڈالی سواس حالت میں
لنفسہ مع رجاء سلامتھا لکن یدبغی ان یراعی فیہ التدریج فیدل فی الانکار
جان کھاگی کہ دنیا باوجود امید سلامتی کی اوکی بارشیں نہ ہو باوجود خوف سلامتی کی جان آگی کہ دیتا ہی لیکن لایق یوں ہی کہ اس سامنی آہستگی اور سہولت کی رعایت رکھی پہلی پہلی
اولا بالاسہل والا رفق فانه یدل اولاً بالوعظ والنصیحة والتخويف باللہ تعالیٰ وینظر الی العاصی بنظر الرحمة
طاقت بطور سہل نرمی کی ساتھ شہد دع کری پہلی وعظ اور نصیحت کرنی شروع کری اور اللہ تعالیٰ ہی ڈلا دی اور عاصی کی حق میں رحمت کی نظر کری

ویری اقدامه علی المعصیة مصیبة لکون المسلمین کنفس واحدة فان امرته بالمعروف ونهیته عن المنکر
اور مصیبت میں اوسکا مبتلا ہونا اپنی مصیبت سببی کیونکہ مسلمان تمام مانند ایک جان کی ہیں اب حکایتوں بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتا ہی

فہو علی شفیع جہنم فایا لک ان تدفعہ فترمی بہ فی قعر جہنم اذ قد یسقط بک فتقم معہ فیہا وذلک انک ان امرته
یعنی وہ دوزخ کی کٹارہ پر لگا ہوا ہی سو پختہ الیہا نہ کہ اوسکو دکھا دیکر دوزخ کی تہ میں پیسٹیک ہی مواسطی کہ مثلاً یہ تجھسی لپٹ جاوی پر تو ہی اوسکی سہانہ جاوی یہ اسلٹی

بالہلظة والعنف اول مرة فلعلہ یتعدی علیک بالاذی بالید واللسان فتکون قد زدتہ شر علی بشر فہنک
کہ اگر تو ہی پہلی ہی اوسکو سختی اور شدت سی کہتا تو شاید وہ تجھ پر جو کرے ہاتھ سی اور زبان سی ایذا دی اب تو ہی خرابی پر خرابی زیادہ کہ اب تو ہی اپنی جان ہلاک کر

بعد ہلاک نفسک واما اذالم یرجع بالوعظ والنصیحة وعلیم منہ الاصرار علی المعصیة فلا بد ان یغلظ لہ
اور سکو ہلاک کیا ان اگر وعظ اور نصیحت سی باز نہ آوی اور معلوم ہو کہ معصیت پر جم رہا ہی اب ہا جا رہو ہی کہ سن ہی کہتا جاوی

الکلام ویسب من غیر فحش مثل ان یقال یا فاسق یا جاہل یا احمق یا ظالم نفسہ یا من لا یخاف اللہ تعالی و
اور اتنا برا کہی جس میں فحش نہ ہو مثلاً یہ الفاظ کہی ای فاسق ای جاہل ای بیوقوف ای اپنی جان کی دشمن ای وہ شخص جو خدا سی نہیں ڈرتا

نحوہذا الکلام ویراحی فیہ الصدق فان مثل ہذا الکلام صدق فی الحقیقة اذ کل من یرتکب المنکر فاسق جاہل
ایسی ہی اور لفظ اور اس میں سچ کی رعایت کرتا ہی بیشک یہ الفاظ حقیقت میں سچی ہیں اس واسطی کہ جو شخص گناہ کو اختیار کرتا ہی فاسق جاہل

احمق لان الاحق من اتبع نفسہ ہونہا وبقی علی اللہ تعالی کما ورد فی الحدیث ولیحذر من استرسال الغضب
احق ہوتا ہی کیونکہ احمق وہ ہی جو اپنی جان کو ہوا کی تابع کر دی اور خدا سی آرزو میں مانگی چنانچہ حدیث میں آیا ہی اور لازم ہی کہ غصہ کی ماری کلام ناجائز نہ کہنی لگی

وخرج الکلام الی ما لا یجوز مما ہو کذب صریح وفحش قبیح ومن لم یتمکن من انزال المنکر الا بضرب ہر نکبہ
جو کہ صاف جھوٹ ہو اور فحش قبیح اور جس سی دور کرنا منکر کا بدو نہ زاد کو ب کہنگار کی نہیں ہو سکتا

فلیضرب بیدہ ورجلہ ونحو ذلک فاذا اندفع المنکر یجب ان یکف ولیحذر مما یفعل کثیر من الناس من الاسترسال
تو چاہی کہ ٹکرات وغیرہ ماری بہر جب وہ منکر چھوٹ جاوی تو واجب ہی کہ باز ہی اور اس سی پختہ ہی جو اکثر لوگ بعد دوسروں کی ماریت میں

فی الضرب بعد زوال المنکر فان ذلک لیس الا للہاکم ومن لم یستطع ان یغیر المنکر بیدہ ولا بلسانہ بکرة لہ تحریم
نہا دے کرتی ہیں یہ مرتبہ حاکم کا ہی اور جو شخص منکر کو دور نہیں کر سکتا نہ ہاتھ سی اور نہ زبان سی تو اوسکو مکروہ تحریمی ہی

ان یدکر مساوی اخیه المسلم لا حد سوی اهل القوة یقدر علی منعه لانه اذالم یطمع اللہ تعالی بازالة المنکر فلا یصبر
کہ اپنی بہائی مسلمان کی عیوب کی سمانی کہتا پیری مساوی ایسی صاحب طاقت کی جو اوسکی روکنی کی طاقت رکھتا ہو اسلٹی کہ جب اللہ تعالی کی فرمان برداری مساک کی دور کر نہیں

بغیبة المسلم المجلس الرابع والأربعون فی بیان صلوة الکسوف والخسوف فی ظهور الاصول المخوفة
ہو کی تو مساک کی عیبت کرنا فراموشی ہی سر کری جو الیسویں مجلس سورج کہیں اور چاند کہیں کی نماز کا بیان بروقت ظاہر ہونی امور ہولناک کی

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان الشمس والقمر آیتان من آیات اللہ تعالی لا یخسفان بموت احد
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا بیشک سورج اور چاند اللہ تعالی کی دو نشانیاں ہیں نشانیاں میں ہی کی سی موت

ولا حیوۃ فاذا راہتم ذلک فاذکروا اللہ تعالی هذا الحدیث من صحیح المصابیر رواہ عبد اللہ بن عباس
اور حجت کی سبب سی نہیں گتی جب تم ایسا نشان دیکھو تو اللہ کی یاد کرو یہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثوں میں سی ہی عبد اللہ بن عباس کی روایت سی

وسبب فحشہ علی ما جاء فی حدیث اخر رواہ ابو مسعود الانصاری ان الشمس انکسفت یوم مات ابرہیم ابن رسول
دوسرے فحشہ اس حکم کا موافق اوس مضمون کی جو اور حدیث میں ابو مسعود انصاری کی روایت سی آیا ہی یہ ہی کہ جس روز ابراہیم ابن رسول اللہ مواسوج کہیں ہوا

اللہ فقال الناس انکسفت لموتہ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان الشمس والقمر آیتان فمن آیات اللہ
سو لوگ کہنی لگی ابراہیم کی موت شی سورج کہیں ہوا ہی تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا بیشک آفتاب اور مہتاب اللہ تعالی کی نشانیاں میں ہی دو نشانیاں

لا ینکسفان لموت احد ولا حیوته فاذا رمیت تمیثاً من هذه الافرام فافزعوا الى الصلوة فانه علیه
 کیکی موت اور حیات پر نہیں گہتی جب تم کچھ ایسی ہول اور خوف دیکھو تو غار پڑ ہی مشورہ کرو پس تی علیہ السلام
 السلام قد امر فی الحدیث بالصلوة عند ظهور شیء من هذه الاهیال التي من جملتها کسوف الشمس
 اس حدیث میں بروقت ظاہر ہونی ایسی ہی اہوال کی جنہیں سورج کہیں بھی غائب نہ ہو گا حکم فرمایا
 وعلم من هذا ان المراد من الامر بذكر الله تعالى فی الحدیث السابق الامر بالصلوة فانه علیه السلام
 اور اس سے یہ معلوم ہوا کہ مراد یاد الہی سی جو پہلی حدیث میں مذکور ہے غار کا حکم ہے کیونکہ تی علیہ السلام
 قد صلاها بالجماعة وكان القیاس ان تكون صلوة الکسوف واجبة كما ذهب اليه بعض العلماء
 صلوة کسوف جماعت سے پڑھی ہی اور قیاس میں آتا ہی کہ صلوة کسوف واجب ہو چنانچہ بعض علماء کا ہی مذہب ہی
 واختاره صاحب الاسرار لكون الامر للوجوب لكن الجمهور قالوا انها سنة لانها ليست من بشاائر
 اور صاحب اسرار نے ہی اختیار کیا ہی اس واسطے کہ امر وجوب کی ہی ہوتا ہی پر جمهور علماء سنت کہتی ہیں کیونکہ یہ نماز اسلام کی نشانیوں میں ہی نہیں ہی
 الاسلام وانما توجد بعرض الکسوف الا انه علیه السلام لما صلاها بالجماعة كانت سنة مشروعة
 یہ جب ہی ہوتی ہی کہ عارضہ کہیں کا ہو مگر ان نبی علیہ السلام کی جو یہ نماز جماعت سے پڑھی ہی تو سنت ہی جماعت سے بلا کر اہم
 بالجماعة من غير كراهة وحملوا الامر على الذنب فعلى هذا ينبغي لامام الجماعة ان يکسف الشمس ان یصلی
 اور علماء فی اس امر کو مستحب کی ہی رکھا اس بیان کی موافق امام جمعہ کو لازم ہی کہ جب سورج کہیں ہو ہی تو ہمراہ لوگوں کی
 بالناس فی الجامع او فی المصلی رکعتین کل رکعة یروکوع واحد کھیئة النافلة بلا اذان ولا اقامة ولا
 مسجد جامع میں یا عید گاہ میں دو رکعت پڑھی ہر ایک رکعت میں ایک ایک رکوع کری جیسی نفلین ہوتی ہیں نہ اذان پڑھی اور نہ تکبیر اور نہ
 خطبة ویقرأ فیها ما شاء من القرآن ویخفی القراءة عندابی حنیفة وعندهما یجهر والا فضل تطویل
 خطبہ اور ان دونوں رکعت میں چنانچہ ہی قرآن اور امام ابو حنیفہ کی نزدیک قرأت چکی ہی پڑھی اور صاحبین کی نزدیک یکا کر پڑھی اور دو رکعت میں
 القراءة فیہما لان فیہ متابعة النبی علیہ السلام اذ قد ثبت ان قیامہ علیہ السلام کان فی الركعة الاولی
 تطویل قرأت افضل ہی اسلئے کہ اس میں نبی علیہ السلام کی متابعت ہی اس واسطے کہ ثابت ہو چکا ہی کہ نبی علیہ السلام کا قیام پہلی رکعت میں
 بقدر قراءة سورة البقرة وفي الثانية بقدر سورة ال عمران ویجوز تخفیفها لان السنة استیجاب
 بقدر قرأت سورة البقرة کی تھا اور دوسری رکعت میں بقدر قرأت سورة آل عمران کی تھا اور اس میں تخفیف ہی جائز ہی اسلئے کہ مسنون نماز
 الوقت بالصلوة والدعاء ماروی عن مغيرة بن شعبه انه علیه السلام قال ان الشمس والقمر آیتان
 اور دعائیں وقت کا پورا کر دینا ہی اس واسطے کہ مغیرہ بن شعبہ سے روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ سورج اور چاند اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں ہی
 من آيات الله تعالى لا ینکسفان لموت احد ولا حیوته فاذا رمیت تمیثاً فادعوا لله تعالى وصلوا حتی
 دونت انیان ہیں نہ کیکی موت پر نہیں گہتی ہیں اور نہ کیکی حیات پر جب تم اس کو دیکھو تو اللہ تعالیٰ سے دعا مانگو اور حتی نماز پڑھو
 تجلی الشمس وهذا الحدیث یفید استیجاب الوقت بالصلوة والدعاء فان خفف احدهما یطول الآخر
 کہ سورج منہ ہو جاوی اس حدیث سے معلوم ہوتا ہی کہ نماز اور دعا میں وقت کا پورا کرنا چاہی اگر ایک رکعت چھوٹی کر دی تو دوسرے کو بڑا دی
 وبعد الصلوة یدعو حتی تجلی الشمس لان السنة فی الادعية تاخیرها عن الصلوة ثم هو فی الدعاء
 اور نماز کی بعد اتنی دعا مانگی کہ سورج صاف ہو جاوی اس واسطے کہ طریق مسئلہ دعاؤں میں دعا نماز کی چھی ہا
 فحیر ان شاء دعا جالساً مستقبلاً القبلة وان شاء دعا قائماً مستقبلاً الناس بوجہها ومستقبلاً القبلة
 اختیار ہی چاہی بیٹھ کر دو قبلہ دعا مانگی اور چاہی کھڑا ہو کر دو قبلہ دعا مانگی یا دو قبلہ ہو کر دعا مانگی

في بيان مسنونية صلاة الاستسقاء عند مساك المطر قال رسول الله صلى الله عليه وسلم

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی

بیان مسنون ہونی نماز مستحکا بہ وقت خشکی بارش کی

عليه وسلم ليست السنة بان لا يطرأ ولكن السنة ان تمطر ولا تثبت الارض شيئا هذا الحديث من صحيح

فرمایا کال اس سی نہیں پڑتا کہ مینہ نہ برسی بلکہ کال اس سی پڑتا ہی کہ مینہ تو برسی پڑن میں ہی کچھ پیدا ہو یہ حدیث مصابیح کی

مصباح رواد بوهرة ومعناه ان الفطح ليس بشاة يترك عليه المطر بل الفطح ان يترك عليه المطر
صحيح حديث ابن عباس في الرواية الاولى او اسما بمعنى ريح بن كلال دون بنسب هو تاكثير منه ثم رسمه لئلا يكون له اسم غيره مستقر

لكن لا يثبت من الارض شيء او يثبت ولكن يهلك ولا يدخل في ايديكم شعير فان وقوع الشدة بعد توقع

هر زمین ملین سی کچه نه پیدا هو یا اوگی تو سپی بر ایسا تبار هو جاوی که تمپار ایسه که نه کچه نه نوای بیشک سخی کا آنا بعد امید فراخی

السعة وحصول أسبابها أقطع مما كان اليأس حاصل من أول الأمر وليس هذا هي عن الاستقطار و

اور حاصل ہونی بمسباب نازحی بہت ناگوار ہوتا ہی بہ نسبت ناامیدی کی جو پہلی ہی سی حاصل ہو اور یہ ممانعت ہمیں ہی کہ میثمہ نہ مانگو

استغفار کی کئی کئی بار دعا کرو بلکہ اس اعتقاد کی کئی کئی بار دعا کرو کہ رزق کا ملنا منہ پر موقوف ہے اور رزق نہ ملنا مہینہ نہ برسینی پر ہی اب بندہ کو لازم پیر ہی

بسمه نفسه الى مولاه ويعتقد ان الخيرة في جميع ما يحى اليه من مولاه وان كان مخالفا لما راده وهو اه فعلى

اپنی جان اپنی صاحب کی حوالہ کردی اور پہرہ جانی کو جو عجب پر گزند تہائی مولا کی طرف سے ہی سوسب بہتر اور خیر ہی اگرچہ مراد اور خواہش کی موافق نہو اس میں مضمون کی

عبدالغنی العبدان یسہطر بیسلسی لعلیم ان الرزق من اللہ تعالی فان الاستسقاء والاستسقاء سستہ

رودا لا خیار ولا تار الکثیر فیه فیستحق للحکم ان یامر الناس اولا بصام ثلاثة ايام ثم یخرجهم فی الیوم

وکیس باب میں خیرین اور انار بہت دہر دہرین سو حاکم کو مستحب تھا کہ پہلی تمام لوگوں سی تین دن کی روزی رکھوادی بہر چوتھی روز سبکو جنگل میں لجاوادی

الرابع الى الصحراء قيل ينبغي لهم ان يخرجوا لثلاثة ايام متواليات لانها مدة ضربت لارباب لا عذار ولم ينقل

بہت ہیں کہ بہترین ہی نہیں رہے۔ اسی درجے کے اسبقیاتی نامی جاوین اسوسطی کہ عنداللون کی ایسی ہم مدت مقرر ہی اس سے زیادہ

مما ذاك ونحوه من مشايق تشابها في الة تلبس كما لم يلاية ان الزينة كمالها بالانحة

تسلسلہ میں اس طرح کی کئی مثالیں دی گئی ہیں۔ ان میں سے کئی ایک ان کے لیے بھی قابل ذکر ہیں۔ ان میں سے کئی ایک ان کے لیے بھی قابل ذکر ہیں۔ ان میں سے کئی ایک ان کے لیے بھی قابل ذکر ہیں۔

فمن لا ينمي متواضعين خائفين لله تعالى والناكسين من عرسهم ويقدمون الصدقة في كل يوم قبل خروجهم

لیل حالت نکسا، رت ہوئی خدا کا خوف مائی ہوئی اسر جھکائی ہوئی اجاوبین اور ہر روز عید گاہ کی طرف چلتی سی پہلی خیرات کیا کریں

کوئیکہ ایسی ہیبت من خواتین کہ نہ کھانسی اس واسطے کہ خضرات کرنا عقیقات کو دفع کرتا ہی اور حق حقائق کو لگانے کی دادرار

محدودون التوبة فان ذلك هو السبب القريب في الاجابة اذ مروى عن كعب الاحبار انه قال اصاب

نفس و خطای تو نه کرین کیونکه ترا سبب دعا کی صلوات قبولیت کا یہ ہے ہی اسلئے کہ کعب اخبار سنتی اور ابیت ہی وہ کہتی ہیں کہ حضرت موسیٰ نبی

اس خط شدید علی عهد موسیٰ النبی علیہ السلام فخریم موسیٰ النبی علیہ السلام ببنی اسرائیل الی المستقی

ثُمَّ قَالَ لِمَنْ يَشَاءُ فَوَاحٍ لِلَّهِ تَعَالَى إِلَى مُوسَى النَّبِيِّ عَلَيْهِ السَّلَامُ فِي الْأَسْتَحْبَابِ لَكُمْ وَفَكَرْنَا مُرَادًا فَقَالَ مُوسَى

نہ کہ ابرگئی پر مینہ نہ برسایا واللہ تعالیٰ فی موسیٰ بنیامی وحی پہنچی کہ میں تمہاری دعا اسلئے قبول نہیں کرتا کہ تم میں ایک چغل خور یا پیر کوئی

125

النبي عليه السلام يا رب من هو حتى نخرج من بيننا فادحي الله تعالى بموسى اني اهلككم عن القيمة فاكون

يا ابي ده کون ہی تاکہ ہم اوسکو اپنی میں ہی نکال دین پھر اسے تعالیٰ نے یہ وحی پہنچی ای موسیٰ میں تمکو چل خوراسی منع کرتا ہوں پھر میں خود

تماماً فقال موسى النبي عليه السلام لبني اسرائيل متوبوا يا جميعكم من القيمة فتابوا فارسل الله تعالى عليه هم

چغل خری کرنی لگوں پھر موسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل سے فرمایا تم سب غمیدہ سے توبہ کرو سواونہوں نے توبہ کی پھر اسے تعالیٰ نے اونپر

الغيث وروى عن سفيان انه قال بلغني ان بني اسرائيل قحطوا سبعم سنين حتى اكلوا الجيف والاطفال

مینہ برسایا اور سفيان ہی روایت ہی کہ وہ کہتی ہیں بنی اسرائیل پر سات برس کا قحط پڑا یہاں تک کہ مردار اور بچوں کو کھا گئی

وكانوا يخرجون الى الجبال ويتضرعون الى الله تعالى فادحي الله الى انبيائهم اني لا احبب لكم داعياً ولا ارحم

اور وہ پہاڑوں میں جا کر نہایت انکساری دعا کیا کرتے پھر اسے تعالیٰ نے انکی نبیوں پر وحی پہنچی میں نہ تمہاری دعا قبول کروں اور نہ

لكم بالكلية حتى تردوا المظالم الى اهلها ففعلوا فطروا وروى ان عيسى النبي عليه السلام خرج مع قومه

تمہاری روٹی پر رحم کروں جب تک کہ تم حق داروں کی حقوق نہ ادا کرو سواونہوں نے حق ادا کی تو پھر مینہ برسا اور وہ بت ہی کہ عیسیٰ نبی علیہ السلام اپنی قوم کو لیکر

ليستسقى فلما اضجروا قال لهم عيسى النبي عليه السلام من اصاب منكم ذنب فليرجع فرجعوا كلهم

دعا استسقاء کی باہر گئی جب مینہ نہ برسا تو اوسنی عیسیٰ علیہ السلام نے کہا تم میں سے جو گنہگار ہو وہ ہٹ جاؤ تب سب کی سب ہٹ گئی

ولم يبق معه الا رجل واحد فقال له عيسى النبي عليه السلام امالك ذنب فقال والله لا اعلم لي ذنب

اوسکی ساتھ سوائے ایک شخص کی کوئی باقی نہ رہا پھر عیسیٰ علیہ السلام نے او سے پوچھا تو نے کوئی گناہ نہیں کیا کہا اسکی قسم بھوکا ہوں کوئی گناہ معلوم نہیں

غير اني كنت ذات يوم اصلى فمرت بي امرأة فظننت اليها بعيني هذه فلما جاوزت ادخلت اصبعي

سوائے اسکی کہ میں ایک دن نماز پڑھتا تھا میری پاس کو ایک عورت آگئی سو میں نے اسکی طرف اس انگلی سے دیکھا جب وہ چلی گئی تو میں نے اپنی اونگلی انگڑی

في عيني فانزعجتها فاقبعت المرأة بها فقال له عيسى عليه السلام فادع حتى اؤمن على دعائك فدعا

میں ڈال کر انگڑی نکال لی اور اوس عورت کی بچی پھینک دی پھر اوس سے عیسیٰ علیہ السلام نے کہا تو دعا مانگ او میں تیری دعا پڑھتا ہوں پھر اوسنی دعا کی

فتجملت السماء سحابا فسقوا وروى عن عطاء السلمي انه قال منعنا الغيث فخرجنا نستسقى

پھر ترن آسمان میں کھٹ کھٹ گئی اور مینہ نہ برسا اور عطاء سلمیٰ ہی روایت ہی کہتا ہی کہ ہم مینہ نہ برسا بند ہو گیا سو ہم استسقاء کی واسطی نکلی

فاذا نحن بسعدون المتجرون في المقابر فنطرائي فقال يا عطاء هذا يوم النشور اوبعث من في القبور

تاکہ گورستان میں سعدوں دیوانہ مل گیا میری طرف دیکھ کر کہی لگا ای عطاء یہ دن نشہ کا ہی یا قبروں سے مردوں کی اوٹنی کا

فقلت لا لكننا منعنا الغيث فخرجنا نستسقى فقال يا عطاء بقلوب سماوية اوبقلوب

میں نے کہا نہیں تو پھر ہم پر ہی مینہ نہ برسا بند ہو گیا اسلی استسقاء کی واسطی یا ہر آئی میں پھر کہا ای عطاء آسمانی دل لیکر آئی ہو یا زمینی دل

ارضية فقلت بل بقلوب سماوية فقال هيهات يا عطاء قل للسهرجين لا يهجر جوا فان الناقد

مینی کہا نہیں بلکہ آسمانی دل لیکر آئی میں پھر کہا افسوس ہی ای عطاء کہوٹی شفقوں سے کہی کہوٹی نہ بنیں کیونکہ کہی والا

بصيرتهم نظروا الى السماء فقال الهى وسيدى لا تهلك بلادك بذنوب عبادك ولكن بالمكتون

میں ہی پھر آسمان کی طرف دیکھ کر کہا اہی وسیدی اپنی شہروں کو گنہگار بندوں کی بدی میں ہلاک مت کر لیکن اپنی پوشیدہ

من اسمائك وما ادرت الحجب من لائك اسقنا ماء غدقا تحيي به البلاد وترزى به العباد يا من هو على

ناموں کی برکت سے اور جو کہ تیری نعمتیں پس پردہ ہیں بھوکا بی بی انتہا بلا جمین تمام شہر زندہ اور بندے سیراب ہو جاویں اچھوہ

كل شئ قد ير قال العطاء فما استتم الكلام حتى اوعدت السماء وابوقت بمطر كافواه الفرق

جو ہر شے پر قدرت رکھتا ہی عطاء بیان کرتا ہی کہ اوسنی اہی دعا پوری کی تھی کہ آسمان گر جا اور بجلی چکی اور مینہ برسنی لگا جیسی مشک مینہ کہن جاتا ہی

وروی عن ابن المبارک انه قال قدمت المدينة فی عام شدد بها القحط فخرج الناس لیستسقون وخرجت
اور ابن مبارک سی روایت ہی وہ کہتا ہی کہ میں مدینہ میں ایسی سال میں آیا کہ بڑا سخت کال پڑا تھا سو تمام لوگ واسطی دعا استسقاء کی نکلی اور میں ہی
معمم اذا قبل غلام اسود قطعتی المجلس قد اتر باحدہما والی الاخری علی عاتقه فجلس الی جنبی فسمعتہ
انکی ساتہ چلا ناگاہ ایک بچی اسکا موٹی کلی کی چٹھری لٹھی ہوئی کہ ایک کا اوچھن ہی تہنہ کر رہا تھا اور دوسرا اپنی مونہ ہی پر ڈال رکھا تھا اگر میرا برابر بیٹھ گیا پس میں سنا
یقول الہی اخلقت الوجوه عند کثرة الذنوب ومساوی الاعمال وقد احتسب عاصیث السماء
کہ وہ کہتا تھا الہی کتابوں کی کثرت اور اعمال کی برائی سی چری بگڑ گئی

لتودب بذلک عبادک فاسئلك یا حلیم اذ انا انا یا من لا یعرف عبادہ عنہ الا الحمیل ان لیستقی
تاکہ تیری ہنکا ادب پذیر ہوں سو میں تجھے سوال کرتا ہوں اسی حلیم سخاوت والی سو وہ ذات جسکی بندہ سوائی رحمت کی بچہ نہیں جانتی تو انکو ایسی سبب

الساعة فلم یزل یقول الساعة الساعة حتی اکتسب السماء بالغام واقبل المطر من کل مکان
کردی بہر وہ بیٹھ ہی کھجاتا تھا ابھی ابھی یہاں تک کہ آسمان میں کہتا کھڑی اور ہر طرف سی منہ پر سنا شروع ہوا

فعلی هذا ینبغی للحاکم ان لیستقی بصلحاء الناس وصعفاءهم وفقراءہم لاجل الدواب والھاشمۃ
اس بیان کی موافق حاکم کو لازم ہی کہ استسقاء کی دعا صحیح اور ضعیف اور فقیروں سی واسطی پیاسی چو پاؤں

والانعام السائمة والاطفال المعجزة لما وی انہ علیہ السلام قال لولا صبیان رضع دہائم رتہ
اور چرنہ سویشی اور بچوں جلدی فی سانی والوں کی واسطی ہی واسطی کہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام فی فرمایا اگر دودہ بیٹی بچی اور چرٹی ہوئی جانور

وعبادکم لصی علیکم العذاب صبا و عول فی دعائہ كما قال النبی علیہ السلام اللهم اسع عبادک
اور عابد بندہ نہ تو تم پر عذاب ٹوٹ پڑتا اور دعا دہی مرتج کری جیسی نبی علیہ السلام کی ہی

وبھائمک وانتشر رحمک وحی یدک المیت ویستقبل القبلة بالدعاء قائما والناس قاعدا
راہی پیاسی کو پانی پلا اور اپنی رحمت پہنچا اور اپنی فرخہ بچہ زندہ کر اور وہ بقیہ کھڑا ہو کر دعا مانگی اور باقی لوگ دبقل بیٹھ ہی

مستقبلین القبلة لما روی انہ علیہ السلام استقبل القبلة ودعا فاذا دعی یوقن بالاجابة
سو واسطی کہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام فی دبقل ہو کر دعا کی تھی اور جب دعا مانگی تو قبولیت کا یقین کری

ویصدق رجاءہ لما روی انہ علیہ السلام قال ادعوا لله وانتم موقنون بالاجابة وقد قال للہ
اور اپنی امید ہوئی جانی اسواسطی کہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام فی فرمایا اسدی قبولیت کا یقین کری دعا مانگو اور اللہ تعالیٰ ہی فرمائی

ادعونی استجب لکم وقال فی ایه اخرى واذا سالتک عبادی عنی فانی قریب اجیب دعوہ
مجھکو بکارو کہ سنچوں تمہاری بکارو اور ایک اور روایت میں فرمایا ہی اور جب تجھی پوچھیں بندہ میری بھکو نہ میں نزدیک ہوں بھجنا ہوں یکارتی کی یکا کو

اللہ اذا دعان ویجتہد فی الدعاء سرا ویقول اللهم انک امرتنا بدعائک ووعدتنا اجابتک
جسوت مجھکو بکار تار ہی اور دعا میں خوب مبالغہ کری پوسیدہ یوں ہی ابی تو فی حکو بیسی دعا کر نیکا حکم کیا اور قبولیت کا وعدہ کیا

فقد دعونا کما امرتنا فاجبا کما وعدنا اللهم فامن علینا بمغفرة ما فرطنا واجابتک فی سقیانا
سو میں تو میری حکم کی موافق دعا مانگی اب تو اپنی وعدہ کی موافق قبول کر ابی ہماری زیادتیان بخش کر اور اپنی قبولیت سی پانی برسا کر

وسعة رزقنا ویستحب للناس اذا کان فیہم رجل مشہود بالصلاح ان لیستسقا بہ ویقولوا
اور فرخی رزق کی دی کہ ہمہ منت کر اور لوگوں کو مستحب ہی کہ اگر کوئی شخص ونبی نبیجست مشہور ہو تو دس سی استسقاء کی دعا کرائیں اور یوں کہیں

اللهم انا نستسقی ونستشفع الیک بعبدک فلان اذ روی فی صحیح البخاری ان سمر بن الخطاب کان
ابی ہم غسی منہ مانگی ہوں اور میری سامنی تیری فلان ہی بہرہ سی شہادت لرائی میں اسلئی کہ صحیح بخاری میں روایت ہی کہ عمر بن الخطاب

اذا قحطوا يستسقی بالعباس ويقول اللهم اننا كنا نتوسل اليك بنبينا محمد عليه السلام فتسقينا وانا
 جب قحط برتا تو حضرت عباس کی وسیلہ سے دعا استسقا کرتی ہوں کہی اے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو وسیلہ کیا کرتی تھی سو تو ہنسہ برساتا تھا اس پر ہم
 نتوسل اليك بعم بنينا محمد عليه السلام فاستسقنا فيسقون وليس في الاستسقاء عند ابي حنيفة ۷۰
 نبی سامی ابنی بنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی چچا کو وسیلہ کرتی میں سو حکو پانی دی میں ہنسہ برساتا تھا اور استسقا میں امام ابو حنیفہ کی نزدیک کوئی
 صلوۃ مسنونہ بالجماعۃ فان صلی الناس حلا ناجاز واما الاستسقاء عند دعا واستسقا

نما منون جماعت ہی ثابت نہیں ہی اگر لوگ جدا جدا نماز پڑھ لیں تو جائز ہی امام کی نزدیک استسقا دعا اور استسقا ہی
 لقوله تعالى فقلت استغفروا ربكم انه كان عقابا يرسل السماء عليكم ماء تذاا تسمى به الصلوة
 اس دلیل ہی تو میں نے کہا گناہ بخشو اور اپنی رب سے استغفار ہی بخشنی والا چوڑی آسمان کی تیر داریں اور پستی دی نکو ایمان اور

بينين ويجعل لكم جنات ويجعل لكم انهار هذه الآية وان كانت حكاية لما قال نوح النبي عليه السلام لقوم
 بیون ہی اور بنیادی نکو باغ اور بنیادی نکو نہرین پس یہ آیت اگرچہ نوح بنی علیہ السلام کی قول کی حکایت ہی جو اپنی قوم کو فرمایا تھا
 لكن يصح الاستسقاء بالان شريعة من قبلنا شريعة لنا اذا قصها الله تعالى في كتابه ولم ينكرها ولم يرد
 براس آیت ہی استدلال صحیح ہی اس لیے کہ ہم ہی پہلی شریعت میں ہی ہماری ہی شریعت میں جب اوکو اللہ تعالیٰ اپنی کتاب میں بیان فرمادی اور اسکا انکار نہ کیا اور نہ

فيها النسخ كما في هذه الآية فانه تعالى بين فيها ان الاستسقاء سبب لادساا السماء وهو المطر اذ روى ان
 او سکا نسخ وارد ہو چکی اس آیت میں ہی پس اللہ تعالیٰ اس آیت میں یہ بیان فرمایا کہ استسقا کی سبب ہی مینہ برساتا ہی
 نوح النبي عليه السلام كذبه قوم بعد تكثير الدعوة دهر اطويلا فحبس الله تعالى عليهم المطر واعظم
 کہ نوح بنی علیہ السلام کو اسکی قوم نے بعد تکرار دعوت کی مدت دراز تک محذیب کی سوا اللہ تعالیٰ نے چاہیں برس تک اور بعضی کہتی ہیں

ارحام نسائهم ربعين سنة وقيل سبعين سنة فوعدهم نوح النبي عليه السلام انهم ان استغفروا من
 ستر برس تک اور مینہ برساتا نہ کیا اور عورتوں کو بائج کر دیا بہر نوح بنی علیہ السلام نے دسویں وعدہ کیا مگر اگر وہ اپنی گناہوں سے توبہ نہ کریں تو آخر تک
 ذبهم پر قدم الله تعالى الخصب ويرفع عنهم ما كانوا فيه فعلم منه ان المسنون في الاستسقاء الدعاء والاستسقاء
 اللہ تعالیٰ نازگی اور رزق فی فراخی دی اور جس مصیبت میں مبتلا ہیں وہ دور کر دی اس ہی معلوم ہوا کہ استسقا میں دعا اور استسقا ہی مسنون ہی

وروى عن انس ان رجلا دخل المسجد يوم الجمعة ورسول الله صلى الله عليه وسلم يخطب فقال يا رسول
 اور انس ہی روایت ہی کہ ایک شخص جمعہ کی دن مسجد میں آیا اور وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ فرماتی تھی اوسنی عرض کیا یا رسول اللہ
 الله صلى الله عليه وسلم هلك الماشي وخشنا الهلاك على انفسنا فادع الله تعالى ان يسقينا ورفع رسول
 صلی اللہ علیہ وسلم ہواستی تو مر گئی اب ہکو اپنی جانوں کا خوف ہی سوئے اللہ تعالیٰ دعا کرو کہ ہکو پانی عنایت کری بہر رسول

الله صلى الله عليه وسلم يديه قال اللهم اسقنا غيثا مغيثا مريثا عذقا مطدقا عاجلا غير اجل قال المرد
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں ہاتھ اٹھا کر دعا کی اے میرے مینہ برسا اچھا مینہ تازہ کہ نبی والا بہت فائدہ مند الہی دیر نہ ہو
 فما كان في السماء قرعة فارفع السحاب من ههنا وههنا حتى صار كماما ثم مطرت سبعاً من الجمعة الى الجمعة
 کہ آسمان میں کچھ ابر نہ تھا بہر ابر او دہر ہی ابر نمودار ہونی لگا یہاں تک کہ گستا کہ گئی بہر سات دن تک اوس جمعہ ہی اگلی جمعہ تک برسی گئی

ودخل ذلك الرجل المسجد في الجمعة القابلة ورسول الله صلى الله عليه وسلم يخطب والسماء تشكب فقال يا رسول
 بہر وہی شخص اگلی جمعہ کو مسجد میں آیا اور وقت ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ فرماتی تھی اور مینہ برساتا تھا عرض کیا یا رسول
 الله تقدم البنيان ونقطعت السبل فادع الله تعالى ان يمسه فتبسم رسول الله صلى الله عليه وسلم

اللہ تمہم البنیان ونقطعت السبل فادع اللہ تعالیٰ ان ہمیں سکھ فتبسم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 اللہ تمہم البنیان ونقطعت السبل فادع اللہ تعالیٰ ان ہمیں سکھ فتبسم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور سستی بند ہو گئی سو دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ مینہ پھول دی میں پہلی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

اللہ تعالیٰ مینہ پھول دی میں پہلی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
 اور سستی بند ہو گئی سو دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ مینہ پھول دی میں پہلی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

اللہ تعالیٰ مینہ پھول دی میں پہلی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
 اور سستی بند ہو گئی سو دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ مینہ پھول دی میں پہلی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

بملالة بنی ادم ثم رفع يديه فقال اللهم حولينا لعلنا لا علينا اللهم على الاكام والظارب بطون الاودية ومبات
بنی ادم کی ملائت سی قسم کیا پھر دونو اتہا وٹھا کر یہ دعا کی الہی ہماری گرد فواح پر پھر نہیں الہی ٹھیک اور زمین کی پشوں پر اور پھاڑوں پر اور نالوں کی اندر اور چٹانوں
الشجر قال الراوی فما كان في السماء خرقا فانجابت السحاب عن المدينة حتى صارت حوها كالاكليل الراوی
درخت پیدا ہوئی ہوں راوی کہتا ہی آسمان میں کہیں ذرہ کھلا ہوا نہ تھا سو مدینہ کی اوپر سی ابر کھل گیا یہاں تک کہ اوسکی گرد ناز کی مثال ہو گیا پس راوی فی اس خبر میں

لم یکن کر فی هذا الخبر غير الدعاء فعلم منه ان الصلوة في الاستسقاء غير مستنونة وقد ثبت ان عمر
سوار دعا کی اور کچھ بیان نہیں کیا اس سے معلوم ہوا کہ استسقاء میں نماز منون نہیں ہی اور بیشک ثابت ہوا ہی کہ عرضی اور عندنی

استسقاء لم یصل ولو كانت الصلوة سنة لما تركها لانه كان اشد الناس اتباعا لسنة رسول الله عليه السلام
استسقاء کی دعا کی اور نماز نہیں پڑھی اگر نماز منون ہوتی تو عرضی اور عندنی ہرگز بخیر ہوتی اسلئے کہ عمر کی برابر سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا تا یہ کوئی نہیں تھا

صلى فيه ركعتين كصلوة العيد فذلك انما يدل على الجواز وليس الكلام فيه بل الكلام في كونها سنة والسنة
استسقاء میں دو رکعت عید کی سی نماز پڑھی سو اس سے جواز معلوم ہوتا ہی اور اس میں کلام نہیں ہی بلکہ کلام منون ہونی میں ہی اور سنت ہونا ایسی حکایات سی

لا تثبت بمثل بل انما تثبت بالمواظبة ولم يوجد المواظبة لانه عليه السلام فعلها مرة وتوكلها اخرى ولم يكن
ثابت نہیں ہوتا سنت ہونا مواظبت سی ثابت ہوتا ہی اور مواظبت نہیں پائی جاتی اسلئے کہ نبی علیہ السلام فی کبھی اسکو کیا اور کبھی ترک کیا اور عمل کرنا

فعله اكبر من تركه حتى يكون مواظبة وقالا يصلی الامام بالناس ركعتين كصلوة العيد بلا اذان ولا اقامة
ترک کرنی سے زیادہ نہیں تھا جسکو مواظبت کہہ سکیں اور صاحبین کہتی ہیں کہ امام لوگوں کو ہمراہ لیکر عید کی طرح دو رکعت بدون اذان اور تکبیر کی پڑھی

مع التكبيرات الزوائد والجهر بالقراءة ثم يخطب خطبتين يفصل بينهما بجلسة خفيفة ويكون الاستغفار
اور تکبیرات زوائد اور قرات بکبار کر پڑھی پھر دو خطبہ پڑھی دونوں کی بیچ میں کچھ سا جلسہ کری اور استغفار دو نو خطبوں کا عمدہ مضمون ہو

معظم الخطبتين فاذا فرغ من الخطبة يستقبل القبلة ويحول رداءه في هذه الساعة تقولا يتحول الحال
جب خطبہ پڑھ چکی تو روہ قبیلہ ہو کر اب چادر کو واسطی تقاول بدل جانی حالت کی اولیٰ

فيجعل ما على اليمين على الشمال وما على الشمال على اليمين ثم يدعو ويقول في دعائه اللهم اسق عبادك وبها ائمتك
پس داینی طرف کا پلہ بائیں طرف کر لی اور بائیں طرف کا پلہ داینی طرف کر لی پھر دعا مانگی اور دعا کی اندر یہ مضمون اور اگر الہی اپنی بندوں اور اپنی حیوانات کو پانی دے

وانشر رحمتك واسحى بلادك المبيت اللهم انك امرتنا بدعائك ووعدتنا اجابتك فقد دعوناك كما امرتنا
اور اپنی رحمت کو وسیع کر اور اپنی مروت شہر زندہ کر الہی تو فی ہکو دعا کر نیکیا حکم دیا اور قبول کر نیکیا وعدہ فرمایا سو ہم تو بیشک تیری حکم کی موافق دعا مانگ چکی

فاجبنا كما وعدتنا اللهم فامن علينا بمغفرة ما فرطنا واجابتك في سقيانا وسعة رزقنا اللهم لا تهلك بلادك بل تنق
اب تو اپنی رحمت کی موافق قبول کر الہی ہماری زیادتیان بخش کر اور اپنی قبولیت سی ہکو پانی دیکر اور رزق کی فراخی کر کر ہم پر منت کر الہی گنہگار بندوں کی بدل اپنی شہر کی

عبادك ولكن برحمتك الشاملة ونعمتك الكاملة اسقنا ماء عذبا يحيي به البلاد وتروى به الصبغات انك
دیکر انہ رحمت شامل اور نعمت کامل سی ہکو اتنا بہت پانی دی جس سے شہر زندہ اور تمام ہندی سیراب ہو جاوین تو بیشک

على كل شيء قد ير ركبنا ائتنا في الدنيا حسنة وفي الآخرة حسنة وقنا عذاب النار المجلس السادس
ہر شے پر قادر ہی ہوگا ہماری ہکو دنیا میں خوبی اور آخرت میں خوبی دی اور ہکو دوزخ کی عذاب سی بچا چہا بیسویں

والاربعون في بيان وجوب تعليم الفرائض والقرآن ولحن الخفي والجلوس
مجلس میں بیان وجوب تعلیم فرائض کا اور قرآن کا اور لحن پوشیدہ اور ظاہر کا

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم تعلموا الفرائض والقرآن فاني مقبوض هذا الحديث من حسان
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سیکھو فرائض اور قرآن کو کیونکہ میں قبض ہوں یہ حدیث مصابیح کی

المصابیر رواہ ابو ہریرۃ وفیہ تخریض للامة علی تعلم النوعین من العلم لانہما لا یتعلقان بالتلف سبغی

حسن حدیثوں میں ہے ابو ہریرہ کی روایت سے اور اسمین امت کی لئے وہ علم کی سبکدوشی ہے کہ جو کہ پہلے وہ سوائے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اور سی

الاخذ لامنہ علیہ السلام فانہ علیہ السلام اذا قبض لا یحصل للناس منہما شیء بعدہ الا ما تعلمون

نہیں حاصل ہوتی تلف کا معنی یعنی کی ہیں کیونکہ یہی علیہ السلام فی جوفات کی تو یہ بعد اذکی لوگوں کو دونوں میں سے کوئی علم نہیں حاصل ہو سکتا مگر وہ نبی جو سبکدوشی

وہما الفرائض والقرآن اما الفرائض فقد ذهب بعض الناس الی ان المراد بها قسمة الموارثت ولا دلیل لہ

اور وہ دونوں فرائض اور قرآن ہی جہین فرائض سے مراد تو بعض لوگ وراثت کا تقسیم کرنا بتاتی ہیں اور موافق ذکر توفیق کی اس خصوصیت کی دلیل نہیں ملتی ہوتی

فی ہذا التخصیص علی ما ذکرہ التوریشتی بل الصحیح ان المراد بها الفرائض التی فرضہا اللہ تعالیٰ علی عبادة

بلکہ صحیح یہ ہے کہ مراد اس سے وہ امور ضروری ہیں جو اللہ تعالیٰ نے اپنی بندوں پر فرض کر دی ہیں

واما القرآن علی ما ذکر فی الاصول فهو ما کان منقولاً بالتواتر كالقراءة السبع المعروفة التي اختارها الائمة

اور قرآن علم اصول کی مصلحت کے موافق وہ ہے جو تواتر سے منقول ہے جیسی ساتوں فریقین مشہور جسکو قرأت کی ساتوں اماموں نے اختیار کر رکھا ہے

السبعة من القراءة ما کان منقولاً بالتواتر فانه ليس بقرآن بل من القراءة الشاذة سواء نقلت بطريق

وہ نہیں ہی جو بلا تواتر منقول ہے سو یہ قرآن کی احکام میں داخل نہیں ہے بلکہ قرأت شاذہ ہی برابر ہے کہ بطریق شہرت منقول ہو

او بطريق الاحاد والنقل بالتواتر شرط فی كون المنقول قرآناً سواء کان فی جوہر اللفظ او فی ہیئته والمراد من

یا بطریق احاد اور نقل بالتواتر منقول کی لئے قرآن ہونے میں شرط ہے برابر ہے کہ جو ہر لفظ میں ہو یا وہی صورت میں اور جو ہر لفظی یہم ادبی

جوہر اللفظ ان یختلف خطوط المصاحف فی القرات السبع نحو مالک یوم الدین و مالک یوم الدین والمراد من

کہ خطوط مصاحف کی قرات سب سے بدل جاوین جیسی مالک یوم الدین اور مالک یوم الدین اور مالک یوم الدین اور مالک یوم الدین

ہیئة اللفظ ان لا یختلف خطوط المصاحف فی القراءة السبع كالنسخة والامالة ونحوها فاذا کان

ہیئت سے یہم ہی کہ مصاحف کی خطوط قرات سب سے بدل جائیں جیسی مالک یوم الدین اور مالک یوم الدین اور مالک یوم الدین اور مالک یوم الدین

النقل بالتواتر شرط فی كون المنقول قرآناً لانه ان الشاذ سواء نقل بطريق الشهرة او بطريق الاحاد لا یكون

نقل بالتواتر منقول کی لئے قرآن ہونے میں شرط ہوتی لفظ شاذہ سواء قرأت شاذہ ہی برابر ہے کہ نقل بطریق مشہور ہو یا بطریق احاد ہو اسکو

حكم القرآن حتی لا یجوز قراءتہ فی الصلوة والحاصل ان المشہورین من ائمة القراء هم السبعة المذكورون فی

حکم قرآن کا نہیں ہوگا یہاں تک کہ اسکو نماز کی اندر پڑھنا جائز نہیں خلاصہ یہم ہی کہ قرات کی مشہور امام وہ ہی ساتوں ہیں جو

التیسیر والشاطبی و ہم عاصم و حنظلہ و الکسانی ہذہ الثلاثة من الکوفة وابن کثیر من مکتہ و نافع من المدینة

تیسیر اور شاطبی میں مذکور ہیں اور وہ یہم ہیں عاصم اور حنظلہ اور کسانی یہ تینوں کو کوفہ کی ہیں اور ابن کثیر مکتہ کا اور نافع مدینہ کا

وابو عمرو من البصرة وابن عامر من الشام وقد ثبت شیوخ ثلثة اخرون و ہم یعقوب بن اسحق و یزید بن

اور ابو عمرو بصرہ کا اور ابن عامر شام کا اور تین شیخ اور یہی ثابت ہیں وہ یہم ہیں یعقوب بن اسحاق اور یزید بن

القعقاع وخلف بن هشام والصحیح ان احکام القرآن من جواز الصلوة وغیرہ جاریہ فی ہذہ الثلاثة ایضا

قعقاع اور خلف بن هشام اور صحیح یہم ہی کہ احکام قرآن کی یعنی نماز کا جائز ہونا اور سوا کی ان تینوں میں ہے

كالسبعة واما ما رواہا من القراءة الشاذة مشہور اکان او غیر مشہور فلا خلاف فی عدم جواز قراءتہ فی

ان ساتوں کی مانند جاری ہیں اور یہی سوا کی اور شاذہ قراتین مشہور ہوں یا غیر مشہور اسمین خلاف نہیں ہے کہ وہ نماز میں پڑھنی جائز نہیں ہیں

وإلا لم يكن الشاذ فيه حكم القرآن ولم يخرج قراءته في الصلوة فما ظنك بالقراءة التي ليست من القراءات المتواترة
أورحب قرأت شاذة من سائر أن كانين هي اورنه او كما ناز من بزمنا جازي ہی توہر تیر کہ ہر خیال ہی اوس قرعین جونہ قرأت متواترہ سی ہی
ولا من القراءة البشاة بل هي لحن محض هل يكون له حكم القرآن وهل يجوز قراءته في الصلوة التي هي فرض على المسلم
اور نہ قرأت شاذہ سی بلکہ وہ صرف ترسہ ہی توکیا اوسکو حکم قرآن کا ہو سکتا ہی ادکیا اوسکا پڑھنا نماز میں جائز ہے ہی جو کہ لوگوں کی ذمہ ہے
بعد الايمان واحدا كانها قراءة القرآن الذي انزل بافصح اللغات فلا بد ان يقرأ بأفصح اللغات ولا يتحقق ذلك
بعد ایمان کی فرض ہی اور اوسکی ارکان میں سے قرأت قرآن کی جو بڑی فصیح زبان میں نازل ہو ای اب ضروری کہ اوسکو فصیح زبان میں پڑھیں اور فصاحت
الا بالتجويد فعلى هذا يكون العمل بالتجويد فرضا لازما لانه تعالى انزل القرآن بالتجويد حيث قال وكلتكم لتبينوا
بدون تجويد کی نہیں ہو سکتی اس بیان کی موافق تجوید فرض لازم ہوئی اس لیے کہ اللہ تعالیٰ فی قرآن کو تجوید کی ساتھ اتارا ہی اس لیے کہ کہتا ہی اور مٹسا یا اپنی اچوک ٹھکر
فقال الترتيل تجويدا بحروف ومعرفه الوقوف وليس المراد بالتجويد قراءة تمضيغ للسان وتقصير الف وفتح الغاء
سو گلی ہی فرمایا ترتیل حرف تک تجویدی اور فقول کا معلوم کرنا اور تجوید سے مراد ایسی قرأت نہیں ہی کہ زبان کو چبای اور ضہ کو دباوی اور جزبی کو خم ہی
وترديد الصوت اذ هي قراءة تنفر عنها الطباع ولا يقبلها القلوب والا سماع بل هو قراءة سهلة لطيفة لا مضمر
اور آواز کو گردش دی اسو سطی کہ ایسی قرأت سی طبیعتوں کو نفرت آتی ہی اور نزل اور کان لیند کرتی سی بلکہ تجوید ایسی قرأت سہل لطیف ہی نہ اودین ربان کا
وبها ولا تقسف ولا تكلف فاذا كان التجويد فرضا ليكون ما ينافية حرام لان القرآن انما كان معجزا بفصاحة
جیانابی اور نہ ہی راہی آواز کی ہی اوتیکہ کثمت ہی جب تجوید فرض ہوئی تو اوسکی برخلاف حرام ہوا اس لیے کہ قرآن قوانینی فصاحت الفاظ و بلاغت معنی ہی مجزی
نظم و بلاغت و حسن و غیر لغت بہ بالتجوید قراۃ لہ بالفصاحۃ واذا لم یقر بالفصاحۃ یکون لحن واللعن
سواء مکمل تجوید ہی یا نہ پڑھنا صیح ہی اور جب فصاحت کی ساتھ نہ پڑھا تو ہر لحن ہو جائے گی اور لحن
فی لغة العرب یعنی تلحی معان والمراد به ههنا الخطاء وانميل عن الصواب وهجلى وخفى أما الجلي فهو خطأ يطرا
لغة عرب میں کنی مصدر میں آتا ہی اور لحن سے مراد یہاں خطا اور راہ صواب سے الگ ہو جانا ہی اور لحن ایک جلی ہی اور ایک خفی لحن جلی جوا الفاظ پر آتا ہی
والا لفاظ ويحل بالمعنى في بعض المواضع فيفسد الصلوة وهذا اللحن يشترك في معرفته علماء القراءة وغيرهم
توصف خطای اور بعضی جگہ معنی بگاڑ دیتا ہی بہر نمازی فاسد ہو جاتی ہی یہ لحن سب علما کو معلوم ہوتا ہی یعنی علما قرأت اور اولیاء علمائے سب پہچانی ہیں
اذ هو قد يكون بتغيير الحركات والسكنات الاعرابية والبناء وقد يكمن بنقص حرف وزيادة وابداله الى حرف
اسو طعی کہ یہ لحن کبھی تحرکات اور سکانات اعرابی اور بناائی کی بدلتی سی ہوتا ہی اور کبھی حرف کی کم و بیشی اور ایک حرف سی دوسرا حرف بدلتی سی ہوتا ہی
خروا الخفي فهو خلط بين الالف واللام لكن لا يحل بالمعنى ولا يفسد الصلوة بل يحل بالفصاحة وبورث القبلة
اور لحن خفی مسوء الفاظ کو بگاڑتا ہی یہ معنی نہیں بگاڑتا اور نمازی نہیں جاتی بلکہ فصاحت میں خلل اور قباحت پیدا کرتا ہی
لذا احرم في القرآن كما ذكر في البرازية ان اللحن فيه حرام بلا خلاف قال الله تعالى قرأنا عريبا عزيزا وعجم
ہی لی قرآن کی اندر حرام ہی چنانچہ برازیہ میں مذکور ہی کہ قرآن میں لحن بلا خلاف حرام ہی اسو طعی کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہی قرآن ہی عربی زبان کا جس میں کمی نہیں
هذا اللحن يختص بعرفة علماء القراءة اذ هو انما يكون بتكرير الرءاء وقطنين النونات وتقليظ الالام وتنشق
اس لحن کو صرف علماء قرأت ہی پہچانتی ہیں اس لیے کہ یہ لحن یہ ہی حرف راکہ براہمی سی اور زین کی لگنے سے اور لام کی برکری سی اور غنة کو نکالتا
اغنة وغير ذلك من ترك الادغام في محل الادغام وترك الاخفاء وترك الاظهار في محل الاظهار وترك الالقاب
نافی ہوتا ہی اور سوائے کسی جیسے ادغام کی جگہ فک ادغام اور اخفا کی جگہ ترک اخفا اور اظہار کی مقام پر ترک اظہار اور ترک کرنا بدلتی کا
محلل الاقلاب وتركة التفخيم في محل التفخيم وترك الترقيق في محل الترقيق فان ذلك كله وان لم يحل بالمعنى
ترک کرنا اور ترک کرنا باریک کریگا کہ باریک کریگی بیگ پر تمام باتیں اگرچہ معنی نہیں بگاڑتی

بل انما یجوز باللفظ لفساد رونقه وذهاب حسنه لكن یجوز بالفصاحة ولا قائل من اهل الايمان
 على نفي كبر جاتا ہی کیونکہ لفظ کی رونق اور حسن جاتا رہتا ہی پر فصاحت میں خلل پڑتا ہی اور اہل ایمان میں سے یہ کوئی قابل نہیں ہی
 بعدم فصاحة القرآن ولذلك حرمت هذه التغيرات كلها في الصلوة وغيرها بيان ذلك ان القرآن
 کفران فصیح نہیں ہی اور اسی ہی ایسا ہی تمام لغات نماز کی اندر اور سوا نماز کی حرام ہیں اسکا بیان یہ ہی
 انما انزل بالفصحى اللغات التي هي لغة العرب والعرب لغة قریش وهزبل وهوازن وطى وثقیف واليمن وبني تميم
 کہ قرآن اصح لغات میں نازل ہوا ہی جو خالص عربوں کی بولی ہی اور وہ بولی قریش اور ہزبل اور ہوازن اور طى اور ثقیف اور یمن اور بنو تميم کی ہی
 فلا بد ان يراعى فيه قواعد لغتهم من اواخر الحروف من مخارجها وفي افضة صفتها من ترتيب الحروف وتنجيم
 اسبب نزولہ کی بولی کی قاعدی رعایت کی جائیں یعنی حرفوں کو انکی مخرج سے نکالنا اور انکی صفت کی ترتیب کی جگہ نرمی پر کی جگہ
 المفخم ومد المدد وقصر المقصور وادغام المدغم واظهار المصهر واخفاء الخفى وغير ذلك مما هو لازم في كلامهم
 پر مد کی جگہ مد قصر کی جگہ قصر ادغام کی جگہ ادغام اور اظہار کی جگہ اظہار اور اخفاء کی جگہ اخفاء اور سوا اسکی جو جو انکی کلام میں ضروری ہی
 الذي هو سليلهم لا يحسنون غيره فالفقاري اذا لم ير اع ذلك يصير كانه قرء القرآن بغير لغة العرب هو
 اور جو انکی ہر بقیہ ہی کہ سوائی اسکی پسند نہیں کرتی پس قاری اگر ان تمام امور کی رعایت نہ کری تو اسنے قرآن کو گویا سوا عربی کی اور زبان میں پڑا ہے
 ان كان في قراءته صورة لكنه ليس بقارئ حقيقه بل هو هازي وعدم قراءته اولى من قراءته لانه بهذه القراءه
 اگر چہ ظہر میں قاری ہی پڑہہ حقیقت میں قاری نہیں ہو سکتا وہ چیل باز ہی ایسی قرات ہی نہ پڑہنا ہی بہتر ہی اسکی کہ ایسی قرات ہی
 يصير من الذين صل سعيهم في الحيوة الدنيا وهم يحسبون انهم يحسنون صنعا ولهذا قال الامام ابو الجوزي
 ان لوكون من داخل عوالمنا جسکی دوڑ پڑے ہی دنیا کی زندگی میں اور وہ سمجھتی ہیں کہ خوب بناتی ہیں کام
 في كتابه المسمى بالشمس لا شك ان الامه كلهم متبعون بتصحيح الفاظه واقامة حروفه على الصفة المتلقية
 اپنی کتاب میں جسکا نام نشر ہی کہی ہیں بیشک امت کو جیسی کہ قرآن کی فہم معانی کا حکم اور صحت اور حرف کی قائم رکھنی کا حکم ہی اسطورہ پر جو قرات کی
 من ائمة القراءة المتصلة بالحضرة النبوية لا فصحية العربية التي لا تجوز مخالفتها ولا العدول عنها الى
 الاموال ہی منقول او حضرت نبوی صی فصیح عربیہ کی وضع متصل ہوا ہی جسکی مخالفت جائز نہیں اور نہ اسکو چھوڑ کر اور وضع اختیار کرنی
 غيرها والناس في ذلك بين محسن واجور ومسيئ انما ومعدله فمن قدر على تصحيح كلام الله تعالى باللفظ
 اور اس پر یا بین لوگ کوئی وضع کی ہیں بعضی محسن قابل ثواب کی اور بعضی ناکارہ گنہگار اور بعضی معذور لاچار اب جس کی یہ ہو سکتا ہی کہ کلام اللہ کو صحت الفاظ
 والتصحيح وندب عنه الى اللفظ الفاسد الجمي القبيح فانه مقصر بلا شك وانهم بلا مريب و
 اور فصاحت عربی کی وضع پر درست کر سکتا ہو پھر اس وضع کو پہرہ کر لفظ فاسد بھی فیج اختیار کری تو بیشک قصور وار اور بی سبب گنہگار ہی اور
 خاص كان لا يطاوعه لسانه ولا يجد من يرشده الى الصواب فان الله تعالى قال لا يكلف الله نفسا الا ما
 جس شخص کی زبان قابو میں نہیں ہی یا کوئی تجوید سکھا نیوالا نہیں ملتا تو اللہ تعالیٰ خود فرماتا ہی اللہ تکلیف میں دنیا کسی شخص کو مگر
 وسنعا لكن يجب عليه ان يجتهد جمده لعل الله يحدت بعد ذلك امرا وقد ذكر في فتاوى قاضيان ان
 جو اسکی گنجائش ہی لیکن ایسی شخص کو واجب ہی کہ خوب محنت کئی جائی شاید کہ اللہ تعالیٰ بعد اسکی قدرت عسایت کری اور فتاویٰ قاضیان میں مذکور ہی
 الرجل اذا كان لا يحسن بعض الحروف ينبغي له ان يجتهد ولا يعذر في ذلك وان كان لا ينطق لسانه في
 کہ ایسا شخص کہ بعضی حروف نہ پڑھ سکتا ہی تو اسنے لازم ہی کہ خوب محنت کری سمین وہ معذور نہیں ہی اور اگر کوئی زبان بعضی حروف نہیں جانتا
 تلك الحروف ان وجد اية لبس فيها تلك الحروف في قراها في صلوة تجوز عند الكل وان قرأ الآية التي فيها
 تو اگر کسی آیت یا وہی جمیع و در حروف نہیں میں ارادہ ہی ایسی آیت یا وہی غرض میں پڑ ہی تو بالافتاق جائز ہی اور اگر ایسی آیت پڑی جس میں وہ حروف

جانبہ معانی القرآن واقامة حدوده لا شك انهم متبعون له
 اسکی ہی اسطورہ کی روشنی
 اور اسکی حدود رعایت کی جائیں گی

تلك الحروف تجوز صلواته لكن لا يؤتم غيره وكذا إذا كان الرجل لا يقف موضع الوقف أو كان يتغنى عند القراءة
موجود بين تواريخه جازي ہی برادر کی امامت نکرى اور ایسی ہی جو شخص وقف کی جگہ وقف نکرى یا قنارت میں کھنکنا نکرى

لا يؤتم غيره المجلس السابع والأربعون في جواز التغني في القرآن وما لا يجوز فيه

تواؤد کی امامت نکرى سینتا لیسون مجلس قرآن میں تغنی وغیرہ جازیز ہونی اور نہ جازیز ہونی میں

وغیره قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ليس منا من لم يتغن بالقران هذا الحديث من صحاح

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی فرمایا ہم میں سے نہیں ہی جو قرآن میں تغنی نکرى یہہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثون

المصابیح ما سجد بن ابی وقاص والمراد بالتغني المذكور فيه ليس هو المشهور المعروف بوجوه الاول

میں سے ہی سجد بن ابی وقاص کی روایت سی اور تغنی سی مراد جو اس حدیث میں مذکور ہی وہ تغنی مشہور و معروف نہیں ہی کئی وجہ سے پہلی وجہ یہہ ہی

ان اول الحديث وهو قوله عليه السلام ليس هذا ينم عنه لكون معناه ليس من اهل طائفتنا ومن يتبعنا

کہ اول حدیث قول علیہ السلام کا لیس منا اس مراد سی روکتا ہی اسلوسی کہ اسکی معنی یہہ ہیں کہ ہماری دین میں اور ہماری فرمان برداروں میں نہیں ہی

في امرنا وهومن قبيل الوعيد ولا خلاف بين الامّة ان قارئ القرآن من غير التغني يثاب بما جوف فكيف

اذا یک وعبید ہی اور تمام امت میں کیسکو خلاف نہیں ہی کہ بغیر تغنی قرآن پڑھنی والا ثواب دیا جاتا ہی اور ما جوری یہہ وہ کیونکر سزاوار

الوعيد قل الثاني ان الفقهاء صرحوا بكون قراءة القرآن بالتغني معصية ويكون التالي والسامع اثنان

وعبید کا ہوا دوسری وجہ یہہ ہی کہ فقہاء وانی صاف کہتا ہی کہ تغنی کی سائنہ قرآن کا پڑھنا گناہہ کا اور پڑھنی والا اور سنی والا دونوں گناہ ہوتی ہیں

بل يكون المستحل كافرا وذلك لان التغني حرام في جميع الاديان وكذا اللحن حرام بالاجماع قال البزازی

بلکہ وکسکو حل سمجھی والا کا فر ہوتا ہی اور یہہ اسلوسی کہ تغنی تمام دینوں میں حرام ہی اور ایسی ہی لحن بالا اتفاق حرام ہی بزازی کہتا ہی

اللحن حرام بلا خلاف وذكر ابو البركات في شرح النافع ان التغني حرام في جميع الاديان وحكى عن ضهير

لحن بالا اتفاق بلا خلاف حرام ہی اور ابو البرکات فی تافعی شرح میں یہہ ذکر کیا ہی کہ تغنی تمام دینوں میں حرام ہی اور ظہیر الدین مرغینانی سی

المرشدين ان من قال لمقرئ زمانا عند قراءته حسنت يكفرو وجه كون التحسين كقرا ان قراء هذا

حکایت کرتی ہیں کہ جسنی ہماری وقت کی قاری کو قرأت پڑھتی ہوئی کہا حسنت واہ کیا خوب کا فر ہو جاتا ہی اور اچھا کہنا کفر اسلوسی ہی کہ قرأت اس

الزمان قلما يجوز قراءتهم في المجالس والمحافل عن التغني والتغني للناس لما كان حراما بالاجماع كان قطبيا

زمانی کی قاریوں کی مجلسوں اور محفلوں میں تغنی سی خالی نہیں ہی اور تغنی لوگوں کی حق میں جو بالا اتفاق حرام ہی توقفی ہوتی

ولذلك سماه صاحب الخيرة كبيرة وكذا صاحب الهداية حيث قال فيها ولا يقبل شهادة من يغني للناس

اور اسیدنی صاحب ذخیرہ اسکو کیسکو نام لیتا ہی اور ایسی ہی صاحب ہدایہ جس جگہ تغنی کی باب میں کہا ہی کہ اسکی گواہی مقبول نہیں جو لوگوں کی لٹی تغنی نکرى

لانه يجمعهم على ارتكاب كبيرة فدل كلامه هذا على ان استماع التغني كبيرة فاذا كان استماع التغني كبيرة

اسلوسی کہ اسکو گناہہ کیسکو پر جمع کرتا ہی اس تقریری معلوم ہوا کہ تغنی کا سننا گناہہ کیسکو ہی پس جب تغنی کا سننا گناہہ کیسکو ہوا

فكون التغني كبيرة اولى فالمغني مرتكب لهذه الكبيرة فتخصيه بتحليل الحرام القطعي وهو كقراءة هذا

تو تغنی بظہری اولی کیسکو ہوگی پس مغنی اس کیسکو اختیار کرتا ہی اب اسکا اچھا کہنا حرام قطع کی حل کرتا ہی یہہ ہی کفر ہی اب اس سی معلوم ہوا

ان من يحضر الجمعة والجماعة في هذا الزمان قلما يجوز عن ارتكاب كبيرة لان كثيرا من الخطباء والقراء

کہ جو شخص جمعہ اور جماعت میں آتی ہیں اس زمانہ میں ارتکاب کیسکو بہت خالی ہوتی ہیں اسلوسی کہ اکثر خطیب اور قاریوں کی خطبی

قلما يجوز خطبتهم وقرائتهم عن التغني بل هم يأخذون في الخطبة والقرآن ما خذهم في الشعر والغزل

اور قراءت تغنی سی بہت کم خطبی ہیں بلکہ وہ خطبہ اور قرآن میں شعر اور غزل کا رویہ برتنی ہیں

حتى لا یکاد یفهم ما یقولون وما یقرعون من کثرة النغمات والتقطیعات وکذا حال المؤذنین فی التصلیة وتلاوة
 یہاں تک کہ لہذا کثرت نغمات اور تقطیعات سی سمجھ میں نہیں آتا کہ کیا کوئی بین اور کیا پڑھتی ہیں اور کسی ہی صلی اللہ علیہ وسلم اور رضی اللہ عنہ
 والتامین وتکبیر الاذنتا والسماعین الحاضرون مرکبوں لہذا البکیرہ ورجا یتحسنہم بعضہم
 اور آئین کہیں ہیں اور تکبیر انتقالات میں موزون کا حال ہی اور سنی والی جو موجود ہوتی ہیں یہ کبیرہ اختیار کرتی ہیں اور بعضی وقت کوئی کوئی اچھا ہی کہتی گئی ہے
 بل ہوا کہ کثرتی اکثر ہم غلبۃ الہوی وعدم مبالہاتہم فی ام الدین فیلزم ان یکفروا علی ما حکى عن ظہیر الدین المرغینا
 بلکہ اکثر اشخاص میں اکثر یہ ہی ہوتا ہے کہ ہوا ہی نفسانی کا غلبہ اور دینی میں بی پرواہی بہت ہوتی ہے مولانا ہم آج ہی کہ موافق حکایت ظہیر الدین مرغینا کی
 ولما من یحضر التلاویح فی لیل الی مضان لاستماع تسبیحات المؤذنین فی الجوامع والمساجد فان اسماء اللہ
 کافر ہوا دین اور کسی ہی جو تراویح میں ماہ رمضان کی راتوں کو جوامع اور مساجد میں مؤذنون کی تسبیحات سننے کی واسطی جمع ہوتی ہیں کیونکہ اسکا
 الواقعة فیہا مثل یحسان بامنان یا ذا الجود والاحسان ونحو سبحان ذی الملك والمملوک تسبیحاً ذی
 ناموں میں جو تسبیحات کی اندر آتی ہیں جیسی یحسان بامنان یا ذا الجود والاحسان اور جیسی سبحان ذی الملك والمملوک سبحان ذی
 العزۃ والجبرۃ وغیر ذلک من الاسماء الحسنیۃ الصفات العلیا بکثرة الالباقہ والاحسان یغیرونها ویحرفونها و
 الغرۃ والجبرۃ اور اور سوار اسکی اسماء حسنی
 یخففها الی مرتبۃ لا یمن تمیزہا وتشخیصہا مثل قولہ سبحان المالیکی الحانان سبحان المالیکی المانان
 کما ممکن نہیں کہ ذرہ تمیز اور تعین ہو سکی چنانچہ سبحان الملک الحانان کو یوں پڑھتی ہیں سبحان المالیکی الحانان سبحان المالیکی المانان
 باقراط المد فی ضمة النسین وفتحة النون والمیم وفی کسر اللام والکاف وغیر ذلک وکذا الحان الصوفیۃ مثل
 سین کی ضمہ میں اور نون اور میم کی فتح میں اور لام اور کاف کی کسب میں خوب کھینچ کر اور سوار اسکی اور ایسا ہی صوفیوں کا الحان ہی جیسی
 قولہ عقب الطعالم نزع الشکر الحمد ولیلہ الشکر ولیلہ بد اللال والراء واللام ونحوہا فینبغی للمسلم ان یحترز
 کہتا ہے کہ شکر کی خیال پر کہہ کر آتی ہیں الحمد ولیلہ والشکر ولیلہ ذال اور راہ اور لام کو خوب کھینچ کر اور مانند اسکی سوئم کو طابین ہی کہ ایسی پاس میں
 عن حضوہا وسماعہا ویطلب مسجداً خالیاً عنہا اذ صوتہا عبادۃ وحقیقتہا معصیۃ وکبیرۃ فعلہ
 نہ جاوی اور ایسی کلمات نہ تھی اور مسجد جو ان مفسد سی خالی ہوتا شکر کی سوئم کی یہ ظاہر میں تو عبارت ہی اور حقیقت میں معصیت کیبیوی ایمانہو
 یتحسنہا ویبہدہم دینہ وهو لا یشرع الحال ان البحر لا یتکون عذراً ولا یظن احد ان المراد بالتغنی للناس قراءۃ
 کہ اسکو اچھا کہتی تھی اور اسکا دین بی خبر ہیں برباد ہو جاوی اور حال یوں ہی کہ نادانی کوئی عذر نہیں ہی اور کوئی یہ خیال نہ کری کہ تغنی لوگوں کی ساسنی ہے ہی
 الابیات والاشعار بالاصوات الموزونۃ دون قراءۃ القرآن والاذکار فانه ظن فاسد بل هو یم التغنی بالقرآن
 کہ بیتیں اور شعر آواز موزون بنا کر سناوی قرآن اور ذکر نہیں تغنی نہیں ہوتی یہ خیال فاسد ہی بلکہ تغنی قرآن وغیرہ سب میں ہوتی ہی
 وغیرہ لان الفقہاء صرحوا بکون قراءۃ القرآن بالالحان معصیۃ وبکون التالی والسامع اثمن قال البرازی
 اسکی کہ فقہاء نے صاف کہا ہی کہ قرآن کو الحان سی پڑھنا گناہ ہی اور پڑھنی والا اور سنی والا دونو گناہ ہوتی ہیں برازی کہتا ہی
 القرآن بالالحان معصیۃ والتالی والسامع اثنان والوجه الثالث من تلك الوجوه المذكورة ان الحرث المذکور
 قرآن الحان سی پڑھنا گناہ ہی اور پڑھنی والا دونو گناہ ہوتی ہیں اور تیسری وجہ وجہات مذکورہ میں سی یہ ہی کہ یہ حدیث مذکورہ
 یتکون معارضاً لما خرجہ الترمذی عن حذیفۃ انه علیہ السلام قال قرؤ القرآن بلحن العرب واصواتہا ویلکم
 اس حدیث سی معارض ہی جو ترمذی فی حذیفہ سی روایت کی ہے کہ نبی علیہ السلام فرمایا کہ قرآن کو عرب کی لہجہ اور آواز پر پڑا کرو اور فسقوں کی
 ولحن اهل الفسق ولحن اهل الکتابین فانه سیرجی بعد قوم یرجعون القرآن فی ترجیع الغناء والوہابینۃ والنوح
 لحن سی اور یہود اور نصاریٰ کی لحن سی کچھ البتہ قریب ہی میری حد تک قوم ہوگی کہ قرآن میں مانند ترجیع غناء اور راہوں اور ذکر کی ترجیع لگی

ولا یجوز حارجهم مفتونة قلوبهم وقلوب من یحبهم شانهم ذکر هذا الحدیث الامام المعبر^۱
اور قرآن او کی گونسی نیچی نہ او ترنگا او کی دل اور او کی دل جو او کی وضع پسند کرتی ہیں فتنہ میں ہیں اس حدیث کو امام جبریل نے

فی شرح الشاطبی وهو اصل عظیم فی هذا الباب الذی هو جواز التغنی بالقرآن وعدم جوازه وعلیه
شاطبی کی شرح میں ذکر کیا ہے اس باب میں یہ بڑی اصل ہے یعنی قرآن میں تغنی جائز ہوئی کی اور نہ جائز ہوئی کی اور

یتفرع مسائل هذا الباب ومن لم یقف علی هذا الأصل یغلط کثیرا اذ جعل بعضهم التغنی حراما
اس باب کی مسائل ہیں اور جو شخص اس اصل سے واقف نہیں ہے بہت غلطی کرتا ہے اسوہی کہ بعضی تغنی کو جمیع

فی جمیع الادیان فیلزم اکفار مستحله وبعضهم اجازہ فی الشریعة المحمدیة وکذا اللحن فتعبر
ادیان میں حرام کہتی ہیں اب لازم آتا ہے کہ حلال سمجھنے والا کافر ہو دی اور بعضوں نے شریعت محمدیہ میں طائر رکھا ہے اور ایسی ہی لحن کا حال ہے

الناظر لی هذه الاقوال فلا بد من معرفة معنی التغنی واللحن وما هو المراد منهما عند القائلین
سو جو کہ ان اقوال کو دیکھتا ہے حیران ہوتا ہے اب تغنی اور لحن کی معنی کا سمجھنا ضروری اور جو ان دونوں سے مراد ہے او کی جو جواز کی قائل ہیں

بالجواز والقائلین بعدم الجواز حتی یتخلص من ورطة التخییر والهلاك أما التغنی فهو اما من النغم بالکسر
اور او کی جو ناجائز بتاتی ہیں تاکہ وہ حیرانی اور ہلاکت کی پہنچ سے خلاص ہو دی اب تغنی یا تو شتی ہے غنی سے جو غن کی پیری ہے

والقصار ومن الغناء بالکسر والمد فان کان من الاول فهو بمعنى الاستغناء وان کان من الثاني فهو
بدون مد کی اور یا غنا سے شتی ہے غن کی زیر اور مد سے پیر اگر تغنی اول سے مشتق ہے تو اس کی معنی استغناء ہی نیاز کی ہیں اور اگر دوسری شتی ہے تو

بمعنی الترنم والترجیم والتطریب اذ الغناء هو الصوت الموزون الرقیق الحزین والتغنی والترنم والترجیم
او کی معنی سرود اور آواز کا بلند اور پست کرنا اور جہانا اسوہی کہ غنائیہ ہے آواز موزون بنی ہوئی نرم دلیں چیتی ہوئی او کی ہیں اور تغنی اور ترنم اور ترجم

والتطریب استعمال ذلك الصوت الموزون وتردیده فی الخلق بادخاله داخل الخلق مرة واخرجه
اور تطریب اس آواز موزون کا برتن اور استعمال کرنا اور اس کا خلق میں بہرانا کہ ایک بار خلق کی اندر لیجاتا اور پیرا اس کا بار بار لانا

اخری علی الطريقة المستفادۃ من الموسیقی وهذا هو المشهور المعروف المراد بالتغنی المحرم فی جمیع
اس طرز پر جو گئی کرتی ہیں اور یہ ہے مشہور معروف تغنی سے مراد ہے جو کہ تمام دینوں میں حرام ہے

الادیان سواء اقرن بالقرآن او بالاذان او بالخطبة او بالاذکار او بالاشعار او لم یقرن بشی منہا
برابر ہے کہ قرآن میں جاری ہو یا اذان میں یا خطبہ میں یا ذکر میں یا شعور میں یا ان میں کسی میں بھی ہو

ولذلك لما بین صاحب فحجم الفتاوی ان استماع صوت الملاهی كالضرب بالقصب وغیر ذلك
اور یہی لہی جو کہ صاحب مجمع الفتاوی نے بیان کیا کہ میخ ملا ہی کی آواز کا ستا جیسی ڈنکی وغیرہ سے بجاتا

ہی حرام ومعصیۃ لقوله استماع الملاهی معصیۃ والجلوس علیہا فسق والتلذذ بها من الکفر ومن سماع
یہ سب حرام اور معصیت ہے واسطی ارشاد نبی علیہ السلام کی کہ سننا ملا ہی معصیت ہے اور اس کو پیشہ کرنا فسق ہے اور اسی مزہ او ملانا کفر ہے اور کی کان میں

یغۃ فلاثم علیہ لکن یجب ان یجتهد کل الجهد حتی لا یسمع لما روی انه علیہ السلام ادخل اصبعیه
ناگاہ آواز آئی تو اس پر گناہ نہیں لیکن واجب ہے کہ تمام ترکوشش کری کہ وہ آواز کان میں نہ آوی کیونکہ وہ آیت ہے کہ نبی علیہ السلام آواز سنکر اپنی کانوں میں

فی اذنیہ عند سماعه قال دلت المسئلة علی ان مجرد الغناء والاستماع الیہ معصیۃ وان لم یقرن
او ٹھکیان دی لین نہیں کہا ہے کہ اس مسئلہ سے معلوم ہوتا ہے کہ مطلق غنا اور اس کا سننا معصیت ہے اگرچہ کسی شے میں

بشی من القرآن وغیرہ ووجه الدلالة ان الحاصل من الملاهی مجرد الصوت الموزون لا غیر فیکون مجرد
قرآن وغیرہ سے جاری نہ ہو اور وجہ دلالت کی یہ ہے کہ حاصل ملا ہی سے

نری آواز موزون ہوتی ہے اور کہ نہیں ہوتا تو اب صرف

اور وجہ دلالت کی یہ ہے کہ حاصل ملا ہی سے

رفع الصوت الموزون وخفضه ونزجده في الحلق من غير اقتران بشئ من القرآن وغيره كما يفعله الشخصون مقتضى
 آواز موزون كما يفعله كذا اور پست کرنا اور طبع کی اندر پڑنا بدول کی کہ قرآن وغیرہ میں جاری ہو جیسی کہ خوشحان پڑھتی ہیں سب گناہ ہی
 وکن اذا اقترن بالقرآن والاذان او الخطبة او غيرها من الاذکار بل هو اسوء واشنع لانه خلط المعصية بالعباد
 اور ایسی ہی جب قرآن اور اذان اور خطبہ اور اذان کا زمین جاری ہو بلکہ یہ بدتر اور شنیع تر ہی اسلی کہ معصیت کو عبادت میں ملا دیا
 وتلقب بالدين وان اعتقد هذا الصنيع الشنيع عبادة فهو معصية اخرى اشد استنقيا حاصلا ولاولى وآما الحسن
 اور زمین میں کہیں مشرّع کیا اور اگر اعتقاد کرتا ہی کہ یہ عمل بدعبادت ہی تو یہ الگ پڑا ہی گناہ پہلی گناہ ہی سخت تر ہی اور سہا لحن
 فهو على ما فهم من كلام صدر الشريعة في باب الاذان انه قد يكون بتخريف الكلمات بان ينقص حرفا من
 سورہ موافق اوس معنوں کی جو صدر الشریعہ کی کلام ہی باب اذان میں معلوم ہوتا ہی یہ کہ کچھ کلمات کی تفسیر ہی ہوتا ہی اسطورہ کہ کوئی حرف اور کچھ حرفوں
 حروفها سواء كان حرف مد او غيره او بان يزيد فيها حرفا من حروف المد او غيرها وقد يكون بتغيير صفات
 میں ہی کہ کوئی برابر ہی کہ حرف مد ہو یا کوئی اور ہو یا اسطورہ ہوتا ہی کہ او میں کوئی حرف حروف مد وغیرہ میں ہی بڑا ہی اور کچھ حرفوں کی صفات کی بدلتی ہی
 حرفها بان ينقص شيئا من كنهيات الحروف او يزيد كالحر كات والسكنات والمدات وغير ذلك من الامور والاختفاء
 ہوتا ہی اسطورہ کہ کچھ کھنیاات حروف کی کم کر دی یا زیادہ کر دی جیسی حرکات اور سکانات اور مدات اور سوار الکی ادغام اور خفی کرنا
 والتشباع الحركات وتوفير الغادات ونحوها مما يطول تعدادها على ما ذكر في كتب التجويد وقد يستعمل الحسن بمعنى التقني
 اور حرکت کا بڑا یا اور غنہ کا پورا کرنا اور غنہ اسکی جکی گنتی بہت ہی چنانچہ کتب تجوید میں مذکور ہی اور کچھ لحن کو تغنی کی معنوں میں لیتی ہیں
 وقد يطلق كل من هذه الالفاظ ويراد به مجرد حسن الصوت من غير تغيير لفظ فعلى هذا متى قيل يجوز قراءة القرآن
 اور کچھ ان تمام لفظوں ہی نرمی خوش آواز ہی بدول تغیر لفظ کی مراد ہوتی ہی پس اس اختلاف کی موافق جب کوئی یوں کہی کہ قرآن کا
 بالالحان يراد به حسن الصوت ولحن العرب كما في قوله هم اقراء القرآن بلحن العرب المراد بلحن العرب صواتهم الطبيعية التي
 پڑھنا الحان ہی جازی تو خوش آواز ہی اور عرب کا لحنی مراد ہوگا چنانچہ اس حدیث میں ہی قرآن کہ عرب کی لحنی پڑھو اور مراد عرب کی لحنی ہی عربیوں کی اصل طبعی
 هي الممرد وقصر المقصود وتزويق المرقق والتخيم المفخم وادغام المدغم واظهار المظهر واخفاء المخفي وغير ذلك مما هو لازم في
 آواز میں ہی یعنی دراز کرنا مردو کا اور قصر کرنا مقصور کا اور طبع کرنا طبعی کا اور مدغم کرنا قابل ادغام کا اور ظاہر کرنا قابل اظہار کا اور خفی کرنا قابل خفی کرنا اور سوار الکی جو جوعول
 كلهم الذ هو سليقة لهم لا يحسنون غيره وصح قيل قراءة القرآن بالالحان حرام يراد به لحن اهل الفسق كما في قوله هم اباكم ولحن
 کی کلام میں لواتے ہیں جو انکا اصل طریقہ یہ کہ ایک خلافت اجا نہیں سمجھتی اور جب کوئی یہ کہی کہ قرآن کا پڑھنا الحان ہی حرام ہی تو بلحن فاسقوں کی مراد میں جیسی حدیث میں ہی
 اهل الفسق والمراد بلحن اهل الفسق الانعام المستفاد من الموسيقى اذ من يفعلها يكون من اهل الفسق لا نكابه كسيرة
 فاسقون بلحن ہی بخفی رہو اور فاسقوں کی لحن ہی وہ نعمات مڑوں جو گویا کی طرز پر ہوتی ہیں اسلی کہ جو شخص یہ لحنی کرتا ہی وہ فاسق ہی کیونکہ کبیرہ اختیار کر لیا ہی
 الا ترى ان ابا حنيفة وغيره من المشائخ يبيحون قراءة القرآن بالالحان على ما ذكر في بعض الفتاوى على تقدير كون المراد بها الانعام
 دیکھتا نہیں کہ امام ابوحنیفہ وغیرہ مشائخ الحان ہی قرآن کا پڑھنا مباح کہتی ہیں چنانچہ بعضی فتاویں میں مذکور ہی اور جس صورت میں کہ مراد اس ہی وہ نعمات ہوں
 المستفادة من الموسيقى كيف يبيحونهم صريح النهي عما يقول عليه السلام اياكم ولحن اهل الفسق وعلى تقدير كون المراد بها
 موسیقی کی طرز پر ہوتی ہیں تو کیوں کہ مباح کہہ سکتی باوجودیکہ اس حدیث میں صریح فرمایا ہی فاسقوں کی لحن ہی بخفی رہو اور اگر مراد اس ہی خوش آواز ہی
 الصوت ولحن العرب كيف لا يجوزها وقد امر النبي بقوله اقراء القرآن بلحن العرب وقد قيل لحن العرب بعض الناس فظن المراد بلحن الصوت
 اور لحن عرب کا ہو تو کیوں منع کر سکتی باوجودیکہ نبی علیہ السلام ہی اس حدیث میں ارشاد کیا ہی قرآن کو عرب کی لحنی پڑھو اور دیکھو کہ بعضی لوگوں کی سمجھ غلط پڑتی ہی وہ یہ
 في قراءة القرآن الخطبة والاذان هي التغني المعروف المشهور بهما هما التلحين عملا كما لا يخفى عن هذا المعنى المعروفون ثم انهم لا يكتفون بما ارتكبو
 جو قرآن کا پڑھنا اور خطبہ اور اذان میں وہ گناہ ہی ہی یعنی مشہور معروف ہی افسوس افسوس انکی سمجھہ بڑی قویہ ہی کہ وہ ان معنوں ہی بہت دور ہیں بہرہ ہی تو ہیں کہ جو اختیار کر لیا ہی

ان کتب میں کہ ان میں خوش آواز ہی

ولا یقولون فی طعن السلف الصالحین وینسبوا الیہم الفعل المحرم فی جمیع الادیان حیث یعتقدون ان الغناء
 بلکہ علماء سلف کو طعن دیتی ہیں اور دشمنیابی فعل کی جو تمام مذہبوں میں حرام ہی تھی اس واسطے کہ یہ اعتقاد کرتی ہیں کہ ہیکل سبب غنا
 الذی یفعلونہ البوم هذا الذی کان السلف یفعلونہ ومعاذ اللہ ان یظن بہم هذا ومن وقع لہ ذلک یظن
 کہ جواب عمل میں آتی ہی یہ وہی غنا ہی جو سلف بزرگ استعمال کرتی تھی خدا کی پناہ اور انکی طرف سےی گمان سی ۔ اور جسکی خیال میں یہ وہی وہی گناہ
 علیہ ان یتوب عنہ ویرجم الی اللہ تعالیٰ والا فہو من الما لکین لا تری ان حسن الصوت فی الاذان مندوب
 تو اسکو یہی چاہی کہ اس عقیدہ سے توبہ کرے اور خدا کی طرف سے جو کجی نہیں تو وہ ہلاک ہوا دیکھتے نہیں کہ حسن صوت اذان میں مستحب
 ومطلوب مع ان التغنی فیہ حرام ومکروہ منصوص کر اہتہ فی عامۃ الکتب من المتن والشرح والفتاوی
 اور مقصود ہی باوجودیکہ اذان میں حرام و مکروہ ہی اسکی کراہت مٹا نہ تمام متون اور شرح مولیٰ اور فتاویٰ میں
 مع ضرب من التکید والتہدید وقد صدق لا نکار علی قاضیہ عن النبی علیہ السلام وعن الصحابة والتابعین وغیرہ
 بتکید اور تہدید مذکور سی اور ہیکل برای تغنی کر نبوالی کی نبی علیہ السلام سی اور صحابہ اور تابعین وغیرہ
 من السلف والخلف اذ روی عن ابن عباس رضی اللہ عنہما علیہ السلام کان لہ مؤذن بطرب ومنہا عن ذلک وروی ان
 اہل اور پھر ہوں سی ثابت ہوئی سی اس واسطے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سی کہ نبی علیہ السلام کی ہاں ایک مؤذن مطرب تھا اور مؤذن کو اس سی باز کرنا اور وہی
 وجلا قال لان عمرانی احب فی اللہ فقال لہ ابن عمرانی ابغضک فی اللہ لانک تغنی فی اذانک فظہر من
 کہ ایک شخص نے ابن عمر سی کہا میں تمکو اسکی واسطے محبب رکھتا ہوں پس ابن عمر سی جواب دیا میں تمکو خدا کی واسطے برا جانتا ہوں اسکی کہ تو اذان میں تغنی کرتا ہی
 هذه الوجہ کا ہاں ان المراد بالتغنی فی الحدیث المذكور سابقا بسا ہو المعروف والمشہور بل المراد بہ الاعلان
 اب ان تمام وجوہات سی ظاہر ہوتا ہی کہ تغنی سی جو پہلے صحت میں آیا ہی وہ ہی تغنی معروف و مشہور اور ابن سی بلکہ تغنی سی قرآن کا ظاہر پڑتا
 بالقرآن والا فصدح بہ کانہ علیہ السلام جعل المجربہ تبعاً لا قرار بتوحید اللہ تعالیٰ وقبۃ الانبیاء فی کونہ
 اور نصیح زبان سی پڑھنا مراد ہی گویا نبی علیہ السلام فی قرآن بلند آواز سی پڑھتی کو تکرار قرآن کی پڑایا ہی وہی توحید اللہ تعالیٰ کی اور انبیاء کی نبوت کی اسباب میں
 من شعائر الاسلام کا اعلام بالشہادۃ فی صحۃ الایمان والمراد بہ الاستغناء بالقرآن عن الاستعار
 کہ نشان اسلام کا ہی جیسی وہ تو کلمہ شہادت کا ظاہر کرنا واسطے درست ایمان کی نشان ہی یا تغنی سی مراد نسبت قرآن کی شہادت سی اور
 احادیث الناس فقد ورد التغنی بهذا المعنی وان مان یحییٰ تفعل بمعنی استغنی فلیلا فکرقلة الاستغناء لا یمنع
 یہاں کی تغنی کہا نہیں سی ان نیاز ہوتا بیشک تغنی کی یہی معنی میں اگر حدوزن تفعل کا مستقل کی معنوں میں کثرت آئی لیکن قلت استعمال سی احتمال
 مستلزم الارادة والمراد بالتغنی بیا والترتیل فانہ نزل للقرآن لا سبباً مع حسن الصوت فان التغنی معنی حسن
 ارادہ کا نہیں وقوف ہوتا اور مراد اس سی جو بدیا ترتیل ہی کیونکہ اس سی قرآن کو ترتیل ہوتی ہی خاص کر خوش آواز سی تو بیشک تغنی بمعنی خوش آواز سی
 الصوت مندوب علی ما ذکر فی الثانی رخانۃ ان التغنی بالقرآن ان لم یغیر الکلمۃ عن وضعہا بل یحسبہ تحسین
 مستحب سی چنانچہ تاہر خانہ میں یہ مذکور ہی کہ تغنی قرآن میں اگر کلمات کو اپنی وضع سی بدل دی بلکہ اسکو آراستہ کر دی
 الصوت وتریان القرآۃ فانک مستحب عندنا فی الصلوۃ وخارجہا وان کان ینفیر الکلمۃ عن وضعہا یوجب
 اور قرارت کو ترتیل دی تو یہ تغنی عاری نزدیک ثنائین اور نمازی باہر ہی مستحب ہی اور اگر تغنی کلمات کو اپنی وضع سی بدل ڈالی تو غنا کو
 فساد الصلوۃ لان ذلک منہی عنہ وقال التوریشتی القراءۃ علی الوجه الذی یطہر الوجد فی قلوب السامعین
 بکارتی ہی اس فی کہ یہ تغنی ممنوع سی اور نوریشتی کہتا ہی کہ اس وضع کی قرارت جو سنی واللہ کی دلوں میں شور محبت پڑاوی
 ولورث الحزن وجلب الرصع مسد خبۃ عالم یخرجہ من التغنی عن التوحید بلیم بصرفہ عن جماعات النظم فی الکلمات
 اور انہوہ یہاں کہی اور انہوہ یہاں کہی مستحب ہی جیسا کہ تغنی تجزیہ سی نہ نکال دیا اور اس نظر سی جو کلمات اور حرف میں رعایت کی جاتی ہی اور مذکور ہی

والحر فاذ انتهى الى ذلك عاد الاستحباب كراهة اذا تقرر هذا ينبغي ان يعلم ان الفقهاء لما صرحوا بحكم التفتة

بهر اگر اس نوبت کو پہنچی تو مستحب نہیں مگر وہ ہی جب یہ معلوم ہو چکا تو سب بات ہی لایق سمجھنی کی نہ کہ فقہاء جب تفتی کو

في القرآن حراماً وشددوا فيه مع ظهور بعض الاحاديث الذي تهم جواز فيه فكونه حراماً في غير القرآن من الاذان

قرآن میں منسوخ ہونے کی وجہ سے اسباب میں تفتہ کی بجائے بعض احادیث کی ظاہر معنوں سے جواز کا وہم پڑا ہی نہیں بلکہ تفتی سوا قرآن کی اذان

والخطبة والاذکار وغيرها مع عدم ورود شيء مما يوجب جواز فيها أصلاً من ظهور الاحاديث واقوال العلماء

اور خطبہ اور اذکار وغیرہ میں باوجودیکہ ہرگز کوئی ایسی دلیل نہ ہو کہ جواز تفتی کا اذان وغیرہ میں وہم پڑی نہ کوئی ظاہر حدیث بقول کسی عالم کا بطریق اولیٰ حرام ہی

لانه بقي على الخط الاصل المستفاد من قولهم التفتي حرام في جميع الاذان المجلس الثامن والأربعون

اس واسطے کہ وہ خط اصلی پر باقی ہی ہوا وہی اس قول سے مفہوم ہوتا ہی کہ تفتی تمام دینوں میں حرام ہی

في بيان فضيلة المؤذن وبيان سبب وضع الاذان قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا يسمع

بیان مؤذن کی فضیلت کا اور بیان سبب اذان کی مقرر ہو چکا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں سیکھا

مدى صوت المؤذن جن ولا انشئ الا شئ لا يشهد له يوم القيمة هذا الحديث من صحيح المصايب رواه ابو

انتہا آواز مؤذن کی جن اور نہ انسان اور نہ کوئی اور شئی مگر واسطیٰ مؤذن کی قیامت کی روز گواہی دیگا یہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثوں میں ہی ابو نعیم کی روایت

الحدري وفيه حث على استقراء الجهد في رفع الصوت بالاذان ليكثر شهود من الجن والانس وغيرها من

سے اور اسمیں بہ ترغیب ہے کہ جہاں تک ہو سکی تمام قوت اذان میں آواز بلند کری تاکہ گواہ جن و انس وغیرہ حیوانات

الحیوانات والجمادات يوم القيمة فان المؤذن كلما جعل صوته اجهر يكون شهوده يوم القيمة اكثر وانما

اور جمادات قیامت کی روز زیادہ ہو جائیں کیونکہ مؤذن جتنی آواز بلند کرے گا اتنی ہی اس کی گواہ قیامت کی دن زیادہ ہوگی اور نہیں سیکھا

قال لا يسمع صوته لان مدى الصوت غايته وغاية الصوت تكون اخفى لاهيالة فاذا شهد له من بعد

آواز اس کی اس لئے فرمایا کہ مدی صوت انتہا آواز کا ہوتا ہی اور انتہا آواز کا بالضرورت بہت خفی ہو جاتا ہی

ووصل اليه همس صوته فاولى ان يشهد له من قريب منه وسمع مناد صوته والمراد من شهادة الشهي

اور اس کی ہمسہ کی ہی ہوتی جو قریب سے کی چیز میں اور اول آواز سنی میں بطریق اولیٰ گواہی دیگا اور اس کی حق میں قیامت کی دن گواہوں کی گواہی ہی اور یہ ہی کہ اس بعد اہل عرش کی ہستی

يوم القيمة اشهاد في ذلك اليوم فيما بين اهل المحشر بالفضل وعلو الدرجة فانه تعالى كما يهين قوما

بزرگی اور بلند درجہ کی گواہی ہوگی بیشک اللہ تعالیٰ جس کسی قوم کو قیامت کی دن اس کی حق میں گواہ ہوں گی بری گواہی سنکڑیں کرتا ہی تاکہ سب کے سامنے خوار و ذلیل

يوم القيمة تبشهادة الشهود عليهم تحقيقاً لفضوهم على رؤوس الاشهاد وتنويعاً لوجوههم فكذلك ليكره

اور کمالا منہم ہووی ۔

قوما في ذلك اليوم شهادة الشهود لهم تكميلاً لسرورهم تطيباً لقلوبهم ثم انهم بكثرة شهادة الشهود لهم يفتخرون

اور اس روز گواہوں کی ہر گواہی اور نیک خوشی پوری اور دل خوش کرے گی لہٰذا عزت کرتا ہی پھر اس قوم کی فرح اور سرور سبب بہتیت ایچے گواہوں کی ہستی ہوتی ہی

سرورهم وفرحهم فالقول الاذان ذكر والاصل في الاذكار الاخفاء لقوله تعالى واذكركم في نفسك نصراً

یہ اگر کوئی بہت کہی کہ اذان تو ذکر ہی اور تمام ذکر و ن من اصل اختفا ہی یعنی چھپی سی بدلیل اس آیت کی اور یاد کرتا ہے انجی رب کو دین گڑ گڑانا

وخيقة وذن التجهر من القول ولقوله عليه السلام الذي رفع صوته بالذكر لئلا تدعوا صم ولا غائب

اور ذرتا اور پکار سی کہ آواز بولنی میں اور اس کی کہ غی علیہ السلام نے اس شخص کو پکارا کہ ذکر کرتا تھا فرمایا تو ہرگز نہیں پکارتا یہ گناہ غائب کو

فما وجه التجهر فيه فالجواب ان الاذان وان كان ذكر وكان الاصل في الاذكار الاخفاء الا ان فيه معنى فريد

یہ اذان میں پکارنی کی کیا وجہ ہی تو جواب یہ ہی کہ اذان اگرچہ ذکر ہی اور اصل ہی ذکر و ن میں اختفا ہی ہی پر اذان میں ایک اور علت ہر شئی ہی

یوجب الجهر علی خلاف الاصل وهو کونه اعلیٰ لاقوات وهذا المعنی الزائد واجب فیہ حکما عارضا علی
 جس سے پکار کر کہنا اصل کی برخلاف ہو گیا اور وہ بات ہے کہ نماز کی وقتوں کی خبر دیتی ہیں اس ہی بتاتی بات فی اوسین ایک حکم عارضی اصل سے الگ واجب کر دیا ہی
 الاصل وهو الجهر لانه لا یصل ان یکون اعلیٰ لاقوات البصفة الجهر بیان ان الاذان وان کان ذکر ا یوجب الاخفا
 یعنی پکار کر کہنا اس واسطے کہ اذان سے بدولت پکار کر کہنے کی اعلام نہیں ہو سکتا اسکا بیان یہ ہے کہ اذان اگرچہ ذکر ہی جبین اخفا واجب ہی
 الا ان الاخفا امتنع فیہ لانه قوی هو کونه اعلیٰ لان اعلام لا یکن حصوله الا بصفة الجهر و وجوب
 پر یہ کہ اس میں اخفا ایک قوی مانع کی سبب سے ممنوع ہی وہ مانع یہ ہے کہ وہ اعلام ہی اس واسطے کہ اعلام بدولت پکار کر کہنے کی حاصل ہونا ممکن نہیں ہی اور ایک
 علة توجب حکما علی وجه لا ینتم وجود علة اخرى توجب حکما اخر فالحال الاول بل اسمه ایضا یدل علی
 علت سے اس کا حکم اس طور پر واجب ہوتا ہی کہ اس سے دوسری ایسی علت کا پیدا ہونا ممنوع نہیں ہوتا جس سے دوسرا حکم اول کی برخلاف واجب ہو جائے بل اس کا نام ہی یعنی اذان ہے
 ویجب الجهر فیہ لانه فی اللغة اعلام مطلقا و فی الشریعة اعلام مخصوص علی وجه مخصوص بالفاظ
 کہتا ہی کہ اس میں جہر واجب ہی اس لیے کہ اذان کی معنی مطلق اعلام کی ہیں اور شریعت میں خاص اعلام کو کہتی ہیں بطور خاص الفاظ مخصوص ہی
 مخصوص وقد سبق ان الاعلام یمتنع حصوله بدون الجهر بل سببه ایضا یدل علی لزوم الجهر فیہ وهو انه
 اور وہ پکار کر کہنا ہی کہ اعلام بدولت جہر کی ہرگز نہیں ہو سکتا بلکہ اذان کی ایجاد کا سبب ہی دلالت کرتا ہی کہ اوس میں جہر لازم ہی وہ سبب یہ ہی
 علیه السلام لما قدم للمدينة و بنی المسجد شاور اصحابه فیما یجعل علامة لمعرفة وقت الصلوة وحضور الجماعة
 کہ تہی علیہ السلام جب مدینہ میں تشریف لای اور مسجد تیار کی تو صحابہ سے مشورہ کیا کہ اوقات نماز کی پہچان اور جماعت میں آئی کی لئی کیا علامت مقرر کریں
 فذکر له ضرب الناقوس فقال هو من شعائر النصارى فذکر له النقر فی القرن فقال هو من شعائر الیہود فذکر
 کہنے نا قوس کا بجانا ذکر کیا تو آپ نے فرمایا وہ طریقہ نصاریٰ کا ہی پھر صویر پھونک کر ذکر کیا پھر آپ نے فرمایا یہ یہود کا طریقہ ہی پھر کہنے
 له ایضا الذار فقال هو من شعائر الجوس ففرقوا من غیر ان یتفقوا علی شیء وکان فیہم عبد اللہ بن مرید
 اگر جلالی کا ذکر کیا پھر آپ نے فرمایا یہ طریقہ مجوسیوں کا ہی پھر یہ ہی اختلاف رہا کہ ایک بات پر متفق ہوئی اور اس مجمع میں عبد اللہ بن زید انصاری ہی تہی
 فاهتم ہما شدیداً لہم رسول اللہ علیہ السلام فلم یأکل الطعام تلك الليلة فبات مہتما فلما اصبح فی رسول
 سوا و کہو سبب فکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بڑا سخت فکر تھی کہ اوسنی رات کو کھانا نہ کھایا اس ہی فکر میں سو گیا جب صبح ہوئی تو رسول اللہ
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال یا رسول اللہ انی کنت بین النوم والیقظة اذ مریت نازلاً من السماء علیہ
 صلی اللہ علیہ وسلم کی پاس حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ میں کچھ سوتا کچھ جاگتا تھا
 بردان اخضران فقام علی جرم حائط واستقبل القبلة وقال اللہ اکبر اللہ اکبر اللہ اکبر الی تمام کلمت الاذان فقال
 دو چار دہنر اوڑھی ہوئی پھر وہ کمر کی دیوار پر روئے قبلہ کھڑا ہو کر کہنے لگا
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم هذا الرؤیا حق فالتقم امرایتہ علی بلال فانه امد منک صوتاً بالغیتہ
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ خواب حق ہی سو جوتوئی دیکھا ہی بلال کو سکھادی کہ چونکہ بلال تجھ سے بلند آواز ہی سو میں اوس کو سکھادی
 علیہ فقام علی رقع سطح فاذا فسمعه عمر بن الخطاب وکان فی بیتہ فخرج یجرددائه حتی فی رسول اللہ
 پھر بلال نے ایک اونچی جگہ پر کھڑی ہو کر اذان پڑھی پس وہ اذان عمر بن الخطاب نے اپنی کمر میں سنی سو جا کر کہنے ہی ہوئی کہ سنی نکال کر رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم فقال یا رسول اللہ والذی بعثک بالحق لقد رایت مثلاً قال فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 صلی اللہ علیہ وسلم کی پاس آکر عرض کیا یا رسول اللہ قسم ہی اوس اند کی جتنی تھو بڑھتی پہچانی میں نے یہی دیکھا ہی جیسی بلال کہتا ہی تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
 فله الحمد وروی انه رای فی المنام تلك الليلة احد عشر رجلاً من الصحابة ما رواه عبد اللہ بن زید قلما
 فرمایا اللہ الحمد اور روایت ہی کہ اوس رات کو گیارہ مرد صحابیوں نے خواب میں یہ ہی دیکھا تھا جو عبد اللہ بن زید نے روایت کی ہر جہاں

بشر

والاقامة قال الزبلي يعني على الوقف لكن في الاذان حقيقة وفي الاقامة ينوي الوقف قاله الهروي وعلوم الناس

اور مجھے زبلی کہتا ہے یعنی وقف لیکن اذان حقیقت ہے اور اقامت میں دقت کی نیت کی یہ قول ہر حکما ہی اور علوم لوگ یوں

يقولون الله اكبر الله اكبر بضم الراء الاولى وكان ابو العباس المبرد يفتحه بانقل فتحة هـ ثم اسم الله تعالى اليها

کہتے ہیں اللہ اکبر اللہ اکبر بضم الراء اولیٰ اور ابو العباس مبرد اس کو پھر زبر فتح ہی اس کی الف کا زبر نقل کر کر اس را کہو دینا

لا لتقاء الساكنين كما يفتح الميم في قوله تعالى الله اكبر الله اكبر الاله هو من الاصل في الحروف المقطعة الاسكان وينتدبين

عاصم جمع ہوں دو ساکن کی جسی میم اس آیت میں مفتوح ہوتا ہے باوجودیکہ اصل حروف مقطعات میں سکون ہے اور اس کی کلمات کو جسی ہی مرتب ہے

كلماتها كما شرع حتى لو قدم بعضها واخر بعضها فلا فضل لاعادة مراعاة للترتيب ولا يتكلم فيها ويستقبل بها

جسی مشرع ہوئی جیسا کہ اگر کسی کو ایسی کچھ کوی تو وہی رعایت ترتیب کی دہرانا بہتر ہے اور دو کو کچھ پڑتی ہوئی بیچ میں نہ ہوں اور دو کو رو قبیلہ ہر

القبلة ويلتفت في الاذان مع ثبات قدميه في مكانه يسبنا عند قوله حي على الصلوة وشمالا عند قوله حي

پڑھے اور اذان میں دونوں پاؤں شمالی ہوئے ایسا جگہ میں حی علی الصلوة کہتے ہوئے دینی طرف منہ پھری اور حی علی الفلاح کہتے ہوئے بائیں طرف

على الفلاح لان طهر في الاذان مناجاة ووسطه مناداة ففي المناجاة يستقبل القبلة لان احسن احوال

اس واسطی کہ اذان کی اعلیٰ اور آخر میں مناجات ہے اور اوسط میں منادات یعنی لوگوں کو بکار آتی سو مناجات میں رو قبیلہ ہی واسطی کہ بہتر حال

الذاكرين استقبال القبلة في المنادات يلتفت الى من يناديهم لانه خطاب لهم فيتوجه اليهم واذ كان في

یاد الذاکرین رو قبیلہ رہتا ہے اور بکار رفت دقت اور طرف منہ پھری جھکو بکار تابی اس کی کتاب ادبی کو خطاب ہی سوا دہری کو منہ پھری اور اگر مؤذن

المناصرة ولم يحصل قام الفائدة بتحويل جمه مع ثبات قدميه في مكانه يستدير فيها ويجعل اصبعيه في اذنيه

منارہ کی اندر ہوئی اور منہ پھری اپنی دونوں پاؤں اپنی جگہ پر جمی ہوئی میں خود فائدہ ہو تو اس کی اندر گردش کری اور اپنی دونوں انگلیاں اپنی کانوں میں کر لی

لما روى انه عليه السلام قال لبلال جعل اصبعيك في اذنيك فانه ارقم لصوتك وان لم يجعل اصبعيه

اس واسطی کہ روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے بلال کو فرمایا اپنی دونوں کانوں میں انگلیاں دی لی اس سے تیری آواز بلند ہوگی اور اگر وہ انگلیاں نہ تو نہیں نہی

في اذنيه بل جعل يديه على اذنيه فحسن لما روى ان ابا محمد ومرة ضم اصابعه

بلکہ دونوں ہاتھ کانوں پر رکھ لی تو یہی بہتر ہے اس واسطی کہ روایت ہے کہ ابو محمد و مرہ نے اپنی چاروں انگلیاں ملا کر

الاصابع ووضعها على اذنيه وعن ابي حنيفة انه قال ان جعل احدي يديه على اذنه فحسن ولا يؤذن للصلوة

کمال پر رکھ لیں تھیں اور ابو حنیفہ سے روایت ہے کہ فرمایا اگر کوئی سا ایک ہاتھ اپنی کان پر رکھ لی تو یہی اچھا ہے اور کسی نماز کی واسطی

قبل دخول وقتها ويجيد في الوقت ان اذن قبله لان الاذان للاعلام بدخول الوقت فالاذان قبله يكون تجهيدا

وقت آنی سے پہلے اذان کہی اور وقت ہوئی کی بعد دہرائی جاوی اگر اذان پہلے کہی ہو اس واسطی کہ اذان وقت کی آنی کی خبر دینی کی واسطی ہی پس اذان وقت سے پہلے بہتر و ادنیٰ ہے

لا اعلاما وعند ابي يوسف وهو قول الشافعي يجوز للفجر في النصف الاخير من الليل لتوارث اهل الحرمين اهل مكة و

اعلام نہیں ہے اور ابو یوسف کی نزدیک اور یہی قول شافعی کا ہے فجر کی آدھی رات گزرنے کی بعد اذان جائز ہے بسبب عمل در آمد اہل حرمین اہل مکہ اور

اهل المدينة والحجة على الكل قوله عليه السلام لبلال لا تؤذن حتى يستبين لك الفجر هكذا فديده عرضا و

اہل مدینہ کی اور سب کی دلیل یہ حدیث ہے جو آپ نے بلال سے فرمایا اذان مت دینا جب تک تجھ کو فجر اسطورہ ظاہر نہ ہوئی پھر ایسا کہ عرض میں کہتے ہیں اور

لظهور التراب في الامم الدينية استحسن المتأخرون التشويب بين الاذان والاقامة في الصلوات كلها سوى المغرب

اور دینی میں مسیحی جو ظاہر ہوئی لکھی تو متاخرین علماء نے تشویب کو درمیان اذان اور مجیکہ کی بجز مغرب کی تمام نمازوں میں پسند کیا ہے

وهو العود الى الاعلام بعد الاعلام بحسب طعارفه كل قوم لانه مبالغة في الاعلام فلا يحصل ذلك الا بالتعارف

اور تشویب دوبارہ آگاہ کرنا ایک خود آگاہ کر کے موافق تعارف ہر ایک قوم کے اس واسطی کہ تشویب اعلام میں مبالغہ ہوتا ہے بظن تعارف قوم کی نہیں ہو سکتا

وابو يوسف خص به من له زيادة اشتغال بامور المسلمين كالامير والقاضي والفقهاء لانهم لا يعرفون وقت
 الحضور ولو حضروا كما سمعوا الاذان ولم يحضروا الجماعة يحتاجون الى انتظار فيتعطل مصالح المسلمين ينبغي
 حضورهم وبيان انهم يهتدون او لا يهتدون لو كان المؤذن من جنسهم او من جنس غيرهم او من جنس اخر او من جنس اخر
 للمؤذن ان يفصل بين الاذان والاقامة ويكره وصلها لان المقصود من الاذان اعلام الناس بدخول
 وقت الصلاة ليتجهوا لها بالطهارة فيحضر المسجد لاقامتها وبالوصل ينتفي هذا المقصود وطريق الفصل
 ان العمدة ان كانت مما يتطوع قبلها يفصل بينهما بصلاة سنة كانت او غيرهما لما روى عن عبد الله
 بن مغفل انه عليه السلام قال بين كل اذانين صلاة بين كل اذانين صلاة ثم قال في الثالثة لمن شاء والمراد
 بالاذانين الاذان والاقامة على طريق التغليب والمراد بالصلاة التطوع سواء كان سنة او غيرها من التطوع
 لا الفرض بدليل تحجية عليه السلام في مرة الثالثة بقوله لمن شاء وهو حث على التثنية بين الاذان
 فاذا كان الدعاء غير مردود بينهما يكون العبادة بينهما افضل وان لم يفصل بينهما بصلاة يفصل
 بينهما بمجلسة مقدارها ما يتمكن فيه قراءة عشر آيات او مقدار ما يصل الى اربع ركعات لحصول المقصود
 وان كانت الصلاة مما لا يتطوع قبلها كصلاة المغرب فعند ابي حنيفة يفصل بينهما قاطبا بسكتة
 مقدار ما يتمكن فيه من قراءة ثلاث آيات قصارا واية طويلة وفي رواية عنه مقدار ما يخطو ثلث
 خطوات ثم يقيم لان التججيل ما يوربه والتاخير مكره فيكتفي بادنى الفصل ليكون اقرب الى التججيل
 وعندهما يفصل بينهما بمجلسة خفيفة لان الفصل مكره ولا يحصل الفصل بالسكتة لوجوبها
 بين كلمات الاذان فيجلس مقدار ما يجلس الخطيب في الخطبتين وتقضي الفاتحة باذان واقامة لاها
 اذان كل كلمة من هي موجودة في سواها ويرفع يده جادى جنتي دير خطيب دونو خطبون من يثبتها

من سنن الصلوة لا من سنن الوقت فإن كانت الفائتة واحدة تقضى بها ليكون القضاء على

سنن اکابر و قد روی انه عليه السلام قضى صلوة العشاء ليلة التعرّيب مع الجماعة باذان واقاف
 ہو جاوی اور روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نے لیلتہ التفریب کی صبح کو فجر کی نماز جماعت کی صلیتہ اذان اور عجمی سی قضا کی

وان كانت متعذرة واديد قضاءها متولية يؤذن ولقيم للولى منها ويكون مخيرا في الباقي ان شاء

اور اگر وہ نمازین کئی ہوں اور ایک دفعہ ہی پڑھ لیا چاہی تو پہلی نماز کی ہی اذان اور تکبیر دونوں کی اور باقی نمازوں میں غنہ رہی چاہی اذن واقام لیکن القضاء علی حسب الإداء وان شاء أقصر علی الإقامة لما روی ازہ علیہ السلام شغلہ اذان اور تکبیر دونوں کی تاکہ قضا احادیث صورت پر ہو جاوے اور اگر چاہی قناعت ہی پر اکتفا کری اسلمی کہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام کو شکر کن دی

المشركون يوم الخندق عن اربع صلوات سوى الفجر فقضى الاولى مع الجماعة باذان واقامة وواصلها باقامة
 حكمة خندق بين سوادنا وجرى چهار نمازون كما فرمت نوى سواكپ فی ہنہی گناہ نماز مع الجماعة اذان اور تکبیر سے قضا کی اور باقی نرہ تکبیر سے ہی

فقط واهل السفر في المفازة يصلون بها ويكره لهم تركها ثم يخلصن الجماعة والسفر لا يسقط الجماعة ولا يسقط
 اذن او تكبير دوني فانه يكره ان يتركوا كذا كرهه في السجدة اذ ان اورد كرهه متعلق بجماعت سمعي او شعري

ماہرین سنہا ولو اکتفوا بالاقامۃ وترکوا الاذان لایکرون الاذان للاعلام بل دخول الوقت لیخص الغائبین

وللذين هم في اشغالهم متفرقون والرفقة حاضرون وفي محل نزولهم مجتمعون ولا حاجة الي جمعهم احصاء

واما الإقامة فهي للاعلام بالندوة في الصلوة وهم اليه محتاجون وبكبره اذ انه المكتوب فيهم الجامعة في
 ربي تلبية شواش خبرك واسمعي كذا في شروع جوتكي اوراد كنو اسكي حاجت هوئي اور فرضون كا جماعت سمي مسجد س اورا كونا

المسجد بغير اذان واقامة ولا يكره في البيوت والكره وضياح القرية لان ما كان في المصلى القرية مكره الا اذا

ولا قامہ یکفیه والمقیم فی المصراذ اصلی فی بیتہ وحدہ ینبغی لہ ان یصی باذان وقامہ لیکون الاداء
اور مقیم شد کہ نذر اگر تنها انجی کہیں نماز پڑھے اور سکویہ پی کہ نذران اور تکبیر کہیں تاکہ نماز جماعت کی وضع پر ادھر جاوے

على هيئة الجماعة وان تركها معا لا يكره ان وجدنا في مسجد محلته لانه وان كان مصليا بغير اذان اقامه
اور اگر اوستی دو نو کو ترک کیا نو مکروه نہیں ہی جس صورت میں کہ محمد کی مسجد میں ہوتی ہوں اس واسطی کہ یہ مصلی اگرچہ حقیقت میں بدون اذان اور تکبیر

حقیقۃً لکنہ مصطلحاً حکماً لان المؤذن فی المحلة ناشئ عن اهل المحلة فی الاذان والاقامة لنصبہم لایاہ
کی غانہ ہر تنہای پر وہ حکماً اذان اور تکبیر ہی کہہ کر محکمہ کا مؤذن اذان اور تکبیر میں اہل محکمہ کا نائب ہوتا ہی
کیونکہ اہل محکمہ فی انکو اسو ہی مغرب کی ہا ہی

وَأَقَامَتْهُ كَأَن كَانَ الْكُلُّ أَهْلًا مَّعَهُمْ وَهَذَا جِبْرِائِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ أَنْ يَصِلَ فِي بَيْتِهِ بَعْلَقَةَ
 اِسْمِي وَاسْمِي جِبْرِائِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ اِسْمِي كَبِيرٌ مِنْ مَزَاحِرِ هِيَ كَأَرَادَهُ كَيْتَا حَمْرًا مَعْقُودًا

الاسود فقيل له الاتودن وتقيم قال اذان الحى بكيفينا واما المسافر اذا صلى في المفازة وحده بغیر اذان

قائمة يكره له ذلك لكونه مصليا بغير اذان واقامة حقيقة وحكمان المكان الذي هو فيه ليس فيه بدون اذان اور كبريٰ كغاز پڑھتا ہي اسلمیٰ كواس حكمه جہاں وہ ہي ہرگز كوی اور نہیں ہي اور حكما

احد يؤذن ويقيم لتلك الصلوة اصلا والمصلی فی المسجد ان صلی جماعة یصلی باذان واقامة ويكره له
 جسلی مان نماز کی لئی اذان اور اقامت کی ضرورت اور صلی مسجد میں اگر جماعت سے نماز پڑھتا ہے تو اذان اور یمکیر کہہ کر نماز پڑھے اور اسکو
 ترك كل منهما وان صلی منفردا فحکمه حکم المصلی فی بیتہ واما القری فان کان فیہا مسجد وکان فی ذلك
 دونو کا ترک کرنا مکروہ ہے اور اگر تنہا نماز پڑھتا ہے تو اسکا حال ایسا ہی جیسا ہے کہ میں نماز پڑھتا ہے اور لوگوں اگر او میں مسجد ہے اور اس مسجد میں
 المسجد اذان واقامة فحکمه من یصلی فیہ او فی بیتہ کما هو ان لم یکن فیہا مسجد کذلک فحکم المصلی فیہا
 اذان اور یمکیر ہی ہوتی ہے تو اسکا حال ویسا ہی ہے جو مسجد میں نماز پڑھے یا اپنی کہ میں چنانچہ گزر چکا اور اگر او میں ایسی مسجد نہیں ہے تو اسکا حال ایسا ہی
 حکم المسافر ثم ینبغی ان یعلم ان السنة فی الاذان ان یکون بدلا لحن ولا تغیر لان المقصود منه دعوی الخلو
 جیسا کہ مسافر کا پہر سمجھنا چاہیے کہ طریق سنون اذان میں یوں ہی کہ بدون لحن اور تغیری کی ہو کر ہی اسلی کہ غرض اذان سے نماز کی لئی خلقت کابلانہی
 الی الصلوة باعلام دخول وقتها فلا بد ان یکون علی وجه یفہم السامع الفاظہ حتی یظهر فائدة معنی فیہ
 یہ خبر جتنا کہ کہ وقت ہو گیا ہے اب غور ہی کہ اس وضع پر ہرودی کہ الفاظ کا سننے والا سمجھ لے تاکہ اس قول کی معنوں کا فائدہ ظاہر ہرودی کہ
 حی علی الصلوة حی علی الفلاح فان معناها اسرعو الی الصلوة اسرعو الی ما فیہ نجاتکم من النار وبقاؤکم فی الجنة
 حی علی الصلوة حی علی الفلاح لیکنکہ سننے والی یہ ہیں جلد آؤ واسطی نماز کی جلد آؤ اور ہر جس میں آگے ہی تھامی نجات ہی اور جنت میں ہمیشہ کو رہتا ہے
 لکن قد عیّرت هذه السنة فی هذا الزمان فی اکثر البلدان لان اهلها يؤذنون بانواع النغمات والالحان جمیشت
 لیکن اس طریق سنون کو اس زمانہ میں اکثر شہروں میں بدل ڈالا ہے کیونکہ اکثر شہری اذان ایسی نغمات اور لہان سے پڑھتی ہیں کہ
 لا یفہم ما یقولون من الفاظ الاذان ولا یسمعون منهم الا اصوات ترفع وتخفض کصوت المزمار وهي علی ما ذکر فی الحد
 بد نہیں سمجھتے تاکہ الفاظ اذان میں سے کیا کہتی ہیں اور کچھ سننے میں نہیں آتا سوای آواز کی کہ کہی بلند ہوتی ہے اور کچھ جیسے آواز نماز کی اور یہ طرز موافق نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی
 بدعت قبیحہ احدیثا بعض الامراء فی مدینتہ بناھا ثم سرى ذلك منها الی غیرھا ثم اثم لم یحرمهم علی التغنی لم یکتفوا
 بدعت قبیحہ اسکو بعض میٹھانی اپنی مدرسہ میں جاری کی تھی یہ بدعت ایسی ساری میں بہل گئی بہر اونیلا فی تغنی کی صورت کی مادی اذان کی الفاظ پر بس کیا
 بکلمات الاذان بل زادوا علیہا بعض الکلمات من الصلوة والتسليم علی النبی علیہ السلام فان الصلوة والتسليم
 بلکہ لہان بہر اونیلا فی بعض اور کلمات درود اور تسلیم نبی علیہ السلام کی بڑی لئی بدعت درود اور تسلیم کا
 وان کان مشروعا بنص کتاب السنۃ وکان من اکبر العبادات واجبا لکن اتخاذا عادیۃ فی الاذان علی المنار
 مشروع ہونا اگرچہ صاف کتاب اور حدیث سے ثابت ہے اور بڑی اور بہتر عبادت میں سے ہے براسکا اذان کی اندر مشارکہ کی اور عبادت کرنا
 لم یکن مشروعا اذ لم یفعلہا احد من الصحابة والتابعین ولا غیرہم من ائمة الدین ولیس لاحد ان یضع العلام
 مشروع نہیں ہے اسلوسی کہ یہ کبھی نہیں کیا نہ صحابہ نہ تابعین اور نہ کسی ولیستوائان میں ہی اور کسیکو یہ اختیار نہیں ہے کہ عبادت کو اور کچھ
 الا فی موضعہا التي وضعہا فیہا الشرع ومضى علیہا السلف لا تری ان قراءة القرآن مع کونها من عظم العبادات
 سو اراؤں موضع کی جہاں اسکو شرع فی وضع کیا ہے اور بزرگ متقدم اسکو کرنی چلی آئی ہے کیا نماز نہیں آتا کہ تلاوت قرآن کی ما وجود بلکہ عمدہ ترین عبادت ہے
 لا یجوز للمکلف ان یقرأھا فی الركوع ولا فی السجود ولا فی القعدة لان کلامہا لیس محل للتلاوة ثم انظر الی هذه
 مکلف کو جائز نہیں کہ رکوع میں قرآن پڑھے اور نہ سجدہ میں اور نہ قعدہ میں اسلوسی کہ یہ فیقول مقام تلاوت کی محل نہیں ہیں یہ اس بدعت کو دیکھتو
 البدعة التي احدثوها فی الاذان من النغمات والالحان کیف تعدت الی محرم اخر وهو اثم جعلوها فی الصلوة
 جو ان لوگوں نے اذان کی اندر نغمات اور لہان پیدا کی ہیں ایک اور حرام کی طرف کیسی بڑھ گئی وہ یہ ہے کہ ان لوگوں نے نغمات کو نماز کی اندر نہایت اسفالات میں
 حال التبلیغ فی الانتقالات وذلك کلام فی الصلوة علی طریق الحد فیصل صلوتہم فاذا بطلت صلوتہم یسری
 داخل کیا ہے اور یہ طرز نماز کی اندر گویا عمدہ کلام ہی سو ادنی نماز باطل ہو جاتی ہے اور جب ادنی نماز باطل ہوئی تو اب یہ خساد

قاله الفساد الى من يقتدى الامام بتبعه التكبير في الاقتداء والانتقالات لان المامولا لا يجوز له الاقتداء
او لا يقتدى بغيره من آيات جده التي تكبیر

الا باحد اربعة اشياء فان لم يوجد لا يوجد لاقتداء في تلك الصلوة اولها وهو اعلان يرى افعال
جاءه من بين يمينه من سجدة او غيرها من آيات جده التي تكبیر

الامام فان تعدد فسماع اقواله فان تعدد فروية افعال المام فان تعدد فسماع اقواله فهو لا لبطلان
بهر اگر چه سبب نهی او را که از سنتها بهر اگر چه سبب نهی او را که از سنتها بهر اگر چه سبب نهی او را که از سنتها

صلاهم بالنفا والالحان لا يكونوا من المامولين وانتقال المام من ركن الى ركن بسماع اصواتهم من غير
نماز بسبب نهیات او را الحان کی باطن برکتی هی تو مقتدی نهین هین اور انتقال کرنا مقتدی کا ایک رکن ہی دوسری رکن پر انکی آواز سنکر بدوین

روية افعال الامام وسماع اقواله لا يصح صلوته وهمنا مفسدة اخرى وهما ان الامام اذا كبر للصلوة ودخل
دیکھتا افعال او سنی اقوال امام کی او کی نماز کو فاسد کرتا ہی اور بیان انکی اور مفسد ہی وہ یہ ہی کہ امام جب تکبیر کر نماز میں داخل ہوجاتا ہی

فيها يكبرون خلفه قبل ان يدخلوا في الصلوة لسمع الناس تكبيرهم ويدخلوا في الصلوة فمن احرم من الناس تكبيرهم
نوا امام کی جی تکبیر کہتے ہی ہین اس ہی پہلی کہ آپ نماز میں داخل ہون تاکہ وہ لوگ او کی تکبیر سنکر نماز میں داخل ہوجاویں ہر جو کوئی انکی تکبیر نہ کر بدوین

من غير سماع تكبير الامام يدخل في صلوة خلل من هذه الوجه ايضا لما تقدم ان الاقتداء لا يصح الا باحد
سنی امام کی تکبیر کی تکبیر نہ کر کہیگا او کی نماز میں یہ بھی داخل نہ کیگا

اربعة اشياء وهذا ليس بواحدة منها يسرنا الله تعالى العمل بالسنة والاجتناب عن البدعة المجلس
جاء چیزوں میں صحیح نہیں ہوتا اور یہ اول جازوں میں کی کچھ ہی نہیں ہی انھی ہر آسان کر سنت بر عمل کرنا اور بدعت ہی اجتناب کرنا

التاسع والاربعون في بيان فضيلة الجمعة وفي تفضيل يومها على سائر الايام
میں بیان جمعة کی فضیلت کا اور جمعہ کی روز کی تفضیل نام ایام پر

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم خير يوم طلعت عليه الشمس يوم الجمعة فيه خلق آدم وفيه اُدخل
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی فرمایا بہت اچھا ہے جو ہر آفتاب چمکائی جمعة کا دن ہی اسمی میں آدم پیدا ہوا اور اسمی میں

الجنة وفيه اُخرج منها ولا تقم الساعة في يوم الجمعة هذا الحديث من صحيح المصاحم رواه ابو هريرة
جنت میں داخل ہوا اور وہی روز میں جنت میں نکلا اور ذرا دن جمعة کے یہ حدیث مصاحم کی صحیح حدیثوں میں ہی ابو ہریرہ کی روایت سی

وقلبا بين فيه ان يوم الجمعة خير من يوم اذ فيه خلق آدم النبي عليه السلام وفيه اُدخل الجنة وفيه اُخرج
بیکل اسمین یہ بیان فرمایا کہ جمعة کا دن سب خوشی بہتری اس واسطے کہ اسمی میں آدم ہی پیدا ہوئی اور اسمی میں جنت میں داخل ہوئی اور اسمی میں جنت سے نکلی

منها فان قيل ادخل آدم النبي عليه السلام الجنة خيرا وحسن لكن خروجه منها كيف يكون خيرا وحسنا
بہر اگر کوئی ہی آدم ہی علی السلام کا جنت میں داخل ہونا تو بہت ہی اور نیک ہی ہی پر او کی جنت میں ہی نکلتا کیا اچھا اور خوب ہی

فالجواب ان خروجه منها المتضمنة للفوائد الكثيرة والمصالح يكون خيرا وحسنا لانه بواسطه خروجه
نوجواب یہ ہی کہ او کی جنت میں ہی نکلتا جسمیں بہت سی فائدی اور خوبیاں ہوتی کو تین بہت خوب اور بہت ہی ہی اس واسطے کہ وہ جنت میں ہی نکلی

منها حصل منه عليه السلام ولا كثرة وتناسلوا وبعث الله تعالى من نسله على ذرية الانبياء وانزل فيه
نوا انسی بہت سی اولاد پیدا ہوئی اور انکی نسل میں ہی انکی اولاد پری ہی ہی

الكتب جعل منهم الاخيار والابرار وظهور منهم عبادات مرضية وطاعات مرغية وهذا كله خير
اور ان میں ہی صلحا اور ابرار پیدا کی اور انکی عبادات پسندیدہ اور طاعات مرغوب عمل میں آئیں یہ تمام خیر ہی

بالنسبة الى خروجه من الجنة فعلى هذا يكون يوم الجمعة خيرا لا يام وقد عظم الله تعالى به دين الاسلام
جنتك کی تکلیفی سی ہوئیں اس بیان کی موافق جو صحاح دان سے ورنہ ہر روز میں ایک دن کو اللہ تعالیٰ نے اپنے خاص فضل سے

وخصه بالمسلمين من بين الانام لما روى عن ابي هريرة انه عليه الصلوة والسلام قال هذا يومهم الذي
 اورثهم خلق من سى مسلمانون كى لى خاص كيا كيونكه البوهرية سى رايست سى كبرنى عليه الصلوة والسلام فى فرياي پيه ده دن سى

فرض عليهم واختلفوا فيه فهذا الله له والناس لنا تتبع اليه هود غدا والنصري بعد غد يعني انه تعالى
جوامع تقاتل او غير فرض كياتنا في سبعين اخلاف وكما سوره النعماني في اسكي كهكديريت كي اور درونگ جمانا پير دين يهود تو انكي دن اور ضامن اوس هي انكي دن مراد ميكن
مستباده ان تحتكم افواه الهم

فاحتلف فيه فعالت اليهود يوم السبت لازمه تعالى فرفع في هذا اليوم من السجود في صلاة المصلي من غير أن يركع

سواء انهم في الدنيا ام بعد الموت سببت له نعمة في هذا اليوم من خلق المخلوقات وحسن امره
فيه من الاشغال الدنيوية ولنشتغل بالعبادة وقالت النضري هو يوم الاحد لانه تعالى يستبد في

سومین دنیا کی کاہنہ اور چھوڑ کر عبادت میں مشغول رہیں اور رضا کا کہنی لگی وہ ایک شبہ کاران ہی اس واسطے کہ اللہ تعالیٰ فی اس دن میں

هذا اليوم بخلق المخلوقات فهو ولي بالتعظيم فهدى الله تعالى هذه الأمة ووفقهم باصالة حتي

مخلوقات کا پیدا کرنا شروع کیا تھا۔ تو اسی دن کی تنظیم اولی ہی آخر اسد تعالیٰ فی اس امت کو ہدایت کیا اور توفیق صلوٰۃ کی دی یہاں تک
عینہ و قالوا ان الله تعالى اوجد في سائر الايام ما ينتفع به الانسان وفي يوم الجمعة اوجد نفوسا

الشكر على نعمه الوجود اھم واقدم وقد بئس الله تعالى كيفية الشكر في هذا اليوم فقال اذ انودی للصلاة
 وشكره اری نعمت وجودی بہت ضرور اور بہت مقدم ہی اور لہذا تعالیٰ اس دن میں شکر کی کیفیت یوں بیان کی
 اور جو کہ دن میں انسان کی نعمت ہی اور جو کہ دن میں انسان کی ذات کو پیدا کیا

نَیُّومِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا إِلَى ذِكْرِ اللَّهِ وَذَرُوا الْبَيْعَ فَإِنَّهُ تَعَالَى أَمْرًا وَلَا بَالُ بِالسَّعْيِ إِلَى الْجُمُعَةِ ثُمَّ أَمَرَ بِتَزَاوُلِ الشَّعْرِ

لا هو الدتوية الصارفة عن السعي الى الجمعة وقد روى عن عبد الله بن عمر انه عليه السلام
 جرحه من طرف جاني سي روكي هون امريكا اور عبد الله بن عمر عري روايت هي كيني عليه السلام في فرمايا
 الى المنتصاة امه عبد الله

لن يمسكهم الله على قلوبهم ثم ليكونن من الغفلين فإنه عليه السلام
 يا بشك الله تعالى او نك دكون پر ہم گواہی کہ وہ ہر اسے غافل ہو جاوے گی اب نبی علیہ السلام فی
 ن فی هذا الحديث ان احدا من كاشه الله التاديبه ان تتركوا قلوبكم

لیکونون من الغفلین لان العبد اذا ترک امر من امر الله تعالى مرة واحدة محصا في قلبه وکتابه واداءه
 یاکون علی قلبه وکتابه واداءه

انترک مرثیہ آخری يحصل فی قلبہ نکتہ سوداء آخری ثم کن ذلک حتی یسود قلبہ فاذا اسود قلبہ یغلب

بہ العقلۃ ویبسی الموت وكونه من اهل القبور وینہمك فی الفسوق والفجور فان تاب وانتهی عن ترك

بزرگداشت چاہا ہی اور موت کو بھول جاتاہی اور گور میں جانا یاد نہیں رہتا اور فسق و فجور میں کہیں رہتا ہی بہر اگر ایسی توبہ کی اور مرن ترک کرتی سی باز آیا

ما امر به نزول تلك النكتة عن قلبه نكتة نكتة فيعرض عن ارتكاب المنهيات ويستغل باداء المأمور
 نوره داغ او كى دل پر سی ایک ایک دور ہونی لگتا ہی پہر گناہ کرنی سی پر ہیز کرتا ہی اوراد و امورات میں مشغول ہوتا ہی
 التي من جملتها صلوة الجمعة فانها فرض ثبت فرضيتها بالكتاب والسنة واجماع الامة اما الكتاب
 جنین جمعہ کی نماز ہی داخل ہی بیشک یہ فرض ہی اسکی فرضیت قرآن اور حدیث اور اجماع امت سی ثابت ہی قرآن تو لی
 فقله تعالى يا ايها الذين امنوا اذا نودي للصلاة من يوم الجمعة فاسعوا الي ذكر الله فانه لما
 یہ آیت ہی ای ایمان والہ جب اذان ہو نماز کی دن جمعہ کا تودو والہ کی یاد کو بیشک اللہ تعالیٰ فی
 امر في هذه الامة بالسعي الى ذكر الله تعالى ولا امر للوجوب والمراد بذكر الله تعالى الخطبة وهي شرط لجواز
 امر آیت ہی یہ ترکیب کہ طرف ذکر الہی کی جلد جاؤ اور امر واسطی وجوب کی ہوتا ہی اور ذکر الہی سے مراد خطبہ ہی اور خطبہ نماز جمعہ کی ہی
 صلوة الجمعة فاذا كان السعي الى الخطبة التي هي شرط لجواز صلوة الجمعة واجبا فيكون السعي الى طاهر
 صحت کی شرط ہی پر جب سی خطبہ کی ہی جو نماز جمعہ کی صحت کی واسطی شرط ہی واجب ہوئی توسعی واسطی مقصود اصلی کی
 المقصود الاصل وهو صلوة اولى واخرى ثم انه تعالى لتأكيد هذا الجواز امر بترك البيع المباح فقال
 کردہ نماز جمعہ ہی بطریق اولی واجب نہ ہوا نہ ترک ہوگی بہرہ اند تالی فی واسطی تاکید اس جواز کی واسطی ترک بیع مباح کی امر کیا فرمایا
 وخبر البیع لان ذلك لا يكون الا لامر واجب واما الشبهة فقوله عليه الصلوة والسلام اعلموا ان الله
 اور ترک کرو بیع کو واسطی کہ ایسا حکم بدل امر واجب کی نہیں ہو سکتا اور حدیث یہ ہی قول علیہ الصلوٰۃ والسلام کہ جان لو کہ اللہ تعالیٰ فی
 كتب عليكم الجمعة في يومى هذا في شهرى هذا في مقامى هذا فمن تركها تها ونا بها واستخفا
 تخیر جمعہ فرض کیا ہی آج اس مہینہ میں اس مقام میں یہ صنی سکوترک کیا حیز جان کر اور اوکا حق ہلکا سمجھ کر
 بحققها وله امام جائز او عادل الا فلا جمع الله شمله الا فلا صلوة له الا فلا زكوة له الا فلا صوم له الا
 اور حال یہ ہی کہ اسکا امام ہی جائز یا عادل ہو خبردار جمع نہ کرے اللہ او کی پر لینی خبردار نہیں ہی او کی نماز خبردار نہیں ہی او کی زکوٰۃ خبردار نہیں ہی او کا روزہ نہیں
 ان يتوب فمن تاب تاب الله عليه واما الاجماع فلان الامة قد اجتمعت من لدن رسول الله صلى الله عليه وآله
 اگر توبہ کر لی یہ جسنی توبہ کی اللہ تعالیٰ او کی توبہ قبول کرتا ہی اور اجماع امت یہ ہی کہ تمام امت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عہد ہی
 الى يومنا هذا على فرضيتها ولم يختلفوا فيها وانما اختلفوا في اصل الفرض هل هو الظاهر ام الجمعة واياهما
 آج تک جمعہ کی فرضیت پر متفق ہی کیسکو اس میں اختلاف نہیں ہی اور اختلاف ہی تو اصل فرض میں ہی کہ آیا ظہر ہی یا جمعہ ہی اور یہ صورت
 كان يسقط الفرض باداء احدهما ولها شرط ثلاثة على شرط سائر الصلوات وهي اثنا عشر شرط ستة منها
 دونین ہی ہر ایک کی ادا کرنی سی فرض ذمہ سی ساقط ہو جاتا ہی اور او کی ہی شرطین تمام نمازوں کی شرطوں سی زیادہ ہیں اور وہ بارہ شرطین ہیں چہرہ و غیرہ سی
 في المصلي وهي شرط لوجوب صلوة الجمعة لا لادائها ولا لصحتها الاول الذكوة فلا تجب على المرأة والثاني
 مصلی میں ہیں یہ شرطین تو نماز جمعہ کی وجوب کی ہیں یہ شرطین ادا اور صحت کی نہیں ہیں پہلی مصلی کا مرد ہونا سو عورت پر واجب نہیں ہی دوسری
 الاقامة فلا تجب على المسافر وكل من وجد يوم الجمعة خاسر المصنف في حكم المسافر والثالث الحربة
 مقیم ہونا پس مسافر نہ ہو واجب نہیں ہی اور جسکو جمعہ کا دن مصری یا ہر ہو جاوی بیوہ مسافر کی حکم میں ہی تیسری ازادی
 فلا تجب على العبد اتفاقا واختلق في المكاتب والمأذون والعبد الذي حضرا ب الجاعم ليحفظ دابة مولاه
 سو غلام برکسیکی نزدیک واجب نہیں ہی اور مکاتب اور غلاموں کی باب میں اور اوس غلام کی حق میں جو جامع مسجد کی دروازہ پر میان کا کہوڑا پکڑی کھڑا ہو
 والاربع الصحة فلا تجب على المريض اذا خاف زيادة المرض او بطوء المبرء بالذهاب اليها ومثله الشيخ الكبير
 چوتھی صحیح و سالم ہونا پس بیمار واجب نہیں اگر جمعہ میں جانی سی بیمار کی بڑھیکا یا دیر میں چہا ہونیکا خوف ہو اور ایسی ہی سیر فرقت

الضعیف عن السعی والخاص سلامة العینین فلا تجب علی الاعی عندنا فی حنیفة وعندهما تجب وجوب
 چنی من ناتوان پانچمین آنکھوں والا ہونا پس نہی پر نامہ ابو حنیفہ کی نزہت واجب نہیں اور صاحبین کی نزہت واجب ہی اگر

قائد والسادس سلامة الرجلین فلا تجب علی المقعدان وجد من یجاء الی الجمعة والمريض والمريض علی الاصح
 انتہ پلٹو لا میرا آدمی چہی دونو پاؤں کی سلامتی پس لنگڑی پر واجب نہیں اگرچہ ایسا شخص میرا آدمی کہ چڑھی چڑا کو جو میں بجا ہی اور بیمار دار صبح قبل پرانہ بجا ہی
 ان بقی المريض ضایعا والمريض من جملة الاعذار المبیحة للتخلف عن الجمعة وكذا الخوف من ظالم ونحوه و
 اگر بیمار چلن نہ جاوی اور بیمار اور کراون عذرات میں ہی جس سی جو میں بجا نہ سماح ہو جاتا ہی ایسی ہی ظالم وغیرہ کا خوف اور

المطر والثلج والوحل ونحوها فهو لاء الذین لم یستکملوا الشرط لا تجب علیهم الجمعة لكنهم لو حضروها
 بارش اور ادا کی اور کچھ وغیرہ پس یہ نہ کہ جنہیں پیش شرط نہیں ہیں ان پر جو واجب نہیں ہی لیکن یہ نہ لوگ اگر جمعہ میں چلی جاویں
 وصلوها یجزیهم عن فرض الوقت فستقیم فی غیر المصلی وہی شروط لادائها وصحتها الاول
 اور پھر یہ میں تو وقتی فرض غازی بلا ہو جاتا ہی اور چہرہ شریفین سوای مصلی کی ہیں اور یہ شرطین ادا کی اور صحت کی ہیں پہلی

المصر فلا یجوز ادائها فی المفازة والقری لكن ان صلیت فی القرية وکنت فیها یلزمک ان تحضرها وتعمل لقل
 شہر کا ہونا پس جمعہ کا ادا کرنا جیکل اور کافورین جائز نہیں ہی لیکن اگر کافر کو اندر جمعہ پڑھنی لگیں اور وہ وہاں موجود ہو تو جیکو جمعہ میں جانا اور علی ہذا کی
 علی ایاء وایسبق الی القلوب انکاره وان کان عندك اعتذار فلیس کل سامع تکس تطیق ان تسمعه عندك
 قول پر عمل کرنا لازم ہی بچتا ہی ایسی بات ہی جس میں لوگوں کی دلوں میں شبہ انکار کا پیدا ہو اگرچہ جیکو عذر حاصل ہو کیونکہ ہر کیسا مع منکر ایسا نہیں ہی کہ تو اس کو اپنا عذر بنا کر

قد جاء فی الحديث انه علیه السلام قال من کان یؤمن بالله والیوم الآخر فلا یقعده موقع التهم واختلفوا
 اور ضرور حدیث میں آیا ہی کہ نبی علیہ السلام فرمایا جو شخص ایسی
 فی تفسیر المصر والصحیر انه الموضع الذی یکون فیہ بیوت وسکوک واسواق وامیر وقاضی فغدا الاحکام
 تعریف میں اختلاف ہی اور صحیح یہ ہی کہ مصر ایسا موضع ہی جس میں گھر ہوں اور کوئی اور بازارین اور حاکم اور قاضی جو احکام جاری مصلحتہ

ویقیم الحدود ولیس من شرط ادائها المسجد الجامع لجواز ادائها فی فضاء المصر وهو ما اتصل به معد
 اور حدود قائم کری اور شروط ادا میں مسجد جامع کا ہونا داخل نہیں ہی اس واسطی کہ فضاء مصر میں ہی جمعہ جائز ہی اور فضاء ہی جو میلان مصر کی قریب مصالح کی
 کر بض الخیل وجمع العسکر ودفن الموتی وصلوة الجنائز وحرها یجوز للمخليفة وامیر الحج اقامتها ہی
 کہہ چھوڑا ہو جس کی کوڑوں کا باندھنا اور لشکر کا جمع کرنا اور مردوں کا داجا اور جنازہ کی نماز پڑھنی اور مانند اسکی اور خلیفہ اور امیر حاج کو جمعہ قائم کرنا منی میں موسم کی

فی الموسم لانها تكون مصر فی ایام الموسم لا جتماع شرائط المصر فیها من الامیر والقاضی والامین
 دنوں میں جائز ہی اسلی کہ منی موسم کی دنوں میں بمنزل مصر کی ہو جاتی ہی اس واسطی کہ تمام شرطین مصر کی اوسمیں جمع ہو جاتی ہیں امیر قاضی اور کائنات اور بازارین
 لانها لا تبقى مصر بعد نقضاء الموسم وبقاءها مصر الیس بشرط ولا یجوز اقامتها بعرفات لانها لیست
 ان اتنا ہی کہ موسم کی گزرنی کی بعد مصر باقی نہیں رہتی اور باقی رہنا مصر کا کچھ شرط نہیں ہی اور عرفات میں جو قائم کرنا جائز نہیں اس واسطی کہ عرفات نہ تو

بمصر ولا من فنائها بل هو فضاء ومفاضة وفي ظاهر الرواية عن ابی حنیفة لا یجوز اقامتها فی المصر الا فی موسم
 مصر ہی اور نہ فضاء مصر بلکہ وہ ایک عیدان اور جیکل ہی اور ظاہر روایت میں امام ابو حنیفہ سی ہی کہ جمعہ قائم کرنا مصر میں سوا ایک مسجد کی
 واحد فان ادیت فی موضعین او اکثر فالجمعة للاولین تحریم وقیل فراغا وقیل فیها جمیعاً وان لم یعلم
 جائز نہیں ہی پھر اگر دو جگہ یا دو جگہ ہی زیادہ بڑا جاوی تو جمعہ اونکا ہی جہنوں کی پہلی نیت باندھی اور بعض کہتی ہیں جو پہلی بڑھ چکی اور بعض کہتی ہیں دونوں میں اور اگر پہلے

ایہما الاول تبطل صلوة الكل فی رواية عنه وهو قول یحیی یجوز اقامتها فی موضع متعدد فی رواية
 معلوم ہو اول کون میں تو نسب کی مانند باطل ہی اور روایت میں ابو حنیفہ سی اور یہ ہی قول امام جو کہ ہی کہ قائم کرنا جمعہ کا کئی جگہ جائز ہی اور ابو یوسف کی روایت

ابی یوسف لا یجوز اقامتها فی موضعین الا اذا کان بینهما فتر عظمیة کدجلة فی بغداد و فی زیعة عنه لا یجوز
 بین قنم کرنا جمع کا دو جگہ جلازمین
 مگر ایسی دو جگہ نہ اونیکی بیچ میں رہی ہر حال ہو جسے بغداد میں داخل اور ایک روایت میں ابو یوسف سی
 او متھا اذا کان علیہ جسرحی روی عنه انه کان یا مریوم الجمعة برفع الجسرة وقت الصلوة لیکون
 قنم کرنا جمع کا دو جگہ جلازمین اگر اس نہر پر پل ہو بیان نہ کرے روایت ہی کہ امام ابو یوسف جمعہ کی دن نماز کی وقت علی الصلوة ہی تھانکہ وہ جگہ
 کصرب فی کل موضع وقع لانتشاء فی صفة الجمعة تعددها لوقوع السبک فی لمصاردا قانها اهلہ یبعی لهم
 لانتشاء وغیر ان کی ہو جادوی اور جس جگہ صحت جمعہ میں بسبب تعدد کی یا بسبب مصر کی مشکوک ہوئی کی بیہوشہ پڑی کہ ادا ہو یا نہیں تو صوبہ ان کی لوگ جمعہ پڑھیں
 ان یصلون بعدھا فدی اربع رکعات قائل لا کواحد منهم لوبت ان اصلی اخر ظہر درمکرت وقته ولم اصل
 تو انکو سنہ اور ہی کہ بعد اسکی چار رکعت اور الگ الگ پڑھ لیں ہر ایک نیت کی وقت یہ کہی نیت کرتا ہوں کہ ادا کروں پچھل ظہر جسکا میں فی وقت نہ پڑا ہر ایک پڑی
 بعد واصل هذا علی ما ذکر فی القنیة ان اهلہ ولما ابتلوا باقامة الجمعة فیہا مع اختلاف العلماء فی
 نہیں اور اسکی اصل موافق بیان قنیہ کی یہی کہ مروی لوگ تہرو میں (و جگہ جمعہ پڑھنی لگی ماحد دیکر علماء میں دو جمعہ کی جواز میں اختلاف تھا
 جوازہم امرہم التمتہم باء کل واحد منهم اربع رکعات بهذه النیة حتما احتیاطا لان الجمعة التي صلها
 تو انکو اونیکی پیشواؤن فی فتوی دیا کہ ہر ایک احتیاط کی واسطی چار چار رکعت اس نیت سی ضرور پڑا کری
 ان لم یخرج عن عهدة فرض الوقت یقیین وان جائزت فان کان علیہا ظہر فانت یسقط عنه ذلك
 اگر جواز نہیں ہوا تو فرض وقت کی فرض سی یقینا پاک ہو جاوے گا اور اگر جمعہ جائز ہو گیا تو یہ اگر اسکی ذمہ کوئی ظہر فائز ہوگی تو اب وہ فائز اور ہو جاوے گی
 لانت انت وان لم یکن علیہ ظہر فانت تكون تلك الاربع نفلا فلا حتمال كونها نفلا لا بد ان یقر فی الاخرین
 او اگر اسکی ذمہ ظہر فائز نہیں ہی تو یہ چاروں رکعت نفل ہو جاوے گی سواں احتمال کی ہی کہ شاید نفل ہوں ضروری کی پچھلی دو رکعت میں
 بعد الفاتحة سورة لانها ان وقعت فرضا فقرا السورة لا تضروا ان وقعت نفلا فقرا السورة واجبة والتا
 بعد سورة فاتحہ کی کوئی سورة پڑھی اسوسطی کہ اگر وہ فرض ہوئیں تو سورة کی پڑھنی میں کچھ نقصان نہیں ہی اور اگر وہ رکعتیں نفل ہوئیں تو سورة کا پڑھنا واجب ہی اور وہ
 من الشروط التي فی غیر المصلی السلطان وناثبہ والمتغلب الذی لا منشور له من السلطان یجوز له اقامة
 بشرط غیر مصلی میں ہو سلطان کا یا اسکی نائب کا ہونا اور جو متغلب کہ سند سلطانی نہیں رکھتا اسکو قنم کرنا جمعہ جائز ہی
 الجمعة اذا کان سیرتہ فی رعبیة سیرة الافراء وكان یحکم بینہم بحکم الولاية اذ بذلک ینتہی السلطنة
 اگر اسکا معاملہ رعیت سی بطور امر کی ہو اور رعیت پر حکومت حاکن کی طور پر کرتا ہو اسوسطی کہ اس سی سلطنت ثابت ہو جائی ہی
 فیتحقق الشرط ولما مور بالجمعة ان لیستخلف وان لم یؤذن له فی الاستخلاف ولا فرق فی ذلک بین وجود
 بہر شرط موجود ہو جائی ہی اور جو شخص جمعہ کی فی ماموہ میں جسی قاضی وغیرہ اختیار رکھتی ہیں کہ اپنا خلیفہ کر دیں اگرچہ انکو خلیفہ کر فی اجازت نہوا اس بات کی کچھ
 العذر وعدم وجوده ولا بین الخطبة والصلوة والاذان فی الخطبة اذان فی الصلوة وبالعکس فلیس
 نہیں خواہ کچھ عذر ہو یا عذر نہ ہو اور نہ کچھ فرق خطبہ کا ہی اور نہ نماز کا اور خطبہ کی اذان بعینہ نماز کی اذان ہی اور بالعکس اور
 للقاضی ان یصلی الجمعة بالناس اذ لم یؤمر بها وکذا صاحب الشرط لیس له ان یصلیہا بہم فان مات
 قاضی کو اختیار نہیں کہ لوگوں کو جمعہ پڑاوی اگر اسکو سلطان حکم نہیں ہی اور ایسا ہی محاسب کو جائز نہیں کہ لوگوں کو جمعہ پڑاوی اور اگر حاکم شہر کا ہی
 والی المصر فقبل اتیان والی اخر لوصلی لهم خلیفة والقاضی او صاحب الشرط یجوز لان امر العامة فوض
 تو دوسری حاکم کی مقرر ہو فی کسی چلی اگر لوگوں کو خلیفہ یعنی نائب یا قاضی یا محاسب جمعہ پڑاوی تو جائز ہی اسکی کہ انتظام علوم کا انکو سپرد ہی
 لہم وان لم یکن احد من هؤلاء فاجتمع الناس علی احد فصلى بهم یجوز ومع وجود احد منهم لا یجوز
 و اگر انہیں ہی کوئی موجود نہ ہو اور لوگوں فی جمع ہو کر ایک کو امام کر لیا اور اسکی جمعہ پڑا دیا تو کچھ ایر ہی اور اگر انہیں ہی کوئی موجود نہ ہو تو اسکی

والی المصر

الا باذنه ولو شرع المأمون بها فيها ثم حضر اخر مكانه مضى عليها ولو حضر قبل شرعها لا يصح شرعها
 بدون اذنه اذن کی جائز نہیں اور اگر کسی نے غیرہ کو جمعہ پر اپنی اجازت دی تھی تو شرع کو چکا سو یہ اس کی جگہ پر دوسرا مقرب ہو کر گیا یا تو کوئی نہیں اور اگر شرع کر دیا
 والثالث من تلك الشروط الوقت وهو وقت الظاهر فلا يجوز قبل الزوال ولا بعد دخول العشاء
 پہلی گیارہ شرطیں صحیح نہیں اور تیسری شرط اذان شرط نہیں ہے وقت ظہر کا ہی سورہ چہ دہنی پہلی جائز نہیں اور نہ بعد اذان کی وقت عمر کی اور اگر
 خرج الوقت وهو فيها يستألف الظهور ولا يبينه عليها لاختلافها كمينه وشرط والرابع من تلك
 نمازی کی اندر وقت ہو چکا تو اسے نہ تو ظہر کو پڑھی اور سیکو پڑا کر ظہر نہ کر لی کیونکہ جمعہ اور ظہر مقدار اور شرطوں میں مختلف ہیں اور چوتھی شرط اذان
 الشروط الخطبة ولها شرط وركن وواجب وستة أما شرطها فكونها في الوقت حتى لو خطب
 شرطوں میں سے خطبہ ہی اور خطبہ کی ہی شرط اور رکن اور واجب اور سنت ہیں خطبہ کی شرط تو یہ ہے کہ وقت کی اندر ہو دی یہاں تک کہ اگر پیش از وقت
 قبله لا تقم وكونها بحضرة الجماعة حتى لو خطب وحده ثم حضر الجماعة لا تقم وكونها جمل
 خطبہ پڑھیکے تو صحیح نہیں اور جماعت کی سامنی چاہی یہاں تک کہ اگر خطبہ تنہا پڑھیکے اور ہم جماعت جمع ہوگی تو صحیح نہیں ہی اور انہما یکا کر پڑھنا چاہی
 بحيث يسمعها من يكون عنده اذ لم يكن مانع واما ركنها فمطلق ذكر الله تعالى بنيتها حتى لو قال
 کہ جو اس کی پاس موجود ہوں سب سن لیں اگر کچھ مانع ہو اور خطبہ کا رکن مطلق ذکر اللہ تعالیٰ کا خطبہ کی نیت ہی یہاں تک کہ اگر خطیب نے
 الحمد لله اوسبحان الله اولاه لا اله الا الله على قصد الخطبة يخرج عن عند ابی حنيفة اما القول لعطاس
 الحمد لله سبحان الله لا اله الا الله خطبہ کی نیت ہی کہا تو امام ابو حنیفہ کی نزدیک کافی ہی تھا ان اگر چہ تنہا کر
 او تجب فلا يخرج عن عندهم الا بد من ذكر طویل يسمى خطبة وهو مقدار ايات وقيل مقدار التشهد
 یا تجب ہی کہیگا تو کافی نہیں ہی اور صاحبین کی نزدیک اتنا ذکر دراز ضروری ہو جسکو خطبہ کہہ سکیں اور وہ تین آیتوں کی برابر ہو اور کوئی کہتا ہی کہ تشہد کی برابر ہو
 من قوله التحية لله الى قوله عبده ورسوله لان الخطبة واجبة بالاجماع والتجريدة الواحدة
 لفظ التحیات لہ سے عبده ورسوله تک اسلوسی کہ خطبہ متفق علیہ واجب ہی اور الحمد بعد ایکبار
 والنسب في الواحدة والتهليلة الواحدة لا تنسب خطبة واما واجبها فالطهارة والقيام وسائر
 اور سبحان اللہ ایک بار اور لا اله الا ایک بار خطبہ نہیں کہلاتا اور خطبہ کی واجبات با وضو ہونا اور کھڑی رہنا اور عورت کا
 العورة واما سننها فكونها خطبتين بجلستين بينهما يشمل كمنه على الحمد والتشهد والصلوة على
 ڈانہا اور خطبہ کی سنت دو خطبوں کا ہونا بیچ میں ایک حبس کی فرق سی اور دونوں میں حمد اور تشہد اور درود
 النبي صلى الله عليه وسلم والاولى على تلاوة اية والوعظ والثانية على الدعاء للمؤمنين والمؤمنات
 نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر جو اور پہلی خطبہ میں تلاوت آیت کی اور پندہو اور دوسری میں سمان مرد اور عورتوں کی حق ہیں
 بدل الوعظ والخامس من تلك الشروط الجماعة واقلم ثلاثة سوى الامام ويشترط كونهم رجلا عاقلين
 بدل پند کی دعا ہو یا بخیر شرط اذان شرطوں میں سے جماعت ہی کہ کسی کم تین آدمی سوا امام کی ہوں بشرطیکہ تینوں مرد عاقل بالغ ہوں
 بالغين فلا يتعقد بالنساء والصبيان والمجانين ولا يشترط كونهم احرا او مقيمين فتعقد بالعبيد
 پس جماعت نری عورتوں اور بچوں اور دیوانوں سے نہیں ہوگی اور یہ شرط نہیں ہی کہ ازاد یا مقیم ہوں پس جماعت نری غلاموں
 والمسافرين ويشترط بقاؤهم الى السجدة الاولى عند ابی حنيفة فلو نفر اقبلها او نقصوا عن ثلث ثم
 اور مسافروں سے ہو جاوے اور امام ابو حنیفہ کی نزدیک یہ شرط ہی کہ پہلی سجدہ تک سب موجود رہیں پس اگر پہلی سجدہ ہی پہلی ہلک گئی یا تین ہی کم رہ گئی
 يستقبل الظهور وعندها لو نفر او بعد الخروية يتم الجمعة والسادس من تلك الشروط الاذن العام
 تو ظہر اور اکر ہی اور صاحبین کی نزدیک اگر بعد تکبیر تحریرہ کی چلی جاوے تو جمعہ پورا کر لی اور چوتھی شرط اذان شرطوں میں سے اذن عام ہی

وهو ان یفتقر یا نالجامع ویؤذن للناس حتی لو اجتمع فی الجامع واخلقوا بابه وصلوا فیها الجمعة لا

اسطورہ کہ مسجد جامع کا دروازہ کھل جاوی اور لوگوں کو آئی کی اجازت ملی یہاں تک کہ اگر مسجد میں جمع ہو کر پھر دروازہ اوکھلے کر دیں اور جو کسی نماز مسجد میں داخلین

یجوز وکذا السلطان لو اخلق باب قصره وصلی فیہ بحشمہ لا یجوز لانہا من شعائر الاسلام وخصائص

تجایز نہیں ہی اور ایسی ہی سلطان اگر اپنی محل کا دروازہ بند کر لیتی فوج کا ہر ایک جو کہ نماز پڑھنے کی توجایز نہیں ہی اسلئے کہ جیسے اسلام کی نشانیوں اور دین کی خاص

الدين فلا بد من اقامتها علی طریق الاشتهار وان فتح باب قصره واذن للناس بالدخول فیہ یجوز سواء

امروز میں ہی ہی سوا اسکو خواہ غواہ بطور اشتہار کی قائم کرنا چاہی اور اگر بادشاہ اپنی محل کا دروازہ کھول کر لوگوں کو اجازت آئی کی دیدیوی توجایز ہی پھر بڑی ہی

دخلوا ولا لکن بیکره لعدم قضاء حق المسجد الجامع فاذا وجدت هذه الشروط كلها یجب السعی

کہ کوئی جاوی یا نہ جاوی پر کمرہ ہی اسلئے کہ مسجد جامع کا حق ادا ہوا اور جب یہ تمام شرطیں پوری پائی جاویں تو اصح قول پر سعی اور

ترك السعی بالاذان الاول وهو الذي يكون علی المنارة بعد دخول الوقت فی الاصح لانه المعترفی

بیک ترک کرنا پہلی اذان پر واجب ہی یعنی وہ اذان جو منارہ پر وقت ہو جانی کی بعد ہوتی ہی موافق اصح قول کی اسلئے کہ یہی اذان

هذا الزمان وان كان حادثا غیر واقع فی عهد النبی صلی اللہ علیہ وسلم لما روی انه علیہ السلام

اس زمانہ میں معتبر ہی اگرچہ لواحد ہی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی عہد میں نہ تھی کیونکہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام

والامامین بعده كانوا یصعدون المنبر بعد الزوال قبل النداء فیؤذن المؤذن بین یدیم فلما كان زمن

اور بعد حضرت کی دو زمانہ زوال کی بعد اذان ہی پہلی منبر پر جاتی تھی پھر مؤذن اوکھی سامنی اذان پڑھتا تھا پھر جب زمانہ

خلافة عثمان وكثر الناس رایان یؤذن المؤذن قبل صعود الامام المنبر لینتهی الصوت الیہم فیختر

عثمان کی خلافت کا آیا اور لوگوں کی کثرت ہو گئی تو اوکھی ہی میں یہ آیا کہ مؤذن امام کی منبر پر جانی ہی پہلی اذان کھائی تاکہ اوکھو آواز جاوی اور شکر آمین

وزاد اذانا ثانیاً علی دار فی سوق المدينة بقرب المسجد یقال له زوراء وكان هذا الاذان سنة ایضاً

اور دوسری اور اذان پڑادی ایک گھر پر جو مدینہ کی بازار میں مسجد کی پاس تھا اوکھانام زوراء ہی اور یہی اذان ہی مسنون ہی

لقوله علیہ السلام علیکم بسنتی وسنة الخلفاء الراشدين بعدی واما النداء الذي یكون فی وقت

اس حدیث کی موافق لازم کرنا اپنی اور میری سنت اور میری بعد خلفاء راشدین کی سنت اور وہ اذان جو چاشت کی وقت ہوتی ہی

الضحی للتنبيه علی ان هذا اليوم یوم الجمعة فیدعہ احثہ الحی لم کذا ذکر فی مجمع الفوائد والحاصل ان کل

اطلاع دینی کو کہ یہ دن جمعہ کا ہی سو یہ بدعت ہی اسکو صحاح فی جاری کیا تھا کتاب مجمع القوالہ میں یہ ذکر کیا ہی مطلب یہ ہی کہ جو

اذان یكون قبل الزوال فهو غیر معتبر بل للمعتبر الاذان الاول الذي یكون بعد الزوال اذبه یحصل الاصل

اذان در پھر پڑی ہی پہلی ہودی سوا اسکا کچھ اعتبار نہیں ہی بلکہ معتبر پہلی اذان ہی جو دوپہر پڑی کی بعد ہوتی ہی اسلئے کہ اس ہی اعلام حاصل ہوتا ہی

فان کل من یجب علیہ الجمعة اذا اذن هذا الاذان یلزم السعی الی الجمعة فاذا حضر المسجد الجامع یصلی

بیک مسجد پر جو واجب ہی جب یہ اذان ہوگی اوکھو جمعہ میں دوڑ جانا چاہی پھر جب وہ مسجد جامع میں پہنچی تو پیشانی ہی پہلی

قبل القعود رکعتین تحية المسجد ثم اربع رکعات سنة الجمعة واذا توجه الامام الی صعود المنبر یجزم

دو رکعت تحیة المسجد پھر چار رکعت سنتیں جمعہ کی پڑی پھر جب امام منبر پر جانی کو متوجہ ہو تو امام ابو حنیفہ کی نزدیک

الصلوة والکلام عند الی حنیفة حتی یتیم الخطبة وعندہا لا یاس بالکلام قبل الشرع فی الخطبة واذا

نماز اور بات جبیت سب حرام ہی جب تک خطبہ تمام ہو جاوی اور صاحبین کی نزدیک خطبہ شروع کرنی ہی پہلی پہلی ہونی کا کچھ مضائقہ نہیں اور جب

جلس علی المنبر یؤذن المؤذن بین یدیه الاذان الثانی واذا تم الاذان یقوم ویخطب خطبتین یفصل بینہما بجلیسة

امام منبر پر جا بیٹھی تو مؤذن اوکھی سامنی دوسری اذان پڑی اور جب یہ اذان ہو چکی تو امام کھڑا ہو کر دو خطبی پڑی دونوں کی چھین

خفیة

حقیقۃً در آن ایامان نیست و در کل عضو منہ فی موضعہ و لیستحب للقوم ان یستقیبوا الامام عند
 ہر کسی جلسہ کافی حد تک کریں و مستور نہ کیلئے تا ہر چہ چو اینی ایام حکم پر راست ہو جاوی
 اور قوم کو متنبہ دیں ای کہ خطبہ کی وقت امام کی طرف منہ نہ کریں

الخطيب في ذلك اليوم الآن انهم ليست تغيبوا القبله المحرج في تسوية الصفوف لكثرة الزحام كذا ذكرني

ہدایہ رسم یہ ہوتا ہے کہ رو قبیلہ میں رہتی جمع اس واسطے کہ صفین سید ہی کرنی میں بسبب کثرت انہو کی حرج ہوتا ہے ہدایہ کی مشرح میں یہ ہی مذکور ہے

شرح الهداية للسراجي واذا فرغ من الخطبة وشرع المؤذن في الاقامة ينزل من المنبر ويصلي

بالناس ركعتين صلوة الجمعة ولو وقع الاشتباه في صحته استعدها ووقع الشك في المص

اور اگر جمعہ کی صحت میں کچھ شبہ پیدا ہو تو کئی جگہ ہونی کی سبب یا مگر مشکوک ہونی سی

يُصَلِّي بَعْدَ هَٰكُلٍ وَاحِدٍ مِنْهُمْ فَرَادَى اَرْبَعِ رَكَعَاتٍ اٰخَرَ ظَهْرٍ كَمَا سَبَقَ ثُمَّ اَرْبَعِ رَكَعَاتٍ بَنِيَّةِ السَّنَةِ

تو بیک بعد اوسکی الگ الگ چار رکعت پہلی ظہر کی پڑھیں
جیسی کہ اوپر مذکور ہو چکا پہر چار چار رکعت مستون کی نیت سی

سند بی حقیقت و خدایا ستم بر عبادت و من ادرست لازم دینها و نونی للشهد اونی بنجود السموات

معها أدرك ويسبق عليه الجمعة وقال محمد بن إدريس في الركوع في الركعة الثانية يسبق عليه الجمعة

پڑھ لی جو اہل تہ اوی اور نماز جمعہ پورنی کر لی اور امام محمد کہتی ہیں اگر دوسری رکعت کی رکوع میں جاملا تو نماز جمعہ کی پوری کر لی

وان ادرك بعد ما رفع راسه من الركوع في الركعة الثانية يسبى عليه الظهر ومن لا عدله اذا صلى

النَّاهِ قَبْلَ أَنْ يَصِلَ إِلَى الْمَدِينَةِ كَمَا أَنَّكَ تَصْطَلِحُ فِيهَا بِمَنْ لَكَ مِنْ عَاصِلَاتِ الْحَيَاةِ وَبِكَ وَالْمَدِينَةِ وَبِنَاسِ

پہلی اس سی پڑھ لی کہ امام غزالی جمعہ کی پڑھ چکی
 تو اس کی ظہر صحیح ہی پر گنہگار ہوگا کیونکہ اسنی جمعہ ترک کیا اور معذور لوگوں کو

والمسجونين اداء الظهر في المصرا بالجماعة سواء كان قبل فراغ الامام من الجمعة او بعد لان الجمعة

اور قیدیوں کو مصر میں ظہر کی نماز جماعت میں پڑھنی مکرہ ہی برابر ہے کہ امام نماز جمعہ سے فارغ ہوا ہو یا ظہر سے ہو یا جمعہ جمع کرنا والا

بجاء اولی ذاء لہم رباً جماعۃ لفریق الجماعۃ عن الجموعۃ وتعلیلہا یہاں بحلاف اہل الصریح ذاء جموعہ

عليهم ولا يفرض داء الظهر بالجماعة الى تفريق الجمعة وتقليبها فيكون ذلك في حقهم كسائر الايام

جمہور نہیں ہی وہاں نظر کو جماعت سی پڑھنی میں نہ تقریق جماعت جمعہ کی ہوتی ہی اور نہ کی پڑتی ہی سو جمہور کا طن بلا کر اہمیت نظر جماعت سی پڑھنی کو ادا کی حق میں ایسا ہی

وإذا زاد الظهر بالجماعة من غير كراهة وليستح للبريض أن لا يصلي الظهر قبل فراغ الإمام من الجمعة

اور بیمار کو مسجد ہی کہ جب تک امام نماز جمعہ سی فارغ نہ ہو غلبہ نہ پڑی

رجاء بزرگ کی اس شان و شوهر کی بے حد تعجب و حیرانگی ہوئی۔ اس نے کہا کہ میں نے کبھی ایسا نہ دیکھا تھا۔ اس کی اس شان و شوهر کی بے حد تعجب و حیرانگی ہوئی۔ اس نے کہا کہ میں نے کبھی ایسا نہ دیکھا تھا۔

لَتُخْطَى لَا يَتَخَطَّى وَأَنْ كَانَ لَا يُوَدَّى أَحَدًا بَانَ لَا يَطْأُ ثَوْبًا وَلَا جَسَدًا لَا بَاسَ بَانَ يَتَخَطَّى وَيَدْنُو مِنْ الْأَمَامِ

اور اگر کسی کو کچھ ایذا نہیں ہوتی اسطور کہ نہ پاؤں تلے کسی کا کڑا بایا اور نہ کسی کا کچھ بدن تو چلی جاتی کا کچھ مضائقہ نہیں کہ لام سے نزدیک سے جاوے

ذکر العقیقه ابو جعفر عن اصحابنا ان التخیل لباس به عالم یاخذ الامام فی خطبة ویکره اذا خذ

وہیہ جو جمعہ ہادی اصحاب کی سزا سن رہی تھی کہ حلی کا چہرہ مصافحہ میں جب تک نام کی خطبہ میں شروع کیا اور اس خطبہ شروع کر لیا تو پھر وہی

فعلى هذا يكون جواز التخطي مشروطا بشرطين احدهما ان لا يؤذى احدا والثاني ان لا يكون الامام في

اس روایت کی موافق تخطی جائز ہونی کی لئے دو شرط ہیں ایک تو یہ کہ کسی کو ایذا نہ ہو اور دوسری یہ کہ امام خطبہ نہ پڑھتا ہو

الخطبة يسرنا الله تعالى عملا موافقا لرصائه بلطفه وكرمه المجلس الخمسون في بيان

التي يحكم آسان کر موافق اپنی رضا کی عمل کرنا اپنی لطف اور کرم سے بخیر محالاً بخمسون مجلس مصافحہ کی بیان میں

المصافحة وبيان كيفيةها وفوائدها وبدعيتهما قال رسول الله صلى الله عليه وسلم

اور اوسکی کیفیت اور طرز اور فائدہ اور اسکا بدعت ہونا بی محل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا۔

ما من مسلمين يلتقيان فيتصافحان الا غفرلها قبل ان يتفرقا وفي رواية اذا التقى المسلمان

نہیں کوئی دو مسلمان کہ ملین اور مصافحہ کریں مگر دونوں جہاں پہنچیں پہلی بخشش جائیگی اور ایک روایت میں ہی جب دو مسلمان ملین

فيتصافحان وحمد الله واستغفر الله غفرلها هذا الحديث من حسان المصا بيه رواه البراء بن عازب

اور مصافحہ کریں اور اللہ تعالیٰ حمد کریں اور اللہ تعالیٰ سے مغفرت مانگیں تو اللہ اول دن دو دن کو بخش دے گا یہ حدیث مصابیح کی حسن حدیثوں میں ہی براء بن عازب کی روایت ہے

والفاء فيه لفظ خاص للتعقيب موجه تعقيب التصافح الالتقاء والتصافح على ما ذكر في صحيح البخاري

اور فاء اس میں لفظ خاص تعقیب کی واسطی ہی جس سے مصافحہ ملاقات سے بھی واجب ہوتا ہی اور تصافح موافق مضمون صحاح جوہری کی مصافحہ ہی

المصافحة فيثبت شرعية المصافحة عند لقاء المسلم لآخره وتكون من تمام التحية بينهما لما

موصوفی کا شروع ہونا بروقت ملاقات ایک مسلم کی بھائی مسلمان سے ثابت ہوتا ہی اور اول دن دو دن سلام کی تمامی ہی اس واسطی کہ

روى عن ابى امانه عليه الصلوة والسلام قال تمام تحياتكم بينكم المصافحة وهذا الحديث ايضا

ابو امامہ سے روایت ہے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمایا تمام تمہاری آپس کی سلاموں کی مصافحہ ہی بہ حدیث بھی دلائل کرتی ہی

يدل على كون شرعية المصافحة عند الملاقاة لانه عليه السلام جعلها من تمام التحيات التحيات

کہ مصافحہ ملاقات کی وقت مشروع ہی اس واسطی کہ نبی علیہ السلام نے مصافحہ کو تمام تحیات کا ٹکڑا اور تحیات

جمع التحية وهي السلام والسلام انما يكون عند الملاقات وكذا ما هو من تمامه فينبغي ان توضع

جمع تحیہ کی ہی سلام کو کہتی ہیں اور سلام سواء وقت ملاقات کی نہیں ہوتا اور ایسی ہی جو چیز سلام کی تمامی ہی اب منکر اور بیہ ہی کہ

حيث وضعها الشارع وبراعى سنتها والسنة فيها ان تكون بكلمتا اليمين واما في غير حال الملاقاة

مصافحہ اسی جگہ ہو اگر ہی جہاں اوسکو شرع نے قائم کیا ہی اور اوسکی طریقہ سنوں کی رعایت ہو اور سنوں اسطور پر ہی کہ دونوں ہاتھوں ہی کو اور دونوں وقت ملاقات کی

مثل كونها عقيب صلوة الجمعة والعيدين كما هو العادة في زماننا فالحديث ساكت عنه فيبقى

جیسی بعد نماز جمعہ اور عیدین کی جواس زمانہ میں عادت جاری ہی سو حدیث سے ثابت نہیں ہی پس یہ

بدليل قد تقرر في موضعه ان ما لا دليل عليه فهو مردود ولا يجوز التقليد فيه بل يرد ما روى عن

بدلیل ہی اور اپنی جگہ میں یہ ثابت ہی کہ جس امر کی کچھ دلیل نہیں ہوتی تو وہ مردود ہوتا ہی اوس میں تقلید جائز نہیں بلکہ یہ عارضہ رضا کی روایت سنگی روایت ہی

عائشة انه عليه السلام قال من احدث في امرنا هذا ما ليس منه فهو رد اي مردود فان الاقتداء

کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا جس نے کچھ نیا پیدا کیا ہماری اس میں جو دن میں سے نہیں ہی سو وہ سید ہی یعنی مردود ہی کیونکہ پیروی

لا يكون الا بالنبي عليه السلام اذ قال الله تعالى وَمَا تَكُمُ الرُّسُلُ فَخُذُوهُ وَطَاهَرَكُمْ عَنْهُ فَانْتَبِهُوا

سواء نبی علیہ السلام کی کیسی نہیں ہی اس واسطی کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہی اور جو رسول مقرر ہو سولی اوجس سے منع کی سو چھوڑ دو

وقل في آية اخرى فليحذر الذين يخافون عن امره ان تصيبهم فتنة او يصيبهم عذاب اليم

اور ایک اور آیت میں فرمایا سو رکھو ان میں جو لوگ خلاف کرتے ہیں اوسکی حکم کا کہ پڑی اول پر کچھ خرابی یا پہنچی اوسکو کہہ کی مار

على ان الفقهاء من الحنفية والشافعية والمالكية صرحوا بکراهتها وكونها بدعة قال في الملتقط يكره للمصاحفة
 علاوة بهی کہ فقہار حنفی اور شافعی اور مالکی مذہبون فی اس مصاحفہ کو صاف مکروہ کہتے ہیں اور بدعت بتا رہے ہیں متفقہ میں کہتا ہے مصاحفہ بہر حال
 بعد الصلوة بكل حال لان الصحابة ما صافحو بعد الصلوة ولا تھا من سنن الروافض وقال ابن حجر من الشافعية ما
 بعد نماز کی مکروہ ہے اسلوسی کہ صحابہ وغیرہ بعد نماز کی مصاحفہ نہیں کیا اور اسلوسی کہ یہ طریقہ رافضیوں کا ہے اور ابن حجر شافعی مذہب کہتا ہے یہ
 یفعلہ الناس من المصاحفة عقیب الصلوات الخمس بدعت مکروہہ لا اصل لها فی الشریعۃ الحمدیۃ یتنبہ فاعلموا اولاً
 جو لوگ پیچھا نہ نمازوں کی پہلی مصاحفہ کیا کرتے ہیں بدعت مکروہہ ہے مشرعیّت محمدی میں اسکی کچھ اصل نہیں مصاحفہ کرنا کو پہلی جگہ اپنا ہے
 بانہا بدعت مکروہہ و یغیر ثانیاً ان فعلہا وقال ابن الحج من المالکیۃ فی المدخل یتنبی ان یمنع الامام ما احداثہ
 کہ یہ بدعت مکروہہ ہے اور اگر ترک نہ کریں تو یہ تعزیر دینی چاہی اور ابن الحاج مالکی مذہب مدخل میں کہتا ہے امام کو لازم ہے کہ مصاحفہ جو بعد نماز صبح کی
 من المصاحفۃ بعد صلوۃ الصبح وبعد صلوۃ الجمعة وبعد صلوۃ العصر بل زاد بعضهم فعل ذلك بعد الصلوات الخمس
 اور بعد نماز جمعہ کی اور بعد نماز جمعہ کی کیا نکال کر شروع کیا ہے منع کر دی بلکہ بعضی بڑے کہ پیچھا نہ نماز کی بعد کرنی لگی ہیں

وذلك كله من البدع وموضع المصاحفة في الشرع انما هو عند لقاء المسلم اخيه لا في اداء الصلوات فحيث وضعها الشرع
 بہ تمام بدعت ہے اور شرع میں مقام مصاحفہ کا صرف وقت ملاقات مسلم کا ہے بہائی مسلمان ہی نمازوں کی بعد نہیں ہے یہر جگہ شرع فی مقرر کیا ہے
 یضعہا وینہی عنہا ویزجر فاعلموا ان من خلاف السنة وهذا التصريح منهم يشعرون بالاجماع فلا يجوز المخالفة بل يلزم الاتباع
 وہی جگہ قائم رکھنا چاہی اور مصاحفہ میں منع کرنا چاہی اور مصاحفہ کرنا چاہی جبکہ خلاف سنت کرنی لگی اور اسکی اس تصریح سے اجماع معلوم ہوتا ہے سو مخالفت جائز نہیں ہے بلکہ اتباع
 لقوله تعالى فمن لبثنا فوق الرسول من بعد ما تبين له الهدى ويتبع غير سبيل المؤمنين قوله ما تولى ونصله جهنم
 لازم ہے واسطی قول اللہ تعالیٰ کی اور جبکہ رسول کی مخالفت کرنا رسول کی جب کہل چکی اور پھر راہ کی بات اور چلی خلاف سبیل انزل کی لہے سو ہم اور کو حکم کریں جو اسکی پکڑی اور ڈالیں
 ونسأته موصيها وما ذكره التوفي الا ذكرا وان كان مشعرا باباحة المصاحفة بعد صلوۃ الصبح والعصر الا انه يفصم عن
 روز میں اور بہت ہی جگہ پہنچا اور وہ جو نزوی فی اذکار میں ذکر کیا ہے اگرچہ اس سے اباحت مصاحفہ کی بعد نماز صبح اور عصر کی معلوم ہوتی ہے پراوس سے مصاحفہ کا
 عدم مشروعيتها لانه بعد بيان كون المصاحفة سنة ومستحبة عند الملاقاة قال واما ما استاده الناس من المصاحفة
 غیر مشروع ہونا نکلتا ہے اسلوسی کہ مصاحفہ کو وقت ملاقات کی سنت اور مستحب بیان کر کے یہ کہتا ہے اور وہ جو لوگوں نے بعد نماز صبح اور

بعد صلوۃ الصبح والعصر فلا اصل له في الشرع على هذا الوجه لكن لا بأس به فانظر كيف اعترف بان لا اصل له في الشرع وبعد
 عصر کی مصاحفہ کی عادت کرنی سے شرع میں اس طور پر اسکی کچھ اصل نہیں ہے لیکن اسکا کچھ مضائقہ نہیں اب دیکھ تو کیسی قرار کیا کہ شرع میں اسکی کچھ اصل نہیں ہے
 هذه الاعتراف لا يفيد ما ذكر بعد من قوله ولكن لا بأس به الى اخره قال ولولم يصرح الفقهاء بکراهتها بل كانت مباحة
 پہ اس قرار کی بعد کیا فائدہ کرتا ہے لگی جا کر یہ کہنا پر اسکا کچھ مضائقہ نہیں ہے آخر تک جگہ ہے اور اگر فقہار اس مصاحفہ کو صاف مکروہ نہ کہتی بلکہ فی نفسہ مباح
 فی نفسها لحکمتنا فی هذا الزمان بکراهتها اذ اطلب عليها الناس واعتقدوها سنة لازمة بحيث لا يجوزون تركها حتى وصل
 ہوتا تو ہی ہم اس زمانہ میں کراہت کا حکم کرتے اسلوسی کہ لوگ اسپر جم گئے ہیں اور ابی سنت لازم جانتی ہیں کہ اسکا ترک کرنا جائز نہیں رہتی یہاں تک کہ کہو
 البتة من بعض من اشتهر بالعلم انه قال هي من شعائر الاسلام فكيف يتركها من كان من اهل الايمان فانظر دایا اهل الانصاف
 یہہ نہیں ہے ایک شخص سے جو صاحب علم مشہور ہے کہ وہ کہتا ہے یہ مصاحفہ اسلام کی نشانیوں میں سے ہے جو ایمان والا ہے انکو کبھی نہ چھوڑ سکتا ہے اب اسکی انصاف والودیکھو تو
 اذا كان اعتقاد الخواص هكذا فاعتقاد العامة ما ا يكون وكل مباح ادى الى هذا فهو مكروه حتى افق بعض الفقهاء حين
 جب خواص کا یہ اعتقاد ہو تو عوام کا اعتقاد کیا ہوگا اور عوام مباح اس نوبت کہ پیچھا چاوی یہہ وہ ہی مکروہ ہے یہاں تک کہ بعضی فقہاء نے جب
 شاع صوم ایام البیض فی زمانہ بکراہیتہ لئلا یؤدی الى اعتقاد الواجب مع ان صوم ایام البیض مستحب و رد فیہ اخبار
 اسکی زمانہ میں ایام بیض کی روزوں کا دستور چلنا تو فتویٰ دیا ہے کہ مکروہ ہے تاکہ ہوتی ہو تو واجب نہ سمجھ لیں باوجودیکہ روزی ایام بیض کی مستحب ہیں اس میں

کثیرة فما ظنك بالمبلغ وما ظنك بالمكروه وليس هذا الا الفتنة التي قال فيها عبد الله بن مسعود كيف انتم اذا افتكم فتنة
انتم بين اب تيركم خيال هي مباح من او كيا كان هي مكروه من او يهده هي فتنة هي جبين عبد الله بن مسعود كبتى بين عمار اليها هو كما جبر اليها فتنة او كيا
يهرم فيها التكبير وينشأ فيها الصغير تجرى على الناس بدعة يتخذونها سنة اذا غيرت قبل غيرت السنة او هه منكم
جسديهم بدعا او صغير جوان هو جاد و كيا لوكون بين اليسى بدعت يميل جاد و كيا لوكون بين اليسى بدعت يميل جاد و كيا لوكون بين اليسى بدعت يميل جاد و كيا
قال ابن القيم في اعائته هذا يدل على ان العمل اذا جرى على خلاف السنة فلا اعتبار به ولا النفا اليه وقد جرى العمل على
ابن القيم ان كتاب اخا شرم كبتى هي اس هي معلوم هو تاي هي عمل جب خلافت هوني لكتاي تو او كيا كيا كيا اعتبار بنين او رندا او كيا طرف كيا كيا كيا كيا كيا كيا كيا
خلاف السنة منذ زمن طويل فاذا نكول ان تكون شديدا التوقي من محبثات الامور وان اتفق عليها المجهود
برضا ومنعت مرت درازسى جادى هو تاي سواب بهكو ضرورى كيا محبثات يهني نئي باقونى بهت هي در تاي اگر چه او سپر جهود متفق هو كيا كيا
فلا يغيرك اطبا قيم على ما احدث بعد الصحابة بل ينبغي ان تكون حريصا على التفتيش عن احوالهم واعمالهم فان اعلم
سوءهم او نكا اتفاق نئي امور بهر چه بعد صاحبك هو كيا بين فريب نديدي بله بهكو بهل باق هي كيا بحر من تمام او كيا احوال او رعا كيا كيا كيا كيا كيا كيا كيا
الناس واقهم الى الله تعالى ثبتهم واعرفهم بطريقهم اذ منهم اخذ الدين وهم اصول في نقل الشريعة عن صاحب الشرع
لوكون بين ثل عالم او كيا قرب خدا تعالى كاهو هي جوصحابه هي بهت مشايبه او رندا كيا طريقه هي خوب واقف هي كيا كيا كيا كيا كيا كيا كيا كيا كيا كيا كيا كيا
ينبغي للثان لا تكبر تحا لفتك لاهل عصرك في موافقتك لاهل عصر النبي عليه الصلوة والسلام اذ قد جامع في الحديث
وهو اصل بين سوء عجزك لاي هي كيا اسكي كيا
اذا اختلف الناس فعليكم بالسواد الاعظم قال عبد الرحمن بن اسمعيل المعروف بابي شامة وحيث جاء الامر بلزوم الجماعة
جب لوكون بين اختلاف پڑ جادى تو بڑى كاهو كيا سانه ربهو عبد الرحمن بن اسمعيل جو او شامة مشهور بين كبتى بين جسيكه لزوم جماعت كيا حكم هي
فالمراد به لزوم الحق والتبأ وان كان المفسك به قليلا والمخالف له كثيرا لان الحق ما كان عليه الجماعة الا على وهم الصحابة
تو مراد به هي كيا حق كيا اتباع لزوم كيا
ولا عبرة الى كثرة اهل الباطل بعدهم وقد قال الفضل بن عياض ما معناه الزم طرق الهدى ولا يضرك فله السالكين وياك
او رندا كيا
وطرق الضلالة ولا تغتر بكثرة الهالكين وقال ابن مسعود انتم في زمان خبركم فيه المتشكك في الامور وسياق زمان
كما هي كيا راء هي كيا
بعدكم خبرهم فيه المثلث المتوقف لكثرة الشهادة قال الامام الغزالي لقد صدق لان من لم يثبت في هذا الزمان ووافق الجماعة
تمهاري كيا
فيما هم فيه وخاض فيما خاضوا فيه فيهلك كما هلكوا فان اصل الدين وعمدته وقومه ليس بكثرة العبادة والتلاوة والمجاهدة
بل من مبتداه جادى او رندا كيا
بالجمع وغيره وانما هو لاجازته من الافات والعاهات التي تاتي عليه من البدع والهمم ثاقت التي تودي الى تبذره وتغنيه فانها
هوك وغيره كيا
لكثرتا وشيوعها صارت كل مناه من شعائر الدين ومن الامور المفروضة عليها فبما يفتن كيا
يهدا هو تاي كيا
كن لكثير من النوبة ولا تستغفروا ولكن اخذناها طاعة وعبادة وجعلنا هدايتنا مقتفين في ذلك اثار من سعي او
اسو كيا

خاصة

جبهه

ان الصبي اذا بلغ سبع سنين يومها واذا بلغ عشر سنين ولم يصلها يضرب عليها لما روى انه عليه السلام قال
بجيب سات برسك بوجا وكي نماز پڑھنی سکھاوین اور جب دس برس کا ہو کر نماز پڑھنی تو تارک کر دینا جائی اسلی کہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام فی فرمایا
مرواؤلادکم بالصلوة وهم ابنا سبع سنین واضربوهم علیها وهم ابنا عشر سنین فانهم وان لم یکن الصلوة فرضا
کما کہ روایتی بلو لادکو واسطی نماز کی بجیب سات برس کی ہوں اور انکو مار کر نماز پڑھنا واجب وہ دس برس کی ہوں کیونکہ اس عمر میں اگرچہ اونہر نماز فرض نہیں ہی
علیہم الا انہم عند بلوغہم عشر سنین یتستحقون بتركها عقوبة الشرع فی الدنيا لبعثاد وھا ویستأنسوا لھا فی صغور
پر جب دس برس کی ہوں تو نماز چھوڑنی بہ دنیا میں سزاوار شرعی سزا کی ہیں تاکہ نماز کی جو کہ ہوجاویں اور ترک میں اوس سے دل نگاری
حتی لا یتزکوا فی کبرہم وقد ثبت فرضیتها بالکتا والسنة واجماع الامم اما الکتاب فقوله ان الصلوة كانت علی
تاکہ پھر جوان ہو کر ترک نہ کریں اور بیشک فرضیت نماز کی قرآن اور حدیث اور اجماع امت سے ثابت ہی قرآن تو یہ آیت ہی یہ نماز ہی مسلمانوں پر

المؤمنین کتباً موقوتاً ای فرضاً موقفاً النص علی ان الصلوة فرض موقت محدود باوقات لا یجوز اخراجها عنها
وقت باند حکم ای فرض وقت بندی ہوئی سو یہ آیت دلالت کرتی ہی کہ نماز فرض وقت بندی ہوئی حد مقرر کی ہوئی وقتوں کی ہی بلا عذر وقت سے اونہر
بلا عذر لما روى انه عليه السلام قال من ترك الصلوة حتى مضى وقتها ثم قضى حرجاً في النار حقبا والمحقق ثلثون سنة
ہرگز جایز نہیں اسو علی کہ روایت تاکہ نبی علیہ السلام فی فرمایا کہ جس نے نماز نہ پڑھی اتنی کہ وہ وقت نکل گیا پھر قصا کی تو دفع میں کئی حقہ عذاب کیا جاوگا اور حقہ اسی پر کافرا
والسنة للثمثة وستون يوماً كل يوم كان مقداره الف سنة والعذر الشرعي المبيح لتأخير الصلوة عن وقتها ستة
اور ہر برس تین سو ساہتہ دنکا ہر دن کی مقدار ہزار ہزار برس کی اور عذر شرعی جس سے نماز کی وقت کا ثلثا مباح ہوتا ہی چہ

الشیء أحدھا النسيان والنوم والثالث الاغناء والرابع الجنون والخامس الخيض والنفاس وفيما عدا هذه الاعذار
چیز میں ہیں ایک تو بھول جانا دوسری سو جانا تیسری بیہوش ہوجانا چوتھی دیوانگی پانچویں حیض چھٹی نفاس اور سوا ان عذرات

المنكورة لا يجوز تأخيرها عن وقتها حتى فكري في الذخيرة ان امرأة اذا خرجت راس ولها وخافت وقت الصلوة تتوضأ
مذکورہ کی نماز میں وقت سے دیر کرنی جایز نہیں ہی بیان تک کہ ذخیرہ میں یہ مذکور ہی کہ حاملہ عورت اگر جتنی ہوئی سہ بی کا نکل چکا ہو اس وقت نماز کا وقت گذرنی لگا
ان قدرت والا یتیم وتجعل لاس لدها في قدر او حفرة وتصلی قاعدة بركوع وسجود فان لم تستطعها اتوضأ یتوضأ
توضو دکر ہی اگر کسی نہیں تو تیمم کری اور اس بچہ کا سر منڈیا میں یا گڑھی میں رکھ دی اور نماز بیٹھ کر رکوع اور سجود ہی ادا کری اور اگر یہ بیہوش کی تو اشارہ سے ادا نہیں ہی

انها تصلی بحسب طاقتها ولا تترك الصلوة لان الصلوة لا تنسقط عنها ما لم تصرف نفساء وذلك بخبر وجاكثر الولد والدم ولذا
کہ اس وقت میں عورت اپنی قدرت کی موافق نماز ادا کری اور انکو نہ چھوڑی اسو علی کہ نماز ادا کی ذمہ ساقط نہیں ہوتی جب تک کہ نماز میں ہوتی اور نفاس جب ہوتا ہی
من وقته في البحر على لوح وخاف خرجه وقت الصلوة بدخل أعضاء الوضوء في الماء بنية الوضوء ثم يصلی بالایمان ولا یترك
جو دریا کی اندر تھکتے پر بیٹھا رہ جائی ہو نماز کا وقت جائی لگی تو اعضا وضو کی نیت سے پانی میں داخل کری پھر اشارہ سے نماز پڑھ لی اور نماز کو ترک

الصلوة وكذا من شلت يديه ولم یکن معه احد یوضیہ ایتیمہ یسبح وجهه وذراعیہ علی الحائط بنية التیمم
مذکور ہی اور ایسی ہی لڑکی اور بچہ سنہ جاوین اور اسکی ساتہتہ کوئی ایسا نہ ہو جو وضو یا تیمم کر ادا تو اپنا منہ اور ہاتھ کہنیوں تک تیمم کی نیت سے دیوار پر مل لی
ویصلی ولا یجوز له ترك الصلوة ولا تأخیرها عن وقتها فانظر ایها العاقل وتامل فی هذه المسائل التي یتینها الفقهاء هل
اور نماز چھوڑ لی اور انکو نماز کا ترک کرنا جایز نہیں اور نہ مذکورہ وقت سے جایز ہی اب دیکھ تو ای عاقل اور سوچو تو ان مسائل میں جو فقہاء نے بیان کی ہیں کیا

تجد فیہا عذرا غیر العجز التام لتأخیر الصلوة عن وقتها فضلا عن تركها والحاصل ان المكلف لا وسعة له فی ترك الصلوة
تجھو تاخیر نماز کا ہی وقت سے سوا عجز تمام کی کوئی عذر ملتا ہی چہ جای کہ ترک کرنا نماز کا حاصل یہ ہی مکلف نماز ترک کرنی کی اور نہ وقت سے
ولا فی تأخیرها عن وقتها معاً مکا اذا تھا فی وقتها بائی وجهه کان هذا بیان كونها فرضاً موقفاً وأما كونها خمسا فلقوله تعالى
تاجر کرنی لگی یا وجود وقت ادا کی ہرگز گناہیش نہیں ہی کوئی ہی عذر ہو اگر ہی یہ تو استدلال فرض موقت ہونی کا ہی اور ہم چھٹکا نہ ہرما سوس آیت سے ثابت ہی

نماز کو ترک کرنا جائز نہیں

[illegible]

احمد بن حنبل واسحق بن راهویه وعبد الله بن المبارك والنخعي والحکم بن عنبه وابو ایوب السخنی فی وابدود اود
 احمد بن حنبل اور اسحاق بن راهویه اور عبد الله بن المبارك اور نخعی اور حکم بن عنبه اور ابو ایوب سخنی فی اور اودود اود
 الطیالسی وابو بکر بن ابی شیبہ وغیرہم وذهب الخرون الى انه لا یکفر وحملوا الاحادیث التي تدل علی کفر تارکها
 طیبی سسی اور ابو بکر بن ابی شیبہ اور سوار انکی اور اودود لوگ یہ کہتے ہیں کہ کافر نہیں ہوتا اور ان احادیث کی جو بی نازی کی کفر پر دلالت کرتی ہیں یہ تامل
 علی ترکها جاحداً وعلی الزجر والوعید بمعنی ان المؤمن لا یتارکها ومن ادلتهم علی عدم کفره قوله علیه السلام
 کرتے ہیں کہ بغور انکار کی ترک کری یا زجر اور وعید پر عمل کرتے ہیں یعنی مؤمن شخص نماز نہیں ترک کرتا اور انکی دلیلوں میں سے ایک دلیل بی نازی کی کافر نہیں ہے یہ قول نبی علیہ السلام
 خمس صلوات فی رمضان من احسن وضوءهن وصلتهن لوقتہن واتم رکوعهن وسجودهن خشوعهن
 کا ہی پانچ نمازیں السنہ تعالیٰ فی فرض کی ہیں جس میں غریب طرح وضو کیا اور وقت پر ادا کیا اور رکوع اور سجود پوری پوری کی اور خوب کنسا کر کیا
 کان له علی الله عهد ان یغفر له ومن لم یفعل فلیس له علی الله عهد ان شاء غفر له وان شاء عذبه فقوله
 تو ادا کیا یہ نہ ہی اللہ پر کہ اسکو بخشے گا اور جس نے یہ نہیں کیا تو اسکا اللہ پر کچھ ذمہ نہیں چاہی اسکو بخشے گا اور چاہی عذاب کری سواب یہ قول
 علیه السلام ان شاء غفر له دلیل علی عدم کفره للاجماع علی ان الکافر لا مغفرة له وقد قال الله تعالیٰ ان الله لا
 حضرت کا اگر چاہی اسکو بخشے گا کافر بنوعی کی دلیل ہی کیونکہ سپر مشق میں کہ کافر کی مغفرت نہیں ہی اور اللہ تعالیٰ فی فرمایا ہی اللہ تعالیٰ
 یَغْفِرُ اَن یُّشْرَکَ بِهِ وَیَغْفِرُ مَا دُونَ ذَٰلِکَ لِمَن لَّمْ یُشْرَکْ وَآیضاً اذْخَلَ الْفُقَهَاءُ فِی حَدِّ تَارْکِهَا عَمَلًا بِإِعْذَارِ فَقَالَ جَاد
 بخشے گا اسکا شریک ہونے اور اس سے نیچی بخشے گا جسکو چاہی اور یہ ہی کہ فقہاء فی اختلاف کیا ہی بی نازی کی سزا میں جو عذر بلا عذر ترک کری سو جاد
 بن زید وحمول والشافعی ومالك واحمد بن حنبل تارکها عذر بلا عذر یقتل الا انه عند احمد یقتل کفرًا وعند غیره
 بن زید اور حمول اور شافعی اور مالک اور احمد بن حنبل کہتے ہیں کہ بی نازی عذر بلا عذر کو قتل کریں اتنا فرق ہی کہ احکام نزدیک کافر سمجھ کر قتل کریں اور اودونکی
 من هؤلاء یقتل حد الکفر وحملوا الاحادیث الدالة علی کفر تارکها علی استحقاق جزاء الکفر ولبس الکفر فی الدنیا
 نزدیک حد میں قتل کریں کفر کی سبب سے نہیں اور اول احادیث کہ جو بی نازی کی کفر پر دلالت کرتی ہیں حمل کیا ہی ان معنوں پر کہ وہ سخت کفر کی سزا کا ہی اور کفر کا بدلہ دنیا
 جزاء غیر القتل وعند ابی حنیفہ لا یکفر ولا یقتل بل یجسأ بیدا وقیل یضرب ضرباً شدیداً حتی یشیل منه الدم مبا
 میں سوار قتل کی اور کچھ نہیں ہی اور امام الوضیف کی نزدیک کافر نہیں ہوتا اور اسکو قتل کریں بلکہ دایم الجسأ کیا جاوی اور کوئی کہتا ہی اسکو اتنا مارا کہ خون بہنے لگی تاکہ خوب
 فی الزجر وقیل یضرب ضرباً حتی یصلی او یموت وقیل یعزب یاخذ المال لورای الحاکم فیہ مصلحة لا طمعا اذ قیل فی کیفیت
 زجر ہودی اور کوئی کہتا ہی اسکو ماری جاوین آخر بی نازی پر کسی یا مری جاوی بعض کہتے ہیں مال کا نہ ڈالیں اگرچہ کہ اس میں مصلحت معلوم ہو کچھ طمع کی راہ سے نہیں اسطرح کہ کیفیت
 انه یاخذہ فیمسکہ حتی یتوب فاذا تاب یرد علیہ کما فی اموال البغاة وان اشن من توبته یصرفہ الی ما یری فعلی هذا
 اسکی یہ بیان کرتے ہیں کہ اسکا مال لیکر دبا کر بھی یہاں تک کہ وہ توبہ کری تو وہ مال پھر دی جیسی باغیوں کا مال پھر دیتی ہیں اور اگر توبہ کی امید منقطع ہو تو مناسب جگہ شرع کری
 یجب علی المؤمن ان یحافظ علی اداء الصلوات الخمس فیصلیہا کما امر باحسان وضوئها ورعاية وقتها وانما رکوعها
 پس بیان کی موافق مؤمن پر واجب ہی کہ پانچوں نماز کی محافظت کرے پھر اودکو اسی طرح ادا کری جیسی حکم فرمایا اچھی طرح وضو کری اور وقتوں کی رعایت کرے رکوع
 وسجودها وخشوعها وان غفل عن شئ منها فلیجتهد فی سننہ ونوافلہ ولا تناسل فیہا حتی یکمل بہا فرضہ
 اور سجود پوری پوری کری نہایت فروتنی سے اور اگر غافل ہو گیا کسی غفلت ہو جاوی تو چاہی کہ اسکی سنن اور نوافل میں خوب کوشش کری سستی نہ کری تاکہ اسکی فرض کامل ہو جاوین
 لما روی انه علیه السلام قال اول ما یحاسب به العبد یوم القیمة صلوٰتہ فان وجدت تامة کتبت تامة
 اسواسطی کہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام فی فرمایا پہلی پہلی کہ بندہ سے قیامت کی دن حساب لیا جاوے گا تو نماز کا اور اگر وہ پوری نکلی تو پوری کہی جاوے گی
 وان نقص منها شئ قال الله تعالیٰ نظر اهل العبدی من تطوع فان کان له تطوع یکمل له ما ضیع من فرضہ
 اور اگر اس میں کچھ نقصان نکلا تو اللہ فرماوے گا دیکھو تو اس بندے کی نفلین ہی ہیں پھر اگر اودکی نفلین ہو گئی تو اودکی فرض میں جو نقصان تھا

فی بیان فرضیۃ الصلوۃ

من تطوعه یعنی ان من صلی صلوٰتہ المفروضۃ ووقع فیہا نقصان یکمل ذلک النقصان بالتطوع ان کان تطوعہ ولكن من
 نفوسہ پورا ہوا یا نہ ہو کہ جس فی فرض غائب ہو اور وہ میں کچھ نقصان ہو گیا تو وہ نقصان نفوسہ عوض ہو کر نکل جاوے گا اگر نفیسہ ہوں گی یہ حال تو یہ ہی جو
 لا یحس الفرض کیف یحس النقل بل هو فی النقصان اشد الخفة النقل عند الناس عدم مبالہ اتم لہ اذیشاہد کثیر من یظن
 شخص فرض کو درست نہیں کرتا وہ نفول کو کہہ سکتا ہے کہ کیا بلکہ وہ زیادہ تر خراب ہو گیا کہ نفیسہ لوگوں کی نظروں میں بہت خفیف ہوتی ہے انکی کچھ پرواہ نہیں کرتی اور سبک اکثر کہتی
 بہ العلم انہ فی نقلہ بل فی فرضہ بترک تعدیل الامکان وینقرض الذلک فکیف العوام الذین ہم کالعوام لا یعلمون الذین لا یصلوا
 پر ہی کچھ سمجھتے ہوں بلکہ فرضوں میں امکان کی تعدیل نہیں کرتی اور مرغ کی سی ہونک رہتی ہیں اب علم کا جو جاندہ کی مثال ہیں نہ دین کو جانتی ہیں نہ اسلام کو کیا جانتے
 فان تعدیل الامکان عند ابی یوسف والشافعی فرض یبطل الصلوۃ بترکہ وعند ابی حنیفہ ومحمد واجب و فی روایۃ الکرخی
 بیشک تعدیل امکان کی ابو یوسف اور شافعی کی نزدیک فرض ہی تعدیل ترک کر فی سی نماز باطل ہو جاتی ہے اور امام ابو حنیفہ اور محمد کی نزدیک واجب ہی اور امام کرخی کی
 لا یبطل الصلوۃ بترکہ بل ان ترک سہوا یلزم سجدة السہوان ترک عمد یلزم الاثم و یجب الاعادة کما هو الحکم فی کل صلوۃ
 روایت میں ہے کہ تعدیل ترک کر فی سی نماز باطل نہیں ہوتی بلکہ اگر سہوا ترک کیا تو سجدہ سہوا لازم آتی ہے اور اگر عمد ترک کیا تو گناہ ہو جاتا ہے اور اعادہ واجب ہی جیسا حکم تمام نمازوں
 اذیت مع الکراہۃ التحریمۃ وسنة فی روایۃ الجرجانی فعلی هذه الروایۃ لا یلزم سجدة السہو بترکہ سہوا ولا یجب الاعادة
 کا ہی جو کوہہ مخبر ہی ہو جاتی ہے تعدیل جرجانی کی روایت میں سنت ہی پس اس روایت کی موافق نہ سجدہ سہوا لازم آتی ہے سہوا چوتھی سی اور نہ اعادہ لازم آتی ہے
 بترکہ عمد بل یشتبہ مع استحقاق العتاب وحرمان الشفاعة فاذا کان كذلك فمن یصلی النوافل بغير تعدیل الامکان
 عمد ترک سی بلکہ مستحب ہی تہنہ سزاوار عتاب اور محرومی شفاعت کا ہی پس جب حال یہ ہی ہو جو شخص نفیسہ بدون تعدیل امکان کی پڑھتا ہے
 فعلی روایۃ الوجوب یشتبہ مع استحقاق اللعاب بالنار و یجب علیہ اعادتها وان لم یعدہا یشتبہ معصیۃ اخرى مثل
 تو موافق روایت وجوب اعادہ کی گناہ مستحق عذاب ووزخ کا ہی اور پورا اعادہ واجب ہوتا ہے اور اگر اعادہ نہ کر لیا تو یہ دوسرا گناہ ہو گیا جیسا
 الاولی ولتوکلنا الی السنة یشتبہ مع استحقاق اللعاب وحرمان الشفاعة فاذا کان الحال هذا فکیف یکمل امثال هذه
 پہلا ہوا ہی اور اگر ہم ہی مانگے تعدیل سنت ہی تو یہی مستحق عتاب اور محرومی شفاعت کا ہی ہے ہر جب نفول کا یہ حال ہی تو ایسی نفیسہ فرضوں کی نقصان کو کیا پورا
 النوافل ما نقص من الفرض هیئات ہیئات بل لو لم یصل تلك النوافل لم یکن مستحقا للعذاب لا للعتاب ولا لحرمان
 کر لیا گیا ہی ۱۵۱ ہا بلکہ اگر ایسی نفیسہ نہ پڑھتا تو نہ مستحق عذاب کا ہوتا اور نہ عتاب کا اور نہ شفاعت سی
 الشفاعة وقد روی انه علیہ الصلوۃ والسلام رای رجلا یصلی وهو لا یقر رکوعہ وینقر فی سجودہ فقال لومات هذا
 محروم ہوتا اور روایت ہے کہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے ایک شخص کو نماز پڑھتی ہوئی دیکھا کہ وہ رکوع پورا کرتا تھا اور سجدہ میں ہونک سی مارتا تھا سو آپ نے فرمایا اگر تم
 علی حالۃ هذا مات علی غیر ملۃ محمد وقد اغتر بعض الغافلین بکلمۃ الجواز الواقع فی کتب الائمۃ من ترک القنۃ والجلسۃ
 اس حالت میں مر جاتا تو برخلاف ملت محمدی کی مرتا اور بعضی غافل لوگ یہی ہیں جواز کی لفظ پر جواز مگر کتابوں میں واقع ہوا ہی او کی حق میں جو قوم اور جلسہ
 والطمانینۃ فیہما ولم یعرف ما ذکر فی اصول الفقہ من ان الجواز فی العبادات بمعنی سقوط فرضیۃ القضاء لانه یجمل ولا
 اور او کی پہچن طمانینت کو ترک کر ہی اور یہ نہیں خبر کہ اصل میں کیا مذکور ہے یعنی عبادت میں جواز سی یہ مقصود ہی کہ فرضیت قضائے ذمہ سی ساقط ہو جاتی ہے یہی روایتیں
 یحصل الاثم کیف وقد صرحوا بکراہۃ ترک القنۃ والجلسۃ والطمانینۃ فیہما وقال القرطبی فی تذکرۃ نقلا عن شیخہ
 گناہ نہیں ہوتا پہلا یہ کہ بکراہت ہی حالانکہ صاف کہہ رکھا ہی کہ قوم اور جلسہ اور او کی بیچ کی طمانینت ترک کرنی مکروہ ہی اور قرطبی تذکرہ میں اپنی اسناد ہی نقل کرتا ہی
 فلا اعتبار بقول من قال الواجب من اركان الصلوۃ اقل ما یطلق علیہ الاثم لان من اقتصر علی ذلک یشدق علیہ ان
 رکوع کی ہی اس قدر کچھ اعتبار نہیں ہے کہ امکان نماز میں کم سی کم اتنا واجب ہے کہ اس کو ترک نہ کر سکیں فقط اس واسطے کہ جو نماز اتنی ہی ہے کہ اتنا کر لیا تو اس کو کہتے ہیں کہ
 ینقر فی الصلوۃ ویدخل فی الذم المرتب علی ذلک بقوله علیہ السلام تلك صلوۃ المنافق یجلس یقرب الشمس حتی اذا كانت بین
 نماز میں ہونک مارتا ہی اور اس گناہ میں جو اس فعل پر اس حدیث میں ثابت ہوا ہی داخل ہو گا یہ نماز منافق کی ہی کہ بیٹھا ہوا آفتاب کا منظر دیکھتا ہی تا کہ کچھ

قرنی الشیطان قام ففرقا اذا كانت الصلوة بهذه الصفة بدخل صاحبها تحت قوله تعالى **تُحَلِّفُ مِنْ بَعْدِهِمْ حَلْفٌ** شیطان کی سیگون میں چاہیہا اور چاہیہا کی جہ نماز کا یہ حال ہی تو نمازی اس آیت کی مضبوطی میں داخل ہی ہیں اور انکی جگہہ باخلف آتی جہنوں فی اصناعوا الصلوة والتبعوا الشیطان فیسوف یلقون عیبا فان جماعة من العلماء قالوا لیس المراد باضاعة الصلوة ترکها گناہی نماز اور پیچھے پڑی ہونے کی سوا کی ملکی گمراہی بیشک بہت سی علماء کا یہ قول ہی کہ نماز ضائع کرتی ہی یہی راہ نہیں ہی کہ نماز ترک کردی بل ہوان لا یقیم حدودہا بعد رعاية وقتہا وطہارتہا وعدم اتمام رکوعہا وسجودہا ونحوہا وقد روی عن ابن مسعود بلکہ یہ راہ ہی کہ نماز کی حدود کو قائم نہ کی یعنی نہ رعایت وقت اور طہارت کی کری اور نہ رکوع اور سجود کو پورا پورا کری اور ابن مسعود انصاری سی الانصاری انہ علیہ السلام قال لا تجزئ صلوة لا یقیم الرجل فیہا صلبہ فی الركوع والسجود والاخبار فی هذا المعنی کثیرة روایت ہی کہ نبی علیہ السلام فی فرمایا وہ نماز کافی نہیں ہی جس میں نماز رکوع اور سجود میں کہ سید ہی نہ کری اور اس باب میں ایسی بہت حدیثیں آئی ہیں وہی تین المراد من قوله تعالى واصناعوا الصلوة فان من لم یحافظ علی اوقات الصلوة وطہارتہا و رکوعہا وسجودہا کردہ اس آیت سی واصناعوا الصلوة معنی مراہی تفسیر کرتی ہیں کیونکہ جو شخص نماز کی اوقات اور وضوء اور رکوع اور سجود کی محافظت نہیں لا یحافظ علیہا ومن لم یحافظ فقد ضعیفہا فهو لما سواہ اضعیف وقد روی انہ علیہ السلام قال اذا حسن الرجل الصلوة کرتا توفہ نماز کی محافظت نہیں کرتا اور جس کی حدود کی محافظت کی تو بیشک نماز کو ضائع کیا سوا اور کو زیادہ ترک ہوئی والا ہی اور روایت ہی کہ نبی علیہ السلام فی فاتم رکوعہا وسجودہا قالت الصلوة حفظک الله کما حفظتني فزفرہ اذا الساء الصلوة فلم یتم رکوعہا وسجودہا اوسکا رکوع اور سجود پورا کرتا ہی دعا دیتی ہی خدا تعالیٰ حفاظت کری جیسی تو ہی میری حفاظت کی یہ نماز مقبول ہوتی ہی اور اگر نماز بری طرح پڑی رکوع اور سجود پورا نہ قالت الصلوة ضعیفک الله کما ضعیفتني فثأفت کما یلک الثوب الخلق فیضرب بها وجهہ وروی عن ابی ہریرۃ انہ علیہ السلام تو نماز کو سستی ہی اللہ تعالیٰ ضعیف کر دیتا ہی یا پھر اس نماز کو برائی پڑی کی طرح پھینک کر او کی منہ پر پارتی ہیں اور ابو ہریرہ سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام فی فرمایا قال ان الرجل یصلی ستین سنة ولا یقبل له صلاۃ لعلہ یقیم الركوع وایة السجود اویتم السجود ولا یتم الركوع فرماہ کہ بعض آدمی ساٹھ برس تک نماز پڑھتا ہی اور انکی نماز ایک ہی مقبول نہیں ہوتی اس کی کہ یہ رکوع پورا کرتی نہ سجود پورا کرتی اور انکی نماز رکوع پورا نہیں ان یعرف صلوتہ مقبولة ثم لا فلینظر الی قوله تعالى ان الصلوة تنفی عن الفحشاء والمنکر فانہ ان کان یصلی الی صلاۃ مدام کیا چاہی کہ او کی نماز میں یا نہیں تراست میں غور کری بیشک نماز روکتی ہی عیا نی سی اور بری بات سی کیونکہ یہ شخص اگرچہ بچا نماز پڑھتا ہی الخس ولم یکن بعد ذلك حسن حال مع ربه بل یقع مره بعض من الفواحش والمنکرات فلیعلم ان صلوتہ غیرا اور یہ ہی او کا حال رب کی سامنے درست نہیں ہی مگر او کی یہ کچھ کچھ فرحش اور منکرات علی میں آتی ہیں تو چنانچہ ہی کہ او کی نماز میں مقبولة بل ہی وبال علیہ وہ بعد من الله تعالى کما قال ابن مسعود وابن عباس من لم تاهره صلوتہ بالمعروف ولم تنہہ مقبول نہیں ہی بلکہ نماز میں او سپرد وبال ہیں اور خدا سی در کر کرتی ہیں چنانچہ ابن مسعود اور ابن عباس کہتے ہی کہ جب نماز بالمعروف پر مشوق نہی اور منکرات سی عن المنکر لم یزد نصلوتہ من الله الا بعدا وقال الحسن وقتادة من لم تنہہ صلوتہ عن الفحشاء والمنکر فیصلوتہ وبال منع نکدی وہ نماز اللہ سی ہوا اور خدا کی کچھ نہ بڑا وی کی اور حسن اور قتادہ کہتے ہیں جسکو نماز فحش اور منکرات سی بند نکدی تو وہ نماز او سپرد وبال ہی علیہ فان من یصلی الصلوة برعاية شرائعہا وادبہا وادبہا یعصمہ الله تعالى عن الفحشاء والمنکر بیشک جو شخص نام نماز میں شرائع اور ادب اور ادب کی رعایت کر کی پڑی گا تو اللہ او کو فحش اور منکرات سی محفوظ کرے گا کہ او روی عن انس انه قال ان شئ من اثار یصلی الصلوة الخس مع رسول الله صلی الله علیہ وسلم ثم لم یبدع شئیا چنانچہ انس ہی روایت ہی کہ ایک جہاں انصاری پہنچے نماز رسول صلی الله علیہ وسلم کی سامنے ادا کرتا تھا یہی جو فحش ہوتا تھا من الفواحش الامر کہہ فوصف ذلك لرسول الله صلی الله علیہ وسلم فقال علیہ السلام ان صلوتہ تنہاہ لہما فلم یبلیث سو کر شہادتہا یہی کہ حال رسول اللہ صلی الله علیہ وسلم سی بیان کیا آج ہی فوجا بیشک او کی نماز کسی مان کو روک نہ گی یہ کچھ دیر تک

حتى تأب وحسن حاله اللهم حول حالنا الى حسن المال المجلس الثاني والخمسون في بيان فرضية

که اونی توبه کی اور اسکا حال سونگیا اکی ہا یحال نیک انجام کا بدل دی مجلس باونمین بیان فرضیت نماز

الصلوة المفروضة و ارکانها تفصیلا قال رسول الله صلى الله عليه وسلم عامر اهرء مسلم يحضرة

مفروضہ کا اور اونی ارکان کی تفصیل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا نہیں کوئی شخص مسلمان جو آوی اوپر وقت

صلوة مكتوبة فيحسن وضوءها وخشوعها وركوعها الا كانت كفارة لما قبلها من الذنوب ما لم يات

نماز مفروضہ کا پھر وہ اونی وضوء اور خشوع اور رکوع کو خوب پورا کرے مگر وہ پہلے گناہوں کا بدلہ ہو جاوے گی جب تک

كبيرة وذلك الدهر كله هذا الحديث من صحيح المصالح رواه عثمان بن عفان وقد بين فيه ان من يصلي الصلوة

كبيرة گناہ نکیا ہوگا اور یہ کفارہ ہمیشہ کہی یہ حدیث مصالیح کی صحیح حدیثوں میں ہی عثمان بن عفان کی روایت سی اس حدیث میں یہ بیان کیا کہ جو

المفروضة عند دخول وقتها باحسان وضوءها وخشوعها وركوعها وسائر اركانها تكون كفارة لذنوبه

مرض نمازین اول وقت پر اچھی طرح وضوء کرے اور اسکا خشوع اور رکوع اور تمام ارکان پوری پوری کرے اور اگر کچھ گناہ گذشتہ گناہوں کا

الماضية ما لم يعمل بكبيرة وذلك التكفير يكون في جميع الزمان وانما الكفري بدرك الركوع دون سائر اركان لان

کفارہ ہو جاوے گی جب تک کبیرہ گناہ نکیا ہو اور یہ کفارہ ہمیشہ کو تمام زمانہ میں ہوتا رہے گا اور کفارہ صرف رکوع کی ذکر پر بدون ذکر تمام ارکان کی اسنی ہی

المشارع اذ امر باحسان ركن واحد من اركان الصلوة يغفر منه احسان سائر اركانها فانها وان وقعت

کہ شارع فی واسطی درختی کسی ایک رکن کی نماز تمام ارکان میں ہی امر کیا تو اونی تمام ارکان کی درستی سمجھی جاتی ہی کیونکہ تمام ارکان اگرچہ قرآن میں

في ثلثا لله تعالى متفرقة حيث تثبت فرضية تكبيرة الافتتاح بقوله تعالى في سورة المدثر وركبك فكبر

متفرق جگہ مذکور ہیں اسلئے کہ فرضیت تکبیر تحریمہ کی سورہ مدثر کی اس آیت سی ثابت ہی اور اپنی رب کی بڑائی بول

وقرؤية القيام بقوله تعالى في سورة البقرة وقوموا لله قانتين وقرؤية القراءة بقوله تعالى في سورة الفلق اقرأوا القرآن

اور فرضیت قیام کی سورہ بقرہ میں اس آیت سی اور کہڑی رہو اللہ کی اگلی اور فرضیت قنوت کی سورہ مزمل میں اس آیت سی سورہ ہود میں

من القرآن وفرضية الركوع والسجود بقوله تعالى في سورة الحج يا ايها الذين امنوا ارکعوا واسجدوا لکن علم الترتيب

آسان ہو قرآن سی اور فرضیت رکوع اور سجود کی سورہ حج میں اس آیت سی ای ایمان والو رکوع کرو اور سجدہ کرو پر ترتیب ارکان کی

بتعليم النبي عليه الصلوة والسلام تاسره بفعله وتاسره بقوله على ما بينه العلماء في كتبهم فعلى هذا ينبغي للشئ من ان

نہ علیہ السلام کی تعلیم سی معلوم ہوئی کہی فعل سی اور کہی ارشاد کر سی چنانچہ اسکو علماء فی اپنی اپنی کتابوں میں بیان کیا ہی اب اس بیان کی موافق ہو کر

يدلوه عليها في اوقاتها بانما هم جميع فراضها وهو دست الاولى تكبيرة الافتتاح ولا دخول في الصلوة الا بها وهي ان

چاہی کہ نماز کو ہمیشہ وقت پر تمام فراض پوری کرے اور اگر تار ہی اور فراض چہ ہیں اول تکبیر تحریمہ کی کتب افتتاح ہی کہی ہیں اور بدون اسکی نماز شروع نہیں ہوتی اور

يقول من يريد الدخول في الصلوة الله اكبر يلا ادخال مد في هزمة الله وهزمة اكبر وبائه اذ لو حصل المد في

اس طور پر ہی کہ جو شخص نماز شروع کرے تو کہی اللہ اکبر اللہ کی ہمزہ پر اور اکبر کی ہمزہ پر اور اکبر کی ہمزہ پر اور اکبر کی ہمزہ پر

احدى الهزتين لا يصير دخلا في الصلوة بل يفسد لوقوع في اثناهما ولو تعدد بكفر لانه يصير استغفاما ومقتضا

کسی پر مد واقع ہوگا تو نماز میں داخل نہ ہوگا بلکہ نماز فاسد ہو جاوے گی اگر نماز میں پہلی تکبیر میں آجاوے گا اور اگر قصد رکوع کیجے گا تو کافر ہوگا اسلئے کہ اسنی

الشك في كبرياء الله وقال محمد بن صفائل ان كان لا يميز بين المد وعدمه يكون دخلا في الصلوة ولا يفسد لوقوع

شک ہی ہوتا ہی اسکی بڑائی میں اور محمد بن صفائل کہتا ہی اگر وہ شخص مد اور بی مد میں کچھ تمیز نہیں کرتا تو نماز میں داخل ہو جاتا ہی اور نماز ہی فاسد نہیں ہوتی اگر

في اثناهما ولا يستغفام يحتمل ان يكون للتقدير الاول اصح لان مثل هذا الجملة لا يصح ان يكون عدما والتقدير المستفاد

نماز میں پہلی تکبیر میں آجاوے اور استغفام میں یہ احتمال ہی کہ مد ہی تقریر کی ہو اور رد یہی اول صحیح تر ہی اسنی کہ یہی حالت قابل عذر کی نہیں ہی اور استغفام جو تقریر کی

استغفام کی اور ظاہری اور تفصیلی استغفام

برکوع و سجود لان الطاعة بحسب الطاقاة لقوله تعالى لا يكلف الله نفسا شيئا ولا يسهل الله الامور وان لم يستطع الركوع والسجود
ركوع كرى او سجدة كرى السوطى كه طاعت طاقت كى موافق هى اس ابراهيمى الله تعاليف نهين ديت كسى شخصو مگر جواى كى انجائش هى اور اگر ركوع او سجدة كى طاقت نهين
يوى براسه قاعدا ويجعل سجوده اخفض من ركوعه ليتحقق الفرق بينهما ولا يفرق اليه شئ ليسجد عليه اذ لو فرغ اليه
توبه يها هو اسرى اشاره كرى او سجدة كو ركوع كى به نسبت زياده ليست كرى تاكده و نو مين فرق هوجاوى اور نهين چاهى كه كوئى جزاوى كرى نهين تاكده او سپر سجدة كرى السوطى مگر
فسيجد عليه ان كان خفض راسه يصح ويكول صلاته بالاياء والا فلا وان لم يستطع القعود يستلقى على ظهره و
اور كو سپر سجدة كى پير اگر اسنى سر كو نچا كيا هى نورست هى او كى نماز اشاره هى هوگى اور نهين تو نهين هوئى اور اگر طاقت نهين كى نهين توجت لى با جواى اور
يجعل رجليه نحو القبلة ويوى براسه للركوع والسجود لكن ينبغي ان يوضع تحت راسه وسادة ليكنه الاياء بالراس
او كى پاؤ قبله كى طرف كرى اور ركوع او سجود كى لئى سرى اشاره كرى به يه چاهى كه او كى سر تلى نكده ركبدين تاكده اوس قاسر كا اشاره هو كى
لان حقيقة الاستلقاء بمنع الاياء للصحيح فكيف للمريض وان لم يستطع الاياء بالراس لا يوى بعينه ولا يحتاجه
اسنى كه حقيقت مين چت چى هوئى اچى بچى هى اشاره نهين هو كى پير يارى تو كيان اور اگر سرى اشاره كرى كى هى طاقت نهين تو انكه كا اشاره يا برو كا
ولا بقلبه بل ان كان يعقل الصلوة في تلك الحالة تخرج عنه الى زمان القدرة ولا تسقط هو الصحيح على ما ذكر في الهداية
يا دل كا اشاره نكرى بلكه اگر ناز كى سجد به باقى هى اوس حالت مين توقدت كى وقت نك ملتوى روى جواى كى اور زمسى ساقط نهين هى موافق بيان هدايه كى به به صحيح هى
يفهم مضمون الخطاب وان كان لا يعقلها اكثر من يوم وليلة تسقط ان لم يفرق في المدة وان افاق وكان الافاقه وقت
كمضون حكم كا سجدت هى اور اگر انكليات دسى زياده غفلت مين ساقط هوجاوى هى اگر اس وقت كى اندر افاقه نهين اور اگر افاقه هيا كسى ايك وقت
معلوم مثل ان يفيق عند الصبح قليلا ثم يعود الانعاش فهو افاقه معتبرة في بطلان حكم ما قبلها من الانعاش وان لم يكن
معين به جيسى مثلا صبح كى وقت كچه افاقه هو كى پير بهوش هوجا تاى قوت تا افاقه بهى واسطى باطل كرى حكم بهى بهوش كى معتبر هى اور اگر افاقه كسى وقت مين به
الافاقه وقت معلوم بل يفيق بغتة ثم يعود الانعاش فلا اعتبار هذه الافاقه ومن كان في السفينة المجارية اذا
نهين هوتا بلكه نگاه كى افاقه هو كى پير بهوش هوجا تاى قوت تاى افاقه كا اعتبار نهين هى اور ج شخص جلى كنى مين هو اگر
صلى الفرض قاعدا بر كوع وسجود مع القدرة على القيام لا يجوز عندها لان القيام ركن فلا يسقط الا بعد تحقق وعند
فرض نماز بهوش كى ركوع او سجود كى سانه با وجود طاقت قيام كى پير مى توصا جين كى نزديك جايه نهين هى اسنى كه قيام نماز كا ركن هى سو به بدون عذر واقعى كى سقط
الى حيفه يجوز لان دوران الراس فيها غالب الغالب كالحق لكن الافضل القيام واما في المربوطة في السط فلا يجوز
اور اعام ابو حنيفة كى نزديك جايه هى اسنى كه سمين دوران سر اكثر هوتا هى اور اكثرى بات بهى مانده ثابت كى هى ليكن افضل قيام هى هى اور بهى كشتى كى نه پريده هى سو اعمين
بالاجماع والثالثة من فرائض الصلوة القراءة وهى فرض في جميع ركعات النفل والوتر والفرض من ذوات الركعتين وليست
بالاجماع جايه نهين اور تير افرض نماز كى فرائض مين سى قرات هى اور قرات تام ركعات نفل اور وتر مين اور فرض دو كانه مين فرض هى اور اول
يفرض في جميع ركعات الفرض من ذوات الاربع والثالث بل في الركعتين من غير تعيين وانما عديت في الاوليين لقوله عليه
فرض كى تام ركعتين فرض نهين هى جوا چار ركعت ياتين ركعت كى مين بلكه دو دو ركعت مين بلا تعيين فرض هى اور بهلى دو ركعت مين اسنى معين هو كى كنى عليه الصلوة
والسلام القراءة كى الاوليين قراءة في الاخيرين وادنى ما يجزى منها عند ابو حنيفة آية وان كانت من الفاتحة او كانت
والسلام نى فزبا بهلى دو ركعت مين قرات بعينه بچل دو ركعت مين هى اور كم سى كم قرات جوا كى هى تو ابو حنيفة كى نزديك ايك آيت هى اگر چه سورة فاتحه كى هيا
قصيرة هر كبة من كلمتين كقوله تعالى ثم تظن انهم كلمتان كقوله تعالى فقل كيف قلد والمكتفى بها صعب لان قراءة
هو كى دو كلى سى مكلب هر جيسى به آيت تم نظر يا كنى كلات سى جيسى به آيت نفس كيف قدر لكن اسبقدر هو كى انكار اچا نهين هو كى
الفاتحة وضم سورة او ثلث آيات اليها واجب وفى الاكتفاء بها تزداد الواجب واما لو كانت كلمة واحدة كذها تان و حرفا
الجزاير هيا او كسى اور سورة كا ايتين آيت كا او كى سانه طانا واجب هى اور او سپر كى انكار كى مين ترك واجب هيا اور چا آيت ايك كى كى جيسى امتان يا ايك حرف كا

کس وقت دن فقدا اختلاف فيه والا صحانه لا يجوز عنده ولو قرأ نصف اية طويلة كاية الكرسي واية للدائنة جیسی من اوراق اورن سوسین اختلاف ہی اصح یہ ہے کہ ابو حنیفہ کا نزدیک جائز نہیں اور اگر پڑھی آیت میں سی جیسی آیتہ الكرسي اور آیتہ الدائنة

فی رکعة ونصفها فی رکعة اخرى اختلافوا فيه قال بعضهم لا تجوز لانه لم یقرأ اية تامة فی کل رکعة وقال عامتهم آدمی ایک رکعت میں پڑھی اور آدمی دوسری رکعت میں تلاسمین اختلاف ہی بعضی کہتی ہیں جائز نہیں اس واسطی کہ اسنی ہم رکعت میں پوری آیت نہیں پڑھی اور عام فقہاء

تجوز لان بعض هذه الايات يزيد على ثلث ايات فصاروا تقرؤها فلا تكون ادنى من اية وعندهما ادنى ما يجزئ کہتی ہیں جائز ہی اس واسطی کہ اگر ان آیتوں کا چھوٹی چھوٹی تین آیت سی پڑھتی ہی یا برابر ہی بہر صورت ایک سی کم نہیں ہی اور صاحبین کی نزدیک کم کی قنوت جو کافی ہو

منها ثلث ايات فصاروا اية طويلة تقوم مقامها لان القرآن معجز وادنى ما يقع به الاعجاز سورة لقوله تعالى تین آیتیں چھوٹی یا ایک آیت بڑی جو اوکی برابر ہو اس واسطی کہ قرآن مجزئ اور کم سی کم جبین اعجاز واقع ہو وہ سورۃ ہی واسطی قول اللہ تعالیٰ کی

فأتوا بسورة من مثله وقل السورة الكثر وهي ثلث ايات ومن كان أمييا ولم يطأ دعه لسانه على تعلم لاؤلى سورة ايسى اور سورۃ تون میں سب سی چھوٹی سورۃ کو شری سوا اسکی تین آیتیں ہیں اور جو شخص امی ہو کہ اوکی زبان قرآن سیکھتی ہی قابو میں نہ ہو

القرآن ان كان يجتهد لئلا يبل واطراف النهار تجوز صلوته وفي اوان ترك الاجتهاد لا تجوز صلوته فعلى هذا اگر وہ رات دن قرآن پر محنت کرتا ہی تو اوکی نماز جائز ہی اور جو وہ محنت چھوڑ دیکھا نماز جائز نہ ہوگی اس حدیث کی موافق

کل من كان في دأله اسلام وترك التعلم وبقي امييا واعنادان يصلي صلوة اعمی لا تجوز صلوته لان لا محی انما تجوز جو شخص دارالاسلام میں ہو کہ قرآن نہ سیکھی اور اچھی ماہی اور انہیوں کیسی نماز کی عادت کر لی تو اوکی نماز جائز نہیں ہی اس واسطی کہ اگر کسی کی نماز جب ہی جائز ہی

صلوته اذا بلغ او زال جنونه او اسلم وهجم الوقت ولم يتمكن من التعلم واما اذا تمكن من التعلم ولم يتقيد به کہ جبہ بالغ ہو یا جنون ہی ہوش میں آوی یا مسلمان ہو اور ترت وقت نماز کا آجادی اور فرصت قرآن سیکھتی ہی نہ ملی یا جس صورت میں سیکھتی ہی فرصت ہو اور محنت میں لگی

فلا تجوز صلوته والرابع من فرائض الصلوة الركوع وهو طأ طأة الرأس مع انحناء الظهر فمن طأ طأ رأسه مع تواؤکی نماز جائز نہیں اور چھتہ فرض نماز کی فرضوں میں سی رکوع ہی اور وہ سر جھکا کر بڑھی کر کہ

انحناء الظهر قليلا ان كان الى الركوع اقرب تجوز وان كان الى القيام اقرب بان يوجد طأ طأة رأسه مع اور کچھ تھوڑی کر پڑھی کی اور وہ رکوع کی طرف قریب ہی تو جائز ہی اور اگر قیام سی قریب ہی اس طور کہ سر جھکایا کچھ نہ تھوڑی کی میلان سی

الميلان في منكبيه ولا يوجد انحناء ظهره لا تجوز لانه بعد قائما لا راكعا ومن كان احدا ب وبلغت حلا وبتہ بیکر کہ پڑھی نہیں ہوئی تو جائز نہیں ہی اسنی کہ اس کو قیام کہتی ہیں رائے میں کہنا تا اور جو شخص بڑا ہو دی اور او کا کوب رکوع کی

حد الركوع ينخفض رأسه في الركوع تحقيقا لا انتقال من القيام الى الركوع والخامسة من فرائض الصلوة نوبت کو پانچویں نوبہ رکوع میں سر جھکا دی تاکہ قیام سی رکوع کی حریف انتقال یا جاوی

السادسة وهي وضع الجبهة على الارض او ما يتصل بها والكمال فيها وضع الجبهة والانف واليدين والركبتين سجده ہی اور وہ رکبتا بشتانی کا زمین پر یا جو زمین کی قائم مقام ہو اور کاس سجدہ میں رکبتا پیشانی کا اور ناک کا اور دونوں ہاتھوں کا اور دونوں گھٹنوں کا

واطراف القدمين يقول عليه السلام امرت ان اسجد على سبعة عظام على الجبهة واليدين والركبتين واطراف اور دونوں پاؤں کی اور انگلیوں کا واسطی قول علیہ السلام کی مجھ کو حکم ہی کہ سات ہڈیوں پر سجدہ کروں پیشانی پر اور دونوں گھٹنوں پر اور دونوں

الفدیین والانف داخل فی الجبهة لكون عظمها واحدا ولو وضع جبهته دون انفه يجوز لكن بیکره ان كان من پاؤں کی انگلیوں پر اور ناک پیشانی میں آگئی اسنی کہ پڑھی دونوں کی ایک ہی اور اگر پیشانی نور کہدی اور ناک نہ کہی تو جائز ہی بیکر وہ اگر سجدہ ہی

غير عدد وكن ذلك لو وضع انفه دون جبهته يجوز عند أبي حنيفة لكن بیکره ان كان من غير عدد وعندهما اور ایسی ہی اگر ناک رکبتی اور پیشانی نہ کہی تو ابو حنیفہ کی نزدیک جائز ہی پر مکروہ اگر بی غدر ہی اور صاحبین کی نزدیک

لا يجوز الا ان يكون في جهته عند ما يمين السجود بها ووضع اليدين والركبتين ليس بفرض بل هو سنة وأما وضع
 جازين من غير ان يكون في جهته عند ما يمين السجود بها ووضع اليدين والركبتين ليس بفرض بل هو سنة وأما وضع
 القدمين فقد ذكر القدر في الكرخي والخصاف انه فرض حتى لو سجد ولم يضع قدميه او احدهما على الارض بل
 قدمه كما ركبت سو قدوري اور كرخي اور خصاف كبتی ہیں کہ فرض ہی یہاں تک کہ اگر سجد کیا اور دونوں پاؤں یا ایک پاؤں زمین پر نہ رکھا بلکہ
 رفعهما عن الارض لا يجوز سجوده ولو وضع احداهما يجوز ولكن يكره وذكر القمي تاشي ان وضع اليدين والقدمين
 دون دونين من ادمي ثانی تو اسکا سجدہ جائز نہیں ہی اور اگر ایک پاؤں ہی نگار یا تو جائز ہی پر مکرہ اور قمر تاشی کہتا ہی کہ لگا دو دونوں ہتھوں اور دونوں پاؤں کا
 مساوی عدم الفرضیة وقال کمل الدین فی شرح الہدایة انه الحق وذكر فی شرح المسنية انه بعيد عن الحق والمراد بجمع
 عدم فرضیت میں برابر ہی اور کمل الدین شرح ہدایہ میں کہتا ہی کہ حق یہی ہی اور شرح منیہ میں یوں مذکور ہی کہ یہ حق ہی بعید ہی اور مراد دونوں پاؤں کی
 القدمین علی ما ذکر فی الخلاصة وضع اصابعهما والمراد بوضع الاصابع توجیهها نحو القبلة لیكون الاعتماد علیها
 رکبتی سی موافق اوس بیان کی جو خلاصہ میں ہی دونوں پاؤں کی انگلیوں کا رکبتی ہی اور انگلیوں کی ٹکائی سی اونکا قبلہ کی طرف متوجہ کرنا مراد ہی تاکہ ادنیٰ پروردگار ہی
 حتی لو وضع ظهر القدمین ولم یوجه اصابعهما او اصابع احداهما نحو القبلة لا یصح سجوده وهذا مما یجب حفظه
 یہاں تک کہ اگر دونوں پاؤں کی پشت نہ رکبتی اور دونوں پاؤں کی یا ایک پاؤں کی ہی انگلیاں قبلہ کی طرف متوجہ نہ کری تو سجدہ درست نہیں ہی اور اسکا لحاظ واجب ہی
 واكثر الناس عنه غافلون ولو كان موضع السجود ارفع من موضع القدمین مقدار نصف ذراع یجوز ان كان اكثر من
 اور اکثر لوگ اس سے غافل ہیں اور اگر سجدہ کی جگہ پاؤں کی جگہ سے آدھ اونچی ہو تو سجدہ جائز ہی اور اگر اس سے زیادہ بلند ہو
 لا یجوز ولو سجد علی کور عمامة ان كان کورها متصلا بالجبهة ولم یکن غلیظا یحیت یوجد حجم الارض یجوز لکن یکره
 توجیز نہیں ہی اور اگر بگڑی پیچ پر سجدہ کیا تو اگر وہ پیچ پیشانی سے متصل ہی اور موٹا نہیں ہی ایسا کہ زمین کی سختی معلوم ہوتی ہی تو جائز ہی پر مکرہ
 ولولم یکن متصلا بالجبهة بل كان فوق الجبهة او كان غلیظا لا یوجد حجم الارض لا یجوز وكذلك لا یجوز السجدة علی
 اور اگر پیشانی سے متصل ہی بلکہ پیشانی سے اوپر ہو یا ایسا موٹا ہو کہ سختی زمین کی معلوم نہیں ہو تو جائز نہیں ہی اور ایسی ہی سجدہ
 کل شیء لا یوجد فیہ حجم الارض كالقطن المحلوج والنخل والدخن ونحو ذلك لعدم استقرار الجبهة علی الارض او ما
 ایسی شیء پر جائز نہیں ہی جس میں سختی زمین کی معلوم نہ ہو وی جیسی دہنی ہو وی روئی اور برف اور چٹان وغیرہ اسو سطحی کہ پیشانی زمین پر
 یاجو
 یصل بها ولو سجد علی فاضل ثوبه او بسط خرقة علی الارض وسجد علیها فلا کلام فی الجواز وانما الکلام فی الکراهة
 قائم مقام زمین کی ہی نہیں ہر ٹی اور اگر کشتی کی پری پر سجدہ کیا یا زمین پر کدڑی بچھا کر اوپر سجدہ کیا تو اسکی جواز میں کوئی تکرار نہیں ہی اور اگر تکرار ہی تو کرامت میں
 والصحیح عدم الکراهة لما روی عن ابی حنیفة انه صلی فی المسجد الحرام وسجد علی خرقة فقال له رجل لا یجوز هذا
 اور صحیح یہی ہی کہ مکرہ نہیں ہی اسلی کہ ابو حنیفہ سی روایت ہی کہ اونہوں نے کعبہ میں نماز پڑھی اور سجدہ خرقة پر کیا کسی شخص نے کہا یہ جائز نہیں ہی
 فقال له الا طام من این انت فقال من خوارزم فقال جاء التكبير من وراءی بعضکم تعلمون من انتم تعلموننا هل
 امام فی پوچھا تو کہاں کا رہتی والای ہی اونی کہا خوارزم کا پیر امام کی کہا پچھی تعبیر ہوئی یعنی مفتی تعبیر کہنی لگی مراد یہی ہی کہ تم ہم ہی سیکھ کر پھر ہکو سکھاتی ہو کیونکہ ہم
 تصلون علی البردی فی دیارکم قال نعم فقال تجوزون الصلوة علی الحشیش ولا تجوزونها علی الخرقة والسادس من
 اپنی ملک میں بردی کہاں سے پڑھتا پڑھتی ہو کہاں ان پیر امام کی کہاں تم کہاں سے پڑھنا جائز رکبتی ہو اور خرقة پر جائز نہیں رکبتی اور چٹان فرض
 فرائض الصلوة القعدة الا خيرة سواء تقدمها قعدة اخرى او لم تقدم كما فی الثنية وقد الفرض فیها مقدار
 نماز کی فرائض میں سی قعدہ اخیرہ ہی برابر ہی کہ اس سے پہلی ہی قعدہ ہو جیسی رابعی نماز میں یا نہو جیسی ثانی نماز میں اور اس میں مقدار فرض کی اتنی ہی
 ما یتمکن فیہ من قراءة التشهد الی قوله عبدة ورسوله لقوله علیه الصلوة والسلام لابن مسعود حين علمه
 جب میں عبیدہ ورسولہ تک تشہد پڑھی اسو سطحی کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ابن مسعود سی

التشهد اذا قلت هذا اذ فعلت هذا فقد تمت صلواتك فانه عليه الصلوة والسلام علق التمام بالفعل قرأ اول
 تشهد كها في هو في يه فربا جب تزيه بره ياحا يابه كحكا تو نماز تیری بیشک پوری ہو گئی کیونکہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام فی تہامی نماز کو فعل پر موقوف رکھا تشهد پڑھنا
 یقر لان معنی قوله اذا قلت هذا ای قرأت التشهد انت قاعد اذ لم یشرع قراءة التشهد الا فی القعود ومعنی قوله
 پڑھی اسلوسی کہ معنی اذا قلت ہذا کی یہہ ہین پڑا تو فی تشهد کو بیشک کہ اسلوسی کہ تشهد کا پڑھنا بجز قعود کی مشروع نہیں ہی اور معنی
 او فعلت هذا ای قدرت ولم تقرأ شیئا فصار التخییر فی القول لا الفعل لان الفعل ثابت فی الحالین والمعلق بالشرط
 او فعلت ہذا کی یہہ ہین کہ تو یہہہ لگیا اور پڑھ کر کہ نہیں پس اب اختیار قول میں ہی فعل میں نہیں ہی اسلوسی کہ فعل و لواطتوں میں ثابت ہی اور جو امر شرط پر موقوف
 لا یوجد قبل وجود الشرط ووجه اخر ان الصلوة متناہیة والتناہی لا یكون الا بالتمام والتمام لا یكون الا بالانتماء
 وہ شرط ہی پہلی موجود نہیں ہوتا اور ایک اور وجہ ہی کہ نماز متناہی ہی اور تہامی بدون تہامی کی نہیں ہوتی اور تہامی تمام کی بدون نہیں ہوتی
 والانتفاء لا یعلم ما لم یغنیہ الشارح فقد ینبہ بہ فیكون فرضاً فان قيل الفرضیۃ لا تثبت بخبر الواحد فما وجه ثبوتها
 اور تمام کرنا بدون ثبانی شارع کی معلوم نہیں ہوتا شوارع فی قدہ بتاویسا موقوف ہو گیا اگر کوئی کہی فرضیت خبر واحد ہی ثابت نہیں ہوتی بہرہاں خبر واحد ہی ثبوت
 بہ ہہنا فالجواب عدم ثبوتها بہ لیس علی طلاقہ بل اذا ثبت بہ ابتداء واما اذ لم یثبت بہ ابتداء بل بہین بہ الجمل فثبت
 کہ کیا وجہ ہی سو جواب یہہ ہی کہ عدم ثبوت فرضیت کا غیر واحد ہی ہون نہیں ہی کہ فرضیت کہی نہیں ہی ثابت ہوتی بلکہ جب خبر واحد ہی ابتداء ثابت کرین اور وہ صورت جو ابتداء ثابت
 بیانہ ان نفس الصلوة ثابتہ بالکتاب وتمامہا منها فیلزم کون تمامہا ثابتاً بہ ایضاً وھذا الخبر بہین کیفیتہ
 اسکی تفصیل یہہ ہی کہ عین نماز تو قرآن ہی ثابت ہی اور تہامی نماز کی اسین داخل ہی پس تمام کا ہی ثبوت قرآن ہی لازم آیا اور اس خبر ہی کیفیت تمام کی بیان کردی
 فیكون فرضاً ویظاہر ثمرۃ كونها فرضاً فی مسائل الأولى من تلك المسائل ان من صلی الظھر او نحوھا خمساً بان قید
 سؤی فرض ہوا اور قدہ کی فرضیت کا فائدہ کئی مسائل میں ظاہر ہوتا ہی اولی مسائل میں سی یہہ ہی کہ جسنی ظہر کی نماز میں پانچ رکعت پڑھیں اور پانچین رکعت کا مجبہ
 الخاصۃ بالسجدة ولم یقعد علی راس الرابعة تبطل فرضیۃ صلواتہ وتتحول عند ابی حنیفۃ والابی یوسف و
 کرلیا اور چوتھی رکعت پر قدہ نکلیا تو اسکی نماز فرضیت باطل ہو کر امام ابو حنیفہ اور امام ابو یوسف کی نزدیک فعل ہو جاتی ہی
 عند محمد تبطل فرضیتہا وتخرج من كونها صلوة وكذا لو لم یقعد علی الثالثة المغرب او ثانیۃ الفجر والثانیۃ من
 امام محمد کی نزدیک فرضیت باطل ہو کر نماز ہی نہ ہی اور ایسی ہی اگر نماز مغرب میں تیسری رکعت پڑھ کر یا فجر کی دوسری رکعت پر قدہ نکلی اور دوسرا اولی مسائل
 تلك المسائل ان المسافر اذا اقتدی بمقیم فی فائتۃ غیر ثانیۃ لا یصح اقتداؤہ لان القعدة الاولى فرض فی حق المسافر
 میں سی یہہ ہی کہ مسافر اگر مقیم کا مقتدی بنی قصداً نماز میں تو اسکا اقتدہ صحیح نہیں ہی اسواسطی کہ بیچکا قدہ مسافر کی حق میں فرض ہی اور
 دون المقیم فیكون اقتداؤہ بہ من قبیل اقتداء المفترض بالمنتقل وهو غیر جائز عندنا وادما یجوز اقتداؤہ بہ فی الوقت
 مقیم کی حق میں فرض نہیں اب اسکا اقتدہ ایسا ہو گی جیسی فرض پڑھنی والا نقل پڑھنی والیکا مقتدی ہو جاوی اور یہہ اقتدہ ہماری مذہب میں جائز نہیں ہی مسافر کو
 لان صلواتہ یصیر اربعاً باقتدائہ بہ فی الوقت لا بعدہ والثالثۃ من تلك المسائل ان المصلی بعد القعود قدر التشهد
 اسلوسی کہ مسافر کی نماز ہی بسبب اقتدائی وقت میں رابعی ہو جاتی ہی وقت بعد نہیں ہوتی تیسرا اولی مسائل میں سی یہہ ہی کہ مصلی کو بعد قدہ بقدر تشهد کی
 فی اخر الصلوة لو تدکر سجدة التلاوة وسجدها ترتفع القعدة حتی لو لم یقعد قدر التشهد بعد ما سجد سجدة التلاوة
 آخر نماز میں اگر سجدہ تلاوت کا یاد آیا اور اسنی وہ سجدہ کیا تو وہ قدہ باطل ہو گیا یہاں تک کہ اگر سجدہ تلاوت کی بقدر تشهد قدہ نہ کر گیا
 تقصد صلواتہ لفوات ما هو فرض منها وهو القعدة الاخیرۃ والرابعة من تلك المسائل ان المصلی اذا نام فی القعدة
 تو اسکی نماز بسبب غت ہوئی ایک کو نماز یعنی قدہ اخیرہ کی فاسد ہو گئی اور چوتھا اولی مسائل میں سی یہہ ہی کہ اگر مصلی تمام قدہ اخیر میں سوتا رہا
 الاخیرۃ کلھا فحين انتباهہ یفرض علیہ ان یقعد قدر التشهد وان لم یقعد تقصد صلواتہ لان ما حصل من
 توجب وہ جاگی اور پھر فرض ہی کہ بقدر تشهد کی قدہ کرے اگر نہیں کر گیا تو نماز فاسد ہو جاوی گی اسلوسی کہ جو

تہامی

فرضیت

بلکہ خبر واحد ہی بیان حال نماز کی خبر ثبوت ہوتا ہی

امام محمد کی نزدیک فرضیت باطل ہو کر نماز ہی نہ ہی

الافعال في الصلوة حالة النوم لا تعتبر لصدورها من غير اختيار فيكون وجودها أتمها وهذه المسئلة بكثرة
افعال نمازين سوئي اودو بين اوتكا اعتبار بين ي كيونكده بلا اختيار هوئي بين اوتكا هونا نهونا برابري
وقوعها لا سيما في التراويح وخصوصا في لبالي الصيف لكن الناس عنها غافلون يسرنا الله تعالى علاما موافقا لرضائه
تراويح بين اوردو هي على الخصوص جو گرميك كي شب مين هوئي بين ليكن اس سي خافل بين اكي مسير آسان كر عمل ابني رضا مندي كي موافق
بلفظنه وكرمه المجلس الثالث والخمسون في بيان فضيلة الصلوة الخمس وكونها
ابني لطف اوركرم سي شين مجلس پنجگانه نماز كي فضيلت مين جو نماز كا

تغفارة للذنوب قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان من اغتسل يوم
 كغارة هونا واسطى كناهون كى رسول الله صلى الله عليه وسلم فى فرمايا
 بنائون ان كنتم من سى كى كى دروازه آگى نهر هتى هوده هر روز اوسمين
 خمساً اهل بقی من در نه شتى قالوا قال فذلك مثل الصلوات الخمس بحواله الله بهذه الخطايا هذه الحديث من
 پانچ دفعه نهيا كرى كيا اوسپر كچه ميل باقى ربه كى عرض كيا نهين آپ نى فرمايا پس نهر مثل پنچگان نه نمازون كى هى الله تعالى ان نمازون سى خطايا كو مشاوتيا هت
 صلوات المصابيح رواه ابوهريرة وقد بين فيه ان من صلى الصلوات الخمس يعفو الله تعالى ذنوبه يدركه تلك الصلوات
 مصلح كى صحيح حديثون من هى ابوهريرة كى روايت سى اولوسمين بيده بيان هى جسنى پنچگان نه نمازون پنهين تو الله تعالى اوكى تمام گناه ان نمازون كى بركت سى بخشش نيابى
 فسلاب للمؤمن ان يداوم عليها فى اوقاتها باتمام ركوعها وسجودها وسائر ما يفعل فيها فانه تعالى وان امر
 سؤوم من كولا زم هى كه نمازون كو وقتون پر ركوع اور سجود كو اور تمام اركان كو جو نماز كى الله بين پورا پورا كر كر دعاؤست ركهى كيونكه الله تعالى نى اپنى كتاب بين اگر چه نماز كا
 بها فى موضع من كتابه لكن ذكر اركانها فيها متفرقة حيث بين فرضية تكبيرة الافتتاح بقوله تعالى فى سورة المائدة
 كى چكه امر فرمايا پر اوسكى اركان كو متفرق ذكر كيا هى چنانچہ تكبير تحرير كى فرضيت سورة مذكر كى اس آيت من

وَرَبُّكَ فَكِدِّرْ وَفَرَضِيَّةُ الْقِيَامِ بِقَوْلِهِ تَعَالَى فِي سُورَةِ الْبَقَرَةِ وَقَوْمُوا لِلَّهِ قِنِينَ وَفَرَضِيَّةُ الْقِرَاءَةِ بِقَوْلِهِ تَعَالَى فِي سُورَةِ الْمَزَلِ فَاقْرَأْ مَا تَنَشُّرُ مِنَ الْقُرْآنِ وَفَرَضِيَّةُ الرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ بِقَوْلِهِ تَعَالَى فِي سُورَةِ الْحَجِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا مَزَلِ كِ اسْرَايْت مِين پَس مَسْجُوتَا سَاَن هُوَ قَرَأَن سِي ااور ركوع ااور سجود كى فرضيت سورة حج كى اسرايت مین ہى اكا ايمان والو

ارکوع کرو اور سجدہ کرو اور ترتیب صرف نبی علیہ السلام کی تعلیم ہی معلوم ہوئی ہے کبھی تو آپ کی کرنی اور کبھی آپ کی بتائی ہوئی کسی چنانچہ علامہ

فی کتبہم وقالوا من یرید الدخول فی الصلوة یکبر ویقول اللہ اکبر من غیر ادخال المد فی ہمزۃ اللہ وھمزۃ اکبر
ایہ ایم رکعتوں میں یہاں کسای اور صلا کہہ میں چوتھوں سے شروع کیا جائے گا کہ اس طرح کہی اللہ اکبر

و بانه اذ لو حصل المد في احرى الحسنين لا يصير شامرا في الصلوة بل لودق في اثنا عشر نفقة صلواته ولو تعدد
اسوا سبطا كما اردو نويزون بين هم کسی بعد میده ایوگا تو نماز شروع نوبت

يكفر لانه يصير استفهاما ومقتضاه الشك في كبرياء الله تعالى وقيل ان كان لا يميز بين المدح وغيره يكون اشارته
توكا في جوابها كاسم ظرف كقولهم استفهاما بوجهك او اسما مضافا الى قوله تعالى انك لا تعلم

في الصلوة ولا تقصد ولو وقع في ثنائها والاستفهام يحتمل ان يكون للتقرير لكن الاول اصح لان مثل هذا الجهل لا يقع

اور فاسد بین ہوئی الریحہ منجھ میں آجائی اور اسقام میں اصحاب ہی کہ تقریر کی واسطی ہو بین بروایت اول اصح ہی اسو سطحی ایسی جمالت کاغذ ہوا
ان یکون عنرا والتقریر المستفاد من الاستفهام معناه حمل المخاطب علی الاقرار بما یعرفه والا انسان لا یصلح ان یحمل
بما یقفہ یستفاد من الاستفهام معناه حمل المخاطب علی الاقرار بما یعرفه والا انسان لا یصلح ان یحمل

نفسه علی الاقرار بان الله تعالی اکبر ولو وقع المد فی باء اکبر بان یقول اکبر بزيادة الالف المال بین الباء والراء
 اپنی ذات کو اس قدر پرہیز کرے کہ اللہ بڑا ہی اور اگر اکبر کی باء پر پیدا ہوگا کہ وہ اکبر کہدی الٰہ کو مالہ کرے
 لا یصیر مشارعاً فی الصلوة ایضاً ولو وقع فی اثنا عشر تنفساً اذ قیل انه اسم من اسماء الشیطن وقیل انه جمع کبر
 تو ہی نماز شروع نہوگی اور اگر پچھین آجاء ویکجا تو غار فاسد ہو جائیگی اسلئے کہ پچھین کہ یہ نام شیطان کی ناموں میں سے ہی ہے اور کوئی کہتا ہی کہ یہ جمع کبر کی ہی
 بفتح تین وهو الطیل وقیل یصیر شارعاً فی الصلوة ولا تنفساً لو وقع فی اثنا عشر تنفساً ولا اول اصح لان
 دوز برسی نقاہ کو کہتی ہیں اور بعضی کہتی ہیں نماز شروع ہوتا ہی اور فاسد نہیں ہوتا اگرچہ مد بیچ میں آجاء واسطی کہ یہ شیعہ ہی اور روایت اول اصح ہے
 الاشیع انما یكون فی الاخر لا فی الوسط وحمل التکبیر القیام المحض حتی لو ادس رک الاعام فی الركوع وکبر بحال الخطا
 واسطی کہ شیعہ آخر کہہ میں ہوتا ہی پچھین نہیں ہوتا اور تکبیر کہی کا محل خالص قیام ہی بیان تک کہ اگر نام کو رکوع میں پایا اور حکمتی ہوئی اللہ اکبر کہتا ہو رکوع میں پایا
 لا یصیر شارعاً فی الصلوة لان شرط الشرع فیہا وقوع التکبیر فی محض القیام ولو قال فی القیام الله فی الركوع
 تو نماز شروع نہوگی اس واسطی کہ شرط نماز شروع ہونی کی یہ ہی کہ تکبیر خالص قیام میں واقع ہو اور اگر کہی ہوئی تو لنگہ اور رکوع میں اکبر کہتا
 اکبر لا یصیر شارعاً ایضاً ورفع الیدین عند التکبیر سنة حتی لو ترک رفعهما ذنبا من غیر عز یا ثم ولا یا شہم
 تو ہی نماز شروع نہوگی اور تکبیر کی وقت دونوں تہ اوٹھانی سنت میں یہاں تک کہ اگر تہ اوٹھانی بلا عند حبشہ کو چوڑی تو گنگار ہوگا اور گا ہی گا ہی
 ان ترکہ احیاناً فعلی هذا ینبغی لمن یرید الشرع فی الصلوة ان یرفع یدیه حتی یجاذی بابہا میہ شکمتی
 ترک کرے تو گنگار نہیں ہوتا اس میں ان کی موافق لایق ہی کہ جو نماز شروع کرے اپنی دونوں تہ اتنی اوٹھاوی کہ دونوں انگوٹوں کی کانوں کی لوکی برابر ہو جاویں
 اذنیہ بلا ضم اصابعہ ولا تفزیجھا بل ترکھا علی حالھا قال قاضیخان ویمس بطن فی البہامیہ شکمتی اذنیہ
 اور اونگھیلے کو آپس میں نہ ملاوی اور نہ کشادہ کرے بلکہ اپنی حال پر چوڑی قاضیخان کہتا ہی کہ سری انگوٹوں کی کانوں کی لوسی نگاری
 ویجعل بطن کفیه نحو القبلة اکمالاً لا لاقبال علیہا وقال بعضهم یجعل بطن کل کف الی الکف الاخری ثم یکبر وهو
 اور پینٹیلان دونوں تہ کی قبضہ کی طرف کرے تا مابعد قبضہ کا خوب پورا ہو اور بعضی کہتی ہیں کہ ہتھیلی ہریک تہ کی دوسری ہتھیلی کی طرف کرے پھر اللہ اکبر کہے اور یہ
 الاصح لان فی فعلہ معنی النفی فی قوله الله اکبر معنی الاثبات وهو فعل الیدین یعنی اکبر بقاء
 اصح ہی اس واسطی کہ اسکی عمل میں معنی نفی کی ہیں اور اس قول میں اللہ اکبر معنی اثبات کی ہیں سبب ہی اپنی عمل سی یعنی تہ اوٹھانی سی غیر اس سی بڑائی کی نفی نہ تہ ہی
 عن غیرہ تعالی وبقولہ اکبر ینبغی الہ تعالی والنفی مقدم علی الاثبات کما فی کلمة التوحید ولو کبر ولم یرفع یدیه
 اور اللہ اکبر کہہ کر اللہ کی واسطی بڑائی ثابت کرتا ہی اور نفی اثبات پر مقدم ہوتی ہی چنانچہ کلمہ توحید میں اور اگر اللہ اکبر کہے اور تہ نہ اوٹھانی
 حتی فرغ من التکبیر لا یرفعھا لفوات محلہ وان ذکرہ فی اثناء التکبیر یرفعھا لعدم قوا محلہ وان لم یمکنہ رفعھا
 اتنی کہ تکبیر کہہ چکا تو پھر نہ اوٹھاوی اس واسطی کہ اسکا محل ہو چکا اور اگر اثنا میں تکبیر کہتی ہوئی یاد آگیا تو اوٹھاوی اس واسطی کہ محل باقی ہی اور اگر موضع مسنون تک اوٹھاوی
 الی الموضع المسنون یرفعھا قدر ما یمکنہ وان أمکنہ رفع احدھا دون الاخری یرفعھا وحدها لما روتی انه علیہ السلام
 تو جہاں تک ہو سکے اوٹھاوی اور اگر ایک ہاتھ نہ ہو سکتا ہی دوسرا نہیں اوٹھا سکتا تو ایک ہی کو اوٹھاوی اسلئے کہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام فی غلیظ
 قال اذا مر تکم باہراً فأتوا منہ ما استطعتم وان لم یمکنہ رفعھا الا بالزیادة علی المسنون یرفعھا لانه یا علی المسنون
 جب میں تمکو کوئی کار کہوں تو اسکو اپنی مقدور بہر بجالاؤ اور اگر اس سے دونوں تہ نہیں اوٹھ سکتی بدون زیادت کی مقدار سنو پرتو ہی اوٹھاوی اس واسطی کہ سنت پر عمل
 ولا یستطیع ان یمتہ عن الزیادة والمرة ترفعھا الی منکبھا هو الصیح لکونه استزھا واذ فرغ من التکبیر یضع
 کرتا ہی اور یہ طاقت نہیں کہ زیادت سی رک رہی اور عورت اپنی دونوں تہ موندھوں تک اوٹھاوی یہ ہی صحیح ہی اس واسطی کہ عورت کی دوسری تہ ہی حال زیادہ پردہ پوش ہی
 بطن کفہ الیمنی علی ظاہر کفہ الیسری ویخلق بالخصر ولا یہام علی الرسغ تحت سرتہ وهذا الوضع سنة فی کل
 تو پھر دینی ہتھیلی بائیں ہاتھ کی پشت پر رکھے کہ چھوٹکی اور اکھوٹھی سی پچھنی پر ماف سی نیچی حلقہ باندھ لی اور یہ ہی وضع مسنون ہی جس جس

قیام فیہ ذکر مسنون واما الذی لیس كذلك فالسنة فیہ الایصال کما فی قوۃ الركوع وتکبیرات العیدین و
 قیام من ذکر مسنون ہوتا ہی اور جو قیام ایسا نہیں ہی سوا سمن ہند چوڑ دینا مسنون ہی جیسی رکوع کی بعد قوسہ میں اور عیدین کی تکبیرات میں اور
 المرأة تضعها علی صدرها لانه استزلها ثم یقول سبحانک اللہم وبحمک وتبلیح اسمک وتعلی جردک ولا الہ
 عورت دونو ہند اپنی سینہ پر رکھی کیونکہ پیہ ہی ہندہ پوش ہی پہر پیہ پڑی پاکی یاد کرتا ہوں تیری یا الہی اور تیری حکمت کا پورا پورا کرم ہی تیرا نام اور برتری تیری بڑی ہی اور
 غیرک ولا یقول وجل ثناء لک لانه لم یذکر فی الاحادیث المشہورۃ و ذکر فی الکافی لانه لو سکت عنه لا یؤثر بہ
 سوا تیری اور نہ ہی جل شاکر اس واسطے کہ احادیث مشہورہ میں وارد نہیں ہوا اور کافی میں پیہ مذکور ہی کہ اس کے ذکر کا کوئی
 ولو اتی بہ لا یمنع عنه ثم یقول أعوذ باللہ من الشیطان الرجیم وهو تبع للقراءة دون الثناء عندابی حنیفۃ ومحمد
 اور اگر ہی تو منع ہی نہ کریں پہر پیہ پڑی پناہ مانگتا ہوں اللہ کی شیطاں راندہ سی اور پیہ عبارت ہمراہ قرأت کی ہی ثناء کی سانبہ نہیں ہی نزدیک ابو حنیفہ اور محمد
 حتی بآتی بہ المسبوق دون الموت ثم یقول بسم اللہ الرحمن الرحیم وهو سنة فی اول کل رکعة فی رواية ابی یوسف
 بیان تک کہ مسبق تو پڑی موت نہ پڑی پہر بسم اللہ الرحمن الرحیم ہی اور بسم اللہ ہی کہ اول میں مسنون ہی ابو یوسف کی روایت میں
 ثم یقرء الفاتحة ویقول فی آخرها آمین ثم یضم الیہا سورۃ او ثلث آیات من ای سورۃ ثناء فان قرا معہا آیتہ قصیرۃ
 ابو حنیفہ سی اور اسکو مفتدی نہ پڑی پہر سورۃ فاتحہ پڑی اور اسکی آخر میں آمین ہی پہر اسکی ساتھ کوئی سورۃ ضم کری یا تین آیتیں جس موت میں ہی چاہی پہر اگر سورۃ فاتحہ
 اوایتین قصیر بنیں لا یخرج عن الکراهۃ التحویمۃ لتركہ الواجب لان الواجب فی الرکعتین الاولیین بعد قراءة
 ایک آیت چوٹی یا دو آیتیں چوٹی پڑی تو کر اہست تحریری ہی خالی نہیں ہی اسلی کہ واجب ترک کیا اس واسطے کہ واجب دونو ہی رکعت میں بعد پڑی
 الفاتحة ان یضم الیہا سورۃ او ثلث آیات قصار او آیت طویلۃ تعدل ثلث آیات قصار فقل لا یخرج عن الکراهۃ
 سورۃ فاتحہ کی پیہ ہی کہ اسکی ساتھ کوئی سورۃ یا تین آیتیں چوٹی یا ایک آیت اتنی پڑی جو چوٹی بن لیت کی بلکہ بولادی ہوتا ہی مفترقین کر اہست تحریری ہی تو
 التحویمۃ لکن لا یدخل فی حد السنة بل یدخل فی الکراهۃ التزہیۃ لانه لا یخرج اما ان یکون فی السفر والحضر
 بیج حاتا ہی پھر مسنون پر نہیں پہنچتا بلکہ کر اہست تنزیہی میں آجاتا ہی اسلی کہ اس حال ہی ماہر نہیں کہ وہ مسافر ہوگا یا مقیم
 فان کان فی السفر ففی حال الضررۃ من خوف او عجلۃ یقرء بفاتحة الكتاب ای سورۃ ثناء او مقدار سورۃ
 اگر مسافر ہی تو ضرورت کی وقت خوف سی یا شتابا ہی سورۃ فاتحہ پڑی اور ایک اور سورۃ جو سی چاہی یا بارہ رکعی سورۃ کی
 من ای محل تیسرے فی حال الاختیار وعدم الضررۃ یقرء فی صلوة الفجر مع الفاتحة سورۃ البرہم ونحوہا و فی الظهر
 جس کہ سی آسان ہو اور اختیار کی وقت جب ضرورت نہ ہو تو فجر کی نماز میں سورۃ فاتحہ کی سورۃ بروج اور اسکی مانند اور ظہر میں ہی
 كذلك و فی العصر والعشاء دون ذلك و فی المغرب یقرء بالقصار جدا کما لعصر والکثر وان کان فی الحضر وخاف
 البی ہی اور عصر اور عشاء میں اس کی کہہ کم اور مغرب میں بہت چوٹی سورتیں جیسی سورۃ عصر اور کوثر پڑی اور اگر مقیم ہی اور وقت کی
 فوت الوقت یقرء قدر ما لا یفقیہ الصلوة وان لم یحفظ فوت الوقت یقرء فی صلوة الفجر فی الرکعتین اربعین آیتہ
 گذر جانی کا خوف ہو تو اتنا پڑی کہ اسکی نماز فوت نہ ہو جاوی اور اگر وقت کی جالی کا خوف نہیں تو فجر کی نماز کی دونو رکعت میں چالیس آیتیں پڑی
 وهو ادنی السنة اوستین آیتہ وهو اوسطہا او مائة وهو اعلاہا لما روی انه علیہ الصلوة والسلام کا یقرء
 اور پیہ ادنی درجہ سنت کا ہی یا ساٹھ آیتیں اور پیہ بیچ درجہ سنت کا ہی یا سو آیتیں اور پیہ اعلیٰ درجہ سنت کا ہی کیونکہ روایت ہی کہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام
 فی صلوة الفجر اربعین آیتہ اوستین آیتہ او مائة آیتہ واحیا نا کان یقرء والصفۃ واحیا نا کان یقرء سورۃ
 فجر کی نماز میں چالیس آیتیں یا ساٹھ آیتیں یا سو آیتیں پڑا کرتی ہی اور بعض دفعہ سورۃ فاتحہ کی پڑتی ہی
 ق وقد کان ابن عمر قال کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یأمرنا بالتخفیف ویؤمنا بالصافات فعلم من هذا ان
 اور عبادت ہو چکا ہی کہ ابن عمر کہتی ہی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہمکو قرأت میں تخفیف کی ہی فرماتی اور امانت کی وقت والصافات پڑتی ہی تو اس سی معلوم ہوا

مسعود کوی
 سوا تیری
 ابی حنیفہ

سوا تیری
 ابی حنیفہ

ساتھ

قلعة الصافات من باب التحفیف فاذا فرغ من القراءة یکبر للركوع مع الانحطاط فلولم یکبر حال الانحطاط
 کما فی الصافات کا پڑھیں تخفیف میں داخل ہی پہر جب اصل قرات سے فارغ ہو چکا تو رکوع کی لٹی جکھتی ہوئی تکبیر کی لٹی اگر جکھتی ہوئی تکبیر رہ گئی
 لا یکبر فی الركوع لفوات محله وقد ذکر فی المنیة ان فی اتیان اذکار للشرعة فی الانتقالات بعد تمام الانتقال
 تو رکوع میں نہ کہ تکبیر تکبیر اسوے کی اسکا محل فوت ہو گیا اور منیہ میں مذکور ہی کہ جواز کا انتقالات کی اندر مشروع میں آونکو بعد انتقالات کی ادا کرنی میں
 کراہتین ترکھا عن موضعها وتحصیلها فی غیر موضعها وبعد التکبیر یضم یدیه علی ركبتيه مع تفریح اصابعه
 دو کراہت میں ایک تو اونکو اپنی جگہ سے ملا دینا اور دوسری کی جگہ ادا کرنا اور تکبیر کی بعد دونوں ہتھ دونوں ہتھوں پر اونٹھکیان کشادہ کر کے رکھی
 ولا یندب تفریح الاصابع الا فی هذه الحالة وتبسط ظفره بحیث لو وضع علی ظهره قدح ملو بالماء لاستقر
 اور اونٹھکیان کا کشادہ کرنا سوار اس جگہ کی کہیں مستحب نہیں ہی اور اگر کو ایسی ہوا رکھ دی کہ اگر اوکسی پیٹھ پر پیالہ پانی بکھرا ہوا رکھ دین تو بہار کھا رہی
 ویستوی راسه بظهره ولا یرفعه کالحیة ولا ینکسه کالخنزیر ویقول فی رکوعه سبحان ربی العظیم ثلاث
 اور سر کو سر کی برابر رکھ دی نہ اونچا کرے سانپ کی ہڈ اور نہ نیچا کرے سور کی مثال اور رکوع کی اندر سبحان ربی العظیم تین بار کہی
 مرات وذلك ادنی کمال السنة ویکره ان ینقص منها وان زاد علیها فهو افضل ان کان منفردا وکان
 اور یہ کمال سنت کا ادنی درجہ ہی اس سے کم کرنا مکروہ ہی اور اگر تین بار سے زیادہ کہی تو افضل ہی اگر منفرد یعنی تنہا پڑھتا ہو اور
 اتمامه علی وتر ثم یرفع راسه قائلا اسمع الله من حمده واذا استوی قائما یقول فی القیام ربنا لك الحمد
 عدد طاق پر پورا کرے پھر سمع اللہ من حمدہ کہتا ہو اسرا او ہٹا دی اور جب سیدہ کبڑا ہو جاوی تو قیام میں ربنا لك الحمد کہی
 ان کان منفردا ثم یکبر للسجود مع الانحطاط وان لم یکبر حال الانحطاط لا یکبر فی السجدة لفوات محله ثم
 اگر فصل منفرد ہو پہر سجدہ کی لٹی جکھتا ہو تکبیر کی او اگر اتفاقاً جکھتی وقت تکبیر رہ گئی تو سجدہ میں جا کر نہ کہی اسرا سطر کہ اسکا محل ہو گیا پہر
 یضم یدیه علی الارض مع ضم اصابعه ولا یندب ضم الاصابع الا فی هذه الحالة ثم یضع وجهه بیدیه
 اپنی دونوں ہتھ اوٹھکیان ملا کر زمین پر رکھی اور اونٹھکیان کا ملانا سوار اس محل کی کہیں مستحب نہیں ہی پہر اپنی پینا فی دونوں ہتھوں کی بیچ میں
 بحیث یکون ابهاما حذاء اذنیه ویدری ضبعیه الا فی الازدحام ویجافی بطنه عن فخزیه ویوجه اصابع
 اسطور پر رکھی کہ اوکسی دونوں انگوٹھی کا ٹون کی برابر رہیں اور دونوں پہلو کو ظاہر کر دی اگر انہو نہ ہو اور اپنی پیٹ کو دونوں سے الگ رکھی اور بلانڈ کی اوٹھکیان
 رجلیه نحو القبلة ویقول فی سجوده سبحان ربی الاعلی ثلاث مرات وذلك ادنی کمال السنة حتی یکبر
 قبل کی طرف رکھی اور سجدہ کی اندر سبحان ربی الاعلی تین مرتبہ کہی اور یہ کمال سنت کا ادنی درجہ ہی بیان نہ کہ اس سے کم کرنا مکروہ ہی
 ان ینقص منها وان زاد علیها فهو افضل ان کان منفردا وکان اتمامه علی وتر والمرأة فی السجود کالرجل الا انما
 اور اگر اس سے زیادہ کہی تو افضل ہی اگر فصل منفرد ہو اور تمام اسکا عدد طاق پر ہو اور عورت سجدہ کرنی میں من مرد کی ہی ہر تہا فرق ہی
 لا تبدی ضبعیه ولا تجافی بطنها عن فخزیه بل تلزق بطنها بفخذیه لکونه استرھا وتمام السجدة یکون
 کہ عورت اپنی پہلو کو ظاہر نہ کری اور نہ پیٹ کو ران سے جدا رکھی بلکہ اپنی پیٹ کو ران سے ملا رکھی کیونکہ یہ زیادہ پردہ پوش ہی اور پورا ہونا سجدہ کا
 بوضع الجبهة والانف ویکره باحدھا وکذا یکبر السجود علی کوع عماته ان کان کوعھا متصلا بالجبهة
 پیشانی اور ناک دونوں کی ٹکائی پر ہی ایک پر مکروہ ہی اور ایسی ہی سجدہ پکڑی کی بیچ پر مکروہ ہی اگر بیچ پکڑی کا پیشانی پر آ گیا ہو اہو
 ولم یکن غلیظا بحیث یوجد حجم الارض ولولم یکن متصلا بجبهته بل کان فوق الجبهة او کان غلیظا لا یوجد
 اور موٹا نہ ہو ایسا کہ زمین کی سختی محسوس ہوتی ہو اور اگر وہ بیچ پینا ہی نہ ہو بلکہ پیشانی ہی او پر ہو یا اتنا موٹا ہو کہ زمین کی
 فیه حجم الارض لا یجوز وکذا لا یجوز السجود علی کل شیء لا یوجد فیه حجم الارض کالعطن المحلوج والثلج والدخن
 سختی اس میں معلوم نہ ہو تو سجدہ جائز نہیں ہی اور ایسی ہی سجدہ ایسی ہر شی پر جائز نہیں ہی جس میں سختی اس میں جو جیسی دہنی ہوئی ہوئی اور برف اور چھینا

وأنه لو كان لا بد من استقرار الجبهة على الأرض أو ما يتصل بها أو وضع اليدين والركبتين على الأرض في السجدة ليس
 اورا تندی کی کیونکہ پیشانی زمین پر یا جزمین کی مثل ہی نہیں بنتی اور دونوں ہاتھ اور دونوں کھنٹوں کا زمین پر رکھنا سجدہ میں فرض نہیں
 بفرض بل هو سنة وأما وضع القدمين فقد ذكر القدر في الكرخي والخصاف أنه فرض حتى لو سجد ولم يضع قدمي
 ہی بلکہ سنت ہی اور دونوں پاؤں کا رکھنا سو قدری اور کرخی اور خصاف کہتی ہیں کہ فرض ہی بیان نکلتا اگر سجدہ کو کیا اور دونوں پاؤں
 أو أحدهما على الأرض لا يجوز ولو وضع أحدهما يجوز لكن يكره وذكر القدر تاشي أن وضع اليدين
 یا ایک پاؤں زمین پر نہ لگایا بلکہ دونوں زمین ہی اوٹھائی نہ تو جائز نہیں ہی اور اگر ایک پاؤں ہی لگائی رکھا تو جائز ہی ہے مگر وہ اور عمر تاشی کہتا ہی رکھنا دونوں ہاتھ کا
 والقدمين سواء في عدم الفرضية وقال أكمل الدين في شرح الهداية هو الحق وذكر في شرح المنية أنه بعيد عن الحق
 اور دونوں پاؤں کا فرض نہ ہونی میں برابر ہیں اور اکمل الدین شرح ہدایہ میں کہتا ہی یہ ہی حق ہی اور شرح منیہ میں یوں مذکور ہی کہ یہ حق ہی ہے ہی
 والمراد بوضع القدمين على ما ذكر في الخلاصة وضع أصابعهما والمراد بوضع الأصابع توجيههما نحو القبلة ليكون الاعتناء
 اور دونوں پاؤں رکھنی ہی موافق بیان خلاصہ کی پاؤں کی انگلیوں کا لگنا امرادی اور مراد انگلیوں کی رکھنی ہی انگلیوں کا متوجہ رکھنا قبل کی طرف تاکہ اوپر نہ رہی
 عليها حتى لو وضع ظهر القدمين ولم يوجه أصابعهما أو أحدهما نحو القبلة لا يصح سجدة وهذا ما يجب حفظه
 یہاں تک اگر پشت دونوں پاؤں زمین پر رکھی اور انگلیوں دونوں پاؤں کی یا ایک پاؤں کی قبلہ کی طرف نہ کی تو اسکا سجدہ صحیح نہیں ہی اسکا لحاظ واجب ہی
 وأكثر الناس عنه غافلون ثم يرفع رأسه مكبرا ويقعد ويضع يديه على فخذييه فإذا طمأن جالسا وسكن
 اور اکثر لوگ اس امر ہی غفلت کرتی ہیں پھر تکبیر کہتی ہوئی سر اٹھا کر بیٹھ جاوی اور دونوں ہاتھ رانوں پر رکھی جب بیٹھی ہوئی اطمینان ہو جاوی اور حرکت اعضا کی
 اضطراب أعضائه بأن يملك مقدار تسبيحة يكبر ويسجد سجدة ثانية كالسجدة الأولى واختلفوا في مقدار
 باقی نہ ہی اسطورہ کا باندہ ایک تسبیح کی زمانہ گزر جاوی تو تکبیر کہہ کر دوسرا سجدہ پہلی سجدہ کی طرح پر کری اور اس میں اختلاف ہی
 الرفع من السجدة الأولى للسجدة الثانية والأصح على ما ذكر في الهداية أن كان إلى السجدة أقرب لا يجوز لأنه لا يُعَدُّ
 کہ پہلی سجدہ ہی دوسری سجدہ کی واسطی کتنا پیری اور اصح روایت موافق بیان ہدایہ کی یہ ہی کہ اگر سجدہ ہی قریب ہی تو سجدہ ثانی جائز نہیں ہی اسلی کھالس و
 جالسا فلا يتحقق السجدة الثانية بل يصير كأنه سجد سجدة واحدة وإن كان إلى المجلس أقرب يجوز لأنه لا يُعَدُّ
 نہیں شمار کیا جاتا سو سجدہ دوسرا ثابت نہیں ہوتا بلکہ ایسا ہی گویا ایک ہی سجدہ کیا ہی اور اگر جلوس ہی قریب ہی تو جائز ہی اسلی کہ اب بیٹھا ہوا
 جالسا فيتحقق السجدة الثانية وقيل إذا رفع رأسه مقدار أربعين الريج بين جبهة والأرض يجوز لكن لا تقصر عليه
 شمار کیا جاتا ہی سو دوسرا سجدہ ثابت ہو جاتا ہی اور کوئی کہتا ہی اگر مصلیٰ فی اتنا سر اوبار کہ ہوا اسکی پیشانی اور زمین کی بیچیں کو گزر جاوی تو جائز ہی ہے پراسی پر کفایت کر لینا
 يكره أشد الكراهة لمخالفة ما واطب النبي عليه الصلوة والسلام مدة حيوته وأذا فرغ من السجدة الثانية يكبر
 سخت مکروہ ہی اسواسطی کہ ایسی امر کی مخالفت ہی جسکو نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام زندگی جبر کرتی رہی اور جب دوسری سجدہ ہی فارغ ہو چکی تو تکبیر ہی
 ويقوم مستويا ولا يعتمد بيديه على الأرض من غير عزربل يعتمد على ركبتيه ويفعل في الركعة الثانية كما فعل في
 اور سیدہ کبر اہو جاوی اور بدول عذر کی اپنی ہاتھوں کا زمین پر سہارا نہ دی بلکہ اپنی کھنٹوں پر سہارا کر کے کبر اہو جاوی اور دوسری رکعت میں وہ ہی عمل کری جو اولی
 الركعة الأولى إلا أنه لا يفتنه ولا يتعوذ ولا يرفع يديه فإذا أتمها ورفع رأسه من سجدة الثانية يفتش رجل اليسرى
 رکعت میں کہ چکای اتنا فرق ہی کہ تکبیر پھر تکبیر ہی اور اعوذ باللہ پڑھی اور نہ ہاتھ اوٹھادی جب دوسری رکعت پوری کر چکی اور اسکی دوسری سجدہ ہی اوٹھی تو نایمان پاؤں بچھا کر
 ويجلس عليها وينصب جلله يعني ويوجه أصابعه نحو القبلة ويضع يديه على فخذييه ويبسط أصابعه ويوجهها
 اوپر بیٹھ جاوی اور داہنا پاؤں کبر اہو اور اسکی انگلی قبلہ کی طرف رکھی اور دونوں ہاتھ رانوں پر رکھدی اور اٹھوں کی انگلیوں کو پیچھا کر قبلہ کی طرف کر دی
 نحو القبلة لأن السنة توجيه الأعضاء إلى القبلة ما استطاع والمرأة تتورع بان تخرج رجلها من جانب اليمين
 اسلی کہ تمام اعضا کا قبلہ کی طرف جہان تک ہو سکی متوجہ کرنا طریق مسنون ہی اور عورت سر میں یہ اسطورہ بیٹھی کہ دونوں پاؤں داہنی طرف کو نکال کر

وتجلس على الميتا اليسرى لانه استوطنا ثم يقشده ويقول التحيات لله والصلوات والطيبات السلام عليك ايها
 بائين سرين پر سید جاوی کیونکہ او کی ہائی اسین خوب پر دہ ہی پر تشہد پڑھی یہ کہی سلام ہی واسطی اللہ کی اور رحمت اور پاکیزگی اور سلام تمہاری
 النبی ورحمة الله وبركته السلام علينا وعلى عباد الله الصالحين اشهد ان لا اله الا الله واشهد ان
 نبی اور رحمت اللہ کی اور رحمتیں او کی اور سلام ہم پر اور صلحا و برنگان الہی پر
 محمد اعبده ورسوله ثم ان كان ما يصلی فرضا زائدا على الركعتين لا يزيد على هذا القدر من التشهد
 کہ محمد بندہ اور رسول او کا ہی اور رسول او کا پر اگر وہ نماز فرض دو رکعت ہی پر پڑھی تو اتنی تشہد ہی زیادہ قعدہ اولیٰ میں کچھ نہ پڑھی
 في القعدة الاولى بل يكبر ويقوم الى الركعة الثالثة بلا اعتداد ببدييه على الارض ان لم يكن له عذر ثم
 بلکہ تکبیر کہ کر تیسری رکعت کی کئی کڑا ہو جاوی لی عذر نہ تھا کہ سہارا زمین پر نہ کری

انه في ما بعد الاولين متخير ان شاء قرع الفاتحة فقط وهو افضل لكون قراءتها فيما بعد الاولين
 اسکو پہلی رکعتوں میں اختیار ہی اگر چاہی فقط سورۃ فاتحہ پڑھی یہ تو افضل ہی اسلوسی کہ سورۃ فاتحہ کا پڑھنا پہلی رکعتوں میں
 سنة في ظاهر الرواية حتى لو تركها اوضح انهما سورة سهول لا يلزمه سجود السهو وان شاء سهو ثلاث
 سنت ہی ظاہر الروایت میں یہاں تک اگر سورۃ فاتحہ کو ترک کری با او کی ساتھ سہوی کوئی سورت ملا دی تو سجدہ سہو کا نہیں آتا اور اگر چاہی تین بار تسبیح بھی
 مرات وان شاء سكت مقدارها الا ان كان سكت عدا يكون مسئيا لترك السنة وان لم يكن ما يصل
 اور اگر چاہی اتنی ویر چکا کثر ہی ہر اتنا ہی کہ اگر عدا چکا کثر ہی گا تو اجاب نہیں اسلئی کہ ترک سنت ہوتا ہی اور اگر وہ نماز فرض نہیں ہی
 فرضا بل كان نفلا او سنة مؤكدة مثل سنة الظهر والجمعة لا يكون مخيرا بين هذه الثلاثة بل يتعين عليه
 بلکہ نفل ہو یا سنت مؤکدہ ہو جیسی ظہر کی اور جمعہ کی سنتیں نواب ان تینوں امر میں اختیار نہیں ہی بلکہ او سپر پڑھنا
 قراءة الفاتحة مع ضم سورة اليها لكون القراءة فرضا في جميع ركعات النفل والسنة ثم آه في النفل يزيد على
 سورۃ فاتحہ کا معہ طانی کسی سورت کی مقرر ہی اسلئی کہ نفل اور سنتوں کی تمام رکعتوں میں قرات فرض ہی یہ مصلی نفلوں کی قعدہ اولیٰ میں تشہد ہی
 الشاهد ان يصلی على النبي صلى الله عليه وسلم في القعدة الاولى وباقي بالثناء والتعوذ اذا قام الى الثالثة لكون
 درود زیادہ کر دی اور سجاںک اللہم اور تعوذ با اللہ ہی پڑھی جیسی سورت رکعت پر کڑا ہو اسلوسی

كل شفع صلوة على حدة وأما سنة الظهر والجمعة فكون كل منها صلوة على حدة لا ياتي فيها بالثناء والتعوذ
 کہ ہر دو رکعت الگ الگ نماز ہی اور ظہر اور جمعہ کی سنتیں اسلئی کہ دونوں نماز علیحدہ مستقل ہیں تو سجاںک اللہم اور تعوذ با اللہ
 اذا قام الى الثالثة ولا يزيد على التشهد في القعدة الاولى حتى ذكر في القنية انه لو صلى على النبي صلى الله عليه وسلم
 جیسی ہی رکعت پر کڑا ہو تو نہ پڑھی اور پہلی قعدہ میں تشہد پر کچھ زیادہ نہ کری یہاں تک کہ قنیہ میں مذکور ہی کہ مصلی ظہر کی سنتوں کی پہلی
 في القعدة الاولى من سنة الظهر ففي وجوب سجود السهو قولان ثم انه يقعد في القعدة الاخيرة كما يقعد في القعدة
 قعدہ میں اگر دو رکہ دی تو سجدہ سہو کی واجب ہونی میں دو قول ہیں یہ مصلی قعدہ اخیرہ میں اسطوریہ پڑ جاوی جیسی پہلی قعدہ میں
 الاولى ويتشهد وبعد التشهد يصلی على النبي عليه الصلوة والسلام بقول اللهم صل على محمد وعلى آل محمد كما صليت
 پہلی ہوتا اور تشہد پڑھی اور عدت تک درود پڑھی اسطور اللہم صل علی محمد وعلی آل محمد کہ او پہ محمد کی جیسی رحمت نازل
 على ابراهيم وعلى آل ابراهيم انك حميد مجيد ولوالدي ان كانا مؤمنين ولجميع المؤمنين ولجميع المؤمنين والمؤمنين
 اور ابراہیم اور آل ابراہیم کی سنک تو صاحب حمد اور برتری پر استغفار کری اپنی اور بنی مان باپ کی وہی گروہ دونوں مؤمن ہوں اور تمام مؤمن مرد اور مؤمن عورتوں کی
 اذيقول اللهم اغفر لي ولوالدي ولجميع المؤمنين والمؤمنات يوم يقوم الحساب ويدعو بالدعوات لما شوق عن
 اذ صلی ورویل کی اتنی بخش دی تجھ کو اور میری ماں باپ کو اور تمام مؤمن مردوں اور مؤمن عورتوں کو جس روز حساب قائم ہو اور وہ دعا میں پڑھی جو حق علیہ السلام ہی

النبي عليه الصلوة والسلام وما يشبه الفاظ القرآن مثل ان يقول ربنا اتنا في الدنيا حسنة وفي الآخرة

حسنة وقينا عذاب النار ربنا الا نزرع قلوبنا بعدا في هديتنا وهب لنا من لدنك مرحمة انك انت

الوهاب

وخذ ذلك فانه اذا قصد بها الدعاء لا القراءة تكون الفاظا مشبهة بالفاظ القرآن ولا يكون

قرا باحتي يجوز الدعاء بها مع الجنابة والحبض ولا يدعوا بيشبه كلام الناس وهو لا يستحيل عليه منهم

مثل ان يقول اللهم اعطني مالا اللهم امرزقني جارية اللهم زوجني امرأة فانه اذا دعى بها تكون صلوة تامة

لخرجه منها بدون السلام الذي هو واجب فاذا فرغ من الادعية التي بعد التشهد يسلم ولا عن يمينه وثانيها عن

يساره ويقول في كل واحد منهما السلام عليكم ورحمة الله ولا يقول في واحد منهما وبركته فانه من عادة الجاهل

بأن يقرأ في كل واحد منهما بركته ورحمة الله ولا يقول في واحد منهما وبركته فانه من عادة الجاهل

بأن يقرأ في كل واحد منهما بركته ورحمة الله ولا يقول في واحد منهما وبركته فانه من عادة الجاهل

بأن يقرأ في كل واحد منهما بركته ورحمة الله ولا يقول في واحد منهما وبركته فانه من عادة الجاهل

بأن يقرأ في كل واحد منهما بركته ورحمة الله ولا يقول في واحد منهما وبركته فانه من عادة الجاهل

بأن يقرأ في كل واحد منهما بركته ورحمة الله ولا يقول في واحد منهما وبركته فانه من عادة الجاهل

بأن يقرأ في كل واحد منهما بركته ورحمة الله ولا يقول في واحد منهما وبركته فانه من عادة الجاهل

بأن يقرأ في كل واحد منهما بركته ورحمة الله ولا يقول في واحد منهما وبركته فانه من عادة الجاهل

بأن يقرأ في كل واحد منهما بركته ورحمة الله ولا يقول في واحد منهما وبركته فانه من عادة الجاهل

بأن يقرأ في كل واحد منهما بركته ورحمة الله ولا يقول في واحد منهما وبركته فانه من عادة الجاهل

بأن يقرأ في كل واحد منهما بركته ورحمة الله ولا يقول في واحد منهما وبركته فانه من عادة الجاهل

بأن يقرأ في كل واحد منهما بركته ورحمة الله ولا يقول في واحد منهما وبركته فانه من عادة الجاهل

بأن يقرأ في كل واحد منهما بركته ورحمة الله ولا يقول في واحد منهما وبركته فانه من عادة الجاهل

بأن يقرأ في كل واحد منهما بركته ورحمة الله ولا يقول في واحد منهما وبركته فانه من عادة الجاهل

بأن يقرأ في كل واحد منهما بركته ورحمة الله ولا يقول في واحد منهما وبركته فانه من عادة الجاهل

بأن يقرأ في كل واحد منهما بركته ورحمة الله ولا يقول في واحد منهما وبركته فانه من عادة الجاهل

بأن يقرأ في كل واحد منهما بركته ورحمة الله ولا يقول في واحد منهما وبركته فانه من عادة الجاهل

بأن يقرأ في كل واحد منهما بركته ورحمة الله ولا يقول في واحد منهما وبركته فانه من عادة الجاهل

بأن يقرأ في كل واحد منهما بركته ورحمة الله ولا يقول في واحد منهما وبركته فانه من عادة الجاهل

بأن يقرأ في كل واحد منهما بركته ورحمة الله ولا يقول في واحد منهما وبركته فانه من عادة الجاهل

بأن يقرأ في كل واحد منهما بركته ورحمة الله ولا يقول في واحد منهما وبركته فانه من عادة الجاهل

بأن يقرأ في كل واحد منهما بركته ورحمة الله ولا يقول في واحد منهما وبركته فانه من عادة الجاهل

بأن يقرأ في كل واحد منهما بركته ورحمة الله ولا يقول في واحد منهما وبركته فانه من عادة الجاهل

بأن يقرأ في كل واحد منهما بركته ورحمة الله ولا يقول في واحد منهما وبركته فانه من عادة الجاهل

ویکره له القمائل علی عیناه مرة وعلی سیراه اخی لانہ من العبت المنافی الخشوع یسرنا الله علی الخاشعین
 اذکر وہی کہ کہی داسنی پانویہ جہکاموی اور کہی بائین پر اسوا سطر کی یہ سبب عبت انکسار کی خلافی آئی جہر اسٹان کر عمل خاشعین کا سا

صلی اللہ علیہ وسلم صلوٰۃ الجماعة تفضل صلوٰۃ الفرد بسبع وعشرين درجة هذا الحديث من صحاح

فعلیٰ هذا ينبغي التوهم ان يداوم على اداء الصلوات الخمس بالحجۃ لينال الثواب الموعود فان الحجۃ فيها
 امر روايتی کی موافق مؤمن کو لازم ہے کہ ہمیشہ پانچوں نمازیں جماعت کی ساتھ ادا کرے تاکہ ثواب وعدہ کیا ہو یا وہی

الاسلام وخصائصه التي لم تكن في سائر الأديان وان تركها بعض منهم بغير عذر يجب تعزيره ولا يقبل
نشأته اذ ليس خاص عبادة بل كتمام دين من دينين اور اگر جماعت کو کوئی شخص بلا عذر ترک کر دی تو اسکو تعزیر دینا واجب ہے اور اسکی گواہی

و مطالعہ کنندہ عذر و قیل و قذازالم یکن عن تکاسل و قلة مبالة بها و لم یواظب علی ترکها و آخلف العلماء
اور فضیلتی کتابوں کا مطالعہ عذر نہیں ہی اور کوئی کہتی ہی عذری اگر سستی کی مادی اور جماعت کی ہی پروائی ہی نہ ہو اور ترک جماعت کی عادت نہ کری اور علماء کہہ کی

در مسجد من تلاش کری بلکہ اگر مسجد میں گیا اور جماعت کی نماز پڑھی تو بہتر ہے اور اگر اپنی مسجد میں پڑھ لی تو بھی بہتر ہے اور اگر اپنی نماز میں جا کر انہی

ان تساوا في العلم والقراءة فاوثرهم وان تساوا في هذه الاوصاف الثلاثة فاكبرهم سنا وان تساوا في هذه الازمنة

او اكران تينون اوصاف من برابر هون او اگران چارگون اوصاف من برابر هون
توجع من برابر هون

ساووا فی هذه السبعة فانظروهم ثوبا وان تساوا فی هذه الصفات كلها یقرع او یكون الخیار الى الجماعة وبیکره نقد

به ولا يأتي بالشاء بل يسعم وينصت وان وجدة في الركوع يكبر للافتتاح قائما ثم يركع لكن ان وقم ركوعه مع رفع الامام
 اور سچانک اللہ نہ پڑھی بلکہ چپ رہ کر سنا کری اور اگر امام کو رکوع میں پاوی تو تکبیر تحریمہ کہی ہوئی کہ رکوع میں جبکی پر رکوع اگر امام کی سر اوٹھا ہی ہوئی واقع ہوگا
 راسہ کہ لا یكون مدرک لتلك الركعة بل يكون مسبوق لان ادراك الركعة انما يتحقق اذا وجد المشاركة مع الامام
 تو اسکو وہ رکعت حاصل نہ ہوگی بلکہ باعتبار اس رکعت کی مسبوق ہوگا اسلئے کہ رکعت کا حاصل ہونا جب ہی ہوتا ہی کہ امام کی ساتھ نہ سادی رکوع میں
 في الركوع كله او في فقد لا تسبى فلو لم توجد وان كبر حال كونه الى الركوع اقرب لا يصير بشا رعا في الصلوة لان الشتر
 یا بار ایک بار سچان رب العظیم کی شرکت پائی جاوی اور شرکت پائی نہیں گئی اور اگر کسی تکبیر تحریمہ کی حالت میں کہ رکوع سے نزدیک ہوتا تو اس صورت میں غازی نہیں
 تکبیرة الافتتاح في محض القيام ولم يوجد ومن اتى المسجد ووجد الامام في السجدة او القعدة يلزم ان يكبر للافتتاح
 یہ کہ تکبیر تحریمہ خالص قیام میں ہو سکتی ہوئی نہیں اور جو شخص مسجد میں آیا دیکھا کہ امام سجدہ میں ہی یا قعدہ میں ہی تو لازم ہے کہ تکبیر تحریمہ قیام خالص میں کہہ کر
 قائما ثم يبادر الى متابعة الامام في السجدة او القعدة وان لم يكن تلك السجدة وتلك القعدة محسوبة من صلاته
 پھر جلدی ہی واسطی متابعت امام کی سجدہ میں یا قعدہ میں شریک ہو جاوی اگرچہ وہ سجدہ اور وہ قعدہ اسکی غازی میں ہجرا نہیں
 لكن يلزمه ان يكبر للافتتاح قائما ثم يبادر الى متابعة الامام في السجدة والقعدة وكثير من الناس لا يفعلون كذلك
 برا سکو لازم ہے کہ تکبیر تحریمہ قیام میں کہہ کر جلدی ہی سجدہ میں اور قعدہ میں امام کی متابعت کری اور اکثر لوگ ایسا نہیں کرتی
 بل يحث احدهم المسجد ويجد الامام في السجدة او في القعدة فيقف منتظرا باه حتى يفرغ من السجدة او القعدة ويعود
 بلکہ بعضا شخص مسجد میں اگر امام کو سجدہ یا قعدہ میں پاتا ہی تو اتنی دیر امام کا منتظر کھڑا رہتا ہی کہ سجدہ یا قعدہ ہی فارغ ہو کر کھڑا ہو
 الى القيام ثم يقدرى به فمن يفعل كذلك فانه يضيع على نفسه اجر كبيرا وثوابا كثيرا فاللزام له ان يكبر للافتتاح
 بہر اسکا اقتدار ہی سو جو شخص ایسا کرتا ہی تو ہذا ہی ثواب اور اجر عظیم سموتا ہی اسکو لازم ہے کہ تکبیر تحریمہ کہہ کر
 قائما ثم يسارع الى متابعة الامام في أي حال كان لما روى عن ابو هريرة انه عليه السلام قال اذا جئتم الى الصلوة
 جلدی ہی امام کی متابعت کری امام کسی ہی حال میں ہو اسلئے کہ ابو ہریرہ سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام فی فرمایا کہ جب تم غازی کی آؤ
 ونحن يسجد فاسجدوا ولا تعدوها شيئا وروى عن ابن مسعود انه قال في المسبوق المذكور لعل لا يرفع راسه حتى يغفر
 اور ہم سجدہ میں ہوں تو ہی سجدہ کرو اور اسکو کچھ ہجرا نہ سمجھو اور ابن مسعود سی روایت ہی کہ ابی مسروق کی حق میں کہتی تھی شاید کہ ابی سر نہ دھاؤ لگا جو اسکو سخت
 له ويكره للمقتدى ان يسارع الى الركوع والسجود قبل الامام وان يرفع راسه من الركوع والسجود قبل الامام لما روى عن
 اور مقتدی کو مکروہ ہی کہ امام سی پہلی رکوع اور سجدہ میں جلد ہی چلا جاوی اور امام سی پہلی رکوع اور سجدہ میں ہی سر اوٹھا لی اسلئے کہ ابو ہریرہ سی
 ابی هريرة انه عليه السلام قال انما جعل الامام ليؤتم به فلا تختلفوا عليه فاذا ركعوا واذا قال سمع الله لمن حمده
 روایت ہی کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام فی فرمایا امام سی واسطی مقرر ہوا ہی کہ اسکی اطاعت کریں سوا اسکی خلاف نہ کرو جب رکوع کری تو تم رکوع کرو اور جب وہ سمع اللہ لمن حمده
 فقولوا ربنا لك الحمد واذا سجد فاسجدوا وفي حديث اخر انه عليه السلام قال يا ايها من احكم اذا رفع راسه
 تو تم ربنا لك الحمد اور جب وہ سجدہ کری تو تم سجدہ کرو اور ایک اور حدیث میں ہی کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام فی فرمایا اگر کوئی تم میں ہی امام سی پہلی رکوع اور سجدہ میں ہی
 من الركوع والسجود قبل الامام ان يجعل الله راسه راس حمار ويجعل صورته صورة حمار وفي هذين الحديثين وعيد شديد
 سر اوٹھا لی تو اس عذاب سی اسکو کیا بچاؤ ہی کہ اللہ تعالیٰ اسکا سر گدھ کی کاسا بنا دی اور اسکی صورت کہی کیسی پلٹ دی اور ان دو لو حدیثوں میں موافق بیان کو کافی کی
 على ما ذكره الكرمانى لان المسخر عقوبة لا تشبه سائر العقوبات فلذلك ضرب بها المثل ليعتق هذا الصنع ويجذر من
 بڑا سخت وعید ہی اسکی صورت کا بدل دینا تمام عقوبات سی بڑھ کر ہی سوا پہلی اسکو ضرب المثل کیا تاکہ اس گدھ سی بچیں اور باز میں اور جو شخص
 دخل المسجد ووجد القوم قد شرعوا في الصلوة يكره له ان يدخل في خلال الصف ويصلي السنة فخالط الصف فيخالفهم
 مسجد میں اگر دیکھی کہ جماعت قوم کی شروع ہو گئی ہی اب اسکو مکروہ ہی کہ صف کی اندر کہہ کر صف میں علی ہوئی سنیتیں پڑھنی لگی

اور اگر امام کی سر اوٹھا ہی ہوئی واقع ہوگا

فی القيام والقعود والركوع والسجود بل السنة ان یصلی السنة فی بیتہ وهو افضل اذ فی خارج المسجد وخلف اسطوانة فی
 یوم قیام اور قعود اور رکوع اور سجدہ میں اونکی مخالفت کی جائے بلکہ ہر منسلک ہی کہ سنتیں اپنی کہ میں پڑھی بہت تو سب ہی بہتر ہی یا مسجدی یا ہر پڑھی یا سجدوں کی اور میں
 اووا الشبہ بذلك فی کونہ جائد لان لا یتیان بہا خلف الصف من غیر جائز مکروہ و فی خلال الصف اشد کواہتہ ویکوہ
 یا اسکی مانند کسی اور چیز کی اور میں پڑھی اسکی کہ سنتوں کا پڑھنا صف کی پیچیدہ دن جائز ہونی کسی چیز کی مکروہ ہی اور صف کی مانند مکروہ بہت ہی مکروہ ہی اہم کو مکروہ ہی
 للامام ان یثقل علی القوم بالطویل الزائد عن حد اقل السنة فی القراءة والاذکار علی وجہ یحصل السبل للقوم لان
 کہ قوم پر قرات اور اذکار میں کہ درجہ سنوں سی زیادہ پڑا کر اتنا بوجہ ڈالے کہ قوم کو ملالت آتی لگی اسلوسی کہ اس صورت میں جماعت ہی نفرت کرنی لگیں گی
 فذلك سبب للتنفیذ عن الجماعة والتنفیذ عن الجماعة یؤدی الی حرمان الثواب الزائد علی صلوة الفرد بسبب وعشر عشر حجة و
 اور جماعت نفرت کرنی میں اس ثواب سی محروم ہو جاوے گی جو انکی کی ہے پر ستائیس درجہ زیادہ ہوتا ہی اور
 یتکون مکروہا لکن لا ینبغي ان ینقص عن قدر اقل السنة فی القراءة والتسبیحات اللهم لا تم غیظہم معذرتہ فیہ وسنة القراءة
 مکروہ ہو گیا لیکن یہ نہیں چاہی کہ قرات اور تسبیحات میں کہ درجہ سنوں سی کمشادی یا آتی شاید اسلوسی کہ اونکو اس میں کوئی غرض نہیں ہی اور غیر کی
 فی صلوة الفجر فی الركعتین ادناها بعد الفاتحة اربع اية ووسطها استون اية واصلها حاشا اية لما روی انہم
 نماز میں دو نور رکعت کی اندر قرات سنوں اذ فی درجہ بعد سورہ فاتحہ کی چالیس آیتیں اور پچھکار درجہ ساٹھ آیتیں اور اعلیٰ درجہ سو آیتیں میں اسلوسی کہ جو بہت ہی کہ چالیس
 کان یقرأ فی صلوة الصبح بعد الفاتحة مقدرا ربیعین اية او ستین اية او مائة اية واحیاناً کان یقرأ سورۃ الفاتحة وایحیانا
 صبح کی نماز میں بعد سورہ فاتحہ کی تحفینا چالیس آیتیں یا ساٹھ آیتیں یا سو آیتیں پڑھا کرتی ہی اور بعض دفعہ سورہ ق پڑھتی ہی اور کہی
 کان یقرأ سورۃ الروم وقد ثبت علی ما ذکر فی سفر السعادة ان ابن عمر قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یأمرنا بالتخفیف
 سورہ دوم پڑھتی ہی اور ثابت ہو چکا ہی چنانچہ سفر السعادت میں مذکور ہی کہ ابن عمر کہتے ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہو تخفیف کی لئی فرمایا کرتی ہی
 ویؤمرنا بالتخفیف ویعلم من ہذا ان قراءة والصلوات من باب التخفیف الذی امر بہ النبو صلی اللہ علیہ وسلم وادنی ما
 اور آپ الامت میں والصفات پڑھتی اس سی معلوم ہوتا ہی کہ والصفات کا پڑھنا تخفیف میں داخل ہی چکی لئی نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتی ہی اور کوع
 یحصل بہ السنة فی تسبیحات الركوع والسجود ثلاث لما روی انہ علیہ الصلوۃ والسلام قال اذا کرہم احکم فلیقل
 اور سجدہ کی تسبیحات میں ادنیٰ درجہ سنت کا تین یا ہی اسلوسی کہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام فرماتی ہی جب کوئی رکوع کر ہی
 ثلاث مرات صبحان ربی العظیم وذلك ادناه واذ اسجد فلیقل سبحان ربی الاعلیٰ ثلاث مرات وذلك ادناه والمراد انی ما
 توفیق بار سبحان ربی العظیم ہی اور یہ ادنیٰ مرتبہ ہی اور جب سجدہ کر ہی توفیق بار سبحان ربی الاعلیٰ ہی اور یہ ادنیٰ مرتبہ ہی اور مراد یہ ہی کہ ادنیٰ درجہ
 یحصل بہ السنة ولذلك ینقص عن الثلاث وان زاد علی الثلاث فهو افضل لان الثلاث اذا کان الادنیٰ فلا شک
 جسیں سنت ادا ہو جاوی اور اس ہی تین یا ہی کہ کہنا مکروہ ہی اور اگر تین یا ہی زیادہ ہی تو افضل ہی اسکی کہ تین مرتبہ جب ادنیٰ درجہ پڑا تو بیشک
 ان الزیادة علی الادنیٰ تكون افضل لکن الامام لا یرید علی الثلاث الا برضی الجماعة فاذا اراد برضاہم فالسنة ان ینتہم
 ادنیٰ مرتبہ پر زیادہ کہنا افضل ہو گیا پر امام تین یا ہی زیادہ بدون مرضی جماعت کی نہ پڑا دی ہر جب اونکی مرضی ہی زیادہ پڑا دی تو پھر سنوں میں ہی کہ طاق پر
 علی وتروہوا ما خمس او سبع لان الثلاث لما کان الادنیٰ وكان المستحب لا یثار فاسباب ان یکون الاوسط محسناً والا کمل
 ختم کر ہی اور وہ یا تو پانچ ہی یا سات اسکی کہ تین مرتبہ جب ادنیٰ پڑا اور ایثار بہر حال مستحب ہی تو مناسب ہو کہ پچھکار درجہ پانچ دفعہ ہو اور کمال مرتبہ
 سبعاً ویکوہ الامام ان یجملہم عن اکمال اقل السنة فی تسبیحات الركوع والسجود وقراءة التشمید لکن لو رفع الامام لاسہ
 سات دفعہ اور امام کو مکروہ ہی کہ جلدی کر کہ قوم کو ادنیٰ مرتبہ سنت کا رکوع اور سجدہ کی تسبیحات میں اور تشہید کی پڑھنی میں پورے نہ کرنی دی لیکن اگر امام رکوع اور سجدہ میں سی
 من الركوع والسجود قبل ان یسبح المقتدی ثلاثاً فانه یتابع وأما قولہ الامام من القعدة الاولى الی الركعة الثالثة قبل ان
 اس ہی پہلی سات دفعہ ہی کہ مقتدی تین بار تسبیح ہی تو مقتدی ہتا بہت ہی کری ان اگر امام قعدہ اولیٰ ہی تیسرے رکعت کی لئی اس سی پہلی کرا ہو جاوی

یتم المقتدی التشهد فانه یتمه ثم یقوم وان قام قبل ان یتیمه یجوز وكذا لو سلم الا حام فی المقعدة الاخيرة قبل ان

کرمقتدی تشهد پورا کرئی تو اب مقتدی تشهد پورا کرئی بہر کھڑا ہو اور اگر پورا کرئی نہ ہو پھر کھڑا ہو یا نہ ہو اگر امام قعدہ اخیرہ میں اس سے پہلے

یتم المقتدی التشهد فانه یتمه ثم یسلم وان سلم قبل ان یتیمه یجوز ولو سلم الا حام قبل ان یتیمه المقتدی بالصلوة

سلام پیرہی کہ مقتدی تشہد پورا کرئی تو اب مقتدی تشہد پورا کرئی بہر سلام پیرہی اور اگر تشہد پورا کرئی نہ ہو پھر سلام پیرہی تو یہ جائز ہے اور اگر امام فی سلام اس سے پہلے پیرہے

والدعاء یتابعه لانها سنة بخلاف التشهد فانه واجب المجلس الخامس والخمسون فی بیان صلوة

اور دعا پڑھی تو اب امام کی متابعت ہے کڑی اس واسطے کہ یہ سنت ہے بخلاف تشہد کی کہ یہ واجب ہے مجلس پچھن نماز جنازہ

الجنائزہ وکیفیتها قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا صليتم على الميت فاخلصوا له الدعاء هذا الحديث من حسان

اور اسکی کیفیت کی بیان میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم مردہ پر نماز پڑھو تو اسکی اپنی خالص دعا کرو یہ حدیث مصابیح کی حسن

المصابیر رواه ابوهريرة وقد ذكر فيه الصلوة على الميت مع اخلاص الدعاء له فيها فلا بد من معرفتها وهي فرض كفاية لقوله

حدیثوں میں سے ہے ابو ہریرہ کی روایت سے اور بیشک صحیح نماز جنازہ کا ذکر ہے کہ اوس میں مردہ کی واسطی خالص دعا ہو سو اسکی معرفت ضروری اور وہ بدلیل اس آیت کی ہے

وَصَلِّ عَلَيْكُمْ اِنْ صَلَاتُكَ سَكَنَ كُمْ فانه تعالى امر بها في هذه الآية فتكون فرضا وانما كانت فرضيتها على الكفاية

اور نماز پڑھنے کی ہر ایک تہی نماز اسکی ہی کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اوس نماز کا اس آیت میں امر فرمایا تو فرض ہوگئی اور اسکی فرضیت علی الکفا یہ اس آیت کی ہے

لان في ايجابها على الجميع استحالة اوجرها فاكتمى بالبعض ولو كان لاحدا لکن الا فضل ان تكون بالجماعة ويقصد

کہ تمام خلق پر واجب کرنی میں تو بہت دشواری اور حرج ہے لاچار بعض پر اکتفا کیا گیا اگرچہ ایک ہی شخص ہو پر افضل یہ ہے کہ نماز جنازہ جماعت سے ہو اور جتنی

كثرتم ملادوى عن ابن عباس انه عليه الصلوة والسلام قال ما من رجل يبيت فيقوم على جنازته اربعون رجلا

زیادہ ہو سو بہتر اس واسطی کہ ابن عباس کی روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا جو شخص مجاہد ہو پھر اسکی جنازہ پڑ جائے سو ہر مؤمن جو

لا يشركون بالله شيئا الا شفعم الله فيه وفي حديث اخر رواية ام المؤمنين عائشة انه عليه الصلوة والسلام

کچھ شریک نہیں کرتی ہیں کچھ ہیں ہوں پھر اللہ اسکی شفاعت اسکی حق میں مان ہی لیتا ہے اور ایک اور حدیث میں ام المؤمنین عائشہ کی روایت سے ہے کہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے

قال ما من ميت يصلى عليه امة من المسلمين يبلغون مائة كلهم يشفعون له الا نشفعهم الله فيه وسبب

فرمایا جو مردہ کہ اس پر ایک جماعت مسلمانوں کی جو سو تک پہنچ جاوی نماز پڑھی وہ سب اسکی شفاعت کریں تو اسکی شفاعت اسکی حق میں اللہ قبول کرتا ہے اور وجوب

وجوبها للميت لاضافتها اليه اذ يقال صلوة الجنائزہ ونشرط صحتها اشرائط الصلوة واسلام الميت وطهارته

اس نماز کا میت کی اپنی اس واسطی ہے کہ میت کی طرف منسوب ہے کیونکہ صلوة الجنائزہ کہلاتی ہے اسکی صحت کی اپنی نماز کی شرطیں ہیں اور مردہ کا مسلمان اور پاک

وكونه امام المصلی وركنهما القيام عند عدم العذر واربع تكبيرات والدعاء الا ان الا حام يتحمل عن المسبق

اور نماز یوں کی سامنی ہونا اور اس نماز کا رکن قیام ہے اگر کوئی عذر نہ ہو اور چار تکبیریں اور دعا اتنا ہی کہ امام مسوق کی طرف سے ہے ہر چاہتا ہی

فانه اذا خشي ان ترفع الجنائزہ بترك الدعاء ويكتفى بالتكبيرات ولو ترك واحدة من هذه التكبيرات لا يجوز

پہچب یہ خوف ہو کہ جنازہ اٹھالینگی تو دعا موقوف رکھی اور تکبیرات ہی پر اکتفا کرے اور اگر کوئی ان چاروں تکبیرات میں سے ایک کو بھی ترک کر دینا تو اسکی نماز

صلوته لكون كل تكبيرة منها قائمة مقام ركعة ولهذا قيل اربع اربع الظاهر فحل الدعاء ينبغي ان يكون بعد

چاہئے نہ ہوگی اس واسطی کہ ہمیں ہر ایک تکبیر کا مقام ایک رکعت کی ہے اور پہلی کہا کرتے ہیں یہ چاروں جیسے ظہر کی چاروں اور دعا کا محل مناسب یہ ہے کہ تین تکبیروں

ثلث تكبيرات لكون البدايا بالثناء على الله تعالى ثم بالصلوة على النبي صلى الله عليه وسلم سنة الدعاء وارجح

کہ بعد ہو اس واسطی کہ اعلیٰ اللہ تعالیٰ کی شہ

للقبول فيلزم ان يكون بعد التكبيرة الاولى الشاء على الله تعالى كما في سائر الصلوات وبعد التكبيرة الثانية الصلوة

قبولیت کا ہے اس لیے لازم یہ ہے کہ پہلی تکبیر کے بعد اللہ کی شہ ہو وی چنانچہ تمام نمازوں میں ہوتی ہے اور دوسری تکبیر کی بعد نبی صلی اللہ علیہ پر

درمقتدی درود

نماز

اور چوتھی تکبیر کے بعد سلام اور اسکی بعد سوا سلام کی کوئی دعا نہیں ہے
اسلمی کرب و وقت نمازی فارغ ہو چکا ہے سو فی فقط سلام ہی فارغ ہوئی ہیں اور

وذكرنا وانثانا اللهم من احييته منا فاحيه على الاسلام ومن توفيته منا فتوفه على الايمان وخص هذا

وَلَقَدْ نَزَّلْنَاهُ بِالْحَقِّ وَأَوَّلُ نَزْلِهِ الْبَشَرِ ۚ لَقَدْ فِي ذَلِكَ لَآيَاتٍ لِّأُولِي الْأَبْصَارِ ۚ

فتوفہ علی الایمان اللہم اجعلہ لنا فرطاً اللہم اجعلہ اجرًا وحرّاً اللہم اجعلہ لنا سافراً ومنتقياً برحمتک

رحمت سی ایس جی زیادہ مہربان اور جو شخص ایسی وقت آوی کہ امام تم تکبیر تحریم کہ چکا ہو تو یہ ایسی تکبیر شروع کرے بلا ایسی ہر ایسی امام دو دوسری تکبیر ہی پس امام کی یہ تکبیر یہ
هذا التكبير في حقه تكبيرة الافتتاح فيصير مسبوقا بتكبيرة فاذا سلم الامام يقضيها قبل ان ترفع المجازاة و
 بعد تکبیر اس کے بعد امام کی تکبیر تحریم کی ہوگی سو یہ شخص بخلاف اس تکبیر کی سبق ہوگا تکبیر امام پہری تو اس کو مجازہ کی اور پھر ہی پہلی قضا کرے اور

[illegible]

تین تکبیروں کا سبق ہوگا۔ پہر جب امام سلام پھیری تو تکبیر بی درپی غیر دعا کی جنازہ کی اور پھر ہی پہلی قضا کی اسو سطحی کے جنازہ تکبیر پوری ہوئی پہلی نماز میں۔

ممنزلة المدرک لتلك التکبيرة اذ لا يمكنه ان یکبر معه الا یخرج وان لم یکبر الا ولی حتی یکبر الامام الثانی

ہو یا اس تکبر کا سدوک ہی اسوہطی گمبیہ امام کی سائبہ بدون حرج کی تکبیر نہیں کہہ سکتا اور اگر اسنی تکبیر ادا نہ ہو، اتنی کہ امام فی دوسری تکبیر کہدی

یکبر مع الامام ولا یکبر لاولی حتی یسلم الامام لانه لو کبر لاولی ینکون قضاء والسبوق لا یشتمل بقضاء ما قد سبق
 ثواب امام کی شامل تکبیر کی اور تکبیر اولی نہ کی جب تک کہ امام سلام پہنچے اسلئے کہ اگر اب تکبیر اولی پہنچا تو قضاء ہو وی کی اور سبق کو گزشتہ کی قضاء میں امام کی فراغت سی
 قبل فراغ الامام وان لم یکبر حتی یکبر الامام اربعاً یکبر هو لا افتتاح قبل ان یسلم الامام و اذا سلم الامام یکبر ثلاثاً
 پہلی نہ لکنا چاہی اور اگر تکبیر اولی نہ کہی تھی کہ امام فی چاروں پوری کر دین ثواب یہ شخص امام کی سلام سی پہلی تکبیر افتتاح کی اور علیہ سلام پہنچے تو تینوں تکبیریں
 صتاً اربعاً بلا دء قبل ان ترفع الجنائزۃ وان کبر مع الامام التکبیرۃ الاولی ولم یکبر الثانية والثالثة یکبر ہما ثم یکبر
 فی دربی دون عاک جنازہ کی اوٹنی سی پہلی کہوی اور اگر امام کی ساتھ تکبیر اولی تو کبھی دوسری اور تیسری تکبیر نہ کی تو پہلی یہ دونوں تکبیریں کی ہر امام کی ساتھ
 مع الامام الرابعة وقال ابو یوسف من جاء بعد اکبر الامام تکبیرۃ الافتتاح یکبر کما جاء ولا ینظر التکبیرۃ الثانیۃ
 چونکہ تکبیر کی اور امام ابو یوسف کہتی ہیں جو شخص ایسی وقت آیا کہ امام تکبیر کر چکا تو آتی ہی تکبیر کر چکا شامل ہو جاوی دوسری تکبیر کا منتظر نہ رہی
 قال ابرہیم الحلبي فی شرح المنیۃ ویقولہ ناخذ وان جاء بعد اکبر الامام الرابعة یکبر لا افتتاح قبل ان یسلم
 ابرہیم حبیب منیہ کی شرح میں کہتی ہی اور منیٰ انکا ہی قول لیا ہی اور اگر ایسی وقت آیا کہ امام چوتھی تکبیر کر چکا تو امام کی سلام سی پہلی تکبیر افتتاح کی
 الامام و اذا سلم یقضى ثلاث تکبیرات عنده قال ابرہیم الحلبي وعلیه الفتی ومن دفن قبل ان یصلی علیہ یصلی
 اور علیہ سلام پہنچے تو تینوں تکبیریں قضا کری امام ابو یوسف کی نزدیک ابرہیم حبیب کہتی ہی اور اس ہی پر فتویٰ ہی اور جو مردہ نماز جنازہ سی پہلی دفن ہو گیا ہو تو اُس کو
 علی قبرہ عالم یتقضم اقامۃ للواجب بقدر الامکان والمعتبر فی معرفۃ عدم تقضیہ اکبر الراۃ علی الصحیح لانه
 قبر پر نماز پڑھیں جب تک کہ سانس نہ ہو تا بقدر امکان واجب ہو جاوی اور کہنی اور نہ کہنی کی باب میں صحیح مذہب پر غالب لای معتبر ہی اسلئے کہ یہ حالت
 یختلف باختلاف ازمان من الحر والبرد وباختلاف حال المیت من السمن والهلل واولی الناس بالاعادة فی الصلوة
 باعتبار اختلاف زمانہ گرمی اور جڑی کی اور باعتبار اختلاف حال مردہ کی موٹاپی اور دلی پن میں یکساں نہیں ہوتی اور نماز جنازہ کی امامت کی
 علیہ السلطان ان حضرت القاضی ثم امام الحی ثم الولی علی ترتیب العصبۃ فی الامر فان سبب العصبۃ بنفیر
 سلطان ہی اگر بروقت موجود ہو پھر قاضی پھر امام قوم کا پہرولی ترتیب عصبۃ وراثت کی اعتبار سی بیشک سبب عصبۃ کا اثر میں
 اولاً البتۃ ثم الابۃ ثم الاخوة ثم العمۃ واذ انتہی الحق الیہ یجوز لہ ان یاذن لغيره ان یصلی علیہ ولبس لغيره
 اول بنوت ہی پھر اوت پھر اخوت پھر عمومیت اور جہا امامت کی چکا حق پھر چکی نزا و سکو اختیار ہی کہ امامت کی ہی اور کیسکو اجازت دیدی اور اگر کیسکو
 ان یصلی لغير اذنه وان صلی غیرہ بغیر اذنه فله ان یعید ان شاء وبعد صلی علیہ هو او من کان مقدراً علیہ من
 یہ اختیار نہیں ہی کہ اس کی بی اجازت نماز پڑھ دی اور اگر غیر شخص فی بی اجازت نماز پڑھ دی تو ولی کو اختیار ہی اگر چاہی تو آپ پھر پڑھ لی اور اگر ولی یا جو ولی ہی
 السلطان او غیرہ لا یصلی علیہ غیرہ اذ بصلوة من هو ولی ینادی حق المیت ویسقط فرض الجنائزۃ فلو صلی علی غیرہ
 سلطان وغیرہ نماز پڑھ چکا ہو تو اب کیسکو اختیار اعادہ کا باقی نہیں سی اسلئے کہ سبب نماز پڑھنی ایسی کی جو واسطی اور حق میت کی اولی ہی فرضیت نماز جنازہ کی اور ہو چکی ایچ
 بعدہ یكون نفلاً والتفعل بها غیر مشروع وکذا من صلی علیہ مرة قبل اذن الولی لا یصلی علیہ مرة اخرى مع الولی ولو
 بعد اسکی اور کوئی نماز پڑھ چکا تو تفعل ہو گی اور تفعل نماز جنازہ کی شرع سی ثابت نہیں ہی اور اس ہی جو شخص ایک بار بدون اجازت ولی کی نماز جنازہ پڑھ چکا ہو تو دوسری دفعہ کی
 اوصی بان یصلی علیہ فلان فالوصیۃ باطلۃ ولبس لہ ان یصلی علیہ الابرضی ولیہ وان لم یکن لہ ولی فالجیران اولی
 اور اگر مردہ فی وصیت کی ہو کہ میری نماز جنازہ فلان شخص پڑھ دی تو یہ وصیت باطل ہی اس فلان کی بدون رضامندی ولی کی اختیار نہیں ہی اور اگر میت کا کوئی ولی نہیں ہی تو صاحب
 ویقوم الامام بجزاء صدر المیت ذکر اکان المیت وان شئ لان الضرر لشر فی الاعضاء فی البدن لکنہ مع القل الذی
 اور امام میت کی سینہ کی مقابل کبڑا ہومردہ مرد ہو یا عورت ہو اسلئے کہ سینہ بدن میں سب اعضا ہی اشرف سی اس واسطی کہ سینہ بدن ہی
 فیہ نزل الایمان فیکون القیام باذائہ اشارةً الى ان الشفاعة لہ اما لیکون لاجل ایمانہ ليعفور ثبہ عن عصیانہ
 جسم میں ایمان کا نور ہوتا ہی اب اسکی مقابل کبڑی ہوتی میں یہ اشارہ ہی کہ شفاعت اس مردہ کی اس ایمان کی واسطی ہی تاکہ اسکی خطا و گنہوں سی پروردگار درگزر کری

فی بیان صلوۃ الجنائزہ

فی بیان صلوۃ الجنائزہ

فی بیان صلوۃ الجنائزہ

فی بیان صلوۃ الجنائزہ

ولو وضعوا اسر لليت متدأبلى سيار الامام يجوز لكن لو تعدده يكونون مسيئين وليستخب ان يصفوا ثلاثة صفوف
 اور اگر قوم في ميت كاسر امام کی بائین ہاتھ کی متصل کر دیا جائے پراگسیٹھ قصدا ایسا کیا تو جب خطا وارین اور تخب ہی کہ تین صفین بنادین
 حتى لو كانوا سبعة يتقدم احدهم للامامة ويقف ثلاثة وراءه واثنان وراءهم وواحد وراءهما وافضل
 یہاں تک کہ اگر ہر ای نوک سات ہوں تو ایک شخص امام کے لئے آگے بیٹھی اور تین آدمی دیکھی بیٹھی تین اور دو دیکھی بیٹھی اور ایک دن دو دیکھی بیٹھی اور
 الصفوف في صلوة الجنائز اخرها وفي سائر الصلوات اولها ولو جهز الميت صحيفة يوم الجمعة يكره تأخيرها الى
 نماز جنازہ کی تمام صفوں میں نہیں پہلی صف ہونی ہی اور اور تمام نمازوں میں اول صف ہونی اور اگر جنازہ جمعہ کی صبح کی وقت تیار ہو گئی تو پھر جمعہ کی وقت تک نہ تاخیر کرے
 وقت الجمعة ليصلي عليه جمع عظيم بعد الجمعة ولا يجوز الصلوة عليه عند طلوع الشمس عند استوائها
 تاکہ او سپر جمعہ کی بعد انجودہ کثیر نماز پڑھی مکروہ ہے اور نماز جنازہ طلوع آفتاب کے وقت اور زوال کے وقت
 وعند غروبها ان حضر قبل هذه الاوقات وان حضر فيها يجوز من غير كراهة لانها تؤدى كما وجبت لان
 اور اگر کوئی وقت جنازہ نہیں ہی اگر جنازہ اون اوقات میں پہلی موجود ہو چکا ہو اور اگر ان میں پہلی وقت میں پہلی وقت ملاقات جائز ہی اسلی کہ عیسی واجب ہوئی ہے اور اگر پہلی وقت
 الوجوب بالحضور وهو افضل والتأخير مكروه لقوله عليه السلام لا تؤخرت وذكر منها الجنائز ولو حضر بعد
 جنازہ کی موجود ہونی ہی تو چاہے ہی ہی پیش ہی اور تاخیر مکروہ ہی اسلی ارشاد نبی علیہ السلام کی دیگر نہ کرنا اور لو عین جنازہ کو ذکر فرمایا اور اگر جنازہ بعد
 غروب الشمس يبدأ بالمغرب ثم بصلوة الجنائز ثم بسنة المغرب وقيل يقدم سنة المغرب ايضا ويكره الصلوة على
 غروب آفتاب کی موجود ہونی تو پہلی مغرب کی فرض میں پہلی جنازہ کی نماز پڑھیں پھر مغرب کی ستین پڑھیں اور کوئی کتابت یا مغرب کی ستین ہی پہلی پڑھیں اور جنازہ کی نماز مسجد میں
 الجنائز في المسجد ان كانت الجنائز فيه وان كانت الجنائز والامام وبعض القوم خارج المسجد والباقي فيه
 مکروہ ہے اگر جنازہ مسجد کے اندر ہو اور اگر جنازہ امام اور کچھ لوگ مسجد سے باہر ہوں اور باقی مسجد میں ہوں
 لا يكره ولو كان الامام على غير طهارة والقوم على طهارة تعاد الصلوة لعدم صحتها واما لو كان الامام على طهارة
 تو مکروہ نہیں اور اگر امام طہر ہو اور تمام قوم با وضو ہو قضا دو بارہ پھر پڑھیں اسلی کہ وہ نماز صحیح ہو اور اگر امام با وضو ہو
 والقوم على غير طهارة فلا تعاد لان صلوة الامام صحيحة وبها يتم حق الميت ويسقط فرض صلوة الجنائز لعدم
 اور قوم با وضو ہو قضا دو بارہ پڑھیں اسلی کہ امام کی نماز صحیح ہو گئی ہی اور اس میں بیت کافی ادا ہو گیا اور فرض نماز جنازہ کی ذمہ سے ساقط ہو گئی
 كون الجماعة شرط فيها وان لم يوجد من يصلي عليه من الرجال وصلت عليه النساء وحدثن جماعة يجوز
 کیونکہ اس نماز میں جماعت شرط نہیں ہی اور اگر مردوں میں ہی کوئی نماز پڑھنے والا نہیں ہوا اور نہ ہی حورتوں میں جماعت کر کے نماز پڑھی تو جائز ہے
 وان امت المرأة الرجال فيها لا تعاد لان صلوة الرجال وان كانت فاسدة لكن صلواتها صحيحة وبها يتم حق الميت
 اور اگر حورتوں میں نماز جنازہ میں مردوں کی ہائے قضا دو بارہ پڑھیں اور اگر مردوں کی نماز گرجہ فاسد ہوئی اور مردوں کی نماز صحیح ہوئی اور جماعت میں کا حق پورا ہو گیا
 ويتأدى فرض صلوة الجنائز فلا تعاد لان تكرارها غير مشروع عندنا ومن ولد او ظهر منه عند ولادته
 اور نماز جنازہ کی فرضیت ادا ہو گئے پھر عادیہ ہو گا اسلی کہ اس کا کرار شرع میں جاری نہ کیا گیا ہے اور جو بچہ پیدا ہوئی اور پیدا ہوئے ہوئے
 ما يدل على حيوته من رفع صوت او تحريك عضو يسمي ويغسل ويصلى عليه وان لم يظهر منه عند ولادته
 کوئی نشان زندگی کا معلوم ہو جیسے رونیک یا زبا کسی عضو کا ہلنا تو اس کا نام مقرر نہ کیا اور نہ ہی دیکھا تو نماز جنازہ پڑھیں اگر پیدا ہوتے ہوئے
 ما يدل على حيوته لا يصلى عليه واختلف في تشييمته وغسله واختار انه يسمي ويغسل ويدلج في خرقه
 کوئی نشان زندگی کا ظاہر نہ ہو تو اوپر نماز جنازہ پڑھیں اور اس کی نام عین کنہ میں اور بنانی میں اختلاف ہے اور مختار یہ ہے کہ نام رکھیں اور بنادین اور اگر کسی میں لبت کر
 ويدفن نكدها البني آدم ولو سبي صبي ومات ان لم يسب معه احدا بويه يصلى عليه لكونه تبعاً للسابع
 وہ طحہ عظیم نبی آدم کی دفن کر دین اور اگر لوط میں بچہ پڑا آدمی اور صغیرہ تو اگر اس کی ساتھ اس کا مایہ کی بچہ پڑا نبی یا تو اوپر نماز پڑھیں کیونکہ مکہ کے گرق کر نیو اسے کا

وان كان مرثدا ينقص منه مراعاة للسنة ولا يصلي على عضو الا اذا كان في حكم الكل بان يوجد اكثر الميت او
 اور اگر مرثی ہو تو واسطی رعایت سنت کی کم کر دین اور مقتول کی عضو پر نماز نہیں پڑھیں جب ہی کہ وہ عضو کل کی حکم میں ہو اس طور کہ اگر کسی کی زیادہ ہو
 نصفه مع رأسه بخلافه والوجود رأسه ونصفه مشقوقا بالطول فانه لا يغسل ولا يصلي عليه والمصلو
 سرجمیت آدم ہو بخلاف او مس مقتول کی جسکا فقط سر ہی ہوتا ہے وہی یا آدھا طول کی جانب سے چھرا ہو یا کسی کی نہ غسل ہی اور نہ نماز اور سولی دیا ہو
 يترك على خشبته ثلثة ايام عقوبة له وزجر الغيرة ثم لما تم له ثلثة ايام يجلي بينه وبين اهله ليدفنوه ولو
 تین دن تک سولی پر لٹکا رہی اور کسی ہی سزا ہی اور اور دن کی لمبی خوف میر جب تین دن پوری ہو جاوین تو اسکی وارثوں کو اجازت دین تاکہ اسکو دفن کریں اور اگر
 مات كافرا ولم يكن له ولي من الكفار وله قريب مسلم يغسله القريب المسلم ويدفنه كما روى ان عليا لما مات ابو
 کوئی کافر جاوای اور اسکا کوئی کافر وارث نہ ہو اور اسکا سکا مسلمان ہو تو وہ ہی مسلمان اسکو غسل دی کر دبی کیونکہ روایت ہی کہ علی جب اسکا باپ مر گیا
 جاء الى النبي صلى الله عليه وسلم فقال يا رسول الله ان عمك الضال قد مات فقال له النبي صلى الله عليه وسلم
 تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پاس آئی عرض کیا یا رسول اللہ
 اذهب فاغسله وكفنه وواسره لكن لا يغسل كفن المسلم بل يصب عليه الماء ويغسل غسل الثوب النجس من
 جا اسکو نہدا اور کفنا کر دے اور اسکو مسلمانوں کی طرح نہ سلاوین بلکہ اس پر پانی بہا دین جیسی گندہ کپڑی کو دھوئی ہیں

غير وضوء ولا بداية من المتيامن ويلقى في خرقه من غير مراعاة سنة الكفن ويجفر حفرة من غير لحد ويلقى فيه
 نہ تو وضوء کرانیں اور نہ ہنسی طرف سے شروع کریں پہر کپڑی میں پیٹھیں کفن میں کچھ رعایت سنت کی نہ کریں اور اگر لحد نہ ملے تو لحد کی جگہ پر ڈال دین
 ولا يوضع ويجوز دفنه الى اهل دينه وان كان له ولي من الكفار لا ينبغي للمسلم ان يتولى امره بل يجلي بينه وبينهم
 اور مرثہ کی طرح نہ اوڑھنا اور نہ پڑھنا اور نہ ہی کہ اسکا لاشہ اسکی ملت والوں کو حلالہ کر دین اور اگر کفار اس سے کوئی اور کفار وارث نہ ہوں تو اسکی میت کو چھری میں
 ليصنعوا به ما يصنعون بموتاهم هذا اذا لم يكن كفنه بلا لحد واما اذا كان كفنه بلا لحد فلابد دفعه الى اهل
 وہ جطور یا یہی مردوں کو کرتی ہوں سوا اسکو کریں یہ جب ہی کہ اسکا کفر ارتداد کا ہو اور اگر وہ مرتد ہو کر کافر ہو ہی تو اسکی ملت والوں کو چھری میں
 الذين الذي انتقل اليه بل يلقي في حفرة كالكلب بلا غسل ولا كفن يسيرنا الله تعالى النجاة من زوال الايمان و
 ملگیا ہی نہ دیوین بلکہ کئی کی مثال ہی غسل اور بی کفن کپڑی میں ڈال دین الہی چھو زوال ایمان سے بچنا اپنی لطف و کرم سے آسان کر

المجلس السادس والخمسون في بيان قوله عليه السلام من كان آخر كلامه

لا اله الا الله دخل الجنة قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من كان آخر كلامه لا اله الا الله
 مجلس چہین اس حدیث کی بیان میں جسکی آخر کلام

دخل الجنة هذا الحديث من حسان المصابير رواه معاذ بن جبل ومعناه ان كل من كان آخر كلامه عند الموت
 وہ جنتی ہی بہ حدیث مصابیح کی حسن حدیثوں میں ہی معاذ بن جبل کی روایت سے معنی یہ ہیں کہ جسکا آخر کلام مرنے وقت تک توحید ہو
 كلمة التوحيد يدخل الجنة اما قبل ان يعذب بعقوبته او بعد ان يعذب بقدر ذنوبه فعلى هذا كل من
 دہ جنت میں داخل ہوگا یا تو قبل عذاب اگر خطائیں معاف ہوں یا اگر عذاب ہوگا یا اگر عذاب ہوگا اس بیان کی موافق
 يعيش من حياته ينبغي له ان يكثر الاستغفار ويتوب عن ذنوبه وليس يتحضر في ذهنه ان هذا اخر اوقات
 جسکو توفیق نہ ہو تو اسکو چاہی کہ استغفار بہت کیا کری اور اسی گناہوں سے توبہ کری اور اسی دہن ہی خیال رہی کہ دنیا میں ہی میرا بہت ہی وقت آخری السلام
 من الدنيا ويحتمل ان يختمها بخير ويسارع في قضاء دينه لئلا يبقى في قبره مرتدنا بدینہ کا خبر یہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم
 اور یہ بہت کئی کہ اسوقت کو خیر پر تمام کری اور جلدی ہی اپنا فرض ادا نہ کرے تاکہ قبر کی اندر فرض میں الجہان نہ پڑا رہی چنانچہ حدیث میں آیا ہے

وقال نفس المؤمن معلقة بدينه حتى يرضى عنه ويباشر في أداء سائر الحقوق الى اهلها من رزق المظالم والودايم والمكسب
فرأيا مؤمن كي جان قرض من الجہی بہتی ہی جب تک فرض خود راضی ہوئی اور جدی ہی تمام حقداروں کی حق ادا کر دی تا حق لیا ہوا پیروی اور امتین کو روٹی ہوئی ہوگی

واستحلال اهلہ من زوجته ووالديه وأولاده وعلمانه وجيرانه وأصدقائه وكل من كان معه معاملة أو صفا
اور اپنی اہل یعنی اپنی بیوی اور باپ اور اطوار اور غلاموں اور عسایوں اور دستوں سے ایسی جسکی ساتھ کچھ معاملہ ہوتا ہو یا جھٹنشی ہو جو حق مالکری

ويوصي بما لا يتمكن من ادائه في الحال حتى لو كان عليه حق من حقوق الله تعالى كالصلوة والزكاة والصوم والحج
اور جو حق کہ بالفعل انہیں ہو سکنا او کسی وصیت کردی یہاں تک کہ اگر وہ کسی ذمہ حقوق اسد ہوں جیسے نماز اور زکوٰۃ اور صدقہ اور حج وغیرہ

وغیرہا یجب علیہ ان یوصی لهذه الحقوق بثلاث حاله ان احتیما الیه وان لم یکن علیہ حق من هذه الحقوق لا
تواسپر واجب ہی کہ واسطی اداران حقوق کی تہائی مال میں ہی وصیت کردی اگر مال کی حاجت ہوئی اور اگر کسی ذمہ ایسی حقوق نہیں ہیں تو سپر اور کوئی

يجب علیه الوصية بل يلغى له ان ينظر الى حال الورثة فانهم ان كانوا اصغارا فلا فضل له ترك الوصية وكذلك
کوئی وصیت واجب نہیں ہی بلکہ انکو یہ بھی چاہی کہ ورثہ کی حال کو خاطر کری کیونکہ اگر ورثہ بچی ہیں تو افضل یہ ہے کہ وصیت نہ کری اور ایسی ہی

لو كانوا كبارا وهم فقراء ولا يستغنون بحصةهم من التركة كان ترك الوصية افضل له وان كانوا اغنياء اوليستغنوا
اگر بالغ ہوں لیکن ایسی محتاج کہ ترکہ میں سی اپنا اپنا حصہ لیکر بھی غنی نہ ہوں تو بھی وصیت نہ کرنی افضل ہی اور اگر غنی ہوں یا ترکہ میں سی

بحصةهم من التركة فلا فضل له ان يوصي بأقل من الثلث فيما هو طاعة لامعصية فيه فبدأ بمن ليس بوارث
اپنا اپنا حصہ لیکر غنی ہو جاوین تو اب افضل یہ ہے کہ تہائی مال میں کم کی ایسی وصیت کری جو طاعت ہو اور عین کوئی معصیت نہ ہو پہلی قرابتوں میں سی ایسی ہی شروع کری

ان كانوا فقراء وان لم يكونوا فقراء بل كانوا اغنياء فبالجملين وقد لا تستغناء عند المجيئة على ما ذكر في قضاي الخلا والبرازية ان
اگر وہ محتاج ہوں اور اگر محتاج نہ ہوں بلکہ غنی ہوں تو ہمہایوں سی شروع کری اور مقدار استغنائی امام ابو حنیفہ کی نزدیک موافق او کی جو خلاصہ طور پر ازید کی وصایا میں

لكل وارث بعد الوصية اربعة الاف وعن الفضلي عشرة الاف وبعد الوصية ينبغي له ان يحسن
کر وصیت داکر جابر زرہ یک وارث کی ہی سچ رہیں اور فضلی سی بیہ روایت ہی کہ دس ہزار بجی ہیں اور وصیت کرنی کی بعد چاہی کہ اپنا گمان

ظنه بالله تعالى بانه يرحمه ويفرز نوبه وليست تحضر في ذهنه انه حقير في مخلوقاته تعالى
جناب آہی میں درست کری کہ مجھے پارسہ رحمت ہی کر لگا اور میرا گناہ معاف ہی کر لگا اور اپنی دلیل پر خیال کری کہ او کی مخلوقات میں سب ہی کمینہ ہوں

وانه تعالى غنى عن عذابه وطاعته وينبغي له ان يكون مشغولا بقراءة آيات من القرآن العظيم في الرجاء
اور اسد تعالیٰ کو میری عذاب اور طاعت کی کچھ پرواہ نہیں ہی اور چاہی کہ قرآن شریف کی وہ آیات جنہیں رجاء اور اسید واری ہی پڑھی

او يقرأها غيره عنده وهو يسمع وكذلك يستقرئ احاديث الرجاء او يقرأ غيرهما عنده و
یا اسکی پاس اور لوگ پڑھیں یہ سنتا ہی اور ایسی ہی رجا کی حدیثیں پڑھی یا اور لوگ اسکی پاس پر ہیں اور

هو يسمع وحكايات الصالحين واثارهم عند الموت وينبغي له ان يحافظ على الصلوات الخمس و
یہ سنتا ہی اور علی، اقصی اور او کی مرت دم کی حالات سننی اور او سکوا جائی کہ کجگانہ نماز کی اور

غيرها من وظائف ملادين بقدر طاقته فانه اذا عاجز عن القيام في الصلوة يصلى
سوئی او کی اور وظائف دین کی طاقت کی موافق محافظت کنی جاوی بیشک اگر وہ نماز میں قیام ہی نہ کرسکتا ہی

قاعدابر كوع وسجود وان لم يقدر على الركوع والسجود يصلي بالايضاء قاعدا ويجعل سجوده
توپیشہ کر رکوع اور سجود کی ساتھ پڑھی اور اگر رکوع اور سجود کی قدرت نہ ہو تو پیشہ کر اشارہ سی پڑھی اب سجدہ کو بہ نسبت رکوع کی

اخفض من ركوعه ليحصل الفرق بينهما وان لم يقدر على القعود يصلي بالايضاء
کم پست کری تاکہ دونوں فرق رہی اور اگر بیٹھنے کی قدرت نہ ہو تو کروٹ پر بیٹھا اشارہ سی پڑھی

مصلحتهم او مستلقيا لان الطاعة بحسب الطاقة لقوله تعالى لا يكلف الله نفسا الا وسعها ويجتنب الفحاشات ما استطاع
 بچت لیکن اگر کسی قدرت یافت ہو تو ہی اس آیت ہی تکلیف نہیں تیار کسی کو مگر جو اس کی طاقت ہو اورنگی ہی بہا تک ہو سکی ہی
 حتیٰ اذا عجز عن استعمال الماء یصلی بالتیمم واذ کان علی بدنه او ثوبه او موضع صلواته نجاسة وعجز عن ازالتها یصلی معها
 یہاں تک کہ پانی استعمال نہ کر سکے تو تیمم ہی غازی ہو اور اگر اس کی بدن پر یا کپڑی پر یا نماز کی جگہ پر گندہ ہو اور پاؤں نہ کر سکے تو وہی ہی غازی ہو
 ولا یترك الصلوة ولا یؤخرها عن وقتها ما دام عقله ثابتا خوفا من حصول اجل بغتة وقد حصل منه التقصیر فی اتيان
 نہ نماز کو بالکل نہ کر دے اور نہ وقت ہی تاخیر کرے جب تک کہ اس کی عقل قائم ہو کیونکہ یہ خوف ہی کہ ناگہ موت ایسی وقت نہ آجادی کہ
 ما وجب عليه بقدر استطاعته وليجوز من النساء هل في ذلك اذن اقيم القباثم ان يكون اخر عهده من الدنيا التي
 واجبات کی ادا کرنی ہی قاصر ہو اور اس وقت میں کسی چیز نہ کرے کیونکہ یہ بڑی قباہت ہی کہ دنیا میں جو
 هي فريضة الاخرة التفريط فيما وجب عليه او نذر اليه وليجتهد في ختم عمرة باكمل الحالات ويوصي اهلها واصحابه
 آخرت کا کبیت ہی اس کی آخری وقت میں واجبات پہنچات کی ادا کی کو تاہی پائی جاتا اور چاہیے کہ اپنی عمر کو اچھی ہی چھٹ لے تمام کرے اور اپنی اہل اور اصحاب کو
 بالصبر والا حتمال علی ما يصدر منه في مرضه ويوصيهم بالصبر وترك البكاء عليه ويقول لهم قد صبرنا على الله عليه الصلوة
 اور جو کاتھر جو اس کی بیماری میں آئے ہوں صبر و تحمل کی وجہ سے اور وصیت کرے کہ صبر کرنا رو نہ پٹنا نہیں اور اس طور پر کہ کہ جس طرح روایت ہی کہ نبی علیہ السلام
 والسلام قال الميت يعذب ببكاء اهل عليه فاياكم يا احبابي والسعي في اسباب عذابي ويوصيهم ايضا باجتناب
 فی فرمایا ہی میت کو اس کی اہل کی رونی ہی عذاب ہوتا ہی سو بار میری عذاب میں سعی کرنی ہی بچو اور یہ وصیت کرے کہ ماتم میں
 ما جرت به العادة من الهدم في الجنائز ويؤكد عليهم ذلك وينبغي له ان يقول في وقت بعد وقت متى رايتهم مني تقصيرا
 جو عہدات رسم ہو رہی ہیں ہرگز نہ کرنی چاہئیں اور جو بے ناکید کر دی اور چاہئے کہ دم بہ دم یہ سمجھتا رہے کہ جب تک کہ وہی حق ہو
 في شيء منهم مني عليه برفق فاني معرض للغفلة والكسل والاهمال واذ اقضت فشطوني وعاونوني على اهبته سفرى
 معلوم ہو تو جو کچھ نرمی ہی جتا دیا کرو کیونکہ میں اب غفلت اور کالی اور سستی میں مبتلا ہوں اور جب بھی کوئی قصور ہو تو مجھ کو بخاؤ اور اس سفر کی سامان پر ہرگز نہ
 هذا فاذا حضر الموت يوجه نحو القبلة على شقه الايمن قال الربيعي والمختار في زعائن ان يلقي على قفاه وقد صا
 چہ جب وہ گلنے لگے تو دایہ نہ کرے نہ چپا دیکھ موہ نہ قبلہ کی طرف پیر دین قرطبی کہتا ہی مختار میں مانہ میں یہ ہی کہ چپ نہ کرے پائو
 الى القبلة ويرفع راسه قليلا ليكون وجهه الى القبلة دون السماء وانما اختيار ذلك وان كان الاول سنة لكنه
 قبلہ کی طرف کر کے کچھ نہ پڑا سا اس کا سر او بہا دین تاکہ اس کا منہ قبلہ کی طرف ہو جاوے آسمان کی طرف نہ رہے الٹی مختار یہ ہے اگرچہ صورت اول سنون ہی کہ
 اليس لخروج الروح ويلىقن الشهادة لانه موضع يتقرض الشيطان فيه لافساد اعتقاده فيحتلج اليه من كرومته على
 دایہ رخ روح کی آسان ہی اور کلمہ شہادت تلقین کرن کیونکہ اس وقت شیطان اس کا اوقاف خراب کر کے ٹکڑا کرتا ہے سو اب توحید یاد دلائی وال کے
 التوحيد وكيفية التلقين ان يذكر عنده كلمة التوحيد ولا يؤمر بها مخافة ان ينضجر ويردها لكون الحال صعبا
 حاجت ہی اور تلقین کا طریقہ یہ ہے کہ اس کو سن کر کلمہ توحید پڑھیں اس کو نہ کہیں کہ کلمہ پڑھو یہی کہ دل تنگ ہو کر رو کر دی کیونکہ اس پر سخت
 عليه واذ قالها مرة لا تعاد عليه الا ان يتكلم بكلام اخر فحينئذ يلقي مرة اخرى حتى يكون اخر كلامه كلمة التوحيد
 وقت ہی اور جبے ہا ایک بار ہی پڑھی تو پھر اس پر افسوس نہ کریں ہاں اگر اس کی بعد اور حاجت ہو تو اب دوبارہ تلقین کریں تاکہ اس کے آخر کلام کلمہ توحید ہو
 واما التلقين بعد الموت فقد اختلفوا فيه فقيل يلقي لظاهر ما روى عن ابى سعيد الخدري انه عليه الصلوة والسلام
 اور بعد موت کی جو تلقین کرتی ہیں او میں اختلاف ہی کوئی کہتا ہی تلقین کرنا چاہی ہی باعتبار ظاہر معنوں آیت ابوسعید خدری کے کہ نبی علیہ السلام نے
 قال لقنوا موتاكم لا اله الا الله وقيل لا يلقي لعدم الفائدة فيه بعد الموت لانه ان مات مؤمنا لا يجتلي الى التلقين
 فرمایا ہی موت کو لا اله الا الله تلقین کیا کرو اور کوئی کہتا ہی تلقین نہ کریں کیونکہ بعد موت اس میں کچھ فائدہ نہیں ہے لہذا اگر وہ ایمان ہی اتوا تلقین کی کیا حاجت ہے

فالقیمص من المنکین الی القدمین بلادخریص ولاجیب ولاکمین وکل واحد من الاثار واللفافة من الفرق الی

پس قمیص دو نو موڈ ہوں سی ہا نوون تک بنی کلی اور گریبان اور لی ہمتیز تک اور وہ ونو لیغے تہند اور پوٹ کی چادر سر سے

القدم فاذا رید تکفینہ ینبسط اللفافة اولاً ثم الاثار ثم القیمص ثم یوضع المیت فیہ ینقبص ثم یعطف

بانو منکین جب کفن پہناوین تو پہلی پوٹ کی چادر بچاویں پہراو سکی اور تہند پہراو سکی اور قمیص پہراو سکی اور کمر قمیص کفن پہناوین پہر تہند

الانزار من جهة اليسار ثم من جهة اليمين ثم اللفافة كذلك وان خيف انتشار الكفن يعقد صيانه عن

پہلی بائیں طرف سی پٹین پہر داہنی طرف سی پہر پوٹ کی چادر سہی طور پر اور اگر کفن کے اوڑنی کا خوف ہو تو گرہ لگا دیں مبادا

الكشف وكفن الكفاية له ازار ولفافة ويكره اقل من ذلك الا عند الضرورة وكفن السنة للمرأة درع وخمار

کھن بھاوی اور کفن کفایت مرد کے واسطی تہند اور پوٹ کے چھاتی کم نہ کر دے مگر لا جاری کو اور کفن سنت عورت کی ٹی پیرا بن اور اوڑھنے

ولنزار ولفافة وخرقة تربط علی ثديها فانها تلبس الدرع ولا تترك جعل شعرها ضعيفتين علی صدرها فوق الدرع

اور تہند اور پوٹ کے چادر اور دانسی جس میں اوکی بیتان چھاویں پس عورت کو پہلی پیرا بن پہراو سکی بانو کی دو ٹین کر کر پیرا بن کی اوڑھو نوٹن سینہ

ثم یوضع الخمار علی راسها منشورة كالمقنعة فوق ذلك ثم یعطف الانزار واللفافة كما ذکر فی حق الرجال ثم تربط الخرقه

پہراوڑھنے اوکے سر پر تنقہ کی طور پر درج کی اور پہلا کر اوڑھناوین پہرازار اور لفا فہ کو اسہی طور پر جو مرد وکی حق میں مذکور ہوا الیہ میں پہراوڑھنے

فوق الکفان وعرضها ما بین الثدي الی المسرة وكفن الکفاية لها انزار ولفافة وخمار ويكره اقل من ذلك الا عند

سکھون کی اوڑھناوین اسکا عرض بیتان بنی فیکس چاہئے اور کفن کفایت عورت کا تہند اور پوٹ کی چادر اور اوڑھنے اس ہی کمر کردہ ہے مگر

الضرورة ويجبر الکفان قبل ان یدلج فیها المیت وتزاولا یزاد علی خمس علی ما ذکره الزبلی وقال المرعینی فی علی ما ذکر

لا جاری کو اور کفن کو مکتوب کی داخل کرنی ہی پہلی خوشبو کی دھونچاویں طاق اور بانج باری زیادہ موافق بیان ملی کی تین اور رغبتا فی موافق اوکے جوفیکے

فی شرح المنبیه ان کان فی المال کثرة وفی الورثة قلة فکفن السنة اولی والا فکفن الکفاية اولی مع جواز کفن

شرح میں مذکور ہی کہتا ہی اگر ترک بہت ہو اور وارث کم ہوں تو کفن سنت اولی ہی اور نہیں تو کفن کفایت اولی ہے اگر چہ کفن سنت تو ہی

السنة والمراهق فی الکفن بمنزلة البالغ والطفل الذی لم یبلغ حد الشهوة فالاحسن ان یکفن فیما یکفن البالغ وان

حاضر ہی اور مراهق کفن کی باب میں بجای بالغ کی ہی اور وہ لڑکا جو ابھی حد شہوت کو نہیں پہنچا تو بہرہ ہے کہ اوکو کفن بالغ کا دیوین اور اگر

کفن فی ثوب واحد یجوز وبعد تکفینہ یصلی علیہ والصلوة علیہ فرض کفاية ہی اگر کوئی ہی اور کر دی اگرچہ ایک ہی مرد یا

او کو ایک ہی کپڑا کفن دیوین تو ہی جائز ہی اور کفن کر او سپر نماز پڑھیں اور غرض جائزہ فرض کفاية ہی اگر کوئی ہی اور کر دی اگرچہ ایک ہی مرد یا

او امرأة واحدة تسقط عن الباقرین والا یأثر کل اذا حل علی سريرة فالسنة ان یجملہ اربعہ خضر من جوانبہ الاربعه

ایک ہی عورت ہو تو سب کے ذمہ سی ساقط ہو جاتی ہی اور نہیں تو سب گنہ گار موتی ہیں اور جملہ و سکو جنازہ پڑھاویں چلن تو سنو یہ کہ چاروں طرف سی اوڑھناوین

ان فیه تخفیف للحاملین وصيانة للمیت عن السقوط والانقلاب وتکثیر الجماعة حتی لو لم یتبعه احد یكون هو کلاء

کیونکہ اس میں اوڑھناویں والو کو تخفیف ہی اور میت کی گرنی سی اور اوڑھناویں سی حفاظت ہی اور جماعت کثیر ہو چکا ہے یہاں تک کہ اگر اور کوئی ساتھ نہ چلے تو

جماعة ولیسر عون به فی الشی بلاخشب وعند کثرة الناس وتناوبهم فی جملة یستحب کل من جملة ان یجملہ من کل جوار

جماعت ہے اور چلنی میں چلے ہی کرین دوڑین نہیں اور کثرت بانوہ میں اگر باری باری اوکو چلن تو ہر ایک کو چاروں طرف سی

عشر خطوات لقوله علیہ الصلوة والسلام من حمل جنازة اربعین خطوة کفرت عنه اربعین کبيرة وکيفية جملة

درج میں قدم کی چلنا مستحب ہے واسطی ارشاد نبی علیہ السلام کی جو کوئی جنازہ چالیس قدم کی چلتا ہے تو اوکے چالیس کبیرہ کناہ معاف ہو جاتی ہیں اور چلنی کی کیفیت

ان یتدری بالمقدم الامین ویضعه علی عاتقه الامین ثم بالمؤخر الامین ویضعه علی عاتقه الامین ثم بالمقدم الامین

یہ ہی کہی اگلی داہنی جانب اوڑھنا کر اپنی داہنے موڈ ہے بر کبھی پہر چلے داہنے جانب اپنی داہنی موڈ ہی بر کبھی پہر اگلی بائیں جانب اپنی

53

نهی النبی علیہ الصلوٰۃ والسلام اصحابہ فی اوائل الاسلام عن زیارة القبور بسداً لذریرۃ الشر لکن ہم حدث العهد
توتی علیہ الصلوٰۃ والسلام فی ای بارونکو او اہل اسلام میں زیارت قبور سے منع کر دیا تاکہ شرک کا وسیلہ نہ ہو جاوے کیونکہ اوکو کفر چھوڑی ہوئی تھی
بالکفر تہ لما تمکن التوحید فی قلوبہم اذن لهم فی زیارتہا وعلیہم کیفیتیہا قاسرة بفعلہ و تاسرة بقولہ وذلك فی الاتحاد
تہوۃ القدر تہا بہر جب توحید اذہی دلون میں جم گئی تو اوکو زیارت قبور کی اجازت دی اور اوکی کیفیت سکھایا کہ بی کہا کر کہی سنا کر اور یہ مضمون بہت حدیثوں میں
الکثیرۃ بعضہا فی الاذن وبعضہا فی التعلیم و فی ضمنہا بیان الفائدة اما التي فی الاذن فمنہا ما روى عن ابی سعید
ہی بعضی در باب اذن میں اور بعضی در باب تعلیم اور اسکے ضمن میں جو یہ حکایان ہی بہر جو کہ در باب اذن میں ابی اویس بن ابی اہی ابو سعید و
انہ علیہ الصلوٰۃ والسلام قال انی کنت نہیتکم عن زیارة القبور فزوروا ہا فان فیہا عبرۃ ومنہا ما روى عن علی بن
کعبی علیہ الصلوٰۃ والسلام فی فرمایا میں فی حکو زیارت قبور سے منع کیا تھا سو تم زیارت کیا کرو کیونکہ اس میں عبرت پیدا ہوگی اور ایک یہ ہے علی ابن ابی طالب
انی طالبہ علیہ الصلوٰۃ والسلام قال انی کنت نہیتکم عن زیارة القبور فزوروا ہا فانہا تذکرکم الاخرۃ ومنہا ما روى
روایت سے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا میں فی حکو زیارت قبور سے منع کیا تھا سو تم زیارت کیا کرو کیونکہ حکو آخرت یاد دلائی اور ایک یہ ہے
عن ابن مسعود انہ علیہ الصلوٰۃ والسلام قال کنت نہیتکم عن زیارة القبور فزوروا ہا فانہا ترہد فی الدنیا ومنہا
ابن مسعود روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا میں فی حکو زیارت قبور سے منع کیا تھا سو تم زیارت کیا کرو کیونکہ یہ دنیا چھوڑ دیتی ہی اور ایک یہ ہے
ما روى عن ابی ہریرۃ انہ علیہ الصلوٰۃ والسلام قال زوروا القبور فانہا تذکر الموت ومنہا ما روى عن بريدة انہ علیہ السلام
ابی ہریرہ کی روایت ہی کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام فی فرمایا قبور کی زیارت کیا کرو کیونکہ موت یاد دلائے اور ایک یہ ہے بريدة کہ روایت سے کہ نبی علیہ السلام فرمایا
قال کنت نہیتکم عن زیارة القبور فمن اشد ان یزوروا فلیزروا ولا تقولوا ہجراً واما التي فی التعلیم فمنہا ما روى عن بريدة
میں فی حکو زیارت قبور سے منع کیا تھا اب جو شخص یارت قبور کا ارادہ کری تو زیارت کری و بیشوہ نہ کر و آدمہ حدیثیں جو تمہیک بابین میں سوائے یہی ہر ایک روایت
انہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کان یعلمہم اذا خرجوا الی المقابر ان یقولوا السلام علیکم یا اهل الدیار من المؤمنین والمؤمنین
کہ نبی علیہ السلام سکھاتے ہی جب کوئی مقابر پر جاتا کہ کہو السلام علیکم ای اہل قبور مؤمنین اور مسلمین
وانا ان شاء اللہ بکم لاحقون انتم لنا سلف و نحن لکم تبع نسئل اللہ لنا ولکم العافیۃ ومنہا ما روى عن ام المؤمنین
اور ہم انشاء اللہ تمہاری پاس آتی ہیں تم ہماری پیشوا ہو اور ہم تمہاری تابع ہیں یا نبی علیہ السلام نے کہا میں اور ایک یہ ہے ام المؤمنین
عائشۃ انہا قالت لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیف اقول یا رسول اللہ فی زیارة القبور قال قولي السلام علی
عائشہ روایت کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہی پوچھا کہ یا رسول اللہ میں زیارت قبور میں کیا کہا کروں آپ فی فرمایا کہہ سلام
اہل الدیار من المؤمنین والمسلمین ویرحم اللہ المستقدمین متکم والمستأخرین وانا ان شاء اللہ بکم لاحقون ومنہا
اہل دیار مؤمنین اور مسلمین ہر ایک اور اللہ رحمت کری انھوں پر ہم میں اوتیم میں ہی اوچھوچھو ہم انشاء اللہ تمہاری پاس آتی ہیں اور ایک یہ ہے
ما روى عن ابی ہریرۃ انہ علیہ الصلوٰۃ والسلام خرج الی المقبرۃ فقال السلام علیکم دار قوم مؤمنین وانا ان شاء اللہ
ابو ہریرہ کی روایت ہی کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام مقبرہ کو تشریف لی گئی سو آپ فی فرمایا سلام تمہاری دار قوم مؤمنین اور ہم انشاء اللہ
عن قریب منکم لاحقون ومنہا ما روى عن ابن عباس رض انہ علیہ الصلوٰۃ والسلام خرج یقبور المدینۃ فاقبل علیہم فقال
علیہم السلام ہی خیمہ والی ہیں اور ایک یہ ہے ابن عباس کی روایت ہی کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام مدینہ شریف کے مقابر پر گیا گئی سو وہم ہر شہید پر کہ فرمایا
السلام علیکم یا اهل القبور یرغم اللہ لنا ولکم انتم سلفنا و نحن بالاثرا فانہ علیہ الصلوٰۃ والسلام بین فی ہذا لاحاد
سلام تمہارے ہی اہل قبور خدا بخش ہو اور تمکو تم ہماری اہل ہو اور ہم تمہاری جہی ہیں بی شک نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام ان احادیث میں
فائدة زیارة القبور وہی احسان الزائر الی نفسہ والی اهل القبور اما احسانہ الی نفسہ فتذکر الموت والاخرۃ والی اهل
زیارت قبور کا فائدہ بیان فرمایا اور وہ زیارت کرتے ہی کی حق میں اور اس قبور کی حق میں پہلا ہی اپنی حق میں توبہ پہلا ہی موت کا اور آخرت کا یاد دلائی اور انکارت دنیا

فی الدنيا والآخرة والاعتبار وأما احسانه الى اهل القبور فالسلام عليهم والدعاء لهم بالرحمة والغفران وسؤال العتق
 دنیا کی اور پیروی اور عبرت اور اہل قبور کی حق میں بہلائی یہی اور سلام پہنچانا اور وہی ایسی رحمت اور مغفرت کی دعا کرنا اور دعا کا سوال کرنا
 قال عامة العلماء هذا في حق الرجال وأما النساء فلا يحل لهن ان يخرجن الى المقابر لما روى عن ابی هريرة انه عليه الصلوة
 عامہ علماء کہتی ہیں یہ مردوں کی حق میں ہی اور ہی عورتیں سواؤ کو حلال نہیں کہ مقابر میں جا یا کریں اسلمی کہ ابو ہریرہ صی روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے
 لعن زوارات القبور وذكر في نصاب الاحساب ان القاضي سئل عن جواز خروج المرأة الى المقابر فقال لا تنسئل
 قبروں میں جانا والی عورتوں پر لعنت ہے اور نصاب الاحساب میں کو رہی کہ قاضی کی سنی پوچھا کہ آیا عورتوں کو مقابر میں جانا جائز ہے قاضی نے جواب دیا ہاں نہیں
 عن الجواز في مثل هذا وانما تسئل عن مقدار ما يلحقها من اللعن فانها لما نوت الخروج كانت في لعنة الله تعالى
 جواز کو کیا پوچھتا ہے یہ پوچھ کہ عورتوں پر کتنی لعنت برستے ہے بیک جب عورت جانی کی نیت کرتی ہی تو ابد تک اور اس کے
 وملثكتة واذا خرجت لحقتها الشياطين واذا انت القبر يلعنها روح الميت واذا رجعت تكون في لعنة الله تعالى
 فرشتوں کی لعنت میں داخل ہوتی ہی اور جب جگہ پر ہی خوشیاہیں اور کسی شے پہنچاں اور جب قبر پر جا پہنچتی ہی تو ریشہ کھنکھاتے اور جیٹاں ہی ہوتی ہی تو خدا اور فرشتوں کی لعنت
 وملثكتة حتى تعود الى منزلها وقدر روى في الخبر ايما امرأة خرجت الى مقبرة يلعنها ملثكة السموات السبع والارضين
 رشتی ہی جب تک اپنی قبر میں آوی اور روایت ہی حدیث میں جو عورت مقبرہ کو جاتے ہے تو اس پر ساتوں آسمان اور ساتوں زمین کی فرشتے لعنت
 السبع وايما امرأة دعت الميت بخير ولم تخرج من بيتها يعطيها الله تعالى ثواب حجة وعمرة وروى عن سلمان الجعفي
 کرتی ہیں اور جو عورت میت کی الٹی قبر میں پڑتی ہی بخیر کرتی ہے اس کو اللہ تعالیٰ ثواب ایک حج اور عمرہ کا دیتا ہے اور سلمان اور ابو ہریرہ صی روایت ہے
 انه عليه الصلوة والسلام ذات يوم خرج من المسجد فوقف على باب دارة فالت ابنته فاطمة رضي فقال لها من
 کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک در مسجد سے باہر اگر اپنی قبر کے دروازہ پر بٹھر گئے اس میں حضرت کی بیٹی فاطمہ رضی اللہ عنہا کہیں آبی پوچھا کہ کیا
 ابن جثث فقال خرجت الى منزل فلانة التي ماتت فقال هل ذهبت قبرها فقالت معاذ الله ان افعل شيئا بعد
 آتی ہی عرض کیا فلائی عورت کی قبر گئے تھے وہ جو مر گئی ہے فرمایا کیا اس کے قبر پر گئی تھی عرض کیا خدا پناہ میں کہی میں اس کا کام کرتی ہوں
 ما سمعت منك فسمعت فقال لو ذهبت قبرها لم ترضي بالجنة فعلى هذا كل من يريد ان يزور القبور من الرجال
 انکی کہیں جس کی ہوں آپ سے ہوستا آبی فرمایا اگر تو قبر پر جاتا تو جنت کے خوشبو نسو لگتے اس میں کی مطاہن بجز زیارت قبر کا سارا دھ کر کیا
 ينبغي ان لا يكون خطه من زيارته لها الطواف عليها كالبلها ثم بل ينبغي له اذا جاءها ان يسلم على اهلها ويخاطبهم
 تو اس کو چاہئے کہ اپنا حصہ زیارت قبر میں سی بہا ہم کی طرح کرے کہ طواف ہی نہ ہو بلکہ یہ چاہی کہ جب قبر پر آوی تو مقبور پر سلام پہنچی اور حاضرین کے
 خطاب الحاضرين ويسالهم الرحمة والمغفرة والعافية كما تقدم في الاحاديث ثم يعتبر من كان تحت التراب انقطع
 خطاب کری اور وہی ایسی رحمت اور مغفرت اور عافیت ملے چنانچہ اوپر احادیث میں آچکی ہیں پھر اسکی حال ہی جو مٹی تلے دب کر ان احباب
 عن الالهة الاحباب وانه حين دخل القبر وابتلى بالسؤال هل اصاب في الجواب وكان قبره مودعة من رياض الجنة
 خدا ہو گیا ہے عورت پکڑی کہ یہ جو قبر میں داخل ہو کر سوال جواب میں گرفتار رہا آیا اچھا جوابے یا کہ اسکی قبر مٹی کی باخ کا ایک چمن ہوئی
 واخطأ في الجواب وكان قبره حفرة من حفرة النار ثم يجعل نفسه كانه مات ودخل القبر وذهب عنه ماله واهله و
 یا جواب میں جو کہ گیا کہ اسکی قبر ایک گڑاؤں کی گڑ ہو گئی ہو پھر ان کی کو یہ تصور کری کہ گویا میں مر گیا اور قبر میں داخل ہوا اور تمام مال وراہل اور
 ولده ومعارفه وبقي وحيدا فريدا وهو الان ليسل فماذا يجيب ماذا يكون حاله ويكون مشغولا بهذا الاعتبار فادام
 اولا اور دوست چھوٹ گئی اور میں اکیلا تنہا رہ گیا اور اب کیا مجھے سوال ہو رہا ہی اب کی جو بچہ ان اور میرا کیا حال ہو گا اسہی عبرت میں مشغول ہی جب تک
 هناك ويتعلق بمولا في الخلاص من هذه الامور الخطيرة العظيمة ويلجأ اليه وأما قراءة القرآن هناك فجزها بعض
 ان امور نہایت خوفناک سے بچنے کی واسطی عظیمہ خطیرہ امور سے گریز کرنا اور قرآن پڑھنا بعض علماء حنفیہ کی

العلماء ومنعها البعض الآخر وقالوا لا بد للزائر ان يكون مشغولاً بالاعتبار وقراءة القرآن يحتاج صاحبها الى التدبر
 اور بعض نے منع کرتے ہیں کہ کسی کو چاہئے کہ جنت میں نہ رہے اور قرآن پڑھنے والے کو اوس میں حور اور
 واحضار الفکر فیما يتعلق ولا اعتبار والفکر لا یجتمعان فی قلب واحد فی زمان واحد فان قال قائل فی اعتبار الوقت
 فکر کا چاہئے جو پڑھتا ہی اور مرتبہ اور فکر دونو ایک ل کی اندر ایک وقت خاص میں میں نہیں جو اگر کوئی مشغول ہو کر کچھ دیر تک
 وقرأ فی وقت آخر والقرآن اذا قرئ ینزل الرحمة فیرجی ان یلحق باهل القبور من تلك الرحمة شیء ینفعهم فالجواب عنه
 اور جو وقت قرآن پڑھتا ہوں اور حال ہے کہ قرآن پڑھتے وقت اندر کچھ دیر تک ہی یہ سیدھی کلاوس جنت میں ہی کہہ لیں جو کہ کچھ فائدہ بخشی تو اس کے جواب کے
 من حیثه الاول ان قراءة القرآن وان كانت عبادة لكن كون الزائر مشغولاً بما تقدم عن الفکر ولا اعتبار فی الموت وسؤال
 میں اول یہ کہ قرآن کا پڑھنا اگر عبادت ہی ہوتا ہے اور موت کی خوفین اور منکر بیکر کے سوال غیر میں
 المکین وغیر ذلك عبادة ايضا والوقت ليس محلاً لاهذه العبادة فقط فلا یخرج من عبادة الى عبادة اخرى لا سيما
 مشغول رہیں ہی عبادت ہی اور یہ وقت صرف اس ہی عبادت کا ہے سو ایک عبادت کو چھوڑ کر دوسری عبادت لگنی چاہئے خاص کر
 لاجل الغير والثانی انه لو قرئ فی بیتہ واهدی ثوابها الیہم بان قال بلسانہ بعد فراغه من قراءته اللهم اجعل ثوابی
 دوسری کی کو بیٹے دوسرا جواب یہ کہ زائر اگر اپنی گہر میں قرآن پڑھ کر ثواب بل جو کہ پیر کو اس طرح سے ظاہر ہو کر زبان سے کہے اچھی اس وقت کا ثواب
 قراءته لاهل القبور لوصل الیہم ان هذا دعاء بوصول الثواب الیہم والدعاء یصل بلا خلاف فلا یحتاج ان یقرأ علی قبور
 بل جو کہ چھو بیٹا دی تو البتہ یہ ثواب وکھولے گا کیونکہ اس قبور کو ثواب بھی کی دعا بھی اور دعا بلا خلاف ہو جاتی ہے سو اس کے کیا حاجت ہی کہ قرآن قبر پر پڑھا جائے
 والثالث ان قراءته علی قبورهم قد یکون سبباً للعذاب بعضهم اذ کلما مرت ایمة لم یعمل بها یقال له اما قرأتها معہم
 تیسرا جواب یہی کہ قبروں پر قرآن پڑھتی ہی کہی کسی مردہ کو عذاب بھی ہونی لگتا ہے سو اس کے کیا حاجت ہی کہ قرآن پڑھ کر اس کے ساتھ کیا پڑھتی ہی
 فكيف خالفتم ولم تعمل بها فبعد بل لاجل مخالفتہ بها والواقع ان السنة لم تزد بها وكفی بها صنعا فاذا كان كذلك فلا
 پتلی کا خلاف کیا کیوں کہ اس میں مخالفت کی حاجت عذاب ہوتا ہے اور جو چاہو جواب یہ کہ حدیث میں نہیں آیا اور منع کرنا کیوں کی یہ جب عبادت ہو تو زائر کو
 بالزائر ان یتبع السنة ویقف عند ما شرع له ولا یتعدا لیکون محسناً الی نفسه والی اهل القبور لان زیارة القبور
 لای ہی کہ سنت کا تابع رہی اور شروع ہو کر توقف کری تجاؤز نگری تاکہ اپنا اور اہل قبور کا محسن ہو دی سہی کہ زیارت قبور کے
 نوعان زیارة شرعیة وزیارة بدعیة اما زیارة الشرعیة التي اذن فیہا رسول الله صلى الله علیه وسلم فالمقصود
 دو طرح کی زیارت شرعی اور زیارت بدعی زیارت شرعی تو وہی حسین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جازت تھی اس مقصود
 منها شیئان أحدهما مراجع الی الزائر وهو الاعتناء والاعتبار والثانی راجع الی اهل القبور وهو ان یسلم علیہم الزائر ویدعو
 اور دوسری بات میں ایک تو فائدہ زائر کا ہے یعنی نہ ہذیری اور عبرت اور دوسرا فائدہ اہل قبور کا یعنی زائر کو سلام پہونچا دی اور اس کی فلاحی
 لهم واما زیارة البدعیة فهي زیارة القبور لاجل الصلوة عندها والطرف بها وتقبیلها واستلامها وتعفیر الخدود
 کری اور زیارت بدعی یہ ہے کہ قبروں میں نماز پڑھنے کو چاہی اور اس کی طواف کرنا اور قبروں کی ہوسہ اور چوٹی کو اور سونہرے قبروں
 علیہا واخذ ثوابها ودعاء اصحابها والاستغاثۃ بهم وسؤالهم النصر والرزق والعافیة والولد وقضاء الدین وتفریح
 منی کو اچھا ہونے کی چاہی اور اہل قبور کو پکار کر ان سے مدد مانگنی کو اور اونی یا ربی اور رزق اور عافیت اور اولاد اور ادای قرض اور کہنا
 الکربات واغاثۃ اللہ فان وغیر ذلك من الحاجات التي کان عباد الاصنام یتساءلون من اصنامهم فان اصل
 سختیوں کا اور اولاد بچاروں کے اور سوا ہی اسکے اور اور حاجتیں جو بت پرست اپنی بتوں سے مانگتی ہیں بیشک اس میں اس
 هذه زیارة البدعیة الشریکۃ ما خوذ عنہم ولین شیء من ذلك مشروعا باتفاق علماء المسلمین اذ لم یفعله مرسل ولا
 زیارت بدعی شرک کی بت پرستوں کی ہی ہوئی ہی اور کوئی امران میں باتفاق تمام علماء مسلمین جائز نہیں ہے سو اس کے کہ نہ تو یہ مرسل نہ

وہاں سے بھی نہ پڑھتا ہی

ॐ

قال عبد الرحمن بن اسمعيل المعروف بابي شامة حيث جاء الامر بلزوم الجماعة فالمراد به لزوم الحق واتباعه وان كان
 عبد الرحمن بن اسمعيل جوا بوش مشهور في كتابي جس بگير لزوم جماعت کا حکم ہے مگر ادا اس لزوم حق کی جانب کا اور حق کا اتباع ہی اگرچہ
 المقتسك قليلا والخالف له كثير الا ان الحق ما كان عليه الجماعة الاولى وهم الصحابة ولا عبرة الى كثرة الباطل
 حق والي تهوري اور اس کی مخالف بہت ہوں یا درہی حق وہ ہی سہر جماعت اولی رہی ہے یعنی صحابہ اور اس کی بعد جوا بطل بہت ہی گہرا
 بعدہم وقد قال الفضيل بن عياض ما معناه الزم طرق الهدى ولا يضرك قلة السالكين واياك وطرق الضلالة
 کچھ اعتبار نہیں اور فضیل بن عیاض فی ایسی بات کہی ہی کہ مذہب اس کی پیروی میں راہ ہدایت پر نگارہ اس کی جلیقی والوں کی کمی سے بھلو کچھ غفلت نہ ہو گا اور اگر ایسی کی ہوتی ہے بجا رہ
 ولا تغتر بكثرة الهالكين وقال ابن مسعود انتم في زمان خيركم فيه المتسارع في الامور وسبب اني زمان بعدكم
 اور ان کے کثرت سے جو کہ میں نے آنا اور ابن مسعود کہتا ہی تم ایسے زمانہ میں ہو جس میں بہتر وہ شخص ہے جو عمل میں جلدی کری اور تمہارا بعد ایسی زمانہ آنا ہی
 خيركم فيه المثبت المتوقف لكثرة الشبهات قال الامام الغزالي لقد صدق لان من لم يثبت في هذا الزمان بل
 کہ بہتر وہ ہے جو ثابت رہے اور توقف کرے کثرت شہادت کے امام غزالی کہتے ہیں کہ کثرت سے جو شخص میں زمانہ میں ثابت نہ رہے بلکہ
 وافق الجاهير فيهم فيه وخاض فيما خاض فيه يهلك كما هلكوا فان اصل الدين وعمدة وقوامه ليس بكثرة
 جمہور کا ساتھ دین جو وہ کر رہی ہیں اس کی فکر میں غور کرنے لگی تو ہلاک ہو دیکھا جیسے وہ ہلاک ہو کیونکہ دین کی اصل اور عمدگی اور مستوری
 العبادة والتلاوة والمجاهدة بالجموع وغيرها وانما هو باحترازة من الافات والعاهات التي ياتي عليه من البدع و
 عبادت اور تلاوت کی کثرت سے اور یہ ہو کہ ایسی رہ کر مجاہدہ کرنے سے نہیں ہے دین کی استوری صرف اوقات اور مصداق کے یعنی حق جوا بوش میں
 المحدثات التي تؤدي الى تبدله وتغيره كما تبدل وتغير اديان الرسل عليهم السلام من قبل بسبب ذلك فعلى هذا
 نئی نئی باتیں گزرت ہیں جس میں دین تمام بدل جاتا ہی جیسے پہلی رسل علیہم السلام کی دین اس ہی جیسے بدل گئے ہیں اس کی موافق
 ينبغي المؤمن ان لا يغتر ويستدل بقوة تصميمه على شيء وكثرة عبادته انه على الحق فان تصميمه عدم رجوع عنه
 مومن شخص کو جوا ہی کہ فریب میں آکر اپنی قوت تصمیم سے کسی شئی پر اور اپنی کثرت عبادت سے ہی بہرہ مستلال نہ کری کہ وہ حق ہے کیونکہ اس کا تصمیم کسی بدعت اور اس سے رجوع نہ کرنا
 ولونشتر بالناس فيه لا يدل على كونه على الحق فيه لان جوفه وتصميمه عليه ليس من حيث كونه حقا بل من حيث
 اگرچہ وہ فرقہ میں پہل جوا پر یہ حالات نہیں کرنا کہ اس باب میں حق ہے کیونکہ اس کا جزم اور تصمیم اس پر یہ ایسے نہیں ہے کہ وہ حق ہی بلکہ اس جہت سے ہے
 نشأته بين قوم يدينون به وللنشأة والمخالطة اثر عظيم في تصميم بشئ حقا كان او باطلا لا ترى ان مثل هذا
 کہ وہ ایسی قوم میں پیدا ہوا ہی کہ وہ اس کو دیکھ کر یا کسی جاتی میں پیدا کر لیں اور اپنی غلطی اور حق کو غلط ہی سمجھیں تو باطل میں پڑتا ہی کیا دیکھتا نہیں ایسی ہی
 التصميم يوجب عامة من ذوى الجمل المركب كاليهود والنصارى ومن في معناهم وان كان كذلك فالواجب على كل
 تصمیم تمام عام لوگ جمل مرکبوں میں جیسے یہود اور نصاریٰ اور جو ان کی مثال ہیں میں موجود ہی جب یہ حال ہے تو ہر مسلم پر اس میں تاثر
 مسلم في هذا الزمان ان يجترع عن الاغترار والميل الى شئ من البدع والمحدثات ويصون دينه من العوائد التي
 واجب ہی کہ ایسے شہادت اور بدعات اور محدثات کی رغبت سے بچتا رہے اور اپنی دین کو عادات سے بچتا
 استأنس بها وترى عليهم فانها قسم قاتل قل من سلم من افاتها وظاهره الحق معها الا ترى ان قريشا لاجل العوائد التي لفظها
 مالوف ہو رہا ہی اور سہی میں پرورش یافتہ ہی کیونکہ یہ قاتل ہی آیت ہی کی جتنی بلکہ رجال میں حق کو ظاہر ہوتا ہی کیا دیکھتا نہیں کہ قریش نے انہیں ان کے مال کی نفرت
 نفوسهم انكروا على النبي صلى الله عليه وسلم ما جاء به من الهدى والبيان وكان ذلك سببا لكفرهم وطغيانهم ولذلك
 اس کی جان بگلی ہوئی تھی نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام اور اس کی ہدایت اور بیان کو منانا اور اس ہی سبب سے کافر ہو گئے اور سرکشی کی اور سہی
 كان ابن مسعود يقول اياكم وما يجرت من البدع فان الدين لا يدن هب بكرة من القلوب بل الشيطان يجرد لك
 ابن مسعود کہتا کرتے تھے نئی بدعات بھوکھ کیونکہ دین ایک بارگی دلون میں سے نہیں جاد دیکھا بلکہ شیطان تمہاری لئے جتنی بھالتا جاد ہی گا

بدعالحق ینذهب الایمان من قلوبکم نسل الله بقلی ان یرزقنا اتباعه ویرزقنا الباطل بالباطل و
 آخره یوتی بوقت تمہارے دونوں ہی ایمان بکل جاوے گا ہم خدا سے چاہتی ہیں کہ ہمیں حق ظاہر کر دی اور اس کا اتباع نصیب کر دی وہ ہم پر باطل کو
 بریزنا اجتنبہ المجلس الثامن والخمسون فی بیان ذکر الموت ولزوم الاستعداد له قال رسول
 باطل ظاہر کر دی اور اسی جذبہ نصیب کی انہوں نے مجلس موت کی یادگاری اور اس کی تیاری کی لزوم میں رسول اللہ
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اکثر اذکر ہانرم اللذات الموت هذا الحديث من حسان المصابيح رواه ابو هريرة
 صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بہت کیا کرو یادگاری شیئ لذت شکر کی یعنی موت کی یہ حدیث مصابیح کی حسن حدیثوں میں سے ابو ہریرہ کی روایت
 ومعناه ان الموت یکسر کل لذة فاكثر اذکره حتی تستعد له فان قوله عليه الصلوة والسلام اکثر اذکر
 سی اسکی یہ معنی ہیں کہ موت ہر لذت کو توڑ دیتی ہی سو اسکو ہر وقت یاد رکھو تاکہ اسکی سامان میں لگویشک قول علیہ السلام کہ اکثر ذکر کرو
 ہانرم اللذات کلام وجیز مختصر لکن جمع فیہا جمیع المواعظ فان من ذکر الموت حقيقة ینقص علیہ لذة الحاضرة
 لذات توڑنی والیکہا کلام نہایت مختصر ہے پر اس میں تمام مواعظ ہر وی میں کیونکہ جو شخص حقیقت میں موت کو یاد رکھتا تو اس پر لذت حالیہ
 ویمنعہ من غمہا فی المستقبل ویزہد فیہا کان یوصلہ منہا لکن النفوس الراکدة والقلوب الغافلة تحتاج الی تنذیر
 کمتر ہو جاوے گی اور اسکو آئندہ کی آرزو سے بند کر دیگی اور جو امیدیں بجاتا ہوگا سب چھوڑ دیگی بر نفوس سستہ اور غافلوں کو یہ حاجت ہے
 اللفظ وتطویل الوعظ ولا ففی قوله عليه الصلوة والسلام اکثر اذکر ہانرم اللذات الموت مع قوله تعالیٰ کل نفس انفسا
 کہ عبارت دراز اور غلط طریل ہو نہیں تو حدیث کی اس جملہ میں زیادہ کر دیا دگاری لذات توڑنی والیکہا حوت ہی ہمراہ اس کی
 الموت ما یکفی السامع لہ والناظر فیہ لان ذکر الموت یؤثر استیحاء لا ینزعاج عن هذه الدار الفانیة والتوجه فی کل
 ہر جان چمکنی والی ہی موت کو اس قدر مضمون ہی کہ سمجھنے والیکہا اور غور کرنی والی کو کافی ہے اسلئے کہ موت کی یاد کرنا ہمیں اس رفا فی ہی اکثر ذکر اور
 لحظۃ الی الدار الباقیۃ اذ قد قال العلماء الموت لیس بعدہ محض فناء صرف وانما هو انقطاع تعلق الروح بالبدن ومفاد
 ہر لحظہ در باقی کی طرف متوجہ رہنی کی عقل پیدا ہوتی ہی اس واسطے کہ علم کہتے ہیں کہ موت نہ اعدام اور صرف فنا ہی نہیں ہی بلکہ موت کیا ہی
 عنہ وتبدل من حال الی حال وانتقال من دار الی دار وهو من اعظم المصائب وقد سماہ الله تعالیٰ مصیبة حدث فی
 تعلق روح کا بدن سے جو ٹھٹھ جانا اور روح کا بدن سے جدا ہونا اور ایک حال کا دوسری حال تبدیل جانا اور ایک گہری دوسری گہری میں جلا جانا اور موت سے
 فاصابتکم مصیبة الموت فالموت هو المصیبة العظمیٰ واعظم منہ الغفلة عنہ وعدم ذکرہ وقلة التفكير فیہ مع
 بڑی مصیبت ہی اور اللہ تعالیٰ فی ہی اسکا نام مصیبت کہا ہی جہاں فرمایا ہر آدمی تمہاری مصیبت موت کی پس موت ہی بڑی مصیبت ہی اور اسی بڑہ کہ موت کی غفلت
 ان فیہ وحده لعلہ لمن اعتبر وقد قال القرطبی فی تذکرۃ ان الامۃ اجتمعت علی ان الموت لیس لہ سن معلوم ولا زمن
 یاد کرنا اور اوس میں فکر نہ کرنا بوجہ بکرمش اوسین ہجرت ہانی والیکہا بڑی ہجرت ہے اور قرطبی فی ہی تذکرہ میں کہا ہی کہ تمام امت بالاتفاق جانتی ہی کہ تو کاکو فی سال سین ہجرت
 معلوم ولا فرض معلوم وانما کان كذلك لیکون المرء علی ہیبة منہ مستعدا لہ لکن من غلب علیہ حب الدنیا والافہا
 زمانہ معلوم اور نہ کو فی مرض مقرر اور ہم اسلئے ہی تاکہ آدمی ہر دم اوس سے ڈرنا اور سامان کرنا رہی لیکن جمیر دنیا کی محبت غالب ہو اور اسکی تذکرہ نہیں
 فی لذاتنہا لہا محالۃ یغفل عن ذکرہ ولا یدکرہ بل اذکر عندہ بکرمہ ویفرغ عنہ طبعہ لان غلبۃ حب الدنیا فی قلبہ
 کہتے ہی ہی بیشک اسکی یاد ہی غافل ہے کہی یاد دہین کرتا بلکہ اسکی پاس اگر موت کا ذکر آئی تو اسکی ہی اور اسکی طبیعت کو نفرت ہوتی ہی اسلئے کہ اسکی دین دنیا کی
 اور سوخ علائقہا فیہ یمتنع عن التفكير فی الموت الذی ہو سبب مفارقتہا ولا یحب ذکرہ وان ذکرہ یدکرہ للتاسف علی الذنبا
 محبت کا غلبہ اور دنیا کی مضبوط علاقہ موت کی فکر سے روک دیتی ہیں جو کہ سبب بیا کی مفارقت کا ہی اور اسکا ذکر اچھا نہیں لگا اور اگر موت کو یاد ہی کرتا ہی تو دنیا کی تاسف پر
 وینتقل بذمہ ویزید ذکرہ بعدا من اللہ تعالیٰ اذ ذرہ ورد فی الحدیث ان من کرہ لقاء اللہ تعالیٰ کرہ لقاء اللہ ومعہ هذا
 موت کی برائیوں کو یاد ہی اور موت باسیا مگر اللہ تعالیٰ سے اوس میں وہ کر دیتا ہی سو اسلئے کہ حدیث میں آیا ہی کہ جو کوئی اللہ تعالیٰ کی ملاقات کو کر دے جانتا اللہ تعالیٰ کو صورت دینی

فتذكر الموت خيره لان تذكر الموت ينقص عليه عظيمه ويكدر عليه صفوة لذته حتى ما يكدر على الانسان لذته وينقص
 گروه کتبی شہرہ موت کا یاد کرنا بہتر ہی اسکی کموت کا یاد کرنا ہی دنیا کا بیش ناصور و مثلاً لذت کدہ روحانی ہی ہر جو چیز انسان کی لذت کو کم کر دے اور شہوت کو ناقص
 علیہ شہوتہ فہو من اسباب سعادۃ ولذا قال النبی علیہ الصلوۃ والسلام کثر واذکر ہانہم اللذات لان الانسان کثیر الفک
 کروے وہ ہی اسباب سعادت میں ہی ہی اسکی بنی علیہ السلام کی فرمایا ہی بہت یاد کرو توڑنی والی لذت کو اسکی کہ انسان دو حالت میں ملے
 عن حالتین اما فی ضیق و محنة او فی سعة و نعمة فان کان فی ضیق و محنة فذاکر الموت یسہل علیہ ما ہو فیہ بانہ
 نہیں جوتا یا تنگی اور محنت میں یا فراخی اور نعمت میں پس اگر شخص تنگی اور محنت میں ہی تو موت کا یاد کرنا اور تنگی اور محنت کو آسان کر دیتا ہی
 ہرول ولا یدوم والموت اصعبہ وان کان فی سعة و نعمة فذاکر الموت یمنعہ عن الاغترار بہا والسکون الیہا کما
 کہ یہ نہایت ہر حال ہی ہر شہوت کو بند کر دے اور موت کو آسان کر دے اور فراخی اور نعمت میں ہی تو موت کا یاد کرنا اور فراخی اور نعمت کو آسان کر دے
 روی انہ علیہ الصلوۃ والسلام قال کفی بالموت واعطاء وقال للفاطم من کثر ذکر الموت اکرم بن ثلثة اشیاء تفعل
 روایت ہے کہ بنی علیہ السلام نے منہ را یا موت نصیحت کر نیکی کو نیت کرتی ہی لغات کتبی جو شخص موت کو بہت یاد کرے گا تو اسکی تین باتیں جس میں سے ایک
 التوبة وقناعة القلب نشاط العبادة ومن نسی الموت عوقب ثلثة اشیاء تسویف التوبة والحرص علی الدنيا
 توبہ اور دل میں قناعت اور عبادت میں سرور اور موت کو بہتر لارہ گا تو وہ تین باتوں میں سے ایک توبہ کی تاخیر دنیا کا لالچ
 والتکاسل فی العبادة وقالت ام المؤمنین عائشة رضی اللہ عنہا یارسول اللہ هل یحشر من الشہداء احد قال نعم من یدکر الموت
 عبادت میں سستی ام المؤمنین عائشہ نے پوچھا یا رسول اللہ کون سے شہداء کے ساتھ ہی اور نہیگا فرمایا مان جو ہر روز
 فی الیوم واللیلۃ عشرین مرة وسبیل النیل الی هذه الفضیلة ان ذکر الموت یوجب التجافی عن الدنيا والاستعداد
 رات دین موت کو بیس دفعہ یاد کر لی اور سبیل حصول اس جہ کا یہ ہے کہ موت کی یاد کراری دنیا سے الگ کر دیتی ہی اور آخرت کے سامان میں طمانیہ ہے
 لاخرة والغفلة عنه تدعو الی الانهماک فی شہوت الدنيا ولذا نها ونسیان لاخرة وقد قال النبی علیہ الصلوۃ
 اور موت کی غفلت و دنیا کی شہوت اور لذات میں ڈکودیتی ہے اور آخرت کو پہلا دیتے ہے اور بیشک بنی علیہ السلام نے
 السلام لابن عمر کن فی الدنيا کانت غریبا و عابرا سبیل فکانہ علیہ الصلوۃ والسلام قال له انک مسافر وستسافر الی
 ابن عمر کو فرمایا دنیا میں ایسا رہ جیسی مسافر یا رستہ جہاں سب گویا بنی علیہ السلام نے اس سے یہ کہا تو مسافر ہی ہی جہاں آخرت کا
 الاخرة فلا تتخذ الدنيا وطنا ولا تمیل الی حظوظها وحطامها واغتنم صحتک واصرفها فی طاعة اللہ تعالیٰ و
 سفر کرتا ہی سو دنیا کو وطن نہ بنا اور دنیا کی لذت اور مال اسباب پر رغبت نہ کر اور اپنے صحت کو غنیمت سمجھ کر اللہ تعالیٰ کی طاعت میں صرف کر
 اجتهد ان تقدم فی حیاتک ما تقر بہ عینک یوم الحزاء وذلك انما یحصل بذکر الموت فلن لک کان ذکر الموت
 اور کوشش کر کی اپنی زندگی میں پہلے ایسی اعمال کر لی مسکن نیاست کی دن پہلے آگاہی دے کہ آج ہی موت کی حالت دونوں کا کوشش کی حاصل نہیں ہوتی اسکی شہادت کا یاد کرنا
 افضل وانفع وغفلة الناس عنہ لقلۃ فکرم فیہ وعدم ذکرہم لہ ومن یدکرہ لا یدکرہ بقلب فارغ بل بقلب
 بہت افضل اور نافع ہی اور لوگوں کی غفلت صرف کوتاہی فکر اور موت کو یاد نہ کر کی ہی ہے ورنہ یاد کرنا ہی تو صفائی دلی سے یاد نہیں کرتا بلکہ دل میں
 مشغول باشغال الدنيا فلا ینفغ ذکرہ فی قلبہ مع ان الواجب علی العبد ان یفرغ قلبہ عن کل شیء الا عن ذکر الموت
 دنیا کی خیالات بہر ہی ہوتی ہیں مگر وہ دین سے کم کا ایسا یاد کرنا فائدہ نہیں کرتا اور جو دنیا سے بے رغبتی سے یاد کرے وہ دنیا کی غفلت سے
 الذی ہو بین یدیه فانه اذا ذکرہ بقلب فارغ یوشک ان یؤثر فیہ وعند ذلک یقل فرحہ وسرورہ بالدنيا وینکسر قلبہ
 جو سامنی کڑی ہی مثال کر دی بیشک انسان اگر فارغ دل ہو کر موت کو یاد کرے تو وہ تین باتیں جہاں سے ہر گز اور اب دنیا کی فرحت اور سرور کتنی ہر حال کا اول مرتبہ
 فان من کان اسیر النفس صرا علی الذنوب یجب علیہ ان یجتنہ عن اصلاح نفسه بملأواة قلبہ فان صلا وان
 پس جو شخص نفس کا غلبہ کرے ہر دن ہر گز اور اسکو دھبے کہ اپنی دل کی علاج کی واسطی اصلاح نفس کے مقصد تک پہنچ کر ہی کیونکر دل کو دل سے دور کرنے واجب ہے

القلوب واجبة لاسیما اذا كان قاسية فعلاجها بأربعة أشياء اذ قد قال العلماء اذا كانت القلوب قاسية
 کیونکہ دلوں کی دوڑ کرنی واجبہ خاص الیسی وقت میں کہ وہ سخت ہو جائیں ہر ایک علاج چار چیزیں ہی اصلی ہیں کہ علامتیں ہیں کہ جب دل سخت ہو جائیں تو ایسی
 فعلی اصحابہا ان یلتزموا بأربعة الأول حضور محال العلم التي یکثر فیها دعوة الخلق من الدنیا الی الآخرة ومن
 لوگوں کو چاہی کہ چار چیزوں کو لازم کر لیں اول علم کی ایسی مجلسوں میں حاضر ہونا جس میں خلق کی رہنمائی دنیا سے آخرت کے طرف اور
 المعصية الی الطاعة فان ذلك مما تلین القلوب ویجمع فیها والثانی ذکر الموت الذی هو هازم للذات ومفرق
 معصیت سے طاعت کی طرف بہت ہوتی ہو کیونکہ اس سے دل میں نور پیدا ہوتا ہے اور دوسرے موت کا یاد کرنا جو کہ دل کو توڑ دیتے ہی اور
 للجماع والموت للبنین والبنات والثالث مشاهدة المحتضرين فان النظر الی المحتضر ومشاهدة سكراته ونزاعاته
 جماعت کو بگاندہ کر دیتی ہے اور بیٹا بیٹے کو چھوڑا دیتی ہے اور تیسری مرنے والوں کی حالت دیکھ کر یا مشاہدہ سکرے کا اور دیکھنا اس کے بھگبھگ اور نزاع کا
 وتامل صورته بعد موته یقطع عن النفس لذاتها وعن القلوب صراحتها ویمنع الاجفان من النوم والابدان
 اور غور کرنا اس کی صورت کا بعد موت کے نفوس کو لذات سے اور قلوب کو صراحت سے اور بھگون کو نیند سے اور بدن کو
 من الراحة وبعث علی الطاعات فهذه ثلاثة أمور ینبغی لمن کان قاسی القلب واسیر النفس صدرا علی الذنوب
 آرام سے الگ کر دینا ہے اور طاعات پر ادب کرنا ہے سو یہ تین طریقہ ہیں چاہئے کہ سخت دل آدمی نفس کا مغلوب گناہوں پر لگا ہوا ان سے
 ان یستعین بها علی ذواته فان انتفع بها فذاك وان عظم علیه ذین القلوب واستحکمت دواعی الذنوب
 اپنے دل کا علاج کرے بہر اگر نفع ہوا تو میں اور کیا چاہی اور اگر دل کے عیب ہم گئی اور سبب گناہوں کی جڑ پکڑ گئی
 فزیارة القبور یؤثر فی ذلك ما لیم یؤثر الاول والثانی وكذلك قال النبی علیه الصلوٰة والسلام زوروا القبور
 تو بہر اسمیں مسجد کی زیارت ایسا اثر کرتی ہے جتنی اول اور ثانی اثر نہیں کرتا اور چوتھی نبی علیہ الصلوٰة والسلام نے فرمایا قبروں کی زیارت کیا کرو
 فانها تذکر الموت والآخرة وتزهد فی الدنیا فان الاول سماع بالاذن والثانی اخبار بالقلب بما الیه المصیر و
 کیونکہ اس سے موت اور آخرت یاد آتے ہی اور دنیا چھوٹتی ہے کیونکہ اول طریقہ کانوشی سنتی کا ہے اور دوسرا طریقہ دل سے انجام کی سمجھ کا ہے اور
 فی مشاهدة من احتضر فزیارة من قبر معائمة ولذلک کاننا ابلغ من الاول والثانی وقد قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم
 سکتی کو دیکھنی میں اور قبر کے زیارت میں انجام کا معائنہ ہوتا ہے اور تیسری بیہ دوں اول اور ثانی سے بہت نافع ہیں چنانچہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا
 لیس الخیر کالمعائمة لکن الاعتبار والاقتطاع بحال المحتضر غیر ممکن فی کل وقت من الاوقات ولا یتفق لمن یرید علاج
 سنا ہوا دیکھی ہوئی کی برابر نہیں ہوتا ہے عجز اور پند نہیری سکتے کی حال سے محنت میرے ہونا ممکن نہیں ہے اور جو اپنی دل کا علاج
 قلبہ فی ساعة من الساعات واما زیارة القبور فوجودها اسرع ولا انتفاع بها اوسع لکن ینبغی لمن یقصد زیارة
 کیا جاہی تو گہری گہری اور کونہیں بلاتے ہی زیارت قبروں کی تو اسکا اتھہ آنا جلد ہو سکتا ہے اور نفع اسکی بیشمار ہے بلایق یوں ہی کہ قبور کی زیارت کری
 القبور ان یحترز من زیارة البدعية التي یفصدها اکثر الناس فی هذا الزمان وهي زیارة قبور بعض المتبکین
 تو زیارت بدعت سے پرہیز رکھی جو کہ اس زمانہ میں اکثر لوگوں کو مقصود ہے جسے متبرک لوگوں کی قبر پر جا کر
 لاجل الصلوٰة عندها والطواف بها وتقبیلها واستلامها وتعفیر الخرد علیہا واخذ ترابها ودعاء اصحابها
 نماز پڑھنا اور قبروں پر طواف کرنا اور جو سنا اور بوسہ دینا اور اوپر گال ملنے اور دان کی ٹپنی اور دوشی دعا مانگنی
 والاستقامة بهم وسواهم النصر والرزق والولد والعافیة وقضاء الديون وتفریح الکربات واغاثة اللفظاء وغیر
 اور اون پر ہر دوسہ کرنا اور ان سے امداد اور رزق اور اولاد اور آرام اور قرضوں کا ادا اور سختیوں کی کنایش اور ناتوانوں کی مدد مانگنا وغیر
 ذلك من الحاجات التي کان عباد الاوثان یسئلونها من اوثانهم اذ لیس شیء منها مشروعاً باتفاق علماء المسلمین
 سوا اسکی اور حاجتیں جو بت پرست لوگ سہلے بتوں سے مانگا کرتے ہیں اسو اسکی کرامتیں سے کوئی بات ہی تمام علماء اہل اسلام کی ترویج جائز نہیں ہے

اذ لم یفعله رسول رب العالمین ولا احد من الصحابة والتابعین وسائر ائمة الدین بل یتادب بآدابها ویكون حاضر
 کیونکہ رسول رب العالمین نے کیا اور نہ کسی صحابہ اور تابعین نے اور نہ کسی ائمہ دین نے بلکہ طریقے زیارت قبر کی سیکھ کر حضور ﷺ کی
 القلب فی اتیانها و لیکون حفظه منها الطراف علیها فقط لانه حالة تشاركه فیها البهاثم بل یقصد بزیارتہ وجه الله
 ادا کرے ایسا ہو کہ زیارت قبر سے اسکا حصہ صرف طواف ہی ہو کیونکہ یہ بات تو جو باؤ نکلی سی ہی کہنے بارت سی صرف مقصود و اسطہ خدا کا ہو
 واصلا من نفسه ودواء قلبه و یجتنب المشی علی المقابر والجلوس علیها و یخلع نعلیه ان دخلها کما جاء فی الحدیث
 اور درستی اپنی حال کی اور علاج اپنی دل کا اور قبروں کی اوپر بہر نگری اور نہ اون پر بیٹھ اور قبروں میں جاتی ہوئی جوتی او تار لی چنانچہ حدیث میں آیا ہی
 ویسلم علی اهلها ویخاطبهم خطاب الحاضرین ویقول السلام علیکم دار قوم مؤمنین فانه علیه الصلوة والسلام
 اور مردوں پر سلام بھیجے اور ان سے مخاطب ہو کر کلام کری یہ کہ سلام تمہاری دار قوم مؤمنین کے کیونکہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام
 کان یقول كذلك واذ وصل الی هیئت ینبغی له ان یاتیه من تلقاء وجهه ویسلم علیہ ایضا لکن اذ السرا ان یدعو
 یہ ہی کہا کرتے تھے اور جب کسی مردہ کی پاس عادی تو چاہی کہ اسکی منہ کی سامنی سی جاکو اور اس پر ہی سلام علیک کرے لیکن اگر دعا مانگی کہ قصہ کری
 یدعو قائما مستقبلا للتملة وكذلك الکلام فی زیارة النبی علیہ الصلوة والسلام ثم یعتبر بمن کان تحت التراب
 تو رو قبلہ کھڑا ہو کر مانگی اور ایسی ہی گفتگو بنے علیہ السلام کے زیارت میں ہے بہر اسکی حال سے جو مٹی تلی دیکھا
 وانقطع عن الادل والا حباب بعد ان ناقص الاصحاب والعشائر وجمع الاموال والذخائر وجاءه الموت فی وقت لم یجتنبہ
 اور اہل عیال اور یاروں سے جدا ہو گیا عورت نہ رہی جو ایک دن تھا کہ یاروں اور کئی میں ملا جلا تھا اور مال اور ذخیرہ جمع کر رہا تھا اور اسکی موت لگی جو کفار
 وفی حال لم یرقبہ فانه حین دخل المقبر وابتلی بالسؤال هل اصاب فی الجواب وكان قبره سروضة من ریاض الجنة
 اور ایسی حال میں جو توقع کرتا تھا یہی عجب قبر میں گیا اور سوال میں مبتلا ہوا تو خدا جانی جواب میں پورا اترا کہ اسکی قبر بہشت کا چمن ہو گئی ہو
 او اخطا فی الجواب وكان قبره - فرقة من حفر النیران ثم یجعل نفسه کانه مات ودخل القبر وذهب عنه اهلہ وولده
 یا جواب میں پورا نہ اترا کہ اسکی قبر ایک رُخاؤ و رخ کا ہو گیا ہو بہر اپنی آپ کو تصور کری گویا مر گیا اور گور میں داخل ہوا اور اہل اور اولاد
 ومعارفہ وبقی وحیداً فریداً وهو لان یسال فماذا یجیب وماذا یدعون حاله ثم یمتثل حال من مضی من اخوانه واقاربه
 اور جان بھجاک جدا ہو گئی اکیلا تنہا رہ گیا اب مجھے سوال ہو رہا ہی اب کیا جواب دوں اور میرا کیا انجام ہوگا بہر اپنی گذشتہ بہانی بندوں اور مہر کی حامدین تامل کریں
 الذین اصلوا الال وجمعوا الاموال کبف انقطعوا اهلهم ولم یغن عنهم اموالهم وغیر التراب محاسن وجہہم واقترقت فی
 جو کہ بڑی بڑی اسدین رکھتی تھی اور خیر مال سے کیا تھا کیونکہ انکی میدیں موت گئیں ان مال سے کئی کچھ فائدہ نہ دیا اور مٹی فی انکی اچھی اچھی چھری بگاڑ دی اور
 القبر واجر اؤلہم وارملت بعدہم نسائہم وشمل الیتیم اولادہم واقسم غیرہم اموالہم ولیعلم ان میلہ الی الدنیا کیلھا
 گور میں انکی اجزا بکھر گئے اور انکی جودیں نہ رہیں کہ کئی لے راوکل اولاد میں قبیہ پہل گئی اور انکا مال و دولت نہ باقی رہا اور یوں یقین کری کہ میری غبت دنیا میں میری غبت
 وغفلتہ کففتہم وانه لا شک صائر الی مصیرہم ولیتحقق ان حالہ کحالہ وان الموت لفظیم والهلاك السریع بین یدیه
 اور میری غفلت اور انکی غفلت میں ہر ایک سہی جگہ جاؤنگا چھو گئی میں میرا حال بھی اور انکا حال بھی اور موت ناگوار اور ہلاک سریع سلسلے موجود ہی
 وعند هذه التذکر والا اعتبار بیلین قلبہ و یخشم جوارحه ویزول عنه جمع الاعیال الدنیویة ویقبل علی الاعمال الاخریة
 اسطرح کی یاد اور اعتبار سے التذکر ویزول عنہ جمع الاعیال الدنیویة ویقبل علی الاعمال الاخریة اور نیکی تمام رابطہ جاتی رہینگے اور اعمال آخریہ پر متوجہ ہووے گا سر
 ویترک ہوا ویتوجه الی طاعة مولاه ثم ینبغی له فی کل حین وزمان ان یکثر ذکر اقرانه وامثاله الذین مضوا قبلہ فیتذکر
 اور ہوا جو س ترک کر کے مولیٰ کی طاعت اختیار کرے پھر اسکو چاہی کہ دم بدم اپنے اقربان اور امثال کا جو کہ اس سے پہلے مر گئے ہیں ذکر کیا کری
 سرورہم ونشاطہم وعیشہم وطول املہم واعتمادہم الی المقوة والشباب ومیلہم الی الضحک واللعباب
 اور انکی سرور اور نشاط اور انکی عیش و عشرت اور میری بڑی میدیں اور انکا بہر و سرور قوت ادجائی کا اور غبت ہستی اور کھیل کی یاد کیا کرے

[illegible]

کما یسلط علیهم اعداءهم من الانس جین افسدوا فی الارض ونیدوا کتاب الله تعالی ولاءهم فهذه الحاربة طحمة من
 جیسه که او سپرد او یکی دشمن انسان غالب بر جماعتی از جن جب و ده ملک از جن خا و بر یکدیگر تکیه مین و او کتاب الله که برین ثبت است و التي بین پس بیه محاربت صف جنگ
 الانس والطاعون طحمة من الجن وكل منهما یسلط علیهم بتقدیر العزیز الحکیم عقوبة لهم لمن یستحق العقوبة وشهاد
 انساکی ہی اور طاعون صف جنگ جنات کی ہی اور بیه و دو نو او سپر العزیز حکمت والی کی تقدیر سے و علی عذاب سخت عذاب کی اور و علی شهادت سخت
 لمن هو اهلها فهذه سنة الله تعالی فی العقوبات التي یقیم عامة فیكون طهر للمتقین وعذاب للفاجرین وقد ثبت
 شهادت کے اسلط ہو گا جن پر ان عقوبات جن جو عام نازل ہوتی ہیں عذاب آبی بھری سبزی سوتی ہوئی و علی عذابت اور بدکاروں کی علی عذاب ہی اور و
 فی الحدیث ان سبب فزع الطاعون ظهور الفاحشة و اعلان المنکرات علی ما روی عن ابن عمر انه علیه السلام قال ان ظهور
 من ثابت ہو گا ہی کرو با پڑ نیگا سبب فاحشة کا ظاہر ہونا اور منکرات کا ظاہر ہونا موافق روایت ابن عمر کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ سبب
 الفاحشة فی قوم قط حتی یعلنوها الا فشی فیهم الطاعون واخرج مالك عن ابن عباس موقفا والطبرانی مرفوعا ما فشا
 کہ کسی قوم میں فاحشة تو ایسا ظاہر ہو کہ بر ملا ہونی لگی اور وہ نہ بڑی اور مالک نے ابن عباس سے موقوف اور طبرانی نے مرفوعاً نقل کیا ہی نہیں ظاہر
 الزنا فی قوم قط الا کثر فیهم الموت قال ابن حجر الحکمة فی ذلك ان حد الزنا فی الحصن انهما ق الروح بصفة مخصوصة وهي
 زنا کسی قوم میں گرو و ملین موت کے کثرت ہوئی ہے ابن حجر کہتا ہی حکمت اس میں یہ ہے کہ زنا کی حد حصن کے حق میں جان کا نجات دینا ہی بطور خاص مینے
 الزم فاذ لم یقیم فیہ الحد یسلط علیهم الجن لیقتلهم قال السیوطی ومن تمة ذلك ان الزنا لما کان فی غالب الاحوال
 سنگسار کر کے ہر جگہ سین بیه حد قائم نہ ہوئی تو جن اور جنہ تعینات ہو تاکہ او کو قتل کریں سبب ہی اسکا بقیہ یہ ہے کہ زنا جو کثرت اکثر اوقات
 یقیم سر ایسلط الله علیهم عدا ویقتلهم سرا من حیث لا یرونه وقاعدة العذاب انه اذا نزل بقوم یعم المستحقون وغیره
 پوشیدہ واقع ہوتا ہی تو اللہ تعالی ہی او سپر اس دشمن تعینات کرتا ہی کہ پوشیدہ مار ڈالی لیا کہ کسی کو معلوم نہ ہو اور عذاب کا قاعدہ یہ ہے کہ کسی قوم پر نازل ہونے پر ہی سبب
 ثم یجئون علی نبیائهم کما روی عن علی بن ابي طالب علیه السلام قال اذا نزل الله بقوم عذابا اصاب العذاب من کان فیهم
 پہر وہ اپنی اپنی نبیوں کی موافق بعثت ہوتی ہیں چنانچہ عبد اللہ بن عمر ہی روایت ہے کہ نبی علیہ السلام فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ کسی قوم پر عذاب نازل کرے تو وہاں ہوتا ہی سبب چنانچہ ہی
 ثم یبعثون علی نبیائهم قال العلماء انما یصیب العذاب جمیع الناس لظهور المنکرات ولا اعلان بها لان انکارها وتغیرها
 پہر وہ اپنی اپنی نبی ببعثت ہوتی ہیں علماء کہتے ہیں کہ تمام لوگوں کو عذاب اسلط ہو گا ہی کہ منکرات ظاہر اور بر ملا عمل میں آتی ہیں اور منکرات کا منکر کرنا اور بدکار
 یصیر وجبا علیهم فمن لای ولم ینکر صار کمن فعل فاستحقاق العقوبة کما روی عن ابن عباس انه قبل یارسول الله
 او سپر واجب ہو گا تا ہی پہر ہو کہ ہی انکھن من مانعت نکر ہی نوہ استحقاق عقوبت ہی ایسا گویا کہ عمل کرتا ہی چنانچہ روایت ہے ابن عباس سے کہ کسی نے عرض کیا یا رسول اللہ
 انھلک القرية وفيها الصالحون قال نعم قبل یارسول الله قال بنتها ونهم وسکوتهم عن معاصي الله تعالی ثم ان
 کیا تمام گا کہ ہو گا تا ہی اور اس میں صلحا ہوتی ہیں فرمایا ان عرض کیا کہ خطا پر یا رسول اللہ فرمایا خدا کی نافرمانی ہے او کہی سے اور جب ہی ہے بہریشکہ
 الطاعون وان کان یقیم عذابا لهم بسبب سکوتهم عن المنکرات عند ظہورها لکن لما جعل لهم كفارة وطهارة کان لهم
 دبا اگر ہو او کہی سے منکرات کی ظہور پہر جب رہی کی سزا میں عذاب آتا ہی بہرچونکہ او کہی لئی کفارہ اور طہارت ہے تو او کہی حق میں
 رحمة کما روی عن ام المؤمنین عائشة رضی اللہ عنہا علیہ الصلوٰۃ والسلام قال اذا کثر ذنوب العبد ولم یکن لہ ما یکفرها ابتلاہ
 رحمت ہے چنانچہ ام المؤمنین عائشہ سے روایت ہے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمایا جب بندہ کی گناہ بہت ہوتی گتے ہیں اور کفارہ او کا کچھ نہیں ہوتا
 الله تعالی با الحزن لیکفرها ویجوز ان یکون فی حق من لم یقصر فیما وجب علیہ من الامر بالمعروف والنہی عن المنکر لزيادة
 تو اللہ تعالیٰ کفارہ کو علی او کو کم میں مبتلا کر دیتا ہی اور احتمال ہی کہ او کی حق میں جو مقام واجبات یعنی امر بالمعروف و نہی عن المنکر میں قصور نہ کری واسطے افزائش
 حسناته کما جاء فی الحدیث ان الرجل لتکون له عند الله تعالی منزلة فما یبلغها بعمله فما یزال الله یتلیه بما ینکره
 حسنات کے ہو چنانچہ حدیث میں آیا ہی کہ کوئی شخص تقدیر الہی میں ایک مرتبہ کی لائق ہوتا ہی کہ او کو عمل کی برکت سی زید حاصل کر سکتا تو اللہ تعالیٰ او کو ہر شے کی مثال
 عین

حتی یبلغہ آیہ وقد ورد فی الحدیث ان الطاعون شہادۃ للمؤمنین ورحمة لهم وجر علی الکفرین وھو صریح فی ان
 آخرہ اوس مرتبہ پر پہنچا دیتا ہی اور بیک حدیث میں آیا ہی کہ باسومنین کی حق میں شہادت اور رحمت ہی اور کفار کی نفی عذاب ہے اس صاف معلوم ہوتا ہی کہ
 کونہ شہادۃ ورحمة خاصة بالمؤمنین و اذا وقع فی الکافر فانما ھو عذاب عجل علیہ فی الدنیا ولہ فی الآخرة اشد
 دبا صرف مؤمنین کی نفی شہادت اور رحمت اور کفر پر پڑھتے ہے تو وہ عذاب ہے کہ اوس پر جلدی سے دینا عین ناکامی اور آخرت میں اس کے لئے
 العذاب واما العاصی المرتکب الکبیرۃ من ھذہ الامۃ اذا کان عاصرا علیہا ولم یتب عنہا فکون الطاعن شہادۃ
 اور ہی حق عذاب ہی اور اگر کبیرہ کریمہ کریمہ اور تائب نہیں ہوا اس بات میں سے اگر وہ کبائر پر اڑا ہوا ہی اور تائب نہیں ہوا تو وہ اس کے معین شہادت ہی نہیں
 لہ محل نظر اذ یحتمل ان یقال انہ لا ینال درجۃ الشہادۃ لشورہ ما کان متلو ثابۃ من الذنوب وقد قال اللہ تعالیٰ
 اس میں تامل ہی اس واسطے کہ ہر کس کی کوئی کبیرہ نہیں ہے بلکہ ہر شخص میں کمال ہون کی وہاں ہی عین شہادت کا درجہ نہیں پاسکتا اور بیک حدیث میں آیا ہی
 أم حسب الذین اجتروا السبائ ان تجعلہم کالذین آمنوا و عملوا الصالحات وایضا قد سبق ان الطاعون
 کیا خیال رکھتے ہیں جنہوں نے کہا کہ ان میں برائیوں کے جسم کر دینگے اور کو برابر دینگے جو حقین لائے ہیں اور کئی پہلے کام اور یہ بھی گذر چکا ہے کہ با و
 ینشأ عن ظلموا فاحشہ و یقع عقوبۃ بسبب المعصیۃ فکیف یكون شہادۃ و یحتمل ان یقال انہ ینال درجۃ الشہادۃ لعدم الاحبار الاولاد
 فاشہد ان ظلموا ہونے ہی پڑتے ہی اور ان کے سبب ہی عقوبت ہوتی ہی ہر شہادت کو جو کر سکتی ہی اور یہ ہی محال ہی کہ کچھ کہ شہادت کا درجہ برابر دیا
 فیما لایسما الحدیث الواضح عن انہ علی الصلوۃ والسلام قال الطاعن شہادۃ لكل مسلم فانه صریح فی العموم وبالقیاس
 اس واسطے کہ حدیثوں میں حکم عام ہے خاص میں حدیث میں جو اس درایت کرنا ہی کی علیہ السلام فرمایا و باہر مسلم کی نفی شہادت ہے اب یہ مضمون صاف علی العموم ہے
 علی شخصہ المعرفۃ ان یمکن لہ بالشہادۃ ولو کان لہ ذنوب کثیرۃ لم یتب عنہا لا تتبعات الا ذمیین للحدیث الواضح
 اور معرکہ جنگ کے شہید ہر فاس کر کر حکم شہادت کا کر سکتی ہیں اگر جو سوا حق اصدا کی اوسکی مر پر کتنی ہی گناہ لی تو رہا ہی ہر ہون بدلیل احمدیت کا کہ
 ان الشہید یعقر لہ کل ذنب الا الذین و سائر التبعات فی معنی الذین ولا یلزم من حصول درجۃ الشہادۃ لمن اکتسب السبائ
 شہید کی نام لگا کر جو قرمن کے شہادہ جاتی ہیں اور عام حقوق بمنزہ قرمن کے ہیں اور یہ لازم نہیں آتا کہ ایک شخص جو گناہ کرنا شہادت کا درجہ برابر
 ان مساوی المؤمن کامل فی المنزلۃ لان درجات الشہداء متفاوتۃ نعم لیستفاد من الحدیث ان الشہادۃ لا تکفر
 مومن کامل سے درجہ میں برابر ہو جائے اس واسطے کہ شہادت ہی مرتبہ کتنی بڑھتی ہوتی ہے بن السبۃ احمدیت ہی یہ معلوم ہوتا ہے کہ شہادت ہی حقوق
 التبعات لکن التبعات لا تتم الشہادۃ اذ لیس للشہادۃ معنی الا انھا اذا حصلت لشخص یشہد اللہ تعالیٰ ثوابا مخصوصا
 نہیں معاف ہوتی ہی بلکہ لیکن حقوق باقی ہی سے کچھ شہادت میں سرق نہیں آتا اس واسطے کہ شہادت کی یہ ہی معنی ہیں کہ جب خدا کی نسیب کرنا ہی تو اس کو اللہ تعالیٰ کی ہر گناہ
 ویعقر لہ ذنوبہ غیر التبعات ثم ان کان لہ اعمال صالحۃ فھی تنفعہ فی موازنۃ ما علیہ من التبعات وبقی لہ درجۃ الشہادۃ
 ایک خاص ثواب یا ہر اس کو تمام گناہ سوائے حقوق کی معاف ہو جاتی ہیں ہر اگر اوسکی اگر اعمال صالحہ میں تو وہ اور جو کئی مقابلہ میں فائدہ کرے گی اور درجہ شہادت کا اس کے لئے ہر گناہ
 وان لم یکن لہ اعمال صالحۃ فالشہادۃ تکفر اعمالہ السیئۃ غیر التبعات وھو فی حق التبعات یشقی فی مشیئۃ اللہ تعالیٰ
 اور اگر کچھ اعمال صالحہ نہیں تو شہادت اس کی گناہوں کو سوائے حقوق کی تو محو کر دینگے اور باقی حقوق اللہ تعالیٰ کی مشیت میں رہے گا
 فانه تعالیٰ اذا اراد ان لا یعذبه یرضی علیہ خصمہ کا روی انہ علیہ الصلوۃ والسلام یدینما ھو جالس اذ ضحك حتی
 بیک حدیث تعالیٰ اگر تپا ہے کہ اوس پر عذاب نہ ہو تو وہ جو کو راہنہ کر دینگا حیا پر رواست ہی کہ بنی علیہ السلام ایک وقت پہنچی ہوئی ایسے ہنس
 بدلت شایبہ فقیل لہ لم تضحك یا رسول اللہ قال رجلا من اصتی حیثا بین یدی رب العزۃ فیقول احدهما یا رب خذ
 کہ دندان مبارک پیشین نظر آئے گئے ہر کس سے جو ہر بار رسول اللہ کیوں نہ ہی میں فرمایا میری ہر گناہ کے دو شخص بہ العزۃ کی سامنے آئی ایک کہتا ہی امی رب میری میرا حق
 لی مظلمتی من ھذا الاخ فیقول اللہ تعالیٰ اعط اخاک مظلمتہ فیقول یا رب لم یبق من حسناتی شی فیقول اللہ تعالیٰ
 اس بہائی ہی ولا دی ہر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہائی کا حق ادا کر دی وہ جواب دیتا کہ اسی میری پاس تو کوئی پہلا ہی باقی نہیں میری ہر اللہ تعالیٰ ہی کہتا

للطالب انصنع باخیک لم یبق من حسناته شیء فیقول یارب فلیجعل عنی اوفراذی ففاضت عینا رسول الله
 طالب مدعی ہی کیا تھا کہ اس کی بات کو سن کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے اللہ! اس شخص کو جو میری بات کو سن کر
 صلی اللہ علیہ وسلم قال ان ذلک الیوم لیوم عظیم یمتلیح الناس فیہ ان یحل عنہم اوفراذہم ثم قال فیقول اللہ تعالیٰ
 صلی اللہ علیہ وسلم کی شہادت اور فرمایا کہ وہ دن بڑا سخت دن ہی ہوگا کہ اس دن میں لوگوں کی گناہ اور ان پر پڑ جانے والی گناہوں پر اللہ تعالیٰ
 للطالب حقہ ارفع بصرک فانظر الی الجنان فیرقم بصرہ فیری مدائن من فضة وقصورا من ذهب مککة باللؤلؤ فیقول
 مدعی ہی فرمایا کہ انکھراؤں پر نگاہ کر کہتے ہیں کہ یہ وہ دن ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس دن میں لوگوں کی گناہوں پر پڑ جانے والی گناہوں پر
 لمن هذا یارب فیقول اللہ تعالیٰ هذا لمن یعطی ثمنہ فیقول فمن یمتک ثمنہ یارب فیقول اللہ تعالیٰ انت تمککہ فیقول
 انکھراؤں کی بات پر اللہ تعالیٰ فرمایا کہ جو کوئی اس کی قیمت ادا کرے یہ عرض کرے گا کہ اس کی قیمت کی بات ہے
 بماذا یارب فیقول اللہ تعالیٰ بعفوک عن اخیک فیقول یارب قد عفوت عنه فیقول اللہ تعالیٰ خذ بید اخیک واخلہ
 کس چیز کی بید پر اللہ تعالیٰ فرمایا کہ تیری اس بات کی عافی کی بدلہ یہ عرض کرے گا کہ تیری عافی کی بدلہ میں نے بیشک سکون حاصل کیا ہے اللہ تعالیٰ فرمایا کہ ابھی تو میری عافی کی بدلہ
 الجنة ثم قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فالتقوا اللہ واصلحوا ذات بینکم فان اللہ تعالیٰ یصلح بین المؤمنین
 بہر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی قیامت کے روز مسنون بین
 یوم القیمة قال القرطبی نقل عن شیخہ هذا البعض الناس من امراد اللہ تعالیٰ ان لا یعد بہ وکذا ما روی عنہ علیہ الصلوٰۃ
 طالب کر دیا قرطبی نے اپنی اسناد سے نقل کرتے ہوئے یہ حال کسی کسی کا ہی جسکو اللہ تعالیٰ عذاب سے بچانا چاہا اور ایسی ہی وہ جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہوا
 والسلام ان منادیا ینادی یوم القیمة من تحت العرش یا امة محمد ما کان لی قبلکم فقد وهبتہ لکم فقیبث التبعاء
 سے روایت ہے کہ ایک منادی قیامت کی دن عرش کے نیچے ہی آواز دے گا اے محمد کی جو میرا حق تمہاری ذمہ تھا میں نے تم کو بخش دیا اب حقوق عباد باقی ہیں
 فتواہبوا فادخلوا الجنة یرحمتم فی هذا ایضا البعض الناس الذلک کان فی جمیعہم لما دخل احد النار وقد ورم اخبار صحیحہ
 سبہر ایک دوسرے کو نکال کر میرے رحمت سے بہت میں چلے جاؤ یہ بھی کسی کسی کو دے دیا ہی ہوگا کہ اگر کسی کو دے دیا ہی ہو تو کوئی ہی دوزخ میں جاوی اور بیشک صحیح حدیثین
 نقلہا اثقات ولا بد من الایمان بها من کان من اهل الایمان لا یبقی فی النار سبب العصیان بل یخرج منها ولو بعد حین
 جو ثقات کی روایت آئی ہے میں نے نہایت ہی ایمان لانا ضروری ہے کہ کوئی ایمان والا نہ ہو کہ سبب دوزخ میں نہین پڑا ہی گا بلکہ دوزخی ہو گیا اگر بعد از انقیاد
 وزمان والخروج منها لا یكون الا بعد الدخول فیہا عصمنا اللہ تعالیٰ عن الدخول فیہا المجلس السنون فی بیان فضیلة الصبر
 یا زمانہ ورازی اور دوزخ سے باہر آنا بدون داخل ہونے میں ہو سکتا ہے کہ دوزخ میں جانے سے بچا ہی جائے گا جس کو اللہ تعالیٰ نے بہت ہی فضیلت کا بیان
 مضمون الطاعون وعدم الجواز الیہ لرفعہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیس من احد یقع الطاعون فی مکث
 موضع طاعون اور اس کی دفع کرنے کے لئے دکانہ جائز ہوتا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی نہیں کہ طاعون واقع ہو یہ ہر سید
 فی بلدہ صابرا محتسبا یعلم انہ لا یصیبہ الا ما کتب اللہ لہ الا کان لہ مثل اجر الشہید هذا الحدیث من صحیحہ المصنوع
 اس شہر میں صبر کر کرنا کہ جسے یہ سمجھ کر پڑا ہی کہ مجھ کو وہ ہی چیز ہے جو اللہ تعالیٰ نے مجھ کو لکھی ہے مگر اس کی وجہ برابر اجر شہید ہوگا یہ حدیث صحیحہ کی صحیح روایت ہے
 رو بہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا قال ابن حجر مقتضى هذا الحدیث ان اجر الشہید یکون لمن لا یمیز من البلد الذی
 ام المؤمنین عائشہ کی روایت سے ابن حجر کہتے ہیں مقتضى اس حدیث کا یہ ہی کہ شہید کا اجر اس کو ہوتا ہی جو اس شہر میں ہی ہے ان
 وقع فیہ الطاعون ویكون فی حال قامتہ قاصدا ثواب اللہ تعالیٰ راجیا موعدة عامرنا بان ما یقملہ فهو بتقدیر اللہ تعالیٰ
 طاعون واقع ہو ہی چلا جاوی اور ان تہا ہوا اللہ تعالیٰ کو اس کا ارادہ کہے اور اس کے وعدہ کا امداد رہی یہ سمجھ کر کہ مجھ پر جو لڑ گیا سو تقدیر الہی ہی ہے
 وما یفخر عنہ فهو بتقدیر اللہ تعالیٰ غیر متضرر بوقوعہ معتمد علی ربہ فی کل حال فمن اتصف بهذه الصفات فانت
 اور جو مل جاویا سو تقدیر الہی ہی ہے اس کی دفع ہونے سے دل تنگ نہو اپنی رب پر ہر حال میں ہر وقت میں ہر وقت موجود ہوں پر وہ

دعاء علیہم بالہلاک وان کان من لوازمہ الہلاک بل المراد منہ حصول الشہادة لہم بکل من الامرین لان الموت اگرچہ ہلاکت اور مکمل لوازم ہے ہی بلکہ تک دعائے وسیلہ ان دونوں اسباب کے اور کئی شہادت مطلوب ہی کو نہ موت تو ایسے پیچیدگے جو کسی سے امر لازمہ لا خلاص منہ فكان محط الدعاء علی جعل کل منہما سبباً للموت الذی قد تقررہ اللہ تعالیٰ ولا مفر منہ حتی کہ دوسرے اصلاً مخلص نہیں ہے پس مطلب دعا کا یہی کہ طعن اور طاعون ہی موت آیا کری جو ہمہ تھاں مقرر ہے ہی اور اس ہی کوئی جائز نہیں ہے یحصل بکل منہما الشہادة اما حصولہا بالطعن الذی هو القتل المحاصل فی الجہاد والفتن فظاہراً ما حصولہا تاکر ان دونوں سے شہادت ہو اگر ہی بہر حصول شہادت طعن ہی جو میں جہاد میں یا فتنہ میں مارے جاتے ہیں ظاہر ہے رہا حصول شہادت کا بالطعن علی فلما ثبت بالحديث انه وخرنا ثلاثاً من الجہاد فیکون شہادة بلا سبب وکذا کان الدعاء برفعه غیر طاعون کے سوا کسی کہ حدیث میں ثابت ہو ہی کہ طاعون کو چاہی ہاری دشمنوں کی بات کہ ہے جس بیک شہادت اور اس ہی کوئی اسکے دعا جائز نہیں ہے مشروع قال النبی بکہ لان معاذاً منتقم منہ واعتل بان الطاعون شہادة ورجوة ودعوة نبینا محمد علیہ السلام شیخ کہتا ہی کہ وہ ہی اس کے معاذ نے دعا کی اور یہ جہت کی کہ طاعون شہادت اور رحمت ہے اور ہمارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم دعا علی ماروی عن عبد اللہ بن زافع ان ابا عبیدہ بن الجراح لما اصیب فی طاعون عواس استخلف معاذاً واشتد لا من جہت موافق روایت علیہ بن زافع کہ ابو عبیدہ ابن جراح جب طاعون عواس میں مبتلا ہو کر معاذ فرستے اللہ کو اپنا نائب کیا اور ایسی خدمت کی فقال للناس معاذ اذع اللہ برفعه هذا الرجل فکان ابنہ لیس بخیر وکنہ دعوة نبیکم وصوت صالحین قبلکم وشہادة معاذ سے کہا کہ اللہ ہی دعا مانگو کہ یہ عذاب دور ہو جاوے معاذ نے کہا یہ عذاب نہیں ہے بلکہ یہ تمہارے نبی کی دعا ہی اور اس کے صلہ کی موت اور شہادت ہی یحضر اللہ تعالیٰ بہا من شاء منکم اللهم ات ال معاذ نصیبہم لا ورف من هذه الرحمة فهذا القول من معاذ صریح بان تم میں ہی جس کو چاہے اللہ دعا فرماوی اللہ معاذ کی اہل کو بڑا حصہ اس رحمت میں ہی عطا کر اور معاذ کی یہ تفسیر صریح ہے کہ الدعاء برفعه غیر مشروع وقد صرح ان معاذ العلم الامتہ بالحلال والحرام وانه امام الفقہاء یوم القيمة فلو کان مشروعاً اسکے دور ہو نی کے دعا جائز نہیں ہی اور تحقیق ہو چکا ہے کہ معاذ تمام امت میں حلال اور حرام کو خوب جانتا تھا اور قیامت کی روز نام فقہا کا بیوا ہو گا اگر یہاں لما اوجہم ان لیسلوہ بل کان یفعل من تلقاء نفسه بل لو کان مباحاً لبادر بفعلہ عند رسول الرحمة عنہ ما ضنوا جائز ہوتی تو لوگوں کی کہنے کی کیا حاجت ہی بلکہ وہ خود بخود دعا کرتا بلکہ اگر دعا مباح ہوتی تو فوراً کرتا جب لوگوں نے اس سے عرض کیا تھا ہی خیال ہی کہ ہمارے حق میں انہ مصلحت لہم وقد صرح الحنا بل فی المسئلة وقال صاحب الفروع منہم لا یقنت لہ لانه لم یثبت القنوت فی طاعون بنہیہ اور منہم لہ اس سند کو مراحت ہی بیان کیا ہی اور صاحب فروع اور میں ہی کہتا ہی اسکی دعا مکرر ہی سنی کہ طاعون عواس میں دعا ثابت نہیں ہوئی عموم اس غیرہ وابن الجوزی ان مال الی مشرق عیتہ فرادی الا انہ منہم لاجتماعہ وقال واقع الاجتماع الدعاء برفعه کما فی ادیان جہا اگرچہ پسند کرتا ہی کہ الگ الگ جائز ہی پرا اجتماع کو وہ ہے نسخ کرتا ہے اور کہتا ہی کہ جماعت کرنی دفع کی دعا کی جیسے الاستسقاء قد رتہ حدثت بد مشق فی الطاعون الکبیر سنة تسع واربعین وسبع مائة ولم یفد شیئاً بل اوجہا الامر نماز استسقاء ہوتی ہی سونہ ہی دمشق میں جا کر ہوتی ہی طاعون سنة سات سوا انجاس میں اور کچھ فائدہ ہی ہوا ہو یا مال اور ہی شدۃ ثم قال ولوانہ کان مشروعاً لم یجف علی السلف ولا علی فقہاء الامصار واتباعہم فی الاعصار الماضية فلم یبلغنا تباہ ہر گیا بہر کہا اور اگر دعا جائز ہوتی تو سلف پر تہنید نہ رہتے اور نہ ملک کی فقہا پر اور نہ او کی تلافی نہ نہ گذشتہ میں سوا اس باب میں کو نہ کوئی روایت ہی فی ذلک خبر ولا اثر عن المحدثین ولا فروع مسطور عن احد من الفقہاء وائمة الدین وقد تمسک قوم علی مشرق عیتہ بقول اور نہ معین ہی کوئی اثر اور نہ کوئی جزیقی فقہاء اور دین کی امام کی کہی ہو ہے بعض الفقہاء ان القنوت فی الصلوات کما مشروع عند النوال وان الاجتماع والدعاء لعموم الامراض جائز وقال ابن تہیمہ اس قول ہی تمسک کیا ہی کہ دعا قنوت تمام نماز میں بر وقت نزول حوادث کی مشروع ہے اور حاجت کرنی اور دعا مانگنی عموم امر ہو کر کچھ جائزہ قوم میں

بہر کہ طاعون عواس میں دعا ثابت نہیں ہوئی

بالمريض العام بمنزلة التصريح بالوباء الذي يشمل الطاعون وهو ايضا من اشد النوازل والجواب ان كلاما من الوباء والنوازل
 عموم اراض كانا من لينا بمنزلة عام لينة وبان في جسمين طاعون في داخل في اوريجي بڑا حادثہ ہے اور جواب یہ ہے کہ تمام وباء اور حوادث
 وان كان عام يشمل الطاعون وغيره الا ان الطاعون اختص بكونه شهادة ورحمة ودعوة نبينا محمد عليه السلام بخلاف
 اگرچہ عام ہیں کہ طاعون وغیرہ ہی اینچ نخل بہن پر طاعون پر خاص کہ شہادت ہوتی ہی اور رحمت ہی اور ہمارے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعا پر خلافت
 الوباء والنوازل وهذا شرع الدعاء برفعها ولم يشرع برفع الطاعون ولتؤيد ذلك ورد النهي عن الفرائض دون الوباء و
 وبار اور حوادث کی اور کسی ہی دیا اور نوازل کی رفع کی دعا جاری ہی اور طاعون کے رفع کی دعا جاری نہیں اور ہی کی تاکید کرتی ہی طاعون سے بیگنی کی نیت سوار دیا اور
 سائر النوازل فانه قد وقع في القرن الاول مرات متعددة والصحابة يومئذ متوافرون واكابرهم موجودون ولم ينقل عن
 اور تمام حوادث کے کیونکہ طاعون قرن اول میں کئی بار نازل ہوا ہی اور صحابہ اور سوقت بہت اور میری شے موجود ہے اور کسی ہی بڑا ہی نہیں
 واحد منهم انه فعل شيئا من ذلك او امر به والمراد من قول معاذ دعوة نبيكم حديث اللهم اجعل فناء امتي بالطعن و
 کہ کسی نے نہیں ہے کچھ یہ آپ کیا ہو یا کسی کو بتایا ہو اور معاذ کا قول دعوة نبيكم اس سے مراد یہ حدیث ہی الہی کر دی سی میری امت کے طعن اور
 الطاعون والمراد بالصالحين قبله قد تكلم عليه الكلابادي فقال يجوز ان يكون المراد بهم بني اسرائيل فان الطاعون
 طاعون سے اور صالحین سے جو تہ مارا ہوا ہیں او ملین کلابادی گفتگو کرتا ہی اور کسی را ہی یہ ہی کہ ان لوگوں سے ہی اسرائیل مراد ہوتی ہیں کیونکہ
 وان كان قد وقع عذابهم بسبب سكوتهم عن المنكرات عند ظهورها الا انه قد جعل كفارة لهم وطهرة لما كان منهم
 اگرچہ انہیں عذاب آیا تھا وقت ظہور اور یہ بلا جو منکرات کے جو دم کہا ہے منع کیا ہوا کی حق میں ان کی ہم کہا رہی کی گناہ کا کفارہ اور طہارت نتجہ
 من السكوت كما كان قتل بعضهم بعضا كفارة لمن كان منهم عبد الجبل فانهم تائبون صالحون مستسلمون وقد علم من
 جیسی آپس میں ایک دوسرے کے ہاتھ سے واسطے کفارہ گوسالہ پرستی کی سبیل ہوتے کیونکہ یہ تائب اور صلحا اور تائب تھے اور اس سے معلوم ہوا
 هذا ان الواجب على كل مسلم ان يسعى في اصلاح نفسه باسقاط ما في ذمته من الفرائض والواجبات والاجتناب عن
 کہ مسلم پر واجب یہ ہے کہ اپنی ذات کی حفاظت اور اصلاح میں کوشش کری اس طور کہ جو اس کے ذمہ فرائض اور واجبات ہیں اور اگر
 المحرمات والمكروهات والتوبة عن الذنوب والسيئات والمبادرة الى مرد المظالم والتخلص من التبعات وهو مطلوب في كل
 اور محرمات اور مکروہات سے بچے اور گناہوں اور برائیوں سے توبہ کری اور جو اور حقائق معانی اور حقوق سے رستگاری میں جلدی کری اور تائب ہو توبہ
 وقت ويتأكد ذلك عند وقوع الوباء عموما ولم يقع به الطاعون خصوصا لاسيما الوصية من غير ان يقع فيه لحيف لقوله ع
 درکاری اور اس میں دیا کی موسم میں عموما تاکیدیہ اور جو طاعون میں مبتلا ہوا ہو سکون زیادہ تر علی الخصوص وصیت میں کہ بلا قبولی کمالات ہوا علی شادی علیہ السلام
 حاشا امر مسلم شئ يوصي فيه يبيت ليلتين الا وصيته مكتوبة عنده فان معناه اذا كان لامر مسلم شئ يريد ان يوصي
 نہیں ہوا کہ تا شخص سلمان یا کسی غیر کا قابل وصیت کی کہ دو شب چوکو کو وصیت اس کی کہی ہو اس کی باجھکی سی بی بی معنی ہیں جب کسی مرد سلمان یا کسی غیر کو وصیت کیا
 فحقه ليس الا ان يكون وصيته مكتوبة عنده لانه لا يدري متى يوافيه منية ويجول بينه وبين ما يريد وقيد ليلتين
 تو اس کا اور نہیں ہے مگر اس کی وصیت کہی ہوئی اس کی پاس ہو کیونکہ کیا جانتا کی تو اس کی مت کب بھیجے گی کہ اس کی ارادہ کو روکے اور دو شب کی قید
 غير مقصود بل هو تنبيه على انه لا ينبغي ان يمضي عليه زمان وان كان قليلا الا وصيته مكتوبة عنده لاسيما اذا كان عليه
 کچھ مقصود نہیں ہی بلکہ یہ تاکیدیہ ہے کہ ایسا نہیں چاہی کہ اس پر کچھ زمانہ گزری اگرچہ قلیل ہو مگر اس کی وصیت کہی ہوئی اس کی پاس ہو حاصل وقت کو روکے
 دين او دعيّة او غير ذلك من الحقوق فيلزمه الوصية ويستحب تعجيلها لانه لا يامن ان يشتمد مرثته فيعتقل لسانه
 فرض ہو یا امانت یا کوئی اور حق ہو پس یہ وصیت ضروری ہی اور اس میں تعجل اس لئے مستحب ہے کیا خبری کہ مرض بڑے کہ زبان بند ہو جائے
 فيموت بغير وصية فيكون اثبات ترك ما وجب عليه ان كانت الوصية واجبة عليه بان كان عليه حق من حقوق الله
 پہر بے وصیت مر جاوے اپنی ذمہ کا واجب ترک کرنی چاہیے اور اگر اس پر وصیت یا بنی بجا ہو جائے کہ اس کی ذمہ کو سنے حق اللہ

فھی بسبب معاصیکم التي التبتتموها والله تعالی یعفو عن كثير من الذنوب فلا یعاقب علیها فی الدنیا وقال علی المؤمن
سوده تباری نافرمان کی شامت سی ہے جو تم کو ملے ہو اور اللہ تعالیٰ بہتر کی گناہ معاف کر دیتا ہے اور کسی سزا دینا میں نہیں دیتا اور علی کہتی ہیں کہ
عند الله تعالی خمس نجات فاولها المرض ثم المصائب فان كان ذنوبه اکثر یعذب فی قبره فان كانت اکثر من ذلك
العدو تعالی بیان پانچ عفو تہ ہیں پہلی بیماری پہر معصیتیں پہر اگر اس کی گناہ بڑھتی ہوتی ہیں تو قبر میں عذاب ہوتا ہے پہر اگر اس سے زیادہ ہوتی ہیں
یحبس علی الصراط وان كانت اکثر من ذلك یعذب فی جہنم علی قدر ذنوبه ثم یخرج منها وهذا كله مختص بالمجرمین وأما
توصیل پر رکھتا ہے اور اگر اس سے بڑھتی ہوتی ہیں تو گناہوں کی ہوائیں دوزخ میں عذاب ہوتا ہے پہر اس میں نکل گیا ہے تمام حال گنہگاروں کا ہے اور اگر
غیر المجرمین من المؤمنین فانما یتصدی بهم المصائب فی الدنیا لیرفع درجاتهم فی العقبی كما جاء فی الحديث ان الرجل لیتکون
سے گناہ مومن اور غیر مصائب دنیاوی اسہی لئے آتی ہے کہ اس کے درجات عقبہ میں بلند ہو جائیں جہاں حدیث میں آیا ہے کہ بعض شخص کی ایک تہ
له عند الله منزلة فما یبلغها بعمله فما یرال الله تعالی یتلیمہ بہا یرکھہ حتی یبلغها یاها والا حدیث فی هذا المعنی
اللہ کے نزدیک مقرر ہوتا ہے سوده عمل کی برکت سی ملے گی جس کے سبب اللہ تعالیٰ اس کو کلمات میں تائید کرے گا کہ وہ مرتبہ پائے گا جس پر اللہ تعالیٰ
کثیرۃ لکن ینبغی ان یعلم ان الثواب الوارد لاهل البلاء فی هذه الاحادیث وغیرها منوط بالصبر لا علی نفس المصیبة
بہت ہیں لیکن بہن کی بات ہی کہ ثواب اہل بلا کا جو ان حدیثوں میں اور اور جگہ آیا ہے اس کا مدار برکت ہے میں مصیبت پر نہیں ہے
علی ماروی عن سفیان الثوری انه قال انما الاجر علی قدر الصبر والصبر خلق کسبی یخلق به الانسان ویختص به ولا
سوافق روایت سفیان ثوری کی وہ کہتا ہے کہ اجر برابر صبر کے ہوتا ہے اور صبر ایسی سیرت کسبی ہے جو کوئی انسان ہی حاصل کر سکتا ہے انسان کی ہر حالت
یتصور فی الملئکة والیہائم وھو ثبات القلب علی احکام القدر والشرع وحبس النفس عن الجزع واللسان عن الشکو
فرشتے اور جانوروں میں نہیں ہو سکتا یعنی قدر پر اور شرع کی احکام پر دل کا قابو رکھنا اور نفس کو بے صبری سے اور زبان کو شکوہ و شکایت سے
والجوارح عن فعل لا ینبغی قال الشیخ الامام عزالدین بن عبد السلام قد ظن بعض الناس ان المصاب ماجر علی مصیبة
اور اعضا کو یہودہ کا رو باری بند کرنا شیخ امام عزالدین بن عبد السلام کہتا ہے بعض لوگوں کا یہ گمان ہے کہ شخص مصیبت زدہ مصیبت پر ماجر ہوتا ہے
وهذا خطأ لان المصائب لیس من کسبه اصل الا مباشرة ولا تسببا وقد قال الله تعالی انما تجزون ما کنتم تعملون
اور یہ گمان غلط ہے اسلئے کہ مصیبت انسان کی اختیار سے ہرگز نہیں ہوتی اعتبار عمل کے اور نہ باعتبار سبب کے اور بیشک اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وہ ہی بدلہ پاؤ گی جو کرتے تھے
فمن مات ولده وتلف ماله واصیب ببلاء فی بدنه فهذه المصائب لیست من کسبه ولا من تسببه حتی یوجر
بہر حکایت مر جاو اور مال لے جاو اور بدن پر آفت آ جاو تو یہ مصیبتیں اس کی اختیار سے نہیں ہیں اور نہ اس کے سبب پیدا کرنے سے تاکہ ہر ثواب
علیہا بل ان صبر علیہا یکون له اجر الصابرین وان رضی بما یکون له اجر الراضین لکن قد ورد فی الحديث انما الصبر
بلکہ اگر صبر کر لے تو اس کو صابرین کا سا ثواب ملے گا اور اگر اس پر رضامند ہو تو رضامندوں کا اجر ملے گا لیکن حدیث میں بیشک یہ آیا ہے کہ صبر
عند الصلوة الاولى كما روی عن انس انه علیه السلام مر بالمراة تنبکی عند قبر فقال لها اتقی الله واصبری فقالت المیک
پہلے صدمہ پر ہوا کرتا ہے چنانچہ انس سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام ایک عورت کے پاس قبر پر رد فی تہی گئی آپ نے فرمایا اے عورت خدایا میں نے تیرے لئے جو اجر عطا کیا ہے وہ اس کے برابر ہے
عنی فانک لم تضرب بمصیبتی ولم تعرفه ففیل لها انه النبی علیہ السلام فانت النبی علیہ السلام فقالت لہ اعرفک یا رسول
ایسی مصیبت نہیں پڑی ہے اور اگر کوئی اس سے پہچاننا کسے کہہ دے کہ یہ نبی علیہ السلام ہیں پھر وہ سبب علیہ الصلوۃ والسلام کی خدمت میں آئی اور عرض کیا میں نے تیرے برابر
الله فقال النبی علیہ السلام انما الصبر عند الصلوة الاولى وانما قال كذلك اذ بعد ما مضی علیہ زمان یحصل الصبر
پہچاننا نہیں تھا پھر نبی علیہ السلام فی زمان یا صبر حاصل صدمہ پر ہوتا ہے اور یہ اسلئے فرمایا کہ جب اس کو یہ دیکھ کر جلتے ہی تو یہ مصیبت زدہ کو خود بخود صبر حاصل
لکل مصاب شاء امر ابی وقال ابن مبارک المصیبة واحدة فان جزع صاحبها صارت اثنتین احدهما المصیبة نفسها
چاہے یا غلجے اور ابن المبارک کہتا ہے پہلے مصیبت ایک ہوتی ہے پھر اگر وہ بے صبری کرتا ہے تو دو مصیبتیں ہو جاتی ہیں ایک تو وہ ہی مصیبت

للملئكة اقضت و لد عبدی فیقولون نعم فیقول اقضتو ثمرة قلبه فیقولون نعم فیقول ماذا قال عبدی
فشنون ی یو چہا ہی کیا تمی میر بندہ کی بچہ کی جان نکالنے وہ عرض کرتی ہیں ان پر فرمایا کہ کیا جان لو اسکی کئی ٹہری کی عرض کرتی ہیں ان پر فرمایا کہ کیا کہا
حمدک واسترجع فیقول اللہ تعالیٰ ابنو العبدی بیتا فی الجنة وسموه بیت الحمد قد ذکر ان اهل الاعمال
پر وہ عرض کرتی ہیں میرے گھر کو لانا اور لانا ایسا جو کہ بہتر اور شرف فرماتا ہے میری بندگی کی اعلیٰ جنت میں گھر بنا کر بیت الحمد نام رکھ دو اور مذکور ہے کہ نماز سے

من الصلوة والزکوة والصوم والحج یؤتی یوم القیمة فیوفی الیہم اجولہم بالمیزان ثم یؤتی باهل البلد فلا یصلب
اور زکوٰۃ دینی والے اور روزہ دار اور حج حب قیامت کے دن حاضر کئے جائیں گے تو انکو ثواب میزان سے تول کر پورا کیا جائیگا اور ہر مصیبت پر لکھا
لہم المیزان ولا یشتر لہم الدیوان بل یحب الاجر صبا فیود اهل العافیة لو ان جلودہم كانت قرضت فی الدنیا
بلای جاویدگی سوا کی لئی نہ تر از دگر ہی ہو گئے اور کچھ دفر موجود ہو گا بلکہ انکا اجر بے اندازہ بڑا یا جائیگا بر عافیت والی آرزو کرے گئے لکن دنیا میں ہمار کہاں مینہ یون سی تری
بالمقاریض یرون ما یعطی لاهل البلد من الثواب بغير حساب فذلک قوله تعالیٰ لئنما یوفی الصابرین اجرہم بغير
حساب کیونکہ دیکھیں کہ اہل بلا کو کتابے حساب کے اب عطا ہوا ہے کہ قول اللہ تعالیٰ کا ثمر ہی والو حق کو عطا ہی اور انکا نیک

حساب وھذا کان السلف الصالح یرحون بالبلاد فی الدنیا لما تحققوا ان فی الصبر علیہ اجر جزیل الا لہایة فان
ان گنت اور اس ہی لئی متعدد صلحہ دنیا میں بلا پر خوش ہوتے تھے کیونکہ انکو یقین تھا کہ بلا پر صبر کرنے میں بڑا ہی ثواب عطا ہی اگر کوئی

قیل ان کان المراد بالصبر علی البلاد الرضی بہ وعدم الکراہة فلا قدرة للادھی علیہ وان کان المراد بہ الفرح بخو
اعتراض کری کہ بلا پر صبر کرنے سے اگر یہ مراد ہی کہ بلا پر راضی ہو اور نا خوش نہ آوی تو یہ آدمی کی اختیار میں نہیں ہے اور اگر اس سے مراد ہی کہ بلا پر خوش ہو
فہو بعد من الاول فالجواب ان الشارع لم یزہ عن شیئ لا یدخل تحت الوسم وانما لھی عن المكتسب لشیئ الجویب وضرب
تو یہ اگر اس ہی بعید تر معلوم ہوتا ہے جواب یہ ہے کہ شارع فی ایسی شی ہی کہیں منع نہیں جو اسکی اختیار میں ہو ممانعت اسکی ہی جسکو کر سکتا ہی ہمیں اگر بیان جزیرا
الحذر والقول باللسان کا الذب والنبیاحہ واما ما ذکر من فرح الصالحین بہ فذلک فرح شرعی مکسب من قوۃ الایمان
کے جیتنے اور زبان سے کہنا جیسے جیٹنا اور نوحہ کرنا اور وہ جو مذکور ہے یعنی بلا پر صبر کی فرحت سو یہ فرح شرعی ہی ایمان اور یقین کے قوت سے

والیقین مثالہ مثال رجل قال له الملك کما اضربک سوطا اعطیک مائۃ دینار فان ذلک الرجل کما یفرح بکثرة فخر
حاصل ہوتی ہی اوکی مثال ایسی ہی کسی شخص کو بادشاہ کہی میں تیری جب کوڑا ماروں تو ہر کوڑہ کی بدلہ سو شہری دینگا سو یہ شخص باوجود الم کی جیسا

الملک لہ مع وجود الم اضرب لما یرجو من جزیل العطاء فذلک الصالحون لما سمعوا قوله تعالیٰ انما یوفی الصبرون اجرہم
بادشاہ کی کثرت ضرب سے خوش ہوتا ہی کیونکہ بڑی بخشش کا امید واری تو ایسی تھے جب یہ آیت سننے ٹھہرنے والوں ہی کو ملتا ہی انکا نیک

بغير حساب وقوله تعالیٰ وجزناہم بما صبروا الجنة وجزیرا ویتقوا بحصول جزیل الثواب ہاں علیہم ما اصابہم فی
ان گنت اور بدلہ دیا انکو کہہ کر وہ ٹہری سے بے باغ اور ہشاک رہیں اور یقین لائی بڑی ثواب ملنی کا تو ان پر دنیا میں جو

الدنیا من المصائب کا حکمی عن بعض النساء الصلحت انھا عثرت یوما فانقطع ظفرھا فضعکت فقیل لھا اما تجدرین
مصیبت گذری سب سامان ہو گئی چنانچہ کسی صاحبہ عورت کا قصہ ہے کہ ایک روز پہلے لکڑی بڑی تو اسکا ناخن ٹوٹ گیا تو وہ ہنسی لگی کسی نے کہا کیا تجھکو

مرارة الوجع فقالت ان لذۃ الثواب الحاصل من اللہ تعالیٰ بالصبر والرضی الذلت عنی مرارة الوجع قال العلماء حقیقتہ الامر
اسمیں کہہ نہیں ہوتا جواب دیا ثواب کی لذت تھے جو اللہ تعالیٰ سے صبر اور رضا پر ملے گی کہہ کی طبعی کو میری لسی دور کر دیا ہی ملا کہتی ہیں حقیقتہ میں

ما علمنا اللہ تعالیٰ ان نقولہ عند المصیبة ان اللہ وانا الیہ راجعون وھذا استرجاع باللسان فلا بد للعاقل عند ابتیانہ
وہ ہی جو اللہ تعالیٰ نے ہمکو تعلیم کی ہی کہ مصیبت کی وقت پر کہہ کرین ہم مال خدا کی طرف سے ہمارا ہوا اور ہم تو اس طرف سے ہمارا ہوا ہوا ہمارا مال ہی اسکو دیا ہی کہیں

بہ ان یتفکر فی ثواب المصیبة لیسہل علیہ المصیبة فان ثواب المصیبة اذا استقبلہ یوم القیمة یؤدی لو ان جمیع
مصیبت کی ثواب تصور کری تاکہ اس پر مصیبت سامان ہو جاوے بلکہ مصیبت کا ثواب قیامت کے روز سامنی آوے گا تو یہ آرزو کرے گا کہ اسکی میرے ساری اولاد

مثله عن انس بلفظ لو ان المؤمن كان في جوف قارورة لقيض له فيه من يؤذيه والحكمة في ذلك ان البلاء يسبك صفاء
النفس من غير رقابة اي اگر مؤمن جوی کی پتھر میں ہو تو اس میں جگہ اور سکھائی جامہ موجود ہوتا ہی اور اس میں حکمت ہی کہ بلا صفت بشیر کو لاکر صاف کر دیتی ہی
العبد فکانه تعالى يسبك نفس عبده المؤمن بنار الجنة والبلاء ليصفيه من كدورات اخلاق بشرية ليصل لولاية
گواہ اللہ تعالیٰ اپنی مومن بندہ کی نفس کو صحت اور پاک کرے اور پاک کرنا ہی لاکر کدورات بشری کی کدورت سے صاف کرے ولایت اور محبت کے لائق ہو جاوے
وعقبته المجلس الثالث والستون في بيان تحقيق قوله عليه السلام اغتتم خمساً قبل خمس

بستونین مجلس اس حدیث کے تحقیق میں کہ غنیمت جان پانچ کو پہلے پانچ سے آخر حدیث تک

الحديث وما يتفرع عليه قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لرجل يعظه اغتتم خمساً قبل خمس شاباك
اور جو اس سے متعلق ہے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص سے چند دینی ہوشی فرمایا غنیمت جان پانچ کو پہلے پانچ کی جوانی کو
قبل هرك وصحتك قبل سقمك وغناك قبل فرك وفراغك قبل شغلك وحياتك قبل موتك هذا الحديث
پہلے بڑائی سے اور صحت کو پہلے بیماری اور تو اگر کچھ بچے فقر سے اور فرصت کو پہلے دہندگی اور زندگی کو پہلے موت سے یہ حدیث
من حسان المصابيح رواه صيون بن مهران فانه عليه السلام بين فيه ان الانسان في حال شبابه لا يقدر على
مصايج كل من يحدثون من شيء سمون بن مهران کی روایت سی بیشک نبی علیہ السلام فی احمدی میں یہ فرمایا کہ آدمی جوانی میں وہ کار کر سکتا ہے

الأعمال التي لا يقدر عليها في حال هرمه فلا بد له ان يغتتم الفرصة وليشتغل بالطاعة في حال شبابه قبل هرومه لانه
جو حالت بڑی میں نہیں کر سکتا سو اس کو لازم ہی کہ فرصت کو غنیمت جانے اور بعد جوانی میں بڑی سے پہلے عبادت میں مشغول رہے کیونکہ
في حال شبابه ان ترك العمل وانجع هورمه وتغلب بالمعصية لا يقدر على تركها في حال هرمه فينبغي له ان يترك
جوانی میں اگر عمل خیر ترک کر کر جو اہموس میں نینب اور معصیت کی عادت کر لے تو بہر کیا طاعت ہی کہ بڑائی میں چھوڑ دی تو لایق یہ ہی کہ معاصی کو
المعاصي في حال شبابه ويعود نفسه بأعمال الخير حتى يسهل عليه في حال هرمه وبين ايضا انه في حال صحته يقدر
جوانی میں ترک کری اور اعمال خیر کی عادت ڈالے تاکہ بڑی میں جاکر آسانی رہے اور یہ ہی بیان فرمایا کہ ان اپنی صحت میں لایق

على كسب الخيرات بما له وبدنه فينبغي له ان يغتتم صحته ويجهد في كسب الخيرات بما له وبدنه لانه اذا مرض يضعف
ماله ودينه في ثواب ما حصل کر سکتا ہی بہر اس کو لازم ہی کہ اپنی صحت کو غنیمت جان کر لے مال اور بدن سے کسب خیرات میں کوشش کری کیونکہ بیمار ہو کر بدن ناتوان ہوتا ہر
بدنه فلا يقدر على الطاعات ببدنه ويقصر بده عن ماله فيأمراد على الثلث فلا يقدر على التصرف في ماله الا في مقدار
پہر بدن میں طاعات کی طاعت کہاں رہتی ہی اور اتہر سبب تہا ہی مال کی زیادہ سی تنگ ہو جاتا ہی بہر یہ قدرت نہیں کہ تہا ہی مال سے زیادہ خرچ کرے

ثلثه وبين ايضا انه في حال غناه وفي حال فراغه يقدر على الطاعات بلا مانع فاذا بدل الغنى بالفقر والفراغ بالشغل
اور یہ ہی بیان فرمایا کہ آدمی تو اگر ہی اور فرصت میں بلا موانع طاعات کر سکتا ہی اور جب تو اگر ہی کی بد فقر آیا اور فرصت کی جگہ دہندگی
يظهر الموانع فلا يقدر على الطاعات بل يكون مشغولاً بامر المعاش فينبغي له ان يغتتم غناه وفراغه في تصبيل الأعمال
تو ہر موانع پیدا آجائے ہیں چنانچہ قیامت کہاں ملک اپنی معاش کی فکر میں لگا رہتا ہے سو لایق یہ ہی کہ تو اگر ہی اور فرصت کو صالح اعمال کی غنیمت سمجھے
الصالحات لان الغنى يعقبه الفقر والفراغ يعقبه الشغل وبين ايضا انه في حال حيوته يقدر على العمل فاذا مات
اسے کہ غنا کے پیچھے فقر اور فرصت کی پیچھے دہندگی ہوتا ہے اور یہ ہی بیان فرمایا کہ آدمی اپنی زندگی میں عمل کر سکتا ہی اور جب ہوا

ينقطع عن العمل فينبغي له ان يغتتم حياته ولا يضيع عمره فيما لا يعنيه فان كل نفس من انفس العمر جوهرة نفيسة لا
تعمل تام ہوئے پس لازم یہ ہی کہ اپنی زندگی کو غنیمت جان کر لے باتون میں عمر بکھوئی کیونکہ عمر کا ایک دم ایک نفس ہے ہر جو ہر ہے
قيمة لها اذ يمكن ان يشتري بها كنز من كنوز الجنة التي لا ينكح نعيمها ابداً لا باء فاصاعة تلك الانفس واشترائها
اسے کہ اگر ایک خزانہ حیات کی خزانوں میں سے ہوتا ہے جسکی نعمتیں کہیں تمام نہیں کرے بہر ایسی انفس کو منکر کہوں اور ایسی چیز کا خریدنا

بما ما یكون سبباً له لا يتابع هواه غاية الخسران ونهاية الخذلان فان من يتبع هواه يفعل ما يضره او يهلكه
 کہ ہوا ہوس میں پہنسا کر ڈالے بڑا ہی زبان اور نہایت نقصان ہی سوچو شخص ہوا ہوس میں لگا ہوا ہی تو وہ ہی کام کرتا ہے جس میں
 حالاً اور آلا وہولا شیعراً وشیعراً لکن لحقة عقله یرجع اللذة الحاضرة التي لا یبقا لها علی العقوبات الاخریة
 حال اور مال کا منر اور بنا ہی ہو پر وہ بچہ ہی یا جانتا ہی برقی تو فی سی حال کہ نا پائیدار لذت کو

التي لا نهائيتها وینظر لعی لصینک وتناهی حماقتہ انه یظفر بشئ من اللذائذ ولا یعلم ذلك لاحتماله
 کہہ انتہا نہیں ہے بہتر سمجھتا ہی اور اندھا ہو کر کمال برقر فی سے خیال کرتا ہی کہ کچھ عیش اور نایا
 ینخرج من الدنيا ویری انه لم یظفر بشئ من اللذائذ فی صلا لا من لذائذ الدنيا لانها عندہ نزول ولا من لذائذ
 ابھی ٹھکر دیکھ لگا کہ کچھ ہی عیش کیا نہ تو دنیا کی عیش ولذت کیونکہ سب ہر یکنگی اور نہ

الاخریة اذ لیس الیها الوصول فبقی فی حسرة وندامة حین لا ینفعه الندم وقد روی انه علیہ السلام قال
 آخرت کی عیش کی لذت کیونکہ وہ کہاں تا تہ آگے ہیں پھر حسرت اور ندامت ہوگی اور نہایت ہی اوسوت ندامت ہی کچھ فائدہ نہ ہوگا اور روایت ہی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا
 ما من احد یسوت الا ندم قالوا وما نذا متہ یا رسول اللہ قال نکان محسناً ندم ان لا یكون ازداوان کان
 جب کوئی مرنے ہی سو نادم ہوتا ہی عرض کیا یا رسول اللہ ندامت کیون ہوتی ہی فرمایا اگر نیکو کار مرنے ہی تو بہ ندامت ہوتی ہی مکمل زیادہ کیون گئی اور اگر

مستیاندم ان لا یكون تلذع فی الیها العاقل لا تضیع عمرک فی الغفلة واجتہد فی تحصیل متعة الاخریة قبل
 بدکار مرنے ہی تو بہ ندامت کیون نہ بڑا یا سودا نا ہو کر اپنے غفلت میں کیون کہوتا ہے آخر دی سامان حاصل کر نہیں کوشش اس سے پہلے
 ان یجئ یوم لا تقدر علی تحصیلها فی ذلك الیوم فانک عن قریب تغایب ذلك الیوم فتندم علی
 کہ ایسا دن آجاء دی کہ اوس روز تو ہرگز حاصل نہ کر سکے بیشک تو اوس دن کو جلد دیکھ لگا

ما فان من عمرک فی غیوطا عند ربک لا ینفعک الندم فان العبد اذا کان فی شغل من اشغال الدنيا و
 ہر دن عبادت پروردگار کی نادم ہوگا اور نہایت ہی کچھ فائدہ نہ ہوگا کیونکہ آدمی جب تک دنیا کے کاروبار میں لگا رہتا ہے
 کان شغله ینع من العلم احوالک العمل علی فراغہ وقال اذا فرغت عملت فذلک من حاقمة من
 اور وہ شغل اوسکو عمل نیک ہی با رکھتا ہی تو اوس عمل نیک کو فرصت کی وقت نکال رکھتا ہی کہتا ہے فرصت میں کی تو کرونگا سو بہ صرف جو وقت ہی

وجہین احدهما ایتار الدنيا علی الاخریة ولبس هذا من شان العاقل وقد قال اللہ تعالیٰ بل تو ترون
 دو وجہی ایک تو دنیا کو آخرت پر پسند کرنا اور یہ عاقل کا کام نہیں ہے اور بیشک اللہ تعالیٰ فرماتا ہی بلکہ تم پسند
 الحقیقۃ الدنيا والاخریة خیر وابقی والتأکی تشویفہ العمل لی وان فراغہ فانه قد لا یجد مھلة بل یخطفہ
 رکھتی ہو دنیا کا جینا اور بھلا گھر بہتر ہے اور نبی والا اور دوسرے وجہ عمل کو فرصت کی وقت پر ڈال رکھتا کیونکہ بھٹے دفعہ مہلت نہیں ملتی بلکہ

الموت قبل فراغہ او مزاد شغلہ لان اشغال الدنيا استنزہ بعضها بعضاً فبقی بلا زاد لیوم المعاد قالوا
 موت فرصت کی وقت ہی پہلی آگے تے ہی یا وہ دنیا کا دھند بڑا چلا جاتا ہی کیونکہ دنیا کی کام کا سلسلہ ایک ہی ایک لگا ہوا ہی پھر آخرت کے توشہ ہی خالی و بجا جاتا
 علی العبد ان یبادر الی الاعمال الصالحات علی ای حال کان قبل حصول الموت وحصول لغوت لقول
 سو آدمی پرینہ واجب کہ جلد ہی اعمال صالحہ کو کسے حال میں ہو موت ہی پہلی اور فوت ہی بیشتر اختیار کر ہی اس کے

تعالیٰ سارعوا الی مغفرة من ربکم وجنة عرضها السموات والارض اعدت للمتقین فان من تغلق قلبہ
 مطابق اور دُور تر و بخشش پر اپنی رب کی اور جنت بڑا وسیلا وہی آسمان اور زمین تیار ہو ہی ہی دھلی بہتر کار نکلی بیشک بجا دل
 بالدنيا واخذ منها القدر الزائد علی حاجتہ من الطعام والشراب اللباس یكون مضر علیہ لا استیعین
 دنیا پر لگا ہوا ہی اور دنیا میں ہی کچھ مقدار حاجت ہی بڑے پکھانا اور دنیا حاصل کرنا ہی تو اس کی حق میں مضر ہی ان اگر اس کے طاعت ہی میں لگے

علی طاعة الله تعالى لان كل ما احببه الانسان وظهر به لا بد ان يفارق فان كان احبه لغير الله يعذب به
 اسلمی کہ آدمی جس چیز کو محبت کی راہ میں پیدا کر ہی تو بالفرض اس میں جدا ہو چکا ہو اگر اس کی محبت درسطی غیر اللہ کی تھی تو اس کی
 بقواتہ ان يحصل له من الالم قدر ما تعلق به قلبه ولهذا قال بعض السلف من احب الدنيا فليوطن نفسه على
 سے دل کو چکا اور اتنا ہی الم پیدا ہو چکا جقدر اس میں مل تعلق تھا اس میں بعض متقدمین کا قول ہی کہ جو شخص دنیا کی محبت کرتا ہے جیسے کہ اپنی جان کو
 تحمل المصائب فان محبتها لا ينفلت عن ثلث مصائب هم لازم وقتب اثم وحسرة لا تنقضي فلو لم يكن لمحبتها
 مصیبت کا گہرائی کیونکہ دنیا کے محبت میں مصیبت غلے نہیں ہوتی منکر دائمی اور سچ ہمیشہ کا اور ارمان بے انتہا اور اگر دنیا دار کو تیرت کوئی
 العذاب لعاجل لاهذا الكفى له مصيبة فكيف اذا حيل بينه وبين محبوباته ولذا انه كلما بالموت فاصلا
 عذاب سوا کے نہ تو یہ مصیبت ہی اس کی اتنی کثافت کرتی ہی ہرگز کیا حال ہوگا جب موت اوسین اور اس کی محبوبات اور لذات کی دھج میں عبادی اور عجمی کے
 معذبا بنفسه كان ملذذا به على قدر لذته التي شغلته عن سعيه في طلب ادة ليوم ومعادة اذ لو كان
 عذاب میں رہ جا رہی جیسے فری اور تاتا تھا سوائے اس لذت کے جس کے لئے قیامت کی راہ دورا کہ کچھ سچی تھی اس لئے اگر کسی
 لاحد الف محبوب ينزل به عند الموت في وقت واحد الف مصيبة لانه كان يحب جميعها ويسلب
 ہزار محبوب ہرگز تو موت کے آگے ہی اوس ہزار مصیبت ایک بار کی بڑھ جاتے ہیں اس لئے کہ اس کو سب ہی محبت تھی اور وہ سب کی سب
 عنه في لحظة واحدة كلها وبقي فحسرة وندامته بعد موته وهذا اول فليقاه عقيب موته من الالم فضلا
 ایک دم ہرگز جاتی رہتی ہیں اور مرتے ہی حسرت اور ندامت میں رہ جاتا ہے اور یہ تو پہلا الم ہے جو مرتے ہی پیش آوے گا
 عما عده الله تعالى للذين اسحبوا الحياة الدنيا ورضوا بها من عذاب الاخرة والحاصل ان من احب
 اوس کو تو کیا کہنے عداوت کے لئے جو دنیا کو محبت سے آخرت کی عذاب پر پسند کر رہتی ہیں آخرت کا عذاب تیار کر رکھا ہی اور حاصل یہ ہے کہ جو شخص
 شيئا سوى الله تعالى ولم يكن محبته له لله تعالى ولا لكونه معذبا على طاعة الله تعالى يحصل له به
 سوائے اللہ کے اور کچھ کی محبت پیدا کر لی اور وہ محبت نہ خدا کے واسطے ہو اور نہ طاعت الہی پر مددگار ہو تو اس کے حق میں
 المضرب سواء ظفر به او لم يظفر فانه ان لم يظفر به يعبش بفضته ولا يستريح من التعب وان ظفر به يكون
 مسرہی یا بے رحم کہ وہ شئی اوس کو حاصل ہو یا نہ ہو کیونکہ اگر نہ حاصل ہوئی تو اس کے غم میں کھارتا ہی بیخ سی آرام نہیں پاتا اور اگر حاصل ہوئی تو وہ الم
 ما حصل له من الالم قبل حصوله ومن الحسرة عليه بعد فواته اضعافا ضعافا ما حصل له من اللذة
 کہ حصول میں پہلی دیکھا وہ کا وہ اور اوس پر فوت ہونے کے بعد چند در چند اوس لذت سے زیادہ دل کے حسرت
 ولونال العبد كل حظ من حظوظ الدنيا وكل لذة من لذاتها ومضى عمره عليها ولم يسع في تحصيل
 اور اگر آدمی کو دنیا کے تمام عیش اور آرام اور ساری لذتیں عمر بھر حاصل رہیں اور اس نے آخرت کی سعادت میں
 السعادة في الاخرة يصير عند الموت كأنه لم يظفر بشي من حظوظها ولذا انها وتغنى تلك المحظوظ
 کچھ سے نکلے تو وہ مرتے ہی ایسا ہوگا کہ دنیا میں کچھ بے مزا اور آرام نہ پایا اور وہ ہی عیش اور آرام
 واللذة عذابا له ويصير معذبا بنفسه ما كان متعابا من جهتين من جهة فوته مع شدة تعلق
 اس کے حق میں عذاب ہو جائیگی اور وہ ہی عیش کی چیزیں درود میں عذاب کا سبب بن جائیں گے ایک تو اس کا چھوٹا اور عظم
 قلبه به ومن جهة عدم حصول ما هو له انفع وادوم فالمحسوب الحاصل نفوت عنه والمحسوب لا
 دل اور عین کا جو بوجہ اسے حاصل ہونا تھا جو اس کے لئے ہمیشہ کو معین ہوتا اعمال کا محبوب تو اتنے سے جاتا رہیگا اور محبوب عظم
 لا يحصل له وهذا اول ما يلحقه من العذاب قبل ان اذ قد قال لعلماء ليس الموت لعدم
 اوس کو سیر ہوگا اور یہ تو وہ عذاب ہی جو دوزخ کے عذاب میں پہلے اس پر گذر چکا اس واسطے کہ علمائے دین کہ موت عدم محض

ولا فناء صرحت وإنما هو انقطاع تعلق الروح بالبدن ومفارقة عنه وتبدل من حال إلى حال انتقال من
 اور دوسری دنیا ہی نہیں ہی جگہ موت کیا ہی صبح کا صلا تہ بدن ہی چھوٹ جاتا اور بدن ہی الگ ہوتا اور ایک حال ہی دوسرا حال بدل جاتا اور ایک جگہ ہی
 دار الحیاء اور وہ اعظم المصائب وقد سماه الله تعالى مصيبة حيث قال فاصابتكم مصيبة الموت
 دوسری جگہ نقل کرتا اور یہی بڑی مصیبت ہی اور بیشک اللہ تعالیٰ ہی موت کا نام مصیبت رکھا ہی چنانچہ فرمایا ہے ہر بڑی مصیبت موت کی
 فالمتى هو المصيبة العظمى اعظم من الغفلة عنه وعدم ذكره وقلة التفكر فيه وترك العمل له واتباع
 سو موت ہی بڑی مصیبت ہی اور اس ہی بڑی کرفا فل رہنا کہ نہ اس کو یاد رکھی اور نہ اس کا کچھ نہ کر کری اور نہ اس کی کچھ عمل کرے اور
 الهوى فان اتباع الهوى سم من سموم الدين يفضى الى الهلاك يوم الدين مع ان المؤمن بنفسه لا يمان
 ہوا ہوس میں پڑا ہی بیشک ہوا ہوس کی اعانت دین کی حق میں ایسا زہر ہے کہ قیامت کی روز ہلاک کر دے ایسا باوجودیکہ مومن صرف بواسطہ ایمان
 قد عاهد الله تعالى ان لا يعصيه وذلك لان الايمان قبول التزام فمن يقول لا اله الا الله يصير كانه
 اللہ تعالیٰ ہی ہمہ ہمہ کر لیتا ہی کہ تا فرما نی نکر دن کا اور ہمہ اس کی کہ ایمان قبول اور مانیے کہ کہتے ہیں ہر جو شخص لا الہ الا اللہ کہتا ہے گو باوہ بیکہ تہا ہی
 يقول انى علمت واعتقدت انه تعالى احد في ذاته وصفاته وافعاله ولا يظهر في العالم شئ الا
 کہ میں ہی یقین کیا اور اعتقاد لایا کہ اللہ تعالیٰ اپنی ذات اور صفات اور افعال میں بیگانہ ہی اور عالم میں کوئی شئی اس کی اور اظہار اور
 بعلمه وارادته وخلق ولا يستحق العبادة الا هو وانى التزمت عبادته ولا عبد الا اياه فبعد هذه
 ہر بات کی بدون ظاہر نہیں ہوتی اور کوئی سوا اس کی سخی بندگی کا نہیں اور میں نے اس کی بندگی اپنی ذمہ لی اس کی سوا ہر کچھ عبادت نہ کرونگا ایسا
 المعاهدة يحرم عليه ان يعصيه في شئ من اوامره ونواهيه حتى اذا دعته نفسه الى الفضيحة عهد مولاه
 عہد کہ بعد اس کو نہ فرما نی کرے نہ حرام ہے کوئی بات ہو حکم یا مانعت یہاں تک کہ اگر اس کی جے میں مولیٰ کی عہد توڑنے کا خیال آوی
 يلزمه ان يقول لها كما قال يوسف لنبى عليه السلام لامرأة الغريز حين دعته الى نفسها معاذا الله
 تو اس کے لازم ہے کہ جے میں یہ کہی جیسے یوسف نبی علیہ السلام نے عزیز کے جو رو سے کہا تھا جب اس نے اپنی طرف طلب کیا خدا کی بناء
 انذرى احسن مثواى انه لا يفلح الظالمون فان من اشتد ميل نفسه الى ما يشتهيه وتركه مع قدرته عليه
 وہ عزیز ہلاک ہے میرا اچھی طرح رکھا ہی مجھ کو البتہ پہلا نہیں جاتی جو لوگ بے ایمان ہیں بیشک بکادل شہر پر ٹوٹ پڑی اور شہوت کو قدرت ہوتی ہوئے
 في موضع لا يطلع عليه الا الله تعالى يكون ليدل على صحته معاھد تہ مع ربہ فی ایمانہ فان المؤمن اذا علم
 جیسے مقام میں کہ سوا اللہ تعالیٰ کی کوئی مطلع نہیں سکے ترک کرے تو یہ دلیل ہے کہ اس نے اپنی ایمانی عہد کو رکے ساتھ پورا کیا بیشک مومن جب یہ سمجھتا ہے
 ان بضی مولاه فی ترکہ ہوا یقتد بضی مولاه علی ہواہ ویکون لذتہ وصفاء فيما يرضى مولاه وان كان مخالفا
 کہ مولیٰ کے خوشی ہوا ہوس کے ترک میں ہی قرآنی مولیٰ خوشی اپنے خواہش پر مقدم رکھتا ہی اور اس کی لذت اور صفائی مولیٰ کی رضامندی میں ہوتی ہی اگر خوشی کے مقام
 ہواہ ویکون لذتہ جفاء فيما يرضى مولاه وان كان موافقا لهواہ بل يكون لذتہ فی ترک شہواتہ لله تعا
 اور اس کا الہا اور جفا مولیٰ کی ناخوشی میں ہوتا ہی اگر یہ خواہش کے موافق ہو بلکہ اس کو ترک شہوات میں لذت اس ہی زیادہ ہوتے ہی کہ اس لذت کو
 اعظم من لذتہ فی تناوہا بل يكون كراهتہ تناوہا عنده فی خلوتہ اشد من كراهتہ لالم الضرب و
 حاصل کرے بلکہ اس پر لذت کی بیزاری عین خلوت میں مارا اور قید کے الم سے زیادہ ہوتے ہے
 الحبس لا ترى ان يوسف لنبى عليه السلام حين قالت امرأة الغريز في حقہ وان لم يفعل ما آتته السجين
 کیا معلوم نہیں کہ یوسف نبی علیہ السلام کے لئے جب زلیخا عزیز کی بیوی نے یہ کہا اور اگر نہ کرے گا جو اس کو میں کہتے ہوں البتہ قید میں رہے
 وليكون من الصاعين كيف قال بالسجين احب الى مما يدعونى اليه فان امرأة الغريز لما كان قلبها
 اور ہو کا بنے عزت تو یوسف علیہ السلام نے کیسے یہ ہی کہا ہی رب مجھ کو قید پسند ہی اس بات ہی جس طرف مجھ کو بلاتیاں میں کہ نہ زلیخا عزیز کی بیوی کا دل

خالیاً عن الايمان مالت الى السوء والفحشاء مع كونها ذات زوج ويوسف النبي عليه السلام لما كان
 به في بستان من غلاته ^{توبى اور خوشی کی طرف چلے} اور جو کہ شہان ہی ^{اور یوسف نبی علیہ السلام کے}
 قلبہ غالباً بالایمان اعرض عما ارادت منه مع كونه شاباً عن باقاً من يعمل مقتضى الايمان يكون لذاته
 دل پر جو کہ ایمان غالب تھا ^{تو اس کا کیا ٹھکانا} اور جو کہ جوان ^{اور جو کہ بچہ} جو شخص ایمان کی مطابق عمل کرتا ہے تو اس کو
 فی لصبر عما عیب لیہ نفسه اذا كان فيه سخط الله تعالى ويتقيد بحاسبته نفسه ليكون الحاسب عليه
 نفس کی آرزو پر اگر اس میں غصہ خدا ہو تا ہے تو مزاحمت میں آتا ہے اور اپنی خواہش کے حساب میں نگار تھا ہی تاکہ کل کو اس پر حساب

اهون عدلاً وطريق المحاسبة ان ينظر في احواله هل لیه من حقوق الله تعالى وحقوق الناس شيء
 آسان ہو جاوے اور طریق حساب نبی کا یہ ہے کہ اپنی حال کو دیکھتا رہی کہ ایسے کوئی حق اللہ تعالیٰ یا حقوق عباد میں سے کچھ باقی ہے
 اصلاً في تدرك فانه من فرائض الله تعالى في قضيهما ويرد المظالم حبة حبة ويستحل كل من تعرض
 یا نہیں پھر اگر نہ فرائض الہی سے کچھ قضا ہوا ہو تو اس کو اگر کے عوض کر دے اور دائہ دعوئی کا چکا کر دیوی اور کسی کو
 بينه ولسانه ويطيب قلوبهم بالاحسان اليهم حتى ذامات لا يبقی عليه فريضته ولا مظالمه و
 تاہم بزرگان سے ستایا ہو تو معاف کرانی اور چنان کر اور بخدا دل خوش کر دی آخر جب مری تو اس پر کوئے فرائض اور دعوئی باقی نہ ہو اور
 يدخل الجنة بغیر حسابی ^{ان مائات قبل دالمظالم یحیط بہ خصماً وکے وینشون فیہ فحالبہم فہذا}
 ہے صراط کتاب بہشت میں جلا جادی کیونکہ اگر حقوق ادا کئے بغیر گیا تو اس کے مددے گریز کر چکے ہیں

يقول ضربتني هذا يقول شتمتني هذا يقول استخذي هذا يقول خذت مالي وهذا يقول جدي
 کہیگا تو نے مجھ کو مارا یہاں وہ کہیگا مجھ کو گالی دی یہی کہیگا مجھ سے کام لیا یہاں کوئی کہیگا میرا مال چھین لیا یہاں کوئی کہیگا تو نے مجھ کو
 مظلوما و كنت قادر على فعل الظلم فما دفت عن الظلم وهذا يقول رائتي على منكروها نهيتني
 مظلوم ہوا یا اور مجھ کو یہ قدرت تھی کہ ظلم سے بچا دیتا ہوں تو نے مجھ کو نہ بچایا اور کوئی کہیگا تو نے مجھ کو گناہ میں مبتلا کر دیا اور مجھ کو نہ نکلیا
 عنه فبما هو كذا لك بهوت متخير من كثرة الخصماء وقد ضعف عن مقاومتهم ومدح حق الرجال
 اب اس حال میں مدعوں کی کثرت سے بھجوا اس اور حیران ہو کر اون کی جواب دے اور مقابلہ سے تنگ کر

المولى انظاراً لعلك تنجيهم من ايرهم اذ يقرع سمعك نداء الجبار اليوم تجزي كل نفس بما كسبت لا ظلم
 مولی غدار کی طرف اسید وار ہو دیکھا شاید کہ انکی تائید سے ہی جالیوی ناکا ہو سکی کا نہیں آواز آئے گی آج ہلا پاویگا ہر جے جیسا کیا یا ظلم نہیں
 اليوم فخذ لك ينحلم قلبه ويوقن بهلاك نفسه ففكر ايها الغافل ما نزل الله تعالى في كتابه
 آج اب اس کا دل چھوڑ جاؤ لیگا اور یقین کر لیگا کہ مر لیا اب سچ تو او غافل اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں کیا نازل کیا ہے
 حيث قال ولا تحسبن الله غافلاً عما يعمل الظالمون ولا تنتفع وسوسته الشيطان لانه عدو
 جہان فرمایا اور مت خیال کر کہ اللہ بے خبر ہے ان کا مٹنی جو کرتے ہیں انصاف اور شیطان کی وسوسہ کی پیروی مت کر کیونکہ شیطان تو نبی آدم کا
 لبني ادم يريد اضلالهم ليحبهم مع نفسه الى لنا رفيق على المومن ان يدفع وسوسته فيخذ
 دشمن ہے راہ سے بھلا تا ہے تاکہ اپنے ساتھ دو بیخ میں کچ لیمو وی اب سوسن پر واجب ہے کہ اس کا خیال دور کرے اور اس کو دشمن سمجھے
 عدو كما قال الله تعالى ان الشيطان لكم عدو فاتخذوا عدواً وادركوا الفقيه ابو الليث في التنبيه
 جنانہ اللہ تعالیٰ فرمایا ہے تحقیق شیطان تمہارا دشمن ہے سو تم سمجھ رکھو اس کو دشمن اور فقیہ ابو الليث نے تنبیہ میں کہا ہے
 ان لكل ربيعة من الاعداء يحتابهم ان تجاهد مع كل واحد منهم احدهم الدنيا وهي عداوة مكاداة
 کہ ہر سے جہا دشمن ہیں ان میں سے ہر ایک کے ساتھ لڑنا ضرور ہے

فلنك قال الله تعالى فلا تغربنكم احيوة الدنيا والثاني بنفسك وهي شر الاحياء لما روى عن ابن عباس رضي الله عنهما

قال اعزى صدرك نفسك التي بين جنبيك وقد اخبر الله تعالى انها بدل انما اماراة بالسوء حيث قال ان

النفس لامارة بالسوء والامر بالسوء دأبها وعادتها لانها خلقت ظالمة جاهلة والعلم والغفل طامر عليها

وان لم يدركها رحمة الله تعالى وفضله تبقى على جهلها وظلمها وتكون من حزب الشيطان وتجر من طاعها

الى العصيان ومخالفة الرحمن لانها تجرى بطبعها في ميدان المخالفة والعبد بجهد يمنعها عن سوء المطالبات

فمن اطلق عنايتها فهو شريكها في فسادها والثالث شيطان الجن فاستعد بالله تعالى صنه والرايم شيطان

الانس فاحذره فانه اشد عليك من شيطان الجن لان شيطان الجن يكون اغواءه بالوسوسة واما شيطان

الانس فهو رفيقك السوء يكون اغواؤه بالمعاشاة والمواجهة لا يزال يطلب عليك وجهه يزين لك عما كنت عليه

كما قال بعض السلف انك تستعيد بالله من الشيطان الرجيم فينصرف واما شيطان الانس فلا يدبر حتى يوقعك في

المعصية ولهذا قال النبي صلى الله عليه وسلم لا تصحب الا مؤمنا ولا ياكل طعامك الا تقي فانه عليه السلام حذر في هذا

الحديث عن مصاحبة من ليس بتقي وعن مخالطة لان الصلبة والمخالطة توقع اللفة والمحبة في القلب فيلزم

ان يكون كما قال النبي صلى الله عليه وسلم لا تصحب الا مؤمنا ولا ياكل طعامك الا تقي فانه عليه السلام حذر في هذا

الحديث عن مصاحبة من ليس بتقي وعن مخالطة لان الصلبة والمخالطة توقع اللفة والمحبة في القلب فيلزم

ان يكون كما قال النبي صلى الله عليه وسلم لا تصحب الا مؤمنا ولا ياكل طعامك الا تقي فانه عليه السلام حذر في هذا

الحديث عن مصاحبة من ليس بتقي وعن مخالطة لان الصلبة والمخالطة توقع اللفة والمحبة في القلب فيلزم

ان يكون كما قال النبي صلى الله عليه وسلم لا تصحب الا مؤمنا ولا ياكل طعامك الا تقي فانه عليه السلام حذر في هذا

الحديث عن مصاحبة من ليس بتقي وعن مخالطة لان الصلبة والمخالطة توقع اللفة والمحبة في القلب فيلزم

ان يكون كما قال النبي صلى الله عليه وسلم لا تصحب الا مؤمنا ولا ياكل طعامك الا تقي فانه عليه السلام حذر في هذا

الحديث عن مصاحبة من ليس بتقي وعن مخالطة لان الصلبة والمخالطة توقع اللفة والمحبة في القلب فيلزم

ان يكون كما قال النبي صلى الله عليه وسلم لا تصحب الا مؤمنا ولا ياكل طعامك الا تقي فانه عليه السلام حذر في هذا

الحديث عن مصاحبة من ليس بتقي وعن مخالطة لان الصلبة والمخالطة توقع اللفة والمحبة في القلب فيلزم

ان يكون كما قال النبي صلى الله عليه وسلم لا تصحب الا مؤمنا ولا ياكل طعامك الا تقي فانه عليه السلام حذر في هذا

الحديث عن مصاحبة من ليس بتقي وعن مخالطة لان الصلبة والمخالطة توقع اللفة والمحبة في القلب فيلزم

ان يكون كما قال النبي صلى الله عليه وسلم لا تصحب الا مؤمنا ولا ياكل طعامك الا تقي فانه عليه السلام حذر في هذا

الحديث عن مصاحبة من ليس بتقي وعن مخالطة لان الصلبة والمخالطة توقع اللفة والمحبة في القلب فيلزم

ان يكون كما قال النبي صلى الله عليه وسلم لا تصحب الا مؤمنا ولا ياكل طعامك الا تقي فانه عليه السلام حذر في هذا

الحديث عن مصاحبة من ليس بتقي وعن مخالطة لان الصلبة والمخالطة توقع اللفة والمحبة في القلب فيلزم

قال المرء مع من احب قال الحسن البصر لا یفرنکم ظاہر قلبہ علیہ السلام المرء مع من احب فانکم لم تلحقوا
 کرمی علی السلام فی ہر اوی سائتہ محبوب کی ہو گیا حسن بصری کہتے ہیں اس حدیث کی ظاہر معنوں پر نہ ہوں کہ اوی سائتہ محبوب کی ہو گیا بیٹک تم بدون اعمال کی
 الا بلز الا باعمالکم فان الیہود والنصری یحبون انبیاءہم ولا یكونون معہم یوم القیمة وھذا القول منہ
 ابراہیم بن یحییٰ کہتے ہیں کہ یہود اور نصاریٰ اپنے انبیاء کو محبوب رکھتے ہیں اور قیامت کی دن ان کی سائتہ نہوگی ان کی اس بات میں یہ
 یشیر الی ان مجرد المحبة من غیر الموافقة فی العمل لا ینفع فان تعظیم الانبیاء والعلماء والصلحاء ومحبتہم انما
 اشارہ ہی کہ نثری محبت بدون موافقت اعمال کی نفع نہیں ہی کیونکہ انبیاء اور علماء اور صلی کی تعظیم اور محبت نوجب ہوتی ہی
 یكون بائناہم فیما دعوا الیہ من العلم النافع والعمل الصالح واقفاء اثارہم وسلوک طریقہم لان من اتبعہم
 کہ ان کی اطاعت کری جد ہر وہ بلائی ہیں یعنی طرف علم نافع اور عمل صالح کی اور ان کی پیروی کری اور ان کا طریق اختیار کری اس کی جو شخص
 اقتفی اثارہم فیکون سببا لتکثیر اجورہم بمقتضی قوله علیہ السلام من دعی الی ہدی کان لہ من الاجر مثل اجلی
 ان کی اطاعت اور پیروی کر گنا تو باعث ان کی زیادتی ثواب کا موافق ارشاد علیہ السلام کی جو شخص ہدایت کری تو ان کو برابر ہدایت ہوتی وان کی ثواب ہو گیا
 من تبعہ لا ینقص ذلک من اجورہم شیئا واما من لم یتبعہم ولم یقتف اثارہم بل خالفہم فی العمل واشتغل بتقیل
 اور ان کی ثواب میں سی کچھ کم نہو گیا اور جتنی اطاعت کی اور نہ ان کی پیروی کی بلکہ عمل میں تو اسی مخالف اور ان کی ہاتھ پاؤں چراتا
 ایدیہم وتقلیل نفعہم والتملق بین ایدیہم والقیام عند روتہم فلیس ذلک من التعظیم والمحبة لانه جعلہم
 اور جیتان سیدہ کی تار اور سامنی خوشامد اور دیکھ کہ تعظیم کی کئی کڑا ہوتا رہا تو یہ کچھ تعظیم اور محبت نہیں ہی کیونکہ اپنی سائتہ
 مع نفسه صرہا من الاجر فای تعظیم ومحبة فی ذلک المجلس الثالث والستون فی بیان محاسبة
 ان کو ہی ثواب سی محرم رکھا پھر اس میں کیا تعظیم اور محبت ہوتی تزیین ہو میں محاسب بندہ کی محاسبہ کی بیان میں
العبد یوم القیمة والمناقشة فی الحساب قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تزول
 قیامت کی دن اور حساب کی مناقشہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں ہل کتنی دنوں
 قد فاعبد یوم القیمة حتی یسئل عن اربع خصال عن عمرہ فیما افناہ وعن جسدہ فیما ابلاہ وعن
 پاؤں کی اوی کی قیامت کی روز جب تک پوچھا جاوی چار چیزوں کی عمری کیونکر ہوئی اور بدلی کیوں کر پرانا کیا اور
 حالہ من این التسبہ و فیما انفقہ وعن عملہ ما عمل فیہ ہذا الحدیث من حسان المصابیر مزہ ابن
 مل سی کہانسی لایا اور کہاں خرچ کیا اور علم سی اوسیر کیا عمل کیا یہ حدیث مصابیح کی حسن حشون میں ہی ابن مسعود کی
 مسعود والعبد المذکور فیہ وان کان عامالکونہ مذکورہ فی سباق النقی لکنہ مخصوص بقوله علیہ السلام
 روایت سی اور عبد جو اس حدیث میں آیا ہی اگرچہ عام ہی کہ مذکورہ نیچے نفی کی پڑا ہی پر بیان خاص ہی بریل اس حدیث کی
 یدخل الجنة من امتی سبعون الفا بغیر حساب فعلى هذا یكون السؤال المذکور فیہ لغیر هؤلاء السبعین
 میری امت میں سی ستر ہزار ہی حساب جنت میں جاویگی اس حدیث کی موافق یہ چاروں سوال سواء ان ستر ہزار کی اور دن ہی ہونگی
 الفا فلا بد لكل من یؤ من بالله والیوم الاخر ان یعلم انه یسئل یوم القیمة ویناقش فی الحساب ویطالب
 ہر ایک کو جو اللہ اور قیامت کی دن پر ایمان لایا ہی ضروری کہ جان رکھی کہ قیامت دن سوال ہوگا اور حساب میں جبرائیل علیہ السلام اور ذرہ ذرہ
 بمقابل المذم من الخطرات والمخاطر ویتحقق انه لا ینجیہ من هذه الاخطار الا لزوم محاسبة النفس
 سی خطو اور نگاہ کا مواخذہ ہو گیا اور ثابت ہی کہ ان خطرات سی بدون لازم کرنی حساب نفس کی نجات نہیں ہو سکتی
 فی تجارتہم الاخرتہا ومطالبتہا فی انفسہا وسلطتہا وحرکاتہا وسکناتہا فان من حاسب نفسه قبل ان
 ان کی تجارت کا حساب آخرت کی واسطی اور ان کا مطالبہ حرکات اور سکانات میں دم دم اور کڑی کڑی کیسی حساب دیتی سی پہلی اپنا حساب

یحاسب بحیف علیہ یوم القيمة حسابہ ویحضر عند السؤال جوابہ ویحس منقلبہ ومابہ ومن لم
 درست کیا تو اس پر روز قیامت کو حساب دینا سہل ہو دیکھا اور سوال ہوتی ہی جواب پیدا ہو جاوے گا اور اس کا مال اور انجام نیک ہو دیکھا اور جس نے حساب
 بحاسبہ آید نہ حسرت نہ یطول فی عرصات القيمة وقفاتہ ویعود الی الخزی والمقت سیاتہ فاذن
 درست کیا تو ہمیشہ کو زمانہ ہی کا اور مدت دراز تک قیامت کی میدان میں کھڑا ہی گا اور اس کی تمام گناہوں کا انجام رسوائی اور عار کا ہی سوا ہے
 لا یدل المؤمن ان لا یغفل فی تجارتہ لاخرتہ عن مراقبۃ نفسه فی حرکاتہ وسکاناتہ ولحظانہ وخطراتہ
 مؤمن کو ضرور ہی کہ آخرت کی تجارت میں اپنی نفس کی نگہبانی ہی غفلت نہ کری اور اس کی حرکات اور سکانات اور خطرات اور خطرات کو دیکھتا رہی
 لان هذه التجارة رجحان الفردوس الاعلی وبلوغ سدة المنتهى مع النبیین والصالحین والشهداء قد فقی
 کیونکہ اس تجارت کا فائدہ فردوس اعلیٰ اور مقام سدرۃ المنتہی انبیاء اور صدیقین اور شہداء کی ساتھ ہی سوا اس تجارت کی
 الحساب فی هذه التجارة اہم من تدقیقہ فی تجارة الدنیا لان ارباب تجارة الدنیا بالقیاس الی النعم المقیم فی
 حساب کی صفائی بہ نسبت دنیا کی تجارت کی بہت ضروری اسلئے کہ دنیا کی تجارت کا فائدہ بہ نسبت دائمی نعمتوں اخروی کی کمتر ناپا یاد رہی
 العقبی قلیلة سريعة الزوال ولاخیر فی خیر لا یدوم بل بشرا لا یدوم خیر من خیر لا یدوم لان الشرا الذی لا یدوم وذا
 اور عیش ناپا یاد میں کچھ خوب ہے مگر بیکہ تکلیف ناپا یاد عیش ناپا یاد ہی بہتر ہی اسلئے کہ تکلیف ناپا یاد رجب ہو چکی
 زال یبقی الفرح دائما والخیر الذی لا یدوم اذ زال یبقی الاسف دائما فلی هذا یبغی المؤمن اذا صبر ففرغ
 تو پھر دائمی فرحت رہی گی اور عیش ناپا یاد رجب ہو چکا تو ہمیشہ کو افسوس باقی رہی گا اس بیان کی موافق مؤمن کو لازم ہی کہ صبر ہوتی ہی
 من فريضة الصبر ان یفرغ قلبہ ساعة فیقول لنفسہ یا نفس لیس فی بضاعة الاعمر کذا فانی یفرغ
 فخر کی نازی فارغ ہو کر ایک دم اپنی دل کو خالی کر کر اپنی نفس سے یہ کہی ای نفس میری پاس سوای عمر کی کوئی سرمایہ نہیں ہی جب یہ ہی ہو چکی تو
 راس المال ویقع الیاس عن التجارة وطلب الریح وهذا الیوم یوم جدید اقامہ لہ فی اللہ تعالیٰ فیہ و
 راس مال ہو چکا پھر تجارت اور حصول منفعت کی امید نہیں ہی اور آج کا دن ہی کہ اللہ تعالیٰ فی مجھ کو اس میں ہلکت عطا کی ہی اور
 آخر فی اجل ولو کان تو فانی لکنتم اتمنی ان یرجعنی الی الدنیا یوما واحدا حتی اعمل فیہ صالحا فاحسب
 اجل میں تاخیر کر دی ہی اگر وفات دیدیتا تو مجھے آرزو کرتا ہوتا کہ ابکرن کی ہی مجھ کو پھر دنیا میں بھیج دی تاکہ اس دن نیک عمل کروں ای نفس تو بیکہ سمجھتی ہی
 یا نفس انک توفیت ثم رددت الی الدنیا فایا اذ تم ایاک ان تضیع هذا الیوم فان کل ساعة من ساعۃ العمر بل
 کہ مر کر پھر دنیا میں آیا ہی سوچو کس رہ پھر جو کس رہ یہ دن ضایع ہو جاوی بیشک عمر کی ایک ایک ساعت بیکہ عمر کا
 کل نفس من انفاسہ جھرة نفیسة لا یدل لها یمن ان یشتزی بہا کثر من کنوز الجنة لا یتناہی فیہا ابدا
 ایک ایک دم ایسا جو ہر نفس فی نظیر ہی کہ اس کی بدلی جنت کا ایک خزانہ مول سکتی ہیں جسکی نعمتیں کہی نام نہوں گی سو ایسی انفس کا
 لا یدان فأنقصاء هذه الانفاس ضائعة او مصروفة الی المعاصی غایۃ الخسران ونہایۃ الخذلان فان عمر الانسان
 بیکار گذرنا یا معاصی من لکارہنا طراہے خسارہ اور نہایت بی ہمتی ہی کیونکہ انسان کی زندگی
 زمان الاعمال الصالحة المقربة له الی اللہ تعالیٰ والموجبة له جزيل الثواب فی یوم الحساب هذه ہی
 اعمال صالحہ کی واسطی ہی جس سے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہو اور قیامت کی دن بڑی نواب ملی اور یہ ہی
 السعادة التي یبغی للانسان ان یسعی فی تحصیلہا اذ لیس لہ منها الا ماسعی کما قال اللہ تعالیٰ وان لیس
 سعادت ہی جسکی ہی انسان کو ضرور سعی کرنی چاہیئ اس واسطی کہ انسان کو وہ ہی ملے گا جو آپ کر جائیگا چنانچہ اللہ تعالیٰ فرما ہی اور یہ
 للانسان الا ماسعی فکل جزء یفوت من العمر خالیاً من عمل صالح یفوت من سعادة الاخرة بفقدہ وھذا
 کہ آدمی کو وہی ملتا ہی جو کما یا پھر عمر کا جو دم عمل صالح سے خالی گشتا ہی وقتی ہی سعادت اخروی گشتی ہی اور اس ہی لئی

عظمت مراعاة السلف لانفسهم ولخطاتهم وبادتوا الى اغتنام ساعاتهم ووقاتهم ولم يضيعوا عملهم في
 متقدمين ايها الفاسد اور لحظه لحظه کی بہت ہی خبردار کرتی تھی اور ہر دم اپنی ساعت اور اوقات کو غنیمت سمجھتی تھی اور اپنی
 البطالة والتقصير قال الحسن البصري اذا كنت قوما كانوا على ساعاتهم اشفق منك على دنائركم ودراسمکم
 بیکرا اور تقصیر میں نہ کہوتی تھی حسن بصری کہتے ہیں میں نے ایک قوم کو دیکھا ہی کہ وہ اپنی ساعت کو اس سے زیادہ سنبھالتی تھی کہ تم اپنی اسشر فی روپیہ کو سنبھالتی ہو
 فان واحدا منکم كما لا یحب ان یخرج منه درهم واحد الا فیما یعود الیه نفعه وهم كذلك كانوا لا یحبون
 کیونکہ جیسی تم میں سے کسی خوش نہیں ہوتا کہ روپیہ ایسی کار میں خرچ ہو جاوی کہ کچھ فائدہ نہ ہو وہ لوگ ہی ایسی ہی خوش نہوتی تھی کہ او کی عمر میں سے ایک ساعت
 ان یخرج من اعمالهم ساعة الا فیما یعود الیهم نفعه فان الیوم واللیلۃ اربع وعشرون ساعة وقد مر
 بیغاندہ گذر جاوی بیشک دن رات چوبیس ساعت کا ہوتا ہی اور حدیث میں آیا ہی چنانچہ امام غزالی احیاء میں بیان کرتی ہیں کہ
 فی الخبر علی ما ذکرہ الامام الغزالی فی الاحیاء ان العبد یعرض علیہ یوم القيمة لكل یوم ولیلۃ اربع وعشرون
 آدمی کو قیامت کی دن ہر دن رات کی چوبیس چوبیس
 خزانة مصفوفة فیفتح له منها خزانة فیر ما ملوہ نورا من حسناته التي عملها فی تلك الساعة فینالہ
 غزالی کی تطاریش اور سکی ہی اور ان میں سے ایک خزانہ کہو لیگی نوزدیکہ گاہ کہ حسنات کی نور سی بری جو جو اس ساعت میں کیا تھا پھر اسکو
 من الفرح والسرور والوزع علی اهل النار لادھشتم ذلك الفرح والسرور عن احساس الم النار ویفتح له
 اتنا فرحت اور سرور حاصل ہوگا کہ اگر وہ دوزخ میں تو بی حواسی سی دوزخ کی الم کا ادراک نہ کر سکیں پھر اسکی ہی اور خزانہ کہلیگا
 خزانة اخرى فیراها سوداء مظلمة یفوح نتمها ویتنفسها ظلمتها وهي الساعة التي عصی اللہ تعالیٰ فیہا
 اسکو سیاہ تاریک دیکھیگا کہ بدبو پھیل رہی ہی اور اندہ میرا جہار ہی یہ وہ ساعت ہوگی جس میں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی ہی
 فینالہ من الحزن والغم والقسم علی اهل الجنة لنقص علیہم نعيمها ویفتح له خزانة اخرى فیراها فارغة
 پھر وہ کو اتنا غم اور ملال پیدا ہوگا کہ اگر جنت میں یز قسیم کر دیں تو وہ جنت کی تمام نعمتیں ہی فریخت ہو جاویں پھر ایک اور خزانہ کہلیگا اور اسکو خالی پا دے گا
 لیس فیہا ما یسرہ وما یسوءه وهي الساعة التي نام فیہا واشتغل بشیء من مباحات الدنیا فیتعسر علی خلوها
 نہ وہ میں کچھ خوش ہی اور نہ کوئی غم یہ وہ ساعت ہوگی جس میں سورہ یا دنیا کی کسی مباح چیز میں مشغول ہو گیا پھر اسکی خالی ہوتی پر
 وینالہ من الالم ما ینال من قدر علی الرجح الكثير والماء الكبير وتساهل فیہ حتی فاته وهكذا یعرض
 اتنا ایلان کر کر الم اور ٹپا دیکھا جیسی کہ بکڑی ہی فائدہ اور بڑا ملک آتہ آسکتا تھا مگر اسکی ہی اور دیر کی کہ وہ ہاتھ سے جاتا ہا اسہی طرح خزانہ
 علیہ خزانۃ وقازہ طول عمرہ فینبغی لہ ان یجتهد فی تعمیرها ولا یدعها فارغة عن الكنوز التي هی اسباب
 عمر کی ساعت کی بیش آتی جائیگی اب اسکو سزاوار ہی کہ اوقات عمر کو آباد کر ہی اور خزانہ الوسی خالی نہ چھوڑی جو کہ باعث اسکی سعادت اور عکس کا ہیں
 سعادتہ وذلكہ ویسعی فی حفظ جوارحہ السبعة التي هی العین والاذن واللسان والبطن والقدرج الید
 اور ساتوں اعضاء کی حفاظت کر ہی کہ وہ آگہ ہی اور زبان اور پیٹ اور شہرہ نگاہ اور ہاتھ
 والرجل لانه ان فعل بواحد منها معصية یكون كافرا للنعمة اللہ تعالیٰ فیہم جميعا لاسباب التي لا بد لہ منها
 اور پاؤ کیونکہ ان میں سے اگر کسی ہی بھی گناہ کر لیگا تو اسہ کی نعمتوں کا تمام اسباب میں مندر ہے گناہ میں اسباب کی عمل کہ نہیں ضرورت ہوتی ہی اسہی
 فی اقدامہ علی العمل لان المراد من خلق الدنیا وما فیہا ان یستعین الانسان علی الوصول الی طاعة اللہ تعالیٰ
 کہ مقصود دنیا اور دنیا کی سامان کی سبب اش سی ہی کہ انسان اللہ تعالیٰ کی طاعت پر پہنچ حاصل کر ہی
 ولا یمن الوصول الی طاعة اللہ تعالیٰ الا بدوام البدن ولا یبقی البدن الا ما یغذاء ولا یحصل الغذاء الا بالماء
 اور طاعت اللہ کی کامیاب ہونا بدون قیام بدن کی ممکن نہیں ہی اور بدن بدون غذا کی قائم نہیں رہتا اور غذا بدون پانی

خیانتک اذ اذکرتک الله تعالی ذنوبک شفاها اذ یقول لک یا عبدی اما استخیت منی فامرتنی بالقیمة
 بحسب الله تعالی تیری خطاؤن کو منہ در منہ دلاویگا جب فرماویگا ای شخص کیا تونی مجھ سے حیا کی جلدیسی خطا کر بیٹھا
 واستخیت من خلقی واظهرت لہم الجہیل انکنت اھون علیک من سائر عبادی استخففت بنظری
 اور میری خلقت سے حیا کر او کی سامتی ایچ نیکو کاری ظاہر کی کیا میں تیری نظرون میں تمام مخلوقات سے ہلکا ہوا میری نگہبانی کو ہلکا سمجھ کر تیرا شک
 الیک ولم تکترب بہ واستغظمت نظر غیری فکیف یکون حالک وخجالتک اذ اعد علیک
 اور اردن کی نظر کو بہت بڑا سمجھا اور وقت تیرا کیا حال ہوگا اور کیسی شرمساری ہوگی جب تجھ پر او کی
 نعاۃ ومعاصیک والاؤہ وصاویک فان انکرت شیئا یشہد علیک جوارحک فتغضم علی ملاء
 نعمتین اور تیری گناہ اور او کی خوبیوں اور تیری خطا شہاد ہوگی پہر اگر تو کفار کرے گا تو تیری اعضا تہہ پائو گویا دیگی پہر تو تمام خلق اللہ کی سامتی
 الخلاق بشہادة الاعضاء الا ان الله تعالی وعد المؤمن ان یستر علیہ ذنبہ ولا یطلم علیہ غیرہ
 اعضا کی گواہی کا رسوا ہوویگا ہن بیشک اللہ تعالیٰ فی مومن سی وعدہ کیا ہی کہ او کی خطا چھپادی اور غیر کو اس پر خبر دار نہ کرے
 كما روی عن ابی ہریرۃ رضانہ علیہ السلام قال ید فی اللہ العید منہ یوم القیمة ویضع علیہ کنفہ
 جسلی ابو ہریرہ سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام فی فرمایا اللہ تعالیٰ قیامت کی دن بندہ کو پاس بلاویگا اور او پر پردہ ڈاکر
 ویسترہ من الخلاق کلھا ویرفع الیہ کتابہ فی ذلک السرف یقول لہ اقر کتابک فیمر بالحسنة فیبصرھا
 تہم ظہور سی چھپاویگا پہر اوس پردہ کی اندر اسکو تمام اعمال دیکر فرماویگا اسکو پڑھو سی پہر یہ حسنات کو دیکھ کر خوشی سی کھل جاویگا
 وجھہ ویبر السیئة فیسودبھا وجہہ فیقول اللہ لہ اقر فی عیدک فیقول نعم یارب اعر فیقول انی اعر
 او گناہوں کو دیکھ کر چہرہ سیاہ ہو جاویگا بہر اللہ تعالیٰ فرماویگا کچھ جانتا ہی ہی عرض کرے گا ان ای پروردگار میں تو جانتا ہوں
 بلک منک قد غفرت لک فلا یرال یر بحسنة تقبل فیسجد وسیئة تغفر فیسجد فلا یرال الخلاق منہ
 پہر اللہ فرما ویگا میں تجھ سے زیادہ جانتا ہوں کہ تجھ کو معاف کرے گا ہوں پہر ہی طل رہی گا کہ حسنات کو مقبول دیکھے گا پس سجد کرے گا و خطا کو مٹا دے گا پہر سجد کرے گا و خطا کو
 الا ذلک حتی ینادی الخلاق بعضہا بعضا طوبی لھذا العبد الذی لم یعص قط ولا یردون ماجری بینہ
 اسکا حال نظر آویگا یہاں تک کہ آپس میں ایک دوسرے کی یہ شخص کیا خوش نصیب ہی اسی گناہ کہی نہیں کیا اور یہ معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ میں
 و بین اللہ تعالیٰ فیما وقفہ علیہ والاخبار ہذا المعنی کثیرہ وذلك بفضل منہ فانہ یخاطبہ خطا
 اور ان میں دن کھڑی کھڑی کیا معاملہ گذر گیا اور اس مضمون کی حدیث میں بہت ہیں اور یہ اسکا فضل ہی فضل ہی کہ او کو نری سی مخاطب ہو کر فرما ویگا
 الملائكة فیقول لہ هل تعرف عبدی فیقول اعرف یاربی ویقول مننا علیہ ومظہر فضلہ لدیہ
 ای شخص جانتا ہی ہی عرض کرے گا پروردگار میں جانتا ہوں بہر منت رکھ کر اور او پر اپنا فضل ظاہر کر کر فرما ویگا
 فانی سترتہا علیک فی الدنیا ولم افضحک بہا وانا اغفر ہذا لک الیوم قیل ہذا ذنوب تاب عنہا کما ذکرنا
 میں دنیا میں تیری پردہ پوشا کی اور عزت رکھتی آج ہی تجھ کو معاف کرتا ہوں بعضی کہتی ہیں یہ گناہ توبہ کی ہوئی ہونگی چنانچہ نبو نعیم
 عنہ و زاعی عن ہلال بن سعید ان اللہ تعالیٰ یغفر الذنوب لکن لا یحوھا عن الصحيفة حتی یوقفہ علیہ یوم
 اور سی سی ابوہ ہلال بن سعید روایت کرتا ہی کہ اللہ تعالیٰ گناہ تو معاف کر دیتا ہی پر نامہ اعمال سی نہیں مٹاتا تاکہ قیامت کی روز اوس سی آگاہ کر دی
 القیمة وان تاب عنہا قال القرطبی فی تذکرۃ زفلا عن شیخہ ولا یعارض ہذا ما فی التذکر والحدیث من
 اگرچہ توبہ کر چکا ہو قرطبی اپنی تذکرہ میں ایچ استاد سی نقل کرتا ہی اور یہ روایت قرآن اور حدیث کی مضمون سی مخالف نہیں ہی
 ان السیات تبدل بالتوبۃ حسنات فلعن ذلک بعد ما یوقفہ علیہا ویبدل علی ہذا ما روی عن ابن مسعود
 یعنی خطائیں بعد توبہ کی حسنات ہو جاتی ہیں شاید کہ تبدیل آگاہ کر دیتی بعد ہو تی ہو اور ابن مسعود کی روایت سی ایسا معلوم ہوتا ہی

انه قال ينظر الانسان يوم القيمة في كتابه فيرى في اوله المعاصي في آخرها حسنات فلما رجع في الم

رای كل حسنات قد روى عن ابن عباس انما قال اذا تاب العبد تاب الله عليه وانسي الحفظة ما كانوا اهلوا من

عمله وانسي جوارحه ما عملت من الخطايا وانسي مقامه من الارض ووابه من السماء ليحيى يوم القيمة وليس

من المحن قال اشئ يشهد عليه قيل هي ذنوب كانت بينه وبين الله تعالى واقاما كان بينه وبين العباد فلا

فيها من القصاص بالحسنات ما روى عن ابي هريرة انه عليه السلام قال من كانت عنده مظلة لاختيه من

حسنات بين سما وارض يهودى چنانچه البربره سى رایت ہی کہ نبی علیہ السلام فی فرمایا جسکی ذمہ کوئی حق کیسکا ہو

عرض اوعال فليقل منه اليوم قبل ان يوضع منه يوم لا دينار فيه ولا درهم ان كان له عمل صالح اخذ

منه بقدر مظلمته وان لم يكن له حسنات اخذ من سيئات صاحبه فحمل عليه وروى عن ابي هريرة

ايضا انه عليه السلام قال اتدرون من المفلس قالوا المفلس فينا من لا درهم معه ولا متاع قال ان المفلس من

امتنى من ياتي يوم القيمة بصلوة وزكوة وياتي قد شتم هذا وقتل هذا وضرب هذا واكل مال هذا فيعطى

هذا من حسناته وهذا من حسناته فان فنيت حسناته قبل ان يقضى ما عليه اخذ من خطاياهم

فطرحت عليه ثم طرح في النار فاذا تقر بهذا يجي على كل مسلم اللبدار الى تدارك حاله فينظر هل عليه من

حقوق الله تعالى وحقوق الناس شيء ام لا فيتدارك ما فاته من فرائض الله تعالى فيقضيها ويرد المظالم

حبة حبة وليستحل من تعرض له ببدل ولسانه وسائر جوارحه وبطيب قلوبهم حتى يموت ولم يبق عليه

فريضة ولا مظلة ويدخل الجنة بغير حساب لانه ان مات قبل رد المظالم يحيط به خصامه وينشبت

فيه محالهم فهذا يقول ضرتنى وهذا يقول استخدت منى وهذا يقول شتمتني وهذا يقول استمترتني

وهذا يقول اغتبتني وهذا يقول اخذت مالي وهذا يقول بايعتني واخفيت عني عيب متاعك وهذا

كوتی کہیگا میری عیبت کی تھی کوتی کہیگا توئی میرا مال چھینا تھا کوتی کہیگا توئی میری اہمال بھیجا اور اسکا عیب ظاہر کیا کوتی

یقول کن بتی سمعتك وهذا یقول وجدنی مظلوما وكنتم قادر علی دفع الظلم فما دفت عنی الظلم
 سبباً مال کی بہاؤ میں تونی مجھ سے چورٹ بولا اور کوئی کھینکا تونی مجھ پر ظلم ہوئی دیکھا اور توفیر کر سکتا تھا پر تونی مجھ کو ظلم ہی نہ بچایا
 وهذا یقول لایتنی علی منکر فما نهیتنی عنه فبینهما هو کذلک لایعبر بہ من کثرة النقصاء اذ لم یبق فی عمره
 اور کوئی کھینکا مجھ کو تونی گناہ میں مبتلا دیکھا پر مجھ کو منع نہ کیا پس وہ اسی حالت میں مدعیوں کی کثرت ہی حیران پریشان ہوگا اس واسطی کہ کوئی باقی عمر کا
 احد من عاملہ بدرہم او جالسہ فی مجلس او قد استحق علیہ مظلمة بغیبة او استہزاء او خیانة او نظر
 تمام عمر میں جس سے کچھ معاملہ کیا ہو درہم سے یا بیٹھا ہو مجلس میں مگر وہ مستحق ہوگا اس پر کسی دعوی کا غیبت کا یا خوش طبعی کا یا خیانت کا یا
 بعین حقارة وقد عجز عن مقاومتہم ومد عنق الوجاء الی المولی الغفار لعلہ ینجیہ من ایدیہم اذ یقرع
 حقارت سے دیکھیں گا اور بیشک ان کی مقابلہ سے تنہک رہی گا اور بروی غفاری کی طرف امیدوار ہو کر سراپا دیکھا کہ شاید وہ ہی انکی ہاتھ سے بچا دی کہ اسکی
 سمعہ عند الحساب ایوم تجزی کل نفس ما کسبت لا ظلم الیوم فعند ذلک ینخلع قلبہ و یوقن بہ ہلاکہ فتنکر
 کان میں یہ آواز آویگی آج بلا پاؤں لگا کر جی جیسا کہ آیا ظلم نہیں آج اس سستی ہی دل چورٹ جاویگا اور یقین کر لیا کہ مر لیا سو ای غافل
 ۱۔ ہا الغافل ما اندرک اللہ بہ فی کتابہ حیث قال ولا تحسبن اللہ غافلا عما یعمل الظلمون فما اشد فیرحک
 یاد کر جو اللہ تعالیٰ فی اپنی کتاب میں ڈرا یا ہی کہ فرمایا اور مت خیال کر کہ اللہ بی خبر ہی ان کاموں سے جو کر کے ہیں بل انصاف سوابق تو لوگوں کی
 الیوم یکسر عراض الناس وتناول امولہم وما اشد حسرتک فی ذلک الیوم اذ اوقفت علی بساط العدل وشوفت
 آبرو لگاؤ اور انکا مال چھین کر کیسا خوش ہوتا ہی اور مجھ کو اوس روز کس قدر حسرت ہوگی جب تو عدالت کی فرش پر کھڑا ہوگا اور سیاست کا
 بخطاب السیاسة وانت مفلس فقیر عاجز لا تقدر ان تزدحقا او تظہر عنہ فعد ذلک توخذ من حسناتک
 حکم سنیکا اور تو مفلس فقیر ہوگا طاقت ہوگی حق ادا کرنے کی یا عذر پیش لانی کی سو او وقت تیری حسنات تمام عمر بہر کی لیکر
 التي صرفت فیہا عمرک و تعطی الی خصائک غرضاعن حقوقک ما ورنہ فی الاحادیث فانظر الی مصیبتک
 حقوق کی مدد میں تیری مدعیوں کو دینی جاوینگی چنانچہ حدیثوں میں آیا ہی سو اپنی مصیبت کو
 فی مثل ذلک الیوم اذ قلما یوجد لك حسنة تسلمت من افات الریاء ومکائد الشیطان وان سلمت حسنة
 ایسی دن میں غور کر اسکی کہ بہت کم ہوگا نیک عمل کہ ریا کی آفت اور شیطان کی مکرسی سلامت بچا ہو اور اگر مدت دراز میں
 واحدة فی مرة طویلة یمتد بہا خصائک و یأخذ بہا وقد قیل لو کان ثواب سبعین تدیا وکان لہ خصم احد
 کوئی ایک آدم بچا ہی تو مدعی تیرے چھین چھیٹ لینگے اور کہتی ہیں اگر کسی شخص کی پاس ثواب ستر نیویں کی برابر ہو دی اور انکا ایک ہی مدعی
 بنصف دانو لا یدخل الجنة حتی یرضی خصمہ وقیل یوخذ بدنانق فی سبعمائة صلوۃ مقبولة فتعطی
 نیم دانگ کا ہو دی رضا مندی مدعی کی جنت میں نہیں جاسکتا اور کہتی ہیں کہ ایک دانگ کی بدلہ سب سے سو مانوں کا ثواب لیکر مدعی کو دیا جاوینگا
 للنخضہ ذکرہ لقشیر فی التجرد وقال الامام الغزالی فی الحیاء ولعلک حاسبت نفسك وانت مواظب علی قیام
 یہ بیان قشیر کا ہی تجرید میں اور امام غزالی احیاء میں کہتی ہیں اور کاشکی تو اپنی ذات کا حساب کیا کری اور رات کی قیام
 الیل وصیام النهار لعلک لا ینقضی علیک یوم الا و یجری علی لسانک من غیبة المسلمین ما یستوفی جمیع
 اور دن کی صیام پر مداومت کرتا ہی تب تو بیشک معلوم کر لیا کہ تجھے پر کوئی دن ایسا نہیں گذرے کہ تیری زبان پر مسلمان کی غیبت نہ آئی ہو جو کہ تمام
 حسناتک فکیف بقیة الستات من اکل الحرام والشبهات والتقصیر فی العبادات وکیف الخلاص من المظالم
 حسنات کو بڑا کر لیتی ہی پر باقی گناہوں کی کیونکر بچتی گی کہ مال حرام یا مشتبہ کھایا ہو اور عبادت میں کوتاہی کی ہو اور حقوق کی کیونکر رستگاری ہوگی
 یوم یقتصر فیہ للجماء من القرناء ویقول الکافر یلینتی کنت ترابا فانق اللہ اہلہا المسکین فی مظالم العباد فان
 جس روز مندی جانو کہ سینگ والی ہی بول لیا جاوے گا اور کھینکا کا فر کہہ دے میں مٹی ہوتا سو مسکین حقوق العباد میں خدا کا خوف کر کیونکہ

وقد ورد اخبار صحيحة نقلها ثقات ولا بد من الايمان بها ان من كان من اهل الايمان لا يبقى في النار
 ابداً بل يذهب من الجنة فيقول له الله تعالى لا تأخذوا الدنيا والدار ولا ما فيها ولا ما كان فيها ولا ما كان
 يكتسب ولا يتركها بل يخرج منها والخروج منها لا يكون الا بعد الدخول فيها قال القرطبي في تذكرته وقد روى بعض
 بركة دوزخ سيئ النكاح اور دوزخ میں سے نکلنا بدون داخل ہونے نہیں ہو سکتا قرطبی اپنی تذکرہ میں بھی ہیں بعض علماء یہ کہتے ہیں
 العلماء ان الصيام يختص بعامله موخر له اجرة ولا يؤخذ منه شيء لمظلة ظلمها امتسكاً بما قال الله تعالى
 کہ روزہ صرف روزہ دار کی کام آئیگا اور کسی کی ثواب کو بڑا دیکھ اسمیں ہی کسی حق کی بددین کچھ نہ لیا جاوے گا اس دلیل سے کہ اللہ تعالیٰ فی
 فی الحديث القدسي الصوم لي وانا اجزي به لكن احاديث القصاص يرد هذا الظن فان الحق توحيد
 حديث قدسي من فرما یا ہی کہ روزہ میری ہی ہے اور میں ہی اس کی جزا دوں گا لیکن بددین کی حدیثیں اس گمان کو غلط کرتی ہیں کیونکہ حقوق تمام
 من جميع الاعمال صوماً كان او غيره وقيل الصوم سر بين العبد وربه لا يطلع عليه احد سواه لكون نبيته وترك
 اعمال من سي اواكلها وادبكي روزہ ہو یا کچھ اور ہو اور کوئی کہتا ہی روزہ درمیان بندہ اور پروردگار کی ہمسید ہی اور پروردگار کی کوئی مطلع نہیں ہوتا کیونکہ روزہ
 المقطرات والملئكة المكتبة لا يطلعون على ما لا علم لهم فيه فاذا لم يكن معلوماً لاحد ولا مكتوباً في الصحيفة
 نیت اور مقطرات سے ہی بچنا اور فرشتے کرام کا تین وہی جانا کرتی ہیں جس کا اور کوئی علم ہو یہ جب روزہ کسی کو معلوم نہ ہو اور نہ اعمال نامہ میں مندرج ہو
 يستتر الله تعالى ويخبره حتى يكون له جنة من النار فانهم يطرحون عليه سياهم فتذهب عنهم فلا
 تواسد تعالیٰ ان کو چھپا رکھتا ہی تاکہ ان کی کوئی دوزخ کی ڈال نہ جاوے بیشک علی اسیر اپنی گناہ ڈالیں گی سوائے اسی اور نہ جاوے گی کچھ
 تقصرهم لزوالها عنهم ولا يصبره ايضاً لكون الصوم جنة له قال القاضي ابو بكر بن العربي في سراج المريدین
 ضرر نہ کرے گی کیونکہ ان کی ذمہ سی موقوف ہو چکا اور ان کو بھی ضرر نہ کرے گی اس سے کہ روزہ ان کی کوئی ڈال موجود ہی قاضی ابوبکر بن علی سراج المريدین میں بھی ہیں
 هذا تاويل حسن ان شاء الله تعالى ولا تقارض والحمد لله المجلس الرابع والستون في بيان لزوم
 یہ خوب تاویل ہی ان شاء اللہ تعالیٰ اس کی مقابلہ پر کچھ نہیں ہی اور جہ اللہ کی ہی چوسٹوں میں مجلس اس بیان میں
محاسبة العبد نفسه قبل ان يحاسب ويناقش فيه ملك قال رسول الله صلى الله
 کہ بندہ کو محاسب کرنا اپنی ذات کا پہلی حساب دینی سے ضروری کہ مناقشہ میں ہلاک نہ ہو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی غنۃ
 عليه وسلم ليس احد يحاسب يوم القيمة الا هلك هذا الحديث في صحاح المصابير روتہ ام المؤمنین عائشہ فرمایا
 فرمایا نہیں کوئی جسے قیامت کی دن حساب طلب ہووی مگر ہلاک ہووے گی یہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثوں میں ہی ام المؤمنین عائشہ کی روایت
 فانها لمسموعة قالت وليس يقول الله تعالى فسوف يحاسب حساباً يسيراً فقال النبي عليه السلام فذلک العسر
 سی عائشہ رضی فی پیوستہ ہی عرض کیا اللہ تعالیٰ ہم نہیں فرماتا تو اوی حساب لینا ہی آسان حساب نہیں ہی علیہ السلام فی فرمایا یہ حدیثی ہی
 ولكن من نوقش في الحساب يهلك والمناقشة في الحساب ان يستقصي فيه بحيث لا يترك قليل ولا كثير ولا
 لیکن جسکی حساب میں مناقشہ ہوا وہ ہلاک ہوا اور حساب میں مناقشہ یہ ہوتا ہی کہ حساب پورا کیا جاوی کوئی بات تھوڑی نہ بہت
 صغير ولا كبير الا يسئل عنه واما العرض فهو ان يعرض على العبد عمله ولا يستقصي في حاسبه والحديث يحتمل
 جھوٹی نہ بڑی یا قریبی کہ اس سے سوال نہ ہو اور عرض اتنا ہی ہوتا ہی کہ بندہ کی سامنی اسکی اعمال کر دین اور پورا پورا حساب نہ ہو اور اس حدیث کی دو معنی ہو سکتے ہیں
 معنيين احدهما ان يكون نفس المناقشة هلاكاً لما فيها من التوبيخ وتاينهما ان تقضى الى الهلاك فاذا ثبت
 ایک یہ کہ عین مناقشہ ہی ہلاکت ہووی کیونکہ او میں زجر و توبیخ ہوتی ہی اور دوسری یہ کہ انجام کو ہلاکت پر پہنچادی جب یہ امر ثابت ہوا
 ان العبد ليس يوم القيمة عن كل شيء حتى عن سمعه وبصره وفواده كما قال الله تعالى ان السمع والبصر
 کہ آدمی سی قیامت کی دن ہر شے کا سوال ہوگا یہ ان تک کہ کان اور آنکھ اور دل سے جینا کچھ اللہ تعالیٰ فرماتا ہی بیشک کان اور آنکھ

والفردا كل اولئك كان عنه حسنة لا فيجب عليه ان يحاسب نفسه قبل ان يناقش في الحساب لانه هو تاجر
اور بدل بھر سب پڑھی جاوے گی

آب آدمی پر واجب ہے کہ اپنی حالت کو حساب کی مناقشہ سے پہلے پڑھنا لے تاہی کیونکہ آدمی آخرت کی
فی طریق الاخرة وبضاعته عمره ورجله عمره في الطاعات والعبادات وخمسه صرف في المعاصي والسيئات نفسه

رستہ کا سودا گر ہوتا ہے اور اسکا مال عمر ہے اور عمر کو طاعات اور عبادات میں صرف کرنا اور عمر کا معاصی اور سیئات میں تلف کرنا
شہر کہ فی هذه التجارة هي وان كانت تصلي للخير والشر لكنها للمعاصي قبل والى الشهوات اميل فلا بد له من مراقبتها ومجانبتها

خسارہ ہے اور اس تجارت میں نفس اسکا سامان ہے ہی اور نفس میں اگرچہ صلاحیت نیکی بدی دونوں ہی پروردہ معاصی کی طرف بہت مستوجہ اور شہوات کی طرف بہت جکتا ہے
لانه ان اهلها لحظة تسرع في الخيانة وان تهادى في الاهمال تهمل في الحياة حتى يذهب رأس المال كله

سود آدمی کو لازم ہے کہ آدمی حفاظت اور محاسبہ کرتا رہے کیونکہ اگر ہم بہرہی حفاظت نہ کریگا تو وہ ترست خیانت کریگا اور اگر مدت دراز تک چھوڑی رکھا تو ہمیشہ خیانت کریگا
واما من لم يهتمها بل مراقبتها وحاسبها يتبين له الربح والخسران والزيادة والنقصان

آخر وہ اصل مال تمام ہو چکا اور جتنی غلوں سے بھرا ہوگا وہ دیکھتا رہے اور حساب لیتا رہے تو اسکو نفع نقصان اور گھٹا بڑھ معلوم ہوتا رہے گا
ودليل وجوب محاسبتها قوله تعالى يا ايها الذين امنوا اتقوا الله ولتنتظرنفسن ما

اور محاسبہ ہونے کی دلیل بھرہ آیت ہے ای ایمان والو اللہ سے ڈرو اور اپنے آپ کو اللہ سے ڈرنے کی توقع رکھو اور اپنے آپ کو دیکھو کہ تم میں سے کون کونسا

قد مت لغد ففي هذه الآية إشارة الى لزوم محاسبة النفس على ما مضى من الاعمال فكانه تعالى قال لينظر احدكم
بہرہی کی کل کو اسطے سوا اس آیت میں بھرہ اشارہ ہے کہ گذری ہوئی اعمال پر نفس کا محاسبہ لازم ہے گویا اللہ تعالیٰ بھرہ فرماتا ہے کہ ہر ایک تم میں سے بھرہ نکال کر تیار ہے

ما قدم ليوم القيمة من الاعمال هي من الصالحات التي نجيها من الطالحات التي تردية فان الحسنات يرفع بها
کہ قیامت کی دن کی اپنی کیا عمل کرکے آیا وہ عمل نیک ہے جس سے نجات ہووی یا وہ عمل بدی ہے کہ ہلاک کرڈالی بیشک قیامت کی دن حساب

انما يخفف على من يحاسب نفسه في الدنيا وانما يشق على من يهملها ولا يحاسبها فان من يحاسب نفسه في امر خالص
اور ہر شخص پر آسان ہووی گا جو اپنی نفس کا حساب دنیا میں لیتا رہتا ہے اور اسکو سیر دشوار ہوگا جس نے نفس کو چھوڑ رکھا ہے اور حساب نہیں لیتا کیونکہ جو شخص اپنے نفس کا حساب

قبل حساب الشدة يعود امره الى الرضاء والعبطة ومن يهملها ولا يحاسبها يعود امره الى الندامة والحسرة فان
سختی کی حساب سے پہلے آیت ہے تو اسکا انجام رضا مندی اور آرزو منہ کی طرف ہے اور جو چھوڑی رکھتا ہے اور اسکا حساب نہیں لیتا تو اسکا انجام ندامت اور حسرت کی

الانسان اذا مات ينكشف له بالموت ما لم يكن مكتشفا في حياته كما ينكشف المستيقظ ما لم يكن مكتشفا في نومه
ہی بیشک انسان کو مرنے ہی موت کی قوم سب باتیں معلوم ہو جاتی ہیں جو زندگی میں معلوم نہیں تھیں جیسی نیند کی جاگتی ہے وہ معلوم ہوتی لگتا ہے حوسوتی میں

والناس بنام فاذا ماتوا انبهر افيكشف له اولا ما يرفع من حسناته وما يضره من سيئاته فلا ينظر الى سيئاته الا
معلوم نہتا اور آدمی اب موتی میں میرنگی تو جاگیگی بھر اسکو پہلے پہل حسنات نفع رسان اور بدیان ضرر رسان معلوم ہونگی بھر بدیوں کی طرف کال حسرتی

يتحسرها علمها تحسرها ان يخوض غمرة النال للخلاص منها فانه ما دام في الدنيا كان يشغلها شواغل الدنيا عن
دیکھ کر بھرہ پسند کریگا کہ آگ کی دریا میں ڈولوں کی طرح مخلص ہو کیونکہ جب تک دنیا میں رہا تو دنیا کی کار بار میں اسکی خبر نہ لی

الاطلاع عليها فبالموت ينقطع الشواغل وينكشف له جميع اعماله عند انقطاع النفس قبل المدفن وتشتعل فيه
اب موت سے وہ کار بار چھوٹی تو اسکو پھر تمام اعمال نفس کی منقطع ہوتی ہے دفن سے پہلے ظاہر ہونگی اور جہاں تک دنیا فانی کی لذتوں سے

نار الفرقة عما كان يطمن اليه من لذات الدنيا الغانية وهذا نوع من العذاب يحجم عليه قبل المدفن وبعد
جن رنجی لگا ہوتا ہے کیونکہ بھرہ اسکی اور ہیگی اور بھرہ ہی ایک طرح کا عذاب ہے جو دفن سے پہلے ہجوم کریگا اور دفن کی بعد

الدفن يرد روحه الى جسده لنوع اخر من العذاب ويكون حاله كحال من تنعم زمانا في دار ملك من الملوك
اللہ وراجع بندہ کہ اسطے اوکی بدیہ ۷۷ حال ڈالی جاوے گی اور اسکا حال ایسا ہوگا جیسی کوئی تہوڑی دیر کو ایک بادشاہ کی کمر میں

اور بھرہ ہی ایک طرح کا عذاب ہے جو دفن سے پہلے ہجوم کریگا اور دفن کی بعد

الدفن يرد روحه الى جسده لنوع اخر من العذاب ويكون حاله كحال من تنعم زمانا في دار ملك من الملوك

اللہ وراجع بندہ کہ اسطے اوکی بدیہ ۷۷ حال ڈالی جاوے گی اور اسکا حال ایسا ہوگا جیسی کوئی تہوڑی دیر کو ایک بادشاہ کی کمر میں

عند غيبته اعتقاد اعلیٰ ان الملك يتساهل في امره اولاً لا يدرك ما يتعاطاه من قيم افعاله فاخذ الملك يومئذ
 اوكى بجي اس هر وسه بر عيش او را نی نگا که بادشاه اس باب من در گذر نگا یا بهیستین سمجتها که کیا بد معالده کرد ای پسر بادشاه که در یکی روز چای
 وعرض علیه جریده فکرت فیها جمیع فواحشہ وخیاناتہ ذرة ذرة وخطوة خطوة والملك قاهر غیور
 گرفتار کردی اوی که عمل کی فروختی کی حسین اوی که تمام بدیان اور چوریان ذره ذره اور قدم قدم کی کھی ہوئی تہین اور بادشاه بڑا زبردست اور صاحب غیرت
 علی حرمہ منتقم من الجنایا علی ملکہ خیر ملتفت الی من یتشفع الیہ من العصاة علیہ فقفر فی امر هذا الشخص
 اینی سلطنت میں خطاوار کا سنا دینی والا اور گنہگار سفارشی پر توجہ نہیں کرتا اب خیال تو کر اس شخص کی جی میں کہ بادشاہ کی عذاب کفر کی پہلی
 ما یكون له حاله قبل وقوع عذاب الملك علیہ من الخوف والنجالة والالام والندامة وهكذا یكون حال الميت
 مادی خوف اور خجالت اور الم اور ندامت کی کیا کیا گذرتا ہوگا بہرہ ہی حال میت کا جو دنیا کی لذتوں پر
 المنقر بلذات الدنیا المطمئن الیہا قبل نزول عذاب القبر عند مریته وأما من احقر عن شہوات الدنیا واشغل
 اطمینان سی ہوا ہوا تھا عذاب قبر سی پہلی موت کی وقت ہوگا اور جو شخص دنیا کی شہوات سے الگ اور طاعات میں مصروف رہتا تھا
 بالطاعة ولم یکن له انس الا بذکر اللہ تعالیٰ فیکون حالہ کحال من کان محبوباً فی مکان ضیق مظلم فقہر لہ
 اور اسکو سوا یاد الہی کی کوئی امن نہ تھا سوا اسکا حال ایسا ہوگا جیسی کوئی تنگ مکان میں قید ہو پھر اوی کی بی ایک دروازہ کھل جاوی
 باب فخر منہ الی بستان واسع لا یرى ضمتہا وفيہ انواع الانشجار والازہار والطیور والثمار والخیاض
 اور میں سی ایک بڑی وسیع باغ میں جلا جاوی جسکی کچھ اور نظر نہ آتی ہو اور وہ میں قسم قسم کی درخت اور پھول اور پرنہ اور میوے اور حوضین
 والانہار فعلى هذا ینبغی للعاقل ان یقبل علی نفسه ویقول لها یا نفس ما تفرقی ان بین یدیک الجنة والنار
 اور نہرین ہوں اس صورت میں عاقل کو لازم ہی کہ متوجہ ہو کر نفس سی کہی ای نفس کیا تجھ کو خبر نہیں کہ تیری آگ ہیشت ہی اور دوزخ
 وانت ذاهب الی احدهما عن قریب فالك لا تستعد للموت وهو اقرب الیک من کل قریب فانک ان تراہ
 اور تو انہیں سی ایک میں جلدی جانہ والا سی پھر تجھ کو کیا ہوا کہ موت کا سامان نہیں کرتا اور وہ ہر نزدیک شی سی نزدیک تر ہی اور تو اسکو گناہی
 بعید لکن اللہ تعالیٰ یرئہ قریباً اذ قال ان الموت الذی تقرون منہ فانہ ملا قیکم وعساہ ان یخطفک
 دور سمجھ پرانہ کی علم میں بہت پاس ہی کیونکہ فرماتا ہی ہمیشہ موت جس سی تم ہاگئی ہو سو وہ تمسی ملنی ہی اور شاید تجھ کو آج آد جاوی یا کل
 الیوم او غد فانہ اذا جاء یجی بغتۃ من غیر تقدیم رسول اذ لیس لمحیتۃ سن معین ولا وقت معلوم لا فی
 سو یہ جب آگئی ناگاہ آگئی ملنی کوئی پہلی نہیگا کیونکہ اوی کہہ کا نہ کوئی سال مقرر ہی اور نہ کوئی وقت معلوم ہی اور نہ موسم گرمی کا
 المصیف ولا فی الشتاء ولا فی الیل ولا فی النہار ولا فی الصبی ولا فی الشباب بل کل نفس من انفسک یکن ان یجی
 جاوی کا اور نہ رات اور نہ دن اور نہ لڑکیں اور نہ چوٹی بلکہ ہر وقت تیری اوقات میں ہی ممکن ہی کہ ناگاہ
 فیہ فجأة ولولم یجی الموت فیہ فجأة وهو یفزع الی الموت عجب غفلتک عنہ آمنا ما مل قوله تعالیٰ لا تفرح بک
 موت آجاوی اور اگر موت ناگاہ وی تو مرص ناگاہ پیدا ہو جاوی وہی تو تک لیجاوی اس میں تجھ کو عجب غفلت ہی کیونکہ اس آیت میں غور نہیں کرتا نزدیک
 حساباً ثم وہم فی عقلہ مغرورون وما اعجب جالک انک تدعی الایمان بلسانک وانما النفاق ظہر علیک فان
 آگاہی ہو گویا کو حساب کا وقت اور وہ ہی خبرہ تی میں اور تیرا عجب حال ہی کہ زبانی تو ایمان کا دعویٰ کرتا ہی اور نفاق کا نشان تیری حال ہی ظاہر ہی کیونکہ تیرا
 سبیلک ومولاک قد تکفل لک فی امر الدنیا حیث قال وما من دابة فی الارض الا علی اللہ عز وجل وانت تنکذبہ
 سید اور مولیٰ دنیا کی خراج برج کا ذمہ دار ہو چکا ہی کیونکہ فرماتا ہی اور کوئی نہیں پانوچنی والا زمین پر مگر اللہ پر ہی اوی سوزی اور تو اسکو
 بافعالک وتکالب علیہ تکالب المدهش المستعز بکل امر الاخرة الی معیک حیث قال وان لکبیر انفسار لک
 اینی ہر گناہی جیسا کہ تہا ہی اور اسپر دیوانہ بنا جاتا ہی جیسی مدہوش چل جاوی اور اسی آخرت کی سوا ملہ تو تیری معی پر حوالہ کیا ہی کیونکہ فرماتا ہی اور یہ کہ اوی کو ہی

عقلک غفلتک عنہ

جاسعی وانت تعرض عنها اعراض المغرور المستحق ولیس هذا من علامات الايمان فلو كان الايمان باللسان
 جویا اور تو اس میں ایسی ہی ہر دلی کرتا ہی جیسی مغرور حقارت کرنا اور اس میں ہند میرے ہی اور باقی دعوی ایمان کی علامت نہیں ہی پس اگر ایمان کا باقی دعوی
 یکف فلما ذا يكون المنافقون في الدرك الأسفل من النار فما جرتك على معصية الله تعالى ان كان مع عقاب
 کفایت کرتا تو منافق لوگ دوزخ کی تہ میں کبریا جاتی بس خدا تعالی کی معصیت پر تیری کیا ہی جرات ہی اگر تو یہ اعتقاد کرتا ہی
 انه تعالى لا يتركك فما استظم كفرک وان كان مع علمك بانه تعالى يترك فما استظم قباحك وما اشد حاقك
 کہ اللہ تعالی تجھ کو نہیں دیکھتا تو میرا کتنا بڑا لغوی اور اگر تو یہ جانتا ہی کہ اللہ تعالی دیکھتا ہی تو تیری کیا ہی بڑی قیامت ہی اور کبھی سخت طاقت ہی
 فباي جسارة تتعرض لمقته وغضبه وشد يد عقابه واليم عذابه افطن انك تطيق عذابه وعقابه
 پس تو کس دلیری پر خدا کی بغض اور غضب اور عقاب شہید اور دردناک عذاب کی سامنی آتا ہی کیا تو یوں جانتا ہی کہ تو کسی عذاب اور عقاب کو
 هيهات هيهات كانك لا تق من بيوم الحساب فان يهوديا لو اخبرك في الذنا طعنوا فيه بضرك في مرضك
 سہیگا افسوس افسوس تو تو گو یا قیامت کی دن پر ایمان ہی نہیں لایا کیونکہ ایک یہودی اگر تجھ سے مرغوب سی مرغوب طعام کو کہد کی اس مرض میں یہ تجھ کو نقصان
 نصرت عنه وتركته افكان قول الله تعالى في كتابه المنزلة وقرول الانبياء المويدين بالمعجزة اقل عندك
 دیکھا تو البتہ اس پر صبر کری اور کہا نا چہرہ دی پس گو یا اللہ تعالی کا فرمودہ منزل کتابوں میں اور انبیاء کا ارشاد جو کو معجزہ سی تا نہ ہو ہی تیری نزدیک
 تاثير من قول يهودي يهودي عن ظن وتخمين مع نقصان عقل ودين بل لو اخبرك طفل من الاطفال بان
 یہودی کی قول سی جو گان اور انھل سی کہتا ہی تاثیر میں کتری باوجودیکہ نہ تو کسی عقل درست ہی اور نہ دین بلکہ اگر تجھ سی ایک بچہ کہد کہ
 في ثوبك عقر بالرميت ثوبك في الحال من غير توقف ولا سوال افكان قول الانبياء والعلماء اقل عندك من
 تیری بکری بن ججوری تو تو ترست لی تامل اپنی کپڑی پیسکی نہ سوچی نہ پوچی اب انبیاء اور علما کا قول تیری نزدیک بچہ کی قول سی کتری
 قول صبي وصار نار جهنم واضلألها وافاعبها وعقارها باحقر عندك من عقرها لا تحسن الماء الا يوما
 یا دوزخ کی آگ اور نہ بخیرین اور سانپ اور بچہ تیری نزدیک ایسی بچہ سی جتنی ہر غایت ایک دن
 واقل منه فان كنت تعرف جميع ذلك وتؤمن به فما بالك تشغل بالشهوات وتسوف العمل والموت الك بالمرح
 یا کتر ہوتی سی تیر میں اب اگر تو یہ تمام باتیں جانتا ہی اور یقین کرتا ہی ہر تجھ کو کیا سوا کہ شہوت میں مشغول رہتا ہی اور ایک عمل میں تاخیر کرتا ہی اور موت تیری
 فاعله يخطفك من غير مل فماذا امننت من استعجاله فكم من مستقبل يوم لم يستكمل وكم من مومل عند لم
 داؤ میں سی غافل کہ وہ تجھ کو ابھی اچک لی ہر تجھ کو تو کسی جلد سی کیا جاؤسی سو اکثر اصبح کر نیولی دن پورا نہیں کرنی باقی اور اکثر لگلی کی امید وار وہ
 يبلغه وعلى تقدير انك وصرت بالام مال مائت سنة واخرت العمل الى اخرها فما ظنك ان من لم يطعم لذاته
 دن نہیں بیکر سکتا یا تا کہ تجھ کو سو برس کی عمر کا وعدہ دیا ہی اور تو آخر تک عمل میں تاخیر کرتا ہی اب تو کیا کہتا ہی کہ جو شخص اپنی شو کو کھا نادانہ
 الا في حضيض العقبة هل تقدر على قطع العقبة بها وهل المانم عن المبادرة والباعث على التسويف سبب غير
 کبھی نہ ہو سی سوای دامن کوہ کی کیا وہ اپنی طاقت رکھتا ہی کہ اوں ٹو پر ہمارے چہرہ جاوی اور زرت عمل کرنی سی باز رہتی کا اور آج کل کرتی رہتی گا اور کیا سبب ہی سو لیا کہ
 عجزك عن مخالفة هواك في ذلك من التوهم المشقة وهل تجد يوما يا نيك ولا يعسر فيه مخالفة الهوى هذا يوم
 کہ تو اپنی خواہش کی خلاف نہیں کر سکتا کہ تو اس میں دشواری اور مشقت ہوتی ہی کیا تجھ کو ایسا دن معلوم ہی جس میں ہوا سو سی مخالفت دشوار نہ ہوگی ایسا دن تو
 لم يخلف الله تعالى ولا يخلفه الا في الجنة والجنة صفوة بالمكسرة والمكسرة لا تكون خفيفة على النفوس
 اللہ تعالی کی کوئی نہیں پیہ کبا اور نہ بید کر لگا سہای جنت کی اور جنت کی جا طرف مکسہ ہیں اور مکسہ نفس کو کبھی خوش نہیں آتی
 قط هذا حال وجوده فان كنت لا تقم هذه الامور الجلية وتركن الى التسويف فاي حافزة تزيد على هذه
 یہ حال ہی ہرگز نہیں ہو سکتا ہر آنر ذرا ایسی ظاہر مقدمات کو نہیں سمجھتا اور عمل میں درنگ کی جانتا ہی اب کو کسی نادانی سے نادبی زیادہ ہوگی اور اگر

الحقيقة وان كنت تعتمد على كرم الله تعالى وفضله فما بالك لا تعتمد على كرمه وفضله في امر دينك اما
 تجكوا سد كي كرم اور فضل پر مہوس ہو کر دنیا کی کاروبار میں اللہ تعالیٰ کی کرم اور فضل پر مہوس نہ ہوں گے
 تستعد للشتاء بقدر طول مدة فاجتمع القوت والحط والكسوة وغيرها من اللوازم ولا تنكح على فضل الله
 کیا تو جڑی کی لٹی بقدر موسمی تیار ہی نہیں کرتا اور پوشاک وغیرہ ضروریات جمع کرتا ہی اور اللہ تعالیٰ کی کرم اور فضل پر بہرہ
 کرم حتی يدفع عنك برد الشتاء من غير حجة وخرها فانه قادر على ذلك اقتض ان برد زهر بر حصن
 نہیں کرتا تاکہ اللہ تعالیٰ پر دہائی کی سردی بغیر حجتہ وغیرہ کی دفع کر دی کیونکہ اللہ تعالیٰ کو یہ سہی قدرت ہی کیا جو کہ خیال ہی کہ شکل نہ ہو یہ کی جاؤی کی
 اخف بردا وقل مدة من برد زهر الشتاء ام تظن انك تجو امنها من غير سعي هيها تهيأت فان برد الشتاء
 ٹھہری بھی ہی اور تھوڑی دیر ہی ہوگی یا تجھ کو یہ خیال ہی کہ اس کی ہی محنت ہی کہ
 كما لا يدفع عنك الا بالحجة والحط وسائر اللوازم كذا لا يدفع عنك حرنا من حصن وبرد زهر برها الا بالتحصن
 حسی بردن جیتہ اور ایندھن وغیرہ لوازم کی دفع نہیں ہوتی ایسی ہی دوزخ کی گرمی اور زمہریر کی ٹھہر ہرگز نہیں جاتی بدون پہن لینے
 بحسن الطاعة والعبادات مع ترك المنكرات وانما كرم الله تعالى وفضله في ان يعرفك طريق التخصيص لا في ان يدفع
 طاعات اور عبادات کی منکرات کو چھوڑ کر اور اللہ تعالیٰ کا کرم اور فضل یہ ہی کہ تجھ کو طریقہ پہنچا دے تاکہ بتا دیا یہ نہیں ہی کہ اس کی تکلیف
 عند العذاب بل ان التخصيص فان كرم الله تعالى وفضله في دفع برد الشتاء عندك ان يخلق لك السامر
 بردن پناہ کی دہر کر دی بیچک اللہ تعالیٰ کا کرم اور فضل جلا دے کر فانی کی باپ میں یہ ہی کہ تیرا دنیا آگ پہنچا کر دی اور
 يهديك طريق استخراجها من بين الحجر والحديد حتى ترفع عن نفسك برد الشتاء فكما ان شرى الحجة والحط
 اس کو حقیقی سہی لگا لٹی کا طریقہ ہدایت کر دیا کہ اپنی جان سی غلے جاؤی کی دفع کری پر جیسی جبہ اور ایندھن
 وسائر اللوازم مما يستغنى عنه خالقك ومولاك وانما تشتريه لنفسك اذ جعله سببا لاستراحتك كذلك
 اور اور تمام لوازم کی تیری خالق اور مولیٰ کو کچھ پرواہ اور نماز مندا ہی نہیں ہی صرف قوی اپنی جان کی فائدہ کو خرید لیتا ہی کیونکہ اس میں تیرا آرام ہی ایسی ہی
 طاعتك ومجاهدتك مما يستغنى عنها خالقك ومولاك وانما هي طريق نجاتك من عذاب اليم ووصولك
 تیری طاعت اور عبادت کی تیری خالق اور مولیٰ کو پرواہ نہیں ہی عذاب الیم سی نجات کا یہ ہی طریقہ ہی اور عیش و دانی کا وسیلہ
 الى النعيم المقيم فمن احسن فلنفسه ومن اساء فعليها والله غني عن العبادين واعمالك تقول لا يمنعني
 جنتی دہائی کی سوائی جان کی لٹی اور جنتی برا کیا سوائی نقصان کو اور اللہ ہی پرواہی عالمین ہی اور شاید تو کہی لٹی جھگڑا راست ہی
 عن الاستقامة الا حرص على لذة الشهوات وقلته صيب على الكاهن والمشقة فان كنت صادقا في ذلك
 بجز حرص مزہ دانی شہوات کی اور سوائی بصیری الم اور مستنقت کی اور کوئی نہیں روکتا اب اگر تو اس میں سچا ہی تو تیری کتنی بڑی
 فيما اشد حمقك وما اقم عذرك فان شهوات الدنيا فانية سريعة الزوال غير خالصة عن الكدر زلت في
 ناؤی ہی اور کیا برا عذر ہی کیونکہ دنیا کی شہوات تو فانی ہی ہی ہو چکیں گی اور کبھی کسی وقت میں کدورت سی خالی نہیں ہیں
 حال من الاحوال فما بالك لا تطلب للدخول في الجنة للتنعم فيها بالشهوات الباقية الدائمة الصافية عن
 اب تیرا کیا عجب حال ہی کہ جنت میں جانا طلب نہیں کرتا تاکہ اس میں عیش کیا کری شہوات باقیہ دانی ہر طرح کی کدورت سی ہمیشہ کو صاف
 الكدر زلت في جميع الاحوال فان الاخرة خير وابقى فاستعد للاخرة على قدر بقائك فيها فان بضاعتك
 کیونکہ آخرت بہتر اور رہنی دلی ہی اب تو آخرت کا سامان جنت کا کہ تو وہاں ہی تیار کر بیٹھ تیرا سرمایہ
 ايام عورك وقد ضيعت اكثرها وما بقي منها الا ايام معدودة فلان التجرت فيما بقي من بحث وان ضيعت البا
 دنہ کی کل ہیں سوئی تو اکثر کو بچا ہی اس میں ہی چند روز باقی ہی ہیں پھر اس لئے میں اگر تجارت کر لگا تو فائدہ ہوگا اور اگر باقی کو ہی کہو دیا

ولست مرت على عادتك القديم خسرنا ضيقنا فانتبه يا مسكين من نوم الغفلة فان الموت هو
 اوراينى قديم علوت بر چلتا سا تو خوب ظاہر ٹوٹا ہووگا پس ای مسکین غفلت کی نیند سی انگین کھول بیشک موت تیرا واحد ہی
 والقبر بيتك والقرار فراشك والفرع الاكبر امامك وعسكرك الموتى في خارج البلد ينتظرونك وكلهم
 اور گور تیرا کمر ہی اور مٹی تیرا بھونائی اور بڑا خوف تیری سامنی ہی اور مردوں کا لشکر شہر سی باہر تیرا منتظر ہی وہ سب
 الربا لايمان المغلظة ان لا يرجعوا من مكانهم حتى ياخذوك ويضمون الى انفسهم اما تعلم انهم يتبنون
 سخت محنت قسمیں کہاں ہی ہوئی ہیں کہ چھکویں بغیر اپنی جگہ سی نہ ٹلیں گی اور چھکویں اپنی ساتھ لے آؤں گی کیا تجھی خبر نہیں کہ وہ اپنے کو سبھی دنیا الٹکی آرزو کرتی ہیں
 الرجعة الى الدنيا يوم الیشتغلوا فيه بتدراك ما فرط منهم وانت تضيق ايامك وتظن انهم دعو الى الاخلاق
 تاکہ اپنی توفی کا عوض پا سکیں اور تو اپنی اوقات ضائع کرتا ہی تو یہ خیال کرتا ہی کہ وہ تو آخرت میں بلائی گئی ہیں
 وانت من الخلدن هيمات هيمات فانك في هدم عمرك منذ خرجت من بطن امك تبني على ظمير الارض
 اور تو ہمیشہ یہاں رہے گا کبھی نہیں کبھی نہیں کیونکہ تو اپنی عمر جیسی مٹی کی بیٹ سی پیدا ہوئی بر باد کی جاتی زمین پر محل جوتا ہی
 قصر وعن قريب يكون بطنها قبرك تفجر كل يوم بزيادة مالك ولا تحزن بنقصان عمرك تعرض عن الآخرة
 اور عنقریب زمین کا گڑھا تیرا قبر ہوئی ہوگا ہر روز مال بڑھتی ہی خوش ہوتا ہی اور عمر کسی کا چھکویں غم نہیں ہی آخرت سی منہ نہ پرتی
 وهي مقبلت عليك وتقبل على الدنيا وهي معروضة عنك فما اعجب جالك انك مع كونك مرتكبا لانواع
 اور وہ سامنی چلی آتی ہی اور تو دنیا پر متوجہ ہوتا ہی اور وہ تجھی آگ ہوئی جاتی ہی تیرا ہی عجیب حال ہی باوجودیکہ سبب کی گناہ کی جاتا ہی
 الخطايا لا تتجهت في حارة اخرتك بل تشتغل بعامة دنياك كانك غير مرتحل عنها فاحذر يا مسكين
 آخرت کی درست سی میں ذرہ کو شمش نہیں ہی بلکہ دنیا کی درست سی میں ایسا لگا ہوا ہی گویا کبھی نہیں مرے گا سو راہی جان پر ای مسکین
 يونا الى الله تعالى على نفسه ان لا يترك فيه عباده في الدنيا ونهاه فيها حتى يسأله عن عمله قليله و
 اور سبھی کجاو لگا تو خدا کی طرف کہ وہ اس دن میں کسی آدم مکلف کو باقی چھوڑی گا یہاں تک کہ اوشی تمام اعمال کی پرشش کر لگا تھوڑا ہو
 كنيزه دقيقة وجليله خفيه وجليله فانظر ايها الغافل باي قلب تقف بين يديه وباي لسان تجيب
 یا بہت ادنی ہو یا اعلیٰ پوشیدہ ہو یا ظاہر سو دیکھ تو او غافل کیا منہ لیکر سامنی کڑا ہوگا اور کس زبان سی اسکی سوال کا
 عن سواله واعط للسؤال جوابا والجواب صوابا واصرف بقية عمرك الى العمل الصالح في ايام قصارى ايام
 جواب دیگا سوال کا جواب تیار کر رکھ جواب با صواب اور بچتی عمر چھوٹی چھوٹی دنوں میں بڑی بڑی دنوں کی
 طوال في دار الفناء لدار البقاء فان قلت ان نفسي لا تطاوعني على المجاهدة والمواظبة على الطاعة فما سبيل
 واسطی دار فناء میں دار بقا کی واسطی اچھی نیک کام میں صرف کر اگر تو بہت ہی کہ میرا نفس مجاہدہ کو اور داعی طاعت کو نہیں مانتا پھر سکا
 صعد الجحيم فاعلم ان انفع اسبيل علاجها على ما ذكره الامام الغزالي في الاحياء ان تختار حبة عبد يتجاهد
 کیا علاج تو سمجھ لی کہ اسکا بڑا مفید علاج تو موافق بیان امام غزالی کی احیاء العلوم میں یہ ہے کہ تو صحبت ایسی شخص کی اختیار کری جو طاعت الہی میں مجاہدہ
 في طاعة الله تعالى وتلاحظ احواله وتقترى به لكن هذا العلاج متعذر في هذا الزمان لفقد من يجتهد
 کرتا ہو اور اسکی حالات کو ملاحظہ کر اسکی پیروی کری پر یہ علاج اس زمانہ میں دشوار ہی کیونکہ ایسا شخص
 في العبادة اجتهاد الاولين فلا علاج انفع لك في هذا الزمان من سماع احوالهم ومطالعة اخبارهم وما كانوا
 جو متقدمین کی وضع پر عبادت میں مجاہدہ کرتے ہو نہیں ملے سبب تیری نئی مفید علاج اس زمانہ میں انکی حالات سنی کی برابر اور اخبار دریافت کرنی کی بلکہ کوئی نہیں ہی
 فيه من الجهد المحمدي قل انقصي تعبهم وبقی ثوابهم ونعيمهم لا يقطع ابدا لا باد وما اشد حسرة من لا يقترى
 کہ وہ کیا کیا دشوار مجاہدہ کرتی ہی اور بیشک انکی محنت تو ہو چکی اور ثواب اور عیش باقی رہ گیا جو کبھی تمام ہوگا اور کتنی بڑی حسرت اوٹھاو لگا جو انکی پیروی نہیں کرتا

ہم فیہم نفسہ ایما قلا تکل شہوات کدر حق ثم یاتیہ الموت ویحال بینہ و بین ما یشتمیہ فعلیہ ان تط
 نہ اپنی نفس کو چند روز مکہ شہوات سی باز رہی بہر اوسکو موت شہوات سی روک دیگی سوچو کہ جو صاحب

حوال الصحابة والتابعین ومن بعدهم من المجاہدین وبالوقوف علی احوالہم یستبین لک بُعدک وبعُد
 اور تابعین اور انکی بعد کی مجاہدین کی احوال کا مطالعہ بہر ضرورت ہی اور انکا حال دیکھ کر تجھے یہ سمجھ کہل جاوے گا کہ تو اور تیری زمانہ کی لوگ

اہل عصرک عن اہل الدین فان حدثتک نفسک وقالت انما یتسر الخیر فی ذلک الزمان لکثرة الاعوان
 دینداروں سے کہنا الگ ہیں بہر تیرا نفس اگر سوئے ہو یہ کہی کہ خیر اور عبادات اوس ہی زمانہ میں ہو سکتی ہتی کیونکہ اسباب بہت ہتا

واما فی ہذا الزمان فان خالفت اہل عصرک یسغرون بک ویقولون انہ معجون فوافقہم فیما ہم فیہ فلا
 اور یہ زمانہ اب اگر تو اہل عصر کی خلاف کرے گا تو وہ مسخرہ بنا کر باؤ لا کہہ دیگی سو او کئی موافق جو وہ کرتی ہیں کئی جا

یسرک علیک الا ما یجرى علیہم والبلیۃ اذا عمت طابت فایاک ان تتدلی بحیل غرورها وتتخدر
 جو او نکاحاں ہوتیہ حال مرگ بانوہ جشن ہوتا ہی سوتو بچتی رہنا مسدا اسکی حیلہ اور فریب اور مکر اور زور میں آجادی

بتذیرہا وقل لہا امرایت لو ہم سبیل غرق کل من صادفہ وثبت اہل البلد علی مکانہم ولم یاخذوا حذر
 تو او کو یہ جواب دی کہ اگر یا تبیل ایسی ہو چڑھے اوی کہ جو سامنی اوی سوٹوٹی اور ایک گا تو دالی اپنی جگہ پر پڑی رہیں اور اپنا بچاؤ نہ کریں

ولنت تقدری علی ان تغار قہم وترکب سفینتہ وتخلص من الفرق فہل یختلف فی قلبک ان المصیبة
 اور تجھ کو اتنی قدرت ہوئی کہ اوس ہی الگ ہو کر کشتی پر سوار ہو کر ڈوبنی سی بچ جاوی اب یہی تیری دلیل یہ نہ دے دے اوی کا کہ مرگ بانوہ جشن ہوتا ہی

اذا عمت طابت ام تترک موافقتہم وتستجملہم فی صنیعہم تاخذ حذرک عما دھاک فاذا کنت لا توافقہم
 یا او نکا ساتھ چھوڑ کر اس حرکت سی او کو نادان بناوے گا اور اوس روسی اپنا بچاؤ کرے گا یہ اگر تو ڈوبنی کا مارا او نکا ساتھ چھوڑتا ہی

من الفرق فہل یختلف فی قلبک ان المصیبة اذا عمت طابت ام تترک موافقتہم وتستجملہم فی صنیعہم تاخذ حذرک عما دھاک فاذا کنت لا توافقہم
 اوس حال یہ ہی کہ ڈوبنی کی تکلیف رات یا دن میں بجز ایک ساعت کی زیادہ نہیں ہوتی بہر داعی عذاب سی کیوں نہیں بچتا اور تو بہر وقت اوسکی سامنی چلا آتا ہی

حال ومن این تطیب المصیبة اذا عمت فان الکفار لم یهلكوا الا بموافقة اہل زمانہم حیث قالوا
 اور مرگ بانوہ کہی جشن ہوتا ہی بیشک کفار اہل زمانہ کی موافقت ہی سی ہلاک ہوئی ہیں کیونکہ یہی ہتی

انا وجزنا اباعنا علی امة وانا علی اثارہم مقتدرون فایاک ثم ایاک ان تنظر الی اہل عصرک ومن مضی
 ہمیں اپنی باپ دادی کی طرح یہاں ہی اور ہم انہیں کی قدموں پر چلتی ہیں سو بچتا بہر بچتا اہل زمانہ پر اور جو پہلی گزرتی ہیں نگاہ نہ کرنا

قلک فانک ان تطعم اکثر من فی الارض یضلک عن سبیل اللہ نسال اللہ ان یعصمنا من الضلال
 بیشک اگر تو اکثر زمین کی باشندوں کی اطاعت کرے گا تو اللہ کی راہ سی بھلاوے گی خداسی دعا ہی کہ بھلا کر ہی بھی بجاوی

المجلس الخامس والستون فی بیان حث الامۃ علی التوبۃ ووجوبہا علی الفور وتحققہا
 بیستون مجلس امت کو توبہ ترعت دلائی میں اور واجب ہونا توبہ کا فی الفور اور توبہ کی تحقیق

بالمعانی الثلاثۃ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا ایہا الناس توبوا الی اللہ فانی اتوب الیہ
 باعتبار تینوں معانی کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ای لوگو اللہ کی طرف توبہ کرو کیونکہ میں طرف اللہ کی اسلام

فی الیوم مائتۃ مرتۃ ہذا الحدیث من صحیح المصائبیم مرآۃ الاعز المرئی وقیہ حث الامۃ علی التوبۃ لانه علیہ
 ہر روز سو بار توبہ کرنا ہوتا ہے حدیث مصابیح کی صحیح حدیثوں میں ہی اعز مرئی کی روایت سی اور اس میں امت کو توبہ برتر غیب ہی اسلامی کہ نبی صلی اللہ

اذا کان یتوب فی الیوم مائتۃ مرتۃ مع عظم شانہ وکونہ معہ وفاقیف لا یشۃ فہل بالتوبۃ لیل او نہار
 اگر وہ روز سو بار توبہ کرتی ہی باوجود اس شکر کی عظم ہو کر عظم شانہ وکونہ معہ وفاقیف لا یشۃ فہل بالتوبۃ لیل او نہار

من يدنس حريته أعماله بالذنوب مرة بعد أخرى لكن ينبغي أن يعلم أن التوبة لا يتحقق إلا بثلاثة أمور

جسكا نامہ اعمال کی درمی گاہ ہوتی سیہ ہوتا رہتا ہی لیکن سمجھنی کی بات ہی کو توبہ بدول ان تین امور مرتبہ کی نہیں ہو سکتی ہی

مرتبة علم وحال وعمل فالعلم اول والحال ثان والعمل ثالث وذلك لان العبد اذا عرف عظم ضرر الذنوب

علم اور طحال اور عمل اول مرتبہ علم ہی دوسرا مرتبہ حال ہی تیسرا مرتبہ عمل ہی اور یہ اسلئے کہ آدمی جب یہ معلوم کرتا ہی کہ گناہ سی بڑا ہی

وكونها اجابا لبينه وبين محبوبه في الآخرة يحصل من هذه المعرفة في قلبه تألم وليس في تألمه هذا ندما

لفصان ہوتا ہی اور گناہ آخرت میں میری اور محبوب کی چھین مثال پردہ کی ہو جاوگا تو اس معرفت سی اوسکی طلعین الہیہ ہوتا ہی اور اس علم کو نہایت کہتی ہیں

فالمعرفة علم والندم حال حصل من العلم فاذا غلب هذا الندم على القلب يخصص منه فيه قصد الى فعله

پس یہ معرفت تو علم ہی اور یہ ندامت حال ہی کہ اس معرفت سی پیدا ہوتا ہی بہرہ ندامت جب دل پر غالب ہو جاتی ہی تو طلعین ایسی کام کا ارادہ آتا ہی

تعلق بالحال والاستقبال ولماضي فالتعلق بالمحال فترك الذنوب والتعلق بالاستقبال فبالعزم

جسکو زمانہ حال اور استقبال اور گذشتہ سی لگاؤ ہوتا ہی بہر زمانہ حال سی بہر علاقہ ہوتا ہی کہ گناہ سی باز رہتا ہی اور استقبال سی بہر علاقہ ہی کہ غم کرتا ہی

على تركها الى اخر العمر والتعلق بالماضي فترك ما فات بالجبر والقضاء ان كان قابلا للجبر والقضاء

کہ عمر بہر گناہ نہ کر دنگا اور زمانہ ماضی سی بہر علاقہ ہی کہ جو بات فوت ہو گئی ہی اوسکا عوض اور قضاء کری اگر قابل عوض اور قضاء کی ہو

وهذا الفعل على حصل من الندم الحاصل من العلم والمراد من العلم ههنا الايمان واليقين بان الذنوب مسموم

اوسکا یہ فعل عمل ہی لہذا اسکی حاصل ہوا اور ہذا علم ہی ہوا اور یہ علم سی مراد ایمان اور یقین ہی کہ گناہ آخرت میں نہر قاتل ہوتا ہیں

مهلكة في الآخرة ونور هذا الايمان اذا اشرف على القلب فثمر نالندم لانه مبصر باشراق نور الايمان عليه

اور اس ایمان کا نور جب دل پر چمکتا ہی تو ندامت کی آگ ہر جگہ اوشہتی ہی کیونکہ ایمان کی نور سی جو اوسیر چمکتا ہی ظاہر دیکھتا ہی کہ یہی سی الگ ہو گیا

صاخر محجوب عن محبوبه فيشتعل نار الحب فيه فينبعث بتلك النار اداة وقصد الى الفعل المتعلق بما ذكر

اب محبت کی حرارت شعور زن ہوتی ہی تو اس حرارت کی زور سی اس فعل کا اڑا ہوتا ہی جو اوقات مذکورہ حال اور استقبال اور ماضی سی

من الحال والاستقبال ولماضي فالعلم والندم والقصد الى الفعل المذكور نلثه معان يطلق اسم التوبة على مجموعها

متعلق ہی سو علم اور ندامت اور ارادہ فعل مذکور کا یہ تین امور ہیں اس مجموعہ کو توبہ کہتی ہیں

فلا تتحقق هذه المعاني الثلاثة يتحقق التوبة ولكن لا يطلق اسم التوبة على الندم وحده ويجعل العلم كالمقدمة

جب یہ تینوں امور موجود ہوتی ہیں تو توبہ بیشک ہوتی ہی اور اگر اوقات توبہ صرف ندامت کو کہتی ہیں اور علم کو اسکا مقدمہ ہوتا ہی ہیں

والفعل المذكور كالثمره وبهذا الاعتبار قال النبي عليه السلام الندم توبتا اذا لا يخلو الذم عن علم يوجب به وثمره

اور فعل مذکور کو ثمرہ کہتے ہیں اور اسہی اعتبار سی نبی علیہ السلام ہی فرمایا ہی ندامت ہی توبہ ہی اسلئے کہ ندامت بدول علم کی کہ باعث اور موجود ہی اور

وعن عن من يتبعه ويتلوه فيكون الندم مخفوقا بطريقه احدها ثمره والاخره ثمره ثم ان التوبة واجبة على جميع

بغیر غم کی کہ اوسکی پیچی لازم ہوتا ہی نہیں ہوتی سواب ندامت دو نو طرف سی کہی ہوتی ہی ایک طرف ثمرہ اور دوسری طرف باعث اور موجود ہوتا ہی بہر بیشک توبہ تمام

المؤمنين على الفور اما وجوبها على جميع فلقوله تعالى وتوبوا الى الله جميعا ايها المؤمنون ولقوله تعالى يا ايها الذين

مسماون يرا فاعل ترت وجوب ہی وجوب تر سبکی اور اس آیت سی ثابت ہی اور توبہ کرواں کی طرف سب مکر ای ایمان والو اور اس آیت سی ای ایمان والو

اصنعوا توبوا الى الله توبة نصوحا وظاهرها تين آيتين يدل على ان التوبة واجبة على كل احد من المؤمنين

توبہ کرواں کی صاف دل کی توبہ اور ظاہر معنی ان دونوں آیتوں کی یہ ہی دلالت کرتی ہیں کہ توبہ ہر ہر شخص مؤمن پر واجب ہی

لورد الا امر فيهما على الصبر ونور البصيرة ايضا يرشد الى ذلك لان معنى التوبة الرجوع عما لا يرضاه الله تعالى

کیونکہ اسراں دونوں آیتوں میں سبکو عام ہی اور دل کی روشنی ہی یہ ہی گواہی دیتی ہی اسو اسلئے کہ توبہ کی معنی اللہ تعالیٰ کی ناراضماندی سی

الى ما يرضاه وذلك لا يتصور الا من العاقل والعقل لا يكمل الا بعد كمال الشهوة والغضب وسائر الصفات المذكورة
 رضاء مندى الى طرف جوع كذا ويريدها صرف عاقل هي سي بكتاى او عقل كامل حين هو في بدون كامل هو في قوي شهوانى او غضبى او تمام او صاف يدكى
 التي هي وسائل الشيطان الى اغواء الانسان فان الشهوة من جنود الشيطان والعقل من جنود الملكة وليس
 هو جود وسطى بكتاى الانسان الى شيطان كى وسلي بين كيونكر شهوت شيطان كالشكوى او عقل فرشتون كالشكوى او رايها
 في الوجود انسان الا وشهوته التي هي علة للشيطان متقدمة على عقله الذي هو علة للملكة فيكون الرجوع
 انسان كوى نمين هي جسكى شهوت جوشيطان سامان هي عقل پر كوششتون كاسامان هي مقدم فهو سواب امور سابقه سي جوشهوات كى
 عما سبق من مساعدة الشهوة ضارياً في كل انسان بعد البلوغ لان من بلغ كافر اجاهل الدين الاسلام يجب
 مدركه من باذرهننا هر انسان كى بلاغت كى دونين ضرورى اسلى كى جوشخص حالت كفر من اسلام سي نا واقف بالغ هو كيا تو او سپر
 عليه التوبة عن كفره وجعله يتعلم ما يحصل به الاسلام ومن بلغ مسلم اتبعه ابويه خافوا عن حقيقة الاسلام
 توبه اين كفر او جهالت هي واجب هي كره باقين سيكي جن سي اسلام حاصل هو وى او جوشخص باب كى ساهته حالت اسلام من بالغ هو باى بحر اسلام كى حقيقت سي
 يجب عليه التوبة عن غفلته يفهم معنى الاسلام اذ بعد البلوغ لا يفيد اسلام ابويه شيئاً عالم ليسلم بنفسه
 تو او سپر توبه اس غفلت سي واجب هي كى اسلام كى معنى خوب سمجى اسلى كى بالغ هو كى باب كى اسلام اسلى حق مين كچه مفيد نمين هي جيتك خود مسلمان هو وى
 فاذا فهم معنى الاسلام بعد البلوغ يجب عليه الرجوع عن عادة والفقه بالاسترسال في الشهوات والعادات وهو اشق
 پر جب بالغ هو كى معنى اسلام كى سمجى چكا تو او سپر بازا نا اپنى عادات اور الفت سي كه شهور وغيره عادات مين لى بهار هو وى واجب هي اور اس قسم كى توبه
 ابواب النبوة وفيه هلا اكثر الخلق لعجزهم عنه لان الشهوة تكمل في الصبي قبل البلوغ وكما العقل فيكون
 سبقه من كى نسبت دشوار هي اسين اكثر خفت عاجز هو كى كلاك هو كى هي اسلى كه شهوت روكين مين بلاغت اور كمال عقل سي پيلي مستقيم هو جاتى هي سو
 جند الشيطان في لا يتراء مستولياً على مملكة القلب ويقع للقلب النش والفت بمقتضيات الشهوات والعادات
 شيطان كى پيلي هي دكى ولايت كى مغلوب كى ليتا هي اور دل كى اندر شهوات اور عادات كى محبت اور الفت پيدا هو كى غالب انجا هي
 ويغلب فيه ذلك ويعسر عليه النزوع عنه ثم يلوغ العقل الذي هو من حزب الله تعالى جنده فان كان كاملاً
 اور اس حالت سي او كى نكلنا دشوار هو تا هي پر عقل كى اسد تعالى كا جندا اور شكوى ظاهر هو تى هي بهر اكر و كمال
 قويا يتهصن لا تقاد عباد الله تعالى من ايدى أعدائه شيئاً فشيئاً على التدرج فيكون اول مشغله قمع جنود
 اور قوى هي تو واسطى جهوتى عباد الله كى دشمنون كى استهسى استه استه بتدرج تيار هو تى هي بهر شيطان كى شكركا او كيا وانا شهوتون كو تو و كى
 الشيطان بكسر الشهوات ومفارقة العادات ودر الطبع على سبيل القهر الى العبادات ولا معنى للمقبة الا هذا وان لم يكن
 اور عادات كو چورانا اور طبعيت كو بزور مشاكر عبادات پر لگانا او سكا اول مشغلى هي اور توبه كى معنى سواء اسلى اور كچه نمين مين اور اكر وه عقل كامل
 كماه لا قويا تسلط مملكة القلب للشيطان ويختر اللعين وعدة حيث قال لن اخرتن الى يوم القيمة لا تحتكن ذمى من
 اور قوى هو وى تو دلى مملكة شيطان كى حواله كرى هي اور وه ملون اپنا وعده پر اكر تا هي جانا كچه كشتا هي اكر تو كچه وسيل دي قيا مت كى دن نك تو او كى اولاد كو اهنى دى
 الا قليلاً والمعنى انك ان اخذتني حياً الى يوم القيمة لا قود تفهم حيث ما شئت
 اكر تهر وى اور مراد يسي كى اكر تو كچه جيتا جهوتى كيا قيا مت نك توبيشك او كى جدهر چا هو كى كچه لجا ونگا
 ولا ستولين عليهم استيلاء قويا لا قليلاً منهم وهم المخلصون من عباد الله المسلمين
 اور بيشك او نير غالب رهو كى كرا و نمين سي بعضون پر كره غلبه مندى مدكى صلوات مين
 وهذا القول للعين لا تيزهم في الارض ولا غوهمهم اجمعين واما عروا للعين حصول ذلك المطلب له مع انه لا
 اور بهر چا نچه ملون كشتاى البت مين او كى نيارى دكها و ان كازمين مين اور راه سي كى و دنگا ان كى و روه نمين حصول اس مطلب كا باوجود كى غيب دان نمين هي

الخاتمة ويغني في جهنم أبداً لا يبدوان لم ينجح له بسوء الخاتمة بل مات على الايمان يكون في مشيئة الله تعالى ان
خاتمة پروردی اور ہمیشہ کو درجین پر رہی اور اگر انجام خاتمہ بد پر نہ ہو بلکہ ایمان پر موقوف تاج مرضی کا ہی چاہی اور کو درجین ڈالکر

مشاء یدخله جهنم ویعذب به فیما بقدر ذنوبه ثم یخرجہ منها ویدخله الجنة ولولید جن وان شاء یعفو عنه
بمقدار دعا صلی کی عذاب دیکر ہر طرح میں ہی نکال کر جنت میں داخل کری اگرچہ بیکہ عرصہ کی ہو اور چاہی اور کو معاف کری

ویدخل الجنة بلا عذاب الا یتحیل ان یشمله عموم العفو بسبب خفی حتی لا یطلم علیه احد غیر الله تعالى
وہذا عذاب جنت میں داخل کر دی اسلی کہ کیا حال کی کہ اوکی عنایت عام اوسپر ہی ہو جاوی کسی پر شدہ سبب ہی جو کو بجز اللہ تعالیٰ کی کوئی نہ جانتا ہو

كما لا یتحیل ان یدخل احد خیرا لطلب کثر فائق ان یجده لکن من خرب بینه وضمیم ماله وترك نفسه وعباله
جیسی کن ہوا کوئی احیاء کی اللہ خزانہ کی تلاش میں جاوی ہر انتفاقا خزانہ بالیوی یکین جینی اپنا کھر خراب کر دیا اور مال تلف کر گئی چلن کو اور اولاد کو

جیا علیہ انہ ینظر من فضل الله تعالى ان یزفہ کثر تحت الارض فی بیتہ فانه کما یعد من المحقق المغرورین وان
بہو کا مارا کہی کہن اللہ کی اس فضل کا منتظر ہوں کہ میری کھر کی خزانہ عنایت کی روی سہ سہ شخص حق ہی وقوف سمجھا وگا اگرچہ اوکی خواہش

کان ما ینظر غیر مستحیل فی قدرة الله تعالى وفضلہ کذلک من ینظر المغفرة من فضل الله تعالى مع کونه مصرا
بلخا قدرت اور فضل اللہ کی کچھ محال نہیں ہی ہر کسی ہی ایسی ہی جو شخص بخشش کا امید والا ہی اللہ تعالیٰ کی فضل سی باوجودیکہ

على الذنوب غیر سالك طریق المغفرة یعد من المعنویین فبعض من هؤلاء المحقق المغرورین یروہم حاقته بکل امر حسن
گناہوں پر جم رہا ہی اور بخشش کی راہ نہیں چلتا بیوقوف کہلاوگا ہر بعضی انہیں ہی احق بہولی اپنی حاقق کی ساتھ اس خوبی سی کام کرتی ہیں

ویقول ان الله کریم لا تقصیر جنتہ عن مثلی ولا تنصره معصیتی ثم ذلک الاحق بکرم البعاد وینتظر فشاواک الاسفا
اللہ تعالیٰ بیشک کریم ہی اوکی جنت مجھ سوال ہی تنگ نہیں ہو جاوگا اور میری معصیت سی اوکا کیا ضرر ہی ہر تم اس احق کو کہبتی ہر کردیا کاسفر کرتا ہی اور

فی طلب الدرهم والدينار واذ اقبل له ان الله تعالى کریم وخرائن دراهمه ودنانيره لا یقصر عن مثلك ولا یضرب کسلاک
واسطی طلب روپہ اشرفی کی سفر کی مشقت کچھتا ہی اور اگر یہ کہتی کہ اللہ تعالیٰ بیشک کریم ہی اور اوکی خزانہ میں روپہ اشرفی کی تجھے سوال کی لئی کچھ کمی نہیں ہی اور تجارت میں تیری

بترک التجارة فاجلس فی بیتک عساه ان یرزقک من حیث لا تحتسب فانه یستحق من یقول هكذا یرتد
سستی ہی اوکا کیا نقصان سوتو اپنی کھر بیٹھ اپنی کچھ روزی دیوگا جہاں شہر آگان نہوا پس تقریر والی کو احق بتا ہی اور چیل کی راہ سی کہتا ہی

به ویقول ما هذا الهوس فان السماء لا تمطر ذهباً ولا فضة وانما یحصل ذلک بالکسب هكذا جرت عادة
یہ کہتا واپہیات ہی آسمان سی اشرفی روپہ کہی نہیں برستا بہر تو بدوں محنت کسی کو حاصل نہیں ہوتا اس طرح اللہ کی عادت

الله تعالى وسنته ولا تبدل لسنة الله ولا یعلم هذا الاحق ان رب الدنيا والاخرة واحد ولا تبدل
اور قاعدہ جاری ہی اللہ کی ان قاعدی نہیں بدلتی اب یہہ احق نہیں سمجھتا کہ پروردگار دین دنیا کا تو ایک ہی سوا کی قاعدی دونو

لسنته فیہما تجمعا وقد اخبر ان لیس للانسان الا امر اسعی فیکف یعتقد بکونه کریم فی الاخرة ولا یعتقد بکونه
جہا میں نہیں بدلتی اور بیشک بہ فرمایا ہی اور نہیں ہی واسطی انسان کی مگر جو کا یا اب کیونکر اوکو آخرت کی لئی تو کریم جانتا ہی اور دنیا کی باب میں

کریم فی الدنيا فان من یخاف من الهلاک فی هذه الدنيا الغائبة اذا کان یحجب علیه الاحترار عن السموم و
کریم نہیں سمجھتا بیشک جو شخص اس دار فانی میں ہلاکت سی ڈرتا ہو جب او سمہ بہ واجب ہی کہ نہر وغیرہ مضر اور مہلک استیاری

یضره من المہلکات فی کل حال فالخوف من الهلاک الا بدی اولى ان یحجب علیه الاحترار عن المعاصی التي ہی سموم
ہر وقت احتراز کیا کری بس جو شخص ہلاک ابدی کا اندیشہ کرتا ہو اوسپر اولی تر واجب ہی کہ مہلک معاصی سی جو دین کی حق میں نہر ہیں احتراز کرتا ہی

الدين فان الخوف من هذه السموم قوت الاخرة الباقية التي لیسست اضعاف اعمار الدنيا عشرین مرآ اذا
کیونکہ اس نہر سی خوف آخرت باقیہ کی قوت کا ہی جسکی ہر در دنیا کی چند در چند عرب سوتین حصہ کو نہیں پہنچی کیونکہ

لیس بندتها غاية ولا نهية وفيها النعيم المقيم والملاك العظيم في فواتها العبد المذنب **المجلس السادس عشر**

والتستون في بيان قولهم ان الله يقبل توبته العبد المذنب **المجلس السادس عشر**

ما لم يغفر هذا الحديث من حسان المصابير رواه ابن عمر الغرغرة تردد الشئ في الحلق ولستعمل في تردد الروح

وهو المراد من المعنى ان توبة المذنب مقبولة ما لم يبلغ الروح المحلوم اذ عند الغرغرة وبلوغ الروح المحلوم

يعاش ما يصير اليه من رحمة او هوان ولا ينفعه حيثئذ توبه ولا يمان كما قال الله تعالى فيما نزل من القرآن

فلم يك ينفعهم ايمانهم لما رواه ابنا وقال في آية اخرى وليست التوبة للذين يعملون السيئات حتى اقص

احدهم الموت قال اني تبك الان لان من شرط التوبة العزم على ترك الذنب الذي تبك عنه وعدم المعاودة

عليه وذلك انما ينحقق اذا تمكنت التائب منه وبقى وان الاختيار فيما لم يبلغ الروح المحلوم لا ينقطع الرجاء فيهم

منه الندم والعزم على ترك الذنب فعلم من هذا ان التوبة مبسطة للعبد حتى يعاش قابض الارواح وذلك

عند الغرغرة وبلوغ الروح المحلوم فعلى هذا يجب على العبد ان يتوب عما كان عليه من المعاصي قبل المعاشنة

والغرغرة ولا يياس من رحمة الله تعالى لانه تعالى قال لا يائس من روح الله الا القوم الكافرون وقال في آية اخرى

وهو الذي يقبل التوبة عن عباده ويعفو عن السيئات فينبغي للعاقل ان يتوب في كل وقت ولا يكون مصرا على

الذنب فان التائب من الذنب لا يكون مصرا وان عاد في اليوم سبعين مرة وقد جاء في الحديث انه عليه

السلام قال من ندم من الاستغفار جعل الله له من كل ضيق مخرجا ومن كل هم فرجا ومرتقة من حيث لا يحتسب

في حديث اخر انه عليه السلام قال كل بني آدم خطاء وخير الخطائين التوابون وروى انه عليه السلام قال لا

الى الاستغفار الله واتوب اليه في اليوم اكثر من سبعين مرة وفي حديث اخر انه عليه السلام قال يا ايها الناس

قال من ندم من الاستغفار جعل الله له من كل ضيق مخرجا ومن كل هم فرجا ومرتقة من حيث لا يحتسب

في حديث اخر انه عليه السلام قال كل بني آدم خطاء وخير الخطائين التوابون وروى انه عليه السلام قال لا

الى الاستغفار الله واتوب اليه في اليوم اكثر من سبعين مرة وفي حديث اخر انه عليه السلام قال يا ايها الناس

قال من ندم من الاستغفار جعل الله له من كل ضيق مخرجا ومن كل هم فرجا ومرتقة من حيث لا يحتسب

المجلد السادس والستون فی بیان قول علی السلام ان الله يقبل توبة العبد

التي توب الى الله فان توب اليه في اليوم مائة مرة فانظر يا اهل الانصاف اذا كان النبي عليه السلام يستغفر
 انك ان توبه كذا يستغفر في كل يوم مائة مرة فانه لا يقبل توبه العبد الا ان ياتي به في كل يوم مائة مرة

بتوبه في كل يوم مائة مرة فان توب اليه في اليوم مائة مرة فانظر يا اهل الانصاف اذا كان النبي عليه السلام يستغفر
 في كل يوم مائة مرة فان توب اليه في اليوم مائة مرة فانظر يا اهل الانصاف اذا كان النبي عليه السلام يستغفر

المسوفين والمسوف من يقول توب وهو هالك كانه يبي الا مر على البقاء الذي ليس مفرض اليه فلعله لا يقبل
 وان بقي فانه كما لا يقبل على ترك الذنب اليوم لا يقبل على تركه غدا لان عجزه عن الترت في الحال ليس الا

لغلبة الشهوة عليه والشهوة لا تقاوم غدا بل تتضاعف وتتأكد بالاعتناء فليست الشهوة التي اكدها
 الانسان بالاعتناء كالتي لم يؤكدها وعن هذا هلك المسوفون فانهم يظنون ان بين المتماثلين فرقا ولا يدرون

قوت بحشي في واليسى ضعيفين بوتي حكي عادت بين في اسى من درك كرتوى ماري كتي كيو كنه يه خيال كرتي بين كدومتا في من فرق هوتا يي يه شوق تي
 ان لا يام منتشابهة في كون ترك الشهوة شاقا فيها وليس مثال المسوف الامثال من يجتالج الى قلم شهوة فيدها

كف سب اليك في من ترك شهوت هميف وخوار يي اور متوف يعني توب من دير كانيولي في مثال يسي كسي كيو ضرورت درخت او كمار في في كتي سوا وكوديكها
 قوت لا تنقطع الا بمشقة شديدة فيقول اخرها سنة ثم اعو اليها فاقلمها ومن المعلوم قطع الشجر

كلما بقيت في الارض ازداد رسوخها فلاحصا في الدنيا اعظم من حماقة لانه عجز عن قلمها قبل ازدياد
 رسوخها ثم اخذ ينظر القدر على قلمها بعد ازدياد رسوخها اذا تحقق هذا فلا بد للمؤمن ان لا يفرغ من التوبة

في وقت من الاوقات حتى ياتي الموت وهوانا فان التوبة فرض على جميع المؤمنين باتفاق المسلمين لقوله تعالى
 استاك انك موت اوي توبه شخص تائب يي بيشك توب تمام مؤمنين پر فرض يي سب سلمان في اتفاق سبي بدليل من آيت في الله تعالى

وتوبوا الى الله جميعا ايها المؤمنون وقوله تعالى يا ايها الذين امنوا امنوا توبوا الى الله توبة نصوحا فانظر الى رحمت
 الله في انك توبه كذا يستغفر في كل يوم مائة مرة فانه لا يقبل توبه العبد الا ان ياتي به في كل يوم مائة مرة

علیٰ ص فعل من الذنوب واكتسب من السيئات وعزم ان لا يعود الى مثله یقبل اللہ تعالیٰ توبتہ ویتجاوز عن
 کئی بڑی گنہ اور کئی بڑی برائیوں سے نادہم ہو اور نیت کرے کہ ایسا کام پھر نہ کرے لگاؤ اللہ تعالیٰ او کی توبہ قبول کرتا ہے اور او کی گناہوں سے درگزر فرماتا ہے
 سیئاتہ لکن ینبغي ان بعلم ان الذنوب علی نوعین ذنب فیما بینک و بین اللہ تعالیٰ وذنب فیما بینک و بین العباد
 لیکن سمجھنے کی بات ہے کہ گناہ ہی دو تو قسم کی ہیں ایک گناہ تیری اور خدا کی سمجھنے یعنی حق اسدی اور ایک گناہ تیری اور بندہ کی درمیان میں یعنی حق العباد کی
 فالذنب الذی بینک و بین اللہ تعالیٰ یکفی فیہ الاستغفار باللسان والندم بالقلب والعزم علی ان لا یعود
 پھر جو گناہ صرف حق اسدی تو اس میں صرف زبانی استغفار اور دل سے ندامت اور پھر تکرر کی نیت کافی ہے

فاذا فعل ذلك لا یرحم من مکانه حتی یغفر له ذنبہ الا ان یکون شیئا من الفرائض فان الشرع لا یکتفی فیہ
 جب یہ حال بنایا تو اپنی جگہ سے نہیں ملے گا تا کہ او کی گناہ معاف ہو جائے ہیں ان اگر کوئی فریضہ ترک ہو جائے کیونکہ شرع فی اسباب میں توبہ پر اکتفا نہیں کیا
 یجوز التوبۃ بل اضافی ذلک فی البعض قضاء کا الصلوٰۃ والصوم وغیرہا و فی البعض کفارة ایضا و اما حقوق
 بلکہ اوس توبہ کی حالت میں بعضی جگہ قضا لگا کر ہی جیسی نماز اور روزہ وغیرہ اور بعضی جگہ کفارہ ہی لگا کر ہی اور رہی حقوق

الا دمیان فلا بد من ایصالها الی مستحقین فان لم یوجدوا یلزم تصدقہا عنہم بنية ان تكون ودیعة
 العباد پس پہنچانا حقوق کا مالکوں کی یا ضروری پھر اگر وہ لوگ نہ ملیں تو دینا او کی طرف سے اس نیت سے خیرات کر دے کہ اللہ تعالیٰ کی یہاں ودیعت
 عند اللہ تعالیٰ یوصلها الی اصحابہا یوم القيمة فمن لم یجد السبیل لخروجه عما علیہ من التبعات لا حساره
 رہی قیامت کی روزہ مالکوں کی حوالہ کرے پھر جسکو ماری مفلس کی حقوق ادا کر نیکی کوئی راہ نہ ملے تو اسکو

فعلیہ ان یکثر من الاعمال الصالحات ویستغفر لمن ظلم من المؤمنین والمؤمنات فی اکثر الاوقات فانه اذا فعل
 یہ لازم ہے کہ اعمال صالحہ بہت کیا کرے اور اپنی مؤمن مظلوموں کی حق میں اکثر اوقات استغفار کیا کرے ہنسک جب یہ عمل کرے گا

کن ذلک یرحمی من فضل اللہ تعالیٰ ان یرضی خصا و ذلک یوم القيمة فیل لبعض العلماء هل للتائب من علامۃ یعرف بها
 تو اسے تعالیٰ کی فضل سے امید ہے کہ قیامت کی دن اسکی مدد میں کوراضی کر دے کسی ایک عالم سی پوچھا آیا تائب کی وہی کوئی ایسی علامت ہے جس سے معلوم ہو

قبول توبتہ قال نعم علامتہ اربعۃ اشیاء الاول ان ینقطع عن صحاب السوء والثانی ان یکون معرضا عن
 کہ توبہ قبول ہوئی کہا ان کی چار علامتیں ہیں اول یہ کہ بدکاروں سے سب باز ہو جائے اور دوسری یہ کہ ہر گناہ سے نفرت کرے

کل ذنب مقبلا علی الطاعات والثالث ان ینزع من قلبہ فرح الدنیا و یری حزن الاخرۃ دلتما فی قلبہ ولرا
 اور طاعات کی طرف متوجہ ہو دے اور نیکی سے سکاو کی دلیں دنیا کی فرحت نہ رہے اور آخرت کا فکر دلیں ہمیشہ لگا رہی اور چوتھی یہ

ان یری نفسه فارغا عما مضی من اللہ من امر الرزق ویكون مشغولا بما امر بہ فاذا وجد فیہ هذه العلامات
 کہ اپنی جان کو ایسی چیزوں کی فکر سے جھکا اللہ تعالیٰ ذمہ دار ہو چکا ہے فانیغ یا دی جیسی رزق اور احکام الہی کی بجا آوری میں مشغول رہے جب اوس میں یہ علامتیں موجود ہوتی ہیں

یکرمہ اللہ تعالیٰ بأربع کرامات أحدها ان ینخرجه من الذنوب کانه لم ینذ قط والثانی ان یحبہ والثالث ان
 تو اسکو اللہ تعالیٰ چار کرامتیں عنایت کرتا ہے ایک یہ کہ گناہوں سے ابصاف کر دیتا ہے گویا کہی ہی گناہ نہیں کیا اور دوسری یہ کہ اسکو دوست رکھتا ہے تیسری یہ

یحفظہ من الشیطان ولا یسلط علیہ والرابع ان یؤمنہ من الخوف قبل ان ینخرجه من الدنیا لانه تعالیٰ قال
 کہ وہ کو شیطان سے محفوظ رکھتا ہے شیطان کو اوس پر تسلط نہیں دیتا چوتھی یہ کہ خوف سے مامون رہتا ہے اس سے پہلے کہ دنیا میں سی روانہ ہو کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

تنتزل علیہ الملائکۃ لا تخافوا ولا تحزنوا وابشروا بالجنة التي کنتم توعدون ویحبہ علی الناس اربعۃ اشیاء
 ان پر اترتی ہیں فرشتے کہ تم نہ ڈرو اور نہ غم کھاؤ اور خوشی سزاؤں بہشت کی جسکا تمکو وعدہ تھا اور او لوگوں پر او کا چاہق واجب ہو جاتی ہیں

اولها ان یحبہ لانه تعالیٰ قد احبہ والثانی ان یدعوالہ بالثبات علی التوبۃ لان الثبات علی التوبۃ اشد من
 اول یہ کہ اوس سے محبت کیا کرے کیونکہ اللہ تعالیٰ اوس سے محبت کرتا ہے دوسری یہ کہ او کی حق میں توبہ پر قائم رہے کی دعا کیا کرے اس کو کہ توبہ پر قائم رہنا تو بہتر ہے

التوبة والثالث ان يحاسبه ويدركه ويعاونه والاربع ان لا يعترف بما سلف عن ذنوبه لانه تعالى قال حكايته

دشوار تر ہے تیسری یہ کہ اوسکی پاس بیٹھ کر یاد آئی اور امداد کیا کریں چوتھی یہ کہ باعتبار پہلی گناہوں کی طعنہ نہ لگیا کریں اسکی کہ اللہ تعالیٰ حضرت یوسف

عن يوسف عليه السلام لا تزين عليكم اليوم قال الفقيه ابو الليث وذلك ان المؤمن ليس من شأنه ان يقع في الذنب

علیہ السلام کی طرف سے حکایت کرتا ہی کچھ الزام نہیں آج فقیہ ابو لیلث کہتے ہیں یہ اسلئے ہی کہ مؤمن کی شان سی نہیں ہی کہ گناہ میں مبتلا ہو وی

ولا يتعد كما يدل عليه قوله تعالى ذكره اليكم الكفر والفسوق والعصيان فانه تعالى قد اخبر انه ابغض على المؤمنين

اور عد کیا کری چنانچہ اس آیت سے معلوم ہوتا ہی اور برا لگایا نہ ہو کفر اور گناہ اور بھٹکی کیونکہ اللہ تعالیٰ نے خبر دی ہی کہ جتنی مؤمنوں پر معصیت پڑتا پسند

المعصية فلا يقع المؤمن فيها اذ كان ايمانه حقيقيا لا اسانيا الا في حال الغفلة فاذا تاب عنها لا يجوز ان يعيدها قاله

سردی ہی سوؤں گناہ میں نہیں پڑتا اگر اوسکا ایمان حقیقی ہو صرف بانی ہی نہیں مگر غفلت میں بہر جب اوسکی گناہ سی توبہ کی توجہ نہیں ہی کہ طعنہ نہ لگ کریں

مرسل الله صلى الله عليه وسلم الكيس من دان نفسه وعمل لما بعد الموت والعاجز من اتبع نفسه هوىها وتغنى على الله

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہوشیار وہ ہی کہ اپنی جان کو ذلیل بھی اور آخرت کی واسطی عمل کیا کری اور احمق وہ ہی کہ اپنی جان کو بڑا ہو سوں کی بھی لگا وی اور اللہ سے غنی نہیں

هذا الحديث من حسان المصابيح رواه شاذان بن الاوس وصعناه ان العاقل من غلب على نفسه وقهرها وحاسبها

طلب کری یہ حدیث مصابیح کی حسن حدیثوں میں ہی شاذان بن اوس کی روایت سی اسکی یہ معنی ہی کہ عاقل وہ ہی جو نفس پر غالب آکر اوسکو دبا لی اور محاسبہ کرے

ونظر ما عملت لا خیرتها فان وجدها عملت خيرا لمحمد الله تعالى ويسعى في الكذب ياد فيه وان وجدها عملت شرا استعمل

دیکھی کہ آخرت کی لمی کیا عمل کیا ہی اگر جانی کہ نیک عمل کیا ہی تو خدا کا شکر اگر اس میں اور زیادہ کوشش کری اور اگر جانی کہ برا کام کیا ہی تو توبہ اور استغفار کرے

التوبة والاستغفار واصلاح الحال بالتوجه الى الطاعات المنجية عن العقبات والعصاة والموصلة الى الدرجات

حال کو درست بناوی طاعات کی طرف متوجہ ہو جو قیامت کی عذاب سی نجات دی اور موت کی بعد بلند درجوں پر پہنچاوی

بعد الممات والعاجز من غلبت عليه نفسه وصار تابعها واعطاها ما ارادت من المحرمات والمنهيات

اور یہ بوقوف وہ ہی جس پر نفس غالب اگر اوسکو اپنا تابع کر لی اور جو جایی سو محرمات اور منہیات میں سی اوسکو دیوی

وتغنى على الله ان يغفر له ويدخل الجنة من غير التوبة والاستغفار واصلاح الحال وهذا هو الغرور والغرور

اور اللہ سے یہ تمنا کری کہ خدا بخشدی اور بی توبہ اور بی استغفار اور بلا درستی حال جنت میں داخل کر دی اور یہ ہی غرور کہلاتا ہی اور غرور جیسی

ما ذكره الامام الغزالي في الاحياء هو سكن النفس الى ما يوافق الهوى ويميل اليه الطبع عن بشبهة وخر عنه من

نام غزالی نے احیاء العلوم میں ذکر کیا ہی نفس کا اطمینان اور موافق ہوا ہوس کی طبع کا میلان بسبب شہوہ اور شیطانی مکر کی ہی

الشيطان فمن اعتقد انه على خير ما في العاجل او في الاجل عن شبهة فاسدة فهو مغرور واكثر الناس يظنون في

سوء شخص اپنی حالت کو بالفعل یا آخر کو شہہ فاسد کی راہ سی بہتر سمجھتا ہی پس وہ دہوکہ میں گرفتاری اور اکثر لوگ اپنی دلیل اپنی حال کو

انفسهم خيرا مع كونهم محططين اثنين فهو اذن مغرور وان اختلفت اصناف غرورهم وتفاوتت درجاتهم حتى

بہتر سمجھتی ہی باوجودیکہ خطوار اور گنہگار ہوتی ہیں اب وہ دہوکہ میں ہیں اگرچہ درجات اور طریقہ دہوکے مختلف اور اوسکی درجہ کم و زیادہ ہوں یہاں تک

كان غرور بعضهم اظهور واكثر من بعض فبعضهم من غرتهم الحياة الدنيا ومنهم من غرهم بالله الغرور اما الذين غرهم

کہ ہر ایک کا دہوکہ ایک سی فاحش اور بہت بڑھتی ہو بہر بعضی دہوکے دنیا کی دہوکہ میں ہیں اور بعضی اللہ کی سانبہ دہوکہ میں ہیں بہر جو شخص دنیا کی

الحياة الدنيا فهم الذين قالوا النقد خیر من النسئة والدنيا نقد والاخرة نسئة فاذا الدنيا خیر فلا بد من ايثارها

دنہ کی دہوکہ میں ہیں سووی شخص میں جسکی ہی نقد اور دوسری بہتر ہی اور دنیا تو فغندی اور آخرت اور دوسری سو اب دنیا کا اختیار کرنا خور ہی

وهذا القياس فاسد يشبهه قياس ايليس حيث قال في حق آدم النبي عليه السلام لا خير منه خلقتي من نار

اور یہ استعمال فاسد ایلس کا قیاس ہی کہ اوسی آدم علیہ السلام کی حق میں کہا تھا میں اوس سے بہتر ہوں مجھ کو تو نے بنایا اگر سی

المجلد السابع والستون في بيان الكيس وحال الايحيق

دہوکا

وخلقته من طین والی هؤلاء الاشارة بقوله تعالى الذين اشتروا الحیوة الدنیا بالآخرة فلا یخفف عنهم العذاب
اور اسکو دنیا یا خاک سی اور اسی طرف اشارہ ہی اس آیت میں جنہوں نے خریدی دنیا کی زندگی آخرت دیکر سونہ ہلکا ہوگا اور پھر عذاب

ولا ھم ینصرون وعلم ھذا الغرور اما التصدیق بمجرد الایمان والتصدیق بالبرھان اما التصدیق بمجرد الایمان

اور نہ انکو مدد پہنچی کی اور اس دھوکہ کا علاج یا تصدیق نری ایمانی سی یا تصدیق برہانی سی پھر نری تصدیق ایمان کی

فھو ان یصدق الایات الواقعة فی القرآن من جملتها قوله تعالی ما عندکم ینفد وما عند اللہ باق وقوله تعالی

توبہ ہی کہ آیت کی جو کہ قرآن میں آئی ہیں تصدیق کری جنہیں سی ایک یہ آیت ہی جو تم پاس ہی پڑ جاوے گی اور جو اللہ پاس ہی سوچ جائی اور ایک یہ آیت

والآخرة خیر والبقی وقوله تعالی وما الحیوة الدنیا الا متاع الغرور فأنہ علیہ السلام قد اضر بہ ذلک طوائف

اہل کجی کہ بہتر ہی اور رہنی والا اور یہ آیت اور دنیا کا جینا یہی ہی جنس دغا کی بیشک نبی علیہ السلام فی بہت کھار کا اسکی خبر سنائی

من الکفار فصدقہ وامنوبہ ولم یطالبوہ بالبرھان وھذا ایمان یخرجه العامة من الغرور اما التصدیق

پس انہوں نے تو سچ مانا اور اس پر ایمان لائی اور کوئی برہان آپ سی طلب کی یہ ایمان ہی کہ وہام لوگ دھوکہ سی بچ جاتی ہیں اور تصدیق برہانی

بالبرھان فھو ان یعرف وجہ فساد ھذا القیاس الذی نظمه ابلیس فی قلبہ فان کل مغرور فغرور ذرۃ سبب و

یہ ہی کہ اس قیاس کی فساد کو معلوم کری جو کہ ابلیس نے اپنی دلیں مرتب کیا تھا کیونکہ جو شخص دھوکہ میں آتا ہی تو اسکا کوئی سبب ہوتا ہی

ذلک السبب ھو دلیلہ وکل دلیل نوع قیاس یقع فی القلب و یورث السکون الیہ وان کان صاحبہ لا یشعر بہ

وہ ہی سبب اسکی دلیل ہوتی ہی اور ہر دلیل ایک طرح کا قیاس ہوتا ہی جو دلیں پیدا ہو کر دکھ لٹکین دیتا ہی اگرچہ قیاس والی کو اسکی خبر نہ ہو

ولا یقدر علی نظمه بالفاظ العلماء فالقیاس الذی نظمه الشیطان فی قلب المغرور مرکب من اصلین أحدهما

اور نہ اتنی استعداد ہو کہ علماء کی طور پر عبارت مرتب کر لی سرورہ قیاس جو شیطان نے یہی ہوئی کی دلیں مرتب کیا تھا دواصل ہی مرکب ہی ایک توبہ

الدنیا نقد والآخرة نسئۃ وھذا صیح والثانی النقد خیر من النسئۃ وھذا محل التلبیس اذ لیس الامر کذلک مطلقا

کہ دنیا نقد ہی اور آخرت اور دہری یہ تو صیح ہی اور دہرا یہ کہ نقد بہتر ہوتا ہی اور دہری یہ جگہ دھوکہ کی کیونکہ کلیہ یوں نہیں ہی

بل اذا کان النقد مثل النسئۃ فی المقدار والمقصود فمخیر منہا واما اذا کان اقل من النسئۃ فالنسئۃ خیر منہ

بلکہ نقد اور دہرا دونوں اگر مقدار اور مقصود میں برابر ہوں تو جب تو نقد بہتر ہی اور اگر نقد مقدار میں اور دہری کتر ہو تو پھر نقد اور دہرا بہتر ہوتا ہی

فان ھذا المغرور یبدل فی تجارتہ درہما نقدا لیاخذ عشرة نسئۃ ولا یقول النقد خیر من النسئۃ وکن اذا

کیونکہ یہ مغرور ہی اپنی تجارت میں ایک روپیہ نقد خرچ کرتا ہی تاکہ دس روپیہ اور دہرا یعنی انجام کو حاصل کری اب نہیں کہتا کہ نقد بہتر ہی اور دہری اور اسی ہی اگر

حاضر الطیب من الفواکہ ولنا ثلث الاطعمۃ یتزک ذلک فی الحال خوفا من الممرض فی الاستقبال والتجار کلہم

طیب میوی اور لذیذ کہا تو کسی منع کردی تو آئینہ کو محفوظ کا ملا فوراً چھوڑ دیتا ہی اور تمام تجارت ہمیشہ

یرکبون التجار ینتارون مشاق الاسفار فی الحال لاجل الرجی والراحة واللذۃ فی الاستقبال فاذا کان العشرۃ فی

دریا کا سفر اور سفر کی مشقتیں بالفعل کو اگر لیتی ہیں آئینہ کی منفعت اور آرام اور لذت کی دہری پھر جیسے ہی دس

الاستقبال خیر من الواحد فی الحال وکن اذا کان الرجی والراحة واللذۃ فی الاستقبال خیر من الالم والمشقة فی

حال کی ایک سی اور اسی ہی آئینہ کی منفعت اور راحت اور لذت حال کی الم اور مشقت سی بہتر ہوتی تو

الحال ففس لذة الدنیا وراحتہا من حیث مدتہا بالنسبۃ الى مدة الآخرة فان اقصى عمر الانسان مائۃ سنۃ

پس دنیا کی لذت اور راحت کو باعتبار دنیا کی مدت کی آخرت کی مدت کا نسبت قیاس کر لی کیونکہ انسان کی بڑی سی ٹری عمر سو برس کی ہوتی ہی

قلما یتجاوز عنہا وھو لیس عشر عشر من جزء من الف جزء من مدة الآخرة فکانہ ترک ولحد الیاء خذ الف الف

اس سی بہت کہ مہینی با تا ہی سو بہ ستواں حصہ ہی نہیں ہی ہزار دین حصہ میں کا آخرت کی مدت میں سی گویا اسی ایک کو دس کہہ یعنی کی دہری ترک کیا

بل لیاخذ ما لا نهاية له هذا من حيث المدة وأما من حيث النوع فلذات الدنيا مكدرة مشوبة بانواع الآلام
بكلی نهایت کی واسطی یہہ فزایش تواعتبار مدت کی ہی اور باعتبار خوبی قسم کی سودنیکی لذتیں طرح طرح کی ام سی مکرر اور سختیوں سی اودہ ہیں

والشدائد ولذات الآخرة صافية غير مكدرة فاذن يظهر غلطه في قوله التقدير خير من النسبة وعند ذلك
اور آخرت کی لذتیں صاف اور مصفا اسب اوکی غلطی صاف ظاہر ہوتی ہی کہ نقد بہتر ہوتا ہی اور داری

يرجم الشيطان الى قياس اخر وهو ان اليقين خير من الشك والدنيا يقين والآخرة شك فلا يترك اليقين وهذا
شیطان ایک اور قیاس منظم کرتا ہی اور وہ یہہ ہی یقین بہتر ہوتا ہی شک سی اور دنیا تو یقینی ہی اور آخرت میں شک ہی حریفین کو ترک نہیں کر سکتی اور یہہ

القياس اكثر فسادا من الاول لكون كل من اصله باطلا لان كون اليقين خيرا ليس الا اذا كان مثله لا مطلقا
قیاس پہلی قیاس سی خراب تر ہی کیونکہ اسکی دونوں اصل غلط ہیں پس کی یقین جیسی بہتر ہوتا ہی کہ شک کی مثل ہووی کچھ کلیہ نہیں ہی

الآثر ان التاجر في تعبته على يقين وفي حصول ربحه شك وكذا المريض يشرب الدواء البشيع الكريه وهو في
کیا تو نہیں دیکھت کہ سوداگر اپنی مشقت کو یقین جانتا ہی اور فائدہ ہونی میں شک ہی اور ایسی بیمار کو دوا پینا ہی تلخی دوا کی تو یقینی ہی

مرارة الدواء على يقين وفي حصول الشفاء على شك لكن يقول الم مرة الدواء قليل بالنسبة الى الم امتداد المرض
اور صحت ہونی میں شک ہی پر وہ یہہ کہتا ہی کہ الم کڑوی دوا کا بنسبت الم زیادتی مرض کی کتر ہی جس میں

الى الهلاك فمن كان على شك في امر الآخرة يجب عليه ان يقول الصبر في أيام قلائل وهو صنته في الامر قليل بالنسبة
مر ہی جاتی ہیں بہر جہ کہ آخرت کی باب میں شک ہو تو اس پر یہہ تصور واجب ہی کہ صبر کرنا چند روز کا یعنی آخر حیات تک بنسبت

الى ما يقابل من امر الآخرة فان كان ما يقال فيه كن بافنا يفوتني الا التمتع أيام حياتي وقد كنت في العدم من الان
اپنی مقابل یعنی آخرت کی کتر ہی کیونکہ آخرت کا حال جو مشہوری اگر جہوش نکلا تو میرا سوا عیش زندگی کی کیا جاتا رہیگا اور بیشک میں ان کی

الى الآن واحسب اني بقيت في العدم ولم اتمتع وان كان ما يقال فيه صدق ابق في النار طويلا وهذا ما
اب تک ناہود ہی تہا میں سمجھتا ہوں کہ معدوم ہی ہا عیش حاصل نہوا اور اگر یہہ مشہور سمجھتا ہوں تو میں زمانہ دراز تک آگ میں جلونگا اس مصیبت کی طاقت

لا يطاق به وكذلك قال على لبعض المحررين المنكرين للآخرة ان كان ما قلتم حقا تخلصتم وتخلصنا وان كان
ہرگز نہیں ہی ایسا ہی علی رضی اللہ عنہ کی ایک حدیسی جو آخرت کا منکر تھا جواب میں یہہ فرمایا جو کہتا ہی اگر سمجھتا ہوں تو تم ہی بھی اور ہم ہی بھی ادا کر

ما قلنا حقا تخلصنا وهل كنتم وليس هذا القول منه على شك في الآخرة بل كالمحذر على قدر عقله ودين له
ہمارا قول حق ہوا تو ہم ہی اور تم ماری گئی اور یہہ قول علی کا آخرت میں کچھ شک کی راہ ہی نہ تھا بلکہ حدیسی اوکی عقل کی موافق کلام کیا اور اس کو ظاہر کر دیا

انه وان لم يكن متيقنا فهو مغرور وأما الأصل الثاني الذي هو ان الآخرة شك فهو باطل ايضا لان ذلك يقين
کہ بلا مشبہ اگر وہ نہیں یقین کہتا تو وہ دہوکہ میں ہی اور اس قیاس کی دوسری اصل یعنی آخرت مشکوک ہی یہہ ہی باطل ہی اس لیے کہ مؤمن کی نزدیک

عند المؤمن وإيمانه يدفع غرور الشيطان الا انه اذا نزل أو امر الله تعالى وضميع الاعمال الصالحة ولا بس المعاصي
یقینی بات ہی اور اس کا ایمان شیطان کی فریب کو دفع کر دیتا ہی پراتنا ہی کما سی جب احکام الہی کو ترک اور اعمال صالحہ کو ضائع کیا اور معاصی

والمعكرات يكون مشاركا للكفار في هذا الغرور لانه وان كان معترفا بكون الآخرة خيرا من الدنيا لکنه
اور معکرات میں مبتلا ہوا تو اس دہوکہ میں کفار کا شریک ہو گیا اس واسطی کہ اگرچہ آخرت کو دنیا سی بہتر جانتا ہی اور اقرار کرتا ہی پر دنیا کی طرف راغب ہو کر

الى الدنيا واترها على الآخرة واستحق ان يكون من اهل النار كالکفار الا ان امره يكون اخف لان اصل الایمان
دنیا کو آخرت پر پسند کر لیا ہی اور سنوا وہی کہ کفار کی طرح نادری ہووی لیکن اس کا حال بہ نسبت کفار کی خفیف تر ہی کیونکہ اصل ایمان

ينجيه من العذاب الابدي ويخرجه من النار ولو بعد حين وهذا هو فائدة مجرد الايمان وحده وأما
ابدی عذاب سی بچا کر دوزخ میں سے نکال دینگا اگرچہ کچھ مدت کی بعد اتنا تو فائدہ نری ایمان کا ہی اور

الفن بالمقصود فلا یکنفی له مجرد الايمان وحده بل لابد من ضم العمل الصالح اليه كما يدل عليه آيات القرآن

من جملتها قوله تعالى قل لی لعقار من تاب وآمن وعمل صالحا ثم اهتدى وقوله تعالى ان رحمته الله قريب

وقوله تعالى والعصر ان الانسان لخی خسر الا الذين آمنوا وعملوا الصالحات فوصل المغفرة فی کتاب الله تعالى منوط

بالایمان والعمل الصالح جمیعاً بالایمان وحده فمن اقر بلسانه ان الاخرة خیر وابقى ثم ترك العمل واشتغل بالمعاصی

فهو من المغرورین بالدنیا والمسرورین بها والمحبین لها والكارهین للموت خيفة فوات لذتها لا خيفة فوات لذت

الآخرة وحصول عقابها فهو كاهم الدین غرتهم بالحیوة الدنیا وهم عن الآخرة هم غفلون والذین هم بالله الغرور

فهم الذین یجهلون الاعمال ویشتغلون بالمنكرات ویقولون ان الله کریم رحیم نرجو رحمته ومغفرته وهذا

الکلام وان کان صحیحاً فی نفسه مقبولاً فی القلوب الا ان الشیطان لا یغوی الانسان الا بکلام مقبول الظاهر

مراد بالباطن ولولا حسن ظاهره لما اتخذت به القلوب لکن النبی علیه السلام کشف عن ذلك بقوله الکیس

من دان نفسه وعمل لما بعد الموت والعاجز من اتبع نفسه هو لها وتمنی علی الله وهذا التمنی هو الغرور الذی غیر

الشیطان باسمه وسماه رجاء حتی خدعه به کثیراً من الناس وقد نشره الله الرجاء بقوله الذین آمنوا وعملوا الصالحات

وجاهدوا فی سبیل الله اولئک یرجون رحمته الله وقیل للحسن قوم یقولون نرجو الله ویضیعون العمل فقال

هیات هیات تلك ما نهم ینزردون فیها من رجاء شیئاً طلبه ومن خاف شیئاً هرب منه وکما لا ینبت فی الدنیا

نزع الا بالحرثه کذلک لا یحصل فی الآخرة اجر وثواب الا بالایمان والعمل وکما کان معنوها من رجاء ولما ینکم

ونکم ولم یجامعوا جامع ولم ینزل کذلک یکون معنوها من رجاء رحمة الله تعالى ولم یؤمنوا ومن ولم یعمل

الصالحات او عمل الصالحات ولم ینزل السیات وکما ان من نکم وجامع وانزل ینبغی له ان یرجو حصول الولد

تکری یا اعل صالح لکری پر ایمان نبی وکری یا جامع لکری پر نزل نبی وکری یا اعل صالح لکری پر ایمان نبی وکری یا جامع لکری پر نزل نبی

تکری یا اعل صالح لکری پر ایمان نبی وکری یا جامع لکری پر نزل نبی وکری یا اعل صالح لکری پر ایمان نبی وکری یا جامع لکری پر نزل نبی

تکری یا اعل صالح لکری پر ایمان نبی وکری یا جامع لکری پر نزل نبی وکری یا اعل صالح لکری پر ایمان نبی وکری یا جامع لکری پر نزل نبی

وان یخاف عدم حصوله كذلك ان من امن وعمل الصلح وتترك السيئات ينبغي له ان يبرح حصول

اور اولاد نہونی کا بھی خوف کری ایسی ہی جو شخص ایمان لایا اعمال نیک کئی اور برائیوں چھوڑ دین تو اس کو ملایں گی کہ اجر اور ثواب کا

الاجر والثواب وان یخاف عدم حصوله فالواجب علی المؤمن ان یتوب عن السيئات ویبدأ بم علی الطاعات

متوقع ہووی اور محرومی ہی ڈرنا ہی پس مؤمن پر یہ واجب ہی کہ برائیوں سے توبہ کری اور ہمیشہ طاعات کرتا ہی

ثم یكون بین الخوف والرجاء ولا یقنط من رحمة الله تعالى ولا یأمن من عذاب الله تعالى فان المنعم فی العا

بہ خوف اور رجاء دونوں ہی اور اللہ کی رحمت سے نا امید اور عذاب الہی سے بخوف نہ ہو بیشک جو شخص گناہوں میں مبتلا ہی

قد یخطر له التوبة فیقول له الشیطان انی یقبل توبتك مع ارتکابك امثال تلك الذنوب فیجب عند

وکی دل چاہے توبہ کا خیال آتا ہی براؤ کو شیطان یوں بہکا ہی تیری توبہ کب قبول ہوتی ہی تو ایسی ہی گناہوں میں گرفتار ہی پس ایسی حالت میں واجب ہی

ذلك قمع القنوط بالرجاء ویقول ان الله کریم رحیم یغفر ذنوب التائبین لانه تعالى قال وانی لغفار لمن

کہ نا امید کو دفع کر کر امید دے گا تا چاہے اور کہی کہ بیشک اللہ کریم اور رحیم ہی توبہ کرنے والوں کی گناہ معاف کرتا ہی اسلی کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہی اے نبی! بیشک میں ہوں جو

تاب وود قبول التوبة وقال وهو الذي یقبل التوبة عن عبادة فان التوبة طاعة تکفر الذنوب کلها

توبہ کری اور توبہ قبول کرے گا وعدہ کیا فرمایا اور وہ ہی ہی جو قبول کرتا ہی توبہ اپنی بندوں سے بیشک توبہ ایسی عبادت ہی کہ گناہ صغیرہ ہوں یا کبیرہ سب کا

صغیرها وکبیرها حتی الکفر بخلاف سائر الطاعات فانها لا تکفر الا الصغائر فمن توقع المغفرة مع التوبة فهو

دیتی ہی بیان تک کہ کفر کو بخلاف تمام اور عبادات کی سوا اور عبادت صرف گناہ صغیرہ کو اتار دیتی ہیں یہ جو شخص توبہ کر کر بخشش کا امیدوار ہو تو وہ

سراج وتوقع المغفرة مع الاصرار فهو مغرور وكل توقع یورث التوبة والتشمر علی العبادة فهو راجع وكل توقع

راجع ہی اور گناہ پر اصرار ہو بخشش کی توقع کری تو وہ مغرور ہی جس توقع میں توبہ اور عبادت کا عزم حاصل ہووی وہ ہی راجع ہی اور جس توقع میں

یوجب الفتور فی العبادة والركون الی البطالة فهو غرور فان من خطر له ان یترك الذنوب ویشتغل بالعبادة

عبادت میں قصور اور یہودگی کی طرف رغبت آوی وہ ہی غرور ہی کیونکہ جسکی دل میں یہ خیال آئی کہ گناہ سے بچوں اور عبادت کروں

یقول الشیطان له مالک تؤذی نفسک وتعذبها والکرب کریم غفور رحیم فیغتر بذاک عن التوبة والعبا

تو شیطان کو یہ دوسرے دیتا ہی تجھ کو کیا ہوا اپنی جان کو تکلیف دے گا عذاب دیتا ہی تیرا پروردگار تو کریم اور غفور اور رحیم ہی اسلئے فریب میں آکر توبہ اور عبادت سے باز رہتا ہی

فهذا غرور وحذرك لک لیجب علی العبد ان یستعمل الخوف ویخوف نفسه بغضب الله تعالى وعظیم عقابه

سو یہ ہی غرور ہی ایسی حالت میں ضروری کہ آدمی خوف کری اور اپنی نفس کو غضب الہی اور اسکی بری عذاب سے ڈراوی اسکو یہ سمجھاوی

ویقول لها ان الله تعالى كما کان غافر الذنوب وقابل التوبة فهو شدد یل العقاب ایضا وأنه مع کونه کریم

کہ اللہ تعالیٰ جیسی گناہ معاف اور توبہ قبول کرتا ہی پس وہ عذاب ہی بہت بڑا کرتا ہی اور کریم اور رحیم ہوکر

رحیم یأخذ الکفار فی النار بلا ہاد مع ان کفرهم لا یضرة بل یسلط العذاب والحن والاعراض والعلل والفقر

کفار کو دوزخ میں قدیم کی ہی ڈال رہا ہی باوجودیکہ اوکی کفر ہی اسکا کیا ضرر تھا بلکہ یہی اندر اپنی بندوں پر عذاب کی نعت اور کہ اور ہمارے اور فقیر

والجوع علی عبادة فی الدنیا مع کونه کریم رحیم قادرا علی انزل المہا فمن کان سنته فی عبادة كذلك کیف یغتر به

اور یہو کہ تعینات کر دیتا ہی حال یہ کہ کھچو اور رحیم ہی قدرت والا سب تکلیفیں دور کر سکتا ہی یہ جسکا بندوں کی حق میں یہ سطر ہو تو آدمی کب فریفت

العبد ولا یخافه وقد خوفه عقابه ورجاء اکثر الخلق فی هذا الزمان هو سلب فتورهم عن العمل وقبالهم علی التا

ہوکتا ہی کہ اسکا خوف اور ڈرنا ہی اور وہ بیشک اپنی عقاب سے ڈرا سکتا ہی اور اس زمانہ میں اکثر خلق کو رجائی کہ عمل میں سست دنیا پر متوجہ

واعراضهم عن طاعة الله تعالى واهمالهم للمسعی للآخرۃ وهم لا یعلمون انه غفور ولیس یرجاء وقد أخبر النبی علیہ السلام

آخرت کی سعی میں جیست کو ضعیف کر دیتی ہی دنیا پر نہیں سمجھتی کہ یہ شیطان ہی دہو کہ ہی رجائیں ہی اور بیشک ہی علیہ السلام فرمادی

طاعت الہی ہی پرواہ

ان الغرور سیغلب علی آخر هذه الامة قال الامام الغزالی قد کان ما اخبر به النبی علیه السلام فان الناس فی الزمان
یکی ہیں کہ غرور آگاہوں سے بھرا ہو گا اور سب کو خدا و کبریا کی نعمتوں سے غافل ہو جائے گا امام غزالی کہتے ہیں کہ نبی علیہ السلام نے جو خبر دی تھی وہ یہ ہو گی کیونکہ اول زمانہ میں لوگ ہمیشہ
الاول کانوا یأطون علی الطاعات والعبادات ویبذلون فی الاحترار عن الشبهات والشبهات ومع ذلك کانوا
طاعت اور عبادت میں مشغول رہتے تھے اور شہادت اور شہوات سے خوب بچتی تھی اور پھر یہی اپنی حال پر

ینحرفون علی انفسهم ویبکون فی الخلوۃ وآما الان فترى الخلق آمنین فرحین غیر خائفین مع اصحابہم علی
ڈرتے رہتے تھے اور تنہائی میں رویا کرتے تھے اور اب اس زمانہ میں دیکھتے ہو کہ خلقت امن کی اندر خوش و غورم کی خوف دہراں معاصی پر اڑی ہوئی
المعاصی فانہما کم فی الدنیا واعراضہم عن طاعة الله تعالى ویزعمون انہم واثقون بکرم الله تعالى وفضله و
اور دنیا میں کہیں ہوئی طاعت الہی سے بی پرواہی اور کہتے ہیں کہ جو اللہ کی کرم اور فضل پر بڑا بہرہ و سودہ ہی اور اس کی

سراجون لعفوہ ومغفرته ویقولون ان نعمتہ واسعة ورحمتہ شاملة واین معاصی العباد فی بحار مغفرته یسبحون
دیکھو اور بخشنے کی امید ہی اور کہتے ہیں کہ اس کی نعمت فراخ ہی اور رحمت عام اور بندوں کی معاصی کی اوکی دریای مغفرت میں کیا اصل ہی اور اس تمنی
تمنہم واعتزوا بہم رجلہ ویقولون ان الرجاء مقام محمود فی الدین فکانہم یزعمون انہم عرفوا من کرم الله تعالى و
اور اعتزاز کا نام رجاء کہہ چکے ہیں اور کہتے ہیں کہ رجاء دین میں پسندیدہ مقام ہی سو گویا یہ کہتے ہیں کہ ہم اللہ کا کرم اور فضل

فضله مالم یعرفہ الانبیاء والصحابۃ والسلف الصالح المجلس الثامن والستون فی بیان فضیلة التقوی
ایسا جانتے ہیں کہ انبیاء اور صحابہ اور سلف صالحین نہیں جانتے تھے اہل شہادت مجلس تقوی اور حسن خلق کی فضیلت میں اور بیان دونوں کی حقیقت کا

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اتدرون ما اکثر ما یدخل الناس الجنة تقوی الله وحسن الخلق هذا الحدیث
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم جانتے ہو کیا چیز ہے جو جنت میں لوگوں کو زیادہ بچاؤ گی بہرہ گیری اور عادت نیک یہ حدیث

من حسان المصابیہ مرواہ ابوہریرۃ ومعناہ ان اکثر اسباب السعادة لا بدیۃ انما یحصل بالجمع بین ہاتین الخصلتین
مصابیج کی حسن حدیث میں ابو ہریرہ کی روایت سے اس کی معنی یہ ہیں کہ اکثر سبب سعادت ابدی کا بدوں جمع کرنا ان دونوں خصلتوں کی حاصل نہیں ہو سکتا

فان التقوی اشارۃ الی حسن المعاملة مع الخالق وحسن الخلق اشارۃ الی حسن المعاملة مع الخلق فعلى هذا یتبیخ
کیونکہ تقوی ہی اشارہ طرف نیک معاملہ کی ہی ساتھ خالق کی اور حسن خلق اشارہ طرف نیک معاملہ کی خلقت سے اسکی موافق لائق ہی

لمن علم ان سعادة الدنیا فانیۃ وان سعادة الآخرة باقیۃ فان یجتار سعادة الآخرة علی سعادة الدنیا وسعادة
اور جو یہ جانتا ہی کہ سعادت دنیوی فنا ہوئی ہی اور سعادت اخروی رہتی والی کسعادت اخروی کو سعادت دنیوی پر پسند کری اور سعادت

الآخرة لا تحصل الا بتقوی الله تعالى لان حسن الخلق وان ذکر معہا اہتما ما بشانہ الا انہ داخل فیہا لانہا عبارة عن
اخروی بدوں تقوی الہی کی حاصل نہیں ہوتی کیونکہ حسن خلق اگرچہ اسکی ساتھ عظمت شان کی نئی مذکور ہی ہر وہ تقوی ہی میں داخل ہی اسکی کہ تقوی کیلئے نام

اجتناب المنکرات والمنہی عنہا والتبایا المعروفات والمأمور بہا ہا تحصل خیرات الدنیا والآخرة اما الخیرات الدنیویۃ
منکرات اور ممنوعات سے بچنا اور امور حسنہ اور خدا کی فرمود کو بجالانا اور اسی میں دنیا اور آخرت کی خوبیاں موجود ہیں بہر خوبیاں دنیا کی

فمنہا الحفظ والحراۃ کما قال ولان تصیروا وتنفقوا لا یضرکم کیدہم شیئاً ومنہا النجاة من الشدائد والرزق من
ایکے نہیں ہی حفاظت اور نیکبانی ہی چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہی اور اگر تم ہری رہو اور بچتی رہو کچھ بگڑیکا تمہارا اوکی فریب سے اور انہیں سے سختیوں سے نجات پائی اور حلاوتی

الحلال کما قال الله تعالى ومن یتق الله یجعل لہ مخرجاً ویرزقہ من حیث لا یحتسب واما الخیرات الآخرویۃ
چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہی اور جو کوئی ڈرتا ہی اللہ سے وہ کردی اور اسکا گذارہ اور روزی دی اوکو جہان ہی اوکو خیال نہو اور آخرت کی خوبیاں ہی یہ ہی

فمنہا اصلاح العمل کما قال الله تعالى یا ایہا الذین امنوا اتقوا الله وقولوا قولا سلیداً یصلحکم اعمالکم ومنہا
درستی عمل کی چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہی ای ایمان والو ڈرتے رہو اللہ سے اور کہو بات سیدہ کہ سنوادی تمکو تمہاری کام اور انہیں سے

قبول العمل كما قال الله تعالى انما يقبل الله من المتقين ومنها الاكرام والاعزاز كما قال الله تعالى ان اكرمكم
 قبوليت عمل کی چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اللہ قبول کرتا ہے سوا اب والوں سے اور ان میں سے اکرام اور عزت چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے بیشک عزت اس کی ہاں
 عند الله اتقنكم ومنها البشارة كما قال الله تعالى الذين آمنوا وكانوا يتقون لهم البشري في الحياة الدنيا
 اور اس کی برائی حکو اب بڑا اور ان میں سے شرف چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جو لوگ یقین لائے اور پڑھیں گارہی کرتی اور کوئی جو اللہ کی دنیا کی جیتی
 وفي الآخرة ومنها النجاة من النار كما قال الله تعالى ثم ننجي الذين اتقوا ونذر الظالمين فيها جثيا ومنها المخلود
 اور آخرت میں اور ان میں سے دوزخ سے نجات چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے پھر بچا لینگے ہم اور جو جوڑی تھی اور جو بڑے بنگے گنہگاروں کو اور ان میں سے جنت
 في الجنة كما قال الله تعالى لكن الذين اتقوا ربهم لهم جنت تجري من تحتها الانهار خالدون فيها وهم فيها لا يذوقون
 میں ہمیشہ کو رہنا چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لیکن جو لوگ ڈرتے ہیں اپنی رب سے اور کو باغ میں جسکی نیچی بہتی ندیاں رہ پڑی اور ان میں سے درجہ بلند
 العليا والمرتبة القصوى التي هي محبة الله تعالى كما قال الله تعالى ان الله يحب المتقين ولولم يكن في
 اور انہا کا مرتبہ یعنی محبت الہی چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اس کو خوش آتی ہیں احتیاط والی اور اگر تقویٰ میں
 التقوى سوى هذه الخصلة لكفت فكيف لا يسعى العبد في تحصيلها مع ان لها فضائل كثيرة سواها و
 سوا ہی کسی خصلت نہ ہو تو بھی کافی تھی پھر آدمی کیونکر نہ سعی کرے اس کو حاصل کرے باوجودیکہ وہ میں اسکی سوا بہت فضیلتیں ہیں اور
 القرآن مملو بذكر فضائلها فانه تعالى قال في آية الله ولى المتقين وقال في آية اخرى والعاقبة للمتقين
 قرآن اسکی فضائل سے پری بیشک اللہ تعالیٰ ایک آیت میں فرماتا ہے اللہ رفیق ہی ڈر نیوالوں کا اور دوسری آیت میں فرمایا اور آخر میں ہی ڈر والوں کا
 وقال في آية اخرى وائرلفت الجنة للمتقين وغيرها الايات الدالة على فضيلة التقوى فانه تعالى قد صي
 اور ایک اور آیت میں فرمایا اور نزدیک لائی گئی بہشت ڈر والوں کی اور سوا اسکی اور آیتیں جو تقویٰ کی فضیلت پر دلالت کرتی ہیں اور اللہ تعالیٰ نے بیشک
 بها الاولين والآخرين من حيث قال ولقد وصينا الذين اوتوا الكتاب من قبلكم واياكم ان اتقوا الله الخ
 پہلے اور پچھلے کو وصیت کی ہے چنانچہ فرماتا ہے اور ہم نے کہہ رکھا ہے پہلے کتاب والوں کو اور تم کو کہ ڈرتے رہو اللہ سے حاصل یہ ہے
 انها اجماع كل خير وهي في اللغة فرط الصيانة وفي عرف الشرع عبادة عن الترفي عما يضر في الآخرة من فعل
 کہ اس میں تمام خوبیاں جمع ہیں اور تقویٰ لغت میں خوب احتیاط کرنے اور عرف شرع میں ایسی اعمال سے بچنے کو کہتی ہیں جو کرنی سے چھوڑنی سے آخرت میں ضرر
 ترك فيلزم اجتناب الكبائر بالاتفاق في تحصيلها وعند البعض يلزم اجتناب الصغائر ايضا
 پہنچا دی سوا اسکی حصول تقویٰ کی کہا جیسی بچنے سے نہایت اتفاق لازم ہے اور بعضوں کی نزدیک تقویٰ کی کئی صغیر سے بھی بچنا ضروری
 في تحصيلها وهو الحق وقيل لا يلزم اجتنابها لانها مكفرة عن مجتناب الكبائر
 اور یہی قول حق ہے اور کوئی کہتا ہے صغائر سے اجتناب ضروری نہیں کیونکہ صغائر اسکی اور بڑی میں جو کہا جیسی بچتا ہے
 فلا يستحق العبد بها العقوبة لقوله تعالى ان تجتنبوا كبائر ما تنهون عنه نكفر عنكم سيئاتكم لكن هذا خطأ
 سو بندہ صغائر کی بدولت سزاوار عقوبت کا نہیں ہوتا اس آیت سے اگر تم بچتی رہو گے بڑی چیزوں سے جو تمکو منع ہوئیں تو ہم اتار دیں گے تمہاری تقصیر میں تمہاری لیکن یہ خطا
 مخالف لقواعد السنة لان العقاب على الصغيرة جائز عندهم ولومع اجتناب الكبائر لان بعض المفسرين
 خطا اور اہل سنت کی قواعد سے خلاف ہے کیونکہ اہل سنت کی نزدیک صغیر سے عذاب کو جائز ہے اگرچہ کیا جیسی بچتا ہے کہ بعض مفسرین نے اس آیت میں کہا جیسی مراد
 حملوا الكبائر في الآية على انواع الشرك كشرک اليهود والنصارى والجوس وغيرهم لان المطلق عند علم القرينة
 اقسام شرک لے جیسی یہود اور نصاریٰ اور مجوس وغیرہ کا شرک کیونکہ مطلق سے بدولت قرینہ کی فرد کامل
 ينصرف الى الكامل وهو الشرك وباجتنابه لا يتبعين تكفير غير بل يبقى في مشية الله تعالى ان الله لا يعفو عن
 فرد کامل شرک ہی اور شرک سے بچنے میں اور گناہ کا اور نہ مقرر نہیں ہوتا بلکہ مشیت الہی میں رہتا ہے اس آیت سے بیشک اللہ بہت نہیں بخشتا

يُشْرِكُ بِهِ وَيَعْرِضُ مَا دُونَ ذَلِكَ لِمَنْ كَيْشَاءُ صَعْرَانٍ لَا صِرَارَ عَلَى الصَّغَارِ كَثِيرَةٍ فَلَا يَكُونُ مَكْفَرَةً بَلْ لَا بُدَّ مِنْ اجْتِنَابِهَا
 کہ او سکا شریک شمر دای اور اوس سے بھی بختنا ہی جسکو چاہی باوجودیکہ صغائر بھی یہنا کبیرہ ہوتا ہی پر کفار کب ہو سکیگا بلکہ اوی بھی اجتناب ضروری ہی
 وَقَدْ رَوَى عَنْ عَطِيَّةٍ أَنَّهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ لَا يَبْلُغُ الْعَبْدَانِ يَكُونُ مِنَ الْمُتَّقِينَ حَتَّى يَبِيعَ مَا لَا بَأْسَ بِهِ حَذَرًا
 اور عطیہ سے روایت ہی کہ نبی علیہ السلام فی فرمایا آدمی اور عبد تقوی کا نہیں پانا جب تک لا باس کو نہ ہو تو بخوف ابتلا اونی نہ لگی
 عَمَّا بِهِ بَأْسٌ هَذَا الْحَدِيثُ نَصٌّ فِي لزوم اجتناب الصغائر في تحصيل التقوى لانها على تقدير كونها مكفرة عن محبتك
 اس حدیث سے صاف ظاہر ہی کہ اجتناب صغائر سے واسطی حصول درجہ تقوی کی ضروری ہی کیونکہ صغائر کو مانا کہ کبیر کی بجائی دالی اونی جاتی ہیں
 الْكِبَارُ يَكُونُ عَمَّا لَا بَأْسَ بِهِ فَيَلْزَمُ اجْتِنَابُهَا مَعَ ان للمعنى التقوى الذى هو شرط الصيانة يقتضى اجتناب الكبار والكبار
 پر لا باس بہ میں تو داخل ہیں پس صغائر سے اجتناب لازم ہی باوجودیکہ لغوی معنی کی رعایت یعنی خوب احتیاط کرنی تقاضا نہیں ہی کہ کبار سے اور
 الشبهات ايضا لكن لا حترار عن جميع الشبهات لا يمكن في هذا الزمان كما قال قاضيان في فتاواه ليس جانتا زمان
 شہادت سے بھی لیکن اس زمانہ میں تمام شہادت سے احتراز نہیں ہو سکتا چنانچہ قاضیان ابنی فتاوی میں کہتے ہیں ہمارا زمانہ شہادت کا زمانہ نہیں ہی
 الشبهات وعلى المسلم ان يتقى الحرام العائش وكذا قال صاحب الهداية في التجنيس زمانها قبل ستمائة سنة وقد بلغ
 مسلم کا بھی ذمہ ہی کہ حرام ظاہر سے پرہیز رکھی اور ایسا ہی ہدایہ والا تجنیس میں ہوتا ہی اور ان دونوں کا زمانہ چہ سو برس سے پہلی ہی اور اب تو
 التاريخ لان ما بلغ ولا يشك ان الفساد والتغير يزيدان بزيادة بعد الزمان عن عهد النبوة والسبب في عدم امكان
 زمانہ کا حال ہی سو ہی اور اس میں کچھ شک نہیں ہی کہ عہد نبوت سے زمانہ جتنا دور ہوتا جاتا ہی فساد اور تغیر بڑھتی جاتی ہیں اور اس زمانہ میں شہادت سے
 الاحتراز عن الشبهات في هذا الزمان عدة احوال الاول ان قوام البدن انتظام المعاش ليس الا بالنقد والحجوب ونحوها
 احتراز نہ ہو سکتی کی کئی سبب ہیں اہل یہ کہ بدن کی تندرستی اور گزران کا انتظام بدول نقد اور دانہ وغیرہ کی
 مما يخرج من الارض والغالب المستعمل في النقود والفسوخ ليس الا الدراهم وقد صغروها بحيث لا يعلم كم منها ما بلغ قدر
 جو زمین سے پیدا ہوتا ہی نہیں ہوتا اور اکثر معاملات کی کرنی اور توڑنی میں چلن ہوا ہی رہیم کی نہیں ہی سوا ان کو اتنا کم کر ڈالا ہی کہ اصلا معلوم نہیں ہوتا کہ انہیں سے کی
 وزن درهم واحد شرعى بل الطامعون من اخساء الفسقة والكفرة لا يزالون يقطعونها حتى صار المقطوع في الدرهم
 درہم برابر ایک درہم شرعی کی ہو سکتی ہیں بلکہ لالچی فرومایہ فاسق اور کفار ہمیشہ درہم کو کترتی جاتی ہیں یہاں کہہ کہ کتر نہ ہو لالچی سے
 غالبا على غيره وسبب ذلك تركوا وزنها وجعلوها من المعدنات في التباين والاستقراض والفضة وزنيته ابدل
 ہو گیا ہی اسکا باعث یہ ہوا ہی کہ درہم کو تولنا چھوڑ دیا ہی اور ان کو سبوع اور فرض وغیرہ میں معدود ہوا کہ ہا ہی اور چاندی ہمیشہ کا لئی وزنی ہی
 لنص الشارع عليه فلا يتبدل بالعرف لان شرط اعتبارها عدم النص وهذا مذهب ابي حنيفة ومحمد والشافعية والحنابلة
 شارع او کو صاف فرمایا ہی سو عرف کی برتاؤ سے بدل نہیں سکتی اسلئے کہ عرف وہاں معتبر ہوتا ہی جہاں نص موجود نہ ہو اور یہی مذهب ہی ابو حنیفہ اور محمد کا اور یہ ہی ہی
 عن ابى يوسف وفي رواية ضعيفة عنه يعتبر العرف مطلقا فاذا كانت الفضة وزنيته ابدل يلزم بيان وزنها في
 ظاہر روایت ابو یوسف سے اور ایک ضعیف روایت ابو یوسف سے یہی کہ عرف مطلق معتبر ہوتا ہی پر جب چاندی ہمیشہ کو وزنی ہی تو ان کا وزن بیان کر دینا سبوع
 التباين والاستقراض لان بيان مقدار الثمن بشرط صحة البيع ونحوه ومقدار الوزن لا يعلم بالعد كما لا يعلم
 اور قرض میں ضرور ہوا اسلئے کہ ثمن کی مقدار بیان کرنی سبوع وغیرہ کی صحت کی لئی شرط ہی اور وزن کی مقدار کتنی سے معلوم نہیں ہوتی جیسی تولی ہی
 مقدار العددي بالوزن فاذا لم يبين وزنه يفسد البيع والاجارة والقرض ونحوها فيكون ما اشترى بالقياس
 کتنی معلوم نہیں ہوتی پر جب ہکا وزن معلوم نہ ہو تو بیع اور اجارہ اور قرض وغیرہ سب فاسد ہوئی پس جو جو سبیل بیع فاسد کی خرید
 من الطعام والجارية فليكن المشتري بعد القبض لكن لا يجعل له اكل الطعام ولا وطى الجارية ولا فحلص منه و
 کہانا یا لونڈی سے سب بعد قبض کی خریداری کی ملک ہو گئی پر ان کو نہ تناول کہانی کا حلال ہی اور نہ صحبت لونڈی کی اور اس سے کوئی شخص نہیں ہی

عمر ہی فی المعنی الشریعی ما مکن وفرض الصیاتی
 شرعی معنی میں جہاں تک ہو سکی کہ فرض طہری اور خوب احتیاط کا

ولا حيلة فيه الا التمسك بالرواية الضعيفة عن ابي يوسف لتعسر الجمع بين العدل والوزن خصوصا
اور نہ اس میں کوئی حیلہ بجز تمسک اسی ضعیف روایت کی جو ابو یوسف ہی کی کیونکہ گنتی اور قول کا جمع کرنا بہت دشوار ہی خاص کر

فی حق الفقراء وقد تقر بان الضرورات تبیح المحظورات والثانی غلبة الطمع علی الناس بحیث تری کثیرا
فقراء کی حق میں اور ہمیشہ کثیر ہوا ہے کہ ضرورت میں ممنوع چیز مباح ہو جاتی ہے اور سبب لوگوں پر طمع کا غالب ہو جانا چنانچہ تو اکثر لوگوں کو دیکھتا ہے

منہم لا یرضون بحقوقہم ولا یقنعون بحظوظہم بل یتجاوزون الی الحرام والثالث غلبة الظلم بین الخلق
کہ اپنی اپنی حق پر راضی نہیں ہوتی اور اپنی اپنی حصہ پر قناعت نہیں کرتی بلکہ حرام تک چڑھ جاتی ہیں اور تیسری خلقت میں ظلم کا یہ ہیں

من الغصب والسرقة والخيانة والتزوير ونحوها والرابع غلبة الجهل علی التجار والصناع والأجراء والشركاء
جہین لینا جہولینا خیانت کرنی دغا کرنی اور انداس کی چوتھی اصل یا سبب میں جہالت کا غلبہ سودا گروں اور کاروباروں اور مزدوروں اور شرکاء پر

فی الأصل والعلة فلا یراعون شرائط الشرع فی معاملتہم فاذا ن معاملتہم لا تخلوا ما ان تبطل فیکون
سویہ لوگ شرعی شرطوں کی رعایت اپنی کاروبار معاملت میں نہیں کرتی پر اب لو کی معاملات اس سے خالی نہیں یا باطل ہوگی بہرہ

مکسور وہم حراما او تفسد فتنہ فتکون مکسورہم حیثا والحرام لا یکون ملکا بالقبض بل ان امکن الرد
لو کی کا بی حرام ہوگی یا فاسد اور مکروہ ہوں کی اب لو کی کا بی حیثیت مشکوک ہوگی اور حرام چیز قبضہ کرنی سے مکہ نہیں ہو جاتی بلکہ اگر لو کی مالک تک

الی صاحبه یجب الرد الیه ویحصل الاثر بغیرہ ولا یجوز لاحد اخذہ بشراء او جارة او هبة او صدقة او
بہا دینا ممکن ہو تو بہا دینا واجب ہوتا ہے اور بدولت کی گنجگار ہوتا ہے اور کبھی کبھار لینا جائز نہیں خرید کر یا اجارہ سی یا ہبہ سی یا صدقہ سی یا

انحوها اذ لا یصدر بہا حالا وان تعذر الرد الی صاحبه فسیبیلہ التصدق والاخر فی الخبیث وان کان ملکا
کسی اور جو سی مانند کسی کیونکہ کوئی وجہ ملت کی نہیں ہے اور اگر مالک تک پہنچا تا دشوار ہو گا اور کسی راہ بجز صدقہ دینے کی کوئی نہیں اور حیثیت مشکوک اگرچہ قصہ کرنی سے مالک

بالقبض لکن یجب علی مالکہ التصدق ویانہم بغیرہ ولا یجوز لاحد اخذہ الا ان یتصدق علیہ وهو فقیر فاذا
تو ہو جاتی ہے یہ مالک کو واجب ہے کہ صدقہ دیدی اور سوا صدقہ کی گنجگار ہوتا ہے اور کبھی کبھار لینا جائز نہیں ہے ان سے صدقہ دیدی اور وہ فقیر ہو جب

کان كذلك فکیف یمکن المعاملة بالناس فی هذا الزمان مع الاحترار عن الشبهات فان کثیرا ما فی ایدیہم
حال یہی تو اس زمانہ میں لوگوں سے شہادت سی پھر معاملہ کرنا کیونکہ ممکن ہو سکتا ہے کیونکہ اکثر مال لو کی قبضہ میں ہیں

من الاموال اما حراما وخبیثا بسبب ظلم بعضهم بعضا بالغصب والسرقة والخيانة والتزوير ونحوها
یا حرام ہیں یا خبیث مشکوک آپ کی ظلم سی بسبب غصب یا چوری یا خیانت یا دغا بازی وغیرہ کی

او بسبب عدم مراعاة شرائط الشرع فی معاملتہم فالأخذ بالقول الاحوط والاحتراز عن الشبهات فی هذا
یا اپنی معاملات میں شرعی شرط کی رعایت نہ کرنی سی پس محتاط قول کو لینا اور شہادت سی بچنا اس سے

الزمان یمکن ان لا یعامل مع الناس ویقتضی العزلة عنهم والفرار الی الجبال وسکنی المغارات وبطن الاودية
زمانہ میں یہ چاہتا ہے کہ لوگوں کی سادہ کوئی معاملہ نہ کیجی اور اسی سے اسے الگ ہو کر پہاڑوں میں بھاگ جائی اور غاروں اور ندیوں کی اندر بکری

ورقم العشب الکلاء فی هذا حرج عظیم وتکلیف بما لا یطاق وکلاهما منافیان فی الشرع بالنظر لان الانسان
اور کہا نس پیوست کہا لیا کرتی اور اس میں بڑا ہی حرج اور طاقت سے زیادہ تکلیف ہے اور شرع کی اندر یہ دونوں خلاف نص نہیں ہیں کیونکہ انسان کی طبیعت

مدنی بالطبع لا یمکنہ ان یعیش وحده بل لابد له ان یعیش مع الناس فیتعین فی هذا الزمان لا محالة الاخذ
ملن ساری یہ کہ ہو سکتا ہے کہ کیا گزارا کری بلکہ بالضرورت کی گزارا آدمیوں میں ہوگی پس اس زمانہ میں بالضرورت اور اسی سے قناعت ہی چاہی

بما قال محمد من تبعه من المستأخر من جوار اخذ مال الغیر باذنه ورضائه بعض وبغیر عوض ما لم یعلم کونه
جو امام محمد ہی ہیں اور ان کی تلبیہ بعضی مشایخ کے غیر کامل اور ان کی اجازت اور غرضی سے لینا بدلہ میں اور بی بدلہ جب تک صاف معلوم نہ ہو

حراما بعینه تمسکا باصول مقربة فی الشرع من ان الید دلیل الملك وأن الاصل فی الاشیاء الاباحة وأن
 جائز بقایا بین قواعد مقترنہ سی تمسک کر کہ قبضہ دلیل ملک ہوتا ہی اور اصل اشیاء میں اباحت ہی اور
 الیقین لا یزول بالشک وانما یزول بیقین مثله وان الثمن فی العقود والفسوخ اذا کان من النقود لا یتعین
 یقین شک سی دفع نہیں ہوتا یقین جب ہی جائز ہی تب ویسا ہی یقین ہوا اور ثمن عقود اور فسخ میں اگر نقد روپیہ ہوتا ہی تو یقین کرنی سی
 بالتعین بل یشتب بالذمۃ حتی لو اشیر الی الثمن بالنقد ودفع غیرہ یجوز بخلاف المبیع فانه یتعین بالعقد حتی
 متعین نہیں ہوتا بلکہ ذمہ پر لازم ہوتا ہی بیان تک اگر ثمن نقد کو اشارہ ہی متعین کرنی اور وہ اور وہ دیر ہی تو جائز ہی بخلاف مبیع کی پس مبیع عقد کرنی سی متعین ہوتا ہی
 لا یجوز استبدالہ باخر او قامتہ مقامہ الا بالفسخ وتکرار العقد وبما قال الکرخی وقد صرحوا بكون الفسخ کلیہ
 یہ کہ اگر کو اور مبیع سی بدل دینا اور بدلہ کو اس کی حکمہ ہوا دینا جائز نہیں ہی جب تک پہلے فسخ اور دوبارہ عقد نکلیا جاوی اور تمسکے امام کرخی کی قول سی کہ مبیع ہی نہیں
 فی هذا الزمان ان المشتري بحرام بعینه حلال طیب الا ان یشتر ان الیہ حین العقد ثم سلم فخر یكون ملکا خبیثا
 کہ اس زمانہ میں فتویٰ ایسی ہر ہی کہ شئی خریدی ہوئی ثمن میں حرام سی حلال پاکیزہ ہوئی ہی مگر اس صورت میں کہ عقد کرنی ہوئی اس میں حرام کی طرح اشارہ کریں پھر وہی خریدین
 واجب التصدق ویما ذہب الیہ ابو حنیفہ من ان الخلط الرافع للتمیز استہلاک موجب للمتک والضمآن وبما روی
 اورہ شئی کہ خبیث ہوگی اس کو حاکم کر دینا واجب ہی اور تمسک کرنا امام ابو حنیفہ کی ذمہ سی کہ ملا دیا و چیز کا جمیع امتیاز باقی نہ رہی ہلاک کر دینا ہی اس میں ملک حاصل ہوجاتی ہی اور حاکم
 عنه ان سبب الطیب وجوب الضمان لا ادأوه نعم ما لا یدرک کلہ لا یدرک کلہ فان الاحترار عن جمیع الشبهات لما
 اور تمسک کرنا جو اس میں مروی ہی کہ سبب حلت کا وہ ہی ضمان کا لازم آتا ہی اس کا اگر نا نہیں ان جو چیز سراسر سیر نہ آوی تو سراسر چھڑنا نہ چاہئی بیچیک اختر تمام شہادت سی چونکہ
 لم یکن ہمکنا فی هذا الزمان لزم الاحتراز عن الشبهات التي یمکن الاحتراز عنها فی تحقق التقوی لان الطاعة
 اس زمانہ میں ہمکن نہیں ہی تو احتراز کرنا ایسی شہادت سی جو کہ سہل ہیں واسطی ثبوت تقوی کی لازم ہی اس واسطی کہ اطاعت موافقت کی ہوتی ہی
 بحسب الطاعة فمن اتقى عما فی وسعہ من الشبهات یرجی من فضل اللہ تعالیٰ ان یعفو عنه ما لیس فی وسعہ
 پھر جو شخص اپنی مقدار پر شہادت سی بچتا ہی تو اس کی فضل سی امید ہی کہ اس کو وہ معاف کردی جو اس کی طاقت سی باہر ہی
 ويجعل له ثواب المتقین وأما اطعام اهل الوظائف من الاوقاف او بیت المال فهو کسائر المكاسب فان الکسب
 اور اس کو ثواب متقین کا عنایت کری اور یہ کہانا وظیفہ داروں کا اوقاف میں سی یا بیت المال میں سی سو وہ ایسا ہی جیسی اور تمام کائی کیونکہ فائدہ لینا
 بالمبیع والاجارة ونحوهما اذا مرعى فیہ شرائط الشرع كما یمکن حلالا طیباً كذلك الوقف اذا مرعى فیہ شرائط
 بیع اور اجارہ وغیرہ سی اگر ان میں شرطیں شرعی رعایت کی جاویں جیسی حلال طیب ہوتا ہی ایسی ہی وقف اگر صحیح ہو اور شرطیں وقف کی اس میں
 الوقف یمکن حلالا طیباً وكذلك بیت المال یحل لمن کان مصرفاً له وأخذه بقدر الکفاية وتقصیل الکفاية علی ما
 رعایت کی جاویں تو حلال طیب ہوتا ہی اور ایسی ہی بیت المال حلال ہوتا ہی اگر اس کی قابل ہو اور بقدر کفایت لیا کری اور تقصیل کفایت کی موافق بیان
 فی الاحباء وغيرہ من الکتب فی السلوک ولا فرق بین الوقف و بین بیت المال و بین غیرہما من المكاسب فی كون
 احباء وغیرہ کتب کی سلوک میں اور درمیان وقف اور بیت المال وغیرہ آمدنیوں کی اس باب میں کچھ فرق نہیں ہی
 کل منها حلالا طیباً اذا مرعى فیہ شرائط الشرع وفي عدم کونه حلالا اذا لم یراع فیہ شرائط الشرع وذكر فی الوقفات
 کہ یہ سبب حلال طیب میں اگر ان میں شرائط شرعی رعایت کی جاویں اور درخشیت ہوئی میں اگر ان میں شرائط شرعی رعایت نہ ہوں اور وقفات میں مذکور ہی
 ان الذين یقضون ویفتون ویشتغلون بالتعلیم ویاکلون من بیت المال فانهم لیسوا عاطلین بالاجرة بل هم عاطلون
 کہ جو لوگ حکم کرتی ہیں اور فتویٰ دیتی ہیں اور درس تدریس میں مصروف رہتی ہیں اور بیت المال میں سی کھاتی ہیں سو یہ لوگ بعض قاضی مفتی مدرس و زور نہیں ہیں
 لله تعالیٰ واجرهم علی اللہ تعالیٰ وكذلك ما یعطیه الامراء والساداتین من اموالهم الی رجل حلال عالم یعلم انه حرام
 بلکہ یہ کار بار کرتی ہیں اور ان کا اجر خدا پر ہی اور ایسی ہی جو کہ امراء اور ساداتین اپنی مال میں سی کیونکہ کچھ عیسیٰ میں سبب حلال ہی جب تک معلوم ہو کہ شئی خاص حرام ہی

بعبینہ تعم درجات المحلال کثیرۃ عالیۃ بعضها اعلیٰ من بعض لکن فی زماننا لا یمکن الاخذ بالقول الاحوط فی
 ان مرتبہ حلال کی بہت ہیں ایک ہی ایک مالہ
 پر ہماری زمانہ میں تقویٰ کی بابت میں احتیاط کامل پر عمل کرنا ممکن نہیں ہے

التقوی لان الاستقصاء المبالغہ فی المحلال علی قانون الوضوع الاعلیٰ فی زماننا مما ینقضی الخرج وهو مدفوع فی الدین
 کیونکہ حلال کی بابت میں بہت درجہ کمال مبالغہ کرنی سے موافق قواعد اعلیٰ مرتبہ کی پرہیزگی ہماری زمانہ میں بڑا حرج ہوتا ہے اور دین کی اندر حرج نہیں ہے

بل الشرع هو لئلا ینال المستقیم فما لا ینال من الشرع فهو حلال رحمة من الله تعالى علی عباده فاذا تمسک احد الشرع
 بلکہ شرع سیدھی نزلہ ہو چکی جو کوئی شرع ابراہیم علیہ السلام کی طرف سے بند ہو چکی حال پر کمال رحمت ہے اور جب کوئی شریعت سے سن لائی

فلیس لاحد ان ینکر علیہ لان النکاح علیہ استخفاف بالشریعت ومن استخف بالشریعت یخاف علیہ نزول الایمان
 پر یہ کہ کما مقدور ہے کہ اسی انکار کری کیونکہ اس پر انکار کرنا شریعت کی تحقیر ہے اور جو شخص شرع کی تحقیر کری اوپر کفر کا خوف ہے

اذا تحقق هذا فالوضوع والتقوی فی هذا الزمان ان یجعل ما فی ید کل انسان ملکاً له مالم یتقرر انہ بعینہ مخصص
 جب یہ امر ثابت ہو اور وضوع اور تقوی اس زمانہ میں یہ ہے کہ جو چیز جس شخص کی قبضہ میں ہے اسی کی ملک مانی جاوے جس تک یقینی معلوم نہ ہو کہ یہ خاص چیز چھینی ہوئی

او مسروق وان علم یقیناً ان فی ماله حراماً اذ قد قال قاضیان فی فتاواہ رجل دخل علی سلطان فقدم الیہ شیء
 یا چورائی ہوئی ہے اگر یہ بہت یقینی معلوم ہو کہ اسی مال میں حرام ہے ملا جلا ہی اس کی قاضیان اپنی فتاویٰ میں کہتا ہے کہ ایک شخص حاکم کی پاس گیا حاکم کی اوی کوئی چیز

من الماکولات ان لم یعلم انہ بعینہ غصب یحل لہ ان یاکل لانه لم یعلم بالحرمۃ والاصل فی الانشاء الاباحۃ
 کہا تیکو دی اگر یہ معلوم ہو کہ یہ ہی خاص غصب کی ہوئی ہے تو اس کو کھا لینا حلال ہے اس کی کہ اس کی حرمت معلوم نہیں ہے اور اصل شیان میں اباحت ہے

وان علم انہ بعینہ حرام لا یحل لہ ان یاکل منه لانه علم بالحرمۃ وتسل ابو بکر البلخی عن الفقیر انہ لو اخذ
 اور اگر معلوم ہو کہ یہ خاص چیز حرام ہے تو کھانا حلال نہیں ہے کیونکہ حرمت معلوم ہو گئی کسی ابو بکر بلخی سے فقیر کا حال پوچھا کہ اسی اگر

جائزۃ السلطان مع علمہ ان السلطان اخذها غصباً یحل لہ ذلك قال ان السلطان ان خلع الدراہم
 عظیم سلطان کا منسوب جان بوجہ کر لیلیا تو کیا اس کو یہ حلال ہے جواب دیا اگر سلطان فی دراہم ایک قسم کی دوسری

بعضاً ببعض فلا بأس باخذہ وان دفع الیہ من الغصب من غیر خلط لا یجوز لہ اخذہ قال الفقیہ ابو الیث
 قسم میں ملائی تو یعنی میں کچھ خوف نہیں ہے اور اگر اس کو منسوب درہم دے کی وہ ہی بدولت ملائی کی دیدی تو لینا جائز نہیں ہے فقیہ ابو الیث کہتے ہیں

هذا الجواب يستقیم علی قول البیہقی اذ عنده من غصب الدراہم من قوم و خلط بعضاً ببعض ملکاً الغنا
 یہ جواب ابو حنیفہ کی قول پر درست ہوتا ہے اس کی کلام کی نزدیک اگر کسی دراہم کسی سے چھین کر ایک کو دوسری میں ملائی تو غاصب مالک

ویکون مادیو نالہم و ذکر فی بستان العارفين ان الناس اختلفوا فی اخذ جائزۃ السلطان قال بعضهم یجوز ما
 اور اس کا قضاوند ہوتا ہے اور بستان العارفين میں مذکور ہے کہ فقہاء میں درباب قبول کرنی عظیم سلطان کی اختلاف ہے کوئی کہتا ہے جائز ہے

لم یعلم انہ یعطیہ من الحرام وقال بعضهم لا یجوز اما من اجازہ فقد ذهب الی صاروی عن علی بن ابی طالب
 جب تک نہ معلوم ہو کہ یہ حرام کمال دیا ہے اور کوئی کہتا ہے جائز نہیں ہے پر جو شخص جائز کہتا ہے تو اسی وہ اختیار کیا ہے جو علی بن ابی طالب سے روایت ہے

انہ قال السلطان یصیب من الحلال والحرام فما یعطیک فخذہ فانما یعطیک من الحلال وروی عن عمر بن عبد العزیز
 کہ فرمایا سلطان کی پاس حلال اور حرام سب آتا ہے پر جو تجھ کو دیتا ہے سو لے کیونکہ تجھ کو حلال ہی دیتا ہے اور عمر سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے

قال من اعطی شیئاً من غیر مسئلۃ فلیاخذہ فانما هو من حق رفقہ الله تعالی وروی عن حذیب بن ابی ثابت انہ قال
 فرمایا جو کوئی شخص نے مانگی کچھ دیوے تو لی لینا چاہی کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ نے رفقہا ہے اور حذیب بن ابی ثابت سے روایت ہے کہ کہتا ہے

راوی ابن عمر بن عباس یاتہما ہذا یا المختار فی قبل انہما مع کونہ مشہور بالظلم وروی عن محمد بن الحسن عن البیہقی
 کہ میں نے ابن عمر بن عباس سے سنا ہے کہ انہما ہذا یا المختار کا آتا اور وہ دونوں یقینی باوجودیکہ مختار ظالم مشہور تھا اور محمد بن الحسن یہ حنیفہ سے روایت ہے

عن حماد بن ابی وهیم النخعی خرج الی زهیر بن عبد الله الانزلی وكان عاملا علی حلوان یطلب جائزته هو وابو نزر
 روایت کرتے ہیں کہ زہیر بن عبد اللہ انزلی کی پاس جب وہ حلوان کا عامل تھا اپنا جائزہ لینے گئی وہ اور ابو نزر ہمدانی دونوں
 الیہما فی قال لجزوبہ داخل مالہ تعرف شیئا من عطاءہ حراما بعینہ وهذا قول ابی خیفۃ المجلس التاسع والستون
 محمد کہتا ہے ہماری یہ یہ سنہی جہت کے معلوم ہو کہ کوئی قطعاً من بعینہ حرام ہی اور یہ ہی قول ابو حنیفہ کا ہی اور نہ توین مجلس وسم
 فی بیان لزوم طلب کسب الحلال ولے اطیب من المكاسب واقیم منها قال رسول الله صلى الله عليه وسلم
 بیان میں تلاش حلال کا بھی اور کونسی کائی پاک ہی اور کونسی بری ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
 ان اطیب ما اکلتم من کسبکم وان اولادکم من کسبکم هذا الحدیث من حسان المصابیر ورتہ ام المؤمنین
 بیسک بکینہ فرمایا کہ انا تمہاری کائی کا ہی اور تمہاری اولاد ہی تمہاری کائی ہی یہ حدیث مصابیح کی حسن صدیق بن ہب ہی ام المؤمنین عائشہ کی
 عائشۃ وکیہ تحریر علی الکسب الحلال لان المراد بالاطیب ہما الحلال ومعنی الکسب الطلب السعی فی تحصیل
 روایت سی امین کسب حلال کی ترغیب ہی اسلی کہ طیب سی مراد یہاں حلال ہی اور کسب کی معنی تلاش اور کوشش رزق کی واسطی
 الرزق واما جعل الولد کسبا لان الولد یطلبہ ویسعی فی تحصیلہ فیکون من جملة آکسایہ فیجوز لہ ان یأکل
 اور اولاد کو کائی اسلوسی شہر یا کہ اولاد کی طلب ہوتی ہی اور اس کی لئی سعی کرتی ہیں پس تو اولاد کی مکائی میں داخل ہی اب اس کو جائز ہی کہ اگر
 من کسبہ اذا کان محتاجا ولا فلا الا ان یطیب بہ نفسہ قال الفقیہ ابو اللیث فی بستان العارفين کرہ
 محتاج ہوتی تو اولاد کی کائی میں سی کہائی اور نہیں تو نہ کہائی ہاں اگر وہ دل ہی خوش ہوتا ہو فقیہ ابو اللیث بستان العارفين میں کہتا ہی بعض لوگ
 بعض الناس لا یشغل بالکسب وقالوا الواجب علی کل انسان الاشتغال بعبادة الله والتوکل علیہ وحجۃم
 کسب اختیار کر نہ کہ وہ کہتی ہیں وہ لوگ یہ کہتی ہیں کہ ہر شخص پر شغل عبادت الہی کا اور اس پر ہر دساکرنا واجب ہی اور اس کی دلیل
 قوله تعالى وما خلقت الجن والانس الا ليعبدون وقال النبي عليه السلام ما اوحی الی ان اجمع المال واکن من التجرة
 یہ آیت ہی اور نبی جبرئیل جن اور آدمی سوا ہی بندگی کو اور یہ حدیث نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے یہ وحی نہیں آئی کہ مال جمع کر تجارت کیا کروں
 ولكن اوحی الی ان یسبح یحمد یرکع یرکب من المسجدین واعبد یرکب حتی یأتیک الیقین وقال عاتہ اهل العلم الکسب
 لیکن یہ وحی آئی ہی کہ تو یاد کر خویان اپنی رب کی اور رہ سجدہ کر نہ اویمن اور بندگی کر اپنی رب کی جب تک پہنچی تجھ کو موت اور عام اہل علم کہتی ہیں کہ اتنی مزدوری
 بمقدار ما یکفیه ولعیالہ واجب ان تراد علی ذلک فهو مباح ولا یکون الاشتغال بطلب الزیادۃ حراما اذا لم یزد
 کہ اس کو اور اس کی عیال کو کافی ہو واجب ہی اگر اس ہی زیادہ ہوتی تو مباح ہی اور زیادہ کی تلاش اگر غر اور یا منظور ہو تو حرام نہیں ہی
 به الفخر والریا وحجۃم انہ تعالی قد فرض الفرائض ولا یتانی ادائها الا بستر العورة وقوة البدن ولا یحصل ستر العورة
 ان لوگون کی یہ دلیل ہی کہ اللہ تعالیٰ فی بیسک فراموشی میں اور وہ فراموشی بدول ستر عورت اور قوت بدن کی اور انہیں ہو سکتی اور ستر عورت ستر
 الا باللباس وقوة البدن الا بالقوت اذ قال الله تعالى وما جعلنہم جسدا الا یأکلون الطعام وتحصیل القوة واللباس
 بدول پوشاک کی اور بدن کی قوت بغیر کھائی پیتی نہیں ہو سکتی کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہی اور بس بدن نہ جائی ہی کہ کھانا نہ کھا دین اور سیرانا قوت اور لباس کا
 لا یکون فی الغالب الا بالکسب ما ذکر فی انکار ذلک من الحجۃ فالجواب عنہ ان یقال ان التجارة اما ان یکون
 اکثر اوقات بدون کسب کی نہیں ہوتا اور جو دلیل سی انکار میں مذکور ہوئی ہی تو اس کا یہ جواب ہی کہ کہیں تجارت یا تو واسطی طلب کفایت کی ہوتی ہی
 لطلب الکفایۃ او لطلب الزیادۃ علی الکفایۃ فان كانت لطلب الکفایۃ فهي واجبة ما جاورها فیكون الاشتغال
 یا واسطی طلب زیادت کی قدر کفایت پر پہر اگر واسطی طلب کفایت کی ہی تو واجب ہی ایسا شخص ثواب دیا جائی ہی پہر تو یہ دہندہ
 ہما اشتغالا بالعبادة وان كانت لطلب الزیادۃ فان کان طلب تلك الزیادۃ لاستکثار المال وادخارہ لا یحرم
 بجا ہی نحو عبادت ہی اور اگر تجارت واسطی طلب زیادت کی ہی پہر اگر وہ زیادت واسطی کثرت مال اور غرضانہ کی ہو کہ خیرات اور حسنات میں کام نہ آوی

الی الخیرات والحسنات فهو قبال علی الدنيا التي تجر سرائر كل خطیئة فلا يكون الاشتغال بها اشتغالا بالعبادة

بل ان وجب فيها تلبس وخيانة يكون فسقا وظلما وان كان طلبه بالیواسیة والفقراء والضعفاء ففيه فضل

بکد اسین اگر کچھ فریب اور خیانت ہو دگی توفیق اور ظلم ہی اور اگر یہ طلب علمی ہی کا سال ہی فقرار اور ضعفاء کی مانند مروت عمل میں آتا

من الاشتغال بالنزول من العبادات البدنیة فكيف لا يكون الاشتغال بها اشتغالا بالعبادة وقد ذکر فی الاختیار

تو یہ شغل عبادت بدنیہ میں ہی نفیوں کی پیشانی ہی افضل ہی بہر یہ شغل کیونکر عبادت کا شغل ہو گا حال اگر یہ اختیار میں نہ ہو

ان الرسل علیہم السلام كانوا یکتسبون ویکلون من کسبهم فادم النبی علیہ السلام من راع الحنطة وسقها ووصلا

کہ رسول علیہم السلام انہ کا کام کر کے اپنی کمائی سے کھاتی سی پیر آدم نبی علیہ السلام کی بیہوشی پر کو پانی دیا بہر کا

وذا سہا ولحنہا وعجنہا وخبزہا واکلہا ونوح النبی علیہ السلام کان نجارا وابرهیم علیہ السلام کان بن زارادو

بہر گام پر پیسیا بہر خیر بنایا اور کچا کر کھایا اور نوح نبی علیہ السلام کھاتی کا پیشہ کرتی تھی اور ابراہیم نبی علیہ السلام بن زاری کرتی تھی اور زادو

النبی علیہ السلام کان یصنع الدرع وسلیمن النبی علیہ السلام کان یصنع المکتل من الخوص وتبیتا فی علیہ

نبی علیہ السلام دروغ بنایا کرتی تھی اور سلیمان نبی علیہ السلام رنگ خرا کی زینیل بنایا کرتی تھی اور ہاری نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم

سرع الغنم وذكر فی الاحیاء ان اصحاب رسول اللہ علیہ السلام كانوا یبتغون فی البر والبحر ویعملون فی الخیلیم

بکریاں حرابی میں اور احیاء العلوم میں مذکور ہی کہ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خنکی اور دریا میں تجارت اور اپنی باغوں کی مانند کام کیا کرتی تھی

وہم القدق فیلزم الاقتداء بهم ولا یلتفت الی جماعۃ انکرو ذلك وقعدوا فی المساجد وعبوہم طائفة الی ما

اور یہ لوگ پیشوا ہیں انکی پیروی ضرور چاہی اور کیا اعتبار ہی اون لوگوں کا جو اس احتراز کر مسجدوں میں جا بیٹھتے ہیں اور انکی انگلیں لوگوں کی مال کو ٹک رہے ہیں

فی ایدی الناس فیسمول انفسہم من توکلین ولبسوا کذلک بل یرجوا عن حد الشرع فانہم قد تمسکوا بقولہ تعالیٰ

اور اپنا نام منوکل دیکھ چھوڑا ہی اور حقیقت میں توکل توکل ہیں بلکہ یہ ہی لوگ حد شرع سے باہر نکل گئے ہیں انکی سند یہ آیت ہی

وفی السماء من رزقکم وما توعدون لکنہم بمعناہ وتاویلہ جاہلون فان المراد بہ المطر الذی ہو سبب انبات

اور سامان میں ہی روری تمہاری اور کچھ مٹی دھوکہ کیا ہوا نکواس آیت کی معنی اور تاویل معلوم نہیں ہی کیونکہ اس سے مراد مینہ ہی جس سے رزق پیدا ہوتا ہی

الرزق فلو کان الرزق ینزل من السماء بغیر کسب لما ہرنا بالاکتساب والسعی فی الاسباب وقد قال اللہ تعالیٰ فاذا

اور اگر رزق ہمہر آسمان پر ہی میحت اور ترا کرنا تو ہم کو کسب اور سعی کرنا حکم ہرگز نہ ہوتا اور اللہ فرماتا ہی بہر جب

قضیت الصلوة فانتشروا فی الارض وابتغوا من فضل اللہ وقال فی آیۃ اخری لیس علیکم جناح ان تبغوا فضلا

تمام ہو چکی نماز تو یہ پہلے پڑھو زمین اور زمین پر فضل اللہ کا اور ایک اور آیت میں ہی کہہ گناہ نہیں متبر کہ تلاش کرو فضل

من ربکم وروی عن ابی ہریرۃ انہ علیہ السلام قال من الذنوب ذنوب لا یکفرہا الا اللہ فی طلب العیشۃ وتسل

اپنی زندگی اور اللہ پر یہ ہی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام کی فرمایا گناہوں میں سے بعض گناہ ہیں کہ انکا کچھ اور کفارہ نہیں سوائے اللہ عیشہ کی اور ابراہیم

ابرهیم عن التاجر الصدوق اہو احب الیک ام المتفرخ للعبادة فقال التاجر الصدوق احب الی لانہ فی جہاد

کسبی حال سچی تاجر کا بد جہاد یا وہ نکو محبوب ہی یا زرا عابد جواب دیا مجھ کو سچا تاجر محبوب ہی اصلی کہ وہ جہاد کرتا

یانبیہ الشیطان من طریق الکیل والمیزان ومن قبل الاخذ والاعطاء فیجاہدہ وقال ابو قلادۃ لرجل لا یراہ

اوسکی یا شیطان دوسرے کو آتی بیمانہ اور ترازو کی راہ سی اور لہنی اور دینی کی طرف سے سویتا تاجر اوپر جہاد رہا ہی اور ابو قلادہ نے ایک شخص کو کہا اگر

تطلب معاشک احب الی من التاجر فی مرقیۃ المسجد لکن لا ینبغی للتاجر ان یشغلہ معاشہ عن معادہ فیکون عمرہ

میں مجھ کو معاش کی طلب میں دیکھوں تو بہت بہتر ہے کہ مجھ کو مسجد کی کوڑ میں دیکھوں بڑھ کر یہ نہیں چاہی کہ معاش کی بدست میں معاد کو پہل جا دے یہ تو انکی عمر

صانعاً و صفقته خاسرة لان ما يقره من الربح في الآخرة لا يفي به ما يناله في الدنيا فيكون من اشترى

برباد ہوئی اور تجارت میں ٹوٹا آیا کیونکہ جتنا اخروی فائدہ اسکا تلف ہوگا اوسکا خوں جو دنیا میں پیدا کیا نہیں ہو سکتا پس روٹیں ہی ہو گا کہ دنیا کی
حکیمۃ الدنیا بالآخر یہ بتا دینگے کہ ان لشقہ علی نفسہ و تجارتہ و لا یشہ نصیبہ من مالہ انما ائخذہ کہ

اور نہ پہلی اور نہ دوسری طرف سے کسی خطرہ کی گنجائش تھی۔

قال الله تعالى ولا تنس نصيبك من الدنيا فان الدنيا من رعة الاخرة وفيها تكتسب الحسنات والمسيح
 كرفاها الله تعالى في اورشليم اياها حصروا دنياهم فلما كبروا دنياهم كبروا في الدنيا

والبیت والسق له حکم واحد وانما النخاة بالنقوی وهی تتحقق فی جمیع الاحوال وقادر علی ان یفعل ما یشاء

اور ان کے سب کا حال ایک سہمی اور تجارت تقویٰ کی ہوتی ہے اور تقویٰ ہر حال میں متحقق ہونا ہی اور ابو زہری روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا

قال نزل الله حيث اكننت فان وظيفة التقوى لا تنقطع عن المجردين للدين كيف ما تقلبت بهم الاحوال

افقیه یارون بخاتمهم ورحمهم وایکون حیاتهم وعیشهم وآمانهم شفقتہ علی نفسہ و فی الخاء تہ و اصابہ

کیونکہ لوگ اوسے یہاں ہی دفن ہوئے اور اوسے یہاں ہی زندگی اور آرام ہی اور تجارت کی اندر غمخواری اپنی جان کی کئی امور کی خاطر سی پوری ہوئی ہے

هذا هو الاول ان ينوي مما اكتسبه الاستعفاف عن السؤال وكف الطمع عن الناس واستعانة على

الدین و قیاماً بکفایۃ عیالہ لیکون من المجاہدین تمام وی عن ابی ہریرۃ انہ علیہ السلام (رقۃ ۱۱) - بسع

اور اپنی عیال کی ذمہ داری بجا لادی تاکہ مجاہدوں میں داخل ہووی کیونکہ ابوہریرہؓ روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا جو شخص اپنی عیال کی

على عياله من جهدهم في سبيل الله فإذا اضم في قلبه هذه النيات يكون عاملا في طريق الآخرة

فان استفاد ما لا يقدر به في الدنيا والاخرة وان لم يستفد ما لا يريد في الاخرة والثاني ان يقصد في صنعته

پھر اگر اس کو ان اتھ کیا تو اس نے غلہ دنیا اور آخرت دونوں کا یہ کیا اور اگر مل حاصل نہ ہوا تو آخرت ہی کا غلہ ہوا دوسرا یہ کہ اپنی پیشانی

و تجارت سیاه قصد کردی که فرض خفایه ادا کنای
اسلمی اگر تمام پیشی اور تجارت کردن تو گمان مشکلی شرعادی

و تجارت القیام بفرض من الفروض الخفاء اذ لو تركت الصناعات والتجارة كلها بطلت المعاش وهلاك
او خطفت

الخلاق لان انتظام امر الكل يتعاون الكل وتكفل كل فريق بعمله لئلا قبل كلهم على صنعة واحدة لتعطى البوقى

سبکی امدادی ہو تی ہی اور ہر فریق کی ذمہ داری سی جبری جبری عمل پر اسٹیجی کارگرسب انسان ایک ہی پیشہ کرنی لگیں تو باقی کی پیشہ بیکار
 وهلك الكرم الصناعات من مزاها ومن مزاها مستغنى عن الحاجة والتمتع بالثروة

اور جو اویں اور مرہیں لیکن بعضی پیشی تو بہت ضرور ہوتی ہیں اور بعضوں کی چنداں ضرورت نہیں ہوتی اور کمال عیش طلبی ہی اور دنیا کا سہمی روبرو ایسی ہی حالت ہے

فان يشتغل بصناعة مهمة ليكون في قيامه بها كافياع المسلمين في فهم في الدين ولا يشتغل بصناعة

ی کفری پیش کا اختیار کری تاکہ اس پیش سی ضرورت میں سب مسلمانوں کا حاجت روا ہو اور نقاشی اور زرگری وغیرہ

لنفس واصباحه وسميم ما تحرف به الدنيا وذر في الاختيار ان افضل اسباب الكسب التجارة ثم الزراعة
 او تمام او بشي حين دنياك ريب وزينت هي اختيارك اى اوجاهه من مذكوري كدعه اسباب كى كى كى تجارتى
 بهر كسى

ثم الصناعة لما روى انه عليه السلام قال الحرفة امان من الفقر ومنهم من فضل الزراعة على التجارة لكونها

بہرہ ہنس کاری کریں کہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ حرفہ فقیری ہی بچا ہا ہی اور بعض تجارت سی کیت سی کو بہتر کیتی این کیونکہ آپکا

1

اعرفنا ان قد روي انه عليه السلام قال ما نزع من مسلم من صاوما غرس شجرة فتناول منها انسان او دابة
 نفع عام هو تاي اسلمی کہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام فی فرمایا جو مسلمان کچھ کر تائی اور درخت لگا تائی بہر او سمین ہی کوئی انسان یا چوہا یہ
 او طیر الا كانت له صدقة والثالث ان لا يمنع من سوق الدنيا عن سوق الآخرة وهو المسجد فينبغي له ان
 یا پندہ کہاوی تو او کی فی صدقہ ہوگا اور تیسری یہ کہ دنیا کا بازار آخرت کی بازار سی ضرور کہی کردہ مسجد ہی سیریل چاہی کہ
 يجعل اول النهار الى وقت دخول السوق الآخرة فيلزم المسجد في ذلك الوقت ويواظب على الاذكار والصلوات
 اول روز یعنی صبح کی وقت جب تک کہین کہل کر بازار جاری ہو آخرت کی فی مقرر کری او سوتت بین مسجد کی پیشاپہوا ذکر و تہفہ میں مشغول رہی
 لبيكون من الذين قال الله تعالى فيهم في بيوت اذن الله ان ترفع ويذكر فيها اسمه يسجد له فيها بالغدو
 تاکہ اوس زمرہ میں داخل ہو چکی حق میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہی اول کہوں میں کہ اللہ فی حکم دیا او تگو بلند کر نیکیا اور دکان او ککانام پڑھنی کا یا کر کی ہیں او کی دکان صبح اور
 الاصال رجال لا تلهيهم تجارة ولا بيع عن ذكر الله ثم انه فهم اسمع الاذان للظهر والعصر فينبغي له ان يفرغ
 شام وہ مد کہ نہیں غافل ہوئی سوداگری میں نہ بیچی میں اس کی یاد ہی بہر جہ ظہر اور عصر کی اذان سناری قولین ہی کہ دہن ہی ہی فارغ ہو کر
 عن شغله ويذكر من مكانه ويدع كل مكان فيه لان ما يفوته من فضيلة التكبير مع الامام في اول الوقت
 اپنی جگہ ہی کہتا ہو جاوی اور سب کار یا چوہوی اس کی کہ اول وقت میں امام کی ساتھ تحمیر اولی کا ثواب جو فوت ہو جاویگا
 لا يواخر بها الدنيا بما فيها وقد جاء في تفسير قوله تعالى رجال لا تلهيهم تجارة ولا بيع عن ذكر الله انهم كانوا
 او کی برابر دنیا اور دوسیا میں ہی کہ نہیں ہو سکتا اور اس آیت کی تفسیر میں آیا ہی وہ مرد غافل نہیں ہوئی سوداگری میں نہ بیچی میں اللہ کی یاد ہی کہ وہ لوگ
 حذرين وخرازين وكان احدهم اذا رفع المطر اوعز الا تشفى فسمع الاذان لم يخرج الا تشفى ولم يوقع المطر
 لوہار اور موچی ہی اور ہر یک کا یہ حال تھا کہ اگر ہتھوڑا او ہٹایا یا ستار کی گڑوی پہر اذان سن پائی تو یہ درفش نہ نکالتا اور وہ ہتھوڑا نہ داتا
 بل رحي بها ووافى الى الصلوة وهكذا يكون تجارة من يتجر لطلب الكفاية لا للتغنم في الدنيا فان مثله يتجر في الدنيا
 بلکہ سب پہنک پہنک کر نماز کو چلی جاتی جو لوگ کفایت کی طالب ہوئی ہیں اور غش دنیا کا مقصد نہیں رکھتی او کی ہی تجارت ہوئی ہی کیونکہ ایسی لوگ دنیا کی تجارت کرتی ہیں
 ولا يضيع دينه في تجارة تعلمه بان سراج الآخرة اولى بالطلب من سراج الدنيا فان من يطلب الدنيا للاستعانة
 اور اس تجارت میں دین ضائع نہیں ہوتا اسلی کہ جانتی ہیں کہ آخرت کا فائدہ طلب کرنا دنیا کی فائدہ ہی بہتری سیک جو شخص دنیا آخرت کی انداوی کہ دھپی حاصل کرتا ہی
 بها على الآخرة كيف يدع سراج الآخرة بل ينبغي له ان لا يكون شديد الحرص على السوق والتجارة بان يكون اول داخل
 وہ آخرت کا فائدہ کیونکہ چوڑی و بگا بلکہ او کو یوں لازم ہی کہ بازار اور تجارت پر بہت لالچ نہ کری کہ بازار میں سب ہی پہلی جا کر
 فيها واخر خارج منها اذ روي عن معاذ بن جبل وعبد الله بن عمر ان ابليس يقول لولده زانيو ليس بكتا بد فالت
 اور سب ہی چچی آیا کری کیونکہ معاذ بن جبل اور عبد اللہ بن عمر ہی کہ ابلیس اپنی بی بی راہبر ہی کہا کرتا ہی اپنی کتاب بازار میں لجا
 الاسواق ومن ينهم الخلف والكذب والخديعة والمكر والخيانة وكن مع اول من يدخل فيها واخر من يخرج منها
 اور او کو پہلے بکتا کر دیا خلاف اور جو ہٹہ اور فریب اور مکر اور چوری اور او کی ساتھ رہ جو بازار میں سب ہی پہلی آوی اور سب ہی چچی جاوی
 وفي الخبر ان شر البقاع الاسواق وشر اهلها اولهم دخولا واخرهم خروجا وطريق الاحترار عنده ان يراقب
 اور حدیث میں ہی کہ سب ہی بری جگہ بازار میں اور سب ہی براہ بازار ہی جو پہلی آوی او چچی جاوی اور طریقہ احتراز کا یہ ہی کہ اپنی کفایت کی وقت کو دیکھتا ہی
 وقت كفايته فاذا حصل له كفاية وقته ينصرف ويستغل بتجارة الآخرة هكذا كان يفعل صلحاء السلف
 ائمہ لگ جاوی تو چلا آوی اور آخرت کی تجارت میں لگی صلحا پہلے زمانہ کی یوں ہی کیا کرتی ہی
 فمنهم كان ينصرف بعد الظهر ومنهم من كان ينصرف بعد العصر ومنهم من كان لا يعمل في الايام الا
 اربعين من بعض اليسى ہی کہ ظہر کی بعد چلی آتی ہی اور کوئی ایسا تھا کہ عصر کی بعد چلا آتا تھا اور کوئی ایسا تھا کہ ہفتہ بہر میں

في بيان طلب الكسب الحلال وای الطیب من الکاسب واقبر منها

یوما و یومین وکانوا یکتفون بذلك ثم یدنبی للمکسب ان یراعی فی معاملته العدل و یجتنب المظلم لان
ایک روز یا دو روز کام کرتا اور سب اس سے یہ التفکر کی پریشہ و رکوع لازم ہی کہ اپنی معاملہ میں عدالت برقی اور ظلم سی بچتا رہی اسنی

المعاملة قد یخرج علی وجه حکم المفتی بصحتها و انعقادها لکنها تشتمل علی ظلم یتعرض به العاقل لسطط
کبعضی وقت معاملہ ایسی طور پر ہیکٹ جاتا ہی کہ مفتی کو کو جائز بتا دی اور عقد کو ٹھیک کی پر او زمین ایسا ظلم ہو جاتا ہی جس سی اہل معاملہ پر غضب

الله تعالی اذ لیس کل فحی مقتضی الفساد للعقد والرد من الظلم ما یستتضی به الغیر فکل ما یستتضی به الغیر
آئی آجادی کہہ کہ ہر نہی ایسی نہیں ہوتی کہ عقد کو فاسد کر دیا کری اور اور ظلم سی یہہ ہی کہ جسین غیر کا نقصان ہو جادی پر جسین غیر کا نقصان ہوتا ہو

فہو ظلم واما العدل ان لا یصدر عنه ضرر لاحد و الضابط فیہ ان لا یحیث لاحد الا ما یحیث لنفسه فکل ما
وہ ہی ظلم ہی اور عدل وہ ہی ہی جسین کسی کا کچھ نقصان نہ ہو اور قاعدہ کلیہ اسین یہہ ہی کہ ہر ایک کی کئی وہ ہی بات پسند کری جو اپنی کئی پسند کرتا ہی ہر

حول به لو کان یشیق علیہ و یثقل علی قلبه یدنبی له ان لا یعامل به غیره بل یدنبی له ان یستوی عنده در
معاملہ اسپر دشوار اور کوئی دل پر بہاری گذرنا ہو تو چاہی کہ ویسا معاملہ غیر سی نہ کری بلکہ یوں لازم ہی کہ اسکی نزدیک اپنا اور پر لیا و پیہ کیسان ہو دی

و درهم غیره هذا هو الاجل واما التفصیل ففی عدة اموال الاول ان لا یتثنی علی السلعة فانه ان وصفها
یہہ تو قاعدہ مجمل ہی اور ہی تفصیل سونکی باتوں میں ہی اول یہہ کہ بکری کی چیز کی تعریف نکلیا کری کیونکہ اگر ایسی تعریف کی

بما لیس فیہ فان لم یقبله منه فهو کذب محض وان قبل منه فهو مع کونه کذب بالتلبیس و ظلم و ان وصفها
جو زمین نہیں ہی اگر خریدار غمانی پس وہ نہ جھوٹ ہی اور اگر خریداری مان لیا تو اب وہ جھوٹ کا جھوٹ اور دھوکا اور ظلم ہی اور اگر ایسی تعریف

بما فیہا فان علم به المشتري فهو هذیان و تکلم بما لا یعنیہ و یجاسب علیہ لان کل کلمة تصدر عن الانسان
کی جو زمین ہی یعنی یہی پر اگر خریدار کو معلوم ہی تو یہہ تعریف یہہ بک ہی اور کئی بات اور کچھ حساب لیا جا ویکے اسنی کہ جرات انسان کی منہ سی نکلتی ہی

فانه یجاسب علیہ بالقوله تعالی ما یلفظ من قول الا لریہ رقیب عتید و ان لم یعلم به المشتري فانه یدکر
اوسپر محاسبہ ہو نیوالا ہی اس دلیل سی نہیں بولتا ایک بات جو زمین اوس پاس راہ و یکیتا نیا سا و اگر خریدار کو وصف معلوم نہ ہو جیتک یہہ ذکر کری

فلا یاس بدکر القدر الموجود فیہ من غیر مبالغة و اطباب و یكون قصده صنة ان یعرفه اخوه المسلم
تو جتنا ہو و تہا کتنی میں کچھ نہ نہیں ہی مبالغہ نہ کری بات نہ پہلا دی اور اس بیان سی غرض یہہ ہو کہ برادر مسلمان کو معلوم ہو جادی تو رغبت سی خریدی

فیغیب فیہ و یحصل حاجته و لا یدنبی له ان یخلف علیہ البتہ لانه ان کان کاذبا فقد اتی بالیمین الغموس
اور اوکے کام بن جادی اور ہرگز لائق نہیں ہی کہ اوسپر قسم کھا دی اسنی کہ اگر جھوٹ ہوا تو اسنی یہیں عموں کہائی

وهی من الکبائر التي تدنر الدیار بلا قه وان کان صادقا فقد جعل اسم الله تعالی عرضة لایمانه و اساء فیہ
و یہی ایسا کبیرہ گناہ ہی کہ ملک کو او جائز رہتی ہی اور اگر سچا ہی تو اسنی اللہ تعالی کی نام کو اپنی قسم کا نشانہ بنایا اور جملہ کیا

لان الدنیا اخس من ان یقصد تر و یجہا بدکر اسم الله تعالی من غیر ضرورة و الثانی ان لا یکتب عیوبہا و خفایا
اسنی کہ دنیا اس مرتبہ سی کثری کہ بی ضرورت اللہ تعالی کی نام لیکر اوسکو رولق دی جادی دوسری یہہ ہی کہ نہ اوکے عیوب پوشیدہ کری اور نہ

صفاتها نشیثا اصلا بل یجب علیہ ان یظهر جمیع عیوبہا خفیة و جلیة لانه ان اخفی نشیثا منها یكون ظالمًا
ہرگز کوئی اور بات چھپی ہوئی چھپا دی بلکہ اوسپر یہہ واجب ہی کہ اوکی تمام عیب چھپی اور ظاہر بیان کر دی کیونکہ اگر کوئی عیب او زمین سی چھپا دیکے تو ظلم اور ظان نہ ہوگا

تاکر لا للنصر والغش حرام والنصر واجب وھما اظهر احسن وجهی الثوب و اخفی الوجه الاخر یكون غاشا و کذلک
خیر خواہ نہ ہوگا اور خیانت کرنی حرام ہی اور جیر خواہی واجب اور اگر تہان کا اچھا بلا دکھلا دینی اور دوسرے ایلا چھپا لیری تو ظان نہ ہوتا ہی اور ایسی

اذا عرض احسن فردی الخف و النعل و امثاله و کذلک اذا عرض المتاع فی موضع مظلم و الحاصل ان الغش
اگر عروہ کا اچھا فرد پیش کر دی اور جوئی کی اچھی پوائی او مانند اسکی اور ایسی ہی اگر سبب کو اندہ ہی میں سامتی کری حاصل یہہ ہی کہ دعا

اگر عروہ کا اچھا فرد پیش کر دی اور جوئی کی اچھی پوائی او مانند اسکی اور ایسی ہی اگر سبب کو اندہ ہی میں سامتی کری حاصل یہہ ہی کہ دعا

حرام في البيوع والصنائع جميعا فلا ينبغي للصانع ان يتهاون بعلمه على وجه لوجاهه بانه غير متخص به بل ينبغي له

تمام بیوع اور صنعت میں حرارتی
 سوکار گئی کو نہیں چاہی کہ اپنی کار میں ایسی سستی برتی کہ اگر کوئی اور اس کی ساتھ دلیسا معاملہ کری تو وہی پسند نہ کری بلکہ اس کو پسند نہ کری

ان یحسن الصبغة ویجکمها وان وقع فیہا عیب یبین عیبہ اوبہ یتخلص من الغش الحرام ومن کونه ظالما لذلک

بناوے اور اگر اتفاق عیب دار ہو جاوے تو عیب بیان کر دی اسمین رخاسی جو حرام ہی اور حلال پر قلم کرئی ہی سچ جانائی

وَمِنْ هَذِهِ الْقَبِيلِ مَا رَوَى عَنْ أَقَامِ أَحَدٍ أَنَّهُ سَأَلَ عَنْ الرَّفْعِ بِحَيْثُ لَا يَتَّبِعُ فَقَالَ لَا يَجُوزُ لِمَنْ يَدْبَعُهُ وَيُخْفِيهِ وَ

اور اس ہی قسم کی امام احمدی پیہر روایت ہی کہ اولیٰ کسی فی

نما چل اذ علم انه يظمره ولا يخفيه ولا يريد بيعه ويدل على تحريم الغش انه عليه السلام من يربح ببيع الغش

اور حلال جب ہوتا ہے کہ یہ بیان کر دیا گیا ہے نہیں یا نہیں اور دعا کی حرمت پر یہ روایت دلیل ہے کہ نبی علیہ السلام ایک شخص کی پاس آئے اور

فأعجبه فادخل بيده فتالت أصابعه بلا أفعال ما هذا يا صاحب الطعام فقال أصابعه السماء يا رسول

سوا کیوں ہند آئی پیر آپ نے اونکی اندر نہ ہند الا تو انکلیان بہیک گئین فیذا یہ کیا ای گھون والی
عرض کیا یا رسول اللہ بوترین پڑ گئین ہیں

الله فقال النبي صلى الله عليه وسلم قد جعلته فوق الطعام حتى يراه الناس من غشنا فليس ويذل

پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم فی فرمایا
اسکو اوپر کی رح کیوں نہ کر دیا
تاکہ انکو سب لوگ دیکھتی جو کوئی کہو دعا کو یوں سہولت میں سے ہیں اور جو

علاج وجوب النصح باظهار العيوب انه عليه السلام لما بايع جرير اعلی الاسلام والمراد ان ينصرف عنه و

جب جرہی اسلام پر بیعتی اور اسنی روایتی کا ارادہ کیا اپنی اس کو بیعتی

اشترط عليه النص لكل مسلم وكان جور اذا قام الى السلعة ليبيعها بصر عيوبها ثم يخبر المشتري بها ويقول له

اس وقت تک کہ اس شخص کو کفر سے روکا جائے اور جبر کا یہ حال تھا جب اس کا بچہ کھڑا ہوتا تو اس کا عیب دکھا دیتا اور خریدار کو خبر کر دیتا یہ خریداری ہم کھدیا

ان شئت فخذ وان شئت فترك وكان وثلة بن الاسقع واقفا فباع رجل ناقه له بثمن ثلثه درهم وعقل

ان کیسے محسن بن سکتے ہیں؟ اور ان کی زندگی کا اسبق
 کا ہونا اور چاہو مت لو اور ان کی زندگی کا اسبق
 کہ ایک شخص نے اپنی اسی زمین میں سو سو روپے کی کھیتی اور دیکھ کر
 کھڑی تھی

وَأَتْلُوهُ وَذَهَبَ الْمُشْتَرِكُ بِالْمُنَاقَةِ فَسَمِعَ امْرَأَةً وَصَاحَ بِهِ قَالِ يَا هَذَا الشَّيْءُ بِالظُّهْرِ أَوِ الْخَمِ فَقَالَ بِلِ الظُّهْرِ فَقَالَ إِنَّ

ای شخص یہہ اونشی توئی سواری کی مئی بی بی زنج کیونکو جواب دیا سوام کی بی بی اسی پیر و نزل

بحق انقباض رايته و انزالا يتدابع السير فعدا فردها فقصه الباي مائة درهم وقال لو ائله مرحك الله قد

اسکے ہاتھ میں زخم ہی مبینہ دیکھا ہی یہ خوب نہیں چل سکتی پس وہ ہشکر پیرنی لنگا پیر بائیں فی سوردہم قیئت کی کم کردی اور واقعہ سی کہا اللہ بچہ پر رحم کرے دوی

افدت عليّ يعني فقال واثة انا بايعنا رسول الله صلى الله عليه وسلم وسمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم

میری بیعت بگاڑ دی

واحدی کہا ہن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہر مسلم کی خیر خواہی پر بیعت کی اور میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی

فصل النطق

يقول لا يحل لاحد ان يبيع بيعا الا بيمين فافيه ولا لمن يعلم ذلك الا بيمينه وقد تبين من هذا انهم قد فهموا

کہ فرما ہی تو حلال نہیں یا کیسے کہ کوئی شے پہنچے مگر بیان کر دی جو اس میں ہی اور عیب کی جاننے والی کو حلال ہیں یہی مرکزہ بیان کر دی اور جس شخص کی صاحبزادی کے لئے وہ ایک

من الشروط الداخلة تحت بيعتهم له عليه السلام على الاسلام وهوان لا يرضى لاختيه المسلم الا ما يرضى

وہ شرط ہے کہ اونکی بیعت اسلام میں داخل ہی کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے ہوئی اور صریح یہ ہے کہ پندہ نکرے اپنی برادر مسلم کیواسطی ملروہ بات جو پڑی ہو پسند نہ پڑی

وہذا امر یشتق علی اکثر الخلق ولن ینیسر علی احد الا بان یعتقد امرین أحدهما ان یعلم ان تلخیصہ العیوب

اور یہ بات اکثر خلق پر دشوار گذرتی ہے اور بدون اعتقاد و دیات کی کسی میسر نہیں ہو سکتی

تروحيه السلعه لا يزيد في رزقه بل يحقه ويذهب برزقه وياجمعه من عتقرات التنبس يهلكه الله تعالى

اسماء کو رونق دینا زق نہیں پڑتا بلکہ اسکو نیست نابود کر دیتا ہے اور یہ کت کہو دیتا ہے اور جہاں طرح طرح کی دریا باڑیوں سے جمع ہوا ہے اور کوسوں کی پستی ہے

وقس على هذا سائر المتقدمين حتى في الدنيا الذي يتعاطاها البراز فانه في وقت الذي يرسل الشوب ولم يرد
 اوراسی پر تہم تقدیرات ہیں اندازہ کہ چیزیں قیاس کر دیں ان تک کہ گزشت جس میں بزاز لین دین
 اگر تہا ہی نہیں بیگ بزاز گزشت کرتی ہوئی اگر تہا ہی نہیں کر دی اور
 اذا اشتراه ومدة ولم يرسله اذا باعه فكل ذلك يكون من التطفيف الذي يعرض صاحبه للوبس الرابع ان يصدق
 جب آپ خریدی اور پہنچا اور تہا ہی نہیں کر دی جب بیچی تو یہ سب وہی تطفیف ہی جس میں ویل پیش آویگا اور جو تہا ہی ہر وقت بہا کو سچ سچ
 في سعر الوقت اذا لا يكون لاحد ان يلبس على البائع والمشتري سعر الوقت ويغتم الفرصة ويخفى من البائع على السعر
 کھاری اسلکی کہ کسیکو یہ جائز نہیں ہے کہ باج سی یا خریداری بہا وقت کا چھپا لید اور فرصت کو غنیمت سمجھ کر باج سی بہا کی گرائی
 او من المشترى الخطا فان من يفعل هذا يكون من الظلمين التاركين للنصم الواجب وقد امر الله تعالى بالعدل و
 یا خریداری ارزانی پوشیدہ کر لی بیشک جوابیسا کر لیکھا وہ ظالم ہی نصح واجب کا تارک اور بیشک اللہ تعالیٰ کا حکم ہی واسطی عدل اور
 الاحسان حيث قال ان الله يامر بالعدل والاحسان والعدل سبب للنجاة فقط وهو يخرج من معنى سلامة من اس
 احسان کی چنانچہ یہہ فرماتا ہی بیشک اللہ تعالیٰ حکم کرتا ہی انصاف کو اور پہلا ہی کو اور عدل سبب نجات کا ہوتا ہی فقط اور قایم ہی مقام سلامت یعنی اصل
 المالك الاحسان سبب الفؤن ونيل السعادة وهو يخرج من معنى سلامة من اس المالك الاحسان سبب الفؤن ونيل السعادة وهو يخرج من معنى سلامة من اس
 مالک اور احسان سبب اور فائز اور حصول سعادت کا ہی اور قایم ہی مقام منفعت کی ہر جسمی کہ عاقل نہیں شمار کیا جا تا جو شخص معاملات دنیا میں
 الدنيا براس ماله كذلك في معاملة الاخرة فلا ينبغي للمؤمن ان يقتصر على العدل ويدع باب الاحسان مع ان الله تعالى
 یعنی اصل مال پر قناعت کرتا ہی ایسی ہی معاملات اخروی میں سو مؤمن کو لایق نہیں ہے کہ صرف عدل پر اکتفا کر احسان کا باب بند کر دی باوجودیکہ اللہ تعالیٰ
 قال احسن كما احسن الله اليك وقال في آية اخرى ان رحمت الله قريب من المحسنين والمراد من الاحسان فيما
 فرماتا ہی اور پہلا ہی رحیمی پہلا ہی اللہ کی تجھ سی اور ایک اور آیت میں فرماتا ہی بیشک مہر اللہ کی نزدیک ہی نیکی والوں سی اور احسان سی مراد یہاں یہہ ہی
 نحن فيه ما ينتفع به في المعاملة وهو غير واجب بل هو تفضل وانما الواجب العدل وترك الظلم وينال العامل بنية الاحسان
 کہ معاملہ میں جس بات سی منفعت ہو اگر ہی یہہ واجب تو نہیں پر خوں کی بات ہی واجب صرف عدل ہی اور ظلم کا کرنا اور احسان کا کرنا یہہ بات ہی
 بولحد من عدة اموال الاول في الغبن فينبغي له ان لا يغبن صاحبه بما لا يتغابن به في العادة حتى لو بدل المشتري
 جو کوئی مال چند امور میں سے کوئی ساعل میں لاوی پہلے غبن میں یوں لازم ہے کہ ایک کو اتنا نقصان نہ دیو کہ عادت کی موافق وقت نہ تہا ہی ہوں یہاں تک کہ اگر مشتری
 زيادة على المبلغ المعتاد لشدة حاجته فينبغي للبائع ان يمتنع عن قبوله لان اخذ الزيادة اذا لم يكن فيه تلبيس
 اپنی ضرورت کا مارا فائدہ مروج سی زیادہ دینی لگی تو باج کو چاہی کہ نہ دیو اس لگی کہ بڑی یعنی میں اگر بدوں دفا بازی کی ہووی
 وان لم يكن ظالم لكنه ترك الاحسان مع ان من يقنع بمبلغ قليل يكثر معاملاته ويستفيد من تكررها مما
 اگرچہ ظلم نہیں ہی پر احسان ترک ہوتا ہی باوجودیکہ جو کوئی تہا ہی نفع پر قناعت کرتا ہی تو اوکی بکری بہت ہوتی لکھی ہی اور طرح کی بکری میں بہت فائدہ ہو
 كثير اونه يظهر البركة والثاني في احتمال الغبن فان من يشتري طعاما او متاعا من فقير ويحتمل الغبن يتساهل
 بہت ہی اور اس میں بڑکرت ہوتی ہی اور دوسری نقصان اور تہا ہی میں بیشک جو شخص غلہ یا اور مال فقیر سی خریدی اور نقصان اور تہا ہی او سیر آسانی کر
 فيه فانه يكون بمحضنا اخلا في قوله عليه السلام امر الله امر سهل البيع والشراء واما من يشتري من غف
 تودہ محسن ہوتا ہی اس روایت میں داخل کہ رحم کر ہی اللہ او سپر جو آسان کری بیع اور شرا کو اور جو شخص کو نہ کر سو داکر سی خریدی
 تاجر يطلب زيادة على المبلغ المعتاد فاحتمال الغبن منه ليس بمحمود بل هو تضییع المال من غير فائدة في الدنيا
 جو فائدہ مروج سی زیادہ طلب کر تہا پہلے ہی موقع پر نقصان اور تہا ہی قابل تعریف کی نہیں ہی بلکہ ہی فائدہ مال کا ضایع کرنا ہی نہ فائدہ دنیا کا نہ آخرت کا
 والاخرة وقد ورد في الحديث ان المعبون لا يحمون ولا محجور ولا كمال ان لا يغبن ولا يغبن وقد كان خيال السلف
 اور بیشک حدیث میں آیا ہی کہ معبون کی نہ تعریف ہی اور نہ ثواب کمال کی بات یہہ ہی کہ نہ کسیکو نقصان دی اور نہ نقصان اور تہا ہی اور عدل کو

يستقصون في الشريعة فليس من المال قليل لمعظمهم كاستقصاء في شرائك على السيد ثم ليس يمكن
خروج من خوب بواجب لئلا يكثر في بيعه كمال غش في كسبي کسی به چا غریبی وقت عربی چو خوب پورا کرتی ہو پھر اکثر بخشد ہی ہو

فإنه يقال إن الواهب يعطي فضله والمغبون يضيع عقله والثالث في استيفاء الثمن وسائر الذين
تأخروا في البيع كرتي جواب دیا بخشدی وانا انا فضل عطا کرتا ہی اور مغبون اپنی عقل ضائع کرتا ہی اور تیسری ملن اور قرض پورا اپنی ملن

والاحسان فيه يكون تارة بالمساحة وتارة بالامهال والتأخير وتارة بالمساهلة في طلب جودة النقد وكل
اسمين احسان کہو تو درگزر کرتی ملن ہی اور کہی درنگ اور مہلت کہ نہیں اور کہی سہولت کہ نہیں کہار و بہ لینی سی اور بہ تمام امور

ذالو مندوب اليه محتوث عليه لقوله عليه السلام رحم الله امرأه سهل البيع سهل القضاء سهل الاقتضاء
محبوب اور مرغوب ملن دلیل اس حدیث کی رحم کری اللہ اوس شخص پر جو آسانی برقی بیع ملن آسانی برقی دامن آسانی برقی نقد ملن

فليبلغني ان يغتم دعاء رسول الله صلى الله عليه وسلم وفي حديث اخر انه عليه السلام قال اسه يسر لك
اور کہو چاہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کو غنیمت سمجھی اور ایک اور حدیث ملن ہی کہ نبی علیہ السلام فرمایا درگزر کر درگزر ہوگی تجھ سے

وفي حديث اخر انه عليه السلام قال من انظر معسر او ترك له حاسبه الله حسابه اسيرا وفي لفظ اخر اظله
اور ایک حدیث ملن ہی کہ نبی علیہ السلام فرمایا جس نے مہلت دی مفلس کو یا اوس کو معاف کیا تو وہی اللہ تعالیٰ آسانی سی حساب لیگا اور ایک روایت ملن ہی کہ

الله تحت ظله يوم لا ظل الا ظله فهذا هي طرق التجارات في السلف فقد اندرست فمن قام بها في هذا
اللہ تعالیٰ اپنی عرش کا سایہ دیکھا اوس روز کو اوس کی کوئی سایہ نہ ہوگا سلف ملن تجارت کا بہری طریق تھا جوابت پرانا ہو گیا جو شخص اس زمانہ ملن

الزمان يكون من احب هذه السنة ويرجى له من فضل الله تعالى جزيل الرحمة المجلس السبعون
اوسکو پھر قایم کری تو اوسنی بہ سنت زندہ کی اسکی ہی فضل الہی سی رحمت کی بڑی امید ہی ستر دین مجلس ملن

في بيان حرمة الاحتكار وسائر ما يتعلق به من الأحكام الشرعية قال رسول الله
بیان احتکار کی حرمت کا اور تمام احکام شرعی جو اس سے متعلق ملن رسول اللہ

صلى الله عليه وسلم من احتكر فهو خاطي هذا الحديث من صحيح المصايب رواه عمر بن عبد الله ومعنا
سی اللہ علیہ وسلم فرمایا جس نے احتکار کیا پھر وہ خطاوار ہی یہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیث ملن سی ہی عمر بن عبد اللہ کی روایت سی کہی

ان من يجمع الطعام الذي يجلب الى البلد ويحبسه ليبيعه وقت الغلاء فهو اثم لتعلق حق العامة به و
جو شخص غنہ جمع کرے جو کہ شہر کی طرف رسد آتی ہی او و سکو روک رکھی اسلئے کہ کران کر کے بیچی تو وہ گنہگار ہی کیونکہ اوسین سب عوام کا حق ہی اور

هو بالحبس الامتناع عن البيع يريد ابطال حقهم وتضييق الامر عليهم وهو ظلم عام وصاحبه ملعون لما
احتکار و سکو روک کر بیچنی سی بند کر کے او کا حق باطل اور او کا حال تنگ کجا جانتا ہی اور بہ ظلم عام ہی اور ایسا شخص ملعون ہی کیونکہ

روى انه عليه السلام قال الجالب من روق والمحترک ملعون فانه عليه السلام بين في هذا الحديث ان الذي
روایت ہی کہ نبی علیہ السلام فرمایا غلہ لانیو لا روق و محترک ہی لعنت ہی بیشک نبی علیہ السلام فرمایا کہ جو شخص

يجلب الامتعة ولا قوات يبيع بالتصيل الرمح يحصل له الربح ولا اثم عليه لان الناس ينتفعون به فينال به بركة
اسباب اور قوت لا لاکر واسطی تحصیل فائدہ کی درجہ ہی تو او کو نفع ہو رہتا ہی اور کہہ اوس پر گنہ نہیں ہی اسلئے کہ سب خلقت اوس سی فائدہ لیتی ہی

وعائهم والذي يبتري الطعام الذي يجلب الى البلد ويحبسه ليبيعه وقت الغلاء فهو ملعون بعيد عن رحمة
جو شخص اوسکی دعاسی فائدہ ہوتا ہی اور جو شخص تمام غنہ شہر کی رسد کا خرید کر رکھتا ہی تاکہ مہنگا کر بیچی سو وہ ملعون اور اس کی رحمت سی دور

الله تعالى ولا يحصل له البركة فادام في ذلك الفعل فادام في القاضيه فادام في القاضيه يبيع ما يبعه
ہوتا ہی اور او کو کہی برکت نہیں ہوتی جب تک یہ کار کرتا ہی پھر اگر اوسکی فرما دقاضی تک ہوی تو او کو قاضی وتنی غلہ کی بیچا اوسکی اوسکی

في بيان حرمة الاحتكار وسائر ما يتعلق به من الأحكام الشرعية

و ان کما یستقر لفقہ المسلمین
و ان کما یستقر لفقہ المسلمین
و ان کما یستقر لفقہ المسلمین

من قوته وقوت عیالہ علی السعة بمثل القيمة بان یقول له بعد کما یبیع الناس ولا یستقر لفقہ المسلمین
عیال کی فراغت کی سہولت کہانی سی بڑی قیمت پر برسی بچی کا حکم ہی اسطورہ کہی کہ اسکو بچہ مال جیسی کوئی بچی میں نور بہاؤ نہ ٹھہری بدلیل حدیث کی
لا تسترو فان الله هو المسعر القابض للبسط الراذق وفي هذا الحديث مبالغه في النهی عن التسعیر
تم بہاؤ نہ ٹھہرو بیشک بہاؤ اسہی مقرر کرتا ہی جو تنگ کرتا ہی اور فرخ اور رزق دیتا ہی اور حدیث میں بہاؤ ٹھہرائی کی منع کا ماعت ہی
اذ بین فیہ ان التسعیر ما یتولاه الله تعالی بنفسه ولم یكله الا غیره من عباده فلیس لهم ان یتكافوا فی
اسکمی اسمیں یہ بیان ہی کہ بہاؤ کا منوالی اللہ تعالی بذات خود ہی اسکو ہی اور پر اپنی ہندوں میں سی حوالہ نہیں کیا سوا کو نہیں چاہی کہ کسی کا سین ٹھہر کر
وان فعلوا لا یحصل لهم الا ضیق وشدة عقوبتهم علی معارضتهم له تعالی فی قضایہ فعلی هذا ینبغی للقاضی
اور اگر کیجی تو آدمی کو ہی بجز تنگی اور سختی عذاب کی کچھ نہ ہوگا کیونکہ مقابلہ کرتی ہیں احکام الہی میں اس بیان کی موافق قاضی کو چاہی
ان یتعرض لحقه الا اذا کان فیہ ضرر للعامة بان یتعدی امر بابہ الاموال عن قیمتها تعدیافا حشاشا بان
کہ آدمی حق میں دخل دوی ان اگر عوام کا ضرر ہو تا ہو اسطورہ کہ مال کو اسکی قیمت میں تعدی فاحش کرتی ہوں
یبیعہا بضعف قیمتہا فی یسر القاضی بشرة اهل الری والبصيرة صيانة لحقوق الناس ثم ان من
کہ وہ چند قیمت بچی گھین پس اب قاضی اہل رعی اور بصیرت کی صلاح سی عوام کا حق بچانیکی لئی بہاؤ مقرر کردی بہر اگر کسی
باع منهم بما قدره القاضی وان صم بیعہ لکونہ غیر مکرة علی البیع لکن ان کان اذا نقص یخاف ان یضرب
اونہیں سی قاضی کی بہاؤ پر بچا اگر یہ بیع جائز ہی کیونکہ بیع پر زبردستی نہیں ہو سکتی کین اگر ایسا حال ہو لگاؤں بہاؤ سی مگری تو خوف قاضی
القاضی لا یجوز للمشتري ما با یعہ البایع لانه فی معنى المکره فیلزم للمشتري ان یقول له عند الشراء یعنی ما تخب
مارکابی تو مشتری کا با یع کا بیجا ہوا حال نہیں ہی کیونکہ یہ ہی گویا زبردستی کی بیع ہی سپر مشتری کو یوں چاہی کہ خریدہ فی وقت یہ لفظ کہدی میری ہاتھ
فخر با ی شی عیبعہ یجل فعلی هذا یلزم للقاضی ان یرفع الیہ امر المحتکر ان لا یجوز بالعقوبة والتسعیر بل ینہاہ
اپنی مرضی کی موافق بیچدی اسوقت جتنی کو چھیک حال ہو دیگا اسطورہ میں قاضی کو لازم ہی کہ جب اوکی پاس محتکر کی فریا دوی تو نہ عقوبت میں جلدی کری اور نہ بہاؤ مقرر
عن الاحتکار ویزجره عنه ویامرہ بالبیع وان لم یمتثل یعظمه ویهدمه وان امتنع ولو یبع یجسسه ویعززه
منع اور علامت کردی اور کہدی کہ بچہ مال اور اگر نہ مانی تو سبھاوی اور دم کا دوی اور اگر بہر ہی نہ مانی اور نہ بچی تو اسکو قید کری اور تفریدی
حق یمتنع عن سوء عمل لانه با ر کاب لا یجل له استحق العقوبة ویلین فی حد مقدر فیعز رد فعلا للضرر
یہاں تک کہ اپنی فعل قبیح سی باز دوی کیونکہ ممنوع بات اختیار کر عقوبت کا سند اور ہو گیا ہی اور اسمیں کوئی حد تو مقرر نہیں ہی لاجل واسطی دفع ضرر عوام کی تفریدی
عن الناس بل الصحر انہ ان امتنع عن البیع یدیعہ القاضی اتفاقا وهذا فیما یضرب جسسه عند الحاجة الیہ
ریلجاوی بلکہ صحیح یہ ہی کہ اگر وہ آپ نہ بچی تو سب فقہاء کی نزدیک قاضی بیع ڈالی یہ حکم اس میں بچہ کا ہی جسکا بند کر کہنا حاجت کی قدر ضرر کرتا
فما هو قوت البشر والمائم کالبشر والشعیر والتمر والتین والزبد وقال ابو یوسف کل ما یضر بالناس جسسه سواء
میں قوت آدمیوں کا اور جانوروں کا جیسی کہ لکڑی اور چواری اور انجیر اور مویز اور نام ابو یوسف کہتی ہیں جس چیز کا روک رکھنا عوام کو ضرر کری برابر ہی
کان ماکولا وغیرہ ماکول فهو احتکار لا یجوز جسسه وان کان ثوبا او ذهباً او فضة و مدة الحبس قیل اربعون
کہ خوردنی ہو یا نہ خوردنی وہ سب احتکار ہوتا ہی اسکا روکنا جائز نہیں ہی اگرچہ کڑا ہو یا سونا یا چاندی اور مدت روک کہنی کی کوئی احتکار کی کوئی ہا
یوما لما روی انه علیہ السلام قال من احتکر اربعین یوما فقد برئ من الله وبرئ الله منه وفي حدیث
چالیس دن میں کہیں کہیں روایت ہی کہ نبی علیہ السلام فی فرمایا جس نے احتکار کیا چالیس دن بیشک ہزار ہوا اسدی اور اسدی ہزار ہوا اسدی اور ایک اور حدیث میں ہی
اخرانه علیہ السلام قال من احتکر اربعین یوما ثم تصدق به لم تکن صدقته كفارة لا احتکاره وقبل شهر
کہ نبی علیہ السلام فی فرمایا جس نے چالیس روز احتکار کیا پھر اسنی وہ شی صدقہ کردی تو یہ صدقہ کفارہ احتکار کا نہیں ہو سکتا اور کوئی کہتا ہی کہ چالیس دن ہی

و ان کما یستقر لفقہ المسلمین

فہذا فی حق العاقبة فی الدنیا واما الالہ فہو حاصل وان قلت المدة و من حبس غلہ ارضہ لا یكون یحسب انہ
 اور یہ مدت واسطی سزا دینا ہی کی ہے اور یہ گناہ وہ بہر صورت ہوتا ہی اگرچہ مدت کمتر ہو اور جس شخص فی اپنی زمین کا غلہ جمع کر لکھا تو حشر نہیں ہوتا اس واسطی
 خالص حقہ لم یعلق بہ حق العامة لکن لو کان للناس الیہ حاجۃ فالفضل لہ ان یدفعہ ولو امتنع عن
 کہ یہ اس کا خالص حق ہی اس سے حق عوام کا متعلق نہیں ہی لیکن اگر عوام کو اس کی حاجت ہو تو یہ ہر افضل یہ ہی ہے کہ پیچیدہ الی اور اگر نہ پہنچی
 البعیر یکن مسیئاً للسوء نیتہ وقلة شفقتہ علی المسلمین واما ما جلبہ من بدلاخر فقیہ اختلاف ولا احتیاط
 تو یہ اگر نہ پہنچی کیونکہ اس کی نیت بدی اور مسلمانوں پر شفقت نہیں ہی اور جو غلہ وغیرہ ہر کھڑے شہر ہی ملاوی سوا زمین اختلاف ہی احتیاط زمین ہی
 فی بیعہ یسعی یومہ حتی ینال الثواب الموعود بقولہ علیہ السلام من جلب طعاما فباعہ یسعی یومہ فکانما
 کہ اس ہی روز کی بیاد ہی پیچیدہ الی تاکہ وہ ثواب پاوی جس کا اس پر بیش بین وعدہ ہی جو بہر بیاد ہی اور اس ہی روز کی بیاد ہی بیچاں ہوگا
 فصدق بہ وفي لفظ اخر فکانما استقر رقبۃ وقد حکى عن بعض السلفانہ کان بواسط فہو سفینۃ حنطۃ
 اس کی وہ تمام صدقہ کر دیا ایک اور وقت میں ہی گولا اس کی سلام آنا کر دیا کسی بزرگ کی حکایت ہی کہ واسط میں تھا اس کی ایک کشتی گہر کی بصرہ کو روانہ کی
 الی البصرۃ وکتب الی وکیلہ بعمہد الطعالم یوم یدخل البصرۃ ولا توخرہ الی حد فوافق سعة فی السعیر فقال لہ
 اور گشت کو لکھ بیچا اس کو بصرہ میں پہنچتی ہی پیچیدہ الی اگل دن تک نہ کرنا
 التجار ان اخرتہ جمعة ترب فیہ اضعافہ فاخرہ جمعة فرب امثالہ فکتب الی صاحبہ بک فکتب الیہ صاحبہ
 کہا اگر جمعہ تک اتہ نہ تمام لو تو کوئی گونہ فائدہ ہو جاوی اونی جمعہ تک تمام لیا تو خوب فائدہ ہو اور مالک کو اس کی خبر لکھ بیچی مالک فی گشت کو بہر لکھا
 یا ہذا انا کنا قد قنعنا برہم یسیر مع سلاۃ دیننا وانک قد خالفت فاذا وصل الیک کتابی هذا فخذ المال کلہ فصدق
 ای شخص ہم ہی تو تو ہر شے لقمہ پر دین کی سلامتی کی ہی قناعت کی تھی اور تو ہی اس کی خلاف کیا اس خط کی پرستی ہی وہ سب کا سب بصرہ کی فکر کو صدقہ دینا
 بہ علی فقراء البصرۃ علی انجو من اثر الاحتکار راسا براس قد علم من ہذا ان الاحتکار لا یجوز عن الکراہۃ
 کا حکم مجبوا احتکار کی گناہ ہی نجات ملی برابر برابر اس سے معلوم ہوتا ہی کہ احتکار کراہت سے خالی نہیں ہی
 وان اتسعت الاطعمۃ وکثرت لا قواۃ واستغنی الناس عنہا ولم یرغبوا فیہا وذلك لان المحتکر یمنظر مبادی
 اگرچہ غلہ بہت موجود ہو اور کھانا کثرت سے ملتا ہو اور عوام کو اس کی نہ پروا ہو اور نہ اس میں کچھ رغبت ہو اور یہ اسلی کہ محکم کو سبب ضرر رسائی پر
 الاضرار التي ہی ارتفاع الاسعار وانتظار مبادی الاضرار محظوظ کانظار عینہ لکنہ دونہ والحاصل ان التجارۃ فی
 نظر ہی ہی کہ وہ گران ہونا بہاؤ کا ہی اور سبب ضرر پر نگاہ رکھنی ایسی ممنوع ہی جسی نظر رکھنی عین ضرر پر وہ اس سے کسری حاصل یہ ہی کہ تجارت
 الاطعمۃ ولا قواۃ لطلب الربح مما لا یستحب بل ینبغی طلب الربح فی شئ اخر وفي حکم الاحتکار علی هذا التفصیل تلقی
 غلہ وغیرہ قوت کی منفعت کی واسطی اچھی نہیں ہی بلکہ منفعت اور شے میں حاصل چاہی اور احتکاری میں داخل ہی اس ہی تفصیل پر
 الجلب وہو بفتح ین یا جلب من بلد الی بلد فانہ اذا قرب الی البلد یدکر استقبالہ واشترؤہ ثمہ لتعلق حق
 بلینا جلب اور جلب جیم اور لام کی زبردستی بہر فی یعنی رسد ایک شہر ہی اور شہر کی طرف سووہ سبب شہر کی پاس پہنچی تو یہاں کی برہ کر دیاں جا خریدنا کہ وہ ہی کیونکہ اس سے
 العامة تہ والمتلقی یرید بطلانہ حقہم وتضییق الامر علیہم وقد نہی النبی علیہ السلام عن تلقی الجلب وقال لا تلقوا
 عوام کا حق متعلق ہو جاتا ہی اور اگر کسی برہ کی لینی والا او کا حق کیونکہ تنگ کیا چاہتا ہی اور بیشک نبی علیہ السلام فی تلقی جلب سے منع فرمایا ہی رسد کو اگر کسی برہ کر
 الجلب فی حدیث اخر انہ علیہ السلام قال لا تلقوا المسلم حتی یهبط بالی السوق وهذا لئلا یلبس السعر علی الواردین
 مت خریدو اور ایک اور حدیث میں ہی کہ نبی علیہ السلام فی فرمایا نہ جاؤ خرید اسباب کو جنگ بازار میں نہ اور تری اور یہ حکم جیم ہی کہ بہاؤ بہر فی والوں کو معلوم ہو
 واما اذا لبس علیہم السعر واشتری منهم متاعہم باقل من قیمتہ فربما یدکر الکراہۃ واما کذا الحرة لان هذا الصنع
 اور اگر او کو بہاؤ معلوم نہ ہو اور اس کی متاع اونی قیمت کہٹا کر جا خریدی تو اس کی کراہت جمع ہر گئی اور حرمت سخت ہو جائیگی اسلی کہ یہ عمل

من الغش الحرام المضاد للنص الواجب التمسک بان لا یرضی لاختیاره ما لا یرضی لنفسه بل هو من الظلم ان کل من یضرب غش غیبات حرام من داخل ہی اور ضعیف واجب کی برخلاف جسکی یہ تفسیر ہے کہ اگر کسی نے اپنے غش سے اپنے غش کو بے نیام نہ کر دیا تو اس سے اس کا غش ہی بے نیام نہ ہوگا۔
 به المسلم فهو ظلم وانما العدل ان لا یضر احد لا خیه المسلم ولا یحکم ما یحکم لنفسه لما روی انه علیه السلام
 سلم کان نقصان ہوتا ہو وہ سب ظلم ہی اور عدل وہ ہی ہی کہ کوئی اپنی برادر مسلم کو نقصان نہ دی اور پسند نہ کری اوکی حق میں سوا اوکی کہ پسند نہ کری اپنی واپسی کیونکر دیتا ہی کہ نہ ہی
 قال لا یبغ من احدکم حتی یحکم لا خیه ما یحکم لنفسه قال بعض العلماء من باع شیئا بدرہم فانہ لو کان لا یشترب
 فرما یا مؤمن نہیں ہوتا کوئی تم میں سے یہاں تک کہ جو بیع جانی واسطی اپنی بیانی کی جو بیع نہ کی واسطی اپنی بعضی علماء کہتے ہیں جس شخص نے کوئی شیئی ایک درہم کے بجائے ادھر گروہ شی اور کسی
 الا بنصف درہم فهو یبکون من ترک النص المأمور به ولم یحکم لا خیه ما احکم لنفسه وقد حک ان یونس بن
 یونی تو آپ کہہ آئی سی زیادہ کو ہرگز نہ لیتا پس یہ شخص نص مامور بیکسا تا کہ ہی اور سی اپنی بیانی کی ہی وہ بات نہ کی جو اپنی ہی پسند نہ کی حکایت کرتی ہیں کہ یونس بن
 عبیدلہ نہ کان عندہ حلل مختلفۃ الاثمان قیمۃ بعضہا اربعۃ و قیمت بعضہا اثنان فلما ذهب الی الصلو
 عبیدلہ کی پاس چار دین مختلف قیمت کی تین کوئی چار سو کی تھی

وترک ابن اخیه فی الدکان فجاء اعرابی وطلب حلۃ باربعۃ فعرض علیہ من حلل المائتین فاستحسنہا واشترى
 وہاں میں بیٹا کہ نماز کو چلا گیا پھر ایک اعرابی ہی اگر چار سو درہم کی مانگی اوس کوئی دروہ والی اوکی سامنی کردی اوسنی پسند نہ کی چار سو درہم کی
 صناعہ باربعۃ وذهب فاستقبلہ یونس وراى حلۃ فی یدہ وعرضا فقال بکم اشتربتم فقال باربعۃ
 چار سو کی سامنی سی یونس گیا وہ چار اوکی اتنے میں دیکھ کر پہچان لی

فقال لا تسوا اکثر من مائتین فارجع حتی تزدها قال ہذا تساو بیدرنا خمسۃ درہم وانا ارتضیہا ولا
 یونس کی کہا یہ چار سو سی زیادہ کی ہیں ہی چل پھر ہی
 امرہا فقال لہ یونس انک وان رضیتہا لکن النص فی الدین خیر من الدنیا بما فیہا فردہ الی الدکان وخر علیہ
 نہیں بیعتا یہ ہرگز ہی نہیں دین کی خیر خواہی بہتر ہی دنیا اور دنیا کی خیر خواہی سی پھر اوکو وہاں پر بلا لای اور سو درہم پھر ہی
 مائة درہم ثم توجه الی ابن اخیه وقال لہ اما خشیت اللہ تعالیٰ حق لیجت مثل الثمن وترکت النص
 پھر پہنچی کی طرف متوجہ ہو کر کہا تجھ کو خدا کا خوف نہ آیا کہ ثمن کی برابری تو فی نفع لیا اور مسلمانوں کی خیر خواہی ترک کر دی

المسلمین فقال لہ ابن اخیه واللہ ما اخذہا الا ورضی بہا قال فہذا رضیت لہ ما ترضی لنفسک والبلغ
 پہنچی فی جواب دیا خدا کی قسم اسی تو خوب پسند کر کر لی تھی یونس کی کہا پھر تو ہی اوکی لئی وہ کہیں نہ کیا جو اپنی ہی پسند نہ کر ہی اور کسی کا کہہ کر
 ذلک ما حکى عن رجل من التابعین انہ کان بالبصرۃ ولہ غلام بالسوس یحجز الیہ السكر فکتب الیہ خلاصہ
 ایک شخص نے ہی کی حکایت ہی کہ وہ بصرہ میں تھا اور اوسکا غلام سوس میں تھا اوکی پاس شکر پہنچا کرتا تھا پھر اوکی غلام فی لکھا

ان قضی السكر قد اصابہ افة فی هذه السنة فاشترى السكر فانه یربح کثیرا فاشترى من رجل سکر اکثر
 شکر خرید لیا اس میں خوب نفع ہو دیکھا سوا اوسنی ایک شخص سی بہت سی شکر خرید لی
 فلما جاء وقته باعہ وربح فیہ ثلثین الف درہم فانصر الی بیئہ فتفکر لیلۃ فقال ربحت ثلثین الفا و
 پھر جب وقت آیا تو وہ بیچی اور تیس ہزار درہم نفع ہوا پس وہ اپنی کہہ چلا گیا پھر تمام شب ل میں سوچتا رہا کہ میں نے تیس ہزار درہم نفع لیا اور

ترکت نصم رجل من المسلمین فلما اصبح ذل الیہ فرفع الیہ ثلثین الفا فقال بارک اللہ لک فیہا فقال
 خیر خواہی ایک مرد مسلمان کی ترک کی جب فجر ہوئی تو صبح دم اوکی پاس جا کر تیس ہزار درہم اوکو دی دی اور کہا تیری ہی خدا اس میں برکت دی اوسنی کہا
 من این صارت ہذا لی فقال انی کمتک حقیقۃ الحال وکان السكر قد خلا فی ذلک الوقت فقال سرحتک
 یہ درہم میری کیونکر ہو گئی جواب دیا میں نے تجھ سی اصل حال چھپا لیا تھا شکر اور وقت بہت ہی ہو گئی تھی اوسنی کہا خدا تجھ پر رحم کری

عنده الى ان يغالى في الثمن وهذا مذكوره في ايام العسق ثم ينبغي ان يعلم ان البيع عند الحنفية لا يقع بالثمن والبيع
 اني دون ركنه وهو ان يكون ثمنه معلوماً في وقت البيع فلو كان ثمنه مجهولاً في وقت البيع لم يقع البيع ولو كان ثمنه معلوماً في وقت البيع
 ركنه الايجاب والقبول كذلك ينقضي بالفعل وركنه التعاطي فلا بد فيه من الاعطاء من الجانبين عند
 اوسكارين ايجاب وقبول في البيع انما هو في حركته من يورثا هو جاني في اوسكارين ايجاب وقبول في البيع انما هو في حركته من يورثا هو جاني في اوسكارين ايجاب وقبول في البيع
 البعض وعند البعض يكفي الاعطاء من احد الجانبين اذا ثبت الثمن وكان معلوماً في وقت البيع من اجل ان بيع الحنطة
 ضروري او بعضه من ثمنه في وقت البيع في حركته من يورثا هو جاني في اوسكارين ايجاب وقبول في البيع انما هو في حركته من يورثا هو جاني في اوسكارين ايجاب وقبول في البيع
 كيف تبين الحنطة فقال قفي بذكرهم فقال كفي خمسة اقفة وكال فذهب بها فباعها ببيع وعليه خمسة دراهم
 فذكر ان كفيها بذكرها في وقت البيع في حركته من يورثا هو جاني في اوسكارين ايجاب وقبول في البيع انما هو في حركته من يورثا هو جاني في اوسكارين ايجاب وقبول في البيع
 وكذا لو قال البائع للمشتري بعت هذا منك بذكرهم فقبضه المشتري ولم يقل شيئاً ينقضي البيع وعليه درهم
 اورايبى في اوسكارين ايجاب وقبول في البيع انما هو في حركته من يورثا هو جاني في اوسكارين ايجاب وقبول في البيع انما هو في حركته من يورثا هو جاني في اوسكارين ايجاب وقبول في البيع
 وكذا لو اشترى وقرا من الحنط بثمانية ثم قال انت بوقرا اخر واقعه ههنا ففعل يكون ذلك بيعاً وليطلب
 اورايبى في اوسكارين ايجاب وقبول في البيع انما هو في حركته من يورثا هو جاني في اوسكارين ايجاب وقبول في البيع انما هو في حركته من يورثا هو جاني في اوسكارين ايجاب وقبول في البيع
 الثمانية وكذا لو كان لرجل على اخر الف درهم وقال المديون لداثه اعطيك دينك دنانير ولم يقع بينه ما بيع
 مانك في اورايبى في اوسكارين ايجاب وقبول في البيع انما هو في حركته من يورثا هو جاني في اوسكارين ايجاب وقبول في البيع انما هو في حركته من يورثا هو جاني في اوسكارين ايجاب وقبول في البيع
 بل قاسرته ثم اتى بالدنانير ودفعها اليه يكون في ذلك الساعة بيعاً بالتعاطي واما لو اشترى رجل من اخر وساتله
 بله ووجهه جاكيا في اورايبى في اوسكارين ايجاب وقبول في البيع انما هو في حركته من يورثا هو جاني في اوسكارين ايجاب وقبول في البيع انما هو في حركته من يورثا هو جاني في اوسكارين ايجاب وقبول في البيع
 وطافس وهي منسوجة بعد ولم يضر بالجل حتى يصير سكتاً فلا يجوز ولو سجد الوسايس والطافس وسلمها اليه لا يصح
 خريدي اورايبى في اوسكارين ايجاب وقبول في البيع انما هو في حركته من يورثا هو جاني في اوسكارين ايجاب وقبول في البيع انما هو في حركته من يورثا هو جاني في اوسكارين ايجاب وقبول في البيع
 ايضا لان التعاطي انما يكون بيعاً اذا لم يكن مبنياً على بيع فاسد وباطل فاما اذا كان مبنياً عليه فلا فاعلى هذا
 جازينين في اوسكارين ايجاب وقبول في البيع انما هو في حركته من يورثا هو جاني في اوسكارين ايجاب وقبول في البيع انما هو في حركته من يورثا هو جاني في اوسكارين ايجاب وقبول في البيع
 ما يفعل اكثر الناس في هذا الزمان من اخذ ما اراد ومن صاحبه من الماكولات وغيرها من غير عقد صحيح
 اس فانه من جاز اكثر لكونه على كل حال هو جاني في اوسكارين ايجاب وقبول في البيع انما هو في حركته من يورثا هو جاني في اوسكارين ايجاب وقبول في البيع انما هو في حركته من يورثا هو جاني في اوسكارين ايجاب وقبول في البيع
 ولا معاطاة ولا بيان الثمن الى وقت الحاسبة فذلك حرام وكل من ياكل منه او يتنعم به مع العلم به فهو متعمد
 اورايبى في اوسكارين ايجاب وقبول في البيع انما هو في حركته من يورثا هو جاني في اوسكارين ايجاب وقبول في البيع انما هو في حركته من يورثا هو جاني في اوسكارين ايجاب وقبول في البيع انما هو في حركته من يورثا هو جاني في اوسكارين ايجاب وقبول في البيع
 لاكل الحرام والانتفاع به وهو تكميل الاثر فيما سوى الخبز واللحم لا بد من بيان الثمن ليكون بيعاً بالتعاطي ثم
 حرام خريدي كذا في اورايبى في اوسكارين ايجاب وقبول في البيع انما هو في حركته من يورثا هو جاني في اوسكارين ايجاب وقبول في البيع انما هو في حركته من يورثا هو جاني في اوسكارين ايجاب وقبول في البيع
 ينبغي ان يعلم ان البيع الذي لا يجوز ثلثة انواع فاسد وباطل وموقوف اما الفاسد فهو منعقد لكن لا يفيد الملك
 ياد كنهنا جاني في اورايبى في اوسكارين ايجاب وقبول في البيع انما هو في حركته من يورثا هو جاني في اوسكارين ايجاب وقبول في البيع انما هو في حركته من يورثا هو جاني في اوسكارين ايجاب وقبول في البيع
 بيجر العقد بل انما يفيد بعد قبض المشتري المبيع باذن البائع صريحاً او دلالة فانه اذا قبضه في مجلس العقد
 بله مفيد جاني في اورايبى في اوسكارين ايجاب وقبول في البيع انما هو في حركته من يورثا هو جاني في اوسكارين ايجاب وقبول في البيع انما هو في حركته من يورثا هو جاني في اوسكارين ايجاب وقبول في البيع
 بحضرة البائع ولم ينهه البائع بملكه ملكاً خبيثاً وهذا قيل لا يجل له ان يتصرف فيه بملكه وانفق حتى لو
 اورايبى في اوسكارين ايجاب وقبول في البيع انما هو في حركته من يورثا هو جاني في اوسكارين ايجاب وقبول في البيع انما هو في حركته من يورثا هو جاني في اوسكارين ايجاب وقبول في البيع

فيما جرت الاحكام

فيما جرت الاحكام

فيما جرت الاحكام

بر اشیاء فی معاملته العدل و یختص بالظلم و المراد بالظلم ان یتقصیر فی حق الله و یفعل ما لا یجوز فی حق الله
 کما یجوز فی حق الخلق و یفعل ما لا یجوز فی حق الخلق و یفعل ما لا یجوز فی حق الخلق و یفعل ما لا یجوز فی حق الخلق
 العدل ان لا یتضرر منه احد بشئ و لا یتضرر من احد بشئ و لا یتضرر من احد بشئ و لا یتضرر من احد بشئ
 العدل و هو ان لا یفعل ما لا یجوز فی حق الله و لا یفعل ما لا یجوز فی حق الخلق و لا یفعل ما لا یجوز فی حق الخلق
 المقدار و ذلك بتعدیل المتکالی و المیزان و الاحتیاط لانه تعالی قال و لیل للمطففین الذین انما اکتسبوا
 النکری و یسیر بهما و یسیر بهما و یسیر بهما و یسیر بهما و یسیر بهما و یسیر بهما و یسیر بهما و یسیر بهما
 علی الناس لیستوفی و اذا کالوا هم و من فوهم یخسر و ان لا یفعل من هذا الا من یزید اذا اعطی و یستقصی انما
 لو کونتمی یورا بهر لیلین و ارجب ناپ دین او نکو و اولی کردن و کونتمی کردن و ارجب ناپ دین او نکو و اولی کردن
 اخذ لان العدل الحقیقی قلما یتصور فان من یستقصی فی اخذ حقه بکماله یوشک ان یفعل ما لا یجوز و ان لا یفعل
 اسلی که عدل حقیقی بہت ہی کم خیال میں آتا ہی بیشک جو شخص اپنا حق پورا پورا لیا چاہی تو غالب ہی کہ او سپر تعدی کر نہی و اسی واسطی
 کان رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم و سلوا اذا اشتري شيئا يقول للموثر ان غرت و ان لا یفعل من هذا الا من یزید اذا اعطی و یستقصی انما
 رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم جب کچھ مولیٰ ہو تو قیمت ادا کر نہی و اسی فرقائی قول دی اور کچھ زیادہ دی اور بعضی شتدیم کہتی ہی
 لا تشتري الویل بحبة و کان اذا اخذ نقص حبة و اذا اعطی زحمة و یقول و یل لمن یبیع بحبة حبة عرھا
 کہ ہر ایک دانہ کی بدلہ عذاب نہیں لیتی اور اگر کچھ مول لیتی تو کچھ دانہ نہ لیتی اور اگر دیتی تو کچھ دانہ زیادہ دیتی اور کہتی اخوس ہی جو دانہ کی بدلہ جنت دیتی و جسکا پیلاؤ
 السموات و الارض و الاثنی ما یجب الا خسر ان عرھا ان لا یفعل من هذا الا من یزید اذا اعطی و یستقصی انما
 آسمان اور زمین ہی اور دوسرا امر جس ہی الا خسر ان عرھا ہی کہ مال کی شریف نکلیا کری کہونکہ اگر اسی تعریف کی جو اس میں نہیں ہی ہر خریداری اسکا قول اگر
 یقبل قوله فهو کذب محض و ان قبل فهو مع کونه کذب بالتلبیس و ظلم و ان وصفها بما فیها فان علم به المشتري
 مانا تو یہ صرف جھوٹ ہی جھوٹ ہی اور اگر ان لیا تو جھوٹ کا جھوٹہ اور دغا بازی اور ظلم ہی اور اگر سچی تعریف کی تو یہ اگر خریداری ہی جانتا ہی
 فهو هذیان و تکلم بما لا یعنیه فیما سب علیہ لان کل کلمة تصدر عن الانسان فانه یحاسب علیہ بالقول و الفع
 تودہ بیوردہ ملک ہی اور کلام ہی فائدہ اس پر ہی حساب ہوگی کیونکہ انسان کی زبان ہی جو کلمہ نکلتا ہی اسی پر حساب ہوگا بدلیل اس آیت کی
 ما یلفظ من قول الا لیه رقب عتید و ان لم یعرف المشتري ما فیها مالم یبدل کفر فلا یاس بدل کفر القدر الموجود فیہا من
 نہیں بولتا ایک بات جو نہیں اوس پاس راہ نہکشتا تیار اور اگر خریداری نہیں جانتا جب تک بیان نہ کر دیتے ہر جتنا ہی اوتی ہی بیان کر نہیں
 غیر ما لفت و اطراب و لا یحلف البتہ لانه ان کان کذباً یكون یسینہ غموسا و هو من الکبائر التي تنذر الی
 بدول مباہلہ اور تطویل کی کچھ مضائقہ نہیں اور قسم ہرگز نہ کہا دی اسلی کہ اگر جھوٹی ہی تو میں غموس ہوگی اور یہ قسم ایسی کبیرہ ہی کہ ملک کو اجازت دیتی ہی
 بلا فخر و ان کان صادقا فقد جعل اسم الله تعالی عرضة لا یمانہ و اساء فیہ لان الدنيا اختس من ان یقصد
 اور اگر سچی ہی تو بیشک اس کی نام کو اپنی قسم کا نشانہ بنایا اور اس میں برکتی اسلی کہ دنیا اتنی درجہ کی نہیں ہی کہ او کو بلا ضرورت
 ترویجی ابد کر اسم الله تعالی من غیر ضرورة حتی قال الفقهاء بکفره للتاخر ان یدکر اسم الله تعالی او یصلی علی النبی صلی
 اس کی نام ہی دونوں دیکھا ہی یہاں تک کہ فقہاء کہتی ہیں تاجر کو مکروہ ہی کہ اپنا مال کہوتی ہوئی ترویج کی نیت ہی اسم الله تعالی یا نبی صلی اللہ علیہ وسلم
 الله علیہ وسلم عند فتح متاعه علی قصد ترویجہ بان یقول اللهم صل علی محمد ما جود هذا و الثالث هما
 پڑا کری اسطور پر کہی جائے اسکیا مال ہی اللہ صلی علی محمد کیا خوب مال ہی اور تیسرا امر جس ہی الا خسر ان عرھا ہی
 یجب الا خسر ان عرھا ان یکتم شیئا من عیوب السلعة بل یجب علیہ ان یظهر جمیع عیوبها خفیة و جلہا لانه
 بیہ ہی کہ مال کا کوئی عیب چھپا رکھی بلکہ بائع پر واجب ہی کہ او کی تمام عیوب ظاہر و باطن جتھا پوری کہونکہ

الكثرة والقلان ان يعلم ويعتقد ان شرايخ الاخرة خير من دهر الدنيا وان فوائد اموال الدنيا تنفذ في الدنيا
او كما قاله ابن جرير بن عبد البر في تفسيره في قوله تعالى ان شرايخ الاخرة خير من دهر الدنيا وان فوائد اموال الدنيا تنفذ في الدنيا

العبر وتبقى مظالمها وازورها فكيف يرضى العاقل ان يستبدل الذي هو اذنى به هو خير والخير كله في

سلامة الدين يسرنا الله سلامة الدين المجلس الحادي والسبعون في بيان ائمة تاجر بخترا

يوم القيمة فاجروا اي صادق قال رسول الله صلى الله عليه وسلم التجار يحشرون يوم القيمة فاجروا

الامن اتقى وبر وصدق هذا الحديث من حسان المصابيح من اهل عبيد بن رفاعه والاصل في الفجر الممبل

عن القصد ومنه يقال للكاذب فاجر وعلى هذا المعنى سمى التجار في الحديث فجاءوا من عادتهم في تجارتهم

غالباً التدليس والتهاك على تريخ السلع بالتيسر لهم من الأيمان الكاذبة ونحوها وهذا حكم عليهم في الحديث

بِأَنَّهُمْ يُخَشَرُونَ الْيَوْمَ الْقِيَامَةَ فِي زَمْرَةِ الْكَذَّابِينَ الَّذِينَ كَثُرَ عَنْهُمْ الْكَذِبُ الْأَصْنُ الْتَقَى الْكَذِبُ وَتَرَفَى يَمِينُهُ وَصَدَّقَ

فِي حَدِيثِهِ فَإِنَّهُ لَا يَحْشُرُ مَعَهُ بَلْ يَحْشُرُ مَعَ الْأَبْرَارِ كَمَا رَوَى عَنْ أَبِي سَعِيدٍ أَنَّهُ قَالَ التَّاجِرُ الصَّدُوقُ الْأَعْيُنُ يَحْشُرُ

سوالیاتا جبر جہوتوں میں داخل نہیں ہو دیگی بلکہ ابراہیم کی سائنس اور کیمیا کا چھانچہ ابراہیم خدای کی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام کی فرمایا کچھ اور انست دار ماجہ

مع النبيين والصديقين والشهداء فعلم من هذا ان اللزوم للتاجر في معاملته ان يستعمل المصدق والامانة

بجانب الكذب والخيانة حتى يحشر مع الأبرار ولا يحشر مع الفجار بل الواجب عليه أن يراعى في تجارتہ

وہر جھوٹ اور حیانت سی پختہ رہی تاکہ اہل دین داخل ہووی اور تجارت میں تسہل جادی بلکہ تاجر پر یہ واجب ہی کہ تجارت میں عدل اور انصاف
کے لئے عدل و انصاف و بیجا نیب الظلم والا عنساف لان المعاملۃ قد تجری علی وجہ یحکم المفتی بصحتها وانعقادھا

مکنہ التبتل علی ظلم بتعرض به المعامل لسطح اللہ تعالیٰ اذ کیس کل تھی مقتضیا الفساد العقد والمراد من الظلم ما

ضرر به الغير فكل ما يضر به الغير فهو ظلم وانما العدل ان لا يتضرر منه احد بشئ ولا يتصور ذلك الا بالاحتراف

عن عدة اهل الاول ترويح الزبوف من التقود فانه ظلم عام يتضرر به الناس لان من يزوج شيتا منها الى غيره

اول کہوئی نقد کی بر تادی بیشک یہ ظلم عام ہی اس میں سب کا نقصان ہی اس کی وجہ سے ہوئی نقد اور کو دیکھو

اور اسنی اگر نہ پکھا کر دے کھوٹا ہی تودہ نقصان پاویگا اور اگر پکھا کہ یہ پکھوٹا ہی تودہ اور کو پلوں کا اور وہ اور کو دیوی کا اور اسطرح

لیکون دخلاً فی شریک الشیطان الیه فی معرض الخیر لئلا یلحق من الدرهم ولکن فی بعض الفضة
 توده اوس برائی میں داخل ہی جسکو شیطان فی خوب صورت بنا کر دکھا دیا ہی اور کہوئی دھم اور جیٹا رسی دہ مراد ہی جسوں نہ چمکے چاندی اور
 ولا ذهب اصلاً بل هو طومرہ واما ما فیہ فضة وذهب فالعبرة فیہ للغالب ان کان الغالب علی الدرهم
 اور نہ سونا بلکہ صوف طمع ہو اور جیسوں چاندی اور سونا تو اوسین اکثر کا اعتبار ہی اگر درہم میں چاندی زیادہ ہو وی
 الفضة فهي فضة وان کان الغالب علی الدنانیر للذهب فهي ذهب لان المقول لا یشمل عن قليل غش
 توده چاندی ہی اور دینار میں اگر سونا زیادہ ہو وی توده سونا ہی کیونکہ فقوایسی کم ہو وی میں جیسوں کچھ نہ چمکے چاندی ہی
 اما خلقة كما فی الردی من الفضة والذهب او واحدة بسبب انها تشقت ولا تنطبق بدون الغش وانما
 یا اصل ہو وی جیسی رسی چاندی اور کم کاسونا یا عادت کی موافق اس سبب سی کہ او کو کوئی میں اور بدون خلوی کی گڑا نہیں جاتا
 تنطبق بمخلوط الغش فأفعلی هذا یعتبر الغالب لان المغلوب فی مقابلة الغالب کالمعروف فاذا کان الغالب
 اگر واجب ہی جاتا ہی کہ اوسین مانگا ہی اس حال کی موافق اکثر کا اعتبار ہو تا ہی کیونکہ غالب کی سامنی مغلوب کی کچھ سستی نہیں ہو وی بس تو اگر درہم میں چاندی
 علی الدرهم الفضة وعلی الدنانیر للذهب فهي فی حکم الفضة والذهب وان کان الغالب علیها الغش فان کان
 غالب ہو اور دنانیر میں سونا ہو وہ دونو چاندی اور سونا میں داخل ہیں اور اگر دکی اندر میل ہو تو پھر اگر او کا
 نقداً بلید فمادامہ واجها باقیہا ثمن لا یتعلق العقد بعینہما بل انما یتعلق بجنسہما وان امر تقعر وراجها
 جلع جاری ہی توجب تک او کا جلع باقی رہی گا تب تک وہ ثمن یعنی نقد میں عقداؤ کی تعیین سی متعلق نہیں ہو تا بلکہ اوس کہ کی درہم اور دنانیر سی متعلق ہو گا وہ ہو یا اور
 فہما سلماً بآیۃ ان العقد بعینہما ان علم المتعاقدان حالہما وعلم کل واحد منہما ان صاحبه یعلم حالہما وان لم یعلم
 تو پھر وہ نہشت اور چیز بست میں داخل میں عقد ہو تعیین ہو جائیگی اگر او کا حال بائع اور مشتری کو معلوم ہو اور دونو یہی جانتی ہوں کہ ہر ایک کیان درہم دنانیر کہ
 اولہ یعلم احدهما او علم انکم لم یعلم کل واحد منہما ان صاحبه یعلم فالعقد لا یتعلق بهما بل انما یتعلق بالراجح
 دونوں کو معلوم نہیں یا ایک کو معلوم نہیں یا دونوں کو معلوم تو ہی ہر دونوں کو یہ خبر نہیں کہ وہ دوسرے جانتا ہی تو عقیدہ ہی درہم و دنانیر سی علاقہ نہیں کہتا بلکہ جلع بازار سی
 فی ثبوتہ وان لم یترفع راجحہا بالکلیۃ بل کانتا بحیث یقبلہا البعض دون البعض فہما کالزبوف لا یتعلق العقد
 علاقہ نہیں ہی اور اگر او کا راجح جلع سلسلہ نہیں گیا بلکہ ایسا ہی کوئی تو نسبتا ہی اور کوئی نہیں لیتا تو اب وہ درہم و دنانیر کہوٹوں میں داخل میں عقداؤ
 بعینہما بل انما یتعلق بجنسہما من الزبوف ان کان البایع یعلم حالہما الثبوت الرضی منہ بجنس الزبوف وان کان
 متعین نہیں ہوں گی بلکہ عقد میں اوس کہ کی ہو وی درہم اور دنانیر رسی ہوں گی اگر بائع کو او کا حال معلوم نہ ہو کہ بائع اوس کہ کی کہوٹوں پر راضی ہو چکا ہی اور اگر
 البایع لا یعلم حالہما لا یتعلق العقد بالجنسہما من الجیلاد بعد ثبوت الرضی منہ بجنس الزبوف والثانی ہما
 بائع کو او کی حال سی اطلاع نہیں ہی تو پھر عقد میں اوس کہ کی ہری دینی ہو گی کیونکہ بائع کی رضا اوس قسم کی کہوٹوں پر ثابت نہیں ہی اور دوسرے امر جس سی
 یجب الاحتراز عنہ مدر السلعة فان من یصفیہا بما لیس فیہا ولم یقبل قوله فهو کذب وان قبل قوله فهو
 احتراز کرنا واجب ہی سبب کی ترغیب کرنی سبب جو شخص سبب کی ایسی ترغیب کری جو اوسین موجود نہیں ہی اور وہ مان ہی نہیں لیا تو وہ صرف جھوٹ ہی اور اگر او کا
 مع کونہ کذباً تبلیس وظلم وان وصفیہا بما فیہا فان کان المشتري یعلم بہ فهو ھذیان وتکلم بما لا یعنیہ ویجا
 کہا مان لیا تو وہ جھوٹ کا جھوٹ اور دغا بازی اور ظلم ہی اور اگر ایسی ترغیب کی جو اوسین ہی یعنی سچ ہو اگر مشتری کو وہ معلوم ہی تو مفت کی یک اور بیفائدہ کلام ہی اسپر چاہیے
 علیہ اند ما من کلمۃ تصدر عن الانسان الا یحاسب علیہ المقولہ تعالی ما یلفظ من قول الالدیہ رقیب
 کیونکہ حرات انسان کی زبانی نطقی ہی سو ہی محاسب طلب ہی دلیل اس آیت کی نہیں ہوتا ایک بات جو نہیں اوس پاس ایک راہ دیکھتا
 عتید وان کان المشتري لا یعلم ما فیہا فلا یاس بد کر القدر الموجود فیہا من غیر صالغۃ وافرط ویکون
 سبب اور اگر مشتری کو معلوم نہیں ہی تو وہ سکا روئے نقد نہیں ہی کہ جتنی بات اوسین واقع ہو بی مبالغہ ہی کم و کاست کہدی ومن نیت سی

اور اگر او کا حال معلوم ہو تو پھر اگر او کا

قصد منہ ان یعرفہ اخو المسلم ویرغبہ ویحصل مقصودہ ولا یحلف البتۃ لانہ ان کان کاذباً یكون
کما ہی بہا ہی مسلمان کو چنانکہ ترغیب دے گا کہ اسکا مقصود حاصل ہو جاوی اور قسم ہرگز نہ کہے گی کیونکہ اگر جھوٹی ہی

یمینہ غموسا وھی من الکبائر التي تذمر الدیاسر بلا قمر وان کان صادقاً فقد جعل اسم اللہ تعالیٰ عرضۃ لایمانہ
تو یہ سچے غموسے کیسے ہو گی کہ ملک کے اوجاؤ دیتی ہی اور اگر سچی ہی تو بیشک اللہ تعالیٰ کی نام کو اپنی قسموں کا نشانہ بنایا

ولاساء فیہ لان الدنیا اخس من ان یقصد تر ویجہا بن کر اسم اللہ تعالیٰ من غیر ضرورۃ حتی قال الفقہاء بیکرہ
اور ہر کیا گمبہ کنہ دنیا کا اتنا درجہ کہاں ہی بلا ضرورت خدا کا نام لیکر اوسکو رونق دیتی یہاں تک کہ فقہاء کہتی ہیں تاجر کو

للتاجر ان ینکر اللہ تعالیٰ ویصلی علی النبی علیہ السلام عند فتح متاعہ علی قصد تر ویجہ بان یقول اللہم
مکروہ ہی کہ سبب کہوئی ہوئی تر ویج کی نیت سی بسم اللہ کہ کر یا نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھا کر اسطور کہ کہا کر اللہم

صل علی محمد ما جودہذا والثالث مما یجب الاحتراز عنہ کتم عیوب السلعة فان من بیکم شیئاً لہا یكون
صل علی محمد کیا خوب مال ہی اور تیسرا امر جس سے احتراز واجب ہی مال کا عیب چھپا لینا بیشک جو شخص کوئی عیب چھپا لیتا ہی تو وہ

ظالمات امر کا للنصم الواجب ہر تکب اللغش الحرام فالواجب علیہ ان یظہر جمیع عیوبہا خفیہا وعلیہا وھذا امر
ظالم اور خیر خواہی کا تارک اگرچہ واجب ہی اور اختیار کر نیو لا وضا حرام کا ہوتا ہی پس تاجر پر واجب ہی کہ بیع کی تمام عیوب ظاہر و باطن بیان کر دے یا کر اور بیعت

یشق علی اکثر الخلق فمن لا یقدم علیہ فلیترک التجارۃ اولیو من نفسه علی عذاب الناس والرابع مما یجب الاحتراز
اکثر لوگون پر دشوار گذر ہی ہی ہم جس سے یہ بات نہ ہو سکی تو اوسکو لازم ہی کہ تجارت موقوف کرے یا اپنی جان کی واسطی دوزخ میں نہ کانا بناوی اور چوتھا امر جس سے احتراز کرنا

عنه الخیانتۃ فان من یخون لا یخلو اما ان ینکون خیانتہ فی المقدار او فی السعر او فی المراجعتۃ والتولیۃ فاما
واجب ہی خیانت کرنی بیشک جو شخص خیانت کرے ہی تو اسے خالی نہیں کہ یا لا مقدار میں خیانت کرے یا بیعت میں یا نفع یعنی میں یا از کی از بھتی میں

من ینکون خیانتہ فی المقدار فهو یدخل تحت قوله تعالیٰ ویل للظفیفین الذین اذا کتالوا علی الناس یستوفون
جو شخص مقدار میں خیانت کرے ہی تو وہ اس آیت کی مضمون میں داخل ہی غریبی ہی کہتا نیو لون کی وہ کہ جب ماہ لین لوگوں سی پورا بہر لین

واذا کالوا کالوا وقرنوا ثم یحسروا ولا یخون من هذا الا من یزید اذا اعطی ینقص اذا اخذ لان العدل الحقیق
اور جب دین او کو یا تول دین تو کہتا کر دین اور اس ویاں سی وہ ہی بچتا ہی جو دین میں کچھ نہ بلیو دیتی اور لیتی میں کچھ کہ لیلی اسکی کہ حقیقی عدل تو

قلہا یتصور فان من ینقص فی اخذ حقہ بکمالہ یوشک ان یتجاوزہ وکذلک کان النبی علیہ السلام اذا
بہت کم خیال میں آتا ہی بیشک جو کوئی اپنا حق پورا پورا لیا چاہی تو کیا معیہ ہی کہ حدی بڑھ جاوی اور اس سے دھڑی بنی علیہ السلام جب

اشتری شیئاً یقول للذی یزن الثمن وزن وارسج وکان بعض السلف یقول لا تستری الویل بحبۃ وکان اذا اخذ
کوئی شی مول لیتی تو ثمن دینی والی سی فرما دیتی کہ ثمن تول دی اور کچھ زیادہ دی اور بعضی متقدمین قول ہی ہم بعض ایک دانہ کی دوزخ نہیں خریدتی اور انکا بہر حال تھا

نقص حبۃ واذا اعطی زاد حبۃ وکان یقول ویل لمن یدیم بحبۃ جنة عرضها السموات والارض واما من ینکون
کہ جب لیتی تو کچھ کہ لیتی اور جب دیتی تو کچھ بڑا دیتی اور یہ کہتی افسوس اوسکی حق میں جو دانہ کی بدلہ ایسا جنت بیچا لی جسکا پہلا و آسمان اور زمین ہی اور جو شخص

خیانتہ فی السعر فهو من الظالمین التاسرکین للنصم الواجب اذ لیس لاحد ان یلبس علی البایع او المشتري سعر الوقت
یہاؤ میں خیانت کرے ہی سو وہ ایسا ظالم ہی کہ نصیحت جو کو سپر واجب ہی ترک کی کیونکہ کسیکو جائز نہیں ہی کہ بائع یا مشتری پر بہاؤ او وقت کا رلا دیوی

ویندم من المفرضۃ ویخفی من البایع غلاء السعر من المشتري انخطاطہ فان من یفعل ذلک ینکون من الذین لا یحب
اور فرصت کو غیبت سمجھی بائع سی تو گرانی بہاؤ کی چھپالی اور مشتری سی ارزانی بیشک جو ایسا کام کرتا ہی وہ اون لوگون میں داخل ہی کہ نہیں پسند کرنا

احدہم لاخیه المسلم ما یحب لنفسہ وقد روی انہ علیہ السلام قال لا یؤمن احدکم حتی یحب لاخیه ما یحب
اپنی بہا ہی مسلم کی واسطی جو اپنی واسطی پسند کرے ہی اور روایت ہی کہ نبی علیہ السلام فی فرمایا مؤمن نہیں ہوتا کوئی تم میں سی جب تک نہ پسند کرے اپنی بہا ہی کی

وانفعاله لا سيما في بيعه وشرائه كما هو مقتضى صيغة المبالغة في الصدوق والامانة فان سرب الاسراب في سبب
 اور افعال من خاص کر بیع اور شراء میں جیسی کہ مطلب مبالغہ کی صیغہ کا ہی لفظ صدوق اور امین میں بیچک پوروں کا عالم اور سبب
 الاسباب جعل الآخرة دار الثواب والعقاب وجعل الدنيا دار التشمير والاکتساب لکن لیس التشمير فی الدنيا مقصوداً
 الاسباب فی آخرت کو ثواب اور عذاب کا کہر بنا یا ہی اور دنیا کو محنت کشی اور تحصیل کا کہر مقرر کیا لیکن دنیا میں صرف آخرت کی ہی محنت کشی
 علی الآخرة بدون المعيشة قبل المعيشة ذریعۃ الی الآخرة ولا يكون المعيشة ذریعۃ الی الآخرة مالم يتادب المتشمير
 بدون معیشت کی نہیں ہی بلکہ معیشت آخرت کا وسیلہ ہی اور عیشت آخرت کا وسیلہ نہیں ہو سکتی جب تک دنیا کا طالب طریقہ شرعی
 طلبها باذاب الشرع فان الشرع اعتد فی طلبها ارکانا وشروطا یجب علیہ رعایتها عند مباشرته فی طلبها حتی یكون
 اختیار مقرر کیونکہ شرع فی دنیا کی طلب کی واسطی ارکان اور شرطیں ہیں جن کی نیکی طلب کرنا تو ان کی رعایت واجب ہوتی ہی تاکہ
 کسیہ صحیحاً خالیاً عن البطالان والفساد خالصاً عن مشابهة الحرمة والکراهة اذ لو ترک رعایتها لا یکن کسبہ
 ہوگی کائی درست بطالان اور فساد ہی خالی اور حرمت اور کراہت کی مولیٰ ہی صاف ہو کیونکہ اگر ان قواعد شرعی کی رعایت نہ کرے گا تو اس کی کسبہ
 صحیحاً بل باطل و تاسرہ یکن فاسداً فلا یکن خالیاً عن الحرمة والکراهة فعلى هذا لا بد له من معرفة
 درست نہ ہوگی بلکہ بعض دفعہ باطل اور بعض دفعہ فاسد ہوگی یہ حرمت اور کراہت سی گہی پاک نہ ہوگی اس بیان کی موافق اس کو بیع اور شرا
 البیع والشرع وکیفیه انعقادها حتی یتم عند الباطل من الفاسد والفساد من الصحیح ویخلص من الحرمة والکراهة
 اور کیفیت انعقاد کی معرفت پیدا کر فی ضرورت ہی تاکہ باطل کو فاسد ہی اور فاسد کو صحیح ہی الگ الگ کر سکی اور حرمت اور کراہت سی بیج جاوی
 ویبیسر لھا الصدق والامانة فیما فالبیع مباحلة المال بالمال ینعقد بالایجاب والقبول والمراد بالایجاب الکلام الضام
 اور بیع پورے شر میں صدق اور امانت میسر ہو سکی تو اب بیع بدلنا مال کا مال سی ہی اور ایجاب اور قبول سی پوری ہوتی ہی اور مراد ایجاب سی کلام اول کی ہی
 من احد العاقدین الا بایعا کان او مشترياً والمراد بالقبول الکلام الصادر من الآخر ثانیاً بایعا کان او مشترياً
 جو دونوں میں کسی ایک سی صادر ہو یا بیع ہو یا مشتری اور قبول سی مراد کلام دوسری کی ہی جو دوسری سی صادر ہو یا بیع ہو یا مشتری
 وانما ینعقد بها اذا کانا بلفظ الماضي مثل ان یقول البایع للمشتري بعثت منك هذا یکن فیقول المشتري اشتريت
 اور بیع ایجاب اور قبول کی جب گہتی ہی کو وہ دونوں صنفی لفظ ہیں جیسی یا بیع مشتری ہی کی ہی یہ مال میں تیری ہانتی کو بیچ چکا یہ مشتری ہی میں لی چکا
 او یقول المشتري للبایع اشتريت منك هذا یکن فیقول البایع بعثت لان البیع انشاء تصرف شرعی والانشاء اثبات ما
 یا بیع مشتری ہی کی ہی میں جیسی یہ چیز اتنی کو مولیٰ چکا یہ بیع ہی میں بیچ چکا اس لی کہ بیع انشاء یعنی نیا تصرف شرعی ہوتا ہی اور انشاء میں قائم کرنا
 لم یکن ثابتاً وهو لا یعرف بالشرع لان واضع اللغة لم یضع له لفظاً خاصاً والشرع قل استعمل فی اللفظ الموضوع
 معدوم کا ہوتا ہی اور کالم بدون شرع کی نہیں ہوتا واسطی کہ لغت ہائیو لی فی اسکی لی کوئی خاص لفظ نہیں وضع کیا اور شرع فی اسمین ایسا لفظ
 لاخبار المستعمل فی الماضي الذی یدل علی الوجود حتی یدل علی ان هذا التصرف ھما یزاد وجودہ فیعتقد بہ البیع و
 جرح ماضی میں خبر کی واسطی مستعمل ہوتا ہی اسمال کیا ہی جسمین وجود پر دلالت ہوتی ہی تاکہ یہ معلوم ہو کہ یہ ہی تصرف مقصود ہی ہو اوس سی بیع منعقد ہوتا ہی
 لا ینعقد بلفظین احدهما اقول لا بد فیہ من ثلثة الفاظ کما اذا قل المشتري للبایع بع منی هذا یکن اقول البایع
 اور بیع لفظوں سی منعقد نہیں ہوتی جو ایک لم ہو بلکہ اسمین تین لفظوں کی ضرورت پڑتی ہی جیسی اگر مشتری ہی بیچ سی کہی یہ مال میری ہانتی کو بیچدی اور بیچ ہی
 بعثت فما لم یقل المشتري ثانیاً انشاء ثبت لا ینعقد البیع وکن اذا قل البایع للمشتري اشتريت منی هذا یکن اقول المشتري
 مبنی بیچا یہ جتنک مشتری دواہ یوں کہیگا کہ میں خریدتا تو بیع منعقد نہ ہوگی اور ایسی ہی اگر بیچ مشتری ہی کی ہی جیسی یہ ہانتی کو خرید لی اور مشتری ہی
 انشاء ثبت فما لم یقل البایع ثانیاً بعثت لا ینعقد البیع واما اذا کان احد اللفظین او کلھا مضارعاً فیعتقد البیع اذا قال
 میں فی خرید یا یہ جتنک بیچ دواہ یوں کہیگا کہ میں بیچتا تو بیع منعقد نہ ہوگی اور اگر دونوں سی ایک کلام یا دو کلام مضارع ہوں تو بیج بیع منعقد ہوتا ہی

النية ويجمل لفظ المضارع على الحال وكذا ينبغي البيع على كل حال على معنى بيعت واشترى قال اليا بيع
 ثبت هو اذ اوس لفظ مضارع على حال كذا معنى يبيع او يبيى اي يبيع به لفظ سي جسين في معنى من من منعقد هو جاتي اي جسي يبيع بغيره
 للمشتري بعث منك هذا يكن او قال المشتري قبلت او قال المشتري البايع اشترى منك هذا يكن او قال البايع
 مبيع به شي تيرى اتمته انتي كويچي او مشتري كويچي من في قبول كويچي او مشتري بايچي كويچي من في تجسي فلاني كويچي او مشتري كويچي
 خذ هه منعقد البيع في كلتا الصورتين اما في الصورة الاولى فظاهر واما في الصورة الثانية فاذنه لما امر ان
 يبيى توبيع دون صور لون من منعقد هو جاتي كويچي او مشتري كويچي من في قبول كويچي او مشتري بايچي كويچي من في تجسي فلاني كويچي
 ياخذ بالبدل وهو لا يكون الا بالبيع صلا كانه قال بعته منك به خذ هه فيقصد البيع اقتضاء فيثبت العقد
 هو من بدل كويچي او مشتري كويچي من في قبول كويچي او مشتري بايچي كويچي من في تجسي فلاني كويچي او مشتري كويچي
 باعتبارده لا بلفظين احدهما امر حتى بنا في ما سبق لان المعنى هو المعتبر في هذه العقود وهذا منعقد البيع على
 باعتبار اقتضاء كويچي او مشتري كويچي من في قبول كويچي او مشتري بايچي كويچي من في تجسي فلاني كويچي او مشتري كويچي
 في الحسنيس والنفس هو الصحيح لتحقيق الرضيات لكن لا بد فيه من الاعطاء من الجانبين عند البعض وعند البعض
 مبيع كويچي او مشتري كويچي من في قبول كويچي او مشتري بايچي كويچي من في تجسي فلاني كويچي او مشتري كويچي
 يكفي الاعطاء من جانب واحد فان محمدا الشارقي الجامع الصغير الى ان تسليم المبيع يكفي في تحقق البيع هذا
 ايك طرف سي ادا كرنا بهي كفايت كرتنا بهي كويچي او مشتري كويچي من في قبول كويچي او مشتري بايچي كويچي من في تجسي فلاني كويچي
 اذا بين الثمن او كان معلوما كما اذا قال رجل لبايع الخنطة بكم تبيع الخنطة فقال قفيز بدرهم ففعل كوني
 بهي كويچي او مشتري كويچي من في قبول كويچي او مشتري بايچي كويچي من في تجسي فلاني كويچي او مشتري كويچي
 خمسة اقضه فكاله فذهب بها فذا بيع فعليه خمسة دراهم وكذا لو اشترى وقرا من الحطب بثمانية ثم
 قفيز ناپ دكا بهر اوسني ناپ دكا بهر ده ليكر حلا كيا بهر مبيع پوري بهي او اوسني ناپ دكا بهر ده ليكر حلا كيا بهر مبيع پوري بهي
 قال انت بوقر اخر والمقه هم هنا ففعل فذا بيع وله ان يطلب الثمانية ولو قال لبايع الحطب بكم تبيع هذا الوقر
 كيا بهر اوسني ناپ دكا بهر ده ليكر حلا كيا بهر مبيع پوري بهي او اوسني ناپ دكا بهر ده ليكر حلا كيا بهر مبيع پوري بهي
 من الحطب فقال بثمانية فقال سبق الحمار فساقه اختلفوا فيه قال بعضهم لا يكون بيعا لم يتسلم الحطب ولم ينقله
 بيجنا بهي او مشتري كويچي من في قبول كويچي او مشتري بايچي كويچي من في تجسي فلاني كويچي او مشتري كويچي
 الثمن وقال بعضهم يكون بيعا لانهم ارضا على التمليك والتملك والتراضي هو المعتبر في الباب لانه لما كان
 او بيجي نه بيلي او بعضي كويچي من في قبول كويچي او مشتري بايچي كويچي من في تجسي فلاني كويچي او مشتري كويچي
 باطنا اقيم الايجاق والقبول مقاصد له لانه عليه فاذا وجب احد العاقلين بايها كان او مشتري بايها كان او مشتري بايها كان
 امر مخفي بهي او مشتري كويچي من في قبول كويچي او مشتري بايچي كويچي من في تجسي فلاني كويچي او مشتري كويچي
 للمشتري بعث منك هذا يكن او قال المشتري البايع اشترى منك هذا يكن او قال البايع اشترى منك هذا يكن او قال البايع
 من في تيرى اتمته انتي كويچي او مشتري كويچي من في قبول كويچي او مشتري بايچي كويچي من في تجسي فلاني كويچي او مشتري كويچي
 العقد في المجلس وان شاء رده وهذا الخيار سمي خيار القبول ويمتد الى اخر المجلس ولا يبطل بالتاخير اليه و
 او رطاي روكري او رطاي روكري او رطاي روكري او رطاي روكري او رطاي روكري او رطاي روكري او رطاي روكري او رطاي روكري
 ان طال ما يظهر ما يبطله اذ يحتاج اليه المرء للتزديد وليس له ان يقبل العقد في البعض دون البعض اذ فيه
 اگر چه مجلس دراز هو جاتي كويچي او مشتري كويچي من في قبول كويچي او مشتري بايچي كويچي من في تجسي فلاني كويچي او مشتري كويچي

من سمي اي مبيع هو الذي يبيع به او الذي يشتري به

من سمي اي مبيع هو الذي يبيع به او الذي يشتري به

من سمي اي مبيع هو الذي يبيع به او الذي يشتري به

اليسيرة متعملة فيه لان كل من اخطأه صاحبه الى اجل معلوم او الى اجل غير معلوم
 جهالت كمن غلبه في بيعه فربما يقرض غلامه او كمن يقرض غلامه او كمن يقرض غلامه او كمن يقرض غلامه
 الى هذه الاوقات يصير ذلك الدين موجبا ويكون تأجيله لا يفسد الا القرض فلو كان تأجيله لا يكون له
 ان اوقات شكوره في تزويج دين مؤجل هو جاتاي او او سكي مدت لازم هو جاتاي سوار قرض افسدك بيضك اكي مدت لازم بين بوتي
 بل يجوز ابطاله لكونه من التبرعات ولا يجوز فيها كما في الامانة ولو اراد ان يكون تأجيله لا يفسد الا القرض فلو كان تأجيله لا يكون له
 بلك او كما ابطال جاتاي يكون فيه قرض صرفا حسنا هو جاتاي اسين كوي نيزو سكي بين جاتاي جيتي مدت من اوارا جاتاي قرض نقد كمدت لازم هو جاتاي قرض
 المستقرض المقرض على رجل بدينه فيؤجل المقرض في ذلك الرجل مدة معلومة فحينئذ يكون التاجر لا يفسد
 كقرض سوار قرض غلامه او كمن يقرض غلامه او كمن يقرض غلامه او كمن يقرض غلامه او كمن يقرض غلامه او كمن يقرض غلامه
 حتى لو اراد المقرض ان يطالبه قبل تلك المدة ليس له ذلك ومن اشترى شيئا لم ينقل لا يجوز له ان يبيعه حتى
 يملكه ان قرض غلامه او كمن يقرض غلامه او كمن يقرض غلامه او كمن يقرض غلامه او كمن يقرض غلامه او كمن يقرض غلامه
 يقبضه لما روي انه عليه الصلوة والسلام فحق من بيعه ما لم يقبض لما فيه من غرض انفساخ العقد على نقد
 اسوسكي كمدت بيت كمن يقرض غلامه او كمن يقرض غلامه او كمن يقرض غلامه او كمن يقرض غلامه او كمن يقرض غلامه او كمن يقرض غلامه
 هلاكه فانه لو هلك قبل قبضه ينقسم العقد ويجوز ان يقرض غلامه او كمن يقرض غلامه او كمن يقرض غلامه او كمن يقرض غلامه او كمن يقرض غلامه
 تلف هو جاتاي بيضك كمدت بيت كمن يقرض غلامه او كمن يقرض غلامه او كمن يقرض غلامه او كمن يقرض غلامه او كمن يقرض غلامه او كمن يقرض غلامه
 واما اذا قبضه فحينئذ يتم البيع فيكون بايعا ما كان قبل القبض لا يدري ان البيع يتم فيكون
 يجاتاي او كمن يقرض غلامه او كمن يقرض غلامه او كمن يقرض غلامه او كمن يقرض غلامه او كمن يقرض غلامه او كمن يقرض غلامه
 بايعا ما كان نفسه او ينقسم فيكون بايعا ما كان نفسه قبل القبض لا يدري ان البيع يتم فيكون
 ياو ط جاتاي كمدت بيت كمن يقرض غلامه او كمن يقرض غلامه او كمن يقرض غلامه او كمن يقرض غلامه او كمن يقرض غلامه او كمن يقرض غلامه
 لعدم المانع فيه وهو غرض انفساخ العقد على تقدير الهلاك لان الهلاك في العقار نادر ويجوز التصرف في الثمن
 كمن يقرض غلامه او كمن يقرض غلامه او كمن يقرض غلامه او كمن يقرض غلامه او كمن يقرض غلامه او كمن يقرض غلامه
 قبل قبضه سواء كان مما لا يتعين كالنقد او مما يتعين كالملك وانتقاء المانع وهو غرض انفساخ الهلاك لان الثمن
 يجاتاي او كمن يقرض غلامه او كمن يقرض غلامه او كمن يقرض غلامه او كمن يقرض غلامه او كمن يقرض غلامه او كمن يقرض غلامه
 يثبت في الذمة ولا يتعين بالتعيين والمكيل والموزون وان كان صبيعا من وجهه لانه ثمن من وجهه فلا ينقسم
 ذمه بربا بحت هو جاتاي او كمن يقرض غلامه او كمن يقرض غلامه او كمن يقرض غلامه او كمن يقرض غلامه او كمن يقرض غلامه او كمن يقرض غلامه
 البيع ببلاله والمراد بجواز التصرف في الثمن قبل قبضه جواز تملكه من عليه الدين ولو لم يرض الجواز عليه من
 بين ثمنين او ثمن من تصرف قبل قبض جاتاي او كمن يقرض غلامه او كمن يقرض غلامه او كمن يقرض غلامه او كمن يقرض غلامه او كمن يقرض غلامه
 غير من عليه الدين لان تملك الدين من غير من عليه الدين ليس بمشروع ويجوز بيع الحظوة وغيرها من
 كسواء او كمن يقرض غلامه او كمن يقرض غلامه او كمن يقرض غلامه او كمن يقرض غلامه او كمن يقرض غلامه او كمن يقرض غلامه
 الجواب مكاثلة ومجازفة وباناء لا يعرف قدره ولا ينكس بالكنس واما اذا كان ينكس بالكنس كالنيل ونحوه فلا يجوز
 بجانته سكي او كمن يقرض غلامه او كمن يقرض غلامه او كمن يقرض غلامه او كمن يقرض غلامه او كمن يقرض غلامه او كمن يقرض غلامه

في تحرير التاجر

عدها يجوز البيع في جميع الحالات المفصلة الى التزام وعندها يجوز البيع في جميع الحالات المذكورة في
 كبرى تو بيع سراسر جائز نهوكي بسبب جهالت كل من جبره كذا كذا في اي اور صاحبين كذا في اي اور فتاوى قاضيه
 فتاوى قاضيه ان الفتوى على قولها تبسيرا على الناس ولو ذكر عددها وقال للمشتري بعث منك هذا
 مذكور في كذا كذا في اي اور صاحبين كذا في اي اور فتاوى قاضيه
 القطيع على انه مائة شاة او هذا العدل على انه مائة ثوب بكذا ايهم البيع لكون كل من المبيع والثمن معلوما
 كذا كذا في اي اور صاحبين كذا في اي اور فتاوى قاضيه
 بالتمسية تكثر ان وجدة المشتري اقل او اكثر يفسد البيع اما فسادا اذا وجدة اكثر فلعدم دخول الزوائد
 لكن اكثر من ثوبين بكم بلانيه باي تو بيع فاسد هو باي كذا في اي اور صاحبين كذا في اي اور فتاوى قاضيه
 تحت العقد فيجبر دعه وهو مجهول لكون افراد الشاة او الثوب متفاوتة واما فسادا اذا وجدة اقل فلو جبر
 على ثوبين ايا او سكا هدا دينا وجب في اورده معلوم من كذا كذا في اي اور صاحبين كذا في اي اور فتاوى قاضيه
 سقطت حصة الناقص من الثمن عن ذمته وهي مجهولة اذ لا يدري ان الناقص كان جيدا او وسطا او رديا ولو
 مقدار قيمته كذا في اي اور صاحبين كذا في اي اور فتاوى قاضيه
 بين لكل منها ثمننا وقال كل شاة او كل ثوب بكذا ايهم البيع في الاقل لكن يكون المشتري مخيرا ان شاء اخذ الموجد
 باي في اي اور صاحبين كذا في اي اور فتاوى قاضيه
 بخصته من الثمن لكونه معلوما وان شاء تركه ويفسد في الاكثر لجهالة المبيع ومن قال لغيره بعث منك كذا
 من من كذا في اي اور صاحبين كذا في اي اور فتاوى قاضيه
 الخطوة التي في هذا الانبار ومن هذا الكدس ثمانية اخطاه حطة من موضع اخر لا يجوز لان ماسكي النقود يتعين
 كذا في اي اور صاحبين كذا في اي اور فتاوى قاضيه
 بالتعيين فلا يجوز استبدالها واقامة الاخر مقامه الا بالفسخ وتكرار العقد ومن باع شيئا وقال للمشتري بعث منك
 معين هو باي في اي اور صاحبين كذا في اي اور فتاوى قاضيه
 بغير ثمن يكون البيع باطلا لان الثمن اذا انقضى ينتفي ركن البيع فلا يكون بيعا ولو باعه وسكت عن ثمنه لا يبطل البيع
 بغير ثمن كذا في اي اور صاحبين كذا في اي اور فتاوى قاضيه
 بل يفسد لان مطلق البيع يقتضي المعاوضة واذا سكت عن الثمن يكون غرضه القيمة ويصير كانه باعه
 بكذا فاسد هو في اسلي كذا في اي اور صاحبين كذا في اي اور فتاوى قاضيه
 بغير ثمن وبيع الشيء بغير ثمنه فاسد لا باطل والحاصل ان البيع اذا لم يكن صحيحا فهو قد يكون باطلا وقد يكون
 اور شي كذا في اي اور صاحبين كذا في اي اور فتاوى قاضيه
 فاسدا فلا بد من بيان كل منها ليتمكن من الاحتراز عنهما فالبيع الباطل ما لا يصح باصلا ووصفه ولا يفيد الملك اصلا
 فاسدا بغير كذا في اي اور صاحبين كذا في اي اور فتاوى قاضيه
 ولهذا قيل من غلب على ظنه ان اكثر معاملة اهل السوق على البطلان ليس له ان يشتري منهم شيئا ولا يبيع له ما
 اشترى منهم والبيع الفاسد ما يصح باصلا لا بوصفه ويفيد الملك في المبيع بعد قبض المشتري اياه لكن لا على
 حول نهو كذا في اي اور صاحبين كذا في اي اور فتاوى قاضيه

وجه الطیب بل علی وجه الخبیث و لهذا قیل لا یجوز له ان یتصرف فیہ بتملیک و انتفاع حتی لو کان طعاماً
 راهی نہیں بلکہ نجاست کی راہی اسکی واسطی کہی میں کہ ایسی بیع میں تصرف یعنی تملیک کو یا نفع دینا حلال نہیں ہی یہاں تک کہ اگر طعام ہو
 لا یجوز له اكله ولو کان جائزاً لا یجوز له و طبعاً بل یجب علی کل واحد من البایع والمشتري فتح العقد فاعل القضا
 کہ یہاں حلال نہیں ہی اور اگر کوئی ہی تو صحت حلال نہیں ہی بلکہ ہر ایک با یع اور مشتری پر واسطی اور ہر ایک فساد کی عقد کا توڑنا واجب ہی
 وان لم یفسخ ابل باع المشتري ما قبضه بالشراء الفاسد بعقد صحیح بفقد بیعہ لانہ لما ملکہ ملک تملیک لغیرہ
 اور اگر دونوں ملک بیع نہ توڑی بلکہ مشتری ہی وہی بیع بیع فاسد کا قبضہ میں لیکر اور کی اسے عقد صحیح ہی بیچے اور اسکی بیع قائم ہی کیونکہ جب بیع کا مال ہوا تو
 بالبیع وغیرہ فلا یتصور بعد الفسخ لتعلق حق العبد به لان وجوب الفسخ سابقاً کان لحق الشرع و اذا جتمع
 بیع صحیح اور مشتری کا ہی ملک ہو اب بعد اسکی فسخ نہیں ہو سکتا کیونکہ اسے بیکار حق متعلق ہو گیا اسکی کہ پہلی تو واسطی حق شرع کی فسخ واجب تھا اور جب حق عبادت شرع
 حق العبد مع حق الشرع یقدم حق العبد لخاصته نعم کان الاولی للمشتري ان یتنزه عن شرائه اذ قیل من ظن
 جمع ہو جائی میں تو حق عبادت مقدم رہتی ہیں کیونکہ جب حاجت نہ ہی ان مشتری کو اولی سے تھا کہ اسکو کوئی دینا کیونکہ کہتی ہیں جسکو معلوم ہو
 ان اکثر معاملات اهل السوق علی الفساد یلغی له ان یتنزه عن شراء شیء منهم ومع هذا لو اشتری منهم شیئاً
 کہ اکثر معاملات اس بازار والوں کی فاسد ہوتی ہیں تو بہتر یہ ہی کہ اسکی کوئی چیز مول نہ لیوی اور نہ ہی اگر اسکی کوئی چیز مول لیں گے
 یجوز له الانتفاع به اذا کان العقد الاخیر صحیحاً و ذلك لان البیع مرنه مبادلة المال بالمال فكل بیع یوجد خلل
 تو اسکی نفع او ہونا حلال ہو گا اگر یہ عقد اخیر کا صحیح ہی اسکی کہ بیع کا مرنہ بیع ہی بدل مال کا بعض مال کی ہی بہر جس بیع کی مرنہ میں
 فی مرنه فهو باطل و كل بیع لا یوجد خلل فی مرنه بل فی غیرہ كاللتسليم والتسليم الواجبین به والانتفاع المقصود منه
 خلل ہوتا ہی تو وہ باطل ہوتی ہی اور جس بیع کی مرنہ میں خلل نہیں ہوتا بلکہ وصف میں ہو وی جیسی تسلیم اور تسلیم جو عقد ہی واجب ہوتی ہیں اور انتفاع جو بیع ہی
 وغیر ذلك فهو فاسد فحينئذ البیع بالدم والمیئة التي ماتت تحت انفها ونحوها باطل لانہ لا یصح باصله و وصفه
 مقصود ہوتا ہی اور سوا اسکی تو یہ بیع فاسد ہوتی ہی پس اب بیع بعض لو ہو اور مراد یعنی خود بخود مرئی ہوئی جانور کی اور مانند اسکی باطل ہی اسکی کہ اپنی اصل اور وصف دونوں
 لعدم وجود مرنه الذي هو مبادلة المال بالمال لان صفة المایة للشیء انما تثبت بقول كل الناس وبعضهم
 صحیح نہیں ہی کیونکہ اسکا مرنہ یعنی بدل مال کا مال ہی موجود نہیں ہی اسکی واسطی کہی میں وصف مایہ کا جائز ہوتا ہی کہ تمام لوگ یا بعضی لوگ اسکو مال سمجھیں
 ایاہ و هذه الاشیاء لا تعد الا عند احد من له دین سماوی والبیع بالخمر والخمر یور نحوها یکون فاسداً لانہ یصح
 اور یہ چیزیں یعنی لو ہو اور مراد کوئی شخص دین سماوی والہ مال نہیں سمجھتا اور بیع بعض شراب اور سود کی اور مانند اسکی فاسد ہوتی ہی اسکی کہ اصل میں
 باصله لوجود مرنه الذي هو مبادلة المال بالمال لان هذه الاشیاء تعد ما لا عند اهل الکفر ولا یصح بوصفه
 صحیح ہی اسکا مرنہ موجود ہی یعنی مبادلہ مال کا مال ہی اسکی کہ یہ چیزیں بعضی کفار کی نزدیک مال ہوتی ہیں اور وصف میں صحیح نہیں ہی
 لعدم تقویمها لان التقویم للشیء انما یدلث باباحة الانتفاع به شرعاً والشرع قد ابطال الانتفاع بها فی حق المسلمین
 اسکی کہ یہ چیزیں قیمتی نہیں ہیں کیونکہ کوئی شی صاحب قیمت جب ہوتی ہی کہ شرع میں اسکا برتنا مباح ہو وی اور شرع ان دونوں کا برتنا مسلمانوں کی حق میں باطل
 ومن باع کر من الخنطة ولم یکن فی ملکہ خطه فبطل البیع لعدم وجود مرنه الذي هو مبادلة المال بالمال
 اور جس نے ایک پیمانہ گنہوں کا بیچا جسکا وہ کسی ملک میں گنہوں نہیں ہیں تو بیع باطل ہوگی کیونکہ اسکا مرنہ موجود نہیں ہی یعنی مبادلہ مال کا مال ہی
 لان المال موجود عیال الیہ الطبع و یجری فیہ البذل والمنع والمعدوم لیس مال ولو كانت فی ملکہ خطه لکن كانت اقل
 اسکی کہ مال موجود ہوتا ہی کہ اسکی طرف طبیعت راغب ہو اور اسکو چاہی خیر کرے چاہی روک رکھی اور شیء معدوم مال نہیں ہوتی اور اگر اسکی ملک میں کیونکہ تو ہوتی پر مقدار
 مما سماه بیطل البیع فی المعدوم ویفسد فی الموجود ولا یجوز بیع زیت علی ان یوزن بظرفه ویطرح عنه بازاء الظرف
 مقرر ہی بیع کی سکتی تو معدوم میں بیع باطل اور موجود میں فاسد ہوتی اور حایر نہیں ہی بیچا تیل کا یا بن شکر کہ وزن سمیت تول کر بعض وزن برتن کی

ينبغي ذلك الخيط بعد ايام اسفل ما هو راسها الآن والا على ملك المشتري وما يحدث من الزيادة في ثمن ملكه و
 بعد خبره في سرى جواب هي شح في طرفه جات هي اورا وهر في جانب ملك خبره را که می آورد که جوهر بشتا جادیکا سوا وکی ملک من برینگا اور
 کذا لا يجوز بيع جلد الميتة قبل ان يدبغ لكونه غير منتفخ به ليجاسته وقد قال النبي عليه السلام لا تقتنعوا من
 جلد الميتة باهاب وهو اسم لغير الدبوغ وبعد الدبغ يجوز بيعه والانتفاع به لطهارته بالدباغ فان قيل نجاسته
 لا تأب اليه جرحي كبريتي من جود دباغت نهوا هو اور دباغت که نجاسته اور برتنه سب جاي زي اسلوي دباغت هي پاک هو جات هي پير دگر که هي اعراض که هي
 باتصال الدسومات به وذلك لا يمنع جواز البيع كالشوب النجس فالحجواب ان الدسومات في الجلد خلقة فماله تزلزل
 كذاست تركه في كل من هو في اس هي بيع منع من هو في جسي پاک کچرا جواب بهر هي که جلد من چکناي پيدايشي هو في جيب ککک کد دباغت هي
 تكون كعين الجلد وهذا الاعتبار يكون الجلد محرم العين بخلاف النجاسة في الشوب فانها ليست خلقة بل جاورته
 تروا عين جلد هي اورا هي اعتبار هي جرحي کی ذات حرام هو في هي برخلاف پاک کچرا سوي پيدايشي من هو في بلکه کچرا هي لگ جات هي
 بعد لم تكن متصلة به فلا يتغير حكمه من جواز بيعه والانتفاع به فكما يجوز بيع جلد الميتة والانتفاع به بعد
 بعد اتي که ده پاک هو تا هي سوا حکم جواز بيع اور برتنی کا بدل نہیں سکتا پھر جیسی کہ دباغت کی بعد مردار کا جرح ایچنا اور برتن جایی
 الدباغ کذا لا يجوز بيع عظمها وقرنها وعصها وصفها وشعرها ووبرها والانتفاع بها اذ لم تكن عليها دسوة
 ایسی ہمارا کی پڑیا اور سیگ اور شپی اور کو پند کی شم اور بال اور اونٹ کی ٹون ایچنی اور برتنی جایی جیہ ان پر جی نہوی
 لانها طاهرة لا يخلها الموت لعدم الحيوية فيها بل فيها النواكليات واما اذا كانت عليها دسومة فهو نجسة لا يجوز بيعها
 کیونکہ یہ سب پاک هو في من اعین موت کا اثر نہیں ہوتا اسلوی کہ انہی جان نہیں ہوتی بلکہ انہی صرف پڑنا ہوتا ہی جیہ انہی ان اگر ان پر جی نہوی تو پاک کی
 ولا الانتفاع بها وكذا لا يجوز بيع الجذع في السقف والذراع في الثوب اذا لم يمكن تسليطه الا بضره لا يوجب العقد
 اور نہ استعمال اور ایسی ایچنا شہتیر جہت من جرحی ہو گیا اور ایک کڑ کا کڑی من سی جایی نہیں اسلوی کہ بی نقصان اور شانی تسیم نہیں کر سکتا اور عقد کر سکتا
 لو قلم البايع الجذع او قطع الذراع قبل ان يفسد المشتري العقد يعود البيع صحيحا لزوال المفسد الذي هو الضرر
 اور اگر بائع فی شہتیر کو اوکھا لیا اور کڑ پھر کڑ پھر اوکھا کہ ای مشتری فی عقد کو نہیں توڑا تو یہ ہی صحیح ہو جائیگی کیونکہ مف یعنی خر تقرری پہلی دفع ہو گیا
 قبل تقرر هذا اذا كان الجذع معيناً والثوب ما يضره التبعض كالتقصيص ونحوه اذ لو لم يكن الثوب ما يضره التبعضية
 یہہ اس صورت من ہی کہ شہتیر معین ہو اور کڑا ایسا ہو جسکی پھاٹی نقصان ہوتا ہو جیسی کہ دغیرہ اسو اسلوی کہ اگر کڑا ایسا ہو جسکی پھاٹی سی نقصان ہوتا ہو
 كالكل اس يجوز البيع ولو لم يكن الجذع معيناً لا يعود البيع صحيحاً لبقاء الثوب ما يضره التبعضية قبل
 جیسی تھان تو بیع جایی ہی اور اگر شہتیر معین نہ ہو گا تو ہی بیع جہالت کی سبب درست نہیں ہی اگر کوئی یہہ اعراض کری اگر ایک بکری کا جرح اڑج کری سی پہلی
 الذبح لا يجوز ولو ذبح الشاة وسلم جلدھا وسلمه الى المشتري لا ينفذ البيع صحيحاً وان كان الجلد عيناً موجد كالجذع
 پچڑالی تو جایی نہیں ہی پھر اگر بکری کو ذبح کر کر اور جرح اور دھیر کر مشتری کی حوالہ کری تو بیع درست نہیں ہو جاتی اگرچہ جڑا معین موجود ہی جیسی شہتیر
 في السقف وكذا الوباع كرشها واكادعها ثم ذبحها وسلم باع منها فالحجواب ان الجلد وان كانت عيناً موجودا لکنه
 جہت کی اندر موجود ہی اور ایسی ہی اگر بکری کا پٹھا اور پایہ ایچنی پھر ذبح کر جو بچا تھا خرالہ کردی تو جواب یہہ ہی کہ جڑا اگرچہ عین موجود ہی پر وہ غیر بیع کی سبب
 متصل بغير المبيع خلقة فيكون تابعاً له فيكون العجز عن التسليم معنى اصلياً لا حكماً بخلاف الجذع فانه
 پیدایشی متصل ہی سوا ہی کا تابع ہی ہر تسلیم من عجز اصل ثابت ہی کچہ عجز حکم نہیں ہی برخلاف شہتیر کی کہ وہ
 عين مال في نفسه وانما ثبت الاتصال بينه وبين غيره بعرض فعل العباد والجزع عن التسليم حكمي
 بذات خود جدا گانہ مال ہی اور غیر کی سبب متصل ہو گیا ہی تو یہہ آدمیوں کا کام ہی یہاں تسیم من حکا عجزی

منه فعلى هذا يكون معنى الحديث على ما ذكره الترمذي ان الربوا ايكس تعاطيه فينتقل عند التقابل من يد
 اسكي موافق معنى حديثي مطابق بيان الترمذي في بيانه من ان الربوا ايكس تعاطيه فينتقل عند التقابل من يد
 الى يد فيختلط باموال الناس فياكلونه من غير قصد فيه فلا يستلزم احد من المذاهب وضربه وان سلم من تناوله
 تمام لو كان في مال من لجا ويكس به سب او سكو لا جاري اراده كما ينبغي به كونه في الكفاية او ضرر في سلامت زرعها اگر چه ظاهر من اين زمينه مي سلامت مي
 وتعاطيه وتسببه في شيوخ الجمل وعلم العلم باحكام البيع والشرا اذ قلنا يوجب من يخرجهما خبر به النبي عليه
 السلام كما سببه في جهالت كاسيلين او بيع او شراء في احكام في علي هي اسني كه ايسا شخص بهت كتر مدي هي كه حديث في معنى يتبادر
 ويجعل به فيجوز المتدين ياكل الربوا وهو لا يعلم انه ربوا فيكون انما التقصير في امر دينه فان من يبيع ويشتر من غير
 اور او بهر عمل كراي بهر تو دريكه كه دينه را دري بي خبر سود كهاري هي اورين جانتا كه بهر سودي سووه هي كنهگار بهر سودي كدين كي باب من تقصير في شيك شخص مسائل
 ان يتعلم احكام البيع والشرا ياكل الربوا شاء ام ابى وهذا كان عمر بن الخطاب رضي الله عنه يقول لا يبيع في
 اور احكام بيع او شراء كي سكي بهر دن تجارت كرفي لكي تووه سود كهاري وديك دل چاي يا الكا كراي اور اسهي في عمره بازار من بهر في اور سودا گرون كو كوري مادي اور كهي بهاري
 سوقا من لم يتفقه في الدين ولا ياكل الربوا شاء ام ابى فعلى هذا يجب على المؤمن ان يتعلم احكام البيع والشرا حتى يمكن
 بازار من جو شخص مسائل ديني نه جانتا هو سودا نكها كراي نهين تووه سود كهاري وديك دل چاي يا الكا كراي اس بيان كي موافق مؤمن پر دواجب هي كه بيع مشرا كي مسايل سكي كراي
 له الاحترار عن الربوا لان الربوا حرام حرمة الله تعالى في كتابه وشددا في فيه بايات من جعلها قوله تعالى الذين
 تاكه سودي بهر سكي كيوكه سود حرام هي سود كو اسدقالي في ابي كآب من حرام كوني آيات من تشد كياهي او عين هي ايك بهر آيت هي جو لوگ
 ياكلون الربوا لا يقومون الا كما يقوم الذين يكتنون في الشيطان من الميسر فانه تعالى قد اخبر في هذه الآية ان الذين
 كهافي من سود نه او شيك قياست كو مگر چه طر او هتا هي جسكي حواس كو ديني من نهيت كره بيشك انه تعالى في اسر آيت من بهر خبر دي هي كه جو لوگ
 ياكلون الربوا لا يقومون من قبورهم اذا بعثوا الا القيام المصروع من المجنون الذي يكون فيهم بسبب اكلهم الربوا
 سود كهافي من بين ده قبر من من هي جو كالي جاريكي تو اليكي تكلين كي جيسي مرگي مارا هوا مژين هي جواو كي اندر سود كهافي هي پيدا هوگي
 فيكون قيامهم وسقوطهم كالصروع لكن لا اختلال عقولهم بل لان الله تعالى يربي في بطونهم ما اكلوه من الربوا
 بهر او كها او هتا اور كرا مرگي واليكسا سود كهاري بهر اسني نهين كه او كي عقل من فتور هو دي بلكه اسو طي كه الله تعالى لكي پي طين سود كو پرورش كركيا او كي
 فينقلهم يصيرون كحبلين يقومون تارة ويسقطون اخرى وهذه العقوبة تشلهم يوم القيمة يعرّفون بهل عند
 بوجه كي مادي حاكمه كي طر كهي او شيك اور كهي كريك اور بهر عذاب قياست كي دن او كوا ايسا پكر كيك كه اسهي هي اهل محنت كو معلوم هو جاريكي
 اهل المحشر فان كل احد من اهل الموقف يعرف انهم اكلوا الربوا وقد روي انه عليه السلام قال ليلة اسري بي آيت في
 بيشك بهر شخص اهل موقف من سمجه جاريك كه بهر بياج خور من اور آيت هي كه نبی عليه السلام في فرمايا كه معراج كي شب كو من ايك قوم بهر بهر
 بطونهم كالبيوت فيها حيات وعقارب ترضي من ظاهر بطونهم فقلت يا جبريل من هو كاه فقال اكلوا الربوا فعلى هذا
 كه او كي بهر آيت هي فراخ هي جيسي كه او كي نهيت سانپ اور بهر باهر هي نظر آتي نهين من بي جها كجر ميل بهر كون لوگ من جواب ديا بياج خور اس بيان كي موافق
 ينبغي لمن يتجران يتعلم من العلم مقدار ما يحتلج اليه في تجارته ليسلم من اكل الربوا فان الربوا من الكبار وهو في
 تا جركو لازم هي كه اتني مسائل جسكي تجارت كي اندر حاجت بهر تي هي ضرر سكيه في تاكه سود كهافي هي نجي كي كه سودا لين كيه كناه هي اور سود
 اللغة مطلق الفضل وفي الشريعة فضل خال عن عوض شرط في احد البدلين وهو نوعان ربوا الفضل وربوا
 اصل لغت من مطلق زيادت كه هي من اور اصطلح شرعي من ده زيادت جسكا بدله احد البدلين من مشروط بهر اور سود كي روقم من ايك سود زيادت كا
 النسبة اما ربوا الفضل فشرطه ان يكون العوضان من جنس واحد وان يكونا من جنس المكمل والموزون وان يكونا
 هو ايك سود و ديك سود زيادت من تو بهر شرط هي كه دونو عوض ايك جنس كي هون اور بهر شرط كه دونو جنس مكمل هي هون يا جنس موزون هي اور بهر شرط كه دونو

مما یدخل تحت المعیار الشرعی وهو الکیل فی الکیلات والوزن فی الموزونات ویعبر عنها بالقدر فعلى هذا فضل
 ایسی ہون کہ مقدار شرعی کی تلخیص ہون کہ وہ مکمل میں کیل ہی اور موزونات میں وزن ہی اور ان دونوں کو قدر کہتی ہیں اب اس بیان کی موافق زیادت
 قفیر کثیر علی قفیر لایکون ربوا لعدم کونہما من جنس واحد وفضل من روع علی من روع کفضل ذرا علی
 دو پیمانہ جو کہ ایک پیمانہ گہرا ہے سو نہ ہو لہذا کیونکہ دونوں ایک جنس نہیں ہیں اور زیادت گرگت کی گرگت پر جیسی زیادت دو گرگت کی
 ثوب علی ذراع منہ وفضل معدود کفضل بیضتین علی بیضة لایکون ربوا لعدم کونہما من جنس الکیل
 ایک گرگت کی پر اور زیادت معدود کی جیسی زیادت دو انڈون کی ایک انڈی پر سو نہیں ہی کیونکہ یہ دونوں جنس کیل ہیں
 او الموزون وفضل حفتی حنطة علی حفة منها لایکون ربوا لعدم دخولها تحت المعیار الشرعی لان
 اور جنس موزون اور زیادت دو مٹی گہرا کی ایک مٹی گہرا پر سو نہیں ہی اسلئے کہ یہ دونوں شرعی کی نقلی داخل نہیں ہی
 المعتبر فی تقدیر الکیلات فی الشرع نصف اصم لا مدونه وفضل کری برکری شعیر علی کری وکر
 ہوا سطحی شرعی میں تقدیر کیلکات میں معتبر آدم صاع ہی اس کی مٹی نہیں اور زیادت دو پیمانہ گہرا اور دو پیمانہ جو کہ اور ایک پیمانہ گہرا ایک
 لشعیر لایکون ربوا لان الاول وان کان فاضلا علی الثاني الا انه غیر خال عن العوض بضر الجنس الی خلا
 جو کہ سو نہیں ہی اسلئے کہ اول اگرچہ دوسری سے بڑھتی ہی لیکن بدلہ ہی خالی نہیں ہی بسبب لگا دینی ایک جنس کی بدلہ خلاف جنس کی
 الجنس فان الجنس اذا قبل بالجنس یقابل کل جزء من احوالها بکل جزء من احوالها وفضل لیسیر
 کیونکہ جب ایک جنس اپنی جنس کی ساتھ مقابل ہوتی ہی تو ہر جزء ایک کا دوسری کی ہر جزء کی مقابلہ ہوتا ہی ہر اگر ایک جنس میں زیادت ہوتی ہی تو وہ زیادت
 ذلك الفضل تاویا علی مالکہ فلیصا نة اموال الناس عن التوی اوجب الشارح فیہا المماثلة بالقدر واذ قابل
 مالک سی مفت جاتی ہی سو گو کہ کامل تلف ہونی ہی بچا ہی کو شارح فی اوسین مائت قدر کی واجب کردی ہی اور جب ایک جنس خلاف
 الجنس یخیر الجنس لا یتصور مقابلة جزء بجزء حتی یتحقق التوی لان التوی انما یتحقق عند مقابلة الجنس
 جنس کی مقابلہ ہو ہی تو ہر مقابلہ جز کا جز سی مقصور نہیں تاکہ مفت جانا ثابت ہو ہی اسلئے کثرت جانا جب ہی ثابت ہوتا ہی کہ جنس کا مقابلہ
 بالجنس مع وجود الفضل فی احوالها واما ربوا النسبة فشرطه ان یتكون الجنس والقدر متحدین فی العوضین
 جنس سی ہو اور ایک بڑھتی ہو اور ربوا سودا وادما کا سواوسین یہ شرط ہی کہ دونوں عوض میں جنس یا قدر ایک ہی ہو ہی
 لان حلة الربوا عند العلماء الخفية الکیل مع الجنس والوزن مع الجنس فاذا وجد الوصف فان ای الجنس والمعفی
 اسلئے کہ علت سود کی علما خفیہ کی نزدیک کیل مع الجنس ہی یا وزن مع الجنس ہی پس جب دونوں وصف یعنی جنس اور ایک ساتھ ہی ہونی معنی یعنی کیل
 المضموم الیہ من الکیل والوزن یجرم الفضل والنسبة لوجود العللة المحرمة لهما واذ احرما یجل الفضل والنسبة
 اور وزن موجود ہوں تو زیارت اور او دما و دو تو حرام ہوتی ہیں اسلئے کہ علت دونوں کی حرام کرنی الی موجود ہی اور جب یہ دونوں وصف نہیں تو زیارت اور او دما
 لعدم العللة المحرمة لهما واذ اوجد احدهما وعدم الآخر یجل الفضل ویجرم النساء لان جزا العللة وان
 دونوں حال میں کیونکہ علت دونوں کی حرام کرنی الی نہیں ہی اور جب ایک وصف ہو اور دوسرا نہ تو زیارت حلال ہی اور او دما حرام اسلئے کہ علت کا جز اگرچہ
 کان لا یوجب الحكم لکنه یورث الشبهة وهي فی باب الربوا لمحققة بالحقیقة وان کانت ادنی منها فلا بد من
 حکم کو یہاں نہیں کر سکتا پر شہ کو یہاں کر سکتا ہی اور سود کی باب میں شہ حقیقت کی ساتھ شمار ہوا ہی اگرچہ شہ حقیقت سی کم رتبہ ہی ہیں
 اعتبار الطرفین ففی النسبة احد البدلین معدوم وبيع المعدوم لا یجوز فیصیر هذا المعنی مرجحا لتلك
 اعتبار دونوں طرف کا ضروری سواد بدین احد البدلین معدوم ہوتا ہی اور بیع معدوم کی جائز نہیں ہی یہ یہ بات شہ کو قوی کر دیتی ہی
 الشبهة وفی غیر النسبة هذه الشبهة لا تغتبر لکونها ادنی من الحقیقة والحاصل ان حرمة الفضل بوجوب التوی
 ایدون اور دما کی اس شہ کا کچھ اعتبار نہیں ہی کیونکہ شہ حقیقت کی سامنی ہی حقیقت ہوتا ہی ظاہر یہ یہ ہی کہ حرمت زیادت کی دونوں وصف کی ہونی ہی

وحقة النساء بوجود أحدهما أو القدر أو الجنس فعلى هذا يلزم بيان ما كان من جنس واحد وهو لا يمكن من جنس واحد
 اور حجت او دہار کی ایک نصف پر یا قدر ہو یا جنس ہو اسکی موافق لازم ہوا بیان کرنا ایک جنس کا اور جو ایک جنس نہیں ہے

فالغلب جنس واحد وان اختلفت ألوانه واسماؤه وكذا الذئب حتى لا يجوز بيع بعضها بالبعض المتساويا وكذا
 سوا نکور سب ایک جنس ہیں اگرچہ اوکی رنگ اور نام جڑی ہوں اور ایسی ہی سوزہ یہاں لگے ایک قسم کی بیج دوسری قسم سی جائز نہیں مگر برابر برابر اولیٰ ہی
 ثمار الفحل علم بالجنس واحد وان اختلفت ألوانها حتى لا يجوز بيع بعضها بالبعض المتساويا وكذا كل نوع من
 چڑی تمام ایک جنس ہیں اگرچہ اوکی قسمیں مختلف ہیں یہاں تک کہ ایک قسم کی بیج دوسری قسم سی سوار برابر کی جائز نہیں اور ایسی ہی پہل ہر ایک
 الشجر الكثير وغيره جنس واحد لا يجوز بيع نوعه بالمتساويا وكذا البقر والجواميس جنس واحد لا يجوز
 درخت کا جیسا ہرود وغیرہ ایک ہی جنس ہی ایک قسم کی بیج دوسری نوع سی کئی بڑھتی جائز نہیں اور ایسی ہی گای اور پیس ایک جنس ہی ایک کا گوشت

بيع لحم واحد بلحم الاخر المتساويا وكذا الابل عرابها ونحایتها جنس واحد لا يجوز بيع لحم واحد بلحم الاخر المتساويا
 دوسری کی گوشت سی کم و زیادہ بیچا جائز نہیں اور ایسی ہی اونٹ عربی ہو یا نجی ایک جنس میں ایک کا گوشت دوسری کی گوشت سی کم و زیادہ بیچا جائز نہیں
 وكذا الغنم ضأنها ومعزها جنس واحد لا يجوز بيع لحم واحد بلحم الاخر المتساويا ولحم الابل والبقر والغنم والباننا اجناس
 اور ایسی ہی گوسفند ہیں ہیر اور بکری ایک جنس میں ایک کا گوشت دوسری کی گوشت سی کم و زیادہ بیچا جائز نہیں اور اونٹ اور گامی اور بکری کا گوشت اور انکا دودھ

مختلفة وكذا اليت واللحم وشحم البطن اجناس مختلفة وكذا الحديد والرصاص والنجاس الصفرا جناس مختلفة حتى
 مختلف جنسین ہیں اور ایسی ہی چکنی اور گوشت اور پیٹ کی چربی مختلف چیزیں ہیں اور ایسی ہی لود اور رنگ اور نانبا اور کاسنی مختلف جنسین ہیں یہاں تک
 يجوز بيع بعض هذه الاجناس ببعض الاخر متساويا ومتفاضلا لا نسئله لوجود احد جزئي العلة وهو الوزن في
 کہ بیع ہر ایک کی انہیں ہی دوسری جنس سی برابر برابر اور کئی بڑھتی دونوں طرح جائز ہی اور انہیں جائز ہی کہ ان سب میں علت کا ایک جز موجود ہی ہے وزن

جميعها والاصل فيه قوله عليه السلام الذهب والفضة والبر والبر والشعير بالشعير والقمير
 اور اصل اس میں یہ حدیث ہی سونا بدلہ سونی کی اور چاندنی بدلہ چاندنی کی اور گہون بدلہ گہون کی اور جو بدلہ جو کی اور جو بدلہ

بالتمر والماء مثلهما مثلهما فسد فسد واستراد فسد فسد والخذ والعطى سواء وهو حديث مشهور لا يفتق
 بدلہ چھباری کی اور تکہ بدلہ تکہ کی برابر برت برت بہر اس اتہدی اس اتہدی پہر جنسی زیادہ دیا اور زیادہ بلیا بلیک سولیا لینی والا اور دینی والا اور نور برابر ہیں اور حدیث ہے

بالقبول والتفوق اعلان الحكم ليس مقصودا على هذه الاشياء التي لا تتقبل النص معلول وعلة عند الحنفية في الذهب
 ہکو علما قبول کر کر سپر منفق ہوئی ہیں کہ حکم انہی جہوں اشیا پر حصر نہیں ہے بلکہ یہ نص معلول ہی اور کی علت علما حنفیہ کی نزدیک سونی

والفضة والوزن مع الجنس فيتعدى الى كل موزون كالحديد ونحوه وفي الأربعة الباقية الكيل مع الجنس فيتعدى
 اور چاندنی میں وزن مع الجنس ہی سوا سکا اثر ہر ایک موزون میں پہنچتا ہی جیسی لود وغیرہ اور باقی کی چاروں میں کیل مع الجنس ہی اسکا اثر

الى كل كيل كالنحوه لان المراد بالمثل المذكور في الحديث الكيل في الكيلات والوزن في الموزونات كما جاء
 ہر یک میں پہنچتا ہی جیسی چونکہ وغیرہ اسکی کہ مراد لفظ مثل سی جو حدیث میں آیا ہی کیلات میں کیل اور موزونات میں وزن ہی چنانچہ

في رواية اخرى وزنا بوزن وكيل بكيل مكان قوله مثلا بمثل وروى الحديث بروايتين بالنصب والرفع اما النص
 ایک اور روایت میں وزنا بوزن وکیل بکیل آیا ہی یعنی وزن اور کیل میں برابر بجای مثلا بمثل کی اور اس حدیث کی دو روایت ہیں ذہر اور پیش ذہر کی صورتیں

فتقديره ببيع الذهب بالذهب فيكون الكلام امرا واما الرفع فتقديره ببيع الذهب بالذهب فيكون الكلام
 تقدیر کلام کی یہی ہے جو تم سونی کو سونی سی تو یہ امر ہوا اور پیش اس صورت میں تقدیر کلام یہی ہے بجا جوی سونا سونی ہی اس میں

خبراً وخبر الرسول امر فلما كان الامر للوجوب مع كون البيع مباحا صرف الوجوب الى رعاية المماثلة والمثل بالمماثلة
 خبر ہوا اور خبر رسول کی بجای امر کی ہوئی ہی اور چونکہ امر وجوب کی لئی ہوتا ہی اور بیع اصل میں مباح ہی تو اس وجوب کو رعایت ممانت پر لگایا اور لمانت سی

جنس الاثمان وهي النقود فاذا بيع منها الجنس بجنسه كما في ابيع الذهب بالذهب او الفضة بالفضة

جنس ثانی سی برقی ہیں یعنی تقووا میں اگر ایک جنس کو اپنی جنس سی بچیں جیسی سنا سوئی سی یا چاندی چاندی سی تو وزن میں برابر ہوتا

بشرط التساوي في الوزن والتقاضى قبل الافتراق بالادمان واذا ابيع منها الجنس بغير جنسه كاذابيع للذهب

شرطی اور افتراق جسمانی سے پہلی قبضہ بھی شرطی اور اگر ایک جنس دوسری جنس سے پہلی قبضہ جیسی ہوتا

بالفضة والفضة بالذهب لا يشترط التساوى في الوزن بل يجوز التفاضل والجائز فيه لكن يشترط التقابل

چاندی یا چاندی سوئیسی تووزن میں برابر ہونا شرط نہیں بلکہ کتنی ہر سوئیسی اور انکل سی پی جائیز ہیں مضمر میں

قبل الاقتراق بالابدين لقوله عليه الصلوة والسلام الغضه بالغضه هاء وهاء وفي حديث الشراطين عليه
الاقتراق جساوى يعلم شرطى واسم ارشادنى عليه السلام كى چاندی نغوض چاندى كى اور ہلى اور ہردى اور ايك اور حديث میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم

[illegible]

والسلام قال الذهب بالورق هاء وهاء وهو بالمد والضم مخمزة صوب بمعنى حذ والمزد بفتح الباء أصل من القدر
واسم مني فرما سنا بنوع جاندی که او بی دردی اور را بداد برزه که زبیدی آوازی یعنی می ارید و ارادی و نیز کاتفه جماعتی افغان سی

والسلام فی قرآننا سونا نبوس چاندی فی اوهری فی ادبهر دی اور ما در بحر فی زبانی اوهری یعنی فی اس کی مرادی دونو کا حصہ جس کا فی قرآن کا بالاندان لان المعنی ان کا واحد مع المتعاقد بقول اصحابها فتقاصدا بقوله الا فاق بالاندان وان

پہلے کیونکہ معنی یہ ہے کہ بائع اور مشتری ہر ایک (دوسری سی گہری فی تا کہ دونوں کا قبضہ انقراق بدلی سے پہلے بر جادی اور اگر

كانا بمشيان معا في جهة واحدة حتى اوشيا فوسعا اثني بقا بضائل الا فتراق يصح لقول ابن عمر رضي الله عنه

۷۷ پندسیان شعاعی بجهت واحد حرکتی و متساویاً حرکتی بهم بعد از تابیدن از صورت یک جسم صلب و بی شکلی
 ده دو نوایک طرف کو همراه بپلی جاتی هون یہاں تک کہ اگر کوس ہر جا کہ ہر قبضہ کرن افراق سی پہل نور دستہ کیونکہ ابن عمر رضی اللہ عنہ کا قول ہے

ان وث من سطح فيتم معه وليس المراد من هذا الكلام الامر بالوثنة المملوكة بل المراد منه المبالغة في تراش

اگر وہ چہیت سی کو پڑی تو یہ بھی اوسکی ساتھ کو دی اور اس کلام سی مراد کو پڑنی کا حکم نہیں ہی جو ہلاک کر دیتا ہی بلکہ مراد مبالغہ سی کہ قصہ سی پہا ساتھ بر گز

لا تفرق قبل القبض ولا يشترط وجود العوضين في ملكهما وقت العقد حتى لو باع أحدهما من الآخر دينارا

اور یہ شرط نہیں ہے کہ عقد کی وقت دونوں عرصوں طرفین کی ملک میں ہوں یہاں تک کہ اگر ایک فی دوسری کی ہفتہ ایک دینار

عشرة دراهم ولم يكن في ملكها شيء من العوضين واستقرض كل منهما ما وجب عليه اداؤه من الدين

عوض دس درہم کی بجایا اور نہ دینا رہی یا س دس درہم پیہر دو لونئی اپنا اپنا دین واجب الادا ایک فی دینا رپور دوسری فی درہم

دفعه الى صاحبه قبل الافتراق يجوز فعلى هذا يكون من الربوا ما يفعل به كثير من الناس في هذا الزمان

اس بیان کی موافق جو اکثر لوگ اس زمانہ میں عمل کرتے ہیں سب سود میں داخل ہیں تو جائز ہے پہلی امارت دیا

هوان احد هم بين هب الى واحد من اهل السوق فيعطيه دينارا او قرضا فيقول له اعطني به درهم فيعطيه
 (في) ايك شتم بازار من دكاندار يا سحاكر ايك دينار يا قرض او سكو دكم كستاي اسك مجھ دراهم دمي پيو ده او سكو

ی ایله بھس بازار میں دکاندار پاس جا کر ایب دینار یا قرش اوکو دیکر کہتای اسی عجی درام رسیدی پھر وہ اوکو
مضامہ۔ الدرہ او لا لطرہ نشأنا یقول لہ لیس عند محمد اہ فانت بعد ساعۃ فاعطی ادر اہ او فین

تو بتو می در ارم دیدت یاری اور بعض دفعه گفتمی بمن دیتا انک اوس سی کنای باب تو در ارم می پاس من من پیر کبری بهری بعد آنا اختاری در ارم و ارم و گنگ

عن قرض جميع الدماء وهذا باطل داخل في الربو الموجب لافتراق قبل القبض الواحد في الصنف وعلى تقدير

۵۔ وراہم لئی بغیر جلاجاتا ہی یہ سب باطل سود میں داخل کی کوئیک انفاق قبضہ سی پہلی جو صرف میں واجب ہی ہو جاتا ہی اور بالفرض تمام دواہم پر

فقال له كما قيل الا فتة اقل بالعدد لا بالوزن وهو وزن كان جائزا في الدينار لعدم وجوب الوزن عند اختلاف

۱۰ الا فراق قبضہ ہی کرتی ہیں تو لکن قبضہ کرتی ہیں ورنہ اگر نہیں کرتی ایسا قبضہ اگرچہ دیا رہیں جائز ہی کیونکہ جب جنس مل جاتی ہی تو وزن واجب نہیں۔

نفس لكن لا يجوز في القرش لوجوب الوزن عند اتحاد الجنس حتى يعلم التساوى في الوزن والظاهر ان القرش

لیکن فرش میں جایز نہیں ہی اسلی کہ جب جس متحد ہودی تو وزن واجب ہو تا ہی تاکہ برابری وزن میں معلوم ہو جادی اور ظاہر یہ ہے ہی کہ قرش

[illegible]

الشر من الدراهم المعدودة فيكون سربوا وطريق الخلاص من الربوا اذا بيع بلا وزن الغضنة الكثيرة بالفضة
 ورواهم معدودي وزن من نأوه هو تباي بهر سودي بوديكي اوجيه سودي بجني كما اگر لوزن بڑھتی چاندی تہوڑی چاندی سی بیچیں تو یہ ہی
 القليل ان يجعل في قلبها وزنا شئ من خلاف الجنس مما له قيمة اذ لو لم يكن له قيمة لحقته من التراب يصح البيع
 بغير وزن من تہوڑی چاندی کی ساتھ کچھ اور چیز قیمت دار خلاف جنس روین اسلکی کہ اگر کی قیمت شئ ہوگی جیسے ایک مٹی مٹی تو بیع جائز ہوگی
 واقل ما يكون قيمته مشروطة ليجوز البيع فلس ثم قيمة الخلاف ان كانت مثل قيمة الزيادة يجوز البيع ولا يكره
 اور کم سی کم قیمت دار شئ جنسین بیع درست ہو جاوی پس ای پیر اگر قیمت اوس شئ مخالف کی برابر اور کم کی بڑھتی چاندی کی ہو تو بلا گراہت بیع جائز ہی
 وان كانت شيئا قليلا يجوز البيع لكن يكره كذا روى عن محمد فقيل له كيف تجده في قلبك قال مثل الجبل ولو
 اور اگر وہ تہوڑی بودی تو بیع جائز ہی پر مکر وہ امام محمد سی یہ ہی روایت ہی کسی فی اوسنی پوچھا تمہاری دلیل کیسی معلوم ہوتی ہی کہ جابجہا ہوا اور اگر
 فحشر رجل الاضي مع الرسول دينارا ليصرفه لا يصح لوجوب التقابض قبل الاقتراف بالابدان وقبض الرسول وتسلمه
 کسی شخص صرف کی پاس سول کی ہاتھ دینا یہیچا تاکہ پہلا دی تو جائز نہیں ہی کیونکہ قبضہ فراق جسمانی پہلی واجب ہی اور رسول کی قبضہ اور تسلیم
 لا يعتبر فيمنع ان يوكله لان الوكيل يقيم مقام الوكيل فيعتبر قبضه وتسليمه فيوجد التقابض قبل الاقتراف
 کی اعتبار نہیں ہی اب یوں لازم ہی کہ اوکو وکیل کر دی پہلی کہ وکیل مکمل کی جگہ ہوتا ہی اوکا دیا لیا سب معتبر ہی اب طرفین کا قبضہ فراق جسمانی ہی پہلی
 بالابدان ولا يجوز التصرف في ثمن الصرف قبل قبضه فان من باع دينارا بعشرة دراهم ولم يقبض الدراهم بل
 ہو جاوگا اور بیع صرف میں قبضہ سی پہلی ثمن میں تصرف جائز نہیں ہی بیشک اگر کسی ایک دینار دس دراهم کو بیچا اور دراهم پر اپنی قبضہ نہیں کیا کہ دراهم کا
 اشترى بها ثوبا يفسد البيع في الثوب لفوات القبض الواجب بالعقد حقا لله تعالى والقياس كان يقتضي جواز
 ایک تھان مول بلیا تو کڑی کی بیع فاسد ہی کیونکہ قبضہ جو سب عقد کی حق اسہ واجب ہوا تھا فوت ہو گیا اور قیاس چاہتا ہی کہ جائز ہو دی
 لان الدراهم والدينار لا تتعين فينصرف العقد الى مطلقهما وانما لم يحجر لان الصرف بيع ولا بد فيه من مبيع وليس
 ہتھی کہ دراهم اور دینا انہر متعین نہیں ہوتی تو یہ عقد مطلق ثمن کی طرف گھاوی ہو جائز اس واسطی نہیں کہ صرف بیع ہی اسمین مبیع کا ہونا ضروری اور
 فيه سوى الثمنين وليس احدهما اولى بكونه مبيعا من الآخر فيجعل كل واحد منهما مبيعا من وجهه ونشنا من
 ہمیں مجز و نو ثمن کی کچھ نہیں ہوتا اور ایک کو دوسری پر کچھ فوقیت نہیں ہی جو بیع ہوا یا جاوی اب لاچار ہر ایک ایک وجہ سی مبیع ہی اور ایک وجہ سی ثمن
 وجهه وان كانا اثنين خلقتهما في باب الصرف مبيع من وجهه وبيع المبيع قبل القبض لا يجوز وليس من ضرورة
 ہی اگرچہ حقیقی یعنی اصل میں دونو ثمن ہیں اور ثمن باب صرف میں ایک وجہ سی مبیع ہوتا ہی اور مبیع کی بیع قبضہ سی پہلی جائز نہیں ہی اور مبیع ہوتی ہی سی بد ضرور
 كونه مبيعا ان يكون صنعينا فان المسلم فيه ليس متعين مع كونه مبيعا في السلم بغيرنا الله تعالى عملا صوفيا
 نہیں ہی کہ متعین ہی ہو جاوی کیونکہ مسلم میں مسلم فیہ یعنی بدہنی کی چیز مبیع ہو کر متعین نہیں ہوتی الہی ہر اعمال موافق اپنی رضامندی کی
 رضائه المجلس الرابع والسبعون في بيان حقيقة السلم واحكامه وغيرها من انواع
 آسان کری جو ہنوز میں مجلس حقیقت بیع سلم کی بیان میں اور اوکی احکام اور سوا اوکی اور انقسام
 العقود قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من اسلف في شيء فليسلف في كيل معلوم ووزن معلوم
 عقد کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص کسی شئ میں بدہنی بدہنی تو چاہی ہی کہ کیل معلوم ہوں اور وزن معلوم ہو
 الى اجل معلوم هذا الحديث من صحاح المصاير مرواه ابن عباس مع ذكر سببه وهو انه عليه الصلوة والسلام
 اور تہمت معلوم ہو یہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثوں میں ہی ابن عباس کی روایت سی اسکی ساتھ سبب ہی بیان کیا وہ یہ ہی کہ نبی علیہ السلام
 قدم المذنبات وهم يسلفون في الثمار السنة والسنتين والثلاث اي يعطون الثمن في الحال ويشترون الثمار
 تمہر من تشریف لای تو دیکھا توکثر درخت میں بدہنی کیا کرتی تھی ایک سال کی اور دو سال کی اور تین سال کی یعنی ثمن اب بدہنی اور پہلے ایک سال کا یا زیادہ کا خرید

[illegible]

وہیں جا کر ان کے پاس سے ملے۔

عزیز و ارجمند علی رضا علی صاحبزادگان ان پیکران یکتا پادشاهان فیض من فیض

وَمَا أَزِقْ لِعِبَادِهِ شَيْئًا مِمَّا يَشْكُرُونَ

اگر کچھ دینی کی عقود در گستاخوں
 اور کسی فقیر کی حکایت ہی کہ وہ باری بہک کی
 نالقان ہو گیا

جَلَّالٌ عَلَيْهِ الْإِنْفَاقُ فَقَالَ أَخَافُ أَنْ يَسْتَلِ النَّاسُ فَيُرَوِّقُوا عَمْرًا مَعَ قَدَرِهِمْ عَلَى الْإِعْطَاءِ فَيُهْلِكُكُمْ اللَّهُ تَعَالَى

توس حالت میں سوال کرنا جلال ہی کو ہی کہا جسکو ہم شری کہیں تو کوئی سی مانگوں پہرہ مجھ کو باوجود مقتدر کی محروس کہیں ادا سپر او کو ادا تعالیٰ ملاک کر دلی

ثم يبعثون يعبدون العلماء اذا استلوا في مجلس علمهم شيئا من ناس لا يحل لهم ذلك بل هو ذلك النساء بالعلم

جسٹیس کی بات ہی کہ اگرچہ ان کے ججمنٹ پر کسی کو شک نہیں ہے لیکن یہ سب کچھ اس لیے کیا گیا ہے تاکہ لوگوں میں یقین پیدا ہو سکے کہ عدالت نے فیصلہ دیا ہے۔

برای کسی که از این کتاب بخواهد استفاده کند، باید بداند که این کتاب در دسترس عموم نیست و فقط برای کسانی که در این زمینه تخصص دارند، قابل استفاده است.

وَالْخِتَانُ وَاتِّخَاذُ الْغَمَةِ لَا جُلُوسَ لِلنِّسَاءِ إِذْ يَذْفِيْنَ فِيْهِ نَزَلَ قَوْلُهُ تَعَالَى وَلَا تَمْنُنْ سِتْرَكَ ثُمَّ يُبَغْيُ أَنْ يُعَايِزَهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ

میں ہوتا ہی اور فی لینا عثم کا واسطی حصول نسل کی کیونکہ کبھی میں کہ یہ آیت اسی باب میں نازل ہوئی ہے اور نہ کہ حسان کہ وہ زیادہ دیر پہلے ہی یاد رکھنا چاہیے کہ

قال لابي بكر وابي ذر وثوبان لا تسئلن احد شيئا وان سقط سطوك وكان ابو بكر وثوبان يتركان عند سقوا

اور ابوبکر اور ابوذر اور ثوبان سی فرمایا کسی چیز نہ مانگنا اگرچہ کوڑا اور پتی

هو صفي في جميع ما يدون من الناس في قوله ان فتاه عبد لها او وليه قدس هذا على ان حربه بسبب ان تقصر

اسأل الله أن يوفقني في هذا السفر الذي فيه خصص الله لي مكاناً صالحاً ومكاناً صالحاً

بلکہ دست لینی کو بھی شامل ہی اور سوال فقہہ کو ہی ایسی شخص یا کدہ میں حق دار نہیں خاص کر اگر بچہ نابالغ ہو یا غیر کا غلام ہو

اجبى نفسه فيجوز استخراجه وتاديبه وكذلك يجوز استخراجه ما ولد واخبره ومن وجده في مصلحة

۸۰

[illegible]

فصل السادس والسبعون في بيان حقوق المالك على المالك وغيره من

مہتر وین مجلس غلاموں کی حقوق میں مولیٰ پر اور سواہر اوسکی

حَكَامُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلْمَلُوكِ طَعَامُهُ وَكِسْوَتُهُ وَلَا يَكْلِفُ مِنَ الْعَمَلِ إِلَّا مَا يَطِيقُ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی فرمایا واسطی علیٰ کم کی ہی اوسکا کہنا اور پس

هذا الحديث من صحيح مصنفه رحمه الله تعالى في تفسيره في قوله تعالى واما ما يوجب في قوله من

ما تكلفه فكسبته بحق مما احتج باله وليس له ان يكلفه من العما الا ما يطبق فيه كما في كتاب

اور مری کو نہیں چاہی کہ کار بار میں ایسی تکلیف دی جو طاقت نہ رکھتا ہو اس واسطی کہ

وجع المسكين واضعهم مما تاتون واليسوقم ما تلبسون قالوا براؤكم قبيح ثم

انکھ کی کشت اضراب خلائی قسمعت من خلق صحت عالی (وہا) مسیحی کلام اقدار طلیت

فالتفت فاذا هو رسول الله عليه السلام فقلت هو حر لوجه الله تعالى فقال عليه السلام لو لم تفعل الفتنه
مسيني جرادهم ديكها لورسك الله على الله عليه وسلم ثم بي بي عرض كيا بين واسطي خلدكي از لودي پير رسول الله صلى الله عليه وسلم في الدنيا كذا في الدنيا

النار والمستك النار وفي حديث الخراواه ابن عمر انه عليه الصلوة والسلام قال من ضرب ظمالة هذا
الظلمة يكتى يايم فرما يايمك فكلوا لگئی انوار کب اور حدیث میں ہی ابن عمر کی روایت میں کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا جس نے اپنے ظلم کو ناحق حد ماری

ثم ياتيه اول طمعه فان كفارته ان يعتقد في ان من ضرب غلامه على ذنب لم يفعل ما واطمه فان ذلك ما تخافه ما رآه او شكك في كفارته ان يراه او شكك في كفارته ان يراه او شكك في كفارته ان يراه

الضرب لا يزول إلا بعقابه هذا الذي صدر عنه ذنب وأما إذا صدر عنه ذنب فقد خضع النبي عليه

فِي تَأْدِيبِهِ بِقُدْرَتِهِ فَإِنَّ الْعُقُوبَةَ بِالضَّرْبِ عَلَى وَجْهِ التَّعْزِيزِ يَنْبَغِي أَنْ لَا يَبْلُغَ حَدَّهُ أَقْلَ الْخُدَّاءِ أَوْ رُجُلَهُنَّ

سوطا وهو وحده العبد والاماء في القدر والشرع فينبغي ان يكون التعزير عند أبي حنيفة اقل من ذلك

ان يكون اكثره تسعة وثلاثون سوطا واقله ثلثة وانما كان اقله ثلثة اذا باقل منه الا يفع الزجر فيضربه

نہا الی تسعة وثلاثین قدر وایری انہیز جرمہ لکن ایضاً بہ عند غضبہ بل یضربہ بعد انتفاء غضبہ

قد يضرب بال غضب زيادة على قدر ذنبه فيؤخذ بقدر الزيادة يوم القيامة بل ينبغي له عند غضبه عليه السلام كغضب من يشاهد كركنا وهو زائد ما يشهد به الله ثم يتركها

و خیا نه ان یتفکر فی معاصیه و جنايته علی الله تعالی و تقصیره فی طاعة الله تعالی و یری نقصیه و لو که
 اور خیا نه کسی غصه آوی تو فکر که من الله تعالی که گناه کتبه که از من
 اور طاعت الله من که گناه قصور که از من هر یک که نقص

خبر منته ناسیبا من قصیدہ فی خرمہ خالفہ و یعفو عنه فی الیوم واللیلۃ سبعین مرۃ لیسوی عن عبد
الہ

عمران رجلا جاء الى النبي عليه السلام فقال يا رسول الله كم نفعو عن الخادم فسكت ثم اُحاد الكلام فصمت

ما كانت الثالثة قال عفوا في كل يوم سبعين مرة وفي حديث لخرانه عليه الصلوة والسلام قال اذا ضرب

اور ایک اور حدیث بھی کہ نبی علیہ السلام فرمایا جب تم میں سے کوئی

غلام کو داری غور و جد سے کا نام لے کر تو چاہی کہ باز رہی یہی معا کر لی اللہ ہو جاوے اور قیامت کی دن کا قصاص یا داری اور اوکو دینی تعزیر

و لا یحکم علی کس لانه فی حدیث ابن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہما قال لا تضر ابواءکم علی کس لانه کم
 فان لها احوال الناس فی حدیث اخر رواه الصنعانی انه علیه السلام قال لا تغضبو ولا تشخطو فی
 کس لانه فان لها احوال الناس وقد حکى ابن صبیح بن مهران کان عنده ضیف فاستعمل حل جارية بهاء
 فاجازت مسرعة فی یومها قصعة مملوءة بطعام حار فحشرت ولا فتمت علی رأس سیدتها قال سیدتها آخر قتی یاجاز
 و بهاء فی اثنی اورا یکی آتہ میں پیادہ گرم گرم کہا نکجا بہر اہو اتہا سپر گر پشی اور وہ کہنا مولی کی سر پر گر گیا مولی فی کہا انا لہ پشی تونی چکر ہوا دیا
 فقالت الجارية یا معلم الخیر یا صوب الناس ارجع الی ما یقول الله تعالی قال یا یقول الله تعالی قالت یقول
 و ہونڈی ہونڈی ای معلم الخیر اور ای صوب الناس خیال ذکر اللہ تعالی کیا فونڈی مولی فی کہا اللہ تعالی کیا کہتا ہی ہونڈی فرماتا ہی
 والکا ظہر الغیظ قال کسبت غیظی قال ترد فان اللہ تعالی یقول والعافین عن الناس قال قد عفوت
 اور الباقی میں حصہ میری فی کہا میں اپنا حصہ بالیا لوندی ہونڈی یادہ کر اللہ تعالی فرماتا ہی اور عاف کر فی میں لگوں کو میں فی کہا میں چکر ہونڈی کیا
 عنک قالت ان اللہ تعالی یقول واللہ یحب المحسنین قال انت حررة لوجه اللہ تعالی وقیل لا احنف
 لوندی فی کہا اللہ تعالی فرماتا ہی اور اللہ چاہتا ہی نیکی والوں کو میں فی کہا کسبت غیظی ضد کی آدھی اور حنف بن قیس سی
 بن قیس من تعلمت الحلم قال من قیس بن صادم انه کان فی دارة جالسا اذا انت جارية بسفود علیہ شوبہ
 کسبتی پو چھا تونی حکم کسی سی سیکھا ہی کہا قیس بن صادم ہی وہ اپنی کمر میں بیٹھا تھا چکر اوکی لوندی کباب کی جلی ہوئی سیخ لئی ہوئی اثنی سو وہ سیخ اوکی اہم ہی
 من یدہا السفود علی ابن لہ ففقرہ فمات فدهشت الجارية فقال لا یستکر من هذه الجارية الا العنق فقا
 چو کہہ قیس کی بیٹی پر گر پشی او سکوزخی کر دیا پھر وہ مر گیا اسمیں وہ لوندی پھر چکار لئی پھر قیس فی کہا اس لوندی کا خوف بدوں ازا ہوئی نہیں جاو گیا پھر کہا
 انت حررة لوجه اللہ تعالی یا جارية لا بأس علیک وروی عن ابی مامہ انه علیه الصلوة والسلام وهب
 ای جاریہ تو دھپی خدا کی آزاد ہی ڈرکاست اور ابو امامہ سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام فی حضرت علی کو ایک غلام دیا
 غلاما فقال لہ لا تضرہ فانی نصبت عن ضرب اهل الصلوة وقد رایتہ یصلی فانه علیه السلام اشار فی
 اور فرمایا اسکو نہ مارت کیونکہ مجھکو غلام کی مار ڈار سی مانت ہوئی ہی اور میں اسکو غلام پڑھتی دیکھا ہی بیشک نبی علیہ السلام فی اس حدیث میں اشار
 هذا الحدیث ان المصلی لا یالی غالباً بما یستحق الضرب لان الصلوة تنفی عن الفحشاء والمنکر وروی عن الحسن البصر
 فرمایا کہ مازی اکثر البیسی خطائیں کرتا جس میں ہر کہا وی اسلمی کہ غار فحشاء اور منکرات سی پکار کسبتی ہی اور حسن بصری سی روایت ہی
 انه سئل عن مملو یرسلہ صولاً فی حاجة وتخصرہ صلوة الجماعة او الجمعة بلے ذلك یبدأ قال بحاجة صولاً
 کہ اؤسی کسی فی حال غلام کا پوچھا کہ اوکو کوئی کسی کھڑکیتی اور اسکو جماعت کی یا جمعہ کی نماز پیش آجاوی تو اب کیا کری جواب دیا مولی کا کام
 قال الفقیہ ابواللیث هذا اذا کان فی الوقت سعة ولا یخاف قوت الصلوة واما اذا خاف من ان فلا یجوز لہ
 فقیہ ابواللیث کہتی ہیں یہ جب ہی کہ وقت میں گنجائش ہو اور نماز کی قوت کا خوف نہ ہو اور اگر قوت کا خوف ہو تو پھر نماز کی دقت سی تاخیر
 تاخیر ہا عن وقتہ لما روی انه علیه السلام قال لا طاعة لمخلوق فی معصیة الخالق و ذکر فی المظهر ان السید
 جابر نہیں ہی کیونکہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام فی فرمایا خدا کی گناہ میں بندہ کی تابعداری نہیں ہی اور مظهر میں مذکور ہی کہ مولی کو
 لا یجوز لہ ان یمنع عبده عن أداء فرائض الله تعالی لاجل خدمته و اذا أدى العبد فرائض الله تعالی لا یجوز
 جابر نہیں ہی کہ غلام کو اپنی خدمت کی نظریں فرائض الہی اور اگر کچل تو اوکو جائز نہیں ہی اور غلام جب فرائض الہی ادا کر چکی تو اوکو جائز نہیں ہی

وان كان الاصل فيه ان يطلق على القرابة لكن يطلق على الاصنام ايضا ولا بعد ان يكون الامر في الاصل
 اگرچه اصل این قرابت دارد بر بولنی این لیکن اتباع کسی است
 اهر کیا بعید که گریبان عمری کی جیت سی

المعنى لغوي هو هذا يجب على المؤمن ان يعلم عبده واما هذه من احكام الاسلام قد لا يجب عليهم
 غير معنى مراد به ان اس التبركى موافق مؤمن به واد جبهى كبره ابى خلاص الوطى كبره
 احكام دينى جسد او غير ذهاب اربع سببى ابوى
 ثم يامرهم بادل الفرائض والواجبات ويمنهم عن ارتكاب المعاصى والمحرمات بالزرق او كان ابوا
 غير لوتى فرائض اور واجبات ادا كراى
 اور معاصى اور محرمات چل كر سبى منع كرى
 پلى قوزى سى بهر اگر نه شين

یغایط الکلام علیهم فان ابوا یضربهم فیس الجدید خل منہم طریق الصلاح بعد ذلک یدبغہ لانہ ما دام
تضامانی دہکار پیر ہی اگر باز نہ آوین تو انکے پیر ہی اگر کوئی اوغین سی طریقہ خوبی کا نہ لی تو انکو چھڈ لی
اسی کہ جب تک اسکا ملک

فی ملکہ یحییٰ علیہ حفظہ لما قال قاضی خان فی فتاویٰ ہر رجل لہ عبد مریض لا یقرر علی الوضوء عن
سردی کا ایک حفاظت کا دوا سردی چنانچہ قاضی خان ایمر فتاویٰ ان کہیں ہیں ایک شخص کی پسر غلام بیمار ہی وضو نہیں کر سکتا

محمد رجب علی المولیٰ ان یوضیہ لانه مادام فی ملکہ کان علیہ تعاہدہ لکن یتبغی ان یعلم ان المولیٰ و

ان جازله ان يضرب عبده اذا اتى بما لا يوجب الحد لكن اذا اتى بما يوجب الحد فليس له ان يقيم عليه

الحدا لا باذن الحاكم بعد المرافعة اليه وثبتت عنده فاذا اقام عليه الحد ولم يذبح بيده ولو بغيره

بهر وجه اسیر صد جاری کردی
 و از روی امری که از آن نهی نه بازای تویدی
 الی الرجاء امیر مستی

منبت فليجدها بعد ولا يثرب عليها ثم ان منبت الثالثة فليبعها ولو جعل من شعرو في ذكر الامه على الاطلا

و بارهت کری تو هر حدی که چاهای او در چاه سر نشانی کری بهر کری که دفعه ناکری تو او کو بچید ای اگر چه بدیال کی سعی کی او در طلق نوبدی کی و اگر کری بین
شعاریان حدی که منکوحه کانت او غیرها المجلد الا انه نصف جلد الحرائق و تعالی فان التین بفاحشه

بیشتر از این که نوشی کی حد منکره بود یا غیر منکره در این استقامی که از او عورت می آید و این دلیل است که بیچاره کی بپای کار می

اور مرد لفظ فاحش سی اس آیت میں زنانہی اور محضت سی مراد ازاد و عورتیں ہیں اور عذبت

جملہ لا الرجم لانه لا ینصف واستدل الشافعی بهذا الحدیث علی ان للمولی اقامة الحد علی مملوکه وقال

اور
مستفی عن ابیہ و من سکر اربعین بمکرمہ لعل کاد ان یمنی اور امام شافعی فی الہدیۃ شمس مستدل کی ہی کہ مولیٰ کو اپنی غلام پر شجاری کرنیکا اختیار ہی
متفق علیہ ذلک الاباذن الاھام لقولہ علیہ السلام اربع الی الولاۃ و ذکر منھا الحدود والولاۃ جمع الالی

هوذا "اطلق ينصض الى من له ولاية عامة وهو السلطان ونايبه واما التصريح بالنهي عن التشريب

الجلد با بعد الامر بجلد هافلان عقوبة الزنا قبل ان يشرع الجلد كان التثريب وهو التوبخ والتعير

در روزی که اسواسطی ہی که زنای عقوبت دره مقرر ہوئی سہ پہلی تشریب ہی لینہ جہر گنا اور شرم دلائی

فيكون معنى الحديث لا يقتصر على تغييرها بل يقيم عليها الحد قبل معناه لا تثريب عليها بعد اقامة الحد
 ترغى حديث كيه يروي كمرز نشير كمرز نشير كمرز نشير كمرز نشير كمرز نشير كمرز نشير كمرز نشير كمرز نشير كمرز نشير
 عليها واما الامر ببيعها في الثالثة فليست فيه من ترك الخاطئة مع الفساق واهل المعاصي فان قيل كيف يكره
 اورا كمرز نشير كمرز نشير كمرز نشير كمرز نشير كمرز نشير كمرز نشير كمرز نشير كمرز نشير كمرز نشير
 شيئا لنفسه ويرتضيه لآخيه المسلم مع انه عليه السلام قال لا يؤمن احدكم حتى يحب لآخيه ما يحب
 كمرز نشير كمرز نشير كمرز نشير كمرز نشير كمرز نشير كمرز نشير كمرز نشير كمرز نشير كمرز نشير
 لنفسه فالجواب انه عليه السلام اصل قصدان تستعفف عند مشتملها باضبطها او بالاحسان اليها والنوصة عليها
 كمرز نشير كمرز نشير كمرز نشير كمرز نشير كمرز نشير كمرز نشير كمرز نشير كمرز نشير كمرز نشير
 وذكر في نصاب الاحتساب ان من اعتاد ان يشتم بما يكره كل يوم وكل ساعة لا يقبل شهادته وان كان
 اورا كمرز نشير كمرز نشير كمرز نشير كمرز نشير كمرز نشير كمرز نشير كمرز نشير كمرز نشير كمرز نشير
 احيا نا تقبل ان لم يكن قذفا وان كان قذفا يسقط العدالة ويوجب الحد لكن لا يضرب في الدنيا لان المولى
 كمرز نشير كمرز نشير كمرز نشير كمرز نشير كمرز نشير كمرز نشير كمرز نشير كمرز نشير كمرز نشير
 لا يعاقب في الدنيا بسبب عبده بل يضرب في الآخرة لما روى عن ابي هريرة انه عليه السلام قال من قذف
 كمرز نشير كمرز نشير كمرز نشير كمرز نشير كمرز نشير كمرز نشير كمرز نشير كمرز نشير كمرز نشير
 مملوكه وهو بريء ما قال جلد يوم القيمة الا ان يكون كما قال وذكر الفقهاء ابو الليث في التنبيه عن عامر الشعبي
 كمرز نشير كمرز نشير كمرز نشير كمرز نشير كمرز نشير كمرز نشير كمرز نشير كمرز نشير كمرز نشير
 انه قال استسقى رجل من اصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم من اهل بيت فدعت المرأة خادمتها فابطات
 كمرز نشير كمرز نشير كمرز نشير كمرز نشير كمرز نشير كمرز نشير كمرز نشير كمرز نشير كمرز نشير
 فقذفها فقال ذلك الرجل اما انك تستحدين لها يوم القيمة او تقمين امر بعة انما كما قلت فاعتقها
 كمرز نشير كمرز نشير كمرز نشير كمرز نشير كمرز نشير كمرز نشير كمرز نشير كمرز نشير كمرز نشير
 قال عسى ان يكفر هذا عنك هذا الحديث وان دل على ان قذف المملوك يوجب الحد لكن لا
 كمرز نشير كمرز نشير كمرز نشير كمرز نشير كمرز نشير كمرز نشير كمرز نشير كمرز نشير كمرز نشير
 يوجبه لعدم الاحسان فيه لان شرط الاحسان في حد القذف خمسة الحرية والاسلام والعقل و
 كمرز نشير كمرز نشير كمرز نشير كمرز نشير كمرز نشير كمرز نشير كمرز نشير كمرز نشير كمرز نشير
 البلوغ والحفة عن الزنا فمن لم يوجد فيه واحد من هذه الشروط الخمسة لا يكون محصنا فقد فيه
 كمرز نشير كمرز نشير كمرز نشير كمرز نشير كمرز نشير كمرز نشير كمرز نشير كمرز نشير كمرز نشير
 لا يوجب الحد بل يوجب التعزير البالغ غايته وهو تسعة وثلاثون سوطا عندا بيجيفة محمد بن ابي يوسف في
 كمرز نشير كمرز نشير كمرز نشير كمرز نشير كمرز نشير كمرز نشير كمرز نشير كمرز نشير كمرز نشير
 رواية خمسة وخمسون وفي رواية تسعة وسبعون فان لم يضرب في الدنيا يضرب في الآخرة بسياط
 كمرز نشير كمرز نشير كمرز نشير كمرز نشير كمرز نشير كمرز نشير كمرز نشير كمرز نشير كمرز نشير
 من النار على من لا شهاد ومن يؤخذ فيه هذه الشروط الخمسة كلها يكون محصنا ويوجب فيه الحد
 كمرز نشير كمرز نشير كمرز نشير كمرز نشير كمرز نشير كمرز نشير كمرز نشير كمرز نشير كمرز نشير

لا يخضر منها بابلهم ولا يدركون من احوال الدنيا ما يؤدى الى معرفتها ولا يتفكرون فيما حتى يحصل لهم علم بها

اسکا خیال دین نہیں لاتی اور دنیا کی حالات میں سب کو پھر نظر نہیں دلاتی جس ہی آخرت کی سچہ آوی اور شاہدین فکر کرتی ہیں تاکہ انکو آخرت کا صلہ آوی

فإن العلم بأمور الآخرة موقوف على العلم بوجود الهادي تعالى وقد مرته وأمرادته وعلمه وحقيقته وذلك العلم لا يصل

کیونکہ علم اخروی امور کا وجود باری تعالیٰ اور اس کی قدرت اور ارادہ اور علم اور حیات کی علم پر موقوف ہے اور یہ علم ہر آن نگاہ

الابصار الى المصنوعات والتفكر في حوالها المتغيرة وهم قصر النظر على اظهر القسيبة كالبهايم ولم يتفكروا في

کرکچی مصنوعات میں اور بغیر فکر کشی کے بدلتی حالات میں حاصل نہیں ہو سکتا اور انہوں نے فی انگوٹوں کی طرح صرف ظاہری حقیقت پر نگاہ کر رکھی ہے

مجائب صنعته تعالى ليستدوا بها على وجوده وصفاته التي يتوقف عليها وجود الممكنات فيعلمون ما أخبر به من أمور

دور و جہاںات صنع الہی میں فکر نہیں کرتی تاکہ اوکی وسیلہ سی اوکی وجود اور صفات پر استہلال کر سکیں جس پر وجود ممکنات کا موقوف ہے اور معلوم کریں کہ امور اخروی جنگی غیر

لاخره امور ممكنة يلزم بثوتها وكون المكلفين فيها افرقيين فريق في اللجنة وفريق في السعي بحكم صلاح الاعمال

شیئی امور ممکنہ ہیں انکا شریعت لازم ہے اور تکلف لوگ اس میں دو قسم ہیں اعمال کی خوبی اور برائی کی لحاظ سے ایک قسم حجت میں اور ایک قسم دوزخ میں پہنچنے کے سبب

فسادها ثم ان سدس محبة العبد للعاصي والفخر فساد العالم وفساد المقصد وفسادها جميعا بل قد قيل فساد

معاوضی اور فوجی معاوضی کا قصہ کا فساد یا ملک و دولت کا فساد بلکہ بعضی کو یہ

مقصود من فساد العلم فان من علم ما في المضار من المضاة حقيقة العلم لا يميل اليه الا ترى ان من علم

مصدق فساد ہی علی کی فساد میں سی ہی اسلام کہ جو خوب معلوم ہو وی کہ مضر بہ من نقصان ہی تو او دہر وغیبت نہیں کرتا تو دیکھتا نہیں کہ جو کہ یقینی معلوم ہو

طعام از بدن انحصاراً بر مصلحت و تعاهد آن ایمان الحقیق هو الذی یجمل صاحبه علی فعل

اس بارہ کو مرقہ شمس حقیقہ ایران وہی ہے جس کی آج کل شہوت اخروی کو اختیار کر کے

الانفة وذك ما ارضه فاما ذ السبقا مانفقه و الانفة و ذك ما ارضه فاما ذ السبقا مانفقه

مضات اخروی کہ جہڑی میرا اک آدمی دتو منفعت اخروی برعلا کرے اور تہ مضرات اخروی کو جہڑی داسکا اہان حقیقی نہیں ہے

بما لا يفسد الإيمان حتى كان به اهلا لاسماء وطريقها الموصلة اليها فضلا

شکریہ کے حوالے سے روزِ آخر اس حقیقۂ ایمان لایا گیا کہ جو دیکھ رہی تھی تو اس بارہ نہیں جاتا۔ چاروں طرف لہجہ اور سہجہ کر

ان يسع في دخلها والزم بالحجة حقيقة الايمان حتى كانه يرايها على جملها بل يسع في دخولها

گوئی کہ اگر وہ ایک ایسا حقیقی ایمان لایا ہی

لذا امر بحدّة الانسان في نفسه عند سعيه في امر الدنيا امر دفع ما يضره وجلب ما ينفعه فعوا هذا كل من اعتماد

چہ تو ایسی بات ہی کہ آدمی جب دنیاوی کام باریں لگتا ہی تو اپنی دین سوچ ہی کہ نقصان سی حتی المقدور بچتا ہی اور منفعت کو حاصل کر تا ہی اس پر ہی کی موافق

يُعمل على قوم لو لا يكون اي الله حقيقيا بل لسانيا لان جرمه لا يشبه سائر الجرائم وهذا اختلف العلماء

جہاد: عمل قوم لوطی پر جاری تو اس کا ایمان حقیقہ نہیں ہے بلکہ زبان ہی کیونکہ اس کی خطا اور خطاوں سے نہیں ملتی۔ اسی لیے اس کی حد میں علماء کو اختلاف کا

فذهب قوم الى ان القاعا يحذر الزنا فان كان محصنا يرجم وان لم يكن محصنا يحذر مائة جلدة

گروه کاہنہ مذہبی کہ فاعل بر سر دنیا کی جاری ہو پھر اگر فاعل محصور ہی تو سنگسار کریں اور اگر محصور نہیں تو سوزہ ماریں

قول الشافعي والي يوسف وعلم بن الحسن والحسن بن الحسن وعطاء الله وقتادة والامام ابي وذهب قوم

اور انکو بسف اور محمد بن الحنفیہ اور حسن بصری اور عطاء اور غنیم اور قتادہ اور اوزاع ہکامی اور ایک قوم کا بیہوشی

نه هر چه محصنان کان او غنه محصور: و کذا المفعول به فمقول مالک واحد فاستدلوا و اعلم ذلک بان الله تعالی

اور قول مالک اور احمد کا یہی ہے کہ اس پر انکا استدلال یہ ہے کہ اگر عبد اللہ

في قيام الرجال فكيف في قيام المرأة الذين لا يجوز النظر إليهم على ما ذكر في التواتر ان الغلام اذا كان صبيحا لا يجوز
 مردون في قيام بهي پہلو کی قیام پر جنکی طرف دیکھنا ہی جائز نہیں کیونکہ کیا ہوتا ہے چنانچہ نازل میں غلط ہے کہ اگر وہاں خوبصورت ہو تو اسکی طرف دیکھنا جائز نہیں ہی
 النظر اليه لما روى انه عليه السلام قال واياكم ومجالسة اولاد الاغنياء فان لهم صورة العورة وقتنتم اشد من
 کیونکہ روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا ہے بچہ اولاد اغنیاء کی ہمیشہ سی کیونکہ انکی صورت عورت کی سی ہوتی ہی اور انکا قطنہ عورتوں کی
 فتنۃ النساء وتذكر في ملتقط الناصري ان الغلام اذا بلغ مبلغ الرجال ولم يكن صبيحا فحكمه حكم الرجال وان كان
 قطنہ سی بدتر ہی اور ملتقط ناصری میں مذکور ہی کہ اگر وہاں مردوں کی حد تک پہنچے اور خوبصورت ہو تو اسکا حکم مردوں کا سا ہی اور اگر
 صبيحا فحكمه حكم النساء وهو عورة من قرأه لا يحل النظر اليه عن شهوة واما السلام والنظر لا عن شهوة
 خوبصورت ہو تو اسکا حکم عورتوں کا سا ہی اور وہ عورت ہی سرسی پا تو تک بنظر شهوت اور کو دیکھنا حلال نہیں اور سلام کرنی اور بی شهوت دیکھنی میں
 فلا باس به ولهذا لم يؤمر بالنقاب قد جاء في الاخبار ان عبد الله بن عمر كان جالسا في باب داره مع بعض اصحابه
 کچھ مضائقہ نہیں اور اسی ہی کو کہتے ہیں کہ کاکم نہیں اور اخبار میں آیا ہے کہ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ دروازہ میں اپنی یاروں کی ساتھی بیٹھتی تھیں سوائے انہوں نے
 فرأى خلاصا صبيحا قد اقبل من السكة فقام ودخل داره فلما قالوا ذهب خرج من الدار فقبل له هذا من عندك
 ایک لڑکا خوبصورت دیکھا کہ کوچہ میں سی ہاسی آگیا تو کڑی ہو کر کہہ میں کہیں گئی جب یاروں نے کہا وہ چلا گیا تب کہہ میں سی نکلی کسینی پوچھا یہ اپنی طرف سی احتیاط ہی
 يا ابا عبد الرحمن ام سمعت شيئا من رسول الله عليه الصلوة والسلام فقال سمعت رسول الله عليه السلام يقول للنظر
 یا ابو عبد الرحمن یا کچھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سنایا جواب دیا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنایا کہ فرماتی تھی کہ تو کون کی طرف
 اليهم حرام والكلام معهم حرام ومجالستهم حرام وقال القاضي سمعت الامام يقول ان مع كل امرأة شيطانين ومع
 دیکھنا حرام ہی اور بولنا حرام ہی اور ہمیشہ میں حرام ہی اور قاضی کنہا ہی مینی الامام سی سنایا کہتے تھے شیطک ہر عورت کی ساتھیہ دو شیطان ہوتے ہیں اور ہر
 كل صبيح ثمانية عشر شيطانا وكان هجر بن الحسن صبيحا وكان ابو حنيفة يجلسه خلفه او خلف سارية المسجد
 خوبصورت لڑکی ساتھیہ اٹھارہ شیطان ہوتے ہیں اور محمد بن الحسن خوبصورت تھے امام ابو حنیفہ باوجود کمال تقویٰ کی اونکو اپنی پشت بٹھایا کرتے تھے یا مسجد کی ستون
 حتى لا يقيم عليه بصره مخافة خيانة العين مع كمال تقواه وقال سفيان يكون في هذه الامة ثلاثة اصناف من
 تاکہ او سپر نگاہ نہ پڑی مبادا انگہ سی خیانت ہوگی اور سفيان کا قول ہے کہ اس امت میں تین قسم کی لوٹی ہونگی
 اللوطيين صنف ينظرون وصنف يصافحون وصنف يعلمون والشر في الصبيان اكثر من النساء لان من مال قلبه الى
 ایک قسم ہائینی والی نظرباز اور ایک قسم دست بوسی کرینوالی اور ایک قسم عمل کر نیوالی اور لوگوں میں بدبخت عورتوں کی بڑا فتنہ ہے اسکی کہ اگر کسی کا دل عورت پر
 امرأة فيمكن استباحته بالنكاح والنظر الى وجه الصبي يورث الحرام فلا يمكن استباحته للواط بوجه من الوجوه
 مبتلا ہوتا ہوگا مباح کرنا بوسیلہ نکاح کی ممکن ہی اور لوگوں کو دیکھنا جو عشق پیدا کرتا ہی تو لواط کا مباح ہوتا ہوگا کسی صورت میں ممکن نہیں ہی
 فاذا غلب عليه حبه يرتكب الفعل القبيح ويكون من الهالكين المستهزئين بايات الله تعالى ودينه اذ قد اشتهت بينهما
 پہر جبر اسکا عشق غالب ہو گیا تو فعل بد کر گیا اور ہلاک ہوگا آیات اور دین الہی سی چل کر نیوالوں میں ہڑنگا کیونکہ بعض دفعہ دونوں میں
 الاتصال ويجعل فيهما من الاقتران والمخالطة مثل ما يحصل بين الزوجين حتى ان فجار الفسقة يسمونهم زنا
 نہایت محبت ہوجاتی ہی اور ہر دم کی ملاقات اور ملاقات البیہا ہوتا ہی جیسی میان بی بی میں یہاں تک کہ فاسق بدکار کو خضم جو رو نام رکھتی ہیں
 ويقولون تزوج فلان بفلان والمخالطة يسمعون قولهم ويرون حالهم ولا يمنعونهم بل يضحكون ويحبونهم مثل ذلك
 دیکھتی ہیں فلا فی فی فلا فی کو جوہ بنایا ہی اور یاس دیشہنی والی اونکی پس باتیں سناتے ہیں اور انکا حال دیکھتے ہیں اور منع نہیں کرتے بلکہ ہنس کرتے ہیں اور انکی چہرے
 المزاح ولا يباليون بمخروج الايمان ولا اسلام عنهم وقد قال قاضيان في فتاويه بكرة بيع الغلام الا من من اجل فاسق
 پسند آتی ہی اور ایمان اور اسلام جائی یار ہی کچھ خیال نہیں کرتی اور قاضیان نے اپنی فتاویٰ میں کہا ہی امر غلام کا خریدنا مسکین یا بدیجنا مذکورہ ہی

يعلم انه يصح لله تعالى به لانه اجازة على المعصية وانفق العلماء من السلف والخلف على كون اللواط حراما
كما في كتاب الله تعالى في قوله تعالى ولا تأكلوا مما لم يذكر لكم من الاطعمة

لانه تعالى خلق الخلق ذكرا وانثى وخلق لكل منهما اعضاء ليصرف كل منهما على ما خلقه
لانه تعالى في خلقه كونه ذكرا وانثى وخلق لكل منهما اعضاء ليصرف كل منهما على ما خلقه

له وجعل الانثى محلا للفرث كما في الخبر وفي كتابه وقال نساءكم حرام لكم فانوا احرامكم اني يستقيم فهل يليق للمعاقل
او عورتكم على غير ذلك

ان يصرف عضو من اعضاءه الى غير ما خلق له وهل يمكن له الفرث فيما ليس محلا للفرث فان قيل سلمنا ان العلم
كأنه ليس محلا للفرث لكنه محل لقضاء الشهوة واستيفاء اللذة فاذا كان محلا للفرث لا يجوز لصاحبه ان يتصرف فيه

كما يتصرف في سائر اماكنه من المأكولات والملبوسات فاجاب ان الانسان وان كان له ان يتصرف في ماله لكنه
حيث انعام الله عليه من ثمرات الارض والسموات

محمي عن التصرف التام فيه لان ما في يده من المال ليس له في الحقيقة بل هو في يده عارية اذن له في الشرع ان يتصرف
فيها من يرضى بغيره

ففيه يوجه وتضمن عن التصرف فيه بوجه اخر ولم ياذن له الشرع ان يتصرف في هذا المحل المكروه لغاية خبائثته ونهائيه
كما في قوله تعالى ولا تأكلوا مما لم يذكر لكم من الاطعمة

قد اذنته الا ترى ان وطئ الزوجة في القبل مع كونه حلالا قد وقع المنع عنه حال الحيض لاجل الاذى بقوله تعالى
ولا تأكلوا مما لم يذكر لكم من الاطعمة

ويستلزم عن الحيض قل هو اذى فاعتزلوا النساء في الحيض وهي اياهم ليسير من الشهور فكيف لا يمنع عن وضع
اور يوجي من جسمي

لا يفارق النجاسة التي اشد من دم الحيض اصلا فعلم من هذا ان مجرد الملك لا يقتضي التصرف فيما لا يذريه
جهاشي غايته

الشرع الا ترى ان الامة المجوسية او الوثنية مع كونها محلا للفرث لا يجوز لصاحبها ان يتصرف فيها بالنقض والتفريق
وكيف لا يمنع

وعندها من دواعي فضله عن الجماع وكذا البهجة مع كونها محلا لقضاء الشهوة لا يجوز لها ان يتصرف فيها
بوجاهة

اذا تقرر هذا فالواجب على كل مسلم ان يحتزم عن هذا الفعل القيم لما روي انه عليه السلام قال من عمل قوم لوط
تورس

يعذب في النار من كوسا وروي ايضا انه عليه السلام قال اذا علا الذكركم اهدتكم العرش وتقول السموت قمرنا
دور

يا رب باهلا لك وتقول الارض يا رب قمرنا ان نبتلعه فيقول الله تعالى دعوه فان طريقة علي وقوفه بين ايدي
الحكم

الحكم في قوله تعالى ولا تأكلوا مما لم يذكر لكم من الاطعمة

وروي ايضا انه علي قال لو غلب الوطى بالخمر السبع لم يحج يوم القبة لاجزاء وذكر في الفساق

الذين عن سبعين ان الواح لا تكون في الجنة لان الله تعالى استنجد بها واستنجد بها وقال فاستقم بها

من احد من العلين وسمي اخيثة حيث قال ونجيبه من القرية التي كانت فعل الخبيثات والجنة صالحة

عن الخبيثات قيل قد يعلم من هذا ان الجنة لكونها طيبة لطيفة في غاية اللطافة اذا كانت لا تقبل اللطافة

لكونها فعلا اخيثة يلزم ان لا يقبل من فعلها في الدنيا لكونه خبيثا خبيثا في غاية الخبيثات والخبيثات لان

المتصف بالخير حيث لا ان يتداركه الله بالتوبة النصوح الماحية لجميع الذنوب المجلس الثامن

والسبعون في بيان حرص تشرب الخمر وبيان عقوبتها قال رسول الله صلى الله

عليه وسلم من شرب الخمر في الدنيا فمات وهو يد من اهل بيت منها لو يشربها في الآخرة هذا الحديث

من صحاح المصابيح رواه ابن عمر ومعه انه ان من داوم على تشرب الخمر فمات ولم يبت منها لا يدخل الجنة

ولا يشرب من خمرها لان نوحا من شرابها الخمر لقوله تعالى وانهم من خمر لذة الشاربين يعني ان في

الجنة انهارا من خمر لذيذة ليس فيها كراهة الطعم والريح ولا غائلة السكر والخمر لما هي تلذذ دمه

يتلذذ بها الشاربون فمن يدخل الجنة لا بد ان يشرب منها ولا يكون محروما عنها فيكون عدم شربه

منها كناية عن عدم دخوله فيها بسبب شرب الخمر في الدنيا لان خمر الدنيا حرام نجاسة غليظة لا يحل

شربها ومن شرب منها طائعا ولو قطرة يقام عليه الحد وهو ثمانون جلدة للخر نصفها للعبد فان لم يضرب

في الدنيا يضرب في الآخرة بسيطا من النار على رؤس الاشهاد ويكفر مستحلبا ويحرم بغيرها وشراؤها واكل

تمتها ويمنع اهل الذمة من اظهار شرابها وبيعها وقد ذكر في كتب الفقه ان حارة بيت بالاصار وبقرا

كها سحرام هي اورثي لوگ بر ملا پيئي اور پيئي نہ پاوین اور فقہ کی کتابوں میں مذکور ہے کہ کھر و لکڑی دینا شرابوں میں اور ہاری قریوں میں شراب

اور جو شخص بربط خاطر اگرچہ ایک قطرہ بیوی او سپرہ جاری کیجادیگی یعنی اتنی ذرہ اڑا دے اور چاہے وہ غلام کی اگر دنیا میں نہ لگے گی

اور جو شخص طحال سمجھے وہ کافر ہے اور اسکا بیچ اور خردنا اور اسکی قیمت

تو آخرت میں آگ کی ذرہ سبکی سامنی لگین کی اور فقہ کی کتابوں میں مذکور ہے کہ کھر و لکڑی دینا شرابوں میں اور ہاری قریوں میں شراب

من يبيع فيه الخمر مسلماً كان أو كافراً لا يجوز لانه اعانة على المعصية وقد قال الله تعالى تعاونا على البر والتقوى ولا تعاونا على الاثم والعدوان وما نقل عن ابي حنيفة ان من جاز ذلك في السواد فمراة بالسواد على
 فروش كوسم هو كافر جائز ان يمسح على كونه معصية في اداءه
 اور الله تعالى كما به علمي اور الله تعالى كما به علمي اور الله تعالى كما به علمي
 فاصرح به العلماء سواد الكوفة لان غالب اهلها كان اهل الذمة واما اسواد بلادنا فاعلام الاسلام فيها
 موافق لشرع علماء كبره كونه كافي يسمى كافر بائنه وانما في ذمته
 ظاهرة فلا يكون فيها كما لا يكون في الامصار وهو الصحيح وقد ذكر في فصلنا ان الاحتساب في احراق
 غالب بين يمان او في اتي قدرت كدان جيسى شهور من قدرت بين يدي صحيح
 اور نصيب الاحصاء بين يدي كونه كافي يسمى كافر بائنه وانما في ذمته
 الخ امر المشهور لا يضمن اذا علم انه لا يبرز بدنه لتعيينه طريقا للحسبة نعم ان اصحابنا لم يرو عنه في
 شرطه مشهور بين يدي تو حمان بين يدي كونه كافي يسمى كافر بائنه وانما في ذمته
 احراق البيت شي وانما ورد عنهم هدم البيت وكسر الدنان لكن ذكر في الفصل الثامن من كتاب الصلوة من
 كوفي رواية بين يدي كونه كافي يسمى كافر بائنه وانما في ذمته
 المحيط انه عليه السلام قال لقد هممت ان امر جلاد يصلي بالناس وانظر الى قوم يتخلفون عن الجماعة فاحرق
 كوني عليه السلام في رواية بين يدي كونه كافي يسمى كافر بائنه وانما في ذمته
 بيوتهم وهذا الخبر يدل على جواز احراق بيت من يتخلف عن الجماعة لان اهلهم على المعصية لا يجوز من الرسول لانه
 يهونك دون اس حشر من يبيع فيه الخمر مسلماً كان أو كافراً لا يجوز لانه اعانة على المعصية وقد قال الله تعالى تعاونا على البر والتقوى ولا تعاونا على الاثم والعدوان وما نقل عن ابي حنيفة ان من جاز ذلك في السواد فمراة بالسواد على
 معصية فاذا علم جواز احراق البيت على ترك السنة المؤكدة فما ظنك في احراق البيت على ترك الواجب
 معصية يهونك دون اس حشر من يبيع فيه الخمر مسلماً كان أو كافراً لا يجوز لانه اعانة على المعصية وقد قال الله تعالى تعاونا على البر والتقوى ولا تعاونا على الاثم والعدوان وما نقل عن ابي حنيفة ان من جاز ذلك في السواد فمراة بالسواد على
 الفرض قد ذكر في الباب الثلاثين من شرح ارب القاضي للخصان ان عمر خطب الناس يوم اُفتال بلغني ان في يديه
 اور خصان في شرح ارب القاضي في يمينه كونه كافي يسمى كافر بائنه وانما في ذمته
 فلان وفلان مسكران في اتي بيوتهما فان كان حقا احرق بيوتهما وهما جلان رجل من قريش ورجل
 فلان في اور فلان في كبرين شهاب يمين او في تماشى لو كانا اگر سچ نخل تو ادنكي كبريهونك دون تا اورده شخص
 ثقيف فسمع القريشي بذلك في غير آخر ما في بيت من المسكر اذ اذقه ولم يفعل الثقيف وكان اسما من شذ فاتي
 ثقيف من سقر قريش في يديه بات سن يدي ذرا اور جوا كبرين شذ تا سب يدي كبريهونك دون تا اورده شخص
 عمر بيت القريشي فلم يجد فيه شيئا من المسكر واتي بيت الثقيف فوجد فيه خمر فاحرق بيته وقال عانت
 عمر في قريش كبري تماشى في قوته كبريهونك دون تا اورده شخص
 بهر شذ قريش من فلان لان ان الاحتساب اذا بلغه خبر من المنة انت ينبغي له ان يعلنه ووجهه على يد الله
 بين يدي اور فلان في كبرين شهاب يمين او في تماشى لو كانا اگر سچ نخل تو ادنكي كبريهونك دون تا اورده شخص
 جبر شذ قريش من فلان لان ان الاحتساب اذا بلغه خبر من المنة انت ينبغي له ان يعلنه ووجهه على يد الله
 اور شذ قريش من فلان لان ان الاحتساب اذا بلغه خبر من المنة انت ينبغي له ان يعلنه ووجهه على يد الله

عزاه وكناف ما هو مسكر من كل شرب سواء كان غائبا عن المشرب كالخمر والشعير والذرة والحب

سبحان الله اور ایسی ہی ہر ایک شرب میں جو مسکر ہو یا برہی کہ وہ کسی بھی چیز سے ہو جیسے بھینس یا دودھ اور چوہ یا دودھ

والعسل واللتین وعند الجنيعة والی یوسف یحل شربه ما لم یسکر واذکر الشارب یحل شربه حتی قال ابو

اور شہد اور اخیر سے اولہ ام ابو حنیفہ اور امام ابو یوسف کی نزدیک جب تک نہ لاوی چہاں حوالہ ہی اور جب پہنچے تو ایک سو کرویہ لاویا جائے

اللیث فی التنبیہ الشارب للطبوخ اعظم ذنبا واثما من شارب الخمر لان شارب الخمر مقربا الی شرب الخمر المجرم فیصدیر

اللیث تنبیہ میں کہتا ہے کہ مطبوخ کا پینا والا بڑا گنہگار ہے شارب یعنی وہ جس نے شرب سے پہلے شرب کیا ہو اس کی سزا تیرا ب حرام ہی اسوہ فاسق

فاسقا وشارب المطبوخ یشرب المسکر ویراہ حلالا وقلل جم المسلمین علی ان شرب المسکر حرام واذ الاستحل ما هو

ہوئی اور مطبوخ پینی والا مسکر پیتا ہے اور حلال جانتا ہے اور مسلمان اس پر سب متفق ہیں کہ مسکر کا پینا حرام ہی اور جب حرام والا جمع کو حلال سمجھ تو

حرام بالاجماع یصدیر کافر وشارب المطبوخ ما لم یسکر انما یحل اذا لم یقصد به الہو والطرب اما اذا قصد به الہو

کافر ہو جاتا ہے اور مطبوخ غیر مسکر کا پینا جہی تک حلال ہی کہ اس سے پہلے اور طرب مقصود نہ ہو اور اگر یہ نیت ہو اور

الطرب فلا یحل شربه حتی سئل عنہ ابو حفص الکبیر فقال لا یحل شربه فقیل لہ خالف الشیخین فقال لا ہما

طرب کی پیروی تو حلال نہیں ہے یہاں تک کہ ابو حفص کبیر ہی نے چاہا تو کہا اس کا پینا حلال نہیں ہے کہی کہ شیخین کی خلاف کہتی ہو جواب دیا نہیں اس کی کجی وہ

کانا یجوز لہ لا ستماء الطعام والناس فی زماننا یشربونہ للفرح والتلہی فلعلم من هذا ان الخمر فیما قصد به التقری

ہر طعام کی کجی حلال کہتی تھی اور اس زمانہ کی لوگ خور اور لہو کی لہی پیتی ہیں اس سے معلوم ہوا کہ خلاف اس صورت میں ہی کہ مقصود عبادت کی قوت ہو

علی العبادة واما اذا قصد به التلہی فلا یحل اتفاقا بل اذا شرب الماء وغیرہ من المباحات بلہو وطرب علی ہیتہ

اور اگر صرف مقصود ہو اتفاقا حلال نہیں بلکہ اگر بانی وغیرہ مباحات ہو اور طرب سے فاسقوں کی وضع پر پوری

الفسقة حرمت ایضا المجلس التاسع والسبعون فی بیان حرمة الغلول ووجوب التقسیم بین

قویہ ہی حرام ہی انامی مجلس میں بیان غنیمت کی چوری کی حرمت کا اور تقسیم واجب ہو چکا غائبین میں

الغانمین کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول اذوالغیاط والمخیط وایاکم والغلول فانه ما علی

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائی تھی انا کر دیا کرو سوئی اور انا گ اور بچہ غنیمت کی چوری قیامت کی دن

اہلہ یوم القیمة هذا الحدیث من حسان المصابیہ وراہ عبادة بن الصامت والمراد من الغلول الخیانة فی

غلول کرنا اور ان پر حدیث ہوگی یہ حدیث مصابیح کی حسن حدیثوں میں ہی عبادة بن الصامت کی روایت سے اور مراد غلول ہی غنیمت کی

۱۰۰
 ۱۰۱
 ۱۰۲
 ۱۰۳
 ۱۰۴
 ۱۰۵
 ۱۰۶
 ۱۰۷
 ۱۰۸
 ۱۰۹
 ۱۱۰
 ۱۱۱
 ۱۱۲
 ۱۱۳
 ۱۱۴
 ۱۱۵
 ۱۱۶
 ۱۱۷
 ۱۱۸
 ۱۱۹
 ۱۲۰
 ۱۲۱
 ۱۲۲
 ۱۲۳
 ۱۲۴
 ۱۲۵
 ۱۲۶
 ۱۲۷
 ۱۲۸
 ۱۲۹
 ۱۳۰
 ۱۳۱
 ۱۳۲
 ۱۳۳
 ۱۳۴
 ۱۳۵
 ۱۳۶
 ۱۳۷
 ۱۳۸
 ۱۳۹
 ۱۴۰
 ۱۴۱
 ۱۴۲
 ۱۴۳
 ۱۴۴
 ۱۴۵
 ۱۴۶
 ۱۴۷
 ۱۴۸
 ۱۴۹
 ۱۵۰
 ۱۵۱
 ۱۵۲
 ۱۵۳
 ۱۵۴
 ۱۵۵
 ۱۵۶
 ۱۵۷
 ۱۵۸
 ۱۵۹
 ۱۶۰
 ۱۶۱
 ۱۶۲
 ۱۶۳
 ۱۶۴
 ۱۶۵
 ۱۶۶
 ۱۶۷
 ۱۶۸
 ۱۶۹
 ۱۷۰
 ۱۷۱
 ۱۷۲
 ۱۷۳
 ۱۷۴
 ۱۷۵
 ۱۷۶
 ۱۷۷
 ۱۷۸
 ۱۷۹
 ۱۸۰
 ۱۸۱
 ۱۸۲
 ۱۸۳
 ۱۸۴
 ۱۸۵
 ۱۸۶
 ۱۸۷
 ۱۸۸
 ۱۸۹
 ۱۹۰
 ۱۹۱
 ۱۹۲
 ۱۹۳
 ۱۹۴
 ۱۹۵
 ۱۹۶
 ۱۹۷
 ۱۹۸
 ۱۹۹
 ۲۰۰
 ۲۰۱
 ۲۰۲
 ۲۰۳
 ۲۰۴
 ۲۰۵
 ۲۰۶
 ۲۰۷
 ۲۰۸
 ۲۰۹
 ۲۱۰
 ۲۱۱
 ۲۱۲
 ۲۱۳
 ۲۱۴
 ۲۱۵
 ۲۱۶
 ۲۱۷
 ۲۱۸
 ۲۱۹
 ۲۲۰
 ۲۲۱
 ۲۲۲
 ۲۲۳
 ۲۲۴
 ۲۲۵
 ۲۲۶
 ۲۲۷
 ۲۲۸
 ۲۲۹
 ۲۳۰
 ۲۳۱
 ۲۳۲
 ۲۳۳
 ۲۳۴
 ۲۳۵
 ۲۳۶
 ۲۳۷
 ۲۳۸
 ۲۳۹
 ۲۴۰
 ۲۴۱
 ۲۴۲
 ۲۴۳
 ۲۴۴
 ۲۴۵
 ۲۴۶
 ۲۴۷
 ۲۴۸
 ۲۴۹
 ۲۵۰
 ۲۵۱
 ۲۵۲
 ۲۵۳
 ۲۵۴
 ۲۵۵
 ۲۵۶
 ۲۵۷
 ۲۵۸
 ۲۵۹
 ۲۶۰
 ۲۶۱
 ۲۶۲
 ۲۶۳
 ۲۶۴
 ۲۶۵
 ۲۶۶
 ۲۶۷
 ۲۶۸
 ۲۶۹
 ۲۷۰
 ۲۷۱
 ۲۷۲
 ۲۷۳
 ۲۷۴
 ۲۷۵
 ۲۷۶
 ۲۷۷
 ۲۷۸
 ۲۷۹
 ۲۸۰
 ۲۸۱
 ۲۸۲
 ۲۸۳
 ۲۸۴
 ۲۸۵
 ۲۸۶
 ۲۸۷
 ۲۸۸
 ۲۸۹
 ۲۹۰
 ۲۹۱
 ۲۹۲
 ۲۹۳
 ۲۹۴
 ۲۹۵
 ۲۹۶
 ۲۹۷
 ۲۹۸
 ۲۹۹
 ۳۰۰
 ۳۰۱
 ۳۰۲
 ۳۰۳
 ۳۰۴
 ۳۰۵
 ۳۰۶
 ۳۰۷
 ۳۰۸
 ۳۰۹
 ۳۱۰
 ۳۱۱
 ۳۱۲
 ۳۱۳
 ۳۱۴
 ۳۱۵
 ۳۱۶
 ۳۱۷
 ۳۱۸
 ۳۱۹
 ۳۲۰
 ۳۲۱
 ۳۲۲
 ۳۲۳
 ۳۲۴
 ۳۲۵
 ۳۲۶
 ۳۲۷
 ۳۲۸
 ۳۲۹
 ۳۳۰
 ۳۳۱
 ۳۳۲
 ۳۳۳
 ۳۳۴
 ۳۳۵
 ۳۳۶
 ۳۳۷
 ۳۳۸
 ۳۳۹
 ۳۴۰
 ۳۴۱
 ۳۴۲
 ۳۴۳
 ۳۴۴
 ۳۴۵
 ۳۴۶
 ۳۴۷
 ۳۴۸
 ۳۴۹
 ۳۵۰
 ۳۵۱
 ۳۵۲
 ۳۵۳
 ۳۵۴
 ۳۵۵
 ۳۵۶
 ۳۵۷
 ۳۵۸
 ۳۵۹
 ۳۶۰
 ۳۶۱
 ۳۶۲
 ۳۶۳
 ۳۶۴
 ۳۶۵
 ۳۶۶
 ۳۶۷
 ۳۶۸
 ۳۶۹
 ۳۷۰
 ۳۷۱
 ۳۷۲
 ۳۷۳
 ۳۷۴
 ۳۷۵
 ۳۷۶
 ۳۷۷
 ۳۷۸
 ۳۷۹
 ۳۸۰
 ۳۸۱
 ۳۸۲
 ۳۸۳
 ۳۸۴
 ۳۸۵
 ۳۸۶
 ۳۸۷
 ۳۸۸
 ۳۸۹
 ۳۹۰
 ۳۹۱
 ۳۹۲
 ۳۹۳
 ۳۹۴
 ۳۹۵
 ۳۹۶
 ۳۹۷
 ۳۹۸
 ۳۹۹
 ۴۰۰
 ۴۰۱
 ۴۰۲
 ۴۰۳
 ۴۰۴
 ۴۰۵
 ۴۰۶
 ۴۰۷
 ۴۰۸
 ۴۰۹
 ۴۱۰
 ۴۱۱
 ۴۱۲
 ۴۱۳
 ۴۱۴
 ۴۱۵
 ۴۱۶
 ۴۱۷
 ۴۱۸
 ۴۱۹
 ۴۲۰
 ۴۲۱
 ۴۲۲
 ۴۲۳
 ۴۲۴
 ۴۲۵
 ۴۲۶
 ۴۲۷
 ۴۲۸
 ۴۲۹
 ۴۳۰
 ۴۳۱
 ۴۳۲
 ۴۳۳
 ۴۳۴
 ۴۳۵
 ۴۳۶
 ۴۳۷
 ۴۳۸
 ۴۳۹
 ۴۴۰
 ۴۴۱
 ۴۴۲
 ۴۴۳
 ۴۴۴
 ۴۴۵
 ۴۴۶
 ۴۴۷
 ۴۴۸
 ۴۴۹
 ۴۵۰
 ۴۵۱
 ۴۵۲
 ۴۵۳
 ۴۵۴
 ۴۵۵
 ۴۵۶
 ۴۵۷
 ۴۵۸
 ۴۵۹
 ۴۶۰
 ۴۶۱
 ۴۶۲
 ۴۶۳
 ۴۶۴
 ۴۶۵
 ۴۶۶
 ۴۶۷
 ۴۶۸
 ۴۶۹
 ۴۷۰
 ۴۷۱

[illegible]

ساقط بقی ثلثة اصناف وهم الیتیمی والمسکین وابن السبیل الا ان فقراء ذوی القربی یبذل خلوت فیهم
 اسبہن ہی انتہی قسم باقی نہیں ہیں یتیم بچہ اور مسکین اور سبیل
 وبقدر مومن علیہم وہن اغنیاء ہم واکثالث ما یؤخذ من خراج الارض وجزیۃ الرؤس وما ھدی الی الامام
 اور اوپر مقدم ہیں یعنی لوگ داخل نہیں ہیں اور تیسرا بیت المال وہ ہے جو زمینوں کا محصول حاصل ہوتا ہے اور جو خراجی سرب کا اور امام کو چاہے حرباً
 من اهل الحرب ما یأخذہ العاشر من اهل الذمۃ والمستامن فیصرف الی مصالح المسلمین من سد الشغور
 دیوبند اور جو کہ عاشر ذمی اور مستامن یا جو کسی نبوی یہ سب مسلمانوں کی مصالح میں خرچ ہیں اور گناہ یعنی راہ اندک کارکن
 وعما رة الریاطات والجسور وحفرانہا العامة وامن اوق العلماء النافعیین والقضاۃ العادلیین والفرقة
 اور خاتما ہون کی تیسری اور پہلی بنانی اور عام نہرین کہدوانی اور علماء دفع رسان اور عادل قاضیوں کی اور خازنوں
 والمحتسبین واکراہیہ المظنۃ وترکۃ المیت الذی لا وارث لہ فیصرف الی معالجۃ المرضی وادویہم واطعمہم
 اور محتسبوں کی مشاہیرہ اور جو بیت المال پایا ہوا مال اور لا وارث میت کا ترکہ یہ خرچ ہوگا بیماروں کی علاج اور ادویات اور کھانے میں
 واکفان الموقوف ونفقۃ اللقیط ومن هو عاجز عن الکسب فعلى الامام ان ینظر فی هذه الاموال ویضعہا موضعاً
 اور مردوں کی کفوں میں اور لا وارث بچوں اور کما حقہ عاجزوں کی نفقہ میں سوا امام کو لازم ہے کہ ان تمام مالوں کو غور کرے الگ الگ جگہیں سرکاری
 فان الشارح قدس لہا المصارف وجعل لكل مال قوماً فان تعدی فیہ وصرقہ الی شئ موازنہ ولذاتہ یکون من
 کیونکہ شارح انکا صرف مقرر کر چکا ہے اور ہر ایک مال کی لئی حق دار ہوا دیا ہے یہ جو کوئی آئین تعدی کرے کہ اپنی ہوا اور ہوس اور لذت میں صرف کر دے
 الخاسرین لانہ تعالیٰ لہ یوکۃ علی المسلمین لیکون رئیساً کلہا اشار باعستریجا بل ینصر الدین ویرفع فساد المفسدین
 وہ ہزاروں ہی والا ہی کیونکہ وہ کو اللہ تعالیٰ فی دلی مسلمانوں کا کسی نہیں کیا کہ سردار ہو کر کماوی پیروی چین اور دواوی بلکہ کسی کہ دین کی مدد اور فساد کا فساد
 ویمنظر الی العلماء والفقراء وسائر المستحقین ویبذل من اموالہم ویعطیہم کفایتہم من بیت المال الذی ہوا مانتا
 اور صلوات اور فقراء اور تمام حق داروں پر شفقت رکھے اور انکی مراتب میں فرق کرے اور انکو بقدر کفایت بیت المال میں سے جو اسکی پادشاهت ہی عطا کیا کری
 عندہ لیس لہ فیہ الا کو احد منہم اذ قد ذکر فی التجنیس ان الواجب علی الامۃ والسلاطین والولاۃ ان یصرفوا هذه
 اور امام کا دین ہی انتہی حق ہی جتنا کسی ایک کا دین ہی اس واسطی کہ تجنیس میں مذکور ہے کہ اماموں اور سلاطین اور والیوں پر یہ واجب ہے کہ یہ حقوق
 الحقوق الی ابابہا ولا یجسوها عنہم وان قصروا فیہ فوبالہ علیہم یسئلون عنہ یوم القیامۃ و ذکر فی الجمع
 حق داروں کی پیروی دین اونی مذکور نہیں اور اگر اس میں کچھ قصور کریں تو اسکا وبال اوکی اوپر ہی قیامت کی دن آگے پوچھ ہوگی اور شرح جمع میں مذکور ہے
 ان الواجب علی الامراء ان یجعلوا کل نوع من تلك الاموال بیتاً علی حدة ویصرفوا کلامہا الی مصرفہ ولو اخذوا منہا لنفسہم
 کہ امام پر واجب ہے کہ ہر قسم کی بیت المال کی لئی مکان جدا جدا بنائی اور ہر قسم کی خزانہ کو اسکی مصرف پر خرچ کری اور اگر امام اس میں سے کچھ لے لے
 اکثرہا بکفہم او خلطوها وصرقوها الی غیر المصارف ولم یراعوها لیکونون من الظالمین وقال الزلیحی علی الامام ان
 قدر کفایت ہی زیادہ ہیں یا او کو مل جل کر ہی محل صرف کریں اور رعایت نہ کریں تو وہ ظالم ہوں گی اور زلیحی کہتا ہے اور امام کو لازم ہے
 یجعل لكل نوع من هذه الانواع بیتاً یخصہ ولا یخلط بعضہ ببعض لان لكل نوع حکماً یختص بہ وان لم یکن فی بعضہا
 کہ ہر قسم کی خزانہ کی واسطی خاص خاص مکان تیار کرے اور ایک دوسری میں نہ ملاوے کیونکہ ہر خزانہ کا جدا خاص حکم ہے اور اگر اتفاقاً کسی ایک خزانہ میں
 شئ فللامام ان یستقرض علیہ من النوع الآخر ویصرف الی اهل ذلک النوع شئ یردہ
 کچھ فی قریبی تمام کو اختیار ہے کہ اس خزانہ پر دوسری خزانہ سے قرض لے کر مفروض خزانہ کی حق داروں پر صرف کر دے یہ جسے اس خزانہ میں مال آجائی تو اس
 فی المستقرض منہ الا ان یکون المصروف من الصدقات او من خمس الغنائم علی اهل الخراج وهم فقراء فانہ لا یرد فیہ
 خزانہ مستقرض نہ میں ہو اگر دی مگر اس صورت میں کہ مصرف صدقات سے یا خمس غنائم سے اہل خراج پر ہو دی اور وہ لوگ فقیر ہوں تو اب کچھ ہٹا کر نہیں

مذکورہ

مذکورہ

شیئا لانهم يستحقون بالفقر ولكن في غير هذا اذ صرفه الى المستحق فيجب على الامام ان يثق الله تعالى ويصرف الى
 اسوا من فقره في حق الناس او لا يسيى او خزانة من اكر حق دار پر خرج به او امام پر واجب ہی کہ الہی قوی اور ہر مستحق کو
 کل مستحق قدر حاجتہ من غیر زیادۃ وان قصر فی ذلك کان الله علیہ حبیباً و ذکر فی المعیط ان الامام ان
 بقدر حاجتہ دیدہ کری زیادہ نہ لوی اور اگر امین قصور کریگا تو اسد او سپر حساب لینی والا ہی اور محیط میں مذکور ہی کہ امام اگر بیت المال
 استقرض علی مال بیت الصدقات من بیت مال الخراج و صرفہ الى الفقراء لا یصیر قرضاً علیہم لان الخراج لہ حکم
 صدقات ہے بیت المال خراج ہی قرض لیکہ فقراء پر صرف کردی تو قرض نہیں ہوتا اسلی کہ خراج کو حکم
 الفی والغنیمة والفقراء فیہ حظ وانما لا یعطی لهم لاستغنائهم بالصدقات فاذا احتاجوا الیہ یصرف الیہم فعلی ما
 فی اور غنیمت کا ہی اور فقراء کا اسہین حصہ ہوتا ہی اور ان کو دینی اسکا نہیں کہ صدقات کی جہت سے مستغنی ہوتی ہیں جب ان کو اور ہر احتیاج ہو تو دنیا ہی اس کا
 ان یتقی الله فی صرفہ هذه الاموال الى مصارفہا و فی ایصال هذه الحقوق الى اربابہا علی ما یری من تفضیل وتنسویۃ
 لازم ہی کہ الہی قوی ان اموال کو اسکی حق داروں پر صرف کرے اور یہ حقوق حق داروں کے ہجادی جیسا نیک سمجھی کم و زیادہ یا برابر برابر
 من غیر ان یمیل فی ذلك الى الهوی ولا یحبسہا عنہم ولا یجعل لهم الا قدر مالکفہم و یکفی عوانہم بالمعروف وان قصر
 اس میں ان کی طرف داری نہ کری اور ان کو حق داروں سے روک نہ کری اور ان کا اتنا ہی مقرر کری جو ان کو اور انکی حد کاروں کو دستور کی موافق کفایت کر جائی اور اگر
 فی ذلك وقع عنہم کان الله علیہ حبیباً فقد ظہر من هذا ان السلطان لیس فی یدہ من بیت المال ملک الہ بل
 امین قصور کری نہ ہی گا تو اللہ تعالیٰ او سپر حساب لینی والا ہی اس سے معلوم ہوا کہ جو سلطان کی قبضہ میں ہوتا ہی خزانہ بیت المال کا او کی ملک نہیں ہوتا بلکہ
 هو لمانۃ عندہ یجب علیہ ان یصرفہ الى مصارفہ لکن لما کان هو ایضاً من المصارف جازلہ ان یاخذ من مال الخراج
 او کی پاس امانت ہوتا ہی او سپر واجب ہی کہ ان کو مصارف مقرر ہی پر خرچ کری لیکن چونکہ سلطان ہی مصارف میں داخل ہی تو ان کو جائز ہی کہ خرچ کی مل میں سے فقط
 قدر کفایتہ فقط لا غیہ و لو اخذ اکثر من قدر کفایتہ و صرفہ الى ممالک اصطفاه و زینہا بانواع الملابس المحرمۃ
 بقدر کفایتہ لیل زیادہ نہیں اور اگر قدر کفایتہ سے نعاہہ لیکر اپنی محبوب غلاموں پر صرف کری اور ان کو اچھی کپڑی چوہنی حرام میں پہنا دیا کر
 و افتر بقیامہا بین یدہ یكون من الخاشین وقد روی انہ علیہ السلام قال من سرہ ان یمثل لہ الرجال قیاماً
 عزت کی واسطی سامنی کپڑا رکھی تخت والوں میں ہی اور روایت ہی کہ نبی علیہ السلام فی فرمایا جو کو پسند آوی کہ او کی آگے آدمی تصویر کی طرح کھڑی رہیں
 فلیتوا مقعداً من النار ثم ینبغی ان یعلم ان من لہ عطاء من بیت المال ان کان من المصارف یجوز لہ ان یصرفہ
 تو اپنا بھی نادورخ میں کر لی پھر جان رکھو کہ جسکی لئی بیت المال میں سے روزینہ مقرر ہو اگر وہ شخص مصارف میں داخل ہی تو ان کو جائز ہی کہ اپنی کام میں لاوی
 الى مصالحہ وان لم یکن من المصارف لا یجوز لہ ان یصرفہ الى مصالحہ بل یلزمہ ان یتصدق بہ الى الفقراء و اذا
 اور اگر مصارف میں نہیں ہی تو ان کو جائز نہیں ہی کہ وہ روزینہ اپنی کام میں لگاوی بلکہ ان کو لازم ہی کہ فقراء کو خیرات دیدی اور اگر
 مات لا یرث عنہ بل یصیر محلولة للسلطان و نائبة ان یقر رفیہ من کان من المصارف وان قور فیہ من
 چھوڑ گیا تو وہ درشت میں نہیں آگیا بلکہ فقراء کو حلال ہو گا سلطان یا او کی نائب کو لازم ہی کہ او کی جگہ الہی کو مقرر کردی جو مصارف میں داخل ہو اور اگر اتفاقاً
 لیس من المصارف یجب علیہ ان یخرجه و یقر رفیہ من هو من المصارف وان لم یفعل یكون انما اوجہین کما ذکر فی البرزخ
 ایک ہی مقرر کردی جو مصارف میں نہیں ہی تو او سپر واجب ہی کہ او کو موقوف کرے اور او الہی کی قائم کرے مضافاً ان کے نہیں کریگا تو دو وجہ سے کہ نگار ہو گا چنانچہ بزرگ میں مذکور
 ان من لہ عطاء فی الدیوان ان مات عن ابنین فاصطلى ان یتب فی الدیوان اسم احدهما و یاخذ العطاء ولا یكون
 کہ جسکی لئی روزینہ کچھ ہی میں مقرر ہو دی اگر وہ دو بیٹی چھوڑ کر مر جائی تو وہ دونوں صلح کر لیں کہ دفتر میں ایک کی نام پر کھاری وہ ہی روزینہ لیا کری اور
 لاخر شئی من العطاء و بذلہم من کان لہ العطاء مالا معلوماً فالصلح باطل و یرد بدل الصلح والعطاء لانی جعل الامام
 اور سارا روزینہ ہی محرم اور وہ روزینہ لینی والا کچھ مال مستغنی او کو دیدہ یا کری تو یہ صلح باطل ہی اور بدل صلح کا یعنی وہ مال ہر دیا جاو گیا اور وہ روزینہ لینی

ما لہ لان الاستحقاق للعطاء باثبات الامام لا دخل فیہ برحق الفتن وجعلہ غیر ان الشیطان لا یستحق
 ہوا نام تجزیر کی اسلمی کہ حقیقت عورتیہ کی امام کی تجزیر پر ہی سبکی مقام ہے اور اگر کہیں کہیں حق نہیں ہی سوا اس کی کہ سلطان اور
 وفی الظلم مرتین فی قضیۃ واحدة حرمان المستحق واثبات غیر المستحق مقاضیہ بفساد اللہ علامہ موقوفہ
 اور ایک مقدمہ میں دو ہر گاہ ہوگا مستحق کا محروم کرنا اور غیر مستحق کا اس کی جگہ قائم کرنا الہی علی مظاہر اپنی رضائے کی ہر آسان کر
 ثانی المثانین فی بیان ظهور الفتن وما یخالف الشرع وكيف یعمل حیث یجد قال رسول اللہ
 سی مجلس میں بیان فتنوں اور مخالف شرع کی ظہور کا کہ اس وقت کسطحہ عمل کیا جاوی
 فی اللہ علیہ وسلم بادروا بالاعمال فتناء کقطع اللیل المظلم یصلہ الرجل مؤمنا ومیسی کافر ومیسی مؤمنا ویصلہ
 اللہ علیہ وسلم فی فرایا جلدی کروا اعمال فتنوں کی جلدی جیسی بکری اندھیری رات کی صبح کو شخص مؤمن ہوگا اور کافر یا شام کو مؤمن ہوگا اور صبح کو
 فرایم دینہ بعرض من الدنیا هذا الحدیث من صحاح المصابیہ رواہ ابو ہریرۃ فانہ علیہ السلام اشار فیہ الى
 فرایا دین بعرض سامان دنیا کی بچہ بچہ یہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثوں میں سی ہی ابو ہریرہ کی روایت سی صلی اللہ علیہ وسلم اشار فرمایا طرف
 لہور الفتن المتکاثرۃ المتزاکمۃ کترکم ظلام اللیل المظلم لا یعرف احد طریق الخلاص منها واصر بالمسارعة الى الاعمال
 ہور بہت فتنوں کی تدریست جیسی اندھیرا تاریک شب کا تہ بہت ہوتا ہی سیکورستہ نخلی کا معلوم نہیں ہوگا اور وہی جلدی اعمال صالحہ کی فتنہ
 صالحۃ قبل مجئہا اذ عند مجئہا یشتد لامر ولا یقدر احد فیہا علی الاشتغال بالاعمال الصالحۃ بل یصلح لہا
 براہوئی ہی پہلی اسلمی ام فرمایا کہ جب فتنہ پیدا ہو جائیگا تو بڑی مشکل پڑی گی ہر نیک عمل کرنے کی سیکو طاقت نہ رہی بلکہ آدمی صبح کو
 مؤمنا ومیسی کافر ومیسی مؤمنا ویصلہ کافر وسبب وقوع المسلم فی الکفر عند ظہور الفتن یحتمل ان یکون بوقوع
 میں ہوگا تو شام کو کافر یا شام کو مؤمن تو صبح کو کافر اور فتنوں کی ظہور پر سلمان کفر میں شاید کہ سہی مبتلا ہوگی کہ او نہیں رہا ایمان
 لقتان بینہم فیستحل کل واحد منہم الاخر ووالہ فیکفر کل واحد منہم باستحلالہم الاخر ووالہ ویحتمل ان یکون
 ہوگی سوہر یک طرف میں سی ایک دوسرے کا خون اور مال حلال سمجھی گا سوہر یک دوسرے کا خون اور مال حلال سمجھ کر کافر ہو جائیگا اور شاید کہ اس سبب سی کہ
 بوقوع الاختلاف بینہم فیغلب الکفار علی بلادہم فیدعونہم الی دینہم فیرتد بعضہم لطلب النجاء والمال منہم
 پس میں مختلف ہو جائیں سو کفار ان کی ملک پر غالب ہو جائیگی ہر وہ اپنے دین کی دعوت کریگی ہر کوئی رجاہ اور مال کی ہوس میں مرتد ہو جائیگا
 کما اشیر الیہ فی آخر الحدیث حیث قبل بدیع دینہ بعرض من الدنیا فان العرض بفقۃ الرءاء متاع الدنیا وحطامہا
 چنانچہ آخر حدیث میں یہ ہی اشارہ ہی چنانچہ فرمایا کہ پانچ دین بعرض سامان دنیا کی بچہ بچہ ایک عرض ماری رتج دنیا کی سامان اور نفع کو کہتی ہیں
 ویحتمل ان یکون بغلبة الظلم والفساد علیہم فلا یراعون الشرع فی المحکومات بل یخرجون منہ الى نزاع الظلم و
 اور شاید کہ سبب کثرت ظلم اور فساد کی کہ فیصلوں میں شرع کی رعایت نہیں کریگی بلکہ شرع ہی نکل کر قسم قسم کی ظلم اور
 السیاسۃ ویسفلون الدماء ویأخذون الاموال بغیر حق ویعتقدون انہم علی الحق فی ارتکابہم تلك الاثام
 سیاست میں مبتلا ہوگی اور خون پیڑی کریگی اور ناحق لوگوں کی مال چھین لیگی اور اپنی تین ان گناہوں کی عمل کرنی میں حق پر سمجھیں گی
 ولا یدرون انہم بذلک الاعتقاد یخرجون من الاسلام ورتبما یصلون السارق ویقتلونہ باعتقاد جوارئ
 اور یہ نہیں سمجھیں گی کہ ہم اس اعتقاد میں اسلام سی باہر ہوئی اور بعض دفعہ چور کو صولی دیگی اور قتل کر ڈالیں گی اس اعتقاد سی کہ چور کو
 صلیہ وقتلہ فیکفرون بذلک الاعتقاد لان حل السارق لیس صلیہ وقتلہ بل حارۃ قطع یدہ لقولہ تعالیٰ
 صولی دینا اور قتل کرنا جائز ہی سوا سی اعتقاد سی کافر ہو جائیگی سہی کہ چور کی حد سولی اور قتل نہیں ہی بلکہ اس کی حد اتہ کاٹنا ہی بدلیل اس آیت کی
 السارق والسارقتہ فاقطعوا یدیمہا ورمیایضرب مککم علی واحد منہم فیأمرہم بقتلہ من غیر سبب یوجب
 اور جو کوئی چور ہو مرد یا عورت تو کٹاؤ والاؤں کی ہاتھ اور بعض دفعہ بادشاہ کسی پر غصہ کہا کر اس کی قتل حکم دیتا ہی اور کوئی وجہ کوئی قتل نہیں ہوتی

فیقتلونه باعتراف كون امره حقا واجبا عليهم في كفرون بذلك الاعتقاد اذ لا طاعة للمخلوق في معصية
 سوره نوگ او کو قتل کرتی ہیں یہ سید کریم پادشاہی حق ہی سمجھو جب یہی عقائد ہی کا فر ہو جاتی ہیں انہی کہ خدا کی
 المخلوق علی ما ورد فی الحدیث فان قبل مجرد الامر من السلطان بلا تعبد ولا وعید لکراہ فاذا کان اکراہا فصل
 کی طاعت نہیں ہی چنانچہ حدیث میں ہی اگر کوئی کسی طرف حکم بادشاہ کا - بجمہر وکیل اور وعید کی اکراہ ہوتا ہی پہر جب اکراہ ہوا تو آیا
 برخصطہم قتلہ فالجواب ان قتل المسلم بغیر حق لا یجوز لضررہ علی ما ذکر فی اکراہ شمرہ الهدایۃ ان من اکراہ یقتل علی
 او کو کسی قتل کا اجازت ہی تو جو سبب یہ کہ ناحق قتل مسلم کا کسی ضرورت میں یہ حال نہیں ہی موافق بیان ہدایہ کی باب اکراہ میں اگر کسی کو قتل ہی
 قتل غیر بغیر حق لا یسعه ان یقتل علیہ بل یصبر حتی یقتل فان قتلہ یکون اثما لان قتل المسلم بغیر حق مما
 اکراہ کیا کسی کو قتل ہی تو کو کو گواہ پیش نہیں ہی کہ اس پر پیش ہی کرنا بلکہ صبر کری یہاں تک کہ جان دی اور کو کو قتل کر لیا تو گناہ ہو گا جیسا کہ ناحق
 لا یتستلیم لضررہ فانکذا بالاکراہ و ذکر فی الاصول ان دلیل الرخصة خوف الهلاك والقاتل والمقتول
 قتل مسلم کا کسی ضرورت میں ہی مباح نہیں ہی البتہ ہی اگر کسی اورا طلب میں نہ کو رہی کہ رخصت کی دلیل خوف ہلاک کا ہی اور قاتل اور مقتول آمین
 فیہ سوا عاذا الاستیواء لا یجوز للعامل قتل غیره لتخلیص نفسه لان الله تعالى عظم امر قتل المسلم حيث قال و
 دونو برابر ہیں پہر جب دونو برابر ہوئی تو فاعل کو غیر کا قتل اپنی جان بچانی کو جائز نہیں ہی اسلئے کہ اللہ تعالیٰ قتل مسلم کو بڑا ہی گناہ قرار دیا ہی چنانچہ فرمایا اور
 من یقتل مؤمنا متعمدا فجزاؤه جهنم خالدا فیہا فاذا کان كذلك ینبغی ان یعلم ان کثیرا من ولاۃ زماننا وقضاۃ
 جو کوئی مار ڈالے مسلمان کو قصد کرے تو کو کی سزا دوزخ ہی بڑا ہی اسی میں جب پہر پڑا تو یہ بھی لو کہ ہمارے زمانہ کی اکثر اولیوں کی اور ہماری عہد کی اکثر ضیوک کی
 عصرنا قد هربوا الشرع المحمدي واتخذوا طرقا غیر مرضی وسموها عرفا وشارع بدیعہم العمل بہ حتی کا دان یرفض الشرع
 شرع محمدی کو چھوڑ دیا ہی اور بنارسنہ ناپسندیدہ نکال کر اسکا نام عرف رکھا ہی اور سب اسی پر عمل کرتی ہیں یہاں تک کہ اب یہ حال ہی کہ شرع بالکل ترک
 بہ لانہم کانوا لا یفصلون قضیۃ بحض الشرع بلا خلط العرف لکنہم کانوا یفصلون قضایا کثیرۃ بحض العرف بلا خلط
 ہر جاد کی ہو نہ کو کوئی مقدمہ صرف شرع ہی بدون عرف کی طاعت فیصلہ نہیں کرتی لیکن بہتری قضیہ صرف عرف ہی بدون طاعت شرع کی فیصلہ کرتی ہیں
 الشرع و یعتقدون ان بعض الشرع لا یتیم النظام ولا یتستقیم حال الا نام و یقولون ذلك جهرا ولا یعدونہ نكرا فاعلم
 اور یہ سمجھ رہی ہیں کہ نرمی شرع ہی نظام پورا نہیں ہوتا اور خلقت کا حال درست نہیں رہتا اور یہ بات علی الاعلان کہتی ہیں کہ یہ برا نہیں جانتی اب سوچ تو
 ایہا المنصف هل لهذا القول ولهذا الاعتقاد محل غیر القول بنسخ الشریعۃ بالمحدثۃ بما ابتدعوا بأراہم الفاسدۃ من
 ای منصف ایا کچھ اس قول اور اس اعتقاد کی یہی معنی ہیں بجز اسکی کہ شریعت محمدی کو سبب سیاست بد اور تغذیات سخت کی جو اپنی فاسد عقل منسی لکال کر
 السیاسۃ الشنیعۃ والتعذیبات الشدیدۃ و ما حارہم علی ذلك الاعتقاد و ما حارہم علی ذلك الفساد الا ما یرونہ من
 کڑی کی یہی منسوخ کہتی ہیں اور انکا یہ اعتقاد اور یہہ جرات اس فساد پر اسلئے ہوئی ہی کہ دیکھتی ہیں
 ظهور السارق والقاتل احیاناً بہتہ دیا ہم البلیغۃ و الشدیدۃ لالیۃ نعم قتل یظهر السارق والقاتل احیاناً بہتہ دیا
 کہ بعضی دفعہ چور اور قاتل او کی غایت درجہ کی دہکیوں اور سخت گیر سی اہتہ آجاتی ہیں ان اسچ کہی چور اور قاتل تو انکی دہکی
 و نشد یدانہم لکن ان ینظر ظالم واحد یظلم خلقا کثیرا فی انفسہم و اعراضہم بل یمسک بعضہم بالانواع العقوبات
 اور سختی سی پیدا ہو جاتی ہی پر جب تک ایک ظالم اہتہ لگی اسی بہتری خلقت کی جان اور بروی پر ظلم گذر جاتا ہی بلکہ بعضی لوگ طرح طرح کی عقوبت
 واصناف التعذیبات و یتعطل اعضا بعضہم و اما اخذوا ملہم و اھداکھا فلا یعدونہا شتا بل ینسجونہا و یسجلونہا
 اور قسم کی عذاب میں لٹک اور بعض کو کی اعضا بیکار ہو جاتی ہیں اور در مال بیلینا یا تنف کر دینا یہ تو کچھ شائگین نہیں ہی بلکہ یہ تو مباح اور حل جانتی
 فاذا کان السعی فی رفع ظلم ظالم واحد متضمنا لظالم کثیرۃ غیر منحصرة فتفکر ایہا العاقل هل ینلیق مثل
 پہر جب تک ظالم کا ظلم دفع کرنی کی سعی میں بہت سی ظلم غیر منحصر علی میں آئیں اب فکر کی بات ہی عاقل کیا اہل ایمان کو ایسی ہی علی لایق ہی

لاهل الايمان وهل يجوز في حقها في ديار الامان وحسن ان لا يفسد في حقها
اور ديار الامان میں ایسا کام کہاں جائز ہے
الحكمة وظهور غلبة مفسداتها على منفعتها فان الحكم لا يحكم في المنفعة العامة الشاملة
اور حکم نقصان بہ نسبت فائدہ کی زیادہ معلوم ہوگا ہی بیشک حکم وہی حکم رہتا ہی جس میں منفعت عامہ اور خاصہ دونوں کا فائدہ
يغلب منفعتها على مضرتها لا يغلب مضرتها على منفعتها الا ترى ان الحكم لا يحكم في المنفعة العامة الشاملة
نقصان سے زیادہ ہو وہ حکم نہیں دیتا جس کی مضرت منفعت سے زیادہ ہو بیشک معلوم نہیں کہ شراب اور جوئی کو اللہ تعالیٰ نے حرام کیا ہے
القرآن بعد انصافه بنفعها حيث قال يستلونها عن الرسول في ما اثم كبير ومنافع للناس وانما اثمها اكبر من نفعها
کیسی حرام کیا بعد اس کی کہ انکی فائدہ سے کہیں بچا چنانچہ فرمایا تجسی پوچھتی ہیں حکم شراب اور جوئی کا تو کہہ انہیں گناہ بڑا ہی اور فائدہ بڑا ہی تو گون گوار کیا
لان جانب النفع اذا غلب عليه جانب الضرر يحسب جانب الضرر فان اهل العرف في هذا الزمان كثيرا ما يظلمون اهل بلدة و
کیونکہ نفع کی جانب سے جو ضرر کی جانب غالب ہو جاتی ہی تو ضرر کی جانب کا لحاظ ہوتا ہی بیشک اہل عرف اس زمانہ میں ایک ظلم کی واسطی شہر کی شہرچہ اور
اهل قريته يانواع المظالم بسبب ظلم واحد مع هذا لا يظفرون بذلك الظالم فيكون مظالمهم ماضية بالظلمة
گاؤ کی گاؤں پر قسم قسم کی اکثر ظلم کرنا ہوتا ہیں اور شہر ہی وہ ظالم آتہ نہیں آتا اس کا ظلم اور اس ظالم کی ظلم سے بڑا گونہ ہو جاتا ہی
من ظلم ذلك الظالم مع بقاء ظلمه فليس مثله لا كمثل من يقصد احراق حشيش نبت خلال ليرصيفوق النار
اور وہ کا وہ باقی رہتا ہی انکی مثال ایسی ہی جیسی کوئی کہاس جلائی کا ارادہ کری جو کہیت کی اندر آگتا ہی پھر اس کہیت کی اندر آگ جلاوی
وسط نزعها فيحرق الزرع والاحشيش الذي قصد احراقه فربما يحرق ورمها لا يحرق قلعه الله ليس هنا
اور تمام کہیت پہلے جلاوی اور وہ کہاس جسکا جلا نا منظور تھا کہیں جلیا تار ہی اور بعض دفعہ قائم رہتا ہی سوا اللہ کی قسم ہی کہ یہ
من الاصلاح بل هو من الفساد فلو كان في هذا العرف خيرا كان القرون التي يستعمل هذا العرف فيها خيرا
انتظام نہیں ہی بلکہ گنہگار ہی اگر اس عرف میں کچھ خوبی ہوتی تو بیشک یہ زمانہ حسین عرف خوب برتا جاتا ہی اون عہد ہی
القرون التي لم يستعمل فيها هذا العرف كقرون النبي عليه السلام والخلفاء الراشدين والتابعين ولا شك ان
جسین یہ عرف نہیں برتا گیا بہتر ہوتا جیسی عہد نبی علیہ السلام کا اور عہد خلفاء راشدین کا اور تابعین کا اور اسمین تک نہیں کہ
القرون قرن النبي عليه السلام ثم الذين يلونهم ثم الذين يلونهم ثم بقاء الكذب والفساد الى قرننا الذي هو شر
سبب ہی بہتر زمانہ نبی علیہ السلام کا ہی پھر اوکا جو انسی متصل ہیں پھر اوکا جو انسی متصل ہیں پھر جوٹ اور فساد پھیل گیا ہمارے زمانہ تک جو سب ہی بدتر ہی
القرون يشهد بذلك الاحاديث المشهورة بل المتواترة ولو بالقدر المشترك فان قيل تلك القرون لكونها قرون
مشہور حدیثیں بلکہ متواتر انکی گواہ ہیں اگرچہ ملتی جلتی مضمون سی پھر اگر کوئی کہی وہی زمانہ چھوڑ دے
الرشد والصلاح وعمى الصدق والفساد كان الامر بهم بسمولة الشرع ولا يحتاج الى صعوبة العرف واما هذه
اور عہد صدق اور فلاح کی تھی تو انتظام شرع کی سہولت سی ہو جائے تاہنا عرف کی اس صعوبت کی حاجت نہیں ہوتی ہی اور یہ
القرون فلما كان الغالب فيها الفسق والفساد والكذب العناد اضطروا العقلاء الى اجراء العرف الشديد لئلا
زمانہ اسمین فسق اور فساد اور عناد جو غالب ہو گیا ہی تو عقلاء نے لاچار ہو کر یہ عرف سخت جاری کیا کیونکہ دیکھتی تھی
من عدم انزاج اهلها بالشرع السديد فالجواب ان هذا السؤل لا يبقى له مورد بعد ما عرفت في اجراء العرف
کہ اس زمانہ کی تو صرف شرع حکم سی یا نہیں آتی سو جواب یہ ہی کہ اس سوال کا بیان نہیں ہی جب عرف کی جاری کرنی میں فساد
المفسد وما في الشرع من كفايته في جميع الاعصار لجميع المقاصد ثم ان ما ذكر من كون القرون السابقة قرون
ما لنبي او شرع کی کفایت تمام عہدوں میں تمام مطالب کی لئے تسبیح کر لی پھر وہ جو مذکور ہوا کہ وہ زمانہ رشد

بشهادته بعد تعديلهما فهو محقق في الحكم وان لم يكن ما حكم به ثابتاً في نفس الامر فعلم من هذا ان حكم القاضی
 موافقاً لتقديره في بعد حكمه كذا في قاضی كما حكم حق به في اگر چه در نفس الامر من ثابت نهو

بشهادة الزور لا يجعل مكان حراماً ولا يحرّم مكان حلالاً ولا ينفذ قضاءه الا ظاهراً وهذا متفق عليه
 جهوتی گواهی می حرام کو حلال میگردیتا اور نہ حلال کو حرام اور اسکا حکم ظاہر میں جاری ہوتا ہی یہ بات اہلک مریہ

في الاملاك المرسلات التي لم يذكرو فيها سبب معين من اسباب الملك واما في العقود كالبيع والشراء والوكالة
 كرجمين كذا في خاص سبب ملك كذا بيان نهو متفق عليه ہی اور ہی عقود جیسی بیع اور شراء اور وکالت

والاجارة ونحوها وفي الفسوخ كالاقالة والطلاق ونحوها فعندنا في حنيفة ينفذ ظاهره بالباطن وعندنا
 اور اجاره اور مانند انکی اور فسخ عقد جیسی اقاله اور طلاق اور مانند انکی سوا اہلک ابو حنیفہ کی نزدیک حکم قاضی کا ظاہر اور باطن میں جاری ہوتا ہی اور

انما ينفذ ظاهره الا بالظاهر ان القضاء اظهر ما كان ثابتاً لا اثباتاً فان لم يكن ثابتاً وادعى من العقود والفسوخ لم يكن
 نزدیک فقط ظاہر میں جاری ہوتا ہی باطن میں نہیں ہوتا انکی یہ دلیل ہی کہ قضا ظاہر کی ثابت کہی غیر ثابت کا ثابت کرتا نہیں ہی اور دعوی عقود و فسخ میں ثابت

ثابتاً عند كون الدعوى باطلة والشهود كاذبة فلا ينفذ القضاء فيه الا ظاهراً واما بالباطن فلا لان القضاء انما
 نہیں ہوتا جس صورت میں کہ دعوی جہوتی ہوا اور گواہی جہوتی ہوں تو اب قضا صرف ظاہر میں نافذ ہوگی باطن میں نہیں ہوگی کہ قضا حجت کی

ينفذ بقدر الحجة والحجة باطلة في الباطن لكون شهادة الزور حجة في الظاهر لا في الباطن والمشهد له
 موافق نافذ ہوتی ہی اور یہ حجت تو باطن میں غلط ہی کیونکہ گواہ جہوتی ہیں ظاہر میں حجت ہی باطن میں نہیں اور گواہوں والا

يعلم ذلك والقاضي لا يعلمه فينفذ قضاؤه ظاهراً لا بالباطن كما في الاملاك المرسلات وله ان القاضي اذا اقيمت عنده
 اسکو جائز ہوتا ہی اور قاضی نہیں جانتا سو قضا ظاہر میں نافذ ہوگی باطن میں نہیں ہوگی جیسی اہلک مرسلہ میں اور امام صاحب کی یہ دلیل ہی کہ قاضی کی پاس

البينة توصلت يكون عليه القضاء واجباً حتى لو امتنع عن القضاء واخره يكون اثباتاً لكن لما كان القضاء اظهر
 جب گواہ آئی اور تقدیر ہو چکی تو اس پر حکم دینا واجب ہی بیان تک کہ اگر کچھ حکم نہ ہو یا درنگ کری تو گنہگار ہوتا ہی لیکن چونکہ قضا ظاہر کرنا

ما كان ثابتاً ولم يكن ما ادعى من العقود والفسوخ ثابتاً عند كون الدعوى باطلة والشهود كاذبة وجب اثباته
 ثابت کلمہ ہوتا ہی اور نہ عاقد اور فسخ من ثابت نہیں ہوتا جس صورت میں کہ دعوی باطل اور گواہ جہوتی ہوں تو اب بطور قضائی

اقتضاء لئلا يلزم ان يكون القاضي مكلفاً بما ليس في وسعه فان قضاء القاضي فيما يحتمل الانشاء ولم يكن في العمل
 مدعا ثابت کرنا ضرور ہوا تاکہ قاضی کی تکلیف طاقت سے زیادہ لازم نہ آدی بیشک حکم قاضی ایسی عمل میں ہی کہ احتمال ہی سر ہی ہو چکا ہی اور اس عمل میں

ما نعر وكانت الشهود كاذبة يكون انشاء لانه ما مود بالقضاء بالحق ولا يكون قضاؤه بالحق فيما يحتمل الانشاء ولم
 کوئی مانع نہیں ہی اور گواہ جہوتی ہی تو انشاء یعنی از سر نو اب ہوا چکا کیونکہ قاضی قضا حق کا مود ہی اور اسکی قضا برحق ایسی عمل میں کہ احتمال انشاء کا ہو ہی اور

ليكن في العمل ما نعر وكانت الشهود كاذبة الا بالحمل على الانشاء والعقود والفسوخ مما يحتمل الانشاء والقاضي ولا يثبت
 وہاں مانع نہیں ہوتا اور گواہ جہوتی ہوں نہیں ہو سکتی بدون حمل کئی انشاء پر اور عقود اور فسخ میں انشاء یعنی از سر نو کا احتمال ہی اور قاضی از سر نو کر دینا

في الجملة فيجعل قضاؤه انشاء بطريق الاقتضاء فيصير كانه قال في دعوى عقد النكاح له زوجتك اياه وحكمت
 فی الجملة مختار ہی سوا اسکی قضا بطریق اقتضاء انشاء از سر نو ہوگی اسکا انجام یہ ہی گویا قاضی عقد نکاح کی دعوی میں یہ کہتا ہی یعنی تیرا نکاح اوکی کا کر دیا

بينكما بالنكاح وفي دعوى فسخ النكاح يصير كانه قال فمقتضاه عنه وحكمت بينكما بالطلاق وكذا في غيره لك
 اور میں فی تم دونوں میں نکاح کا حکم دیا اور فسخ نکاح کی دعوی میں یہ انجام ہوتا ہی گویا قاضی کہتا ہی میں فی بگواہی میں اب جدا کی اور تم دونوں میں طلاق کا حکم دیا اور ایسی ہی اور

مما ادعى من العقود والفسوخ بخلاف الاملاك المرسلات فان القضاء فيها بشهادة الزور لا ينفذ الا ظاهراً لان
 دعوی میں جو دعوی عقود اور فسخ کی ہوں بضرط اہلک مرسل یعنی بی قید کی بیشک اوس میں قضا جہوتی گواہی ہی صرف ظاہر میں نافذ ہوگی کیونکہ

فاني حتى حين ضرب في كل مرة ثلاثين سوطا فلما خاف على نفسه قال حتى اشاور اصحابي فشاوهم فقال ابو يوسف
 برا بكاربي كيا آخر كوقيد هوي اور برار تيس تيس كوي كهائي بير جب جان كا خوف هوا تو كهيا مين ايبي يادول هي مشرو ليلون بير مشرو كيا تو ابو يوسف كي
 لو تقدرت لا تشفع الناس فطر اليه ابو حنيفة فطر الغضب وقال لو امرت ان اعد الجرح سباحة لكنت اقل عليه
 اكرهنا ليلو توكون كابر افانده هي بير ابو حنيفة في ادكي طرف غصبي كهو كركيا اكر جيكو بيره سك هو تا كه دريا كو تير كراو تر جاؤن تو البتة جيكو قدرت هي
 فكان في بك قاضيا فاعرض ولم ينظر اليه بعد ذلك وكذلك دعي محمد الى القضاء فاني حتى قيد وحبس نيفا وخسين
 ميري جيكو تو هي قاضي سي بير منه بير ليا اور ادكي طرف نيكيا اور اسي طور امام محكو قضا كي واسطى بلايا سوا بكار كيا يهان كيك قيد هوي اور پچاس اور كئي دن مجبو
 وخصر فقرة وانا امتنع هؤلاء الكرام عن تقدره لما رى عن ابي هريرة انه عليه السلام قال من جعل قاضيا
 بي اور لا چاره كوقيد قضا ليلي اور اس چاهت بزرگ في اسي لئ نه مانا كه ابو هريرة سي روايت هي كه نبي عليه السلام في فرمايا جو شخص لوكون بر قاضي هوا
 بين الناس فقد نجح بغير سكنين والرد من الذبح في هذا الحديث القتل فان القتل بغير سكنين كسقي السهم مثلا لا يؤثر
 بيشك في چري دوج هوا اور دوج سي مواد اس حديث مين قتل بي بيشك قتل بغير چري كي جيسي نهر بلا دينا شلا ظاهر مين كچه اثر نهين كرا
 في الظاهر واما لو اثر في الباطن بانزهاق الرحم كذا القضاء لا يؤثر في الظاهر لانه في الظاهر رفعة وعظمت واما لو اثر
 اور باطن مين ايسا اثر كرا هي كه جان نكل جاتي هي ايسي قضا ظاهر مين كچه اثر نهين كرا كيونكه ظاهر مين تورفت اور عظمت هي باطن مين ايسا اثر كرا هي
 في الباطن باهلاك الدين لان القاضي قلم يعديل بين الخصمين بل يراعي ميل في الحكم الى الاصدقاء والاقرباء او الى من
 كدين هلاك كرا هي اسي كه قاضي خصمين ببت هي كم عدل كرا هي بله اكر حكم مين دوست كي اور اقربا كي طرف داري كرا جاتي هي ياكي منصب والي كي
 له منصب يتوقع نواله او يخاف بلاءه وربما يوسوس له نفسه على قبول الرشوة فمن كان حاله كذلك فالموت خير
 جس سي كچه وصول كي توقع يا اوكي بلا كا خوف اور بعضي وقت دين رشوت ليني كا خطر گذرا هي بير جسكا ايسا حال هوي تو ايسي قضا سي موت بهتر هي
 من القضاء لان الموت يقطعه عن المعاصي والقضاء يوقعه في المعاصي فان قيل القضاء بالحق من اقوى الفرائض
 كيونكه موت تو معاصي هي لك كرا هي اور قضا معاصي مين مبتلا كرا هي بير اكر كوي كهي حكم حق دي دينا عمه فرائض هي
 واشرف العبادات لكونه امر بالمعروف ونهيا عن المنكر وقدم الله به النبيين كما قال في كتابه انا انزلنا التوراة
 اور عبادات مين اشرف هي اسلي كه امر بالمعروف اور نه كرا بدي سي هي اور الله في انبيا كو بيره حكم كيا هي چنانچه قرآن مين فرماتا هي معني اوتاري توريث
 فيها هدي ونور يحكم بها النبيون وقال لنبينا عليه السلام انا انزلنا اليك الكتب بالحق لتحكم بين الناس فهاوجه
 اسين اديت اور روشني كوي بغير اور جاري نبي عليه السلام كو فرمايا همي اوتاري بجز كتاب سجي كه تواصيات كوي لوكون مين بير اس سي
 الامتناع عنه فالجواب انه وان كان من اقوى الفرائض واشرف العبادات لكن ذكر في كتب الفقه ان من كان
 كئي كي كيا وجري جواب بير هي كه قضا اكر چه بجا فريضة اور عبادات مين اشرف هي بر فقه كي كتابون مين مذكور هي كه جو شخص
 صالحا له ينبغي له ان لا يظلمه بقلبه ولا يسهله بلسانه فان دعي اليه بلا طلبه قال بعض العلماء بكرة له الدخيل فيه
 قضا كي لاين هوا وكولانم هي كه دل سي اوسكا طالب هوي اور نه زباني اوسكا سوال كرا بير اكر بلا طلب اوكي لئ مقرر كرين تو بعضي علماء كهتي مين كه اختيار هي قضا مين
 مختار لما رى عن ائمة عليه السلام قال من ابتغى القضاء وسئله وكل الى نفسه ومن اكره عليه انزل الله تعالى
 بهنث مكره هي اسلي كه اناس سي روايت هي كه نبي عليه السلام في فرمايا جسي قضا تلاش كي اور سوال كيا تو ايني ذات پر حوا كيا جاتا هي اور جو بير قاضي كي كيا تو اندي
 عليه مكايسده فانه عليه السلام اشار في هذا الحديث الى ان من يطلب القضاء بقلبه ويسئله بلسانه يفوض
 او سپر فرشته تعين كرا هي وه كو راستي پر كهتاي سوني عليه السلام في اسهيت مين بيره اشاره كيا كه جو شخص قضا كو بد تلاش اور زباني سوال كرا هي توره اوكي
 الى نفسه ومن يفوض امره الى نفسه لا يهدي الى الصواب لان النفس امارة بالسوء تجر صاحبا الى المخالفة وسوء المطا
 دات پر حواله هي اور جسكا امر اوكي ذات پر حواله را صواب كراه نهين پاتا اسلي كه نفس برائي هي بتاتا هي ايبي يادول كو مخالفت اور ري مطا كرا هي
 فرائض

ولا علی ظہرها الا سقیم ومرض القلب اکثر من مرض الابدان وانما صار كذلك لثلاث علل احدها ان مریضاً
اور جو اسکی باہر ہی سو بیماری اور دلی کہہ جسمانی بیماری زیادہ ہیں اور بہر حال تین سبب ہی ہو گیا ہی ایک تو یہ کہ جو

مرض القلب یدری کونہ مرضاً والثانیة ان عاقبة مرض القلب لا یشاہد قبل الموت بخلاف مرض البدن
دیکھا کہ کیا ہی وہ اپنی قوتیں دیکھتا نہیں سمجھتا اور دوسرا سبب یہ ہی کہ دلی بیماری انجام موت ہی پہلی ظاہر نظر نہیں آتا

فان عاقبته موت مشاہد تنفر عنه الطبائع وتكون ما بعد الموت غیر مشاہد قلت التنفرة عن الذنوب
کہ اسکا انجام موت نظر آتی ہی سو ہی طبیعتیں اس ہی نفرت کرتی ہیں اور موت کی بعد کمال جو ظاہر نہیں نظر آتا اسکی گناہوں ہی نفرت کم ہو گئی ہی

ویکمل مرتبہا علی فضل اللہ تعالی ولا یشغل بعلاج مرض قلبه بل یشغل بعلاج مرض بدنه من غیر اتکال
اور گناہ اسد تعالی کی فضل پر تکلیف دینا ہی اور اپنی دلی کہہ کا علاج نہیں کرتا بلکہ بدنی مرض کا علاج فضل الہی پر ہی تکلیف دینا ہی

علی فضل اللہ تعالی مع کون فضل اللہ تعالی عام فی الدنیا والاخرة والثالثة وهی الداء العضال فقد الطیب
باوجودیکہ اسد تعالی فضل دنیا اور آخرت دونوں برابر ہی اور تیسرا سبب یہ ہی اور یہ برا سخت دہم ہی یعنی طیب کا ہونا

فان اطباءهم العلماء وهم فی هذا الزمان قد مرضوا مرضاً شدیداً حتی عجزوا عن علاج انفسهم فضلاً عن
کیونکہ اسکی طیب تو علماء کہیں سو اس زمانہ میں وہ خود ہی سخت بیمار ہیں یہاں تک کہ اپنا ہی علاج نہیں کر سکتی غیر کی تو کیا گنتی ہی اس سبب ہی کہ

علامہ غیر وہم وبہذا السبب عم الداء وانقطع الدواء وھذا الخلق بل اشتغل اطباء یفنون الاغواء فلیتھو
اور یہ زیادہ بہر حال اور علاج ہوتا رہا اور خلق مرگئی بلکہ طیب طرح طرح کی اغوا میں مشغول ہیں کا شکی وہ طیب

اذ لم یصلحوا لمددوا وکیتم سکتوا ولم یطقوا فانهم اذا انکملوا لا یقصدون فی مواعظهم الا استمالہ قلوب العوام
اگر علاج نہ کرتی تو کہہ ہی نہ پڑا تو اسکا شکی وہ خاموش رہی کچھ نہ بولتی بیشک جب وہ بولتی ہیں تو اس وعظ ہی ہوا پہلا ہی قلوب عوام کی کچھ اور غرض نہیں

ولا یتوصلون الیہا الا بن کر الرجا والرحمة لکن ذلك لان فی الجماع واخف علی الطبائع فیبصر الخلق عن مجلس
ہو قیام اسکا سبب یہ ہی امید اور رحمت کا ذکر پڑا کہ ہی کیونکہ یہ ہی کا لون میں لذیذ اور طبیعتوں پر ہلکائی بہر خفت مجلس وعظ ہی جب اوٹتی ہی

وعظهم وقد استفادوا من جرأة علی المعاصی وقہما کان الطیب ینکح المریض بالدواء حیث یضعہ
تو دیکھا گناہوں پر اور یہی جرات پیدا ہوتی ہی اور جب طیب ایسا ہوتا تو دیکھا دوا ہی ہی مرگیا کیونکہ طیب ہی محل دوا

فی غیر موضعہ فان الخوف والرجاء دواء ان لکن لشخصین متضادی العلة فالذی غلب علیہ الخوف حتی ہجر
دیتا ہی بیشک خوف اور رجاء دونوں دوا تو ہیں یہ الیہ شخص کی جو ایک ہی بنا رہتوں بہر جس پر خوف اتنا غالب آیا کہ دنیا باکل ترک کی

الدنیا بالکلیة وتکلف نفسہ ما لا یطیق وضیق علیہ العیش یکسر سورة خوفہ بن کر اسباب الرجاء وسعة رحمة
اور اپنی جان طاقت سی زیادہ تکلیف میں ڈالی اور عیش تنگ کر لیا تو اسکی خوف کی شدت کو اسباب رجائی اور فراخی رحمت الہی کا ذکر کر کی

اللہ تعالی ليعود الی الاعتدال وکن المصّر علی الذنوب المشتہی للتوبة المستعینا بحکم القنوط والیاس استغظا ما
کہ شادی تاکہ وہ اعتدال پر آجادی اور ایسی ہی جو گناہ پر اڑا ہوا توبہ کا آرزو مشد کہ سبب تا امید ای اور یاس کی اپنی گناہوں کو سخت سخت سمجھ کر

لذنبہ التي سبقت یعالج ایضاً بن کر اسباب الرجاء وسعة رحمة اللہ تعالی حتی یطعم فی قبول توبتہ فیتوب
جوازی ہی عمل میں آئی ہیں توبہ نہ کرتا جو ایسی کا علاج ہی یہ ہی ذکر کرنا اسباب رجاء کا اور فراخی رحمت الہی کا ہی آو کہ توقع قبول توبہ کی پیدا ہو یہ وہ توبہ کی

فاما معالجة المعزور المسترسل فی المعاصی بن کر اسباب الرجاء وسعة رحمة اللہ تعالی فیضاہی معالجة المحرم
اور یہ دہو کی ہیں برا ہوا معاصی میں ہی قبید اسکا علاج ذکر اسباب رجائی اور بیان فراخی رحمت الہی ہی ایسی ہی جیسی تپ چڑھی کو

بالعسل و ذکر فی موضع اخر من الاحیاء ان هذا الزمان زمان لا ینبغی ان یدن کوفیہ للخلق اسباب الرجاء وسعة
شہد ہوا دیا اور احیاء کی ایک اور جگہ میں مذکور ہی کہ یہ ایسا زمانہ ہی کہ اس میں خلقت کی سامنی ذکر اسباب رجاء کا اور بیان فراخی

سرجهت الله تعالى لان ذكرها يهلككم بالكلية لكنكم لما كانت اخفت على النفوس والذنوب في القلوب ولم يكن عرض رحمت الله كما جاهدتم فيه دون ذلك خلقت كوسر اسر كوسى ديتى بين ليكن يبره كركون بر جوكا هي اولون كى دلول من الذنوب كركا هي باور واعظون كى الموت الا استماله القلوب واستنطاق الخلق بالثناء عليهم كيف كانوا مالوا الى الامراء حتى ازداد الفساد فبسا عرض ديتى دلول كى بهلا نى اور خلقت سى اپنى تعريف كركى كى سوا كچر ابر من سى خلق كاحال كچس سى باور وواعظ خواه عخوا رجاكى طرف توجيه سى بين يها كچس فاسم والمنهم كون فى طغيانهم تملأ ديا وذكروا فى موضع اخر ان الخلق الموجدون فى هذا الزمان كان الاصل لهم طلبة الخوف بشطى اور سى فساد بر كچيا اور طغيان من سى سى برى لوگ ابر سى ذوب كى باور كچر من نكوسى كاس مانه كى خلقت كى لى اصلح سى به كى كچر خفي كى كچا دى براتنا ان لا يخرجهم الى الياس فترك العمل وقطع الطمع من المغفرة فيكون ذلك سببا للتكاسل عن العمل وداعيا الى الاهمال كوه نا اميد بر كچى كرك نكودين اور مغفرت كى طبع نجاتى سى كچر كرك ابر عمل من سست اور لاچار معاصى من كچس جادى كى سوبه درجه ياس كچا

فى المعاصى فان ذلك قنوط وليس يخوف بل الخوف هو الذى ينجت على العمل ويكدر جميع الشهوات وينزع القلب خوف كانهن سى بلكه خوف سى بتوتارى كى عمل كى رغبت هو اور تمام شهبوات كى مزه هو جادين اور دل دنيا كى رغبت سى بيزار كچر عن الركون الى دار الغرور ويدعو الى الميل الى دار السرور وهذا هو الخوف المحمود لا الياس الموجب للقنوط فاذا كان او كچر جادى اور اخرت كى رغبت هو كى كچى اور بهر حالت اچى خوف كى سى ياس كاد رجس من جسين نا اميد هو جادى جيب عال ايساى الامركنك فالتطويق الذى ينبغى ان يسلكه الواعظ فى وعظه مع الخلق فى هذا الزمان اذا كان ماضيا من توده رست جو واعظون كو وعظ من اسر مانه كى خلقت كى ساسته جلا چا سى جب كى واعظ لهم كى طرف سى ماضى توبه سى كى

سجدة الامام ان يدركوا فى القرآن من الايات المخوف للمذنبين وما ورد فى الاخبار والاثر فى ذم المجرمين وادح التائبين كى قرآن من سى وه آيات بيان كرى جمن كچكارون كى واطى خوف سى اور وه احاديث اور آثار جنين كچكارون كى جو اور توبه كى طاعت كى نيوال كى مچ سى المطيعين وليست تكثر منها ان كان وارث رسول رب العالمين فانه عليه السلام ما خلف دينارا ولا درهما واما اور اسى قسم كى كرت كچى كرك رسول رب العالمين كا وارث سى

خلف العلم والحكمة وورث كل ما لم يقدر ما اصابه ثم ينبغى له ان يقرر عندهم ان تعجيل العقوبة على الذنب متوقع علم اور خلقت چو كچى من اور هم عالم اور كا وارث هو جتنا او كى نصيب من تبا پر يون چا سى كاد كى سامنى تفر كرى كى گناه كى وىال سى دنيا من سى عقوبت چو كى فى الدنيا ويبين لهم ان كل ما يصيب الانسان من المصائب فى الدنيا فهو بسبب ذنبه كما قال الله تعالى وما اصابكم من مصيبة فمما كسبت ايديكم فينبغى له ان يخوفهم بذلك لان بعض الناس يخاف من العقوبة فى الدنيا ويتساهل كوى سختى سوبه له او كا جو كا تبهارى دهنون فى ابل لازم سى كاد كو سوبه سى خوان ملاوى اسلى كى بعضى او سى دنيا سى كى عقوبت سى ذرقى من اور اخرت كى

فى امر الآخرة لفرط جملة فيلزمه ان يبين له ان الذنوب كلها يتجلى فى الدنيا شتمها فى غالب الامر ويضيق عليه رزقه بات مخرج هالت كى ماضى سهولت برتنى من تواب واعظ كى لازم سى كاد كى سامنى سوبه سى بيان كى كى گناه سى كى شامت كى دنيا من جلا جاتى سى اور سى سبب رزق كى بسببها لما روى انه عليه السلام قال ان العبد ليجرم الرزق بسبب ذنب يصيبه ثم ينبغى له ان يفهم امر الوعظ ويرفع برجاتى سى كچو كچى

صوته ويكن منه فى وعظه ما يشعر بالحال الذى هو فيه من الترغيب والترهيب لما روى عن جابر انه عليه السلام اور وعظ من جوبان كرتا هو ولسا سى حال بنالى كى صوت سى ترغيب اور خوف معلوم هو كچو كچى جابر سى رات سى كى نبى عليه السلام كا كان اذا خطب احمر عيناه وعلا صوته كانه منذ رجيش وكذا ينبغى له اذا تكلم بكلام ان يكره ثلث مرات سوبه طل تها كى جب وعظ فرماتى تو اكبين سرخ اور آواز بلند هو جاتى كوا فوج سى ذرقى من اور ايسى سى لازم سى كى جب كوى بات كى توتين بار كى

لیفہا عیسا معہ و یقلن فی قلوبہم ویحفظہ الناس عن ان ینہ علیہ السلام کان اذا تکلم بکلمۃ اجدھا ثلثا
 منہم سنی والی شیعہ من اولادہ و دین مشیطی اور ایہ کہ چونکہ ان سے بدعت تھی کہ نبی علیہ السلام اگر کوئی بات فرماتی تو آمین یا رب کہتی
 حق تقم عنہ لکن یحب علیہ ان یحتر عن خط کلامہ البدعۃ لما ذکر فی الاحیاء ان الواعظ مہاجر کلام لید
 تاکہ وہ بدعت نہ لیکن واعظ نے واجب ہی کہا نبی کلام میں بدعت ک باتیں نہ لگاؤ
 کیونکہ حیار میں لکھو یہی کہ واعظ اگر بدعت بیان کرتی لگی

[illegible]

المسألة يلزم الولد للامام الغزالي ان الواعظ ينبغي له ان يكون عزمه وجهته ان يدعوا الناس من الدنيا الى
 جسدك ايام ايامه المدي تذكركي كه واعظ كواچيني كه او كا قصد اور ميمت بيه هي همدوي كه كوكن كو دنيا سي آخرت كي طرف بلاوي اور مصيبت سي طاعت كي طرف
 لاخره ومن العصبية الى الطاعة ومن الحرص الى القناعة ويحبهم اليهم الاخرة ويبغض عليهم الدنيا ويعلمهم
 طلب كرى اور حرص سي قناعت كي طرف اشاره كرى اور او كو آخرت كي محبت اور دنيا كا بغض دلاوي اور او كو عبادت

العبادة والتقوى لان الغالب في طباعهم الزين عن فهم الشرع والسعي في الا يرضى الله تعالى فيلتي في قلوبهم
اور ہرگز گداری تعلیم کری اسلئے کہ اونکی طبیعتوں میں اکثر شرع کی راہی کی اور خوف رضا مندی اللہ تعالیٰ کی سعی ہوتی ہی
الربك يخوفهم عما يستقبلهم من المخاوف لعل صفات باطنهم تتغير ومعاطلة ظاهريهم تتبدل ويظهر
دُعا اور اونکو سامنے آتی ہی خوفنا چیزوں سے ڈراوی شاید کہ اونکی صفات باطنی بدل جائیں اور ظاہر کا معاملہ بدل جائے اور اوستی طاعت کی حرص

[illegible]

قد فرج علیہ ان یزله من منابر المسلمین ویمنعہ عما یشرک لانه من جملة الامر بالمعروف والنہی عن المنکر وکذا الوفا واجب ہر کہ او کو مسلمانوں کی منبری اور عظیم کھنٹی سے سوکری کیونکہ ازہی امر بالمعروف اور نہی عن المنکرین داخل ہی اور ایسی ہر وہ واجب و احفظ الدین یشغلون بالقصاص التي یطرق الیہا الزیادة والنقصان والکذب والبهتان قد ورد فی السلف عن المجلس فی کہہ کہ ایمان بیان کرتی ہیں جس میں زیادتی کٹی اور جوٹ اور بہتان ملا ہوا ہے تقدیر انکی مجلس میں جانی سی منع کرتی ہیں

مجلسہ ہم لان القصص منها ما ينفع سماعه ومنها ما يضر سماعه وان كان صدقا فمن فقه على نفسه ذلك الباطن مختلط
اسلی کہ بعضی قصوں کا سنا مفید ہو تا ہی اور بعضی قصوں کا سنا ضرر کر تا ہی اگرچہ سچا ہو دی پر جو شخص اپنی اوپر یہ دروازہ کھول لیکر آتا ہے
عليه الصدق بالكذب والنافع بالضرار وقال احمد بن حنبل القصة ان كانت من قصص الانبياء والصالحين
سچ جھوٹ میں اور نافع مضرب لا رہی گاتیمیز توگی اور احمد بن حنبل کہتے ہیں کہ قصہ اگر انبیاء اور صالحیاء کا ہو

فيما يتعلق بأمور الدين وكانت صحيحة الرواية فلا يرى به بأساً في إيمان الكتاب وحكمة أحوال توكي إلى هفوات
 جو امور ديني سي مستحق انك اور سوات بهي صحيح ہو تو تو میں کہ یہاں فقہ نہیں معلوم ہوتا سو جو پیشی اور لایسی احوال بیان کرتی ہیں یہی ہیں جنہیں خطا
 و مساهلہ کہ یقصر فہم العوام عن درک معانیہا قال العافی بتمسك بذلك في مساهلته وهفواته وفيها تنقسه
 اور سہل انگاری ہو اور عوام کا فہم اسکی معانی سمجھتی ہی قاصر ہو کیونکہ عام لوگ اس حکایت میں ہی سہل انگاری اور خطا کی سند کر رہی ہیں ایک عذر بلکہ
 عذر میں اور قیل قد صدر عن بعض المشائخ وبعض الأکابر کیت وکیت وكيف بنا وکنا بأفصد للمعاصي فلا غرو
 کہ اگر کوئی میں اور کہتی کوئی میں بیٹیکہ بعض بعضی مشائخ اور بزرگواں لایسی ایسی باتیں ہو گئیں ہیں اور ہماری تو کیا شاہی بہت سراسر سنگاری ہیں
 ان صدر منی ذنب فقد صدر عن من هو اکبر منی وتفيد ذلك جرة على الله تعالى من حيث لا يدري وبعد احسن
 اگر ہم کسی کوئی گناہ ہو گیا تو کیا تعجب ہی جہاں ہم کا جو بڑی بزرگ ہیں اونی ہو گیا ہی اور اس میں عوام کو خطا پر ایسی جبرست پیدا ہوتی ہی کہ وہ کہتے ہیں ہوتی اور
 عن هذين فلا بأس به وعندك لك يرجع القصص المحمودة إلى ما اشتمل عليه القرآن وصدق في الكتب الصحيحة من الأخبار
 یہہہ دونوں اگر نہوں تو یہ کہہ خوف نہیں ہی اب وہ اچھی اچھی سچی حکایات مطابقت میں جو قرآن میں آئی ہیں اور تاریخ کی معجزات میں بھی صحیح صحیح مذکور ہیں اللہ اعلم
 وأما ما يوجد في بعض الكتب التي يدكرها من قصص الأنبياء ما لا يليق بحالهم فيجب تزييلهم عنها لقصة داود
 اور یہی وہ قصی جو بعضی کتابوں میں ملتی ہیں جنہیں انہی علیہم السلام کی قصہ ایسی مذکور ہیں کہ انبیاء کی حال ہی مناسب نہیں ہیں ایسی قصہ سن کر ان کی ہمتیں
 فانها على ما يروى بالقصاص من انه عليه السلام دخل ذات يوم محرابه واخلى بابه وجعل يصلي ويقرأ الزبور
 جیسے کہ داود علیہ السلام کا سو یہ قصہ موافق روایت تھا کہ کہ داود علیہ السلام فی ایک روز اپنی محراب میں داخل ہو کر دروازہ بند کر لیا اور نماز اور زبور کی تلاوت میں مشغول ہو گیا
 فبينما هو كذلك اذ جاء الشيطان في صورة حامة من ذهب فمد يده لياخذها لانه صغير فطارت فامتد
 وہ اسے حال میں ہی کہنا گاہ شيطان سوئی کہ تیرے بکر گیا سو داود علیہ السلام نے چھوٹی بیٹی کی کہنٹی کی دھلی اوسکی بکڑی کہ تہہ لپکایا وہ اور گیا پھر تہہ لپکایا
 اليها فطارت فوقعت في كوة فتبعها فابصم امة جميلة قد نفقت شعرها فخطى بذيها وهي كانت امرأة رجل
 تو وہ اوپر تار تار میں گر پڑی اور وہی چھٹی گئی تو ایک عورت خوبصورت کہ اونی اپنی بال کھول کر بیک ڈھک لیا نظری لگتی اور وہ ایک شخص کا جو رو رہی
 يقال له اوريا وكان من غزاة البلقاء فكتب الى صاحب بعث البلقاء وهو ابوب بن صوليا انا بعث
 نام اوسکا اور یا اور بقاء کی غازیوں میں تھا پھر داود نے بقاء کی سردار لشکر یعنی ابوب بن صولیا کو یہ کہہ کہا کہ میں اور یا کو بھیجتا ہوں
 اور يا فتدقنه على التابوت وكان من يتقدم على التابوت لا يحمل له ان يرجع حتى يفتح الله تعالى على يده ويستشاه
 سو تو اوسکو تابوت پر پیش کر دینا اور قاعدہ یوں تھا کہ جو شخص تابوت پر پیش ہوتا تھا اوسکو حال نہیں تھا کہ بدون فتح کی ہوئی چلاؤی یا شہید ہو جاؤی
 ففتح الله تعالى على يده وسلم وامره ان يردہ مرة اخرى وثالثة حتى قتل وأتاه خبر قتله ولم يفرح كما يفرحون على
 سو اللہ تعالیٰ نے فی اوسکی ہاتھ پر فتح دی اور وہ سلامت بچا پھر اوسکو حکم دیا کہ اور یا کو دوبارہ اور تیسرا بار روانہ کری آخر وہ مار گیا اور داود علیہ السلام کو خبر اسکی مل گئی تو
 الشئ وذا فتزوج امراته فهدا وامثاله افاك مبتدع عجيبة الاسماء ومنكر فخره تنفر عنه الطباع ناش من عدم
 شہدہ پھر عورتاں پھر اوسکی بی بی سے نکاح کر لیا سو یہ قصہ اور ایسی ایسی قصی ہوں فان کہیں کہیں کان سن ہی انگار کرتی ہیں اور بچا پٹائی ہوئی ہیں طبیعتوں کو انسی نفرت ہوتی ہی
 العلم بما يحب وما يستحيل وما يجوز في حق الأنبياء فويل لمن ابتدعه واشاعه ونبا لمن اخترعه وامرعه اذ يقبح
 اسکا باعث یہ جہاں ہی کہ انبیاء علیہم السلام کی حق میں کیا دا جب ہی اور کیا حال ہی اور کیا جائز ہی ہوا فوس ہی جہنمی کو کہہ اور شہید کیا اور کہہ جہنمی بنایا اور پیدلا کہہ کہہ
 ان يحدث به عن بعض المتسمين بالصالحين فضلا عن بعض اعلام الأنبياء والمسلمين ولذلك
 قبح ہی کہ ایسی بات مسلمانوں میں ہی کسی صالح سی منقول ہو چہ جائی کہ بزرگ انبیاء اور مسلمین سی اسہی لای علی کرم اللہ وجہہ فی کہا ہی
 قال على كرم الله وجهه من حدث بحدیث داود النبي عليه السلام على ما يرويه القصاص جلد تھامتہ وستین
 کہ جو شخص داود علیہ السلام کی بات موافق روایت قصاص کی بیان کر لگا تو میں اوسکو ایک سو سا شہہ کوڑی ماروں گا

اور یا کو بھیجتا ہوں

وهذا أصل القصة على أن الأنبياء ورؤى أن عمر بن عبد العزيز يحدث بذلك وكان عنده رجل من أهل الجوف
 في حديث به وقال إن القصة أن كانت على ما في كتاب الله تعالى فما ينبغي أن يلتمس خلافها بأن يقال غير ذلك
 وإن كانت على ما ذكرت فقد كلف الله تعالى عنها سترًا على نبيه فما ينبغي أن يظهرها عليه فقال عمر بن عبد العزيز
 لم أعلم هذا الكلام أحب إلي مما طلعت عليه الشمس وإنما قال ذلك لأنها قصة زل فيها كثير من الناس وقالوا
 في نبي الله داود عليه السلام ما لا يليق بحال الأنبياء فإن أصل القصة على ما ذكر في بعض التفاسير أن داود النبی
 رأى امرأة رجل يقال له أرميا فبال قلبه إليها فأسأله أن يطلقها فاستحيى أن يرده ففعل فزوجها وهي أم سليمان
 النبي وكان ذلك جائزًا في شريعته معتادًا بين أمته غير محفل بالمرقة حيث كان يشل بعضهم بعضًا أن ينزل له
 عن امرأته فيزوجها إذا عجزت وكان الانصار في صدر الإسلام يؤسسون للمهاجرين بمثل ذلك من غير تكبر خلافة عليه
 لعظم منزلته وارتفاع مرتبته وعلو شأنه لم يكن ينبغي له أن يتعاطى ما يتعاطاه أحاد أمته ويسأل من جلالته
 إلا امرأة واحدة أن ينزل له عنها فيزوجها مع كثرة نسائه بل كان ينبغي له أن يغالب هواه ويقهر نفسه ويصبر
 على امتنع به فعلى هذا القول لا يلزم في حق داود إلا ترك الأولى لأن وقوع بصره عليها كان من غير قصد
 فلا يكون ذنبًا وكذا ميل قلبه إليها عقيب النظر لا يكون ذنبًا لأن الاحتراز عنه غير مقدور للبشر وإنما عوتب كل
 هذا العتاب حتى يمتنع بالخصومة عند تمثيل حاله وتقرير ذلك لديه لأن الأنبياء يؤاخذون بأدنى شيء
 كان منهم ما لا يؤخذ بذلك غيرهم بل يعد ذلك من غيرهم من أفعال وأجلها ألا ترى أن يونس النبي لما دعى
 قوم إلى الإيمان وأبوا عن قبوله وأصر على الكفر والعصيان وبالغوا في العناد والطغيان حتى عبل صبره ولم
 يطق على المصابرة معهم خربهم من بينهم غضب الله تعالى وبغض الكفر وهذا وإن كان يعد من أفعال
 طاعت صبره في نفسه لا يعد من أفعال الكفر بل يعد من أفعال الكفر والعداوة والخصومة والعداوة والخصومة

واجلها بالنسبة الى غيره من احاد المؤمنين لكن لما كان خروجه من بينهم بلا اذن من الله تعالى وكان عليه
شمارين آتاي ^{پر حضرت یونس کا اولین سی چار چوتھا} جو برون حکم اللہ تعالیٰ کی تھا اور اؤکو قوم میں تھا

ان يصدر وينظر الاذن من الله تعالى عوتب وخيس في بطن الحيت مقدار عشت التي يديره
کہ صبر ہی کھتی اور اللہ تعالیٰ کی حکم کی منتظر رہتی تو عتاب ہوا اور چھل کی پیٹ میں بمقدار عشت التي يديره

ان الانبياء في زمان نبوتهم معصومون عن الكبائر مطلقا وعن الصغائر عدا لكن يجوز صدور الصغائر عنهم
کہ انبیاء نبوت کی زمانہ میں کما یرسی تو مطلقا معصوم ہوتی ہیں اور عدا صغائر سے ہی لیکن انوسی صغیر کا سہو جانا

سهو او على سبيل النسيان او على سبيل الخطاء في التاويل وتيسر ذلك ذلة وهي الصغيرة التي يفعل من غير قصد
از روی سہو یا بھول کر یا تاویل میں چوک کر جائز ہی اور اؤکو ذل کہتی ہیں یعنی صغیرہ جو بی ارادہ ہو جادی

اليها كما قال الامام السخري ما الزلة فلا يوجد فيها القصد الى عيها وانما يوجد فيها القصد الى اصل الفعل
پہا کما قال امام سخری کہ زلہ میں وہ فعل خاص مقصود نہیں ہوتا اور میں وہ اصل فعل مراد ہوتا ہی

لانها مأخوذة من قولهم ترك الرجل في الطين اذ لم يوجد منه القصد الى الوقوع ولا الى الثبات بعد الوقوع
کیونکہ لفظ ترک کا اکی اس محاورہ سے لیا ہی آدی کیچڑ میں پہسل پڑا جب اوسکا ارادہ کر لیکھا نہیں ہوتا اور نہ ثبات کا بعد کر لیکھا

وان وجد منه القصد الى المشي في الطريق وانما يؤخذ الانبياء عليهم لانها لا تخلو عن نوع لقصد يمكن المكلف
اگرچہ اوس سے یہ من قصہ میں کا پایا گیا اور انبیاء سے اتنی بات پر اسلی مواخذہ ہوتا ہی کہ اس میں ہی کچھ تو تقصیر ہی کہ ہر مکلف اگر ثبات نہ ہی

الاحتراعه عند التثبت واما المعصية حقيقة فهي فعل حرام يقصد اليه مع العلم بحرمة فيستحيل صد
اور ہی معصیت حقیقہ سو وہ فعل حرام ہی کہ اؤکی حرمت جان کر اؤکی طرف قصد کری سو ایسی بات انبیاء سے ہوئی حال ہی

عنهم وما يوجد لديهم صدور الذنوب عنهم في زمان نبوتهم من قصصهم الواقعة في القرآن والاحاديث والاثار الجوا
اور یہ جو زمانہ نبوت میں گناہ ہو لیکھا وہ اؤکی قصوں سے پیدا ہوتا ہی جو قرآن اور حدیث اور آثار میں آئی ہیں بخان قصوں کا

عن تلك القصص اجالا لان ما كان منها منقولا بالاحاديث بحجة لان نسبة الخطاء الى الرواة اهلون من نسبة
بجہ جواب یہ ہی کہ جو قصی احادیث منقول ہیں اؤکار دکر نا واجب ہی کیونکہ راوی کی طرف خطا کا لکھنا انبیاء کی طرف خطا لکھنا سے آسان

المعاصي الى الانبياء وما كان منها منقولا بالتواتر فسادا لم له محل اخر يحمل عليه ويصرف عن ظاهره لدلائل الصحة
اور جو قصی بالتواتر منقول ہیں پہر جب تک اؤکی اور معنی بن سکین تو ظاہر سے پہر کر اؤس پر حل کریں کیونکہ دلائل عصمت کی موجود ہیں

وقال يوجد له محي محي على انه كان من قبيل ترك الاولى او من الصغائر الصادرة عنهم وهو انسيان
اور جیسے کوئی غلطی نہیں ہی تو اؤکو یہ قیاس کریں کہ ترک اولی ہوا یا صغیرہ ہی کہ انوسی سہوا یا بھول کر ہو گیا اور ترک اولی ہونا

بينا في تسميته ذنبا كما في قوله تعالى ليغفر لك الله ما تقدم من ذنبك وما تاخره الا استغفار عنهم كما في قصة
یہاں فی تسمیتہ ذنبا کما فی قولہ تعالیٰ لیغفر لک اللہ ما تقدم من ذنبک وما تاخره الا استغفار عنهم کما فی قصہ

داود النبي ولا الاعترا بكونه ظلما كما في قصة ادم النبي لانه وان كان حسنة بالنسبة الى غيرهم لكن
داود نبی علیہ السلام کی قصہ میں اور نہ اقرار اؤکی ظلم ہو لیکھا جیسے کہ آدم نبی علیہ السلام کی قصہ میں کیونکہ وہ اگرچہ اور ان کی حق میں حسنہ ہی لیکن نسبت انبیاء کی گناہ ہی

بالنسبة اليهم بعد ذنبا ويستغفرون عنه ويعترفون بكونه ظلما لكن حسنات الابراسيات المقربين ولهذا
انبیاء اؤکی سے استغفار اور اؤکی ظلم ہو لیکھا اقرار کرتے ہیں کیونکہ حسنات ابراہیم کی مقربوں کی حق میں ہنر نہ سیات کی ہوتی ہیں اور اسبھی ہی

قال اهل العرفان من كان في مقام القرب مع الله تعالى وتحرکت همته بالتصرف في نهاية لتدبر ما يفطر في ليلة
اہل عرفان کہتی ہیں کہ جو شخص اللہ تعالیٰ سے قریب رکھتا ہو اور دین میں اؤکی ہمت صرف ہو تاکہ آتا پید آری کرات کو روزہ افطار کرتی

وكان من قبل ان يقر الله تعالى ان لا يكون له نصيب من الصغار الا ان كان من قبيل ترك الاولى او من الصغائر الصادرة عنهم وهو انسيان

تكتب له خطبة لان ذلك من قلة الوثوق بفضل الله تعالى وقلة اليقين برزقه الموعود وهذه مرتبة الانبياء
توكل على من خطبتي جاتي فيكون اسير فضل الله في بهر وسه كامل اور دوزی موعود پر یقین نہیں ہی اور یہ مرتبة انبیاء

والصديقين ولا ولياء المقربين **المجلد الثالث والثمانون في بيان ان الله يعث هذه الامة**
اور صديقين اور اولياء مقربين کا ہی تراسی مجلس اس بیان میں کہ انہ تعالی اس مہم کی لہی

على راس كل مائة سنة من يجدد الدين قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان الله يعث
ہر صدی کی سر ہی پر ایسا شخص پیدا کرتا ہی کہ دین از سر نو قائم کر دی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیشک اللہ تعالی

لهذه الامة على راس كل مائة سنة من يجدد لها دينها هذا الحديث من حسان المصابيح رواه ابو هرة والمراد
اس بات کی واسطی ہر صدی کی سر ہی پر ایسا شخص پیدا کرتا ہی کہ دین کو از سر نو قائم کر دی یہ حدیث صابح کی حسن خدیجین ہی ابو ہریرہ کی روایت سے ہے اور

من راس كل مائة سنة اولها من هجرة النبوة والمراد من تجديد الدين الامة احياء ما اندلس من العلم بالكتا
ہر صدی کی سر ہی صدی کا ابتداء ہجرت نبوی ہی اور دین کو کونسی امت کی لہی زندہ کر دیتا ہی انی اعمال کا موافق کتاب اور سنت کی

والسنة والامر مقتضاها فان المبعوث على راس المائة والمجدد للدين قيل يلزم ان يكون رجلا مشهورا بالعلم
اور دین کی موافق امر کرنا ہر صدی کی سر ہی پر دین کا مجدد جو مبعوث ہو تو کہتی ہیں کہ ضروری کردہ شخص علم میں مشہور اور فضیلت میں

معروف بالفضل مشاير اليه في الدين وان ينقضى المائة وهو حي ولا يعلم ذلك المجدد الا بغلبة الظن ممن
مرفوع اور دین میں مشہور الیہ ہو اور ساری صدی میں زندہ رہی اور وہ مجدد یعنی ہم عمر علماء میں سی شہان غالبی

عاصره من العلماء بقراش احواله ولا تنفام بعلمه اذ المجدد للدين لا بد ان يكون عالما بالعلوم الدينية الظاه
یہ سب قرائن احوال اور افکار علم کی معلوم ہوتا ہی کیونکہ دین کا مجدد ضروری کہ تمام علوم دینی ظاہری اور باطنی کا عالم

والباطنة ناصر السنة قاما للبدعة وان يعمر علم اهل زمانه وانما كان التجديد على راس كل مائة سنة
اور سنت کا حامی بدعت کا اوکھاڑیوالا اور ان کا علم تمام اہل زمانہ پر عام ہو اور ہر صدی کی سر ہی پر تجدید دین کی اسلی ہوتی ہی

لا تختم العلماء فيه غالبا واندراس السن وظهور البدع فيحتاج حينئذ الى تجديد الدين فياتي الله من
کس مہم میں اکثر علماء کم ہوجاتی ہیں اور بدعتیں ظاہر ہوجاتی ہیں سو اب تجدید دین کی ضرورت پڑتی ہی سوائہ تعالی خلق میں ہی

التخلق بعض من السلف اما واحدا ومتعدا فكان عند المائة الاولى عمر بن عبد العزيز وعند المائة الثانية
بعض متقدمین کی کیونکہ موجود کر دیتا ہی یا ایک یا کئی سو پہلی صدی کی سر ہی پر تو عمر بن عبد العزیز ہی اور دوسری صدی پر

الامام الشافعي وعند المائة الثالثة ابن شريح والاشعري وعند المائة الرابعة الباقلاني وعند المائة الخامسة
امام شافعی اور تیسری صدی پر ابن شریح اور اشعری اور چوتھی صدی پر باقلانی اور پانچویں صدی پر العبد

الامام الغزالي وعند المائة السادسة الامام فخر الدين الرازي والرافعي وعند المائة السابعة ابن خريق
امام غزالی اور چھٹی صدی پر امام فخر الدین رازی اور رافعی اور ساتویں صدی پر ابن خریق

وعند المائة الثامنة الحبر البلقيني والحافظ زين الدين وعند المائة التاسعة الامام السيوطي وعند المائة
اور آٹھویں صدی پر جبرلقینی اور حافظ زین الدین اور نوویں صدی پر امام سیوطی اور دسویں

العاشرة لم يثبت من هو قال السيوطي ونظير هذا الحديث ما ورد ان راس كل مائة سنة يكون عندها
صدی پر معلوم نہیں کون ہی سیوطی کہتا ہی اس حدیث کی نظیر وہی جو وارد ہوا کہ ہر صدی کی سر پر ایک امیر ہوتا ہی

امير فكان عند المائة الاولى الحجة الذي عم ظله وفساده فجدد الله تعالى بعمر بن عبد العزيز وكان عند
سو پہلی صدی پر تو حجاج تھا جسکا ظلم اور فساد ہو گیا سوائہ تعالی دین کی تجدید نہ کرے عمر بن عبد العزیز ہی کی

المائة الثانية فتنة المأمون الذي خالطه المعتزلة فحسبوا له القول بخلق القرآن وغير ذلك
 اور دوسری صدی پر مامون کا فتنة ہوا کہ معتزلوں نے مخالفت ہم سے کیا کہ اس کو جدوت قرآن کا اور سوای اسکی
 من البدع الاعتقادیۃ حتی امتحن العلماء بذلك امتحانا ما فی الاقطار ومن لم یجتنب فبعضت
 اور بعضہ اعتقادی کا قابل گرد یا بیان تک کہ اس سے اس مسئلہ میں عام علماء ردی نہیں کا امتحان لیا اور جتنی ٹاننا ہم بعضوں کو
 ضرب وبعضہم قتل وبعضہم قتل وھذه من اعظم الفتن فی ھذه الامة ولم یدع خلیفۃ قبلہ الی
 مار اور کسی کو قید اور جبر کیا اور کسی کو جان سی مارا اور اس میں اسکی برابر کوئی انتہہ نہیں ہوا اور اس سے پہلی کسی خلیفہ نے بیعت کو اسے رواج
 شیء من البدع ففیض الله تعالى عند ھذه المائۃ الشافعی فطبق الارض بعلمہ وھو اول من افقہ
 نہیں دیا سو اسے تعالیٰ نے اس صدی پر شافعی کو پیدا کیا پس اس سے اپنی علم سی زمین کو پر کر دیا اور انہوں نے سب سے پہلی
 بقتل من قال بخلق القرآن وتکفیرہ وکان عند المائۃ الثالثۃ فتنة القرامطۃ فی کثیر من البلاد
 واسطی قتل اور کفر ایسی شخص کی جو جدوت قرآن کا قائل ہو فتویٰ دیا الخیر صدی پر قرامطہ کا فتنة اکثر شہروں میں پھیلا
 حتی خلوا مکۃ وقتلوا الحجج فی المسجد الحرام قتلوا دربعی وطر حوالہ قتلی فی بیدر منہم وضربوا البحر الاسود
 بیان تک کہ مکہ میں جا کر حاجیوں کو مسجد حرام میں بہت قتل کیا اور لاشیں چاہ زفر من ڈال دیں اور حجر اسود کو
 بالدبوس فکسروہ ثم قلعوہ وھملوہ الی بلادہم ولقی عندهم اکثر من عشرين سنة ثم اشتری منهم
 گرز مار کر توڑ ڈالا پھر اوکھا ڈکرا اپنی ملک کو لے گئی اور بیس برس سے زیادہ اوکھی پاس رہا پھر انہی تیس ہزار دینار کو خرید کر
 بثلاثین الف دینار واعید الی مکۃ فی محلہ وکان عند المائۃ الرابعۃ فتنة الحاکم بامر الله وناھیک ما فعل
 مکہ میں آئی اور اسی حکم پر رکھا اور چوتھی صدی پر فتنة حاکم بامر الله کا ہوا اور کچھ حد نہیں جو فساد
 من الفساد بل ھو اعظم شرامن کان قبلہ بکثیر فانه امر الناس بالمسجد لہ اذا ذکر اسمہ فی الخطبۃ و
 کراؤسی کیا بلکہ اسکا فساد پہلی کی نسبت کئی درجہ بدتر تھا کیونکہ اسکی لوگوں کو یہ حکم دیا کہ جب خطبہ میں میرا نام آوی تو سجدہ کرو اور
 من کان قبلہ لم یامر احدا بالمسجد لہ اذا ذکر اسمہ فی الخطبۃ وکان عند المائۃ الخامسۃ استنلاء
 جو فساد سے پہلی سے پہلی تھی کسی نے اپنی سجدہ کا حکم نہیں دیا تھا کہ جب خطبہ میں میرا نام آوی تو سجدہ کرو اور پانچویں صدی پر اکثر شام کی شہروں پر
 الفرج علی کثیر من البلاد الشامیۃ حتی دخلوا بیت المقدس وقتلوا فیہ وحدہ اکثر من سبعین الفا
 فرنگیوں کا غلبہ ہو گیا بیان تک کہ انہوں نے بیت المقدس میں جا کر صرف وہاں ستر ہزار آدمی زیادہ قتل کر دیے
 وذهب الناس ہاربین من الشام الی العراق مستعینین علی الفرج وبقی بیت المقدس فی ایدیہم احد
 اور خلقت فرنگیوں کی فریادی شام سے عراق کو بھاگ گئی اور بیت المقدس تین مہینی ایک روز انکی قبضہ میں رہا
 وتسعین یومہ الی ان خلصہ الله تعالى عنہم ببید السلطان صلاح الدین بن ایوب وکان عند المائۃ
 آخر اسے تعالیٰ انکی قبضہ میں سی سلطان صلاح الدین بن ایوب کی ہاتھ پر چھوڑا اور چھٹی صدی پر
 السادسۃ خرج التتار وعمم الفساد حتی ان العلماء حکمو بکفرہم واختلفوا فی البلاد التی استولوا علیہا
 قوم تتار نے غلبہ کر کے فساد علم کر دیا بیان تک کہ علماء نے انکی کفر کا فتویٰ دیا اور ان شہروں میں جن پر غالب ہو گئی تھی اختلاف ہی تھا
 ھیں ہی من بلاد الاسلام او کفوا لوالد البلاد التی فی ایدیہم الیوم لا شک انہا من بلاد الاسلام لعدم انصاف
 آیا وہ شہر و بلاد اسلام میں یا نہیں اور کہتے ہیں کہ جو شہر آج اوکھی قبضہ میں ہیں بیشک وہ دارالاسلام ہیں کیونکہ دارالحرب سے متصل نہیں ہیں
 بلاد الحرب ولم یظہر فیہا احکام الکفر بل البلاد التی علیہا وال مسلم من جہتہم یجوز فیہا اقامۃ الحجج و
 اجزائے انہیں احکام کفر کی جاری کئی ہیں بلکہ جس نہر میں انکی طرف سے مسلمان حاکم ہی اوسمیں نمازین جمعہ اور

الاعیاد واخذ الخراج وتقليد القضاة وتزويج الیتیم لا یتبی الاستیلاء المسلم علیها وطاعتها للكفرة اما موادعہ
 عید کی پڑبئی اور خراج کا لینا اور قاضیوں کا منصب ہونا اور یتیموں کا نکاح کر دینا جائز ہی کیونکہ ان شہوں پر اسم کا غلبہ ہی اور وہ کفار کا جو مطیع ہی یا تو طاعت
 اور فحشاء واما البلد التي علیها ولا کفار فیحیون فیها ایضا اقامة الجمعة والعیدین والقاضی قاضی بقر
 یاوہ کی ہی اور جن شہروں پر کفار کا حکم ہونے سوا وہیں ہی جمعہ اور عیدین کا حکم کرنا جائز ہی
 المسلمین اذ قد تقر ان بقاء شئی من العلة یبقی بالحکم وقد حکمتنا بلا خلاف بان هذه الدیاسر قبل استیلاء
 سی اسلمی کہ یہ بات ٹھہری ہوئی ہی کہ جب تک کہ عت باقی ہی حکم باقی رہتا ہی اور بیشک بلا خلاف یہ یقین کر چکی ہیں کہ یہ شہر قوم تناسک غلبہ سی
 التنازع من دیار الاسلام وبعد استیلائهم اعلان الاذان والجمعة والجماعة والحکم بمقتضى الشرع والفتویٰ ثلث
 پہلی دیار اسلام ہی اور ان کی غلبہ کی بعد برطانیوں اور جمہ اور جماعات کا اور حکم مطابق شرع اور فتویٰ کی جاری ہی
 بلانکیر من ملوکهم فالحکم بانها من بلاد الحرب لجهته واعلان بیع الخراج والاضراب والکوس برسم التنازع
 ان کی بادشاہ کو اس میں کچھ تکرار نہیں پر حکم کرنا کہ دار الحرب ہی اس کی کوئی وجہ نہیں ہی اور ظاہر شراب کا لینا اور چٹا اور خراج کا لینا موافق ہونے تناسک کی سیاسی
 کا اعلان فی قریظہ فی المینة بالہود وطلب الحکم من الطاعت فی مقابلہ رسول اللہ علیہ السلام ومع ذلك کانت
 جب ہی قریظہ مینہ میں یہودیت ظاہر کرتی ہی اور بتوں ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مقابلہ میں حکم لیتی ہی
 بلدة الاسلام بلا سبب ثم ان من قال فہم اناس مسلم وشہد بکلمتی الشہادة یحکم بالاسلام لکن فی الخلاصة سئلہ فی التنبیہ
 دار الاسلام تھا پہر بیشک جو شخص ان میں سے ہی مسلم ہوں اور دلوں کی شہادت کی گواہی دی تو اس کی اسلام کا حکم ہو گیا لیکن حکامین ایک مسئلہ ہی اس کا ہی
 علیہا وهي ان اهل بلدة اذا كانوا یعون الاسلام ویصلون ویصومون ویقرءون القرآن ومع ذلك یعبدون الاوثان
 اطلاع دینی چاہی یعنی اگر ایک شہر والی دعوی اسلام کا کرتی ہوں اور نماز پڑھتی ہوں اور روزہ رکھتی ہوں اور قرآن کی تلاوت کرتی ہوں اور شہادت پر ہستی کرتی ہوں
 فاذا راعیہم المسلمون وسبوتہم وامر انسان ان یشترى من ثلک السبایا ان كانوا یقرون بالعبودية لملککم جاز الشراء
 پہر مسلمان اور پھر غارت کر کر گرفتار کر لائیں اور کوئی شخص ان قیدیوں میں سے کسی خریداری کا ارادہ کری تو اب اگر اپنی بادشاہ کی عبودیت کا اقرار کرتی ہیں تو خریدنا
 وان لم یکنوا مقربین بالعبودية لملککم جاز شراء النساء والصبیان دون الکبار قال قاضیان فی فتاواہ
 اور اگر اقرار اپنی بادشاہ کی عبودیت کا نہیں کرتی تو خرید لینا عورتوں اور بچوں کا جائز ہی بڑی مردوں کا جائز نہیں قاضی خان اپنی فتاویٰ میں کہتا ہی
 لانہم لما اقروا بالاسلام ثم عبدوا الاوثان كانوا امر تدین فیجوز استرقاق نسباہم وصغارہم ولا یجوز استرقاق کبار
 ہی کہ جب انہوں نے اسلام کا اقرار کیا اور یہ بت پرستی کی تودہ مرتد ہوئی تو ان کی عورتوں اور بچوں کا غلام کر لینا جائز ہی اور بالغ مردوں کا غلام کر لینا جائز نہیں
 الا ان یکنوا مقربین بالعبودية لملککم فیجوز استرقاقہم فاذا ملککم السبا یجوز لہ بیعہم وکان عند المائتہ
 ان اگر اپنی بادشاہ کی عبودیت کی قائل ہوں تو اب ان کا بھی غلام کر لینا جائز ہی جب قید کر لیا اور ان کا مالک ہوا تو ان کی بیع ہی جائز ہی اور ساتویں
 السبا لاد و قناء عظیمان فی دیار مصر والشام بحیث اکت الح والبغال والکلاب کان عند المائتہ النامتہ فقتنہ
 صد کا پر خط کرانی اور دیا مصر اور شام میں اس قدر ہوئی کہ گد ہی اور شجر اور کئی کہانی اور آٹھویں صدی پر فتنہ
 قتلہ واما المائتہ التاسعة فقد قل المعاملة الناصر لا اشک ولا ارتاب ان فتنہ المائتہ التاسعة هي فتنہ السلطان
 تیموٹک کا ہو اور نویں صدی پر علامہ ناصری کہتا ہی کہ اس میں مجھ کو کچھ شک اور شبہ نہیں ہی کہ فتنہ نویں صدی کا وہ فتنہ سلطان سلیم خان کا ہی
 سلیم خان و حربہ مع اخوتہ وقتلہ ایاہم واولادہم ثم حروبہ مع صاحب الشرف وکسرہ وقتلہ واخذ بلادہ ثم اجما
 اور ان کی اطمان بہا یوں ہی اور ان کی اولاد کا قتل کرنا پہر ان کی جنگ و جدل صاحب الشرف سی اور اس کا قتل اور مار ڈالنا اور ملک چین لینا پہر
 بعسکر مصر قتل سلطانہا واکارامہا ثم دخوله مصر وقلعہ فیہا مع اهلہا ما فعلہ فی المائتہ العاشرة ظهرت فتنہ
 مصر کی لشکر کی ساتھ جمع ہونا اور ان کی سلطان کو اور بڑی بڑی امیروں کو قتل کرنا پہر مصر میں جا کر وہ ان کی باشندوں کی ساتھ جو جیکو اور دسویں صدی میں بہت

مرء وساجدا لا یضلوا فافتوا بغير علم فضلوا واضلوا فانه علیه السلام بین فی هذا الحدیث ان الله تعالى لا یقبض
 حب اوسى یوحین کی تودہ جہالت سی فتویٰ دیگی پہر پہر گراہ ہوگی اور انکو گراہ کر لگی بیشک نبی علیہ السلام فی اس حدیث میں بیان فرمایا کہ اس تعالیٰ علم کو
 العلم من بین الناس علی طریق صحیح من صدر المرء العلماء ورفیع من بینهم الی السماء فان ذلك وان كان جائزا فی قدرة
 لوگون میں سی یون نہیں قبض کر لگا کہ علماء کی دہلین سی پہلا دیوی اور اوکی اندر سی آسمان پر لیجاوی کیونکہ اس طرح ہی اگرچہ باعتبار قدرت الہی کی ہوسکتا سی
 الله تعالى الا ان هذا الحدیث یدل علی عدم وقوعه قبل الواقع انه تعالى یقبض العلم بقبض امر واح العلماء فانه تعالى
 پر یہ حدیث دلالت کرتی ہی کہ ہون نہوگا بلکہ یون قبض ہوگا کہ اس تعالیٰ علماء کی روحین قبض کر کے علم کو اوٹھا لیگا اور جب اس تعالیٰ
 اذا قبض الامر والعلم ولم یترك عالما یبقی الجہال فیتخذہم الناس لكونہم فی رى العلماء قضاة ومفتین فیقبضوا ضیہم
 علماء کی روح قبض کر لگا اور عالم چھوڑی گا تو جاہل باقی رہ جاویگی سرورگ اوکی سند بکریگی کیونکہ وہ جاہل علماء اور قاضی اور مفتیوں کی صورت ہونگی پہر نہیں
 بغير علم ویفتی مفتیہم بغير علم فیکون ضالین ومضلین قال الذمیر هذا الحدیث یمین ان المراد بقبض العلم والاعمال
 کا حنی بدول علم کی حکم جانیگا اور مفتی بدول علم کی فتویٰ دیگا اسلئے ہی گراہ ہوگی اور انکو گراہ کر لگی دوسری کہتا ہی یہ حدیث بیان کرتی ہی کہ علم کی اوٹہ جانی سی اور احادیث
 المطلقة تلیس صحوة من صدره حفاظہ بل معناه انه یموت حجة ویخذ الناس بع وساجدا لا یضلوا یمجمنا لہم ویفتون
 مطلقہ میں یہ نہیں کہ حافظوں کی سینہ میں سی ہو جاویگا بلکہ یہ مراد ہی کہ حافظ سب جاویگی پہر لوگ جہال کو سردار بنالین کی وہ اپنی جہالت سی حکم دیگی اور اسانی جائز
 فیضلون ویضلون قال القرطبی معنی الحدیث ان الله تعالى یقبض العلماء ویبقی الجہال الذین یتعاطون منا صلباء
 فتویٰ ہی گراہ ہوگی اور انکو گراہ کر لگی قرطبی کہتا ہی حدیث کی یہ معنی میں کہ اس تعالیٰ علماء کو اوٹھا لیگا اور ایسی جہال باقی رہ جاویگی کہ علماء کی منہ فتویٰ
 فی الفتی والتعلیم فیفتون بغير علم ویعلمون من غیر علم وینتشر الجہل وقد ظهر ذلك ووجد ما اخبر النبی علیہ السلام فکا
 اور تعلیم آپ لینگی پہر بغير علم کی فتویٰ دیگی اور بغير علم کی سکھاویگی اور جہل نہیں جاویگا اور بیشک ظاہر ہو چکا ہی اور نبی علیہ السلام فی جو خبر دی ہی سوائی گئی
 دلیل من ادلة نبوته خصوصاً فی هذه الاذمنة عثرنا فی الترمذی عن ابی الدرداء ما یدل علی ان الذی یرفعہ هو العمل
 سو یہ ہی دلائل نبوت میں سی ایک دلیل ہی خاص کہ اس زمانہ میں انتاہی کہ ترمذی میں ابوالدرداء سی روایت ہی اوس سی معلوم ہوتا ہی کہ عمل اوٹہ جاویگا
 حیث قال کنا مع رسول الله علیہ السلام فتنخص بصرہ الی السماء ثم قال هذا وان یختلس فی العلم من الناس حتی لا یقدر راء
 چنا کہ کہتا ہی کہ ہم رسول اللہ علیہ السلام کی ساتھ ہی اور آپ فی آسمان کی طرف دیکھا پہر فرمایا یہ وقت ہی کہ اس میں لوگون سی علم اوچک لیگی اتنا کہ جبہ قدرت باقی رہی
 فیہ علی شئ فقال زیاد بن لبید انصارى کیف یختلس العلم منا وقد قرانا القرآن ولنقرائنا نساءنا وابناؤنا فقا للنبی
 زیاد بن لبید انصارى فی عرض کیا ہم سی علم کیونکر اوچک لیگی اور ہم قرآن پڑھتی اور بالضرورة اپنی عورتوں کو اور بچوں کو پڑھائیں گی نبی علیہ السلام فی فرمایا
 کلنا ناء ملک یا زید ہذا التوراة ولا یحسد الیہود والنصارى فماذا تغنی عنہم وظاہر هذا الحدیث یدل علی ان الذی
 انی یاد کہتیری ماری یہ توریث اور انجیل یہود اور نصاریٰ کی پاس ہی پہر اوٹوکیا فائدہ ہوتا ہی اور ظاہر معنی اس حدیث کی ہون دلالت کرتی ہیں
 یرفعہ هو العمل لانفس العلم بخلاف ما ظہر من الحدیث السابق فانه صریح فی رفع العلم وقیل لا یتباعد بینہما فان العلم اذا
 کہ عمل اوٹہ جاویگا خود علم نہیں جاویگا بخلاف اول معنوی جو پہلی حدیث سی معلوم ہوتی ہیں بیشک اوس سی علم کا اوٹہنا صریح معلوم ہوتا ہی اور بعضی کہتی ہیں ان دونوں میں کہہ
 ذهب بہم العلماء یخلفہم الجہال ویفتون بالجہل ویعل بہ فیدہب العلم والعمل وان كانت المصاحف والکتب بالید
 مرفی سی علم جائز اور اوکی بعد جہال رہیگی اور جہالت سی فتویٰ دیگی اوس پر عمل ہوویگا پہر علم اور عمل دونوں کی اگرچہ قرآن اور کتابین لوگون کی ساسنی دہری رہیں
 الناس کما کان کذلک اهل الکتابین وکذلک قال النبی علیہ السلام لزیاد کلتک املک یا زید ہذا التوراة والانجیل
 جیسی حال دونوں کتابوں کا ہی اور اسی ہی نبی علیہ السلام فی زیاد کو فرمایا مجھ کو تیری ماری یہ توریث اور انجیل یہود اور
 عند الیہود والنصارى فماذا تغنی عنہم فان علماءہم لما انقرضوا خلفہم جہالہم وخالفوا الکتاب حر فوہ فہم لہو معناه
 نصاریٰ کی پاس میں پہر کیا فائدہ ہی کیونکہ اوکی علماء جب گزر گئی تو اوکی بچی جہل رہ گئی اور کتاب کی برخلاف رہی گئی اور کتاب کے بعد وہ لاپرواہی

فعلوا بالجهل واقتوا بغير علم فان رفع العلم والعمل وبقيت الشخاض الكتب عندهم لا تفي عنهم شيئا
 اور جس پر عمل کیا اور بغير علم کی فتویٰ دیں پھر علم اور عمل دونوں جاتی رہی اور کتابوں میں ان کی پاس بیٹھا نہ دہریہ کہیں
 اللہ تعالیٰ علاموافقا رضائہ المجلس الرابع والثمانون فی بیان کیفیت السلام وافضلية من
 عمل موافق اپنی رضا کی سہل کر مجلس چوراسی طرز سلام کی بیان میں اور افضلیت سلام
 بدأ به قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان اولی الناس بالله تعالی من بدأ بالسلام هذا الحديث من
 پہلی کر نبوتی کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیشک لوگوں میں سے اولیٰ نزدیک اللہ تعالیٰ کی وہ ہی جو سلام پہلی کری یہ حدیث
 حسان المصابیر واه ابو امامة ومعناه ان احق الناس ببرحمة الله تعالی واقربهم اليها من بدأ بالسلام
 مصابیح کی حسن حدیثوں میں ہی ابو امامہ کی روایت سے اسکی معنی یہ ہیں کہ لوگوں میں سے بڑا مستحق رحمت الہی کا اور رحمت سے بہت نزدیک ہی جو سلام پہلی کر
 وظاهر يدل على كون السلام افضل من الرد وقد ذهب اليه بعض العلماء وقال بعضهم الرد افضل لانه فرض
 ظاہر اس حدیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ سلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی اور بیشک بعض علماء کا یہ ہے ہی مذہب ہی اور بعض کہتے ہیں کہ سلام افضل ہی کیونکہ جواب
 والسلام سنة فاجر الفرض اكثر من السنة ودليل فرضيته قوله تعالی واذا حييتم بتحية فحيوا باحسن
 سلام کا فرض ہی اور اسلام سنت ہی سو جواب فرض کا سنت سے زیادہ ہوتا ہے اور دلیل فرضیت کی یہ آیت ہی اور جب ٹھکرو دعا دیو کی تو تم ہی دعا دو اور اس ہی بہتر
 منها او ردوها فان كل واحد من قوله تعالی فحيوا او ردوا والمرور ظاهرا الوجوب فيكون رد السلام واجبا لکن
 یا وہ ہی کہوا اولیٰ کر اس آیت میں دونوں لفظ فحيوا اور ردوا امر ہیں اور ظاہر امر کا وجوب ہوتا ہے پھر رد سلام واجب ہو ویگا
 على وجه التغيير الزيادة على السلام بدكر الرحمة والبركات وبين تركها فان من سلم على الغير فقال السلام عليك
 سلام پر زیادہ بڑا فی من اختیار ہی ذکر رحمت اور برکت کا زیادہ کری یا نہ کری پھر جسنی دوسری کو سلام کرتی ہوئی کہا السلام عليك
 يكون ذلك الغير تحييا في الرد بين ان يقول وعليك السلام ورحمة الله بزيادة الرحمة والبركات معا او يقول
 تو دوسرا رد سلام میں مختار ہی تمہیں کہ عليك السلام ورحمة الله رحمت اور برکت دونوں کا جواب دی یا تنہا ہی ہی
 وعليك السلام بغير زيادة شيء منها وهذا القدر فرض والزيادة فضل وليس المراد من الرد ان يقول رد
 عليك السلام دون من شيء بله بزيادة او تنه او فرض ہی اور زیادہ کرنا افضل ہی اور رد سلام سے یہ مراد نہیں ہی کہ رد ورت
 عليك سلام بل المراد به كون الجواب قد السلام فان اقل ما يتاى به سنة السلام اذا سلم على واحد ان
 عليك السلام کہی بلکہ مراد یہ ہے کہ جواب برابر سلام کی ہو بیشک تم کسی کم حسن سے سلام کی سنت ادا ہو جاوی جب کسی کو سلام کری تو یہ ہے
 يقول السلام عليك بحرف التعريف ولو قال سلم عليك بغير حرف التعريف بالتونين يصح لان احدهما يقوم
 کہ السلام عليك ہی حرف تعریف یعنی الف لام ہی اور اگر یوں ہی سلام عليك بیرون الف لام کی بلکہ میم کی تونین کی ساتھ تو یہی درست ہی کیونکہ ایک ہی سیرکی
 مقام الآخر وبدونها لا يصح ولا يكون سلاما والا فلو ان يقول في السلام على الواحد السلام عليك بحرف التعريف
 جگہ ہو جائی اور بیرون دونوں یعنی تونین اور لام کی درست نہیں ہی اور سلام نہیں ہوتا اور بہترین ہی کہ ایک شخص پر سلام کرتی ہوئی ہی السلام عليك ساتھ تعریف کی
 او سلام عليك بغير حرف التعريف بل بالتونين مع ضمير الجمع فيكون سلاما عليه وعلى ملثته لان المسلم لا يكون
 یا سلام عليك بیرون حرف تعریف کی بلکہ میم کی تونین ہی دونوں صورت میں ضمیر جمع کی تاکہ اوپر اور اسکی فرشتوں پر سلام ہو جاوی اسی کیلئے کہی نہیں
 وحده بل يكون مع على اقل اقل خمس من المثلثة واحد عن يمينه يكتب الحسنات وواحد عن يساره
 ہوتا بلکہ اسکی ساتھ موافق اصح قول کی پانچ فرشتی ہوتی ہیں ایک تو اپنی طرف جو نیکیاں کہتا ہی اور ایک بائیں طرف
 يكتب السيات وواحد امامه يلقنه الخيرات وواحد وراءه يدفع عنه المكاسرة وواحد عند ناصيته يكتب ما
 جو بائیں لکھتا ہی اور ایک سامنی جو خیرات کی ہدایت کرتا ہی اور ایک چھٹی جو مکروہات سے بچاتا ہی اور ایک پیشانی کی پاس جو درود کو

یصلی علی النبی علیہ السلام ویبلغہ ایاہ فینبغی ان یدخل بیتہ لیستقبلہ ان یسلم علی اہل کاف
 کتبہ ای جو نبی علیہ السلام پر جتنی بار پڑی اور کو پہنچا تا ہی سولہا تین ہی کہ اوکو ہی سلام میں شامل کریں اور جو شخص اپنی کمر میں جاوی تو مستحب کہ اپنی اہل پر سلام
 احق بالسلام من غیرہم وقد روی عن انس بن مالک علیہ السلام قال یا بنی اذا دخلت علی اہلک فسلم علیہم یقولون
 کیونکہ وہ اور ان کی نسبت سلام کی زیادہ مستحب ہیں اور انس ہی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا ای بی بی جب تو اپنی اہل پاس جاوی تو اوپر سلام کر اور
 بركة علیک وعلی اہل بیتک و ذکر فی فتاوی قاضیخان ان من اتی باب دار انسان یحب علیہ ان یتساقط قبل
 تجہ پر اور تیری اہل پر برکت ہو وی کی اور فتاوی قاضیخان میں مذکور ہی جب کوئی کسی شخص کی دروازہ پر آوی تو اوپر واجب ہی کہ پہلی سلام کر کر اجازت
 السلام ثم اذا دخل یسلم اولاً ثم یتکلم وان کان فی الفضا یسلم اولاً ثم یتکلم وحق عن بعض الصالحین علی ما ذکر
 مذکور ہی پہر چاہئے جاوی تو پہلی سلام کر کر پیرایات جیت کری اور اگر میدان میں ہو تو پہلی سلام کر کر پیرایات کری اور بعضی صلحا کی حکایت ہی چنانچہ
 فی یستان العارفین ان واحداً من اصداقہ استقبلہ وقال کیف اصبحت فقال له الرجل الصالح ویمجدک ہذا
 بہتانہ العارفین میں مذکور ہی کہ اوکا ایک دوست سامنی ہی آگیا کہی لگا مزاج اچھا ہی اوس مرد صالح نے کہا افسوس مجھ کو یہ کیا کہا
 فہلا قلت السلام علیکم فیکون لک عشر حسنات وارسد علیک فیکون لی عشر حسنات فاذا اجتمع عشرون
 اول یہ کہیں نہ کہا السلام علیکم کہ تیری لئی دس نیکیاں ہوتیں پھر میں جواب دیتا تو میری لئی دس نیکیاں ہوتیں اور جب بیس نیکیاں جمع ہوجاتیں
 حسنة یرجی عند ذلک نزول الرحمۃ واما الانحاء فمکرہ فی کل حال لکل احد لما روی عن انس ان
 تو پھر نزول رحمت اور حصول مغفرت کی امید ہوتی اور رہا جگہنا سو بہر حال ہر ایک کو مکروہ ہی کیونکہ انس ہی روایت ہی
 مر جلا قال یا رسول اللہ الرجل من ایتقی اخاہ ینتفی اہ قال لا قال النوی ہذا الحدیث صحیح لم یات لہ معارض
 کہ ایک شخص عرض کیا یا رسول اللہ کوئی شخص ہم میں سے جیسا بی بی ہا تھی سولہا تین ہی جکی غریبا نہیں نودی کہتا ہی یہ حدیث صحیح ہی اسکی معارض کوئی
 ولا مصداق لہ الخالفتہ ولا ینبغی ان ینتفی بکثرة من یفعلہ من ینتفی الی علم وصلاح فان الاقتداء لا یكون الا
 حدیث نہیں ہی اور نہ ہکا نا کی مخالفت کا اور سزاوار نہیں ہی کہ بہت سی علم اور صلاح والوں کو جکتا دیکر کہہو کہ اہا جاوین کیونکہ میری دینی علیہ السلام ہی کی ہی میں
 بالنبی علیہ السلام لانہ تعالی قال وما اتکم الرسول فخذوہ وما نہضکم عنہ فانهو اوقال فی ایتہ اخری فلیجذر الذل
 اسلی کہ اللہ تعالی فرماتا ہی اور جو دی حکم رسول سولہو اور جس سے منع کری سو چھوڑ دو اور ایک اور آیت میں فرمایا سوڈو تری میں جو کوئی
 یخالفون عن امرہ ان تصیہم فتنة او یصیہم عذاب الیم وقد قال الفضیل بن عیاض کلاما معنہ اتبع طر
 خوف کری میں اوسکی حکم کا کہ پڑی اوپر کچھ خرابی یا پہنچی اوکو دیکر کی بار اور فضیل بن عیاض نے ایک بات کہی ہی اوسکی یہ معنی میں ہدایت کا کہ
 الہدی ولا یضرب قلۃ السالکین وایاک وطرق الضلالہ ولا تعثر بکثرة الہالکین واما المصافحۃ فہستہ عند اللہ
 اختیار کر اور کہ چلی والسی کچھ ضرر نہیں ہی اور گرا ہی کی رستہ سی بچتا رہ اور ہالکین کی کثرت سی دھوکہ میں نہ آ اور مصافحہ سولہی وقت سنت ہی
 لما روی عن البراء انہ علیہ السلام قال ما من مسلمین یلتقین فیصافحان الا غفر لہما قبل ان یفترقا ویستحب
 کیونکہ براسی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا نہیں کوئی دو مسلمان کہ ملین اور مصافحہ کریں مگر جدا ہونی سی پہلی بخش جاتی ہیں اور مستحب ہی
 ان یبکوا معہا شائتہ بالوجہ ودعاء بالمغفرۃ لما روی عن البراء انہ علیہ السلام قال ان المسلمین اذا التقیا
 کہ مصافحہ کی ساتھ چری پر خوشی کی آثار ہوں اور مغفرت کی دعا کیونکہ براسی یہ ہی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا بیشک دو مسلمان جب ملکر
 فصافحا وتجاہرا یؤذونہما تنثر خطایہما بینہما و فی روایۃ انہ علیہ السلام قال اذا التقی مسلمان فصافحا و
 مصافحہ کرتی ہیں اور محبت اور خیر خواہی جمع ہوتی ہیں تو اوکی گناہ دونوں کی بیچ میں چر پڑتی ہیں اور روایت میں ہی کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا جب دو مسلمان ملکر مصافحہ اور
 حمد اللہ تعالی واستغفر لہ غفر لہما و فی حدیث اخری رواہ انس انہ علیہ السلام قال ما من عبدین متحابین
 اللہ کی حمد کرتی ہیں اور مغفرت مانگتی ہیں تو اللہ دونوں کو بخش دیتا ہی اور ایک اور حدیث میں انس کی روایت سی ہی کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا نہیں کوئی دو شخص بیتہ ہی دوست

علی جمیعہ ومانراد من تخصیص بعضهم فلو ادب ویکفی فی الرد ان یرد واحد منهم فمن تراءى بعضهم من ادب
 اور جو زیادہ کری کسی خاص کو تو یہ ادب ہی اور جواب ایسی کہ فی ہر ایک شخص جواب دہی پر اگر انہیں کسی اور فی جواب تو یہ ہے
 وان کان جمعا عظیما لا ینشر فیہم سلام واحد کا جامع والسمی العظیم فالسنة ان یحلو علیہم ان شاء
 ادب ہی اور اگر بڑی جماعت ہو تو ایک سلام کہاں پہنچتا ہے لیکن جیسے جامع اور بڑی مسجد تو سنت یہ ہے کہ دو کو سلام کرتا جادی جس ہی ملتا جاوے
 ویکون مؤدیا حق السلام فی جمیعہ فان اراد ان یجلس فیہم لیسقط عنه سنة السلام فیہم لو یسمع سلام
 اور حق اونکی سلام کا ادا کر چکیگا جو جو سن لینگے پھر یہ شخص اگر انہیں بیٹھا چاہی تو اسکی ذمہ سنت سلام کی ساقط ہوئی بہ نسبت باقیوں کی سلام
 من الباقین وان اراد ان یجلس فیہم لو یسمع سلام فقیہ وجہ ان احدهما ان سنة السلام علیہم حصلت
 جنہوں کی سلام نہیں سنا اور اگر اس قوم میں بیٹھا چاہی جنہوں کی سلام نہیں سنا تو اس میں دو وجہ ہیں ایک یہ کہ سنت سلام اونکی حق کی پہلوں پر سلام کرنی ہی
 علی اولئہم لکنہم جمعا واحدا فلا ادا السلام علیہم یکون ادبا والوجه الثاني کون سنة السلام باقیة فی حق
 ادا ہو چکی کیونکہ یہ سب ایک ہی جماعت ہی پھر اگر انہی انکو ہی سلام کیا تو ادب ہی اور دوسری یہ وجہ کہ سنت سلام انکی حق کی چھوڑنا سلام
 من لو یبلغہم سلامہ والسنة ان یسلم الراكب علی الماشی و الماشی علی المقاعد والصغیر علی الکبیر والقلیل
 نہیں پہنچا یا فی ہر اور مسنون یہ ہے کہ سوار پیادہ کو سلام کری اور چلتا ہو لیٹھنے کو اور چھوٹا بڑی کو اور چھوٹی جماعت
 علی اکثر ولو خالفوا وسلم الماشی علی الراكب والکثیر علی القلیل والکبیر علی الصغیر لا یرکہ بل یکون ترکا لهما
 بڑی جماعت کو اور اگر اسکی خلاف کیا یعنی پیادہ کی سوار کو سلام کیا یا بڑی جماعت کی چھوٹی جماعت کو اور بڑی کی چھوٹی کو تو مکروہ نہیں ہی بلکہ اپنا حق ترک کیا
 یرکھ من سلام غیرہ علیہ ومن مر علی قارئ القرآن لا ینبغی ان یسلم علیہ کیلا یشتغل عن القراءة فان
 کہ دوسرا اسکو سلام کرتا اور جو شخص قرآن کی تلاوت کرتی پاس جا پہنچا تو اسکو سلام کرنا نہیں چاہئے تاکہ تلاوت ہی نہ روکدی پھر اگر انہی
 سلم علیہ قال بعضهم لا یجب علیہ الرد وقال بعضهم یجب وهو اختیار فقیہ ابی الیث ومن مر علی من اتی
 سلام کیا تو بعضی کہتی ہیں اس پر جواب واجب نہیں ہی اور بعضی کہتی ہیں واجب ہی فقیہ ابواللیث ہی یہ ہی اختیار کیا ہی اور جو شخص ایسی پاس پہنچا
 الخلاء وهو یبتغی ان لا یسلم علیہ فی هذه الحالة فان سلم قال ابو حنیفة وضمیرہ علیہ بقلیہ
 جرمینا خذہ میں یا بخانہ پھر تہا ہی یا بیٹاب کرتا ہی زچا ہی کہ اس حالت میں اسکی سلام علیک نہ کری پھر اگر اس پر سلام علیک کی تو ابو حنیفہ کہتی ہیں کہ دل ہی جوتا
 لا یلسانہ وقال ابو یوسف لا یرد علیہ بقلیہ ولا بلسانہ ولا بعد الفراغ ایضا وقال شجر یرد علیہ بعد الفراغ و
 دی زبان ہی نہ بولی اور ابو یوسف کہتی ہیں نہ دل ہی جواب دی نہ زبان ہی اور نہ بعد فراغت کی اور امام محمد کہتی ہیں فیہم ہر کو جواب دی اور
 لا یسلم علی احد وقت الخطبة فان سلم والخطیب فی الخطبة لا یجب الرد علی السامع ومن کان جالسا مع قوم
 خطبہ کی وقت کسی ہی سلام علیک نہ کری پھر اگر سلام کیا اور خطیب خطبہ میں ہو تو سنی والی چھوڑا جب نہیں ہی اور جو شخص ایک جماعت میں بیٹھا ہوا تھا
 ثم قام للذهاب فالسنة ان یسلم علیہم لما روی عن ابی ہریرۃ انه علیہ السلام قال اذا انتھی احدکوا لیجلس فلیسلم
 پھر جانی لگا ٹھنٹ نہ ہی کہ وہ ہی انکو سلام کری کیونکہ ابو ہریرہ ہی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام فی فرمایا جب کوئی مجلس میں آوی تو سلام کری
 فاذا اراد ان یقوم فلیسلم فلیست الا ولی با حق من الاخری قال لا اہام النور وظاهر هذا الخبر یقتضی ان یجب علی
 پھر اگر کھڑا ہو دی تو سلام کری سو پہلی جماعت بڑی حق دار نہیں ہی دوسری ہی امام نووی کہتی ہیں ظاہر اس حدیث کا یوں چاہتا ہی کہ جماعت کی
 الجماعة علی هذا السلام علی هذا الذی سلم علیہم وفاسر قہم وقال بعض العلماء جرت عادة بعض الناس بالسلام عند
 ذمہ جواب سلام کا اس شخص پر واجب ہی جسنی سلام کیا تھا اور جدا ہوا ہی اور بعضی علماء کہتی ہیں بعض لو کون کو سلام کر نیکی عادت بڑی ہوئی ہی
 مفارقة القوم وذلك دعاء یستحب له الجواب لان السلام انما یکون عند اللقاء لا عند الانصراف وانکر هذا القوم
 جب جماعت سی جدا ہوں اور یہ دعا ہی اسکی ہی جواب تحب ہی اصلی کہ سلام ملاقات کی وقت ہوتا ہی جدا ہوتی نہیں ہوتا اور امام ابو بکر شافعی

الامام ابو بکر الشافعی قال فی هذا القول فاعند لان السلام كما كان سنة عند اللقاء كذلك هو سنة عند الفصل
 اس بات سی ۔ انکار کرتی ہیں اور کہتی ہیں کہ یہ بات غلط ہے اسطرح کہ سلام جیسی ہمتی وقت سنت ہی ایسی ہی جدا ہوتی ہوئی سنت ہی
 علی ما دل علیہ الحدیث السابق ومن كتب كتابا وكتب فيه سلاما على احد او امره ان يكتب اليه سلاما بالرسول قبله
 چنانچہ اس پر حدیث سابقہ دلالت کرتی ہے اور اگر کسی نے خط لکھا اور اس میں کسی کو سلام لکھ دیا یا کسی کو سلام زبانی رسول کی کہلا بھیجا پھر اس کی پاس
 الکتاب والرسالة فيجب عليه الرد على الفور لان السلام على الغائب لا يكون الا بالرسالة وبالكتاب فعليه ان يرد بمثله
 خط یا زبانی سلام پہنچا تو اس پر فوراً جواب واجب ہے اسلئے کہ سلام غائب پر نہیں ہو سکتا مگر زبانی رسول کی یا خط میں سوا کہ یہ لازم ہے کہ دلیلیا ہی جواب ہی
 او بالحسن منه لكن ينبغي ان يعلم ان من بلغ الغير سلاما لم ينبغي ان يرد عليه او يقول عليك
 یا اس میں بہتر لیکن سمجھا جائے کہ جس کسی کو کسی کا سلام پہنچا یا تو اس کو غیر کو لازم ہے کہ سلام کا جواب دونوں صورتوں میں اسطورہ علیک
 وعليه السلام لا يرى ان رجلا قال للنبي عليه السلام ان ابى يقرئك السلام فقال النبي عليه السلام عليك
 و عليه السلام اسلئے کہ روایت ہے کہ ایک شخص نبی علیہ السلام سے عرض کیا کہ میرا باپ آپ کو سلام کہتا ہے سو نبی علیہ السلام نے فرمایا تجھے پر
 وعلى ابيك السلام ومن سلم على احد ثم لقيه ثانيا او رآه ثانيا يستحب له ان يسلم عليه ثانيا لما روى انه عليه السلام
 اور تیسری بات پر سلام اور اگر کسی نے کسی کو سلام کیا پھر وہ اس سے دوبارہ مل گیا یا دوبارہ دیکھا تو مستحب ہے کہ اس کو دوبارہ سلام کرے کیونکہ روایت ہے کہ نبی علیہ السلام
 كان اذا دخل المسجد يسلم على اصحابه ثم اذا صعد المنبر قبل عليهم يسلم عليهم ثانيا وروى عن ابي هريرة انه عليه السلام
 جب مسجد میں آتی تو اپنی اصحاب سے سلام علیک کرتی پھر جب منبر پر چڑھ کر اونکی آغوش سامنی ہوتی تو دوبارہ سلام علیک کرتی اور ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام
 قال اذا لقي احدا من اخاه فليسلم عليه فان حالت بينهما شجرة او جدار او حجر ثم لقيه فليسلم عليه وكان صحابته
 فی فرمایا جب کوئی تم میں سے اپنی بیانی سے ملے تو سلام کرے پھر اون کی بچھن اگر درخت یا دیوار یا پتھر آجائی اور پھر ملے تو سلام کرے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 الله عليه السلام اذا سار في طريق فاستقبلهم شجرة فاجتازوها يسلم بعضهم على بعض واذا التقى الاثنان
 وسلم كل واحد على صاحبه او اذا التقى سائعي درخت آجائے تو اس سے بڑھ کر آپس میں سلام کیا کرتی اور جب دو شخص ملیں
 وقال كل واحد منهما للاخر فاعلى الترتيب السلام عليكم قبل لصير كل واحد منهما مسلما على الاخر ولا يقوم ذلك
 اور ہر ایک دونوں میں سے دفعۃً یا بترتیب سلام علیک کرے کہتی ہیں کہ دونوں کی طرف سے سلام علیک ہو جاتی ہے اور پھر سلام جواب کی جگہ
 مقام الرد بل يجب على كل واحد منهما الرد والصواب على اذكرة النووي ان سلام احدهما ان كان بعد سلام الاخر
 نہیں ہوگا بلکہ دونوں پر جواب واجب ہے اور صواب موافق ذکر نووی کی یہ ہے کہ ایک کا سلام اگر بعد دوسری کی سلام کی ہے
 يكون رد الكون هذا اللفظ صالحا للرد والا فلا ومن لقي احدا فقال له ابتدا عليكم السلام لا يكون ذلك مسلما
 تو جواب ہو جاتا ہے کیونکہ یہ لفظ قابل جواب کی ہے اور نہیں تو نہیں اور اگر کوئی کسی سے ملا اور پہلی ہی کہا علیکم السلام تو یہ عبارت سلام نہیں ہوتا
 حتى لا يستحق الرد لان هذه الصيغة مشروعة للرد لا لابتداء فلا تقوم مقام السلام على الاحياء بل هي
 یہاں تک کہ وہ مستحق جواب کا نہیں کیونکہ یہ عبارت شرع میں جواب کی واسطی مقرر ہی ابتداء کی واسطی نہیں ہے ہونہوں پر سلام کی قائم مقام نہوگی بلکہ یہ سلام
 الموتى على ما روى ان رجلا اتى النبي صلى الله عليه وسلم فقال عليك السلام يا رسول الله فقال النبي عليه السلام لا تقبل
 موتی کا ہی موافق اس روایت کی کہ ایک شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پاس اگر کہا علیک السلام یا رسول اللہ سو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا علیک السلام
 عليك السلام عليك السلام تحية الموتى فانه عليه السلام قد بين في هذا الحديث ان هذه الصيغة ليست
 مت کہا کہ علیک السلام موتی کا سلام ہے بیشک نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حدیث میں بیان کر دیا کہ یہ عبارت اسلئے نہیں ہے
 هما يسلم بها على الاحياء بل انما يسلم بها على الاموات لان الاحياء وضع لهم في الشرع عند السلام صيغة وعند الرد
 کہ زندوں پر سلام کیجی بلکہ اس عبارت سے مردوں پر سلام کرتی ہیں کیونکہ شرع میں زندوں کی واسطی سلام کی اور عبارت ہی اور جواب کی واسطی

صيفة فلا يتحسن ان يوضع ما وضع للرد موضع السلام ولما لا مات فلا بد عليهم فيستحقون في حلقهم السلام
 اور عبارت سوا چاهمین ہی کہ جو عبارت جواب کی لینی ہی وہ سلام کہ استعمال کریں اور مردوں پر تو جواب نہیں ہوتا اور ہادی کی حق میں سلام
 علیہم بالصیغتين لما روی انہ علیہ السلام کان یسلم علی اهل القبور بقوله السلام علیکم ودیار قوم مؤمنین
 علیک ووز عبارت ہی برابری کیونکہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام اہل قبور پر سلام علیک اس عبارت ہی کرتی ہی السلام علیکم ملک قوم مؤمنین کی
 ومن سلم علی احم يستحب له ان يتكلم بالسلام بلسانہ لقد مرته علیہ ویشیر بیدہ حتی یحصل الا فہام فیستحق
 اور جو شخص بہری کو سلام کری تو مستحب ہی کہ سلام زبان ہی کیونکہ اہل کو قدرت ہی اور اہل ہی اشارہ کو دی تاکہ وہ سمجھ جاوی اور یہ مستحق جواب کا ہو
 الرد ولو لم یجمع بینہما لا یستحق الرد وسلم علیہ احم وارد ان یرد علیہ یلزمہ ان یتکلم الرد بلسانہ لقد مرته
 اور اگر وہ زیادت نکلی تو مستحق جواب کا نہیں ہی اور اگر بہرہ کو سلام کری اور یہ جواب دیا چاہی تو لازم ہی کہ جواب دینا ہی دی کیونکہ اسپر قاری
 علیہ ویشیر بیدہ لیحصل الا فہام ویسقط عنه الرد ولو سلم علی اخر فسار الاخرس بیدہ یسقط عنه الرد
 اور اہل ہی اشارہ کو دی تاکہ وہ سمجھ جاوی اور اس کی ذمہ ہی جواب اور اس جاوی اور اگر کسی کو سلام کیا اللہ لکھی فی اہل ہی اشارہ کو دیا تو اس کی ذمہ ہی فرض اور اس کی ذمہ ہی
 لان اشارتہ قائم مقام العیارة ولو سلم علیہ الاخرس بالاشارة لیسستحق الرد والنساء بعضہن مع بعض فی
 کیونکہ اسکا اشارہ قائم مقام لہی لہی ہی اور اگر کسی فی اشارہ ہی اس کو سلام کیا تو وہ مستحق جواب کا ہی اور عورتیں عورتیں آپس میں سلام علیک کی باب میں
 حکم السلام کالرجال واما الرجل اذا سلم علی امرأة فان كانت زوجتہ او جارتہ او كانت من محارمہ فعلیہما الرد
 مانند مردوں کی ہیں اور اگر مرد عورت کو سلام کری اگر وہ عورت اس کی بی بی ہی یا لڑی ہی یا اس کی کوئی محرم ہی تو اس پر جواب دینا لازم ہی
 وان كانت اجنبیة شابة لا یجوز لہا الرد ویكون الرجل مفرطاً فی السلام علیہا وكن المرأة ان سلمت علی رجل فاذا
 اور اگر کوئی غیر جوان ہی تو اس کو جواب دینا جائز نہیں اور وہ مرد اس سلام میں بیجا ہی اور ایسی ہی عورت اگر مرد کو سلام کری بہر اگر
 كانت زوجتہ او جارتہ او كانت من محارمہ او كانت عجوزاً لا یخاف عنہا الفتنة فعلیہ الرد وان كانت شابة عیمل
 وہ اس کی جوہر یا لڑی یا اس کی کوئی محرم ہی یا ایسی ہی کہ اسپر کچھ خوف فتنة کا نہیں تو مرد کی ذمہ جواب لازم ہی اور اگر ایسی جوان ہی کہ
 الیہ النفس بکرہ لہ الرد وتكون المرأة مفرطاً فی السلام علیہ واما الصبیان فالسنة ان یسلم علیہم لما روی عن
 نفس کو اس کی طرف رجعت ہوئی تو جواب دینا مکروہ ہی اور عورت اس سلام میں بیجا ہی اور نابالغ بچوں کو سلام کرنا منہون ہی اس کی کہ نفس ہی روایت ہی
 الشانہ مر علی صبیان فسلم علیہم وقال کان النبی علیہ السلام یفعلہ وفی روایتہ انہ علیہ السلام مر علی صبیان
 کہ وہ لو کہوں پر لگے ہی تو اس کو سلام کیا اور کہنا ہی علیہ السلام ہی کیا کرتی ہی اور ایک روایت میں ہی کہ نبی علیہ السلام لو کہوں کی پاس لگتی
 فسلم علیہم ولو سلم صبی علی بالغ فالصحبہ وجوبہ سلام لقوله تعالی واذا حیتہم بتحية فحيوا باحسن منہا واما
 تو اس کو سلام کیا اور اگر نابالغ یا بالغ کو سلام کری تو صحیح یوں ہی کہ جواب دینا واجب ہی بلیل اس آیت کی اور جب نکو دعا دیوی کوئی تو تم ہی دعا دو اس کی
 المستدغاة ومن اقتوف ذنباً عظیماً ولم یبت منه فیذبحی ان لا یسلم علیہم ولا یرد سلامہم قال البخاری یسلم علی لاعب
 اور یہ معنی لو کہ اور جو بڑی گناہ کرتی ہیں اور اس گناہ ہی تو بہ نہیں کرتی تو سزاوار ہی کہ اس کو سلام نکری اور نہ اس کی سلام کا جواب دی براہ کشتا ہی کلام کی
 الشطر فی عند الامام لیشغلہ عن ساءة الرد لا عندهما لان الجاهر بالفسق فی معتقدہ ولو عتقہم لا یستحق الا کلام
 نزدیک شطر بخ بار کو سلام کر لی تاکہ دم بہر جواب دیتا ہو شطر ہی باز ہی صاحبین کی نزدیک سلام نکری اس کی کہ فاسق علی الاعلا اپنی معتقد میں اگرچہ جہاد
 وقال التتو کمن اضطر الی السلام علی الظلمة اذ دخل علیہم وخاف ان یترب علیہ فی دینہ ودنیاه ضرر ان لم یسلم
 ہو سزاوار عزت کا نہیں ہی اور تو دی کشتا ہی جو شخص ظالموں کو سلام کر نہیں لا چاہو جب اس کی پاس جاوی اور یہ دیکھو کہ اگر اس کو سلام نہیں کرتا تو دین کا یا دنیا کا
 علیہم یسلم علیہم وینبکی ان السلام اسم من اسماء اللہ تعالی لیکون المعنی ان اللہ علیکم رقیب فیما زیکو بہما
 تو اس کو سلام کر لی اور یہ بہر نیت کر لی کہ سلام اللہ کا نام ہی تاکہ بہر معنی ہو جاوین کہ اللہ تمہاری اور تمہاری ہی سونکو تمہاری لایح سزاویو بگا

بیر

فی بیان

تستحقون واما اهل الذمة فیکرم المسلم ان یسلم علیهم ابتداء لما روی عن ابی هريرة انه علیه السلام
 اور ہر کسی کو کہ وہ کسی کو کہہ دے کہ میں نے تم پر اسلام کر دیا ہے اور ہر کسی کو کہہ دے کہ میں نے تم پر اسلام کر دیا ہے
 قال لا تبدءوا باليهود والنصارى بالسلام قال قاضيان في فتاواه هذا اذا لم يكن للمسلم حاجة اليه واما
 کہ یہود اور نصاریٰ کو پہلی سلام مت کرو قاضیان اپنی فتاویٰ میں کہتا ہیں یہہ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی کوئی غرض نہ تھی
 اذا كانت فلا بد ان یسلم علیہ ومن سلم علی من لم یعرفه فبان انه ذمی یستحب له ان یسترد سلامه فيقول
 اور اگر کوئی غرض ہی تو سلام کرین مجھے نہیں ہے اور اگر کسی کسی ناواقف کو سلام کیا ہو معلوم ہو کہ وہ ذمی ہی تو اس کو مستحب ہے کہ اپنا سلام واپس لے لے
 ثم علی سلا فی لہما روی ان عبد الله بن عمر سلم علی رجل فقيل له ان یہودی فنبعہ فقال لہ ثم علی سلا
 ہٹا دی میرا سلام کیونکہ روایت ہے کہ عبد اللہ بن عمر نے ایک شخص کو سلام کیا پھر کسی نے کہا یہ یہودی ہے پھر عبد اللہ نے اس کی پیروی جاکر کہا میرا سلام واپس لے
 واذ اسلم ذمی علی مسلم ینبغی للمسلم ان لا یرید فی الرد علیہ علی قوله عليك لہما روی عن انس انه علیه السلام
 اور اگر ذمی مسلمان کو سلام کرے تو مسلمان کو چاہی کہ جواب میں اس سے کچھ زیادہ نہ کہے اتنا ہی علیک کیونکہ انس سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا
 قال اذا سلم علیکم اهل الكتاب فقولوا وعليکم قال الخطابي هكذا رویہ عامة المحدثین وعليکم بالواو وكان
 جب اہل کتاب تم کو سلام کریں تو کہو وعلیکم خطابی کہتا ہے کہ عام محدث یہہ ہی روایت کرتے ہیں وعلیکم داو سمیت اور
 سفیان بن عیینہ یرویہ علیکم بغیر الواو وهو الصواب إذ بغیر الواو یدر ما قالوہ بعینہ مرد ودا علیہم وبالواو
 سفیان بن عیینہ علیکم روایت کرتا ہے بدولن واو کی اور حق یہہ ہی ہی اسواطی کہ بدولن واو کی جواب اہل کتاب کہتی ہیں بعینہ وہ ہی او نہیں مرد ہوگا اور واو
 یقع الا شترک معهم والدخول فیما قالوہ لان الواو حرف عطف یجمع بین الشیئین وقال المروئی اتفقوا علی لزوم الرد
 سی او کی ساتھ شترک اور جوادہنر نے کہا ہے اس میں شامل ہونا ہو لیگا اسلی کہ واو حرف عطف کا ہی دوشی کو جمع کر دیتا ہے اور نووی کہتا ہے سب علماء متفق ہیں
 علی اهل الكتاب لیکن لا ینکر السلام بل بدو نہ بان یقال وصليکم بالواو وعلیکم بدو نہ بان اذ قد جاءت لا حادیت
 کہ اہل کتاب کا جواب دینا لازم ہے لیکن سلام کو ذکر نہ کری بلکہ بدو سلام کی اسطوری وعلیکم واوی اور علیکم بدولن واو کی اسلی کہ حدیث میں واو کی ساتھ ہی
 باثبات الواو وحذفها واثباتها اکثر فعلى هذا ینکون فی معناها وجهان احدهما کونها للعطف والتشلیل لانهم
 آئی ہیں او بدولن واو کی ہی اور واو کی ساتھ زیادہ ہیں اس کی معنی دوطرح یہہ ایک تو یہہ کہ واو سا طعہ ہو اور شترک کی لہی کیونکہ
 کا نوایقولون للمسلمین السلام علیکم وقد فسر السلام بالموت فیکون المعنی نحن وانتم تموتون کلنا نموت والثانی کونها
 وہ لوگ مسلمانوں کو یہہ کہا کرتے تھے السلام علیکم اور سلام کی معنی موت ہی اب یہہ مراد ہوئی اہم اور تم موت میں برابر ہیں یہہ مراد ہوئی اور دوسری یہہ
 لا استئینا للعطف والتشلیل فیکون المعنی ونحن نقول علیکم ما قلتم وتستحقونه او ما تریدون بنا وقیل اذا
 کہ واو استئینا کا ہوا اور شترک کا نہ ہو اب یہہ مراد ہوئی اور ہم ہی کہتی ہیں تمہاری جو تم کہتی ہو یا جسکی تم لا بت ہو یا جو تم ہماری ساتھ ارادہ کرتے ہو اور کوئی
 لم یکن منهم تعریض بالدعاء علیہا ینکون اثبات الواو فی الرد علیہم دعاہم بالاسلام لکونه مدار السلام فی الدارین
 کہتا ہے اگر وہ نیت میں ہم پر بددعا کرتے ہوں تو جواب میں واو کی ہونی ہی او کی لہی اسلام کی دعا ہوگی کیونکہ دارین میں یہہ ہی سبب سلامتی کا ہے
 المجلس الخامس والثمانون فی بیان هجران اخیه المسلم فوق ثلثة ایام قال رسول الله صلى الله عليه
 پچاسی مجلس بیان میں برادر مسلمان کو چھوڑ دینے میں زیادہ تین روز سی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
 وسلم لا یجل لرجل ان یهجرا خاه فوق ثلث لیل یلتقیان فیعرض هذا ویعرض هذا وخیرهما الذی یبذل بالسلام
 حال نہیں ہے کسی کو کہ اپنی ہائی کو زیادہ تین رات سی چھوڑی نہ کہی جب میں تو یہہ اوہ کو ہوجا دی اور وہ اوہ کو اور انہیں اجاہد ہی جو پہلی سلام کرے
 هذا الخریث من صلی المصابیر مرآة سعد بن ابی وقاص وهو بمنطوقه یدل علی حرمة هجران المسلم اکثر من
 یہہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثوں میں ہی سعد بن ابی وقاص کی روایت سی اسکا منطوق دلالت کرتا ہے کہ چھوڑ دینا مسلم کا زیادہ

ثلاثة ايام واما حوزة هجرته فثلاثة ايام فاما دليل عليه بمفهومه لا ينطبقه فمن التزم بحجة المفهوم جازله
 تين روزی زیادہ حرام ہی اور تین دن تک چوڑیجا جواز اسکی مفہوم ہی معلوم ہوتا ہی منطوق سکا نہیں معلوم ہوتا ہی ہر شخص مفہوم کو حجت مانتا ہی ہوگا
 ان يقول ان الادعى عجول على الغضب وسوء الخلق فمن حله في الثلث لقلته حتى يذهب عنه ذلك الغضب
 جائز ہی کہ ہی بیشک آدمی کو غضب خلق عادت ہی سو آپ فی تین دن کی اجازت دی کیونکہ مدت قلیل ہی تاکہ اسکا غصہ اور عداوت
 ولم يخصص له فيما فوق ذلك لكثرة فقوله عليه السلام يلتقيان فمعرض هذا ويعرض هذا بيان كيفية هجرتهما
 اور اس ہی زیادہ کی اجازت نہیں دی بہر مدت زیادہ ہی بہر جملہ حدیث کا کہ ملتی تین بہر بہر ادھر ہو جاتا ہی اور وہ ادھر بہر چوڑی دینی کی کیفیت بیان ہی
 وقوله وخيرها الذي يبدأ بالسلام حيث على ترك الهجران فانه يزول بالسلام على ما ذهب اليه الجمهور ولخصيص
 اور بہر جملہ ادین اچھا وہ ہی جو پہلی سلام کری رغبت ہی جدلی کی ترک پر کیونکہ موافق مذہب جمہور کی جہاں ہی سلام ہی جاتی رہتی ہی اور خاص
 الاخر بالذكر يشعر بالغبلة والمراد به الاخر في الدين دون القرابة بدليل قوله عليه السلام في حديث اخر لا يحل
 الخ كذا ذكرنا تفصيلا معلوم ہوتا ہی اور اس ہی برادر ہی قرابت کا مراد نہیں بدلیل ارشاد نبی علیہ السلام کی ایک اور حدیث میں کہ مسلم کو
 لمسلم ان يهجر مسلما فوق ثلاث ليل فافهم انك ان كان عن الحق مادام على صراطها واطها فيا يكون سبقة بالغى كفارة له
 حلال نہیں ہی کہ مسلم کو زیادہ تین رات سی چوڑی رکھی بیشک یہ دونو جب تک طریقی میں حق سی مجروح نہیں اور انہیں سی پہلی بازائی والی کو اسکی بقت ہی تھا ہی
 وروى عن ابي هريرة انه عليه السلام قال تقم ابواب الجنة يوم الاثنين ويوم الخميس فيغفر لكل عبد لا يشرك بالله
 اور ابو ہریرہ سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام فی فرمایا پیر کو اور جمعرات کو جنت کی دروازی کھلتی ہیں بہر ایک بندہ کہ اسکی ساتھی کچھ شریک نہ رہتا ہو بخشنا
 شيئا الا رجل كانت بينه وبين اخيه شحنة فيقال انظر اهل دين حتى يصطالحوا في رواية انه عليه السلام قال يغفر
 جاتا ہی سو ای اس شخصکی کہ او میں اور اسکی بھائی میں کینہ ہو بہر حکم ہوتا ہی ان دونو کو بہر دو جہت کے سین صلح کریں اور ایک روایت میں ہی کہ نبی علیہ السلام فرمایا
 اعمال الناس في كل جمعة مرتين يوم الاثنين ويوم الخميس فيغفر لكل عبد مؤمن الا عبدا بينه وبين اخيه شحنة
 کہ ہر ہفتہ میں لوگوں کی اعمال کا پیش ہوتی ہیں پیر کی دن اور جمعرات کی دن سو ہر ایک بندہ مؤمن بخشنا جاتا ہی مگر وہ بندہ کہ او میں اور اسکی بھائی میں کینہ ہو
 فيقال انزكو اهل دين حتى يفتيا والمراد بالجمعة ايام الاسبوع بدليل انه عليه السلام يتناب قول يوم الاثنين
 حکم ہوتا ہی انکو بہر دو جہت کے ملین اور ہر جمعہ سی ہفتہ کی ايام تین اس دلیل سی کہ نبی علیہ السلام فی اسکو پیر کی دن اور
 ويوم الخميس على طريق التعبير عن الشئ باخر جزئه والشحنة العداوة والمعنى انزكو اغفر لها حتى يرجعا من
 جمعرات کی دن شے پیر کا جسطور ایک شے کا اخیر جز بیان کرتی ہیں اور شحنة کی معنی دشمنی کی تین اور معنی تباہی ہے پیر اور آخر جز شے کے جہت کے
 العداوة الى الصداقة لان الاخوة الدينية تقتضي الصداقة ومتنا في العداوة فان الاثنين اخوة من حيث انهم
 دونو دشمنی تین دونو سیطرت آویں اسطرحی کہ دینی برادری دوستی کا تقاضا کرتی ہی اور عداوت کی برخلافہ تہا کیونکہ نام مؤمن بھائی ہونی ہیں اسطرحی کہ
 ينتسبون الى اصل واحد هو الايمان الموجب للحياة الباقية كما ان الاخوة من انفسهم ينتسبون الى اصل واحد هو
 سببیک اصل شے نسبت رکھتی ہیں یعنی ایمان سی جس سی دائمی زندگی ہوتی ہی جیسی نسبی برادر ایک اصل سی منسوب ہوتی ہیں یعنی
 الابالموجب للحياة الغانية فالاخوة الدينية اقرب من الاخوة النسبية لان الاخوة النسبية اذا حلت
 باب سی جس سی حیات فانیہ ہوتی ہی سودی نسبی برادری ہی بہت قری ہوتی ہی اسکی کہ نسبی برادری جب دینی برادری میں
 الدينية لا تعتبر الا ترى ان المسلم اذا مات وكان له اخ كافر يكون ماله للمسلمين لا اخيه الكافر فعلى هذا لا يحسب
 ہی تو اسکا کچھ اعتبار نہیں ہوتا دیکھتا نہیں کہ مسلمان اگر مر جاوی اور اسکا بھائی کافر موجود ہو تو اس مسلم کا مال مسلمانوں کو ملیگا کافر بھائی کو نہیں ملے گا
 على المسلم ان يترك ما ينافي في الاخوة الدينية الموجبة للصداقة والمراد بالعدوة لما روى عن ابي هريرة عليه السلام
 کی موافق مسلمان پر واجب کہ مخالفات دینی برادری کو ترک کری جو دوستی کو واجب اور دشمنی دور کرتی ہی کیونکہ ابو ہریرہ سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام فرمایا

التي يجب اجتنابها عما عداها ان كل ظن لم يظهر له علامة صحيحة ولم يعرف له سبب ظاهر فانه حرام
 ودوسری قسم سی الگ ہو جاوے گی یہ ہے کہ جس کی کوئی علامت صحیحہ ظاہر نہ ہو اور نہ اس کا کچھ سبب ظاہر معلوم ہو تو ایسا گمان حرام
 واجبا لا جتناب في ذلك اذا كان المظنون به ممن يشهد منه الخیر والصلح في الظاهر فظن الشر والفساد به
 واجب الاجتناب ہی اور یہ جب ہی کہ جس کی حق میں گمان نہ کیا ہی وہ ایسا شخص ہو کہ
 حرام بخلاف من اشتبه به من الناس بتعاطي الريبة والمجاهرة بالمعاصي فان حسن الظن به لا يجوز اذ للظن حراما
 گمان شر اور فساد کا اس کی حق میں حرام ہی بخلاف ایسی شخص کی جو لوگوں میں فریب باز مشہور اور گمان میں ظاہر مبتلا ہو ایسی حق میں شک گناہ جائز نہیں ہے کیونکہ
 الأولى ان يقع في القلب شيء ويعرف ويقوى بوجه من وجه الامارات فيجب الحكم به لان اكثر احكام الشرع مثبتة
 گمان کی دو حالت ہو پہلی یہ کہ دل میں کچھ خیال آوی اور معلوم ہو اور کسی طرح کی نشانی سی قوی ہو جاوے تو اس پر حکم کرنا جائز ہی اسلامی کہ اکثر شرعی احکام غلبہ ظن پر
 على غلبة الظن كالقياس وخبر الواحد وغير ذلك من قيم المتلفات والمردش الجنائيا والحالة الثانية ان يقع في النفس
 مبین میں جیسے قیاس اور خبر واحد اور سوا اس کی جیسے قیمت تلف کی ہوئی چیزوں کی اور خطاؤں کا تاوان اور دوسری حالت یہ ہے کہ نفس کی اندر
 شيء من غير دلالة على كون ذلك الشيء أولى من ضده فلا يجوز الحكم به بل هو مخفي عنه لقوله تعالى يا أيها الذين آمنوا
 کوئی خطرہ آوی بدون ایسی دلالت کی کہ اس کی یہ ہی جانب ضد سی اولی ہو بلکہ کوئی حکم جائز نہیں ہی بلکہ یہ منع ہی اس آیت سی ایمان والو
 اجتنبوا كثيرا من الظن ان بعض الظن اثم ولا تجسسوا ولا يغتب بعضكم بعضا فانه تعالى قد نهي في هذه الآية عن
 بچتی رہو بہت تہمتیں کرنی سی مقرر بعضی تہمت گناہ ہی اور یہید نہ ٹھولو کسیکا اور بد نگہو پیٹھو بھی اکیو دیکھو بیٹھک اللہ تعالیٰ فی اس آیت میں بد گمانی
 الظن السی ثم عن التجسس ثم عن الغيبة لان اول ما يقع في قلب الانسان الظن السی ثم يجتال في التجسس ثم يشرع
 سی مانعت کی پھر تجسس سی پھر غیبت سی منع کیا کیونکہ پہلی جو انسان کی دل میں آتا ہی توبہ گانی پھر اس کو تلاش کی حاجت پڑتی ہی پھر غیبت
 في الغيبة وسبب تجسس الظن السی ان اسرا الانسان لا يعلمها الا الله تعالى وليس لاحد ان يعتقد في غيره سوء الا اذا
 کرنی شروع کرتا ہی اور بد گمانی کی حرمت کا یہ سبب ہی کہ آدمی کی دل کی بات خدا ہی جانتا ہی اور کسیکو جائز نہیں ہی کہ اور کسی کی حق میں اعتقاد بد کیا کریں گے
 انكشف له حاله بوجه لا يحتل التأويل فعند ذلك لا يمكن ان لا يعتقد فيه ما علمه منه بامارة ومشاهدة بعينه
 اس کا حال ایسی وجہ سی ظاہر ہو جاوے کہ تاویل کی گنجائش نہ رہی اس میں نہیں ہو سکتا کہ اس کا اعتقاد نہ کری جو کہ علامت سی معلوم کیا اور نگہبندی دیکھا
 ولمع باذنه وامام الميعال باامرة ولم يشاهده بعينه ولم يسمعه باذنه بل وقع في قلبه من غير سبب ظاهري فهو مشو
 اور کالوں سی سنا اور جب تک نشان سی معلوم نہیں ہوا اور نہ نگہبندی دیکھا اور نہ کالوں سی سنا بلکہ بی سبب ظاہر خود بخود دل میں خیال آگیا تو یہ ایسا خطرہ ہی
 القاه الشيطان في قلبه فيبغى له ان يكذبه لانه افسق الفاسقين وقد قال الله تعالى يا أيها الذين آمنوا
 کہ شیطان فی دل میں ڈالے گا تو چاہے گی کہ اس کو جوڑے گا کیونکہ شیطان بڑا ہی فاسق ہی اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہی ای ایمان والو اگر آدمی تم پاس
 فاسق بديننا فتبينوا ان تضيقوا بجهالة فتصيحوا على ما فعلتم لئلا من سرق في سبب نزل هذه الآية انه على الصلوة
 ایک گنہگار خبر لیکر تو تحقیق کرو کہ میں جانہ پڑو کسی قوم پر نادانی سی پھر کل کو گواہی کی پھر پچھتاؤ شیطان نزول اس آیت کی بون مروی ہی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم فی
 والسلام بعث وليد بن عقيب مصدقا الى بني المصطلق فلما سمعوا به استقبلوه فحسب انهم مقاتلوه اذ كان
 ولید بن عقبہ کو صدقات کی اوکھائی کو بنی المصطلق پاس بھیجا ہوتا جاتے ہوئے فی یہ سنا تو اس کی پیشوائی کو بھی اونی جانا لڑنے آتی ہیں کیونکہ
 بينه وبينهم عداوة فرجع وقال لرسول الله عليه السلام انهم امرتوا فامنعوا الزكاة فها هو رسول الله عليه السلام
 اوسین اور اوسین دشمنی چلی آتی تھی سو اسی اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سی عرض کیا کہ وہ تو سب مرتد ہو گئی اور زکوٰۃ نہ کی پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی
 بقتالهم فنزلت هذه الآية لبيان وجوب الاحتراز عن الاعتماد على قول الفاسق لان من الاتخاى الفسق لا يخاف في
 او نہر جہاد کا اہتمام کہتا ہے یہ آیت اور ہی اس بیان کی ہی کہ فاسق کی بات پر بہر وسہ کرنی سی احتراز واجب ہی کیونکہ جو فسق سی پر بہر نہیں کرنا چاہو گی

الذی نوع منه بل یرید القاء الفتنة بین الناس فیها فذالة علی ان یدفع شیئا یجمل به من غیر ان یتعرض حقیقة
 که وہ ہی کہ قسم کا قسم ہی بلکہ لوگوں میں فتنہ پیدا یا جاہت ہی اور اس میں بہت دلائل ہی کہ جو شخص کوئی عمل جہالت سے بدوں بھی حقیقت حال کی
 الحال یدید نادما البتہ ولو بعد زمان والنذر ہم ذاتہ علی ما وقع مع ثنی انه لم یقع وقال بعض العلماء المراد بالظن
 کہ پیشانی بالظن وہ مشر سار ہوتا ہی اگرچہ کچھ مدت کی بعد اور شرمساری ایک دائمی غم ہی گذری ہوئی بات پر اس میں بدین کہ کاشکی یہ سب باتوں اور بعضی عامی
 الواقع فی الایۃ والحديث التهمة کمن یتهم بالفاحشة او یشرب الخمر او یخوذ ذلک ولم یظهر علیه ما یقتضی ذلک فان
 ہن مرد ظن ہی جویت اور حدیث میں ہی تہمت یعنی ہی جیسی کوئی فاحشہ کی یا شراب خوری کی یا مثل ای بدوں ظہور عداۃ مثبت کی تہمت لگا دی بیشک
 من حکم بالظن علی غیرہ بشریبعثہ الشیطان علی ان یطول فیہ اللسان بالغیبة والیہتان او یقتصر فی القیام
 جو شخص کان سی غیر پر برائی کا یقین رکھ ہی تو اس کو شیطان ابھارتا ہی کہ اس کی غیبت اور یہتان میں زبان درازی اس کی بداد حقوق میں قصور اور عرت میں فتور کی
 بحقوقہ او یتوفی فی اکرامہ ان ینظر الیہ بعین الاحتمار ویری نفسہ خیر منہ وکل ذلک من المملکات ولذلک منع
 کہ حقائق کی نگاہ سے دیکھی اور اپنی آپ کو اس سے بہتر سمجھی یہ تمام اطوار مہلکہ ہیں اور اس سے ہی نبی علیہ السلام کی تہمت کی جگہ جانی سی منع کیا ہی
 النبی علیہ السلام من التعرض لموضع التهم فقالوا اتقوا موضع التهم حتی انه علیہ السلام احتراز من ذلک آدمی
 فرمایا ہی بچتی رہو تہمت کی جگہ سے بیان تک کہ نبی علیہ السلام فی اس سے خود احتراز فرمایا ہی کیونکہ
 عن علی بن الحسین ان صفیۃ بنت محبی قالت ان النبی علیہ السلام کان معتکفا فاتیته فتحدثت عنده فلما انصرفت
 علی بن الحسین ہی روایت ہی کہ صفیہ بنت محبی کہتی ہی کہ نبی علیہ السلام معتکف تھی میں اس کی پاس اگر باتیں کرتی تگی جب میں وہاں سی جلی تو یہ غیر علیہ السلام
 قائم ومشی معی فخرج جلان من الانصار فسلما ثم مضیا فدارھا النبی علیہ السلام فقال لہا صفیۃ بنت جیحف فقال
 میری ساتھی جلی اور شخص انصار کی آگئی اور سلام کر کر چلی پھر نبی علیہ السلام فی او کو بلا کر فرمایا یہ صفیہ بنت جیحی تھی ان دونوں فی عرض کیا
 یا رسول اللہ ما ظن بک الا خیر قال ان الشیطان یجری من ابن ادم مجری الدم والی خشیت ان یدخل علیک ما فانظر
 یا رسول اللہ ہو آپ پر سوای خیر کی کچھ گمان نہیں ہی آپ فی فرمایا شیطان آدمی کی مانند ایسا پیر تا ہی جیسی لو ہو اور جو خوف آیا مبادا انہم دخل کر جاوی اب دیکھ
 انه علیہ السلام کیف اشفق علیہا بل علی جمیع الامۃ وعلمہم طریق الاحتراز عن التهمة حتی لا یتساهل العالم للعرف
 کہ نبی علیہ السلام فی او پر کیا شفقت فرمائی بلکہ تمام امت پر اور او کو تہمت سی پالو کا طریق سکھادیا تاکہ کوئی عالم جو صالح مشہور ہو
 بالصدار فی حوالہ ویقل لا یظن بمثل الا الخیر عجا بل نفسہ فان من کان من المؤمنین اور مع الناس وانقمہم واعلمہم
 اپنی احوال میں سہل کماری ندری کہ اپنی عجب میں یہ کہنی لگی کہ مجھ سے کسی شخص میں سوای خیر کی کب بدگمانی ہو سکتی ہی اسی کو کئی کیسا ہی مؤمن سب سے بڑا ہے
 لا ینظر الیہ الناس کلہم بعین واحد بل ینظر الیہ بعضہم بعین الرضی وبعضہم بعین السخط فعلی هذا یجب علی المؤمن
 اور راضی اور سخط ہوتا ہی تمام خلقت کو ایک نظر سے نہیں دیکھتی بلکہ بعضی کو ایک اعتقاد کی نگاہ سے دیکھتی ہیں اور بعضی غصہ سے اس بیان کی موافق مؤمن پر
 الاحتراز عن موضع التهم لئلا یتهم الناس بالمنکرات ودلیل کون الظن بمعنی التهمة فی الایۃ والحديث ویرود النہی
 واجب ہی کہ تہمت کی مقام سے احتراز کری تاکہ لوگ منکرات سے بدنام نہ کریں اور اس کی دلیل کون جو آیت اور حدیث میں ہی تہمت کی معنوں میں ہی وارد ہوتا ہی ہی
 بعدہ عن التجسس فان الانسان قد یقع له خاطر التهمة ابتداء فیرید ان یتجسس لیتحقق ما وقع له من خاطر
 بعد اس کی تجسس کیونکہ آدمی کی میں بعضی وقت پہلی تہمت کا خطر آتا ہی پھر اس کی تلاش پڑتی ہی تاکہ جو خطرہ تہمت کا واقع ہو ہی ثابت ہو جاوی
 تلك التهمة لان التجسس من شر سوء الظن فان من وقع فی قلبہ خاطر لا یقنع بالظن بل یطلب التحقیق
 کیونکہ تجسس بدگمانی کا پہل ہوتا ہی بیشک جسکی دلیل کچھ خطرہ آتا ہی تو اس سے کتنا گھبراہٹ نہیں کیا کرتا بلکہ تحقیق کی لہی
 فیشغل بالتجسس فہی اللہ تعالیٰ ورسولہ عن التجسس وهو البحث عن عیوب الناس وطلب الامارۃ المعقولة لہا
 تجسس میں لگ جاتا ہی سو اللہ تعالیٰ اور اس کی رسول فی تجسس کی ممانعت کی ہا وہ تجسس لوگوں عیوب بیان کرنی اور ایسی نشانیاں تلاش کرنی جن سے یقین ہو جاوی

جائيا عليه حيث ظننت به الكذب وهذا من سوء الظن ايضا فلا ينبغي لك ان تحسن الظن باحد
 منكم انما هو تباين اسوئتي كما اني كنت في حق من كان جوهرا كذا يهيم بهي ابي سوئتي لا يبين بيني وبينه اني كنت في حق من كان اجها اور
 نسبته بالآخر بل ينبغي لك ان تبحث عن حال اهل بيته من اعداءه ومحاسنة وتعت اهل افان كان بينهما
 دورتي في حق من كان جوهرا كذا يهيم بهي ابي سوئتي لا يبين بيني وبينه اني كنت في حق من كان اجها اور
 شيء منه لا يتطرق التهمة والشرع قد بره شهادة الاب والعدل للتهمة فلا ان تتوقف عند ذلك ولا تحكم
 كجسد وغيره هو تباين في راه پائي اور شرع تو عادل باپ کی گواہی کو ہی تہمت کی قیاس نہیں مانا اب تجھ کو چاہی کہ کچھ یقین نہ کری نہ جھوٹ اور نہ سچ
 عليه بکذب ولا بصديق وتقول ما ذكر من حاله كان في ستر الله تعالى عنك وكان امره محجوب يا عني قد بقي
 اور اسکی حال مذکور کہ کہنا چاہی کہ وہ مجھسی اللہ تعالیٰ کی پردہ پوشی میں ہی اور اسکا حال مجھسی پوشیدہ ہی اور وہ ویسا ہی ہی تھا
 كان لم يكتشف في من امره شيء هذا اذا خبرك عدل واحد وما اذا خبرك عدل فلا مجال لك من علم تصد
 تھا مجھ کو اسکا حال کچھ معلوم نہیں یہ اس صورت میں ہی کہ ایک عادل بیان کری اور اگر تجھ کو عدل خبر دیوں تو اب تصدیق کرنی ہی تجھ کو کوئی علاج نہیں
 لانها حجت في الشرع لكن ينبغي ان يعلم ان الانسان لعدم كونه خاليا عن الخطاء والنقصان لا يوجد احد
 کیونکہ یہ دونوں ہی حجت ہوں لیکن جانا چاہی کہ کوئی آدمی از بسکہ خطا اور نقصان ہی خالی نہیں ہوتا تو جو شخص میں ہوگا
 من المؤمنين الاوله محاسن ومساوي فمن غلبت محاسنه على مساويه فهو يعد من الصالحين ولذلك قال
 اسکی حسنات ہی ہوگی اور جرایم ہی پہر چکی خو بیان بڑا پونسی زیادہ ہوں وہ صالحین میں شمار کیا جاتا ہی اسی ہی
 الامام الشافعي ما احدث من المسلمين بطبع الله تعالى ولا يعصيه ولا احد من المؤمنين يعصى الله ولا يطيعه
 امام شافعی کی کہا ہی کہ کوئی مسلمان ایسا نہیں ہی کہ سر اللہ مطیع ہو اور نافرمانی نہ کرتا ہو اور نہ کوئی ایسا مؤمن جو سر امر گناہ کرتا ہو اور کچھ طاعت نہ ہو
 فمن كان طاعته اكثر من معاصيه فهو عدل في حكم الشرع فاذا كان مثل هذه عدلا في حق الله تعالى فكون
 پہر چکی طاعت معاصی سے زیادہ ہوں تو وہ شرع میں عادل ہی جب ایسا شخص حق اللہ میں عادل ہو دی تو تیری نظروں میں
 عدلا عندك اولي واخري وروى ان رجلا اتى على رجل عند النبي عليه السلام فلما كان من بعد ذمته فقال
 اولی اور سزاوارتر ہی کہ عادل ہو اور روایت ہی کہ ایک شخص نے نبی علیہ السلام کی سامنے ایک کی شان اور تعریف کی جب اگلا دن ہوا تو کوئی
 والله لقد صدقت عليه بالامس واكدت عليه اليوم فانه امر ضاني بالامس فقلت في حقها احسن ما علمت
 کہنی لگا اور کہا قسم خدا کی بیشک میں نے کل سچ عرض کیا تھا اور نہ آج جھوٹ کہتا ہوں کل تو اوتی تجھ کو خوش کیا تھا سو میں نے اسکی حق میں جو نیک معلوم تھا
 واغضبني اليوم فقلت في حقها اقم ما علمت فيه فقال النبي عليه السلام ان من البيان سحر فكانه عليه السلام
 کہہ دیا تھا اور آج اوتی ناخوش کیا تو تجھ کو جو برائی معلوم تھی وہ کہہ دی پہر نبی علیہ السلام نے فرمایا بیشک بعضی تقریر جادوی گویا نبی علیہ السلام کو صرف
 كره ذلك وشبههم بالسحر اذ ما من شخص الا ويمكن تحسين حاله وتقبيلها بما يوجد فيه من الخصال الحميدة والمند
 کر وہ مذکور ہو اور جادوسی مشابہت ہی کیونکہ ایسا کوئی نہیں کہ اسکی حال پر بلحاظ عدل نیک اندازہ کی تحسین یا تقبیح نہ ہو سکے

المجلس السابع والثمانون في بيان النهي عن المصاحبة والمأكلة مع الفاسق قال رسول

الله صلى الله عليه وسلم لا تصحب الا مؤمنا ولا ياكل طعامك الا تقي هذا الحديث من حسان المصابيح
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مت ساتھ نہ ہو سوا مؤمن کی اور مت کھا نادی سوا پرہیزگار کی یہ حدیث مصابیح کی حسن حدیثوں میں ہی
 مراد ابو سعید والمراد بالمؤمن المند كور فيه المؤمن الخاص الذي يقابله الفاسق كما في قوله تعالى فمن
 ابو سعید کی روایت میں اور مؤمن میں مراد اس حدیث میں وہ مؤمن خاص ہی جسکی مقابل میں فاسق ہوتا ہی جیسی اس آیت میں پہلا ایک جو

فی صداقة الجبان لانه یترك نصرته واما انتك عند الشدة ويخوفك بل يحتفي ويغيب عنك والسادس الوفاء اذ
دوتین کچھ فائدہ نہیں ہی کیونکہ خوف اور سختی کی وقت تیری نصرت اور اعانت سی بیٹھ ہی گا اور تجھ کو ڈراؤ گا بلکہ جیسے غائب ہو جائیگا جیسے وفا اسوہی
لاخیری صداقة من لا وفاء له ومعنى الوفاء الثبات على المحبة والردام عليها والمحبة الدائمة هي التي تكون في الله لان
بیوفا کی دوستی میں کچھ فائدہ نہیں ہی اور معنی وفا کی محبت پر قائم اور دایم رہنا اور دائمی محبت وہ ہی ہوتی ہی جو خدا کی واسطی ہو اسلی
ما یكون لغرض من الاغراض يزول بزل ذلك الغرض فلا يتحقق الوفاء لان ما بين في الوفاء لا یكون من الوفاء فمن الوفاء في
کہ جو محبت کسی غرض کی واسطی ہوتی ہی تو جب غرض نکل جاتی ہی محبت ہی ہو لیتی ہی پھر وفا کہاں کیونکہ جو وفا کی برخلاف ہو وہ وفا میں داخل نہیں ہوتا
حق صدیقہ من اعادہ جميع اصدقائه واقاربہ والمتعلقين به لان مراعاتهم اوقعه في قلبه من مراعاة نفسه فيكون
واری دوست کی یہی ہی کہ او کی تمام دوستوں اور سبکی سودہروں اور علاقہ داروں کی رعایت کری کیونکہ ان لوگوں کی رعایت اس کی دین بہت جگہ کرتی ہی نسبت
فرجہ بتفق من يتعلق به اكثر لانه على تعدد المحبة الى من يتعلق به حتى قالوا ان الكلب الذي يكون في بابك صدیقہ
اپنی رعایت کی پھر او کی خوشی او کی متعلقوں پر عنایت کرتی سی زیادہ تر ہوگی کیونکہ اس کی معلوم ہوتا ہی کہ او کی محبت بڑھ کر متعلقوں پر پہنچتی ہی ہے تاکہ کہہ سکیں کہ جو کون دوست
یہی ہی ان یتجزئ في قلبه عن سائر الكلاب فمن الوفاء ان لا یصادق احد صدیقہ اذ قال الامام الشافعی اذا طاع صدیقك عدوك
در داری پھر ہو جائی کہ دین وہ ہی نسبت اور کثرت کی نتیجہ ہو اور ایک وفا داری یہی کہ دوست کی دشمن ہی دوتی تری کیونکہ امام شافعی ہی ہیں جب تیرا دوست تیری دشمن کا
فقد شاك في عدوك ومن الوفاء ان لا یتغیر حالہ فی التواضع مع صدیقہ وان ارتفع شأنہ واستعت ولا یتہ وعظم جائی
فرمان بردار ہو تو دوست تیری دشمنی میں شریک ہیں اور ایک وفاداری یہی کہ دوستی تواضع کر میں حال نہ بدل جاوی اگر چہ شان بلند اور ولایت فراخ اور تیرے عظیم
ومن الوفاء ان یتورع عما یوجب الفرقۃ بینہما اذ من تمام الوفاء ان یتورع عن شذایل الخمر من المفارقة وتلك قال بعض السلف
اور انیت وفاداری یہی کہ اسباب فرقت سی خوفناک ہی اسلی کہ پوری دوستی یہی ہی کہ مفارقت سی بہت ڈرتا ہو اور اسلی ہی بعضی متقدمین فی کہا ہی
وجت جميع مصیبات الزمان هیبة سبک مفارقتہ احباب قال ابن المبارک ان الاشیاء مجالسة الاحباب ومن الوفاء الموافقة
میں زمانہ کی تمام مصیبتوں کو سہل یا تاہون بجز خدا سی دوستوں کی لوہاں مبارک کہتی ہیں بڑی مزہ دار چیز دوستوں کی ہنسنی ہی اور ایک وفاداری یہی کہ
فما لا یخالف الحق واما فیما یخالف الحق فی امر متعلق بالدين فليس من الوفاء الموافقة فيه بل من الوفاء المخالفة فيه والتبني عليه هو الحق كما
جو حق کی برخلاف نہ ہو اور میں ہاتھ ہی اور ہر وہ بات جو دینیات میں حق کی برخلاف ہو تو وہ میں بغاوت کرتی وفادار کہیں ہی بلکہ اب مخالف میں اور حق کی جتنی میں وفا
حکمی عن الامام الشافعی انه یواخی محمد بن الحکم وكان یعربہ ویقبل علیه ویقول ما یقیمہ عصر غیرہ فلما ارى الناس صدق
داری ہی چنانچہ امام شافعی سی حکایت کرتی ہیں کہ وہ محمد بن الحکم سی الفت بردار نہ رکھتی ہی اور او کو پاس بیٹھا ہی اور او کی پاس جایا کرتی اور کہتی ہی کہ مجھ مصر میں اسکی کو کوئی میں
مود تھا ظنوا انه یفوض الیہ امر مجلسہ بعد وفاته فقالوا له فی مرضہ الذی توفی فیہ الی من تفوض امر مجلسك بعدک
جوتیوں کی صد موت اس قدر دیکھا تو خیال کیا کہ اپنی وفات کی بعد اپنی مجلس کا خلیفہ اسکی کو کر ہی سو لوگوں فی اول سی مرض الموت میں پوچھا اپنی بعد وفات مجلس کی کسے تقریر ہی گا
وكان محمد بن الحکم عندئذ ساء واستشعر لیس فی الیہ فقال الشافعی سبحان الله یجلس مجلسی ابو یعقوب البوطی وقال اصحاب الشافعی
اور او وقت محمد بن الحکم ہی سرائی کھڑی ہی سوامنی ہی تاکہ او کی طرف اشارہ کریں تب امام شافعی فی کہا پاک ہی اند میری جگہ ابو یعقوب البوطی ہی اور شافعی کی تمام شکار
الی البوطی فانكر له محمد بن الحکم مع انه كان حمل عنده مذهبہ كله الا ان البوطی كان افضل واقرب الی الزهد والورع فان بعض
بوطی کی طرف متوجہ ہو گئی سو محمد بن الحکم کو یہ بات بری لگی باوجودیکہ انسی تمام مذہب سیکھتا تھا مگر بوطی افضل اور بڑا زاہد اور متوجہ تھا بیشک بعضا شخص
من یشتہر بالعلم والفضل بین الخلق قد یكون غیہ افضل منه اما مطلقا او بخصوصیۃ فیہ لکن لا یتفطن ذلک کثیر من الناس
جو عظمت کی اند علم اور فضل میں مشہور ہو جائی جتنی وقت اس شخص سے ہی افضل ہو اگر تا ہی یا یہ باب میں یا کسی خاص امر میں بسکں بہت کاکڑ لوگ سمجھ نہیں کرتی
فیعرفون عن غیر انفسہم وہ ویشتغلون بالمشہور عندہم فیفقدون الخبیل فضیلہ من لیس مشہور عندہم ففصل الامام الشافعی
تو اسے مشہور کہ جو بڑا معروف نہ ہو تا ہی اور متوجہ جاتی ہیں سوامنی اور بڑے مشہور کی فضیلت متوجہ جاتی ہی سوامن شافعی فی واسطی اند کی اور مسلمانوں کی

لله تعالى والمسلمين واختار لا فضل وترك الدنيا هنة ولم يؤثر سر حتى للخلق على سرضاء الله تعالى فلهذا لا علم
منفعت في شيء خير خواهي في اورا فضل كونه اور غلطی کو ترک کیا اور خلقت کی رضا مندی اس کی رضا مندی پر اختیار کی پھر جب امام شافعی نے وفات کی
الشافعی قلب محمد بن الحکم عن مله به ورجع الی من هب الیه ودرس من کتب مالک واما البویطی فأنزل هذا
تو محمد بن الحکم اور کسی مذہب سے پھر کہ اپنی باب کی مذہب پر ہو گیا اور نظام مالک کی کتابوں کا درس شروع کیا اور بویطی زہد اور غوث لیکر عیادت میں
الخصی واشتغل بالعبادة وله یجبه الجمع والجلوس فی الحلقة فظہر من هذا کلام ان الصالح للصدقة من یجتمع فیہ
مشغول ہوا اور او کو جماعت کا ہونا اور طبقہ میں بیٹھنا پسند آیا اس تمام بیان سے ظاہر ہوا کہ دوستی کی لابی وہ ہی جمیع یہ خصالتیں جمع ہوں
هذه الخصال فان لم یجتمع فیہ هذه الخصال فعليك باعتزال الناس جملة وملازمة بيتك اذ ليس للعاقل فی
پھر اگر او میں یہہ خصال جمع نہ ہوں تو پھر تمام خلقت سے الگ ہو کر اپنی گھر کے اندر بیٹھا رہ اس لئے کہ عاقل کو
هذا الزمان الا تحصن بالسکوت ولا ملازمة الیوت وقد قال ابو سليمان الخطابي مع الراغبین فی صحبتك وتعلم عندك
سوائی خاموشی کی اور کہہ میں بیٹھ رہی کی کوئی پناہ نہیں ہی اور ابو سلیمان خطابی کہہ چکی ہیں چھوڑ اپنی ہمنشینوں اور شاگردوں کو
فليس لك منهم صدیق ولا رفیق اخوان العلانية واعدا السخا الفخ مدحوك واذا غبت عنهم اغتابوك من تليک
کہ انہیں نہ تیرا کوئی دوست ہی اور نہ رفیق ظاہر کی بہائی ہیں باطن میں دشمن جب میں تقریف کریں اور جب تو اوسے غائب ہووی تو غیبت کریں براہین
منہم کان علیک مرقبیا واذا خرج من عندك کان علیک خطیبا فلا تغتر بجمعة لهم لیدیك وتعلم منہم بل یدیک
اور میں سے جو تیری پاس آتا ہی تو تیرا رقیب ہوتا ہی اور جب تیری پاس سے چلا جاتا ہی تو تیری بدگویی کرتا ہی سو یہ بہ فریب نہ کہنا نا کہ تیری پاس جمع ہوتی ہیں اور تیری سائی
فاغرضهم العلم بل غرضهم ان یقتنوا کسما الی او طرہم وحملا فی حاجاتهم وان قصرت فی غرض من غرضهم
خوشامد کرتی ہیں سو او کی غرض علم نہیں ہی بلکہ او کی غرض یہ ہی کہ جو کچھ اپنی حاجات کا زینہ اور اپنی بوجہ کا گدہا بار بار دریا بنالیں اور اگر تو نے او کی کسی غرض میں قرہ قصو کیا
یکون انشداءک وبعثک ترہم الیک مئة علیک ویرونہ حقا واجبا لیدیک ویعرضون علیک ان یتبدل
تو پھر وہ تیری بڑی ہی دشمن ہیں اور اپنی آمد رفت کو تیری اوپر احسان جتلا دین اور او کو تیری اوپر حق واجب سمجھیں اور خواہش کریں کہ تو اپنی
لهم عرضک ودينک وتكون لهم تابعا خسیسا بعد ان کنت متبوعا ثقیسا وقد مری عن ابن عمر انه علیه السلام قال
آبرو اور دین اور او کی کئی کئی گھڑی اور او کا اولی فرمان بردار بن کر رہی بعد اکی کو حاکم اور سردار بننا اور میں عمر سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام فی فرمایا
الشیخ فی قومه کالنبی فی امتہ واقما یكون الشیخ فی قومه کذلک لانه یعلم دینہم کما علم کل نبی امتہ دینہم وصرح
کہ شیخ اپنی قوم میں ایسا ہی کہ نبی اپنی امت میں اور شیخ اپنی قوم میں اس رتبہ پر اسلٹی ہوتا ہی کہ او کو دین سکھاتا ہی جیسی نبی اپنی امت کو دین سکھاتی تھی اور شاگرد اور شاگرد
المعلم فی حق من علم عیما ولو حرقا واحدا ان یحترقه ظاہر وبالطحا لکونه مثل ابیہ بل هو ولی لما روی عن الی ہریرة انه
کہ خیر سکھائی ہو اگرچہ ایک حرف بتایا ہو یہ سب ہی کہ ظاہر و باطن ہی اوسکی عزت کری کیونکہ بجای باپ کی ہی بلکہ بہتر اسلٹی کہ ابو ہریرہ سے روایت ہی کہ نبی
علیہ السلام قال فما انالکم مثل الوالد لولده وفي حدیث اخر انه علیه السلام قال خیر الالباء من علمک وسبب ذلك
علیہ السلام فی فرمایا میں تمہاری نبی ایسا ہوں جیسی کہ بیٹی کی نبی باپ اور ایک اور حدیث میں ہی کہ نبی علیہ السلام فی فرمایا اچھا باپ وہ جو کچھ علم سکھادی وجہ انکی یہ ہی
ان المعلم یقصد لا نقاد من نار الاخرة وهو هم من انقاذ الالبین لولدهما من نار الدنیا وکذلک کان حق المعلم اعظم
کہ استاد آخرت کی آگ سے بچاتا ہی اور یہ قصور تری اس کی کہ ما باپ اپنی اولاد کو دنیا کی آگ سے بچاتی ہیں اور ایسی ہی استاد کا حق ہی ما باپ کی حق سے
من حق الوالدین فانہما وان کانا سببین للوجود والحیوة الفانیة لکن لولا المعلم وفادته ما هو سبب للحیوة الاخریة
بڑی ہی کیونکہ ما باپ اگرچہ سبب وجود اور حیات فانی کی ہیں لیکن اگر استاد اور اوسکی فائدہ رسائی نہ ہوتی جس سے حیات اخروی رائج حاصل ہوتی ہی
الدائمة لساق ما حصل من جهته الی الهلاك الدائم انه لما کان مثل الاب یلزمه ان یجری المعلم ہجریا بنہ ویشتفق
تو بدینک جو ما باپ کی جہت سے حاصل ہوا ہی فدیہ کو ہلاک کر دیتا پھر جب استاد بجائی باپ کی ہوا تو او کو لازم ہی کہ شاگرد کو بجائی بیٹی کی سمجھی اور پھر شفقت کری

علیه و منعہ عن تجاوز مرتبہ الی مرتبہ لم یستحقها ولم یجئ وانہا و یبین لہ ان المقصود من العلم تحصیل سعادۃ
اور ایسا مرتبہ یعنی سچا کوہ اپنی سختی نہیں ہے اور اس کا اپنی وقت نہیں آیا مشرکری اور اوس کی بیان کردی کہ علم سے سعادت اخروی مطلوب ہوتی ہے
الآخرۃ لا ینالہ بالریاستۃ والمفاخرۃ کما حکى ان ابابوسف لما عقد مجلسا للتدلیس من غیر اعلام ابی حنیفۃ ارسل
ریاست اور عزت مطلوب نہیں ہوتی چنانچہ حکایت ہے کہ ابویوسف نے جب مدرسہ بدولہ اطلعت امام ابو حنیفہ کی توجہ کیا تو امام نے او کی پاس آدمی بھیجا
الیہ ابو حنیفۃ رجلا لیسئلہ عن حدۃ مسائل من جملتہا انہ سألہ عن قصار جمل الثوب ثم جاء بہ مقصورا ہل یستحق
تاکہ اوس کی چند مسئلہ پوچھا اوس نے ایک بہ مسئلہ پوچھا ایک دہوئی ہے کچھ کا منکر ہو گیا پھر دہو کر لی آیا تو آیا وہ اجرت کا مستحق ہے
الاجرام لا فقال ابویوسف یستحق فقال الرجل اخطأت فقال لا یستحق فقال اخطأت فتخیر ابو یوسف فقال الرجل ان کانت
یابنہ ابو یوسف نے کہا مستحق ہے اوس شخص کا غلط پھر کہا مستحق نہیں پھر اوس شخص نے کہا غلط پھر ابو یوسف حیران ہوئی تو اوس شخص نے کہا
القصارۃ قبل المحجۃ لیستحق والا فلا وھکذا الخ طاء فی کل ما جاب من سائر المسائل فعلم ابو یوسف قصورہ فعاد الی
اگر تکلف کرے سی پہلی دہو چکا ہے تو اجرت کا مستحق ہے تو نہیں تو میں اس طرح تمام مسائل کی جواب میں غلطی پکڑی اب ابو یوسف اپنا قصور پاگئی پھر امام پاس
ابی حنیفۃ وحبین جاء قال لہ ابو حنیفۃ ما جاء بك الامس قال القصار فانک مزیدت قبل ان تحضر من سبحان اللہ
حاضر ہوئی اور جب وہ آئی تو ابو حنیفہ نے کہا تجھ کو صرف دہوئی کا مسئلہ لایا ہے بیشک تو نے انکو بھیجی سی پہلی توڑا سبحان اللہ
من رجل یعقد مجلسا ویطلب فی دین اللہ ولا یحسن مسئلۃ فی الاجارۃ ثم قال من نحن انہ استغنی عن التعلیم فلیسک
ایک شخص مجلس بنا کر اس کے دین میں گفتگو کری اور اجارہ کا مسئلہ بھی نہیں آتا پھر فرمایا جکو یہ خیال ہو کہ علم سیکھنے کی بجگو حاجت نہیں تو وہ
علی نفسه وکان سلبا ففردہ علی ما ذکر فی مناقب کردی کہ انہ مرض مرضا شديدا فعادة الامام فقال لقد كنت
اپنی جان کو دوی اور سبب ابو یوسف کی جدا ہو گیا موافق مذکور مناقب کردی کہ یہ ہے کہ وہ سخت بیمار ہوئی امام او کی عبادت کو گئی اور فرمایا مجھ کو تجھ سے اس مسئلہ
او ظلك بعدی للمسلمین ولین اصبحت لیموتن علم کثیر فلی ابرا اعجب نفسه وعقد مجلسا لامالی ولم یتفطن ان فی قول
کہ میری بعد مسلمانوں کا رئیس اور پیشوا ہوتا اور اگر تو مر گیا تو بہت علم جاوین گا پھر جب وہ ایسی ہو گئی تو اپنی دلیل خوش ہوئی اور مدرسہ تیار کیا اور یہ سب سچے کام کا
الامام لقد كنت او ظلك بعدی للمسلمین اشارة الی ان المتعلم لا یبغی لسان یستبد بنفسه فی من استاذہ بلا
بجگو ایچہ کہ میری بعد مسلمانوں کا بیشک نہیں اور پیشوا ہوتا اشارہ ہے کہ شاگرد کو نہیں چاہی کہ اپنی آپ اوستا کی سامنی بی اذن مستقل ہو جاوی
منہ ثم لما علم قصورہ ترك مجلسا و عاد الی ابی حنیفۃ واشتغل بالتعلیم منہ قال ابن المبارک لا ینال المرء علما ما
پھر او کو جواب اپنا قصور ثابت ہوا تو وہ مجلس فریاد چھوڑی اور امام ابو حنیفہ کی پاس آکر پڑھنا شروع کیا ابن المبارک کہتی ہیں کہ آدمی ہمیشہ عالم رہتا ہے اور
طلب العلم فاذا ظن انہ علم فقد جهل قال الامام الغزالی فی الاحیاء کل متعلم استبقی لنفسه رأیا واختیارا وراۃ اخبة
جب تک علم طلب کرتا ہے پھر جب یہ خیال بند کہ میں سیکھ چکا تو اب چاہل ہوا اور امام غزالی احیاء کہتے ہیں جو شاگرد اپنی کوئی باری تجویز کرے کہ علامہ فیہ
المعلم فالحکم علیہ بالخسران المجلس الثامن والثمانون فی بیان افضل الاعمال المحب فی اللہ والبنصر
اوستا کی باری کی پسند کری تو اوسکو خاسر سمجھو اور اسی مجلس افضل اعمال کی بیان میں کہ محبت برائی خدا اور بغض برائی خدا ہی

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم افضل الاعمال الحب فی اللہ والبغض فی اللہ هذا الحديث من حسان
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اچھی سی اچھا عمل سہر دوشی اور نہ دشمنی ہے یہ حدیث مصابیح کی حسن حدیثوں میں
رواہ ابو ذر وفيہ اشارة الی ان المؤمن لا بد لہ ان یكون لہ اصدقاء یحبہم فی اللہ تعالی واعداء یبغضہم فی اللہ
ابو ذر کی روایت سے اور اس میں یہ اشارہ ہے کہ مؤمن کی اپنی بالضرور بعض دوست ہوا کریں کہ برائی خدا و کو محب و رکھا کری اور بعض دشمن کہ برائی خدا
فانما از الحبا لکونہ مطوعا للہ تعالی فلا بد لہ ان یبغضہ عند کونہ عاصیا للہ تعالی لان من یكون محبا للسلطان
او کو معنوں کہا کری بیشک اگر کسی کو اللہ کا فرمان بردار دیکھ کر محب و رکھیں تو پھر بالضرور او کو معنوں کہا کری جب اللہ کی نافرمانی کر لیا اسلی کہ جو شخص کسی سبب سے

الأتري ان الأطباء يستدلون على داء المريض من مائه قلما استمر تلك البدعة ولو يقدر على تغييرها فغير
 كما نرى ان جاتا طبيب لوگ دیکھا کی مرض پر پشابی استدلال کرتی ہیں پھر جب بدعت قرار پڑ گئی اور وہ کی قدرت نہیں ہوئی
 ذلك لان جاز الاول لاستئناس النفس بها وبقي عنده من الانزعاج قدر ما يلزمه من التغيير بالقليل لان
 تو پہلی بدعت دینی بدل گئی کیونکہ نفس کو چندان اجنبی نہ معلوم ہوئی اور دل میں اس کی مدافعت کا خیال نہ تھا باقی رہ گیا وہاں تک کہ تیسرا اور چوتھا بدل کا
 بالقليل لا يسقط بوجه من الوجوه اذ لا مانع منه ولا يقتصر عليه الا هو ضعيف الايمان سواء استطاع
 انکار کی طرح نہیں چاتا اسلی کہ اس کا کوئی مانع نہیں ہوتا اور اتنی بدعت تو وہی کرتا ہی جو ضعیف الايمان ہوئی برابر ہی کہ انکار
 الانكار باليد اللسان ولم يستطع لكن عند عدم الاستطاعة يسقط عنه الاثر ويبقى مع ضعف كفايته
 ہتھ سے اور زبان سے کر سکتا ہو یا نہ کر سکتا ہو لیکن یمقہوری کی حالت میں گناہ نہیں ہوتا ایمان میں ضعف بدستور ہوتا ہی

فان المنكر اذا كثر ولم يقدر المؤمن على منعه وسكت ولم يتكلم بشيء لا ياثم لان التكليف بقدر الوسع لما قال
 بیشک نصیحت جب کثرت ہی ہوئی لیکن اور مؤمن کو مانعت پر قدرت نہ ہو اور وہ چپ ہو کر کچھ نہ کہی تو گنہگار نہیں ہوتا اسلی کہ تخفیف ہوئی
 الله تعالى لا يكلف الله نفسا الا ريسعها المجلس التاسع والثمانون في بيان متابعة الرسول في الامر
 چنانچہ اللہ تعالیٰ نہ تکلیف نہیں دیتا کسی کو جو اس کی طاقت سے زیادہ ہو اسلی کہ متابعت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا امر اور نہی میں لازم ہی اس میں مخالفت

والفهي قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ما نهيتكم عنه فاجتنبوه وما امرتكم به فافعلوا منه ما استطعتم
 جائز نہیں ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو تم کو منع کروں تو اس سے پرہیز کرو اور جو تم کو حکم کروں تو اس کو جہاں تک ہو سکی عمل میں لاؤ
 فانما اهلك الذين من قبلكم كثرة مسائلهم واختلافهم على انبياءهم هذا الحديث من صحيح المصالحين مراده
 کیونکہ تھے پہلی اس میں لو تباہ ہو گئیں کہ اپنی انبیاء علیہم السلام کی پیروی نہ کی بلکہ ان کے احکام سے اختلاف کرتے رہیں

ابوهريرة والخطاب فيه خطأ واضح في قوله فافعلوا منه ما استطعتم في ذلك الوقت وتناوله
 روایت سے اور اس میں خطاب جہری تو خطاب آسمانی کا ہی اور آسمانی کا خطاب او نہر ہوتا ہی جو اس وقت میں موجود اور حاضر ہوتی ہیں
 لا يثبته في كتابه الا ما وجد في كتابه من حديثه في يوم القيمة ليس بطريق الحقيقة بل ما بطريق تغليب الفرق
 اور ان کی حق میں جو وہی ہوا ہی ثابت ہوئی اور جو وہی نہ ثابت نہ ہو گئی بطور حقیقت کی نہیں ہوتا بلکہ او نہر ہوتا

الاول على الثاني او بطريق تعميم حاكم له دليل خارجي فان الاجماع منعقد على ان اخر هذه الامة مكلف
 اول کی ثانی پر یا اس پر کہ کسی دلیل خارجی سے ثابت ہو جائے کہ اس امر پر اجماع ہو چکا ہی کہ اس امت کی آخری ہی وہ ہی حکم ہی
 بما كلف به اولها كما يشير اليه قوله عليه السلام العادل عاجز على اساقى الى يوم القيمة والحرام ما جرى على
 جواہل پر تھا چنانچہ اس حدیث میں یہ ہی اشارہ ہی قیامت تک حلال ہی جو میری زبان پر آچکا ہی اور قیامت تک حرام ہی جو میری زبان پر

لسابق الى يوم القيمة ثم ان الحديث المذكور سابقا من جوامع الكلم التي اوتىها النبي عليه السلام وهو قاعدة عظيمة
 آچکا ہی بہرہ حدیث جو سابق میں مذکور ہوئی گویا جوامع الکلم ہی جو نبی علیہ السلام کو ملا ہی اور وہ اسلام کی قواعد میں ہی
 من قواعد الاسلام اذ عليه يدور جملة الاحكام التي هو الوجوب والتدب والحرمة والكراهة والاباحة لان
 بڑا قاعدہ ہی اس واسطی کہ جملة احکام یعنی وجوب اور استحباب اور حرمت اور کراہت اور اباحت کا وہ ہی مدار ہی کیونکہ

النهى يتناول الحرمة والكراهة كما يتناول الامر ما عداها فيكون الحديث موافقا لقوله تعالى فاتقوا الله ما
 نہی میں حرمت اور کراہت داخل ہی جیسی امر میں ان دونوں کو سوا داخل میں سو یہ حدیث موافق اس آیت کی ہی سو وہ اس واسطی
 استطعتم لان التقوى وان كانت عبارة عن اجتناب جميع المنهيات واتباع جميع الامور التي لا منها عقيدة
 جہاں تک ہو سکی کہ تقویٰ مگر یہ تمام منہیات سے اجتناب و تمام مامور سے عمل کرنا کیونکہ تقویٰ ہی کہ اسناعت کی فیر

ولا يلزم الخالف للفقهاء

بالاستطاعة وأما قوله تعالى فأتقوا الله حقا فقد أتقوا الصلوة الذي جزم به المحققون أن قوله تعالى فأتقوا الله

لغاية من حيث هو في ربه وادعى جيب چاهی تو صلیح صواب جو مختار محقق لوگون کا ہی یہ ہے کہ یہ آیت موثر و اسدی

ما استطعتم بمقتضى ما مراد به لأنه تعالى لم يكلف عبادة إلا بالمستطاعة حتى قال لا يكلف الله نفسا إلا وسعها

جهان تک سکو اور کسی تغییر ہی اور اس ہی جو راہ ہی کہو لہتی ہی اسکی کہ اللہ تعالیٰ اپنی بندوں کو طاقت سی زیادہ کی تکلیف نہیں دی ہی یہاں تک فرما

وقال في آية أخرى وما جعل عليكم في الدين من حرج ثم إن النهي في قوله عليه السلام ما خفيتكم عنه واجتنبوا

موجودہ کجائش پر یہ آیت میں فرمایا ہی اور میں کہی نہیں میں کچھ مشکل پہر نہی جو حدیث میں ہی کہ جو میں حکمو منع کروں تو اس ہی پر ہر کر د

يقتضي ترك جميع ما خفي عنه مطلقا إذ لا يحصل الامتنان إلا بذلك بخلاف الأمر في قوله عليه السلام وما أنتم

یہ ہی تقاضا کرتی ہی کہ تمام منہیات مطلقا عمل میں نہ آویں کیونکہ بدوں اسکی اطاعت نہیں ہوتی برخلاف امری اس حدیث میں اور جو میں حکمو منع کروں

بما فاقولوا استطعتم فإنه لا يقتضي الامتنان لما يقدر عليه نعمان من كان مريضا أو يقدر على القيام في الصلوة

توجہ فرمائی ہوگی وہ کو اس ہی عمل کرنا بقدر استطاعت ہی کی لازم آتا ہی جیسی کوئی بیمار ہو اگر نماز میں کھڑا نہیں ہو سکتا تو بیٹھ کر پڑھ لی

يصلى تاحدا بركوع وسجود وان لم يقدر على الركوع والسجود يصل بالأيما قاعدا ويجعل سجودا خفضا من ركوعه

رکوع اور سجود ادا کری اور اگر رکوع اور سجود ہی نہیں ادا کر سکتا تو بیٹھ کر اشارہ ہی پڑھ لی اور سجود کو بہ نسبت رکوع کی زیادہ پست کری

ليتحقق الفرق بينهما وان لم يقدر على القعود يصل بالأيما مضطجعا أو مستلقيا وكذا إذا كان مراكبا على الدابة

تاکہ دونوں میں فرق ہی اور اگر بیٹھ ہی نہیں سکتا تو اشارہ ہی ادا کری کر پڑا ہوا یا چٹ اور ایسی ہی اگر چو پا پہر پر سوار ہو

وخاضع عند النزول على نفسه أو دابة من سبع أو لص أو كان في مشط متدبلا أو ظن يغيب وجهه فيه ولا يجزئ مكانا

اور اترتی میں اپنی جان کا یا اس ہوا رک کا خوف کرتا ہو درندہ سی یا چور سی یا مینہ کی رو پڑتی ہو یا ایسا کچھ گارا ہو کہ جسم میں چھبے ہو اور کوئی

جاء أو كان عاجزا عن النزول والركوب كبر سنه أو ضعفه أو جرحه أو كان دابة جمودا لا يمكنه الركوب بلا معين

خشک جگہ ہی یا سوار ایسی اوتر میں عاجز ہو ماری بڑ پڑتی کی یا ناتوانی مزاج سی یا اسکا کھڑا نہ ہو کہ بدوں مدد گاری نہیں چڑھ سکتا

أو كانت القافلة في البادية تسير ويخاف على نفسه وتيابه لو نزل فإنه يصل على الدابة بالأيما كيف يمكنه وكذلك المرة

یا قافہ جنگل میں چلا جاتا ہو اور اگر اترتی تو خوف ہی جان کا یا کپڑوں کا تو یہ ہی ہوا رک کی اور اشارہ ہی جس طرح بن آوی پڑھ لی اور ایسی ہی عورت

إذا لم يكن لها حرم ولم تستطع النزول والركوب بنفسها يصل على الدابة بالأيما فذلك يحصل الامتنان في

جب اسکی ساتھ حرم نہ ہو اور وہ اپنی آپ اوتر چڑھ نہ سکتی ہو تو دابہ کی اور اشارہ ہی پڑھ لی ان تمام صورتوں میں اتنی ہی میں امتثال

جميع ذلك وكذلك لو لم يجد من الثياب عليه تربة عورته ومن الماء ما يغسل به أعضاء وضوءه مرة واحدة

جو جاوگیا اور ایسی ہی اگر اتنا کچھ امیہ نہ ہو کہ عورت کو نہ سکی اور اتنا پانی نہ ملی کہ اعضاء وضوء کی ایک ایک بار دھو لی

أو عجز عن استعمال الماء في بعض أعضائه في الوضوء والغسل وعن أتيان بعض أركان الصلوة أو بعض شروطها

یا وضوء میں یا غسل میں بعض اعضاء پر پانی نہ لگا سکی یا کوئی کین یا کوئی شرط نماز کی ادا نہ کر سکی

فبأتيان الممكن يحصل الامتنان وقوله عليه السلام فأنما أهل الذن من قبلكم كثرة مسائلكم جاء مبينا

تو یہ جتنا ادا کر سکتا ہی وہ ہی پورا امتثال ہی اور یہ ارشاد نبوی علیہ السلام کا کہ تم سے پہلوں کو کثرت کی بوجہ پاچہ کی بنا کر دیا مسلم میں

في كتاب مسلم عن أبي هريرة فإنه قال خطبنا رسول الله عليه السلام فقال يا أيها الناس قد فرض الله عليكم الحج

قال النبی علیہ السلام ذمونی طرکتکم فانما اهلک من کان قبلکم بکثرة سوالهم واختلافهم علی انبیائهم فاذا امرتکم
بنی علیہ السلام فی غزایہم بکلمہ ای پرہیزی دو چیزیں محکم چور کلمہ ای تہی پہلی جو لوگ ہلاک ہوئی ہیں تو بہت پرچہ پا چہی ہی اور بنی انبیاء کی نظر میں ہوا کہ یہ
بشیء فانما منہ ما استطعتم واذ انصیتکم عن شیء فادعوا فانہ علیہ السلام صاکنانہ قال اترکونی فی صفۃ ترکو
سوجہ میں ٹکروئی بات کہا کرو تو اوکو جتنا تم ہی ہو سکی کیا کرو اور واجب منع کیا کرکے بات سے توروہ چور کراد کرو اب بنی علیہ السلام کی کو با پیس غزایا یوں ہی رہی دیکرو
ایاکم من الامر بالشیء والذی علیہ عنہ ولا تلجوا علی فی السؤل ولا تنالوا فی الاستقصاء والا یشدد علیکم کما شد علی
جہنک میں ٹکروئی بات کی امر میں یا مامت میں چور کی رکھوں اور خواہ مخواہ جس ہی بات کی اور نہ پورا کر لی میں حدی برہا کرو اور میں نے تم پر ایسا تشدد چور کیا
بنی اسرائیل جین و فخر فیہم قیس ولم یدین وامن قتل و سالوا موسیٰ النبی علیہ السلام ان یدینہم فقال لهم موسیٰ النبی
جیسی بنی اسرائیل پر تشدد ہوا تھا جب اونہیں ایک مردہ ملا اور اسکا قاتل نہ معلوم ہوا یہ دونوں بنی علیہ السلام ہی ہو چکا کہ ہکوقا قاتل بتا دو موسیٰ علیہ السلام نے
ان اللہ یامرکم ان تذبجو بقرۃ وتضربوہ ببعضہا فیجیو وینجیہ کہ بقاتلہ قلما سمعوا منہ ہذا القول تعجبوا منہ
اونہی کہا کہ اللہ تعالیٰ تم کو فرماتا ہے کہ ایک بقرہ کی بچہ کر دو اور اسکا ایک ٹکڑ مری سی لگا دو وہ زندہ ہو کر اپنا قاتل ٹکڑ بتا دیکجا جو بنی اسرائیل کی حضرت موسیٰ ہی رہے بات
میتہ یضرب ببعضہا صیت فیجیو کہ بقاتلہ فشرعوا فی السؤل والیہ صفتہا ولسنہا ولونہا حتی امر ابن بقرۃ علی صفتہ
کہ وہ لگا لگا گوشت مردہ کی لگائیں تو مردہ زندہ ہو کر اپنا قاتل کا نام ٹکڑ بتا دیا پس اب اونہوں کی کا ٹکڑ حال اور قسم اور عمر اور رنگ ہو چہنا شروع کیا آخر کو اسکا
لہم توجہ لتلك الصفتۃ الا فی بقرۃ واحدة ولم یبعہا صاحبہا الا بالاجل ہذا زہبا فاشتریہا بنی اسرائیل وذبحوها وضربو
سکھ ہو کہ حدیسی ایک ہی گا ہی تھی اور اسکی مالک فی بیچی تو اسکا پڑ اسونی ہی بہر والیا یہاں ہی قیمت کو مول لیکر زچ کی اور گوشت کا چھہ مردہ کی لگایا
القتیل ببعضہا فی وسی ہم قاتلہ فانہم فی ابتداء الامر لوزجوا بقرۃ ایت بقرۃ کانت لکانوا امثالین لامر اللہ تعالیٰ
پہر وہ زندہ ہوا اور قاتل کا نام بتایا اگر وہ پہلی حکم ہوتی ہو کوئی ہی گا ہی وچ کر دیتی تو فرمان الہی ادا ہو جاتا پردہ الہی اور سختی قہی کو
لکنہم شدوا علی انفسہم بالا استقصاء فی السؤل شدوا لاء تعالیٰ علیہم وقد اشار النبی علیہ السلام الی ذلك
سوال کئی کئی اللہ تعالیٰ فی اونہر شدت کی اور بیشک بنی علیہ السلام فی اور ہر ہی اشارہ کیا ہی
بقولہ فانما اهلک من کان قبلکم بکثرة سوالهم واختلافهم علی انبیائهم واما کان کثرة السؤل والاختلاف علی الانبیاء
کہ جو تہی پہلی گزری ہیں بہت سوال کر نیسی اور انبیاء علیہم السلام کا خلاف کر نی سی ہلاک ہوئی اور کثرت سوال اور انبیاء کا خلاف کر کر
سبب الہلاک لان اللہ تعالیٰ انما یبعثہم لیعلم الناس ما یحتاجون الیہ فی دینہم وینبہوہا فیہ مصالح دنیائہم وآخرہم
اسلی ہلاک ہو گئی کہ اللہ تعالیٰ فی انبیاء کو اسہی الی بھیجا ہی کہ لوگون کو حاجت کی باتیں دین کی سکھاوین اور جس امر میں اونکی دنیا اور دین کا ہر ہر چل دین
وجعل کلامہم امینا علی مواضعہ ولا یجوز لہم ان یسکتوا عند الحاجة او یتکلموا علی خلاف المصلحتہ وکثرة السؤل
اور اللہ تعالیٰ فی ہر ایک نئی کو است کی کار بار کا امین پیدا کیا ہی او کو جائز نہیں ہی کہ حاجت کی دت چچ رہیں یا برخلاف مصیحت کچہ کہہ اٹھیں
علی صرکان نشانہ ہذا والاختلاف علیہ امارۃ عدم الثقتہ بقولہ وعلامة سوء الظن بہ ولا مشاک ان سوء الظن
اور ایسی کو کوئی یا بر سوال کرنا اور اسی خلاف کرنا نشانہ فی اعتماد کی اونکی کہنی پر اور علامت بدگانی کی ہی اور بلا شک بنی پر بدگانی
بالنبی یوجب الہلاک وقد قال المشائخ من قال لا ستاذہ لم فہو لا یفلح ایدا فما ظنک بمن لا یتادب ین یدیک الرسول
ہلاک کر دیتی ہی اور مشائخ کا قول ہی جو کوئی استاد کی سامنی کہی کہی او سکاک ہی پہل نہیں جو ہر تیر کہہ بر خیار ہی ہو سکی حق میں جو رسول علیہ السلام کی
وجہا ویرہ ہمام المسلمین والعبول لئلا ینہ تنبیہ اللہ انہم اشارتیں کثرتہ السؤل ان بعض السؤل لا یضربہ شواکان
اور بنی اور تسلیم اور قبولیت کی مقام سی پردہ جاوی پہر بنی علیہ السلام کی کثرت سوال کی ذکر کرتی میں یہ اشارت فرمایا ہی کہ بعض سوال نقصان پہن کرنا ہیں
یستمرر الحاجة واما السؤل عما لا یجیبہم ولا یدلیق بہم فہو تنصیہم للعبور ذیل علی التردد وقد یكون سببا للوقوع فی
یستمرر الحاجة واما السؤل عما لا یجیبہم ولا یدلیق بہم فہو تنصیہم للعبور ذیل علی التردد وقد یكون سببا للوقوع فی

الزيف والبدع لسوء الفهم وضعف البصيرة ومن اجل ذلك ضل من كان قدام من الهم السابقة واستوجب اللعن
بسبب ناقص اور ضعف بصيرة كى كجى اور بدعتون بين جاپشتاي اور اسى سبب سى تسمى پہلى امتين گره سوك ملون چوگين اور او كى
والسنة وغير ذلك من البلايا والحق وقوله عليه السلام واختلفوا في معطى على الكثرة لا على السؤل لان الاختلا
صورتن بدل كين اور سواد كى اور بدعت بلاين اور محنتين بيگين اور حديث كالقظ واختلفوا في معطى كثره پر معطوف ہى سوال پر معطوف ہين اسلى كہ انبياء
على الانبياء غير جائز قليلا كان او كثير لانه تعالى لم يجعل احدا منهم مستعدا للنبوته واصينا الوحيه الا وقد تكفل
كى مخالفت اصلا جائز ہين ہى تہوى نہ بہت ہلى كہ اللہ تعالٰى نے انكو لائق نبوت كى اور اہل اپنى وحى كاتب كيا ہى كہ آپ او كى صواب اندیشى كا ذرا
لہ بالا صابۃ وایدہ بالمشايہ الى الاصل ولا رشدا فعلى كل واحد من امتہ ان يلقى سمعہ اليہ ويشهد بقلبه بين
ہو ہيا ہى اور امور اصل اور رشدين ہدایت كى تائيد كى ہى اب امت كى ہر ہر شخص كو لازم ہى كہ او كى بات كان لگا كرسنى اور دسى او كى سامنى گواہى دى
يدليه ويغتم كلاما اذا تكلم وسكوت ما اذا سكوت ويسد عنده باب الاختلا ولا يفتح عليه باب الاعتراض بل يتبعه
اور او كى كلام كو جبہ كچہ فرواين اور او كى خاموشى كو جب چپ رہين غنيت سمجھى اور دروازہ اختلاف كا تيغہ كرسى اور اعتراض كا باب كچى نہ كھولى بلكل عا
اذ فى معنى نبينا غير عليه السلام غيره من الانبياء وقد قال الله تعالى فى حقہ واتبعوه لعلكم تقدرن وعلم من دين
كىونكہ اور سب انبياء الہ اعنت ہين بمنزلہ ہمارى نبى محمد صلى اللہ عليہ وسلم كى ہين اور بيشك اللہ تعالٰى نے او كى حق من فرمايا ہى اور او كى تابع رہو شايد تم راہ پاؤ اور
الصحابۃ ضرورة انهم كانوا يتبعونه فى جميع افعاله واقواله من غير توقف ولا تردد اصلا الا ما قام فيه دليل على
صاحبى معاملۃ دينى سى يقينى معلوم ہى كہ صحابہ تمام افعال اور اقوال ہين او كى اطاعت كرسنى تھى اصلا توقف اور تردد ہين ہوتا تھان ان اگر كوى دليل
اختصاصہ بہ قائم ہى كہ انہم قد خلعوا نعالهم حين خلع نعلہ ونزعوا خواتمهم حين نزع خاتمہ وكانوا يجشون بحشا عظاما
كسى كى كہ ذات نبى صلى اللہ عليہ وسلم سى خاص ہى كہ صحابہ سى بيشك صواب ہى كى بانوہ سچا تھى جبہ سچا ہونى كھائى اور انكر شيطان كمال لقي جبہ نبى اللہ سچى كھائى
عن هيئۃ جلوسہ ونومہ وكيفية اكلہ وشربه وغير ذلك ليقتدوا به وانهم حيث امراد والتبتل والا يقطع
اور آپ كى طرز نشست اور خواب اور طريقہ كھانے اور پينى وغيرہ كى آئين بہت بچت اور پور چھا پاچہ كھاتى تھان كہ ريكى پيردى كرين اور سب صحابى سى بہت نرم كيا
للعبادۃ ليلا ونهارا قال لهم امانا فاكل واشرب وانام واتزوج النساء فمرهم بعد عن يميني فليس مني فانظروا كيف
رات دن مرد عبادت ہى كى ہور ہين تو آپ نے فرمايا ہين كہ تا ہى اپنا اور بيتا ہى اپنا اور عورتى كھال ہى رات دن ہر چيز سى پير چاؤ وہ ہر چيز سى پير
مگہم بفعلہم عما قسمنا ذمہ انہ قبل المتاعل يري انہ من اكبر الطاعات وافضل العبادات ولذا قال ابو بكر الصديق
اب ديكھ تونى صلعم كى صفا كھو او راودہ سى اپنا كام بنگر كيو كہ بھنا يا ہى باوجوديكہ اہل سى پيرى ظاہر ہين معلوم ہوتا ہى كہ بڑى طاعت اور افضل عبادت ہى اور او كى
دينتا صہنى على المنقول لا على مناسبات العقول وقال الامام الغزالى فى اصول الدين اياك ان تتصرف بعقلك
صدين كہتى ہين ہمارى دين كى بنياد منقول پر ہى مناسبات عقل پر ہين ہى اور امام غزالى اصول الدين مين كہتى ہين بچتاہ عقل تصرف سى كہ
وتقول ما كان خيرا وانفعاً فهو كما كان اكثر كان ارفع فان عقلك لا يهتدى الى اسرار الامور الا بالحيۃ والسماع
توبيرہ كہتى ہى جوابات بہتر اور مفيد ہى تو جتنى دياہ ہو كى مفيد تر ہو كى كيونكہ امور الہى كى اسرار كو تيرى عقل كھان پاسكتى ہى اون اسرار كو
يتلقمها قوة النبى عليه السلام فعليك بالاسماع فان خواص الامور لا تدرك بالقياس لو كانت كى كيف نوديت الى
قوت نبوى ہى او پاسكتى ہى سوچھو كھو من اتباع ہى لازم ہى كيونكہ بعضى خاص اور قياس سى معلوم كھوتى كيا تو ہين جانتا كيونكہ كچھ كو دھلى نماز كى بلایا
الصلوة ونهيت عنها جميع النهار وامرت بتركها بعد الصبح وبعد العصر وعند الطلوع والغروب والزوال وذلك ليتھى الى
اور دين سى ہر وقت پڑھنى كى طاعت كى اور بعد صبح كى اور بعد عصر كى اور عین طلوع اور غروب اور زوال پر كچھ ترك كا كھو اور پرہتہ تمام زمانہ
قدر ثلث النهار وانظر الفساد ظاھر فى قياسك هذا فانه كقولك اراءنا فم للمريض فكما كان كان نفع ومن المعلوم
بقدر تباين دن كى ہوتا ہى كہ تيرى اس قياس مين تو فساد ظاھر معلوم ہوتا ہى بہ قياس تو ایسا ہى جيسى دوا كہ كسو دمنہ ہوتى ہى ہر جتنى دياہ ہو كى تباين

اور او كى

اور او كى

اور او كى

الکثرة الدواء سها يقتل فقال فی الاحیاء اعلم ان الطبیب الحاذق کما یطعم فی المعالجات علی اسرار یمسکها
 کہ دوا کی کثرت بعضی وقت مار ڈالتی ہے اور احیاء میں کہانی سمجھو طبیب حاذق جیسی معالجات میں ایسی اسرار طنائی کہ ناواقف لوگ حیران ہو جاتے ہیں
 من لا یعرفها فکذلک الانبیاء اطباء القلوب والعلماء باسباب الخلق والآخریة فلا تتعکم علی ستمهم بعقلک
 ایسی انبیاء، دونوں کا طبیب ہیں اور آخری زندگی کی اسباب میں واقف ہیں سو انکی وضع پر عقلی تنقید مت لگا۔

فتم هلك فكم من شخص يصديه عارض في اصبوعه فيقتض عقله ان يطليه حتى ينبت له طيب حاذق ان فلا
ترباك هو برى كعبت شخص هو بن كه اوكن او كنكي وكني نكتي بي اوكن عقل من اتاي كه اسپر پپ كرنا چا سپر بان تك كه طيب حاذق تجزي كرنا چا كه اسكاهج
ان يطل الكنف من الجانب الاخر من البدن فيستبعد ذلك من حيث انه لا يعلم كيفية افشاء الاعضاء فلذا
بن كي دوسرى طرف كي موندى پر پپ كرنا چا سپر پرا سمن وه حيران هوتا ي اسلى كه پشون كي راه اور كيفيت سى واقع نهين هي اليسا

الامر في طريق الآخر وقد ائق سنتهم ليس في وسع العقل الاحاطة بها كما ان في خواص الاجرام امور اذ بعنا حال آخرت کی نہ کا ہی اسکی دقیق عقل کی اطاعت میں نہیں ساسکتی جیسی یہود میں بعضی ایسی خواص ہیں کہ ہم نہیں جانتی

علمہا حتی لا تعرف السبب الذي به يجذب المغناطيس الحديد والعجائب في العقائد والأعمال أكثر مما في الآداب

فَمَا إِنْ الْعَقْلُ تَقْصُرُ عَنْ ادْرَاكِ مَا فَوْقَ مَا دَرَيْتَ مَعَهُ أَنَّ التَّجَرُّبَ سَبِيلَ الْيَقِينِ فَكَيْفَ تَقْصُرُ عَنْ ادْرَاكِ
 حَقِيقَةِ عَقْلِيٍّ وَأَدْرَاكِ تَأْثِيرَاتِهِ وَأَقْفَ بَيْنِ مَا دَرَيْتَ تَجَرُّبِيٍّ وَدَرَادِيٍّ أَيْسَى عَقْلِيٍّ حَيَاتٍ أُخْرَى كِي مَعِيَّةِ شَيْءٍ كِي سَمِجٍ سِي قَاصِرِينَ

ما يرفع في الحياة الآخرة مع ان التجربة غير متطرة اليها وانما يكون ذلك لورجع اليها بعض الاصوات فاخبرونا باوجود ذلك تجربه كوني ادم كوني راه نين

عن الأعمال المقربة إلى الله تعالى وللمبعد عنه وكان العقائد ذلك مما لا مطمع فيه فيكفيك من منقعة العقل
 كونشي اعمال الله تعالى هي نزديك كردني مين اور كونشي دور و البديهي مين اور ليسی ہی عقاید اور اسکی انکو کوئی امید نہیں ہی اب عقل کا اتنا فائدہ ہی بہت ہی

ان یہ دیکھو اسطیٰ تصدیق نبی علیہ السلام کی ہدایت کرتی ہے اور موارد اشارات سمجھا رہی ہے پھر عقل کو تصرف سے بیکار رکھ کر اتباع لازم کرتی تیری

لا تسلم الابه قال بعض العلماء العقل بوضوح الى صدق النبي عليه السلام ثم تركه ونفقدى بالنبي عليه السلام
سلامتي اسبي من بي بعض علماء كبريتي عين عقل ججكوبني عليه السلام كي تصديق تك بينا جري بي وهر وركو كجور ووافعال اور ترك افعال من نجى كي
فانك اليرتكة كانه من فسد فاء الزنا فاذ صلا الى الرشتة كونه ترك في السهنة وبقية تاي بالام في

فأفعاله وتوكله كالقوس في سفرك الظاهر فان يوصلك الى البحر ثم تنزله وتوكل في السفينة ونقصد بالمدام في
 بيروى في جيسى كبراً ظاهري سفر من دريا گلبه سينجا ديتا ي پهر ترا و سكو چور كر كشتي من سوار هوجا اورا و سكي جلا في اورا پهر في عين ملاج كي پيروى كر
 هو سرا و غير سرا وقال الشيخ الكرامى ان الله تعالى لم يترك احد من عباده ليعمل له ولم يترك

اور شیخ کلابادی کہ اسے تعالیٰ نے بنیاد بندوں کی عقلوں پر نہیں بھیجی اور نہ وعدہ کیا ہی اور نہ وعید
علاحدہ ہے۔ بلکہ یہاں ائمہ اور قسودہ یا ائمہ ہدایت و نور کے لئے ہے۔

علی ما یجوز له عقولهم ویدر لونه باہی اعمام او یقیسونہ بار انہم بل وعدہ وعدہ بمسیبہ و اسر دہ و امر و مکی
 موافق عقلی احتمالات کی کہ اس کو وہ اپنی فہم اور ایسی سمجھیں اور جانچ لیں بلکہ وعدہ اور وعید اپنی مشیت اور ارادہ کی موافق اور امر اور نہی
 حرکتہ علی صلاحتہ کان کا مانی کہ العقل مدد کان کہ اللہ اے مستحق الامار مضرہ عقل العباد و

[illegible]

فذلك ان الله تعالى اوجب الغسل بجروحه المني الذي طاهر عند بعض الصحابة ولتبر من فناء الامه ووجب غسل
 دونه بهل امور دين كد الله تعالى نكاحي نكاحي سبي جو كه نزرديك بعضي صحابه كي اورا كثر فقهار امت كي پاكي هي نه نا دا واجب كي ابي

الاطراف من خروج الغائط الذي لا خلاف بين الامامة وسائر من يقوم به العقل من غيرها على ما يسته و
 اور باطنہ کی تکلیف ہی صرف اتنے پانچ دھڑے اعضا و ضرور کا ذہن و واجب کیا جسکی پناست اور پلیدی اور بدو میں کی گواہی میں ہی
 قدر امرتہ و نیتہ و واجب برائے مجزئہ من موضع الحديث ما وجبه بخروج الغائط الكثرة الغاشية فبأي عقل
 و تمام عقل و بار امت کو اصل خلاف ہیں ہی اور موضع حدیث ہی ہوا کی تکلیف ہی وہ ہی واجب کیا جو پانچ دھڑے تکلیف ہی ہو نہایت تقاض ہی ہوا
 نستقیم هذا و بای سرائی یجب مساواة سرائی لیس لہا عین قائمہ لما یقوم عینہ و یزید علی التریبہ و قد اورد
 ہی ہر دست ہو سکتی ہی اور کوئی دیکھ میں ہوا جسکی کچھ سمیت قائم نہیں ہی بلکہ ہو سکتی ہی اور کسی ساہج جو جسم ہی اور ہر پارہ اعتبار ہوا اور پناست کی ہر ہر
 و اوجب قطع یمن مؤمن ببقعة عشرة دراهم وعند البعض بثلاثة دراهم اوردون ذلك ثم یستوی بین هذا القدر
 اور دس درہم پچھری پر اور بعض کوئی کی تزویج میں دس کی چار کا ہر ہا اسکا کثیر مؤمن کا دہا ہا ہر کا ثناء واجب کیا ہی ہر امتی مقدار دل ہی ہر ہر
 من المال و بین مائة الف دينار و یکنی القطع فیہا سواء و اعطى الام من ولدها الثلث ثم ان كان للمتوفی اخوة
 لاکہ ہر فی تک وہ ہی دہا ہا ہر کا ثناء ہر ہر ہی اور اکو ہر ہر ہی کی ترکیب میں کا ثناء ہی ہر ہر اگر میت کی اتنی دو ہر ہر ہی ہر ہر
 جعلها السدس من غیر ان یورث الاخوة من ذلك المیت شیئا فبای عقل یدلک هذا التسلیما و انقیاد لیسرنا
 و ہا کی ہی چٹا حصہ ہی حالاکہ وہ ہر ہی ہر ہی میت کی کچھ وارث نہیں ہوتی اسکی کوئی عقل میں آسکتا ہی ہر تعلیم اور اطاعت کی ہی ہو سکتی ہی
 اللہ تعالیٰ بلطفہ و کرمہ تسلیما و انقیادا المجلس التسعون فی بیان سبق رحمتہ اللہ و غلبتہا علی غضبہ و
 اپنی طغی کی تسلیم اور اطاعت آسان کر دی توی مجلس رحمت الہی کی سبقت میں اور اسکی غلبہ میں غضب پر اور ہر کی حقیقت میں
 قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لما قضى الله الخلق كتب كتابا فيه وعنده فوق عرشه ان رحمتي مسبقت
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی فرمایا جب اللہ تعالیٰ خلقت کو پیدا کر چکا تو ایک حکم لکھا سو وہ عرش کی اوپر اسکی پاس ہی بیشک میری رحمت میری حصہ
 غضبی فی رواية ان رحمتی غلبت غضبی هذا الحديث من صحیح المصابیہ رواہ ابو ہریرہ و صنعناہ ان اللہ تعالیٰ
 سابق ہی اور ایک روایت میں ہی بیشک میری رحمت میری غلبہ ہی یہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثوں میں ہی ابو ہریرہ کی روایت ہی کی معنی میں کہ اللہ
 لما خلق الخلق حکم حکما جازما و وعد وعدا لا من ان رحمتہ مسبقت و غلبت غضبہ فالرحمة عبارة عن
 جب خلقت کو پیدا کر چکا تو حکم یقینی اور وعدہ ضروری دیا کہ اسکی رحمت غضب پر سابق اور غالب ہی سو رحمت کیا ہی ارادہ و اب دینی کا
 ارادة لا ثابة للمطيع والغضب عبارة عن ارادة الانتقام من العاصي فعلى هذا كان كل واحد منهما صفة من
 مطیع کو اور غضب ارادہ بدلا بینی کا گنہگار ہی اس بیان کی موافق رحمت اور غضب دونو
 صفات لله تعالى لجمعة الى الارادة ومن المعلوم قطعا ان صفاته تعالى كما قد عتبة لا يوصف بعضها بكونه
 اللہ تعالیٰ کی صفات ہیں انجام انکا ارادہ ہی اور یقینی معلوم ہی کہ تمام صفات الہی قسم ہیں کوئی کسی پر نہ سابق ہو سکتی ہی
 سابقا و غالبا علی الآخر فلزم ان یقال المقصود من هذا الكلام بیان مسحة رحمة الله تعالى و تثمورها علی الخلق
 اور نہ غالب ابلا چار قائل ہونا ہر اسکی مقصود بیان کرنا رحمت الہی کا ہی اور اسکا عموم اور شمول خلق پر
 لانها تتعلق بالمطيع والعاصي الصغير والكبير واما الغضب فلا يتعلق الا بالعاصي ثم ان قسط الخلق من الرحمة اکثر
 کیونکہ رحمت مطیع اور گنہگار اور صغیر اور کبیر پر ہر ہی ہی اور غضب عاصی ہی پر ہوا ہی ہر بیشک رحمت میں ہی حصہ خلقت کا زیادہ ہی
 من قسطهم من الغضب لانهم ينالون الرحمة من غير استحقاق ولا ينالون الغضب الا بالاستحقاق فصارت الرحمة
 بہ نسبت حصہ غضب کی کیونکہ وہ لوگ بدون استحقاق کی ہی رحمت پاتی ہیں اور غضب میں بدون استحقاق کی گرفتار نہیں ہوتی اب گویا رحمت
 كانها السابقة الغالبة بالنسبة الى الغضب لئلا يفرح المؤمنون غفران العاصي و لا يفرح المؤمنون غفران العاصي و لا يفرح المؤمنون غفران العاصي
 غضب ہی سابق اور غالب ہی بہر بیشک رحمت عجز ہی مطر و در کر نیکا اور فائدہ پہنچانیکا تقاضا کرتی ہی اگرچہ

النعيم المقيم لاهل الهداية والعل الصالح في الآخرة وبوغض المحي لاهل الضلالة والعل السي فيهما وذلك هما
اور و عیسی پر ہی کہ آخرت میں ہدایت اور نیک اعمال والوں کی نئی عیش و عشرت ہی اور گمراہوں اور بدکاروں کی واسطی و دوزخ ہی اور اسی مفہوم پر
اتفق علیہ الرسل من اولهم الى اخرهم واما المصائب التي تصيبهم في الدنيا فان لم يكن ذنب تكون تلك
تمام رسل اولی سہی آخرتک متفق ہیں اور سہی وہ مصیبتیں جو دنیا میں پڑ جاتی ہیں اگر وہ دل خطا کی ہیں تو اول مصائب سی عقیبی
المصائب لرفع الدرجات في العقبی علی ما جاء في الحديث ان الرجل لتكون له عند الله منزلة فما يبلغها بعمله
میں رفع درجات ہو ویکسا چنانچہ حدیث میں آیا ہے کہ بعضی شخص کا اللہ کی طرف سے ہوتا ہے اور وہ بذریعہ عمل کی حاصل نہیں کر سکتا
فما يزال الله تعالى يبتلي به بما يكفه حتى يبلغه اياها والاحاديث في هذا المعنى كثيرة وان كان لهم ذنب تكون
پہر اللہ تعالیٰ ہمیشہ اسکو کمزوریات میں مبتلا رکھتا ہے آخر وہ درجہ لیتا ہے اور اس مضمون کی حدیثیں بہت ہیں اور اگر وہ لوگ خطا وار ہیں تو وہ
تلك المصائب بسبب ذنوبهم كما قال الله تعالى وما اصابكم من مصيبة فمما كسبت ايديكم فتكون تلك
مصیبتیں اور انکی گناہوں کا وبال ہی چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اور جو بڑی تپیر کوئی سختی سوبلا اسکا جو کما یا تمہارا گناہوں کی پہر وہ مصیبتیں
المصائب كفارة لذنوبهم علی ما روی عن ام المؤمنين عائشة انه عليه السلام قال اذا كثرت ذنوب العبد
اور انکی گناہ صاف کر دیتی ہیں موافق روایت ام المؤمنین عائشہ کی کہ نبی علیہ السلام فرمایا جب آدمی کی گناہ بڑھ جاتی ہیں
ولم يكن له ما يكفرها ابتلاه الله تعالى بالخرن ليكفرها وفي حديث اخر رواه ابو هريرة انه عليه السلام قال
اور کفارہ ہوتا نہیں تو اللہ تعالیٰ غم میں مبتلا کر دیتا ہے تاکہ گناہوں کو صاف کر دی اور ایک اور حدیث میں ہی ابو ہریرہ کی روایت سی کہ نبی علیہ السلام فرمایا
لا يزال البلاء بالمؤمن والمؤمنة في نفسه واوله وحق يلقي الله تعالى وما عليها من خبطة الا ان البعض
ہمیشہ مؤمن مرد اور مؤمن عورت پر بلا نازل رہتی ہی جان پر اور مال پر اور اولاد پر بیان تاکہ اللہ تعالیٰ کی ہاں صاف ہو کر چلا جاتا ہی اور انکی ذمہ کوئی گناہ
منهم مع كونه متلون بالانام يظن انه قائم على الدين الحق بالتمام ويتهم مرتبه لجهله ولا يعلم احسانه اليه
نہیں ہوتا لیکن بعضی لوگ باوجودیکہ گناہوں میں اللہ ہوتی ہیں پھر گناہ پکڑتی ہیں کہ ہم دین حق پر خوب قائم ہیں اور اپنی جہالت سی رب پر تہمت لیتی ہیں یہ نہیں جانتے
ويقول اذا اصابه نوع من البلاء يارب ما ذنبي حتى فعلت بي هذا ويعتقد ان السلامة والراحة في الدنيا للمصا
کہ اسکا گناہ احسان ہی اور جب اسپر کی طرح کی بلا آتی ہی تو کہتا ہی اتنی میری کیا خطا ہی جو تو فی میری سائنہ ایسا کیا اور یوں سمجھتا ہی کہ دنیا میں سلامتی اور آرام
والجنة والمشقة فيها للطالحين ويعتمد على ذلك الاعتقاد وذلك الاعتقاد فتنة عظيمة صدت كثير من الخلق
صلی علی ہی اور محنت مشقت بدکار و گنہگار اور سہی پر بہرہ و سہی کی سہی ہی اور ایسا اعتقاد بڑا ہی فتنہ ہی اس فتنہ کی بہت غفلت کو دین حق پر قائم نہ ہونے کی
عن القيام على الدين الحق واصله الجهل بحقيقة الدين الحق ومن هذا الجهل يتولد الاعراض عن القيام على
بند کر دیا ہی اور اصل میں یہ جہالت ہی کہ دین حق کی حقیقت نہیں جانتا اور اس جہالت سی بہت ایسی غفلتیں پیدا ہوتی ہیں جسکی ماری دین حق پر
الدين الحق حتى فسد بذلك الاعتقاد كثير من عابد جاهل لا بصيرة له في امور الدين وناسك من تشبه الي
قائم نہیں رہتا بیان تاکہ اس اعتقاد سی بہت جہال عابد بگڑ گئی جسکو امور دین میں کچھ سمجھ نہ تھی اور بہت پرہیز گار نام کی عالم جسکو
العلم لا معرفة له بحقائق الدين اذ من المعلوم قطعاً ان العبد وان كان مؤمناً بما جاء النبي عليه السلام
حقائق دین سی کچھ معرفت نہ تھی اسواسطی کہ اتنی بات یقیناً معلوم ہی کہ آدمی اگرچہ احکام شرعی نبی کی لائی ہوئی پر ایمان لایا ہو
الا انه محتاج الى ما لا بد له من جلب النفع ودفع الضرر اذ الاعتقاد ان القيام على الدين الحق ينال في ذلك ومن ينسك
مگر وہ اپنی ضروریات کا محتاج ہوتا ہی دفع اوبھانا اور نقصان دفع کرتا اور جب یہ اعتقاد رکھتا کہ دین حق پر قائم ہونا اسکی برخلاف ہی اور جس دین حق کا
به يتعرض لا يقدّر عليه من البلاء ويفوته حظوظه ومنافعه العاجلة ويلزم من ذلك اعراضه عن حال
مسک کیا تو نشانہ ایسی بلا کا ہوگا جسکی طاقت نہ ہو اور اسکو منفعت حالی سی کچھ بہرہ نہ ہوگا تو اس سی لازم آتا ہی کہ وہ مقرب لوگ گزری ہوں کی حال پر

السابقین المقربین بل عن حال المقتصدین اصحاب الیقین بل خوله فی زمره الظالمین بل فی زمره المنافقین حق
متوجہ نہ ہو بلکہ رہے است والوں کی حال پر ہی جو دہائی آہد والی ہیں بلکہ لازم آتا ہی کہ ظالموں کی زمرہ میں داخل ہو بلکہ منافقوں میں بیان نہ
لیعمم بعضهم بقول اذا نکت الی اللہ تعالیٰ وعملت عملاً صالحاً یضیق ربّی ویکدر معیشتی وانما رجعت الی
کسنا گیا ہی کہ بعضی یوں کہتی ہیں کہ جب میں اللہ کی طرف رجوع اور اعمال نیک کرتا ہوں تو میری روزی تنگ اور عیش بل لذت بگوتا ہی اور اگر مصیبت
المعصیۃ واعطیت نفسی مراد ہا یتسم ربّی ویحسن معیشتی وهذا من جملة بدین اللہ ووعده ووعیدہ ووعا
ہر نفس کی مراد ہوا ہوس پوری کرتا ہوں تو ربّی فرخ اور معیشت درست ہو جاتی ہی اور یہ اسلئے کہ اللہ کی دین کو اور اسکی وعدہ اور وعید کو نہیں
معه من الدین الحق حیث یظن انہ قائم علی الدین الحق ویفعل ما امر بہ ویترک ما نهی عنہ مع انہ کثیر ما یتذکر
اور نہ اپنی دین کو جانتا ہی کیونکہ یہ خیال کر رہا ہی کہ میں دین حق پر قائم ہوں اور امور بہر عمل اور منہیات کو ترک کرتا ہوں باوجودیکہ اکثر اوقات بہتری ہی
کثیرا من الامور الواجبۃ علیہ لعدم علمہ بما لا یجوز ما فیکون من اهل التقصیر فی العلم بل کثیرا ما یتذکر ما بعد العلم
امور جو اس پر واجب ہوتی ہیں بل علمی مطلق ہی یا غیر واجب سمجھ کر ترک کر دیتا ہی سو علم کی باب میں صاحب تقصیر ہو جاتا ہی بلکہ اکثر امور واجبہ جان بوجہ
بہا و بوجوبہا اما کسل او تمہا و نا اول نوع من التأویل الباطل والظن انہ مشغول باہواہم منها اول غیر ذلک
ترک کرتا ہی یا تو مارسی سستی اور کامی کی یا کوئی جھوٹا بہانہ کرکے یا اس دہم ہی کہ ہم اس سی ہی ضروری کار میں لگے ہیں یا اور کسی دہم سی
بل کثیرا ما یتعبد للہ تعالیٰ بترک ما ہو واجب علیہ من الامر بالمعروف والنہی عن المنکر مع قدرۃ علیہ ویزعم
بلکہ اکثر اوقات اللہ کی عبادت کرتا ہی اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کو جو اسکی ذمہ واجب ہی قدرت ہوتی سوائی ترک کر دیتا ہی اور کہتا یوں ہی
انہ متقرب الی اللہ تعالیٰ بترک ما لا ینبغی ویظن انہ قائم علی الدین الحق ولا یعلم انہ من امقت الخلق
کہ ہم پہنچے امور کو ترک کر کر قربت الہی پیدا کرتی ہیں اور خیال یہ کر رہا ہی کہ دین حق پر قائم ہوں اور یہ خبری نہیں کہ خدا تعالیٰ کا سبب ہی زیادہ پروردگار
اللہ تعالیٰ وایضہم لہ بل کثیرا ما یتعبد للہ تعالیٰ باحرامہ اللہ تعالیٰ علیہ وبعقدانہ طاعة وعبادة وحا
اور سبب ہی زیادہ معوض بلکہ اکثر اوقات حرام کو عمل میں لا کر عبادت کرتا ہی اس اعتقاد پر کہ یہ طاعت اور عبادت ہی اب تک حال
فی ذلک شر من حال من یفعل ذلک وبعقدانہ معصیۃ وذنوب کا صلیب التغنی الدین یتقرب الی اللہ تعالیٰ
اوس شخص ہی بہتری جو حرام کو گناہ اور معصیت سمجھ کر کرتا ہی
جیسے پیر زادہ مزاہیر شکر خدا کی قربت چاہتی ہیں
ویظنون انہم اولیاء اللہ تعالیٰ واجباؤہ وکثیرا من الناس اذا غلب علیہ عدوہ وهو عند نفسه من الصالحین
اور گمان کر رہی ہیں کہ ہم خدا کی دوست اور محبوب ہیں اور اکثر لوگ جب اوپر دشمن غالب ہو جاتا ہی اور وہ اپنی گمان میں صالح ہیں
وعدوہ من الفاسقین وفی ظنہ انہ من کل وجه حق ومظلوم وعدوہ باطل مظلوم یقول ان اهل الحق فی
اور اونکا دشمن فاسق ہی اور اپنی گمان میں بہر حال حق پر ہیں اور مظلوم ہیں اور دشمن باطل پر ہی اور ہی اور ہی کہ حق والی دنیا میں
الدنیا مغلوب ومظلوم واهل الباطل مرفوع ومنصوب مع ان الامر فی الحقیقۃ لیس كذلك بل قد یكون معه
مغلوب اور مغلوب ہی ہوتی ہیں اور اہل باطل سر بلند اور فتیاب ہوتی ہیں باوجودیکہ حقیقت میں حال یوں نہیں ہی بلکہ کہی وہ خود ہی
نوع من الظلم والباطل ومع عدوہ نوع من الحق والعدل الا ان الانسان لکونہ عجبا علی حب نفسه وعلی
کچھ نہ کچھ ظلم اور باطل پر اور اونکا دشمن ایک طرح کی حق اور عدل پر ہوتا ہی لیکن آدمی اپنی محبت اور دشمن کی عداوت پیدا نہیں کرتا ہی
بغض خصمہ لا یری الا احساس نفسه ومساوی خصمہ بل قد یشدد حبه لنفسہ حتی یری مساویہا
بہر اسکو بجز اپنی خوبیوں اور دشمن کی برائیوں کی کچھ نہیں سوچتا بلکہ بعضی دفعہ اپنی محبت اتنی بڑھ جاتی ہی کہ اپنی برائیوں کو ہی حسانت سمجھتا ہی
ویشدد بغضہ لخصمہ حتی یری احساسها مساوی وهذا من جملة المقتربین بالظلم والہوی وبعید عن الحق
اور دشمن کی عداوت اتنی ہو جاتی ہی کہ وہ کسی خوبیوں کو ہی برا جانتا ہی اور یہ جہالت اسکی ظلم اور جہالت ہی ہوتی ہی اور خدا تعالیٰ

اللہ تعالیٰ ووعیدہ وواعظہ من الدین الحق فانہ تعالیٰ قد ضمن فی کتابہ نصر دینہ الحق ولقائہ من بہ علما
اور وعیدہ کا اور اپنی دین حق کا علم نہیں ہی بیشک اللہ تعالیٰ اپنی کتاب میں دین حق کی اور جو دین پر باعتبار علم اور عمل کی قایم ہیں انکی امر اور کافران
وعمل اولم یضمن نصر الباطل ولواعتقد صاحبہ انہ علی الحق وکذا کُل من الغزاة والرفعة انما یکن اھل
ہو یا ہی اور باطل کا مددگار نہیں ہی اگرچہ باطل والا اپنی تمکین حق پر جاناکری اور ایسی ہی تمام عزت اور رفعت واسطی دینداروں کی ہی
الدین الذی بہ بعث اللہ رسولہ وانزل کتبہ کما قال اللہ تعالیٰ ولله الغزاة ولرسولہ وللمؤمنین ووقا
جسکی واسطی اللہ تعالیٰ فی رسول بھی اور کتاب میں اور تارین چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہی اور رسول کا اور ایمان والوں کا اور ظاہر
اللہ تعالیٰ وانتم الاعوان ان کنتم مؤمنین قلل العبد من الغزاة والرفعة بحسب مامعہ من الايمان حقائقہ
اللہ تعالیٰ فی اور تم ہی طالب رہو گی اگر تم ایمان رکھتی ہو سو آدمی کی لئی عزت اور رفعت دینی ہوتی ہی جتنا باعتبار علم اور عمل کی اوسکا ایمان
علما وعمل فاذا فاته حظ من الغزاة والرفعة ففي مقابلة ما فاته من حقائق الايمان علما وعمل او کذا انصر
اور ایمانی حقائق ہوتی ہیں پھر اگر اوسکی عزت اور رفعت کچھ کمٹ جاتی ہی سو دینی ہی جو اوسکی ایمان میں باعتبار علم اور عمل کی فرق آتا ہی اور ایسی ہی پوری ہی
التام والتايد الكامل انما یکن اھل الايمان الكامل وقد یقع الغلط فی كثير من الناس ویعتقد انہ تعالیٰ
امداد اور کامل تائید اور بھی کی ہی کہ جسکا ایمان کامل ہی اور بیشک اکثر لوگوں کو غلطی ہو جاتی ہی کہ یہ اعتقاد کرتا ہی کہ اللہ تعالیٰ
لا یؤید صاحب الدین الحق ولا ینصرہ ولا یجعل له العافیة فی الدنیا بوجه من الوجوه بل یعیش فیما طول
دین حق والی کی نہ تائید کرتا ہی اور نہ نصرت اور نہ اوسکو سیطرہ کا دنیا میں ارام دیتا ہی بلکہ دنیا میں تمام عمر
عمرہ مظلوم و مظلوم مع امتثال بہا امر بہ ظاہر و باطنا وانتم تہاتر عافیہ عنہ ظاہر و باطنا ویظن ان
مظلوم اور مغلوب رہتا ہی باوجودیکہ مہرور کی ظاہر و باطن میں اور اٹھ کر تار ہی اور نہ ہیات ہی ظاہر اور باطن میں بچتا ہی اور یہ خیال کرتا ہی
اھل الدین الحق یکنون فی الدنیا اذلاء مقہورین فاذا ذکرتم ما وعدہ فی القرآن یقول هذا فی الاخرة فقط ولا یتوا
کہ دین حق والی دنیا میں خوار اور مغلوب ہی ہوتی ہیں اور جب اوسکی مامنی قرآن کا وعدہ بیان کرو تو کہنی گی یہ صرف آخرت ہی میں ہی اور اللہ کی وعدہ
بوعد اللہ تعالیٰ بنصر دینہ و اھلہ فی الدنیا والاخرة وهذا من سوء الفہم لانہ تعالیٰ بین فی کتابہ انہ ینصر
پر یقین نہیں کرتا کہ اپنی دین اور دینداروں کا دنیا اور آخرت دونوں میں مددگار ہی اور یہہ اوسکی نافرمانی ہی کیونکہ اللہ تعالیٰ فی اپنی کتاب میں بیان فرمایا ہی لی
المؤمنین فی الدنیا والاخرة قال ان اللہ یرسلنا والذین امنوا فی الحیوة الدنیا ویوم یقوم الا لشہاد وقال تعالیٰ
کہ مؤمنوں کی دنیا اور آخرت میں مدد کریگی فرمایا ہم مدد کریں گے اپنی رسولوں کی اور ایمان والوں کی دنیا کی حقیقی اور جب کبھی ہوں گی گواہ اور فرمایا اللہ تعالیٰ
ولوقا تلکم الذین کفروا ولولوا الادبار لشر لا یجرون ولیا ولا نصیر سنة اللہ التي قد اخلت من قبل ولن یجد
اور اگر تم تنہا کافر تو پھر بھی پیٹھ پھر نہ پاؤنگی حمایت نہ مددگار رسم پڑی اللہ کی جو چلی آتی ہی پہلی ہی اور نہ توڑیگی
لسنة اللہ تبدیلا وهذا خطاب للمؤمنین القائمين بحقائق الايمان ظاہر و باطنا وقال اللہ تعالیٰ
رسم اللہ کی بدلتی اور یہہ خطاب اوں مؤمنوں کو ہی جو حقائق ایمان پر ظاہر و باطن میں قایم ہیں اور فرمایا اللہ تعالیٰ فی د
والعاقبة للمتقين والمراد بالعاقبة العافیة فی الدنیا قبل الاخرة لانہ تعالیٰ ذکرہ فی سورۃ الاعراف حکایتہ عما
اور آخر پہلا ہی ڈروالوں کا اور مراد عاقبت ہی دنیا کا انجام ہی آخرت ہی پہلی اسلئے کہ اللہ تعالیٰ فی اسکو سورۃ اعراف میں موسیٰ بنی عدیہ اسلام کی
قال موسیٰ النبی علیہ السلام لقمہ استعینوا باللہ واصبروا ان الارض لله یوسرہا من یشاء من عبادة
زبانسی قوم کی ہی بیان فرمایا ہی مدد مانگو اللہ ہی اور ثابت ہو زمین ہی اللہ کی اوسکا وارث کری جسکو چاہی اپنی بندوں میں سے
والعاقبة للمتقين بل ذکرہ من ذلک فی سورۃ ہود عقب قصہ نوح النبی علیہ السلام ونصرہ علی قومه
اور آخر پہلا ہی ڈروالوں کا بلکہ ایسا ہی سورۃ ہود میں بعد قصہ نوح علیہ السلام کی اوسکی قوم پر نصرت کر فرمایا ہی

فقال تلك من انباء الغيب اليك ما كنت تعلمها انت ولا قومك من قبل هذا فاصبر ان العاقبة
 به بعض جزين بين غيب کی کہ ہم پہنچتے ہیں تیری طرف انکو جاننا تھا تو اور نہ تیری قوم اسی پہلی سورت ہمارے البتہ آخر پہلا ہی
 للمتقين فيكون المعنى ان عاقبة البصرا تكون لك ولئن تبعتك كما كانت لنوح النبي عليه السلام ولئن قبعه و
 ذرني والون كما سواب معني به ہونگی کہ آخر کو نصرت تیری اور تیری ساتھیوں کی گئی جیسی نوح علیہ السلام کی اور اسکی ساتھیوں کی ہوئی تھی اور
 قال تعالى وكان حقا علينا نصر المؤمنين وقال تعالى فابينا الذين امنوا على عدوهم فاصبحوا ظاهرين فمن نقص
 فرما یا اللہ تعالیٰ فی اور حقا ہی چہر مدد ایمان والوں کی اور فرمایا اللہ تعالیٰ فی پہر زور دیا ہمیں اور انکو جو یقین لائی تھی اوکی دشمنوں پہر ہودی غالب پہر جسکی
 عملہ عقبتی ایمان ينقص نصيبه من النصر والتأيد ولهذا قيل ما اصاب العبد من مصيبة في نفسه او
 اعمال مقتضای ایمان سے کمتر ہوتی ہیں اسکا حصہ ہی ضرورتاً نیک کامتی ہو جاتا ہی اسہی کی کیا ہی کڑی پر جو مصیبت آتی ہی جان پر یا
 حاله او بغلبة العدو عليه فانها هون ذنوبه اما بترك واجب وفعل محرم ثم ان ههنا امور لا بد من معرفتها
 مال پر یا دشمن کی غلبہ سی تو یہ سب گناہوں کا وبال ہی یا تو واجب ترک ہوتا ہی یا حرام عمل ہیں آتا ہی پہر یہاں کئی بات ہیں سمجھنی چاہئیں
 الأول ان ما يصيب الانسان في بعض الامور من غلبة العدو عليه ولينائه له فامر لازم للطبيعة البشرية
 اول یہ کہ آدمی پر بعضی وقت جو مصیبت آتی ہی دشمن کا غلبہ اور اسکی ایذا ہی سوییہ بات موافق ارادۃ الہی اور حکمت ربانی کی
 والنشأة الانسانية بالارادة الالهية والحكمة الربانية كالحل الشديد والبرد القوي والامراض والمصوم و
 طبیعت بشری اور عادات انسانی کی لوازم سی ہی جیسی گرمی کی شدت اور جاڑی کی ٹھہر اور بھاریان اور غم و غصہ
 الغيوم اللاحقة له حتى الاطفال والبهائم فلو تجرد الخیر عن الشر والنفع عن الضرر والذلة عن الالم لكان هذا
 جو آدمی پہ گزرتا ہی یہاں تک کہ بچوں اور جانوروں پہر پہر اگر خیر شر ہی اور نفع ضرر ہی اور لذت الم سے خالی اور صاف ہو کر ہی
 العالم عالما اخر غير هذا العالم ونشأة اخرى غير هذا النشأة والثاني ان الانسان مدني بالطبع لا يمكنه ان
 تو یہ عالم اور ہی عالم ہو جاوی یہ عالم نہ ہی اور پیدا کیس ہو جاوی سوا اس پیدا کیس کی اور دوسری بات یہہی کہ آدمی ملن سادہ ہوتا ہی اکیلا
 يعيش وحده بل لا بد له ان يعيش مع الناس وللناس ابدان واعتبارات يطالبون منه ان يوافقهم عليها
 زندگی نہیں کر سکتا بلکہ اسکو ضرور ہی کہ آدمیوں کی ساتھ رہ کر ہی اور ان لوگوں کی کچھ کچھ ارادی اور اعتبارات ہوتی ہیں کہ انہیں دوسری کو اپنی موافق
 وان لم يوافقهم يؤذونه ويعذبونه وان وافقهم وكان موافقتهم اياهم على باطل يحصل له العذاب والالم من
 کیا کرتی ہیں اور اگر موافق نہ ہو تو ایذا دیتی ہیں اور ستاؤتی ہیں اور اگر اسی موافق ہو اور وہ موافقت باطل پر ہوئی تو اسکو اور طرح کا عذاب اور الم ہو دینگا
 وجهه اخر ولا ريب ان الم الخالفه ظم في باطلهم اسهل من الالم المرتب على موافقتهم فام تيسير يعقبه لذة
 اور آئین کچھ نہیں ہی کہ باطل میں مخالفت کا الم اول الم سے بہت سہل ہی کہ اوکی موافقت سی ہو دینگا پس تہوڑا سا الم کہ اوکی پیچھی بڑی لذت
 عظيمة دائمة أولى بالاحتمال من لذة تيسيرة يعقبها الم عظيم دائم والثالث ان البلاء الذي يصيب
 دائمی ہو دے گا او پھر اولیٰ ہی بہ نسبت ایسی تہوڑی ہی لذت کی کہ اوکی بعد بڑا الم دائمی ہو دے تیسری بات جو بلا کہ آدمی پر حق کی راہ میں گزرتی ہی
 الانسان في طريق الحق لا يخلوا ان يكون في نفسه او حاله او عرضه او اهله واشد هذه الاقسام ما كان
 اس حال سی خالی نہیں ہی کہ اوکی جان پہ ہو دے یا اوکی مال پہ یا آبرو پہ یا اہل پہ ان قسموں میں سے بڑی سخت وہ ہی
 في نفسه وذايته ان يقتل ويكون شهيدا وهذا اشرف الموتات واسهلها لان الشهيد لا يجد من الالم الا
 جو جان پہ ہو دے اور اسکا انجام یہہی کہ مارا جاوی اور شہید ہو جاوی اور یہ موت سب موتوں میں اشرف ہی اور سب سے سہل اسلامی کہ شہید کو ستاؤی الم ہو دے
 مثل القرصة وليس في قتل الشهيد الم من الم على ما هو المعتاد لبني ادم عند موتهم على فرشهم ولا موت مقدم حلو
 کہ جیسی پتھو کا ٹی یا چکی کو اور شہید کی قتل میں کوئی الم زیادہ سی نہیں ہوتا جو آدمی کی بھی پستہ فرقی ہوئی دے۔ تو یہی اور کوئی موت حل معری پتھو کا ٹی

اجله لان المسطور في الكتب الكلامية ان الميت مقتول يا جله فمن قر من الموت او من القتل ووطن انه
 سئل عن عقاب من كتب ان من يهلك في الدنيا يهلك في الآخرة فقال لا يهلك في الدنيا ولا في الآخرة
 بفراده يطول عمره ويقتنع بالعيش الكثير فقد كان به الله تعالى في هذا الظن وقال قل ان ينفعكم القرآن فوتم
 هو في اوجوب عيش او زادن كانوا الله تعالى او سوا من خيال من جهلنا بهي فوكم بهرگزنده فاند دیکھا کھو بہاگنا اگر بہاگوگی

من الموت والقتل واذا لا تمتنعون الا قليلا فانه تعالى بين في هذه الآية ان الفرار من الموت والقتل لا ينفع
 مني سي يا ماري جاني سي اور پھر ہی پہل نہ پاؤگی مگر تھوڑی دیر کے بعد پسندے تعالیٰ فی اس آیت میں بیان کر دیا کہ موت یا قتل سی بہاگنا کچھ فائدہ نہیں دیتا
 الا قليلا اذ لا خلاص لاحد من الموت بل لا بد له منه فيقوته هذه القرطاهو خير له منه من الحياة الابدية
 مگر کچھ تھوڑا کیونکہ موت سی کسیکو کچھ نہیں ہی بلکہ موت ضرور ہی سوا اس بہاگنی میں جو موت بہتر ہی اچھے سی جانی رہتی ہی یعنی ہمیشہ کی زندگی

التي تحصل للشهيد عند ربه فان من اختار في الدنيا الراحة على التعب في سبيل الله اتعبه الله تعالى ضعفا
 کہ رب کی بہاگن شہید کو ملتی ہی بیشک جو شخص دنیا کا آرام پسند کرتا ہی اللہ کی رستہ کی محنت پر تو اللہ تعالیٰ او کو کئی گونہ زیادہ محنت دیتا ہی
 ما ناله في غير سبيل الله تعالى الا ترى ان ابليس لما امتنع من السجود لادم النبي عليه السلام فرار من الخضوع
 جو اور سندنہ میں او ٹھاننا ہی کیا نہیں دیکھتا کہ ابلیس نے جو آدم نبی علیہ السلام کی سجدہ سی ذلت سی کچھ کو باز نہ تو اللہ تعالیٰ فی او کو

جعل الله تعالى اذل الاذلين وصيروه خادما للفساق ذريته وفجارهم الى يوم الدين وكذلك كل من يمتنع
 سب سی زیادہ خوار کر کر قیامت تک آدم کی ذریت میں ہی فساق اور فجار کا خادم بنادیا
 اور ایسی ہی جو شخص اپنی ذات کو

ان يذل نفسه لله تعالى ويتعب بدنه في طاعته ومرضاته لا بد ان يذل لمن كان اظلم خلق الله تعالى
 دلیل کر لی سی واسطی اللہ کی اور بدن کو اللہ کی طاعت اور مرضی کی محنت او ٹھاننا ہی ہی بچاوی تو ضرور ہی کہ وہ شخص ایسی کی سامنی ذلیل ہو کہ تمام خلق اللہ
 وأفسد هم ويتعب نفسه ويدنه في طاعته ومرضاته عقوبة له من الله تعالى ولذلك قال بعض العارفين
 ظالم اور مفسد ہو اور بسبب عقوبت الہی کی او کی جان اور بدن او سی کی طاعت اور مرضی کی محنت میں مبتلا ہی اور اسی ہی بعضی عارف کہتی ہیں جو شخص

من لم يعبد الحق اختيارا يعبد الخلق اضطرارا فينزع عن خدعة الخالق الى خدعة المخلوق فعلى هذا كان
 ایسی اختیار سی حق کی بندگی نہیں کرتا تو وہ لاچار ہو کر خلق کی بندگی کرنا ہی پس خالق کی خدمت سی معزول ہو کر مخلوق کی خدمت کر لی لگتا ہی اس بیان کی موافق
 الواجب على العبد ان يشتغل بعبادة الله تعالى طاعته ويترك الاعتراض عليه ويرضى بقضائه في كل ما
 آدمی پر واجب ہی کہ اللہ تعالیٰ کی حبادت اور طاعت کیا کری اور کسب طاعت اور اس حکم پر راضی رہی او کی بہانسی جو

جاء من عنده من النعم والضرو والصحة والمرض والمنع والعطاء واللام والاذى ولا يحظ قوله تعالى عسى ان تكرر
 آدمی نفع یا نقصان صحت یا مرض روک یا بچشش الم یا تخلیف اور اس آیت کا مضمون کو لحاظ کر لی شاید کھو
 شيئا وهو خير لكم وعسى ان تحبوا شيئا وهو شر لكم والله يعلم وانتم لا تعلمون ويتيقن انه تعالى ارحم عباده
 ہی کی ایک چیز اور وہ بہتر ہو کھو او شاید کھو خوش لگی ایک چیز اور وہ بری ہو کھو اور اللہ جانتا ہی اور تم نہیں جانتی اور یقین کر جانی کہ اللہ تعالیٰ اپنی بندوں پر اس سے زیادہ

الوالدة بولدها وانه تعالى اعلم بمصلحته من نفسه ثم اذا ظهر عطاء يشكر الله تعالى واذا وقع بلاء يحاسب نفسه
 رحمت والا ہی کہ ما پہنچے اولاد پر اور اللہ تعالیٰ او کی مصلحت کو اس سے زیادہ جانتا ہی پھر اگر عطا ظاہر ہوئی تو اللہ کا شکر بجالاوی اور اگر بلا آدمی تو اللہ حساب لےوی
 فيها صدر منها حتى استحق ذلك اذ قال الله تعالى وما اصابكم من مصيبة فما كسبت ايديكم ويعفو عن كثير
 کہ ایسی کیا خطا ہوئی کہ جس میں اس بلا کا سزاوار ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہی جو چڑھی تم پر کوئی سختی سو بدلا او سکا جو کمالا تمہارا ہاتھ ہی اور سزا دیتا ہی

فانه تعالى بين في هذه الآية ان طاعة العبد من مصيبة اي مصيبة كانت فهي بسبب ذنوبه التي اكتسبها
 بیشک اللہ تعالیٰ فی اس آیت میں یہ بیان فرمایا کہ آدمی پر جو مصیبت آتی ہی کوئی مصیبت ہو سو وہ گناہوں کا وبال ہی جو آپ کا ہی ہیں

بنفسه والله تعالى یعفو عن کثیر منہا فلا یعاقب علیہا فی الدنیا واما فی العقبی فهو فی مشیئة الله تعالى
اور الله تعالى بہت بڑی گناہ معاف کر دیتا ہے سوا انہر دنیا میں عذاب نہیں کرتا اور عقبی میں اگر توبہ نہیں کی تو مشیت الہی میں ہی
ان لم یذب عنہا فانہ تعالى ان شاء یعفو عنہ ویدخلہ الجنة بلا عذاب وان شاء یعذبہ فی جہنم
بیشک الله تعالى چاہی معاف کر کر بلا عذاب جنت میں داخل کر دی
بقدر ذنوبہ ثم یخرجہ منہا ویدخلہ الجنة قال علی المؤمن عند الله تعالى خمس نعمات فاولھا المرض
پھر دوزخ سے نکال کر جنت میں داخل کر دی حضرت علی کہتی ہیں مؤمن کی حق میں اللہ تعالیٰ کی ان پانچ عقیقت میں پہلی تو وہ ہے
ثم المصائب فان كانت ذنوبہ اکثر من ذلك یعذب فی قبرہ فان كانت اکثر من ذلك یحبس علی الصراط وان
پھر مصیبتیں پھر اگر اسکی گناہ اس سے ہی زیادہ ہوں تو گور میں عذاب ہوگا پھر اگر اس سے ہی زیادہ ہوں تو بل صراط پر رکھیں گے اور اگر
کان اکثر من ذلك یعذب فی جہنم علی قدر ذنوبہ ثم یخرجہ منہا بالتوحید المجلس الحادی والتسعون
اس سے ہی زیادہ ہوں تو گور میں دوزخ میں رہ کر پھر توحید کی برکت سے نکلیں گے

فی بیان ان الشیطان یجری من الانسان عجزی الدم قال رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

ان الشیطان یجری من الانسان عجزی الدم هذا الحدیث من صحاح المصابیح مرویہ ام المؤمنین صفیہ
بیشک شیطان انسان کی اندر خون کی مثال پھر تباہی بہت حدیث مصابیح کی صحیح حدیثوں میں ہی ام المؤمنین صفیہ کی روایت سے
والمراد بالشیطان ہر ما وسوسہ لافسہ فخری یحتمل ان یکون اسم مکان فیکون المعنی ان کبد
اور شیطان سے مراد اسکی بہ شیطانی وسوسہ ہی عین شیطان نہیں ہی پس لب لفظ مجری میں احتمال ہے کہ اسم ظرف ہو وی اب معنی یون ہو جائیگا
الشیطان ووسوسہ یجری فی الانسان جریان الدم فان الدم یمجر فی اعضاء الانسان من غیر احساس الانسان
کہ شیطان کا مکر اور وسوسہ انسان میں لوہو کی طرح بہت تباہی بیشک لوہو جیسی انسان کی اعضاء میں بہت تباہی اور آدمی کو اسکی خبر نہیں ہوتی

بجریا نھا فکذلک ووسوسۃ الشیطان تجری فی اعضاء الانسان من غیر احساس الانسان بجریا نھا وقیل یجری
ایسی ہی شیطانی وسوسہ انسان کی اعضاء میں بہت تباہی اور آدمی کو خبر نہیں ہوتی
ان المراد بالشیطان نفسہ لا وسوسۃ فانہ لکونہ غیر کثیف لا یبعد ان یجر فی عروق الانسان لان غیر
کہ عین شیطان مراد نہیں وسوسہ نہ مراد نہیں اسلی کہ شیطانی مادہ جو نہیں ہی تو کیا تعجب ہے کہ انسان کی رگوں میں پھر تباہی اسلی کہ فی مادہ شیطانی
الکشف یدخل فی الکشف کالھواء النافذ فی البدن فیجری الشیطان فی الانسان عجزی الدم ویصا د نفسہ
مادی میں کہیں جا تی ہی جیسی ہوا بدن میں سوا شیطان کے اندر خون کی طرح پھر تباہی اور اسکی جان کی پاس ہو کر

ویشغل عما تجبہ وتریدہ فاذا عرف مقصودھا ومارادھا یستعین بہا علی الانسان فی اضلالہ واخلالہ
پوچھتا ہے مجھ کو کیا پسند ہے تیرا کیا ارادہ ہے پھر اسکا مقصود اور مراد پا کر راہ سے بچتا ہے اور طریق مستقیم سے نکلتی ہے
عن الطریق المستقیم فانہ یورثہ الموارث التي یخیل الیہ ان فیہا منفعة ثم یصدہ المصادرات التي فیہا عطیة
انسان کی مدد کرتا ہے پس وہ شیطان آدمی کو ایسی کہاٹ لگا دیتا ہے جہاں بہ خیال ہو کہ اس میں بہ فائدہ ہے پھر ایسی جگہ پہنچتا ہے جہاں عطا تہ آدمی
ثم یتبرأ منہ ویسلہ ویقف یشمت بہ ویضحک منہ فانہ یامرہ بالسرقة والزنا وقتل النفس ثم یدل علیہ
پھر اس سے الگ ہو کر اسی کی حوالہ کر دیتا ہے اور آپ شہنشاہ مارتا اور ہنستا ہے جس آدمی سے پہلے تو چوری اور زنا اور قتل کر دیتا ہے پھر ظاہر کر کے
ویفصحیہ کافعل بالراہب الذی نرنا بامرہ فلما ولدت امرہ بقتلہا وقتل ولدا ثم دل علیہ اھلہ ما کشف
وضاحت کر دیتا ہے جیسی ایک راہب کی ساتہ کیا کہ اسی ایک عورت سے زنا کیا پھر وہ جنی تو اسی اسکو اور اسکی بچہ کو قتل کر دیا پھر عورت کی مالکون کو بتا دیا

حاشیہ تجزیہ الدم او فی جمیع حرفہ ویکون ان یجری من الانسان عجزی الدم ویکون ان یجری من الانسان عجزی الدم ویکون ان یجری من الانسان عجزی الدم

لهم امره قلبا اراد واصليه امره باسبحون له لينجيه فلما سجد له فترمته وتركه وفيه نزل قوله تعالى
اورا تو کجاست حال قبول ویا جہ کو گد او کو صولی دینی کی تو اپنی تین سجدہ کرنا کہ تیرا دل گاہ جگہ سے سجدہ کیا تو اسکو چھوڑ کر بھاگ گیا اسہی قصہ میں یہ آیت اتری
کہ مثل الشیطان اذ قال للانسان اکفر فلما کفر قال انی برئ منک انی خاف الله رب العلمین ولا
جیسی کہ تو شیطان کی جیسی انسان کو تو منکر ہو پھر جب یہ منکر ہوا کسی میں الگ ہون تجھ سے میں ڈرتا ہوں اللہ سے جو رب ساری جہان کا اور
یختص هذا بالذی اذکرت هذه الفضیة عنه بل هو عام فی کل من یطعم الشیطان فی امره بالکفر والکفر
شیطان کا یہ مکر کچھ اوس سے خاص نہیں ہے جسکا یہ قصہ مذکور ہو بلکہ علی العموم ہر ایک سے جو شیطان کا کفر اور مصیبت میں مطیع ہے
لینصره ویقضو حاجته ثم یتبرأ منه ویسله کما یتبرأ من جملة اولیائہ یوم القیامۃ ویقتول
تاکہ وہ حضرت کری اور حاجت روا کری پھر اسکو اوس ہی پر ڈال کر الگ ہو جاتا ہے جیسی اپنی تمام دوستوں سے قیامت کو الگ ہو جاوے گی یہ کہہ کر

لهم انی کفرت بما الشکرتمون من قبل فانه یؤثم المؤمن فی الدنیا ثم یتبرأ منه یوم القیامۃ فعلم ان ینبغی للعالم
میں نہیں قبول رکھتا جو تمہاری شکر کرے پھر دنیا میں پہلے بیشک یہ شیطان اپنی دوستوں کو دنیا میں ایک کہاٹ پر لگا دیتا ہے پھر اوسنی قیامت کو الگ ہو جاوے گی اس بیان
ان یجتهد فی دفعه وسوسته عن نفسه اذ لیس تسلطه علی الانسان بالقهر والایحاء بل تسلط علیه بالترغیب
حاصل کو لازم ہے کہ اپنی دلیل سے اسکا دوسرے جسطرح بنی دور کری اسلئے کہ انسان پر شیطان کا غلبہ بظہر اور زور سے نہیں ہے بلکہ معاصی کی نیت دینی اور
والاغواء کما روی انہ علیہ السلام قال خلق ابلیس فریقا ولیس الیہ من الاضلال شی فانه علیہ السلام
بجائی سے ہی کیونکہ وہ امتیہ ہی کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا ابلیس نے فریقت دینی کو پیدا ہوا ہے اور گمراہ کرنی کی کوئی بات اسکی اختیار میں نہیں ہے بیشک نبی علیہ السلام

میں فی هذا الحدیث ان الشیطان لیس بمسلط علی بنی آدم بحیث یأمرهم بالمعصیة ویلجئهم علیہا لولکان
اس حدیث میں فرمایا کہ شیطان بنی آدم پر اسطور غالب نہیں ہے کہ معصیت کا حکم کرے گناہ پر لاچار کر دی اگر یہ حال ہوتا
الاہر کن لك لما انجا من شره احد بل شانه ان یوسوس فی صدورهم ویزین المعصیة الیہم ولیس بیدہ اکثر
تو اسکی ہر کسی کو ہی نہ بچتا بلکہ اسکا یہ طریق ہے کہ بنی آدم کی دلوں میں وسوسہ پیدا کرتا ہے اور معصیت کو اونی نظروں میں خوبصورت بنا دیتا ہے

من ذلك كما اخبر الله تعالی عنه انہ یقول لاهل النار یوم القیامۃ وما کان لی علیکم من سلطان الا انکم
اسی زیادہ کچھ مقدور نہیں ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ اسکی خبر دیتا ہے کہ قیامت کی دن دوزخیوں سے یوں کہیگا اور تم پر مجھ کو حکومت نہ تھی مگر میں نے تمکو بلایا
فاستجبتم لی فلا تلومونی ولوموا انفسکم یعنی ان دعوتی آیا کہم الی الباطل لم یکن بطریق القهر والایحاء ولا
پھر تم نے مان لیا سو مجھ کو مست الزام دو اور الزام دو اپنی تین مرادیں کہ میرا لانا ٹھکر باطل پر کچھ بطور قہر اور لاچار کر کہ نہیں تھا اور نہ

بجته وبرهان یدل علی صدق بل بھیم حج تین بیان اور تسوہیل فاستجبتم لی بالوافقۃ دعوتی اھواءکم واغرامکم
مسی حجت اور دلیل سی تھا کہ میری صدق پر دلالت کرتی ہو بلکہ صرف زینت اور ارایش سے تھا سو تم نے میرا کہا اپنی ہوا ہوس اور غرضوں کی موافق دیکھ کر مان لیا
ولم تستجیبوا ربکم الذی دعاکم الی الحق دعوة مقرونۃ بالحق والیہیبت لعدم موافقة دعوتہ اھواءکم
اور اپنی رب کا کہنا مانا جسنی حق پر دلائل اور بینات کی ساتھ بلا یا تھا کیونکہ اللہ کی طلب تمہاری ہوا ہوس اور غرض کی

واغرامکم فان عدو الله تعالیٰ لما امتنع عن السجود لادم النبی علیہ السلام واخرج من ذمۃ الملئکۃ المقربین
مطابق نہ تھی بیشک شیطان جب آدم علیہ السلام کو سجدہ کیا اور مقرب ملائک کی ذمہ سے یا جنت میں سے نکال گیا
او من المحنة وسال ان ینظر الی یوم یموت فیہ ادم النبی علیہ السلام وذریئہ للجزاع فانظر الی یوم الوقت
اور اسی سوال کیا کہ اوس دن تک کہ آدم بنی صا و اوسلی اولاد جرائکی لئی اوٹھائی جاوین مہلت ملی پھر اسکو اوس وقت

المعلوم الذی هو وقت النفخة اذ فی التي علم الله تعالیٰ ان من فی السموات ومن فی الارض یصعق عندها
معلوم تک مہلت ملی جو کہ وقت پہلی نفخہ ہے اللہ جانتا ہے کہ جو آسمان اور زمین میں ہیں اوس وقت سب بیہوش ہو جاوے گی

الامن بشاء الله تعالى قال رب بما اضویتی لاسرین طم فی الارض ولا غوینهم اجمعین الاعباد لك
 مگر جو کہ اسے بجا کر کسی شیطان کی پیروی کرے ای رب جیسا تو فی محکمہ کسی کہو یا میں انکو بہار دکھاؤ لکن میں میں اور راہی کہو وہ لکن اسکو مگر جو تیری
 منهم المخلصین واستثنی عباد الله الذین اخلصهم الله تعالى لطاعته وعبادته وظہر عن تاثیر
 چنی بند کی ہیں اور اسکی او تائبندوں کو جو کہ اسے تعالیٰ فی واسطی اپنی طاعت اور عبادت کی خاص کیا ہی اور اسکی بہکاو کی اثر سی
 اغوائہ فیہم فلما استثناهم وكان طریقہم مرضیاً عند الله تعالى قال الله تعالى هذا صراط علی مستقیم
 پاک کر کہا ہی بہر جب او کو جو کہ اسے تعالیٰ کو پسند تھا تو اسے تعالیٰ فی فرمایا
 ان عبادی لیس لك علیہم سلطان الامن اتبعك من الغاوین فانه تعالى قلما خبر فی هذه الاية ان عباد
 جو میری بند کی ہیں مگر جو تیری راہ چلا خراب لوگوں میں بیشک اسے تعالیٰ فی اس آیت میں خبر دی ہی کہ میری بند کی
 الذین اخلصهم لطاعته وعبادته لعدوہ علیہم سلطان بل سلطانہ علی الذین اتبعوہ من الغاوین واخبر
 جو خاص طاعت اور عبادت کی لئی ہیں اونپر میری دشمن کو غلبہ نہیں ہی بلکہ اسکا غلبہ اون لوگوں پر ہی جو گمراہ او کی تابع ہیں اور دوسری
 فی اية اخرى ان عبادہ المؤمنین المتوکلین لا سلطان له علیہم فقال انه لیس له سلطان علی الذین امنوا و
 آیت میں خبر دی ہی کہ بیشک میری بند کی مؤمن اور متوکل اونپر شیطان کو غلبہ نہیں ہی قرآن اسکا زور نہیں چلتا اونپر جو یقین رکھتی ہیں اور
 علی رہم یتوکلون انما سلطانہ علی الذین یتولونہ والذین ہم بہ مشرکون وهذه الاية تضمنت امرین احدا
 اپنی رب پر ہر سہ کرتی ہیں اسکا زور اونپر ہی جو اسکو رفیق سمجھتی ہیں اور جو اسکو شریک ٹھہرتی ہیں اور اس آیت میں دو باتیں ہیں ایک تو یہ
 نفی سلطانہ علی اهل الايمان وعلی الذین یفوضون امرہم الی الله تعالى فی کل ما یاتون ویذرون فان وسوسۃ
 کہ ایمان والوں پر اور جو لوگ اپنی کار بار اللہ پر حوالہ کرتی ہیں تمام جو کرتی ہیں یا نہیں کرتی اون پر غلبہ نہیں ہی بیشک شیطان کا وسوسہ
 لا تؤثر فیہم ودعوته غیر مستجابه عندهم والثانی اثبات سلطانہ علی اهل الشک وعلی الذین یتخذونہ ولیا
 اون میں اثر نہیں کرتا اور اسکا بولاوا او کو مقبول نہیں ہی اور دوسری یہ کہ مہر کون پر اور جو لوگ شیطان کو اپنا دوست رکھتی ہیں
 ویطیعون وسوسۃ ویستجیبون لدعوته والمراد بسلطانہ علیہم تسلطہ علیہم بالوسوسۃ والدعوة المستبعدة
 اور اسکی وسوسہ کی مطیع ہیں اور اسکا بولاوا مانع نہیں اور اونپر غلبہ نہیں ہی اور اس آیت میں یہ مراد ہی کہ تسلط وسوسہ سی اور بولاوا سی ہی
 الاستجابة لا بالقصر لا بالجماع لانه منتف من کل ما سبق من قرأه تعالیٰ حکایت عنہ وما کان لی علیہم من سلطان
 کہ زنت مان نہیں کہتے وہاں چار کر نہیں ہی کیونکہ ایسا تسلط تو کسی پر ہی نہیں ہی اسکی کہ اسکا قول بطور حکایت کی گز کہ کہا ہی اور جو تیر حکومت ہی
 الا ان دعوتکم فاستجبتم لی ولما علم عدو الله تعالیٰ انه تعالیٰ لا یسلطہ علی عبادہ المخلصین قال فبجز لك
 مگر میں فی محکمہ یا بہر تم ہی مان لیا اور جب شیطان کو یقین ہوا کہ اسے تعالیٰ اپنی خاص بندوں پر غلبہ نہیں دیتا بولا تو قسم ہی تیری عزت کی
 لا غوینہم اجمعین الاعباد لك منهم المخلصین وقد اخبر الله تعالیٰ ان عدوہ ابلیس حین وینم بقوله تعالیٰ
 میں گمراہ کرو لکن سب کو مگر جو بند کی ہیں ان میں تیری چنی اور اسے تعالیٰ فی خبر دی ہی کہ جب شیطان کو یہ جہر کی ملی
 وطاعتك الاستجداد امر لك قال فما اضویتی لاسرین طم صراطك المستقیم ثم لا یتنہم من بین یدیم ومن خلفہم
 اور تجھ کو کیا مانے تھا کہ سجدہ کیا جب میں نے فرمایا بولا تو جیسی تو فی بھی راہ کیا ہی میں یہ بیٹوں کا دیکھتا کہ میں تیری پیروی راہ پر اور تیرا لنگہ لگی سی اور بھی سی
 وعن ایمانہم وعن شاکلہم ولا یخیر اکثرہم شاکرین قال جمهور المفسرین والخاۃ کلمۃ علی ہذا ونصب صراطہ
 اور دہنی سی اور بائیں سی اور نہ پاؤں لگاؤ اکثر ان میں شکر گزار تمام مفسر اور نحوی کہتی ہیں کہ یہاں لفظ علی کا محذوف ہی اور زبر صراطہ
 علی نزع الخافض کانه قیل لا قدر علی صراطك المستقیم ثم لا یتنہم من جمیع جہاتہ وهذا تفصیل لاجملہ
 حرف جر وکر فی سی ہی کو یا عبارت یوں ہی لا قدر علی صراطك المستقیم پہر اون پاس سب طرفوں ہی لنگہ وریہ تفصیل دس جہات کی

طول نهاره من غير حصر ولا عذو ويطن ان حسناته اكثر من سيئاته لعدم محاسبة نفسه وعدم تفقد عاصبه
تمام دن با انتباه اور فی شمار با تین کی جاتی ہیں اور گناہ بہرے کی ہیں کہ ہماری حسرت گناہوں سے زیادہ ہیں کیونکہ اپنی نفس کا عاصبہ اور گناہوں کی تلاش نہیں کرتی
ویکون نظره الى عدد تسبیحه وتهليله ويغفل عن هذيانه الذي لو كتب لكان مثل تسبیحه وتهليله مائة
اب اپنی تسبیح اور تہلیل کی گنتی پر تو نگاہ ہی اور بیہودہ باتوں کا اگر گنتی جادین تو تسبیح اور تہلیل کی برابر سو بار بلکہ ہزار بار ہو جاوے
مرة بل الف مرة وقد كتبه كرام الكاتبين ووصل الله تعالى على كل كلمة عقابا حيث قال ما يلفظ من قول الا لربه
کچھ خیال نہیں اور عشق کرام الکاتبین کو کہو کہ ہر کلمہ پر عقاب کا وعدہ کر چکا ہے جیسا کہ فرمایا نہیں اور ان ایک بات کو جو نہیں دیکھیں
مرفیب عن تدفیر ما یدایتا مل فی فضائل التسبیحات وتهلیلاته ولا يلتفت الى ما ورد فی عقوبة المذنبین
ایک راہ دیکھتا طیار سو وہ شخص ہر دم شہادت اور تہلیلات کی فضائل تو سوچتا رہتا ہے اور خیال نہیں کرتا کہ عیب کرنا اور غنیمت
والکذا ین وغیر ذلک من لا یحترق من افات اللسان ولعمري لو كان الکرامون الکاتبین یطابق من هذه اجرة لما
اور جہولوں کی لمی کیا عقاب تجویز ہو ہی اور رسول اسکی اور ذی فی آفات جہولوں کی اور قسم ہی اگر کرام کاتبین اسی اجرت لیا کرتی کہ جو
یکتبونه من هذيانه الذي نراد على تسبیحه وتهليله الف مرة لكان يكف لسانه حتى عذرة جملة من مهماته وكما یعد
اکی بیہودہ باتیں کہ تسبیح اور تہلیل ہی ہزار گونہ زیادہ ہوتی ہیں اور وہ کہتی ہیں تو بیشک اپنی زبان بند رکھتا اور اسکو اپنا ضرر دیکھتا اور بھولتی کو
ما نطق به فی قرآنه ویحسبه ویؤثر به بنسب حیاتہ حتی لا یفضل علیه اجرة الكتابة فیا عجباً لمن یحاسب نفسه
اپنی انحرش میں گنتا حساب کرتا اور تسبیح کی برابر رکھتا ایسا نہ کہ ثابت کی مزدوری زیادہ دینی آجادی بہرہ رانہ عجب ہی کہ اپنی نفس کا حساب
ویحتاج خوف من ذهاب قیراط فی الاجرة ولا یحتاج خوف من فوات فردوس الاعلی جنة الماوی فی الآخرة وليس هذه
اور احتیاط اس خوف کا مادہ تو کوی کہ کوی کوئی اہریت میں نہ جاتی رہی اور اس خوف کی احتیاط کوی کہ فردوس الاعلی اور جنت الماوی آخرت میں نہ ہند نہ تو دیکھ اور یہ
الغفلة الا مصیبة عظيمة لمن یفکر فیها وقد وقعنا فی امر ان شککنا فیہ نکلون من الکفرة الجاحدين وان صدقنا
غفلت تو بڑی مصیبت ہی استغفر کوئی فکر کری اور ہم ایسی ہلاکتیں آگئی ہیں کہ اگر اس میں شک کریں تو منکر کا فر ہوتی ہیں اور اسکی تصدیق کریں
به نکلون من الجہلۃ المغرورین وليس هذا عمل من صدق بما جاء به القرآن ورسول رب العالمین المجلس الثاني و
تو جاہل مغرور ہیں اور یہ کام اسکا نہیں ہی جو احکام قرآن اور رسول رب العالمین کی تصدیق کرتا ہی ہاؤین مجلس
التسعون فی بیان عدم المواخذة بالوسوسة ما لم تعمل بها او تتکلم قال رسول الله صلى الله علیه وسلم
اس بیان میں کہ وسوسہ پر کچھ مواخذہ نہیں ہی جب تک عمل میں نہ آوی اور یا زبان پر نہ لگے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی قرآن
ان الله تعالى تجاوز عن امتی والتوسوسة به صدمها ما لم تعمل به او تتکلم هذا الحديث من صحیح المصنوع مرویه
جیکہ اللہ تعالیٰ میری امت کو معاف کیا ہی جو انکی دلوں میں خیالات آوین جب تک عمل نہ کریں یا زبان پر نہ لادیں یہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثوں میں
ابو هريرة وفيه دليل على ان المرفوع عن هذه الامة لم یکن مرفوعاً من الامة السالفة لان التخصیص بالذكر لا بد له
اور ہر یک کی روایت سی اور امین یہ دلیل ہی کہ جو اس امت کو معاف ہی پہلی امتوں کو معاف نہ تھا اسکی کہ اس امت کی خاص مذکور ہوئی کہ فی فائدہ چاہی
من فائدة والمعنى انه تعالى عفی عن هذه الامة ما یخطر فی قلوبهم من الخواطر المذمومة واحادیث النفس فان ما یقع فی
اور معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ فی اس امت کو خیالات بد اور نفسانی دہم جو انکی دلوں میں گذرتی ہیں معاف کر دی ہیں یہ دین کی جو خیالات نکی
القلب من الخواطر الذنیة المذمومة یسمى وسوسة وما یقع فیہ من الخواطر المرضیة الحسنۃ یسمى الهام اثر الوسوسة
اور دین جو خیال پسندیدہ نیک آتی ہیں الہام کہہ لیں یہی
اما ضرورة او اختیاریۃ فالضرورة هی الخواطر التي تدخل فی القلب من غير اختیار وهذا معفو عن جمیع الامة لكونه
یا تو ضروری ہو ہی یا با اختیار ہر ضروری تو وہ خیالات ہیں جو دین کی اختیار آجاتی ہیں اور یہ تو تمام امتوں کو معاف ہوئی ہیں اس واسطی

حتى يتغلب حسنة لكن ينبغي ان يعلم ان الوسوسة قد تكونت من جهة تلبس ابليس بالشيطان فان الشيطان قد تلبس على
 كبريتك كعمل نيك هو جاري لكن سمجني كى بات هي كه وسوسة بعضي وقت ابليس كى فريب هي بره تاي ميشك شيطان بعضي وقت انسان بره شب و تاي
 الانسان فيقول العبر طويل والصبر على ترك الشهوات طول العمر لم شديد فكيف ترك الشهوات والشهوات فعند ذلك
 كبتا هي كه عمر بهت دراز هي اور ترك شهوات پر تمام عمر صبر كرنا بڑا هي سخت عذاب هي اب لذتين اور شهوات كيو ترك كرديجي اب ايسى وقت آدمي كو
 يلزم للعبد ان يدرك عظيم ثواب الله تعالى واليه عقابه ووعده ووعدته ويجرد ايمانه ويقينه ويقول نعم الصبر عن
 لازم هي كه الله تعالى كا بڑا ثواب اور سخت عذاب اور او كى وعدى اور وعيد ياد كر كا اور از سر نو ايمان اور يقين كو سنبھالي اور كهي البتة صبر كرنا
 الشهوات شديد لكن الصبر على النار اشد فلا بد من اختيار اخف مما فاذا ذكر العبد ذلك يخش الشيطان ويهرب اذ لا يستطيع
 شهوات سي سخت هي ليكن آگ پر صبر كرنا اور بره بهت سخت هي سو كر كا اختيار كرنا چاهي جب آدمي بهت بات ياد كر تاي تو شيطان پس پشت بهرك جاتا هي كيو ترك شيطان كى
 ان يقول ليس الصبر على النار اشد من الصبر على المعصية ولا يملك ان يقول المعصية لا تقضى الى الناس لان
 بهر طاقت نهي هي كه كوي آگ پر صبر كرنا معصيت پر صبر كرنا سي سخت نهي هي اور نه بهت سخت هي كه معصيت روز مي نه بجا وكي اسواسطى كه آدمي كا
 ايمان العبد يدفعه وينقطع عنه وسوسته بنو لايمان فان العبد اذا كان ايمانه حقيقيا لا لسانيا بل
 ايمان اكو دفع كر ديتا هي اور ايمان كى نور سي اوسكا وسوسة كٹ جاتا هي ميشك جب آدمي كا ايمان حقيقي هوتا هي نواز باني نهي هوتا بلكه
 قلبيا يقينيا يدفع عن نفسه وسوسة الشيطان ويتخذ عدوا متدلا لقوله تعالى ان الشيطان لكم عدو
 دلي يقيني هوتا هي تو ابني دلي شيطاني وسوسة وركر ديتا هي اور شيطان كو دشمن جانتا هي اس آيت كى موافق تحقيق شيطان تها را دشمن هي
 فاتخذوه عدوا فانه تعالى بين في هذه الآية ان الشيطان عدو لبني آدم وامرهم ان يتخذوه عدوا
 سوچ سمجھ كر اهو اكو دشمن الله تعالى في اس آيت مي بيان كيا كه شيطان بني آدم كا دشمن هي اور بهر كه كم كيا كه وه بهي اوسكو دشمن سمجھين كيو كه
 يريد اضا لهم ليجرهم مع نفسه الى النار فعلى هذا ينبغي للعاقل ان يعرف عدوه ويحتمل في دفع وسوسة
 اوكو كره كيا چاهتا هي تا كه بني اساتره روز مي كينج ليجاوي اس بيان كى موافق عاقل كو چاهي كا اها دشمن بچان كر اوسكا وسوسة ضرور دفع كر دلي
 ولا يلقم وسوسته الا بئها الفة الهوى فمن منع نفسه عن الهوى يكون من عباد الله الذين لا يتسلط عليهم
 اور بدول مخالفت هواوس كي اوسكا وسوسة دفع نهي هوتا بهر جيني ابني نفس كو هواوسى روكر رها توده اولن لوكون مي هوتا هي جن پر شيطان غالب نهي هوتا
 الشيطان على ما احب الله تعالى بذلك وقال ان عبادى ليس لك عليهم سلطان فدللت الآية على ان الشيطان
 موافق مضمون اس آيت كى وه ميرى بندي مي او نپر نهي تيرى حكومت بهر آيت دلالت كر تي هي كه شيطان
 لا يتسلط على من كان عبادا لله تعالى وانما يتسلط على من لم يكن من عباد الله تعالى فمن يتبع الهوى لا يكون
 او نپر جواسد كى عبادت كر نيواي مي غلبه نهي كر سكتا او نبي پر غلبه كر تاي جو الله كى عابد نهي مي بهر جو شخص ابني هوا كا تابع هي وه
 من عباد الله تعالى بل يكون من عباد الهوى اذ قال الله تعالى امرت من اتخذ الهه هو انه اشار الى كونه
 الله تعالى كا عابد نهي هي بلكه هوا كا پوجي والا هي اسلي كه الله تعالى فرماتا هي بهر ديكه تو جيني پوجنا پڑا ابني چا و كا بهر اشارت هي كه
 الهوى الهه ومعبوده والى كونه من عباد الهوى لا من عباد الله تعالى فمن لم يكن من عباد الله تعالى بل كا
 بهر هي اوسكا خدا اور معبود هي اور وه هوا كا بنده هي الله كا بنده نهي مي بهر جو شخص الله كا بنده نهو دي بلكه هوا كا
 من عباد الهوى يتسلط عليه الشيطان بواسطة الهوى الذى يتشعب منه الشهوات فكما ان الشهوات
 بنده هو دي تو اوسپر شيطان بوسيله هوا كى جس مي شهوات كى شاخين نكلتي مي غالب رھتا هي سوجي شهوات انسان كى
 سارية في لحم الانسان ودمه كذلك سلطنة الشيطان سارية في لحم الانسان ودمه ومحيط به من
 گوشت پرست اور خون مي پھيلي هوتي مي ايسى هي شيطان كى سلطنت آدمي كى اندر گوشت اور خون مي سير كر تي هي اور هر طرف سي گھيري هوتي هي

جميع جوانبه ولد لك قال النبي عليه السلام من الشيطان لمجرب من ابن آدم مجري الدم فضيقوا مجاريه
 اسی ہی نبی علیہ السلام فی فرمایا کہ شیطان ابن آدم میں شان خون کی پیر تہی ایتہ اوکی آہ کارستہ ہو کر سی بند کر
 بالجوع وانما امر النبي عليه السلام بتضييق مجاري الشيطان بالجوع لان تسلط الشيطان على الانسان ليس
 اور نبی علیہ السلام فی شیطان کا رستہ بہر کسی بند کر لی کو اسنی فرمایا ہی کہ شیطان کا غلبہ انسان پر بدولت وسئلہ شہوت کی
 الا بواسطة الشهوة والشهوة تنكسر بالجوع فمن يريد ان يسلم من تسلط الشيطان عليه فعليه فعل ذلك بالصوم
 نہیں ہو سکتا اور شہوت بہر کسی ٹوٹ جاتی ہی پہر جو شخص چاہی کہ میں شیطان کی غلبہ سی سہست رہوں تو او کو روزی رکبئی چاہیں
 من تسلط الشيطان عليه فان من يتيم مقتضى الشهوة المنشعبة عن الهوى يظهر تسلط الشيطان عليه بوا
 تا کہ شیطان کا غلبہ سی سہست رہی بیشک جو شخص شہوت کی پیچی پڑا رہتا ہی جو ہوا کی شاخ ہی تو او پر بوسیدہ ہوا کی شیطان کا غلبہ ہو جاتا ہی
 الهوى لان الهوى مرمى الشيطان ومرتعه ولما لم يكن احد خاليا عن الشهوة المنشعبة عن الهوى لم يوجد احد
 کیونکہ ہوا ہوس شیطان کا بیڑ اور چرگاہ ہی اور چکر کوئی شخص شہوت کی جوشاخ ہوا ہوس کی ہی خالی نہیں ہی تو ایسا ہی کوئی نہیں ہی
 خاليا عن ان يكون للشيطان فيه تسلط ولد لك قال النبي عليه السلام في حديث رواه ابن مسعود ما منكم
 کہ او پر شیطان کا کچھ ہی غلبہ نہو اور اسی ہی نبی علیہ السلام فی فرمایا ہی حدیث میں جوابی مسعودی روایت ہی تم میں سی ایسا کوئی نہیں کہ
 احد الا وله شيطان قالوا وانت يا رسول الله قال عليه السلام وانا الا بالله تعالى اعاني عليه فاسلم فلا يامرني
 او کا شیطان نہو عرض کیا اور تم یا رسول اللہ فرمایا اور میں ہی پراتا ہی کہ مہد تعالیٰ فی او پر میری مدد کی سورہ مسلمان ہو گیا اب وہ سوار
 الا بخير بانه علي ما ذكره الامام الغزالي في الاحياء ان الشيطان لا يتصرف في الانسان الا بواسطة الشهوة فمن
 شیر کی کچھ نہیں کہتا اسکی تفصیل موافق بیان امام غزالی کی احیاء میں یہ ہی کہ شیطان انسان میں بدولت وسئلہ شہوت کی تصرف نہیں کر سکتا پہر جسکی
 احب ان الله تعالى على كسر شهوته حتى يصير لا ينسب الا حيث ينبغي والى الحد الذي ينبغي فشهوته لا تدعو
 اللہ تعالیٰ فی شہوت توڑتی پر احد کی بیان نک کہ ایسا بن حاوی کہ او پر متوجہ ہو کہ جہان چاہی او اس جنگ جو سزاوار ہی سوا کی شہوت شرکی طرف نہیں بلاتی
 الى الشرف الشيطان المتداعر بها لا يامر الا بالخير فكم من هذا الحديث ان بلغ اجم لا يتصور ان يتفك الشيطان عنهم
 اور شیطان جو شہوت کا لباس پہنی ہوئی ہی سوار شیر کی نہیں کہتا احدی شہوتی علوم ہو کہ خیال میں نہیں آتا کہ کوئی آدمی شیطان سی جاہو
 وانما يقهر بعضهم عن بعض بموافقتهم اياه ومخالفتهم اياه فمن يغلب عليه مقتضى الشهوة يجد الشيطان
 اور پسین ایک کو دوسری سی اتاہی فرق ہی کہ شیطان کی کتنا موافق ہی یا اوس کی کتنا مخالف ہی پہر جسیر مقتضیات شہوت خطاب ہیں او میں شیطان
 فيه فجاء لا في تسلط عليه ولا كتناف الشهوات لان الانسان من جوانبه قال ابليس على ما اخبر الله تعالى عنه لا قعد
 اچھی قدرت پاتا ہی اور او پر تسلط کر لیتا ہی اور انسان کو جو شہوتی ہر طرف کی کہیر کہتا ہی تو ابلیس کا یہ قول ہی جیا کہ اللہ تعالیٰ خبر دیتا ہی میں یہ ہوں گا
 لهم صراطك المستقيم ثم لا تينهم من بين ايديهم ومن خلفهم وعن ايمانهم وعن شمائلهم ولا تجد اكثرهم
 او کی تاک میں تیر ہی سید ہی راہ پر پہر او غیر آؤنگا آگی سی او پیچی ہی اور اسی ہی سی اور یا میں سی اور تہر با ونگا تو اعلیٰ سی اکثر
 شكوك فانه ياتي الانسان من جميع جهاته بانواع مكائده ويحجب اليه الفعل الذي يضرة حتى يخيل اليه
 شکوک گزار پہر شیطان انسان کی ہر یک طرف سی طرح کی کر لیتا ہی اور وہ کام او کو پسند کر دیتا ہی جو مضر ہی بیان تک کہ وہ خیال کرتا ہی
 انه من انفع الاشياء اليه ويكره اليه فعل الذي ينفعه حتى يخيل اليه انه من اضر الاشياء اليه وبهذا الطريق
 کہ یہ کام سہی زیادہ مفید ہی اور وہ کام ناپسند کر دیتا ہی جو نفع ہو بیان تک کہ خیال کرتا ہی کہ یہ کام سب سی زیادہ مضر ہی اور اس طریق سی
 كما د كثيرا من الناس حتى القاهم في المم والمختلفة والاراء المتنوعة واوصلهم الى الكفر والضلال وقهم في الكفر
 بہت لوگوں کو فریب دیا ہی بیان تک کہ او کو مختلف ہو میں اور انک الگ رائی میں نگا دیا ہی اور کفر اور گمراہی میں پہنچا دیا ہی اور گناہ اور وبال میں

وَالْوَبَالَ وَمَعَ هَذَا يَعِدُ هُمُ الْفُتُوهُ بِالْجَنَانِ مَعَ الْكُفْرِ وَالْفُسُوقِ وَالْعَصْيَانِ وَيُخَوِّفُ الْمُؤْمِنِينَ مِنْ جَنْدَةِ وَأَوْلِيَاءِهَا
 پھنسا دیا ہے اور شہر اس کفر اور فسق اور عصیان پر دخول جنت کا وعدہ کرتا ہے اور مؤمنوں کو اپنی لشکر اور دروغ فقاہی اتنا ڈراتا ہے

حتیٰ لا یجاہدہم ولا یمارہم بالمعروف ولا ینہوہم عن المنکر وهذا من عظیم کیدہ لاهل الایمان وقد اخبر اللہ
کیہ او نہر جہاد نہیں کرتی اور نہ ارا بالمعروف اور نہ ہی عن المنکر کرتی ہیں اور اہل ایمان کو یہ بڑا ہی دم دی رکھا ہے اور اسد نقالی

بذلک فی کتابہ فقال انما ذلکم الشیطن یخوف اولیاءہ فلا تخافوہم و خافون ان کنتم مؤمنین والمعنی عند ہم
 این کتاب میں فرماتا ہے کہ تم لوگو! ایسی دوسری دوسری سوچیں سوچیں کہ تم لوگو! اگر ایمان رکھتے ہو

[illegible]

مؤمنین فان ایمان المؤمنین کمالاں قویا یزول عنه خوف اولیاء الشیطان فیما ہر بالمعروف وینہی عن المنکر
مؤمن ہو بیشک مومن کا لہذا جتنا قوی ہوتا ہی و تباہ شیطان کی رفیقوں کا خوف دور ہوتا ہی بہر امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فروغ کرتا ہی

وكلما كان ضعيفا يقوى فيه خوف اولياء الشيطان فلا يامر بالمعروف ولا ينهى عن المنكر ومن كيدِه ايضا انه يجذب
اورجنتا ضئيف بوجاهتي او سپر شيطان كي رقيقون كا خوف قوی بوجاهتای پیرنه امر بالمعروف وکری اور نه نهی عن المنکر اور پیرنه نهی او کتا کایدی کراؤ کو فریب

الذين احكموا العلوم الشرعية العلمية والعملية حتى انهم كانوا يشغلون بها ويتعمقون فيها لكنهم يهلون تفقد
 جنبون في علوم شرعية علمي اور علمي خوب یاد کی ہیں یہاں تک کہ وہ ان علم میں مشغول رہتی ہیں اور غور کئی جاتی ہیں پر اعضا و بدن کو ماحولی

الجور ولا يحفظونها عن المعاصي ولا يستعملونها في الطاعات ويظنون انهم بلغوا عند الله تعالى من العلم مرتبة
 نہیں بچا قی اور نہ ان کو طاعات میں صرف کرتی ہیں اور گمان یہ ہے کہ ان کی ہر چیز و مرتبہ حاصل ہو گیا ہے

لا يعذبون ولا يطالبون بذنوبهم بل يقبل في الخلق شفاعتهم فانهم لو تاملوا العلم ان العلم حيان علم المعاصلة
 كعذاب نعيم بزرگ اور نیک نیتوں کی بخشش ہوئی بیکر خافت کی حقین ہماری شفاعت منظور ہوگی یہ لوگ اگر تامل کریں تو جان لیں کہ علم دوسری چیز ہے ایک علم

وَعَلَّمَ الْبَشَرَ مَا شَاءَ. فَأَمَّا عِلْمُ الْمُعَامَلَةِ فَهُوَ مَعْرِفَةُ الْحَلَالِ وَالْحَرَامِ وَمَعْرِفَةُ إِخْلَاقِ الْمَحْمُودَةِ وَالْمَذْمُومَةِ وَهِيَ عِلْمٌ لَا تَرَاهُ بَيْنَ ظَاهِرٍ أَوْ عِلْمٌ بِكَامُفٍ أَوْ عِلْمٌ بِمَا تَقِيهِ رِيَافَتُكَ أَوْ حَرَامٌ كَمَا أَرَى بِيحَانِ إِخْلَاقِكَ

مقصودہ اور اس عمل کی طرف حاجت نہ ہوتی تو ان علوم کی بھی کچھ قدر ضرورت ہی اب جو علم عمل کی ایسی مقصود ہوتا ہی اس کی ضرورت نہ ہوتی ہو گی نہیں ہو گی یہ ہر صحتی علم

تلم الطاعات والموافقة لغيرها واجام علم العاصي فلم يجتنبها واستحكم علم الاخلاق المحمودة ولم يزين نفسه بها واحكم علوم
الخاصات كالحوب بكيه اور طاعت نكلى اور عدم مباحى كا خوب سیکھا اور مباحی بل نہ آیا اور علم اخلاق محمودہ کو خوب یاد کیا اور بہار اخلاق سی مزین کیا اور علم

فاحملوا الذنوب ولم يحملوا أنفسهم عنها فمومعون وبكيد الشيطان اذ يقولون ان الشيطان هو الذي اقربنا الى
 الخوف فمعيه نجوب اذ يكذبوا وبني اشدنوا ونسي با كس تكلياً قوله شيطان كى فريب من يمسها هو اى اى كى شيطان اين سخما تاى كى تيرى غرض اذ قرب اى
 عداوتهم الى الله تعالى

عن الله تعالى وتبين نوايه والعام يقربك من الله ويوصلك الى ثوابه ويبين عينيه الايات والاخبار الواسعة
 من ثواب حاصل كرنا سون علم خلی ہی قریب اور ثواب حاصل کر دیتا ہی اور اکی سند آیات اور حاشیہ جو علم کی فضایل میں آتی ہیں پر مشتمل ہے

پھر صریحاً ان پر ایسی ہی اس کی توفیق کی موافق ہوئی ہیں اوسکی توجہ و لچوہہ اور عیسیٰ کبکام نہ رہا

اور جو عالم

دُرُودِ اَللّٰہی کہتے ہیں تو وہ روایات تو یاد دلاتا ہی جو علم کی قضائیں میں ہیں اور وہ زیاد نہیں رلا تا جو علماء و تارکین علی حق مبین انبیاء

صلا حاحتمسا ویلا یتزج احدهما علی الآخر الا باتباع الهوى ولا کتاب علی الشهوات او بخالفه الهوى ولا اعراض
 برابر بر یکدیگر جانب کو دروسى بر غلبه نهين ہوتا مگر اعتبار پیروى ہونکى اور شهوات پر اور اندر گزینى کی یا باعتبار مخالفت ہواکى اور شهوات سے
 عن الشهوات فان الانسان اذا اتبع مقتضى الشهوة والغضب يظفر تسلط الشيطان على قلبه بواسطة الهوى يصدر
 منہ پیروى کی بیشک انسان جب شهوت اور غضب کی پیروى کرتا ہی تو اوکى دل پر شیطان کا غلبہ ہو سیکہ ہواکى ظاہر ہو کرتا ہی اور کمال
 قلبه عن الشيطان ومقره لكون الهوى مرغى الشيطان ومرتعاه واذ جاهد نفسه ولم يقم مقتضى الشهوة و
 شیطان کا صحبتی اور مقام ہو جاتا ہی کہ نہ ہوا ہوس شیطان کی چو گاہ اور ہیڑی اور اگر اسی نفس کو مارا اور لا زم شهوت اور
 الغضب يكون قلبه مستقر المثلثة ومربطهم لکن لما لم يكن قلب من القلوب خاليا عن الشهوة والغضب والحرص
 غضب کی پیروى نہی تو او کمال ملکہ کا مقام اور گدگاہ ہو جاتا ہی لیکن چونکہ کوئی دل سیکہا ہی شهوت اور غضب اور حرص
 والطمع وغير ذلك من الصفات البشرية المنشعبة عن الهوى لم يتصور ان يوجد قلب خال من ان يكون فيه
 اور طمع وغیرہ صفات بشرى جو ہواکى شاخین بین ظلى نہیں ہوتا تو خیال میں نہیں آتا کہ کوئی ایسا ہو کہ جہاں شیطان کی وسوسہ
 للشيطان جولان بالوسوسة ولا يزال وسوسته الا بدت کرشی وسوى وسوس به فيه اذ عند حصول ذکر شئ
 کا گذر ہوتا ہو اور اوکا وسوسہ کہی نہیں جاتا بدول ذکر کسی اور بات بجز اوں وسوسہ کی اس واسطی کہ جب کسی اور چیز کا ذکر آتا ہی
 فيه ينعدم ما كان فيه من قبل الا ان كل شیء سوى ذكر الله تعالى وما يتعلق به يجوز ان يكون مجالاً للشيطان
 تو پہلی بات جاتی رہتی ہی اتنا ہی کہ ہر ایک بات سواء ذکر الہی کی
 فذكر الله تعالى هو الذى يؤمن جانبه ويعلم انه ليس مجالاً للشيطان فان القلب مثاله مثال حصن له الابواب
 سو ایسا تو ذکر الہی ہی کہ جب کس طرف سے خاطر جمع ہی اور معلوم ہی کہ گدگاہ شیطان کا نہیں ہی بیشک دلکی مثال ایسی ہی جیسی ایک قلعہ کئی دروازہ والا
 كثيرة والشيطان يريد ان يدخل فيه من كل باب ويملكه ويستولى عليه فلا بد للعبد من حفظه ولا
 اور شیطان چاہتا ہی کہ او میں ہر ایک دروازہ ہی اگر مالک اور مستولی ہو جاوی
 يقدر على حفظه الا بحراسة ابوابه وسد مدخله وهو اضع ثلثه وابوابه ومدخله الصفات المذمومة
 اوکى حفاظت بروں نگہبانی دروازوں کی اور روکٹی آمد کی راہ اور کہنہ کی رخنہ کی نہیں ہوتی اور قلعہ کی دروازہ اور آمد کی راہ صفات مذمومہ میں
 فليس لادنى صفة من صفات المذمومة الا وهى قوت من اقوات الشيطان وسلام من اسلحته وباب من
 سو آدمی کی کوئی صفت صفات مذمومہ میں سے ایسی نہیں ہا کہ وہ شیطان کا کوئی قوت اور اوکى ہتیاروں میں کا ایک ہتیار اور اوکى دروازوں
 ابوابه ومدخل من مدخله وهذه الابواب والمدخل كثيرة بعضها ظاهرة وبعضها غامضة وكلها
 میں سے ایک دروازہ اور اوکى آمد کا راہ ہو اور یہ دروازى اور آمد کی راہ بہت ہیں بعضی ظاہر ہیں اور بعضی پوشیدہ اور شیطان کی لئی سب
 مفتوحة للشيطان وليس للملك فيه الا باب واحد وقد يلتبس ذلك الواحد بهما الكثير فالعبد فيه مثاله
 کہی ہوئی ہیں اور ان میں سے فرشتہ کی لئی ایک ہی دروازہ ہی اور یہی وہ ایک ہے ان سب میں مجاہد ہی اس صورت میں آدمی کی کماوت ایسی ہی
 مثال المسافر الذى بقى في بادية كثيرة الطرق غامضة المسالك في ليلة مظلمة فلا يكد يعلم الا بعين بصيرة وظلوع
 جیسی مسافر تنہا جنگل میں جہاں چار طرف ہر ایک سمتی حاق ہوں اندر پیری رات میں سو یہ مسافر بدول عین بصیرت اور روشنی چمکتی
 شمس مشرق والمراد بعين البصيرة ههنا هو القلب المصفى بالتقوى والمراد بالشمس المشرقة هو العلم المستفاد من
 سورج کی نہیں سنبھل سکتا اور عین بصیرت ہی یہاں تقویٰ سی صاف کیا ہوا دل مراد ہی اور آفتاب روشن سی وہ علم مراد ہی جو
 كتاب الله تعالى وسنة رسوله اذ بها يعلم غوامض طرقه وابوابه التى يدخل منها فى القلب الامراض
 کتاب اللہ اور سنت رسول سی حاصل ہوا ہو کہ انہی دونوں سے ہر ایک سمتی اور اوکى دروازى اور دیکار سنتہ جیسی بیماری علاج کی

الحاجة الى العلاج ولا يكون الا بصدقه وصدقه جميع الوسوسا الشيطانية ذكر الله بالاستعاذة
مخرج دل بين انسى في وقتي اين اور هر مرض کا علاج اتنی حدیسی ہوتا ہی اور تمام وسوسہ شیطانی کا خدا کا ذکر ہی ساتھ اعوذ باللہ کی

والتبوی من الحول والقوة بان يقال اعوذ بالله من الشیطن الرجیم لا حول ولا قوة الا بالله العلی العظیم
اور بری ہونا حول اور قوت سے اسطوری پڑی چاہ لیتا ہوں اللہ کی شیطاں مردوسی اور نہ پھر ناگنا ہی اور نہ قوت طاعت کی مگر اللہ بزرگ برتر سے

فانقیل هل یکنی فی الدرع مجرد ذکر الله تعالى ام لا بد فیہ من العلاج فالجواب ان العلاج فیہ سد
اگر کوئی پوچھ آیا دفع کی ہی صرف ذکر اللہ کافی ہی یا اس میں کچھ علاج ہی چاہی پھر اس میں علاج کیا ہی سو جواب یہ ہے کہ ہمیں علاج یہ ہے ہی

من اخله بتطهیر القلب من الصفات الذمومة وتغیرہ بالتقوی حتی یتمکن الذکر فیہ ولا یقدر علی ذلك
کہ اسکی آسکی نہ دکر صفات مذمومہ سی پاک اور تقوی ہی آباد کر بند کر دی تاکہ دل کی اندر ذکر قائم ہی اور اس پر سوا متقیوں کی

الا المتقون الذین طهروا قلوبهم من الصفات الذمومة وعمروها بالتقوی وغلب علیہم ذکر الله تعالى فان
کیا قدر سنہیں جنہوں کی اپنی دل صفات مذمومہ سی پاک اور تقوی کا ہی آباد کر رکھی ہیں اور ان پر یاد الہی غالب ہو گئی ہی بیشک ذکر الہی

الذکر لا یتکون فی القلب الا بعد عمارة بالتقوی وتطهیرہ من الصفات الذمومة فلا بد من تطهیرہ لیتکون الذکر
دلین جب ہی قائم رہتا ہی کہ تقوی ہی آباد اور صفات مذمومہ سی پاک ہو چکی اب اسکا پاک کرنا ضرور ہوا تاکہ اوس میں ذکر قائم ہی

فیہ لان الذکر لو لم یتکون فیہ یصدی حدیث النفس فلا بد فم وسوسۃ الشیطن ولذلك قال الله تعالى ان الذین
اسی کہ اگر ذکر دلین قائم نہ تو وہ حدیث النفس ہوگا پھر اس کی شیطانی وسوسہ دفع نہیں ہو سکتا اور اس کی ہی اللہ تعالیٰ فرماتا ہی جو لوگ

اتقوا ازاحسہم لطیف من الشیطن تذکروا فاذا هم مبصرون فانه تعالى قد خص ذلك بالمتقین فان القلب اذا
ڈر کر ہی بین جہاں پڑ گیا اور شیطاں کا گذر چونکہ کی پھر تقوی اور کو موجود آگئی بیشک اللہ تعالیٰ فی اس بات کو پھر ہر کار دینی خاص کام کی کر کے دل اگر

تطهر من الصفات الذمومة لا یتکون الشیطن فیہ استقرار بل نما یتکون فیہ احتیاز وینعہ من الاحتیاز
صفات مذمومہ سی پاک ہو جاتا ہی تو اوس میں شیطاں کا قیام نہیں ہوتا بلکہ یہ ہی اندر رفت ہوتی ہی اور اس وقت ہی ہی اوسکو ذکر الہی بند کر دیتا ہی

ذکر الله تعالى فمثاله مثال کلب یقر بصدك فان لم یکن بین یدیک شیء من الطعام یزجر بقولك اخسا فخرج
سوا کی مثال ایسی ہی جیسی ہوگا کتا تیری پاس چلا آوی پھر اگر تیری سامنی کچھ کھانا نہ ہو تو اتنا ہی کسے ہی چلا جاتا ہی اب یہ صرف

الصوت یدفعه وان کان بین یدیک شیء من الطعام لم یج علیہ ولا یندفع بمجرد الکلام فالقلب الخالی عن الهوی
دھنکار اوسکو دفع کر دیتی ہی اور اگر تیری سامنی کوئی کھانا موجود ہو تو چل کر تا ہی اور صرف دھنکار ہی نہیں جاتا سو جودل ہوا سی خالی ہو

یزجر الشیطان عنه بمجرد الذکر اذا لا یطرۃ الشیطان الا عند غفلتہ وظلۃ عن ذکر الله تعالى فاذا اصاب الذکر
تو شیطاں وہاں ہی صرف ذکر ہی چلا جاتا ہی کیونکہ شیطاں غفلت ہی کی وقت دلین جب ذکر الہی خالی ہی پائی تو جاسکتا ہی پھر جب وہ ذکر کرتا ہی تو

یخس الشیطان فاما القلب المعلق بالهوی فلو ان الهوی قوی الشیطان یتستقر فیہ الشیطان ولا یندفع بالذکر
بچھا پائو بہا کتا ہی اور جودل ہوا میں لگا ہوا ہی تو ہوا ہوس جو شیطاں کی قوت یا زوی تو وہاں شیطاں جگہ پکڑ لیتا ہی اور ذکر ہی نہیں ملتا

والحاصل ان القلب معلق بالهوی یجد الشیطان محالا فیوسوس فیہ وهما اشتغل بالذکر یتخل
خلاصہ یہ ہے کہ دل پر اگر لوزم ہوا کی غالب ہو جاتی ہیں تو شیطاں کا گذر ہو جاتا ہی پھر اوس میں وسوسہ پیدا کرتا ہی اور جب ذکر میں مشغول ہوتا ہی تو شیطاں

عنه الشیطان ویقبل انیہ الملك فیہ ویلہم فیہ والتظار دین جنذی الملك والشیطان فی معرکۃ القلب
وہاں ہی چل دیتا ہی اور فرشتہ وہاں اگر اہام کرتا ہی اور قلب کی معرکہ میں درمیان دونو ٹکڑ فرشتہ اور شیطاں کی ہمیشہ جنگ دھنکاریل رہتی ہی

دائم الی ان ینفخ القلب احدها فاکثر القلوب قد فتحها الشیطان وملكها فامتلات بالوسوس الداعیۃ الی اثم
آخر کو سی ایک کی فتح ہو جاتی ہی سو اکثر دل تو شیطاں فتح کر کر مالک ہو گیا ہی پھر وہ ایسی وسوسوں می پڑھتی ہیں جو کہ طرف اختیار کرنی دنیا

الدنیا واطراح الآخرة ومبدء امتلاءها اتباع الهوى ولا يمكن فتحها بعد ذلك الا بتخليتها عن الهوى وتخليتها بذكر
اوراك كرتى آفرى كى بلاقى بين اورى بوب وسوسه هوىكا هو كى پيروى هوى اب اوىكا فتح هونا ممكن هونى هى بدون اسكى كه هواسى خالى كو ذكر الهوى كى رونق پائى
الله تعالى وذلك لا يتيسر الا بمعرفة الخواطر الداخلة فيها فان الخواطر الداخلة فيها تنقسم الى ما يعلم قطعا انه داع
اورى به حالت سوسه هونى هونى بدون درلقت خطرات كى جودون

الى الخير فلا يخفى في كونه الهاما والى ما يعلم قطعا انه داع الى الشر فلا يخفى في كونه وسوسة والى ما يتردد فيه فلا
اب وه بلا شبه الهام هى روسى كى به كه يقينى معلوم هى كه برى كى طرف بلاقى هى پيره بلا شبه وسوسه هى
تيرى ترو دوى دوى هونى

يلزم ان من لمۃ الملك او من لمۃ الشيطان اذ من مكائد الشيطان ان يعرض الشر في معرض الخير وبقية ذلك
معلوم كه ده فرشته كى اوشى هى يا شيطان كى اشرى كى شيطان كا كوسه به هوىكا كى كى كو خولى كى لباس من پيش كرى اسكى تميز بهت

خامض وبه يهلك كثير من العباد والزهاد والعلماء والصالحين والفقراء والاغنياء وسائر اصناف الخلق من يكرهون
دشوارى اور اس كى سى بهت كو عابد اور زاهد اور عالم اور صالح اور فقير اور غنى اور تمام قسم كى خلقت هلاك هوىكا هى جو هر كى

ظاهر الدنيا لا يرضون ولا تقسم الخوض في المعاصى الصريحة فان الشيطان لا يقدر ان يدعوهم الى الشر الصريح
كه ظاهر كنهه كونا ناسند كرتى هونى اور اوبى لى مصرى كنهه من خوص كرتى پراضى هونى هونى شيطان كى طاقت هونى هى كه او كوسه صريح كنهه پرى لى اب اوس كنهه كو

في صورته بصورة الخير وتليساته من هذا الجنس كانه في مكائده فيما يتعلق بالعقائد والاعمال لا حصرا فان
خير كى صورت دى بى هى اور اس طرح كى تليسات كى كوى نهايت هونى هى اور شيطان كى كوسه عقايد اور اعمال هى علاقه كى هونى هونى هونى هونى

تليساته في الاعتقادات والعبادات قد انتشر في البلاد وشاع بين العباد فينبغي للعباد ان يقف عند كل هم يحظر
شيطان كى كى اعتقادات اور عبادات كى تمام شهر دن من منتشر اور تمام خلقت من مشهور من اب انسان كو چاهى كه هر كى جو اسكى ولبين كرتا هى

بالحال ليعلم انه من لمۃ الملك او من لمۃ الشيطان ويجمع النظر فيه بنو البصيرة لا بهوى الطبع لان الويسوس يجاذ
تامل كر كوسه كى كه معلوم هوىكا ده فرشته كا اشرى هى يا شيطان كا اشر اور بصيرت كى نورى اور مين خوب غور كرى هوىكا طبيعى هى نه هوىكا اسلى كه وسوسه دلى كوسه

القلب وينازعه ويهيه عن ذكر الله تعالى فلا بد من المجاهدة وهذه المجاهدة لا اخرها الى الموت ولا يتخلص
جيكه تا هى اور اس كى ذكر سى بهت كر ليهونى وادى تا هى سوا وسون مجاهد ضرور چاهى اور هه مجاهد موت نك پورا هونى هونى اور زندگى بهر شيطان سى كوى

احد من الشيطان مادام حيا فانه مادام حيا قابو اب للشيطان مفتحة غير متغلقة ومهما كان الباب
هونى چوشتا كى كونه كى كى جيكه زندگى بهت تا هى توشيطان كى واسطى دروازى دلى كى بهت هونى هونى بهت هونى هونى اور جب دروازا

مفتوحا والعدو غير غافل لا يدفعه الا بالحراسته والمجاهدة ولذلك لما قال رجل للحسن باا سعيد اني ام ابليس تبسم
چوشت اور دشمن چوكس هونا توبدون نكهاى اور مجاهد كى دفع هونى هونى اسى لى جب كسى شخص فى حسن سى پو چا كه اى ابو سعيد كى ابليس كى تا هى توشيطان

وقال لو كان بيننا لموجد نار حية فان قيل هل يواخذ العبد بجميع وساوس القلوب وخواطرها او لا يؤخذ بجميعها
كه اكر ابليس هوىكا كرتا تو هم تمام سى هى نه هونى اكر كوى پو چى كى انسان سى تمام وسوسون دلى اور خواطر كا مواخذه هوىكا ياسبكا مواخذه هونى هونى

بل بعضها فالجواب ان ذلك خامض لا يوقف عليه مالم يعلم تفصيل وساوس القلوب وخواطرها من مبدء وقوعها
بلكه كسى كى كى جواب بهت هوىكا كى بهت ام بهت مشكل هى معلوم هونى هونى هونى جيكه تفصيل دلى وسوسون اور خطرات كى ابتداء پيدا هونى سى معلوم هوىكا

الى ان يظهر في الجوارح اثارها فان ما يقع في قلب الانسان كما ذكره الامام الغزالي في الاحياء على ربيع مراتب الاول
يهان نككه اعضا بهت كى اشر ظاهر هوىكا اسلى كه انسان كى دلى خطرات موافق ذكر امام غزالى كى احياء من چار مرتبه بهت هونى هونى بهت بهت بهت هوىكا

ان يرد على قلبه ابتداء من غير قصد وهو الخاطر ويسمى حديث النفس كما لو خطر على قلبه النظر الى امرأة كانت
كه كوى دل بهت هونى هونى بقصد حيل آوى اور اسكو حديث النفس كرتا هونى جيسى كى دلى بهت خيال آوى كه عورت كو جو پيش بهت

وراء ظهره في الطريق بحيث لو التفت اليها لراها والثانية هي جان الرغبة في قلبه الى الفعل الذي هو النظر اليها
 راسية من هي ديكنا چاهي ایسا کہ اگر نہ پیر کی تو البتہ دیکھ لے اور دوسرا مرتبہ دل میں اس کام کی رغبت کا جوش کرنا یعنی رغبت اس عورت کی دیکھنے کی
 وهو حكمة الشهوة التي تكون في الطبع وتتولد من الخاطر الاول ويسمى ميل الطبع والثالث فحكه بان هذا الفعل
 اور یہ شہوت کی حرکت ہے جو خود بخود طبیعت میں ہوتی ہے اور اس پہلی خیال ہی پیدا ہوتی ہے کہ میل طبع کبھی بین تیسری مرتبہ حکم کرتا کہ یہ کام
 الذي هو النظر اليها ينبغي ان يفعل وهو يتبع الخاطر والميل ويسمى اعتقادا والرابعة تصميم عزمه على الفعل الذي
 یعنی اس عورت کا دیکھنا ہی چاہی اور یہ مرتبہ خاطر اور میل دونوں کی پیروی ہوتا ہے اور یہاں اعتقاد کبھی بین اور چہارم تہا اس کام پر عزم کا مصمم مقرر کرنا
 هو النظر اليها ويسمى هذا مقصدا ونية وهذا لم قد يكون له مبدأ ضعيف لكن اذا صفي القلب الخاطر حتى
 یعنی عورت کی دیکھنے پر اور اس کو مقصد اور نیت کہتی ہیں اور اس پہلے کام کا مبدأ کبھی ضعیف ہوتا ہے لیکن اگر دل خاطر کو صاف کرتا ہے بیان تک
 طالت فحاشته للنفس بتلك هذا المقصود ارادة مجزومة اذا ثبت هذا فالخاطر لا يؤاخذ به العبد لانه لا
 کہ آپ بین بت کہو نفس کی دراز ہو جاوی تو ہم پہلے تا ہی اور وہ بالجمہ ہوتا ہے جب یہ معلوم ہو چکا تو خاطر پر بندہ ہی مواخذہ نہیں ہی کیونکہ یہ خیال
 يدخل تحت الاختيار وكذا الميل وهو هيجان الشهوة لا يؤاخذ به العبد لعدم دخوله تحت الاختيار وهو
 اختیاری نہیں ہی اور اگر میل یعنی جوش شہوت کا آدمی ہی مواخذہ نہیں ہی کیونکہ اختیاری نہیں ہی اور اس حدیث میں یہ ہی مراد ہی
 المراد بقوله عليه السلام عفي عن امي ما تحدثت به انفسها لان حديث النفس عبارة عن الخواطر التي يقع
 میری امت سی حدیث النفس صاف ہوا ہی اسلمی کہ حدیث النفس خیالات ہوتی ہیں جو دلیلیں بی قصد آجاتی ہیں اور اونچہ
 في القلب ولا يتبعها عزم اذ لا يستعمل العزم حديث النفس وأما الثالث وهو اعتقاد وحكم القلب فسر قد بين ان
 کچھ عزم نہیں ہوتا کیونکہ ہم اور عزم حدیث النفس نہیں کہلاتا اور راتیسرا مرتبہ کہ وہ دل کا اعتقاد اور حکم ہی سو وہ دوا حل ہی زیادہ نہیں
 يكون اختياريا او اضطراريا فالعبد يؤاخذ بالاختيار ولا يؤاخذ بالاضطرار وأما الرابع وهو العزم فيؤاخذ
 یا اختیاری ہوگا یا اضطراری سو اختیاری میں آدمی مواخذہ ہی اور اضطراری میں مواخذہ نہیں ہی اور راتیسرا مرتبہ یعنی ہم سو نہیں
 به العبد لانه ان ندم على همه وترك الفعل خوفا من الله تعالى يكتب له حسنة لان همه وان كان
 بندہ ہی مواخذہ ہی اتنا ہی کہ اگر اپنی ہم پر نادم ہو کر اس کام کو اللہ تعالیٰ کی خوف سی ترک کیا تو ثواب ہوتا ہے اس واسطے کہ ہم انسان کا اگرچہ
 مسيئة لكن امتناعه ومجاهدة نفسه يكون من الحسنات التي يستحق بها صاحبها الثواب وان تعوق
 بہر ہی پر اس ہی باز رہنا اور اس پر نفس کا مجاہدہ حسنات میں ہی جبکہ عوض میں انسان مستحق ثواب کا ہوتا ہے اور اگر وہ کام
 الفعل بعائق وتركه لعدم اخواف من الله يكتب له سيئة لان همه فعل اختياري للقلب فيؤاخذ به صاحب
 کسی اور مانع کی سبب ہوگا اور کسی عذر سی نکلیا کچھ خوف الہی سی نہیں چھوڑا تو گناہ ہوتا ہے کیونکہ ہم تولد کا فعل اختیاری ہی سو اس پر مواخذہ ہوتا ہے
 فان من عزم على معصية وتغنى رعيه فعلها بسبب او غفلة لا يكون تركه خوفا من الله تعالى فكيف يكتب
 بیشک جس نے معصیت پر عزم کیا اور کسی سبب سی او سپر عمل دشوار ہو گیا یا غفلت سی رہ گیا تو ہم خوف الہی کی سبب سی باز نہیں رہا اب اس کو ثواب
 له حسنة وقد روى انه عليه السلام قال يحشر الناس على نياتهم ولا يشك ان من عزم في الليل ان يصوم ويقتل
 کیسا ہودی اور روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ آدمی اپنی اپنی نیتوں پر اوشیگی اور اسمیں شک نہیں ہی کہ اگر رات کو کسی نے عزم کیا کہ صبح ہوتی ہے تو
 مسلما او ذنی بامرأة او يشرب الخمر او يفعل غير ذلك من الذنوب فمات تلك الليلة يموت عاصيا مصرا على الذنوب
 قتل کر دن کا یا دفن عورت سی زنار و لگا یا شراب پیو لگا یا کوئی اور گناہ کر لگا پھر اسی رات میں مر گیا تو کچھ گناہوں پر دانا ہوا مر گیا
 ويحشر على نيته مع ان الواقع منه العزم على المعصية دون فعلها والدليل عليه ما روى انه عليه السلام قال اذا
 اور اپنی نیت پر اوشیگی کا باوجودیکہ آدمی صرف گناہ کا عزم واقع ہوا ہے کیا کچھ ہی نہیں ہی اور اسکی دلیل یہ روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا جب

التقى المسلمان بسيفهما فالقاتل بالمقتول في الناس قيل يا رسول الله هذا القاتل فما بال المقتول قال لانه لم يرد
 ووسلمان تولد ليكر مقابل هو في بين تو قاتل مقتول دون وجهي بين كسبي عرض كيا يا رسول الله سمعته تو قاتل بها مقتول كي كيا خطا هي فرماي اسلمى كروه هي
 ان يقتل صاحبه وهذا نص في كون المقتول من اهل الناس بمجرد الامراة معه انه قتل مظلوما فكيف لا يؤخذ
 تو يار كوقتل كيا چا هتا هتا اور به صاف بيان هي كمرقا رادة هي مقتول هي دوش هي با ووجود كيه مظلوم مارا كيا هي اب بنده سي نيت اور عزم پر كيونكر مواخذة نهين
 العبد بالنية والعزم وكل ما يدخل تحت اختياره فهو مواخذة الا ان يكفره بحسنة ونقص العزم بالندم حسنة
 هو كا اور جوابات اختيار كيا هي سوا ذم من مواخذة هي يا وسكا عرض كسي حسنة كودي اور عزم كا ندامت سي تو زنا هي حسنة هوتا هي

فلذلك يكتب حسنة وما قوت المراد بعاقب فليس بحسنة فلذلك يكتب سيئة في مواخذة العبد فكيف لا يؤخذ
 اسهني ثواب كيا جاتا هي اور ركا كام كقوت هوتا كيا مانع سي سوي حسنة نهين هي اسهي لي كنه ككها جاتا هي اور اسهني كوي سي مواخذة هي اب آدي سي

العبد بالاعمال القلوب والكبر والعجز والرياء والحسد والنفاق وحمة الخبايا من اعمال القلوب وقد قال الله تعالى
 افعال قلوب ليحي كبر اور خود بيخي اور ربا اور كينه اور نفاق پر كيونكر مواخذة هو اور خبايا تمام اعمال قلوب سي بين اور الله تعالى فرماتا هي

ان السهم والبصر الفؤاد كل اولئك كان عنه مسئولا فانه تعالى اخبر في هذه الاية ان العبد بكل واحد من
 بيك كان اور انكبه اور دل ان سب كيا اوتو پوچه هو ك بيك الله تعالى في اس آيت مين بهر خوي هي ك آدي سي بوض هر هر عضوي

تلك الاعضاء يكون مسئولا عنه فيما يدخل تحت اختياره مثلا لو وقع بصره على محرمة بغير اختياره لا يؤخذ به
 جوباتين اختياري بين پوچه هو ك مشا كيا ككها كسي حرام پر مي اختيار جاري هي تو اس نظر كا كچه مواخذة نهين هي بهر اگر اسكي بعد دوباره

النظر فان اتبعها نظره ثانيا يكون مواخذة بهذه النظرة الثانية لكونه مختارا فيها وكن لك خواطر القلوب تجري
 ككها ك تو اس ككها ثاني كا مواخذة هو وكي كيونكر اسهين اختيار بها اور اسهي سي دلي خطرات كا به هي

هذا يجري بل القلب ولي بالمواخذة لانه الاصل فان من حكم قلبه بشئ وكان مخطا فيه يصدر منه ما به ان خيرا
 راهي بلكه دل پر مواخذة اولي هي كيونكر سب كيا صل هي بيك جسكي دل في كسي بجا بات پر عزم كيا تو اسكا عرض هوتا هي اگر كيكهي تو نيك

فخير ان شرا فشر من ظن انه متطهر وحضر الجمعة وصلاتها ثم تذكر انه كان غير متطهر يكون مثابا بفعله وان
 اور اگر بهي تو بهر جيسي كوي خيال كوي ك مين پاك هو اور چا كراز جوه ادا كي بهر ياد آيا ك مين پاك هتا تو اس نماز كا ثواب هو كا اور اگر نماز

تذكرها ثم تذكر يكون معاقبا بتركه ومن وجد على فرشته امرأة فظن انها امراته فوطئها بهذا الظن لا يكون حاصيا بوطئها
 بون هي ترك كي بهر ياد آيا تو نماز چوڑ شيكا عقاب هو كا اور اگر كسي اپني بستر پر عورت ديكي گان كيا ك مير ي لي هي بهر اسهي خيال پر كوي جماع كيا تو اس جماع كيه ككها

وان كانت اجنبية وان ظن انها اجنبية فوطئها بهذا الظن يكون حاصيا بوطئها وان كانت زوجه كل ذلك بالنظر
 اگر چه غير عورت هو اور اگر اسكو اجنبی خيال كيا بهر اسهي خيال پر جماع كيا تو اس جماع پر ككها هو كا اگر چه اسكي لي بي هي هوتي بهر تمام باعتباره عزم

الى القلب ون الجواهر فان الوستوان اذا تكون مرفوعة من هذه الامة اذا يبلغ مرتبة العزم فاما اذا بلغت تلك المرتبة
 دل كي هي جوارح پر نهين هي كيونكر وسوسه اسامت كو جبك عزم كي درجه كونه بهنهي معاف هي اور اگر اوس درجه كو جاپنهي

فلا تكون مرفوعة بل يؤخذ بها العبد فيجزي عليه ان ينقصها بالندم ولا يستغفار حتى تنقل حسنة ولا يكون
 تو بهر متا نهين هي بلكه آدي سي اسهني مواخذة هي سوا وكو وجب هي ك عزم كو ندامت سي تو زني اور استغفار كوي تاكه ثواب لي اور نهين تو

الشيطان مستوليا على ملكة القلب فيخر اللعين وعد الذي حكاه الله تعالى عنه حيث قال لئن اخرتني الى
 شيطان دكي مملكت پر غالب هو جا وكي اور لعين اپنا وعده پورا كر كيا جسكي الله تعالى حكايه كرتا هي چنانچه فرمايما اگر تو مجھ کو دھيس دي

يوم القيامة لا حنتكن ذمته الا قليلا والمعنى انك ان اخرتني حيا الى يوم القيامة لا قود ثم حيث فاششت و
 قياست كي دن ك تو او كي اولاد كو دنا نهي ديون مگر تهور هي اور معني بهر مين ك اگر تو مجھ کو قياست كك زنده باقي رهنهي ديكي تو ابد مين او كك جانا هو كا ككهي لجا وكي

لاستولین علیهم استیلاء عقول الاقلیة منهم وهم المخلصون من عبادة الصلحین وهذا کقول اللعین کلا ین
 او پھر خوب فابکر لوگ
 لکم کچھ تھو دن پر جو تیری بندی
 اور یہ ایسا ہی ہے جیسی لعین کا یہ قول ہے البتہ
 لهم فی الارض ولا غوبینم اجمعین وانما عرف اللعین حصول هذا المطلب له مع انه لا یعلم الغیب استدلالا باراد
 او نہ بہارین دکھاؤں گا زمین میں اور وہ ہی ہوگا سب کو اور شیطان مردود اس مطلب کا یا جو دیکھ غیب دان نہیں ہی اس دلیل سے جان گیا
 فہم من کون مبدء الشر متعدد او مبدء الخیر واحد ان فی نفس الانسان قوة بصیحة شہوانیة وقوة سبھیة
 کہ اوغین آثار بدی کی بہت پائی اور مبدء الخیر کا ایک کیونکہ انسان کی نفس میں قوت بھیمی شہوانی ہوتی ہے اور قوت سبھی غضبی
 غضبیة وقوة وهمیة شیطانیة وهذه الثلاثة مستویة علیہ من اول الخلق داعیة له الی الشر وبعده
 اور یہ تینوں قوتیں تو آدمی پر ابتداء پیدائش سے غالب ہوتی ہیں شرکیہ بلاتی ہیں اور ان
 الثلاثة فیہ قوة عقلیة ملکیة وھما ان كانت طعیة الی الخیر لکن انما تکمل بعد استیلاء الثلاثة اولی علی القلب
 تین کی بعد قوت عقلیہ ملکے ہوتی ہے اور یہ قوت اگرچہ خیر کی راہ بتاتی ہے پر کامل جب ہوتی ہے کہ یہ تینوں پہلی قوتیں دل پر غالب ہو چکیں
 فلما رای العین ذلك علم ان ما یریدہ یکن حصولہ فان الشهوة والغضب قد ینقادان للانسان اقتیادا تاما
 پھر جب لعین نے یہ حال دیکھا تو جان گیا کہ میرا ارادہ ہو جانا ممکن ہے کیونکہ شہوت اور غضب بعضی دفعہ انسان کی خوب مطیع ہو کر
 فیعبائہ علی طریقہ الذی یسلکہ ویجسنان مرافقتہ فی سفرہ الذی ہو بصدہ وقد لیستحیان علیہ استغصہ
 جس راستہ وہ چلتا ہے اسی کی ادھر کرتی ہیں اور وہ جس سفر کی در پی ہوتا ہے اس میں رفاقت خوب کرتی ہیں اور کبھی اوپر نہایت سرکشی بنات
 ونذر حتی یملکناہ ولست بعد انہ دنیہ ہلاکہ وانقطاعہ عن سفرہ الذی بہ وصولہ الی سعادۃ الابد فینبغی لہ
 اور نذر ہی کرتی ہیں یہاں تک کہ اسی ملک ہو کر اسی کو مطیع کر لیتی ہیں اور اس میں انسان ہلاک ہو جاتا ہے اور اس سفر میں جہنم سعادت ابدی وصول ہوتی رہ جاتا ہے
 ان لیستعین علیہما بالعقل وان ترک الاستعانۃ بہ وسلطما علی نفسہ بہ ہلاک ہلاکا بینا ریخس خسرنا عظیما و
 انسان کو تو نہ میری چاہی کہ اوپر عقل میں مدد دے اور اگر عقل میں مدد نہ لے اور اپنی اور اوروں کو تسلط دینا تو ظاہر مان گیا اور شایہ تو مانا اور
 ذلك حال اکثر الخلق فان عقولہم صارت مسخرة لشہوتہم فی استنباط الخیل لقضاء الشهوة وكان من حقہم ان یکون
 اکثر خلق کا یہ ہے حال ہے کیونکہ انکی عقلیں قصار شہوت کی ہی جملہ حوالی نکالنی کو شہوت کی مطیع ہو گئی ہیں اور انکو یوں چاہی تھا کہ
 شہوتہم مسخرة لعقولہم فیا یفتقر الیہ العقل فان المؤمن قد یقع فی قلبہ خاطر الهوی فیدعوہ الی الشر فلیحقہ
 او کی شہوت
 عقول کی مطیع ہوتی ہیں شہوت کے ایک بیک بیک مؤمن کی دلیں کہی خطرہ ہو گا اگر بدی کی طرف ہلاتا ہے تو پھر اوکو
 خاطر الا یان فیمنعہ عن الشر ویدعوہ الی الخیر فینبعت الشیطان الی نصرۃ خاطر الشر فیکون داعیہ الهوی یحسن القمع
 خطرہ ایسا ہی بدیسی روک کر خیر کی طرف ہلاتا ہے اب شیطان بد خطرہ کی قوت کو اوہارتا ہے سو وہاں ہر اس کی نذر پر جاتی ہے اور دنیا کی لذتوں سے
 والیتنعم بلذات الدنیا فیمیل النفس الیہا فینبعت العقل الی نصرۃ خاطر الخیر ویوئج النفس دیقہ فعلہا ونیسیہا الی الجہل
 عیش اور جی کو پسند کرتا ہے اب نفس کو اوہر رغبت ہوتی ہے پھر عقل اسی مدد کو اوہر کر لیتی دلیں ڈالتی ہے اور نفس کو جھکتی ہے اور اسی پر کہہ کر اور جہل کی
 یشبہا بالہام فی هجوم علی الشر وعدم اکثر انہا بالعواقب فیمیل النفس الی نصرۃ العقل فیحمل الشیطان علی النفس حملۃ و
 نسبت دیکر دنگوئیں ملاتی ہے کہ جھکو برائی کی کثرت اور انجام سی بی ہوا ہی ہے نفیس کو عقل کی نصیحت پر رغبت ہوتی ہے پھر شیطان نفس پر کیا حملہ کر کر سمجھاتا ہے
 یقول لہا مالک تستعین عن ہواک وھل یوجد احد من اهل عصرک یمخلف ہوا ما تری ان اکثر علماء زمانک لا
 جھکو گیا ہو کہ اپنی عیش سے الگ ہوتا ہے تیری زمانہ میں کوئی ایسا ہی جو عیش سے الگ رہتا ہو دیکھتا نہیں کہ تیری زمانہ کی اکثر علماء
 یجتنون عن الهوی ولو کان شر لا صناعۃ عنہ افتترک لہم ملاذ الدنیا یمتنعون بہا وبتقی محروما مقصدا یضاد علیہا
 عیش پائی سے پھر نہیں کرتی اگر عیش و آرام برا ہوتا تو وہ ہی باز رہتی کیا عیش و لذت دنیا کی اوکو دیتا ہے اور تو مشقت میں محروم ہے تھو تیری ہر

اهل وقتك فيميل النفس الى مسوسة الشيطان فيجعل العقل على النفس حملة ويقول لها اهل هلاك الا من اتبع هواه ونفسه
اب نفس كود مسوسة شيطاني پر رغبت آتی گشتی ہی بہر عقل نفس پر حاکم کر کے مجھائی ہی کہ وہ ہی خواہش ہوا جو ہو اکی بچی لگا اور

الاحرق وواواہ آتقنن بلذہ سیرۃ وتترکین الذلجنة التي لايتناهي نعيمها ابد الا بادم تستحقين الم النار وتغترين
آخرت کی شہکا نیکو ہوں گیا کہ تو اس تہوڑی لذت پر قہامت کر جنت کی بی انتہا لذت جو کہی تمام نہو دی چہوڑ دیتا ہی کیا سزاوار دوزخ کا خدا کا ہوا چاہتا ہی

بغفلة الناس اتباعهم هو اعمهم مع ان عذاب النار لا يخف عنك بمعصية غيرك افترى ان الناس كلهم لو وقفوا في الشمس
اور لوگوں کی غفلت ہی کہانی ہوا ہوس کی بچی گہری ہیں دہو کو میں آتا ہی باوجودیکہ تجھی دوزخ کا عذاب اور کی معصیت کی سبب ہکا نہیں ہوگا ویکہ تو اگر تمام

يوم الصيف وكان لك بيت بارك كنت تساعدهم على القيام في الشمس ام تتألفهم وتذهب من الشمس الى ظل بيتك
دہوپ میں ہوں اور تیری ہی سرد خانہ ہو تو کیا تو اویکی سادہ دہوپ میں کڑا ہی گا یا اویکی برخلاف تو دہوپ میں ہی کبر کی سایہ میں چلا جا ویکہ

فانك اذا كنت تتألفهم فارد من حر الشمس فكيف لا تتألفهم فارد من حر النار فعند ذلك تميل النفس الى راي العقل وهي لا تتردد
پہر تو جب اویکی برخلاف آفتاب کی گرمی ہی بہا گئی ہی پہر کیونکہ اویکی برضوف آگ کی گرمی ہی نہیں بہا گئی پہر اب اس نہایتش عقلی ہی نفس عقل کی مشوہ پر متوجہ ہوتا ہی

تترو د متجادبة بين هذين الجدالين الى ان يغلب على قلب الانسان ما هو اولى به فان كان الغالب عليه الصفات الشيطانية
اسی دوزی میں کہی اور کہی اور ہر دو کوئی جاتا ہی آخر انسان کی دل پر وہ ہی الب آجاتا ہی جو اویکی حال کی مناسب ہو اگر او سپر صفات شیطانی غالب ہوں

يميل الى الشر ويحري على جوارحه بسابق القضاء ما هو سبب بعده من الله تعالى وان كان الغالب عليه الصفات الملكية
تو شر کی طرف متوجہ ہوا اور اویکی اعضا ہی بسبب سابقہ تقدیر کی وہ ہی ہوتا ہی جو اسہ تعالیٰ ہی دور ڈال دی اور اگر او سپر صفات ملکی غالب ہوں

يميل الى الخير يظهر على جوارحه بسابق القضاء ما هو سبب لقربه من الله تعالى وهذه الطاعة والمعاصي اذا ظهرت تكون
یعیل الی الخیر یظہر علی جوارحہ بسابق القضاء ما هو سبب لقربه من الله تعالى وهذه الطاعة والمعاصي اذا ظهرت تكون

تویر کی طر جکتا ہی اور اویکی جوارح ہی بسبب سابقہ تقدیر کی وہ ہی عمل میں آتا ہی جس ہی قرب الہی حاصل ہوا اور یہ طاعات اور معاصی جب ظاہر ہوتی ہیں

سلامات يعرف بها سابق القضاء والقدر وهي انما تظهر من خزان الغيب بواسطة خزائن القلب فانه خزان الملكوت
تو یہ نشان ہیں کہ انسی قضا اور قدر کا حکم معلوم ہو جاتا ہی اور طاعات اور معاصی خزانہ غیب ہی بواسطہ خزانہ دل کی ظاہر ہوا کرتی ہیں کیونکہ دل خزانہ

فمن خلق الجنة ليرتله الطاعة واسبابها ومن خلق النار ليرتله المعاصي واسبابها فانه تعالى خلق الجنة وخلق
باطنی ہی پس جو شخص جنتی پیدا ہوا ہی او سکھو طاعت اور اسباب طاعت مسیر ہوتا ہی میں اور جو شخص دوزخی پیدا ہوا ہی او سکھو معاصی اور اسباب معاصی سہل ہو جاتی ہیں

لها اهلا فاستعملها الطاعة وخلق النار وخلق لها اهلا فاستعملها بالمعاصي ثم عرف الخلق علامة اهل الجنة واهل النار
بیٹک اسد تعالیٰ فی جنت پیدا کیا اور جنتی پیدا کر کے طاعت میں لگا دی ہیں اور دوزخ پیدا کیا اور دوزخی پیدا کر کے معاصی میں لگا دی ہیں یہ خفقت کو نشانی جنتی اور

فقال ان الارامل في نعيم وان الفجار في عذاب نسأل الله تعالى ان يجعلنا من اهل الجنة ولا يجعلنا من اهل النار المجلس
دوزخی کی بتا دی ہی فرمایا بیٹک نیک لوگ آرام میں ہیں اور بیٹک گنہگار دوزخ میں ہیں الہی ہو جنتی کرنا اور نہ گردان ہو اہل نار مجلس

الرابع والتسعون في بيان ظهير الاسلام غريباً وسيعود غريباً كما بدأ فطوبى للغباء هذا الحديث من صحيح المصايب مرناه ابوهريرة ومعه ان
چورانویں اس بیان میں کہہ اسلام غریب غریب ہو جاتا ہی اور پہر ہو جاوے گا جیس ظاہر ہوا تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی ظہر اسلام ابتداء میں

غريب شروع ہوا ابتدا پہر غریب ہو جاوے گا جیس شروع ہوا ابتدا پہر غریب کو خوشی ہو دی یہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثوں میں ہی ابوہریرہ کی روایت ہی
اسلام فی ابتداء ظہر فی احاد من الناس قلة منهم ثم انتشر مشاع وصادقوا وبعد ذلك سيلحقه النقص الاختلا

اسکی معنی یہ ہیں کہ اسلام ابتداء میں کسی کسی آدمی ہی ظاہر ہوا اور بہت تہوڑا پہر پھیل گیا اور مشہور ہوا اور قوی ہو گیا اور بعد اسکی پہر او سپر نقصان اور خال آوے گا
حتی لا یبقی الا فی احاد من الناس قلة منهم وهم الغرباء وقد جاء تفسير الغرباء فی حدیث اخر انهم النزاع من القبائل یعنی

یہ مکہ کی نہیں رہی گا مگر کسی کسی میں بہت تہوڑا یعنی غریبا میں اور غریبا کی تفسیر ایک اور حدیث میں یوں آتی ہی کہ وہ تہوڑی میں قبیلوں میں ہی یعنی

انہم الذین کانوا قلیلا فلا یوجد فی کل قبیلۃ منهم الا الواحد او الاثنان بل لا یوجد واحد منهم فی القبائل والبلدان

یہ وہ لوگ ہیں جو تھوڑی تھی سو ہر قبیلہ میں انہیں ہی سوا ایک یا دو کی نہیں ہوتی بلکہ ایک ہی انہیں کا قبیلون اور شہر و زمین میں ہونگا

کما کان كذلك فی اول الاسلام فی حدیث اخر انہم الذین یصلون اذا فسد الناس یعنی انہم قوم صالحون عاملون بالسنة

جیسے اول اسلام میں انہیں تھی اور ایک اور حدیث میں ہے کہ یہ وہ لوگ ہیں جو پہلائی مکتبی ہیں جب لوگ بگڑ جائے ہیں مراد یہ ہے کہ وہ اصلاح پر ہیں سنت پر عمل کرتے ہیں

فی تر من فساد الناس فی حدیث اخر انہم الذین یصلون ما فسد الناس بعدک من سنتی فمیرتہم الغریاء المذحجون

جن زمانہ میں لوگ فساد کرتے ہیں اور ایک اور حدیث میں ہے کہ یہ وہ لوگ ہیں جو درست کرے گی جو کہ لوگ میری بعد میری سنت کو بگاڑ دین ان کی سوسہ جماعت غریب ہی

المغبوطون ولقلتم فی الناس جدا سمو غریبا وہم قسماں احدهما من یصل نفسه عند فساد الناس والثانی من یصل

جسکی مچ ہوئی اور دوسری مچ مرتبہ کی آرزو ہوگی اور چہ کہ یہ لوگ بہت کتر ہیں تو انکا نام غریبا ہو اٹلی دو قسم میں ایک تو وہ جو اپنا حال درست کر لی جو بگڑ جائے دو قسم کے

ما فسد الناس من السنة وهو اعلی القسمین وہم القائلون یوظیفہ الامر بالمعروف والنہی عن المنکر فمیرتہم الغریاء

جو اور لوگوں کی بگاڑی ہوئی سنت کو درست کریں اور یہ دونوں میں اعلیٰ درجہ کی ہیں یہ ہی لوگ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی وظیفہ پر قائم ہو گئی ہوں گی

فی اخر الزمان ولذلك وصفوا بالعرفۃ لقلتم کہما جاء فی بعض الروایات انہم قوم صالحون قلیل فی قوم سوء کثیر من

آخر زمانہ میں بہت کتر ہونگی اور اسی ہی غریب کا وصف ہے کہ یہ قلیل ہیں چنانچہ بعض روایات میں آیا ہے کہ وہ لوگ صالح ہیں اور کتر برکات قوم کی اندر

بعضہم اکثر من یطعمہم فی هذا الشارۃ لی قلتم وقلة المستجبین لهم وكثرة الخالفین لهم والعاصین لامرهم وهذا

جو بہت ہوں انکی بدخواہ بہ نسبت اطاعت کرنے والوں کی بہت زیادہ اور اس میں انکی اور انکی تواضع کی قلت کا اور دشمنوں کی اور نافرمانوں کی کثرت کا اشارہ ہے اور اس

الفصل العظیم الموعود لاهل الغربۃ انما ہلہم بنہم بین الناس وتمسکہم بالسنة بین ظلم الاعداء فاذا ارى المؤمن ما

فضل بگڑے کا جو اہل غربت کی ہی وعدہ ہوا ہے تو اسی ہی کہ وہ لوگ سب لوگوں میں غریب ہیں اور ہوا ہوں کی تاریکی میں وہ سنت کو کچھ نہیں پس جب کوئی مؤمن اس زمانہ میں

علیہ الناس فی هذا الزمان من البدع والضلالات وعدلہم عن الصراط المستقیم الذی کان علیہ رسول اللہ علیہ السلام

حال دیکھی یعنی بدعتیں اور بی راہیان اور سید ہی راہ سی الگ چلنا جس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

اور اسکی اصحاب ہی اور انکو اس راہ مستقیم پر بلائی اور انکی عمل منکرات کو تھوڑی پس پشت اور اس میں قیامت پر ہونگی اور اس میں کئی حال بہاویں گی اور اس میں

علیہم یحیلہم ورجلہم فہو غریب فی دینہ لفساد ادیانہم غریب فی تمسکہ بالسنة لتسکک بالبدع غریب فی اعتقادہ

ایں سوار اور پیادہ چڑاؤنگی اب وہ شخص اپنی دین میں غریب ہی کیونکہ اوکی دین سب فاسد ہیں اور یہ شخص سنت کی تمسک کر نہیں غریب ہی کیونکہ وہ بد لوگ جو ان

لفساد عقائدہم غریب فی طریقہ لفساد طرقہم غریب فی معاشرۃ معہم لانہ لا یعاشرہم فیما یرتکب نفوسہم وبالجملة

تمسک کی ہیں اپنی اعتقاد میں غریب ہی کیونکہ اوکی عقائد فاسد ہیں اپنی طریق میں غریب ہی کیونکہ اوکی سب طریق فاسد ہیں اوکی ساتھ گذران میں غریب ہی کیونکہ اوکی ساتھ نہیں

فہو غریب فی امور دنیاہ و آخرتہ لا یجیب مساعدا ولا معینا وقد قال اللہ تعالیٰ تعاونا علی البر والنقی ولا تعاونا

کہ وہ تمام امور دنیا میں اور آخرت میں غریب ہی نہ اوکی کوئی مددگار ہی اور نہ کوئی معین اور بی شک اللہ تعالیٰ فرماتا ہی آپس میں مدد کرو نیک کام پر اور پرہیز گاری پر اور

علی الاثم والعدوان فہو عالم بدینہ بین قوم جاہلین بدینہم صاحبین سنتہ بین اهل بدع داعی اللہ تعالیٰ ورسولہ

گناہ پر اور زیادتی پر پس وہ ہی ایک اوس قوم میں جو پناہ دین نہیں جانتی اپنی دین کا عالم ہی بدعتوں میں صاحب سنت ہی اسد اور اوکی رسول کی طرف

بین دعاۃ الی البدع والضلالات امر بالمعروف ناہ عن المنکر بین قوم المعروف عندہم منکر والمنکر معروف وهذا قال النبی علیہ

بلا تاتوا ہی اول قوم میں جو بدعتوں اور گمراہیوں پر ہلائی ہیں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کہتا ہی ان لوگوں میں کہ معروف اوکی عند یہ میں ہے اور بد اوکی عند یہ میں

یاتی علی الناس زمان الصابر فیہم علی دینہ کالقباض علی الجمر فانہ علیہ السلام یتن فی هذا الحدیث الذی یاخذ الناس

لوگوں پر ایک زمانہ آوے گا کہ ان میں دین پر صبر کرنے والا ایسا ہی جیسی اہل میں پتنگائی ہوئی بیشک نبی علیہ السلام فی اس حدیث میں بیان فرمایا کہ جو شخص تہ میں

لوگوں پر ایک زمانہ آوے گا کہ ان میں دین پر صبر کرنے والا ایسا ہی جیسی اہل میں پتنگائی ہوئی بیشک نبی علیہ السلام فی اس حدیث میں بیان فرمایا کہ جو شخص تہ میں

لوگوں پر ایک زمانہ آوے گا کہ ان میں دین پر صبر کرنے والا ایسا ہی جیسی اہل میں پتنگائی ہوئی بیشک نبی علیہ السلام فی اس حدیث میں بیان فرمایا کہ جو شخص تہ میں

لوگوں پر ایک زمانہ آوے گا کہ ان میں دین پر صبر کرنے والا ایسا ہی جیسی اہل میں پتنگائی ہوئی بیشک نبی علیہ السلام فی اس حدیث میں بیان فرمایا کہ جو شخص تہ میں

لوگوں پر ایک زمانہ آوے گا کہ ان میں دین پر صبر کرنے والا ایسا ہی جیسی اہل میں پتنگائی ہوئی بیشک نبی علیہ السلام فی اس حدیث میں بیان فرمایا کہ جو شخص تہ میں

لوگوں پر ایک زمانہ آوے گا کہ ان میں دین پر صبر کرنے والا ایسا ہی جیسی اہل میں پتنگائی ہوئی بیشک نبی علیہ السلام فی اس حدیث میں بیان فرمایا کہ جو شخص تہ میں

بالكف كما لا يمكنه الاخذ بالسهولة الا بالصبر الشديد فكل من يتسلك بالسنة ويعمل بها في آخر الزمان لا يمكنه ان
 يجيى او يكو ان كان لا يتبعه من سخط صبري سهل نسين هي
 على دينه بالسهولة الا بالصبر الشديد ولذا كان اجرة كثير كما قال النبي عليه السلام من يتسلك بسنتي عند فساد
 بدون برى صبري سهل نسين هي
 امتي فله اجر ما تمة شهيد وروى عن ابي امامة انه عليه السلام قال ان لكل شئ اقبالاً وادباراً ومن اقبال الدين فكنت
 فاسد هو جادى او اوسكى لى سوسهيبك اواب هي اور ابو امامة سيروا بيت هي كه نبى عليه السلام في فرمايا جوشى كا اقبال جوشى اور دبار اور بيشكدين كا اقبال بيت هي
 عليه من العمى الجباله وما بعثنى الله به وان من اقبال الدين ان تفقه القبيلة باسرها حتى لا يوجد فيها الا الفاسق
 كتم سب اند هي اور طاب تى محبوسه في بهيجا اور اقبال دين كا بيته هي كه تمام قبيله دانا هوگيا بيان مگه كاسمين فاسق سواى ايك
 والفاسقان فها مقهوران ذليلان وان من ادبار الدين ان تجفوا القبيلة باسرها حتى لا يرى فيها الا الفقيه والفقيه
 يادوكى نسين هي سوسى مغلوب اور خوار اور دين كا ادبار بيته هي كه تمام قبيله دين دونه پهر تو دمين سواى ايك يادو فقيهون كي نه ملي
 وهما مقهوران ذليلان لا يجدان حل في ذلك اعوان ولا انصار اذ انه عليه السلام وصف المؤمن العاقل بالسنة الفقيه
 اورده هي مغلوب اور خوار اس حال پر نيلو يكي كوي مدگار اور نه نيكار پس نبى عليه السلام في مؤمن كا وصف جو سنت پر عمل كرى دين كا فقيه هو
 في الدين بانه يكون في آخر الزمان عند الناس مقهوراً ذليلاً لا يجد معينا ولا نصيراً ولذا قال الثوري اذا مرايت العالم
 بهيه بيان كيا كوه آخر زمانه بين جب تمام لوگ فاسد هو جادى ويكي مغلوب هوگا اور خوار نه معين پاويگا اور نه مدگار اور هي لى لورى في كه هي جرحه ويكي كه عالم كي
 كثير الاصدقاء فاعلم انه مغلط لانه ان نطق بالحق انغصوه وعن كعب احبار انه قال لما تبتكم من هان تكرة فيه الموعظة
 بهيه دوست بين توسجلا كوه خالص نسين هي كيونكه اكره حق بولتا تو اوسكى سب شين بهيجا اور كعب اجار سيروا بيت هي كه بوسى كه البتة مگر ايك ايسازانه ونيكا
 حتى يخفى المؤمن بايمانه كما يخفى الفاجر بفجوره ويعبر المؤمن بايمانه كما يعبر الفاجر بفجوره وانما يعظم ذل المؤمن في
 ييكه كه مؤمن اپنا ايمان ليكر ايسى چيستا پهر يكي جيسى بدكار بدكار ييك چيستا هو اور مؤمن اپنى ايمان مطعون هوگا جيتى كا فخر سى مطعون هو تباى اور مؤمن كي ذلت آخر
 آخر الزمان لكثرة اهل الفسق والظلم والبدع ويكون بينهم غريباً كلهم يكرهونه ويؤذونه لخالفه طريقه لطريقهم
 زمانه بين اسهي لى بر جادى كي فاسق اور ظالم اور به عتي بهت بهت جادى ويكي اورده او دين تنها هو ويگا سب كي سب اوسكى خفي كرك ايد او يكي كيونكه اوسكار سته
 ومبانية مقصوده مقصوده عدم موافقه لهم فيما هم عليه لاسيما ان امرهم معروف ونهاهم عن منكر كما قال جنت
 او يكي سته سى مخالفه اور اوسكا مقصود او يكي مقصود سى الك هو ويگا اور او يكي حال طين هي موافق نسين هوگا خاص كراوس وقت كه معروف كا وعلوم اور بيشكدين كا
 اليماي ياتي على الناس زمان يكون فيهم حيفه حار احليم من مؤمن يا همم بالعرف وينهاهم عن المنكر وروى عن ابن عباس
 بن ايمان في كه هي كه لوكون پرايسازانه او يكي كه اكره موار كرا زياده محبوب هو يكي ايسى مؤمن هي كه او يكي بات بتاوى اور كناه سى بنه كرى اور ابن عباس سى
 انه عليه السلام قال ياتي على الناس زمان يذوب فيه قلب المؤمن كما يذوب الملح في الماء قيل بعد ذلك يا رسول الله في
 رو بيت هي كه نبى عليه السلام في فرمايا كه لوكون پرايسازانه او يكي كه مؤمن كلال ايسا هو جادى جيسى يني مين مگه هم جاتاي سيني عرض كيا سيني يادوكى اسم فرمايا
 مما يرى من المنكر فلا يستطيع تغييره فان من السلف من رأى منكراً فلم يقدر على انزاله فبالدوا ومنهم من عرض
 اسهي كه منكرات ديكيگا اور بدل نه سكيگا بيشك بعضي متقه بين في منكر كويديگا اور مانعت كي قدرت نسين هو يكي تو نزل موتى لگا اور بعضي
 اليماي وقد قال النبي عليه السلام اسد الناس بلاء الانبياء ثم الصالحون فكما ان الانبياء لم يخلو عن الابتلاء بالجلد
 اور بيشك نبى عليه السلام في فرمايا تمام لوكون سى زياده بلاء من انبياء بين بهر صغار سوسى انبيا منكرين كي ابتلاء سى خالى نسين هو يكي
 كن لك لا يخلو العلماء والصالحون والامرون بالمعروف والنهي عن المنكر عن الابتلاء بالمصيرين على المعاصي فان من
 ايسى هي علماء اور صلحا اور معروف كرا مكر نبوالى اور منكرات سى رو كنى والى اون لوكون كي ابتلاء مين مين جو معاصي پرازمى هو يكي بيشك جو شخص

الصبر فان اجره يوفى بغير حساب كما قال الله تعالى انما يوفى الصبرون اجرهم بغير حساب وقد جاء الامر
 صبري كرادسكا لوب بي حساب بي پنهانند تملک فرماي نهر تيزه لول هي کولتا بي اورنگا نيگ کن گزنت اور بيشک صبر کا حکم
 بالصبر مقاسرنا بالامر بالمعروف والنهي عن المنکر مصراحي قوله تعالى و امر بالمعروف وانه عن المنکر واصر على ما
 امر بالمعروف اور نہي عن المنکر کا ساتھ اس آيت میں صاف ہوا ہے اور سکا پہل بات اور منع کرانی ہی اور ہمار جو
 اصابتك ان ذلك من عزم الامور وفي هذه الاية اشارة الى ان من يامر بالمعروف وينهي عن المنکر قد يودي فاذا
 بغير شئی بيشک بغير ہر ہمت کی کام اور اس آيت میں ہر اشارہ ہے کہ امر بالمعروف اور نہي عن المنکر کرنا ہی کو تکليف دیتی ہے جب
 اوذي يجيب عليه ان يصبر ويعلم ان ما يجز عليه من اذى الخلق فهو بمشيئة الله تعالى وقضائه وقدره فيرا ان كان
 اوکو تکليف يدين ثوابا کو جواب دے گا کہ صبر کرے اور سمجھے کہ جو اوپر خلقت کی طرف سے تکليف گذرتی ہے سو موافق مشیت اور قضاء اور تقدير آتی ہے ہی لو کو ایسا سمجھے
 بالحر والبرد والمرضا اذا شاهد هذا يستريح ويتيقن ان ذلك كائن لا محالة لان ما شاء الله تعالى يكون ويحب
 تکليف کرے جائی کی کہہ بیماری کی جب یہ سمجھے تو رنج نہ ہو دیکھے اور یقین کر لے کہ یہ تکليف بالضرر ہونی ہی ہے کہ نہ جو اسے چاہتا ہی ہو کہ نہ ہی ہو کہ نہ ہی
 واما ليشا لا يكون بل عتيم وجوده فليس للخر من صفة بل لا بد له فيه من الصبر لان من لا يصبر على اصابه
 اور جو نہیں چاہتا ہرگز نہیں ہوتا بلکہ اس کا ہونا حال ہی اب گہر بہت کی کوئی وجہ نہیں ہے بلکہ ہمیں صبر ضروری ہے اسلی کہ جو شخص مصیبت پر بالا خستیا نہیں آتا
 اختيارا وهو محمود يصبر على اكثر منه اضطرارا وهو مذموم فينبغي له ان يصبر ويتروك الانتقام لانه ان لم يتر
 حال آگے محمومی ہی تو وہ اتنی بڑی مصیبت پر لاچار ہو کہ صبر کرنا ہی لو یہ مذموم ہی سو یہ ہی چاہی کہ صبر کر کے انتقام کی در پی نہ لے اسلی کہ اگر انتقام صاف
 الانتقام بل تشتغل به يعقبه الحزن والذل والندامة اذ يحصل بسببه العداوة والعاقل لا يامن من عدوه ولو كان
 ٹکر لے بلکہ انتقام میں مشغول ہو دیکھا تو اس کی بعد خوف اور ذلت اور ندامت ہو دیکھی اسلی کہ عدو پیدا ہو جاتی ہے اور مرد عاقل دشمن سے اگرچہ حقیر ہوئی تاہی چاہے
 حقير فاذا غفر وعفى فلم يشتغل بالانتقام يامن من حصول العداوة ويتخلف من وقوع الندامة مع ان في العفو
 اور اگر بخشید دیکھا اور صاف کر دیکھا اور انتقام پر متوجہ نہ ہوگا تو عداوت سے کچھ خوف نہ ہوگا اور ندامت سے ہی بچے گا باوجودیکہ عفو میں
 عزة اذ قد حزنه عليه السلام قال لما زاد الله عبدا يعفو الا غرابا لم ينجح له ان يقابله بالاحسان اليه لانه قد
 بڑی عزت ہی اسلی کہ کتابت ہی کہ نہی علیہ السلام فی فرمایا کہ مسلمان کو کفر کرنا ہی بندہ کو عزت ہی دیتا ہی بلکہ اوپر کچھ احسان کر دی کیونکہ اسے
 اهد اليه حسناته ونقلها من صحيفة نفسه الى صحيفة وريثه ان اساقته اليه نعمة من الله تعالى عليه حيث
 اپنی حسنات تحفہ دی ہیں اور اپنی نامہ اعمال میں سے اسے اپنی نامہ اعمال میں بدل دی ہیں اور یہ سمجھی کہ یہ اساتذہ کی بڑی ہی میری حق میں اللہ کی نعمت ہی کیونکہ
 جعله مظلوما يرتقب النصر في الدنيا والاخر في العفو لم يجعله ظالما يرتقب المقت في الدنيا والاخرة والعاقل لو
 جس کو مظلوم بنایا کہ دنیا میں اس کی نصرت ہی اور عقبی میں ثواب اور ظالم نہیں بنایا کہ دنیا اور آخرت میں ہر گز حق ہی اور جس عاقل کو
 خیر بلین هاتين الحالتين لاختارات يكون مظلوما لان ما يصيبه من اذى الخلق تكون كفارة لخطاياها اذ لا يصيب
 ان دون حالت کا اختیار دین تو البتہ مظلومیت کو پسند کرے اسلی کہ اسے جو تکليف خلقت ہی بھیجی گی اس کی گناہوں کا عوض ہو دیکھا کیونکہ دشمن کو
 المؤمن هم ولا غم ولا اذى الا كلف الله تعالى به من خطاياها وذلك في الحقيقة دواء يستعمل به ادواء الخطايا لان ما
 جو ہم پر غم یا کوئی تکليف ہوتی ہی تو اللہ تعالیٰ اس کی بدلہ اس کی گناہ اور دنیا ہی اور حقیقت میں یہ اس کی دوا ہی کہ اس کی گناہوں کی دیکھ خلقت میں کیونکہ
 يصيبه من اذى الخلق يكفيه الله كالدواء المار الكربة فينبغي له ان لا ينظر الى مارة الدوا ولا يروا كراهته ولا الى من
 اس کو جس قدر خلقت ہی تکليف ہو گی گناہ و غیر دوا ہی سو یوں چاہی کہ دوا کی تلقی اور دیر مزگی پر نظر نہ کرے اور نہ اس پر جس کی طرف سے آتی ہی
 يصل اليه من جهة بل ينبغي له ان ينظر الى نفعه ووصوله اليه من جهة من ينفعه بمضرة المجلس
 بلکہ دین چاہی کہ نفع پر نگاہ کرے اور جس طرف سے آتی وہ اپنی مضرت سے فائدہ دیتا ہی

والتسعون في بيان نعمة الصحة والفراغ وبيان مغيبات صاحبها قال رسول الله صلى الله عليه وسلم

اس بيان من كنه تندرستی اور فراغت والیکو کیا سخن ہوتا ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

وسلم نعمتان مغبون فيها كثير من الناس الصحة والفراغ هذا الحديث من عمل المصابيح رواه ابن عباس

دو نعمتیں ہیں کہ اولین اکثر لوگ خسارہ ہی اوستا ہی ہیں تندرستی اور فراغت یہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثوں میں ہی ابن عباس کی روایت سی

وصعناه ان الصحة والفراغ نعمتان عظيمتان لكن لا يعرف كثير من الناس قدرهما ما داموا فيه حيث لا يعلمون

اسکی یہ معنی ہیں کہ تندرستی اور فراغت دو بڑی نعمتیں ہیں پر اکثر لوگ انکی قدر نہیں جانتے جب تک تندرست اور فراغ رہتی ہیں کیونکہ نہ حال صالح

الصالحات ولا يتفكرون ليوم المات فان الانسان في حال صحته لا يقدر على كسب الخيرات ببذنه وماله

کرتے ہیں اور نہ موت کی دن کا کچھ سامان کیونکہ انسان تندرستی کی حالت میں اپنی بدن اور مال طوٹوسی خیرات حاصل کر سکتا ہی

واذا مرض يضعف بذنه عن العمل ويقصر يده عن ما له فيمأزاد على الثلث فلا يقدر على الطاعة ببذنه ولا على

اور جب بیمار ہوا تو بدن سے تھک رہتا ہی اور ہاتھ تھک رہتا ہی مال کی زیادہ سی کوتاہ ہو جاتا ہی اب نہ بدن کو طاعت پر قدرت ہوتی ہی اور نہ

التقصير في ماله الامقدار ثلثة فينبغي له ان يغتنم صحته ويجهت في اكتساب الخيرات ببذنه وماله وكذا في

مال پر قابو سوا ہی تہا ہی حصہ کی سولایت یہ ہی کہ اب صحت کو غنیمت جان کر بدن اور مال ہی خیرات کرلی اور ایسی ہی

حال فراغ يقدر على الطاعة بلا مانع فاذا بدل الفراغ بالاشتغال يظهر الموانع فلا يقدر على الطاعة فان

فراغت من طاعت بغير روك فوك قدرت هوتی ہی یہ اگر فراغت کی بعد دہندی میں لگ گیا تو موانع پیدا ہو جاتی ہیں طاعت کا اختیار کہاں رہتا ہی کیونکہ

الانسان قد يكون صحيحا لكن لا يكون متفرغا بل يكون مشغولا بامر المعاش وقد يكون مستغنيا لكن لا يكون

انسان کہی پہلا چنگا ہوتا ہی لیکن فارغ نہیں ہوتا بلکہ کائی کی کار بار میں لگا ہوتا ہی اور بعضی وقت تو لگتا ہوتا ہی پر تندرست نہیں ہوتا

صحيحا فاذا اجتمع فيه الصحة والفراغ فعليه الكسل عن الطاعة فهو مغبون ببيان ذلك ان الدنيا فر

اور جب اب کو صحت اور فراغت دونوں ہوں بہرستی کی مدی طاعت نکری تو وہ ٹوٹی میں ہی اسکا بیان یہ ہی کہ دنیا آخرت کی ہفتی

الآخرة وفيها القارة التي يظهر فيها في الآخرة فمن استعمل فراغ وصحته في طاعة الله تعالى فهو المضبوط كان

ہی اور دنیا میں ایسی شہادت ہوتی ہی جسکا قائد آخرت میں ملتا ہی چہ جی اپنی فراغت اور تندرستی کو اللہ تعالیٰ کی عبادت میں صرف کیا تو وہ ضبط والا ہی

الفراغ يعقبه الشغل والصحة يعقبها السقم ومن سترسل في الصحة مع نفسه الامارة بالسوء المخالفة الى الراحة

کہ فراغت کی بعد کار بار لگتا ہی میں اور تندرستی کی بعد بیماری لگتی ہوتی ہی اور جو شخص صحت میں ہمارا نظر لہا رہی جو ہمیشہ آرام طلب ہی ہی ہمارا بہتر تار

فترك المحافظة على الحدود والمواظبة على الطاعات يكون مغبون ولكن اذا كان فارغا فان المشغول قد يكون

اور نگہبائی حدود پر اور عادت طاعات پر نہ کی تو وہ خسارہ اوستا و لگا اور ایسی ہی اگر فراغ ہو دی کیونکہ کار بار کی بعضی وقت

له معذرة بخلاف الفاسرغ اذ يرتفع عنه المعدرة ويقوم عليه الحجة فينبغي له ان يغتنم فراغه ويسعى في

عذر ہوتا ہی برخلاف فارغ کی اسلی کہ فارغ کو کوئی عذر نہیں ہوتا اور سپر حجت قائم ہوتی ہی اب لایق یوں ہی کہ فراغت کو غنیمت سمجھ کر صالح اعمال میں

تحصيل الاعمال الصالحة ولا يضيع عمره فيما لا يعنيه فان كل نفس من نفاس العبر جوهر نفيسة لا قيمة لها الا

خوب سعی کری اور عمر کو بیکار نہ برباد نکری کیونکہ عمر میں ہی ہر ہر دم ایک نفیس ثا ہیا جو ہر ہر نفاس اسو سلی

صالح لان توصله الى سعادة الابد وتنقذه من شقاوة السوء فاني جوهر نفيس من هذه الجوهر فاذا ضيعها

کہ اوکل وسیلہ سی سعادت ابدی میسر ہو سکتی ہی اور ہمیشہ کی بدبختی سے بچ سکتا ہی ہر اس جوہر سی کو تساجوہر ستر ہوگا چہ اگر اسکو غنیمت سمجھ کر نہ

في الغفلة قد خسرنا عظيمنا واذا صرنا الى المعصية فقد هلك هلاكاً مبدئياً فان عمر الانسان مبدئاً لا عماله

تورہ اپنی ٹوٹا اور ہٹا یا اور جب اب کو معصیت میں لگایا تو بیشک ظاہر مانا گیا کیونکہ آدمی کی زندگی صالح اعمال کی ہی طرز میڈان

تورہ اپنی ٹوٹا اور ہٹا یا اور جب اب کو معصیت میں لگایا تو بیشک ظاہر مانا گیا کیونکہ آدمی کی زندگی صالح اعمال کی ہی طرز میڈان

تورہ اپنی ٹوٹا اور ہٹا یا اور جب اب کو معصیت میں لگایا تو بیشک ظاہر مانا گیا کیونکہ آدمی کی زندگی صالح اعمال کی ہی طرز میڈان

تورہ اپنی ٹوٹا اور ہٹا یا اور جب اب کو معصیت میں لگایا تو بیشک ظاہر مانا گیا کیونکہ آدمی کی زندگی صالح اعمال کی ہی طرز میڈان

تورہ اپنی ٹوٹا اور ہٹا یا اور جب اب کو معصیت میں لگایا تو بیشک ظاہر مانا گیا کیونکہ آدمی کی زندگی صالح اعمال کی ہی طرز میڈان

تورہ اپنی ٹوٹا اور ہٹا یا اور جب اب کو معصیت میں لگایا تو بیشک ظاہر مانا گیا کیونکہ آدمی کی زندگی صالح اعمال کی ہی طرز میڈان

تورہ اپنی ٹوٹا اور ہٹا یا اور جب اب کو معصیت میں لگایا تو بیشک ظاہر مانا گیا کیونکہ آدمی کی زندگی صالح اعمال کی ہی طرز میڈان

تورہ اپنی ٹوٹا اور ہٹا یا اور جب اب کو معصیت میں لگایا تو بیشک ظاہر مانا گیا کیونکہ آدمی کی زندگی صالح اعمال کی ہی طرز میڈان

تورہ اپنی ٹوٹا اور ہٹا یا اور جب اب کو معصیت میں لگایا تو بیشک ظاہر مانا گیا کیونکہ آدمی کی زندگی صالح اعمال کی ہی طرز میڈان

تورہ اپنی ٹوٹا اور ہٹا یا اور جب اب کو معصیت میں لگایا تو بیشک ظاہر مانا گیا کیونکہ آدمی کی زندگی صالح اعمال کی ہی طرز میڈان

تورہ اپنی ٹوٹا اور ہٹا یا اور جب اب کو معصیت میں لگایا تو بیشک ظاہر مانا گیا کیونکہ آدمی کی زندگی صالح اعمال کی ہی طرز میڈان

تورہ اپنی ٹوٹا اور ہٹا یا اور جب اب کو معصیت میں لگایا تو بیشک ظاہر مانا گیا کیونکہ آدمی کی زندگی صالح اعمال کی ہی طرز میڈان

الصالح المقترب له من الله تعالى والموجبة له جزيل الثواب في يوم الحساب وهذه هي السعادة التي ليس
جوانده تعالى سوى ترويك اور قیامت کی دن بڑائی ثواب ورجب کردی اور یہی وہ سعادت کہ انسان کی کئی

للانسان منها الا ما سعى كما قال الله تعالى وان ليس للانسان الا ما سعى فكل يفتن من عمره خاليا من عمل خدا
اسیر ہی دستای ہوتا ہی ہو کر کچھ چاہتا ہے خدا تعالیٰ فرماتا ہی اور یہ کہ آدمی کو وہی ملتا ہی ہو کہ یا پھر جرم زندگی کا عمل صالح ہی خالی گذرتا ہی

يكون حسرة وندامة عليه يوم القيمة على ما جاء في الخبر من ساعة يأتي على العبد لا ينكر الله تعالى فيها الا كانت
اوپر قیامت کی روز افسوس اور ندامت ہوگی چنانچہ حدیث میں آیا ہی کہ جب آدمی پر ایسی ساعت گزرتی ہی کہ وہ مین اس کی یاد نہیں کرتا وہ ہی اوسپر

عليه حسرة وندامة انه عليه السلام قال ما من احد يموت الا ندم قالوا وما ندامته يا رسول
حسرت ہوگی اور ابوہریرہ سے روایت ہی کہ نبی علیہ السلام فرمایا جو آدمی مرتا ہی سو نادم ہو دیکھا عرض کیا یا رسول اللہ ندامت کیا ہوگی

الله قال ان كان محسنا ندم ان لا يكون انزاد وان كان مسيئا ندم ان يكون ترفع وندامة عن ابن عباس انه قال
فرمایا اگر وہ نیکو کار ہی تو یقین نادم ہوگا کہ زیادہ کیوں نکمیا اور اگر بدکار ہی تو یہ ندامت ہوگی کہ کچھ مین باد آتا اور ابن عباس سے یہ حدیث ہی

في تفسير النفس المواتة ما من احد الا ويلوم نفسه يوم القيمة يلوم المحسن نفسه ان لا يكون انزاد احسانا ويلوم
کہ نفس المواتہ کی تفسیر میں کہا ہی جو کئی ہی سو قیامت کی دن اپنی ناکو ملامت کرے کچھ محسن یعنی نیکو کار کو یہ ملامت کہ نیکو کار حسنات زیادہ کیوں نہ کرے اور بدکار

الذمى نفسه ان لا يكون رجع عن اساءته فيما آتت العاقلة لا تضيق عرك الغفلة فاجتهد في تحصيل امتعة الاخرة فم
اپنی کچھ یہ ملامت کہ نیکو کار ہی باز کیوں نہ آیا سوای عاقل اپنی عمر غفلت مین ملت ہو اور آخرت کا سامان نہ کر نہیں کو شش کر او وقت کی پہلی

ان يحيى يوم لا تغفل على تحصيلها في ذلك اليوم فانك عن قريب تعان ذلك اليوم فتندم على ما فات من عرك في غير
کہ ایسا دن آجادی کہ تو اس روز کچھ حاصل نہ کر سکیگا اور اب تو جلد ہی دن کو دیکھ لیگا اور گذری ہوئی عمر پر جو ب کی عبادت ہی خالی گئی ہی

ربك ولا تنفعك الندم فان العبد اذا كان في شغل من اشغال الدنيا وكان يتنعم من العمل واحال ذلك العمل على فراغه
ندامت اور ہمتیگا اور ندامت ہی کچھ فائدہ نہ ہوگا بیشک جیسا ہی دنیا کی کسی شہدہ مین لگا رہتا ہی اور وہ مشغول ہی ہو کہ کئی اور اس عمل کو فراغت کی وقت برتنہ ہی

وقال اذا فرغت عملت فندم من انما فنته من وجهين احدهما انما الدنيا على الاخرة وليس هذا من شأن العقلاء وق
کہہ کہی فرصت ہوگی تو کو کچھ سوچ سکیگا حققت ہی دو وجہ سے ایک دنیا کا بند کرنا آخرت پر بہ عقلاء کی شان سے نہیں ہی

قال الله تعالى بل توثرن الخبيثات الدنيا الاخرى فندم من انما فنته من وجهين احدهما انما الدنيا على الاخرة وليس هذا من شأن العقلاء وق
اللہ تعالیٰ فرماتا ہی کہ توثرن الخبيثات الدنيا الاخرى فندم من انما فنته من وجهين احدهما انما الدنيا على الاخرة وليس هذا من شأن العقلاء وق

بل تخيرون الموت قبل فراغه او بعد فراغه لان انما الدنيا على الاخرة وليس هذا من شأن العقلاء وق
بل خیرتہ الموت قبل فراغه او بعد فراغه لان انما الدنيا على الاخرة وليس هذا من شأن العقلاء وق

فانما وجه من الموت فحسرت من انما فنته من وجهين احدهما انما الدنيا على الاخرة وليس هذا من شأن العقلاء وق
فانما وجه من الموت فحسرت من انما فنته من وجهين احدهما انما الدنيا على الاخرة وليس هذا من شأن العقلاء وق

فالواجب على العبد ان يبادر الى الاعمال الصالحة على ما حال كان قبل وصول الموت وحصول الموت لئلا يندم
پس آدمی پر واجب ہی کہ اعمال صالحہ مین جلدی کری کیسا ہی وقت ہو وی موت ہی پہلی اور فوت ہوئی ہی اگلی کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہی

وساير عوالم مغفرة من ربكم وجنت عرضها السموات والارض اعبدت للمتقين فان من تغلق قلبه بالدينا و
اور دور و خوشش پر اپنی رب کی اور جنت پر جسکا پہلا وی آسمان اور زمین تیار ہوئی ہی واسطی پر ہیز گاروں کی بیشک جسکا دل دنیا مین الجھتا ہی

اخذ منها القدم من الزمان على حاجته من الطعام والشراب واللباس يكون مضرة عليه الا ان يستعين به على
اخذ منها القدم من الزمان على حاجته من الطعام والشراب واللباس يكون مضرة عليه الا ان يستعين به على

حاجته الله تعالى لان كل احبه الانسان وظفر به لا بد ان يفارقه فان كان احبه لغير الله تعالى يحن
تو مضر نہیں کیونکہ جو چیز آدمی کو محبوب ہوتی ہی اور حاصل کر لیتا ہی تو بالضروری جدا ہو دیکھا اگر آدمی کی محبت سوا اللہ کی اور جس ہی تو اس کا فوت ہونا

موتہ من الالم فضلا عما احده الله تعالى من عذاب النار الذی من استحقاق الحقیقۃ الدنیا ووضوئہا والاحاصل
 علوہ اوی جواسہ تعالی فی دوزخ کا عذاب تیار کر رکھا ہی اذکی لئی جو دنیا کی زندگی دوست رکھتی ہیں اور پسند کرتے ہیں جو صبر ہی
 ان من احب شیءا سوی الله تعالی ولم یکن محبتہ لہ الله تعالی ولا لکونہ معینا لہ علی طاعة الله تعالی یحصل
 کہ سوای اللہ کی جو کسی شے کا محبوب رکھتا ہے اور اس کی محبت واسطی اللہ کی نحو اور اسے کدوہ طاعت الہی پر آمادہ کرتی ہی تو اسی ضرر حاصل ہوتا ہی
 لہ بہ الضرر سواء ظفر بہ اولو یظفر فانہ ان لم یظفر بہ یعیش یفصہ ولا یستریح من التعب فان ظفر بہ
 براہی کہ وہ شے حاصل ہو جاوی پند حاصل ہو کر ہو کر اگر نہ ہوتا ہی تو غصہ میں رہتا ہی اور قلب ہی آرام نہیں پاتا
 یکن ما حصل لہ من الالم قبل حصولہ ومن الحسرة علیہ بعد وفاته ما ضاعا فاما حصل لہ من اللذة والونال
 قویہ انیس پہلی کا الم جو ہو چکا اور بعد اذکی کم ہونی کی حسرت جو لذت ہی چند در چند ہوگی اور اگر اذکی کو
 العبد کل حظ من حظوظ الدنیا وکل لذة من لذاتہا ومضى عمرہ علیہا ولم یسعم فی تحصیل سعادة الاخرة یصیر
 دنیا کی تمام عیش اور دنیا کی ساری لذتیں میرے آئین اور عراسی میں تمام کر دی اور سعادت اخروی کی تحصیل میں سعی نہ کی تو مرقی ہی
 عند الموت کانہ لم یظفر بشیء من حظوظہا ولذاتہا وتعود تلك الحظوظ واللذات عنابالہ ویصیر معذبا
 گویا کچھ نہ رہتا نہ کوئی عیش تھا اور نہ کچھ لذت تھی اور وہ ہی عیش اور چین عذاب ہو جاوے گی اور وہ جو بھی عذاب
 بنفسہ کان منعایہ من جہتین من جهة قوتہ مع شدة تعلق قلبہ بہ ومن جهة عدم حصول ما هو انفع لہ
 پہنچنے کا جبکہ آرام پاتا تھا اس جہت ہی کہ وہ قوت ہوئی اور دلو اسوی بڑا لگاؤ تھا اور اس جہت ہی کہ جو بہت نافع
 وادوم فالمحبوب بالحاصل یقیوت عنہ والمحبوب الاعظم لا یحصل لہ فہذا اول ما یلحقہ عقیب موتہ من
 اور دوام کی لئی تھا حاصل نہ ہوا سو محبوب اتنا یا ہوا جاتا رہے گا اور بڑا محبوب حاصل ہوگا یہہ قوتہ عذاب ہی جو مرقی ہی دوزخ کی عذاب ہی پہلی
 العذاب قبل عذاب النار لان الموت لیس بعدم محض وفناء ضر بل هو مفارقة الدنیا ووقوعہ علی اللہ تعالی و
 پہنچنے کا اسلئی کہ موت عدم محض اور صرف فنا نہیں ہی بلکہ موت دنیا کی مفارقت ہی اور اللہ کی سامنے ہونا اور
 لا یبقی مع العبد عند الموت الاشیان العلم والعمل واما للعبد من المنجیات والباقیات الصالحات ویوصلانہ
 اذکی کی ساتہ مرقی دوم وہی چیزیں رہتی ہیں علم اور عمل اور یہہ ہی اذکی کو نجات دیتی ہیں اور نیک پس ماندہ ہیں اور اللہ تعالی کی
 الی اللہ تعالی والی لذة لقائه وھذه هی السعادة التي تتجلی لہ عقیب الموت ویصیر قبرہ روضة من ریاض
 دیدار کی لذت تک پہنچا دیتی ہیں اور یہہ ہی سعادت ہی کہ مرقی کی بعد جلد ہی سعی حاصل ہوتی ہی اور اس کی گوارا یک چمن بہشت کا بن جاتی ہی
 الجنة الی ان یدخل وان الرویۃ فی الجنة والمراد بالعلم العلم باللہ تعالی وصفاتہ وافعالہ وملكئکہ وکتبہ ووسائلہ
 یہاں تک کہ وقت جنت میں کی دیدار کا آجاتا ہی اور علم ہی مراد علم معرفت الہی کا ہی اور صفات کا اور افعال کا اور فرشتوں کا اور کتابوں کا اور رسولوں کی
 ما یجب العلم بہ من الاعتقادات والعملیات والمراد بالعمل العبادة الخالصة لوجه اللہ تعالی الموافقة لکتاب
 اور اور جو جو علم واجب ہیں اعتقادات اور عملیات کا اور عمل ہی مراد عبادت ہی جو خالص اللہ اور کتاب اللہ
 اللہ تعالی وسنة رسوله تم کل من العلم والعمل لا یحصل لا ببقاء البدن وصحته وبقائه وصحته لا یتسر لا
 اور سنت رسول کی موافق ہو یہہ کو ہی علم اور عمل حاصل نہیں ہو سکتا بقاء یا قی رہتی بدن اور تندرستی کی اور بدن کی بقا اور تندرستی نہیں میرے ہوتی
 بالقوت واللباس والمسکن وكل منها یحتاج الی اسباب فالقدر الذی لا بد منہ من ھذه الثلاثة ان اخذہ
 میں کبھی نہ سنی اور گھر کی اور ان سبکی لئی اسباب چاہی بہرہ مقدار جو ان تینوں کی لئی کافی ہو اگر آدمی فی دنیا میں ہی
 العبد من الدنیا الاخریہ لا یکن من ابناء الدنیا بل یکن الدنیا فی حقہ فرعة الاخرة فان الدنیا والاخرة
 آخرت کی لئی چاہی کہی تو یہہ شخص دنیا داروں میں نہیں ہی بلکہ دنیا اسکی حق میں آخرت کی کہی ہی کیونکہ دنیا اور آخرت

عبارت ان عن حالتين من احوال الانسان فالقريب الذي يسمى دينيا وهو كل ما ينقض في الدنيا قبل الموت والمترحم
انسان في دو حالتين هو في من سوا اول حالت نزديك في الدنيا الثاني

المتاخری سعی آخره وهو كل ما لا ينقض لذته بعد الموت فعلى هذا ان جميعه يكون للانسان اليه ميل ويكون له درك في آخرت كما في بي بي جكي لذت بعد موت کی تمام نمودی اس بیان کی موافق جو جو چیزیں کو آدمی کو اولاد پر رغبت ہوتی ہے اور اون کا

حظ اجل ليس من موم بل كل كان له فيه حظ اجل قبل الموت ولا يبقى له ثمرة بعد الموت فهو من الدنيا في حقه
 حظا هي هي سبب موم انهم ين بلكه جميع كراهي حظ هو دي موتی ایل
 ادوا و کا شمره موت کی بعد از ای ده هی ای کی حق من دنیا ای

وکل ما یکن له فیہ حظ اجل قبل الموت وبقی شریک بعد الموت کالطاعات والعبادات واما ینکون له اعانة علیہا فهو اور جسکا حظ ابھی موت سے پہلے ہو اور اسکا شریک موت کی بعد بھی باقی رہی جیسی طاعات اور عبادات اور جو عبادت کی مددگار بن سوسہ

ليس من الدنيا في حقه بل هو من الآخرة اذ روى انه عليه السلام قال حبيب الى من دنياكم ثلث الطيب في النساء
وكي حق من دنياهن من بلكا آخرت من داخل من اسوهمي كروثي كبري عبد الله في فها ميمكو شاري دنيا من سكا تين جيزين حبيب من خوشاود و عورتين

[illegible]

المجوس في الركوع والسجود انما يكون في الدنيا وكل ما يدخل في الحصر والمشاهدة في حق عالم الشهادة فيكون من الدنيا
ركوع اور سجود من دنياي من برتاي اور جو چيز محسوس اور مشاہد ہوگی جسے واقعہ اور عالم ظاہر ہی ہی دنیا ہی کی ہوگی

کن لا یعد منها بل یعد من الآخرۃ لمقاء ثمرۃ یسرنا الله تعالی المجلس السادس والتسعون فی بیان حقن اکل

فیه راحتہ کریمہ ص درخول المسجد قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من اكل من هذه الشجرة المنقمة فلا یب
موت ودر حین کہادی مسجد میں آئی سی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا جو شخص اس درخت بدلوئی کھادی تو ہماری مصلحت

بودار چتر کھادی سجدین الی سجدی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی فرمایا جو شخص اس حرکت بدجوئی نہ کرے تو پھر اسے جہنم میں نہ بھیجنا فالملکۃ تنادی ہما یتاذی منہ لا ینس هذا الحدیث من صحاح المصابیح رواہ ابوہریرۃ واسم الاشارۃ آدمی کیونکہ فرشتہ انبیاء میں جسے آدمیوں کو انداز ہوتی ہے یہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثوں میں ہی ابوہریرہ کی روایت سے اور اسم اشارہ یعنی اظہر

اوی کیونکہ فرسی ایڈائیانی ہیں جس کی ادیسرک کو ایڈائیانی ہی یہ حدیث مصباح کی صحیح حدیثوں کی ایڈائیانی اور ہیرہ کی وادی سی اور اس کے ساتھ ساتھ
تھے فیما اشارۃ الی جنس مالہ راشعۃ کرہیۃ واللعنی ان من کل شیء مالہ راشعۃ کرہیۃ فلا یقرین مسجداً والظاهر من
جواسی پیش میں آیا یہ اشارۃ الی طرف جنس مالہ کی اور اس کی ہم یہ کہ جو شخص پورا در چڑ کھادی تو ہر گز ہمارا مسجداً کی نزدیک نہ آوی اور اضافت سے

مضافاً ان يكون المراد من المسجد مسجد النبي عليه السلام لكن الجيم قد قالوا هو عام لكل مسجد لقوله عليه السلام
 انهم يسمون كل مسجد مسجد نبوي اي صلي الله عليه وسلم

حدیث اخرفلا یقرین المسلمین بل الحقوابہ کل جمع الخیر لمجلس العلم و مصلى العید و الجنائزہ وغیرہا لوجود العلة
 شیخین یوں آیا ہے وہ مسجدین کی نزدیک نہ آوی ملکہ علما فی تمام انبوه خیر کو جیسی مجلس علم کی اور عید گاہ اور جنازہ وغیرہ کو مساجد میں داخل کیا کہ نہ کو عید

هي تاذي المثلثة والناس في اثان هذا ليس ليأ عن دخول المسجد وحضور الجماعة لان الجماعة سنة مؤكدة فتشبه
بوسعي ملائكة كي اور آدمون كي تحلف بغيره مسير من آني سمي اور جامع من ملني على انفسهم بوسعي سمي اليه كرامت من موكدة واحكي ملني بوسعي سمي

جب فلا یذنب فی ترکہا یا استعمال طایع من حضور ہا بل تھونہی عن تناول طایع من دخول المسجد وحضور الجماعة
باعت کا ترک کرنا ایسی چیز کی استعمال جو جماعت ہی بند رکھی لائی نہیں ہے بلکہ یہ ایسی چیز کی کہانی کی جو مسجد میں آئے اور حضور جماعت سے منع کری

عن أبي بصير عن النبي صلى الله عليه وآله وسلم قال: إذا وجد من رجل في المسجد مائة البصل أو الثوم أو ربه فاخرج إلى البقيع وهذا ما
 رواه في الحديث عن النبي صلى الله عليه وآله وسلم قال: إذا وجد من رجل في المسجد مائة البصل أو الثوم أو ربه فاخرج إلى البقيع وهذا ما

آپ کا یہی علیہ السلام کسی شخص میں ہی ہو یا ز یا مہسن کی بانی تو ہم کوئی کار و بیعت میں نکال نہیں
اسی کی فقہاء اہل حق

وعلیکم بالدم والحلوی الطیب والحام وذكر فی القول ان جميع اصناف الدخان محففة بخورهم الا من خشي فيه
 اور چکنائی اور مٹھائی اور خوشبو اور حام لازم کرلو اور قولن میں مذکور ہی کہ تمام قسم کی دھوئیں اجزاء ارضی کی تاثیر سے خشکی کرتی ہیں اور اس میں
 لایسیرۃ قال بعض الفضلاء فاذا کان جميع اصناف الدخان محففا یكون هذا الدخان محففا للرطوبات البدنیة
 کچھ تھوڑی ناریت یعنی حرارت ہوتی ہے بعضی فضلاء کہتے ہیں جب تمام قسم کا دھواں محفف یعنی خشکی تاپو تو حقد رطوبات بدنہ کو خشک کرتا ہوگا
 فیکون مودی الحصول امراض كثيرة فلا یجوز استعماله لوجوب حیانة النفس عن الحق الضرر وقد ذکر فی نص الاحتیاط
 یہ تو اتنی بہت ہے امراض پیدا ہونگی بس تو اسکا پینا جائز نہیں ہے اسلی کو فرضی جان کا بچا نا واجب ہے اور ضابطہ احتساب میں مذکور ہے
 ان استعمال المضرحام فان قيل بعض اطباء قد یعالجون بعض الامراض ببعض اصناف الدخان ویستأمنون
 کہ مرضی کا برتن حرام ہے پھر اگر کوئی اعراض کرے کہ بعضی طبیب کہیں کہیں بعضی مرضیوں کا کسی قسم کی دھوئیں سے علاج کیا کرتی ہیں اور اسکا فائدہ ظاہر کرتے ہیں
 فکیف یصح المنع عن استعمال جميع اصنافه فالجواب انهم یعالجون لحظۃ یسیرۃ لا علی الدوام حتی یحصل ما ذکر من التخییف فان
 پھر مانعت تمام قسم کی دھوئیں سے کیونکہ درست ہے سو جواب یہ ہے کہ وہ دم بہر کی لئی علاج کرتی ہیں ہمیشہ کی لئی نہیں کرتی تاکہ اس میں خشکی پیدا ہو جاوے پھر اگر
 قيل ما ذکر من التخییف لا یضر فی البلغم لکثرة رطوباته وانتفاعه بتخییفها فمما وجہ المنع عن هذا الدخان فالجواب
 کوئی کہی کہ خشکی بلغمی مزاج والی کو ضرر نہیں کرتی کیونکہ رطوبت بہت ہوتی ہے اور خشکی سے نفع ہوتا ہے اب حقد کی ممانعت کی کیا وجہ ہے تو جواب یہ ہے
 ان حد الانتفاع به مجهول فلا بد من معرفة ذلك من طبیب حاذق عارف بالامزجة والقدر الذی یتنفع به والا فلا اقدام
 کہ انتفاع کی حد معلوم نہیں ہے سو اسکا معلوم کرنا ایسی طبیب حاذق سے جو مزاجوں سے واقف ہو اور اول مقدار کا معلوم کرنا جس میں نفع ہو ضرور چاہی اور میں نے نہیں
 علیہ حرام مطلقا لوقوع التردد بین السلافة وعدمها فالعدل من کان یتستعمله قد اختلفوا فیہ فمنهم من یقول بضره
 مطلق حرام ہے کیونکہ سلامتی اور عدم سلامتی میں تردد ہے بیشک عدول اشخاص جو حقد پیتی میں اختلاف کرتی ہیں بعضا ضرر کا قائل ہے
 ومنهم من یقول بعدم ضرره ومنهم من یشک فیہ لکن الفرق الا غالب الذی جانب الحق البہ اقرب لمزید دیا نتم یقول
 اور کوئی کہتا ہے ضرر نہیں کرتا اور کسی کو اس میں شک ہے لیکن فریق اغلب جنکی طرف باعتبار افزونی دیانیت کی حق پایا جاتا ہے کہتا ہے
 انه یحدث فی ابتداء قوة فی الجسم وحدة فی البصر ونشاط فی الاعضاء وهما فی الطعام فاذا حصلت المدوامۃ یورث
 کہ ابتداء میں توجہ میں قوت اور بینائی میں تیزی اور اعضا میں نشاط اور طعام میں اضمہ پیدا کرتا ہے اور جب عادت پڑ جاتی ہے تو بینائی پر
 غشاوة فی البصر وثقل فی الاعضاء وامساک فی الهاضمة وضعف فی البدن لانه كما قال الاطباء یجفف مع نوع حرارة
 پر وہ سا اور اعضا میں بوجہ اور اضمہ میں امساک اور بدن میں سستی آجاتی ہے اسلی کہ موافق قول طبیبوں کی حرارت کی سائے خشکی کرتا ہے
 فیفعل فی ابتداء ما ذکره والا فی انتہاء ما ذکره اخرا علی انه لو تحقق نفعه فبعد انتفع یستم من استعماله لانه حیث ان
 سوال اول تو وہی تاثیر ہوتی ہے جو اول بیان کیا اور انجام کو وہی ہوتا ہے ہر بیان کیا علاوہ یہ ہے اگر نفع ثابت ہے ہو تو بعد نفع کی پینا منع ہے اسلی کہ اب
 ینکون دواء ولا یجوز استعمال الدواء بعد زوال المرض لانه اذا لم یجبرہم ضار بزیلہ یا یلحق من البدن الا تری ان الخضر المحرمة بالنفس
 دوا ہوگا اور دوا کا استعمال کرنا بعد زوال مرض کی جائز نہیں ہے اسلی کہ تجب مرض نہیں ہوگا جسی دور کرے تو بدن میں اثر کرتی ہے دیکھ تو شراب قطعی حرام ہے اور قرآن
 قد اخرج القرآن بنفعها كما قال اللہ تعالیٰ یسئلونک عن الخمر والمیسر قل فیہما اثم کبیر ومنافع للناس والاثم اکبر من نفعها
 سے اسکا نفع ثابت ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے تجھ سے پوچھتی ہیں حکم شراب اور جوئی کا تو کہہ ان میں گناہ بڑا ہے اور فائدہ بھی تو گون کو اور اگر گناہ فائدہ
 لکن جانب النفع اذا قابلہ جانب الضرر یجوز جانب الضرر حتی قال الفقهاء لو کان فی شیء وجہ کثیرۃ توجب الحلی والجواز ووجہ
 سبائی کہیں نفع کی جانب جب ضرر کی مقابل پڑتی ہے تو ضرر کا لحاظ کیا کرتی ہیں یہاں تک کہ فقہاء کہتے ہیں اگر ایک شے میں کئی وجہ حلت اور جواز کی ہوں اور ایک
 وجہ وجب المحرمۃ وعدم الجواز یرجح جانب الحرمة احتیاطا ثم فی مصروف حرمة الانشیاء وابطاحتها وجہ حسن یرجع الی
 بہت حد جواز اور عزم سے انیم تہ ہو احتیاط کی لئی حرمت کی جانب کہ تہ پر کہیں گے ہر ہمارے کہ عمت اور اباحت دریافت کرنی کی اجہی وجہ ہی صحیح

الى الاصول وهو ان الحق في الاشياء قبل البعثة ان لا يكون فيها حكم وبعد البعثة اختلف العلماء فيها على ثلاثة اقوال
 الاول انها متصفة بالحرمة الا ما دل دليل الشرع على اباحته والثاني انها متصفة بالاباحة الا ما دل دليل الشرع على
 حرمة والثالث هو الصحيح ان يكون فيها تفصيل وهو ان المضار متصفة بالحرمة بمعنى ان الاصل فيها الاباحة لقوله
 هو الذي خلقكم في الارض من المنافع لتتفعلوا بها وعلى هذا القول الثالث الصحيح يخرج حكم هذا الدخان ايضا فانه
 لو كان نافعا لكان الاباحة لكن قد ثبت باخبار الحذاق من اطباء انه مضر ولو في الاجل فيكون الاصل فيه الحرمة
 بل كوقوع الشك في امره فقلب جانب الحرمة كما هو القاعدة الشرعية فانه عليه السلام قال الحلال بين والحرام بين و
 بينهما مشبهات لا يعلم من كثير من الناس فمن اتقى الشبهات فقد استبرأ لدينه وعرضه ومن وقع في الشبهات كان
 كالراعي الذي يحول الحصى يوشك ان يقع فيه واختلف العلماء في حكم هذه الشبهات فنذهب بعضهم الى حرمة كل ما
 اخبر في هذا الخبرين ان من ترك ما اشتبه عليه حكمه ولم ينكشف له حقيقة امره يكون دينه سالما ما يفسده
 او ينقصه ونفسه ناجيا ما يعيبه ويلازم عليه ومن لم يترك بل فعله يقع في الحرام وهذا الدخان ما اشتبه حكمه
 ولم ينكشف حقيقة امره فمن تركه ولم يستعمله يكون دينه سالما من الفساد والنقصان ونفسه ناجيا من العيب
 والوميلين لان ما ومن لم يترك بل استعمله يكون واقعا في الحرام وقهيب بعضهم الى كراهته لما جاء في حديث اخر انه عليه السلام
 قال لا صول ثلاثة امر تبين لك مرشده فاتبعه وامر تبين لك حذره فاجتنبه وامر اختلف فيه فذر ما يربك الى ما لا يربك
 ولا شك ان امر الدخان ما امر به واقع في الاضطراب فاقول ما تبين الكراهة ولا يظن انه يثبت في درجة الاباحة بتعلل
 كثير مما يتعاطاه انه نافع ودواء لكل داء وانهم وجدوا في استعماله دواء لا مرضهم لان ذلك من تلبيس ابليس عليهم وتزيينه
 ان دلائل ما ذكره كثير من الذين فاندوه كرتي اورهم وكرهم كدواهي اورهمي في انما امراض كوفيد با السلي كيه تفرير من شيطان في شيطان او ابليس في تزيينه

في قوله وان المنافع متصفة بالاباحة
 في قوله وان المنافع متصفة بالاباحة
 في قوله وان المنافع متصفة بالاباحة

لهم حتى يتولد من تلك آفة الادواء في عاقبة امره لان تكراره يؤدي ما يقابله في تولد منه الحرارة فيكون في عاقبة امره داء
 تارك آخر كواحدة كثافت في بياض العينين كيوكة اسكا تكرر ابنى مقابل كوايد ايتا بي بهر ابي حرارت پيدا ہو جا تی ہے آخر کو مرض ہو جا تا ہے
 الادواء ثم يلزم على قولهم ان يكون الناس كلهم مرضى وان يكون مرضهم في جميع الفصول الاربعة من نوع واحد ان يكون
 دواهمين ہوتا ہے اور انکی قول کی موافق لازم آتا ہے کہ تمام لوگ بیمار ہوں اور انکا مرض ہی تمام چاروں فصول میں ایک ہی طرح کا ہو وی اور انکا
 معالجہ ہی تمام فصول میں ایک ہی طرح پر ہو وی اور انکا بطران کس کا قیاس پر پوشیدہ نہیں ہے بہر اس میں مان چاہیے ہوتا ہے کیونکہ خوب مہنگا
 بائیں غال فیدخل في الاسراف المحرم وقد كتب بعض المالکية في الديار الحجازية جوابا عن سوال يتعلق بالرخان وهون
 ضرریتا ہی اب اسراف ہوتا ہے جو حرام ہی اور کسی مالکی مذہب والی فی دیار حجاز میں ایک سوال کا جواب لکھا ہے جو دہلوی کی باب میں ہی یعنی
 استعمال الرخان حرام كاصله لان اصله الخشب والنار لكونه اجزاء من الخشب مخروجة اجزاء من النار وهون حيث اجزائه
 دخان كما استعمال كرا حرام ہی جیسی اوکی اصل پہلی کہ اوکی اصل کڑی ہی اور آگ کیونکہ کڑی ہی کی اجزاء آگ کی اجزاء میں ہی ہوتی ہیں اور وہ باعتبار اجزاء ان کی
 النار التي فيه يحرم استعماله لقوله تعالى ان الذين ياكلون اموال اليتيم ظل انما ياكلون في بطونهم نار افلا ينصرون
 استعمال کرا حرام ہی بدلیل اس آیت کی جو لوگ کہاتے ہیں یتیموں کی مال ناحق وہ یہہ ہی کہاتے ہیں اپنی بیٹے میں آگ اب اس نص سے
 على حرمة النار فيحرم الدخان الحاصل منها وايضا انه تعالى جعله ما يعذب به حيث قال في حق قوم يوش عليه السلام
 حرمت آگ کی معلوم ہوئی سو دھواں ہی حرام ہوا جو آگ ہی نکلتا ہے اور یہہ ہی کہ اسد تالی دہلوی کو عذاب کی سبب میں مقرر کیا ہے چنانچہ یوش علیہ السلام کی
 لما امنوا كشفنا عنهم عذاب الخزي في الحيوة الدنيا فان العذاب المكشوف عنهم كان دخانا وقال في آية اخرى فلما تقب
 قوم کی حق میں فرماتا ہے جب یقین لائی کہ لو دیا یعنی اونہی دلت کا عذاب دنیا کی جتنی کیونکہ جو عذاب اونہی دلت ہوا تھا دہلوی ہی تھا اور ایک اور آیت میں فرمایا ہے
 يوم تاتي السماء بدخان مبين يغشي الناس هذا عذاب اليم ولكن الدخان المذكور في هذه الآية معناه الحقيقي على قول
 سقوت رادہ ویکہ جبرک کراوی اسمان دھواں صریح جو کہیں کی لوگوں کو یہہ ہی کہہ کی مار اور دھواں ہی اس آیت میں جو مذکور ہے ایک قول کی موافق حقیقی معنی مراد ہیں
 وعلى هذا القول يكون النظم الكروي صريحا في كون الدخان عذابا اليما واثابه المتعذيب يحرم استعماله فان الفقهاء
 اور اس قول کی مطابق مضمون آیت صریح ہی کہ دھواں سخت عذاب ہوتا ہے اور جس شی میں تعذیب واقع ہوئی ہے اسکا استعمال حرام ہی کیونکہ تمام فقہاء
 قد انفقوا على وجوب الفرار من محل العذاب كبطن محسرة فانه على لفظ اسم الفاعل من التحسیر اسم واحد اهلك الله تعالى
 متفق ہیں کہ محل عذاب ہی بھاگنا چاہی جیسی بطن محسرة محسرة فاعل کی وزن پر تحسیر میں ہی ایک جگہ کا نام ہی جہاں اسد تالی فی اصحاب فیل کو
 فيه اصحاب الفيل فاذا وجب الفرار من محل العذاب فوجب الفرار من العذاب لولى ثمان المستعملين له تربهم انه يخرج
 ہلاک کیا جیتا اور جب محل عذاب ہی بھاگنا واجب ہوا تو جس شی عذاب ہوا سو اولی تربھاگنا واجب ہی بہر حقہ میں والوں کو تو دیکھتا ہے کہ اوکی حق
 من جليتهم وانهم وفيه تشبيه باهل النار وبالدن يهلكون في آخر الزمان من الاشارة كما جاء في الخبر انه يكون في آخر
 اور انکی سی دہلوی نکلتا ہے اور اس میں دوزخیوں کی مشابہت ہی اور اوکی مشابہت ہی جو آخر زمانہ میں ضرر لوگ ہلاک ہوگی چنانچہ حدیث میں آیا ہے کہ آخر زمانہ میں
 الزمان دخان يملأ الارض يقيم على الناس اربعين عاما المؤمن فيصيبه منه كهيئة الزكام واما الكافر فيخرج من انفه واذنيه
 دھواں پید ہوا کہ تمام زمین کو بہر دیکھا لوگوں پر چالیس دن تک بیگنا ٹوس کو تو اسکا اتنا اثر ہوگا جیسی زکام اور اس کا کافر سوا کی ناک میں سے اسد کا نون میں
 وعينيه حتى يصير اس احدهم كالراس الحنيد اي المشوي فلا ينبغي للمؤمن ان يتشبه باهل العذاب ولا ان يستعمل
 اور انگوٹھ میں ہی دھواں نکلیگا بیان ہلکہ ایک ایک کاہہ جیسا ہوا جاگا اس ٹوس کو لایق نہیں ہے کہ عذاب والوں کی مثل ہی اور نہ یہہ چاہیے کہ کسی چیز برتی
 ما هو من نوع العذاب ولا ما هو من ملابسات اهل العذاب وقد كره جمع من العلماء التخميم بالحديد والنحاس لما ثبت في
 جو عذاب کی ہو اور نہ وہ جو اہل عذاب کی مناسب ہو اور اکثر علماء لوی اور تابی کی انگوٹھ پہنا کر وہ کہتی ہیں کیونکہ حدیث میں ثابت ہو چکا ہے

الحديث القائلية اهل النار وسمي على ما ذكره الباقون في مختصر الاحياء انه عليه السلام كان يكره الطعام السخن
 كسيرة ونور خيول في زيورين اور موافق بيان بالا في مختصر الاحياء من ثابت بن كبري عليه السلام كرم كنانا مكره جاني بني
 ويقول ان الله تعالى لم يظعننا ناراً وهذا الدخان والى الكراهة لانه فمختلط باجزاء نارية كما هو معلوم بل يمكن استعماله
 اور فرمائي كه الله تعالى لم يظعننا ناراً كبري في هين بنائي اور بهر دكان نوازي تركوه هي اسلي كه اجزاء نار هي ملا هو اي چنانچه كدر چكاي بهر اگر اسلي استمكن
 الاحياء سنة الكفار الذين اخرجوه واطهروه في بلاد الاسلام توصل الى اضرار اهل الايمان لكان باعثا للعاقل
 كچه نه تاسوا ورفق طريقه كفاركي جنون في ايجاد كركر بلا واسم من يميز يا تا كه ايمان والون كاضر بهوي استبا هي عاقل كي واسطى اجتناب كرنكو
 على اجتنابه واما عاقل رنكابه بل كويم يكن في استعماله لا تسويد الثياب ولا يدان وكراهة الريح ولا نتان لكان
 بر باعث نه او اختيار كرنسي بر مانع نه بلكه اسلي استعمال مين اگر كچه نه تاسوا سياه هو في كرون اور بدن كي اور لو اور ستر اسند كي تو بهي
 من اجر العاقل عن استعماله لكن اكثر اهل الزمان طبائعهم جامدة صعبة الانقياد مائلة دائما الى ما لا يعنيه من انفسهم
 عاقل كوي اسلي استعمال سي كونه موجود نه ليكن اس نه انكي طبيعتين اكثر كنه غير طبيعي مين هميشه يهوده كام كي طرف متوجه هتي مين اگر بهي بات نه كونا في
 لا يقبلوا وان علموا لم يتعلموا وان فهموا لم يفهموا وان يعملوا بما فهموا وهم من الذين ان يروا سبيل الهدى
 اور اگر كنه نه سي كه مين اور اگر سمجها و نه سمجھين اور اگر سمجھين تو اسكي موافق كهي عمل نكرين يته اول كوكون مين مين اگر كمين نه سوزاري
 لا يتخذوه سبيل الان يروا سبيل الغي يتخذوه سبيل لايسرنا الله تعالى عملا موافقا لرضاءه بلطفه وفضله وكرمه
 وه نه بر او مين راه اور اگر كمين نه راه اولي او كونه بر او مين راه الهي همير عمل موافق اپني رضا كي اپني لطف اور فضل اور كرم سي اسان كر
 المجلس السابع والتسعون في بيان لزوم ترك ما لا يعنيه من القول والفعل قال رسول الله صلى
 ستا نين مجلس اس بيان مين كره ترك يهوده كا لازم هي بات هو يا كام رسول الله صلى الله

عليه وسلم من حسن اسلام المرأة ترك ما لا يعنيه هذا الحديث من حسن المصاير مرواه ابو هريرة وقصناه ان
 عليهم في فرياد مرد كي اسلام كي خوشي هي يهوده كا ترك كرا بهر حديث مصابيح كي حسن حديثون مين هي ابو هريرة كي روايت هي اسكي سخي بهر
 اسلام الرجل لا يكون كاملا وحسنا الا اذا ترك من الاقوال والافعال ما لا منفعة له فيه اصلا ولا في الدنيا ولا في الآخرة
 مين كرم اسلام او كنه كامل اور خوب نهين هو تا كره جب ده اقوال اور افعال چو روي جين او كا هر كچه فائده نهوي نه دنيا كا اور نه آخرت كا
 واما لا منفعة له فيه اصلا الدخان الذي ظهر في هذا الزمان من قبل الكفرة العدة لاهل الايمان وابتنى
 اور جين كهر كچه منفعت نهين كنه حقه هي هي جواس زمانه مين كفار كي طرفت جوايل ايان كي دشمن مين پيدا هو اي اور اسكي
 بخصه كافتة الانام من الخواص والعوام فانه قد ظهر في دائل القرب المحادي عشر وصار قسنة عظيمة على عامة البشر
 بيني مين تمام خلق خاص وعام مبتلي هو كئي مين بيك حقه كيار هوين قرن كي اول مين كنه اور تمام خلق پر بر اي قسنة هو كيا هي
 اذ شاع تناوله في البلدان بين الرجال والنساء والصبيان فلم يزل على علماء الدين بيان حكمه للمسلمين هل يحل استعماله
 اسطى كه كيا بين شهرن كي اندر مردون اور عورتون اور بچون مين پهيل كيا هي سولما دين پر سولما نون كي لئي اسكا حكم بيان كنه لازم هي ايا اسكا پينا حاي
 ام يحجب اجتنابه في استعماله ولا لباب يقال لكم في هذا الباب قد كثرت فيه الاقاويل والحق الذي عليه التعويل ان
 يا استي اجتناب جسي سواي هوش والو جواس باب مين مكره هو تا هي سواي سمين بهت هي كنه كوي اور حق جسر اعتماد هو سوي بهي
 الفعل الاختياري الصادر عن المكلف ان لم يرتب عليه فائدة دينية او دنيوية فهو اذ بين العيب واللعب و
 كنه فعل اختياري جو عاقل بالغ سي صادر هو تا هي اگر او مين كوني فائده دين كا يا دنيا كا نهوي تو سقم تفصيل پر هي كه عيب هي يا لعب هي يا
 الله هو في كتب اللغة لم يفرق بين هذه الثلاثة لكن لا بد من الفرق لعطف بعضها على بعض في القرآن وهو على ما ذكره
 كونه اور انت ك كتابون مين ان سمن مين كچه فرق نهين بيان كيا پر فرق ضرور جاسي كونه فرق مين مين كوي كوي عطف كيا هي اور وه فرق موافق بيان

الفرق اهلک الدی جانب الحق الیه اقرب قال انه یحدث فی ابتداءه قوة فی الجسم وحدة فی البصر نشاطا فی
فرقی اغلب جنک جانب قریب یجوز ان یکن من کرمه یلی یلی جسم قوت ^{اور نظر من تیرکی} اور بعضا من نشاط
الاعضاء وهضم فی الطعام فاذا حصلت المردومة یومر ضعیفا فی البدن وثقلا فی الاعضاء وغشاوة فی البصر
اور طعام من هضم پیدا کرتا ہی ہر جب ماموت ہو جاتی ہی تو بدن میں ناتوانی اور اعضا میں بوجہ اور نظر پر پردہ

وامساک فی الهاضمة وذلك لانہ كما قال الاطباء یجفف مع نوع حرارة فی فعل فی ابتداء ما ذکره في انتہائہ
اور ہاضمہ میں امساک پیدا کرتا ہی اور یہ ثابت ہی علمی کہ طیب کو کچھ حرارت کی سہارہ بجھت کہتی ہیں سوال میں تو وہ ہی پیدا کرتا ہی جو اول بیان کیا اور ہاضمہ کو
ما ذکر اخر علی انہ لو تحقق نفعہ فبعد النفع یمتنع من استعماله لانہ حیث یکن دواء ولا یجوز استعمال الدواء بعد
جو یہ بیان کیا علاوہ یہ کہ اگر نفع ثابت ہی ہو گا تو بعد نفع کی پینا منع ہی علمی کہ اب دوا ہو گی اور صحت میں دوا کا استعمال کرنا جائز نہیں ہی

نزل المرض لانه اذا لم یجد مرضا یزلیہ یاخذ من البدن فیودی الی الضرر وما یؤالی الضرر یمتنع من استعماله الا ترى ان
علمی کہ دوا جب بیمار کو نہیں پاتی کہ جسمی دور کر کی تو بدن میں اثر کر فی کلہ ہر ضرر ہو جاتا ہی اور جو چیز نقصان کر فی ہوا اسکا استعمال جائز نہیں ہی بلکہ تو
الخمر المحرمة بالنص قد اخرج القرآن بنفعها كما قال الله تعالى یستلونک عن الخمر والمیسر قل فیما اشرکت و منافع للناس
شراب ہر سی حرام ہی ہوا کہ نفع کی نفع کی قرآن مجید میں ہے چنانچہ اشرکت و ما ہی نجسی و جیتی میں حکم شراب اور جو شے کو کہہ انہیں گناہ ہوا ہی اور فائدہ ہی میں ہوا تو

لکن جانب النفع اذا قابلہ جانب الضرر یجوز جانب الضرر حتی قال الفقهاء لو کان فی شئ وجہ کثیرة توجب الخمر الجواز
لیکن نفع کی جانب اگر نقصان کی مقابل پڑتی ہی تو نقصان کا لحاظ کر فی بین یہاں تک کہ فقہاء کہتی ہیں اگر ایک شے کی صلت اور جواز کی وجہی لازم آتا ہو
ووجه واحد یوجب الحرمة وعدم الجواز یرجح جانب الحرمة احتیاطا فان قيل ان المستعملین لہ یدعون انہم یجدون
اور ایک وجہ کی حرمت اور عدم جواز تو حرمت کی جانب کو احتیاطا غلبہ دیگی اگر کوئی کہی کہ حقہ میں دلی کہتی ہیں کہ ہم حقہ کی کر

عقوب استعماله خفة فی البدن فكیف یصم القول بعدم النفع فیہ فالجواب علی ما ذکرہ بعض المتأولین لہ لتجربہ نفعہ
بدن میں خفت پاتی ہیں اب بی فائدہ کہنا کہ کرمہ صحیح ہی تو جواب ہوا تو بیان حقہ میں واللہ کی جرنفع ضرر کا حقہ ہر جہل میں ہی
وضرہ ان المستعملین لہ یحصل لهم حال استعماله المرشدين وعند فرأغهم غایہ یجوز من ذلك الامم ویحصل لهم
کہ حقہ پیتی واللہ کو حقہ پیتی ہوی سخت الم ہونا ہی اور جب بی چکتی ہیں تو دوس الم سی بجات اور راحت ہوتی ہی

راحہ فیظن هؤلاء المساکین ان تلك الراحة حصلت من استعماله ولا یدر ان انما حصلت من خلاصهم عن استعماله
سو یہ بیچارہ ای ایک سمجھتی ہیں کہ یہ راحت حقہ میں ہی ہوتی یہ نہیں سمجھتی کہ حقہ ہند کر فی سی ہوتی ہی
ثم فی معرفۃ حرمة الاشیاء والاحتیاج وحسن رجوع الی الاصل وهوان الحق فی الاشیاء قبل البعث ان لا یکن فیہا حکم بعد
یہ اشیا کی حرمت اور اباحت دریافت کر فی خوب وجہ حکماء حج اصوبی یہ ہی کہ حق یرون ہی کہ نبوت سی پہلی اشیا میں کوئی حکم نہ ہو اور نبوت کی بعد

البعثة اختلف العلماء فیہا علی ثلاثة اقوال الاول انها متصفة بالحرمة الاما دلیل الشرع علی اباحتہ والثانی انها منصفة
علماء کی مختلف تین قول ہیں قول اول یہ کہ اشیا سب حرام ہیں بخبر اہل کہ دلیل شرعی سی مباح معلوم ہوا ہی اور دوسرا قول یہ ہی
بالاباحة الاما دل دلیل ان شرع علی حرمتہ والثالث هو الصحیح ان یکن فیہ تفصیل وهوان المضار متصفة بالحرمة بمعنی ان
کہ سب اشیا مباح ہیں بخبر اہل کہ دلیل شرعی سی حرام معلوم ہوا ہی اور یہ ہی صحیح ہی کہ اشیا میں تفصیل ہو کہ نقصان کی چیزیں سب حرام یعنی

الاصل فی الحرمة وان المذمومة متصفة بالاباحة بمعنی ان الاصل فیہا الاباحة لقوله تعالى هو الذی خلقکم ما فی الاصل
اصول میں ہے کہ وہی اور نفع کی چیزیں سب مباح یعنی اصل میں اباحت ہی دلیل اس آیت کی وہ ہی ہی جس میں بنایا تھا ہی وہی کی چیزیں سب مباح
جميعہ اذان میں تھا کہ ذکر فی بعض اہل امتان ولا یکن الامتنان الا بالنافع المباح فكانہ تعالی قال هو الذی خلقکم ما فی الاصل
سب یہ کہ انہ ان ذی ذیہ امتان اور احد ان جب ہی ہوتا ہی کہ نفع اور مباح ہو تو اس کو گناہ نہ آتا فائدہ ہوا ہی کہ انہ ہر چیز مباح

واذ نتيتك شامة الذين لا يستعملونه وقد جاء في الحديث كل من في النار وقال المكناسي الراشحة للنتنة
 حقه تسمى وتكون في دماغ كوكب كلف ياتي هي اور حديث من كيا هي كيا ايا هي ولا هو في كيا اور مكناسي كيا هي كيا برنو ننتون كيا
 تغرق الخياشيم وتصل الى الدماغ وتؤدي الانسان ولنا قال النبي عليه السلام من اكل من هذه الشجرة
 يهلك دماغه من كيا هي اور اوي كيا ايا هي كيا هي اور كيا هي كيا هي عليه السلام في فريلا
 فلا يقرب من مسجدنا لانه يؤذينا بريجه والرا من هذه الشجرة جنس ما له سرائحة كريهة يتاذى بها الانسان
 تو بهار هي مسجد كيا كيا ايا هي كيا هي ستا تا هي اور مراد هذه الشجرة هي جنس هي جسين ايسى برلو هو كيا كيا ايا هي كيا ايا هي
 بل ليل تعليل عليه السلام والمعنى ان من اكل شيئاً مما له سرائحة كريهة يتاذى بها الانسان فلا يقرب من مسجدنا
 اس دليل كيا كيا هي عليه السلام في كيا كيا هي اور مراد هذه الشجرة هي جنس هي جسين ايسى برلو هو كيا كيا ايا هي كيا ايا هي
 لانه يؤذينا بريشته الكريمة وقد ثبت في صحيح مسلم انه عليه السلام كان اذا وجد من رجل في المسجد يريح البصل او
 اسلي كيا كيا هي عليه السلام في كيا كيا هي اور مراد هذه الشجرة هي جنس هي جسين ايسى برلو هو كيا كيا ايا هي كيا ايا هي
 الثوم امر به فاخرجهم الى البقيع ولهذا قال الفقهاء كل من وجد فيه سرائحة كريهة يتاذى بها الانسان يلزم اخراجه من
 توا كيا كيا هي عليه السلام في كيا كيا هي اور مراد هذه الشجرة هي جنس هي جسين ايسى برلو هو كيا كيا ايا هي كيا ايا هي
 المسجد ولو بخره من يده اور جلده دون الحية وشعره لانه فعل هذا يلزم اخراجه كثير من الامم والوثنيين من المسجد
 اگرچه آتیه با نوسا كيا كيا هي اور مراد هذه الشجرة هي جنس هي جسين ايسى برلو هو كيا كيا ايا هي كيا ايا هي
 والمجامع في هذا الزمان لوجود الراشحة الكريهة فيهم بسبب ما هم على استعمال الدخان الكريهة الرائحة بل اهم قد
 اور جامع مسجد كيا كيا هي عليه السلام في كيا كيا هي اور مراد هذه الشجرة هي جنس هي جسين ايسى برلو هو كيا كيا ايا هي كيا ايا هي
 يستعملونه في داخل المسجد والمجامع فيكون الكراهة في حقهم اشد واكثر وقد كتب بعض المالكية في الديار الحجازية
 كيا كيا هي عليه السلام في كيا كيا هي اور مراد هذه الشجرة هي جنس هي جسين ايسى برلو هو كيا كيا ايا هي كيا ايا هي
 جوابا عن سؤال يتعلق بالدخان وهو ان استعمال الدخان حرام كاصلا لانه اصله الخشب والنار لكونه اجزاء
 كيا كيا هي عليه السلام في كيا كيا هي اور مراد هذه الشجرة هي جنس هي جسين ايسى برلو هو كيا كيا ايا هي كيا ايا هي
 من الخشب فجزءه من النار فهو من حيث اجزائه النارية القوية يحرم استعماله لقوله تعالى ان الذين ياكلون
 كيا كيا هي عليه السلام في كيا كيا هي اور مراد هذه الشجرة هي جنس هي جسين ايسى برلو هو كيا كيا ايا هي كيا ايا هي
 اموال التي تقي ظمأ انما ياكلون في بطونهم النار قبل النص على حرمة النار فيحرم الدخان الحاصل منها وايضا انه تعالى
 يتبرون في كل ناحت ودهيه كيا كيا هي عليه السلام في كيا كيا هي اور مراد هذه الشجرة هي جنس هي جسين ايسى برلو هو كيا كيا ايا هي كيا ايا هي
 جعله مما يعذب به حيث قال في حق قوم يؤمنون بالنبي عليه السلام لما امنوا وكشفنا عنهم عذاب الخوف في السكين والدنيا
 اسكو عذاب كيا كيا هي عليه السلام في كيا كيا هي اور مراد هذه الشجرة هي جنس هي جسين ايسى برلو هو كيا كيا ايا هي كيا ايا هي
 فان العذاب المكشوف عنهم كان دخانا وقال في اية الترحم فان تقب يوم تاتي السماء بدخان مبين يغشى الناس هذا
 يشك بر عذاب كيا كيا هي عليه السلام في كيا كيا هي اور مراد هذه الشجرة هي جنس هي جسين ايسى برلو هو كيا كيا ايا هي كيا ايا هي
 عذاب اليم والمراد بالدخان المذكور في هذه الآية حقيقة الدخان على قول وعلى هذا القول يكون النظم الكريه
 كيا كيا هي عليه السلام في كيا كيا هي اور مراد هذه الشجرة هي جنس هي جسين ايسى برلو هو كيا كيا ايا هي كيا ايا هي
 في كون الدخان عذابا لهما وما به التعذيب يحرم استعماله فان الفقهاء قد اتفقوا على وجوب الطير من محل العذاب كيطر
 كيا كيا هي عليه السلام في كيا كيا هي اور مراد هذه الشجرة هي جنس هي جسين ايسى برلو هو كيا كيا ايا هي كيا ايا هي

وفيه تشبيه باهل النار وبالذين يهلكون في اخر الزمان من الاشراكما جاء في الحديث انه يكون في اخر الزمان دخا
اربعين دوزخين کی اور اونکی جو اخیر زمانہ میں شریر لوگ ہلاک ہوئیں مشابہت ہی چنانچہ حدیث میں آیا ہے کہ آخر زمانہ میں ایسا ہوگا
یملأ الارض بقیم علی الناس اربعین یوماً المؤمن فیصیبه منه کھیتہ از کام واما الکافر فخرج من صخر یسواذ
پیدا ہووے گا کہ زمین کو پر کر دے گا اور لوگوں پر چالیس روز تک قابم رہے گا مؤمن کو تو اتنا اثر ہووے گا جیسی زکام اور دم کا فر اوستی نہتوں میں ہی اور کافروں
وعینہ حتی یصیر من احدہم کالراس الخیندای المشوی فلا ینبغی للمؤمن ان یتشبہ باهل العذاب لان یتشبہ
میں ہی اور انکھوں میں ہی نکلیں گے یہاں تک کہ ایک ایک کاسر ایسا ہووے گا جیسی سر جلا پہلے سا سوؤن کو لائق نہیں ہے کہ اہل عذاب ہی مشابہت کری اور نہ یہ لائق
ماہو من نوع العذاب ولا ماہو من ملائکات اهل العذاب وقد کره جمع من العلماء التعمیم بالحديث والناس لما جاء فی
ہی کہ عذاب کی چیز کو متعال کری اور نہ جو چیز کو اہل عذاب کی مناسب ہی اور تمام علماء بالاتفاق کو ہی اور ثانی کی انکو ہی کو مکرہ کہتی ہیں اسلی کہ حدیث میں آیا ہے
الحديث انہما حلیۃ اهل النار وصح علی ما ذکرہ البدالی فی مختصر الاحیاء انه طبعہ السلام کان یکرہ الطعام السخن
کہ یہ دوزخوں کا زیور ہی اور موافق بیان بدالی کی مختصر الاحیاء میں ثابت ہوا ہے کہ نبی علیہ السلام گرم کھانا مکرہ کہتے تھے

[illegible]

في حق النساء حال المعاشرة هن . قال رسول الله صلى الله عليه وسلم في خطبة حجة الوداع اتقوا الله
 عورتون كن حق بين اوتكني سانه كن ذان كرتي هوى رسول الله صلى الله عليه وسلم في حجة الوداع كن خطبة بين فرماي الله سي ذرو

فی النساء فانکم اخذتموهن باذان الله واستحلتم فروجهن بکلمة الله ولکن علیہن ان لایوطئن فرشکم احدا
 عورتوں کی حق میں یعنی انکو سہ کی میں لیا جا اور انکی فروج کو کلمہ اللہ سے حل کیا جا اور تمہارا حق ہی اوپر یہ ہے کہ تمہاری بستر پر قدم نہ رکھیں دین جسکی
 تکرہونہ فان فعلن ذلک فاضرہن ضربا غیریہ وعلیہن علیکم رزقہن وکسوتہن بالمعروف وذلہذا الحدیث من
 تم سبزا سوا اور اگر وہ ایسا کریں تو اوکو اتنا مارو کہ بڑی سزا ہو اور انکا حق تمہاری اوپر کہانا اور پہنا موافق دستور کی یہ حدیث

صحیح المصابیح مرآة جابر فکانه علیه السلام قال اتقوا الله فی امر النساء فلا تزوجوهن بالباطل بل عاشر وهن
 مصابیح کی صحیح حدیثوں میں ہی جابر کی روایت سی پس گویا نبی علیہ السلام فی فرمایا درو اسد سی عورتوں کی باب میں سو تم او کو ناحی نہ ستاؤ بکلمہ او کی ساتھ
 بالمعروف كما قال الله تعالى عاشر وهن فانك اخذتقهن بعهد الله الذي عهد اليكوهن من الرفق بهن والشفقة
 گزراں کرو جیسی اللہ تعالیٰ فرماتا ہی اور گزراں کرو عورتوں کی معقول کی کہ تھی او کو اللہ کی عہد پر لیا ہی جو او کی حق میں تمہاری ساتھ عہد ہو ہی یعنی او کی ساتھ
 علیہن واستعملتم فروجهن بامر الله تعالى وحكمه فان نقضتم عهد الذي عهد اليكم وخنقتم في امانته ينتقم
 شری اور انہر شفقت بر تو اور تم ہی او کی فروج امر الہی اور او کی حکم سی حلال کرین کہ میں اگر تم ہی او کا عہد توڑ ڈالا جو تمہاری ساتھ ہو چکا ہی اور تم ہی او کی امانت میں
 منكم هن وذلك لانهم امراء الله تعالى فاذا تزوجتمهن بامر الله تعالى وحكمه يكن عندكم امانت ووديعه
 خیانت کی تو او کی ہی تم ہی انتقام لیکھا اور یہی اسلئے کہ عورتیں اللہ تعالیٰ کی لونڈیاں ہیں جب عقی او کو اللہ کی امر اور حکم سی اپنا جوڑا بنایا تو وہ تمہاری پاس امانت میں اور
 الله تعالى فاذا اذيقوهن بالباطل طمس تعاشروهن بالمعروف فكلنكم نقضتم عهد الله تعالى وخنقتم في امانته فينتقم منكم
 اللہ کی طرف ہی سپرد ہیں پھر اگر تم ہی او کو ناحی ستایا اور دستور کی موافق گزراں کی تو گویا تم ہی اللہ تعالیٰ کا عہد توڑ ڈالا اور او کی امانت میں خیانت کی سو او کی ہی تم ہی
 هن ولكم عليهن من الحوان لا ياذن احد ان يدخل بيوتكم بغير ادنكم فان فعلن ذلك فاضربوهن ضربا غير مبرح
 لیونگی اور تمہارا حق او کی اوپر یہی کہ کسیکو بہہ اجازت ندین کہ تمہاری گھر میں تمہاری بی بی آسکی اور اگر وہ آئی دین تو او کو اتنا مارو کہ ہی نہ ٹوٹی
 بحیث یولمهن ولا یکسر عظمهن ولا ید فی جسمهن وهن علیکم من الحق من قهن فکسو قهن بالمعروف فکل من هذا
 اسطور کہ کہہ بیچھی اور ہی نہ ٹوٹی اور او کا بدن ہولہاں نہو جاوی اور تمہارا حق بکھانا اور یہی دستور کی موافق اسی معلوم ہوا
 ان یمن الزوجین حقاً یجب لهما اما کان علی الرجل من حقوق النساء فلا ینفقا علیهن بالمعروف اذ قد قال الفقهاء
 کہ زوج زوجہ میں ایسی حقوق ہیں کہ او کی رعایت واجب ہی اور عورتوں کی حق جو مرد پر ہیں تو او کا خرچ بی دستور کی موافق اسلئے کہ فقہاء کہتے ہیں
 یجب علی الرجل نفقة زوجته سواء دخل بالاولم یدخل بها وسواء كانت مسلمة او ذمیة او فقیرة او غنیة لان غناها
 کہ مرد پر نفقہ بی بی کا واجب ہی برابر ہی کہ او سی صحبت کی لیا نہ کی اور برابر ہی کہ بی بی مسلمہ ہو یا ذمیہ بالکل ہوا نہ ہو غنیہ ہو یا فقیرہ او اس کا حق نفقہ کا
 لا یبطل حقها فی النفقة علی زوجها سواء كانت کبیرة او صغیرة قابلة للوطی وان لم تکن قابلة للوطی لا یجب علیها نفقة
 جو طہ و نہ پر ہی باطل نہیں کہ دیتی برابر ہی کہ کبیرہ ہو یا ناانہ قابل و طہ کی ہو اور اگر قابل و طہ کی نہ ہو تو اس کا نفقہ واجب نہیں ہی
 والنفقة الواجبة علی ما روی هشام عن محمد الطعامة والكسوة والسكنی اما الطعامة فالذیق والماء والتملک والدهن فان
 اور نفقہ واجب موافق روایت هشام کی امام محمد سی کہا تا ہی اور کبر اور مکان رہنی کا کہا تا تو آٹا اور پانی اور آئینہ اور نمک اور عین پیراگر
 قالت المرأة لا الخبز ولا اخبز قال قاضیان فی فتاواه لا یخبر علی الطبخ والخبز وعلی الرجل ان یاتیهما الطعامة الممعی وایاتیهما
 عورت ہی میں سالن نہیں پکا تی اور نہ روٹی پکاؤں قاضی خان فی اپنی فتاویٰ میں کہا ہی کہ روٹی اور سالن پکانی پر زبردستی نہیں چلتی مرد پر لازم ہی کہ او کو تیار کھانا
 بمن یکفیهما علی الطبخ والخبز هذا فی القضاء وما فی الدیانة فیجب علیهما ان تفعل کل خیر فی داخل الدار من الطبخ والخبز
 لادوی یا ایسا آدی کہ سالن روٹی پکارا کری بہہ حکم تو قضا کا ہی اور دیانت میں عورت پر واجب ہی کہ جو کار بار کھر کی اندر ہو دی جیسی سالن روٹی پکانا
 وغسل الثیاب وغیرها حق لولم تفعل شئیاً منها تكون اثمۃ وان لم یجبر علیها وان کان لها خادم یجب علی زوجها نفقة
 کپڑی دھوئی اور سوا اسکی تمام کیا کری بیان تک کہ اگر کچھ ہی ٹکری تو گنگھار ہو گی اگرچہ او سپر زور نہیں ہی اور اگر عورت کا کوئی خادم ہو دی تو خاوند پر او کی
 خادمها ان کان لها خادم یطبخ ویخبز وان کان لا یطبخ ولا یخبز لا یجب علیہ نفقة لان نفقة فی مقابلة خایمته فاذا
 خادم کا ہی خرچ واجب ہی جبکہ خادم سالن روٹی پکا یا کری اور اگر وہ سالن پکانی نہ روٹی تو اس کا خرچ واجب نہیں ہی اسلئے کہ خادم کا خرچہ جسکی بدلتا
 لم یطبخ ولم یخبز لا یجب علیہ نفقة بخلاف المرأة فان نفقةها لیست فی مقابلة الخدمۃ بل فی مقابلة الاحتیاس
 اور اگر وہ سالن روٹی نہیں پکاتا تو اس کا خرچ ہی واجب نہیں ہی برخلاف بی بی کی کیونکہ اسکا خرچ خدمت کی بدلہ میں نہیں ہی بلکہ اپنی کمرہ دہی کی بدلہ میں

او كانوا يعملون اليه يامره ان ليستأين قوم صالحين كي يعرفوا احواله في حقها ويخبروا عن ذلك عند الحاكم اذ لا
 يا خاوندك طرف داره بولت تو خاوندك بيه حكمه دي كه بي بي كي لمي صلحا رقوم بون كهر تجرير كزي تا كه خاوندك مساطلي بي بي كي حق مين وكيهتي مين اور حاكم كه تجرير كزي
 يجوز للرجل ان يتعدى في حق النساء بل يلزمه حسن الخلق معهم واحتمال الاذي منهم وعدم الالتفات الى
 اسو اسلي كه مردكو جائز نهين كي حق مين تعدي كزي بلكه مردكو عورتون كي سائته خوش خلقي برتني چاهي اور او كي ايد كي برداشت كزي اور او كي بعضي عورتون
 بعض معاشق مين عالم يكن اثبات رجاء عليهم بقصور عقولهم بل ينبغي له ان يزيد على احتمال الاذي الملائمة فله
 جيتك عيب نگاه كي نهون او غير رحمت كي لمي توجه كزي كه عورتون كي عورتون مين بي وقوف هوني مين بلكه مردكو چاهي كه ايد كي برداشت كزي اور او كي بعضي عورتون
 بما لا تنفيه فان ملاعبة الرجل مع نسائه ليست من اللهاو الباطل الذي هي عنه في الدين بل هي اللهاو الجائز
 جيتك نگاه نهون بيشك مردكي ملاعبت بي بي كي سائته هو باطل كي قسم نهين هي جودين كي اندمخوس هي بلكه بيه هو جائز هي دين مين كي اجازت هي
 فيه في الدين فانه عليه السلام كان يمزج مع نسائه وينزل الي دمرجات عقولهم حتى روى انه عليه السلام كان
 يسيار مع عائشة في العرد ووجاء في الخبر انه عليه السلام كان من افقه الناس مع نسائه اي من اطيبهم وامرحهم معهم
 سائته شرط كدر دورتي اور حديث مين آيا هي كه نبی عليه السلام سببي زياده ازواج كي سائته ظرافت اور چيل كرتي يهي بهت خوش مزاج انسي لمي جلي رهي
 وروى انه عليه السلام قال كل المؤمنين ايانا احسنهم خلقا والطفهم باهلها وفي حديث اخر انه عليه السلام
 اور روايت هي كه نبی عليه السلام في فرمايا كه ايمان مين براكامل مؤمن ده هي جوي اهل سي خوش خلق اور لطف به هو اور ايك اور حديث مين هي كه نبی عليه السلام في
 قال خيركم خيركم لاهل طعن ينبغي له ان لا يفسد معهم في حسن الخلق والملاعبة الى حد يقصد خلقهم فيسقط
 فرمايت مين اچياده هي جوي اهل سي اچي هو مين مردكو بون چاهي كه خوش خلقي مين اثنا انبساط اور ملاعبت هي كزي كه عورتون كي عادت بگڑ جوي اور او پيري
 بالكلية هيبتة عندهن بل يراعي الاعتدال في ذلك فلا يدع الهيبة ولا نقباض مهملاي منكرا ولا يفهم بالبمساعدة
 هيبت سر اسر جاتي هي بلكه اس باب مين اعتدال كا لحاظ هي سو هيبت اور ده جي كو او نهاندي جيب بري بات ديكي اور بري باتون مين امداد كا دروازه
 في المنكرات البتة بل مهملاي منهم ما يحل الشرع بقر ويغضبان الله تعالى جعله قواها عليهم من حيث قال
 هرگز نه كه ولي بلكه انسي جيب كچه شرح كي خلاف ديكي تو منع كزي اور غصه كزي اسلي كه مردكو الله تعالى في عورتون پر حاكم بنايا هي چنانچه فرمايا هي
 الرجال قوامون على النساء فيلزمه ان يقوم عليهم بالامر والنهي ولا يتغافل عن مبادئ الاصول التي يختصي غوائلها
 مرد حاكم اينا عورتون ي سو مردكو لازم هي كه بي جون پرام اور هي كرتا هي اور ايسي كامون مين غفلت نكري چكي انجام كا خرف نه هوي
 بل ينبغي له ان يكون صاحب غيرة لكن لا يبالغ في التعتت واسباء الظن ويختس البواطن اذ روى انه عليه السلام نحو
 بلكه بون چاهي كه سب غيرت هي ليكن كال وجه كي عيب جوي اور به كا في اور باطن كلاش هي نكري اسلي كه روايت هي كه نبی عليه السلام في
 ان يتعم عن برات النساء وفي لفظ اخر ان يتعتت النساء فان غيرة الرجل على اهلها من غير ريبه يبعثها الله تعالى
 سورتون كي عيب نهون هي سعي منع كيا هي اور دوسري عبارت مين كه عورتون كي عيب كي تلاش سي منع كيا كيونكه مردكي غيرت ايني اهل پر بدون شك كي ايد تعالى كو
 كما جاء في الحديث انه عليه السلام قال غيرة يبعثها الله تعالى وهي غيرة الرجل على اهلها من غير ريبه لان ذلك من
 ناپسند هي چنانچه حديث مين آيا هي كه نبی عليه السلام في فرمايا ايك ايسي غيرت هي كه الله تعالى كو ناپسند هي يعني مردكي غيرت ايني اهل پر بدون شك كي كيونكه بيه السلام
 سوء الظن الذي وقع النهي عنه فان بعض الظن اثم واما الغيرة في محملها فلا بد منها وهي محمود لما روى انه عليه السلام
 به باطني هي چكي مانعت كزي هي اسلي كه بعضي گمان گناه مين اور هي وه غيرت جو شيك سهو وه تو ضرر چاهي اور محم هي اسلي كه رويت هي كه نبی عليه السلام في
 قال ان الله يعاروان المؤمن بغير غيرة الله ان ياتي المؤمن ما حرم الله عليه وفي حديث اخر انه عليه السلام
 السلام في فرمايا بيشك الله غيرت كرتا هي اور ايك مؤمن غيرت كرتا هي اور اسه كي غيرت بيه هي كه مؤمن ده عمل كزي جو اسني او سپر حرام كيا تا اور ايك اور حديث مين هي كه نبی عليه السلام

انی لخصیصہ حرامہ لا یغایر الامتناع من القلب والطریق المقتنی عن الغیرۃ ان لا یدخل علیہن رجل ولا یمزجن الی
 یمزجت غیرت وہو من ادنیہن ہی کوئی جو غیرت کوئی کہ لغوی طبعیہ و صوریہ یعنی کسی سے کہ کلمہ ہی پاس کوئی مرد نہ آویں اور وہ رستوں پر نہ ہوں
 الطریقۃ لان خروجہن بعد من عدم الغیرۃ فیلزم للرجل ان یمتنع من رجعتہ عن الخروج من البیت ولا یأذن لها
 کیونکہ ان کا نکاح بی غیرتی ہی سو مرد کو لازم ہی کہ اپنی بی بی کو کہہ میں سے نکلتی نہی اور سو ہی کئی خاص جگہ کی نکلتی کی اجازت نہی
 بالخروج الا فی مواضع مخصوصہ وہی ما قال صاحب الخلاصۃ نقلاً عن مجموع النوازل یمحی للزوج ان یأذن لها
 وہ جگہ جو خلاصہ والا مجموع النوازل سی نقل کرتا ہی اور خاوند کو طایز ہی کہ اپنی بی بی کو
 بالخروج الی سبعة مواضع من زیارۃ الابویں و عیادتہما و تعزیتہما و احداہما و زیارۃ المحارم و بعد بیان هذه
 سات جگہ جانی کی اجازت دیوی ما باپ کی ملاقات اور دونوں کی بیمار پرسی اور دونوں کی یا ایک کی تعزیت اور محرموں کی ملاقات اور یہ سات جگہ بیان
 السبعة قال فان كانت قابلة او غسالۃ او كانت لها حق علی اخر او اخر علیہا حق تخرج بالاذن وبغیر الاذن
 کر کہہ ہی یہ وہ عورت اگر دائمی یا مردہ شو ہوئی یا او کا کسی پر حق آتا ہو یا اور کسی کا حق اسپر آتا ہو تو جایا کری اجازت ہی اور بی اجازت
 وقبلاً اذ ان تقع من زیارۃ الاجانب و عیادتہم والولیمۃ لا یأذن لها ولو آذن وخرجت کانا عاصیین والاذن
 اور انکی سو اچھی غیروں کی ملاقات کی گئی یا غیر کی عیادت کو یا ولیمہ میں جانی کی اجازت نہی اور اگر کسی اجازت ہی اور وہ کئی تو وہ گونگہ گونگی اور اجازت
 قد یكون بالسکوت وهو کالقول لان النہی عن المنکر فرض وان ارادت ان تخرج الی مجلس العلم بغیر رضی الزوج لیس
 کہی چپ سہنی سی ہی ہوتی ہی اور سکوت مانند بولنی کی ہوتا ہی اسکی کہ مانعت بری بات کی فرض ہی اور اگر عورت علم کی مجلس میں بغیر خوشی خاوند کی جانا چاہی
 لها ذلك الا ان تقع لها نازلۃ و امتنع الزوج من السؤال لها فیتنزل لیسعها الخروج من غیر رضی الزوج لان طلب العلم
 تو یہ اختیار نہیں ہی ان اگر عورت پر کوئی واقعہ گذری اور خاوند اسکو نہ بوجہ دیوی تو اب مضائقہ نہیں ہی کہ بی مرضی خاوند کی چلی جاوی اسکی کہ علم کی تلاش
 فیما یحتاج الیہ فرض علی کل مسلم ومسلمۃ فیتقدم علی حق الزوج وان سئل الزوج من العالم داخراً یا بدناً لا یسما
 حاجت کی وقت ہر مسلم مرد اور عورت پر فرض ہی سو یہ تلاش خاوند کی حق پر مقدم ہی اور اگر خاوند ہی کسی عالم سی بوجہ کہ بتا دیا تو اب نکلتی کا اختیار نہیں ہی
 الخروج وان لم یقع لها نازلۃ لکن ارادت ان تخرج الی مجلس العلم لتعلم مسئلۃ من مسائل الوضوء والصلوۃ ان
 اور اگر عورت کو کوئی واقعہ تو یہیں ہی گیا بر مجلس علم میں اسکی جانا چاہتی ہی کہ جب مسئلہ وضوء اور نماز کی سیکہ لی اگر
 کان الزوج یحفظ المسائل وینکرها عندها فله ان یمنعها وان کان لا یحفظ فالاولی ان یأذن لها حیث
 او کا خاوند مسائل باور رکھتا ہی اور او کو بتا دیتا ہی تو خاوند کو اختیار ہی کہ نجانی دی اور اگر او کو مسائل نہیں آتی تو بہتر ہی کہ کہی کہی جانی دیکری
 وان لم یأذن لا شیء علیہ ولا یسما الخروج والی یقع علیہا نازلۃ وان خرجت من بیت زوجها بغیر اذنه یلعن
 اور اگر نہ جانی دی تو او کو کچھ گناہ نہیں ہی اور نہ او کو جانیکا اختیار ہی جب تک کوئی واقعہ پیش نہاوی اور اگر وہ خاوند کی کہہ میں سی اسکی بی اجازت چلی جاوی
 کل ملک فی السماء وکل شیء تر علیہ الا الانسان والجن فخرجہا من بیتہ بغیر اذنه حرام علیہا قال ابن الہمام فحیث
 تو انسان زمین کی فرشتی اور جن ہستی جس جگہ گذرتی ہی وہ لعنت کرتی ہیں سو ہی انسان اور جن کی سعورت کا نکلتا خاوند کی کہہ میں سی بی اجازت حرام ہی ابن ہمام کہتا ہی
 ایمہا الخروج فانما یباح بشرط عدم الرینۃ وتغییر الہیئۃ الی لا یكون داعیاً الی نظر الرجال واستماعهم قال اللہ
 اور عورت کو جہاں جانا چاہی ہی تو بشرط نہی فی زیب زینت کی ہی اور بدون ایسی صورت کی جس سی مردوں کو او دہر دیکھنی کی رغبت اور چاہو ہو اسکی اللہ تعالیٰ فرماتا ہی
 ولا تبرجن تبرج الجاہلیۃ الاولى والتبرج علی ما ذکرہ فی الصحاح اظہار المرأة زینتہا ومحاسنہا للرجال فالمرأة کلما
 اور کہہ تا ہی نہر و جوسی دیکھنا دستور تھا پہلی وقت مادانی کی اور تبرج موافق بیان صحاح کی عورت کا ظاہر کرنا اپنی زینت اور خوبی کو سامنے مردوں کی سعورت
 كانت فحشیۃ من الرجال کان دینہا اسلام لاروی انه علیہ السلام قال لابنتہ فاطمۃ اشیء خیمۃ للمرأة قالت بان
 مردوں سی پوشیدہ ہی تو او کا دین سلامت ہی اسکی کہ بی علیہ السلام بی اپنی بیٹی فاطمہ سی بوجہ عورت کی لئی کیا بات بہتر ہی عرض کیا

فان من كانت له امرتان او اكثر يجب عليه ان يقسم ويعمل بينهما سواء كان صحيحا او مريضا فيكون عنه
 يشك حتى تكف من روعه ثلثين يارزاده ہوں تو اوپر واجب ہے کہ اوشیں وقت کی تقسیم اور عدالت کری بلکہ ہر کسی کو چاہیے ہوں یا ہوا سوہر ایک کی پاس
 کل واحدة منهن يوم وليلة او ثلاثة ايام وليا لها ولا يقيم عندها احدهن اكثر من ذلك الا باذن من والثيب
 ایک دن رات یا تین دن رات اور کسی کی پاس اس سے زیادہ نہ کرے مگر اور دن کی اجازت سے اور اس تقسیم وقت میں
 البكر والمرأه فتؤالبالغ والعاقلة والمجنونة والمسلفة والكتيبة والصحيحة والمريضة سواء في القسم وكذا
 رانہ اور کواری اور قریب بچائی اور جوان اور ہوشیار اور باؤلی اور مسلمہ اور کتیبہ اور اچھی بچی اور بیمار سب برابر ہیں اور ایسی
 الجديدة والعتيقة سواء في القسم عندنا سواء كانت الجديدة بكرة الوثيبا فانه ان اقام عند الجديدة ثلاثة ايام
 نئی اور پرانی قسم میں ہمارا نزدیک برابر ہیں برابر ہی کہ نئی باکرہ ہو یا رنہ اگر چاہی کہ نئی کی پاس تین دن
 او سبعة ايام يقيم عند العتيقة كذلك ولا يميل الى بعضهن لما يرى انه عليه السلام قال من كانت له امرتان
 یا سات دن رہی تو پرانی کی پاس بھی دینا ہی اور کسی ایک کی طرف زیادہ میلان نہ کرے کیونکہ روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا جسکی نکاح میں موجود
 فبال الى احداهما دون الاخرى وفي رواية ولو يعول بينهما جاء يوم القيمة واحد شقيقه ساقط يعني ان احد جنبه
 ہوں میں ہر ایک طرف بیمار ہی ہوا دوسری کی اور ایک بدوہت میں ہی اور دونوں برابر ہی تو قیامت کی دن کو نکاح اور کسی ایک نہ کرے ہوئی ہوگی تو یہ ہی کہ ایک
 يكون مجردا ساقطا بحيث يراه اهل المعصاة ليكون له هذا زيادة في التعذيب فان لا فضة نام اشد العذاب
 کوڑ زخمی ہوگی اگر ہوئی ایسا کہ اس میلان والی سب یکساں کی تاکہ یہ اور زیادہ عذاب ہر دو کیونکہ بیوقوفی کا بڑا عذاب ہوتا ہی
 لكن ينبغي ان يعلم ان القسم والعدل انما يجب في العطاء والمليمة دون الحب والوقام لان الحب لا يدخل تحت الاختيار
 لیکن چاہئے کہ یہی کہ تقسیم اور برابری خارج دینی میں اور سونی میں واجب ہی محبت میں اور صحبت میں واجب ہیں ہی اسلی کہ محبت اختیار کی نہیں ہوتی
 والوقام بمتنى على الشا ط فلا يقدر على التسوية فيما لما روى انه عليه السلام كان يقسم بين نسائه فيعول ثم
 اور صحبت کرنا نشاط پر موقوف ہی سو ان دونوں میں برابری اختیار میں نہیں ہی اسلی کہ روایت ہے کہ نبی علیہ السلام اپنی ازواج میں عدالت سے قسم کرتے تھے
 يقول اللهم هذا قسمي فيما املك فلا تلمني فيما تملك ولا املك قبل امر ابي به الحب لان عائشة رضي كانت احب اليه
 پھر فرمائی اے نبی میری تقسیم یہی حسین میں مختار ہوں سو مجھ کو ملے تو مجھ کو ملے تو مالک ہی اور میں مالک نہیں ہوں کہیں میں ہی امر ہی اسلی کہ عائشہ رضہ انکو ترجیح
 اليه وكانت سائر نسائه يعرفن ذلك الا انه عليه السلام كان يقسم بينهم ويعول في العطاء والمليمة حتى
 سے زیادہ محبوب تھیں اور تمام ازواج اس حال سے آگاہ تھیں لیکن نبی علیہ السلام سب کو دینی میں اور سونی میں برابر برابر کہتی تھی یہاں تک
 في مرضه الذي توفي فيه اذ روى انه عليه السلام كان يطأ فيه محولا في مرضه في كل يوم وليلة فبیت عند كل
 اور اس مرض میں ہی حسین وفات پائی اسلی کہ روایت ہے کہ نبی علیہ السلام کو مرض کی لہر ہر روز دھب اور پائی پھر ہی پھر اوشیں ہی ایک ایکے رہے کی ان شب آشوب
 واحدة منهن وكان يقول اين انا غدا فعلمت ازواجه انه يريد يوم عائشة فان ذلك ان يكون حيث شاء فقام
 ہی اور چھج جہا کرتی کل کہان کی باری ہی سوا ازواج مطہرہ سمجھ گئیں کہ عائشہ کی بارگاہ چھتی ہیں یہ سب فی اجازت دیدی کہ جہاں چاہیں رہیں ہر کہیں
 فقد رضيت بذلك فقلن نعم قال حوّلوني الى بيت عائشة فكان في بيتها حققات عندها وما يجب على الزوجة من
 یو جہا تم سب ہر رضی ہو سنی عرض کیا ان فرمایا مجھ کو عائشہ کی گہری چو سوا عائشہ کی گہری یہاں تک کہ او کی پاس وفات کی صلی اللہ علیہ وسلم اور ایک حق فی فی کا خاندہ
 حقها ان يؤدى اليها مهرها كاملا ان كان قادرا على اداؤه وان لم يكن قادرا على اداؤه ينوي ان يؤدى اليها اذا قدر
 یہ ہے کہ اسکا مہر پورا اور ادا دی اگر ادا کر سکتا ہی اور اگر ادا نہیں کر سکتا تو ادا کرنی کی نیت رکھی جب طاقت پاوی اسلی کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہی
 لانه تعالى قال واتوا النساء صدقتهن نحلة اي فريضة من الله تعالى فان اعطاء النساء مهرهن ما فرض الله تعالى
 اور دی ڈالو حورتوں کو مہر ادا کی خوشی ہی یعنی اللہ کا فرض کیا ہوا ہی بیشک حورتوں کا مہر دینا اللہ تعالیٰ فی ملت اور دین میں

في الملة والدين فمن نوى ان لا يؤدى اليها مهرها يجمع يوم القيمة زانيا لما روى انه عليه السلام قال ايها الرجل تزوج
فرض کیا ہی ہر جسکی یہ نیت ہوئی کہ بی بی کا مهر ادا نہ کری تو قیامت کی دن زانیوں کی صورت میں آویگا اسلی کہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ جو شخص عورت
امراة على اقل من المهر او اكثر ليس في نفسه ان يؤدى اليها حقها في الله تعالى يوم القيمة وهو نكاح ولا يطلب منها
سے نکاح کرے مقدار مهر سے کم تر یا اتنی زیادہ پر کہ اسکا حق ادا نہ کرے تو قیامت کی دن خدا کی سامنی ایسا ہو ویگا جیسا زانی اور بی بی ایسا اور ہر
المهله لا يراه مهرها الا ان يكون فقيرا او توجه المرأة طوعا لا كرها ولا يكلفها ان تعقب له مهرها لان الله تعالى بعد ما
لنی مہلت نہ مانگی ہاں اگر نکاح ہو یا بی بی اپنی خوشی سے مہلت دیدی تو دوسری نہیں اور بی بی کو تکلیف نہ بخشے الی اسوا سلی کہ اللہ تعالیٰ بعد اس آیت کی
قال واذا طلقتم النساء فليس عليهن ان يملحن ما ملحنن لهن من النكاح ولا عليهن ان يملحن ما ملحنن لهن من النكاح ولا عليهن ان يملحن ما ملحنن لهن من النكاح
ہو دی و اللہ عورتوں کے مهر ادا کی خوشی سے یا غم سے ہر اگر وہ اس میں سے کچھ چھوڑ دین تو وہ کھانا و رچنا پچتا سوا کی معنی موافق تفسیر اور انوار
التنزيل فنهن ان وهن انكم بعضا من الصدق عن غاية الرضا وطيب القلب بلا اكره ولا افتراء من سوء العشرة فقلتم
التنزيل کی یہ ہیں کہ عورتیں اگر کچھ مہر میں سے اپنی عین رضا مندی اور دلی خوشی سے بی بی زور اور بی خوف پر معا ملگی کی بخش دین تو کہاؤ ہو
به بلا نية فقلتم من هذا ان الاستكثار في الاستيها يكون ولا نه تعالى كما جعل عقد النكاح بغير الزوج ان شاء
بی بی نہ پڑو اس سے معلوم ہوا کہ بہت کہہ کر بخشنا نا مکروہ ہی اسوا سلی کہ اللہ تعالیٰ جیسی عقد نکاح کو خاوند کی اختیار میں رکھا ہی
يملكها وان شاء يرسلها بلا اختيار منها كن لك جعل حلقة سلسلة المهر في رقبته وضمته فعقد النكاح يحجبها اليه
عورت کو رکھی اور جا ہی چھوڑ دی عورت کو کچھ اختیار نہیں ایسی ہی حلقہ مہر کی زنجیر کا اوکی گردن میں اور ذمہ پر رکھا ہی سو عقد نکاح سے عورت کو خاوند
وسلسلة المهر فخرها اليها فاستيها بكل المهر ابطال فحقها وابقاء لحقه وفيه ترك المعادلة وهو نوع من الظلم ولا يطلقها
بہنچا ہی اور مہر کی زنجیر سے عورت خاوند کو کہنچتی ہی سو تمام مہر کا بخشنا لینا اوکی حق نفی اور لپٹا حق باقی کہنا ہی اور اس میں بی انصافی اور بے طر کا ظلم ہی اور بی ضرورت
بغير ضرورة الا ان تكون سيئة الخلق فاسدة الدين تاوكة الصلوة لان الطلاق وان كان مباحا لكنه من البغض
بی بی کو طلاق ندی ہاں اگر بد خو بدین بی نماز ہو دی اسلی کہ طلاق اگرچہ مباح ہی پر یہ مباح اسے کی ہاں
المباح عند الله تعالى لما فيه من ايداء للغير ولا يباح ايداء الغير من غير ضرورة الا بمجاناة من جانبها فاذا اعزم
بہت نا پسند ہی اسلی کہ اس میں خیر کی ایدہی اور بی ضرورت کسیکو ایدہی مباح نہیں ہی ہاں اگر اوکی کچھ خطا ہو دی پھر اگر کسی
على تطبيقها بسبب الضرورة ينبغي ان يراعى عدة امور احدها ان يطلقها في طهر او يحاكمها فيه لان الطلاق في الحيض
ضرورت سے طلاق کا ارادہ کری تو لایق یوں ہی کہ کئی باتوں کا لحاظ رکھی ایک یہ کہ اوکو ایسی طہر میں طلاق دلو جس میں جماع نہ کیا ہو اسلی کہ طلاق حیض میں
والطهر الذي جامعها فيه حرام والثاني ان يقتصر على طقة واحدة ولا يجمع الثلث لانه يدعى فيه والطلقة الواحدة
اور جس طہر میں جماع کیا ہو حرام ہی دوسری یہ کہ ایک ہی طلاق پر اکتفا کرے تین طلاق نہ صحیح کر دی اسلی کہ طلاق قبیح ہی اور ایک طلاق میں ہی
بعد انقضاء العدة تغيب المقصود مع انها بعد من الندم لممكنه من التدارك بالرجعة في العدة وتجدد النكاح بعد
بعد گذر جانی عدت کی مقصود حاصل ہو گیا ہی باوجودیکہ ندامت سے بچے ہی کیونکہ عدت کی اندر رجعت سے اور بعد عدت کی از سر نو نکاح سے تدارک کا اختیار
العدة واما اذا طلقها ثلثا فربما يندم ولا يمكنه التدارك الا بالحلة وعقد الحلة منى عنه ويكون هو الساعي فيه
باقی رہتا ہی اور اگر اوکو تین طلاقیں تو بعض وقت شرمسار ہوتا ہی اور اوکا تدارک معن حلالہ کی نہیں ہو سکتا اور عقد طہر منع ہی اور اس عقد کا یہ ہے ہی بی بی
ويحتلج الى الصبر مدة مع كون قلبه معلقا بزوجته الغير يرجو ان يطلقها حتى تعود اليه بعد انقضاء عدتها وكل
اور مدت تک صبر کرنا پڑتا ہی اس حال میں کہ اسکا دل لگیان بی بی کی نگاہ رہتا ہی اس امید پر کہ طلاق دی تو بعد عدت کی میری پاس کو ہی بہت تمام خرابی
فذلك فترة الحزم وفي الواحدة يحصل المقصود من غير محذور والثالث ان ينلطف في تطبيقها من غير عنف ولا استعفاء
طلاق جمع کر نکاح پہل ہی اور ایک طلاق میں بلا کر مہت مقصود حاصل ہوتا ہی اور تیسری یہ کہ طلاق دینی میں لطف برقی خشونت اور حقارت نہ کری

ويطيب قبلها بان يعطيها شيئا زائدا على مهرها على سبيل المتعة وهي درهم وخمس وطلعة عوضا عن ايجاشها
 اورا وسكان دل خوش کردی اسطور که مهری زیاده کچھ جوڑه وغیرہ بطور متعہ کی یعنی کرتا اور دینچہ اور چادرہ وحشت اور خرما کی بدلیہ میں دیدی
 والراجم ان کا یقینی سرہا تھا کہ ان طلقہا علی مال وهو خلع یکرہ لہ ان یاخذ ذلك المال ان كان للشخص من
 اور چوتھی یہ کہ اسکا بھید نہ ظاہر کری پھر اگر کسی مال کی بدلیہ طلاق دی جسی خلع کہتی ہیں تو خاوند کو مکروہ ہی کہ اس مال کو بیلی اگر وہ خود ہی ناساز کاری
 جانبہ لانہ او حشرہا بالاسہال فلا یزید فی ايجاشها یاخذ المال وقد قال الله تعالى وان اردتم استبدال زوجکم
 خاوند کی طرف سے ہی اس کی اس کی جوڑہ کی سی ایک تو رنج دیا پھر اسکا مال لیکر وحشت نہ پڑاوی اور اسے تعالیٰ فرماتا ہی اولگ بدلا جاہو ایک عورت کی جگہ
 زوجہ واتیتم احدہن قطرا فلا تاخذوا منه شیئا فانہ تعالیٰ یغنی عنکم شیئاً من القطار الذی هو المال
 دوسری عورت اور دی چکی ہو ایک تھیر مال تو پھر نہ لو او میں سی کچھ بیشک اللہ تعالیٰ فی قطار میں ہی جو بہت مال ہوتا ہی تھوڑا سا بی بیسی منع کیا ہی
 الكثير فضلا عن الكثير وان كان للشخص من جانبہ یاخذ الزائد علی ما دفع الیہ من المهر ثم انہ ان
 بہت لیکن کا تو کیا بالشی اور اگر ناساز کاری عورت کی جانب سے ہی تو اس میں ہی زیادہ لینا جو مہر او کو دی چکا ہی مکروہ ہی پھر اگر مرد فی
 اگرہا علی الخلع والتمت ان تعطیه مالا الخاوص منہ واسقطت ما علیہ من المهر ونحوہ یقع الطلاق بلا لزوم
 او پھر خلع کی زبردستی کی اور عورت فی اپنا بدلہ چڑھائی کو مان لیا کہ مال دو گنی یا جو خاوند کی ذمہ مہر وغیرہ تھا ساقط کر دیتوہ دن لازم ہونی
 ما التزمته من المال وبلا سقوط ما علیہ من المهر ونحوہ لان الرضا شرط فی لزوم المال وسقوطہ والا کلاہ بعیم
 مال مانی ہوئی کی اور بدول ساقط ہونی مہر وغیرہ کی جو خاوند کی ذمہ تھا طلاق پڑ جاوی گی اس کی کہ مال لازم ہو جائی میں اور ساقط ہونی میں رضامند کھڑے ہی اور
 الرضا علی ما بین فی موضعہ هذا الذی ذکر الی ہنا ما کان علی الزوج من حقوق الزوجة وأما ما کان علی الزوجة
 زبردستی میں رضامندی نہیں ہونی حتیٰ اپنی حکم میں بیان ہو چکا ہی ہاں تک کہ حقوق بیان ہوتی جو بی بی کی جو خاوند کی ذمہ ہیں اور ہی خاوند کی حقوق
 من حقوق الزوج فالقول الشافی فیہ ان النکاح نوع مرق والزوجة مرفیقة الزوج کما قال النبی علیہ السلام
 جو بی بی کی ذمہ ہیں سو قول ثانی اوس میں یہ ہی نہ نکاح غلامی کی قسم ہی اور زوجه خاوند کی لونڈی ہونی تو چنانچہ نبی علیہ السلام فی فرمایا
 النکاح مرق فلینظر احدکم این یضع کفیتہ فانہ علیہ السلام بین فی ہذا الحدیث ان لا احتیاط فی حقہا اھم
 کہ نکاح غلامی ہی سوئم ایکہ لو کہ اپنی عیاری کی کو کہاں دیتی ہو بیشک نبی علیہ السلام فی اس حدیث میں بیان فرمایا کہ عورت کی حق میں احتیاط ضرور ہی
 لکن ہا رقیقۃ بالنکاح لا یخص لها بوجہ من الوجہ الا بتطبیق الزوج وأما الزوج فهو قادس علی الخاوص منہا
 کیونکہ وہ نکاح کی سبب ہی لونڈی ہو جاتی ہی بدول خاوند کی چوڑی کی سبب نہیں چھوڑ سکتی اور مہر خاوند سو طلاق دیکر عورت کی آپ چھوڑ سکتا ہی
 بتطبیقہا فاذا كانت المرأة رقیقة الزوج یلزمہا ان تصبر علی غیرتہ وترجو علی ذلک من اللہ الثواب فان ذلک
 پھر جب عورت خاوند کی لونڈی ہو جاتی تو لازم ہی کہ خاوند کی غیرت پر مبرکری اور پھر اللہ تعالیٰ سی ثواب کی امید وار رہی اور بیشک اسکا یہ ہی
 جہاد ہی ماوردی فی الحدیث ان جہاد المرأة حسن التقبل وهو حسن المعاشرة مع زوجها فعلیہا ان تطیعه فی کل
 جہاد ہی اس کی کہ حدیث میں آیا ہی کہ عورت کا جہاد حسن تقبل ہی یعنی خاوند کی سمانہ نیک گذران پس عورت کی ذمہ ہی کہ خاوند کی اطاعت کری
 ما یامرہا لا معصیۃ فیہ فاذا قد مر فی عظیم حقہ علیہا اخبار کثیرۃ من جملہ ما روى انہ علیہ السلام قال
 جو کئی جہیں گناہ نہ ہو وی اسلوب کی حدیث میں بہت وارد ہوئی ہیں کہ خاوند کا بی بی پر بڑا حق ہی ازان جملہ وہ کہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام فی فرمایا
 لو كنت امرأة احد ان یسجد لاحد امراتہ ان تسجد لزوجہا من عظم حقہ علیہا وقالت عائشۃ انت فتا
 اگر میں کیسے سجدہ کا حکم دیتا کیسے ہی تو البتہ عورت کو حکم دیتا کہ خاوند کو سجدہ کیا کری کیونکہ خاوند کا بی بی پر بڑا حق ہی اور عائشہ رضہ کہتی ہیں ایک جوان عورت
 الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقالت یا نبی اللہ انی فتاة اخطب فاحق الزوج علی الزوجة فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لو
 نبی علیہ السلام کی پاس آئی عرض کیا اے نبی اللہ کی میں جوان عورت ہوں نکاح کیا جاہتی ہوں سو خاوند کا بی بی پر کیا حق ہی پس نبی علیہ السلام فرمایا

كان من قرنه الى قدومه صلياً فحسنته ما دت شكره وقال ابن عباس اتت امرأة الى النبي صلى الله عليه وسلم
اگر خاوند کی سرسری یا تو تکسب پیچ پیچ ہو پھر بی بی چاٹ لی تو ہی اوسکا ٹھکانہ اور ابن عباس کہتی ہیں ایک عورت نبی علیہ السلام کی پاس آئی
وقالت يا نبي الله اني امرأة اثم واني اريد ان اتزوج فاحق الزوج على المرأة فقال النبي عليه السلام من حق الزوج
عرض کیا یا نبی اللہ کی میں عورت بی بی خاوند ہوں میرا ارادہ نکاح کا ہی سو خاوند کا بی بی پر کیا حق ہے نبی علیہ السلام بی فرمایا ایک حق خاوند کا
على المرأة ان ترضعها وهي على ظهر البعير ان لا تنسعه ومن حقه ان لا تعطي شيئاً من بيتها الا باذنه
بی بی پر یہ ہے کہ اگر خاوند اوسکی طرف رغبت کری اور وہ عورت اونٹ کی کمر ہو تو الحاکم کری اور خاوند کا ایک یہہ حق ہے کہ اوسکی گھر میں اوسکی بی بی چاٹ
فان فعلت كان الزوج عليها والاجرة ومن حقه ان لا تصوم تطوعاً الا باذنه فان فعلت جاعت عطشت
کچھ نہ کی اگر دیکھی تو وہ گھبرا ہوگی اور ثواب خاوند کو ہوگا اور اوسکا حق یہہ ہے کہ نفل روزہ اوسکی بی بی اجازت دے گی اگر روزہ رکھی گی تو بہو کی پیاسی ہوگی
ولم يقبل منها ومن حقه ان لا يخرج من بيتها الا باذنه فان فعلت لعنتها الملائكة حتى ترجع الى بيتها وروى
اور قبول نہ ہوگا اور اوسکا حق یہہ ہے کہ اوسکی گھر میں بی بی اجازت باہر نکال دے اگر جاوے گی تو جب تک ہنگو اوسکی کو کوفہ شنی لعنت کی جاوے گی اور روایت ہے
انه عليه السلام قال اني سريت ليلة اسري في امرأة معلقة بلسانها فقلت يا جبريل ما شانها فقال لها
کہ نبی علیہ السلام بی فرمایا کہ معراج کی شب کو میں نے ایک عورت دیکھی کہ زبان کو مڑھو رہی ہیں بی بی پوچھا یا جبریل اسکی کیا خطا ہے عرض کیا یہہ عورت
كانت تؤذي زوجها وجيرانها بلسانها ورايت امرأة اخرى معلقة بتثديها وهي التي ترضع بغير اذن زوجها و
زبان اسی خاوند اور ہمسا یوں کو ستاتی تھی اور ایک اور عورت دیکھی کہ اپنی پستان کھسوٹی ہے وہ ایسی ہی کہ خاوند کی بی بی اجازت دودھ پلا دیتی تھی اور
سريت اخرى معلقة برجلها وهي التي تخرج بغير اذن زوجها ورايت اخرى معلقة ببديها وهي التي تقصد الى زوجها
ایک اور عورت دیکھی کہ اپنی پانچوٹیشی تھی وہ خاوند کی بی بی اجازت کھر می چلی جاتی تھی اور ایک اور دیکھی کہ اپنی آہٹہ کھسوٹی تھی وہ وہ تھی کہ خاوند کا مال خراب کرتی تھی
وروى عن ابى هريرة انه عليه السلام قال اذا دعا الرجل امراته الى فراشه فابت فابت غضبان لعنتها الملائكة
اور ابو ہریرہ سی روایت ہے کہ نبی علیہ السلام بی فرمایا جب کوئی مرد اپنی بی بی کو اپنی بستر پر بلا دے اور وہ عورتی ہر روزہ مڑھو کر سو رہی تو صبح تک فرشتے اکر لعنت
حتى تصبح وفي رواية انه عليه السلام قال والذي نفسي بيده ما من رجل يدعوا امراته الى فراشه فتاى الا
کرتی ہیں اور ایک روایت میں ہے کہ نبی علیہ السلام بی فرمایا قسم اپنی مالک کی کہ جو مرد اپنی بی بی کو اپنی بستر پر بلا دے اور وہ عورتی ہر روزہ مڑھو کر سو رہی تو
كان الذي في السماء سلخاً طليماً حتى يرضع عنها والحاصل ان اللزوم لها ان تطلب رضاه ولا تنسعه نفسها عنه
جو کہ آسمان میں ہی اوس ہی بیزار ہوگا جب تک خاوند راضی ہووی خواصہ یہہ ہے کہ بی بی کو لازم آئے کہ خاوند کی رضا طلب کرتی ہے اور اچھا بھلا احوال کر دے
ولا تغفل بالحيف ولا تؤخر الاجابة بل تطيعه فور طلبه ان كانت طاهرة عن الحيض وما في حال الحيض فحجب
اور حیض کا ہمانہ نہ کری اوسکی حکم پھر پر نہ رکھی بلکہ تڑت کہتی ہی اطاعت کری اگر حیض سی پاک ہووی اور حیض کی حالت میں ایسا حال
عن حالها وتلبس اخلاق ثيابها تقليداً لميل الزوج اليها ويستحب لها اذا دخل وقت الصلوة ان تتوضأ وتجلس في
جناوی اور پرانی کپڑے پہن لی تاکہ خاوند کا دل اور ہر نہ لو بہاوی اور حالت نہ کو مسخ ہے کہ جب نماز کا وقت آوگا تو وضو کر کر کہ میں
مسجد بيتها وتسبح وتهلل قدام الصلوة كي لا يزول عنها عادة العبادة وقد روى انه عليه السلام قال اذا استغفر
نماز کی جیونری پر جتنی دیر نماز کو گنتی ہی سبحان اللہ اور اللہ اللہ اللہ اللہ اگر بی تاکہ عبادت کی عادت نہ جاتی ہے اور روایت ہے کہ نبی علیہ السلام بی فرمایا جب طہر عورت
الحائض في وقت كل صلوة سبعين مرة كتب له الفركة وغفر لها سبعون ذنباً ورفع لها درجة واعطى لها كل
ہر نماز کی وقت ستر بار استغفار پڑھتی ہی تو اوسکو ہزار رکعت کا ثواب ہوتا ہے اور ستر گناہ معاف ہو جاتی ہیں اور اوسکا درجہ بڑھ جاتا ہے اور استغفار کی
حرف من استغفارها نول وكتب بكل حرف في جسدها حج وعمرة وفي غير حال الحيض تلبس احسن ثيابها وتظهر
ہر حرف کی بدلہ نور عطا ہی اور ہر حرف کی رکن کی شہادہ حج اور عمرہ لکھا جاتا ہے اور اگر پاک ہو تو اچھا لباس پہن کر اور جہان تک ہوگی

سنہ
یا زانیہ کی شکار ہو جاتی
سنہ
یا پستان کی شکار ہو جاتی
سنہ
یا پاؤں کی شکار ہو جاتی
یا آہٹہ کی شکار ہو جاتی

المودة الى زوجها ما استطاعت وتكون مقطرة منتظفة في نفسها ومستعدة في الاحوال كلها لاستمتاع الزوج
 خاوند سی پیار خاوند کیا کری اور خوشبو اور پاکیزہ نس اور ہر وقت خاوند کی تمتع کی لٹی جب وہ غنیمت کریا تیار رہ کر
 بها متی شاء وتكون قاعدة في قعر بيتها ملازمة لغيرها من حين رقت اليه الى ان تزف الى القبر ولا تخرج من بيتها
 اور گھر کی اندر تنہا بیٹھی رہ کر ایسے دن سہی کہ خاوند کی ہاں لگتی ہے یا نہ لگتی کہ قہر میں جاوی اور کہ میں ہی خاوند کی بی اجازت
 الا باذن زوجها واذا خرجت باذنه تخرج مخفية في هيئة رثة وتطلب المواضع الخالية دون الشوارع والاسواق
 نہ جایا کری اور اگر اجازت جاوی تو چپ کر بری صورت بنا کر اور ضالی او جاز رستی کو جاوی بڑھ کر اور بازاروں میں کو
 ولا تخرج عطره متبرجة ولا تتحدث مع رجل في الطريق لما روى ان عمر بن الخطاب رضي الله عنه قال لا يخرج من بيتك
 اور خوشبو لگا کر زیب زینت سی نہ جاوی اور رستہ میں کسی مرد سی بات نہ کری کیونکہ رتہ آتی ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ عورت کو مرد سی بات نہ کرنی چاہیے
 فضر بها بالديرة فقال رجل يا امير المؤمنين هي امرأتی فقال له عمر لو كانت امرأتك فلم تدخلها في بيتك
 سود و نو کو تعزیر دی اوس مرد نے عرض کیا یا امیر المؤمنین یہ میری بی بی ہے عمر نے جواب دیا اگر تیری بی بی تو اپنی گھر میں کیوں نہیں بیٹھتا
 حتى لا يراها احد في الطريق ولا تخرج الى الحمام وان اذن لها من زوجها لما روى عن عائشة انه عليه السلام قال الحمام
 تاکہ رستہ میں تجھ پر کوئی نہ دیکھ سکے نہ لی اور حمام میں نہ جاوی اگر چہ خاوند اجازت دیدی کیونکہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا حمام
 حرام على نساء امتي فان اقتضت الضرورة الى دخولها في الحمام لعذر المرض والنفاس بشرط ان تدخل من غير مكان تكون
 میری امت کی عورتوں پر حرام ہے اور اگر بسبب مرض یا نفاس کی حجام میں جائیگی ضرورت آگئی تو شرط یہ ہے کہ اندر سے نہ جاوی اور حجام میں کوئی
 فيه احد من النساء مكشوفة العورة ولا تخرج بزينة فاذا لم يوجد واحد من هذه الشروط لا يحل لها الخروج الى الحمام
 عورت ننگی نہ ہوگی اور سنگار کر نہ لکھی اور ان شرطوں میں سے ایک بھی فوت ہوگی تو حجام میں جانا حلال نہیں ہے
 وكذا لا يحل لها الخروج الى المقابر لما ذكر في نصاب الاحتمساب ان القاضي سئل عن جواد خرج المرأة الى المقابر فقال لا
 اور ایسی ہی عورت کو گورستان میں جانا حلال نہیں کیونکہ نصاب الاحتمساب میں مذکور ہے کہ قاضی سی کہیں پوچھا کیا عورت کو گورستان میں جانا جائز ہے جواب ہاں
 تشل عن الجحيم في مثل هذا وانما سئل عن مقلد لا يحق لها من اللعن فانها لما نوت الخروج كانت في لعنة الله تعالى
 اسباب میں جواد کو کیا پوچھتا ہے یہ پوچھ کہ یہ کتنی لعنت پڑتی ہے کیونکہ عورت جب جانیگا ارادہ کرتی ہے تو خدا کی اور فرشتوں کی
 وملئته واذا خرجت تحفها الشياطين من كل جانب واذا لقت القبر يلعنها روح الميت واذا رجعت كانت في
 لعنت میں ہوتی ہے اور جب چلی تو ہر طرف سے شیطان اسکی ساتھ ہوتی ہیں اور جب قبر پر پہنچی تو مردہ کی روح لعنت کرتی ہے اور جب واپس آتی تو
 لعنة الله تعالى وملئته حتى تعود الى منزلها وفي الخبر ايما امرأة خرجت الى مقبرة يلعنها ملئكة السموات
 اللہ تعالیٰ کی اور فرشتوں کی لعنت میں ہوتی ہے جب تک اپنی گھر میں آئی اور حدیث میں ہے کہ جو عورت گورستان میں جاتی ہے تو اسکو فرشتے ساتوں آسمان
 ولا يرضين السبع وتسبى في لعنة الله تعالى وايما امرأة دعت للميت بخير ولو تخرج من بيتها يعطيها الله تعالى
 اور زمین کی لعنت کرتی ہیں اور خدا کی لعنت میں جاتی ہے اور جو عورت گھر میں بیٹھی ہو کر مردی کی حق میں دعا خیر کرتی ہے تو اسکو اللہ تعالیٰ ثواب حج
 ثواب حجة وعمره وعن سلمان والي هريرة انه عليه السلام ذات يوم خرج من المسجد فوقف على باب ابره فالت
 اور عمر کا ریتا ہے اور سلمان اور ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام ایک روز مسجد سے نکل کر اپنی گھر کی دروازہ پر پہنچ گئے پھر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا
 فاطمة فقال لها من اين جئت قالت خرجت من منزلة فلانة التي هانت فقال عليه السلام هل ذهبت
 آپ نے فرمایا تو کہاں سے آئی عرض کیا تھا میں عورت جو گھر کی ہی تو کی گھر سے آئی ہوں پھر نبی علیہ السلام نے پوچھا کیا وہی قبیلہ ہی گئی تھی
 قبرها قالت معاذ الله افعل بعد ما سمعت منك ما سمعت فقال عليه السلام لم نزلت قبرها لم تر يحيى الحية الجنة
 عرض کیا خدا کی پناہ کیا آپ نے گھر سے ہی ایسا کرتی پھر نبی علیہ السلام نے فرمایا اگر تو اسکی قبر پر جاتی تو جنت کی پناہ سونگتی

وروى عنه عليه السلام لما قدم المدينة خرج الى جنازة فراى النساء يتبعن الجنازة فقال هن اغتسلن معن
 اور روایت ہے کہ جب نبی علیہ السلام مدینہ میں آئے تو ایک جنازہ کی ساتھی تھیں پھر عورتوں کو دیکھا کہ جنازہ کی پیچھی آتی ہیں آپ نے فرمایا کہ یہ کیا تم سب کی ساتھی
 یحییٰ فقلن لا فقال علیہ السلام اتصلین معن یصلی فقلن لا فقال علیہ السلام انصرفن ما زورنات
 جنازہ اور ہٹاؤ گی عرض کیا کہ ہمیں پھر نبی علیہ السلام نے فرمایا کیا تم سب کی ساتھی غازیہ ہو گی عرض کیا کہ نہیں پھر آپ نے فرمایا کہ گنگا بہاؤ کی بیوی ہو کر لی تو آپ نے جاؤ
 غیر ما جورت قل ذلك على ان المرأة لا يباح لها الخروج الى المقبرة ولا تشيع الجنازة بل يكتفي بها ان يكون من ههنا
 اس ہی معلوم ہوا کہ عورت کو گریستان میں جانا جائز نہیں ہے اور نہ جنازہ کی ہمارا جایا کری بلکہ عورت کو لازم ہے کہ تمام ہمت
 اصلا شانهما وتديرن منزلها ولا تدخل في بيت زوجها من يكره دخوله فيه من الرجال والنساء وتقدم حقه على
 اپنا محل درست اور گھر کا کار بار کیا کری اور خاوند کی گھر میں کسی مرد یا عورت کو جسکا آنا خاوند ناپسند کرتا ہو نہ آئی دی اور اپنی اور تمام سکی سود ہو سکی
 حق نفسها وساؤها قاربها ولا ترفع صوتها فوق صوته ولا تجهر له بالقول ولا تكون ضفعتها عن كسبه اذا
 حق پر خاوند کا حق مقدم رکھی اور اپنی آواز خاوند کی آواز پر بلند نہ کری اور خاوند کی پیچھی پیچھ کر نہ لگی اور اپنا خرچ خاوند کی حرام کائی میں سے نہ کری
 كان حراما اذ قل كانت النساء في السلف اذا خرج الرجل من منزله تقبل له امراته وليتة اياك وكسب الحرام فانا
 کیونکہ سلف کی عورتیں ایسی تھیں کہ جب مرد گھر میں سے باہر جاتا تو اسکی جھوٹی بیوی کہہ دیتیں حرام کائی سے بچنے کے لئے ایسی بوکھسے پر صبر ہو سکتا ہی آگے پر
 نصبر على الجوع ولا نصبر على الناس تكون قانعة من زوجهما بارزقه الله تعالى ولا تكلفه ما لا يطيقه ولا تدخل
 صبر نہیں ہو سکتا اور جو خدا تعالیٰ کا خاوند کو رزق دے گی اور وہی اس پر قناعت کری اور خاوند کو طاقت سے زیادہ تکلیف نہ دی اپنی خرچ کا عزم نہ کرے
 عما في امر النفقة بل تكون صابرة متوكلة كما حكى ان رجلا من السلف هم بالسفر ففكره جبين انه سفره فقالوا الزوج
 بلکہ مبرا توکل پر ہی چنانچہ حکایت ہے کہ ایک شخص سلف میں سفر کا ارادہ کیا اس میں کوئی سفر نہ پسنند آیا سمایوں نے اذکی لی لی ہی کہا
 لم ترضين بسفره ولم يدع ذلك نفقة فقالت زوجي عرفته اكل الا وعا عرفت من رزاق بين هب كمال ويبقى
 تو اذکی سفر پر کیوں راضی ہو گئی اور کچھ تیری ہی خرچ نہیں دے جاتا اسکی جواب دیا میں ہو کہہا فی والا جانتی ہوں رزاق نہیں جانتی اور میری ہی رزاق اور ہی ہوا کمال جائیگا
 الرزق ولا تشاخرين العا بل تكون كما روى عن الاصمعي انه قال دخلت البادية فرأيت امرأة من احسن الناس وجهها
 اور رزاق باقی ہی اور اپنی چال پر نہ ناز نہ کیا کری بلکہ ایسی ہی جیسی روایت ہے کہ وہ کہتا ہے کہ میں جنگل میں گیا تو میں ایک عورت نہایت خوبصورت پاس
 تحت رجل قيم الوجه في الغاية فقلت يا عجبا مثلك تحت مثله فقالت يا هذا قد اخطات في قولك لعله احسن
 ایک مرد نہایت بد صورت کی دیہی میں فی کہا کیا عجب ہی تجھسی پر سی ایسی عورت کو وہ بولی اسی شخص تو نے بھیجا کہا شاید کہ اسی اپنی خالق کی
 فيما بينه وبين خالقه فجعلني ثوابه ولعل اسأت فيا بيني وبين خالقي فجعله عقوبتي افلا امرضني الله لي ومما
 کوئی عبادت کی ہی سوچو کہ اسی کی اوس عبادت کا ثوابہ ہر ایسا ہی اور شاید مجھسی اپنی خالق کی کوئی خطا ہو گئی ہی سوا سوکھ میری ہی عذاب مقرر کیا ہی پھر اسے سی
 يجب من حقه علمها ديانته ان تفعل كل خدمة في داخل الدار من الطبخ والغسل والخبز وغسل الثياب وغيرها حتى لو لم تفعل
 کیون نہ پسند کروں اور جو حق خاوند کا لی بی پر از روی دیا نت کی واجب ہی ہے کہ گھر میں تمام کاروبار جیسی سالن روٹی پکانا کپڑی دھو فی وغیرہ کیا کرے یہاں تک کہ اگر کچھ
 شيئا منها تكون آثمة وان لم تجبر عليها وترى تقصيرها في خدمته ولا تسأل طلاقا ضرتها لان لها ما قدر لها ولا
 ہی نہ کری گی تو گنگا بہاؤ کی اگرچہ اس میں کچھ اوپر زور نہیں ہی اور خاوند کی خدمت میں اپنی آپکو مقصر سمجھتی ہی اور اپنی سون کی طلاق خواہش نہ کری کیونکہ جو کئی ہمت
 فتصنع عن تكلم تلك سواها لانه تعالى جعل له ذلك حلالا بشرط العدل حيث قال فانكحوا ما طاب لكم من النساء
 سوچو اور خاوند کو اور تین محل سے منع نہ کری کیونکہ اللہ تعالیٰ اس کو یہ اختیار دیا ہی بشرط عدالت حلال ہی چنانچہ فرمایا ہی تو نکاح کرو جو تمکو خوش آوین عورتیں
 متنى وثلاث وربم فان خفتم الا تعدوا فواحدة وتصبر على غيرة الضرة راجية من الله تعالى الثواب كما ضربت
 دو دو تین تین چار چار پھر اگر ڈرو کہ برابر نہ کہو گی تو ایک ہی اور سوکھن کی رنگ پر صبر کر کہ اللہ تعالیٰ سی امید وار ثواب کی رہی جیسی نبی علیہ السلام کی

والخالد صيفيا وشنتويا والصيفي ما يكون رقيقا يصلي في زمان الحرق الشوق ما يكون شجينا يصلي لدفع البرد ونم يلكن
اور دو اور پنی سی گری جا رہی کی ہن گری کا بار یک ہو جو گرمیوں میں کام آوی اور جاری کا وہ جو کاٹھ ہو جس میں سردی دور ہو اور موزی
الحق والکعبان فلانما يحتاج اليه للخروج وليس على الزوج تقييد أسباب الخروج ولم ينكر السراويل ولا بد منه في الشتاء
اور جوئی کا ذکر نہیں کیا اسلئے کہ حاجت باہر جانکی ہوتی ہی اور خاوند کی ذمہ نہیں ہی کہ باہر پہر لیکھا سامان تیار کیا کری اور اگر کچھ نہ ہو تو نہیں کیا اور ازار جاری ہیں
حتی قال قاضیان فی فتاواه هذا فی عرفهم واما فی دیارنا فیجب السراويل وثياب اخر كالجبة والفراس الذي تبنام عليه
خروجاً یعنی یہاں تک کہ قاضی خان فی اپنی فتاوی میں کہا ہی ہے کہ اونکا چلن ہی اور ہمارا ملک سوارا رہی واجب ہی اور اگر کچھ جیسی جہاں اور چھوٹا جہاں ہو وی
واللحاد وایدفع الحر والدرد ويحب الخادم ما تقيص من الرزق وكسله وخفلاتها محتاج الى الخروج للمصالح الخارجة من الرسالة
اور لحاف اور جس سی گری جا رہا دفع ہو اور خادم کی وہ سبھی تقيص اور ازار اور چادر اور جوئی واجب ہی کیونکہ خادم کو باہر کی کار باری کی واسطی باہر جانی کی حاجت ہی
الى الابوين ونحو ذلك ولا يجب لها الخا لان شعورها ليس بقوة واما السكنى فحقها في الدار بيت على حدة تامة على متاعها
جسلی ہی بلکہ پکاسن بھی اور نہ انکی اور نہ انکی اور نہ ہی واجب نہیں ہی کیونکہ انکی سر کی بل عورت نہیں ہیں اور نہ ہی کاگر سوا اسکا حق اساطہ کی اندر لگے شای ہی نہیں
ولا تستعي عن غيرها في معاشرة زوجها فان كان للزوج احماء من ولدته او اخوت او ولد من غيرها فقالت اجعلني في بيتي
کاگر ہی اور خاوند کی ساتہ رہنی میں غیر سی حیائہ آوی پھر اگر خاوند کی اخیانی بہائی ہوں یا بہن ہو یا اور بی بی کا اولاد ہو اور بی بی کی بھی ہو اور اگر چھوٹے بھائی
كان لها ذلك لانها لاتمن على متاعها وتستعي عن المعاشرة مع زوجها ان كان البيت في الدار واحدا وان كان متعديا
تو بی بی کا حق ہی اسلئے کہ چیز نیست کا در رہنا ہی اور خاوند کی ساتہ رہنی میں حیائی ہی اگر وہ کو ہٹا احاطہ میں ایک ہی ہو وی اور اگر کئی کو ہی ہوں
فاعطاهما بيتا يعشق ويفتر لم يكن لها ان تطلب بيتا اخر ان لم يكن في الدار من احماء الزوج من يؤذيها الا ان يكون
اور کو ایسا کو ہٹا حوالہ کیا جس میں کہوئی بند کر لیا بلکہ شرت اختیار ہو تو اب اسکا حق نہیں کہ اور اگر مانگی اگر کوں احاطہ میں خاوند کی بہائی بند ستا نیولی ہوں مگر اس صورت میں
الزوج يضربها ويؤذيها فشكت الى القاضي ومثلت ان يسكنها بين قوم صالحين يعرفون احسانه واساعته فالقاضي
کہ خاوند کو مارتا اور ستاتا ہو اور وہ قاضی کی ان فریاد کر رہی کہ مجھے انھی صالح قوم میں مکان دی کہ انکی بہلائی برائی دیکھتی رہیں پھر قاضی کو
ان علم ان الامر كما قالت يزجره عن ذلك ويمنعها عن التعدي وان لم يعلم ان الامر كما قالت ينظر الى حيز الدار فان كانوا
اگر یقین ہو کہ عورت سچی ہی تو خاوند کو دھمکاوی اور تعدی ہی منع کر دی اور اگر یقین نہ ہو کہ عورت سچی ہی تو اس کی گہری ہسیاؤں کو دیکھی اگر وہ
قوما صالحين يسكنهم هذا الامر كما قالت فان قالوا ان الامر كما قالت يزجره عن ذلك ويمنعها عن التعدي وان قالوا
قوم صالحون ہوں تو اسنی بہت حال جو عورت بیان کرتی ہی دریافت کری پھر اگر وہ گواہی دیں کہ عورت سچی ہی تو خاوند کو دھمکاوی اور تعدی ہی منع کر دی اگر وہ
ليس الامر كما قالت يتركها في تلك الدار وان لم يكن توافقا صالحين او كانوا يميلون اليه باقره ان يسكنها بين قوم
ہا یہ کہیں کہ عورت سچی نہیں ہی تو اسنی گہری رہی دی اور اگر وہ ہمایہ صالح نہیں ہیں یا خاوند کی طرفدار ہوں تو اس کو حکم دی کہ اس عورت کو صلی دین
صالحين يخبرونه يا احسانه واساعته اذا لم يجد الرجل يتعدى في حق النساء كما روى انه عليه السلام قال الله
مکان بنلاوی کہ وہ پہلی ہی کی خبر کیا کریں اسلئے کہ مرد کو جائز ہی کہ عورتوں کی حق میں تعدی کری اسلئے کہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام فی فرمایا عورتوں کی بابت میں
الله في النساء فانهن عون عندكم اخذتموهن بعهد الله واستحللتم فرجهن بكلمة الله فانه عليه السلام قال
اسلئے کہ وہ سبھی عورتیں تمہاری مددگار ہیں تمہی انکو اللہ کی عہد سی لیا ہی اور اللہ کی کلمہ سی اوکی فرج کین ہیں بیشک نبی علیہ السلام فی اس حدیث میں
اهته في هذا الحديث عن سوا العشرة مع نسائهم لان قوله عليه السلام الله في النساء بمنزلة ان يقال اتقوا الله في
انہی امت کو عورتوں کی ساتہ برعالتی ہی فرمایا ہی اسلئے کہ قول علیہ السلام اللہ فی النساء بمنزلة اس قول ہی عورتوں کی باب میں اسد سی دہو
امر النساء فلا تؤذوهن بالباطل لكن في انهن في ايديكم كالاسارى بل عاشروهن بائع عرفكم اذ قال الله تعالى عاشروهن
سوا نکرنا ہی نہ ستاؤ کیونکہ دی تمہاری قابو میں قید ہوں کی مثال ہیں بلکہ انکی ساتہ نہ ہی سی گزران کرو چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہی اور کہ ان کو عورتوں

الظن وتجنب من یواطن از سر وی ازہ علیہ السلام یحیی ان تلتمع عورت النساء وفي لفظ ان یتمتع النساء فان خیرہ
اور باطن کی تلاش نہ کرے اسلئے کہ روایت ہی نبی علیہ السلام سے ہے کہ عورتوں کی چھٹی باتیں تلاش نہ کریں اور ایک روایت میں ہے کہ عورتوں کی عیب جوئی کریں

الرجل علی اہلہ من غیرہ یمتعہا اللہ تعالیٰ کہا جائے فی الحدیث انہ علیہ السلام قال غیرہ یمتعہا اللہ تعالیٰ
کیونکہ مرد کی غیرت بی بی پر بدون وقوع شعبہ کی اسلئے تعالیٰ کو ناپسند ہے چنانچہ حدیث میں آیا ہے کہ نبی علیہ السلام فی فرمایا ایک غیرت ہے کہ اللہ تعالیٰ کو ناپسند ہے

وہی غیرۃ الرجل علی اہلہ من غیرہ یمتعہا لان ذلك من سوء الظن الذي وقع الذہی عنہ فان بعض الظن اثر واما الغیرۃ
یعنی مرد کی غیرت بی بی پر بدون شعبہ کی کیونکہ یہ صرف بدگمانی ہی جسکی ممانعت واقع ہوئی ہے بیشک بعض گناہ ہیں اور وہی وہ غیرت

فی محالہا فلا بد منها وہی محمودہ لما روی انہ علیہ السلام قال ان اللہ یغار وان المؤمن یغار وغیرۃ اللہ ان یأتی
جو بیشک سرسودہ تو ضرور چاہی اور محمود ہی اسلئے کہ روایت ہے کہ نبی علیہ السلام فی فرمایا بیشک اللہ غیرت کرتا ہے اور مؤمن غیرت کرتا ہے اور اللہ کو غیرت اسپر آتی ہے

المؤمن فاحرمہ اللہ علیہ وفي حدیث اخر انہ علیہ السلام قال انی لغیرہ واما امرء لا یغار الا منکوس القلب الطریقۃ
کہ مؤمن کو ہر حرام کام میں سے لای اور ایک اور حدیث میں ہے کہ نبی علیہ السلام فی فرمایا میں بڑا غیرت والا ہوں اور کون شخص ہے کہ غیرت نہ کرے مگر اندھ کی دل اور وہ طریق

المغنی عن الغیرۃ ان لا یدخل علیہ من رجل ولا یخرجہن الی الطریقۃ بعد من عدم الغیرۃ فیلزم للرجل ان یمنع من رجۃ
کہ بغیر کسی سے بچاوی ہے نہ ہی کہ کوئی مرد انکی پس نہ آئی پاوی اور جوہر میں باہر رستہ پر نہ جائیں کہ کیونکہ عورتوں کا رستہ پر جانا یہی بغیرت ہی سے منع لازم ہے کہ

عن الخروج من البیت ولا یأذن لها بالخروج الا فی مواضع مخصوصۃ وہی ما قال صاحب الخلاصۃ نقلا عن مجموع النوازل
بی کہ کوہر میں سے نہ نکلی دی اور سوا خاص جگہ کی نکلی کی اجازت نہ دی وہ جگہ ہیں جو خاصہ والی فی مجموع النوازل میں سے نقل کی ہیں

یحوز للزوج ان یأذن لها بالخروج الی سبعة مواضع من اذۃ الابوین وعبادتها وتغریبها واحدھا وزیارة المحارم
خاوند کو جائز ہے کہ بی بی کو سات جگہ جائی کی اجازت دی ما باپ کی ملاقات کی بیاہر ہی کو اور دوہ کی یا ایک کی تغریب کو اور محرموں کی ملاقات کو

وبعد بیان هذه السبعة قال فان كانت قابلة او غسالۃ او كان لها حق علی اخرها علیما حق تخرج بالاذن وبغیر اذن
اور یہ سات جگہ بیان کر کر رہا ہے اگر وہ عورت دائمی ہو یا مردہ شو یا اسکا حق کسی پر یا کسی کا حق اسپر آتا ہو تو بااجازت اور بلا اجازت چلی جائے گی

وفیما عد ذلك من زیارة الاجانب وعبادتهم والولیۃ لا یأذن لها ولو اذن وخرجت کانا عاصبین والاذن قد
اور ایسی موقع کی سوا جنہوں کی ملاقات اور بیاہر ہی کو اور ولیہ میں اجازت نہ دی اور اگر خاوند فی اجازت دی اور وہ چلی گئی تو دونوں گنہگار ہونگی اور اجازت بعض

یکون بالسکوت وهو کالقول لان النہی عن المنکر فرض وان ارادت ان تخرج الی مجلس العلم بغیر رضی الزوج لیس لها
وقت خاموشی سے ہی ہو جائی ہی اور یہ خاموشی مانند بولنے کی ہوتی ہی اسلئے کہ ممانعت بری بات سے فرض ہی اور اگر عورت چاہی کہ علم کی مجلس میں بدون مرضی خاوند کی جاوے

ذلك الا ان یقع لها نذرۃ وامتنع الزوج من السؤال لها فیندب یسما الخروج من غیر رضی الزوج لان طلب العلم فیما
نذرہ کو اختیار نہیں ہے ان اوس صورت میں کہ کوئی واقعہ پیش آوے اور خاوند پوچھے کہ بتاؤ بی بی مرضی خاوند کی جائی کی گنجائش ہی اسلئے کہ علم کی تلاش حاجت

یحتاج الیہ فرض علی کل مسلم وصیلة فیقدم علی حق الزوج وان سئل الزوج من العالم واخبر بذلك لا یسما الخروج عن
کی وقت ہر مسلم مرد اور مسلمہ عورت پر فرض ہی سو فرض خاوند کی حق پر مقدم ہے اور اگر خاوند فی عالم سے پوچھے کہ بتاؤ بی بی بیاہر جائی کی گنجائش نہیں ہے اور اگر

لم یقع لها نذرۃ لکن ارادت ان تخرج الی مجلس العلم لتعلم مسئلة من مسائل الوضوء والصلوة ان كان الزوج یحفظ المسائل
او کو کوئی واقعہ نہیں پیش آیا ہر دل چاہتا ہے کہ مجلس علم میں جاوے تاکہ مسائل وضوء اور نماز کی سیکھے بی اب اگر خاوند کو مسائل یاد ہیں

وبین کرها عندہا فہا ان یمنعہا وان كان لا یحفظ فالاولی ان یأذن لها حیثا وان لم یأذن لاشی علیہ ولا یسما
اور اوسکو بتاتا رہتا ہے نہ تو اسکو منع کر سیکے احتیاط ہی اور اگر خاوند کو مسائل نہیں آتی تو اولیٰ یہی کہی کہی اجازت دیا کرے اور اگر اجازت نہ دی تو اسکو پوچھ لیا نہیں ہے اور نذرہ

الخروج علم یقع لها نذرۃ وان خرجت من بیت زوجها بغیر اذنه یلعنہا کل ملک فی السماء وكل شیء تنزل علیہ الا انس والجن
جاساقتی ہی جسکے کوئی واقعہ نہیں آوے اور اگر بی بی خاوند کی گھر میں سے ہی اجازت چلی جاوے تو اسکو پھر تمام فرشتہ آسمان کی اور تمام شی جو رستہ میں آتی ہیں لعنت کرتی

والثالثة ترك الحايبة اذا اراد الزوج الجماع وهي طاهرة والاربعة ترك الصلوة وبمنزلة ترك الصلوة ترك الغسل
 بعد تيسر كنهانتي بوجوه طاهرة جامع في رغبته كرمي اورده عورت پاک ہی ہوا اور چوتھی غار نہ پڑی ہی ہوا اور جنابت اور حیض سے غسل نہ کرنا ہی ناجیم
 عن الجنابة والحیض ثم انه ان اراد ان يتزوج اخرى وعلم انه يعدل بينهما يجوز له ذلك لكن ان لم يفعل فهو حرام
 مقام ترك صلوة کی ہے پھر اگر خلافت دوسرا نکاح کیا جائے اور یقین کرنا ہی کہ دو زمین عدالت کر لگا تو جائز ہی لیکن اگر نکاح کر لگا تو ثواب ہوگا
 لتركه ادخال الغم علیها لاسيما عند كونها امرأة صالحة فان صلاحها نعمة عظيمة لا يكافئها شكر وان خاف ان لا يعدل
 کیونکہ بی بی کو غم ہی بچا یا خاص اس صورت میں کہ بی بی صالحہ ہو کیونکہ اسکا تقویٰ بڑی نعمت ہی اسکا شکراوا نہیں ہو سکتا اور اگر یہ خوف ہو کہ عدالت
 بینہما لا يجوز ان يفعل ذلك لان الله تعالى وان جعل له ذلك فلا بقوله فانكهما اطاب لكم من النساء منثني وثالث
 ذکر سکونگیا تو جائز نہیں کہ دوسرا نکاح کرے اسلی کہ اللہ تعالیٰ فی اگرچہ اسکو حلال تو کیا ہی اس آیت میں سونکھ کر وجو نکو خوش آوین عورتیں دو دو اور تین تین
 وراهم الا انه تعالى عقيب ذلك قال فان خفت من الاتعدلو فواحدة فان من كانت له امرتان او اكثر يشجب عليه
 اور چار چار پر اند تعلق فی اوکی بعد فرمایا ہی پھر اگر محکو در ہو کہ عدالت نہ کر تو بس ایک ہی بیشک جسکی پاس دو عورتیں ہوں یا زیادہ تو اسپر واجب ہی
 ان يقسم ويعدل بينهما سواء كان صحيحا او مريضا فيكون عند كل واحدة منهن يوما وليلة او ثلثة ايام وليلة
 کہ او میں برابر قسم اور عدالت کرے برابر ہی کہ پہلی جنگی ہو یا بیمار پھر ان میں سے ہر ایک کی پاس ایک دن رات یا تین دن تین رات رہے گی
 ولا يقيم عند احد لهن اكثر من ذلك الا باذنهن والتيب والبكر والمراهقة والبالغة والعاقلة والمجنونة والمسلية
 اور کسی پاس اس سے زیادہ نہ پڑے اگر ہی ان اوکی اجازت سے مضائقہ نہیں اور انہ اور کواری اور قریبہ بلوغ اور بالغہ اور ہر شے اور باولی اور مسلمہ
 والكتاتبة والصحيحة والمریضة سواء كانت جديدة بکرا وثیبا فانه ان قام عند الجديدة ثلثة ايام او سبعة
 اور کتابیہ اور تندرست اور بیمار سب برابر ہیں اگرچہ نئی یا پرانہ ہو یا باندہ بیشک اگر خاوند نئی کی پاس تین دن یا سات دن رہے
 ايام يقيم عند الحقيقة مثل ذلك ولا يعيل في بعضهم ما روى انه عليه السلام قال من كانت له امرتان فمال
 توفیق ہی کی پاس ہی و تنہا ہی ہی اور بعضی کی طرف زیادہ میلان نہ کرے اسلی کہ نبی علیہ السلام فی فرمایا ہی جسکی پاس دو عورتیں ہوں پھر ایک کی طرف
 احدهما جاء يوم القيمة واحد شقيقه ساقطه یعنی ان احد جنبیه یكون حجر حاسقا بحيث يراه اهل العرصا
 رغبته کرے تو قیامت کی دن ایسی حالت میں آوے گا کہ اوکا ایک جانب گری ہوگی یعنی اوکی کروٹ ایسی خمی گری ہوگی کہ اہل عرصہ سے دیکھیں گی
 ليكون له هذا زيادة في التعذيب فان الاقتصار اشد العذاب لكن ينبغي ان يعلم ان القسم والعدل انما يجب
 تاکہ یہ رسوائی اور زیادہ عذاب ہووی کیونکہ رسوائی میں سخت تر عذاب ہوتا ہی لیکن یاد رکھنی کی بات ہی کہ قسم اور عدالت یہ ہی خراج دینی میں رہے
 في العطاء والمبيت دون الحد والوقاع لان الحب لا يدخل تحت الاختيار والوقاع يمتنع على النشاط فلا يقدر على التمسك
 اور رسوائی میں واجب ہی محبت میں اور جماع میں واجب نہیں اسلی کہ محبت اختیاری نہیں ہوتی اور جماع نشاط دلی پر موقوف ہی انہیں برابر ہی کی قدرت نہیں
 فيما لم يروى انه عليه السلام كان يقسم بين نسائه ويعدل ثم يقول اللهم هذا قسمي فيما املك فلا تلمني فيما املك
 ہی اسوا علی کہ نبی علیہ السلام اپنی ازواج میں قسم اور عدالت کیا کرتی تھ کہتی باقی مجھسی یہ ہو سکتا ہی جسکے مجھی خنیا رہی سو مجھ کو کشت کرنا
 ولا املك قیل امر ابد الحب لان عائشة كانت احب نسائه اليه وكانت سائر نسائه يعرف ذلك الا انه عليه السلام
 جس میں مختار ہی اور میں مختار نہیں کہتی ہیں کہ اس سے محبت مرادی اسلی کہ عائشہ کو سب ازواج سے زیادہ ترجیح نہیں اور نام ازواج کہ یہ حال معلوم تھا لیکن نبی علیہ السلام
 كان يقسم ويعدل في العطاء والمبيت حتى في مرضه الذي توفي فيه آدموى انه عليه السلام كان يطاف به
 دینی میں اور سنت کی رہی کہ قسم و عدالت کیا کرتی تھی یہاں کہ مرض الموت میں ہی اسلی کہ وہ آیت ہی کہ نبی علیہ السلام کو مرض کی اند پھر دوا دینا ہی بہا کر لی
 محمولا في مرضه كل يوم وليلة فيبيت عند كل واحدة منهن وكان يقول اين انا هذا اين انا هذا ففعلت اذ واجهته انه يريد
 تھی پھر شہ کو ہر ایک کی ان سا کرتی اور پوچھا کرتی کل کہاں کی باری ہی کل کہاں کی باری ہی اس سے ہی ازواج سمجھ گھٹن کہ عائشہ کی باری

وضبطها على حسب محاورات أهل اللسان وأبرزها في حلقها مع اختصارها كالترجمة القلمية للقرآن ثم عد إليه عند كتابته للطبع بالنظر المكرر لأن كل تكرار تقر في جملة محاوراته المستعان كما ترى الانقاس وقلوب نوع الانسان بسط الله نور فضله على القسوسين مادام بقاء السموات والأرضين فحقق المشتاقين بغيرهم وتيسر الطالبين منيتهم فيادروا إليه أيها المشتاقون لعلمكم بعد أيام لا تجدون وقد نزل عند طبعه بكتابة كاتبه **محمد منصور علي** اليوسفي البصري الذي كثر في الحنفى عفى الله عنه الولي جعل الله الخلق منتفعاً به أنه قريب مجيب وتوفيق الأباله عليه توكلت واليه انيبت فطعت تاريخ طبعه في جلاء النور من حجاز الطبع اعفى هذا الكتاب بالأسرار ينبغي ان يكون في الافاق كالسراج المنير للاخبار عام خفي يليفه من ان **أقرعه هتمم عجيب** لا يزال

فرايل الاغلاط كتاب محال السال

صفحة	سطر	غلط	صحيح	ص	غ	ص	ص	غ	ص	صفحة	س	غ	صحيح
٢	٢	سعادتمند	سعادتمند	٢٣	٢١	جميع	٩٩	٢٠	جاني	١٢٠	٢٣	متيقضا	متيقضا
٤	١٣	احسن	احسن	٢٣	١٤	لم يخر	١٠١	٢١	كي	١٣١	٢٥	تذكر	تذكر
١٠	١٤	الظلمات	الظلمات	٢٩	٢٣	نور	١٠٢	٢٠	سني	٢٩	٢٩	سنة	سنة
١١	٢٠	وصورها	وصورها	٥٦	٣٢	نور	١٠٥	٩	دي	١٣٧	١٤	احد	احد
١١	٣	كي	كي	٥٩	١٩	سني	١٠٦	٢٨	علم	١٣٩	١٣	بيد	بيد
١٣	٢٩	الحكام	الحكام	٥٩	١٩	سني	١٠٦	٢٨	علم	١٣٩	١٣	بيد	بيد
١٣	٢٨	سزا	سزا	٥٩	١٩	سني	١٠٦	٢٨	علم	١٣٩	١٣	بيد	بيد
١٣	٣٢	توجه	توجه	٥٩	١٩	سني	١٠٦	٢٨	علم	١٣٩	١٣	بيد	بيد
١٣	٢	جاني	جاني	٥٩	١٩	سني	١٠٦	٢٨	علم	١٣٩	١٣	بيد	بيد
١٣	١٥	الابام	الابام	٥٩	١٩	سني	١٠٦	٢٨	علم	١٣٩	١٣	بيد	بيد
١٥	٢٢	تلكف	تلكف	٥٩	١٩	سني	١٠٦	٢٨	علم	١٣٩	١٣	بيد	بيد
١٤	١١	زلا	زلا	٥٩	١٩	سني	١٠٦	٢٨	علم	١٣٩	١٣	بيد	بيد
١٤	٢٠	كركاد	كركاد	٥٩	١٩	سني	١٠٦	٢٨	علم	١٣٩	١٣	بيد	بيد
١٩	١	من داخل	من داخل	٥٩	١٩	سني	١٠٦	٢٨	علم	١٣٩	١٣	بيد	بيد
٢٠	٢٢	هوتي	هوتي	٥٩	١٩	سني	١٠٦	٢٨	علم	١٣٩	١٣	بيد	بيد
٢٣	٢٠	شخص	شخص	٥٩	١٩	سني	١٠٦	٢٨	علم	١٣٩	١٣	بيد	بيد
٢٤	٣١	لمرف	لمرف	٥٩	١٩	سني	١٠٦	٢٨	علم	١٣٩	١٣	بيد	بيد
٢٤	٢٧	حكم	حكم	٥٩	١٩	سني	١٠٦	٢٨	علم	١٣٩	١٣	بيد	بيد
٢٤	٩	يقضى	يقضى	٥٩	١٩	سني	١٠٦	٢٨	علم	١٣٩	١٣	بيد	بيد
٢٤	١٦	عقل	عقل	٥٩	١٩	سني	١٠٦	٢٨	علم	١٣٩	١٣	بيد	بيد
٢٤	١٤	هم	هم	٥٩	١٩	سني	١٠٦	٢٨	علم	١٣٩	١٣	بيد	بيد
٢٤	٢٩	فيا	فيا	٥٩	١٩	سني	١٠٦	٢٨	علم	١٣٩	١٣	بيد	بيد

To: www.al-mostafa.com